طلسم ہوش رُبا

جلد پنجم حصّہ دوم

انجش اورینٹل پبلک لائبریری۔ پٹنہ

जमित
12/5/91

तिलस्म होशरुबा खण्ड - ५ (ब)

लेखक - सैय्यद मुहम्मद हुसैन
प्रकाशक - खुदा बक्स ओरिन्टल पब्लिक लाइब्रेरी
पटना

कीमत - 100/=

طلسمِ ہوشربا

جلد پنجم حصّہ دوم

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ

تقسیم کار :

مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی 110025

صدر دفتر :

مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی 110025

شاخیں :

مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی 110006

مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ، پرنسس بلڈنگ، بمبئی 110003

مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ، یونیورسٹی مارکیٹ، علیگڑھ 202001

اشاعت : ۱۹۸۸ء

قیمت : سَو روپے

لبرٹی آرٹ پریس (پروپرائٹر مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ)، پٹودی ہاؤس نئی دہلی سے طبع ہوا

پیشگفتار

داستان امیر حمزہ صاحبقران،
جس کے آٹھ دفتر ہیں۔ دفتر پنجم
طلسم ہوشربا
جو کل داستان امیر حمزہ کی جان ہے
اور، جس کی سات جلدیں ہیں
اس کی اوّل چار جلدوں کا ترجمہ منشی محمد حسین جاہ مرحوم نے
اور، آخری تین جلدوں کا ترجمہ منشی احمد حسین قمر نے فرمایا
——— طلسم ہوشربا (طبع سوم)، ۵/۱، 'خاتمۃ الطبع' از جانب مطبع/۲۶۴

آٹھ دفتروں کی چھیالیس جلدوں پر مشتمل تقریباً پچاس ہزار صفحات پر پھیلی داستان امیر حمزہ کا یہ پانچواں دفتر 'طلسم ہوشربا' جو قریب دس ہزار صفحات پر پھیلا ہوا اردو زبان کا طویل ترین نثری شاہکار ہے جسے اردو کی اپنی چیز اور خالص تصنیف ہونے کے باوجود اس کے لکھنے والے (کبھی کبھی بہک جانے کی بات اور ہے!) خاکساری اور انکساری سے ترجمہ ہی کہتے رہے!! اور جو ۱۹ ویں صدی میں اس طویل داستانی سلسلہ کی شائع ہوکر منظر عام پر آنے والی پہلی کتاب ہے، پیش خدمت ہے۔

طلسم ہوشربا، جس کا محض نام ہی ہمیں ایک ایک طلسمی دنیا میں لے جاتا ہے، اس معنی میں اردو نثر کا شاہکار ہے کہ اردو میں اتنے وسیع اور متنوع پیمانہ پر نثر کا احتمال کسی دوسری جگہ نہیں ہوتا ——— اور نہ اتنے بڑے پیمانے پر رزم (= حمزہ وغیرہ) بزم (= عاشقی وغیرہ) اور عیاریاں (= عمرو وغیرہ) کہیں اور مل سکیں گی۔

آٹھ دفتری داستان امیر حمزہ کے اس پانچویں دفتر یعنی 'طلسم ہوشربا' کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ داستان کے بقیہ سات دفتروں کی تو تھوڑی بہت، فارسی بنیادیں مل جاتی ہیں ——— لیکن دفتر پنجم یعنی طلسم ہوشربا خالص ہندستانی تخلیق ٹھہرتی ہے، اور اس لحاظ سے ہندستان کو اردو زبان کا ایک نادر تحفہ، جس کا پہلا ڈھانچہ سن ستاون سے قبل رام پور میں میر احمد علی نے کھڑا کیا، اور جسے ان کے بعد اگلی پیڑھی کے انبا پرشاد (شاگرد میر احمد علی) نے (اس سماعی روایت کو) اور مضبوط کیا اور پھر ان کے بیٹے غلام رضا نے 'سمع' کو 'بصر' میں ڈھال کے سنی جانے والی داستان کو پڑھی جانے والی کتاب میں ڈھال دیا جو چودہ جلدوں میں، غیر مطبوعہ، رضا لائبریری رام پور میں موجود ہے۔

طلسم ہوشربا اصلاً سات بلکہ آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے (کہ جلد ۵ کے ۲ حصّے ہیں) اور ۲ جلدیں مزید، 'بقیہ طلسم ہوشربا

کی آئیں، اس طرح اس کی کل دس جلدیں ہوتی ہیں۔ گویا پوری ۴۶ جلدی داستان حمزہ کہ دس فیصدی ایک چوتھائی سے کچھ ہی کم حصّے پر ہوش ربا حاوی ہے۔ یہ دو داستان گویوں کا کارنامہ ہے: محمد حسین جاہ نے اولیں چار جلدیں لکھیں احمد حسین قمر نے بقیہ ساری جلدیں تمام کیں۔ یہ داستانیں لکھی بعد میں گئیں، سنائی پہلے! اس لیے لکھت میں آنے سے قبل ہی مشہور ہو جاتیں اور لکھ جانے کے بعد بھی سنائے جانے میں زیادہ فرق نہیں آیا۔ داستان امیر حمزہ، اور اس داستانی سلسلے کی اہم ترین کڑی طلسم ہوش ربا کو، اردو میں جتنا پڑھا گیا، اور جتنا سنا گیا، اردو کی کوئی اور تخیل تخلیق، اس اعتبار سے، اس کے نصف قد کو بھی نہیں پہنچی۔ عوام الناس سے لیکر نوابوں اور بادشاہوں تک، غربا سے امرا تک، شعرا ادبا تک (مرزا غالب بھی!) سب اس کی زلف کے اسیر تھے! پہلی جنگ اور پھر دوسری جنگ عظیم تک یہ محیطِ کُل کی روایت کسی نہ کسی طور جاری رہی اگرچہ پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے درمیانی عرصے میں گھٹیا درجہ پر ندیم صہبائی فیروز پوری، اونچے درجہ پر ظفر عمر (بہرام کی گرفتاری، نیلی چھتری وغیرہ) اور خالص ترجمہ کے درجہ پر تیرتھ رام فیروز پوری خاموشی سے طلسم کی جگہ لیتے چلے گئے! فرصت اور مہلت کے اوقات سکڑ رہے تھے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سننے سنانے سے زیادہ اب پڑھنے کا دور حاوی آچکا تھا۔ تاہم وہ کرشمہ زائیاں اور سحر طرازیاں، وہ تخیل کی آزاد اڑان، وہ نیکی اور بدی سے ملی جلی زندگی کا تنوع اور اس میں ہیرو کی حیرت ناک غیر معمولی بہادری اور ذہانت اور ان کے بل پر اعلیٰ ترین کامرانی ——— اس سب کو دیکھنے کی خو تو تھی ہی، وہ داستان امیر حمزہ نہ سہی تیرتھ رام فیروز پوری کے اسرار دربار لندن اور گردش آفاق کا ترجمہ سلسلہ سہی ابہرام کے کارنامے ہی سہی! وقت سکڑ رہا تھا اس کے ساتھ حجم بھی سکڑتا رہا۔ یہاں تک کہ آزادی کے بعد وہ سیل بیکراں 'جاسوسی دنیا' اور 'طلسمی دنیا' جیسی جوے کم آب میں سمٹ آیا۔ 'طلسمی دنیا' مقبول نہو سکا کہ وقت جو بدل چکا تھا اس کا اندازہ اس کے سنبھالکوں کو نہو سکا۔ 'جاسوسی دنیا' البتہ اتنا ہی مقبول رہا جیسا اپنے زمانے میں طلسم ہوش ربا تھا، اور یہ مقبولیت اس درجہ پر رہی کہ ابن صفی کے انتقال کو کئی سال گزر گئے لیکن پھر بھی 'جاسوسی دنیا' ابھی ایک دو سال قبل تک اسی پابندی کے ساتھ ماہنامہ کی شکل میں پرانے شماروں کو چھاپا اور دھوم دھام سے فروخت ہوتا رہا ہے ——— اور سر حد پار متعدد مقبول ڈائجسٹ 'جاسوسی دنیا' کی پوری پوری کہانیاں اپنے یہاں تمام وکمال یا قسط وار دیتے رہتے ہیں۔ کسی نہ کسی طور تحیر زائی اور اس میں انسانی دلچسپی اسی طرح نئے نئے نقش بناتی رہی ہے!

ہند ایرانی کلچر کی جو باقیات بیسویں صدی کے اوائل تک جتنی اور جس حد تک محفوظ رہ گئی تھیں، ہوش ربا میں اس کلچر کے تقریباً ہر پہلو کی جھلکیاں مل جاتی ہیں۔ یہ کلچر جو ہند آریائی تہذیب کے دو دھاروں ملن تھا۔ عیسیٰ سے گیارہ بارہ سو سال پہلے کا دھارا اور عیسیٰ سے گیارہ بارہ سو سال بعد کا دھارا: جس میں دونوں نے اپنی اپنی حسین ترین روایتوں کو ہم آمیز کر کے دنیا کے ایک شکیل ترین تہذیبی آمیزہ کو جنم دیا ہو شوربا میں عالمی تاریخ و تہذیب کی اس خوبصورت یادگار کو بڑی تفصیل سے دیکھا جا سکتا ہے۔ اس دور کی تہذیب، سماج، اور زبان ان تینوں کے مطالعہ کے لیے ہوش ربا ایک قیمتی خزانہ ہے۔



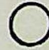
طلسمِ ہوشربا کا رشتہ اردو داستان کے رشتہ سے فارسی داستانِ امیر حمزہ صاحبقراں (= قصۂ امیر حمزہ = حمزہ نامہ = رموزِ حمزہ = اسمار الحمزہ) سے جوڑا جاتا ہے۔ جو روایۃً "تو فیضی کی طرف منسوب کی جاتی رہی ہے لیکن جو واقعتہً" فیضی سے قبل ہمایوں (م ۹۶۳ھ) کے عہد میں بھی موجود تھی اور اس دھوم دھام سے موجود تھی کہ ہمایوں نے اس عہد کے بہترین ایرانی فنکاروں کو اُسے مصوّر کرنے پر مقرر کیا، اور پھر اکبر کے عہد میں یہ کام انجام کو پہنچا (اس مصوّر حمزہ نامہ کے منتشر اوراق چند سال قبل آسٹریا سے طبع ہو چکے ہیں۔ یہ اشاعت صرف تصاویر پر مشتمل ہے اور متن سے عاری ہے) (مصوری پر جو مواد سامنے آیا ہے اس میں آسانی سے یہ تذکرہ مل جاتا ہے۔ اکبر کے عہد میں مغل مصوری اپنے عروج کو پہنچی ہوئی تھی ہندستانی اور ایرانی مصوروں کر فنِ مصوری نے جو شاہ کار تخلیق کر رہے تھے ان میں حمزہ نامہ بھی شامل ہے۔ اور ان میں خدا بخش لائبریری کا تاریخ خاندانِ تیموریہ کا مصوّر نسخہ بھی شامل ہے جو مصوری کی دنیا کا تاج محل کہلاتا ہے ——— یعنی قدیم زمانے کے حمزہ نامہ کو اکبر کے عہد میں بس مصوّر کیا گیا! اور یہ جو فیضی کا نام بار بار اس کے مصنّف کی حیثیت سے آتا رہا ہے تو عین ممکن ہے کہ جس طرح تاریخ خاندانِ تیموریہ میں قدیم تر تاریخوں سے مدد لیکر تاریخی متن بھی شامل رکھا گیا اسی طرح حمزہ نامہ کو دوبارہ لکھا گیا ہو اور لکھنے میں فیضی شامل رہے ہوں)۔ اتنی اہمیت جس داستان کو عہدِ ہمایوں میں حاصل ہو جائے، تو وہ جو ایک دوسری روایت کے مطابق اسے عہدِ تغلق کی چیز کہا گیا ہے، اور ایک تیسری روایت کے مطابق عہدِ غزنوی کی چیز ——— تو کوئی عجب نہیں کہ یہ سچ مچ اتنی ہی قدیم رہی ہو۔ فی الحال تو بس اتنا ہی کہا جا سکتا ہے کہ خدا بخش لائبریری میں ایک داستان فارسی میں **زبدۃ الرموز** کے نام سے موجود ہے جس کے مولف حاجی قصہ خواں ہمدانی نے ۱۰۲۲ھ/۱۶۱۳ء میں ——— حیدرآباد پہنچ کر اسے عبداللہ قطب شاہ کے لیے لکھا ——— لکھتے وقت ہمدانی کے پاس داستانِ حمزہ کے کئی نسخے تھے جن میں ابوالمعالی نیشاپوری، جلال بلخی، اور سلطان حسین مشتاقی کے فارسی ورژن قابلِ ذکر ہیں۔ یعنی داستان کے متعدد نسخے ۱۶۱۲ء سے قبل بھی موجود تھے۔

داستانِ امیر حمزہ فارسی میں جو بھی ملتی ہے ایک جلد میں یا چھوٹی چھوٹی دو جلدوں میں دستیاب ہے۔[1] اردو میں بھی یہ داستان فورٹ ولیم کالج کے توسط سے، خلیل علی خاں اشک کے قلم سے (۱۸۰۱ء)، ایک ہی حصّہ میں آ گئی۔ نصف صدی بعد امان علی خاں غالب لکھنوی نے (۱۸۵۵ء میں) اپنا ورژن اردو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اس آخر الذکر کو یا دونوں ورژنوں کو سامنے رکھ کر مطبع نولکشور نے عبداللہ بلگرامی کے قلم سے تیسرا ورژن (۱۸۷۱ء) پیش کیا جو معمولی ترمیموں کے ساتھ پہلے سید تصدق حسین

۱۔ رموزِ حمزہ تہران سے بھی شائع ہوئی اور نولکشور سے بھی۔ حال ہی میں تہران سے 'قصہ حمزہ یا حمزہ نامہ' بھی (مرتبہ جعفر شعار) معمولی ضخامت کی دو جلدوں میں شائع ہوا ہے، جو ایک قول کے مطابق، تہران سے ۱۲۷۴ھ میں سات جلدوں میں چھپا (خدا بخش کیٹلاگ ۱۸۱/۸) خدا بخش کیٹلاگر کو غلط فہمی ہوئی، یہ سات جلدیں نہیں سات حصّے تھے جو دو جلدوں میں سما گئے ہیں۔

رضوی ایڈیشن (۱۸۸۷ء) کی شکل میں، اور پھر آخری بار عبدالباری آسی (م ۱۹۴۵ء) ایڈیشن کی صورت میں سامنے آیا۔

پنچ تنتر/ کلیلہ و دمنہ/ انوارِ سہیلی اور الف لیلیٰ کے نمونے سامنے تھے ہی؛ کہانی میں کہانی سننے کے لیے داستان طرازی کا مزاج کافی تھا۔ محلوں کے تھکے ہارے مکینوں کو اپنی آنکھیں تھکانے اور اپنا ذہن خرچنے کی کیا ضرورت، جب وہ کسی دوسرے کی زبان اور ذہن کچھ دیر کے لیے خرید کے ایک داستان سن کے خوابِ خرگوش میں چلے جاتے تھے۔ محلوں سے ہوتی یہ داستانیں شارع شدہ گلیوں اور گھروں تک پہنچتی گئیں، اور داستان گو اعلیٰ اور ادنیٰ دونوں طبقوں کے مذاق کا خیال رکھتا ہوا کلی پھندنے لگاتا چلا گیا۔ تاہم یہ کہنے اور سننے کی حد تک محدود داستانیں سننے سنانے میں ایک محلّے یا ایک شہر تک ہی محدود رہتی! مطبع والوں نے اندازہ لگالیا کہ انھیں چھاپ دیا جائے تو اس میں دلچسپی لینے والوں کا جو وسیع تر متنوع حلقہ موجود ہے اُسے اس کی من چاہی چیز ملے گی تو وہ اس کا بہتر بدل دے گا (جس پر دنیا چل رہی ہے یعنی مالی منفعت!)۔ چنانچہ داستان گویوں کو داستان نویسوں میں تبدیل کر دیا گیا اور داستان امیر حمزہ کی مختصر سی ایک جلد ۴۶ ضخیم جلدوں میں ڈھلتی چلی گئی۔ داستان گو (جو اب داستان نویس تھے) اُسے ترجمہ بھی کہتے رہے (کہ رشتہ ماضی سے رکھنا اس عہد کا شیوہ تھا) تصنیف بھی (کہ واقعۃً تو یہ تصنیف ہی تھی!)۔



طلسم ہوشربا تصنیف ہے ترجمہ نہیں! طلسم ہوشربا، داستان امیر حمزہ کا ایک حصّہ بتایا جاتا رہا ہے۔ اور خود داستان ——— ایک قدیم تر فارسی قصّہ داستان امیر حمزہ سے ماخوذ بتائی جاتی رہی جبکہ ——— کوئی ایسی قدیم فارسی داستان امیر حمزہ دستیاب نہیں، موجودہ ضخیم داستان امیر حمزہ اردو جس کا ترجمہ قرار دی جا سکے ——— اور کوئی فارسی یا اردو داستان امیر حمزہ ایسی موجود نہیں کہ طلسم ہوشربا جس کا ترجمہ کہی جا سکے بجز اس کے کہ داستان امیر حمزہ اردو اس نام کی قدیم فارسی داستان کا چربہ ہے یا اسے اپنا سرچشمہ بنایا ہے ——— اور طلسم ہوشربا قدیم داستان یا اردو داستان سے مستفاد ہے تو محض اس حد تک کہ ناموں میں خاصا اشتراک ہے اور، کارناموں میں بھی جا بجا اشتراک ہے۔

دراصل اردو والوں نے عظیم تر ادبیات فارسی سے ناتا جوڑنے کی کوشش میں یہ کہنے میں فخر محسوس کیا کہ وہ طلسم خود تصنیف نہیں کر رہے، بلکہ داستان کے ایک اسی نام کے حصّے کا ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔ تاہم چونکہ یہ امر خلاف واقع تھا اس لیے ایک ہی سانس میں اسے ترجمے کے ساتھ تصنیف بھی قرار دیتے رہے۔ اس میں ان طلسم کاروں کے ساتھ مطبع کے کارپردازوں اور مالکوں کو بھی برابر کا یا کچھ زیادہ ہی دخل رہا جنھوں نے اسے بھی اپنی بزنس یا تجارتی گر کا حصّہ جانا کہ فارسی والوں سے رشتہ ظاہر کیا جاتا رہے کہ انیسویں صدی کے اواخر تک تنہا اردو میں وہ عظمت نہیں تھی جو فارسی کے نام سے وابستگی میں پیدا ہو جاتی تھی۔ ورنہ یہ سب کیا تھا کہ تسلسل

کے ساتھ، بلکہ فقہی اصطلاح میں تواتر کے ساتھ، یہ روایت لکھنؤ اور دہلی دونوں میں عام ہے کہ بڑے داستان گو لکھتے نہیں تھے سناتے تھے ـــــ لکھنے والے 'کاتب'، اسے سن کے لکھتے جاتے تھے۔ اور پھر، جب بھی کچھ چھپ کر آتا تھا تو مصنف پوری خاکساری سے اور طابع پوری تاجرانہ دانشوری کے ساتھ اس کارنامے کو تصنیف کے ساتھ ساتھ 'ترجمہ' بھی لکھ دیتا تھا۔

تصنیف کو ترجمہ کہہ کر پچھلوں سے رشتہ جوڑنے کی کوشش دراصل اس وقت کی ایک اہم قدر کا شریفانہ اظہار تھی کہ کسی سے کچھ لو تو احسان کا تقاضا ہے اس سے زیادہ بتاؤ جتنا اس کا حق ہے۔ اگر پچھلوں نے کوئی طلسم ہوشربا لکھی تھی تو وہ اگلوں کے لیے انسپریشن تو بہر حال بنی: اس کے کردار لیے، اس کے عیّار لیے، اور بھی کچھ باتیں آٹے میں نمک کے طور سے لے لیں۔ اب اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ وہ اصل ۲۵ صفحے کی داستان ترجمے میں نو دس ہزار صفحوں پر پھیل گئی۔ اگر خیال اصلاً پیشرو کا ہے تو اس پر چاہے ایک پوری عمارت کی تعمیر ہو جائے، عمارت کا نام اس خیال آفریں کے نام پر ہی رہے: ایسی قدریں، اب اس عہد میں، جب پیشروؤں کے پورے پورے افکار بس رواپنے ناموں میں ٹانک لیتے ہیں، سمجھ میں آ بھی تو نہیں سکتیں!

جن پیشرو داستان نویسوں کے نام طلسم ہوشربا کے 'مترجم مصنفوں' نے لکھے ہیں وہ پرانے زمانے کے فیضی اور نئے عہد کے انبہ پرشاد، غلام رضا اور میر احمد علی ہیں۔ یہ بھی صحیح ہے کہ میر احمد علی اور انبہ پرشاد کی روایت سے' انبہ پرشاد کے بیٹے غلام رضا کی تصنیف کردہ طلسم ہوشربا چودہ جلدوں میں 'طلسم باطن ہوشربا اور طلسم ہوشربا ے باطن کے نام سے رام پور میں **مخطوطہ** کی صورت میں محفوظ ہے۔ **یعنی** اردو میں یہ داستان ایسی ہی ضخامت کے ساتھ قبلاً وجود میں آ چکی تھی۔ لیکن جس طرح ان لوگوں نے بھی 'اصل فارسی' کو اپنا سرچشمہ بنایا تھا، مطبوعہ طلسم ہوشربا کے مصنفوں نے بھی 'اصل فارسی' کو اپنا ماخذ قرار دیا، یہ اور بات ہے کہ دونوں کا سرچشمہ یا ماخذ محض ایک خیالی وجود ہے یا 'اقلیدس کا ایک فرضی نقطہ' جو زیادہ سے زیادہ پھیل سکا تو نیشنل لائبریری کے بوہار کلیکشن کے 'قصہ فیلسوف' تک، جسے فہرست نگار (عبدالمقتدر) نے ہوشربا دالاقصہ ٹھہرایا، جو صحیح بات نہیں!

داستان امیر حمزہ، رموز حمزہ، قصۂ امیر حمزہ، اسمار الحمزہ، حمزہ نامہ، زبدۃ الرموز کہیں بھی طلسم ہوشربا کا نشان نہیں ملتا۔ دراصل یہ فارسی میں تھی ہی نہیں۔ اسے تو میر احمد علی اور میر قاسم علی اور ان کے شاگردوں نے اردو ہی میں لکھا۔ یہ اس کا پہلا نقش تھا اور رام پور میں یہ داستانیں ۱۸۴۰ء ـ ۱۸۶۵ء کے درمیان لکھی گئیں، جو نولکشور سے قبل کی بات ہے۔ خود احمد حسین قمر نے اس کا اعتراف کیا ہے (ہوشربا ۵: ۲/ ۶۲۷) کہ مصنف اول احمد علی ہیں۔



وہ مشہور روسی حکایت آپ تک بھی پہنچی ہو گی جس میں مہم جو جب ساری منزلیں سر کر کے اس چٹان تک پہنچ جاتا ہے جہاں

اب وہ بسہولت اپنا نام لکھ کر بقائے دوام کی ضمانت حاصل کر سکتا ہے تو اُسے وہاں یہ لکھا ہوا نظر آتا ہے کہ ناموں کے لیے مخصوص ساری جگہ بھر چکی ہے، اب مزید گنجائش نہیں۔ لکھنا چاہو تو بیشک لکھ سکتے ہو لیکن بس آخری نام کھرچ کے! اس ہدایت نامہ میں یہ بات محذوف تھی کہ یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا کہ تمہارے بعد آنیوالا بالکل اسی طرح تمہارا نام کھرچ کے اپنا نام لکھتا جائے گا اور اس کے بعد اس کا نام کوئی اور کھرچے گا اور اس کے بعد...۔

ہماری اقدار ایک ایک کر کے ریزہ ریزہ بکھر رہی ہیں۔ ایک اعلیٰ قدر کبھی یہ بھی رہی تھی کہ گزرے ہوؤں کے نیک نام کو ضائع نہ کرو ('نام نیک رفتگاں ضائع مکن')، شعر کے دوسرے حصہ میں ایک لالچ بھی دیا گیا ہے (کاش نہ دیا گیا ہوتا!) کہ جانے والوں کا نام قائم رکھو گے تو آنے والے تمہارا نام بھی بچالیں گے ('تا بماند نام نیک برقرار')۔ اقوام متحدہ کے سربراہ اور عظیم صوفی ہیمرشیلڈ کی وہ دلدوز چیخ آج بھی کانوں میں گونج رہی ہے کہ آخر نام میں کیا رکھا ہے! آخر ہم سب کی یہ کوشش کیا ہے؟ کہ جب ہم دنیا سے گزر جائیں تو زندوں کے خیالات بار بار ہمارے نام کے گرد گھومتے رہیں! ہمارا نام! اپنے نام ابدیت سے تو ہم بچ بھی نہیں سکتے۔ ہماری زندگی اور ہمارے اعمال کے نتائج کھرچے تو نہیں جا سکتے! نہ انہیں امتیاز یا نشانات ملنے سے روکا جا سکتا ہے!! وہ عزت کا باعث ہوں یا شرمندگی کا!!!

کسی گزرے ہوئے کا نام ضائع مت کرو، کوئی پچھلا نام کھرچو مت، مت کھرچو، کہ تمہارا نام وہاں آجائے! بالآخر تو تم بھی کھرچ دیے جاؤ گے!!

کتنے ہی معاملوں میں ہمارے پیشرو ہم سے بہت بڑے تھے زیادہ خوش نصیب تھے، (مثلاً یہی کہ ان کے پاس وقت بہت تھا) طلسم ہوشربا کا خصوصاً اور داستان امیر حمزہ اور بوستان خیال وغیرہ کا عموماً جیسا تفصیلی مطالعہ ان لوگوں نے کیا اور اپنے مطالعہ کے جو نتائج قلمبند کیے وہ آج بھی اہمیت رکھتے ہیں۔

ان داستانوں کا دور بظاہر گزر چکا۔ ہمارے معاصروں میں بس شاید دس پندرہ لکھنے والوں نے یہ داستانیں الف سے یے تک پڑھی ہوں! اتنا ہی بہت ہے ہمارے لیے کہ کسی نے بھی، ادب دوستی میں، اتنی فرصت تو نکالی! اور، شکرگزار ہونا چاہیے ہمیں ان محسنوں کا، جنھوں نے ہم پر روشن کیا کہ چالیس پچاس ہزار صفحات پر پھیلے ہوئے ان 'خاکساران جہاں' فنکاروں کو حقارت سے نہ دیکھیں، کون جانے کب اس گرد میں سے کسی سوار، کسی شہسوار، کا چہرہ چمک اٹھے!

قبلاً، کوئی کسی موضوع پر اچھا کام کر چکا ہو تو اس سے بہتر خراج تحسین اور کوئی ہے بھی نہیں جس کی طرح ہم نے ڈالی ہے؛ اس طور پر کہ پیشروؤں نے فنی داستان گوئی پر، داستان امیر حمزہ پر اور خصوصاً طلسم ہوشربا پر جو کچھ لکھا ہے اس کا متعلقہ حصہ طلسم ہوشربا کے اس خدابخش ایڈیشن کے ساتھ اقتباساً یکجا کر دیا جائے: پہلے تنقیدی اور تحسینی تحریریں ہوں جس سے

قاری موضوع سے قریب ہوتا چلا جائے ؛ درمیان میں 'برزخی' تحریریں ہوں، جن میں تحسین کے ساتھ تحقیق بھی جڑی ہوئی ہے؛ اور آخر میں خالص تحقیقی تحریریں!

سو، یہ تحسینی، تنقیدی اور تحقیقی تحریریں مصنفوں کیلئے شکر گزاری کے ساتھ مقدمہ طلسم ہوشربا کے طور سے پیش کی جا رہی ہیں۔



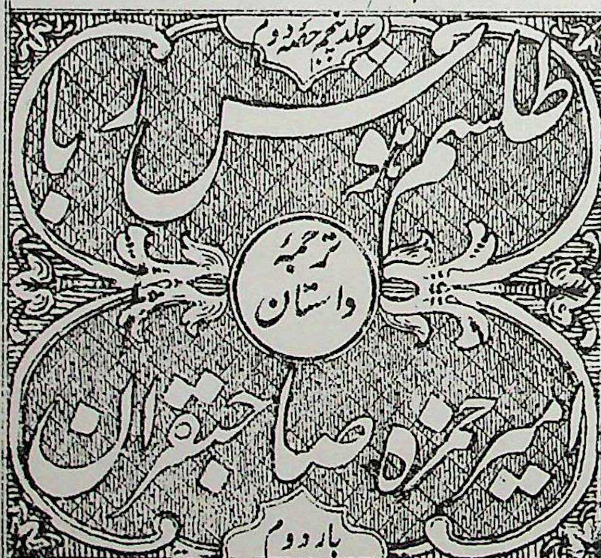
تہذیب سماج اور زبان ـــــ تینوں کے مطالعہ کے لیے طلسم ہوشربا ایک اہم مأخذ ہے۔ تہذیب اور سماج کو کچھ آپ خود تلاش کرلیں، کچھ ہم مدد کرتے ہیں!

زبان ایک سماجی عمل بھی ہے تہذیبی وسیلۂ اظہار بھی۔ اس کے پیش نظر لفظیات کی شکل میں بازیافت کی ایک کوشش کی گئی ہے: یہ فرہنگ نہیں، یہ فرہنگ کا بدل بھی نہیں ہے۔ یہ صرف جاتے ہوئے زمانے کو لفظوں کے واسطے سے اسیر کرنے کی ایک آرزو ہے جسے صفحہ صفحہ اور سطر سطر تلاش کر کے یکجا کر دیا گیا ہے کہ ان لفظوں، محاوروں، اصطلاحوں اور استعمالوں کے آئینہ میں بیسویں صدی کے اوائل تک کا رواجِ عام اور اس کے توسط سے، ممکن حد تک، وہ تہذیب اور سماج سامنے آجائے جسے تاریخ سے زیادہ معتبر اور بے بدل صورت میں ادب محفوظ رکھتا جاتا ہے! لفظیاتِ طلسم ہوشربا کو مقدمۂ طلسم ہوشربا کی مانند مستقل بالذات الگ جلد کی صورت میں شائع کیا جا رہا ہے اس امید کے ساتھ کہ یہ دونوں ساتھی جلدیں اپنی حقیر جسامت کے باوجود متن کی دیو قامت جلدوں کے مطالعہ کی راہیں روشن کرنے میں معاون ہوں گی۔

ـــــ عابد رضا بیدار

بہین چمن پیرائی کون و مکان کار فرمای ماشاء اللہ کان

افسانہ دلپذیر و قصہ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر و ہوش ربائی جادو
تقریر نو عروس کلام زیباد نوطرز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزا عنے



تصنیف ناظم و نثار زمان داستان گوی شیرین بیان سخن سنج مصائب خوان
پسندیدہ مجالس امیران در یکسان سر آمد اہل فن رشک اہل ہنر جناب منشی احمد حسین صاحب قمر

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ میں بحلیہ طبع محلی ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ثنائے خالق اکرم بانی بنائے طلسم عالم منشی لوح و قلم صانع صنعت آدم حی و قدیر سمیع و بصیر علیم و خبیر رزّاق مطلق شاہ و نقیر نظم مصنف

فتاح و علیم و ربِّ اکرم
رزّاق و رحیم ہی تری ذات
ای خالق و قادر توانا
عصیان کے حجاب سے مفر دے

از کُن شدہ خلق جملہ عالم
کیا غم کہ کریم ہی تری ذات
عالم مین نہین شریک تیرا
دامن گلِ آرزو سے بھر دے

افلاک و زمین و کوہ و دریا
ای مدرکِ وحی سائرِ غیب
مجھ عاجز و خستہ کی مدد کر
ای ذرہ نواز اس قمر پر

اک حکم سے سب بنے ہے یہ ہیر
ای حاکم خالق لاریب
عصیان کے حجاب سے ہون مضطر
جلدی اب مہر کی نظر کر

نعت جناب اشرف انبیا محبوب خدا صاحب قاب قوسین او ادنیٰ اعنی جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نظم مصنف

ای شاہد طبع ناز دکھلا
روشن کن شمع خانۂ دین
معراج ہوئی تری زینتِ زین
روشن ہے یہ معجزہ جہان پر
سُن اسری ای حبیبِ داور

غمزے بڑھ بڑھ کے آج کرنا
مہرِ افلاک غرق تمکین
ادنےٰ رتبہ ہے قاب قوسین
دو ٹکڑے کیا قمر برابر
ہی بار گنہ کا میرے سر پر
ہر دل نے کہا جو یا محمد

لکھ نعت رسول با کرامت
محبوب خدا لقب ہی تیرا
پردے پردے کے وہ مطالب
مجھ عاجز و خستہ کی زبان کیا
عصیان کے عذاب سے بچالے
سب مشکلین ہو گئین ہین رد

تو بادۂ گلشن رسالت
واجب سب پر ادب ہی تیرا
ظاہر کیے حق نے سب مراتب
نکتہ جو تری صفت مین لکھتا
کس غم سے ہین میرے لب نالے

منقبت جناب حیدر کرار وصی احمد مختار زوج زہرائے نامدار باب شبیر و شبر کنندۂ باب خیبر مظہر العجائب و مظہر الغرائب غالب کل غالب علی ابن ابی طالب ع از نظم مصنف

ای ساقی آفتاب صورت
دل مین جب بلطف می سمایا
حیدر صفدر لقب ہی تیرا
جلوہ ہر رنگ مین دکھایا
جس جمع ہوے تھے جل کے ناری
یوسف کا بھی تذکرہ ہی روشن
نام آیا زبان پر علی ع کا
کیا کوئی لکھے گا زور حیدر ع
مرحب سا وہ دیو خوک پیکر
پیدا ہوے کعبہ مین بصد جاہ
کام آتے ہین یہ مصیبتون مین

ہو شرب شراب مثل شربت
ساقی کوثر کا یاد آیا
اعلی سے نسب ہی تیرا
سلمان کو شیر سے بچایا
آفت مین پھنسے خلیل باری
بھائی انکے ہوے جو دشمن
تاریک کنوان تھا قصر زیبا
اس باب مین ہی گواہ خیبر
اک حملہ مین دو ہوا برابر
یہ نور ہین کبریا کے واللہ
حیدر ہین شریک آفتون مین

مینائے قلم ہی بر سر جوش
اس ساقی آفتاب ضو کا
تجھ سا نہوا نہو گا نامی
ظاہر مین ہوے بھی تھے نہ پیدا
اس نام کا دھیان آگیا جب
دل مین انکے یہی سمایا
اس درجہ رجوع کی بصد جاہ
زور دست ید اللّٰہی پر
شہرے ہین جہان مین طاقتون کے
دوش احمد پہ پانون رکھکر
ای چرخ نبی ص کے بدر کامل

کر دے مئی سرخوشی سے مدہوش
ہون دل سے مین مبتلا و شیدا
معراج مین تھے نبی کے حامی
جس وقت یہ معجزہ دکھایا
آتش گلزار ہو گئی سب
اس ماہ کو چاہ مین گرایا
آخر ہوے مصر کے شہنشاہ
آگہ جبرئیل کے ہین شہپر
سکتے ہین تری شجاعتون کے
کعبہ سے کیا بتون کو باہر
آسان ہو قمر کی جلد مشکل

التماس بخدمت ناظرین و مشتاقین والاتمکین حصہ اول جلد پنجم طلسم ہوش ربا اس مقام پر ختم ہوا کہ صاحبقران زمان قلعہ آہن حصار کو فتح کر کے طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوے ہین بمقابلہ سعد بن قباد بمدد سلیمان عنبرین مو کے کوہی فردکش ہی نامہ افراسیاب جادو کو بہ طلب مدد بھیجا ہی اسد نامدار باغ سیماب سے آوارہ ہو کر ایک جانب جاتے ہین خواجہ عمرو ایک سمت بدحواس پریشان چلے ہین برق و ضرغام آوارۂ دشت مصیبت و محنت افراسیاب خانہ خراب باغ سیماب سے لوح لے کر ششدر و مضطر طرف کوہ بلور کے جاتا ہی ان سب کے حالات اپنے اپنے مقام پر تحریر ہونگے

آغاز داستان شوکت بیان اول ہنر بر دشت جرأت یکہ تاز میدان جلالت برہم زن لشکر ساحران نبیرۂ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی و حال خیریت مآل گوہر بے بہائے قلزم طراری نہنگ بحر زخار عیاری خنجر گزار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کا پہونچنا شہر داؤدیہ مین و عشق ملکہ لالان خون قبا دختر خداوند داؤد سے و ذکر حصول لوح بہ عیاری خواجہ عمرو - ساقی نامہ مصنف

کہ مہر ہی تو ای ساقی لاجواب
قمر کو ہوئی خواہش آفتاب
ترے میکدے مین جو کاہش ہوئی
شراب مضامین کی خواہش ہوئی

مجھے جام صہبائے گلگون پلا — کھلے غنچۂ باغ حیرت فزا
مئے ارغوانی پلا ساقیا — نیا رنگ مضمون کھا ساقیا
پلا دے جو اک جام ای گلعذار — کھلے دفتر نظم باغ و بہار
ہر اک حرف ہو غنچۂ دلستان — ہر اک نقطہ خال رخ مہوشان
چمن سے مشابہ ہو بین السطور — کشش ہو ہر اک حرف کی زلف حور
تجلی طبع قمر دیکھ لین — اب اس بے ہنر کا ہنر دیکھ لین

شراب کہن مین نیا لطف ہی — بھلا میکدے مین یہ کیا لطف ہی
شراب مصفا کی ہی جستجو — پلا جلد اے ساقی ماہرو
عبارات رنگین کا ہو انتظام — ہر اک جا پہ ہون چست فقرے تمام
وہ اس گلشن نظم مین گل کھلین — کہ خار الم باغیون کو ملین
دکھاؤن وہ مین نظم کا بوستان — کھلین سبز بختان باغ جہان
دکھائین مضامین وہ گلزاریان — ہون خوش ہمصفیران باغ جنان

جہرہ رہ نوردان غریب الوطن وطی کنندگان صحرائے خارستان رنج و محن صعوبت زدگان جادۂ مصیبت و گم کردگان راہ منازل محنت حال حیرت مآل مسافر شہرادہ وحیران بے سروسامان یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف متانت شعاران فرخندہ پی رہ عشق کرتے ہین یون سر سے طی اول دو کلمۂ افراسیاب بیان ہوتے ہین جبکہ افراسیاب لوح طلسم ہوش ربا لے کر برسر کوہ بلور پہونچا ملکہ حیرت و مصور و صورت نگار و سرمایۂ برف انداز مع ابریق کوہ شگاف وغیرہ چالیس سردار پاس افراسیاب کے پہونچے ملکہ حیرت نے دیکھا افراسیاب گھبرایا ہوا ماتھے پر پسینہ زرہ پارہ پارہ گریبان تا بدامن چاک چہرے پر خاک حیرت کمر سے لپٹ گئی کہا اے شہنشاہ جلد حال باغ سیماب بیان کیجیے باغ سیماب مین اسد اُڑ کر پہونچ گیا افراسیاب نے کہا اے ملکہ عالم مخمور و بہار و باغبان مرجلے شکست کراتے ہوئے اس راہ ہول خیز کے بند وبست کرتے ہوے باغ سیماب مین پہونچے ذکر لڑائی کا بہت طول طویل ہی اسکے بیان کرنے کی کیا سبیل ہی سیماب خوب لڑا مخمور و بہار و باغبان و بران وغیرہ کو سحر سے بیہوش کیا کوکب نے آکر سیماب کو مارا طلسم کشا قریب گلدستون کے پہونچ چکا تھا جا کر مین نے لوح کو لیا اس حال کو دیکھکر مین ایسا گھبرایا طلسم کشا کو ایک ہاتھ تلوار کا نہ مار سکا بالتصریح پھر بیان کرونگا اب سب صاحب یہ تبلائین کہ لوح طلسمی کو کسکے سپرد کرون سیماب ایسا خیر خواہ کہان سے لاؤن سیماب میری محبت مین کشتہ ہوا ایسا دوست صادق کیمیا ہی دنیا کی خاک چھانونگا ایسا ہوس محبت نپاؤنگا اپنی اپنی ہوا فق عقل کے سب نے کہا مگر صورت نگار جادو زوجہ مصور نے جواب دیا اے شہنشاہ وہ صلاح تبلاؤن کہ اگر سامری و جمشید قصد کرین لوح نہ پاسکین دیو میرا خداوند داؤد ساحر اتنا بڑا ہی کہ آپ کو کتاب سامری بنا کر دیا ہی اگر وہ قبول کرے اور لوح اپنے پاس رکھ لے خداوند ہی تمہارا ہمارا پیدا کرنے والا ہی اگر اسکے دل مین آجائیگا لوح طلسم کو عرش علی پہ بھجوا دیگا فرشتون کے پاس رکھے گا سب کچھ اسکے اختیار مین ہی مسلمان دنیا کی خاک چھانین گے آسمان پر کیونکر جائینگے فرشتون کو کہان سے پائینگے تڑپ تڑپ کے مرجائینگے اس فصاحت و بلاغت سے ملکہ صورت نگار نے سامنے افراسیاب کے بیان کیا کہ افراسیاب نے کہا اے صورت نگار بات تو معقول کہی مگر اسکو امورات خدائی سے کب

مہلت ہی صورت نگار نے کہا آپ اسی مقام پر تشریف رکھیے اول عرضی لکھیے اگر وہ قبول فرمائین تو ہم اور آپ لوح لے کر جائین زیارت سے بھی مشرف ہون لوح اُنکے سپرد کرین مدت سے آپ گئے بھی نہین ہین عمر بھی بڑھوالین گے مسلمانون سے لڑائی ہی جان کا خوف بھی رہتا ہی جب خداوند عمر بڑھا کر لوح محفوظ پر وہ سن تحریر کر دینگے پھر کوئی مسلمان ہمکو نہ مار سکیگا افراسیاب کو یہ باتین بہت پسند آئین جواب دیا ای قدرت کی بھاوج کیا معقول بات کہی ہی مگر احتیاط واجب و لازم ہی ایسا نہو کہ کسی طور سے ساربان زادہ دربار مین خداوند کے پہونچ جائے عرضی لیکر عیار پہچان جائین لکر ایک کے بعد ایک دربار خداوندی کو اچھی طرح دیکھ آئین کہ ادراُس دربار مین کوئی عیار تو نہین پہونچا صورت نگار نے کہا کہ بہت مناسب ہی افراسیاب نے اپنے ہاتھ سے ایک عرضی لکھی اول القاب خداوندی بعد اُسکے یہ تحریر تھا اشعار مصنف

ہو یہ مقبول عرض پردازی	اپنے بندے کی ہو سرافرازی	کہ خداوند عرض ہو یہ قبول	بندۂ خاص سامری ہو ملول
وقت امداد و دستگیری ہی	آپ کی دی ہوئی امیری ہی	اہل اسلام سرکشی پر ہین	آپ ہی اب معین و یاور ہین

یہ عرضی خدمت فیضدرجت مین پہونچتی ہی امیدوار ہون کہ لوح طلسمی قبول فرمایئے اپنی خدمت مین رکھیے مین خود لوح لیکر حاضر ہون زیارت سے مشرف ہون حال مصیبت اپنا بیان کرون آپکا بندۂ قدیم کوکب روشن ضمیر دشمن ہوگیا ہی لونڈیان غلام سب بگڑ گئے طلسم کشا کو تا باغ سیماب پہونچایا مگر یہ بندہ حقیر آپ کا ڈر بھر کر لوح طلسمی لایا آج دو دن سے کوہ بلور پر حاضر ہون بخوف عیاران لوح لیے بیٹھا ہون مشکل آسان کیجیے مجبس رنج والم سے نجات دیجیے یہ سب مضمون لکھکر صرصر شمشیر زن کو عرضی دی کہا دربار خداوندی مین جاؤ اپنی آنکھ سے وہان کا حال دیکھ آؤ ایک ایک امیر و وزیر مشیر و خدمتگار رعد بدار وغیرہ کو دیکھنا عرض کی ایسا ہی ہوگا صرصر شمشیر زن بانداے عیاری سے آراستہ ہوکر طرف ملک داؤدیہ کے روانہ ہوئی بعد جانے ملکہ شمشیر زن کے افراسیاب نے برائے انتظام و احتیاط عبا رفتار کمند انداز کو بھی اسی مضمون کی عرضی دی زبانی بھی سمجھا دیا کہ بخوبی وہان کا حال دیکھنا صبا رفتار بھی طرف ملک داؤدیہ کے چلی ان دونون کو راہ مین چھوڑیے اب دو کلمۂ داستان اسد عالی ذات و خواجہ عمرو نامدار ملحوظ خاطر ناظرین ہون کہ شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی باغ سیماب سے طعن و تشنیع خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سُنکر مضطر و پریشان آنکھون سے اشک حسرت جاری ایک جانب چل نکلا مگر دل سے کہتا ہی ای اسد نامدار خواجہ عمرو نے بہت بجا ارشاد فرمایا مین بداقبال ہون لوح کے سامنے پہونچا افسوس ہی نہ لے سکا افراسیاب کو ہاے مین کیون نہ لپٹ پڑا وہ ساحر تھا مجکو مار ڈالتا مجھ ایسے بدنصیب کا مرنا بہتر تھا اب چلکر کسی مقام پر جان دیکر اپنا خون اپنی گردن پر لین اب روے سیاہ خواجہ عمرو کو نہ دکھلاؤنگا ای اسد انصاف شرط ہی خواجہ عمرو نے کیا کیا جانبازی کی مین فتاح طلسم نہین ہون فتح طلسم کی تدبیر تو خواجہ عمرو

کر رہے ہین ہر مقام پر جان دیدینے کا قصد کیا خدا نے انکو بچایا پروردگار ایسا سامان کرے مجھ بدنصیب کا خاتمہ ہو وہ خدمت مین باباجان کی پہونچ جائین یقین ہی مادر مہربان جناب ملکہ رہبیدہ شیر گیر دختر بلند اختر امیر با توقیر حق شیر بحل کرونگی دو چار دن رونینگی آخر دل بہل جائیگا ای اسد بڑا افسوس یہ ہی کہ ہمارا لخت جگر نور نظر شاہزادہ غضنفر بھی اسی طلسم مین آگیا ہی ہمارے انتقال کی خبر سنکر افراسیاب سے لڑیگا مگر وہ بیچارہ کمسن کیا کرسکیگا افراسیاب گرگ باران دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ بادشاہ طلسم ہوشربا سحر و ساحری مین یکتا فوج لشکر بے انتہا وزیر مشیر سب صاحبان تدبیر خواجہ عمرو کا یہ کلیجہ تھا سالہا سال اُس ملعون سے لڑے کیسے کیسے گھمسان کے معرکے پڑے کسکی مجال ہی کہ افراسیاب سے لڑسکے کون ایسا ساحر ہی جو اُسکے سامنے ٹہر سکے پس وہ بیچارہ غضنفر کیا لڑیگا ہزار مکرو فریب سے اُسکو افراسیاب پکڑ لیگا ان خیالات مین ملکہ جبین کا بھی خیال آیا بے اختیار یہ اشعار زبان پر لایا

اشعار مصنف

ادبار نے سب طرف سے گھیرا
ہی خوف کہ راستہ نہ بھٹکون
جنگل کہ بھی ہی غبار ہم سے
کانٹے تلوون کو چومتے ہین
آنکھون مین جہان ہی تیرہ و تار
ایذا سہین کب تلک یہ کیا ہی
کب کا یہ عوض لیا ہی ظالم

تنہائی ہی میری حال پریشان
پس ماندہ کاروان ہون ای شوق
ذرے مرے سر چڑہے ہین آکر
دشمن کی بھی دوستی ستم ہی
عریانی ہی بسکہ جامۂ تن
کیون آبنا مجھے ستار کہا ہی

مین صورت رہزن ہون پشیمان
بتلا تو کہ مین کہان ہون ای شوق
خوش ہین مجھے خاک مین ملا کر
یہ اور بھی میرے حق مین سم ہی
خنگل دیتا ہی اپنا دامن
کیون دل کو مرے کہار کہا ہی

اقبال نے جب سے منھ کو پھیرا
کب تک چشم فلک مین کھٹکون
گھیرا ہی حصار گرد غم سے
گرد اپنے بگولے گھومتے ہین
ہر گام پہ دیتے ہین خلش خار
کہتا کبھی ای فلک یہ کیا ہی
مین نے ترا کیا کیا ہی ظالم

خار الم دل مین کھٹکتا ہوا سر پٹکتا ہوا ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچا ایک جانب دریائے قہار ایک سمت کوہ فلک شکوہ کنارے دریا کے یہ آوارۂ دشت مصیبت و سرگشتہ وادی بلا و محنت ریسایۂ نخل مٹیھا اس سوچ مین کہ پہاڑ پر چڑھ جاؤن سختی اٹھاؤن اپنے کو دریا مین گرا دون بحر زخار مین ڈوب جیسکی آبروریزی ہو چکی ہو اُسکے واسطے یہی بہتر ہی نہنگان دریا کا طعمہ ہون اس خیال مین اسد غازی کی نظر طرف صحرائے سبزہ زار کے اُٹھ گئی آفت دیدہ ہجران کشیدہ جان سے بیزار مجبور و ناچار دل مین یاد دلدار ملک الموت کا سامنا مونس نہ ہمدم شباب مین جان دینے کا غم دیکھا صنعت باغبان قضا و قدر سے وہ جنگل رشک گلشن ہی کہین لالہ باد ل داغدار کہین کوڑیالا کھلا ہوا ہواے سرد عیسی دم مسیح نفس چل رہی ہی نظم

زاہد کی جو وہ ہوا ہو فرحت
ابر و گل و سبزہ طرب ریسا
دل مین ہوئی اپنے جاے صحرا

کا ہے کو رہے ہولے جنت
افلاک و زمین سرور انگیز
زنجیر بنی ہواے صحرا

اور سبزہ و فور ابر و باران
کھینچا ہی ہوا نے دامن دل
رخسار زمین پہ سبزہ ہر سو

ہنگامۂ عید بادہ خواران
بھڑکی تپ شوق گلخن دل
ریحان خط عذار گلرو

ازبسکہ ہی سبزہ جلوہ آرا	ہی خاک طلسم چرخ خضرا

ہر مرتبہ شاہزادہ قصد کرتا ہی پہاڑ پر چڑھ جاؤن مگر موت بھی محافظ و نگہبان ہی زندگی دامن تھامے ہی دام حسرت و یاس مین شاہزادہ مبتلا ہی کبھی روتا ہی کبھی ہنستا ہی سراپا زخمی باغ سیماب مین انتہا کی تلوار چلی تھی ملول رنجور خانہ ہاے زرہ قطرہ ہاے خون سے معمور مرنے کی خواہش فراق مہ جبین الماس پوش کی کاہش رنگ رو متغیر متفکر متحیر نالان بیقرار نہ دوست نہ مونس نہ غمگسار بے مادر و پدر گاہے یہ خیال دلپر کہ افسوس دریاے طلسم مین اگر گوہر مراد ملا یا شاہزادہ بدیع الزمان اپنے مامون جان کو نہ چھوڑا یہ حسرت لیکر پردۂ دنیا سے چلے شاہزادہ اس خیال محال مین سر زانوے تفکر پر جھکا لے رو رہا ہی کہ دریا مین دور سے ایک مور پنکھی پیدا ہوئی کنارے کنارے آتی ہی ایک شامیانہ نہایت عمدہ اُسپر استادہ مسند پر ایک پریزاد گرد چند نازنینان جبین با لخفین قوم کی بنتہ نشین زربفت کے لہنگے چندریان اوڑھے ہوے زیور عمدہ زیب جسم ڈانڈین نہری روپہلی تالی ہم سے مور پنکھی کو کھیتی ہوئی چلی آتی ہین صاحب خانہ کی نگاہ جمال خورشید مثال اسد نامدار پر پڑی دیکھا ایک شیر دلیر دریا سے خون مین نہایا ہوا زرہ پارہ پارہ جوشنون کے تار کٹے ہوے سپر کے پھول مرجھائے ہوے آئینہ عارض سے حیرانی رنگ لف شبگون سے پریشانی مگر سطوت صولت رعب دبدبہ تہور شجاعت آشکار شل جاکران کشتون ملول غمگین ہر سمت نگران ابیات

بیٹھا تھا وہ جانشین مجنون	حیران و ملول و خوار و محزون
یہ جلوۂ حسن ناتوانی	زیبا اُسے لاف لن ترانی
لٹکے ہوے سر سے بال اُسکے	تھے ضعف سے کیا وبال اُسکے
بس اک سر مو کو جھاڑیے گر	پیدا ہووے زمین دیگر
سب حال جبین کی جبین سے ظاہر	قسمت کا لکھا جبین سے ظاہر
آنکھیں ہیں سبب سر شک گلگون	جون جام سر شہید پر خون
آنکھون مین اشک جو بھر آئے	وہ گریہ کے ساتھ باہر آئے
ہین ورنہ سیاہ پیرہن کیون	ہین دست ثمرہ سے سینہ زن کیون
جاری ہی جو متصل سدا خون	شاید دل زار کا ہوا خون

کیا تن تہ خاک اللہ اللہ	کیا صورت پاک اللہ اللہ
تشریح کا وہ صفحہ وہ تن زار	ہر ہر رگ و پے غرض نمودار
وہ بال کہ زیب بخش سر تھے	آلودۂ خاک کس قدر تھے
سر پر گل داغ یون نمودار	جون لالہ ہو زیب بخش دستار
حیران سا چہرہ آئینہ وار	مُنھ زرد برنگ زعفران زار
مژگان موے سر شہیدان	یا خار کہ دل مین تھے وہ پنہان
ظاہر رُخ پر ملک سے ہی غم	ہی اُنکو مگر کسی کا ماتم
پر غم ہی تو انکو کسکا ہی غم	ماتم ہی تو ہی یہ کس کا ماتم

اس شہنشاہ خوبی رنگ و بوے گل حدیقہ محبوبی کی نگاہ جو جمال اسد نوجوان پر پڑی بیساختہ مُنھ سے آہ نکلگئی قلب تھرایا حال زار اسد دیکھکر پسینہ آگیا بمشکل ضبط کیا ناگن جادو نامے وزیرزادی پہلو مین بیٹھی ہی ہمدم ہمراز ساتھ کھیل کر پرورش پائی ہی اُسکی جانب دیکھکر کہا کیون وزیرزادی یہ جو بیچارہ غریب یکہ و تنہا اس صحراے پربلا مین بیٹھا ہی کسی کی تلاش مین گھر سے نکلا ہی نظم

بیوجہ کہان یہ ماجرا ہی	یون بھی یہ قلق کہین ہوا ہی
اللہ ری نگاہ حسرت آلود	دل خون کن آہ حسرت آلود
ہی کچھ تو کہ ہی کچھ اور ہی طور	کچھ تو ہی کہ ہی نظر ہی کچھ اور
انداز نگاہ چشم حیران	جون طرۂ خم بخم پریشان

وہ کان کہ دو جلاجل غم ‏| وہ کان کہ برگ نخل ماتم ‏| لخت دل چاک گوشوارہ ‏| ہمہ برگ عذار پارہ پارہ

بینی ہی کہ شمع بزم ماتم ‏| لب یا مہ عشرہ کا محرم ‏| سینہ فگار ہی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ دل بھی واغدار رہے

تشنۂ غربت سے مبہوت لبون پر مہر سکوت ایسے کلمات حسرت دیکھکر وہ رشک قمر بیتاب ہوئی دید روے محبوب جان کو عذاب ہوئی کھینے والیون سے کہا جلد کشتی کنارے لیچلو جب تک ملکہ کشتی سے اُترے یہ حیرتی آئینہ رنج والم گرفتار مجلس اندوہ وغم شدت زخمداری سے اُٹھنے کا قصد تھا دل نے کہا بیٹھ بیہوش ہو کے زمین پر گرا وہ نازنین مہ جبین روتی ہوئی سر بالین اپنے مسیحا کے آئی ساتھ والیان ہان ہان کرتی رہین مگر یہ گھبرا کر فرش خاک پر بیٹھ گئی کہا صاحبو مجھے یہ خیال ہی اس امر کا بڑا ملال ہی یہ جوان رعنا کوئی رئیس جلیل ہی قزاقون کی تیغ بدعت کا قتیل ہی مال کی ہوس میں جلادون نے گھیرا یہ شیر صولت خوب لڑا اسلاح جواہرات کو بچایا نقد جان کو مٹایا یہ بڑی بدعت ہی ہماری عملداری مین ایک رئیس اسقدر زخمی ہو ہم خبر نہ لین اُٹھا کر باغ مین ہمارے لیے چلو وہان علاج کرینگے جب اسکو ہوش آئیگا حال پوچھین گے اُن ظالم جلادون کو گرفتار کرا کے جن ہاتھون سے بدعت کی ہی اُنکے قلم کرنے کا حکم دینگے اسے ظلم وستم کا بدلا لین گے بڑے غضب کا مقام ہی مسافرون پر یہ آفت رئیسون کی یہ کیفیت کنیزون نے سر جھکایا جب ملکہ خود اُٹھانے پر آمادہ ہوئی کنیزون نے بھی ہاتھ لگایا ہاتھون ہاتھ نہنگ بحر صاحبقرانی کو کشتی پر لائین اب ملکہ نے حکم دیا جلد کشتی پھیر و کھینے والیون نے فوراً دریا سے ڈاند امیڈی شروع کی مثل ہلال شب اول صفحۂ آب پر چلی باغ اُس رشک چمن کا قریب تھا چند ساعت مین زیر دیوار باغ پہونچین اُسی طرح ہاتھون ہاتھ اسد نامدار کو اُتارا تمام لباس ملکہ کا خون آلود ہو گیا کنیزون نے بہت کہا کہ حضور الگ رہین ہم لیے چلتے ہین ملکہ نے جو دیکھا کہ نوجوانین لپٹی جاتی ہین مزے اُڑاتی ہین ملکہ نے کہا حرامزادیو شفتلو اپنے باپ سے لپٹی جاتی ہو دیکھو اسکے زخم نہ دکھ جائین الگ رہو ہمین تو پاس آنے سے مانع ہو یہ کیا بیہودہ بے ادبی ہی زخمدوزی کر کے جن لوگون نے اس بیچارے کو زخمی کیا مسافر کو لوٹ لینے کا قصد کیا دریافت کر کے اُنسے اسکو رخصت کر دینگے اگر دو چار دن مہمان رہیگا تو کیا نقصان ہی ہمارا مہمان ہی لباس مین خون بھر گیا بلا سے بدل ڈالین گے کنیزین خاموش ملکہ کے دل مین محبت اسد کا جوش ہاتھ پاؤن مین رعشہ جسم مین تھرتھری اسی حالت سے قصر عالی مین لا کر اسد نامدار کو پہونچایا چھپر کھٹ پر لٹایا اپنے دست نازنین پنجۂ نگارین سے زخم دھوکے پٹیان مرہم کی چڑھائین کرسی پر آکر سامنے بیٹھی گلچلی گلشن جمال کی کر رہی ہی ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہی کبھی سینہ پر ہاتھ رکھدیتی ہی کبھی تنہا پا کر تلوے سہلانے لگتی ہی اشک آنکھون سے ٹپک پڑتے ہین پھر کنیزون کے جو پاؤن کی آہٹ سنتی ہی الگ ہو کر کھڑی ہوتی ہی گھبرا کر کہتی ہی کیون سیمبر و یاسمن میری اچھی بوا غنچہ دہن ذرا مُنھ سے بولو میری بات کا جواب دو تمنے ایسے زخمی کبھی دیکھے ہین یہ زخم اچھے ہو جائین گے صحت پا کے اُٹھین گے چلین گے اس باغ مین مثل سرو خرامان ہونگے زخم بھر آئینگے تمنے تو ایک دن ذکر کیا کہ ہمارے

بھائی کمیدان ہین لڑائی مین زخمی ہوئے کیون ہوا اس قدر زخمی تھے یہ تو زخم بیشمار ہین تیرون کے تلوار کے نیزون کے صاف نشان ظاہر ہین بڑی لڑائی لڑے بڑا کام کیا ہزارون مین نام کیا کیونکر بچے اپ منہ سے باتین کرین تو مین جانون صحت پائیگا خوشی خوشی اپنے گھر جائیگا اپنے مان باپ سے جا ملے گا قوم کا تو شریف درئیس معلوم ہوتا ہے ہمکو دعا دے گا عمر بھر احسان یاد رکھے گا آنے جانے سے تو کچھ کام نہین خط مین سوال و جواب ہوا کرے گا جب ہم خط پڑھینگے تم لوگ پوچھو گے کیون یہ کسکا خط ہے ہم تمھین یاد دلائینگے وہ جوان جسے جنگل سے اٹھا لائے تھے صاحبو یہ اسی نے خط لکھا ہے یہ چاہے نہ بھیجے ہم تو بھیجا کرینگے ہمین کیا پروا ہے یہ ایک پیسے مین خبر بھیجے گا ہم نہال کر دینگے یہ بھی اپنے مان باپ سے کہے گا ایک ملکہ عالم ہماری جان بخش ہین انھون نے یہ تحفے بھیجے اسکے عزیز آشنا سب ممنون و مشکور ہونگے ہوا اسی طرح امیرون رئیسون سے ملاقات ٹھہرتی ہے غنچہ دہن نے عرض کی حضور درست ہے دیکھ بہت جلد شفا پائین گے بہت جلد اچھے ہو جائینگے زخم اچھے ہین ایسے زخمی بہت جلد اچھے ہوتے ہین ملکہ کو دمبدم بیقراری دل سے خواہش کہ یہ شخص آنکھین کھولے منہ سے بولے اسکا حسب و نسب پوچھین آج رات کو ہم اور یہ ساتھ کھانا کھائین اس حیرانی مین کبھی کنیزون کو ہٹا دیتی ہے تنہائی مین جوڑ رتی ہے پھر بلا لیتی ہے کسی پہلو دل کو آرام نہین آتا کچھ دن باقی تھا کہ اسد غازی نے آنکھ کھولی اُسوقت ملکہ سر جھکائے خاموش بیٹھی تھی اول اسد نے قصر کو دیکھا مکان عالیشان اسباب عیش و نشاط سے درست جا بجا زنیان مہ جبین پھر رہی ہین مگر جالاک چیت دوسری جانب جو نگاہ کی بے اختیار آہ کی ایک پری پیکر سمن بر گلعذار غنچہ دہن سہی قد خورشید خد طرۂ گیسو مشک آگین چہرۂ زیبا رشک ماہ جبین طرز جلالت آئین دریاے حسن کی گوہر یکتا بے مثل و بے نظیر سراپا

اشعار مصنف

بہم تھا رخ پہ کاکل کا سایہ پڑا
ہوئی تھی شب وصل و ہجر ایک جا

سفیدی چشم اور سیاہی چشم
دکھاتی ہے ہر روز و شب کا ختم

عناب لبون پر ہو بلبل نثار
کہ تھی غنچہ مین گل کی ساری بہار

وہ گردن نہ تھی شمع طور تھی
حقیقت مین تھی اک چھڑی نور کی

ہلالے کہ بر آسمان جاے اوست
تراشیدۂ ناخن پاے اوست

تماشاے قدرت یہ تھا خوب تر
کہ سرو آزاد مین تھے ثمر

بیان کیا کرون مین کمر کی صفت
سمجھ مین نہین آتا ہے یہ لغت

رقم کیا کرون نقطۂ زیر ناف
زبان قلم مین دیا ہے شگاف

بسان حباب اسکی انگیا تھی بس
ابھار ایسا تھی جسکو ہوا و ہوس

بیان کیا کرون ابروؤن کا خم
وہ تھے شاخ آہوے چشم صنم

نہین گل سے تشبیہ رخسار کی
یہ گل واہی وہ گل عارضی

زنخدان کی تعریف ہو کیا رقم
کہ یان راہ بھولا ہے خضر قلم

اگر وصف ناخن مین ہو کوئی بیان
تو یاد آئے یہ شعر حسب زبان

قیامت تھا اسکی کچون کا ابھار
جوانی کی تھی اُنسے دونی بہار

شکم اسکا شفاف آئینہ دار
نظر آتی تھی قدرت کردگار

محیط ایک نصف ہے ناف کا
وہ پرکار قدرت کا تھا دایرا

وہ ساق اسکی تھی پائنچہ مین نہاں
کہ تھی شمع فانوس کے درمیان

دریاے جواہر مین غوطہ زن دوپٹہ آب روان کا سر سے ڈھلکا ہوا حسن مین نمکینی صبیح ملیح حسین جمیل اسد نامدار بیقرار ہو گیا ٹھنڈی سانسین کھینچکر یہ منہ سے نکل گیا

شعر سبز رنگے بخط سبز مرا کرد اسیر ❊ دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدیم ❊ جب اسد نے آہ کی اور یہ شعر پڑھا
ملکہ نے سر اُٹھا کر دیکھا اس جوان نے آنکھ کھولی میری جانب دیکھ رہا ہی ملکہ نے شرما کے دوپٹہ سے منھ ڈھانپ
لیا وزیرزادی کے چٹکی لی کہا ناگن مہمان بیدار ہوا مین تو نہ بات کرونگی جاکر مسند پر بیٹھتی ہون تو حال پوچھ
تو نے سُنا اُنھون نے عاشقی و معشوقی کا شعر پڑھا ان باتون کو سمجھا دے ذرا جو پیچ اپنی بند رکھین یہان کوئی کسی
بازاری نہین ہی کہدینا جو سب کے خدا خداوند داؤد جادو ہین یہ نور چکیدہ خالص قدرت صدف خداوندی کی
گوہر بے بہا موسوم بہ ملکہ لالان خون قبا ہے جب میرے سامنے آئین تو سجدہ کرین اسکے خلاف ہوگا تو مین
بہت بُری طرح پیش آؤنگی یہ کہکر ملکہ ہنستی ہوئی مسکرا کر پلٹ پلٹ کے دیکھتی ہوئی بارہ دری مین آئی مسند پر
بیٹھکر ہنسنے لگی اور کنیزون سے کہا جاؤ مہمان کو ہوش آیا ہی مہمان کی خاطر داری کرو سب ہمرازین وہان آئین
اسد غازی اُٹھ بیٹھے زخمون کے اکثر ٹانکے بھی ٹوٹ گئے ناگن وزیرزادی قریب آئی جھک کے سلام کیا
عرض کی حضور مزاج کیسا ہی آپکا نام نامی اسم گرامی کیا ہی اسد غازی نے جواب دیا کہ ہم نام و نسب کچھ نہ
بتائینگے اب ہم رخصت ہوتے ہین یہ تو ہم پر ظاہر ہوا کہ جو صاحب کرسی پر جلوہ فرما تھین یقین کامل ہی کہ وہی
صاحب خانہ ہین ہمارے ہوشیار ہوتے ہی وہ تشریف لے گئین پس ہم بار خاطر ہین بموجب مصرع طاقت مہمان
نداشت خانہ بمہمان گذاشت ❊ پس ہمارا ٹھہرنا بیکار ہی یہ کہکر اسد نے خود اُٹھا کر سر پر رکھا زرہ زیب جسم
کی تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا چھپر کھٹ سے اُترے ناگن دوڑی ہوئی ملکہ کے پاس آئی عرض کی واری
مہمان صاحب جاتے ہین آپ کا اُٹھ آنا اُنکو بہت ناگوار ہوا کہتے ہین ہم صاحب خانہ کو بار ہین ملکہ گھبرائی کہا
ناگن جاؤ میرے سر کی قسم دلاؤ کہنا صاحب اگر آپ ہمکو بار ہوتے تو جنگل سے کیون اُٹھا لاتے یہ بھی سمجھا کے کہنا
ملکہ نے تمھارے زخمون کو اپنے ہاتھ سے دھویا شب بھر یہین بیٹھی رہین تم نے وہ شعر پڑھا اس وجہ سے چلی
گئین سمجھا کے یہان بلا لاؤ اپنی طرف سے کہنا ای جوان دختر خداوند کو چل کے سجدہ کرو جن لوگون نے
تمکو زخمی کیا اُنکا حال کہو اپنے حضور سب کو پکڑ بلائین گی ان سب کو دار پر کھنچین گی مرکب مع ساز و یراق
نقد و جنس تمکو دے کر رخصت کرینگی ناگن دوڑی ہوئی آئی اسد نعلین پہن چلے تھے کہ ناگن نے آکر
دامن تھام لیا کہا چلیے حضور آپ کو ملکہ عالم بلاتی ہین ابھی جانے کا قصد نہ کیجیے ملکہ آزردہ ہونگی اُنکی
خوشی بھی آپ پر واجب و لازم ہی انصاف کیجیے کہ ملکہ عالم دختر خداوند نے آپ کی جان بخشی کی آپ
ذرا سی بات پر آزردہ ہوتے ہین چلیے میرے ہمراہ تشریف لے چلیے اسد غازی خود عشق مین اُسکے
بیقرار تھے بموجب مثل او نگھتے کو ٹھیلتے کا بہانہ ساتھ چلنے پر ناگن کے آمادہ ہوگئے کہا وزیرزادی صاحب
ہم تمھارے کہنے سے چلتے ہین اب تم نے ملکہ عالم کا احسان بھی جتایا یہ بھی ثابت ہوا کہ دختر خداوند مین اپنا

تو یہ قول ہی شعر کافر عشق مسلمانی مرا درکار نیست ؛ ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست ؛ حکم ملکہ عالم کا ہماری آنکھوں پر محراب ابروے خدا ارمین سجدہ بھی کرینگے اُنھین کے نام کی تسبیح جپین گے یہ حقیر آپ کا رند عاشق مذہب ہی خوشی سے معشوق کی مطلب ہی سب طرح ملکہ عالم کا ہم پر احسان ہی معشوق خوشنود دین و ایمان ہی یہ کہتے ہوے اسد غازی چلے ناگن دوڑی ہوئی پہلے ملکہ کے پاس آئی کھلکھلا کر ہنسی کہا واری آپکے مہمان آتے ہین سجدہ کرنے پر بھی راضی ہین اب تو ملکہ خوشی مین پھول گئی دیکھا سامنے سے اسد شیر دل تنتا ہوا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رعب و جلالت ساتھ ساتھ ملکہ بانکپن کی چال دیکھکر بیچین ہو گئی اسد غازی آکر مسند پر بیٹھ گئے ملکہ نے چاہا ہٹ جاؤن اسد غازی نے دامن تھام کر کہا دیکھو صاحب پھر کج ادائی طریقہ دلربائی ناگن اشارہ کرتی ہی سجدہ کرو اسد غازی نے کچھ جواب نہ دیا ورچند کنیزین ترھین جاؤن چاؤن کرنے لگین کہ میان سجدہ کرو یہ نور چکیدۂ خالص خداوند داؤد ہین جو افراسیاب جادو کو کتاب سامری بنا کر دیتے ہین ہفت اقلیم کے ساحر انھین کے بندے ہین اسد نے اُنکو جھڑک دیا کہا کیا بیہودہ بکتی ہو اب ملکہ بھی بول اُٹھی کہا صاحب چپ رہو کیا اُنکے سجدہ کرنے سے میری کچھ آبرو بڑھ جائیگی بی ناگن بیٹھ جاؤ نام و نسب وجہ زخمی ہونے کی پوچھو ناگن نے دست بستہ عرض کی اے شہریار جن قزاقون نے آپ کو زخمی کیا مال چھین لینے کا ارادہ ہوا جس دشت مین تلوار چلی اُس مقام کا نام اپنا حسب و نسب مفصل بیان فرمائیے اسد غازی نے دُرج دہن کو کھولا گہرہاے بے بہاے کلام اسطرح بر تقریر مسلسل سامنے ملکہ کے پیش کیے کہ اے شہنشاہ حسینان والے سرتاج مہ جبینان ہمکو قزاق کیا لوٹین گے فلک کج رفتار گردون غدار نے البتہ لوٹ لیا سانحۂ نو پیش آیا یقین ہی تمنے بھی نام اُس بدبخت کا سُنا ہوگا ہر ایک سنگریزہ طلسم ہوش رُبا کا ہمکو پہچانتا ہی افراسیاب جادو بخوبی جانتا ہی شہسوار عرصۂ یکہ تازی شاہزادہ اسد غازی نبیرۂ صاحبقران عبد ذلیل رب دو جہان اس حقیر کا نام ہی فتاح طلسم ہوش رُبا لقب اول گنبد نور پر قید رہا میرے ساتھ اور بھی کوئی ماہ پیکر زندان مصیبت مین تھا بعد عرصۂ دراز گنبد نور سے رہائی پائی باغبان و بہار و ملکہ بُران شمشیر زن وغیرہ وخواجہ عمرو ہمکو ساتھ لے کر مرحلے شکست کرتے ہوے تا بہ باغ سیماب آئے انتہا کی جنگ مغلوبہ ہوئی سیماب جادو واصل جہنم ہوا اگرچہ ہم پر ہجوم لشکر رنج و الم ہوا افراسیاب جادو لوح طلسمی لے گیا ہم آوارہ ہوکر اُس طرف نکل آئے رب اکبر نے تمکو مہربان کیا ہمکو اُٹھا کر یہان لائین ممنون و مشکور ہوے یہ حال مصیبت جو اسد نامدار نے بتصریح بیان کیا ملکہ لالان خون قبا کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے سر اُٹھا کر طرف وزیرزادی کے دیکھا کان مین کہا ناگن یہ کیا غضب ہوا یہ خیر وہ شخص ہی جسکا تمام عالم دشمن افراسیاب رہزن اب کیا کرون ناگن نے کہا جو گزرا وہ گزرا آپکے باغ مین انکا رہنا

مناسب نہین فوراً مرکب وغیرہ دیکر روانہ فرمائیے اگر خداوند داؤد آپ کے والد نامدار کو خبر ہوگئی تو قیامت برپا ہوگی ہم سبھون کی ناک چوٹیان کاٹی جائینگی حضور بھی سزا پائینگی سالہاسال سے یہ دلیر گنبد نور مین قید تھا عمر وعیار نے بڑے زور وشور سے رہا کیا اب لوح طلسمی کی فکر مین مصروف ہی قاتل کفاران اس شیر کا لقب ہی نبیرۂ حمزہ عرب ہی ملکہ ہاتھ پکڑکر وزیرزادی کا کنارے آئی گلے مین ہاتھ ڈالکر زار زار رونے لگی دو دریاے اشک چشمہ چشم سے موج زن ہوا کہا اے رفیق وشفیق اے ہمدم وہمراز اے صاحب راز دنیاز اگر یہ جوان جائیگا روح قالب خاکی سے ہڑپ کر نکل جائیگی کسی طور سے بند وبست کرو اسد نامدار کو اسی باغ مین رکھو مجھپر احسان عظیم ہوگا ناگن نے ماتھا کوٹ لیا کہا واری انکے رہنے سے جان وآبرو کا ضرر ہی خیال فساد وشر ہی مین نے پرچۂ اخبار دیکھا تھا تمام مرحلہ جات شکست ہوے غافل وہوشیار جادو مارے گئے بڑے بڑے ساحران نامدار اسکے ساتھ تھے خداوند داؤد نے بھی ایک نامہ براے حفاظت لوح سیماب جادو کو لکھا نہین معلوم اُس نامہ دار پر کیا گذری مع بہار وباغبان یہ شیر ژیان باغ سیماب مین ہوپنچ گیا سیماب لاکھ تڑپا نہ بچا کوکب کے ہاتھ سے کشتہ ہوا رخصت کرنا کچھ مشکل نہین ہی یہ تو اُنکو ثابت ہوا کہ آپ دختر خداوند ہین ہم سمجھا دینگے کہ صاحب آپ یہان سے نکل جائیے یہ ہمارا احسان کیا کم ہی کہ اگر خداوند سے خبر کردین لاکھون ساحر خداوند کی خدمت مین ہین ایک حقیر کو اگر روانہ کردین آپکی مشکین باندھکو لیجائے گا یہان ٹھہرنا آپ کا مناسب نہین ہی خوف جان سے خود بھاگین گے اس طرف کا کبھی رُخ نہ کرینگے یہ سُنکر رہے رنگ ملکہ متغیر ہوا غش آنے لگا بیٹھ گئی مُنہ سے بیساختہ نکلگیا مصرع واے بر ما وگرفتاری ما نہ یہ کہکر آہ کی حالت اپنی تباہ کی غش آگیا دانت بیٹھ گئے مردنی چہرے پر ہاتھ پانون ٹھنڈے سراسر یہ حال زار دیکھکر ناگن گھبراگئی مُنہ پیٹنے لگی سر ٹٹولا کرزانو پر رکھا گلاب کیوڑا بید مشک چھڑکا عرصہ مین ملکہ کو ہوش آیا ناگن نے کہا واری للہ صبر کیجیے کہا ناگن مین لاکھ دل کو سمجھاتی ہون تپش قلب دمبدم زیادہ پاتی ہون دامن صبر کا دست استقلال سے چھوٹ گیا شیشۂ دل بدعت سنگ عشق سے ٹوٹ گیا لاکھ چاہتی ہون صبر کرون مگر سوزش قلب سے مجبور و ناچار ہون مبادا آتش عشق شعلہ ور ہی پھکی جاتی ہون دیکھ پنڈ پھیکا ہی کلیجہ جل رہا ہی تو نے وہ کلام کیا تیر دلدوز بنکر کلیجہ پر پڑ تو دل نشانہ ہوا الفت کا اس ظالم کی بہانہ ہوا مین تو رسم وراہ سے آگاہ نہ تھی اپنے حسن پہ آپ فریفتہ رہی کسی کی چاہ نہ تھی اے وزیرزادی اسکو بیدل ہمدلبر غم وملال ہی بموجب مضمون مسدس مومن

یہ رنگ زرد جو ہی اور اشک آتے ہین لال بیان کرتے ہوے جی کٹے ہی یہ احوال	یہ سب وبال عرض جی کے لگنے کا ہی وبال خدا کے واسطے یارو نہ پوچھو انکا حال	
	دل فریفتہ دروے قاتلے دارم	

ز دست دل بغدابم عجب دلے دارم

تڑپتے گذرے ہی ہر روز جاگتے ہر شب
کسی سے کہہ بھی تو سکتا نہین یہ کیا ہی غضب
یہ کیسی بنگئی مجھپر یہ کیا ہوا یا رب
کہ سب عذاب یہ دلکے سبب ہین مرے لئے سبب

دل فریفتہ ورویے قاتلے دارم
ز دست دل بغدابم عجب دلے دارم

نہ شکوۂ فلک و بخت نارسا ہی مجھے
غرض کسی سے نہ شکوہ نہ کچھ گلا ہی مجھے
نہ کچھ شکایت دلدار بیوفا ہی مجھے
اگر گلا بھی ہی تو اپنے دل ہی کا ہی مجھے

دل فریفتہ ورویے قاتلے دارم
ز دست دل بغدابم عجب دلے دارم

کہان تلک نفس سرد و آہ گرم بھرون
کہان تلک قلق و اضطراب سے مین مرون
کہان تلک پئے تسکین جگر یہ ہاتھ دھرون
نہین ہی بس مین مرا ایسے دلکو صدقے کرون

دل فریفتہ ورویے قاتلے دارم
ز دست دل بغدابم عجب دلے دارم

یہ میرا حال جو ای یار دیکھتے ہو تباہ
ہین اشک چشم مین اور لب پہ نالۂ جانکاہ
کہ رنگ منھ کا ہی فق اور بکھری بکھری نگاہ
یہ سب ہین دلکے سبب مجھکو دل نے مارا آہ

دل فریفتہ ورویے قاتلے دارم
ز دست دل بہ عذابم عجب دلے دارم

قلق مین رکھے ہی مجکو ہمیشہ میرا دل
اگر ہوا بھی تھا تو چاہیے اور سب کا دل
مرے تو سینہ مین ای کاش کے نہوتا دل
تجھے بھی دینا تھا یا رب مجھی کو ایسا دل

دل فریفتہ ورویے قاتلے دارم
ز دست دل بہ عذابم عجب دلے دارم

ملا جو مومن غمگین بحال زار سحر
تو کچھ بھی منھ سے نہ وہ دل گرفتہ بولا مگر
کہا یہ مین نے کہ کیا حال ہی بیان تو کر
پڑھا یہ شعر عظیم اُسنے ہاتھ دھر دل پر

دل فریفتہ وردے قاتلے دارم
ز دست دل بہ عذابم عجب دلے دارم

ان اشعار عشق انگیز محبت خیز کو پڑھکر بلک بلک کر روئی ناگن گھبرائی سوچی کہ اب آپ نصیحت سے یہ آتش سرکش نہ بجھے گی ناواقف مذہب عشق دام سلسل گیسوائے محبت مین پھنس گئی اب رہائی دشوار ہوئی پنجۂ عقاب محبت کی شکار ہوئی یہ باتین سوچکر چٹ چٹ چہرۂ زیبا کی بلائین لین ترقی حسن وجمال کی دعائین دین عرض کی واری ہم ہر حال مین آپ کے شریک ہین مگر مقدمۂ جانبازی ہی بسم اللہ ہین دربارغ کا بندوبست کرتی ہون آمد ورفت مین اپنے بیگانے کا خیال رہے جو گذرے گی وہ سہین گے ترک محبت طلسم کشا کو اب نہ کہینگے ملکہ خود ناگن کی بلائین لینے لگی کہا اے وزیرزادی مین تیری کنیز ہون ایسا انتظام کر کہ کسی طرح انکی جان بچ جائے جس طرح تم کہو گی وہی کرونگی ناگن نے ہاتھ تھام لیے کہا واری مین نگوڑی صدقے ہوئی یہ بھی کنیز خاص کی خوشامد نہ سمجھیے مین اسی طرح حاضر ہون آپ کے حال نیک وبد کی ناظر ہون آنکھین ملکہ کی سوج گئین چہرہ تمتمایا ہوا پائینچہ سنبھال کے اٹھی ناگن کا ہاتھ تھامے ہوے مگر ناگن کو پیچ وتاب دل بیتاب لیکن ملکہ نے وہ زہر اُگلا کچھ بن نہ پڑا ملکہ لالان خون قبا کو لاکر پہلوے اسد غازی مین جگہ دی اسد غازی نے جو دیکھا ملکہ کی آنکھین سوجی ہوئی گل عارض کمھلائے ہوے رونے سے آنکھین لال اشک ٹپک پڑتے ہین ضبط کرتی ہی خوف مین اپنے باپ کے ٹھنڈی سانسین بھرتی ہی اسد نے اپنے دامن سے اشک پاک کرکے کہا اے شہنشاہ خوبی واے سرو باغ محبوبی مین تمکو بہت متغیر پاتا ہون ہم سے مفصل حال بیان کرو ملکہ نے سرجھکا لیا وزیرزادی نے کہا کچھ آپس کی باتین تھین آپ کا ذکر نہین آپ آرام سے بیٹھیے شراب نوش فرمائیے یہ کہکر چند گلابیان پیش کین ملکہ نے جام مے ارغوانی بھرکر کہا صاحب آپ مہمان عزیز ہین خاطر ہم پر واجب ہی دل آپ کی خوشنودی کا طالب ہو اسد نے ہاتھ رکھدیا ملکہ کا غصہ سے چہرہ سرخ ہوگیا کہا صاحب مین بخوبی حال سے بی مہ جبین صاحب کے باہر ہون عرصۂ دراز سے وہ آپ پر عاشق ہین انھون نے عہد وپیمان کرالیا ہوگا قسم لی ہوگی کہ کسی کے ہاتھ سے شراب نہ پینا مین نے مہمان سمجھ کے آپ کی خاطر کی ہی مین عشق عاشقی کا نام نہین جانتی یہ کہکر سرجھکا لیا دل بھرا ہوا تھا آنسو ٹپک پڑے اسد غازی نے کہا ملکہ بخدا یہ بات نہین ہی جبتک کلمہ نہ پڑھو گی ہم کوئی شی تمھارے ہاتھ کی نہ کھائین گے ناگن نے کہا اے شہریار انکے مذہب کو آپ کیا پوچھتے ہین یہ خداوند کی دختر بلند اختر ہین مرتبہ مین شاہان ہفت اقلیم سے بہتر ہین اسد نے کہا اے ملکۂ عالم خدا کے بیٹی بیٹا جورو لڑکے بھی ہوتے ہین باپ تمھارا ساحر زبردست ہی بادۂ کبر ونخوت سے مست ہی بندگان خدا کو ٹھگتا ہی پروردگار وحدہ لاشریک ہی اعتقاد وحدانیت کرو ایسے دغاباز پر لعنت کرو وہ معبود یکتا رب دوسرا ہی

نظم

نہان گو کہ ہی پر وہ موجود ہی
رگ جان سے نزدیک معبود ہی
یہ ہی اسکی قدرت کی ادنی سی بات
کہ اک کن سے پیدا ہوئی کائنات
بھرے لعل یاقوت سا بین سنگ
دکھائے یہ وحدت مین کثرت کے رنگ
اگر اسکی قدرت کا ہو بندوبست
سلیمان کا لشکر کرے مور پست
کیا خاک سے خلق انسان کو
تو ناری بنایا نبی جان کو
مگر پھر وہ مختار ہی مختار ہی
وہ دیتا ہی جو جسکو درکار ہی

اس فصاحت و بلاغت سے ثنائے رب اکبر اسد نامور نے بیان کی کہ زنگ کفر آئینۂ قلب سے سب کے دور ہوا دیدۂ باطن روشن ہوے دل کو سرور ہوا ملکہ کلمۂ طیبہ پڑھکر مع کنیزون کے صدق دل سے مسلمان ہوئی مگر ناگن نے عرض کی حضور سوائے میرے ان مین کوئی ساحرہ نہین ہی مین دل سے مطیع الاسلام ہوئی اگر کلمہ پڑھونگی تو سحر فراموش ہو جائیگا شاید کسی وقت حضور کے کام آؤن دربار خداوندی مین صبح و شام جاؤنگی وہان کی خبر لاؤنگی یہ کہکر کنیزون سے اشارہ کیا صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی ساقیان گلرخسار جام بادۂ گلنار لیکر حاضر ہوے گائن کو حکم ہوا رقاصۂ ماہ طلعت حور پیکر گلعذار سیمن بو خوش خو صاحب کرشمہ و ناز خوش آواز مصروف رقص ہوئی ساز ملے ہوے سُریلی آواز بتانے کا نیا انداز بصد سوز و گداز یہ غزل عاشقانہ شروع کی

غزل

ساغر پلا کے بیخبر دو جہان بنا
نکلا جو حرف منھ سے مرے داستان بنا
اُٹھا مرا غبار جو تعظیم یار کو
مجھ سے دہانِ یار بنا لامکان بنا
ہنسنے کا بس مرے دہن اطلاق ہوگیا
مقتل تمام معرکۂ امتحان بنا

او پیر مے فروش مین بھی جوان بنا
تھا کچھ تو جب بھی یہ کہو تم کہ کچھ نہ تھا
ایسا ہوا بلند کہ اک آسمان بنا
لیل و نہار گیسو و رخسار یار مین
جس جا کہین کسی کے قدم سے نشان بنا
بیکار تھی نہ خاک نہ دودِ جگر نسیم

اللہ رے درازی آغاز مدعا
گر کچھ نہ تھا تو کاہے سے سارا جہان بنا
وہ بے نشان تھا مین کہ یہانتک ہوا پسند
جی چاہتا ہی بیٹھ رہین اک جہان بنا
عشاق جانفروش کے دیکھو تو حوصلے
اُس سے زمین اٹھی ہے ہر اک آسمان بنا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوا دو دو جام عاشق و معشوق نے پیے لال ڈورے نشیلی آنکھون مین آئے خیال خیر و شر دل سے دفع ہوا اسد نے کہا اے ملکۂ عالم چھوٹے نانا جان خواجہ عمرو نے لوح کی جستجو مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہین کیا مین بدنصیب تھا کہ لوح دستیاب نہوئی اور غصہ مین خواجہ سلامت نے ایسے کلمات طعن و تشنیع کہے کہ مین اُنکے ساتھ سے چلا آیا جوش مین جان دینے کے قریب دریا آکر بیٹھا تھا چاہتا تھا کہ دریا مین کود پڑون ڈوب مرون مگر نہین معلوم کہ خالق بحر و بر کو کیا منظور ہی کہ تم تک پہونچا کشتۂ تیغ ابرو اسیر طرۂ گیسو ہوا مگر دل مین وہی خیال ہی کہ فضل سے پروردگار کے ذلیل ہون نہ جستجو کرکے لوح طلسمی حاصل کرون انشاء اللہ بوقتِ سحر تلوار کھینچکر دربار مین داؤد جادو کے گھس جاؤنگا اس مردود کا تخت خدائی اُلٹ دونگا اپنا تو سر ہتھیلی پر رکھ چکا ہون موت کا مزہ چکھ چکا ہون اب موت زندگی ہی جان بچانے مین شرمندگی ہی ہمچشمون سے کیونکر آنکھ ملاؤنگا لشکر مین بڑے نانا کے کیا روے سیاہ لیکر جاؤنگا یہ سُنکر ملکۂ عالم بے اختیار رونے لگی کہا اے شہریار بڑے بڑے شاہان عالی وقار ساحران غدار اسکو سجدہ کرتے ہین کل اہالیانِ طلسم ہوش ربا اُسکی افسونگری سے ڈرتے ہین آپ کا اُسکے دربار مین جانے کا قصد ہی سحر و ساحری مین آپ کو دخل نہین کوئی تحفۂ طلسمی اب تک ہم نہین پہونچا درِ دولت تک اُسکے جانا محال ہی آپکا بیجا خیال ہی وہ بڑا صاحب جاہ و جلال ہی جسکا ہمسر ناممکن ہی پڑھا ہوا جن ہی مگر اسکی تدبیر کیجائیگی بوا ناگن دونون وقت دربار خداوندی مین جائینگی کسی

صورت سے لوح کا پتا لگائینگی جلدی نہ کیجیے دس پانچ دن یہان تشریف رکھیے اسد نے کہا ایک ایک دم زیر دم شمشیر
ہی نصیحت کسی کی میرے واسطے تبر و تیر ہی کنیزون نے دیکھا کہ عاشق و معشوق مین باتین محبت کی گھاتین ہو رہی
ہین رات زیادہ ہو چکی ملکہ انگڑائیان لے رہی ہی ہر کام کے حیلہ سے چمن محفل سے مثل طائر زمزمہ سرا اُڑتی جاتی ہین
صحبت گل و بلبل تخلیہ شمع و پروانہ رہگیا دونون شیدا یکدیگر مست مئے محبت بادہ خوار جام مودت جھومتے ہوئے چھپر کھٹ
پر آکے گرے آپس کے راز و نیاز باہم کلام سوز و گداز اسکو جوش محبتْ اسکو شرم و حجاب اسکو ولولہ وصلت اسکی زلفین عنبرین
کو خوف سے پیچ و تاب مثل وصلی چیپان دل مین بھرے ہوئے ارمان یہ ماہ طلعت وہ مہر صورت یہ شمع انجمن دلبری وہ پروانہ
جمال حور و پری نشۂ شباب خمار شراب لپٹ کر دونون نے آرام کیا بوقت سحر کنیزان نامور سو کے سوتے اُٹھین سب سے
پہلے نرگس جاگی سنبل بل کرتی ہوئی اُٹھی شمشاد باہین دکھاتی ہوئی آئی غنچہ دہن آتے ہی مسکرائی سمن و یاسمن
اٹھلاتی ہوئی پہونچین قریب پردے کے آکر سب جمع ہوئین نرگس نے اشارہ کیا بوا غنچہ دہن کچھ شب کی کیفیت نہ معلوم
ہوئی شاید کہا بدی آپسمین کھسر پھسر ہونے لگی ایک کہتی ہی بوا وہ بات نہین ہوئی ورنہ آواز آہ واہ ضرور آتی دوسری
بولی تو ابھی بچی ہی تری ملکہ بھی نادان ہی اری اپنے دل کی محبت انہین ٹٹکا کر لائی ہین اب صورت ہی اور ہی ہم لوگون سے
آنکھ نہین ملاتی یہ باتین کر رہی تھین کہ اسد کے نماز پڑھنے کی آواز آئی ایک نے کہا ای لو بوا یہ مسلمان بے نہائے نماز بھی
پڑھ لیتے ہین ایکنے کہا بوا کچھ عقل کام نہین کرتی سنا ہی مسلمانون مین طہارت کی بڑی احتیاط ہی رعب و داب ملکہ
سے مردوا ڈر گیا ایکنے کہا دیکھو ابھی دریافت ہوا جاتا ہی حاضر حاضر ہوکے سب نوجوانین ہنستی مسکراتی اندر بارہ دری
کے آئین دیکھا اسد غازی وظیفہ پڑھ رہے ہین ملکہ مسند پر گرکرتی آب روان کی ہسکی ہوئی چہرے پر سُرخی
پاندان کھلا ہوا گلوریان بنا رہی ہین سبھون نے سلام کیا سوسن بڑی زبان دراز ہی عہدۂ مصاحبت سے سرفراز
ہی بڑھکر عرض کی واری حمام تیار ہی ملکہ نے مسکرا کر کہا اُستانیو ہم تمھارے اشارے کنائے خوب سمجھتے ہین ای سوسن
یہ لوگ پابند شریعت ہین اسی سے انکو انکے پروردگار نے سرفراز کیا ہی بدون عقد نکاح امورات باطنی کی جانب توجہ
نہین کرتے اپنے پیدا کرنے والے سے ڈرتے ہین مجھے بھی اسکا خیال تھا ملکہ مہ جبین الماس پوش عرصۂ دراز سے
انپر مائل ہی سالہا سال انکے ساتھ گنبد نور مین رہی اصل تو یہ ہی کہ بڑی بڑی جفا سہی اب بعد قید سے چھوٹنے
کے بھی ساتھ رہا وصل سے ابتک محروم ہی فرماتے ہین یا افراسیاب جادو مارا جائے یا مسلمان ہو قاضی
نکاح پڑھے تب انکے یہان عورت مرد پر حلال ہوتی ہی ہر ایک کنیز نے اس مسئلہ کو سُنکر وجد کیا کہا واہ ان
مقدمات مین ربط و ضبط انھین کا کام ہی اسی وجہ سے ہفت اقلیم مین ان صاحبون کا نام ہی اسد غازی
بعد فراغ نماز مسند پر آکر جلوہ فرما ہوئے ملکہ لالان خون قبا نے ناگن وزیرزادی کو حکم دیا کہ آج شب کو
رقص دیکھنے کا سامان کرو ناگن نے کنیزون کو حکم دیا کنیزان کار گذار صاحبان ماہ رخسار آراستگی مین مصروف

ہوئین اسد غازی ملکہ لالان خون قبا کے ساتھ باغ مین مصروف عیش و نشاط ہین انکو تو یہین پر چھوڑو دو کلمہ داستان پہونچا خواجہ عمرو کا ملک داؤد مین اور عیاری کرنا بشکل افراسیاب اور پہچانے جانا نجم درخشان برج طراری آفتاب عالمتاب چرخ خنجر گذاری نہنگ بحر مکاری ہنر بردشت عیاری مہتر مہتران دہتر مہتران سرہنگ سرہنگان بلا: نبی آدم مولانائے معظم و مکرم جامع فضل و کرم دومدۂ بیدرنگ قلعہ گیر بے جنگ عیار ذیوقار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کے بیان ہوتے ہین شعر عمرو تیز رو کا بتاؤن نشان :: تراشندہ ریش جادوگران ؛؛ باغ سیماب سے جو اسد غازی کو طعن و تشنیع کرکے اپنے سے جدا کیا بعد چند ساعت کے غصہ اترا جیسے کوئی سوتے سوتے اُٹھتا ہے گھبرایا ہوا متردد و متوحش دل سے کہتا ہوا ای عمرو یہ تو نے کیا کیا نادانی کی اسد شیر دل صاحب غیرت شیر بیشہ جرأت پروردۂ عہد نازو نعم معزز و مکرم اسکو ایسے کلمات مہملات کہے ایسا نہو غیرت مین اپنی جان دیدے لوح کے مقدمہ مین وہ بیچارہ کیا کرتا سحر سے افراسیاب کے ناچار ہوا جہانتک مقام جرأت تھا ملازمان سیماب سے خوب لڑا مین نے یہ کیا غضب کیا اسکی جان کا خواہان ہوا ہاے وہ ماہ تابان صاحبقرانی میری آنکھون سے نہان ہوا اسقدر زخمی تھا کہ تمام بدن پرزے پرزے اڑ گیا نیزہ و تیر و شمشیر کے زخم کھائے ہاے تیری عقل پر کیا پتھر پڑے کہ پارۂ جگر کے ساتھ یہ سنگدلی کی چہار جانب وہ ذرا اسد کو ڈھونڈھا اس خیال سے کہ اگر اس شیر کو پاؤن عذر کردن جب اسد شیر دل نہ ملا مجبور و ناچار صورت ایک ساحر کی بنکر ایک جانب چلا دور سے ایک قریہ نظر آیا سوچا کہ اس قریہ مین چلین دو چار گھڑی کا روز گذار کرین یہ بھی دریافت ہو کہ کس ملک کی یہ سرحد ہے لشکر سے کتنی دور ہے آخر رنگ روغن عیاری کا لگاکر الگوری کی شکل بنکر تیار ہوئے ایک کھوپڑی کسی کی اُٹھالی اسمین کھلی بھرلی ایک ہاتھ مین بوتل شراب کی دھوتی کھلی ہوئی او کتے دانکتے بازار مین آئے جسکی دوکان پر جاتے ہین وہ رام رام کہکے پیسہ پھینک دیتا ہے خوب رقم تحصیلی ایک مقام پر بیٹھ گئے لوگون سے پوچھا یہ قریہ کس شہر سے متعلق ہے ایک نے جواب دیا یہان سے بارہ کوس پر شہر داؤدیہ خداوند داؤد کا تختگاہ سامری پرستون کی پشت پناہ تخت خدائی پر جلوہ فرما ہین اور بڑے بڑے شاہان ذی وقار برائے زیارت آتے ہین سجدہ کرکے شرف کونین پاتے ہین سال مین دو چار مرتبہ افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوش ربا بھی حاضر ہوتا ہے کتاب سامری کو قدرت درست کردیتے ہین وہ کتاب مثل جام جہان نما ہے تمام عالم کا حال گھر بیٹھے معلوم ہوتا ہے سُنکر عمرو بن امیہ ضمری بیرون قریہ آیا درۂ کوہ مین اُنکر ٹھہرا غواص عقل کو بحر بے پایان فکر مین غوطہ زن کیا بعد عرصۂ دراز کے گوہر مراد ہاتھ آیا لیکن اسد غازی کی غربت یاد کرکے وہ بہت رویا آخر دل مین ٹھانی کہ ای عمرو جبتک اپنی جان دیا خداوند داؤد کو گرفتار کرکے داکرتا بڑا ساحر جلیل دام مکر مین پھنسے کیا عجب ہے کہ اس ذریعہ سے لوح طلسمی بھی ہاتھ آئے یہ سوچ کر جس عیاری کو پسند کیا اُس صورت پر طرف شہر داؤدیہ کے روانہ ہوا ناظرین پر ظاہر ہو جائیگا

جس صورت سے عمرو اپنے کو پاس داؤد جادو کے پہونچائیگا اب دو کلمہ داستان ذکر ملک داؤد دیہ کیفیت داؤد جادو بیان ہوتے ہین داؤد ایسا ساحر زبردست ہی کہ سامنے اُسکی افسونگری کے رتبہ سامری و جمشید پست ہی یہ کیفیت تمام شہر داؤد دیہ مین خدائی کرتا ہی یکتائی کا دم بھرتا ہی شہر آباد رعایا دلشاد ملک زرریز زمین حسن خیز آب و ہوا معتدل جب دار الامارۃ شاہی مین آکر تخت خدائی پر جلوہ افروز ہوتا ہی ساحران غدار و شاہان عالی وقار حاضر ہو کر فخر اپنا جانکر سجدہ کرتے ہین لاکھون روپیہ بطور پیشکش لاتے ہین فوجین لا انتہا سحر و ساحری مین یکتا اور ناف شہر مین ایک گنبد ہی اُسکا گنبد سامری نام رکھا ہی زیر گنبد ایک حوض کلان آب صاف و شفاف سے معمور فوارے ہزار کے چڑھے ہوئے ہر وقت ساون بھادون کی کیفیت معلوم ہوتی ہی دیوارین سیمین و نقرئی بہلوے گنبد سے تا بسر حد حوض درست کرائین ہین اُن دونون دیوارون پر پتلیان سونے چاندی کی ہزار در ہزار قطار باندھے باادب تمام استادہ رہتی ہین بوقت سحر داؤد جادو بصورت اصلی گنبد سامری مین یکہ و تنہا آکر بیٹھتا ہی اُن سونے چاندی کی پتلیون سے باتین کیا کرتا ہی وہ پتلیان خبر آئیندہ و گذشتہ داؤد جادو سے بیان کرتی ہین خصوص صبح کو اُس گنبد مین بیٹھکر پتلیون سے حالات طلسم وغیر طلسم پوچھا کرتا ہی تمام اہالیان شہر بخوبی جانتے ہین کہ صبح کو خداوند گنبد سامری مین جلوس فرماتے ہین ہزار در ہزار لوگ برائے زیارت زیر گنبد آتے ہین گھنٹ و ناقوس بجنے کا شور بڑے بڑے برہمن تمبری دھوتیان باندھے ہوئے پوتھیان ہاتھ مین پوجہ پاٹ مین مصروف رہتے ہین تا برآمد ہونے بزرگ اعظم داؤد اسی گنبد مین موجود رہتا ہی کبھی پتلیون کو آواز دی ای کنیزان سامری کچھ حال طلسم ہوش ربا بیان کرو ایک اُنمین سے مُسکرائی دوسری ہنسی تیسری بول اُٹھی یا خداوند طلسم ہوش ربا مین بڑا غدر ہی آپکے بندے لاکھون مارے گئے زوال دولت افراسیاب قریب ہی غرور اُسکا بڑھتا جاتا ہی عیش و عشرت کا پابند حال رعایا سے بیفکر اتفاق سے اسوقت داؤد جادو اُن پتلیون سے حال باغ سیماب دریافت کر رہا ہی پتلیان بفصاحت بیان کر رہی ہین داؤد بگوش ہوش سن رہا ہی سر دھن رہا ہی زیر گنبد ہزارہا آدمی جمع ہی اس کرامت پر قدرت کی ہر ایک مبہوت دہن پر مہر سکوت آپسمین کہتے ہین قدرت خداوندی ظاہر ہی سوا قدرت کے اس بھید سے کون ماہر ہی سونے چاندی کی پتلیان کیا باتین بناتی ہین ہزارون کوس کا حال بتاتی ہین طرز کلام پتلیون کا یہ ہی جب داؤد کسی بات کو پوچھتا ہی یعنی ای کنیزان سامری کچھ حال بیابان گلہ تر بیان کرو ہمارا بندۂ خاص ملک جہاندار شاہ عرصہ سے خدمت بابدولت مین نہین آیا صاف بتاؤ اسپر کیا گذری ایک نے کہا عرض کرون دوسری بولی صاحب صاف بتاؤن تیسری یا توجب تھی قہقہہ مار کر ہنسی چوتھی نے بیان کرنا شروع کیا یا خداوند آج وہ بندۂ خاص آپکا سامان لشکر کشی مین مصروف ہی جیسے اُسکا سپہ سالار صاحب جرأت یعنی معمار قدرت شریک مسلمانان ہوا ملک جہاندار شاہ کو بڑا قلق ہی اسوجہ

سے سامان لشکر کشی کررہا ہی قصد ہی جاکر مہرخ و بہار کو ماروں معمار کو سزا دوں ایکنے کہا بوا انجام کا تو حال کہو اب معمار قدرت مسلمانوں سے جدا نہوگا آجکل قلعہ بے نظیر تیار کررہا ہی اگر وہ قلعہ بنگیا اُسکا فتح ہونا دشوار ہی قلعہ بنانے مین اُستاد ہی یہ سحر اسکو مدت سے یاد ہی بڑا سردار ہی اسی وجہ سے نام اسکا معمار ہی داؤد گوش ہوش سے سن رہا ہی کبھی جاکر تخت پر بیٹھتا ہی کبھی کھڑا ہوکر زیر گنبد نگاہ ڈالتا ہی اہالیان شہر مرادین مانگ رہے ہین کوئی کہتا ہی یا خداوند اولاد نہین ہوتی کوئی کہتا ہی بیٹی ماندی ہی ایک ایک کو داؤد تسکین دیتا جاتا ہی کبھی کمال خدائی دکھاتا ہی کچھ بڑبڑا کر سحر کردیا رعد گرجا برق چمکی کبھی برف کبھی آگ لگ گئی کوتوال شہر کسی دزد یا خونی کو گرفتار کرکے لایا حال بیان کیا داؤد ہنسا برق تڑپ کر اس گنہگار پر گری کشت حیات گنہگار جلکر خاک ہوئی عدل و انصاف کے شہرے خدائی کے ڈنکے بج رہے ہین عجائب و غرائب افسونگری کے دکھا رہا ہی جنکو بندہ قرار دیا ہی وہ وجد مین ہین پکار رہے ہین یا خداوند تیرے صدقے تیری عدالت و انصاف کے نثار تو خاصہ خلاصہ دودمان سامری ہی تیرے رگ و ریشہ مین کرامت بھری ہی ہونے دو ہو خداوند بھی تیرے بندے تھے تونے انکو بنایا جب سرکشی کی مٹا دیا اب دنیا مین جاگتی جوت کے دو خداوند ہین ایک زمرد شاہ باختری جو اپنے بندون کے ہاتھ سے بھاگتا پھرتا ہی اُسکی خدائی کا بھی حال کھل گیا اگر خداوند ہوتا بندون کے ہاتھ سے شکست نہ کھاتا غصہ کرکے اُنکو مٹاتا تیری کرامات ظاہر ہی تیری بزرگی سے کون نہین ماہر ہی مشکل مین تو امداد کرتا ہی ہر بندہ تیرا نام لیکر فریاد کرتا ہی دلون مین تیری یاد لب پر تیرا نام تو خداوند عالی مقام ہی بندے تیرے افراسیاب و کوکب روشنضمیر و ملک جہاندار شاہ و تنزلزل بن ازلال مقبول تیری بارگاہ کے اُن سے کون ہمسری کرے دل سے تیرے مطیع مرتبے اُنکے رفیع طلسمات بناکر ان سب کو حکم کیا کسی کو وزیر کسی کو ناظم کیا کس لطف سے دنیا کو آباد کیا ہر بندے کو اپنے شاد کیا اتنا بڑا ملک داؤد یہ گدا کی صدا کا یہان نام نہین غربت و فاقہ کشی سے کسی کو کام نہین بلحوظ خاطر ناظرین ہو کہ داؤد یہ باتین سُنکر مغرور تاج خدائی سر پر لباس فاخرہ در بر ہنس ہنس کر سب کو جواب دے رہا ہی تمام اہالیان شہر کی نگاہین باشتیاق گنبد سامری پر جمال کو داؤد کے دیکھ رہی ہین یکایک آسمان پر سناٹا ہوا سب نے سر طرف آسمان کے اُٹھا کر دیکھا شہنشاہ طلسم ہوش ربا افراسیاب جادو ایک تخت پر سوار تاج شہنشاہی بر سر چارقبہ شہنشاہی در بر موتیون کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے گلے مین بڑے کروفر سے تخت اُڑاتا ہوا آتا ہی سب کی نگاہ تخت افراسیاب پر پڑی داؤد جادو نے بھی دیکھا کہ افراسیاب جادو بڑے کروفر سے تخت اُڑاتا ہوا آتا ہی یا شاہنشاہ کا ہنگامہ ہوا داؤد جادو نے کہا ہمارا بندہ خاص الخاص آتا ہی یا تو تخت مثل ستارہ سحری کے بلند تھا یا مائل بہ پستی ہوا ناظرین پر یہ ضرور واضح رہے کہ حقیر نے تحریر کیا کہ جس گنبد مین داؤد جادو کھڑا ہی وہ دیوارین سونے و چاندی کی گنبد

کے پہلو مین آراستہ ہین اپر سونے چاندی کی پتلیان کھڑی ہین مثل طفلان حسین داؤد سے باتین کر رہی ہین جیسے ہی تخت افراسیاب جادو آسمان سے نمایان ہوا ایک پتلی مسکرائی دوسری ہنسی تیسری نے کہا ہوا کیا ہنسین چوتھی نے کہا ہوا کیا بتائین پانچوین نے جواب دیا کسی کا حال کہین اپنے کو در انداز بنائین چھٹی بولی ہم قدرت کے نگہبان ہین ساتوین ٹھٹھا مار کر ہنسی اور کہا ساحری جمشید کے ہم پر احسان ہین آٹھوین نے کہا ہوا مین پہیلی کہنا نہین جانتی جو بات ہوگی صاف کہدونگی میری بلا پوش چھپائے نوین بولی کون باتین بنائے اس عرصہ مین تخت افراسیاب جادو قریب دیوارون کے آپہونچا داؤد سے آنکھ ملی افراسیاب نے سر واسطے سجدے کے جھکایا برائے تسلیم ہاتھ اٹھایا داؤد نے آواز دی اے بندۂ خاص الخاص و اے طاعت گزار با اخلاص اے شہنشاہ با حیا اے آفتاب عالمتاب طلسم ہوش رُبا ہم عرصہ دراز سے تمہارے مشتاق تھے تخت جیسے ہی سرحد مین دیوارون کی آیا دسوین پتلی کہ جس پر اختتام کلام ہوا تھا مغرور خاموش کھڑی تھی بس اُسنے قہقہہ مارا آواز دی اے کنیزان ساحری ہوشیار ہو جاؤ بڑا غضب ہوا ہماری روح پر صدمہ ہے کوئی بلا آتا ہے خود بخود دل گھبراتا ہے سب پتلیان چاؤن چاؤن کرنے لگین غل مچایا خداوند داؤد آج کیا ستم ہے دل پر ہم سب کے ہجوم لشکر غم والم ہے اب وہ تخت درمیان مین دیوارون کے پہونچ چکا جب پتلیون نے غل مچایا اور بلند ہو کر اپنا عکس تخت اور صاحب تخت پر ڈالا اب جو داؤد نے نگاہ اُٹھائی دیکھا افراسیاب کیسا ایک شخص عجیب الخلقت ناریل سا سر کلچہ سے گال مثل مروارید دندان خوشنما زیرہ سی آنکھین مثل جگنو کے چمکتی ہوئی طباق سا پیٹ تاگا سی گردن مثل رسی کے ہاتھ پاؤن چھ گز کا دھڑ تلے کا تین گز کا اوپر کا منڈلا دو گز کا بیادہ قیامت کا پرکالا مگر پیادۂ شطرنج کا جو بڑھ کر بادشاہ کو مارتا ہے داؤد کے ہوش اُڑ گئے پتلیون نے آواز دی یا خداوند عمرو آیا عمرو آیا ایک بونی نگوڑے نے غضب کیا سامنے قدرت کے یہ گستاخی واضح رائے ناظرین ہو کہ عمرو بن امیہ ضمری افراسیاب کی شکل بنکر چونکہ جان سے اپنی بیزار تھا تخت زبرجدی پر سوار اُڑتا ہوا آکر پہونچا یہ نہ سمجھا کہ سایہ مین دیوارون کے رنگ و روغن عیاری کا اُڑ جائیگا اب جو یہ کیفیت بہم پہونچی داؤد نے بھی دیکھا تخت پر سوار ہی سینہ سپر کیے ہوئے آتا ہے عمرو نے جھک کر حوض مین دیکھا اپنے کو بصورت اصلی پایا داؤد نے ہاتھ اُٹھایا کہ سحر کرون عمرو تخت اُڑا کر نہ بھاگ سکا تخت زبرجدی اُسی مقام پر چھوڑا تخت سے کود پڑا گرتے گرتے ایک حقہ آتش بازی کا داغ دیا کتنون کے منہ جلے کچھ منہ کے بھل زمین پر گرے دامن و گریبان جلنے لگے بیچارون کی چشم سے شعلے نکلنے لگے لینا لینا کا ہلڑ ہوا داؤد گنبد سے دیکھ رہا ہے عمرو مثل برق جہندہ کے زمین پر گرا غول مین جادوگرون کے قیامت برپا کرتا ہوا جاتا ہے کسی پر کمند لگائی کسی کے منہ پر حباب بیہوشی مارا کبھی حقہ آتشبازی داغ دیا زبان ہلانا ہاتھ اٹھانا ساحرون کو مشکل ہوا ہر چند چاہتے ہین گرفتار کرین مگر برق جہندہ پر کون ہاتھ ڈالے کبھی ظاہر کبھی غائب کبھی لوٹ مار کرے

پالٹ کا ہاتھ مارا چار چار کے پاؤن اُڑا دیے پھر جست کر کے نکل گیا جس ساحر نے مُنھ کھولا عمرو نے تاک کے تیر مارا
گدی کو توڑ کر پار گذر گیا ہزار ہا جادوگر پامال ہوے داؤد گنبد سے دیکھ رہا ہی ہوش اُڑ گئے خدائی کرنا بھولا
لینا لینا کہہ رہا ہی پتلیان قہقہے مار رہی ہین کہتی ہین کیون خداوند آپ نے کیسا بندۂ گستاخ پیدا کیا ہی آپ کے
بندون کو مارے ڈالتا ہی جلد تدبیر کیجیے اس بندہ بے ادب کو سنگ سیاہ بنا دیجیے داؤد غصہ مین جواب دیتا
ہی تمھین ہماری مشیت مین کیا دخل ہی تم آگاہ ہو کہ کون کون قتل ہو رہا ہی جو دل سے یاد نہین کرتے اعتقاد مین
خام ہین بد انجام مین یہ بندہ بے ادب ہمنے بنایا ہی جلاد ساحران اسکو لقب دیا ہی اسکا آقا حمزہ صاحبقران
سپہ سالار قدرت ہی لقا ہماری ہمسری کرتا ہی اُسکی بربادی کے لیئے اس صاحب جاہ و جلال کو پیدا کیا ہی
اس طرار مکار غدار کو اُسکا عیار بنایا خبردار خاموش رہو بیہودہ نہ بکو اس عرصہ مین عمرو دلڑ بھر کر نکل گیا گلیم
عیاری اوڑھ کر مخفی ہوا رعایا مین شور گریہ و زاری بلند ہوا کوئی کہتا ہی بیٹا مارا گیا کوئی کہتا ہی فرزند قتل ہوا
کوئی کہتا ہی بازو ٹوٹا برابر کا بھائی چھوٹا یا خداوندان سب کو جلا دیجیے کرامت دکھلائیے کبھی ملک داؤد
مین آفت برپا ہوئی تھی اپنے اپنے گھرون مین پاؤن پھیلا کر سوتے تھے یون نصیبون کو نہ روتے تھے یہ غریو سنکر
داؤد جادو جھلایا حکم دیا یہ سب بے ادب ہین مورد قہر و غضب ہین سامنے سے ہٹاؤ ہرگز مردون کو زندہ
نہ کرینگے اپنی اپنی جان کی خیر مناؤ سب کو سنگ سیاہ بنا دونگا ابھی سزا دونگا قہر و غضب سے قدرت کے نہین
ڈرتے ہو سب روتے پیٹتے اپنے اپنے گھرون کو آئے شہر داؤدیہ مین گھر گھر یہی ہنگامہ عمرو کیا بلا کا عیار ہی قدرت
کے سامنے آیا لاکھون کو مار کے نکل گیا کوئی کچھ نہ کر سکا اب دیکھیے کیا ہوتا ہی اس ملک مین بھی اس ظالم کا قدم
آیا بعض کہتے ہین اب خرابی در پیش ہی ہم لوگون کو بُرا پس و پیش ہی سامنے قدرت کے آیا قدرت نے کچھ نہ کیا اب کیا
ہوتا ہی ساحرون کے واسطے سراسر خرابی ہی تمام شہر مین یہی ذکر ہی ہر ایک کو اپنی جان کی فکر ہی مگر داؤد جادو
غصہ مین گنبد سے اُترا تخت زبرجدی کو ہوا سے اُتارا اب جو اس تخت کو دیکھا حکمایان اشراقین نے علوم حکمت
سے اُسکو بنایا ہی ایک تختی اسمین نصب ہی اسمین کل کیفیت مرقوم ہی جو اسپر سوار ہو اگر بلند ہو تو یہ صورت ہی ٹھہرانے
کی یہ کیفیت ہی داؤد جادو کے ہوش اُڑ گئے تخت کو اُٹھوا کر ساتھ لیا دار الامارۃ فنا ہی مین آیا وزرا امرا حاضر
ہوئے تخت سلطنت پر داؤد متمکن ہی مگر قلب پر صدمۂ عظیم شہر داؤدیہ مین کبھی ایسا اتفاق نہ ہوا تھا خاموش
بیٹھا ہی مگر خواجہ عمرو جو شہر داؤدیہ سے بھاگے جنگل مین آکر ایک مقام پر بیٹھے دیکھا آگے آگے ایک ساحر
پشت پر چالیس ساحر توڑے روپیون کے کاندھون پر رکھے ہوے چلے آتے ہین عمرو نے جو چالیس توڑے
دیکھے مُنھ مین پانی بھر آیا بتعجیل تمام رنگ روغن عیاری کا لگا کر ایک برہمن کی صورت بنے گاڑھے کی
دھوتی دھوتر کا انگوچھا سر منڈا ہوا لنبی چٹیا ایک بچہ کنھیا پر ڈول لوہے کا برنجی لٹیا لیکر بیٹھا پکارنا

شروع کیا جل ٹھنڈھا پیتے جاؤ اس ساحر نے پلٹ کر دیکھا کہا برہمن دیوتا جل پلاؤ مزدور بھی ٹھہر گئے توڑے سب کنوین پر رکھدیے خواجہ عمرو نے پہلے اس ساحر کو پانی پلایا اُسی موج مین مزدورون نے بھی پانی پیا آبرو ریزی کا نہ خیال کیا پانی پیتے ہی بے پناہ پانی مشکل ہوئی موجۂ آب سانپ کی لہر تھا پانی پینا قہر تھا پانی پیتے ہی لڑکھڑائے رام رام کہکے گرے بیہوش ہوے خواجہ عمرو کنوین سے اُترے چالیسون توڑے اُٹھا کر نذر زنبیل کیے داداجان لیجیے اور بھاگکر اس ساحر کے بھی کپڑے اُتار لیے داڑھی موچھین مونڈین موچھ مین ایک بال رہنے دیا ایک کاغذ لکھا مضمون اسکا یہ تھا کہ او داودجاود دشمن مہر سپہر عیاری وقطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار پیک طرار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار آگاہ ہو کہ قدم ہمارا تیری سرحد مین آیا تخت زبرجدی ہمارا بہت احتیاط سے رکھنا ایک نگینہ بھی اگر گم ہو گیا نقد جان پر تمھارے بنے گی بہتر یہ ہی کہ غاشیۂ حکم کو دوش ہوش پر رکھکر مانند غلامان حلقہ بگوش در دولت پر آکر حاضر ہو مذہب اسلام قبول کر دیکتائی کا دعوی مناسب نہین ہی پروردگار برحق کارساز مطلق رب اکبر بانی بنائے زمین و آسمان پیداکنندہ انس و جان رحیم و کریم سمیع و علیم ارحم الراحمین مالک یوم الدین ہمارا خدا ہی بے مثل و یکتا اپنے کو خدا کہوا تا ہی پیدا کرنیوالے سے نہین شرما تا ہی بخدا اگر کھسکر نہ مارا تو نام اپنا خواجہ عمرو نہ رکھا یہ کلام کرکے خواجہ عمرو نامدار او صحرا مین جا بیٹھے بعد عرصہ دراز اس ساحر نے چشم باز کی اپنے کو ننگا پایا ساتھ والون کو بیہوش دیکھا روپیہ ندارد اُٹھتے ہی سر پیٹنے لگا مزدورون کو ساتھ لیکے روتا پیٹتا شہر داؤدیہ مین آیا یہان خداوند داؤد سنائے مین بیٹھے تھے کہ دوہائی کی آواز آئی داؤد نے سر اُٹھایا پوچھا کیا ہی لوگون نے کہا ایک فریادی آیا ہی داؤد نے اندر بلوایا دیکھا ایک ساحر ملول رنجور موچھین داڑھی منڈی ہوئین ایک سنگوٹی باندھے ہوے ہی پوچھا ارے کیا ہوا ساحر نے تمام حال بیان کیا کہا حضور ایک برہمن سے پانی پیا ہم سب سو گئے پھر جو ہوشیار ہوئے نہ روپیہ پایا نہ پانی پلانے والا ہاتھ آیا یہ کاغذ ہماری موچھ کے بال مین بندھا تھا خداوند داؤد نے وزیرون سے کہا پڑھو اب جو وہ پرچہ پڑھا گیا کمال بر داؤد کے حرف آگیا گھبرا گیا کہا یہ کیا ماجرا ہی انشا غلط املا غلط یہ سوچ کے سر جھکا لیا اُس ساحر کو خزانہ سے چالیس ہزار روپے دلوائے اس خیال سے کہ خدائی مین فرق نہ آئے کہا سیٹھ جی روپیہ لیجاؤ مگر ہوشیار رہنا ظاہر مین اس سے کہدیا یہ کارخانے قدرت کے قدرت کی ذات پر موقوف ہین اسمین دخل دینے والے بیوقوف ہین جب وہ ساحر مہاجن جاچکا خداوند داؤد نے پکارکر کہا اے یارو خواجہ عمرو نے اس مہاجن کو لوٹ لیا صحرائے داؤدیہ مین موجود ہی جلد ساحران نمدار جائین سارہ بان زادے کو جلد گرفتار کرکے لائین ہزارہا ساحر برائے گرفتاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار چلا شہر مین ہنگامہ ہے لو صاحبو آج ایک مہاجن لوٹا گیا خواجہ عمرو نے داڑھی موچھین مونڈ ڈالین روپیہ لے لیا کچھ خداوند کو

لکھکر بھیجدیا خداوند خاموش ہین قضائے کار ناگن وزیرزادی ملکہ لالان خون قبا کی خیرخواہ عاشق زار دونون وقت واسطے خبر کے دربار مین آتی ہی حالات جاکر ملکہ لالان خون قبا کو سناتی ہی یہان آج وقت شب ملکہ نے چاندنی دیکھنے کا سامان کیا مسند پر اسد غازی نامدار کنیزین جوڑے بھاری پہنے ہوئے محفل مین گلدستے جوگھرے چنگیر عطردان پاندان گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی فلک پر ماہ تابان محفل مین ملکہ ایسی مہر درخشان مصاحبین بجائے ثوابت و سیارگان مگر بوستان پر بھی جوبن تھا نظم مگر بوستان پر تھے جوبن ہزار

وہ جوبڑ کی نہرین چمن کی بہار	جسے دیکھکر کم ہو رنج و محن	وہ تھے سرو شمشاد زیب چمن	کسی جا ہوا سے شجر باردار
زمین اوس اٹھے اٹھکے ہون بار بار	شگوفون کی بو موسری کی چھاؤن	پرندے تھے ہون ہر طرف پانون پانون	لگا ایک تختہ مین یون لالہ زار
دل عاشقان جیسے سودا عذار	کہ غنچون کے سن سن کے وہ قہقہے	ہزارون کرین بلبلین چہچہے	ادھر کمسنین عورتین مثل حور
پرے باندھے ہنستی پھرین چہرہ رو	مصاحب کئی آسین کچھ کئی خواص	مگر اپنے عالم مین سب خاص خاص	تکلف کی پہنے تھی پوشاک وہ

جگت باز چالاک بیباک وہ ملکہ لالان خون قبا زیب جسم گلنار جوڑا سانچے مین ڈھلا ہوا سراپا دل مین جوش محبت اسد نامدار مختصر جلسہ پریون کا اکھاڑا اسد شیر دل بصد صولت و شوکت پہلو مین ملکہ کے جلوہ فرما کہ ناگن وزیرزادی ہنسی ہوئی سامنے ملکہ لالان خون قبا کے آئی واسطے تسلیم کے خم ہوئی ملکہ نے پوچھا کیون بوا ناگن خیر تو ہی آج کیا کچھ پڑا پایا کچھ زہر اگلو پیچ و تاب کھا کرو ناگن وزیرزادی نے کہا اے شہریار آپ کے سننے کی بات ہی جبدن سے حضور تشریف لائے آٹھ پہر یہی خیال ہی ایسا نہو کہ افشائے راز ہو جائے داؤد جادو سن پائے خدانخواستہ کوئی بلا نازل ہو دونون وقت دربار خداوندی مین جاتی ہون اسی فکر مین کوئی غمازی نہ کرے آج نیا معرکہ درپیش ہوا صبح کو خداوند گنبد سامری مین بیٹھے تھے آپ کے نانا جان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار بصد کر و فر بصورت افراسیاب تخت پر سوار تخت ہوا پر اڑاتے ہوئے آئے راز سے یہان کے واقف نہ تھے سونے چاندی کی پتلیان بول اٹھین عمرو آیا عمرو آیا رنگ روغن بھی چہرے کا خواجہ عمرو کے اڑ گیا داؤد نے چاہا پکڑ لون تخت سے کودے ہزارون جادوگرون کو مار کر نکل گئے تخت انکا رہگیا خداوند دارالامارۃ مین جاکر بیٹھے وقت آخر ایک مہاجن کے چالیس ہزار روپیہ خواجہ عمرو نامدار نے لوٹ لیے مہاجن کی داڑھی موچھین مونڈ ڈالین ایک کاغذ لکھا ہوا خواجہ عمرو نامدار کے ہاتھ کا لیکر دربار خداوندی مین آیا اس کاغذ کو پڑھکر رنگ روے خداوند داؤد متغیر ہو گیا مگر ہزارون ساحر برائے تلاش خواجہ گئے ہین خدا انکی جان دشمنون سے بچائے اے شہریار اگر آپ حکم دین تو مین خواجہ عمرو کو تلاش کرون یہان باغ مین بلا لاؤن مگر انکا ملنا دشوار ہی آپ کچھ شناخت بتائین تو کنیز فوراً جائے اسد غازی یہ حال پر ملال سنکر بد حواس ہو گیا کہا او ملکہ تم نے سنا خدا انکو سلامت رکھے باغ سیماب مین مجھپر غصہ تو کیا مگر میری تلاش ہی لوح کی فکر مین یہان آ ہونکے اب میرا چھپنا مناسب نہین ہی بہتر یہ ہی کہ مین نکلون دربار مین داؤد کے

جاؤن یا تو اس بدبخت کا تخت الٹ دون یا لڑ بھڑ کے مر جاؤن خدا نخواستہ اُنکے دشمنون پر زوال آیا یا گرفتار ہوے پھر مین مُنھ دکھانے کے لائق نہ رہونگا اب انکی محبت کیون ملکہ عالم پر ثابت ہوئی یہ لطف و کیفیت مجکو پرورش کیا عزت و آبرو عطا فرمائی مین کیا مارے لشکر کے محسن مین ہمارے نانا جان صاحب زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران اُنکے ساتھ کیا کیا کام کیے ہر ملک مین نام کیے یہ تخت زبرجدی جلوہ اُڑاتے ہوئے آئے تھے خوف جان سے چھوڑ کر بھاگ گیے ملک زبرجد نگار مین اسکو پایا اسکا قصہ عجیب و غریب ہے عقل انسان دنگ ہو اگر دیکھے تو افلاطون کا متغیر رنگ ہو دمامہ جادو نے واسطے زبرجد شاہ کے ایک قصر معلق بنایا تھا نہ زمین پر نہ آسمان پر کئی ہزار گز کی بلندی قرار دے کر اس صاحب سحر و افسون نے قرار دیا تھا زبرجد شاہ شب کو اُسی قصر مین جا کر رہتا تھا ہمارے قبلہ و کعبہ خواجہ عمرو شب تیرہ و تار مین جنگ اُڑا کر بر سر قصر معلق پہونچے تصریح اس داستان حیرت بیان کی ایرج نامہ مین موجود ہے اگر مفصل لکھون اصل مطلب کو طول ہو ناظر و مشتاق ملول ہو اسد غازی فرماتے ہین کہ اے شہنشاہ خوبان افسر محبوبان جب خواجہ عمرو نامدار قصر معلق پر پہونچے زبرجد شاہ کو گرفتار کیا اس تخت کے اوصاف سے آگاہ ہوے زبرجد شاہ کی شکل بنکر اسی تخت پر سوار ہوے خزانہ زبرجد شاہ کا لوٹ لیا پھر چاہ الماس مین جا کر دمامہ جادو کو مارا تمام لشکر اسلام کو بچایا اگر عیاری ہاے خواجہ عمرو بیان کرون سالہا سال گذر جائین عیاریان تمام نہون پس اگر انکے لیے نوع دگر ہوا ازہوش ربا تا کوہ عقیق شکست حاصل ہوگی صرصر و بہار کا قدم نہ ٹھہر سکے گا ایک دن مین افراسیاب خاتمہ کر دیگا پس میرا نکلنا ضرور ہے ملکۂ لالان خون قبا بے اختیار رونے لگی کہا اے شہریار اس بات کو میرا دل کسی طرح قبول نہین کرتا کہ آپ یکہ و تنہا دربار داؤ دین جائین دشمن جا کر ساحرون مین پھنس جائین مین بیدست و پا کیا تدبیر کر سکتی ہون اسد غازی نے کہا ملکہ بڑی مشکل ہے خواجہ عمرو کیا کیا کام کرینگے مین طلسم کشا قرار پایا ہون کد و کوشش ضرور ہے یہ حال سُنکر قلب ناصبور رہی زندگی میرے واسطے موت ہے لطف شادی و عیش دل سے فوت ہے آج تک سمجھ کیا خواجہ عمرو نے کیا مجھ سے کیا ہو سکا مر جانے مین نام ہے در پے ایذا فلک خود کام ہے اس حسرت سے اسد غازی نے ان کلمات کو بیان کیا ملکہ کا کلیجہ پھٹ گیا کہا صاحب ہمارے حال دل سے تم نہین آگاہ ہو صاف یہ کیفیت ہے شعر ہم نہین واقف کہ کیا الفت کی رسم و راہ ہے ٭ رحم لازم ہے کہ ظالم اپنی پہلی چاہ ہے ٭ یہ شعر پڑھکر ٹھنڈی سانس بھری آنکھون سے آنسو نکلنے لگے چونکہ صاحب عفت و عصمت ہے اشعار بھی زیب النسا مخفی کے یاد آئے رو رو کر پڑھنے لگی

مسدس

	بسر گوشۂ رخسار قسم بشہیدان محبت سوگند	بسر آن مہ دلدار قسم براسیران مودت سوگند	

رنجہ فرما قدم و شادم کن
از ہمہ رنج و غم آزادم کن

بصفاے بر و دوش تو قسم
بہ صفاے گل نسرین سوگند

بحیا گیری ہوش تو قسم
بہ سر ساق بلورین سوگند

نگہے جانب ما باز بکن
شاہبازے سر پرواز بکن

بہ اسیر نظر یار قسم
باداے قدِ دلجو سوگند

بہ ضیاے مہ رخسار قسم
بہ نسیم سر گیسو سوگند

گوئی از لطف کہ من یار توام
بخدا خستہ و بیمار توام

بہ شکنج شکن یار قسم
بہ دلآویزی گیسو سوگند

بسر نافۂ تاتار قسم
بہ کج اندازی ابرو سوگند

ہر دم از شوق وصالت ہر دم
بہ تمناے دو لعلت ہر دم

بہ صفاے ملک العرش قسم
بخدا و بہ حقیقت سوگند

از سما تا بہ سر فرش قسم
بہ سر شمع نبوت سوگند

مدعا خاک رہ جانان است
نظر لطف پے درمان است

یہ اشعار پڑھکر بہت روئی کہا اے شہنشاہ اقلیم شجاعت اے ہنر بر ہیشۂ جرأت اگر سایۂ دامن دولت آپ ہمارے سر سے اُٹھاتے ہین یکہ و تنہا دربار مین اتنے بڑے جادوگر کے جاتے ہین ہماری مشکل آسان کرتے جائیے خنجر ابروے خمدار کو جنبش دیجیے یا دست زبردست سے اپنے تلوار لگائیے ہم کشاکش دنیوی سے چھوٹ جائین پھر آپ کو اختیار ہے اسد غازی نے سر ملکہ لالان خون قبا کا سینہ سے لگایا ٹھنڈی سانس بھر کر فرمایا اے ملکہ لالان خون قبا ہمارا حال زار قابل بیان نہین ہے ہمارے ماموں جان شاہزادہ بدیع الزمان گردلشکر شکن فرزند حمزۂ تیغ زن اس طلسم مین مدت سے قید ہین افراسیاب کے صیدہ مین ہم اُنکو چھڑانے کو آئے خود بلا مین پھنسے عرصۂ دراز تک قید رہے خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے مجھ ایسے اسیر دام سحر و افسونگری کو کس

زور شور سے رہا کیا کیا عیاریان کیا کیا مکاریان کیا کیا جرات دکھائی ساحرون سے لڑے جان پر اپنی کھیلے یہان بھی لڑتے بھڑتے آ گئے جگر انکا غم سے پاش پاش ہی مجھ بدبخت کی تلاش ہی ای ملکہ عالم ای عاشق صادق وا ی یا مواقف نظم

کیا کہون جی یہ کیا گذرتی ہی
ہی یقین یہ کہ خاک ہی مین ملے
دیکھو انصاف سے کہ ظلم ہی ظلم
نہ کوئی مایہ دار حسن اتنا

یہ ستم کسکو آئے گا باور
آرزوئے وصال سیمین بر
کہ نہو روے التفات ادھر
نہ کوئی مجھسا عاشق بے پر

اپنی حسرت کا کچھ علاج نہین
نکلے ارمان کیا کہ نکلا ہی سچ
تاب خسار تیرہ روزی سے

یار ہو بخت یا فلک یا دہر
نالہ ہاے شب و فغان سحر
وہ اگر مہر ہی تو مین ہون قہر

عجب بلا مین مبتلا ہون نہ روے رفتن نہ راہ ماندن

کیونکر جان دینے پر آمادہ نہون خواجہ عمر دنے اپنے کو میرے واسطے یہان تلک پہونچایا ہزار ہا جادوگر انکی تلاش مین گیا ہی ہر فرد بشر ڈھونڈھتا پھرتا ہی پس مین جاکر انکے شریک ہون یا لڑ بھڑ کر مر جاؤن اب گوشہ نشینی میرے لیے بہتر نہین ہی ملکہ انصاف کو کام فرماؤ ایسے محسن کامل کے قدمون پر سر کاٹ کے رکھدینا مناسب ہی تجپر انکی امداد واجب ہی اتنے بڑے ملک کے قریب آئے نہ دوست نہ آشنا نہ مونس نہ ہمدم نہ غمگسار برق و ضرغام کو بیہوش کرکے زنبیل مین ڈالکے لائے تھے صحراے سیماب مین ایسا غصہ آیا انکو بھی اپنے ساتھ سے جدا کر دیا نہین معلوم اُن کمبختون پر کیا گذری سب طرح کے مجکو خیال قلب پر ہجوم غم و ملال ہین بموجب رباعی مضمون زیب النسا مخفی رباعی

من ز دل تنگ و دل ز من تنگ ست
راہ تاریک و مرکبم لنگ است

صحبت ما چو شیشہ و سنگ است
فرو پروانہ نیستم کہ بیکدم عدم شوم

مخفیا کے رسی بمنزل دوست
شمعم کہ جان گدازم و دم بر نیاورم

آجکی شب حکایت و شکایت مین بسر ہو رہی ہی کلمات حسرت انگیز اسد پر ملکہ بلک بلک کے رو رہی ہی ناگن وزیرزادی ہر مرتبہ سمجھاتی ہی ملکہ عالم رنج و ملال کو دفع کیجیے دل کو تسکین دیجیے کبھی اسد نامدار کو اشارہ کرتی ہی ای شہر یار جو حضور کو منظور ہو وہ کیجیے گا زبان سے نہ فرمائیے کلمات تسکین سے اس سوختہ بخت کو سمجھائیے انھین باتون مین رات قلیل باقی رہی مگر ناگن وزیرزادی دیکھتی ہی آج خود بخود گل رخسار ملکہ عالم کے مرجھائے ہوئے ہین آنکھون سے حسرت پیدا چہرے سے یاس ہویدا ہر چند کہ ناگن نے سمجھا کر عاشق و معشوق کو ایک ایک جام پلایا آب نصیحت آتش شکایت و حکایت پر چھڑکا مگر ملکہ کی حسرت و یاس کو ترقی ہی بلا وجہ گھبرا رہی ہی کہ ناگن وزیرزادی نے عرض کی حضور پشت و پہلو سے ہوشیار رہیے گا دروازہ بند رہے ایسا نہو کوئی دراندازی کرے میرے نزدیک تو بہتر یہ ہی کہ اب صبح قریب ہی صحن باغ سے اُٹھکر بارہ دری مین جا بیٹھیے شاید صبح کے وقت کوئی جادوگر اُڑتا ہوا آسمان پر نکلے اس جلسۂ عیش و نشاط کو دیکھ لے فساد برپا ہو راز افشا ہو پھر حضور جان پر بنے گی ہر وقت رنگ انقلاب درپیش ہی ہر طرح کا پس و پیش ہی باغ عالم دمبدم رنگ بدلتا ہی کبھی بہار کبھی خزان گل کے پہلو مین خار ہمراہ راحت رنج اور ایک نکتہ عرض کرون سماعت فرمائیے عشرت اور عسرت کی ایک صورت ہی بقول زیب النسا مخفی غزل

ابر بر رونق چمن گریہ
وصل شیرین نصیب خسرو شد
سوخت پروانہ بر ہوائے وصال
لیکہ غفلت ربود مرد ورا

گل بر آیام زیستن گریہ
غم ہجران کوہکن گریہ
شمع بر صبح انجمن گریہ
چرخ بر حال مرد و زن گریہ

دل ز دست فراق نالہ کند
رفت حسن گل و چمن برباد
روز این عمر کوتہ آخر شد
بیوفائی عمر ای مخفی

دیدہ بر حال خویشتن گریہ
سرو برباد و یاسمن گریہ
شب ز تاریکی وطن گریہ
بر شگاف دل کفن گریہ

حضور ہر وقت خیال انقلاب ہی دلکو کنیز کے پیچ و تاب ہی خوب ملکہ کو سمجھا کر ناگن وزیرزادی طرف دربارہ داؤد جادو کے برائے خبر روانہ ہوئی بیان ستارہ سحری چمک چکا ہی ہنگامہ سحر برپا ہی طائر آشیانون سے پر کھولکر نکلے منقارین حمد الہی مین کھولین چہچہہ زن ہوئے قمری نے صدائے حق سرہ سنائی بلبل اڑکر پہلوئے گل مین آئی ہر سمت آوازہ عیش و نشاط و سرور جام لالہ صہبائے شبنم سے معمور نسیم سحر مستانہ وار لڑکھڑاتی ہی مینا شجر سے سر ٹکراتی ہی نرگس شہلا نے برائے دیدار شاہدان چمن آنکھین کھولین سنبل نے موئے مشکین مین گرہ دی سوسن صفت باغبان قضا و قدر مین پھول اٹھی سرو لب جو کی آئینہ آب روان مین خوشنمائی اپنے قد دلجو کو دیکھکر اکڑ رہا ہی دونون عاشق و معشوق مسند ناز پر جلوہ فرما شب کے جاگنے کا آنکھون مین خمار ملکہ نے کہا اے شہریار بارہ دری مین اٹھ چلیے وہان چلکر بیٹھیے ہمارے وزیرزادی سمجھا گئی ہی ہماری خیرخواہ ہی کوئی بات اسکی نصیحت سے خالی نہین ہی اسد غازی نے کہا ملکہ ذرا روشنی ہوجائے تو اٹھکر چلین قضائے کار بہ قول ناگن وزیرزادی صبح کو اکثر ساحران غدار ملازمان داؤد جادو برائے سیر نکلتے ہین ایک ساحر موسوم بہ افلاک جادو مصاحب داؤد جادو اڑا ہوا آسمان پر جاتا ہی طرف سے باغ ملکہ لالان خون قبا کے گذرا کان مین گانے کی آواز آئی طرف باغ ملکہ لالان خون قبا کے متوجہ ہوا نگاہ پڑی اسد نامدار و ملکہ لالان خون قبا کو ایک مسند پر دیکھا چونکہ اسد غازی مشہور طلسم کشا ہی تصویر اسکی ہر ایک فرد بشر دیکھ چکا ہی نگاہ پڑتے ہی اسد نامدار کو پہچانا بیقرار ہوگیا جلسہ مین کنیزون کے دیکھا فوراً بھاگا کہا کہ خداوند داؤد سے کہین اس شوخ دیدہ کو سزا ایسی طلسم کشا قتل کیا جائے ہمارا نام ہو یہ خار طلسم سے نکلے افراسیاب ان جھگڑون سے چھوٹے سرداران افراسیاب سے میل کرینگے یہ سوچا ہوا دربار مین داؤد جادو کے آیا اسوقت داؤد جادو دارالامارۃ شاہی مین تخت پر بیٹھا تھا تمام سوار جمع ہین بڑے بڑے شاہان اولو العزم سجدہ کررہے ہین مغرور شکبر سجدہ لے کر آواز دیتا ہی سر خود را بہ سجدہ بردارید کہ لعنت بر شما مغضب کردیم خورشید جادو وزیر پہلو مین ہر چند نہ بالکل جاہل ہی مگر لقب اسکا پیغمبر نا مرسل ہی اس سے کہہ رہا ہی خواجہ عمرو کو کوئی گرفتار کرکے نہ لایا خورشید جادو نے دست بستہ عرض کی مین نے خداوند سے عرض نہین کیا خواجہ عمرو نے حوالی ملک داؤدیہ مین غدر ڈالدیا صدہا مسافر مار ڈالے راستہ بند جیسے مہاجن در د مند صدہا مسافر کی خبر غلام

نے پائی جو نکلا وہ لوٹا گیا صد ہا مہاجنون کو گھر پر جا جا کر خواجہ عمرو نے لوٹ لیا کہین چور بنکر گیا چاندی سونے کا مال بیجا دہ تانبے پیتل کا نکلا سب خبرین غلام کو ملین بخوف حضور ذکر نہین کیا جا بجا غدر پڑا ہی داؤد جادو نے کہا ای پیغمبر مین کیا کرون خود قدرت تلاش مین اُسکی نکلین یا یہان سے بیٹھے بیٹھے تقدیر کرین خورشید جادو نے کہا خداوند قصد نہ کرین غلام خود جائیگا مشکین باندھکر اُس ساربان زادے کی لائیگا میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا داؤد نے کہا تم ہمارے رازدار ہو جا بجا ملک داؤدیہ مین ذکر ہی بندون کے دل مین فرق پڑ گیا کہ قدرت کے سامنے زیر گنبد سامری لڑا ہزارون کا کھیت ہوا کیسے کیسے ساحر مرے جنکا مثل ناممکن خورشید جادو نے کہا حضور ایک دن کی جستجو کا کام ہی جس دن قصد کیا فوراً لایا کہان جاسکتا ہی اجل اسکی دامنگیر ہی ایک پیادہ عیار ذلیل و حقیر ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ افلاک جادو پسینے پسینے آیا گھبرایا ہوا سجدہ کرکے سامنے دست بستہ کھڑا ہوا داؤد نے کہا کیون ای بندۂ خاص مصاحب با اخلاص کچھ عرض کرنا منظور ہی افلاک جادو اسکا نام ہی ظلم بدعت کام ہی عاشق و معشوق کو جو ایک مقام پر دیکھا جلگیا ہمیشہ سے مردم آزار طالب و مطلوب کا دشمن راہ عیش و عشرت کا راہزن کسی کی خوشی منظور نہین رنج و غم دینے مین قصور نہین ہر وقت اسی فکر مین پھرتا ہی کسکو مٹاؤن کسکا گھر برباد کرون کس کو جلاؤن کسکو پھوکون سامان غدر کا جو یا ظلم و بدعت مین فرد ہی مردان عالم کا دشمن یہ نامرد ہی بے اختیار عرض پیرا ہوا یا خداوند آج غلام کو بڑا تعجب ہی زبان سے وہ فقرہ نہین نکلتا اس ذکر مین یہی مصرعہ کافی ہی مصرع ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ہ حضور کی صاحبزادی نور حلقیدۂ خالص کو آج ایسے رنگ مین دیکھا غلام کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا قصد ہوا کہ باغ جلا دون ہمراہیان ملکہ کو خاک مین ملا دون مگر خائف ہوا شائد حضور کے خلاف ہو داؤد جادو نے کہا صاف صاف کہہ کیا پہیلیان کہتا ہی آخر لالان خون قبا نے کیا کیا اُس سے کون سا قصور ہوا افلاک جادو نے کہا جان کی امان پاؤن تو مفصل کیفیت عرض کرون داؤد جادو نے کہا بیان کر کہا حضور مین بوقت سحر آسمان سے سیر کرتا ہوا آتا تھا طرف سے باغ ملکہ لالان خون قبا کے گذر ہوا طلسم کشا اسد غازی کو پہلو مین ملکہ لالان خون قبا کے بیٹھے دیکھا صحبت عیش و نشاط آراستہ گانے والیان حاضر دور جام شراب دونون کا شباب غلام نے یہ انقلاب دیکھا قلب کانپا غصہ آیا ضبط کیا مگر حضور فوراً انتظام کرین یہ سُنکر داؤد جادو غصہ مین کانپ اُٹھا ایک چیخ ماری تمام قصر تھرایا حاضرین دربار کے رنگ رو متغیر ہر ایک وزیر امیر منتشر متحیر داؤد جادو نے افلاک جادو کو حکم دیا کہ سو ملازمان نمکخوار ساحران غدار ہمراہ لیکر طلسم کشا کا سر لا اُس گیسو بریدہ کو محافہ مین سوار کرکے ہم تک پہونچا یہ قدرت سے سزا دینگے مارے کوڑون کے کھال گرا دینگے آتش قہر خداوندی مین جلائینگے ایسی گیسو بریدہ کو خاک مین ملائینگے مگر افلاک جادو اگر خلاف نکلا سنگ سیاہ بنا دونگا تیری قوم بھر کو مٹا دونگا

افلاک جادو نے کہا حضور غلام نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اگر خلاف نکلے گردن ازموہا ریک محال ہی کہ خداوند کے سامنے بمقدمہ نور چکیدۂ خالص ایسے مہملات حالات مفضیحت آیات بیان کرین قدرت کے قہر و غضب سے نہ ڈرین ابھی ظاہر ہو جائیگا غلام سو ساحر لے کر جاتا ہی طلسم کشا ملکہ کو باندھ لاتا ہی یہ کہکر یہ بیچیا باہر نکلا ساحرون کو جمع کرنے لگا مگر قضائے کار ناگن وزیرزادی کی دونون وقت برائے دریافت خبر آتی ہی ایک گوشہ مین حاضر ہی جس قصر مین چند نازنینان مہ جبین جو حوران قدرت کہلاتی ہین اُنسے ناگن بھی باتین کر رہی ہی مگر گوش بر آواز ایک نازنین ہانپتی ہوئی آئی سبھون سے کہنے لگی اے حوران قدرت خداوندا تو دستے کچھ سُنا بڑا غضب ہوا ابھی ہین در بار خداوندی مین حاضر تھی نگوڑا افلاک جادو زشت خو سامنے قدرت کے آیا کہتا ہی ملکہ لالان خون قبا ہمراہ طلسم کشا باغ مین اپنے اُس باغی کو لیے بیٹھی ہین خداوندا تو غصہ مین کانپ رہے ہین اُسی نگوڑے افلاک جادو کو حکم ملا سو ساحر لیکر برائے گرفتاری ملکہ لالان خون قبا و طلسم کشا جاتا ہی یوا ایسی خبر ہین سُنکر کلیجہ تھراتا ہی اُس قصر مین نازنینان مہ جبین کا جماؤ ہی ایک بوی بھیو سراسر بہتان معلوم ہوتا ہی ملکہ لالان خون قبا کو مرد کے نام سے نفرت ہی اُسکے باغ مین مردانہ پھول نہین دوسری بولی بیٹھ خالا دنیا مین ایک تجکو مرد سے نفرت ہی ایک بی ملکہ صاحب کواری جوانی دیوانی ہوتی ہی شباب مین مرد کے نام پر رال ٹپک پڑتی ہی ہم بھی ایسا ہی کہتے تھے اب یہی جی چاہتا ہی بازار مین نکلین چار کو دیکھین اپنے کو دکھائین جوانی کے مزے اُڑائین اس کوچۂ عشق و محبت مین بڑے مزے ہین مردون کی بھولی بھولی باتین وقت پر منتین کرتے ہین ذرا ہمنے اپنے کو کھینچا قدمون پر گرتے ہین تصدق نثار ہوتے ہین ذرا منھ پھیر لیا زار زار روتے ہین جان تک مانگو دینے کو حاضر ہین بعض نگوڑے نٹ کھٹ اپنے مطلب کے عاشق یار ہا موافق جہان مطلب نکل گیا پھر کون آتا ہی اگر کہین ملے ہم تو ہی اپنا عاشق سمجھے وہی اُنکی چکنی چکنی باتین یاد ہین اُنھون نے مُنھ پھیرا گویا ان تلون مین تیل ہی نہین بعض نازک مزاج ذرا بیوفائی کی گھبرا کر سنکھیا کھالی بو انجیبر تو کوئی زہر کھا کھاکے مر گئے اب تجکو چاہت کی قدر ہوئی ایک سے کرکے بیٹھ رہی ہمارے ناز مُٹھاتا ہی اُسنے اپنے جورو بچے چھوڑ دیے میرا کوڑیا غلام ہی اسی طرح جوش جوانی مین ملکہ نے بھی طلسم کشا کو بلا لیا ہوگا نہایت خوبصورت جوان ہی جری بہادر صاحب حسب و نسب بی ملکہ مہ جبین دختر افراسیاب کا معشوق سُنا ہی بڑا خوش مزاج ہی معشوقان جہان کے سر کا تاج ہی جب تو بی مہ جبین طلسم ہوش رُبا کی حکومت چھوڑ کر صحرائے حیرت سے اُسکے لے بھاگین قید بھی رہین مگر محبت سے اُسکی ہاتھ نہین مُٹھایا اب اُسکے لشکر مین چین کرتی ہین اُسنے تخت سلطنت پر بٹھایا ہی شاہان عالم کو اُسکے مرتبے پر رشک ہی یہ باتین جو ناگن وزیرزادی نے سُنین گھبرا کر اُس قصر سے باہر نکلی جی مین کہتی ہی ہائے بڑا غضب ہوا جس بات کا ہمکو خیال تھا بخت سیاہ نے وہی روز دکھایا مگر پرپرواز

پیدا کر کے طرف باغ کے چلی ساحرہ زبردست ہی بیک چشم زدن کنج باغ مین آکر اُتری دیکھا ملکہ لالان خون قبا
اُسی طرح صحن مین باغ مین مشغول عیش ہین سامنے آکر سلام کیا عرض کی ذرا الگ تو چلیے مجھے کچھ کہنا ہی ملکہ
لالان خون قبا رنگ ردے ناگن متغیر دیکھکر گھبراکر اُٹھی ناگن ہاتھ تھام کر کنج باغ مین لائی چونکہ ملکہ
سے محبت دلی ہی بچپن سے ساتھ کھیل کر پرورش پائی ہی قدمون سے لپٹ کر رونے لگی ہچکی لگ گئی ملکہ گھبرائی بولا
ناگن جلد بیان کر خیر تو ہی ناگن وزیرزادی نے کہا واری خیر کیسی سراسر شر ہی حضور کو کیا خبر ہی ہم چلتے وقت کہہ گئے
تھے کہ اب صبح ہو چکی ہی اندر بارہ دری کے جاکر بیٹھیے آپ نے ہمارا کہنا نہ مانا افلاک جادو اُڑا ہوا جاتا تھا
آپ کو پہلو مین طلسم کشا کے دیکھ گیا جاکر خداوند داؤ دسے سر دربار اُس بیحیا نے کہا قدرت نے حکم دیا مع فوج
برائے گرفتاری طلسم کشا آتا ہی یہ حال مصیبت مآل سُنکر ملکہ لالان خون قبا کا چہرہ زرد ہو گیا ہاتھ پاؤن
مین رعشہ پیشانی پر ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ بے اختیار رونے لگی کہا اے وزیرزادی اب کیا کرون مین کنوئین مین پھاند
پڑون ہیرے کی انگوٹھی چبالون اُنکو کسی طرح بچالے مجھے اپنی جان کا خیال نہین ہی وہ بیچارے غریب الوطن
اُنکے بزرگ ہزارہا کوس پر ہین اُن بیچارے کو کون بچائیگا اس آفتاب عالمتاب حسن پر زوال آجائیگا آتش خو
شعلہ مزاج ہین تلوار کھینچکر لڑائی پر آمادہ ہونگے سحر ساحری کچھ جانتے نہین ہلے کیا کرون کہان اُنکو لے کر
نکلجاؤن مین کیا جانتی تھی آج آفت آسمانی آنے کو ہی فلک گردش دکھلائیگا افلاک جادو یون یکھو جائیگا
ناگن نے کہا اب حضور گھبرائین نہین آئی ہوئی عقل جاتی رہیگی سوچین گے کچھ مُنہ سے بات کچھ اور نکلے گی
بگڑی ہوئی بات بننا دشوار ہی ابھی تک خیر ہی اُس بیحیا کے آنے مین عرصہ ہی اتنی دیر مین کچھ فکر کیجیے مرنے جینے
کا ذکر نہ کیجیے ملکہ لالان خون قبا نے کہا بوا ناگن تم جو کہو وہ کرون ناگن نے کہا اے ملکہ عالم یہ کوے محبت ہی
اسمین ہزار طرح کی آفت ہی کیسے کیسے جوان اس ظالم نے مٹا نے نخل محبت سے کسکو پھل ملا کسکا غنچہ آرزو کھلا مجنون
دشت نجد مین برباد رہا فرہاد ناشاد موا لیلی کو کب شب وصل حاصل ہوئی ہمیشہ جفاے فرقت سہی شیرین نے
اپنی جان شیرین دی حضرت یوسف اسی چاہ کی بدعت سے قید ہوے دام الفت زلیخا کے صید ہوئے مگر لونڈی
اپنی جان مٹائیگی جہانتک ہو سکے گا آپ کی اور طلسم کشا کی جان بچائیگی مگر اتنا یاد رکھیے خداوند لاکھ آپ پر حجت
کرین سوا ے نہین مُنہ سے ہان نہ نکلے سر کٹ جائے بات مین فرق نہ آئے انکار ٹری چیز ہی افلاک جادو
حرامزادہ بڑا بے تمیز ہی اگر میرا فقرہ چل گیا تو آپ کو بچایا اُسکو قتل کرایا ورنہ مین بھی جان حضور کے قدمون پر
نثار کرونگی مین اس گل سے چہرے کی بلبل شمع رخساری کی پروانہ آنکھین پھوٹین جو حضور کو بے طور دیکھون
یا دشمنون کے رنج وملال کی خبر سنون اب یہ تدبیر ہی کہ طلسم کشا صاحب جرأت وشوکت اپنے زمانہ رستم گرس
بات کو سُن پائیگا تلوار کھینچکر سامنے ساحرون کے جائیگا ایک ساحر انکے واسطے کافی ہی ہماری اتنی لیاقت

نہیں کہ داؤد جادو سے ڈر سکیں اب میں سحر کر کے طلسم کشا کو چھپاتی ہوں آپ محفل عیش آراستہ کر کے بیٹھے دل کو سنبھالیے جو کچھ گذرے دل پر گذرے تغیر ظاہر نہونے پائے جب افلاک جادو آئے جواب صاف دیجیے اور دلیر ہو کر فرمایئے کہ ہم طلسم کشا کو نہیں جانتے ہر گز نہیں پہچانتے خدانخواستہ اگر خداوند کے سامنے بھی پرسش ہو داری سرک جائے بات میں فرق نہ آئے سراسر لونڈی کے کہنے کا خیال رہے بموجب مصرعہ مصرع قدم عشق بشیر بہتر۔ اُس گوشہ میں کھڑے ہو کر ناگن نے ملکہ لالان خون قبا کو خوب سمجھایا ملکہ سن رہی ہے سر دھن رہی ہے ہر بات کا یہی جواب ہے بوا جو کہو گی وہی کرونگی خدا اُنکی جان بچائے اے

خیر خواہ بلا اشتباہ اپنی جان دینے پر آمادہ ہوں غزل

امید وصل کی باشد زغم دل ریش کی مانند
دگر آنرا چو مجنون طرکار خویش کی مانند
تو خواہی سود الماس سیزد خواہ مرہم نہ
ہو مخفی ہمقفل از عقل و اندیش کی مانند

گدا چون آشنا گردد لشنہ درویش کی مانند
جنون ہر جا سخن باشد رسوز دل سمز لفے
جراحت چون نشود ناسدہ مرہم از نیش کی مانند

کسی کو شد گرفتار سر زلف پریشانی
مجال گفتگوئے عقل و اندیش کی مانند
کسی کز دست غم ہر دم زخون دل کشد جامے

ناگن وزیر زادی کی بھی ان باتوں سے ہچکی لگ گئی کہا حضور خدا آپ کی جان بچائے انجام اسکا بخیر ہو حقیقت میں کوئے عشق میں سوائے رنج و مصیبت کے کیا ہے یہ کہکر ملکہ کو ساتھ لیے ہوئے جلسہ میں آئی اسد غازی کو بلا کر ایک کمرے میں لیگئی مخفی طور پر سحر کرتے کرتے اُنکو بیہوش کیا ناظرین پر واضح ہو میر احمد علی صاحب نے اس مقام کو اسی طور پر لکھا ہے کہ ناگن نے اسقدر سحر کیا کہ اسد غازی ایک مٹر کا دانہ بنگیا ملکہ لالان خون قبا کی پازیب کے گھنگرو کا منہ کھول کر یہ دانہ مٹر کا اُسی گھنگرو میں رکھکر منہ اسکا بند کر دیا حضور اب اگر سامری جمشید بھی ڈھونڈھیں گے نہ پائیں گے آپکا معشوق آپ ہی کا پابند رہا اور لونڈی بھی وقت پر کسی طور سے آئیگی یہ تقریر و تدبیر کر کے ناگن تو ایک جانب روانہ ہوئی مگر ملکہ لالان خون قبا مثل زلف پریشان بصورت آئینہ حیران سر جھکائے بارہ دری میں بیٹھی تھی کنیزیں خوف داؤد جادو کانپ رہی ہیں گوشوں میں چھپتی پھرتی ہیں ملکہ لالان خون قبا ہر چند منع کرتی ہے دیکھو صاحبو ہوش و حواس درست رکھو انتشار ثابت ہو تم لوگ کیوں گھبراتی ہو جو آفت ہوگی میری جان پر گذرے گی تمھارا ڈرنا بیکار ہے بچانے والا پروردگار ہے ملکہ ان باتوں میں مصروف ہے کہ دروازے پر ہلڑ ہوا محلدار دوڑی ہوئی آئی کہا داری افلاک جادو سو ساحروں کو لیکر آیا ہے کہتا ہے تمھارے باغ میں طلسم کشا آکر چھپا ہے ملکہ نے کہا آنے دو دیکھو کہ آؤ تلاشی لو سارے باغ کو چھانو افلاک جادو بلبلاتا ہوا باغ میں گھس پڑا چاہتا ہے باغی کو گرفتار کروں گا ملکہ ایسی گلعذار کو خار دونگا مثل سرو صحرائی اکڑتا ہوا ساحران غدار ساتھ مونچھوں پر تاؤ دیتا ہوا ملکہ کے سامنے آیا بے ادب نے سلام بھی نہ کیا ملکہ

لالان خون قبا تو نہ بولی مگر کنیزون نے پوچھا میان افلاک کہان چلے کیون خیر تو ہی افلاک
جادو نے کہا اوستانیو خوب ملکہ عالم کو بدراہ کیا ہی بتلاؤ طلسم کشا کہان ہی کس مکان مین چھپا دیا صاف
صاف بتلاؤ ورنہ مارے کوڑون کے کھال گرا دونگا اب ملکہ بول اُٹھی کہ افلاک کچھ دیوانہ ہوا ہی کیا
حقیقت مین اسم بامسمیٰ ہی بیشک فلک کا کام گردش ہی ظلم و بدعت مین کوشش ہی مگر ہمارے باپ نے اپنی
قدرت سے زمین و آسمان بنایا ہی ہمارے ساتھ کجروی کریگا افلاک جادو نے کہا ملکہ عالم بس اسی مین
خیر ہی اپنی جان و آبرو بچایئے طلسم کشا کو بتلایئے مین صبح کو آسمان پر اُڑا ہوا جاتا تھا اپنی آنکھون سے دیکھا
طلسم کشا آپ کے پہلو مین بیٹھا تھا شراب چل رہی تھی ملکہ لالان خون قبا نے کہا دیوانہ ہی کیسا طلسم کشا ہمارے
باغ مین طلسم کشا کا کیا کام ہی صبح کو ٹھیک جلسہ آراستہ تھا ناچ گانا روز ہوتا ہی کوئی خواص ہماری مردانے کپڑے
پہنے بیٹھی ہوگی روز سوانگ بنتے ہین کسی کو مرد بنایا کسی کو شراب پلا کے بڑی دیوانہ قرار دیا ہمارے باغ مین مرد کا
نام نہین اگر تو نے دیکھا ہی تلاش کر لے سارا مکان پڑا ہی خبردار میری کنیزون کے اوپر نگوڑے نگاہ نہ ڈالنا یہ
سب ہماری ہمراز ہین عہدۂ مصاحبت سے سرفراز ہین افلاک جادو نے کہا مین ڈھونڈھ لونگا یہ کہکے
اشارہ کیا ساحران غدار ہر قصر و مکان مین گھسے تلاش کرنے لگے مثل غول بیابانی ہر طرف دوڑتے پھرتے تھے
جس مکان مین جاتے تھے طلسم کشا کو نپاتے تھے بدحواس آکر افلاک جادو سے کہتے تھے اے افسر سب مکان
خالی پڑے ہین طلسم کشا کا نشان نہین معلوم ہوتا صحیح فرمایئے آپ نے اپنی آنکھون سے دیکھا تھا افلاک جادو
گھبرا گیا صندوق پٹارے کھلوانے لگا ہر چمن مین جاتا ہی روش روش بڑی چھانتا پھرتا ہی اُس گل کا کہین پتا نہین ملتا
اُس بیحیا کا غنچۂ آرزو نہین کھلتا تمام باغ کی خاک چھانی خاک مراد حاصل نہوئی تسکین دل نہوئی آخر غصہ مین
سامنے ملکہ کے آیا کہا آپ نے کہین طلسم کشا کو چھپا دیا خداوند قدرت سے دریافت کرینگے چلیے سوار ہوجیے قدرت
نے یاد فرمایا ہی ملکہ لالان خون قبا روتی ہوئی اُٹھی محافہ مین سوار ہوئی کنیزین اشک حسرت بہاتی
ہوئی عقب مین محافہ کے افلاک جادو پایہ پر محافہ کے ہاتھ ڈالے ہوے کہتا ہوا دیکھیے ملکہ نہ چھپایئے اب
بھی مفصل بتا دیجیے مین قدرت کو سمجھا دونگا کہ مین نے طلسم کشا کو جنگل مین پایا باغ مین ملکہ کے نتھا مین آپ کو بچا لونگا قدرت
غصہ مین کوٹرا لیے بیٹھے مین ملکہ کچھ جواب نہین دیتی کنیزین کوستی چلی آتی ہین کہتی ہین یا خداوند نگوڑا افلاک
جادو مرجائے بھڑوے کے ہاتھ پانون ٹوٹیں دیدے پھوٹین کیا مزا ہو جو خداوند قدرت نمائی کرین دونون
دیدے بھڑوے کے بٹم ہوجائین ظالم کے کوڑھ ٹپکے ہماری ملکہ پر تہمت لیتا ہی اسی طور سے محافہ داخل شہر
داودیہ ہوا شہر مین بھی ہلڑ ہی ہر گھر مین یہی ذکر ہی کہ لو صاحبو ملکہ لالان خون قبا نورچکیدۂ خاص
خداوند قید ہوکر آئی ہین نہین معلوم سچ ہی یا جھوٹھ کہتے ہین کہ طلسم کشا اسد غازی باغ مین آکر ملکہ

لالان خون قبا کے چھپا ہی بعض کہتے ہین ملکہ عاشق ہوئی ہی ایک کہتی ہی بُوا بھلا خداوند کی بیٹی کیا عاشق ہوگی کسی نے تہمت لی ہی عقلمند کہتے ہین مصرع تا نباشد چیزکے مردم نگویند چیزہا ٭ یہ آوازین کان مین ملکہ کے آتی ہین محافہ مین روتی ہی کبھی ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگتی ہی ای آسمان کے خدائے نادیدہ میری عزت و آبرو بچانا پھر باغ مین خیر و عافیت سے پہونچون بیچارہ طلسم کشا مصیبت کا پابند ہی مین تو سحر و ساحری نہین جانتی نہین معلوم اس حال مین کیا گذر رہی ہوگی ناگن نے غضب کیا مٹر کا دانہ بنا کر گھنگرو مین رکھدیا ہی ایسا نہو جرم ثابت ہو جاے بیڑیان پنہائی جائین چھاگل اور کے قبضہ مین آئے کیونکر وہ بیچارہ بچے گا افلاک جادو ڈرا ہوا جاتا ہی پیشتر محافہ کے دربار مین آیا دیکھا داؤد جادو غصہ مین کانپ رہا ہی کوڑا ہاتھ مین غصہ بات بات مین جیسے ہی افلاک جادو سامنے آیا کہا کیون طلسم کشا کو لایا افلاک نے کہا یا خداوند معلوم ہوتا ہی کسی نے ملکہ کو خبر پہونچا دی باغی کو کہین چھپا دیا ہر چند مین نے ڈھونڈھا نہ ملا حضور ملکہ سے پوچھین سزا پائینگی آپ ہی بتا دینگی داؤد جادو تو غصہ مین بھرا بیٹھا تھا کہا گیسو بریدہ کو لاؤ ملکہ کانپتی ہوئی محافہ سے اُتری داؤد جادو کو سلام کیا مثل شعلۂ آتش بھڑک رہا تھا مُنھ پھیر لیا کہا کیون او گیسو بریدہ او ننگ خاندان بتا طلسم کشا کہان ہی ایسے کانٹے کو اپنے باغ مین جگہ دی ہمارے جاہ و جلال کا خیال نہ آیا سچ بتا کہان چھپایا خوف کے مارے ملکہ کے مُنھ سے بات نہین نکلتی ڈرتے ڈرتے غنچۂ دہن وا کیا ای والد نامدار مین طلسم کشا کو نہین جانتی نام سے بھی آگاہ نہین کبھی تصویر تک نہین دیکھی داؤد جادو نے کہا میرے سامنے مکرتی ہی میرے مصاحب کو جھوٹا کرتی ہی افلاک نے اپنی آنکھون سے دیکھا مفصل حال کہہ چکا مجال ہی کہ قدرت کے سامنے جھوٹ بولتا صاف بتا نہین تو آتش قہر و غضب سے پھونک دونگا دوزخ مین پھکوا دونگا ملکہ لالان خون قبا نے سر جھکا لیا جواب نہ دے سکی داؤد جادو نے کہا اسکو ستون سے باندھ دو یہ گیسو بریدہ یون نہ قبولے گی تمام اُمرا اور وزرا ارکین سلطنت کانپنے لگے ہر ایک خائف ترسان مثل بید لرزان آپس مین کہتے ہین دیکھو یارو بیٹی پر یہ قیامت ہی اس مقدمہ مین اور کسکا پاس کریگا مسلمانون کے نام سے قدرت جلتے ہین اس قوم نے بڑا غضب کیا کہتے ہین خدائے نادیدہ آسمان پر ہی خداوند داؤد کا مقابل بنایا قدرت کو کیونکر رشک نہو مگر جب داؤد جادو نے دیکھا کوئی ملکہ کو ہاتھ نہین لگاتا خود تخت سے اُٹھا اُس شہنشاہ خوبی گلعذار ماہ رخسار سمن بو خورشید رو کے جسم نازنین پر بدھی پھولون کی بار تھی رسن سے کس کے باندھا کوڑا لیکر کھڑا ہوا کہا دیکھ او شوخ دیدہ مارے کوڑون کے کھال کرا دونگا ملکہ لالان خون قبا نے جواب دیا مین نہین جانتی آپ کو اختیار ہی کسکا نام اسد نامدار ہی اب داؤد جادو نے غصہ مین کوڑا مارا قیامت برپا ہوئی لباس پارہ پارہ خون کے فوارے جسم سے نکلنے لگے گل سا چہرہ کمھلایا منکا ڈھلا آہ کا نعرہ کیا آنا مُنھ سے نکلا ای والد نامدار مین

کوڑے کی مستحق نہ تھی خنجر تلوار سے قتل کیجیے آج مجھ بدنصیب کا نام مٹا دیجیے یہ کہکر ضرب کے صدمہ سے پھڑکی تڑپی سارے جسم کو جنبش ہوئی داؤد جادو کوڑا لیے کھڑا ہی وزیرا میر لپٹ گئے کہتے ہین اے شہریار اب کی کوڑے مین مر جائیگی پروردہ مہد ناز و نعم اُسپر یہ ظلم و ستم بس اسی قدر سزا کافی ہی رحم کیجیے زیادہ سزا نہ دیجیے اگر یہ بات سچ ہوتی کیا مجال تھی چھپا سکتی افلاک جادو بھی تھر تھر کانپ رہا ہی اب سب افلاک جادو کو بُرا کہہ رہے ہین کہ اس ملعون نے بڑا غضب کیا ملکہ پر تہمت رکھی اتنی بڑی سزا اُٹھا کر قدرت کے سامنے کیا مکرتی صاف کہدیتی جب داؤد بڑھا ہی کہ دوسرا کوڑا مارون وزیر ہاتھ باندھتے ہین کہتے ہین بس حضور بس مگر قضاے کار کوڑا کھا کر جو ملکہ لالان خون قبا کے جسم کو جنبش ہوئی ایڑیان زمین مین رگڑین اس گھنگرو کا مُنھ کھل گیا دانہ مٹر کا زمین پر گرا پختہ زمین پر ڈھلکتا ہوا چلا ملکہ لالان خون قبا کی نگاہ پڑی اپنا دُکھ درد بھول گئی ہاتھ بندھے ہوئے بیدست و پا اگر ہاتھ کھلے ہوتے دانہ کو اُٹھا لیتی سر ٹکرانے لگی نگاہ اُسی دانہ پر وہ دانہ آخر ڈھلکتا ہوا قریب دیوار جاکر ٹھہرا ملکہ لالان خون قبا دیکھ رہی ہی دیوار مین ایک روزن تھا اُس روزن سے ایک چوہیا نکلی اُسنے دانہ مٹر کا مُنھ مین لے لیا روزن مین جاکر غائب ہو گئی ابتو ملکہ نے ہاے کا نعرہ مارا ضرب تازیانے کا صدمہ کم یہ قلق انتہا کا دل ہل گیا کلیجہ مین ناسور قلب ناصبور دل سے کہتی ہی اے لالان خون قبا جسکے واسطے یہ مصیبت اُٹھائی اُسکو یون ہاتھ سے کھویا ہاے ناگن نے اس اعتراض کو نہ سمجھا کمبخت نے مٹر کا دانہ بنا دیا چوہیا کھا جائیگی افسوس صد ہزار افسوس اس شیر بیشہ صاحبقرانی کی مفت جان گئی اس خیال مین قلب کو تڑپن دل مین پھڑکن کلیجہ مین درد رنگ رو زرد ہونٹون پر آہ سرد شستون سے سر دے دے مار رہی ہی مگر داؤد جادو نہین مانتا چاہتا ہی پھر کوڑا مارون کہ دروازے سے بارگاہ کے صدا رونے پیٹنے کی آئی کوئی یہ کہکر روتا ہی ہی اس خدائی مین آگ لگے خداوند داؤد کے ہاتھ مین کوڑے ٹپکے ابھی شہر داؤدیہ مین آگ لگجاے آسمان پھٹ پڑے زمین کے طبقے اُڑ جائین کوئی خداوند دنیا مین باقی نہ رہے سب گھبرائے کہ کون بانی در انداز ہی جو ایسے کلمات کہتا ہی ملکہ لالان خون قبا تو تڑپ تڑپ کے بیہوش ہو گئی دو صدمے کا مل قلب پہ پہونچے تاب نہ لا سکی بیہوش مدہوش منکا ڈھل گیا موت کے آثار چہرہ زیبا سے ہویدا ادھر تو داؤد جادو کی نگاہ اس حال پر ملال پر اپنی دختر بلند اختر کے پڑی مہر پدری نے جوش مارا کوئی خطاے فاش آنکھ سے نہین دیکھی فقط افلاک جادو کی زبانی سقدر صدمہ عظیم ہوا قریب تھا روح جسم سے نکلجاے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے تھے اسی حال مین یہ صدا سُنی سر اُٹھا کر دیکھا ناگن جادو وزیر زادی ملکہ لالان خون قبا کی دونون ہاتھون سے سر پیٹتی ہوئی کلمات گذشتہ زبان پر جاری سامنے خداوند داؤد کے آکر پہونچی آنکھ ملا کر کہا کیون خداوند یہ کیا ستم کیا او جلاد اپنے نخل مراد کو اپنے ہاتھ سے قلم کیا اس پھول پر رحم نہ آیا گل سے چہرہ کی حالت

اودیکھ بگر تو جلاد جفا کار ہی ایسے چمن حسن کو پامال کیا تیرے ہاتھ قلم ہون ایسے نازک بدن کو کیونکر کوڑا مارا انسے کیا
خطا ہوئی یہ کہکر ایک دوہتڑ داؤد جادو کے مارا کہا ارے مجکو بھی کوڑا مار تلوار کھینچ نہین تو بوٹیان کاٹ کے
پھینکدونگی مین نے بھی تو یہی خطا کی کہی دن سے سجدہ کرنے کو نہین آئی جو سجدہ نہ کرے اُسکو جلادے خاک
مین ملادے ارے جلاد تبلا تو میری بی بی نے تیری کیا خطا کی جوایسی سزاے کامل دی داؤد جوش محبت مین
دختر کے بدحواس تو ہو چکا تھا ناگن جادو وزیرزادی نے جو سر دے مارا ایسے کلمات سخت کہے داؤد نے
ہاتھ ناگن وزیرزادی کا پکڑ لیا کہا بٹیا سُن تو کہ کیا معرکہ گذرا میرے کلیجہ کے ٹکڑے ہو گئے ہین اُسکے جسم پر زخم پڑے
میرے قلب مین ناسور ہوا جو کبھی اچھا نہوگا مگر بٹیا حال تو سن لے ناگن نے دامن تھام لیا کہا تبلایئے کسی کی چوری
کی کسی کا گھر لوٹا کسی کو ترنج کیا آخرایسا کون سا گناہ ہوا جسکی یہ سزا اُسکی سمجھ گئی اس ہفتہ مین باغ مین نیا گل کھلا تھا ہر ایک
گلعذار مردانے کپڑے پہنکر آراستہ ہوئی تھی کوئی جمعدار کوئی کمیدان بنا تھا لڑائی کے سامان ہوے تھے مٹی کے تیر مٹی کی
کمانین بنائی تھین تلوارین سپرین بانس کی اُسپر چاندی کے ورق لگائے گئے تھے کوئی رستم کوئی سہراب بنا تھا کسی
کا افراسیاب نام رکھا اسی بات پر شاید آفت آئی ہو میان خداوند صاحب ذرا تواریخ دیکھیے وہ افراسیاب
جو رستم سے لڑتا تھا اور بی بی ہماری رستم بنی تھین جسکو افراسیاب بنایا تھا اُسپر نیزے تلوارین بی بی نے بڑھکر مین
ہاتھ ڈالکے کھینچا تخت سے اُتارا بی شمشاد افراسیاب بنی تھین جب تخت سے گرایا تھا بہت روئی تھین انہون نے
شاید آنکر آگ لگائی ہوگی تو حضور آپ کے بندے افراسیاب کا ذکر نہین ہی ذرا تواریخ منگوا کر ملاحظہ کیجیے
کجا رستم و افراسیاب کہان یہ خانہ خراب یہ کہکے چیخین مار کے رونے لگی داؤد نے گلے سے لگایا کہا بی بی بات
تو سنو تم اپنے کو ہلاک نہ کرو ناگن نے کہا میری ملکہ مرے گی مین زندہ رہونگی پہلے تمکو اندھیری گور مین
سلاؤنگی اور مین تو ضرور سنکھیا کھاکے جان دونگی آپ مجکو رونے پیٹنے کو منع کرتے ہین اپنی بی بی کو دیکھکر میرا
کلیجہ پھٹا جاتا ہی داؤد سمجھا کہ حقیقت مین اسنے ملکہ کے ساتھ بڑی مشقت کی ہی ساتھ کھیل کر تربیع کی ہی اُسکی روح
پر صدمہ ہی اسوقت اسکی بات کا بُرا نہ ماننا چاہیے میری بیٹی کی عاشق صادق ہی پیشانی پر بوسہ دے کے کہا بی بی
سنو بڑی قیامت کی خبر سنی ہی سوانگ نبیے گا اپنے باغ مین تمکو اختیار ہی جس طرح چاہو کھیلو کودو منع نہین
کرتا افلاک جادو نے مجکو خبر دی کہ طلسم کشا اسد غازی پہلو مین ملکہ لالان خون قبا کے بیٹھا ہی
تب مین نے ساحر بھیجکر گرفتار کرا منگایا ناگن وزیرزادی نے کہا ایک چمن مین طلسم بنایا تھا مگر شیر کوئی نہین
تھا کتے بھونکتے تھے کوے بنائے تھے ایکمرحلے پر انہون نے کاکون کاؤن کی تھی شیر کا بھٹ بھی نہین بنایا پہلو مین
کیونکر آتا مین بھیڑیا خوب بنتی ہون لڑکے کوے بھاگتی ہون ایک لڑکا بناتے ہین اُسکے پیٹ مین خضاب بھر دیتے
ہین مین جب اُٹھا لیجاتی ہون پیٹ چاک کرکے الگ ڈالدیتی ہون اُسکے ماں باپ روتے ہوئے آتے ہین پھر کلمۂ الہم

اُسکے ماں باپ کو سمجھاتے ہین لڑکے کا لاشہ اُٹھتا ہی یہ بڑا عمدہ سوانگ بنایا جاتا ہی کئی دن مین ختم ہوتا ہی داؤد جادو سوچا یہ تو نام بھی اسد غازی کا نہین جانتی کمہاری ناگن سُن تو کیسا سوانگ اسد غازی پوتا صاحبقران کا جو شہنشاہ طلسم ہوش رُبا افراسیاب جادو سے لڑتا ہی اُسکو کہا کہ باغ مین ملکہ لالان کے موجود ہی یہ سُنکر ناگن پیٹنے لگی کہ خداوند مپر آسمان پھٹ پڑے گا ہماری ملکہ کے باغ مین مردوا یہ کون صاحب کہتے ہین ذرا اُنکی صورت دکھائیے اُنکی داڑھی مونچھین مونڈ ڈالون ڈائن بنکے کلیجہ کھا جاؤن رات کو جو پاسی بولتا ہی اُسکی آواز سے تو میری بی بی ڈرتی ہین نہ کہ مردوا پاس بیٹھے واسطہ اپنی خدائی کا مجھے کہنے والے کی صورت دکھا دے ہی ہی ایسی بھولی بھالی پر یہ تہمت داؤد چونکہ جھلا یا ہوا تھا جھریدری سے بیقرار تھا کہا یہ مصاحب افلاک جادو کہتا ہی کہ مین نے آنکھون سے دیکھا یہ سنتے ہی ناگن پلٹی خوب غور سے افلاک جادو کی صورت دیکھی جھک کر سلام کیا کہا میان افلاک صاحب واہ وا آپ کئی دن سے ہمارے گھر پر نہین آئے مٹھائی میوہ نہین لائے اب ہمارے کپڑے پھٹ گئے تھان نہ منگوا دوگے ملکہ کے ساتھ شادی نہ کروگے یہ کہکے داؤد جادو سے کہنے لگی افسوس آپ نے ذرا بھی نہ پوچھا یہ بھڑوا کلموہا کئی مہینے سے روزمرہ گھر پر آتا تھا روپیہ اشرفیان میوے مٹھائی لاتا تھا کہتا تھا بی ناگن تمکو لاکھون روپیہ دینگے تنہائی مین ملکہ لالان خون قبا سے ملاقات کرا دو اس بات کی خطا وار ہون نقد روپیہ مین نے کبھی نہین لیا مٹھائی میوہ کھایا لیکن ملکہ سے کبھی ذکر نہین کیا دم دلاسے مین اسکو رکھا جب اسکا روپیہ بہت صرف ہو چکا اور کچھ اسنے پھل نہ پایا تب جھلا کے ایک دن کہنے لگا اچھا بی ناگن تمنے ہمارے ساتھ پیچ کیا تمھاری ملکہ کو قتل کراؤنگا مین نے کہا جا بھڑوے وہ دختر خداوند ہین تو کیا کر سکتا ہی ہم اپنی بی بی کو کبھی بدراہ نہ کرینگے ایسا واہیات پیغام نہ پہونچائینگے ہاے جو مین جانتی کہ خداوند ایسے شعلہ مزاج ہین تو ٹٹنا ہا کرتی بلا سے کسی لونڈی باندی کو پھنسا دیتی خراب تو بہ ہوئی نیکی کرنے والا جوتیاں کھاتا ہی مگر یہ تو مجھ تک پہونچا تھا مین نے اسکے ساتھ برائی کی مین نے اسکی مٹھائی میوہ کھایا مجھ پر آشنائی کسی کی جوڑتا تو البتہ ڈرا تھا یہ باتین سُنکر داؤد گھبرایا کہا ناگن سچ کہتی ہی میرے سر کی قسم تو کھا ناگن نے کہا خداوند تمہارے سر کی قسم تمہارے باپ دادا کے سر کی سوگند خود اس نگوڑے سے پوچھیے ملکہ کو کوڑے مارے اسکو جوتیان مارئیے تب قبولے گا داؤد نے جادو تیغہ کھینچ کے طرف افلاک جادو کے پلٹا کہا کیون رے نمک حرام ہماری نور چلیدہ خالص قدرت پر نگاہ ڈالی بُری مستی سوار ہوئی افلاک جادو نے گھبرا کر کہا حضور مین تو اس بات کو نہین جانتا ناگن وزیرزادی کے گھر پر کبھی نہین گیا داؤد نے کہا پھر تو نے جو خبر سُنائی بس طلسم کتنا کہان ہی تو آپ ہی کہتا ہی سارا باغ چھان ڈالا کیون نہ ڈھونڈھ کے لایا محکم ناگن وزیرزادی کا قول سچ معلوم ہوتا ہی

چاہا تھا افلاک نے کچھ جواب دے چونکہ حال پر ملال دختر بلند اختر کا دیکھکر تاب ضبط باقی نہ رہی تھی زمین سے چٹکی خاک کی اٹھا کر سر پر افلاک نے ڈالدی افلاک نے چیخ ماری ہر سر مو دہر بن موسے افلاک جادو سے شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے استخوان مثل شمع کافوری جلنے لگے دم بھر مین علیہ خاک ہوا ناری کا قصہ پاک ہوا فوراً جہنم واصل ہوا شجر بغض و حسد سے یہ ثمر حاصل ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من افلاک جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم اب داؤد جادو نے ناگن سے کہا جیسا اس بیحیا نے کیا ویسی سزا پائی ملکہ لالا خون قبا کو اٹھاکے باغ مین لیجا علاج کر مگر خبردار کسی غیر کو کبھی اپنے باغ مین نہ آنے دینا لالا خون قبا سے زیادہ مجھے تجھ سے محبت ہی اسوقت قلب پر صدمہ عظیم ہی تو اسکی وزیر و ندیم ہی ہر امر کا خیال رکھنا ناگن وزیرزادی نے کہا حضور سب کھیل کود سے توبہ کی ایک ایک کتاب خریدینگے مکتب خانہ کا کھیل کھیلین گے مگر اسمین بھی خرابی ہی مولوی جوبنے گا اسکو مردانے کپڑے پہننا ہونگے مگر بڑھیا آ تو بنائینگے خوب خدائی آپ کرتے ہین آج سے اعتقاد کامل ہوا داؤد نے کہا بٹیا اب جاؤ حقیقت مین میرے ہاتھ کاٹنے کے لائق ہین مین بے سمجھے اتنا بڑا کام کر گذرا آج کل بڑے تردد مین تھا اب ناگن نے ہوادار منگایا ملکہ لالا خون قبا کو اسپر سوار کیا لیکر باغ مین آئی مگر داؤد جادو بیٹی کو کوڑا مار کر بہت شرمندہ ہوا خورشید جادو سے کہا تم اپنا جلال دکھاؤ خواجہ عمرو کو تلاش کرکے پکڑلاؤ خورشید جادو مع بارہ ہزار جادوگرون کے برائے تلاش خواجہ عمرو چلا داؤد جادو رنج مین دوشالہ سے منہ لپیٹ کر پڑ رہا مگر ناگن ملکہ کو لیے ہوے باغ مین آئی زخمون پر پٹیان چڑھائین ملکہ لالا خون قبا کو ہوش آیا اٹھتے ہی سر پیٹنے لگی کہا ناگن ہم لٹ گئے شاہزادے سے چھٹ گئے کس حسرت سے اس شیر بیشہ جرأت کی جان گئی آنکھون کے نیچے وہ مصیبت پھر رہی ہی مین زندہ نہ رہونگی تڑپ کے اپنی جان دونگی ہائے نہ تمکو سوجھا نہ مجھ بدنصیب کو خیال آیا کہ انجام کیا ہوگا جو چاہا کر بیٹھے اشعار

کہ داد خویش ستانم ز گریہ بار دگر	بہار عمر گذشتہ چو نونہال چمن	مرا ہمیشہ بود چشم بر بہار دگر	دریغ درد دلم چشم اشکبار دگر
کہ پیش یار شکایت بود ز بار دگر	ہزار شیشہ تہی کرد زہوس مخفی	ہنوز از دل من سبت خار دگر	نہ یار خویش بود آن نہ یار بیگانہ

ان اشعار کو پڑھکر اسطرح بلبلا کر روئی کہ ناگن کا کلیجہ منہ کو آیا کہا واری ذرا سن تو لیجیے آپ نے تو بات کرنا مشکل کردی کس بات کا غم ہی فرمایئے تو ملکہ نے کہا تو نے دانہ مٹر کا اس داتاے روزگار کو بنا دیا تھا گھنگرو کا منہ کھولکر اسمین چھپایا جب اس جلاد نے مجکو مارا جسم کو مجھ بدبخت کے جنبش ہوئی وہ دانہ گھنگرو سے نکل گیا قریب دیوار کے ڈھلکتا ہوا پہونچا وہان روزن سے ایک چوہیا نکلی دانہ منہ مین دبا کرلے گئی مجکو داغ تازہ دے گئی ہائے اس بیکسی بے بسی مین کیا گذری ہوگی ناگن ہنس پڑی کہا حضور پھر کیا کرین آپ کی جان تو بچی دانے دانے کا کون شمار

کرے وہ چوہیا قول سعدی کی پابند ہوئی شعر تمتع ز ہر گوشۂ یافتم ٭ ز ہر خرمنے خوشۂ یافتم ٭ اُسنے بھی خرمن محبت سے ایک دانہ پایا کھیتی کرےگی تخم الفت طلسم کشا مزرعہ دل مین بوئیگی چوہیا جو فروش گندم نما کیون حضور تلازمہ کی سبب باتین آگئین یہ سنکر خوب جوش سو سو ملکہ نے ایک دوہتڑ مارا کہا اونا گن تیری زبان مین سانپ کاٹے یہ مسخرے پن کا وقت ہی جسکے منھ مین چانول بھرے ہوتے ہین وہ اس طرح چبا چبا کر باتین کرتا ہی ہمین کب دانہ حرام ہی تمکو دل لگی سے کام ہی ناگن نے کہا جلدی کیا ہی دانہ کو چوہیا کھانہ سکے گی کہین ڈال دے گی مین جاکر تلاش کرونگی چوہا بنونگی بی چوہیا کو مار ونگی یا پکڑ لاؤنگی ملکہ لالان خون قبا رونے لگی کہا واہ بی ناگن آج تو تم نے خوب زہر اُگلا ہماری جان پر بنی ہی ہللہ جلد تدبیر کر دیہ کہکر خنجر اُٹھایا چاہا اپنے شکم مین مارے ناگن نے ہاتھ پکڑ لیا کہا نہ گھبرائیے جب آپکی چھاگل سے دانہ گرا مین چوہیا بنکے پہونچی دانہ اُٹھا لائی پھر آکر بھڑوے افلاک کو قتل کیا سچ کیسے میان داؤد پر کیا رنگ جما یا ایسی روئی بیٹھی کہ وہ خود گھبرا گئے افلاک میان کُتے کی موت قتل ہوئے چلیے لاحظہ کیجیے طلسم کشا صاحب اس کمرے مین آرام فرما رہے ہین داری خوشی کی خبر یکا یک نہین کہتے ہین کہ انسان کو شادی مرگ ہو جاتا ہی یہ سُنکر ملکہ لالان خون قبا ناگن کی بلائین لینے لگی ناگن تو نے بڑے احسان کیے کیا شکر یہ ادا کرین ناگن نے ہاتھ تھام لیے آنکھون مین آنسو بھر لائی کہا حضور ہماری جان تمھارے قدمون پر نثار ہی مین دل سے پیروی مین مصروف ہون خدا انجام بخیر کرے ملکہ نے کہا ناگن برائے خدا اُنسے آفت کا ذکر نہ کرنا اگر زخمون کو پوچھین گے مین کہدونگی کہ اندھیرے مین گر پڑی اگر سُن پائینگے آفت برپا کرینگے ہائے ناگن کیا کہون آٹھ پہر تلوار برساتے ہین ہر وقت خوف ہی یہ کہکے ناگن کا ہاتھ تھامے ہوئے اس کمرے مین آئی دیکھا چھپر کھٹ پر اسد نامدار آرام کر رہے ہین ناگن نے بڑھکر پاؤن پر ہاتھ رکھا سحر اُتارا اسد بیدار ہوے اب ملکہ نے عہد کیا کہ کمرے سے باہر انکو نہ نکلنے دونگی پردے مین آنکھون کے چھپاؤنگی یہ عاشق و معشوق مصروف عیش ہوے مگر اس حقیر نے اس داستان شوکت بیان کو اسطرح عرض کیا ہی دانہ مٹر کا بنانا قلب پر شاق ہوا ناظرین کا دل مشتاق ہوا واضح رائے ناظرین والا تمکین ہو کہ جب ناگن نے قصد کیا کہ اسد غازی کو مخفی کر دون سحر کر کے بصورت شیر بنایا ایک درہ کوہ مین جاکر چھپایا درہ کوہ پر بھی سحر کر دیا کہ یہان سے کہین جانہ سکین جو کوئی دور سے شیر کو دیکھے گا آپ بھاگ جائیگا شیر بیشۂ جرأت کے قریب کون آئیگا بہر نوع اس طرح اسد شیر دل کو بچایا ساتھ ملکہ لالان خون قبا کے مصروف عیش و نشاط ہوے ہر روز کہتے ہین کہ مین جاکر داؤد جادو کو مار ونگا تخت بدبخت کا اُلٹ دونگا ملکہ و وزیر زادی عقل سے شاہزادے کو روک رہی ہین ذکر اُنکا وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان گوہر آبدار قلزم طراری نہنگ بحر زخار عیاری آفتاب عالمتاب آسمان خنجر گذاری ماہ درخشان برج بردباری قاتل ساحران خودسر اعنی مہتر خواجہ عمرو ساقی نامہ مصنف

پھر نکہت زلف یار آئی
پھر دل پہ پہنچی شبیہ ساقی
فرقت کی شبین قمر نے کاٹین

یا عطر فشان بہار آئی
پھر بادہ کشی کی بار آئی
اب نوبت وصل یار آئی

تم آئے تو دیکھنے کو ایمان
لیلی تری نہ مفت دیکھنے کو

آنکھوں مین جان زار آئی
شب بجکے ہزار بار آئی

سابق مین تحریر ہوا کہ مہتر مہتران و بہتر بہتران یعنی خواجہ عمرو نامدار بصورت اغراسیاب سامنے دود جادو کے آئے کنیزان سامری نے پہچانا تخت زبرجدی چھوڑ کر بھاگے گلیم اوڑھ کر نکل گئے صدہا مسافرون کو مارا تون کو جا کر مہاجنون کو لوٹا حوالی شہر داؤدیہ مین غدر ہو گیا اب داؤد جادو نے بعد مقدمہ ملکہ لالان خون قبا خورشید جادو اپنے وزیر اعظم کو برائے گرفتاری خواجہ عمرو روانہ کیا بیان خواجہ عمرو کا ایک درۂ کوہ مین بشکل ساحر تاک لگائے بیٹھے ہین کہ کوئی مسافر نکلے دو چار کوڑی کا روزگار کرون کئی دن سے آب و دانہ کی بھی مشکل ہے دیہات و قریات سے بمشکل ممکن ہوتا ہے دیکھا کہ ایک حلوائی گرم گرم پوریان بڑی تری برفی کی ڈلیان بمبئی تھالی ہاتھ پر رکھے کہین جاتا ہے طریقہ سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی رئیس کے واسطے بیچنے کو لیکر چلا ہے خواجہ عمرو بہ تعجیل تمام رنگ روغن عیاری کا لگا کر عمدہ کھانا دیکھکر پانی منہ مین بھر آیا ہے ایک سوداگر نحیف و ضعیف کی صورت بنکر تیار ہوئے عصا تلخ بادام کا ہاتھ مین موتیون کے مالے گلے مین جیب مین روپے اشرفیان کھنکھناتے ہوئے درۂ کوہ سے باہر نکلے پکارا میان حلوائی پوریان بیچوگے اسنے کہا گیان ٹھاکر صاحب کے واسطے لیے جاتا ہون یہ بکری کا مال نہین ہے عمرو نے کہا اچھا بھائی جاؤ ہمارے شہر مین اتنی بڑی ایک پوری روپیہ کو بکتی ہے پچاس روپیہ سیر برفی ہے اس شہر مین مہنگی پڑی ایک پوری دو روپیہ کو بکتی ہوگی برفی کا بھاؤ سو روپیہ سیر کا ہوگا یہ سنکر حلوائی پلٹ پڑا جی مین کہا بڑے سخی داتا کا سامنا ہوا کہا حضور آپ لے لیجیے آپ کے کہنے پر ترس آیا آپ مسافر ہین ہم خدمتگزاری کو حاضر ہین عمرو نے کہا کنارے آؤ درۂ کوہ مین جا کر بیٹھے کہا میان حلوائی صاحب ہمکو گنتی نہین آتی ہمارے شہر مین گھاٹا ضرور لیتے ہین ہم دو روپیہ کے دین پوری بات کر دو ایک پوری رکھو اسیر ایک ڈلی برفی کی رکھتے جاؤ حلوائی نے کہا بہت خوب آپ کی خاطر ضرور ہے سب پوریان مٹھائی شمار کر کے اسی تھال مین رکھین روپے گن کر حلوائی کو دیے کہا بھائی ہم تھال بھی نہ دینگے ہمارے شہر کا یہ دستور نہین ہے حلوائی سوچا ایسا نہو کوئی راہ گیر آ جائے اس بڈھے کو سمجھا دے جلدی روپیہ لیکر ٹینٹ مین رکھے کہا میان سوداگر صاحب آپ کی باتین برفی سے زیادہ میٹھی ہین تھال

سمیت بیچے اب مجھے جلدی ہی جاکر اور پکاؤں ٹھاکر صاحب کے واسطے لیجاؤں حلوائی کے ہاتھ میں چاندی کے کڑے تھے عمرو نے کہا کیون بھائی ایسے کڑے پانچ اشرفیون کو ملتے ہین حلوائی نے کہا نہیں میان چھ اشرفی کے ہین عمرو نے کہا یہ بھی ہمین دیدو چھ اشرفیان لے لو حلوائی نے جلدی سے کڑے اُتارے پیرو مرشد نے کڑے بھی لیے چھ اشرفیان حوالے کین کہا بھائی ہم روز ادھر سیر کو آتے ہین صبح کو لاکر دیجایا کرو حلوائی بہت اچھا کہکر بھاگا خواجہ عمرو دوسرے پہاڑ پر جا بیٹھے کڑے اور تھال زنبیل مین رکھ لیے پوریان برفی نوش فرمائین پانی پیکر شکر کیا پروردگار تو رزاق مطلق ہی اس صحرا مین یہ نعمتین پہونچائین حلوائی دوڑا ہوا گھر پر آیا جورو سے کہا آج بڑے سخی داتا کا سامنا ہوا روپیہ اشرفیان لایا جورو بھی خوش ہوئی اب ٹینٹ سے روپیہ اشرفیان نکالین دیکھا ایک لڈو بنکر رہ گیا سر پیٹنے لگا جورو نے لڈو مین سے لیکر قلیل سا زبان رکھا مزا جو چکھا عمدہ جورن ہی میان بی بی روتے پیٹتے چلے کہ جاکر خداوند سے فریاد کرین صحرا مین آکر دیکھا لشکر وزیر اعظم خورشید جادو کا اُترا ہی خورشید بجاہ و جلال کرسی پر متمکن ہی حلوائی نے آکر دہائی دی کہا وزیر صاحب ایک بڈھے نے مجکو لوٹ لیا خورشید جادو حال سُنکر سمجھا یہ کام عمرو عیار کا ہی اسی وقت صدہا ساحر واسطے تلاش خواجہ عمرو کے روانہ کیے خود آکر بارگاہ مین بیٹھا عمرو نے بھی راہگیرون کی زبانی سُنا کہ وزیر اعظم داؤد ہماری فکر مین آیا ہی ایک ساحر کی شکل بنکر نکلے جس ملازم کو خورشید کے جہان پایا کسی کو فقیر بنکر مارا کسی کو عورت بنکر دھوکا دیا کبھی بصورت برہمن کنوین پر جا بیٹھے جو اُدھر سے نکلا پانی پلا کے ٹھنڈا کیا ہر روز صبح کو سامنے خورشید جادو کے دو چار لاشے آتے ہین جو ساحر برائے تلاش گیا زندہ نہ پلٹا تیسرے دن غصہ مین بیرون بارگاہ آیا کہا صاحبو تم لوگون کے ہاتھ سے عمرو عیار نہ مارا جائے گا ما بدولت خود جاتے ہین فوراً گرفتار کرکے لاتے ہین قدرت گھبراتے ہونگے امورات مملکت و انتظام خدائی میری ذات پر موقوف ہی رفقا نے عرض کی آپ کلید عقل خداوند ہین تکلیف نہ فرمائیے ایک عیار تین روپیہ کا پیادہ ذلیل و خوار مکار غدار اُسکے واسطے آپ ایسا عالی وقار جائے غلام کوہ و دشت چھانین گے جس طرح بنے گا گرفتار کرکے لائینگے خورشید جادو نے کہا یارو بڑی غیرت کی بات ہی اس تین دن کے عرصہ مین کئی سو ساحر مارا گیا کوئی اُس ظالم کو گرفتار کرکے نہ لایا مین سارے جنگل کو سحر بند کر دونگا نا چار ہو کے سامنے چلا آئیگا خورشید بیرون بارگاہ یہ باتین کر رہا ہی اسباب سحر جھولی مین رکھ چکا ہی قصد ہی پرواز پیدا کرون تلاش عمرو مین جاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا ملکہ صبا رفتار کمند انداز با نہلے عیاری سے آراستہ نیمچہ ہاتھ مین طراری بات بات مین اسی جانب آتی ہی اُلٹو ہوا عیار بچی شہنشاہ طلسم ہوش رُبا کی آتی ہی یقین ہی کوئی خبر تازہ لاتی ہی صبا رفتار نے آکر خورشید جادو کو سلام کیا نامہ افراسیاب کا خورشید جادو کو دیا خورشید جادو نے کھولکر نامہ

پڑھا لکھا تھا ای خورشید جادو مابدولت کو کتاب سامری سے ثابت ہوا کہ عمرو عیار باغ سیماب سے بھاگ کر
صحرائے ملک داؤد میں پہونچا کئی سولا زمان قدرت ہلاک کیے مابدولت نے صبا رفتار کو روانہ کیا عمرو بھی
کبھی اسکو نہ پاؤ گے اس ہوس میں ہلاک ہو جاؤ گے ہمراہ صبا رفتار کہ وہ تنہا صحرا میں جاؤ یہ بتلا دیگی تم سحر کر کے
گرفتار کر لینا خورشید کا چہرہ یہ مضمون پڑھکر سرخ ہو گیا صبا رفتار سے کہا تم نے بڑا احسان کیا چلو میں تمہارے
ہمراہ چلتا ہوں رفقا نے کہا حضور ہم آپ کو تنہا نہ جانے دینگے صبا رفتار نے کہا اچھا جو جب تم دس بیس مل کر
چلو گے وہ بلائے روزگار ہی منزلوں نکل جائیگا کسی کے ہاتھ نہ آئیگا خورشید نے کہا تم سب بیٹھو اپنے مقام پر ٹھہرو
حقیقت میں یہ عیار ہی ہر صورت میں اسکو پہچان لیگی سب نے سر جھکا لیا خورشید صبا رفتار کے ہمراہ ہوا
صبا رفتار نے کہا حضور آپ الگ الگ آئیے میں پہچان کر اشارہ کر دونگی آپ سحر کر کے گرفتار کر لیجیے گا
خورشید نے کہا جو مناسب وقت معلوم ہو تمہاری رائے پر ہم کاربند ہیں اس ساربان زادے نے غضب کیا سامنے
خداوند کے افراسیاب بنکر آیا ہزاروں کو قتل کر لیا قدرت کو بڑا قلق ہی بلکہ صبا رفتار تمکو بھی انعام
ملینگے قدرت عمر بڑھا دینگے سب کچھ انکے اختیار میں ہی مگر خواجہ عمرو کے نام سے وہ بھی گھبرائے
ہوئے ہیں فرماتے تھے بڑا بندہ بے ادب ہی ہمنے اسکو جلا دساحران بنایا ہی مگر اب تقدیر جدید کرینگے
صبا رفتار ہاں ہاں کرتی ہوئی چلی آتی ہی جب صحرا میں پہونچی نخلستان کی آڑ پکڑی ایک طرف دوڑی
پھر گھبرائی ہوئی آئی کہا وزیر اعظم میں نے خواجہ عمرو کو دیکھا ایک جھاڑی میں نخلستان کے بیٹھا ہی کسی عورت
کی صورت بنا چاہتا ہی لہنگا پھر یا بھی رکھا ہی آپ چلکے سحر کیجیے زمین پر تھام لیگی میں گرفتار کر لاؤنگی خورشید
خوش ہو گیا ہمراہ صبا رفتار کے چلا پچاس قدم آگے صبا رفتار نے کہا دیکھیے وزیر اعظم وہ سامنے اڑ میں
پتوں کی ساربان زادہ بیٹھا ہی جلدی سحر کیجیے خورشید نے کہا مجکو نہیں معلوم ہوتا صبا رفتار نے کہا بڑے
آدمیوں کو کم سوجھتا ہی روپیہ کا نشہ ہوتا ہی بخوبی نگاہ اٹھا کر دیکھیے تساہل نہ فرمائیے خورشید جادو
آگے بڑھا ہرچند کہ کچھ معلوم نہیں ہوا مگر صبا رفتار کے کہنے سے گولا پھینک مارا ادھر متوجہ جو ہوا صبا رفتار
نے گلے میں حلقے کمند کے ڈالدیے کیوں میاں خورشید اب پہچانا یہ کہکے نعرہ کیا نعرہ عمرو عمرو دم کہ کلہ از سر
قیصر ببرم ❊ رنگ از رخ نجنگ بداختر ببرم ❊ در مجلس خسروان چو گردم ساقی ❊ تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم ❊
خورشید زرد ہو گیا ارے کہکے پلٹا عمرو نے تراق سے حباب بیہوشی مارا چرخ کھاکے خورشید زمین پر گرا عمرو
نے خورشید کو اٹھا کے نذر زنبیل کیا ایک گنہگار کو زنبیل سے نکالا سر اسکا کاٹا اپنے سر کی صورت بنایا سر اسر
کمال کیا فرق نہ معلوم ہوتا تھا آپ بصورت خورشید بنکر تیار ہوے سر رومال میں باندھ لیا ہنستے ہوے پلٹے
لشکر والے دوڑے کہا اے وزیر اعظم یہ کسکا سر ہی خواجہ عمرو نے کہا مابدولت کے جانے کی دیر تھی گھیر کے مارا

صبا رفتار حرامزادی ہوا ہوگئی عمرو کے مقابلے مین نہ ٹھہر سکی لوگ کہتے ہین عمرو ساحر نہ تھا ایسے ساحر زبردست کو مین نے مارا اُسکے بیر چہار طرف سے مجکو گھیرے ہوے ہین بھایو میرے ہوش پراگندہ ہین اگر باتین خلاف سرزد ہون گھبرانا نہین میری حفاظت مین مصروف رہو میرا جی چاہتا ہی اپنا گلا کاٹ لون حیرت کا آئینہ دل پر جوش ہو سارا کمال سحر کا فراموش ہی جلد خدمت مین خداوند کی مجکو لے چلو یہ کہکر تخت پر سوار ہوے سر آگے رکھ لیا مصاحبون سے کہا تم سحر سے اُڑا کر لے چلو ساحرون نے فوراً سحر کیا تخت اُڑاتے ہوے چلے مگر باتون سے خورشید جادو کی سب گھبرا رہے ہین کبھی خائف ہوکے کہتا ہی یارو دیکھو غضب ہوگیا دمامہ جادو آتی ہی مجکو آنکھین دکھاتی ہی کبھی کہتا ہی لو ساحر مشمش آگیا اب مجکو زندہ نہ چھوڑے گا خنجر اُسکے ہاتھ مین ہی گدھے پر سوار ہوکر آیا ہی شتر سوار بہت سے ساتھ ہین سب بھوت پلید چلے آتے ہین یارو مجھے چھپاؤ ایسا نہو کہ کھالین یا سر پر چڑھ بیٹھین برم راکس بھی ہمراہ ہین ساہان زادے کے خیرخواہ ہین یہی پوچھتے ہین عمرو کو کس نے مارا یارو میرا نام نہ بتانا جلدی مجھے خدمت خداوند مین لیچلو وہ ان شیطانون کے افسر ہین سبھون سے بہتر ہین جان بچائینگے ورنہ سب بھوت پلید مجکو کھا جائینگے ساتھ والے ان باتون پر رو رہے ہین کہتے ہین ہمارے وزیر اعظم کو کیا ہوا خواجہ عمرو کو قتل کیا مگر دیوانے ہوگئے کمر سے لپٹے ہوے ہین ایسا نہو اپنے کو تخت سے گرادین اسی طرح شہر مین آئے ہر کوچہ و برزن مین ہلڑ ہوا خورشید جادو نے جاہ و جلال دکھایا عمرو کو مارا مگر قلب اُلٹ گیا ہاے واے کرتا ہوا آتا ہی ہر شخص آکر دیکھتا ہی مُنھ پر مردنی چھائی ہوئی ہی ہوش و حواس پراگندہ باتین خلاف کرتا ہی کبھی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی آنکھین پھاڑ پھاڑ کر ایک ایک کی طرف دیکھتا ہی بموجب مضمون شعر آنکھ جس پر پڑ گئی دیوانہ بیباک تھا پھاڑ کر آنکھین جسے دیکھا گریبان چاک تھا غول کے غول تخت کے ساتھ ہین لڑکے دوڑے چلے آتے ہین چہرے کو میان خورشید کے دیکھ رہے ہین کہ وقت زوال ہی چہرہ کبھی زرد کبھی لال ہی مُنھ پر ہوائیان اُڑ رہی ہین پھر عجب غل مچاتا ہی دیکھو یارو بچاؤ کالے کالے لوگ پرے باندھ کے آئے ہین چٹیان سرون پر مُنھ پھیلاتے ہین مجکو بلاتے ہین ہرکاسون نے جو یہ حال دیکھا گھبرائے سامنے داؤد جادو کے آئے کہا یا خداوند آپ نے سُنا بڑا غضب ہوا خورشید جادو نے عمرو کو تلاش کرکے مارا مگر بڑی دیوانہ ہوگیا عمرو کے قتل کا بہانہ ہوگیا روتا پیٹتا آتا ہی عجب عجب طرح کے کلمات کہتا ہی ہزارون آدمی بازار مین جمع ہین اُسکی جوانی کا افسوس کرتے ہین وہ کہتا ہی دمامہ و مشمش پیچھا نہین چھوڑتے طریقہ کلام سے اُسکے ثابت ہوتا ہی کہ بیر عمرو کے خورشید جادو کو گھیرے ہوے ہین بچنا اُسکا دشوار ہی نہایت نحیف و زار ہی داؤد نے حکم دیا جلد میرے سامنے لاؤ بڑے شخص کو اُسنا ہا اگر میرے خورشید پر زوال آیا انتظام خدائی مین فرق پڑا بڑا ساحر کامل ہی عالم عاقل ہی اُسکا بدحواس ہونا خالی از علت نہین داؤد دکھڑا ہوگیا تخت سے اُتر ٹہلنے لگا دیکھا

کہ خورشید جادو رومال مین سر عمرو کا باندھے ہوئے مگر مضطر بدحواس چہرہ اُداس بکتا جھکتا سامنے آیا سر عمرو کا قدمون پر ڈال دیا پھر چیخین مار کر رونے لگا کہتا تھا یا خداوند مجھے ہاتھ سے ان بیجاؤن کے بچائیے مجھے پکڑنے آئے ہین تمام بارگاہ آپ کی آتشین لوگون سے بھری ہی آپ کی بھی بوٹیان نوچ کے پھینکدینگے مین آپ کا دامن دولت نہ چھوڑونگا لشکر مین قرنا کرائیے اپنے افسرون کو بلائیے داؤد نے خورشید کو گلے سے لگایا کہا اے وزیر اعظم نہ گھبراؤ کلمات حسرت دیاس زبان پر نہ لاؤ میرے سامنے کون تمھین مار سکتا ہی دمامہ مشمش کی کیا حقیقت ہی گوگل مرچین جلاؤنگا سب کو پھونک دونگا خورشید نے کہا میرے ساتھ کنارے چلیے تو اپنے دل کا حال کہون آپ کی خدمت کرون عمرو کا سر کہین رکھوا دیجیے مسلے بیر اسکا سر دیکھ دیکھ کر روتے ہین آمادہ حرف بیکار ہوتے ہین داؤد نے فوراً سر عمرو صندوق مین بند کیا دل مین بہت خوش ہی کہ آج رکن اعظم اسلام گرا اب مہرخ و بہار کی کیا حقیقت ہی ایکدن مین شکست فاش کھائینگی کیا لڑسکین گی بھاگ جائینگی یہ شخص اُنکا سرپرست تھا عیار زبردست تھا کوئی اسکا ہمسر نہین ممالک ساحران اسی نے برباد کیے گھر کے گھر مٹا دیے مابدولت کا اقبال تھا کہ ایسا شخص مارا گیا جسکا ہفت اقلیم مین مثل نہ تھا اُسکا سر میرے سامنے آیا مگر خورشید جادو زندہ بچے گا ڈرا اپنے وزیر اعظم کا غم ہی ہاتھ تھام لیا ایک کرے مین لایا اور کہا اے خیرخواہ بیٹھ جا کہا حضور علاج میرا نہ کرین مرجاؤ دین آپ کا ملک تو پاک ہوا مجھ پر جو گذرے گی وہ گذرے گی نمک سرکار سے ادا ہوا اپنے خداوند پر فدا ہوا داؤد نے کہا ہم سمجھاتے ہین تم وہی کہے جاتے ہو ہم ایک ایسا سحر کرینگے سب بھوت پلید بھاگ جائینگے اب ہم صبح کو تمھین تدبیر معقول بتائینگے گنبد سامری مین لے چلین گے وہان کوئی بھوت پلید نہ جا سکیگا مگر مفصل بتاؤ تمھارے دل پر کیا گذرتی ہی کہا ایک جام شراب پلوائیے نشہ ہو گذشتہ حال کہون داؤد نے کنٹر شراب کا منہ سے اُتارا کہا لو پیو مگر بھیا مین تمھارے جان کی نگہبانی کرتا ہون خورشید نے جام شراب بھرا ہاتھ پر رکھکر کہا حضور اُلش کر دین کہ برکت ہو میری جان بچنے کی صورت ہو داؤد نے نصف شراب پی پیتے ہی گھبرایا کہا اے خورشید جادو وہی حال میرا ابھی ہی بیشک دمامہ لٹکا اُٹھائے کھڑی ہی مشمش کے بھی دکھائی ہی فوجین چلی آتی ہین خورشید نے کہا یا خداوند مبارک آپ کے سر پر بھی آسیب چڑھا ذرا ٹھیلیے داؤد جادو گھبرا کر اُٹھا عمرو نے دوا بیہوشی ڈالی تھی کہ جلو مین اُلو قطرے مین دیوانہ ہو کر گر پڑا عمرو نے نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو نامدار زنبیل مین سوزن دیا اُٹھا کر زندہ میل کر لیا کہا داداجان انکو حفاظت سے رکھیے یہ خداوند طلسم ہوش ربا سحر و ساحری مین یکتا اسوقت کی عمرو کی خوشی بند قبا ٹوٹ گئے عرض کی اے کریم کارساز اے مالک بے نیاز مجھ مور ضعیف مشت استخوان کو مرتبہ سلیمانی عطا فرمایا اس ظالم اظلم کو میرے ہاتھ سے گرفتار کرایا عرصہ دراز تک خواجہ عمرو کو وجد

رہا رنگ روغن عیاری کا نکالکر بشکل خداوند داؤد تیار ہوا تلج خداوندی بر سر لباس فاخرہ زیب جسم انور خرامان خرامان پکارتے ہوئے آئے ای وزیر اعظم خورشید جادو جاؤ دو ہفتہ بہشت مین رہو بہشتی تمہاری ورفع ہو عمر وایسے شخص کو تمنے مارا کل وزرا امرا دربار مین حاضر ہین سب نے یہ باتین سنتین دیکھا خداوند آتے ہین بڑھکر سبنے پوچھا خورشید جادو کہان گیا جواب دیا مقتین تقدیرات قدرت مین کیا دخل ہی خورشید نام تھا برج عقرب مین گیا گہان رہتا گردش فلکی سے اُسپر زوال آتا قدرت پر بخوبی ثابت ہی ستارہ اُسکے طالع کا قمر تھا زمانہ غروب قریب ہو نچا برائے چندے قدرت نے بہشت مین بھیجدیا گردش سیارگان سے محفوظ رہا خوشی خوشی آئیگا پھر ایکدن دربار روشن ہو جائیگا جلال خداوندی سے خوف کرو خورشید کا نام نہ لو سب نے سر جھکا لیا اب عمرو آکر تخت خدائی پہ جلوہ فرما ہوا گنبد سامری مین جانا موقوف کر دیا حکم دیدیا تا زمانے کہ وزیر اعظم نہ آئیگا قدرت گنبد سامری و جمشید مین داخلہ نہ کرینگے اب خواجہ عمرو نے وزرا سے باتین کرنا شروع کین مگر ناگن وزیرزادی روز برابر خبر آتی تھی آج یہ خبر وحشت اثر سُنی کہ عمرو مارا گیا خورشید پر بھی زوال آیا گھبرائی ہوئی خدمت مین ملکہ لالان خون قبا کے آئی علیحدہ بلاکر کہا حضور بڑا غضب ہوا خواجہ عمرو کو خورشید جادو نے مارا خورشید جادو کو آپ کے والد نے کہین چھپا دیا برائے خدا طلسم کشا کو خبر نہ کیجیے گا ورنہ سر ٹکرا کے جان دیگا اپنے والد نامدار کے سلام کو چلیے اب وقت غفلت نہین ہی خداوند کو بربادی مسلمانان کا خیال ہر وقت یہی ذکر آٹھ پہر یہی فکر اشہر جادو سے آج پوچھتے تھے کہ ہماری صاحبزادی کا مزاج کیسا ہی اشہر جادو نے تہمت افلاک کا حال کہا عرصہ دراز تک قدرت نے پوچھا رنگ روے ملکہ لالان خون قبا متغیر ہو گیا کہا کیون ای وزیرزادی اب کیا کرون بڑے جاہل سے پالا پڑا آٹھ پہر تلوار برساتے ہین ہر روز یہی فرماتے ہین مین جاکر داؤد جادو کو قتل کرونگا دیکھیے یہ حال کیونکر مخفی رہتا ہی آج آخر وقت مین برائے تسلیم والد نامدار جاؤنگی مگر خوف سے دل کانپتا ہی ناگن وزیرزادی نے کہا حضور جب سامنا ہوا اپنے کو سنبھالیے گا ہاتھ پانون مین رعشہ نہو روئے زیبا پر تغیر نہ آنے پائے آپ کے بشرے سے رنگ عشق ٹپک رہا ہی اس خیال سے لونڈی کا کلیجہ پھڑک رہا ہی جب دن قلیل باقی رہا ملکہ لالان خون قبا نے اسد غازی سے کہا ای شہریار مین برلے چند ساعت دربار خداوند داؤد مین جاتی ہون بہت جلد واپس آتی ہون مگر برائے خدا باہر بارہ دری کے تشریف نہ لائیے گا ذکر قتل خواجہ عمرو تو نہ کیا مگر دبی زبان سے یہ کہا کہ خداوند کو آج کل بڑی فکر ہی وہان کی جو خبر پاؤنگی شب کو عرض کرونگی مگر شہریار احتیاط شرط ہی یہ مشکل سمجھا کر اسد نامدار کو بارہ دری مین چھوڑا کنیزون کو بخوبی سمجھا دیا کہ انکو برائے سیر باغ نہ نکلنے دینا خدمتگزاری مین فرق نہ آئے کوئی تکلیف شاہزادہ والا قدر کو نہ پہونچے یہ فرماکر لباس تبدیل کیا ہوادار پر سوار ہوئی ناگن کو مع چند مصاحبون کے ہمراہ لیا طرف دربار داؤد کے

سوار ہوئی مثل باد بہاری چلی مگر خواجہ عمرو نے اشہر جادو سے تہمت عشق اسد تاجدار بمقدمہ ملکہ لالان خون قبا دریافت کیا تھا دل مین بہت خوش ہوا سوچا کہ وہ شیردل نذر کردۂ بزرگان صاحب شوکت وشان یقین کامل ہی یہان تک پہونچا مگر عقل سے دریافت ہوتا ہی کہ ملکہ لالان خون قبا کے ہمراہ کوئی عقلمند ہو اُسنے کسی صورت سے بچایا اس راز کو چھپایا انشاء اللہ حال کھلجائیگا اب تو چند سے سلطنت کرو دو چار کوڑی کا روزگار کرلو ایسا وقت پھر نہ ملے گا بیٹھے بیٹھے فرمایا بدولت کو اپنے بندون کے حال پر رحم آتا ہی صرف زیادہ آمد کم اسی وجہ سے ہر ایک کا مزاج برہم رہتا ہی ہماری یاد مین فرق پڑتا ہی مصرع

پراگندہ روزی پراگندہ دل ؛ قدرت چاہتے ہین سب امیر صاحب مال و دولت ہوجائین تکلیف رنج و ملال سے ہمارے بندے چھوٹ جائین جسکو جو میسر ہو روپیہ پیسہ اشرفی جواہر نقد و جنس قصر خداوندی مین جمع کرو دو شرف کونین حاصل ہو قدرت کو بدل و جان منظور ہی بعد ایک ہفتہ کے دوناکر کے واپس دینگے خزانہ خداوندی سے فرشتے لاکر ملا دینگے بعد اسکے پہر بکامل شہر داؤد یہ مین ہُن برسائینگے دریا دلی دکھائینگے مسلمانون کو ترسائینگے تمھاری امارت دیکھکر تڑپ تڑپ کر مرجائینگے ایکدن مین صاحب زر و دولت ہوجائینگے مال بیحساب پائینگے سب وزراء امراء دعا دینے لگے قصر عالی منزلت مین بلاتکلف مال جمع ہونے لگا کسی نے قصور نہ کیا مہاجنون کو جو خبر ہوئی یا تو دو روپیہ سیکڑا پر قرض دیتے تھے دونا ہونے کا جو غلغلہ سُنا اشرفیون کے توڑے جواہرات کے صندوقچے قصر مین لاکر رکھے اپنے اپنے مال پر اپنے اپنے نام کی چٹھیان لکھکر لگادین جنکو نہ میسر تھا وہ قرض مانگتے پھرتے ہین عورتین ٹر دس مین دوڑتی پھرتی ہین ایک ایک سے کہتی پھرتی ہین بوا اپنے ذرا جوشن اور طوق دینا مین بعد ایک ہفتہ کے دیجاؤنگی اُسنے کہا بی بی ہم خود جاکر خزانہ خداوندی مین جمع کردینگے دوناکر کے لائینگے تمھین بھی وہ زیور دکھائینگے دیکھنے والون کے منھ مین پانی بھر آئیگا ہم آپ اپنی آبرو بنائینگے بعد ایک ہفتہ کے دونا ہوکر ملے گا مانگے نہین دینگے اب دیکھیے ہُن کب برستا ہی سونے چاندی کے واسطے دل ترستا ہی مین سونے کی ایک بڑی سی ہسل بنواکر گلے مین" ڈالونگی دل کے حوصلے نکالونگی ایک کہتی ہی بوا سونے کی چھاگل نہین پہنی پانچ سیر کی چھاگل چھ سیر کا طوق تولہ ماشہ کا کون حساب کرے پتھر کے سیر سے تول کردیدینگے سُنار بنالائیگا سر سے پاؤن تک سونے مین پیلی رہونگی زیور بھی اپنا جمع کرآئی انگوٹھیان چھلے بھی اپنے رکھدیے میان سے چھپاکر جو مین نے پیسے جمع کیے تھے وہ بھی بوتل مین باندھ کر ڈال آئی اب روز ر تجلے ہونگے مہمان گھر مین بھرے رہینگے بوا مجکو ڈھول کا بڑا شوق ہی گلگلے بانٹنے کا بھی ذوق ہی اگر اللہ رحم کریگا بڑے دھوم سے رتجگہ ہوگا شہر مین ہر کوہ و برزن مین یہی ذکر ہین ہنگامے برپا ہو رہے ہین کہو یارو آجکل خداوند داؤد اپنے بندون پر مہربان ہین اہالیان شہر داؤد یہ پر سراسر

احسان ہین گھر گھر ہُن برسے گا ایک کا ایک دست نگر رہے گا کوئی رنج و ملال مفلسی نہ سہے گا لیکن شہنشاہ
اوج عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار پلک طرار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار بشکل اژدہ
جادو سریر جہانبانی پر جلوہ فرما مہاجنون اور جوہریون کا روپیہ چھکڑون اور ٹھیلون پر لد لد کر آرہا ہے
خزانہ دار دا ؤد کو الگ بلایا کہا سب صندوقچے جواہرات کے نظر ثانی کراؤ خزانہ دار صندوقچے لاتا ہے
پیر و مرشد گوشے مین لیجا کر جواہرات لے لیتے ہین کنکر پتھر بھر دیتے ہین کہ بڑھ کر ہرکارے نے خبر دی نور چکیدۂ
خالص قدرت برائے زیارت حضور پُر نور تشریف لاتی ہین عمرو سنبھلکر بیٹھا تاج کو سر پر کج کیا ایک ایک پر غصہ
کرنے لگا ایک جادوگر نے آکر پایۂ تخت کو بوسہ دیا سجدہ کرنے کے لیے سر جھکایا خواجہ عمرو نے تلوار کھینچکر ایک
ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے فرمایا بیحیا نہ صبح و شام لونڈی نے سکھا سلام یہ وقت سجدہ کرنے کا تھا اہلیان
دربار تھرا گئے مردہا سامنے عصاے مرصع کار پر تکیہ کیے کھڑا تھا اُسکی جانب سر اُٹھاکر دیکھا کہا اس بیحیا کی
ناک کاٹ لو تاکہ اوروں کو کان ہون روبروے قدرت یہ بے ادبی کسی کی ناک کٹی کسی کے قتل کا حکم دیا
دو چار لاشے سامنے لوٹنے لگے تیغہ خون آلود کھنچا ہوا سامنے رکھا ہوا ملکہ لالان خون قبا ہوادار سے اُترکر
جیسے ہی اندر بارگاہ کے آئی وزرا امرا نے سلام کیا کہا اسوقت حضور خداوند قدرت کو بڑا غصہ ہے کئی ساحرون
کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا اور لاشے اُٹھانے کا حکم نہین دیا دو چار کی ناکین کٹین دیکھیے کیا ہوتا ہے ملکہ
لالان خون قبا یہ سُنکر گھبرا گئی پلٹ کے کہا ہوا ناگن پلٹ چلو اس وقت خداوند قدرت کا سامنا کرو ناگن
وزیرزادی نے کہا حضور اتنا آپکے جو خدا کو منظور وہ مالک و مختار ہے بندے کی عقلمندی بالکل بیکار ہے بسم اللہ
کر کے بڑھیے اپنے رحیم و کریم کا نام لیجیے خوف نہ کیجیے ناگن کے کہنے سے ملکہ لالان خون قبا آگے بڑھی در کہ
سالار نے پردہ اُٹھایا چوبدار نے آواز دی نور چکیدۂ خالص قدرت نگاہ روبرو خواجہ عمرو نے سر اُٹھایا
ملکہ لالان خون قبا ڈرتی ہوئی واسطے تسلیم کے جھکی خواجہ عمرو نے دیکھا رنگ رو متغیر ہونٹون پر خشکی
آنکھون پر تری چونکہ وصل محبوب سے دل بحال ہے چہرہ خوشی سے لال ہے خواجہ عمرو نے نور نظر کہکے دونون ہاتھ
پھیلا دیے سر سینہ سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا پہلوے تخت مین کرسی جواہر نگار پر بیٹھنے کا حکم دیا ابی ناگن سے
آنکھ ملائی ناگن نے جلدی پایۂ تخت کو بوسہ دیا پوچھا یہ کون صاحب ہین اشہر جادو نے دست بستہ عرض
کی خانہ زاد صاحب ہین پلٹ کر غصہ مین فرمایا بیحیا تو کیون بول اُٹھا قدرت سب کو پہچانتے ہین ذرہ
ذرہ کا حال جانتے ہین تیرے بھروسے پر خدائی نہین کرتے اشہر جادو نے گھبراکر دست بستہ عرض کی غلام
سے قصور ہوا ذرا کہین ہاتھ تلوار کا نہ مار بیٹھین قدرت کا کوئی کیا کریگا یہ تو سر جھکا کر خاموش ہوا ابی ناگن
سے آنکھ ملا کر کہا وزیرزادی صاحب مزاج اچھا ہے ناگن تھرا گئی قریب تھا خوف سے غش آجائے اپنے کو

بمشکل تمام سنبھالا کہا لونڈی دعا مین مصروف رہتی ہو فرمایا آؤ بیٹھو ہم سب کے دل کا حال جانتے ہین مگر تم ہماری
صاحبزادی کی بڑی خیرخواہ ہو کیا کہنا ہم تمکو بہت سرفراز کرینگے کیا خوب انتظام ہی مگر اتنا سمجھی رہو کہ ہم سب حال
سے ماہر ہین تمام عالم کے حالات ہمپر ظاہر ہین ناگن کا رنگ رو اُڑ گیا ساری عقلمندی بھولی جی مین کہتی ہی آج
تو خداوند صاف صاف فرما رہے ہین صرف نام اسد لینا باقی ہی اے خداے کارساز اس ظالم کے ہاتھ سے جان
بچانا ملکہ لالان خون قبا سے اشارہ کر رہی ہی کہ حضور سنتی ہین آج قدرت کے رمز آمیز کلام ہین اُسکے
بد انجام ہین ملکہ لالان خون قبا بھی مثل برگ بید کانپ رہی ہی خواجہ عمر و نے دیکھا مہ جبین نازک مزاج
پروردہ مہد ناز و نعم ہی ایسا نہو خوف سے دم نکلجاے دل مین سمجھ گیا بیشک اسکے باغ مین میرا بھول ہی دریافت
ہوجائیگا مگر ملکہ لالان خون قبا کی پشت پر ہاتھ پھیرا کہا ایہا الحاضرین ہماری نور چکیدۂ خالص قدرت
ماہ تمثال خورشید جمال کا نیر اقبال ساطع و لامع ہی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ طلسم ہوش رُبا کی حکومت کریگی
اٹھارہ سو ملک اس شہنشاہ خوبی سرو باغ محبوبی کے زیر حکم ہوگا آج تک کسی نے ایسی سلطنت نہ کی ہوگی
طلسم ہوش رُبا عدالت سے معمور ہر خرد و کلان مسرور پنجۂ شاہین و عقاب شانۂ زلف عصفور ہوگا رو باہ
و شیر ہم پہلو خوف شحناے عدل سے جور نگہبانی کرینگے کوئی دزدیدہ نگاہ سے کسی کو نہ دیکھے گا قزاقون کو
عہدۂ نگہبانی جلادون کو خوف دربانی عدالت مین کوئی نوشیروان کا نام نہ لے گا نام جلسۂ جمشید کا مٹ جائیگا
تمام عالم مین شہرۂ عدل و قبض و سلطنت ہوگا اوج پر آفتاب ہمت ہوگا کل اہالیان دربار زبان گہر بار
سے کلام فیض انجام سُن رہے ہین سواے درستے و بجا کے کیا کہہ سکتے ہین خوف سے مثل تصویر سب کو سکتے ہین
عرصہ دراز تک ایسے کلام کیے ناگن کی عقل و فطرت کی تعریف کی اپنی غیب دانی کی توصیف کی پھر فرمایا
اے نور نظر پارۂ جگر اپنے باغ مین جا و عیش عشرت مین مصروف ہو ملکہ لالان خون قبا مین جان تازہ آئی
ناگن کا ہاتھ تھام کے ہوا دار پر سوار ہوئی دار الامارۂ شاہی سے نکلی کہا کیون ناگن آج خداوند نے
کیسی باتین کین سراسر رمز کی گھاتین یقین دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی ناگن نے کہا حضور میرے کلیجہ پر چھریان
پھر رہی ہین ہر کلام سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ ابکی مرتبہ فرمائینگے کہ اسد غازی کو تمنے اپنے باغ مین چھپایا ہی
حضور میرے انتظام کی تعریف نہتی صاف پایا گیا کہ اُنپر ظاہر ہو گیا ہی کہ مین نے اسد غازی کو بچایا ملکہ
لالان خون قبا نے کہا چُپ رہ ناگن مین گلا کاٹ کے مرجاؤنگی اُنکی خدا جان بچائے بڑا ہی خیال ہی اُسی
حالت مین لرزان ترسان باغ مین آئی اسد غازی مسند پر جلوہ فرما تھے کنیزین خدمت مین مصروف بلکہ اکثر
خاموش بیٹھی ناگن کے بھی ہوش اُڑے ہوئے ظاہر مین اپنے کو شگفتہ کیا اس خوف سے کہ اسد غازی کو نہ
ظاہر ہو جائے اسد نے پوچھا کیون ملکہ مین تمکو منتشر پاتا ہون صاف تبلاؤ کہ مین ابھی تلوار کھینچکر دربار مین

داؤد جادو کے جاؤں بیجیا کا تخت اُلٹ دوں تم نے اتبک ہمکو اپنی عقلمندی سے روکا اب مین کل صبح کو ضرور جاؤنگا ان کلمات شجاعت آیات پر ملکہ لالان خون قبا زار زار مثل ابر نو بہار رونے لگی کہا صاحب تمھارے دھڑ کون نے ہمکو مارا جسوقت آپ کا جانے کو جی چاہے ایک ہاتھ تلوار کا لگا دیجیے اس بدبخت کا جھگڑا پاک کیجیے پھر اختیار ہی جہان چاہے جائیے ناگن وزیرزادی بھی قدمون پر گر پڑی کہا حضور ہم سب کی جان آپکے قدمون پر نثار ہی یہ کنیز آپ کے ہر مقدمہ کی رازدار ہی جلدی کرنا بیکار ہی مین سمجھکر عرض کرونگی پھر آپ جائیے گا ابھی دو دن تامل فرمائیے ہم خوب جانتے ہین آپ آفتاب عالمتاب جرأت و شوکت ہین صاحب ہمت و سخاوت ہین آپ کا چھپکر بیٹھنا بہت مشکل ہی یہ کنیز بھی جاہل نہین ہی ایسے موقع پر عرض کرونگی کہ کوئی سامان معقول ہو مطلب دلی حضور کا حصول ہو آٹھ پہر یہی دعا کرتے ہین انھین باتون مین خداوند آسمان چہارم یعنی نیر اعظم عرش تخت مغرب پر جلوہ فرما ہوکر پردۂ حجاب حکم رب اکبر مین مخفی بصد شوکت ہوا و پیغمبر ماہ تابان اقلیم فلک پر مبعوث برسالت احکام نبوت فرقہ ثابت و سیارگان مین مصروف ہدایت ہوا کنیزان ملکہ لالان خون قبا نے سامان روشنی مہیا کیا محفل خلد منزل مین مسند ناز پر دونون عاشق و معشوق بصد شوکت و ناز متمکن ہوئے جام ارغوانی گردش مین آیا صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند خیرخواہان محفل خوش دشمن دردمند رقاصۂ حور مثال تانین مار رہی ہی بصد ناز و ادا

یہ غزل حسرت آمیز شروع کی غزل نسیم

بلند یون پر ہی اپنی پستی یہ اوج کس خاکسار مین ہی
پسند آئی فلک پرستی وہ سرفرازی غبار مین ہی

خوشی شب و روز بڑھتی تبسم انگیز گفتگو تھی
ہمیشہ ہنس دینے کی جو خو تھی وہ ہر تکلف فرار مین ہی

عجب طرح کی بڑی ہی مشکل ہوئی ہین جو آفتین مقابل
بدن کو قید کفن ہی حاصل کفن جو قید مزار مین ہی

بدن سے لپٹا کفن کا جھگڑا لغل مین دبے ہین سر پہ تختہ
سمجھ کے آئے تھے جائے تنہا سو یہ بکھیڑا مزار مین ہی

فراغ زیر لحد کہان ہی وہان بھی تکلیف امتحان ہی
بدن تو اسدرجہ ناتوان ہی زمین امید فشار مین ہی

اسی طرح انتشار مین تھا ہمارے جب اختیار مین تھا
جو عالم اُسکا کنار مین تھا وہ حال اپنا فشار مین ہی

پھرا دے خنجر مٹا دے جھگڑا ستم مین قاتل لحاظ کسکا
دبے ہین زانو کے نیچے اعضا رگ گلو اختیار مین ہی

یہ ساری چھل بل تھین بھلا دین کبھی نہ دیکھا ہو وہ دکھا دین
جو گود مین آؤ تو بتا دین کہ یہ مزا اختیار مین ہی

یہ بیخودی کا ہو ہی عالم کہ سو گیا تھا جو یار کچھ دم
کئی برس ہو چلے ہین پیہم یقین ہی دلبر کنار مین ہی

نہ پوچھیے لطف زندگی کا ہوا ہی دو نا حال زار میرا
کہ جس طرح سے تمھارا وعدہ تزلزل اعتبار مین ہی

بس از فنا زحمتین ہیں ہین نصیب عزتین بھی کم ہین
زمین کے آغوش مین جو ہم ہین زمین فلک کے کنار مین ہی

نسیم کیا جستجو سے ہوگا نہین ہی تقدیر مین جو لکھا	سوائے سرگشتگی بیجا بگولے کے کیا کنارہ مین ہی

لیکن خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بشرہ شناس نیک اساس عیار کامل عاقل علام عیاری مین فاضل بڑے بڑے کاملین کی آنکھین دیکھین زبرجد نگار مین گذر ہوا زبرجد شاہ کی بدعتین اولان اول ہزبربان خراسانی پہلوان لاثانی کا برسم ایلچی گری دربار زبرجد شاہ مین جانا اور اُس ملعون کو سجدہ کرنا پھر طبل جنگی بجنا اعراک رعد آواز کا میدان مین آنا روز اول بدیع الزمان کا زیر ہونا اور جا کر زبرجد شاہ کو سجدہ کرنا اور دربار مین کل اہل اسلام حیران پریشان مضطر ششدر لیکن اس ارسطو فطرت لقمان حکمت نے اس مشکل کو حل کیا یہ پھر اعراک رعد آواز کو جا کر مارا اُسکی مان غنظروت کو للکارا لاشہ اعراک رعد آواز لے کر میدان مین آئے زبرجد شاہ کو ذلیل کیا اعتقاد خدائی مین اُسکی فرق پڑا شہر فرعونیہ مین کسی قدر اُس سے بڑھکر قیامتین دیکھین دربند دوم فرعونیہ قلعہ نقرہ کو سکندر شاہ نقرہ کوہی نے بڑے بڑے عجائب غرائب دکھلائے نقابدار سیہ پوش کو برائے مقابلہ مسلمانان بھیجا اُسنے سامنے صاحبقران کے بدیع الزمان اور قاسم کو قتل کیا بڑی بڑی بدعتین کین شوکتین دکھائین آخر خواجہ عمرو نے جا کر طیران جادو کو عیاری کرکے مارا سرداران نامی کو چھڑایا نقابدار الفہ پوش بنکر نقابدار سیہ پوش کو ملا اُس روز زمین ملک سکندریہ کی کانپتی تھی شہناز جادو بڑے کروفر سے برائے مدد سکندر شاہ آیا خواجہ عمرو سوداگر بنکر اُسی وقت دربار مین پہونچے سامنے لقا کے تاج شہناز جادو کا لیا اُسنے کہا سوداگر صاحب لائیے دیکھ چکے خواجہ عمرو نے کہا حضور کیا طلب فرماتے ہین شہناز نے کہا میرا تاج دیجیے عمرو نے کہا حضور مین نہین بیچونگا آپ کم قیمت لگاتے ہین شہناز نے کہا کہ یہ تاج تو میرا ہی خواجہ عمرو نے جواب دیا کہ سبحان اللہ واہ حضور والا جسکی چیز اُسکے پاس یون آپ رئیس ہین دربار مین بلا کر لوٹ لیجیے ایک حبہ نہ دیجیے شہناز جادو بگڑا کہ بڈھے تیری کچھ شامتین آئی ہین میرا تاج ابھی دیکھنے کو لیا اب اپنا بتاتا ہی عمرو اپنے مقام سے اُٹھا کہا اے شہنشاہ دین خداوند کے کان مین جو اصل بات ہی وہ کہدونگا قدرت کو کان ہو جائینگے شہناز نے کہا کیا مضائقہ لقا نے سر جھکایا عمرو نے کان مین مُنھ لگایا داہنا ہاتھ پھونک کر ایک دھول قدرت کے لگائی تراقے کی آواز آئی بائین ہاتھ سے تاج بھی لیا نعرہ کرکے نکلے ساحر پکڑنے کو دوڑے راہ مین آکر ناصر جادو کو مارا ساحر بنکر محیط سیہ چشمی پر سوار ہوئے دریا کے اس پار آئے اگر عیارون کا عمرو کی ذکر ہوتا روز حشر دفتر تمام نہو تعجب ہی ایسا کامل واکمل جہاندیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ اگر کسی شخص کی پیشانی پر شکن پڑے سطر بنا کر اس سے حرف پیدا ہون مطلب دلی سے آگاہی ہو جا خلاصہ کلام باتون سے ملکہ لالان و نائن کے گمان غالب ہوا تھا کہ اسد نامدار باغ مین ملکہ مذکور کے ضرور موجود ہی جب رات ہوئی ہوادار منگایا لباس خداوندی زیب جسم فرمایا سوار ہو کر کہا سنم کو درباغ

خود جکیدہ خالص قدرت پرے چلو چند ساحر ہمراہ لیے وہ رہبری کرتے ہوئے لے چلے باغ مین ملکہ لالان خون قبا کے بند و بست ہی دروازے پر محلدار ہر وقت بیٹھی رہتی ہی دروازے مین قفل روزن در سے دیکھا خداوند داؤد ہوادار پر سوار چلے آتے ہین چند ساحر بھی ہمراہ ہین اسی جانب آتے ہین محلدار بدحواس ڈری ہوئی ملکہ لالان خون قبا کے سامنے آکر گر پڑی کہا حضور برائے خدا ناچ گانا راگ و رنگ موقوف کرو خداوند داؤد آتے ہین یہ سنکر ملکہ لالان کے ہوش و حواس اُڑ گئے گھبرا گئی چہرے پر اُداسی چھا گئی ہاتھ پیرون مین رعشہ آگیا قریب تھا روح جسم زار سے نکلجائے اسد نامدار بھی مسند پر مسلح و مکمل بیٹھے ہین ملکہ لالان خون قبا کو جو متغیر دیکھا کہا خیر تو ہی کیون گھبرائین دروازہ کھول دو وہ بیچارا آئیگا تو کیا کریگا ساری خدائی کرنا بھلا دونگا تا نگین چیر کر پھینکدونگا اُسکی قضا ہی اُسکو یہان کھینچکر لائی ہی ملکہ لالان تو مثل تصویر خاموش ہوگئی ناگن قدمون پر اسد غازی کے گر پڑی کہا حضور برائے خدا و رسول جرأت کو کام نہ فرمائیے ہماری سب کی جان بچائیے جلدی کمرے مین جا کر بیٹھیے ہم نے آپ سے ذکر نہین کیا آج دربار مین خداوند نے ایسی باتین کی تھین جس سے صاف ثابت ہوتا تھا کہ کسی نے کہدیا کہ طلسم کشا کو ہم لوگون نے چھپایا ہی آخر ہفت اقلیم پر خدائی کرتے مین ایک دن میری باتون مین دھوکا کھایا اب اُسکو بخوبی ثابت ہوگیا ہوگا بمشکل تمام اسد غازی نے مخفی ہونا قبول کیا ناگن نے چاہا تھا تلوار وغیرہ اسد غازی سے لے لین اسد نے اس بات کو نہ مانا روئے سے ملکہ لالان خون قبا کے کمرے مین جا بیٹھا ناگن نے جلدی دروازہ بند کیا اب صحبت عیش و نشاط کیونکر مٹائے کیا کیا چیز اُٹھائے چنگیر چوگھڑے عطر دان پاندان کل سامان عیش و نشاط مہیا سارا قصر اشیائے نادرہ سے بھرا ہوا ہی کسی شی کو اُٹھا نہ سکی گلابیان تنگ شراب کی ہٹا نہ سکی ملکہ لالان خون قبا دریائے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے مثل عروس شب اول عطر سہاگ کی بسی جسم مین بو خوشبو خوشخو اسی طرح بدحواس بالون کو نوچتی ہوئی ہونٹون کو اس قدر چبایا کہ یاقوت احمر کے ٹکڑے معلوم ہوتے ہین ماتھے سے افشان چھوڑائی مگر جلدی مین کیا بن پڑتا ہی وہ بگاڑ بناؤ سے بہتر خورشید جمال پری پیکر مضطر و ششدر کنیزین افغان و خیزان حیران و پریشان آپس مین اشارے و کنائے کرتی ہوئین کہ آج ملکہ لالان خون قبا کے ساتھ ہماری بھی ناک چوٹی کٹی سب کی شامت آئی دیکھیے اب کیا ہوتا ہی دل دھڑکتا ہی دھگڑے کو باغ مین بٹھایا باپ کا مطلق خیال نہ آیا کوڑے کھائے مگر محبت سے ہاتھ نہ اُٹھایا اب عزیداری کی کیفیت حاصل ہوگی دیکھیے خداوند داؤد کیا کیا قیامتین برپا کرتا ہی آفتین ڈھاتا ہی ایک ایک سر اکا سزادار ہوگا سارا باغ آتش بہار ہوگا محلدار نے بڑھکر قفل کھولا ملکہ سر جھکائے ہوئے کھڑی ہی سفید چادر محمدی کی اوڑھے ہوئے ناگن وزیرزادی سہیلین شہنشاہ ادج عیاری ہوادار سے اُترے باغ مین آئے ساحرون کو باہر چھوڑا جیسے ہی باغ مین قدم رکھا ملکہ لالان نے مؤدب جھک کر سلام کیا خواجہ عمرو نے سرایا

دیکھا دو دلھن بنی ہوئی ہی ہاتھ تھام لیا ناگن سے کہا بی وزیرزادی صاحب ہمارے قریب آؤ تمھاری عقل و فطرت پر ہمکو ناز ہی ناگن بھی مارے خوف کے کانپ گئی کہا سراسر حضور کی پرورش حضور کی ایک ادنی کنیز بے تمیز ہون اب خواجہ عمرو سب کے چہرون پر بغور نگاہ ڈال رہے ہین رنگ رُو سب کے متغیر اب یقین کامل ہوا اپنی رائے پر آفرین کی اسی طرح دیکھتے بھالتے باغ کو چلے آتے ہین درختون پر جال مقیش کے پڑے ہین لالٹینین شل قطرہ ہائے

نظم

نور روشن جو بن پر نوجوانان چمن ۔ پھول جو چاندنی کا ہی گل مہتاب ہے وہ ۔ ہر شجر نور مین ہی غیرت نخل ایمن
باغبان سمجھے فلک پر کوئی تارا ٹوٹا ۔ ٹوٹ کر کوئی زمین پر جو گرا برگ سمن ۔ ہر چمن نور مین مطلع گل خورشید کا ہی
سُرخی لالہ و گل ہی شفق صبح سمن ۔ چھپ گیا چاندنی کا پھول جو تہ نہین کوئی ۔ شمع گلچین کو ہوا صاف کہ ہی چاند گہن

سارا باغ گلہاے رنگا رنگ سے مملو شب کا وقت گلون کی بھینی بھینی خوشبو نسیم اٹکھیلیان کر رہی ہی اُس گلعذاران کی محبت کا دم بھر رہی ہی تمام کیفیت و آراستگی باغ و رنگت دے گلعذا الغرض بنظر غور دیکھتا ہوا عمرو بارہ دری مین پہونچا وہان بھی دیکھا کل سامان عیش و عشرت مہیا ثابت ہی کہ ابھی کوئی صاحب صحبت اُٹھ گیا ہی دمبدم یقین بڑھتا جاتا ہی آکر مسند پر خواجہ عمرو بشکل داؤد جاجہو بیٹھے قریب ایک طرف ملکہ لالان خون قبا کو ایک جانب ناگن وزیرزادی کو پہلو مین جگہ دی چہار جانب نگاہ اُٹھا کر دیکھا کہا کیون بی ناگن بدون صاحب صحبت اس محفل مین سناٹا ہی اس دلہن کو ہمارے سامنے بلاؤ بس اب نہ چھپاؤ ہم کیا تمھارے بھروسے پر خدائی کرتے ہین جلد بتلاؤ کہان چھپایا ہی تو نے ہمارے مصاحب افلاک جادو کو ہمارے ہاتھ سے قتل کرایا سب خطائین معاف کین خیر کچھ نہ کہین کے سُنتی ہی کچھ جواب نہین دیتی جب ناگن کچھ نہ بولی طرف ملکہ لالان خون قبا کے متوجہ ہوئے کہا کیون ای نورنظر ہماری بات کا کچھ جواب نہین ملتا بتلاؤ صاحب خانہ کہان ہین لالان نے تھرا کر کہا بابا جان مین صاحب خانہ ہون اور سوائے میرے یہان کون مالک ہی خواجہ عمرو نے کہا اپنے مہمان عزیز کو بلاؤ جن صاحب کے واسطے یہ جلسہ آراستہ ہوا ہم اُنکی ملاقات کے شائق ہین جو صاحب نہا دون مین فائق ہین ہم بھی دیکھین کیسے بہادر قلزم شوکت کے بے بہا در ہین اپنا نظر کردہ کرین سپہ سالاری کا عہدہ دینگے ملکہ لالان خون قبا نے تھرا کے کہا حضور یہان نہین کبھی میرے یہان کوئی مہمان نہین آیا نہ مین نے کسی کو بُلایا جب تو خواجہ عمرو نے جھولی مین ہاتھ ڈالا بڑا سا فولادی گولا نکالا کہا تم سب صاحبون نے ہمکو نادان سمجھا ہی ابھی سحر کرتا ہون گدھا بنکے جہان ہوگا وہ ڈرا آئیگا پھر عمر بھر آدمی نہ بناؤنگا کسی دھوبی کے سپرد کر دونگا بقول سعدی بیت مسکین خر اگرچہ بے تمیز است چون بار ہمی برد عزیز است یہ کہکر کچھ پڑھنا شروع کیا ناگن سے کہا بی وزیرزادی صاحب کچھ زہر انگلو ہمارا سحر دفع کرو ناگن نے کہا میری کیا مجال خواجہ عمرو نے کچھ پڑھکر گولہ اُچھالا کہا دیکھو لالان خون قبا ایکی مرتبہ جو گولے کو جنبش دونگا وہ شخص گدھا بنجائیگا قضائے کار اسد نامدار روزن در سے یہ معاملہ دیکھ رہا ہے

سوچا غضب ہوا اب یہ سحر کریگا مین گدھا بنجاؤنگا دن رات دھوبی کے کھونٹے مین بندھا رہونگا اب کچھ تدبیر کرنا ضرور لازم ہی نکل کے اس سے لڑو بھڑو دل کا حوصلہ نکالو یہ تو صاف ظاہر ہی کہ یہ بچیا بڑا ساحر ہی مگر جب تلوار مردانِ عالم کی کھنچی برق شمشیر چمکی خدا چاہیگا تو ہونٹھ نہ ہلا سکے گا یہ سوچ کر دروازہ کھولا وہین سے نعرہ کیا نعرہ اسد

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ	بدرم دل شیر و چرم پلنگ	شہنشاہ نام آور و کامران	اسد شیر دل ابن صاحبقران

او داؤد جادو عورت کو کیا ڈراتا ہی مردون سے آنکھ چار کر قبضہ پہ ہاتھ دھر ناحق ٹرٹراتا ہی کا دلیرون کو بلاتا ہی خدا لمبے بنکے بیٹھا ہی پیدا کرنے والے سے نہین ڈرتا ہی اب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ اسد نامور شیرانہ تلوار کھینچکر کمر لیسے نکلا ملکہ لالان خون قبا و ناگن مثل بد بتھرا گئین بصورت آئینہ حیران بہ شکل زلف پریشان مثل نقش پا اسی مقام پر جم گئین اپنے مقام سے ہل نہ سکین مگر خداوند داؤد گولہا تہ مین لیکر اٹھے کہا تبلا ادسرکش برباد کن خانمان ساحران بابدولت کے سامنے جرأت دکھاتا ہی جلا کر سنگ سیاہ بنا دونگا تلوار ہاتھ سے پھینک قدمون کو ما بدولت کے بوسہ دے سجدہ کر یہان تیرا دیوانہ پن نہ چلے گا خواجہ عمرو تو گولے کو لیکر بڑھے اسد شیر دل سوچا اگر اسکا سحر مجھپر چل گیا ہاتھ پاؤن بالکل بیکار ہو جائینگے بہت جلد تلوار کا وار کر کے سر کاٹ لون ہونٹھ اسکا نہ ہلنے پائے مثل برق دار ہمارا چل جائے خرمن حیات اسکا جل جائے سارا سحر کرنے کا حوصلہ نکل جائے پس شاہزادہ شیرانہ جا پڑا خواجہ عمرو تو خالی ڈرا رہے تھے اسد غازی تلوار لے کر سر پر پہونچا اتبو ڈرے کہ ایسا نہو کہ اس شیر صولت کا وار پڑے دو ہی ٹکڑے ہونگے اچکسکے الگ جا کر تو دور کھڑے ہوے مگر للکارنے لگے ارے تلوار پھینک دے ورنہ جلا کر بنا دونگا آنکھین پھوٹ جائینگی قدرت کو نگاہ بد سے دیکھتا ہی اتبو اسد شیر دل اور زیادہ شیر ہوا نعرہ کر کے شیرانہ جھپٹا یہ کہتا ہوا کہ مردان عالم کہین ہاتھ سے تلوار پھینکتے ہین اب ملکہ لالان خون قبا اور ناگن نے دیکھا کہ جب اسد غازی تلوار کھینچے ہوے قریب پہونچا ہی قدرت کود کے بھاگے جاتے ہین دور ہی سے للکارتے ہین خبردار میرے پاس نہ آنا اسد شیر دل ایسی گیدڑ بھبکیون کو کب مانتا ہی اپنے سامنے شیر کو روباہ جانتا ہی کنیزون نے آپس مین کہا سبحان اللہ یہ نیا مقابلہ ہی طلسم کشا خداوند کو بھگاتا پھرتا ہی گرد ستون بارگاہ کے خواجہ عمرو چرخ مار رہے ہین اسد شیر دل چاہتا ہی جہان پر پاؤن ہاتھ تلوار کا مارون سر کاٹ لون مگر خواجہ عمرو تو شعلۂ جوالہ ہین اسد غازی بھی ہم سردار و ہم عیار تعلیم کردہ انھین پیر مرشد برحق کا ہی بچپن سے فن عیاری کو حاصل کیا ہی طرار فرار دلاور مدا ضعف شکن تیغزن صاحب طبل و علم محترم و محتشم جنگ دیدہ کار آزمودہ ایک مقام پر جست کر کے اسد شیر دل جا پڑا سایہ مین تلوار کے لے لیا اتبو خواجہ عمرو گھبرائے قریب تھا کہ تلوار کا وار پڑے خواجہ عمرو نے جلدی بائین آنکھ کا تل دکھایا کہا کچھ نشانین آگئی ہین اپنے بھاگنے کو نہین بچاتا بڑے سپاہی بنگئے ہین کان پکڑ کے اکھیڑ

ڈالونگا اسد غازی نے جو خواجہ عمرو کو بیچا ناتلوار پھینک کے لپٹ گئے چیخین مار مار کے رونے لگے لالان خون قبا نے کہا بُوا ناگن بڑا غضب ہوا شاہزادہ اسد سحر مین مبتلا ہو گیا دیکھو وہ چیخین مار مار کے رو رہے ہین قریب تھا کہ ملکہ لالان کی روح قالب سے نکل جائے اسد غازی نے پکار کر کہا ملکہ قدمبوسی کرو ہمارے قبلہ و کعبہ خواجہ عمرو بن اُمیہ نامدار ہین ملکہ لالان خون قبا و ناگن وغیرہ کے ہوش و حواس اُڑ گئے اسد غازی نے کہا حضور ان سبھون کو صورت اصلی دکھایئے اتنو خواجہ عمرو نے زمین پر پاؤن کی ٹھیکی دی بلند ہوے آواز دی داد ای آدم درویش از کل عالم بیش یہ کہکر مُنہ پر ہاتھ پھیرا دنیا کی ہوا بدلگئی بہ صورت اصلی زمین پر ٹھہرے ملکہ لالان خون قبا نے جھک کر مودب سلام کیا کنیزین صورت زیبا دیکھکر بھاگنے لگین اسد غازی نے کہا دیوانیو کچھ شامتین آئی ہین ہمارے قبلہ و کعبہ ہین ملکہ لالان خون قبا نے کئی کشتیان جواہرات کی بطور نذر پیش کین اسد غازی سے اشارہ کیا حضور یہ تو پوچھیے کہ داؤد جادو کہان ہین خواجہ عمرو نے کہا ہماری جیب مین ہین اور تمام کیفیت مفصل سامنے اسد غازی کے بیان کی ملکہ لالان خون قبا وغیرہ کے ہوش و حواس اُڑ گئے کہا اب مین جا کر تخت خدائی پر بیٹھونگا اے نور نظر اسد نامور تم اسی باغ مین رہو خدا چاہتا ہے تو اس رنگ مین لوح حاصل ہو گی اب جا کر تدبیر کرونگا مگر اے نور نظر ملکہ لالان خون قبا تم دونون وقت بموجب قاعدۂ قدیم دربار مین حاضر ہوا کرو گھڑی دو گھڑی بیٹھ کے چلی آیا کرو ناگن نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری حقیقت مین آپ نے بڑا کام کیا مگر بڑے بڑے ساحر خدمت مین رہتے ہین اُنسے ذرا بچے رہیے گا خواجہ عمرو نے کہا خدا مالک ہے وہ سب تابعدار ہین کہو تو آپسمین لڑوا کے خاتمہ کر دون دار الامارۂ شاہی لاشون سے بھر دون داؤد بڑا شخص تھا جسکو مین نے پکڑا فضل پروردگار شریک ہوا ورنہ میری کیا حقیقت ہے مگر اُسکی عنایت وہ مسبب الاسباب ہے ذرہ ذرہ اُسکی مہر سے کامیاب ہے الٰہی اُسکا زنبیل سے نکالنا مناسب نہین ہے شاید اسلام اختیار نہ کرے مغرور و متکبر ہے طلسم ہوش رُبا ایسے مقام مین خدائی کی ناگن نے کہا خواجہ عمرو حقیقت مین اگر داؤد جادو آپ کا شریک ہو جائے تو افراسیاب جادو کو سحر و ساحری مین بڑی مشکل پڑے مگر اسکا ہمارے دل کو اعتبار نہین نہین معلوم کیا فساد برپا کرے مگر آپ خود ارسطو فطرت لقمان حکمت ہین جالینوس آپ کے خرمن فہم و فراست کا خوشہ چین ہے ارسطا طالیس مکتب علم و ہنر کا حضور کے طفل ابجد خوان بقراط آپ کے قصر ہمت و لیاقت کا دربان افلاطون اگر موجود ہوتا علم ادب کا سبق پڑھتا دائرۂ اعتدال سے نہ بڑھتا اے فخر عیاران عالم اے معزز و مکرم اولاد نبی آدم خداوند کریم آپ کو طلسم ہوش رُبا پر مظفر و منصور کرکے فکر و انتشار دل تردد و تنزل سے دور کرے دوست شاد دشمن پامال ہون عدو بر سرکار کے ہجوم لشکر رنج و ملال ہون ہین ہر روز دربار مین ملکہ عالم کو ہمراہ لے کر حاضر ہوا کرونگی مگر حضور میری عقل

ناقص مین یہ آتا ہی کہ افراسیاب جادو کو ایک نامہ تحریر فرمایئے کہ لوح طلسمی لے کر ہمارے پاس چلا آئے ہم لوح کو اپنے پاس رکھین گے خواجہ عمرو نے کہا ای ناگن افراسیاب وہ پرفن ہی اگر دہین سے بیٹھے بیٹھے کتاب سامری دیکھے صاف سمجھ لے کہ عمرو کے داؤد کو گرفتار کر لیا دہین سے بیٹھے بیٹھے انتظام کر سکتا ہی اپنی جانب سے تحریک مناسب نہین ہی یہ مقدمہ نہایت غور طلب ہی اپنی کتاب عقل کو انسان بالاے طاق رکھے فراست پر ناز نہ کرے رب بے نیاز کی عنایت کا منتظر رہے دیکھو انشاء اللہ پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی یہ مقدمہ لوح طلسمی ہی اسمین بڑے بڑے مشورے افراسیاب کریگا مگر میرا پروردگار بہ آسانی پہونچا دیگا غرض چند ساعت خواجہ عمرو باغ مین ملکہ لالان خون قبا کے ٹھہرا پھر اسی طرح صورت داؤد جادو کی بنائی تاج ولباس سے آراستہ ہو کر اسد غازی سے رخصت ہوئے بخوبی سمجھا دیا خبردار ہماری راے کے خلاف نہ کرنا ای نور نظر اگر اس حال مین کوئی فتور پڑا عمر بھر لوح طلسمی حاصل نہ ہوگی افراسیاب ایک دن مین سب کو قتل کریگا ہمسے کچھ نہ ہو سکے گا بخوبی سمجھاتے ہوے کلمات نصیحت فرماتے ہوے ملکہ وناگن وکنیزین تا بہ در باغ پہونچانے آئین دیکھا بڑے بڑے ساحر در باغ پر دست لبستہ حاضر ہین وہ رعب اپنا ڈال دیا ہی ایک سے ایک بات نہین کر سکتا مثل تصویر خاموش دریاے خوف خداوندی کے جوش جیسے ہی بیرون باغ تشریف لائے سب نے قدمون کو بوسے دیے ہوادار پر سوار ہوئے نقیب آگے بڑھے مشیران سلطنت وزیران ابہت نے پایہ سریر ہوادار کے ہاتھ ڈالا اس کر و فر جاہ وحشم سے داخل دار الامارۃ شاہی ہوئے مگر آٹھ پہر دل مین یہی خیال کہ خواجہ کیا تدبیر کرون کس حیلہ سے افراسیاب کو بلاؤن پاے فطرت لنگ آئینہ عقل دنگ ہی کوئی صورت ذہن مین نہین آتی بہر نوع خواجہ عمرو اس فکر و تردد مین بصورت خداوند داؤد ملک داؤدیہ مین ہین دیکھیے کس طرح لوح حاصل ہو کیونکر تسکین دل ہو

یہ حالات عشرت آیات اپنے مقام پر تحریر ہونگے

دو کلمہ داستان فطرت بیان ملکہ صرصر شمشیر زن وصبا رفتار کمند انداز جنکو افراسیاب جادو نے نامہ دیکر بصلاح ملکہ صورت نگار روانہ کیا ہی وکیفیت آوارگی جہتر برق فرنگی وجہتر ضرغام شیردل راہ مین گرفتار کر ناصر وصبا رفتار کو اور لگا کے لانا افراسیاب کو مع لوح طلسمی شہر داؤدیہ مین ودیگر حالات متعلقہ داستان ساقی نامہ

بیا ای ساقی خورشید پیکر
بیا ای رونق کاشانۂ ما
بیا ای رہبر آشفتہ کاران
بیا ای تاج فرق کج کلاہان

بیا ای راحت جان روح پرور
بیا ای آبروے خانۂ ما
بیا ای چارہ ساز دلفگاران
بیا ای خسرو جادو نگاہان

بیا ای شاہد مست وطناز
بیا ای باغبان نخل امید
بیا ای آبروے بادہ وجام
بیا ای عیسے دوران بیاز ود

بیا ای پردہ دار محرم راز
بیا ای آسمان ماہ وخورشید
بیا ای آرزوے قلب ناکام
بیا ای دشمن ایمان بیاز ود

خیال قلب ہائے مردہ ام کن ... علاج خاطر افسردہ ام کن
تماشائے ہجوم بدعا کن ... بیا قفل در میخانہ وا کن
عمل از دل بحکم اشرہوا کن ... پر از مے شیشۂ جام و سبو کن
بیا ای ناخدائے کشتی مل ... ز جا برخیز و کن نظارہ گل
خدا را کشتی مے را روان کن ... ز احسان خشک لب را تر زبان کن
بہ بین ہر سو سیہ مست ابر آمد ... بہ بین وقت وداع صبر آمد
گل افشان جا بجا باد بہار است ... چہ گلکاری بہ فرش سبزہ زار است
بیا نظارہ کن ہنگام سیر است ... درنگ آخر چرا در کار خیر است

دوا اے ساقی بیت العمل آر ... بہ کف جام و صراحی در بغل آر
بدہ تکلیف چشم مست خود را ... ز رنگ مے حنا کن دست خود را
بیا ای کعبۂ امید مستان ... بیا ای پیشوائے مے پرستان
دماغ جان معطر کن ز خوشبو ... روان باد مرادم گشت ہر سو
بیفروز آتش بازار خود را ... فروزان کن چراغ کار خود را
خرامان شد صبا در صحن گلشن ... نظر بر میکشان نکہت بدامن
سرور افزا ہوائے برشگالیست ... چہ شد آخر کہ جام از بادہ خالیست

چہرہ محتسبان میخانۂ عقل و فطرت و عیاری و ساقیان ساغر رحیق میکدہ خنجر گذاری جام گلگون شراب مضامین نیرنگ سازی فہم و فراست کو یون پیش کرتے ہین شعر مصنف سخن سنجان نیرنگ و بلاغت ✻ رقم کرتے ہین با فہم و فراست ✻ سابق مین تحریر ہوا کہ افراسیاب جادو نے بصلاح ملکہ صورت نگار زوجہ مصور دو عرضیان خدمت خداوند داؤد مین روانہ کین پیشتر صرصر شمشیر زن بعد صرصر صبا رفتار دونون الگ الگ طرف شہر داؤد دیکھے جاتی ہین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار خداوند داؤد بنے ہوئے دار الامارۃ خداوندی مین تخت خدائی پر بصد صولت و شوکت جلوہ فرما ہین ہر ساعت ہر وقت یہی تصور ہی کہ اے عمرو آنا ترا کار نمایان کیا کوئی مطلب حاصل نہ ہوا افراسیاب جادو انتہا کا عقلمند ہی اگر ذرا بھی طلب لوح کرون فوراً بدگمانی ہو کہ خداوند لوح کیون طلب فرماتے ہین سارا بنا ہوا کھیل بگڑ جائے آخر کہان تلک اس تخت حکومت پر بیٹھے رہین ہزارہا ساحران بد دست کا روز سامنا ہی اگر انمین سے ایک حقیر ساحر بھی آگاہ ہو جائے جان بچنا دشوار ہو آخر کیا کرون اسد غازی کو ساتھ لیکر طرف لشکر حیرت کے کوچ کرون یہ بات بھی سراسر بیکار ہی حاصل ہونا لوح کا بہت دشوار ہی اس فکر مین عمرو بیٹھا ہی گرد ہزارہا ساحران غدار دست بستہ حاضر ہین مقدمات عدالت درپیش مگر خواجہ عمرو کو اپنی جان کا پیچ و پیش کہ ایک مردہا دست بستہ آگے بڑھا عرض کی کہ یا خداوند ملکہ صرصر شمشیر زن عرضی افراسیاب پر فن لیے ہوئے حاضر در دولت ہی امیدوار باریابی ہی نام ملکہ صرصر شمشیر زن کا سنکر خواجہ عمرو کے ہوش اُڑے سوچا ایسا نہو یہ ظالم مجکو پہچان لے ساری ہوا بگڑ جائے مشقت برباد ہو نہین معلوم کیا اتفاق ہو یہ سوچکر خواجہ عمرو نے وزیر سے فرمایا کہ اب قدرت چہرۂ زیبا ہر کس و ناکس کو نہ دکھائین گے پردہ حجاب نقاب مین رہا کرینگے جلد نقاب لاؤ وزیر نے نقاب حاضر کی خواجہ عمرو نے نقاب چہرہ پر ڈالی حکم دیا صرصر کو سامنے لاؤ صرصر سامنے آئی خواجہ عمرو نے دیکھا صرصر مثل شعلہ جوالہ ناز کرشمہ

دست بستہ ساتھ چہرۂ زیبا گرد آلود وہ بھی رعنائی سے خالی نہین ہر ذرۂ گرد پیشانی نورانی پر چمکتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ افشان چنی ہی یا صفحۂ ماہ پر ہجوم سیارگان بھولی بھولی صورت چہرے پر ملاحت ہونٹون سے مسیحائی ظاہر آب چاہ ذقن طیب وطاہر سہی قد لالہ عذار سمن بر یاقوت لب کافر گوش آنکھین قتال عاشقان بیکس تیر ولد وزاس سج دہج کو دیکھکر اور بیقرار ہوگیا کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا قریب تھا کہ منہ سے آہ نکلجائے بہ مشکل تمام ضبط کیا تیر مژگان تو وہ دل پر پڑے لب معشوق ہوئے خنجر ابرو نے ذبح کیا شمشیر نگاہ نے خون بہایا بیقراری مین یہ اشعار زبان سے نکلگئے

غزل

بہت بچین میری خاطر بسمل مین رہتے ہین
کسی سے پوچھ لینا تھا انھین کس دل مین رہتے ہین

اشارے مجھ سے تیغ ناز کے بسمل مین رہتے ہین
کہ ہم بھی حسرت نظارۂ قاتل مین رہتے ہین

کسی پر بار از خود رفتگی ہونے نہین دیتے
نہ رہنے کی طرح ہم یار کی محفل مین رہتے ہین

ہمارے نالے ہین یا بات ہی بھولی ہوئی کوئی
کہ آسکتے نہین وے لبون تک دل مین رہتے ہین

نہ پہونچین گے کہین مثل نگاہ نارسا ہم بھی
جہان سے چلتے ہین پھر کر اسی منزل مین رہتے ہین

اعانت شوق بیحد کی کشش جبتک نہین کرتی
بہت سے نقص جذب الفت کامل مین رہتے ہین

برابر دید کی باتین ہین حسرت دونون آنکھون مین
شب و روز امتحان شاہد عادل مین رہتے ہین

فراق یار مین کہتا ہون استقلال سے اپنے
جو ثابت آشنا ہین ساتھ ہر مشکل مین رہتے ہین

نہ پہونچا دل کبھی آغوش تک اس بحر خوبی کے
اشارے دور ہی سے کشتی و ساحل مین رہتے ہین

مجھے ذر ہی دل شیدا کو عقل اکدن نہ بہکا دے
یہ کیسے مشورے ہشیار اور غافل مین رہتے ہین

کسی کی شوخیون کا کچھ پتا ملتا ہی یارون کو
وہ انداز اضطراب عاشق بسمل مین رہتے ہین

نکلجاتا ہی دم تو سامنے انکے بہ آسانی
مگر دم توڑنے والے بڑی مشکل مین رہتے ہین

کسی کی وصل کی شب مختصر کتنی ہی ہوجائے
نکلنے والے ہین جو حوصلے کب دل مین رہتے ہین

کوئی کہدے کہ کھو بیٹھے گا عاشق تمکو بھی اکدن
وہ دل بن بن کے میرے سینۂ بیدل مین رہتے ہین

ادھر مجنون دکھائی دے ادھر لیلی کو لے بھاگین
یہی وعدے ہمیشہ ناقہ و محمل مین رہتے ہین

نہ دے کچھ پھوٹ کر منہ سے گواہی قتل عاشق کی
یہ حیا لے کس لیے پھر خنجر قاتل مین رہتے ہین

نہ آنا دل مین تمکو لوٹ لینگے حسرت و ارمان
کہے دیتا ہون مین کچھ ٹھگ بھی اس منزل مین رہتے ہین

قضا کہتی ہی میرے مین ادا اپنا بتاتی ہی
شہید ون پر بکھیڑے کوچۂ قاتل مین رہتے ہین

تمھارے وصل کے ارمان تمسے بڑھکے ہین مفسد
نکالے جاتے ہین یہ فتنہ گر جس دل مین رہتے ہین

سراپا درد بنجانے کو ہم کیا آکے بیٹھے تھے — اُٹھا دیتا ہی تو پھر بھی تری محفل مین رہتے ہین
تڑپ کر کیون نہ آغوش عدو سے وہ نکلجائین — ہمت آ آگے یادِ عاشق بسمل مین رہتے ہین
جلال آکر طریق عشق مین بہکا ندے کوئی — ادھر رُخ بھی نہ کرنا خضر جس منزل مین رہتے ہین

ملکہ صرصر شمشیر زن واسطے سجدے کے جھکی پائے تخت کو بوسہ دیا عرضی افراسیاب کی ہاتھ پر رکھی عمرو نے کاغذ اُٹھا لیا وزیر کو دیا نامہ کو پڑھو عمرو تو ساعت مین نامہ کے مصروف ہوا مگر صرصر عیار بیچی ہی اس دربار مین ہزار مرتبہ آچکی ہی ہر رفیق و مصاحب پر نگاہ ڈال رہی ہی افراسیاب نے حکم دیا تھا کہ اے صرصر رنگ دربار خداوند دیکھنا سمجھا شہر داودیہ کی ہوا تو نہین بگڑی اسوجہ سے نگاہ اسکی چہار جانب ایک ایک کو میزان عقل مین تول رہی ہی سب سے زیادہ چہرے پر داؤد کے نگاہ ہی زبان سے صفت و ثنا کر رہی ہی سراپا کو بنگاہ غور دیکھ رہی ہی ایک یہی بات نئی ہی کہ خداوند نے نقاب چہرے پر ڈالی ہی دل مین ہی کہ نقاب چہرے سے ہٹے زیارت خداوند سے مشرف ہون اصل جمال پر نگاہ ڈالون کیا سبب ہی کہ خداوند آج نقاب پوش ہین کیون بندون سے حجاب ہی کیا وجہ کہ چہرۂ زیبا پر نقاب ہی اس خیال مین متردد و متحیر جھک جھک کر دیکھتی ہی عمرو خوف سے آنکھ چراتا ہی نگاہ نہین ملاتا قضاے کار چونکہ عمرو عاشق زار صرصر ہی بیتابی دل ترقی پر ہی طرف وزیر اعظم کے متوجہ نامہ بغور سُن رہے ہین اپنے مطلب کی بات نکلی جو خواہش دلی تھی وہ پوری ہوئی خود افراسیاب تحریر کرتا ہی کہ لوح طلسمی اگر قدرت قبول فرمائین عمرو و اسد کے ہاتھ سے میری جان بچائین مین بادشاہ ہون ایک سر ہزار سودے اسی نامہ مین ایک پرچہ ملکہ صورت نگار کیطرف سے لکھا ہی اُسمین مندرج ہی دیور صاحب مجھپر احسان ہوگا مین نے آپکی محبت کے بھروسے پر شہنشاہ سے اقرار کر لیا اگر قدر کروگے گوشمالی کرونگی راز و نیاز کی باتین یاد کرو ہمیشہ ستاتے ہو اس حسرت مین عمر بھر رہوگے مطالب دلی حاصل نہوگا ہمکو راضی رکھو سے بڑے بڑے کام ہین اس حیلہ سے ہم بھی آئینگے ایک نگاہ دیکھ جائینگے رات کو نہین رہینگے کچھ راز دل کہینگے اس مضمون کو سُنکر خواجہ ہنستے جاتے ہین کبھی فرماتے ہین ہماری بھاوج ہمکو بہت چاہتی ہی اگلی محبت اتبک نباہتی ہی مدت سے قدم بوسی کو نہین آئی اگر آئیگی جوتیان کھائیگی ایک ہفتہ نجانے دونگا اُسکے یہان رہنے سے بڑی کیفیت ہوتی ہی ہنسی مین روتی ہی صرصر شمشیر زن آواز بھی بگوش ہوش سن رہی ہی دل مین شک آچکا اتفاقات قضا و قدر سے عمرو جو کئی مرتبہ تحریر صورت نگار پر ہنسا جسم کو جنبش ہوئی کیقدر نقاب چہرے سے ہٹی صرصر کی آنکھ سے آنکھ لڑی اتو صرصر نے بخوبی پہچانا مگر ٹال گئی منھ پھیر لیا خواجہ عمرو سمجھے مجکو نہین پہچانا بند نقاب درست کر لیا جواب مین نامہ کے حکم دیا افراسیاب کو تحریر کرو تم لوح لیکر کیا کروگے اگر قدرت کا دل چاہے ایسی ایسی روز تختیان بنا کر پھینکدین مگر بھاوج صاحب کے خط کا جواب

لکھو کیون دیوانی ہوئی ہی بیہودہ بکا کرتی ہی یہ مقدمات طلسم ہین اسمین تجکو کیا دخل ہی اپنی اگلی پچھلی باتین یاد کر اپنی غرض کو آپ ہی آئیگی آنے نہ آنے کا تجکو اختیار ہی مگر ہمارا دل تیری محبت مین بیقرار ہی فرصت کرکے آنا ہمارے پاس ہنا خلاف کریگی تو جانے گی بتعجیل سوال و جواب ایک ہی جگہ ملفوف کر دیا وزیر نے ہاتھ مین ملکہ شمشیر زن کے دیا سلام کرکے بھاگی دل سے کہتی ہی نگوڑے نے بڑا غضب کیا خداوند داؤد کو پکڑ لیا قدرت کی شکل بنا بیٹھا ہی چلکر افراسیاب سے حال کہون وہ آنکر اس بھڑوے کے جنے کو قتل کرے سزا دے یقین ہی کہ اسد غازی بھی اسی مقام پر ہوگا یہ دل سے سوچتی ہوئی مثل باد صرصر اڑی ہوئی جاتی ہی یہان خواجہ عمرو اب بہت خوش ہین ایک پہر کا عرصہ گذرا تھا کہ عرض بیگی بڑھ کے آگے آیا عرض کی ملکہ صبا رفتار کمند انداز مع نامہ افراسیاب وصورت نگار حاضر ہی عمرو جی مین کہتا ہی بیچانے بڑے انتظام کیے ہین بیساختہ حکم دے دیا لاؤ یہ بھی بانداے عیاری سے آراستہ سامنے آئی نامہ پیش کیا اُسی طرح خداوند نقلی نے وزیر سے پڑھوالیا ملکہ صبا رفتار صرصر سے زیادہ تیز ہی حکم نگہداشت افراسیاب جادو سے پاچکی ہی خاص فکر انتظام مین آئی اسی طرح اسکی بھی نگاہ خواجہ عمرو پر پڑی اور بخوبی خواجہ عمرو کو پہچانا خواجہ عمرو نے اُسی طرح پشت پر نامہ کے جواب لکھوایا صبا رفتار کو بھی دیدیا صبا رفتار آداب و تسلیمات بجالائی دعائین بھی دین بڑھکر سراپا کی بلائین لین پشت پھیر کر بارہ دری سے نکلی دل سے کہتی ہی واہ واہ صبا رفتار نیا تماشا دیکھا خداوند بدل گئے عمرو خداوند بنا ہوا بیٹھا ہی کیا قیامت کا پرکالا ہی جہان کمند وہم و خیال نہ پہونچے وہان جاکر عیاری کرتا ہی بموجب شعر لا اعلم نہ جہان وہم فرشتہ کسی عنوان پہونچے ؛ الغرض جاکے وہان حضرت انسان پہونچے تا پاے وہم و خیال تنگ حوصلہ فکر تنگ مگر واہ رے ظالم کیونکر پہونچا خداوند کو نہین معلوم کیا کیا چلکے جلدی اپنے شہنشاہ سے اطلاع کرون وہ مثل برق جہندہ چشم زدن مین پہونچے گا نگوڑے کی گردن لے گا نگوڑا بھاگ نہ سکے گا اب ناظرین پر واضح ہو کہ اول ملکہ صرصر شمشیر زن آئی خواجہ عمرو کو پہچانا نامہ و جواب نامہ پاس آگیا صرصر شمشیر زن دو چار کوس پیچھے صبا رفتار دونون مکار غدار خدمت افراسیاب مین جاتی ہین دیکھیے پہونچین یا نہ پہونچین دو کلمہ داستان برق و ضرغام بیان ہوتے ہین سابق مین تحریر ہوا کہ برق و ضرغام کو عمرو نے صحراے سیابیہ مین اپنے سے جدا کیا دونون روتے ہوئے جب کوس دو کوس نکل آئے تھک کے ایک نخل کے سایہ مین بیٹھے اپنے حال زار پر روئے ایک نے دوسرے سے کہا بھائی رونا بیکار ہی صبر کرو دل پر جبر کرو اپنے پیدا کرنے والے کو حاضر و ناظر جانو خواجہ عمرو کی شکایت بھی بیکار وہ بھی مجبور و ناچار ہو کے پیاسے نہین معلوم کس آفت مین پھنسے ہوش و حواس بجا نہ رہے وہ غصہ ہم پر اُتارا کچھ اسمین بھی بہتر ہوگا مصرع خطاے بزرگان گرفتن خطاست ؛ انکی بدعت سے

انجام مین راحت ہوگی نگاہ خشم آگین صورت فرحت دکھائے گی ہمارے مالک و مختار نے جو مناسب جانا وہ کیا اسکا پھل پائین گے ہمارے پیر و مرشد آج گوشمالی کرینگے کل گلے سے لگائینگے دل سے عزیز رکھتے ہین اب اپنے خدا سے رجوع کرو بموجب شعر مشکلے نیست کہ آسان نشود ؛ مرد باید کہ ہراسان نشود ؛ برق نے کہا بھائی ضرغام ساتھ رہنا مناسب نہین یہ تو خوب آگاہ ہو کہ طلسم ہوش ربا کے سنگریزے بھی ہمارے دشمن ہین خضر راہبر ہمارے رہزن ہین اگر آفت آئے دونون گرفتار ہو جائین ایک قید ہو ایک رہا رہے شاید کچھ تدبیر بن پڑے ضرغام نے قبول کیا برق الگ چلا ضرغام نے ایک جانب رخ کیا اول حال برق بیان ہوتا ہے کہ قریہ قریہ پھرتا ہے مگر ساحر کو جہان پایا راہگیر بنکر مار لیا رات کو کسی نخل کے اوپر چڑھ کے بیٹھ رہا صبح کو پھر چل نکلا اسیطرح چند عرصہ گذرا ایک دن ایک صحرائے سبزہ زار مین برق فرنگی کا گذر ہوا چشمے پر بیٹھ کے منھ ہاتھ دھویا اپنی غربت پر بہت رویا دعا کی کہ ای رب اکرم بانی بنائے ہستی آدم اب تیرا بندہ گنہگار بہت بیقرار ہی مدد کر اس بلا کو رد کر جادۂ عیش و راحت کا نشان ملے یہ غربت زدہ تا بہ منزل مقصد پہونچے مدد اہل اسلام مین جان مٹائین وقت پر استاد تشنیع ندین زبان طعن نہ کھولین تمنے عرصۂ دراز تک مارے پھرے کیا کیا ہمارے ہاتھ سے کوئی کام ایسا بن پڑے جس سے فتاحی طلسم ہوش ربا کی صورت نکلے فرزند صاحبقران کو چھوڑا آئین خوشی خوشی جاکر صاحبقران سے ملین تو تاریخ مین ہمارے نام لکھے جائین کہ برق فرنگی نے بڑا کام کیا ہوش ربا مین کیا کیا نام کیا شاعر نظم کرین منشی احمد حسین صاحب قمر جلد پنجم طلسم ہوش ربا ہماری تعریف مین لکھین معین اہل اسلام مشہور ہون خاکساری عطا کر قفس غرور سے رہا کر انجام بخیر بعد مردن باغ جنان کی سیر اشعار

آن خانہ کہ آمدش لحد نام ؛ روشن کنیش ز نور اسلام ؛ آن کن کہ نیایدم لب گور ؛ در دیدہ نکوتر از لب حور

از سنگ لحد حصار دین ساز ؛ کز شب رہ معصیتم باز ؛ آن چیز کہ بایدم بیاموز ؛ مگذار در ابر من دران روز

چیزے کہ رضائے تو در انست ؛ بہبود ہمہ کسان ز انست ؛ چیزے کہ درو رضا نداری ؛ بر بندۂ خود روا نداری

روزے کہ شود بہار محشر ؛ چون سبزہ بر آرم از زمین سر ؛ انعام کنی مرا در آن دم ؛ از بہر رسول رب اکرم

اپنی غربت اور تنہائی پر خوب رویا فوراً دریائے رحمت الٰہی جوش مین آیا سامنے سے غبار نمایان ہوا اب جو بہ نگاہ غور دیکھا ملکہ صرصر شمشیر زن مثل باد صرصر اڑی ہوئی آتی ہی جی مین کہتا ہی ای برق دعا مقبول ہوئی سعادت کونین حصول ہوئی استانی صاحب کو گرفتار کرو انکھین کی صورت بنو جیسا مناسب وقت ہوگا کیا جائیگا انشاء اللہ دریائے فکر سے گوہر مراد ہاتھ آئیگا یہ سوچکر زرغہ نخلستان مین چھپا سر راہ کمندین بچھائین اُنکو خس پوش کیا دام مکر بچھایا ملکہ صرصر شمشیر زن نادانستہ اس مقام پر آئی جست کرکے بیچ مین حلقہ ہائے کمند کے پہونچی برق نے شیر کی آواز دی صرصر رکی برق نے کمند کھینچی جھٹکا مارا دونون پاتون صرصر شمشیر زن

کے پھنسے برق نے ہوا پر قبضہ کیا منہ کے بھل زمین پر گری برق نے تڑپ کے حباب بیہوشی مارا صرصر بیہوش ہوئی کو وہین اُٹھا کے گوشہ مین لایا اس سرو قامت کو ایک نخل سے باندھا اب ہوشیار کیا ملکہ صرصر کی آنکھ کھلی برق کو سامنے دیکھا تڑپ گئی برق نے صرصر کو جُھک کر سلام کیا کہا اُستانی صاحب آداب و تسلیمات مادر مہربان کہان سے آتی ہو کچھ اپنے بچون کی بھی خبر رکھتی ہو پیدا کر کے پھینکدیا باپ کو تو ہمیشہ کم محبت ہوتی ہی مگر مان ایسی ظالم نہ دیکھی تھی بڑی سنگ دل ہو ملکہ صرصر شمشیر زن نے کہا نگوڑے کچھ شامت آئی ہی مجھے ایک کام کو افراسیاب نے بھیجا تھا وہان سے آتی ہون نگوڑے دیوانے تیرے اُستاد کی جورو جو ملکہ سرو سمین تن ہی اُن سے ایسی باتین کیا کر دبھڑوے رانڈ کے سانڈ میرے گرفتار کرنے سے کیا فائدہ ہوگا برق نے کہا اُستانی صاف صاف بتاؤ مین نے جنگل مین بڑی مصیبت اُٹھائی ہی سارا اُستاد کا غصہ تمھین پر اُتارونگا کسی کنوین مین ڈال دونگا کوئی حال سے بھی نہ آگاہ ہوگا ملکہ صرصر شمشیر زن نے کہا تجھے اختیار ہی مار ڈال عوض مین میرے خون کے افراسیاب تجھے قتل کریگا میری عیار بچیان تیری بوٹیان کاٹین گی برق نے کہا جو تیر گذرنا ہوگی گذر جائیگی میرا کوئی کیا کر سکے گا خدا اُستاد کو سلامت رکھے انکا البتہ ڈر ہی تم سے بہتر معشوق تلاش کر دونگا اُس وقت اُستانی تمھارے کلام سے بوے صداقت نہین آتی کہین دور سے آتی ہو پسینہ پسینہ ہو رہی ہو اور یہ بھی بشرہ سے صاف ثابت ہی کسی بڑے کام پر گئی تھین ملکہ صرصر شمشیر زن نے لاکھ انکار کیا ہزار طرح سے ٹالا مگر برق نے نہ مانا آخر تلاشی لی تو بڑے سے عیاری کے وہ کاغذ نکلا اُسمین پتہ نشان تحریر تھا ہر طرف سے افراسیاب کے نامہ طرف سے خداوند داؤد کے جواب بہ مقدمہ لوح برق خوب ہنسا شادی مرگ ہو گیا کہا اُستانی صاحب یہ تو مژدہ جان بخش ہاتھ آیا شہنشاہ کوہ بلور پر لوح لیے بیٹھے ہین کوئی خداوند داؤد ہین انکی خدمت مین لوح بھیجی جائیگی ملکہ صرصر شمشیر زن زرد ہو گئی ہوش و حواس پراگندہ جواب دیا ارے کچھ دیوانہ ہو گیا ہی یہ کاغذ کئی سال ہوے جب لکھا تھا تجھے اس حیلہ سے قتل کرنا ہی قتل کر تیرے اُستاد کو بھی یقین ہی ملال ہوگا برق نے کہا اُستانی یہ فقرے کسی لونڈے لاڑی کو سناؤ مین نے خواجہ عمرو کی آنکھین دیکھین ہین قوم کا فرنگی ایسی ایسی دورنگی بہت دیکھی ہی تم ایسی عیار بچیان میری جیب مین پڑی ہین اب صاف یہ ہی کہ تمھاری صورت بنکر کوہ بلور پر جاؤنگا عیاری کر کے افراسیاب کو بیہوش کرونگا لوح لیکر اپنے طلسم کشا کو دونگا ایسا مطلب عظیم عنایت رب کریم سے حاصل ہوتا ہی خط مین سب پتہ نشان موجود ہی ہم تمھارے فرزند دلبند ہین صرف اشارہ کافی ہی ملکہ صرصر شمشیر زن خاموش بحر بیقراری کا جوش پراگندہ ہوش اب کیا جواب دے برق نے وہ نامہ کسوت عیاری مین رکھا سامنے صرصر شمشیر زن کے رنگ روغن نکالا صورت صرصر کی بنا پوچھا جاتا ہی کیون اُستانی صورت اچھی ہی سراپا مین تو فرق نہین ہی افراسیاب تو نہ پہچان

سکے گا اُستانی ہو جو نکتہ رہ گیا ہو تعلیم کرو دیکھو عارض پر تل بناؤن یہی نکتہ باقی تھا صرصر جھلا کر جواب دیتی ہی میری پاپوش جانے آئینہ مین دیکھ لے تیرا اُستاد و اُستانی دونون بھاڑ مین پڑین جب برق بخوبی صورت صرصر بن چکا صرصر کو نخل سے کھولا اور گود مین لیکر درخت پر چڑھا شاخین کاٹ کر مچان بنایا اُسپر صرصر شمشیر زن کو بٹھلا دیا کمندون سے ہاتھ پانون باندھے کہا کیون اُستانی ہمین کس قدر تمھارا خیال ہی اب چندے اسی جھونجھ مین رہو جھکارے سارا کرو صرصر نے کہا ارے او پاجی مین بھوکون کے مارے مرجاؤنگی برق نے کہا واہ اُستانی فرزندمان کو بھوکا رکھےگا یہ کہہ کے ٹکڑے شیرمال کے نکالے سامنے ملکہ صرصر شمشیر زن کے رکھدیے ایک جام مین پانی بھرا کہا لو استانی یہ ٹکڑے شیرمال کے کھانا پانی پینا آبرو بچانا تم کم خوراک ہو ایک ٹکڑے مین پیٹ بھر جائیگا صرصر شمشیر زن نے کہا ارے بجیا ہاتھ تو میرے بندھے ہین برق نے کہا استانی بڑی بیوقوف ہو مثل کتّے کے مُنھ سے اُٹھا کے کھا لینا زبان نکال کے پانی چاٹنا صرصر چپ ہوگئی جب برق درخت سے اُترنے لگا صرصر شمشیر زن نے کہا ارے او نالایق جانوران صحرائی منقارون سے مجکو ہلاک کرینگے بوٹیان نوچ نوچ کر کھا جائینگے برق نے کہا حقیقت مین جاے استاد خالی ہین بھول گیا یہ کہکے اپنی جیب سے ایک بانات کا ٹکڑا نکالا اسمین گھنگرو ٹانکے مثل پٹے کے اُسکو بنایا گلے مین ملکہ صرصر کے باندھ دیا کہا اُستانی جب کوئی طائر کلان آئے گردن ہلا دینا گھنگرو کی آواز بلند ہوگی طائر بھاگ جائیگا کبھی تمھارے پاس آئیگا صرصر شمشیر زن مجبور و ناچار بصد حال زار نخل پر رہی مگر برق فرنگی بہ صورت صرصر شمشیر زن کوہ بلور کی طرف چلا دو کلمہ داستان ضرغام شیر دل بیان ہوتے ہین یہ جو برق فرنگی کے ساتھ سے علیحدہ ہوا حیران و پریشان ایک صحرا مین آکر ٹھہرا اسی فکر مین کیا کرون کہان جاؤن اسی سوچ مین تھا کہ صبا رفتار کمند انداز کو سامنے سے آتے ہوے دیکھا بہ طور مذکورۂ بالا صبا رفتار کو گرفتار کیا اسی طرح اُسکے پاس سے بھی نامہ نکلا ضرغام شیر دل مثل گل شگفتہ ہوا یہی خیال آیا بہ شکل صبا رفتار بر سر کوہ بلور پاس افراسیاب جادو کے چلو اگر خداوند کریم اپنا فضل شریک حال کرے لوح طلسمی افراسیاب جادو سے لین رہبر کامل نے رہبری کی خضر بیابان کرامت نے راہ بتائی اب تامل کیا اسی طرح صبا رفتار کو درخت پر پتون مین چھپایا آپ بصورت صبا رفتار کمند انداز بصد غمزہ و ناز طرف کوہ بلور کے چلا لیکن افراسیاب خانہ خراب بر سر کوہ بلور لوح لیے ہوئے بیٹھا ہی عیش و آرام ترک کردیا ہی ملکہ حیرت جادو و مصور و صورت نگار و سرما و ابریق و ملکہ صنعت سحر ساز وغیرہ خدمت مین موجود ہین چونکہ لوح پاس ہی اس وجہ سے کل مقام کی آمد و رفت موقوف رکھی جا ہتا ہی لوح مقام محفوظ پر رکھ لون تو جا کر مہرخ و بہار وغیرہ کو سزاے کامل دون دمبدم صورت نگار سے یہی ذکر رہی

آٹھ پہر یہی فکر ہی کہ صرصر و صبا رفتار ابھی تک نہین پلٹین نہین معلوم خداوند نے کیا تجویز کیا صورت نگار
کہتی ہی خداوند مجھ سے بڑی محبت رکھتے ہین سوال و جواب کیسا صرصر آئین یا نہ آئین آپ چلیے مین زبردستی
لوح اُنکے سپرد کر دونگی میرے کہنے سے خلاف نہ کرینگے لوح اپنے پاس رکھ لینگے **افراسیاب** کہتا ہی عیار بجیاں
پلٹ کے آلین تو تسکین کامل ہوا ی صورت نگار مجکو خوف ہی شاید کسی وجہ سے ساربان زادہ شہر داود یہ مین
پہونچ جاے کچھ دام مکر بچھاے یہ مقدمہ لوح طلسمی ہی ہر وقت اُسی مین جان لگی ہی صورت نگار نے کہا شہنشاہ عقل
کے ناخون لیجیے ساربان زادہ سامری جمشید سے سوا ہی ملک خداوندی مین جا سکتا ہی مثل ہمارے اور آپ کے
خداوند بھی ہو گئے وہ انکے ملک مین جاوے اور انکو حال معلوم نہو جو ساربان زادہ طرف ملک خداوند کے آنکھ
اُٹھا دیکھے نگورے کی آنکھین پٹم ہو جائین دربار خداوندی مین عیاری مکاری کا کیا ذکر ہی ای شہنشاہ آپکے
اعتقاد مین فتور ہی سراسر عقل کا قصور ہی خداوند ایسے ہین کتاب سامری آپ کو بنا کر دیتے ہین **افراسیاب**
کہتا ہی ای **صورت نگار** ان مقدمات مین دم مارنے کی جگہ نہین ہی خداوند لقا کو دیکھو عمرو کے ہاتھ سے
داڑھی منڈوائی اس سے بڑھ کے زحمت کیا ہوگی صورت نگار نے کہا لقا کو کیا لیاقت اپنی پشت کی خبر نہین
رکھتا خداوند داؤد ہمہ دان ہمہ گیر سحر و ساحری و علم کتابت مین بے نظیر اگر بگڑ جاے تو تمکو مشکل پڑے
افراسیاب جادو نے کہا خداوند داؤد ایسے ہی ہین مگر عمرو بھی قیامت کا پرکالا ہی اسکی عیاری نے
مجکو دیوانہ بنا رکھا ہی صاف تو یہ ہی اُسی کے خوف سے یہان آکر بیٹھا ہون لوح ہر وقت اپنی نگاہ کے سامنے
رکھتا ہون یہ راتین کس سختی سے کاٹی ہین نیند اپنے اوپر حرام کر دی بدون واپس ہوے صرصر و صبا رفتار
کے مین نہ جاؤنگا یہ ذکر تھا کہ سامنے سے بونڈلا گرد کا اُڑا دیکھا ملکہ صرصر شمشیر زن بانداے عیاری سے
آراستہ ہلتی ہوئی آتی ہی صورت نگار نے کہا لو شہنشاہ ملکہ صرصر بھی آ پہونچی ہوا زمانے کی معتدل
ہوئی اب تسکین دل ہوئی بہتر برق فرنگی بصورت صرصر بڑھ کر بالاے کوہ آیا پہلے افراسیاب نے
یہی پوچھا کہو صرصر دربار خداوندی مین خیر و عافیت ہی برق فرنگی نے کہا حضور سب طرح سامری
و جمشید کی عنایت ہی ملک خداوندی آباد رعایا دلشاد شہر زرریز زمین حسن خیز قدرت کے جاہ و جلال
خورد و کلان مرفہ حال وہان کے قانون مین عورتین صاحب اختیار مرد بالکل بیکار ایک مرد نے عورت کو
جھڑکی دی اُسنے خداوند قدرت سے فریاد کی کہ حضور مین اپنے مردوے سے راضی نہین قدرت نے فوراً حکم
دیا پس مرد کے حکم سے تو ماہر ہوئی جان تیرا جی چاہے بسر کر اچھا وضع دار کوئی شوہر پسند کر لے بازار
مین ہزار ہا مسنین بیٹھی ہین کسب کر رہی ہین مرد بچیلانے پہلے تو جورو کو چھوڑ دیا جب وہ بازار مین جا کر
بیٹھی حسین بھی قدر ہوئی پوچھی گئی زیور بنوا لیا لباس اچھا پہنا اب تو میان بھی وڈ رسے ہوے گئے جورو سے

ہاتھ جوڑ کر خطا معاف کرائی اُسنے کہا میاں پڑے رہو چلیں بھر اکر وہ جو کوئی پوچھے کہدینا ہماری بھانجی ہی وقت بیوقت تمکو بھی بلالین گے نگوڑے مردنے غنیمت جانا ماموں بنکے رہنے لگا ملک داد دیہین ایسے رسوم بہت جاری ہین بدعت سے عورتون کی مروبہت عاری ہین افراسیاب نے کہا عرضی کا حال کہو صرصر نے کہا وہ بھی معقول تحریر ہی پڑھ لیجیے نوشتۂ تقدیر ہی حرف حرف سے مطلب دلی آشکار ہر دائرہ خنجر آبدار یہ کہکے نامہ افراسیاب کے ہاتھ مین دیا نامہ تو صلی ہوا دل سوال افراسیاب جواب لاجواب لکھا تھا کہ مین لوح لے کر کیا کرونگا اگر جی چاہے ایسی ایسی لوحین روز بناؤن بازار والون کو تقسیم کرون آیندہ تو ہمارا بندۂ خاص الخاص ہی دلشکنی تیری قدرت کو گوارا نہ ہوگی صورت نگار نے کہا بس چلیے قدرت صاف صاف فرماتے ہین حقیقت مین اُنکو کیا ضرورت ہم اُنکے نزدیک اُنکی کیا حقیقت ہی افراسیاب نے کہا کہ دوسری عیار بچی کو بھی آلینے دو تو دل تردد منزل قرار پکڑے اسیر برق فرنگی بہت گھبرایا متردد ہوا پوچھا ای شہنشاہ بعد میرے کیا اور کسی کو بھی روانہ کیا تھا افراسیاب خانہ خراب نے کہا ای صرصر جس وقت مسلمان لڑبھڑ کے باغ سیماب مین پہونچے سیماب ایسا معتبر مارا گیا دل تڑپ رہا ہی کہ سیماب ایسا خیر خواہ کہان سے پاؤن اُسنے جان دیدی اپنی حیات مین لوح کی بخوبی حفاظت کی اب دل پریشان ہی کہ لوح کہان رکھون تیرے بعد مین نے صبا رفتار کو بھی روانہ کیا سمجھا دیا کہ دربار خداوندی کو بنگاہ غور دیکھنا ایسا نہو کوئی عیار طرار مکار غدار وہان ہوپنچ گیا ہو صورت نگار نے کہا ای شہنشاہ آپ کے دماغ مین کچھ فتور آگیا جب مقدمہ مین خداوند کے ایسی ایسی باتین سوچتے ہین اور کسی کی کیا حقیقت ہی صرصر شمشیر زن اپنی آنکھون سے جو دیکھ کے آئی ہین اب اُسمین آپ شاخین نکالتے ہین چلیے صبا رفتار بھی ملجائیگی آپ سوار ہوجیے کلام ملکہ صورت نگار کی صرصر نقلی نے بھی تائید کی کہا ای شہنشاہ ملکہ صورت نگار بہت بجا ارشاد فرماتی ہین آپ بخوف و خطر چلیے یہ لونڈی بھی ہمراہ چلے گی ہر بات کا خیال رکھیگی میرے سامنے نگوڑا مکار عیار کیا کرسکتا ہی عمرو وغیرہ سب تباہ ہوئے سنتی ہون ادھر اُدھر جابجا تڑپ تڑپ کے مرے لشکر حیرت مین رونا پیٹنا پڑا ہی خواجہ عمرو و اسد نامور کا نشان نہین ملتا نہین معلوم کہان ڈوبے جسدن قصد کیجیے گا ان سب کو بھی مار لیجیے گا برق فرنگی چاہتا ہی صبا رفتار نہ آنے پائے افراسیاب کو لے نکلون راہ مین عیاری کرون کسی نہ کسی صورت سے لوح لے بھاگون افراسیاب خانہ خراب اچھا اچھا کر رہا ہی کبھی کہتا ہی لوح کے نام سے میرا دل گھبراتا ہی جی چاہتا ہی اپنے ہی پاس رکھون کسی کے سپرد نہ کرون مگر مجکو ہر وقت انتظام ملکی و مالی درپیش رہتے ہین کہان لوح کو چھپاتا پھرون ہنوز یہ باتین ناتمام تھین کہ دیکھا صبا رفتار آتی ہو کر پسینے پسینے برق فرنگی کے ہوش و حواس اُڑ گئے جی مین

کہتا ہی ہی ہی بڑا غضب ہوا مجکو ضرور پہچانے گی ساری مشقت ضائع ہوئی مگر اب کیا کرون کہان جاؤن آتی ہی تو آنے دو جان تلک بنے گا اسکو بھی دھوکا دونگا ورنہ لڑ بھڑ کے مر جاؤنگا ای برق فرنگی جہان ڈر وہان ہمارا گھر ہمارے اُستاد بھی یاد کرینگے کہ ہمارا کوئی شاگرد تھا کار نمایان کر کے مر گیا اپنا نام کر گیا یہ سوچ سمجھ کے ٹہلنے لگا دو رسے ضرغام نے دیکھا کہ صرصر شمشیر زن بھی موجود ہی یہ بھی گھبرائے ایکٹر دونون جانب یہ خائف وہ ترسان یہ حیران وہ پریشان یہ مضطر وہ منتشر اسکو ششدر وہ ششدر اپنے مقام پر دونون امید و بیم مین مبتلا دونون کا ایک حال مگر ضرغام شیر دل بھی بصورت صبا رفتار سینہ سپر کیے ہوے مگر نگر آنکھین چراتا ہوا سینہ پر دوپٹے سے کچھ کچھ چھپاتا ہوا برق فرنگی کو ترین ضرغام شیر دل کو الجھن ضرغام نے آکر سلام کیا افراسیاب خانہ خراب نے کہا کیون ای خیر خواہ صرصر شمشیر زن بھی کہتی ہو وہان سب خیر و عافیت ہی تم کہو کیا صورت ہی ضرغام کے منہ سے بخوف ملکہ صرصر شمشیر زن بات نہین نکلی اپنا سر جھکا کے کہا حضور کا غذ مین سب کچھ لکھا ہی عرض کرنا بیجا ہی مگر برق کے کنکھیون سے جو دیکھا قد و قامت مین فرق ہوا جان بیچ کے ملیٹ پڑا ضرغام نے بھی نگاہ ملائی دل مین غیرت آئی ایک عورت سے کیا ڈرتے ہو اگر پہچان لے تو تیور ڈالو دونون کی آنکھین چار ہوئین مثل مشہور ہی آنکھین ہوئین چار دل مین آیا پیار ایک نے دوسرے کو پہچانا دوڑ کر صبا رفتار اُستانی کہہ کے لپٹ گئی ملکہ تم بے مثل و بے نظیر ہو صرصر شمشیر زن نے کہا بوا تم روشن ضمیر ہو آپسین خوب باتین ہوئین اشارون مین عیاری کی گھاتین ہوئین ضرغام اشارہ کرتا ہی کہ آگ لگاؤنگا برق فرنگی مسکرا کر کہتا ہی تڑپ تڑپ کے بجلی گراؤنگا نامہ دیا ہوا صبا رفتار کا پڑھا گیا ملکہ صورت نگار نے کہا ای شہنشاہ اب تو کوئی تردد دل مین باقی نہین رہا افراسیاب نے کہا ای صورت نگار ابھی دو چار دن تامل کرو اسی پہاڑ پر تختی سہو بڑے بڑے ساحرون کو بلائین خیر خواہان دولت یہان آئین اس مقدمہ مین انجمن مشاورت ترتیب دو اس جلسہ مین ہر بعید و قریب بزرگان دین سے صلاح کی جاے تب قلب کا صبور تسکین پائے افراسیاب خانہ خراب لاکھ حیلہ حوالہ کرتا ہی مگر ملکہ صورت نگار کا یہی قول ہی ای شہنشاہ آپ کو ناحق ہول ہی اور تائید کلام صورت نگار صرصر و صبا رفتار کر رہی ہین ہوا باندھتی ہین ہر مرتبہ بڑھ بڑھ کر عرض پیرا ہین ای شہنشاہ شکوک بیجا ہین کیا بزرگان دین قدرت سے بہتر ہین ملکہ صورت نگار کی راے سالم بس اُٹھیے سوار ہوجیے دونون لونڈیان ہمراہ چلین مقدمہ لوح سے مہلت پائین اور کام مین مصروف ہون عیاریان کرین مسلمانون کو گھس گھس کے پکڑین سالہا سال گذرے لڑائی مین آگ لگے سب مسلمان مارے جائین ملازمان شاہی مہلت پائین افراسیاب کا تو دل نہین چاہتا مگر کہنے سے

اِن سب کے ناچار ہوا تخت پر سوار ہوا لوح رومال مین لپیٹ کے اپنی کمر مین رکھی مصور وصورت نگار دسرما سے برف انداز وابرنیق کوہ شگاف وملکہ حیرت جادو وصرصر وصبارفتار ہمراہ افراسیاب یہ سب تخت پر سوار ہوے حیرت نے کہا ای شہنشاہ کچھ فوج طلب کر لیجاے افراسیاب نے کہا راہ مین صد ہا ملک ملین گے فوج کی کیا احتیاج ہی کل ہوش رُبا مین دین سامری کا رواج ہی جہان سے فراج مین آئیگا فوج ہمراہ لیلین گے صورت نگار نے چاہا سحر کرکے تخت بلند ہو مصور کو چھینک آئی افراسیاب خانہ خراب نے کہا ای صورت نگار دیکھ چھینک ہوتی ہو آج کے دن ٹھہر جاؤ کل چلین گے ملکہ صورت نگار نے کہا اجی چھینک کیسی اب تساہل نہ کیجیے اندیشہ کو دل مین راہ نہ دیجیے کئی دن سے اس بہاڑ پر ہین کہان تک سنگ صبر وشکیبائی دل پر رکھین برق دہشر غادم نے ملکہ صورت نگار سے اشارہ کیا سحر کرد شہنشاہ کو بکنے دو مصور وصورت نگار نے سحر کیا تخت بلند ہوا الکہ ہاے ابرا افراسیاب کے سر پر لیے بدکرد فر سمت ملک داؤد یہ چلا دو کلمہ داستان حیرت بیان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار بیان کیے جاتے ہین خواجہ نے یہ دستور قرار دیا ہی دن کو دارالامارۃ شاہی مین بشکل داؤد مصروف عدل وانصاف شب کو باغ مین ملکہ لالان خون قبا کے آتا ہو شب بھر ملکہ لالان خون قبا واسد نامدار سے صحبت رہتی ہی کئی مرتبہ اسد نے کہا نانا جان زنبیل سے داؤد جادو کو نکالیے اسکو سمجھائین راہ راست پر لائین شاید مسلمان ہوکر لڑائی کا افراسیاب خانہ خراب سے سامان ہو عمرو نے کہا ای نور نظر ان مقدمات مین تم کچھ دخل نہ دو ہماری راے ناقص پر چھوڑ وجس دن ملکہ صرصر شمشیر زن وصبارفتار آمین شب کو عمرو نے ملکہ لالان خون قبا سے کہا لو خدا نے سامان اپنی قدرت سے پیدا کیا آج صرصر وصبارفتار نامہ افراسیاب کا لیکر آئی تھین مراد تحریر یہ تھی کہ لوح کو اپنے پاس رکھیے ہم پر احسان ہوگا مین نے جو مناسب جانا جواب لکھ بھیجا مسبب الاسباب نے سبب تو پیدا کیا ہی انجام بخیر ہو فوراً افراسیاب خانہ خراب آئیگا لوح طلسمی میرے پاس لائیگا مین انکار کرونگا کہ مین لوح اپنے پاس نہ رکھونگا ای لالان خون قبا اُس وقت عقلمندی کو کام فرمانا بہ محبت مجکو لپٹ جانا افراسیاب کی سفارش کرنا بہت اچھی طرح گذارش کرنا مین لاکھ انکار کرون تم ایک نہ ماننا لوح ہاتھ سے افراسیاب کے لے کر اپنے گلے مین پہن لینا پھر جو کچھ بن پڑے گا دیکھ لینا اُس وقت کی مشکل کو خدا آسان کرے گا افراسیاب لوح دیکر چلا جاے بعد حصول لوح انشاء اللہ میان داؤد جادو صاحب کو زنبیل سے نکالونگا بخوبی سمجھاؤنگا اگر خداوند کریم نے اپنا فضل کیا اور یہ مطیع الاسلام ہوا پھر بہ کیفیت افراسیاب جادو سے مقابلہ ہونگے اسد شیر دل مرجلات کی جانب جائینگے ہم ملکہ مہرخ وغیرہ کو نامہ لکھکر

بلائین گے بُری کیفیت سے مقابلے ہونگے یہ خبر فرحت اثر سُنکر خوشی سے ملکہ لالان خون قبہا کا چہرہ سُرخ ہوگیا ناگن وزیرزادی نے بھی بڑھ کر مبارکبادا دی کہا اے شہنشاہ عیاران آپ کی رائے معقول ہی سب کو بدل وجان قبول ہی ملکہ لالان خون قبانے اسد غازی سے اشارہ کیا آج تو خواجہ صاحب بہت خوش ہین آپ فرمایئے آج تو نی بجائین اسد نے کہا میرے کہنے سے نہ بجائینگے ہزارون جلوتین سنائینگے تمھاری خاطر مدنظر ہی کچھ پیشکش کرو مہربانی فرمائینگے اُنکے دل مین آئیگا گائین گے بجائینگے ملکہ لالان خون قبا نے کئی لاکھ روپیہ کا موتیون کا مالا گلے سے اُتار کے کہا نانا جان یہ مالا حضور کے لائق ہی خواجہ عمرو نے جلدی سے لے لیا کہا بیٹیا تمھاری دلشکنی مجکو منظور نہین کیا نی نوازی کی مشتاق ہوا اچھا سازندون سے کہو ساز درست کرین جلسہ عیش و نشاط آراستہ ہوا مسند پر قران السعدین اسد شیر دل و ملکہ لالان خون قبا یہ حسن مین بے نظیر وہ جلالت و شوکت مین یکتا ایک ماہ تابان دوسرا مہر درخشان گرد ہجوم سیارگان خواجہ عمرو قریب سازندون کے آئے نی جو بجائی رنگ محفل دگرگون صدائے آہ اور واہ بلند ہوئی ہر ایک نازنین مثل مرغ بسمل تڑپ رہی ہی واقفکاران علم موسیقی ذبح ہوگئے سماع بھی خوب ملا ہوا عمرو کا بھی دل لگ گیا مدتین گذرین اپنے آقا سے جدا فراق صاحبقران مین مبتلا صورت پرنور صاحبقران عمرو کی آنکھون مین پھرنے لگی ندی اشکون کی آنکھون سے جاری ہوئی یاد مین اپنے آقائے نامدار معشوق طرحدار کے یہ اشعار آبدار زبان پر جاری ہوئے اشعار

روتے روتے ہجر مین بے نور آنکھین ہوگئین — رفتہ رفتہ صورت ناسور آنکھین ہوگئین
ضعف سے طاقت گئی بے نور آنکھین ہوگئین — دست و پا بیکار ہین معذور آنکھین ہوگئین
فرقت ساقی مین مژگان وارلبست تاک مین — آنسوؤن سے خوشۂ انگور آنکھین ہوگئین
کس نشیلی انکھڑیون سے لڑگئی گلشن مین آنکھ — نرگس شہلا کی کیون مخمور آنکھین ہوگئین
نوح کی کشتی قد خم گشتہ میرا بنگیا — اشکون سے طوفان اُٹھا تنور آنکھین ہوگئین
دیکھ کر مین گر پڑا غش کھا کے موسی کی طرح — میری خاطر اُسکی برق طور آنکھین ہوگئین
لوٹ لیتی ہین متاع دل ہر اک انسان کا — اس لیے رہزن تری مشہور آنکھین ہوگئین
خانہائے چشم مین یہ سیمبر رہنے لگے — ہم فقیرون کی تو ذی مقدور آنکھین ہوگئین
دیکھکر آنکھین تری پیدا ہوا آزار دید — شکل نرگس میری بھی رنجور آنکھین ہوگئین
شیشۂ دل سنگ الفت نے کیا یان چور چور — تشنۂ مے سے جو اُسکی چور آنکھین ہوگئین
تیر مژگان کے تصور نے مشبک کر دیا — صاف شکل خانۂ زنبور آنکھین ہوگئین
ایسی کین تیغ نگہ نے اندنون خونریزیان — قاتل عالم تری مشہور آنکھین ہوگئین

ناتوانی نے انھین نظرون سے پنہان کر دیا — دامنِ مژگان مین اب مستور آنکھین ہو گئین
نور افزا حسن ہے اُس حور کا کیا اے قلق — جلوۂ رخسار سے پر نور آنکھین ہو گئین

خواجہ عمرو بھی خود ان اشعارون کو گا کر اس قدر زار زار روئے کہ غش آگیا اسد غازی و ملکہ لالان خون قبا دونون گھبرا گئے گلاب کیوڑا چھڑک کر ہوشیار کیا ملکہ لالان نے پوچھا کیون حضور اسوقت کیا قلب پر صدمہ پہونچا خواجہ عمرو نے کہا اے بی بی اس اسد کی محبت مین اپنے آقائے نامدار مولائے قدر شناس زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران سے جدا ہوا لاکھ معشوق اُسکے ناخن پا پر نثار معشوق عاشق خصال آقائے باکمال ناز اُٹھانے والے مجھ ایسے ذلیل کو یہ مرتبہ دیا کر فرزند اُسکے عمر نامدار ہوتے اُسکے جد عالی تبار کہتے ہین کہ ایکشب اگر کہین جا کر مین رہتا تھا خاصہ نہ نوش فرماتے تھے بہ محبت و شفقت اپنے پہلو مین بٹھاتے تھے سالہا سال گذرے کہ وہ روے زیبا آنکھون سے پنہان ہے زندگی وبال قلب پر ہجوم غم و ملال جی چاہتا ہے پر پرواز پیدا کرون زیارت سے مشرف ہون بیان پر خواجہ عمرو کے اسد غازی خوب زار زار مثال ابر نوبہار رویا کہا نانا جان حقیقت مین آپ نے بہت بجا فرمایا میرے واسطے آپ نے کو رنج و الم سر پر اُٹھایا حضور خوب آگاہ مین کہ اس حقیر پر تقصیر کو جناب والدہ ماجدہ ملکہ زبیدۂ شیر گیر دختر بلند اختر امیر با توقیر نے کس ناز و نعم سے پرورش کیا مگر جب یہ نیاز مند عازم طلسم کشائی ہو کر پے رخصت حاضر ہوا تو زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا کہ ارے اسد مین تجکو اپنے برادر بجان برابر بدیع الزمان گرد لشکر شکن پر نثار کرتی ہون میرے بھائی کو ہمراہ لے کر آنا تنہا مُنہ نہ دکھانا وہ کلمہ اسوقت تک مجھے یاد ہے رہائی ماموں جان کی حاصل مراد ہے پس حضور کی کوشش سے سب کچھ ہو گا ہم ان مقدمات سحر و ساحری مین مجبور و ناچار ہین جب پروردگار عالم اپنا فضل و کرم شریک حال کریگا اور لوح طلسمی حاصل ہو گی اُسوقت تسکین دل ہو گی جو کچھ جانبازی اور سرفروشی میرے لائق ہے حضور ملاحظہ فرمائین گے یہ سُنکر خواجہ عمرو نے گلے سے لگایا فرمایا اے اسد شیر دل جرأت تیری میرے دل پر نقش ہے مگر اس طلسم ہوش رُبا مین ساحران خرس پیکر افسونگر حیلہ ساز شعبدہ باز شمار سے باہر ہین ٹھہ ہلاتے ہین لشکرون کو تہ و بالا کرتے ہین مکاری پر مرتے ہین حافظ حقیقی مالک تحقیقی انکے شر سے بچائے انھین باتون مین وہ رات تمام ہوئی ستارۂ سحری آسمان پر چمکا فتاح طلسمات عالم اعنی نیر اعظم لوح ضیا و فوج شعاع ہمراہ لیکر مرحلۂ فلک چہارم پر سرگرم فتاحی و مصروف سیاحی ہوا خواجہ عمرو نے بتعجیل صورت اپنی تبدیل کی بصورت داؤد بنکر تیار رہا تاج سر پر رکھا لباس فاخرہ زیب جسم کر کے ملکہ لالان خون قبا کو بخوبی سمجھا یا کہ بعد چند ساعت دربار مین آنا جس طرح کہدیا ہے لوح طلسمی افراسیاب سے لیکر اپنے گلے مین

بہن لینا ناگن کو بخوبی تعلیم کر دیا اُسی طرح ہوادار پر سوار ہو کر مع مشیران سلطنت و وزیران اہبت داخل دربار خداوندی ہوے اپنے اپنے مقام پر ساحر آ کر بیٹھے دربار عدل و انصاف گرم ہوا بعد چند ساعت ملکہ لالان خون قبا و ناگن وزیرزادی مع چند کنیزان محرم راز بصد کرشمہ و ناز داخل بارگاہ ہوئین یکایک ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعاے و ثنا عرض کی وہ لکہ ابرہفت رنگ آسمان پر چمکا دیکھا افراسیاب جادو آتا ہے اب عمرو نے بھل کے بیٹھا وزیرزادی کو واسطے استقبال کے بھیجا دوسرے ہرکارے نے عرض کی ہمراہ افراسیاب ملکہ صورت نگار و مصور و سرما و ابرلیق و صرصر و صبا رفتار عیارہ بچیان بھی تخت پر سوار ہین نام عیارہ بچیون کا سُنکر خواجہ عمرو کے کلیجہ پر خنجر غم و الم پھر گیا ہاتھ پانون مین رعشہ مگر کلیجہ پر سنگ صبر رکھا پروردگار عالم سے التجا ہوا اے معبود حقیقی اس مہم عظیم کو تو سر کرے گا لوح طلسمی دلوائے گا صرصر و صبا رفتار بھی ساتھ ہین ہر رنگ مین پہچان سکتی ہین مگر تو پردہ پوش عالم حاکم محکم اُنکی نگاہ سے مجکو بچانا جیسے باطن انکا کور ہے ظاہر مین بھی نابینا بنا نا عمرو پریشانی مین زانو بدل رہا ہے روح پر صدمہ افراسیاب جادو بیرون بارگاہ تخت سے اُترا برق فرنگی و ضرغام شیر دل پہلو مین گمنہ دلون مین افسوس کرتے ہوے کہ راہ مین ہمارا پنجہ قابض نہوا اب بیان ہم کیا کر سکین گے اگر لوح وائو دجادو کو افراسیاب نے دیدی پھر دستیاب ہونا دشوار ہے سنتے ہین بڑا مکار و غدار ہے آپسمین اشارے کنائے کرتے ہوے عقب مین افراسیاب جادو کے داخل بارگاہ ہوے افراسیاب نے بڑھکر پایۂ تخت خداوندی کو بوسہ دیا واسطے سجدے کے جھکا صرصر و صبا رفتار نقلی بھی گرد تخت پھرین ادرون کی پشت پر عمرو ہاتھ پھیرتا ہے مگر عیارہ بچیون کے خوف سے آنکھ چراتا ہے دل سے کہتا ہے کہان چھپون ان ظالمون کے ہاتھ سے کیونکر بچون ملکہ صورت نگار بلائین لے رہی ہے ہاتھ اُٹھا کر دعائین دے رہی ہے اُسی پریشانی مین خواجہ عمرو کی نگاہ اُٹھی برق فرنگی سے آنکھ چار ہوئی بھوری بھوری آنکھین دیکھکر دل باغ باغ ہو گیا فرمایا صرصر مزاج تو اچھا ہے ذرا ہم سے آنکھین چار کرو بڑی بے مروت ہو تمھاری عیاریون کے بڑے شہرے ہین برق فرنگی نے سر اُٹھایا اپنے اُستاد والا تبار کو تخت خداوندی پر پایا ضرغام کے چٹکی لی پکار کر کہا خداوند سے آنکھ ملاؤ دولت حسن و جمال طلب کرو ضرغام نے بھی سر اُٹھا کر اپنے والد نامدار کو پہچانا خوشی سے جامہ مین نہ سماتے تھے خواجہ عمرو نے بھی عنایت پر اعتنا کار پر وجد کیا کلاہ فخر کو آسمان پر پہونچایا افراسیاب جادو کو اپنے پہلو مین جگہ دی ملکہ صورت نگار قریب تخت کے شانے سے شانہ ملا کر بیٹھی صرصر و صبا رفتار نے تعریفین شروع کین یا خداوند جہان پناہ آپ کے تصدق سے شہنشاہ باغ سیماب مین غالب آئے کو کہ یہ شغضمیر

سے لڑکر لوح لائے اب حضور اپنے پاس رکھ لیں اپنے بندون کو مہلت دین باغیون کو غارت کیجیے مسلمان
آپ کو اور آپ کے پوتے دو سو بھائیون کو برا کہتے ہین لیکن مشیت ایزدی مین کسکو دخل ہی ظاہر مین تو سراسر
گنہگار ہین باطن مین نہین معلوم کیا اسرار ہین خواجہ عمرو نے کہا کنارے بیٹھو زیادہ گستاخی نہ کرو اب یہ
دونون پہلو مین افراسیاب کے آئے چپکے چپکے کان مین کہ رہے ہین ای شہنشاہ لوح جلد نظر دیجیے دیر
نہ کیجیے افراسیاب خاموش بیٹھا ہی صورت نگار اٹھی گرد پھری تصدق ہوئی نثار ہوئی ہٹانے پر
ہاتھ رکھکر کہا دیور صاحب مجکو تو گھور گھور کر نگاہون مین کھائے جاتے ہو آنکھین جھکا دُ خواجہ عمرو نے مسکرا کر
ہاتھ سر پر رکھدیا کہا کچھ دیوانی ہوئی ہو آج کل تو تجھپر خوب جوبن ہی چراغ حسن روشن ہو آج کسی طرح تمکو
نہ جانے دونگا بھائی مصور سے پوچھ لونگا مصور قہقہہ مار کر ہنسا ہین ہین کرنے لگے کہا بھائی صاحب آپ ہی
انکو خوب راضی کرتے ہین رات کو آپکو یاد کرتی ہو آپکا نام لیکر فریاد کرتی ہو مجکو لات مار کر پلنگ کے نیچے گرا دیتی
ہو بڑی زبردست ہو صورت نگار نے کہا تم چپ رہو اپنی جورو سنبھالو مین اپنے دیور کو سمجھا لونگی کیا مین
اسکی محبت سے انکار رکھتی ہون وہ مجھے راضی کرینگے مین انکو خوش کرونگی یہ کہکے دامن تھام لیا کہا دیور صاحب
آج کہنا میرا ضرور مانو لوح طلسمی اپنے پاس لیکر رکھ لو یا عرش اعلی پر بھیجدو فرشتون کے پاس حفاظت سے رہیگی
خواجہ عمرو نے کہا بیٹھ شفتل مین لوح لیکر کیا کرونگا ایسی لوحین کہ تو ہزارون بنا دون تیرے ہاتھ سے طلسم
فتح کرا دون تیرا طلسم تو مین نے بنایا ہی یاد ہی تو بھول گئی صورت نگار نے کہا زیادہ نہ بکو مطلب کی بات کہو لائیے
شہنشاہ لوح نکالیے افراسیاب جادو کا دل دھڑک رہا ہی کسی طرح دل گواہی نہین دیتا لیکن مصور و
صورت نگار و صرصر و صبا رفتار و وزیران سب یہی کہ رہے ہین حضور لوح نذر دیجیے افراسیاب
دیو نہ ہو گیا کس کس کو جواب دے جب افراسیاب نے گھبرا کے سر جھکایا ملکہ صورت نگار نے جیب مین
افراسیاب کے ہاتھ ڈالکے لوح نکال لی افراسیاب سے یہ نہ ہو سکا کہ ہاتھ سے صورت نگار کے لوح چھین لے
سر جھکا لیا کہا بی صورت نگار تمکو اختیار ہی ملکہ صورت نگار نے کہا دیور صاحب لیجیے خواجہ عمرو نے کہا
مین لوح نہ لونگا ملکہ لالان قبا کھڑی ہو گئی دست بستہ عرض کی ای والد نامدار شہنشاہ آپ کے بندۂ خاص
مین طاعت گزار با اختصاص آپ کو انکی مدد واجب و لازم ہی لوح کی حفاظت سے چشم پوشی آپکی بندہ نوازی
سے دور ہی یہ کہ کے صورت نگار سے کہا لاؤ جی امان لاؤ مجھے دو مین قدرت کو سمجھا دونگی فرشتے آکر آسمان
پر پہنچائینگے صورت نگار نے فوراً ملکہ لالان خون قبا کو لوح دیدی ملکہ نے گلے مین پہن لی افراسیاب نے
لوح کو نگاہ یاس سے دیکھا اب عمرو طرف افراسیاب جادو کے پلٹا کہا ای افراسیاب لالان خون قبا
نے تمہاری سفارش کی بھابھی صاحب نے گذارش کی اب ہمکو یہ منظور ہوا بالکل جھگڑا پاک کر دین بالکل

لگاؤ نہ رہے خاتمہ ہو جائے افراسیاب جادو نے کہا آپ مالک ہین جو مناسب وقت ہو تجویز فرمائیے
اب خواجہ عمرو کا دل بہت مضبوط ہی کہا اے افراسیاب خانہ خراب تیری عیش پسندی نے لاکھون بندے
قتل کرائے اسوقت مشیت مین گذرتا ہی کہ مسلمانون کے ہاتھ سے تجکو بچاؤن آتش قہر و غضب سے
جلادون جہنم مین پھینکدون افراسیاب تھر تھر کانپنے لگا ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہو گیا کہا یا خداوندا
الامان کیا مجال جو غرور کو دل مین جگہ دون جاکر مسلمانون کو مار ڈالون گا اب طلسم مین فدر نہونے پائیگا
خواجہ عمرو نے کہا اب تجکو موت نہ زیست مین بھی دخل ہی اگر ہمنے بندگان مغضوب کی موت نہ مقرر کی ہو تو
کیونکر قتل کریگا خود طلسم کشا تیرا قاتل ہی تقدیرات خداوندی مین تو دخل دیتا ہی بڑا جاہل ہی ہمارے نانا دادا
سامری و جمشید تحریر فرما گئے ہین کہ اسد غازی بادشاہ طلسم ہی طلسم کو آکر فتح کریگا ساکنان طلسم کے خون سے
ہاتھ بھریگا او غافل یہی زمانہ ہی تو نے کتاب سامری مین لکھا دیکھا ہی کہ عمرو کی قضا کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین
ہی وہ جلاد ساحران ہی آفتاب عالمتاب عیاری کل عالم مین تابان و درخشان ہی اب ہمکو تقدیر جدید کرنا
منظور ہی اُن احکام قدیم کو مٹانا منظور ہی تو باتین بناتا ہی غرور مین اپنے جامہ سے باہر ہوا جاتا ہی تجھ ایسا
رازدار بادشاہ عالی وقار ایسا بیوقوف ہی ہر وقت عیش و عشرت مین مصروف ہی دیکھ دیدۂ تحقیق وا کر کان
پر ہاتھ دھر لا کتاب سامری ہمکو دے اسکو پھر سے بنا دین اسمین بھی ایک نکتہ ہی حرف حرف اسرار سے معمور ہی
غفلت سراسر قصور ہی جب خداوند نے کتاب کا نام لیا افراسیاب نے کہا یا خداوند کتاب سے ہر وقت کام
رہتا ہی یہ تو جام جہان نما ہی اسکے ملاحظہ سے بڑا مطلب نکلتا ہی حضور کے بیان سے ایک مہینے کے عرصہ مین تیار
ہوکر ملے گی غلام حالات طلسم کس مین دیکھے گا داؤد نے کہا قدرت مہینون کا کام ایک گھنٹے مین کر سکتے ہین تھوڑے ہی
عرصہ مین بالائے عرش اعلیٰ جائین گے گردش سیارگان ملاحظہ فرماکر چشم زدن مین آئین گے کتاب ترتیب
کردینگے یہ کیا مشکل ہی آج دریائے رحمت خداوندی جوش مین ہی منظور ہی ہمارے بندے قتل نہون
تکلیف نہ اُٹھائین آٹھ پہر پوجا پاٹ کرین افراسیاب نے سُنکر سر جھکایا صورت نگار اُٹھ کھڑی
ہوئی کہا اے شہنشاہ سجدۂ شکریہ ادا کرو قدرت پر جان و مال فدا کرو تقدیر نو فرمائینگے کتاب سر نو سے
بنائین گے بغل مین کتاب دبائے بیٹھے ہو پیش کر دو مین ابھی تقاضا کرکے بنوا لونگی قدرت کا پیچھا نہ
چھوڑونگی میری بات مین انکار نہین کر سکتے افراسیاب نے کہا اے صورت نگار کتاب مین چھوڑ کر
نہ جاؤنگا مشکل پڑیگی مین حالات آیندہ و گذشتہ سے محروم رہونگا صرصر و صبا رفتار آگے بڑھین کہا
اے شہنشاہ طلسم ہوش ربا قدرت تو فرماتے ہین کہ ابھی عرش اعلیٰ پر جاؤنگا کل نسوبات فلکی ملاحظہ
کرکے درج کتاب کر دونگا تقدیرہائے آیندہ منسوخ فرمائینگے احکام جدید بنائینگے سامری جمشید کے حکم

خاک مین ملین جو دل مین آیا لکھ گئے ہی ہی نگوڑے اسد غازی کو ہمارے بھولے شہنشاہ کا قاتل قرار دیا وہ خود ہمارے شہنشاہ کے ہاتھ سے بموت مارا جائیگا ہم خود جہان پائینگے اس ظالم کو قتل کرینگے بی مہ جبین کے ٹکڑے اڑائینگے ملکہ جہرخ و بہار کو خاک مین ملائینگے یا خداوندہم دونون کی پشت پر دست شفقت پھیرے اپنا فضل کردہ کیجیے پھر کسی کی نظر نہ لگے جو نگاہ بد سے ہمکو دیکھے اندھا ہو جاے خواجہ عمرو کو جانور بنا دیجیے برق فرنگی پردہ ابر مین چھپے قران کا لیانگ سیاہ ہو جاے جانثارون کے جسم مین سوزش ہو ضرغام کو شیر پھاڑ کھا جائین یہ کہکے جو دونون قہقہے مار کے ہنسے کہا لو قدرت کے صدقے دعائین قبول ہوئین امیدین حصول ہوئین پردہ حجاب ہماری آنکھون سے اُٹھ گئے جو ہم نے کہا اسی حال مین سب کو دیکھ رہے ہین عمرو دیوانہ ہو گیا جنگل مین مارا مارا پھر رہا ہی مگر یہ پردے کی باتین حلالی دیکھے گا حرامی کو کچھ خاک نظر نہ آئیگا سب دربار والے کہنے لگے ہان ملکہ سچ ہی ہم بھی دیکھ رہے ہین ملکہ صورت نگار نے بغل سے کتاب افراسیاب جادو کے نکال لی کہا لو بھیا جلدی تیار کر دو رنگ روے افراسیاب جادو متغیر مگر سامنے داؤد جادو کے کچھ بول نہین سکتا خاموش حیران حیران ایک ایک کو دیکھتا ہی صرصر و صبا رفتار و صورت نگار کی ایک راے ہی خواجہ عمرو نے کتاب ہاتھ سے ملکہ صورت نگار کے لی کہتے ہی کھڑا ہو گیا کہا ہم ابھی بنا کے لاتے ہین اپنی بھاوج کی بڑی خاطر منظور ہی جو کہے گی ہمکو بدل و جان کرنا پڑے گا وہ بھی ہماری بڑی خاطر و مدارات کرتی ہی ہر چند کہ قدرت کو انتہا کی مشقت پڑے گی مگر فوراً تیار کر کے لاتے ہین وہ تقدیر مضبوط ہو کہ ورق اُلٹ جاے صرف کتاب کا نام باقی رہے آج شیرازہ بندی اجزاے کتاب زمین و آسمان منظور ہی دشمن کو زیر و زبر کرنے مین سرور ہی خداوند قدرت کی بات لاجواب دشمن ہمارا بے کتاب شکنجہ مصیبت مین کھینچا جائے گا تقدیر کا لکھا ہوا پیش آئیگا مضمون اصلی درج ہو بس کلام کو قطع کر دیا یہ کہکر قدرت ایک کمرے مین تشریف لے گئے دروازے اندر سے بند کر لیے کتاب سامری خواجہ عمرو کے ہاتھ مین دل سے کہتا ہی کہ اس کتاب کا تو خاتمہ کر وجس وقت جو جی چاہتا ہی اسمین دیکھ لیتا ہی عیاری کا رنگ نہین جمنے دیتا ہی یہ سوچ سمجھکر ایک کونڈا پانی کا لبریز رکھا تھا حرف حرف کو مٹیہ کر دھویا نقطہ نقطہ مٹایا بالکل کتاب سامری کو حرفون سے معرا کیا ویسی ہی ایک کتاب جلد بندھی ہوئی اپنے زنبیل سے نکالی بڑا افسوس ہی کہ کتاب کے بدلے کتاب بنا پڑی ہر چند کہ اس زمانے مین کاغذ کی کل شہر مین تیار ہوئی کاغذ نہایت ارزان ہی دو آنے دیکر جلد بند ہوا لی ڈیڑھ آنے کا دستہ کاغذ کا لگایا جسکا نقصان ہو وہی جانے اسد بیدرد اسکو کیا سمجھے مگر مجبور دل سے فرمایا وقت صبر و جبر ہی نفع نقصان ہوتا رہتا ہی سوداگر سب طرح کے جبر سہتا ہی اب خواجہ عمرو نے بیچ مین سے کتاب کو کھولا عمدہ قلم خوشنویس

کے لکھنے کا نکال کر پہلے لکھا یا فتاح العلیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بعد اسکے حمد الٰہی و نعت جناب رسالت پناہی و اوصاف زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران و حالات جرأت و شوکت اسد نوجوان لکھے پھر تحریر فرمایا سمنِ ہنر بر بیشۂ طراری گوہر بے بہائے قلزم خنجر گذاری نہنگ بحر زخار عیاری جوہر شمشیر مکاری فنی غداری سرہنگ سرہنگان بساط بلا دبی آدم مولانا معظم و مکرم جامع الفضل و الکرم دوندۂ بے درنگ قاتل کافران بلج گیر ریش سر ریش ساحران برہم زن صف کافران جہان شہسوار عرصۂ چالاکی شاہباز اوج بیباکی مفتی احکام عقل و فطرت قاضی مسند شوکت و جرأت مہر آسمان جاہ و وقار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار اوا فراسیاب خانہ خراب لوح طلسم ہوش رُبا لے لی کتاب تیری خاک مین ملادی حرف حرف اُسکا دھویا تیرے بزرگون کا نام ڈبویا او بے آبرو اب مناسب یہ ہی کہ غاشیۂ حلم کو دوش ہوش پر رکھ کے مثل غلامان حلقہ بگوش در دولت اسد نامدار پر حاضر ہو ساھری و جمشید پر لعنت کر مذہب اسلام کی اطاعت کر ورنہ ایسی بُری طرح پیش آؤنگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال زار پر روئین گے انشاء اللہ اسد نامدار برائے فتح مرحلہ جات طلسم ہوشربا جائیگا تو اپنی سرکشی کی سزا پائیگا خوب نام کو میرے یاد رکھ تیری کتاب مٹانے والا اگر فقرات نثر شائد نہ یاد رہین یہ مضمون آبدار تصنیف کردۂ مصنف عالی مقدار یاد کرے نظم

ڈرے مکر سے کانپتا ہی جہان
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
جہان گیر عالم کا عیار ہون

تراشندۂ ریش کفار ہون
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو

زمانے کا مکار و غدار ہون
نہ پلٹے مری گرد پا پوش کو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
ذرا تیز رفتار ہو گر قدم
دوندہ جہان گرد طرار ہون

عمرو نے دو تین ورق کامل مقفی مسجع اشعار آبدار سلسلہ وار تحریر فرمائے تنبیہ و تادیب کچھ حالات ساحران گذشتہ و کیفیت عنظلی آباد و چاہ ماران دام الجبال و زبرجد نگار وغیرہ بہ لطف لکھدیے کہ اشتیاق ناظرین بڑھے اور افراسیاب محزون داندوہگین ہو کتاب کو بند کیا ایک جزدان بہت عمدہ جھوٹے زربفت کا اسمین کتاب کو رکھا یہان دار الامارۂ شاہی مین افراسیاب وغیرہ بیٹھے ہین ملکہ صورت نگار رہی کہ رہی ہی اب قدرت بروج آسمانی مین پھر رہے ہونگے ملاحظۂ گردش سیارگان سے یقین ہی مہلت حاصل ہو صرصر و صبا رفتار کہتی ہین بی صورت نگار صاحب تمھارے اعتقاد مین فتور ہی سراسر عقل کا قصور ہی اتنے عرصہ مین قدرت نے ساتون آسمان طی کیے ہونگے آیا چاہتے ہین فقط ہم تم لوگون کے دکھانے کو کتاب مین اتنا عرصہ ہوا کل اوراق زمین و آسمان پیدا کرنے والے کے پیش نگاہ ہین جس نے یک چشم زدن مین تمام عالم کو بنایا اپنے بندون کو کیا کیا تماشا دکھایا اُسکے نزدیک سب کچھ آسان ہی ہر طرح اُسکا اپنے بندون پر احسان ہی اعتقاد درست رکھو شک کو دل مین راہ نہ دو خداوند آیا چاہتے ہین افراسیاب خاموش بیٹھا ہی حیران و پریشان مضطر و ششدر سب کی صورت دیکھ رہا

ہی یکایک کمرے مین سے آواز قدرت کی آئی ثابت ہوتا ہی کسی سے لڑرہے ہین کبھی غل مچاتے ہین کبھی کسی کو جھڑکتے ہین کبھی ہنسنے کی آواز کبھی سوز کبھی ساز ناگاہ دروازہ کمرے کا کھلا سب نے دیکھا کہ قدرت کتاب بغل مین دبائے ہوے پسینے پسینے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ کوئی بڑا سفر عظیم کرکے آئے ہین چہرے پر گرد غبار پڑا ہی لڑکھڑاتے ہوے آتے ہین سب کھڑے ہوگئے افراسیاب نے گھبراکر پوچھا یا خداوند کتاب تیار ہوگئی قدرت نے کہا او بندہ بے ادب آج قدرت نے تیرے واسطے بڑی تکلیف اُٹھائی بڑی محنت مین کتاب بنائی مگر کچی رہگئی ہی پختگی نہین ہوئی حرفون کو اضطراب ہی سطرون کو مثل زلف مہوشان پیچ و تاب ہی ہر نکتہ خشم قہر و غضب اثرے خنجر آبدار ہر ایک صفحہ دریاے قہار الف نیزۂ جان ستان ساری کتاب مین صفوف قتال و جدال کا سامان عیان ایک ہفتہ کی تمھارے واسطے تکلیف ہی خبردار ہرگز ہرگز کتاب کھول کرنہ دیکھنا ورنہ سب وارتم پر چل جائینگے استخوان جل جائینگے کتاب کو بغل مین دبائے رہنا خبردار ہوا نہ نکلنے پائے ورنہ صورت بربادی دیکھوگے زندہ نہ بچوگے تین شبانہ روز جاگتے رہنا سامری و جمشید کا نام جپنا خبردار شراب و کباب بھی ترک رہے کھانا بھی فرے کا نہ کھانا زور سلطنت نہ دکھلانا یہ مقدمات دین و آئین ہین سب سختیان بابدولت نے اپنے اوپر لین چند باتین موافق تمھاری حقیقت کے بتائین سب طرح احتیاط لازم ہی ذرا فرق نہ پڑے مضمون کتاب خراب ہوجائیگا ملکہ صورت نگار نے کہا نہین خداوند ہم سب شہنشاہ کے ساتھ جاگین گے سہل و آسانی ایام احکام کو کاٹ دینگے افراسیاب نے کتاب لیکر بغل مین دبائی بڑا خوف یہی ہی کہ ہوا نہ نکلنے پائے قدرت ہاتھ تھام کے ملکہ لالان خون قبا کا اُٹھ کھڑے ہوے کہا بس قدرت کو زیادہ فرصت نہین کلام کرنے کی مہلت نہین ابھی مشقت شاقہ باقی ہی لوح کو لیکر عرش اعلی پر جائین گے فرشتون کے سپرد کردینگے افراسیاب نے دست بستہ عرض کی یا خداوند یہی سبب سے بہتر ہی کہ لوح پردۂ دنیا مین نہ رہے خواجہ عمر و نے تیوری پر بل ڈالکے کہا تجھے اب کیا دخل ہی جو مناسب وقت ہوگا وہ کرینگے ارے بیوقوف لوح کو جلاکر خاک سیاہ کردینگے اب ہزار برس تک طلسم کو زوال نہ ہوگا کبھی تجکو رنج و ملال نہ ہوگا جا عمر بھی تیری بڑھادی کوئی دنیا مین تجھ سے آنکھ نہ ملاسکے گا مابدولت خود مسلمانون کے مٹانے مین مصروف ہونگے سب حال تجھپر کھلجائینگے یہ کہکے عمرو ملکہ لالان خون قبا کا ہاتھ تھامے ہوے ہوادار پر سوار ہوا امراء حضار آگر گرد کھڑے ہوگئے فرمایا کہ ہم باغ مین اپنی دختر بلند اختر کے جائین گے افراسیاب قدمبوسی کرکے رخصت ہوا جب تخت پر سوار ہونے لگا برق فرنگی و ضرغام نے جو بصورت صرصر و صبا رفتا رہین افراسیاب خانہ خراب سے عرض کی اے شہنشاہ دوران ہم کو دوچار دن دربار خداوندی مین ضرور رہنا چاہیے اور تقدیرات معقول کرائینگے شاید بیان کوئی

عیار مکار غدار آئے اُسکا بھی حال قدرت سے عرض کرینگے قدرت کو ہزار طرح کے کام ہین تمام عالم کے اہتمام ہین داؤ دنے بھی پلٹ کے کہا ای بندۂ خاص ملکہ صرصر و صبا رفتار کو ہین چھوڑ جاؤ یہ عیاران اسلام کو خوب پہچانتی ہین لشکر چرخ کا بھی حال بخوبی جانتی ہین ایک ایک کا نام دریافت کرکے پردہ ہاے غفلت اُنکے دلون سے اُٹھا دینگی پھر کوئی سرکشی نہ کریگا ہر ایک دشمن تیری محبت کا دم بھریگا افراسیاب خانہ خراب گرو تخت کے پھرا دوبارہ قدمون کو بوسہ دیا ملکہ صرصر و صبا رفتار کو وہین چھوڑا ملکہ صورت نگار وساحران مذکور کو ہمراہ لیکر تخت پر سوار ہوا طرف کوہ بلور کے چلا راہ مین کہتا ہی ای صورت نگار اس وقت میرے دل کا عجیب حال ہی خود بخود قلب پر ہجوم لشکر غم وملال ہی قدرت نے یہ بڑی مشکل کی بات بتائی جلدی مین کتاب بنائی کچی رہگئی بغل مین دبائے ہون بڑا خوف تو یہی ہی کہ ہوا نہ نکلنے پائے تین شبانہ روز جاگ کر بسر کرنا ہوگا صورت نگار سمجھاتی ہی ای شہنشاہ آپ قدرت کا شکر یہ ادا نہین کرتے کہ اتنے عرصہ مین بالاے آسمان ہفتم گئے کل بروج سیارگان ملاحظہ کیے احکامات قدیم منسوخ فرمائے نئی تقدیرین بنا کر لائے قدرت نے اتنی بڑی تکلیف اُٹھا کر مختصر مشقت تمھارے سپرد کی اسپر اسقدر آپ گھبراتے ہین مجکو ہمیشہ سے آپ جانتے ہین بچپن مین سر پر ہاتھ دھر کے بیاہ کے لائے یہ میان مصور صاحب ہمیشہ کے مور کھ ہین انھین کھیل کی پڑی ہوئی ہی برسون اُنکے پہلو مین سوئی کیا میرے اُنکے کسی بات کا پردہ ہی میری خاطر سے سب کام کیے ورنہ کتاب سامری تین مہینے کے بعد ملا کرتی تھی یا ایک گھنٹہ مین بنا کر دیدی پھر تبلاؤ کیونکر نہ کچی رہجاتی ہم بھی آپ کے ساتھ کوہ بلور پر حاضر رہین گے سوتے جاگتے کی حفاظت سہین گے تین دن کی مشقت عمر بھر کی چین اسپر بھی آپ کو اعتراض ہر بات مین اغماض افراسیاب کہتا ہی مین کیا کرون میرے دل کو آرام نہین آتا دل بیقرار رہی کہتا ہی پلٹ پڑون لوح قدرت سے مانگ لاؤن کیا لوح رکھنے کی مجکو جگہ نہین ملتی ہزارہا ملک میرے قبضہ مین ہین کاشکے خدمت مین شہنشاہ توسن کے بھیجدیتا وہان ہوا کا گذر مشکل ہی جو جو چیزین مین نے اُسکے سپرد کی ہین اُن سے آج تک کوئی آگاہ نہین ملکہ صورت نگار نے کہا قدرت سے بڑھ کر کون زیادہ نگہبانی کریگا اب لوح طلسمی دنیا سے معدوم ہوئی خواہ عمرو و اسد سر پٹک پٹک کر مرین اگر عمر نوح پیدا کرین تو بھی آسمان تک نہ پہونچ سکین افراسیاب جادو نے کہا ای ملکہ صورت نگار تیرے کلام سب راست و درست ہین مگر مین اپنے قلب کو کیا کرون دل ترددمنزل کسی طرح قرار نہین پکڑتا خود بخود اُلجھن ہی کسی طرح سے چین نہین آتا مصور و صورت نگار ودیسر ماوا برق کوہ شگاف سب مخاطب ہو کر سمجھانے لگے ای شہنشاہ عالم چونکہ ہمیشہ رنج وملال بیجا اُٹھاے ہین اسوجہ سے آپ کو تردد وانتشار ہی اب بہت جلد چلکے کتاب ملاحظہ فرمائیے گا تیسرے دن سب رنج وملال خاطر اقدس سے دور ہوگا مگر افراسیاب

سر جھکائے ہوئے تخت اُڑاتا ہوا اُسی حال پریشانی مین طرف کوہ بلور کے جاتا ہے حال اُسکا آیندہ تحریر ہوگا۔

دو کلمہ داستان خواجہ عمرو سمجھاتا ہادر کو اور نائب ہونا اسکا افعال قبیح سے بیان کیے جاتے ہین نظم

کٹتی ہے میری تیغ زبان سے زبان تیغ
کیا دور ہے کہ دم نہ رہے درمیان تیغ
یہ دل خراشیان مرے اشعار طبع کی
پیدا سرنگون سے ہے عجز بیان تیغ
مت پوچھ مجھ سے خون عنادل کا ماجرا
سرگرم لاف و دعوی برش زبان تیغ
اک بات مین تمام ہے یان کار مدعی
ہر خط پہ نکتہ چین کو ہے وہم و گمان تیغ

کیونکر سخن فروش ہون سوداگران تیغ
حُساد سر سے پانون تلک خونفشان ہو جائین
سینہ پہ سنکڑون ہی لاکھون نشان تیغ
خجلت سے آب تاب سخن کی ہے آب بہ
ہر گل زمین شعر پہ ہے آسمان تیغ
کیسی شکست رونق بازار ہو گئی
کسکی بلا ہو بار کش امتحان تیغ
گر شوق زخم عشق کی لذت بیان کون

میرے نفس کی دیکھ کے معجز نمائیان
جوہر اگر دکھاؤن مین اپنے لسان تیغ
ہرگز نہ کر سکے مرے خامہ سے سرکشی
کیونکر چھپے چھپائے سے شرم نہان تیغ
ہو وے نہ میری حجت قاطع کے سامنے
ہے تختہ بند و لب قلم سے دکان تیغ
کیا بات میرے حرف پہ انگشت رکھ سکے
ہرگز ہما نہ کھائے بجز استخوان تیغ

گوہر آبدار سخن کو آویزہ گوش حق نیوش ناظرین والا تمکین کرکے جوش طبع گہر بار یون دریا دلی دکھاتا ہے کہ خواجہ خواجگان عالم صاحب جود و کرم محترم و محتشم یکہ تاز میدان جلالت سرخیل رِندگان باشوکت ذی وقار خواجہ عمرو نامدار لوح طلسم ہوش رُبا افراسیاب خانہ خراب سے لیکر کتاب ساحری کو بے آبرو کرکے دھو دھا کے خاک مین ملایا ملکہ لالان خون قبا کو ہمراہ لیا وزیران سلطنت و مشیران اسبت کو دارالامارہ شاہی مین چھوڑا کہا آپ سب صاحب حاضر رہین مابدولت چند عرصہ مین تشریف لاتے ہین ملکہ لالان خون قبا و ملکہ ناگن و کنیزان ملکہ یتمن خوشی سے خواجہ عمرو کے ہمراہ خرامان خرامان داخل باغ ہوئین سب کے دل باغ باغ رنج والم سے فراغ اسد نامدار گوش بر آواز بیٹھے تھے کنیزون سے کہہ رہے تھے دیکھیے آج ہمارے نانا جان پر کیا گذرتی ہے افراسیاب ہمہ دان ہمہ گیر سحر و ساحری مین بے نظیر ہر رنگ مین ہمارے نانا جان کو پہچان لیتا ہے ایسا نہو خدانخواستہ کتاب ساحری دیکھ لے تو غضب ہو جائے تخت پر خداوند بنے بیٹھے ہین بھاگ بھی نہ سکین گے اگر اس صورت مین پہچان لیا تو آج زندہ نہ چھوڑیگا اس خیال مین اسد نامدار اسلحہ مکمل سر ہتھیلی پر رکھے ہوئے آمادہ مرگ و مہیائے قضا دروازے پر باغ کے ٹہل رہے ہین کنیزون سے ہر مرتبہ فرماتے ہین برائے خدا جا کر خبر لاؤ دیکھو افراسیاب سے کیا گفتگو ہوتی ہے اگر پہچان لیا ہو تو مجھ سے آکر جلد خبر بیان کر دین بھی تلوار کھینچکر جا پڑون ٹر بھڑ کر اپنی جان دون میرے واسطے زندگی موت ہے لطف عیش و آرام فوت ہے کنیزین ابھی جانے نہ پائی تھین کہ باغ مین بہار آئی خواجہ عمرو کی صورت زیبا نظر آئی ملکہ لالان خون قبا کا

خوشی سے چہرہ گلنار ناگن وزیرزادی خوشی سے اکڑتی ہوئی پیچ وتاب ندارد کنیزین خوشی خوشی پھولی ہوئین ہر ایک کے چہرے سے خوشی آشکار غنچہ ہاے خاطر شگفتہ ملکہ لالان خون قبا کے گلے مین لوح طلسمی مثل آفتاب تابان یا ماہ درخشان چمک رہی ہی اسد غازی دوڑ کر خواجہ عمرو سے لپٹ گیا کہا نانا جان فرمائیے خیریت تو ہی لوح طلسمی ملی یا نہین عمرو اس قدر خوش تھا بیساختہ بہ الحان داودی یہ اشعار دعائیہ شروع کیے ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھائے

اشعار دعائیہ

یہ آستانۂ قبلۂ اہلِ وفا رہے
حسنِ ضیاے گوہر دندان کے سامنے
اقدام پاک شاہ پہ ہر دم جھکا رہے
تا ہر رواج عشق گل وعندلیب کا
بطن صدف مین تا کہ دُر بے بہا رہے

صحبت مین عاشقونکا یہ مین چمکتا رہے
شرمندہ کس طرح نہ دُر بے بہا رہے
یا رب ہی تا کہ رقص مین یہ مہر آسمان
جبتک چمن مین سرو پہ قمری فدا رہے
خطبہ ہو ہر دیار مین میرے حضور کا

ہر ایک محو ابروے شہ جبہہ سا رہے
خوش ان گوالنون مین گھیا مرا رہے
تائید ایزدی سے سر سرکشان دھر
خورشید و ماہتاب مین جبتک ضیا رہے
فرقِ حباب تا ہو قلم تیغ موج سے
جاری جہان مین سکہ فیض وسخا رہے

اسوقت خواجہ عمرو کی زمزمہ سرائی خوشی مین اسد غازی کو گلے لگانا فرحت مین اشعار آبدار گانا اشعار

جو کھل کر انکا جوڑا بال آئین سر سے پانون تک
ہم انکی چال سے پہچان لین گے اُنکو برقع مین
یہ جتنے سرو ہین سب اُسکے قد پر زہر کھاتے ہین
مرا دل ایک ہی دہن خوش ادا کی کس ادا کو مین
سراپا شوق جائین سر کے بھل ہم جنکے جلسے ہین
نہون بے پردہ تو بھی دو گھڑی ہو ہو کے شوخی سے
بنایا اس لیے اس خاک کے پتلے کو بھی انسان
سراپا پاک ہین وہ ہوئے جنھون نے ہاتھ دنیا سے
مزا اتنا ہی ذوق افزون ہو جتنے زخم افزون ہون

بلائین آکے لین سو سو بلائین سر سے پانون تک
ہزارا اپنے کو وہ ہم سے چھپائین سر سے پانون تک
چمن مین سیر کو کیونکر نہ جائین سر سے پانون تک
کہ ہین وان تو ادائین ہی ادائین سر سے پانون تک
مثالِ شمع وہ ہمکو جلائین سر سے پانون تک
پھبین چلمن مین در پردہ دکھائین سر سے پانون تک
کہ اُسکو درد کا پتلہ بنائین سر سے پانون تک
نہین حاجت کہ وہ پانی بہائین سر سے پانون تک
نہ کیون ہم زخم تیغ عشق کھائین سر سے پانون تک

گلعذارون کے قہقہے عندلیبان خوش نوا کے چہچہے گلون کا پھولنا غنچون کا مسکرانا سرو چمن اکڑنے لگے نوجوانان چمن کے پھول کھلے نرگس کے اشارے طائران چمن کے چہکارے سوسن خوش آواز بقصد ناز زبان درازی کا قصد کرتی ہی محبت باغبان ازل کا دم بھرتی ہی سنبل نے زلفون کو درست کیا نخل چمن نہال بلبلین خوش حال خواجہ عمرو اسد غازی کو ساتھ لیے ہوے بارہ دری مین آئے فرمایا بسم اللہ یہ لوح طلسم ہوشربا ہی پروردگار نے اپنا فضل وکرم شریک حال کیا اتنے بڑے بیدار مغز نے دھوکا کھایا لوح اپنے ہاتھ سے

مجھے دے کر چلا گیا اسد نامدار نے خوشی خوشی لوح طلسمی گلے مین پہنی پوچھا کیون نانا جان کتاب سامری کا کیا ذکر ہی خواجہ عمرو نے کہا کتاب سامری مین نے افراسیاب خانہ خراب سے لیکر دھوڈالی ملعون کی بے آبروئی ہوئی انشاءاللہ اب برائے فتاحی طلسم تمھارا جانا ہوگا ہمسر سامان لشکر کشی افراسیاب کرے گا یقین ہی ضرور لڑے گا گھبرا کر ملکہ لالان خون قبا نے عرض کی اے خواجہ عمرو اب مقدمہ مین والد نامدار کے حضور کو کیا منظور ہی خاص اب وقت عیش و سرور ہی خواجہ عمرو نے کہا مجھے اسی کا انتظار تھا طبیعت کو انتشار تھا کہ اتنا بڑا بادشاہ زبردست اگر بگڑ جائے کون سنبھال سکے اب صاحب لوح موجود ہی کیا زبان ہلا سکتا ہی مگر خدائی کر چکا ہی کیونکر نصیحت وصیت کو مانے گا اسد غازی نے کہا نانا جان اصل تو یہ ہی کہ اب قتل ہونا داؤد جادو کا مجھے بہت شاق ہی خدا کرے وہ مسلمان ہو دل اس قردہ جان بخش کا مشتاق ہی خواجہ عمرو نے کہا بخدا و رسول مجھے بھی نام سے داؤد کے بہت محبت و نہایت صاحب شوکت و لیاقت ہی یہ فرما کر اسد غازی کو ایک دنگل زرین پر بصد شوکت و حشمت جگہ دی ملکہ لالان خون قبا خوف سے کمرے مین چھپ گئی کنیزین تمام دست بستہ اپنے اپنے عہدون پر حاضر ہین مگر رنگ رُو ہر ایک کا متغیر حیران و پریشان ششدر و متحیر ایک سے ایک اشارہ کرتی ہی کہ لو اب خداوند زنبیل سے خواجہ عمرو کی نکلتے ہین دیکھیے کیا قیامت و مصیبت برپا ہوگی مگر خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری نامدار نے اپنی صورت اصلی بنائی داؤد جادو کو زنبیل سے نکالا ستون سے خوب کسکر باندھا مگر زبان مین دو دو سوزن فتیلہ رفع بیہوشی ناک مین دیا داؤد کو ایک چھینک آئی ہوش آتے ہی آواز دی اے بندگان من جلد حاضر ہو سامنے آؤ قدرت خواب استراحت سے بیدار ہوے خواجہ عمرو نے پکارا اے داؤد جادو چشم خود را واکن و حال خود را تماشا کن سامنے پہلوان دوران گرشاسپ جہان غارت کن ساحران سرکوب افراسیاب خانہ خراب اسد عالیجناب موجود ہی اُٹھکر قدمبوسی کر تو نے بڑا اپنے نفس پر ظلم کیا معاذاللہ خدا وند بنکر بیٹھا جامۂ خودی سے باہر آ اور چشم بصیرت وا کر

اشعار

سفر ہی دشوار خواب کب تک بہت بڑی منزل عدم ہی	نسیم جاگو کمر کو باندھو اُٹھاؤ بستر کہ رات کم ہی
نسیم غفلت کی چل رہی ہی اُمنڈ رہی ہین قضا کی نیندین	کچھ ایسا سوئے ہین سونیوالے کہ جاگنا حشر تک قسم ہی
جوانی و حسن و جاہ و دولت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے	اجل ہی استادہ دست بستہ تو پیر رخصت ہر ایکدم ہی
بسان دستِ سوال سائل تہی ہون ہر ایک عا سے	نیاز ہی بے نیازیون سے بغل مین دل صورت صنم ہی
مآل کار جہان فانی کبھی نہین ایک قاعدے پر	جو چار دن ہی دفور راحت تو بعد اُسکے غم و الم ہی
دریغ کرنا نہ زور بازو مٹاے ساری کدورتون کو	ہوس نہ رہجاے کوئی قاتل کہ سرتہ خنجر دو دم ہی

زبان دو کو بہک رہے ہو سرور دوشینہ جوش پر ہی
یہ مصرعہ مخبر مصیبت کمال ہمکو پسند آیا

لئے وصال شب تمنا ہر ایک لب سے ابھی بسم ہی
نسیم صبا گو کمر کو باندھو اُٹھاؤ بستر کہ رات کم ہی

ہزارہا بندگان خدا کو برگشت کیا ای برگشتہ راہ ضلالت وای گم کردہ رسم وراہ حقیقت ابھی زبان مین طاقت کلام ہی اس سرکشی کا بدانجام ہی وقت سکرات کوئی کام نہ آئیگا اعمال قبیح صورت مہیب دکھائیگا اُسکی صورت ہیبت ناک دیکھکر ڈر جائیگا مسطور ہی کہ جب انتقال انسان قریب آتا ہی صورتین مہیب اشکال عجیب سامنے ظاہر ہوتی ہین اگر صاحب جاہ وحشم ہی بادشاہ کل عالم ہی وزیر وامیر مشیران باتوقیر پہلوانان وجوانان شمشیرزن کو یہ کہکر پکارتا ہی کہ یارو آؤ ان لوگون کو میرے سامنے سے ہٹاؤ مجکو ڈراتے ہین بلکہ دھمکاتے ہین جب کوئی بھی جواب نہین دیتا اس مضطر وبیتاب کی خبر نہین لیتا خوب ظاہر ہی کہ آفت دنیا زر وجواہر دینے سے ٹلجاتی ہی پس گھبراکر کہتا ہی یارو دروازہ خزانے کا کھولدو ان سبھون کو روپیہ پیسہ دے کر ٹالدو مال سے صدا بلند ہوتی ہی او بدمآل اب ہم سے کیا ہو سکتا ہی یہ وہ وقت ہی کہ ہر چیز کو سکتا ہی ناحق کے لیے پھڑکتا ہی آتنا ممکن ہی کہ مجھسے تجکو دو گز کفن ملے گا اول مجکو خدا کی راہ مین نہ لٹایا زاد آخرت نہ بنایا اب تیرا وقت آخر ہی ہمسے مدد غیر ممکن ظلم وبدعت کرکے مجکو جمع کیا مار وعقرب بنکر تیرا ساتھ دونگا ہر مقام پر نیش زنی کرونگا جب مال سے یہ جواب سنتا ہی اور واویلا واویلا گوش ہوش سے سن وہ شخص اور زیادہ سر دھنتا ہی خیال مین آتا ہی کہ مین نے اپنے اہل وعیال کو پرورش کی وہ ضرور کام آئینگے ان صورت ہاے مہیب سے مجکو بچائینگے گھبراکر بیٹی بیٹا جورو بھائی قوت بازو کو پکارتا ہی کہ یارو میری مدد کرو اس بلاے ناگہانی کو روکو ای وای دود پنبہ غفلت کو گوش ہوش سے نکالکر سن جنکے واسطے دنیا مین جان لڑائی ذلت اُٹھائی جستجو کرکے انکو پہونچایا وقت فاقہ کشی عیال امر ونہی الٰہی کو بھول جاتا ہی بار گناہ عظیم اپنے سر پر اُٹھاتا ہی سن وہ کیا خوب جواب دیتے ہین کیا اچھی طرح اپنے سرپرست کی خبر لیتے ہین انھین کی زبان سے یہ جواب ہی اپنے بزرگ خانہ سے خطاب ہی ای شخص ہم مجبور و ناچار ہین ہم سے کچھ نہین ہو سکتا ایک کام کرینگے کاندھے پر سوار کرکے مکان تنگ وتاریک مین بند کردینگے پھر کبھی جاکر تیری خبر بھی نہ لین گے ہمسے زیادہ امید نہ رکھو ذائقہ موت چکھ تب وہ شخص مایوس و نا امید ہوکر درگاہ رب بے نیاز مین بہ گریہ وزاری عرض کرتا ہی کہ اگر ایک سال کی مہلت ملے کل احکام الٰہی ادا کرون وہ جو سامنے بصورت مہیب ڈرانے والا کھڑا ہی کہتا ہی اب وقت مہلت نہین ہی موت سے فرصت نہین ہی یہ کہتا ہی چھ مہینے کی مہلت ملے کل اعمال نیک کرونگا وحدانیت پروردگار عالم کا دم بھرونگا جواب دینے والا کہتا ہی کہ غیر ممکن اب زبان مہلت کہان یہ شخص گھٹاتے گھٹاتے آخر مین عرض رسا ہوتا ہی اگر ایک شب کی مہلت ملے مین اپنا سارا مال براہ خدا مین لٹا دونگا اطوار بد واعمال قبیح سے توبہ کرونگا جواب دینے والا

کہتا ہے اب مہلت ناممکن مجبور و ناچار ہوکر چند ساعت کی امید کرتا ہے اسوقت بھی جینے پر مرتا ہے مگر قابض ارواح جسم سے روح کو کھینچکر دماغ مین بند کر دیتا ہے تمام اہل و عیال کے رونے کی صدا سن رہا ہے کلام کرنے کی طاقت نہین بولنے کی لیاقت نہین گھبراتا ہے کہ میرے عزیز و اقارب کیون روتے ہین کس واسطے اپنی جان کھوتے ہین ای داؤد جادو جب باب قبر بند ہوا تب راز اصلی کھلا اعمال کی پرسش صدمۂ فراق احباب مکان تنگ و تاریک نکیرون نے کیا پوچھا و سنے کیا جواب دیا ہوش گم اس برگشتگی و سرگشتگی کا انجام جہنم

نظم

ہے خصت جان حال مین بتلا نہین سکتا	رہوا ہست تیز ہے ٹھہرا نہین سکتا	وہ ضعف ہے اس دم کہ کہین جا نہین سکتا
مین عمر گذشتہ کی طرح آ نہین سکتا	کچھ خال سے بھی کم ہے کنارہ لحد تنگ	آرام کہان پانون تو پھیلا نہین سکتا
سیاح عدم قید تعلق سے ہین آزاد	دام رگ تن روح کو اُلجھا نہین سکتا	دن رات بھڑکتے ہین مرے جسم کے شعلے
پھاہا کوئی تا زخم جگر آ نہین سکتا	رُکتے نہین سیاح عدم اشک کی صورت	جب آنکھ سے ٹپکا کوئی ٹھہرا نہین سکتا

مشکل ہے نسیم اب کہ بستر ہون وہ راہین ۔ کھوئے ہوئے آرام بستر پا نہین سکتا

دیگر اشعار آبدار عبرت آمیز

ہر شخص کو ایک دن ہے مرنا	بوڑھا ہو طفل ہو کہ برنا	مٹی مین ملی ہین صورتین سب	مٹنے کو بنی ہین مورتین سب
جانے کے لیے ہے سب کا آنا	گذرا یون ہین اسقدر زمانہ	کیا زور امانت خدا ہین	کیا دخل مشیت خدا ہین
اک نقش بر آب ہے یہ دنیا	لے دیکھ کہ خواب ہے یہ دنیا	فرصت نہین منہ سے بولنے کی	مہلت نہین آنکھ کھولنے کی
پھر رک نہ سکا دم جبکہ آئی	بیٹا ہو کہ باپ ہو کہ بھائی	نابود اور لفظ بود ہے ایک	سب کا عدم و وجود ہے ایک
جو مان کے کنار مین پلا ہے	آغوش لحد مین اسکی جا ہے	ہو زیست اگر بصورت نوح	اک دن نکلے گی جسم سے روح
سب کے لیے ایک ہی سبق ہے	مرنا برحق ہے موت حق ہے	یہ بات مگر سمجھنے کی ہے	اچھون کو تو کھا بھی چاہتی ہے
جس گھر مین تھے حضرت سلیمان	کیا کیا نہ کچھ انتظام تھا وان	بھرا دیتے تھے انس و جن	پہونچی یہ موت ان کبھی نہین
موقوف اک آدمی پر کیا ہے	ہر چیز کے واسطے فنا ہے	اس دم کا اعتبار کیا ہے	اس سانس پہ اختیار کیا ہے
آئے تو خدا کی مہربانی	جائے تو وداع زندگانی	ناحق جینے کی یہ ہوس ہے	اس موت پہ کب کسی کا بس ہے

کیون اے داؤد جادو لحد مین برے نکیرین کو کیا جواب سوچا ہے یہی کہوگے مین خدا ہون سحر و ساحری مین یکتا ہون سوچو تو یہ شیاطین ساتھ ہونگے جہنم سے بچا دینگے یہ مسئلات سکرات و اموات و قبر جو بالتصریح خواجہ عمرو نے بیان کیے داؤد مرد عقیل ہے مثل بید تھرایا تمام جسم پسینے مین ڈوب گیا آہ کا نعرہ کیا کہا خواجہ عمرو برائے خدا بس مجھکو جلد

کھولدو قدمون پر اس شیر بیشۂ جرات کے گردن عذر عفو تقصیرات کرون للہ مجکو صورت نجات بتاؤ گم گشتۂ راہ ضلالت کی رہبری کرو جب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ داؤد ایسا بیتاب ہوا ستون سے سر ٹکرانے لگا خواجہ عمرو گھبرائے کہ کہین ایسا نہو جسم سے اس کا مرغ روح پرواز کر جائے باپ کی بدحواسی پر ملکہ لالان خون قبا سر پیٹنے لگی کنیزون کی صدائے گریہ وزاری بلند ہر ایک خرد و کلان دردمند خواجہ عمرو نے جلدی سے بڑھکر زبان سے داؤد کی سوزن نکالا گمندون کو کاٹا داؤد لڑکھڑا کر زمین پر گرا کبھی قدمون سے اسد غازی کے لپٹتا تھا کبھی گھبرا کر خواجہ عمرو سے کہتا تھا اے شہنشاہ عیاران اے صاحب ایمان برائے خدا کلمۂ طیبہ زبان سے جلد فرمائیے اقرار وحدانیت رب اکبر کرون اس سرکشی سے تائب ہون ہر چند عمرو سنبھالتا ہی یا تون مین ٹالتا ہی کہتا ہی اے داؤد ہماری بات تو سنو ابھی کلمہ نہ پڑھو مطیع الاسلام ہوا فراسیاب خانہ خراب سے لڑائی کا سامان کرو اور ہزارون کو صاحب ایمان کرو راہ خدا مین جہاد کرو طلسم کشا کی امداد کرو جہاد کے بڑے بڑے شرف ہین انشاء اللہ سمجھ جاؤگے ایسا وقت پھر کبھی نہ پاؤگے داؤد جادو جواب دیتا ہی اے نظر کردۂ ہفت پیغمبران مین نے کوہ گران معصیت اپنے سر پر اٹھایا رب اکبر سے ہمسری کا دعوی کیا نجات ناممکن اب اور دوسرا بار اٹھاؤن کیونکر متحمل ہون راہ دور دراز زاد سفر سے ہاتھ خالی منزل بے نشان ایسا بار عظیم سر پر رکھکر کیونکر منزل طی کرونگا یہ جسم خاکی پروردۂ مہد ناز و نعم اسپر یہ بار رنج والم یہ نحیف وضعیف اس بار معصیت کے اٹھانے کے لائق ہی ہر استخوان پر صدمہ پہونچے گا عیش وآرام کے عادی یکایک یہ بربادی اب یہ بہت بڑا احسان ہی کہ بہت جلد راہ ضلالت سے نکالیے باغ ایمان کی سیر کرائیے شاید کسی پھول کی بو دماغ مین پہونچ جائے غنچۂ پژمردہ خاطر شگفتہ ہو اب آپکے غلام ناکام سے کوئی کار دنیوی ممکن نہین اپنے گناہون کبیرہ سے قلب مطمئن نہین کلمہ بتائیے عقاید دین ہمین تعلیم فرمائیے ایک گوشۂ تنہائی مین بیٹھ کر عبادت پروردگار عالم کرون کیا عجب ہی کہ عذاب دوزخ سے رستگار رہون خواجہ عمرو نے کہا اے داؤد وہ رحیم و کریم ہی سمیع وعلیم ہی شعر
ہم حشر مین کہین گے خدائے قدیر سے ۞ کیا کیا گنہ کیے تیری رحمت کے زور پر ۞ اسی شعر پر حقیر مصنف نے مصرع لگا دیے ہین لائق ملاحظہ ناظرین والاتمکین ہین صرف داؤد اور خواجہ عمرو سے کلام تھا اکیلا شعر اس مقام پر لکھا

خمسہ

روز نشور قہر سمیع و بصیر سے	کانپین گے جسم دہشت بئس المصیر سے
پلہ قوی ہی ملکے جناب امیر سے	ہم حشر مین کہینگے خدائے قدیر سے
کیا کیا گنہ کیے تری رحمت کے زور پر	

وہ رحیم و کریم خالق بے نیاز رب کارساز رحمت ام سکا شیوہ ہی گناہگارون کے گناہ بخشتا ہی اسکی ثنا وصفت مین زبان انسان ضعیف البنیان قاصر ہی ابیات

بہر چہ آفریدی و ہستی طراز
نیازت نہ ای از ہمہ بے نیاز
کہ چند انکہ اندیشہ گردد بلند
سر خود برون نا در واز کمند
نہ خلوت بدی کافرینش نبود
نہ چون کردہ شد بر تو رحمت فزود

چنان آفریدی زمین و زمان
ہمان گردش انجم و آسمان
نبود آفرینش تو بودی خدای
نباشد ہمہ ہم تو باشی بجای
ز تعظیم تو بیش تو ہست و نیست
اگر باشد و گر نباشد یکیست

داؤد نے کہا خواجہ مسئلہ سکرات نے آپکے مجکو مارا روح قالب مین بیچین ہی حقیقت مین وہ رب المشرقین و مغربین ہی ہان رحیم ہی اسکی صفت لیکن قہار و جبار بھی نام ہی اسوقت آنکھون کے آگے تاریکی قبر پھر گئی لذت عیش و عشرت دنیا نگاہون سے گر گئی میری دستگیری فرمائیے زیادہ نہ سمجھائیے عمر و اسد سے اشارہ کرتا ہی ای نور نظر تم کسی طرح اُسکو سمجھاؤ ابھی کلمہ نہ پڑھے افراسیاب سے اسکا مقابلہ کرائین بڑی مشکل ہی تم برائے طلسم کشائی جاؤگے ملکہ مہرخ و بہار پر افراسیاب جادو لشکر کشی کریگا وہ ہنگامے ہونگے کہ نہایت مشکل ہوگی آخر کیونکر تسکین دل ہوگی افراسیاب قصد کریگا کہ طلسم کشا کو مٹاؤن مرحلات طلسم پر برسر طلسم کشا لشکر کشی کردن یہ ساحر زبردست جو ہمارے ساتھ ہوگا افراسیاب سے برابر لڑے گا قدم نہ بڑھانے دیگا یقین کامل ہی سوائے طلسم بند ہونے کے اور کسی شرف مین افراسیاب اس سے زیادہ نہین ہی کاہن ساحر زبردست اور ستارہ شناس خوشرو خوش لباس اسد غازی یہ سنکر اُٹھے داؤد جادو کو گلے سے لگایا کہا ای نہنگ محیط افسونگری وای دُر بے بہائے دریائے ساحری آپ ہمارے بزرگ ہین اب ہر امر مین صلاح نیک دیجیے فتح طلسم کی تدبیر کیجیے آپ اس طلسم کے راز دار ہین صاحب جاہ و وقار ہین آپ کے نام سے ساحران ہوش رُبا تھراتے ہین آپکی ہیبت و شوکت سے مکارون کے دم لبون پر آتے ہین صرف آپ خدا سے توبہ کیجیے مطیع الاسلام ہوجیے آپکی توبہ قبول ہی سعادت دارین حصول ہی نظم

نہان گو کہ ہی پردہ موجود ہی
رگ جان سے نزدیک معبود ہی
ہین مخلوق اُسی کے زوال و کمال
غرض ہر کبھون کا برابر خیال

اگر اسکی قدرت کا ہو بند و بست
سلیمان کا لشکر کرے مو بہ مست
نہین یان حقیقت مین جائے کلام
ہین اوصاف اسکے اسی پر تمام

یہ کلام نصیحت انجام جو داؤد جادو نے زبان معجز بیان اسد نامدار سے سنے اور زیادہ بیقرار ہوا اسقدر رویا کہ ہچکی لگ گئی قریب تھا کہ دم نکل جائے بمشکل اپنے کو سنبھالا آنا جواب دیا ای آقائے نامدار و ای مولائے قدر شناس ای رہبر راہ حقیقت وای خضر بادیۂ طریقت آپ کے کلام فیض انجام صفحۂ دل پر نقش ہوے روح کو راحت وہ قلب کو فرح بخش ہوے مگر غلام کی اب رائے یہی ہی کہ تائب ہوکر ایک گوشہ مین بیٹھکر عبادت کرو اُمورات دنیوی مین اب ملوث نہو زیادہ حضور تعویق نفرمائین کلمہ طیبہ بتائین غلام اپنے

گناہانِ کبیرہ کو یاد کرتا ہی، سبدم فریاد کرتا ہی کیون شہریار پیدا کرنے والے کا ہمسر بنکر بیٹھا اس خیال مین استخوان جسم لرزان ہین جیلکے کنگرۂ صنعتِ قدرت تک طائر وہم و خیال نہ پہونچے اُسکا ہمسر بنے اس سے بڑھکر اور کیا گناہ عظیم ہی وہ رحیم و کریم ہی شاید میری غربت پر رحم کرے جس قدر حضور سمجھاتے ہین عبرت بڑھتی جاتی ہی روح قفس جسم خاکی مین گھبراتی ہی اب اسد و عمرو مجبور و ناچار ہوے اسد نے کہا نانا جان آپکے کلمات نصیحت آیات قلب پر اسکے تاثیر کامل کر چکے یہ نقش اب نہ مٹے گا اسد و عمرو نے حکم دیا داؤد نے طریقہ پر اسلام کے غسل کیا طریقۂ وضو بتلایا کلمہ پڑھایا داؤد جادو طیب و طاہر ہوا بصدق دل دائرہ اسلام مین آیا داؤد کو ایکساعت صحبت اسد ناگوار ہی عرض کی حضور دربار مین چلین کُل سردارون کو مطیع کرادون جو سرکشی کرے اُسکو سزا دون اسد نامدار لوح گلے مین پہنکر مسلح و مکمل ہوے خواجہ عمرو بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر ہمراہ داؤد بیرون باغ آئے وزرا امرا نے دیکھا ایکجوان ماہ طلعت مہر صورت لیئق متین صاحب شوکت و جرات موافق شعر سعدی علیہ الرحمۃ شعر بالاے سرش ز ہوشمندی ÷ میتافت ستارۂ بلندی ٭ سپر فولادی پشت پر تیغہ برق مثال زیب کمر خود زرین بر سر زرہ سونے چاندی کے کڑیون کی زیب جسم انور سرو قد خورشید خد فتح و ظفر دست بستہ پہلو مین آثار جلالت و شوکت چہرۂ زیبا سے ہویدا صف شکنی و صفدری ناصیہ سے پیدا آگے آگے اپنے خداوند کو دیکھا دست بستہ اُسی جوان صاحب لیاقت کی پشت پر مثل چاکران کمترین ایک شخص دُبلا پتلا تانتیا بانہاے عیاری سے آراستہ ساتھ چلا آتا ہی سب حیران پریشان کہ یہ کیا معرکہ ہوا آج تو خداوند کسی کے تابعدار معلوم ہوتے ہین مگر خاموش ہمراہ ہو لیے آکر دار الامارہ مین پہونچے داؤد تخت پر نہ بیٹھا مقامِ صدر پر بھی نہ بیٹھا مقام صدر پر دنگل اسد غازی بٹھایا اُسیر شاہزادے کو جگہ دی آپ کُرسی پر بیٹھا ایک جانب خواجہ عمرو وزرا امرا دست بستہ حاضر ہین ہیدوا ہین کہ دیکھین قدرت کیا فرماتے ہین داؤد نے سر اُٹھایا پکار کر بآواز بلند صدا دی ایہا الحاضرین پہچان لو شیر بیشۂ وغا فاتح طلسم ہوش رُبا شہسوار عرصۂ یکہ تازی شاہزادۂ اسد بن کرب غازی و مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری آپہونچے تمکو کیا خبر ہی خواجہ نے ہمکو گرفتار کیا احسان اُنکا کہ قتل کیا اگر قتل کر ڈالتے تمکو خبر بھی نہوتی میری صورت بنکر افراسیاب جادو سے لوح طلسمی لے لی کتاب اُس بے کتاب کی دھو ڈالی طلسم کشا کو لوح مانگی عرصۂ دراز تک امن بیجانے اس شیر صولت کو گنبد نور مین قید رکھا مگر قتل نہ کر سکا انکے خدا نے انکو بچایا اس قید شدید سے چھڑایا بھائیو مجھکو بخوبی ثابت ہوا مین نے دعویٰ باطل کیا تھا اُس پیدا کرنیوالے کا ایک حقیر بندہ ہون جن صاحبون کو اطاعت دین اسلام منظور ہو اس شیر صولت کی اطاعت کرین ورنہ میرے شہر سے نکل جائین یہ بخوبی سمجھ لو اسوقت کی میری بات کو دل مین جگہ دو صفحۂ دل پر ایک ایک

حرف کو نقش کردو طلسم ہوش ربا ہردم فتح ہوگا اسد نامدار قاتل افراسیاب ہی بہت قریب زمانہ انقلاب ہی جو انکا ساتھ دیگا عزت و آبرو پائے گا ورنہ بحر ذلت مین غوطے کھائیگا آبرو پر بن جائیگی پناہ پانی مشکل ہوگی دریاے ہوش ربا مین تلاطم ہوگا آمد طوفان قریب ہی محبت مسلمانان کشتی نجات ہی ہم تمھارے افسر تھے راہ راست بتادی آیندہ اختیار ہی ہمکو آج سے خداوند کوئی نہ کہے داؤد ذلیل بندہ رب جلیل نام، ہی دیکھو یارو باطل پرستی کا بدانجام ہی ایسے کلمات عبرت آمیز درد کر داؤد جادو نے جو اپنی زبان سے کہے دربار مین ایک شور بلند ہوا ہر ایک وزیر امیر قدمون سے داؤد جادو کے لپٹ گیا کہا اے شاہنشاہ ہمنے دل و جان سے اطاعت دین اسلام قبول کی افراسیاب کے باپ سے لڑینگے جان دینگے انکا ساتھ تا بہ حیات نہ چھوڑینگے محبت سے اس شیردل کی منھ نہ موڑینگے کیا دولت لازوال پائی نعمت ملت اسلام ہاتھ آئی داؤد نے سب کو مطیع الاسلام کرایا قدمون پر اسد و عمرو کے گرایا اسی وقت کارگزاردن کو بلا کر حکم دیا بہت جلد ایک عبادت خانہ تیار ہو ہم اس مین بیٹھ کر عبادت کرینگے فوراً ایک قصر مختصر مثل مسجد کے درست ہوا داؤد محراب عبادت مین صحیفۂ ابراہیمی لیکر بیٹھا چند صحیفہ خوان جمع کیے انکو اپنی صحبت مین جگہ دی شاہنشاہ داؤد بندۂ خاص معبود کا یہ انجام ہوا کہ ہر وقت عبادت الٰہی مین مصروف لباس کہنہ پیوند دار جسم نحیف و ضعیف مین جب طاقت عبادت نہ رہتی اسوقت ایک ٹکڑا کھا لیتا چند قطرے پانی کے پیتا کہ قلب کو تسکین رہے مگر شاہنشاہ اوج عیاری نے جا پانچ لاکھ ساحرون کا لشکر جمع کیا ایک نامہ مندرج کل احوال یعنے حصول لوح وغیرہ کا حال درج کرکے ایک ساحر تیز رو کو دیا کہ یہ نامہ جلد ملکہ مہرخ کو پہونچا دو زبانی بھی ہدایت کرنا کہ شہر داؤدیہ سے طلسم کشا نے کوچ کیا ہی آپ لشکر کو لیکر آئیے انشاء اللہ راہ مین ملاقات ہوگی نامہ دار اسی طرف چلا عمرو نے کوچ کا قصد کیا ملکہ لالان خون قبا کو حاکم ملک داؤدیہ قرار دیا ملکہ ناگن کو بخوبی سمجھایا کہ تم ملکہ کی حفاظت کرنا واضح رائے ناظرین ہو کہ خواجہ عمرو و بصد کروفر مع اسد نامور و مع لشکر ظفر اثر شہر داؤدیہ سے روانہ ہوئے انکو راہ مین چھوڑیے ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان افراسیاب جادو کا پہونچنا کوہ بلور پر اور کتاب دیکھ کر گھبرانا آگاہ ہونا کہ لوح طلسمی ہاتھ سے گئی کتاب سامری پھٹی مٹی نہایت بیقرار ہونا اور طعن کرنا صورت نگار پر اور صورت نگار کا شرمندگی مین روانہ ہونا طرف شہر داؤدیہ کے آمادۂ قتل داؤد ہو کر و دیگر مقدمات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ

ساقی اک جام اور دینا
ہوتا ہی سارا نشہ پانی
گرتا ہون میرا ہاتھ لینا
بس بندہ نواز مہربانی
ای میرے شہزادے کے ماہ
دم پر اب ضعف سے بنی ہی
دکھلا کہین آفتاب مثل
ایذائے فراق جانکنی ہی

دلبر مرے پڑ رہی ہے اک چوٹ
ہے پردہ ہجر بیچ کا اوٹ

شیشے کی سُن رہا ہون قلقل
آنکھون سے نہان ہے سلونی گل

اے کشتیِ دختِ زر کے ملّاح
دے راحتِ روح شیشۂ راح

چلتے ہین آخری ہے یہ دور
صحبت اب تھوڑی سی ہے اور

ہان جلوۂ دختِ زر دکھائے
بچھڑے ہوے دوست سے ملائے

کہدے یہ مری طرف سے للّٰہ
آیا ہے ترا فقیر اے ماہ

اُلجھن ہے بہت خوشی سے اُسکا دل کم
اب حال ہے بہت چھپانا مشکل

کچھ ڈر نہیں اب خدا نے کردہ
کسواسطے پھر کیا ہے پردہ

پھر دل کی اُلم سرا ہو آباد
دیدار سے تیرے دوست ہین شاد

کر قصۂ غم خوشی سے آغاز
دم بند ہے کھول پردۂ راز

ساقی نے یہ سُنکے مے پلائی
دریا کی طرح طبیعت آئی

مُنھ مین جو بھر آیا اُسکے پانی
کی خامہ نے یون گہر فشانی

غزل زیب النسا مخفی

تا باد صبا را بہ گلستان اثرے ہست
گل را نظرے جانب صاحب نظرے ہست

ہشیار ستمگر کہ لب نالۂ مظلوم
پوشیدہ ز چشم تو خدنگ اثرے ہست

تا ہست بہ بستانِ جہان فیض سحابی
از شجرۂ امید امید ثمرے ہست

غم نیست اگر روشنی دیدۂ من رفت
با چشم ترم شعلۂ آہ جگرے ہست

سیاحانِ دشتِ پرہولِ معانی و رہ نوردان جادۂ خوش بیانی اس داستان شوکت بیان کو یون سحر پر فرماتے ہین شعر محرّرانِ قصص صاحبان ذہن و ذکا یہ رقم کرتے ہین اب داستان ہوش رُبا جبکہ افراسیاب خانہ خراب لوح طلسم خواجہ عمرو کو دیکر کتاب سامری کو بغل مین دبائے ہوے حیران و پریشان لرزان و ترسان اُفتان و خیزان ہر دم یہی کہتا ہوا جاتا ہے ہاے کتاب خام ہے اسکا بد انجام ہے اس زور سے بغل مین دبائے ہون کہ شانہ ٹوٹا جاتا ہے اسپر ڈر ہے کہ بربادی نہ صورت اپنی آئینہ خیال مین دکھائے کہین ہوا نہ نکل جائے اس انتظام مین گو زندگی مشکل ہے باد ہوائی باتون پر طبیعت مائل ہے دیکھو صرصر و صبا رفتار بھی وہین ٹھہر گئین خداوند نے اُنکو کیون روک لیا اب مجھکو یاد آیا اُسوقت تجھکو دیوانہ بنا دیا سواے لوح دینے کے نشیب فراز نہ سوچا اب بُرے بُرے خیال آتے ہین ہوا نکلنے کے خیال سے ہوش اُڑے جاتے ہین کیونکہ ہوا کو روکون صرصر و صبا رفتار ساتھ ہوتین اسم بامسمے ہین کوئی ہوا کے باندھنے کی تدبیر بتاتین اسی حال خراب مین بر سر کوہ بلور پہونچا ہزار ہا کنیزین آکر حاضر ہوئین تخت برائے افراسیاب سیہ بخت آراستہ ہوا افراسیاب نے کہا مین تخت پر بیٹھکر کیا کرونگا مین خیال محال مین مبتلا ہون نام سامری و جمشید جپ رہا ہون کتاب خام دستیاب ہوئی دیکھیے کب مہلت ملتی ہے تین شبانہ روز یہی مصیبت ہے سرما و ابر برق وغیرہ باتون مین بہلاتے ہین حیرت جادو ناز و کرشمہ کر کے اپنی جانب متوجہ کرتی ہے لیکن افراسیاب بیچین و بیتاب کتاب بغل مین لیے

بیٹھا ہی حیران حیران ایک ایک کا مُنہ دیکھتا ہی صورت نگار بہت خوش ہی ملکہ حیرت جادو سے کہتی ہی
کیون بُوا حیرت تمنے دیکھا خداوند تجھسے دل لگی کرتے ہین مدت سے بچھڑ رہتے ہین تمھارا ساتھ نہوتا تو مین ابھی
دو چار دن نہ آتی ہمارے میان مصوّر وہان رہنے کو نہین منع کرتے صاف تو یہ ہی کہ وہ سب ساحرون کے
خداوند ہین اولاد سامری ہین مرتبے اُنکے بلند ہین اُنسے کسی بات مین انکار کرنا بیکار ہی اُنھون نے پیدا کیا
ہی ننگا کھُلا دیکھین گے تو کیا ہوگا حیرت کہتی ہی واہ بُوا خداوند ہین تو ہوا کرین کیا سب کی آبرو لینگے انھین
باتون ہین دو شبانہ روز بہ سختی افراسیاب نے کاٹے جبکہ معلم علوم آسمانی خوانندہ کتب نکتہ دانی ادیب
خوش نویس بے نظیر یعنی ماہ منیر طفلانِ ثابت وسیارگان کو چھٹی دیکر دھر مغرب مین داخل ہوا اور مجتہد عصر
آفتاب عالمتاب جماعت شعاع ہمراہ لیکر منبر فلک چہارم پر خطبہ خوان ہوا اور روز روشن عیان ہوا
افراسیاب نے کہا لو صاحبو بڑی سختی سے مین نے دو راتین کاٹین اب تو آج تیسرا دن ہی سب
صاحبون کی طبیعت مطمئن ہی کتاب کھولون پختہ ہوگئی ہوگی صورت نگار نے کہا آج کا دن گذر جانے دیجیے
شب کو ملاحظہ کیجیے افراسیاب نے کہا ما بدولت کی جان پر بنی ہی تو دن اور رات کا ذکر کرتی ہی اب
ما بدولت سے صبر نہین ہوسکتا اگر ایک آدھا ورق کچا رہ جائیگا پھر سمجھا جائیگا سلطنت کرتے کو زمانہ گذرا
کتاب کو کچا پکا نہ سُنا تھا اب کی قدرت نے نیا لغت فرمایا ہی دیکھیے انجام بخیر ہو اب کھولتا ہون صبر ما بدولت سے
نہین ہوسکتا یہ کہکے افراسیاب نے کتاب کو جزدان سے نکالا سب سردار مصاحب گرد گھیرے ہوے ہین نگاہ
سب کی لڑی ہوئی ہی سب سے زیادہ صورت نگار اُچھل رہی ہی کہتی ہی کیا جلدی قدرت نے سیر غلط
سے کتاب بنادی شاہنشاہ صاحب مہینون سرگردان رہتے جب کتاب ملتی مین نے اُسی وقت ٹکڑے کر
دلوا دی ہان شاہنشاہ کھولو تو حرف حرف پر نگاہ ڈالو ایک ایک سطر مشابہ بہ زلف محبوب ہوگی
عبارت بہت خوش اسلوب ہوگی ہر دائرہ عشرت فزا نکتہ اسکا خال چہرہ معشوق دلربا افراسیاب
نے کہا اب خاموش رہو سامری و جمشید کا نام لو کتاب کھولتا ہون سب نے کہا کھول دیجیے
مضامین فرحت آگین پر نگاہ پڑے تسلسل عبارت سے طبیعت لڑے افراسیاب نے ڈرتے ڈرتے
کتاب کو کھولا پہلا صفحہ سُترا پایا صورت نگار نے کہا دیکھیے حکم کے خلاف ہوگیا حرف اُڑ گئے کاغذ
صاف ہوگیا ہم منع کرتے تھے ہمارا کہنا نہ مانا ہم ناحق خداوند سے شرمندہ ہوے افراسیاب نے
بصد پیچ و تاب کہا اے صورت نگار تمھاری زبان نہین رکتی میرے کلیجے پر چھریان چل رہی ہین مجھکو رنگ
دگرگون معلوم ہوتا ہی یہ کہکے جو ورق اُلٹا صاف و شفاف حرف کیسا نقطے کا بھی نام نہین سفیدی اُسکی
جوے شیر سواد سے کام نہین جب دس بیس ورق اُلٹے عبارت ظاہر ہوئی صورت نگار نے کہا یا شاہنشاہ

بہت کچھ لکھا ہی تمھاری تقدیر کا نوشتہ ہی ناحق کو گھبرا گئے کتاب بری نھی ایک دن پیشتر تمنے کھولی کچی رہگئی تھی
اتنے ورق ابھی نہین بنے کل تک بن جائینگے بروقت کاپی جمانے کے حرف پسکیئے چھن گئے اب تیحر بنانیوالے کا کام
ہی ہر طرح قدرت کا نام ہی افراسیاب نے حرفون پر نگاہ ڈالی کہا اری زبان دراز دیکھ تو کیا لکھا ہی سیاہی
حروف دیکھکر میری آنکھون مین اندھیرا آگیا ہی ارے عربی فارسی پڑھنے والون کو لاؤ اسمین عربی لکھا ہی
جلد ترجمہ کراؤ اس تحریر پُرپیچ کو مترجم صاحب سمجھین گے منشی احمد حسین قمر کو بلاؤ وہ ترجمہ بہت صاف
صاف کرینگے مین نے عبارت انکی دیکھی ہی زبان صاف وشفاف ہر طفل وجوان خواندہ ناخواندہ خاص و
عام نے انکی زبان کو پسند کیا ہی رؤسانے شاہنشاہ سخنوران خطاب دیا ہی ابریق نے کہا حضور مین نے
فارسی پڑھی ہی اُردو کی کتابین بھی اکثر دیکھی ہین مجھے دیجیے افراسیاب نے کہا میرے پاس آؤ اے بھائی
جلد اسکا مطلب سمجھاؤ ساری کتاب مُعّما مضامین سے مبرا صرف دو ورق لکھے ہین اُس مین تمام ہوش رُبا
کا حال کیونکر معلوم ہوگا ابریق نے سر جھکا کے کہا حضور اوّل کا لفظ مین نے ہجے کرکے نکالا ہی زیر زبر بھی
بنے ہین دیکھیے لکھا ہی یا فتاح العلیم اسکے بعد بسم اللہ الرحمن الرحیم اب آگے مین نہ پڑھونگا شاہنشاہ خفا ہونگے
افراسیاب نے کہا تمھاری کیا خطا ہی پڑھنے مین کیون عذر کرتے ہو کہا حضور مین نے دونون ورق پڑھ لیے
لفظاً لفظاً پڑھون یا خلاصہ بتلا دون افراسیاب نے کہا میان وزیر صاحب تم مجھکو مسخرے سے معلوم ہوتے ہو
کتاب کا پڑھنا ہی یا بھانڈون کی نقل ہی ابریق نے کہا زبان سنبھالیے کوئی کلمہ سخت مُنھ سے نہ نکالیے ہم بھی
قوم کے شریف ہین دیکھیے کپڑے بھی عمدہ پہنے ہین باپ دادا جولاہے تھے ہم تو تھان کے ٹرے ہین اتنا تو تا ما
تمھاری نہین کرتے ہین وزارت کا دم بھرتے ہین یہ سارا مضمون خواجہ عمرو عیار کے ہاتھ کا لکھا ہی لوح
اُسنے خداوند داؤد بنکر آپ سے لے لی کتاب سامری ڈھونڈ ہی پونے دوسو خداوندون کے
پرستارون کی آبروئی خوب دریا دلی دکھائی اتنا افراسیاب جادو پیٹنے لگا کہا لو صاحبو غضب
ہو گیا لوح طلسمی ہاتھ سے گئی اب طلسم کشا سرکشی کریگا ایک ایک ملازم سرکشی کریگا آجتک ما بدولت
مسلمانون سے منھ نہ پھیرتے تھے جب قصد کیا شکست دی اب طلسم کشا کے سامنے سے بھاگنا پڑیگا وہ لوح طلسمی
چمکائیگا جان کا خوف تو بُری چیز ہی اس ناچیز کے سامنے سے منھ پھیرونگا اگر ایک سحر کرون طنابین آسمان کی
زمین پر کھینچ دون طبقات زمین آسمان پر پہونچا دون میری افسون گری نے نام سامری و جمشید روشن
کیا مگر یار و عمرو نے خداوند داؤد کو کیونکر گرفتار کر دیا کیا کرشمہ کیا یہ ساربان زادہ وہان کس طرح پہونچا اب
نہین معلوم قدرت پر کیا گذری ہوگی کیون اے صورت نگار تم نے ہمکو ڈبو دیا ارے یہ تو
دیکھو صرصر و صبا رفتار کہان ہین کئی دن سے میری آنکھون سے نہان ہین جو کہ میرے ساتھ گئین وہ

صرصر و صبا رفتار نہ تھین ارے کہین سے ڈھونڈھکر رقعۂ سامری لاؤ خدمت مین ماہیان زرم و پوش نانی آمان کے جاؤ انکے پاس اوراق متفرق موجود ہین اولؔ اُس ہین حال صرصر شمشیر زن و صبا رفتار دیکھکر دریافت کردن ابریق نے کہا غلام ابھی جلد جاتا ہی کوہ بلور پر قیامت برپا ہوئی اب ملکہ صورت نگار بھی گھبرائی کہتی ہی یہ کیا نقشہ ہوا افراسیاب کہتا ہی اے صورت نگار تونے مجھکو تباہ کیا کسی کام کا نہ رکھا دربار خداوندی مین ایسی باتین کہین مجھکو گھبرا دیا اے صورت نگار مین لوح تجھسے لونگا ہائے مضمون غزل زیب النسا یاد آیا

غزل

روز نو امیدی چہ آید آشنا دشمن شود — غم جدا شادی جدا دولت جدا دشمن شود

ہر کہ پیش از وقت درمان خواہ درد سر بود — گر حکیمش بوعلی باشد دوا دشمن شود

چون ز بلبل بخت برگردد برغم باغبان — حسن گل را جنبش باد صبا دشمن شود

رو بسوے ہر کہ آرم رو بگرداند ز من — بخت چون گردد زبون بر تن قبا دشمن شود

بر مراد ما نزد در ہم اگر باد مراد — در محیط عافیت ہم ناخدا دشمن شود

نیست مخفی در دل ما با کسے چون دشمنے — ہر کہ با ما دشمن است اورا خدا دشمن شود

سراسر میرے ساتھ سب نے دشمنی کی حقیقت مین میری عقل میری دشمن ہی مگر خاص اس راہ مین تو رہزن ہوئی مشیر وزیر سب ساتھ تھے کسی نے صلاح معقول ندی بیچ دریا مین کشتی ڈبوئی اس اثنا مین ابریق وزیر پردۂ ظلمات سے جاکر رقعہ جمشیدی لایا پہلے افراسیاب جادو نے اس مین حال صرصر و صبا رفتار دیکھا کہا صاحبو وہ بیچاریان فلان صحرا مین درختون پر بندھی پڑی ہین ابریق جلد جاکر لاؤ ابریق کوہ شگاف گیا صرصر شمشیر زن و صبا رفتار کو اٹھا کر لایا دیکھا وہ بیچاریان بندھی پڑی ہین پٹیان بیہوشی کی دماغ پر چڑھی ہین بیہوش و بدحواس افراسیاب جادو نے کہا انکو ہوشیار کرو جب دونون ہوشیار ہوئین دیکھا عجب صحبت ہی شاہنشاہ غصے مین کانپ رہے ہین حیرت جادو بال کھولے پیٹ رہی ہی صورت نگار بدحواس تمام دربار محفل خاموشان رنج و ملال ہر ایک کے چہرے سے عیان افراسیاب نے کہا اے صرصر و صبا رفتار ہمنے تمکو کہان بھیجا تھا دونون نے کہا اے شاہنشاہ ہم شہر داؤدیہ مین گئے جب دربار خداوندی مین پہونچے دیکھا بخوبی پہچانا ساربان زادہ تخت خدائی پر موجود ہی وہان ہمنے بولنا مناسب نجانا کہ ذرا منھ سے بولین گے سب امیر وزیر اسکی خدمت مین حاضر ہین ہمکو گرفتار کرے گا اسوجہ سے ٹالا جواب نامہ لیا یہ سوچ کے پلٹے کہ جاکر شاہنشاہ سے عرض کرینگے انتظام ہو جائیگا راہ مین ایکو برق نے گرفتار کیا ایک ایسے جنگل مین شیر بیٹھا تھا یعنے کوڑا ضرغام شیر دل چھپا ہوا تھا اُسنے دام تزویر

بچھایا ہمکو پکڑکے درختون پر باندھ دیا کاغذ لے لیے یہ فرمائیے ہمارے بعد کیا ہوا افراسیاب جادو نے کہا
اے صرصر شمشیر زن اب زندگی دشوار ہی بیان کرنا بیکار ہی تم دونون کی صورت بنکر برق و ضرغام
یہان آئے کاغذ تو سند کے اُنکے پاس موجود تھے مجھکو لگا کر شہر داؤدیہ مین لیگئے مگر مین نے عیارون کی
بات کا اعتبار نہین کیا جو کچھ کیا صورت نگار کا فعل ہی مین نے اسکے اعتبار پر لوح حوالے کر دی اُسنے
آپ سے ناز و نخرے سامنے خداوند داؤد کے کیئے ساربان زادے نے خوب سینہ کو ملا دلا چھا چٹ بوسے
لیے دست درازی کی مرشد زادے صاحب ہنسنے دیتے تھے ایسے نامرد میری نگاہ سے نہین گذرے جورو
کی یہ گت بنے اور شوہر خوش ہو یہ بھی دم بدم سے کہے جاتی تھی لوح دیدیجیے بعد لوح حاصل ہونے کے
اُسنے کتاب ڈھونڈ ڈالی صرصر و صبا رفتار کو سناٹا آگیا کہا اے شاہنشاہ حقیقت مین بڑا ستم ہوا یہ
تازہ غم ہوا کیون بی ملکہ صورت نگار صاحب آپ نے بڑے فرے اُڑائے ساربان زادہ ایسی
باتون کی فکر مین رہتا ہی خیر ہوئی اگر تم رات کو رہجاتین وہ نگوڑا بدمعاش عیار مکار تمکو شراب پلا کر
خراب کرتا اب کہیے کیا ہوگا شاہنشاہ جان دینے پر آمادہ ہین اب کچھ تدبیر کرو ناحق کی کائین کائین
سے کیا فائدہ یہ کہکے دونون عیارنیان اُٹھین افراسیاب کے قدمون سے لپٹ گئین کہا اے
شاہنشاہ اپنی جان دینگے عیاری کرینگے عمرو کا جی چھڑا دینگے مگر بی ملکہ صورت نگار صاحب قدرت
کی بہو کہلاتی ہین ساحرہ بھی زبردست ہین ساری آگ بھی انھین کی لگائی ہوئی ہی اب کچھ فکر معقول کرین
لونڈیان تو ہر وقت سر ہتیلی پر رکھے پھرتی ہین ہم مجبور ہین کہ سحر نہین جانتے عیاریان کرنے مین کمی نہ کرینگے اب
سب نے صورت نگار کو بُرا کہنا شروع کیا جدھر سر اُٹھاتی ہی جس سے آنکھ ملاتی ہی وہی کہتا ہی واہ
بی صورت نگار بڑا احسان کیا لوح کو ہاتھ سے کھو دیا اب طلسم کشا کس سے دبے گا ساحرون کو گھس کے
قتل کریگا فخر رستم و اسفندیار ہی جرأت و شمشیر زنی مین صاحب وقار ہی اب اُسکی بن پڑی لوح طلسمی ہلی بعض
کہتے ہین شاید شکل مہرخ و بہار و باغبان بی صورت نگار صاحبہ بھی ملگئین لگا کر شاہنشاہ کو دے گئین
اب کسی مقام پر پڑا دھوکا دینگی شاہنشاہ کے جان جانے کی فکر کرینگی اتنا بڑا کام کیا صاحب خوب نام کیا اب
طلسم ہوش رُبا کا ہمکو بچے گا بڑے بڑے لوگ طلسم کشا کے دوستدار ہین مرحلہ جات کا فتح ہونا کیا مشکل لوح
قدم بقدم رہبری کریگی جو ساحر مکر و حیلہ کرنے کا ارادہ کریگا طلسم کشا لوح دیکھے گا سنا ہی کہ وہی مضمون لوح
مین نکل آئیگا عجب صورت ہی لوح طلسمی بڑی نعمت ہی نگہبان طلسم کشا اگر سامری و جمشید بھی سحر کرین صاحب
لوح پر تاثیر نہو ان باتون کو سُن سُنکر یہ نقشہ ہوا کہ صورت نگار سُن ہوگئی بے اختیار رونے لگی کہا صاحب
زبان سنبھالو ایسے کلمے زبان سے نہ نکالو مین سامری و جمشید کی بہو ہو کر مسلمانون سے ساز کرونگی اپنے

نانا دادا کو بُرا کہواؤنگی یہین کیا آگاہ تھی کہ ساربان زادہ خداوند داؤد بنا بیٹھا ہی مگر خیر ای شاہنشاہ جو کچھ ہوا میری ذات سے ہوا اب یا جاکر جان دونگی یا لوح کی فکر کرونگی اگر داؤد جادو نے اطاعت مسلمانان کی ہی سحر و ساحری مین بیشک مجھسے زیادہ ہی مگر عیاری مکاری جو کچھ مجھسے ہوسکے گی تامل نہ کرونگی میان داؤد کی بوٹیان کاٹونگی اور یا زندہ نہ پلٹونگی اُسوقت مصوّر کی بیقراری زوجہ کے واسطے اشکباری کہا ای ملکہ عالم مین بھی تمھارے ساتھ چلونگا سحر تصویر انکا تیار ہی اُس مغرور بدمست بادۂ غرور کو دیوانہ نکردون تو نام میرا نبیرۂ جمشید نہ رکھنا صورت نگار نے کہا صاحب داؤد کے سامنے سحر و ساحری کا کام نہین اگر ہونٹھ ہلا دیگا آسمان کو زمین سے ملا دیگا نہین معلوم کیا کمیا میں گمرونگی کبھی کی میرے ساتھ ضرورت نہین اب مجھسے طعن و تشنیع نہین سنے جاتے اگر یہ کام میرے ہاتھ سے نہوا مین کسی کو منھہ نہ دکھاؤنگی اب تو ہر ایک کی زبان پر یہ جاری ہی کہ ملکہ صورت نگار طلسم کشا کی شریک ہو گئی لوح جاکر دلوا دی اب برائے شراکت جاتی ہین یا لوح لیکر آتی ہین جو کچھ ہوگا اظہر من الشمس ہو جائیگا کہنے والون کو بخوبی یقین آئیگا جس طرح شاہنشاہ طلسم ہوش ربا کی لونڈیان باندیان شریک مسلمانان ہوئین اُسی طرح ہم بھی اسد کا ساتھ دینگے اب شاہنشاہ سے سر میدان کہینگے یہ کہکر لباس تبدیل کیا اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا جوش فکر مین گویا دریاے سحر مین غوطہ مارا اُسوقت افراسیاب کو بھی انتشار رہا مصوّر بہت بیقرار رہا مگر صورت نگار نے کسی کا کہنا نہ مانا ملکہ حیرت جادو نے جو زیادہ کہا صورت نگار نے خنجر کھینچکر گلے پر رکھ لیا کہا ای زوجہ شاہنشاہ اب کچھ نہ فرمائیے لونڈی بہت ذلیل ہوئی لائق مُنھہ دکھانے کے کسی کو نہین رہی ایسی سخت جان ہون کہ موت نہین آتی یہ کلمات کان سے سنکر بی صورت نگار شاہنشاہ کی دشمن ہین اپنے نانا جان دادا جان کے بندون کے لیے رہزن ہین عزت و آبرو بالکل مٹگئی ملکہ حیرت جادو نے دیکھا اُسکو انتہا کا رنج و غم ہی سامری و جمشید کی بہو کہلاتی ہی خطاے فاش ہوئی بہت شرماتی ہی کہا اچھا بی بی سامری و جمشید کے سپرد کیا صورت نگار آمادۂ قتل شاہنشاہ داؤد جادو ہوکر طرف ملک داؤدیہ کے روانہ ہوئی بحسب حال اس معاملہ کے

ناظرین یہ غزل ملاحظہ فرمائین غزل

خطا بچائیگی کیا اور کفیل کیا ہوگی — مرے نجات کی یارب سبیل کیا ہوگی

خدا تو ایک ہی کعبہ جو تم بناتے ہو — بنائے کعبۂ دل ای خلیل کیا ہوگی

کسی ہی ایسی کرہی تو ن تیغ ابروے یار — اب اس سے بڑھ کے کوئی تیغ اصیل کیا ہوگی

ہرن کی آنکھ کمر چیتے کی لڑے گی اگر — تمھاری چشم و کمر سے ذلیل کیا ہوگی

ہمیشہ فرقت سنگین ولانکا غم کھایا — غذا کسی کی اب اس سے ثقیل کیا ہوگی

قیامت آئی بھی گذری بھی پر نہ وصل ہوا — اب اُس طرف سے بھلا اڑ دھیل کیا ہوگی
ہے اُنکی آنکھ کی اُلفت کا روگ نرگس کو — غرض جو ہے تو یہی ہے علیل کیا ہوگی
علیؑ کے دوستون کی وہ اگر بنے نہ سبیل — قبول خلد مین تو سلسبیل کیا ہوگی

ملکہ صورت نگار تو اِدھر سے جاتی ہے وقت پر ذکر ہوگا اسد غازی مع فوج ظفر موج شہر وادیہ سے کوچ کرکے روانہ ہوگئے یہ بھی حال اپنے مقام پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق اسیر طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو حسن و جمال مین یکتا ملکہ لالان خون قبا کے بیان ہوتے ہین

بعد جانے اسد نامور کے وہ باغ جس مین کئی مہینے گل گلزار صاحبقرانی کا گذر رہا آٹھ پہر جلسۂ عیش و نشاط آراستہ رہا اب جو بعد جانے اُس سرو قد کے باغ پر نگاہ پڑی خار فراق دلمین کھٹکا ہر پھول شعلہ آتش معلوم ہونے لگا نخلہاے باغ دیکھکر آہ کا گمان ہوا سنبل کو دیکھکر اور زیادہ دل پریشان ہوا رعنائی پھولون کی کب آنکھون مین سماتی ہے نرگس بھی غصہ مین آنکھ دکھاتی ہے طائرون کی زمزمہ سرائی سے سر پھرتا ہے قطرۂ اشک آنکھون سے چنگاری بنکے گرتا ہے یاد گل رخسار اسد نامدار مین گھبراتی ہے سرو چمن کو دیکھکر صورت قامت محبوب آنکھون مین پھر جاتی ہے

نظم مصنف

بیتابیِ دل جو زار یاتی — سو بار اُسے اُٹھا بٹھاتی — پھوٹی قسمت کو رو کے چھالے — دل کے وہ تمام زخم آلے
برباد حواس مثل نکہت — اُڑتی تھی غبار بنکے رنگت — آنکھون سے تھے چشمۂ اشک جاری — پھولون پہ پڑی تھی وہ ساری
اللہ رے اضطرار اُسکا — دم رکتا تھا بار بار اُسکا — سر عقل سے ہوگیا تھا خالی — چہرے پہ ذرا نہ تھی بحالی
تھم جاتی کبھی جو آنکھ رو کر — پتھراتے تھے ڈھیلے خشک ہو کر — تب چڑھتی سموم کے چلے سے — پڑتے تھے بدن پہ آبلے سے
بھولے سے جو اسطرف کو آتی — ساتھ اُسکے صبا بھی خاک اُڑاتی — روکے ہوئے اسکو لاغری تھی — تھامے ہاتھون کو بے پری تھی
گہ عقل پہ کچھ عتاب کرنا — گہ عزل توان و تاب کرنا — بالین پہ جو شب کو خواب آتا — بیداریون کا ادب بٹھاتا
فریاد نے گر کبھی کیا جوش — کم گوئی یہ کہتی تھی کہ خاموش — پہلو سے اگر کبھی اُٹھا درد — صبر آکے پکارا بیٹھ نامرد
سر کھینچا اگر کبھی فغان نے — کھولا نہ دہن کا در زبان نے — سونے دیتا نہ بخت بیدار — رونے دیتا نہ ضبط زنہار
راحت یے دل جگر ہی آزار — آزاد ہی عشق کا گرفتار

آٹھ پہر خاموشی سے کام گرفتار رنج و آلام صحبت گذشتہ کی یاد قلب مائل فریاد دل صرف بیقراری آنکھین آشناے اشکباری خواب و خور حرام تڑپنے سے ہر وقت کام اگر کسی نے کچھ کلام کیا ٹھنڈی سانس بھر کے رہگئی لیکن جواب نہ دیا ناگن وزیر زادی ہر چند بہلاتی ہے دل نہین بہلتا لاکھ لاکھ ضبط کرتی ہے مگر قلب نہین

سنبھلتا جب ایک ہفتہ اسی عالم مین گذرا آپ ودانہ بالکل ترک ہوگیا آٹھ پہر غم کھانا خون دل پینا ناگن نے محبت سے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا کیون داری آپ کو چپ لگ گئی ہمارے کلام کا جواب نہین ملتا آخر اسکا انجام کیا ہوگا وہ مرد ہین آمادۂ طلسم کشائی افراسیاب ایسے ظالم سے لڑائی اُنکے واسطے دعا کیجیے کہ خدا دشمن پر مظفر ومنصور کرے آپ کا بلکنا تڑپنا اُنکے واسطے مضر ہے وہ بھی وہان گھبراتے ہونگے اگر اُنکے قلب کو اطمینان نہو پراگندہ خاطر رہے انتظام جنگ مین فرق آئیگا دشمن کی بن پڑیگی لڑائی مین طبیعت کیونکر لڑیگی خدا نے ایسا فضل شریک حال کیا یا تو بالکل بیدست وپا تھے اتبو اُنکو لوح طلسمی ملی کسی کا سحر بھی تاثیر نہ کرے گا جرائت وشوکت مین فرد ہین ساحر نام دہین شمشیرزنی سے اُنکی تھرائینگے سب کفار سامنے سے رو بفرار لائینگے اسی ہفتہ عشرے مین انشاء اللہ ضرغام شیر دل عیار اُنکا فتح نامہ لیکر آئے گا سن لیجیے گا افراسیاب خانہ خراب مارا گیا اس ہنگامۂ گیر ودار مین آپ کو کیونکر ساتھ لیجاتے واے برحال ملکہ مہ جبین الماس پوش اُنکو بھی تو لشکر مین چھوڑا ہمراہ اپنے نہین لیا بعد فتح طلسم سب ایک مقام پر ہو جائینگے عیش وراحت کے سامان مہیا ہونگے برائے خدا صبر کیجیے دل تردو منزل کو اپنے سمجھایے آٹھ پہر رونا بہتر نہین ہے دشمنون کو برا عارضہ نہو جاے قسمت یہ روز سیہ نہ دکھائے جب ناگن نے اس دارۂ دشت رنج ومحن کو اس طرح سمجھایا ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھرکر جواب دیا مصرعہ کیا تاکون کہ جو حالت دل ناشاد کی ہے اے ہی خیر خواہ مین بدنصیب سب کچھ سمجھتی ہون مگر دل بیقرار نہین مانتا آٹھ آٹھ آنسو رولاتا ہے لحظہ لحظہ اضطرار بڑھتا جاتا ہے غزل

فراق یار مین مجھپر اذیت بڑھتی جاتی ہے
عروج حسن ہے اُنکا محبت بڑھتی جاتی ہے
مجھے منظور ہے دم بھر نہ وہ اوجھل ہون آنکھون سے
نبھیگی کس طرح اُنکی طبیعت مین تلون ہے
غم ورنج والم کی ہجر مین دل پر چڑھائی ہے
ترے گیسوے سونے مین نکلتے ہین وطن سے بھی
نباہ اسکا بہت دشوار ہے اب دیکھیے کیا ہو
دکھایا یاس کو مشق سخن نے رنگ یہ اپنا

شب ہجران تو گھٹتی ہے مصیبت بڑھتی جاتی ہے
بہار آتی ہے جو جو میری وحشت بڑھتی جاتی ہے
انھین پروا نہین کچھ اور نفرت بڑھتی جاتی ہے
خدایا خیر کرنا اب محبت بڑھتی جاتی ہے
غضب کی جا ہے اس لشکر کی کثرت بڑھتی جاتی ہے
غریبون کی مصیبت پر مصیبت بڑھتی جاتی ہے
وہ کم کرتے ہین اور میری محبت بڑھتی جاتی ہے
خدا کے فضل سے اسکی طبیعت بڑھتی جاتی ہے

اتبو اپنی زندگی سے بیزار ہون شاہد مرگ کی خواستگار رہون مجھسے کیا کہون دل مین آتا ہے کہ اپنی جان دے دون یا کچھ کھاکر سو رہون کہ اس بلاے رنج فراق سے چھوٹون شعر غم فراق کو مین جانون یا خدا جانے ہے

جو میرے دل پر گذرتی ہی کوئی کیا جانے شعر نہ مونسے نہ رفیقے نہ ہمدمے دارم ؂ حدیث دل بکہ گویم عجب غمے دارم ؂ ہر وقت خیال خام تصور رہتا تمام در پیش ہی آٹھ پہر یہی پس و پیش ہی افراسیاب بڑا باوشاہ جابر و قاہر ہی اُسکے سحر و ساحری کا حال سب پر ظاہر ہی ایسا نہو کہ دھوکا دیکر لوح لے لے وہ تو سیدھے مسلمان ہین نیک و بد دنیا کا نہین جانتے دوست دشمن کو نہین پہچانتے ہین اگر ساتھ ہوتی ہر وقت سمجھاتی رہتی کہ صاحب بارگاہ سے باہر نہ جاؤ اس زمانے مین کسی سے نہ ملو دربارگاہ پر پہرے مقرر کرتی غیر اُنکے سامنے نہ آنے پاتا بخوبی انتظام ہو جاتا ناگن وزیرزادی نے جواب دیا جوش محبت مین آپ کو یہ خیال ہو ناحق کا رنج و ملال ہی خواجہ عمرو ایسے عقیل اُنکے بزرگ چاہنے والے اُنکے ساتھ ہین جو اُڑتی ہوئی چڑیا کو پہچانتے ہین ارسطو و لقمان کو طفل مکتب جانتے ہین اُنسے بہتر کیا انتظام کرینگے وہ دوست دشمن کو کیونکر پہچانینگے ان خیالات کو دل سے نکالیے رنج و الم کو ٹالیے ملکہ نے کہا ناگن بے راحت دل گھبراتا ہی کلیجہ مُنھ کو آتا ہی آخر سب کنیزون نے باہم صلاح کرکے کہا بی وزیرزادی صاحب اگر آپ کے نزدیک مناسب ہو تو ملکہ کو واسطے سیر و شکار کے صحرا مین لے چلیے یقین کامل ہی کہ وہان جاکر دل بہل جائیگا طبیعت کو فرحت ہوگی قلب ناصبور آرام پائیگا اس رائے کو ناگن وزیرزادی نے بھی پسند کیا کہا اچھا جلد واسطے شکار کے انتظام کرو صید گیر بہلیے قراول وغیرہ کو حکم دو کہ جلد در دولت پر حاضر ہون اُسیوقت سب کارگزاران شاہنشاہی انتظام مین مصروف ہوئے بہلیے میر شکار کتون کی جوڑیان چیتون کی چار پائیان باز بہری جرہ لگڑ جھگڑ وغیرہ رات ہی کو ان سب اشیا کا انتظام ہو گیا جبکہ شہسوار فلک چہارم یعنی آفتاب عالمتاب براے صید و شکار کمند شعاع ہاتھ مین لیکر صحراے فلک مین داخل ہوا ناگن وزیرزادی نے ملکہ کے قدمون پر ہاتھ رکھا ملکہ نے کہا اے وزیرزادی کیا مین سوتی ہون اپنی تقدیر کو روتی ہون یہ کہکے آنکھین ملتی ہوئی خوابگاہ سے اُٹھی ناگن نے طشت و آفتابہ منگوایا مُنھ ہاتھ دُھلوایا باتون مین بہلایا ملکہ نے مردانہ لباس پہنا خود زرین سر پر رکھا گھُٹنا چست زرہ جسم پر درست کمان کیانی مثل ہلال پہلوے ماہ تابان مین تیرون کا ترکش مثل دم طاؤس بائین شانے پر جسمین وہ تیر دلدوز جو طائر وہم و خیال کو شکار کرین دل سنگ سے پار گزرین نیمچہ برق مثال زیب کمر سپر پشت پر مثل قرص قمر اس آن بان سے ملکہ بارہ دری سے برآمد ہوئی مادیان عربی برق رفتار صرصر کردار آراستہ ہو کر سامنے آئی دامن زرہ گردان کر پشت مادیان پر سوار ہوئی نیزہ ہاتھ مین لیا مادیان کو کاوے پر لگایا بارہ ہزار نازنینان پری پیکر لباس مردانے پہنکر مرکب ہاے تازی دکھنی و یمنی پر سوار ہوئین اس کر و فر سے براے شکار سمت صحرا چلین ناگن کا توسن برابر ملکہ کے اب جو ہواے سحری چلی فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا ملکہ نے کہا کیون اے وزیرزادی یہ سفر خدا ایسا مبارک کرے کہ ہمارے پردیسی آملین باغ سے کنیزین صحرا مین خبر لیکر آئین

کہ حضور جلد چلیے طلسم کشا طلسم کو فتح کرکے آئے کیوں ناگن اگر اسد دلاور ہمارے باغ میں آئیں اور ہمکو وہاں نپائیں یقین تو ہے کہ بہت گھبرائیں چلتے وقت بھول گئی کنیزوں کو سمجھا دیتی کہ اگر پوچھیں ملکہ کہاں گئیں تو سب کنیزیں کہیں کہ حضور آپ کے فراق کا صدمہ اُنسے نہ اُٹھ سکا ملکہ کا انتقال ہوا ناگن نے کہا داری ایسی باتیں نہ کیجیے وحشت ہوتی ہے یہ فکر بیجا حواس کھوتی ہے دیکھیے صحرائے سبزہ زار ہے ہر گل بوٹے پر تازہ بہار ہے دیکھیے جھاڑیوں سے ہرن نکلے تیہو بگلے اپنے اپنے مقام سے اُڑے تیر کمان سنبھالیے شکار کیجیے بازداروں نے باز چھوڑے بہری نے طائروں کے کان کھولے باز بھی شکار سے باز نہ آیا ہر پرند کا خون بہایا شکاری کتے ہرنوں پر جا پڑے تازی باتسے منہ زوریاں کرنے لگے ناگن نے ملکہ کو شکارگاہ میں بہلایا دن بھر شکار کھیلا شب کو بارگاہ استادکرائی صحبت عیش آراستہ کی ملکہ لالان خون قبا ہر روز شکار میں مصروف رہتی ہیں مگر فراق اسد کا رنج سہتی ہیں ان کو تو اس حال میں چھوڑیے دوسرا طائر مضمون شکار کیجیے

دو کلمہ داستان حیرت بیان بدکردار ملکہ صورت نگار کے تحریر ہوتے ہیں جلادان کاشتکار زمین طلسم میں تخم غم و الم بوتے ہیں ساقی نامہ مصنف

اے ساقی جنگجو کہاں ہے	کیوں بادہ کشوں سے تو نہاں ہے	ہے موج شراب تیغ براں	کس رند کے قتل کا ہے ساماں
مقتل ہے کہ تیرا میکدہ ہے	خم ہے کہ سبو میں خون بھرا ہے	آیا ہے زمانہ اور ساقی	بدعت کا ہوا ہے دور ساقی
اس دور میں کیا امنگ ہے گی	ظاہر ہے کہ خوب جنگ ہوگی	ہے بادہ کشوں کا حال ابتر	بیوجہ بہے گا خون زمین پر
رندوں کا یہی کلام ہوگا	اس ظلم کا انتقام ہوگا	کر پھر پلا دے ساقیا جام	روشن ہے تمہ پہ حال انجام

غزل مومن حسب حال مضمون

وہ ہنسے سنکے نالہ بلبل کا	مجھے رونا ہے خندہ گل کا	دھیان ہے غیر کے تجمل کا	ہوش دیکھا ترے تغافل کا
ہم کسی شانہ میں سے پوچھینگے	سبب آشفتگی کاکل کا	لاش کسکی ہے یہ عدو سے نہ پوچھ	میں ہوں کشتہ ترے تجاہل کا
حال ساقی سے کہکے روتا ہوں	کہ محرک ہے خندہ قلقل کا	نکہت انکی لف کی صبا میں ہے	اُڑ گیا رنگ بوئے سنبل کا
جلوہ دکھلائے تھا وہ در پردہ	میں نے دعوی کیا تجمل کا	نالہ شب نے یہ ہوا باندھی	ہو گیا گل چراغ بلبل کا
	حیلہ بیخودی سے ہے مومن	توڑنا ہمکو شیشۂ مل کا	

ظالمان خونخوار و خونخواران تہور شعار حالات مصیبت آیات مکاری ملکہ صورت نگار کے صفحۂ قرطاس پر یوں تصویر کھینچتے ہیں کہ ملکہ صورت نگار جادو زوجہ مصور زشت رو بقہر و غضب تمام طرف شہر داؤدیہ کے فکر لوح و برائے قتل شاہنشاہ داؤد روانہ ہوئی مگر داؤد پاک باطن کلمات نصیحت آیات خواجہ عمرو نیک صفات سے ایسا خائف و ترسان ہوا کہ تائب ہوکر عبادت خانے میں بیٹھا ہر وقت رکوع و سجود

دل سے یادِ معبود و تسبیح مین اپنے کو تحلیل کیا تقلیل غذا ترک لذات دنیا و جماعت زندگی سے بیزار مطیع احکام پروردگار سرشار جامِ عبادت مستِ الست شراب وحدت مشتاقِ دورِ خمخانۂ ازل مخمورِ ساغرِ صہباے محبت لم یزل صحیفہ خوانِ پاک باطن کی ہر وقت صحبت سحر و ساحری کے نام سے نفرت بہ سبب ہونے ملکۂ لالان خونقبا کے شہر داؤدیہ مین جابجا سناٹا ہر کوہ و برزن ویران شہر سنسان فوج جنگی مختصر ہر کس و ناکس متردد و متحیر مگر صورت نگار جب قریب شہر داؤدیہ پہونچی بشکل طائر ایک نخل پر ٹھہری دل مین سوچی کہ اے صورت نگار ستم کیا بے سمجھے چلی آئی یہ نہ سمجھی مین داؤد سے کیا مقابلہ کرونگی وہ بلاے روزگار ہی سرگروہ ساحران طلسم ہوش ربا کل علوم شعبدہ بازی مین یکتا اگر بگڑ گیا افراسیاب کو مشکل پڑیگی تو اس سے ساحر و ساحری مین کیا پڑیگی یہ تو خبر پا چکی ہو کہ طلسم کشا مع فوج ظفر موج برائے طلسم کشائی گیا ہی راہ مین آیند و روند سے یہ بھی سنا کہ داؤد جادو شہر مین موجود ہی آخر سوچی کہ طائر بنی ہوئی شہر مین چلون پہلے وہان کا مفصل حال دیکھون جو کچھ کرون سمجھ بوجھ کے کرون ایسا نہو شرمندہ ہو کے پلٹون یہ سوچکر بشکل قمری اڑی دیوار شہر داؤدیہ پر آکر بیٹھی نگاہ اٹھاکر کل شہر کو دیکھا بہ سبب نہونے کسی حاکم کے اہالیانِ شہر حیران و پریشان عرصۂ دراز تک دیوار قلعہ پر سے بیٹھ کر چہار جانب دیکھا کہین سامانِ معقول نپایا وہان سے اڑی خدا سکو اڑائے پھرتے پھرتے قریب عبادت خانہ ایک قصر پر آکر بیٹھی مسجد کو دیکھکر جل گئی سمجھی کہ یہ مکان نیا تعمیر ہوا ہی بڑا کسی نے تصور کیا ہی اس مقام پر مکان کا محل نہ تھا سمجھی بنا خیر دیکھون اسمین کون رہتا ہی بہ نگاہِ غور اس ملعونہ نے دیکھا ایک شخص نحیف و ضعیف محراب عبادت مین مصروفِ صحیفہ خوانی آئینۂ رخسار سے ظاہر حیرانی مضطر و دلریش حیران سراسر پریشان بگوشۂ تنہائی مسرور از خویش و بیگانہ مہجور از شاہراہ دنیا بیرون مشتاق لیلاے حقیقت بصورت مجنون در جوانی از کثرت اندوہ پیر و در پیری از حسرت جوانی دلگیر تمام جسم غبار مین نہان کثرت عبادت سے تمام بدن پر جھریان بوریاے بیریا پر تکیہ فرش سے نفرت کثرتِ سجود سے پیشانی پر گھٹا مثل ستارۂ سحری درخشان رحمتِ پروردگار کا مشتاق گناہون سے بری گرد چند صحیفہ خوان بخورات جابجا روشن نقوش بوریاے بیریا سے وہ مقام رشکِ گلشن صورت نورانی دیکھکر صورت نگار گھبرائی بصورت تصویر خاموش دل مین حیرت کا جوش دل سے کہتی ہی اے صورت نگار یہ کوئی بڑا عابد ہی حقیقت مین کامل اکمل بڑا زاہد ہی نورِ اسلام سے چہرہ رشکِ آفتاب عالمتاب اس کور ظاہر و کور باطن نے بعد عرصۂ دراز پہچانا کہ یہ تو شہنشاہ داؤد ہین اب جو اس ملعونہ نے بخوبی پہچانا غصہ سے تھرائی یہ تو اچھی طرح سمجھ گئی کہ اسنے سحر سے توبہ کی اسباب سحر کا کہین قصر مین نام نہین ساحر بھی کوئی اس مقام پر نہین ہی سمجھ گئی کہ یہ گوشہ نشین ہی مطمئن ہو کر بصورت اصلی تیار ہوئی آواز دی اے مکار ستم مالکہ صورت نگار خاتون مصور جادو نبیرۂ خداوند سامری

یہ کیا جال پھیلایا تو سب سے سجدہ کراتا تھا اب توکسکو سجدہ کرتا ہی کسکی محبت کا دم بھرتا ہی لاڈلی بیٹی نے تمھاری طلسم کشا کو گھر مین جگہ دی لوح تک دلوا دی مگر اب بھی راہ پر آ ساحری وجمشید کو خدا جان پوتے دوسو کو پہچان ورنہ قیامتین برپا کردنگی آتش قہر وغضب مین پھونک دونگی تیرے سبب سے مین بدنام ہوئی افراسیاب نے وہ کلمات کہے جو کبھی ہماری لونڈیون نے نہ سُنے تھے داؤد جادو نے جواب دیا ای صورت نگار مین تارک دنیا ہوا مجھے ایسے کلام بیکار ہین لوح وغیرہ عمر و نے لی تجھکو دولت دی وہ لشکر کشی کر کے مقابلۂ حیرت مین پہونچے ہونگے اگر دعوے ہی تو جا کر مقابلہ کر مہرخ وبہار وباغبان وغیرہ سب وہان موجود ہین تیری سرکشی کا جواب دینگے مین فقیر گوشہ نشین تارک دنیا جو کام کیا اُسکا انجام بُرا تھا تصدق سے اسد نامدار کے راہ ضلالت سے نکلا چشمۂ ہدایت پر پہونچا آب نایاب مذہب حقیقت سے سیراب ہوا ان باتون کو سنکر صورت نگار ادیب ٹھٹکی آواز دی اوزبان درازان باتون سے کیا نفع اب آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہو مین آتی ہون ملازمانِ داؤد نے جو بیرون مسجد سے یہ معرکہ دیکھا کہ صورت نگار ایک دیوار پر سے کلماتِ سخت ہمارے شاہنشاہ کو کھڑی کہہ رہی ہی چند مصاحب چند خدمتگار بیقرار اشکبار روتے ہوے سامنے شہنشاہِ داؤد کے آئے عرض کی ای شہنشاہ گیتی پناہ یہ فاحشہ کیا بک رہی ہی اسکو سزا دیجیے اسباب سحر ہم حاضر کرین توبہ شکنی کیجیے یہ حرامزادی شغل آپ سے کیا مقابلہ کریگی ایک ہی دانہ مین ماش کے ٹھٹھک جائیگی بھاگتے ہوے راستہ نہ ملیگا اسی دن کے لیے خواجہ عمرو آپکو منع کرتے تھے کہ مطیع الاسلام ہوجیے سحر سے توبہ نہ کیجیے جسکو آپ کی کنیزان کمتر سے نگاہ ملانے کی پہلے لیاقت نہ تھی اب بسبب تائب ہونے کے آپ سے کلام کر رہی ہی دم افسونگری کا بھر رہی ہی ہر وقت باب توبہ وا ہی آپ بندۂ معبودِ حقیقی ہین کیا پروا ہی توبہ کر لیجیے گا جلد اُٹھکر اسکو سزا دیجیے گولہ آہن ترنج ونارنج لائین خارہ ابر دین حضور کے خنجر اسکے گلے پر پھر جائیگا یہ باتین سُنکر شاہنشاہ داؤد نے بنگاہِ حسرت و یاس طرف مصاحبان نیک اساس کے دیکھا کہا ای خیر خواہان دولت صرف دنیاے ناپائدار مین تم ہمارے ساتھ ہو قبر مین ہمراہ نجاؤگے وہان اعمال کی پرسش ہوگی ایک بار عظیم سر سے نہین اُترا دوسرا پہاڑ سر پر کیونکر اُٹھاؤن پیدا کرنے والے کو کیا جواب دون یہ سب باتین صورت نگار سُن رہی ہی آنکھون سے دیکھتی ہی کہ صدہا مصاحب وملازم نمکخوار داؤد کے قدمون سے لپٹے ہین سحر کرنے کی ترغیب دے رہے ہین مگر داؤد توبہ توبہ کرتا ہی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی ہر ایک سے یہی کلام ہی یارو توبہ شکنی کا بد انجام ہی مصاحب کہتے ہین دیکھیے حضور ایک شعر ہمکو کسی شاعر کا یاد آیا اسکے پابند ہوجیے جان بجائیے شعر زاہد کا دل نہ خواطر میخوار توڑیے ٭ سو بار توبہ کیجیے سو بار توڑیے ٭ داؤد نے کہا یارو کیا باتین بناتے ہو شاعرون کے کلام سُناتے ہو شاعران

شیرین سخن مضامین نو وکہن کے پابند ہوتے ہین رشتہ نظم مین موتی پروتے ہین مگر احکام امر و نہی مین یہ مثال ٹھیک نہین ہو رب اکبر کا کوئی شریک نہین ہی مین ہرگز توبہ شکنی نہ کرونگا جب ملکہ صورت نگار نے دیکھا کہ داؤد جادو نے سب کو جھڑک دیا اور آپ اُسی طرح بخضوع و خشوع محراب عبادت مین جا بیٹھا تسبیح و تہلیل مین مصروف ہوا تو صورت نگار دلیر ہوئی قتل پر داؤد کے شیر ہوئی نیمچہ سحر کھینچکر کود ی ملازمان داؤد نے روکا سحر چلنے لگے زمین سے شعلہاے آتش نکلنے لگے مگر یہ ملعونہ زوجہ مصور جادو نبیرہ سامری ہی سحر و ساحری مین طاق شہرۂ آفاق ان بیچارے ملازمون کے روکے سے کب رک سکتی ہی جسنے سحر کیا اُسنے اُلٹا پلٹا دیا وہ گولا اُسی بیچارے کے سینہ پر پڑا توڑ کر پشت کو نکل گیا ہزارہا ساحر مطیع الاسلام اس ملعونہ کے ہاتھ سے مارا گیا گولے مار مار کے صدہا قصر گرا دیے نیمچۂ سحر سے دریاے خون بہا دیے صداے الامان الامان بلند سحر سے اس ساحرۂ مکارہ کے ہر شخص دردمند لڑتی ہوئی طرف مسجد کے جاتی ہی اہالیان شہر سینے اپنے سپر کرتے ہین مگر کسی کا پنجہ اسپر قابض نہین ہوتا جتنے عمدہ افسر زبردست تھے داؤد جادو نے چھانٹ کر طلسم کشا کے ساتھ کر دیے یہان چند اہالیان فوج باقی رہگئے تھے وہ صورت نگار پر پلوہ کر رہے ہین مگر صورت نگار مثل برق جہندہ نیمچہ سحر تانے مٹھی بھر بھر کے ماش کے دانے پھینکتی ہی کسی پر برق گرتی کہین آگ بھڑکی کبھی خنجر برسے کبھی آب باران سحر کی طغیانی ہوئی کشتی جات تماہالیان شہر داؤد یہ طوفانی ہوئی ہزارہا بندگان خدا اس بیحیا کے ہاتھ سے شہید ہوئے سب بیچارے مجبور و ناچار سحر انکا اس ملعونہ پر اثر نہین کرتا آخر جست کر کے در مسجد پر پہونچی در مسجد پر بھی ٹرا کشت و خون ہوا مگر یہ خونخوار سب کو مار کر صحن مسجد مین در آئی داؤد اُسی طرح سے عبادت معبود حقیقی مین مصروف ہی جان کے خوف سے تیور پر بل بھی نہین آیا نہ اپنے مقام سے اُٹھا نہ گھبرایا تسبیح ایکسو ایک دانے کی ہاتھ مین صحیفہ ابراہیمی کھلا ہوا تلاوت کر رہا ہی دم یکتائی معبود کا بھر رہا ہی صورت نگار نے صحن مین آکر للکارا کیون اے داؤد اب بھی ہوشیار نہین ہوتا کیسی غفلت ہی خداے نادیدہ سے بڑی محبت ہی داؤد نے اُس ملعونہ کی بات کا کچھ جواب نہ دیا عبادت الٰہی مین مصروف رہا صحیفہ خوان اُٹھکر بھاگے اُن بیگناہون کو بھی اُسنے قتل کیا ہر فرد بشر کو جان بچانا مشکل ہوا یہ بے ادب اندر مسجد کے آئی طرف محراب عبادت کے چلی اسوقت داؤد نے صحیفۂ ابراہیمی کو ہاتھ مین اُٹھا لیا پلٹ کر کہا اے صورت نگار مصور عالم سے ڈر مجھ بیگناہ کے خون سے ہاتھ نہ بھر یقین تجھے سمجھاتا ہون آتش جہنم سے بچاتا ہون یہ آتش خواہ در زیادہ بھڑکی شعلۂ جوالہ بنگئی لپک کر ہاتھ تلوار کا مارا داؤد نے سر صحیفہ پر رکھدیا اُس ملعونہ خود سر کا ایسا ہاتھ پڑا کہ ذرا فرق نہوا سر اُس افسر کا کٹ کر محراب عبادت مین گر اگیا عاشق رب اکبر تھا اس سر سے کوئی آگاہ نہوا جسم سے

جدا ہوکر سر نے بھی سجدہ کیا لاشہ اپنے حال پر تڑپا فوارہائے خون دست [illegible] نکلے وہان زخم سے آواز آئی از نظم مصنف

اے خالق بے نیاز میرے	اے مالک کارساز میرے	مجھ عاجز و خستہ کی مدد کر	عصیان کے حجاب سے ہون مضطر
	عصیان کے حجاب سے مفر دے	دامن گل آرزو سے بھر دے	

بندۂ گنہگار امیدوار رحمت الٰہی ہے نذر کیا مصرعہ گر قبول افتد زہے عز و شرف پس عجب ہنگامہ برپا ہوا اہالیان شہر بےحساب قتل ہوئے جو باقی رہے جان بچا کر شہر سے نکل گئے اب صورت نگار اسی حال مین مسجد سے نکلی باہر آ کر دیکھا ہر کو و برزن مین لاشون کا انبار ابر حسرت و یاس برس رہا ہے سارے شہر مین سناٹا پڑا ہے جو لوگ بھاگے ہوئے جاتے ہین اُنکی زبان پر یہ کلام حسرت انجام ہے چلو یارو شکارگاہ مین چلکر ملکہ لالان خون قبا سے خبر کرین افسوس ہے وہ شکار مین مصروف ہین یہان باپ انکا ہاتھ سے اس وباء کے شکار ہوا یہ باتین جو سنی اور شہر کو بھی ویران پایا اب صورت نگار بھی گھبرائی عجب نقشہ ہوا انجام اس فعل بد کا سوچی دل سے کہتی ہے اے صورت نگار تو نے یہ کیا غضب کیا مرقعۂ شہر داؤدیہ کو مٹا دیا بیگناہ داؤد شاہ کو قتل کیا اب ملکہ لالان خون قبا کو خبر پہونچی طلسم کشا آگاہ ہوگا ساربان زادہ جس وقت اس بدعت کا حال سنیگا سر دھنیگا اگر لوح طلسم کشا کے پاس ہے جہان جاکر تو چھپے گی تلاش کر کے قتل کریگا تیرے خون سے ضرور ہاتھ بھریگا اُسکی بدعت سے کون بچائیگا افراسیاب بھی سامنے سے صاحب لوح کے بھاگ جائیگا سامری و جمشید کی خدائی بخوبی دیکھ چکی اُنپر ناز کرنا بیجا ہے ہر ایک سنگدل پتھر کا تلہ ہے اپنی تدبیر مناسب ہے اگر مجھ کو کوئی آفت آگئی افراسیاب ہی بیٹھے بیٹھے کرکے غیب ہو رہین گے ہزارون ساحر مارے گئے بڑے بڑے افسر خاک مین ملے شاہنشاہ نے کیا داد دی اُنکے اہل و عیال کی بھی خبر نہ لی ہزارہا کی ارتھی بھی نہ نہی پانچ سیر لکڑیان چندن کی بھی نصیب نہوئین لاشون نے ٹھوکرین کھائین طعمۂ زاغ و زغن ہوئے یہی ہمارا انجام ہوگا یہ سوچکر بہت گھبرائی خوف طلسم کشا سے جان لبون پر آئی ایک گوشہ مین آکر ٹھہری ایک طائر کی شکل بنکر عیش خانے مین ملکہ لالان خون قبا کے آکے چھپی اسبات کو دل مین جگہ دے لی کر جب ملکہ لالان خون قبا کو خبر قتل داؤد پہونچیگی روتی پیٹتی ضرور آئیگی اور لاش لیکر خدمت مین اسد کے جائیگی کسی کنیز مصاحب کی صورت بنکر ہمراہ جاؤن تب لوح دستیاب ہو اس خیال سے صورت نگار بشکل طائر قصر لالان خون قبا مین چھپی ہے دیکھیے یہ مکارہ کیا قیامت برپا کرتی اب حال لالان خونقبا بیان ہوتا ہے تحریر ہو چکا ہے کہ ملکہ لالان خون قبا کو ناگن وزیرزادی شکارگاہ مین لائی ہے کئی دن مین آب و ہوائے صحرا سے ملکہ شگفتہ ہوئی بوقت شب شکارگاہ سے پلٹ کر داخل بارگاہ ہوئی ناگن نے فوراً جلسہ آراستہ کیا گانیوالیان حاضر ہوئین قریب تھا کہ دور جام مے گلفام شروع ہو کہ خود بخود ملکہ کے قلب پر ہجوم غم و الم ہوا دل تردد منزل گھبرایا کہا ناگن خدا خیر کرے فرقت شاہزادہ والاقدر مین قلب کی اور کیفیت تھی اسوقت اور

صورت ہی یا دین شاہزادے کے مُہر خاموشی لب پر تھی اُسوقت دریاے اشک کے چشمہ چشم سے طغیانی ہو آئینۂ قلب پر وفور حیرانی ہی جی چاہتا ہی چیخین مارکر روؤن سر ٹکراؤن استخوان آتش غم والم سے جل رہے ہین شعلے دہن سے بجاے نفس نکل رہے ہین شہرداؤدیہ پر کوئی بلا نازل ہوئی ناگن جلد خبر منگاؤ ذرا خیال تو کرو جتنے ساحران نامی عمدہ تھے وہ طلسم کشا کے ساتھ چلے گئے خدمت مین والد بزرگوار کے کوئی ساحر زبردست نہین ہو صرف بیچارے اہالیانِ فوج قبلہ وکعبہ کو کلام فیض انجام خواجہ عمرو سے وہ عبرت ہوئی کہ سحر وساحری کے نام سے نفرت ہوئی اگر وہ آمادۂ سحر ہوتے کچھ مقام خوف نہ تھا یہان تو خواجہ عمرو نے دم دیکر لوح لے لی کتاب اُس بے کتاب کی ڈھونڈوالی اب جب کوہِ ملبور پر پہونچے گا سب حال ظاہر ہوگا عیاری سے عمرو کی ماہر ہوگا کسی ساحر زبردست کو ضرور بھیجے گا کہ جاکر شہرداؤدیہ کو برباد کرے یہان کون ہی کہ ساحرون کو روکے گا شہر گھر جائیگا وہ بیچارے غریب مصاحب افراسیاب سے آنکھ بھی نہ ملاسکین گے یا بھاگین گے یا جان دینگے اے ناگن یہ رات مجھکو کاٹے کھاتی ہی یہ اژدرمہیب شب نکل جائیگا یا الٰہی جلد سحر ہو کہ شہرداؤدیہ کی مفصل خبر ملے اس تقریر کو سُنکر ناگن وزیرزادی بھی گھبرائی کہا حضور نے بہت بجا ارشاد فرمایا حضور حقیقت مین بڑی غفلت ہوئی خداوند کا توبہ کرنا سحر سے تائب ہونا اگر مشہور ہوگیا ایک ایک ساحر حقیر ذلیل مقابلہ کا قصد کریگا افراسیاب کے تو کلیجہ پر چھریان چلی ہونگی بی حیرت مثل آئینہ ششدر رہوئی ہونگی بلکہ لونڈی کو خیال ہی کہ کہین افراسیاب دل کباب اُسی پیچ وتاب مین خود نہ قصد کرے اس ظالم کو کون روکے گا افسوس بروقت روانگی طلسم کشا کو خیال نہ آیا کہ خواجہ عمرو کو سمجھاتے وہ کوئی اسکی تدبیر بلطف کردیتے اب صبح ہو تو لونڈی خود جاکے وہان کی مفصل خبر لائے پروردگار اہالیان شہرداؤدیہ کی جان وآبرو بچانا لونڈی کے بھی عزیز واقارب وہان موجود مین سب کو خدا اپنے حفظ وامان مین رکھے دیکھیے کیسی رات پہاڑ ہوگئی کسی طرح سے نہین کٹتی ہنوز یہی ذکر تھا کہ یکایک عابد شب زندہ دار ماہ نے سجدۂ انجم کو سجادۂ خاک پر رکھکر براے اعتکاف قصر مغرب مین داخل ہوا زاہد معبد فلک چہارم یعنی نیر اعظم گلدستۂ فلک پر براے تسبیح وتہلیل جلوہ فرما ہوا ملکہ لالان خون قبا کا چہرہ فق دل مین تلق کہا ناگن جلد کسی کو بھیجو شہرداؤدیہ سے خبر لائے کل حال اپنی آنکھون سے دیکھ آئے قبلہ وکعبہ کو جاکر تسلیمات عرض کرے میری بیقراری کا حال کہے کہ شب سے کنیز بہت بیقرار ہی اپنے دست حق پرست سے خیر وخوبی ترقیم فرمائیے کہ دل کو تسکین ہو گلعذار نامے کنیز آمادہ ہوئی جب وہ چلنے کا قصد کرتی ہی ملکہ گھبراکر کہتی ہی بوا ٹھہر جاؤ خود والد نامدار سے باتین کرنا خدمتگارون سے پوچھکر نہ چلی آنا ناگن کہتی ہی واری واری اسقدر نہ گھبرائیے دل کو ٹھہرائیے ملکہ کہتی ہی مین کیا کرون ہراک موے جسم کو پیچ وتاب ہی دل بہت بیتاب ہی ناگن نے کہا اسقدر

بیقرار ہو جیسے ابھی خبر آتی ہی حضور مین جاؤن اپنی آنکھون سے شہنشاہ کو دیکھ آؤن ملکہ نے کہا میرا ارادہ ہی کہ مین خود جاؤن اتنو ہی دل چاہتا ہی گریبان چاک کرون مُنھ پر خاک ملون والد نامدار کی خبر نہین معلوم ہوتی دیکھو نیچہرے پر گرد یتیمی ہی ناگن نے کہا حضور خدا نخواستہ ایسا تو نہ کہیے لونڈی کو وسواس آتا ہی آپکی ان باتون سے کلیجہ پھٹا جاتا ہی سب کو عیش و راحت مین چھوڑ کر آئے ہین خدا کے فضل سے سب طرح خیریت ہی یہ کلام ناگن کا تمام ہونے پایا تھا کہ طرف سے شہر داؤدیہ کے شور گریہ وزاری بلند ہوا دیکھا اہالیان شہر خستہ و شکستہ زخمدار بیقرار روتے پیٹتے چلے آتے ہین ہزارہا عورتین بامو ے پریشان فریاد کنان کوئی شوہر کا نام لیکر روتی ہی کوئی فرزند کے غم مین جان کھوتی ہی کوئی کہتی ہی ہاے جوان بھائی چھوٹ گیا بازو ٹوٹ گیا چھوٹے چھوٹے بچے خاک اڑاتے ہوے مان کی اُنگلی تھامے ہوے کسی کا سر زخمی کسی کا ہاتھ جھولا ہوا کوئی سرتاپا دریاے خون مین ڈوبا ہوا ہر خورد و کلان بدحواس جینے سے یاس حیران و پریشان ملکہ لالان خون قبا نے کہا او ناگن ہمارے غم و الم کا ظہور ہوا ناگن وزیرزادی گھبرا کر دوڑی پکاری صاحبو براے خدا صبر کرو دل پر جبر کرو بیان تو کرو کس نے لوٹ لیا کیون دُکھ دیا کیا بلا نازل ہوئی شہر داؤدیہ مین ڈانکا پڑا کسکا گھر لٹا کون بچا چند رئیس بدحواس عالم یاس چہرون پر خاک ملے ہوے فریاد کرتے سر پیٹتے ہوے سامنے ملکہ کے آئے عرض پیرا ہوے حضور آپ کے والد نیک اساس بصد حسرت و یاس سیارگلشن جہان ہوے قیامت کے سامان عیان ہوے صورت نگار یکہ و تنہا آئی اُس ملعونہ نے وہ تصویر صفحہ ہستی سے مٹائی ہر چند ہم سب نے بمنت آپ کے والد نامدار کی خدمت مین عرض کیا بہت کچھ سمجھایا مگر اُس ثابت قدم راہ رضا نے توبہ شکنی نہ گوارا کی محراب عبادت مین اپنی جان دی تمام شہر کو صورت نگار بدکردار نے قتل و غارت کیا ہر گلی کوچہ لاشون سے بھر دیا آپ کے نمکخوار خوب لڑے مگر وہ زوجہ مصور جادو تعلیم کردہ افراسیاب ہی ہم ایسون کے سحر کو کب مانتی ہی ہر ایک کو طفل مکتب جانتی ہی مسجد مین گھس کر شہنشاہ کو قتل کیا اُس بیگناہ کا خون صحیفہ ابراہیمی پر بہا انشاء اللہ اس خون کا بہت جلد انتقام ہوگا اس ظلم و بدعت کا بد انجام ہوگا یہ حال پر ملال سُنکر ملکہ لالان خون قبا نے اپنے کو زمین پر گرا دیا آہ کا نعرہ مارا ہاے والد نامدار کہکر تڑپنے لگی ناگن وزیرزادی نے فوراً بغلون مین ہاتھ دیکر روکا کنیزون مین شور گریہ وزاری بلند ہوا ہر ایک اپنے اپنے عزیز و اقارب کی خبر پوچھتی ہی شہر والے جواب دیتے تھے صاحبو کسی کا پتہ نہین شہر داؤدیہ مین غدر تھا باپ کو بیٹا بھائی کو بھائی نہ پہچانتا تھا اُس منحرف نے برف برسائی آگ لگائی شعلے بھڑکے ہزارہا بندگان خدا دبے نہین معلوم کون کس طرف گیا کون مارا گیا کون جیتا بچا اب جو زندہ بچے ہین جیسون مین ہین گے بمشکل غنچہ سربستہ آرزو کھلین گے اس کیفیت کو سُنکر

ہر ایک بیقرار ہوا ہنگامۂ محشر آشکار ہوا کنیزون نے ملکہ کو بڑی مشکل سے سنبھالا دیکھا فرطِ رنج و غم سے آنکھین پتھرائی ہوئی ہوش و حواس مین خلل بیقراری ہین یہ اشعار زبان پر لائی اشعار

ای والد نامدار میرے
ای بلبلِ بوستانِ اسلام
کیا خوب ہوا ہی نیک انجام

ای افسر تاجدار میرے
ای عابد و زاہد خوش انجام
فردوس مین اب کروگے آرام

ای سالکِ مسلکِ طریقت
خواہش تھی یہ دم کی نذر کی

ای سرو حدیقۂ حقیقت
کیا عشق کی راہ سر سے طی کی

بروقت رخصت بصد حسرت کنیز کو وصیت کی تھی کہ بیٹیا تا دم مرگ راہ اسلام سے منھ نہ موڑنا اسن و دولتِ طلسم کشا نہ چھوڑنا ہماری زیست کا کیا اعتبار ہی آفتاب لب بام و چراغ سحری ہین ہمارے بعد تم سے نام روشن ہوگا جب زبان سے نام پروردگار کا لوگی ثواب اسکے ہمکو تا روز قیامت پہونچین گے ای ناگن ایک حسرت بہت بڑی والد نامدار دل مین لیگئے جس دن سے مسلمان ہوئے جب مین برائے تسلیم جاتی تھی فرماتے تھے ای نور نظر دعا کرو کہ صاحبقرانِ زمان کو چک سلیمان افسر مسلمانان ہماری زندگی مین طلسم ہوشربا مین تشریف لائین کیا روز سعید ہو اسدن ہمکو عید ہو کہ قدمون سے صاحبقران کے لپٹین وہ دستِ حق پرست پشت پر رکھکر ہمارے واسطے دعائے مغفرت کرین بابا جان یہ ارمان دل مین لیگئے کیون ای ناگن ہم گرفتار رنج عظیم ہوے آج سے یتیم ہوے کوئی سر پرست باقی نہ رہا ناگن نے عرض کی واری رونے کو تو مین آپ کو کیا منع کرون مگر بڑی خوشی کی بات ہی کیا جلد امورات قبیح سے تائب ہوے رستم وقت تھے نفس سرکش پر فوراً غالب ہوے جو شخص دعوے ہمسری رب اکبر کرے وہ تائب ہو کر وحدانیت کا دم بھرے حضور اب چلیے اس کشتۂ حسرت و یاس کا لاشہ اُٹھائین دفن و کفن کا سامان کرین جسوقت اسد شیر دل و خواجہ عمرو کو یہ خبر وحشت اثر پہونچے گی یقین کامل ہی قیامت برپا کرینگے صورت نگار کو کسی صورت سے زندہ نہ چھوڑینگے خواجہ کو شاہنشاہ مرحوم سے بڑی محبت تھی وہ ضرور ان زن و شوہر کو قتل کرینگے خون ناحق کا بدلا لینگے ملکہ نالان خون فشان نے کہا ای ناگن خبر پہونچا کیسا چلکے لاش شاہنشاہ کی اُٹھاؤ جہان لشکر طلسم کشا کا ہو وہین چلو شرف آخرت یہ والد ماجد کو حاصل ہو طلسم کشا و خواجہ عمرو جنازے کو کاندھا دین اپنے دستِ حق پرست سے دفن کرین نصیحت کرکے مسلمان کیا تھا وقت آخر بھی وہی تلقین پڑھین ناگن نے کہا حضور بہت مناسب ہی مگر پہلے کنیز جاتی ہو شہر خالی پڑا ہی ایسا نہو کسی ساحر کو حرامزادی چھوڑ نہ گئی ہو مین بخوبی جا کر دیکھ آؤن تب حضور شہر مین تشریف لائین اب تہین آپکی جان کے لالے پڑے ہین ہزار طرحکا خوف ہی آپ مبتلاے غم و الم آپ کی راے کا اس زمانے مین کیا اعتبار ہی ہزار طرحکا انتشار ہی ناگن نے یہ کہکے ملکہ کو تخت پر سوار کیا سب نے لباس سیاہ پہنا کنیزون کو ساتھ لیکر ملکہ نالان و گریان چلی ناگن بھی بصد رنج و محن

ایک طاؤس پر سوار ہوئی اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا ملکہ کو بخوبی سمجھا دیا کہ آپ شہر سے دو کوس کے فاصلے پر ٹھہر جایئے گا میں شہر کے نیک و بد کا حال دیکھکر آؤنگی اپنے ہمراہ آپ کو شہر میں لیجاؤنگی ناگن نے سب طرح کا انجام سوچ لیا مگر کیا کرے فلک کجرفتار و غدار ہر وقت درپے آزار ہی طریقۂ ظلم و بدعت میں عقل بیکار رہی ہمیشہ صاحب فراست کو دام مصیبت میں پھنساتا ہی ہر نازک مزاج کو وہ دالم سر پر اُٹھاتا ہی بڑے بڑے حکما و عقلا اسکی بدعت سے پامال ہوے جب اسنے گردش دکھائی کچھ عقلمندی نہ چلی مُنھ کے بھل گر پڑے تڑپے پھڑکے سنبھل نہ سکے بڑے بڑے شاہان اولوالعزم کے نام مٹے صاحبان فوج و چتر و علم تھے بڑے جاہ و حشم تھے اب اُن کا کوئی نام بھی نہیں لیتا قبر تک کا نشان نہیں ملتا

نظم

تختِ جمشید و خطِ جام ہوا نقش غنا
نہ سکندر رہی نہ آئینہ حیرت افزا

مرتبہ دولتِ قیصر ہی نہ اقلیم قباد
پایۂ شوکت سنجر ہی نہ ملک دارا

نفس بادِ سحر سے یہ صدا آتی ہی
کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا

سیکڑوں قافلے راہی ہوے اس منزل سے
گرد اُڑتے کہیں دیکھی نہ سُنی بانگِ درا

کسکی اس بزم میں روشن ہوئی شمع اقبال
جسکو گل کر نہ گئی جنبشِ دامانِ قضا

وہ گل تازہ نہ اس باغ میں ہنستے دیکھا
ٹھنڈی سانسیں نہ بھرے جسکے لیے بادِ صبا

اس خیابانکا ہر اک نخل ہی نخل ماتم
کفِ افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا

لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج اُنکے غبار
جنکی رفتار سے ہر گام پہ تھے فتنے برپا

اُنکی صورت کو ترستی ہیں نگاہیں افسوس
صورتِ نور نظر آنکھوں میں ہی وہ نقشا

جنکی آواز میں تھا مایۂ اعجازِ مسیح
خواب میں کبھی کبھی سنتے نہیں اب اُنکی صدا

ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھیں
اے مقیمانِ عدم حال کہو کیا گذرا

ہمدمو کیا ہوئیں جیلیں جو بہم رہتی تھیں
کیا ہوا ہمنفسو رابطہ صبح و مسا

نہ وہ ہنگامۂ صحبت ہی نہ وہ بزم نشاط
نہ وہ اندازِ سخن ہے نہ زبانِ گویا

ربط و اخلاص جو آپس میں تھے معمول گئے
دفعتہً ہمسفرو ایسا ہمیں بھول گئے

انتظام سراسر بیکار عقل و شعور پر ناز بیجا خدا گردش فلکی سے بچائے کچھ انسان کا زور نہیں چلتا ناگن نے سب کچھ انتظام کیا مگر کیا معلوم تھا کہ صورت نگار مکار و طائر ہی ہوئی قفس میں ملکہ لالان خون قبا کے بیٹھی ہی وقت کی منتظر گوش بر آواز اپنے مکر و غدر رد عقل و فطرت پر ناز ناگن بصد رنج و محن نالاں گریہ کناں ہر سو نگراں شہر میں آئی جہاں کہیں تپا کھڑکا اسکا دل دھڑکا ہوشیار ہوگئی سحر کیا دیکھتی بھالتی آگے بڑھی

دیکھا تمام شہر ویران جابجا لاشون کے انبار مکانات خالی گلی کوچون مین سناٹا وہ شہر آباد کہ جس مین آٹھ پہر کندھے سے کندھا کھنکتا تھا گرم بازاریان رہتی تھین جابجا یارون کے جگھٹے نازنینان مہ جبین کے جماؤ تھے اب وہان پر خاک اُڑ رہی ہی ویرانہ دیکھکر دل گھبراتا ہی اشعار

ہر اک سو ہر اک سمت اندھیر ہی
چمن مین بھی کہتی ہی عندلیب
ہر اک سرو ہی خشک حسرت زدہ
اُسی دن سے لالہ کے ہی دلمین داغ
کلیجہ ہو کیونکر نہ غنچون کا شق
فلک دیکھکر ہو گیا شاد شاد

غم و یاس و حسرت کا اک ڈھیر ہی
وہ کیا ہو گئی اس چمن کی بہار
ہر اک نہر ہی چشم حیرت زدہ
اُسی دن سے ہی خشک نرگس کا جام
کہ ہوتا ہی بلبل کے غم سے قلق

کرون اور کیا عرض مین بدنصیب
کہ ہر گل نظر آتا ہی مثل خار
خزان کا ہی مورد اسی دن سے باغ
اُسی دن سے بلبل کا نالہ ہی کام
غرض ایسے گلزار کو نامراد

یہ بربادی و ویرانہ دیکھکر قریب تھا کہ ناگن کا کلیجہ پھٹ جاوے در و دیوار سے لپٹ لپٹ کر خوب روئی صورت نگار جو عیش خانہ مین چھپی بیٹھی تھی آواز رونے کی اسکے کان مین آئی جھپٹ کر بہ نگاہ غور دیکھا ملکہ ناگن وزیرزادی کو پہچانا اور زیادہ اپنے کو مخفی کیا ناگن بھولی بھراتی اشک حسرت چشم پرنم سے بہاتی ہوئی نشۂ غم والم سے لڑکھڑاتی ہوئی اُس قصر مین آئی دیکھا یہان بھی صدہا لاشے پڑے ہین چند عزیزون کو جو اپنے مردہ پایا غم والم سے کلیجہ مُنھ کو آیا ہر ایک کی لاش پر خوب ٹیپی چیخین مار کر رونے لگی نام لیکر ہر ایک کا پکار مردے کیا جواب دیتے اور زیادہ اضطرار بڑھا سکتے کا عالم ہوا صورت نگار نے جو دیکھا کہ وزیرزادی کا یہ نقشہ ہی مثل تصویر خاموش دریاے غم والم کا جوش کبھی اٹھتی کبھی بیٹھتی تڑپی پھڑکی سحر کی جھولی کا بھی کچھ خیال نہ رہا شانے پر سے گر گئی صورت نگار نے جب اسکو مبہوت پایا چپکے چپکے سحر کرنا شروع کیا ناگن غافل از شعبدہ بازی فلک کج رفتار اسکے تاثیر سحر سے تھرائی زمین پر گر پڑی بیہوش ہوئی یہ ملعونہ جھپٹی اسم سحر کا پڑھکر گولہ مارا ناگن کو غرق زمین کر دیا اب مطمئن ہوکر بیٹھی سحر سے اپنی صورت ناگن کی سی بنائی خوشی سے پیرہن مین نہ سماتی تھی اپنی عقل و فطرت پر نازدل سے کہتی تھی بڑا کام کیا طلسم ہوش ربا مین نام کیا لوح طلسمی ملنا کتنی بڑی بات ہوا توکل انتظام ملکہ لالان خون قبا میرے ہی ہاتھ ہی اب چلکے ملکہ صاحب کو ترغیب دونگی لشکر ابن طلسم کشا کے پہنچونگی رات کو سوتے مین لوح طلسم گلے سے اسد غازی کے اتار لونگی افراسیاب کو دونگی بہت راضی ہوگا سلطنت طلسم ہوش ربا اب ہمارے خاندان مین رہیگی داؤد جادو مر چکا عہدۂ خداوندی میرے شوہر مصور کو ملے گا سب طرح کا ہمین کو اختیار رہیگا بی حیرت جادو بھی میری دست نگر رہینگی جب کبھی بات پڑیگی جواب دونگی مین نے سب کی جان بچائی مذہب سامری میرے ہی دم قدم سے ہی داؤد جادو کو مارا لوح طلسمی لشکر خدا پرستان سے لائی ایسے وقت پر کسی نے جانبازی نہ کی ہمنے

سر ہتیلی پر رکھا زندگی مین موت کا مزا چکھا جب تو لوح طلسمی لائی عمرو ایسے عیار کے چونا لگایا شہر داؤدیہ کو
مثل نقش قدم مٹایا اور اسباب ہمیشہ دبتا رہیگا ایسے خیالات مُہملات کرکے دل مین بہت خوش ہوئی بصدارت
ناگن تیار ہو کر طرف لشکر ملکہ لالان خون قبا کے چلی یہان ملکہ لالان خون قبا دو کوس جب شہر قریب
رہا ہو جب فہمایش وزیرزادی کے ٹھہر گئی دیکھا کہ ملکہ ناگن بصد اندوہ و محن آتی ہو مگر بدحواس و عالم یاس
خون مُنھ پر ملے ہوئے سر کے بال کھُلے ہوئے نالان و گریہ کنان حیران و پریشان ملکہ نے گلے سے لگا لیا پوچھا اے خیرخواہ
جلد بتلا کہ شہر کی کیا صورت ہو اُس مکارہ نے اُسی طرح بلائین لیکے جواب دیا کس زبان سے اُس حال مصیبت مآل کو
بیان کرون حقیقت مین جلاد کا کام کیا اپنے نزدیک بڑا نام کیا تمام گلی کوچہ لاشون سے معمور ہی حسرت و حرمان کا
وفور ہی بڑے بڑے رئیسان عالیوقار صاحب اقتدار اُس مکارہ کے ہاتھ سے بیجان ہوے شہر مین قیامت کے سامان
عیان ہوے اول یہ کنیز مسجد مین گئی لاشہ شاہنشاہ عبادت خانہ مین دیکھا کلیجہ پھٹ گیا عین محراب مین مسجد کے یہ
ثابت قدمی کی جان دی کل صحیفہ خوان بھی مارے گئے اب حضور شہر مین تشریف لے چلین اور سب طرف سے
اطمینان خاطر ہو یہ کنیز خود اپنی آنکھون سے سارے شہر کو دیکھ آئی وہ ملعونہ سب کو قتل کرکے چلی گئی یہ بھی
بخوبی ثابت ہوا کہ کسی اور ساحر کو شہر مین نہین چھوڑا غرض ملکہ کو سمجھاتی ہوئی بہلاتی ہوئی شہر کی طرف لیچلی سب
کنیزین روتی پیٹتی بال سر کے کھُلے لباس سیاہ پہنے ہوے ساتھ صورت نگار مکارہ نے سب سے زیادہ اپنا
حال تباہ کیا ایسی ہاے واے کرکے تڑپی کہ خود ملکہ لالان خون قبا سمجھانے لگی کہا اے ناگن اگر تم اپنا حال
ابتر کروگی تڑپ تڑپ کر جان دوگی پھر ہماری دستگیری کون کریگا ہمکو دیکھو کہ باپ کا سایہ ہمارے سر سے
اُٹھ گیا عین کم سنی مین یتیم ہوئی جنکو وارث قرار دیا دامن دولت تھاما وہ ہنوز سفر مین ہین خدا اُنکو دشمنون سے
بچائے اپنے حفظ و امان مین رکھے تمام طلسم ہوش رُبا اُنکا دشمن ہو اب صرف تمھاری محبت و خیرخواہی کا سہارا
ہی تم اپنے ہوش و حواس درست رکھو ہر امر مین صلاح نیک دو صورت نگار نقلی نے کہا حضور مین
جان تک نثار کرنے کو حاضر ہون مگر کیا کرون دل نہین مانتا صبر نہین ہو سکتا آپ کے والد نامدار کی پرورشین
یاد آتی ہین آپ سے زیادہ تر مجھکو چاہتے تھے بجاے فرزند پرورش کیا عزت و آبرو مرحمت فرمائی اسی
طرح کے فقرے جاتی ہوئی ملکہ کو لیکر شہر مین داخل ہوئی ملکہ نے جو ایسے شہر آباد کو ویران پایا ہر مقام پر کھڑی
ہو کر روئی مصاحبین کنیزین اپنے عزیزون کی لاشون پر خوب پیٹین ناگن نقلی نے فوراً سب کے لاشے اُٹھوائے
دفن کرائے لاشہ شاہنشاہ داؤد کے واسطے ایک صندوق سیاہ آراستہ کیا اُس کُشتہ حسرت و یاس کو اُسمین
رکھا مگر لاشے دفن کرانے مین رات ہو گئی آخر یہ صلاح ٹھہری کہ شب کو جانا مناسب نہین ہی صبح کو طرف
لشکر ظفر اثر طلسم کشا کے روانہ ہونگے آخر کار اُنھین قصرہاے ویران مین آکر مقام کیا لیکن اُس رات کا سناٹا ہر ایک

کے قلب پر ہجوم غم والم اپنے اپنے عزیزون کے ماتم مین چاک گریبان ملکہ لالان خون قبا مضطر و پریشان ملکہ کی بیقراری و حالت گریہ وزاری دیکھکر صورت نگار بار بار عرض کرتی ہی حضور آرام فرمائین کنیز بیدار رہیگی حضور ہزار طرح کا دل کو وسوسہ ہی ایسا نہو کہ افراسیاب خانہ خراب کسی اور ساحر کو روانہ کرے اور وہ آکر ہماری آپ کی گرفتاری کا قصد کرے مین براے نگہبانی گرد قصر کے پھرونگی ملکہ نے کہا ای مونس و ہمدم تیرے پاس بیٹھنے سے کسی قدر غم غلط ہوتا ہی حقیقت مین مجھکو بھی اسکا خیال ہی کہ خود افراسیاب نہ چلا آئے تو غضب ہوجائے اکثر اُسنے یہ قصد کیا کہ مجھکو اپنے تصرف مین کرے کنیزون سے تقریر کرائی کہ مین ملکہ لالان خون قبا پر مائل ہون عرصہ دراز سے تیغ ابرو کا گھائل ہون مین نے کبھی جواب نہ دیا ہمیشہ سکوت کیا رُعب و داب سے جناب قبلہ و کعبہ کے اُس خانہ خراب کا کبھی زیادہ کہنے کا حوصلہ نہ پڑا اب ہم یتیم ہوے اُس کینۂ دیرینہ کو ظاہر کریگا پس ایسے وقت مین غافل ہوکے سونا مناسب نہین ہی اگر شاید وہ بیحیا بانی مکر و دغا بہ ارادہ خام آئے تا کام جائے مین اُسی وقت اپنے کو ہلاک کرون خنجر موجود ہی مجھکو مردہ پائے عمر بھر پچھتائے ای ناگن کیا بتاؤن جبدن سے شاہزادہ عمایوقار اسد نامدار رخصت ہوکے گئے ہین خواب نایاب آٹھ پہر پیچ و تاب شب بھر تارے گن گن کے سحر کرتے ہین رات دن تڑپ تڑپ کے بسر کرتے ہین بقول نواب مہدی علیخان صاحب جنت آرامگاہ مخمسہ

ہم کسی کے منتظر ہو ہین تو گھبراتی ہی نیند — دیو بنکے شب وحشت مین دھمکاتی ہی نیند
حسب عادت جو اکیلے ہین اُچٹ جاتی ہی نیند — تارے گنتے ہین نہین آتی نہین آتی ہی نیند
دل کو تڑپاتا ہی پھر آنکھون کو تڑپاتی ہی نیند

یان تصور مین بھی کوسون تک نہین آتی ہی نیند — منتظر فرط الم سے سخت گھبراتی ہی نیند
اور اگر آئی بھی تو آکر پلٹ جاتی ہی نیند — گھر مین آنکھون کے قدم رکھنے نہین پاتی ہی نیند
دونون پلکون کے طمانچے رات بھر کھاتی ہی نیند

بوستان دہر مین ایسا کھلا مانند خار — ایک بوسیدہ سا پنجرہ ہی نہین یہ جسم زار
وحشتین مجھپر شب فرقت مین ہوتی ہین ہزار — فرش راحت پر مجھے جسوقت یاد آتا ہی یار
مرغ دل ایسا پھڑکتا ہی کہ اُڑ جاتی ہی نیند

مارے مارے پھرتے ہین جنگل مین گاہے کوہ مین — خاک اُڑاتے ہین کبھی تنہا کبھی انبوہ مین
عمر آخر ہوگئی ای ہمدمو اس نوہ مین — کون ہی راحت رسان اپنا شب اندوہ مین
موت بھی آنکھین چُراتی ہی جو شرماتی ہی نیند

ای مسیحا غور سے اِس سمت فرما تو نگاہ — آنکھین پتھرائی ہوئے ہین منتظر بے اشتباہ

بڑھ کے دکھلایا بتون کے عشق نے روز سیاہ سوؤن کیا آنکھون کے ڈھیلے ہوگئے ہین سنگ راہ

آ کے میری خوابگہ مین ٹھوکرین کھاتی ہی نیند

دیدہ و دانستہ بد ہی دوستداری یار کی پر ہی فرض عین اے دل پاسداری یار کی
ہی مآلِ زندگانی ہمکناری یار کی عین راحت ہی تجھے خدمتگذاری یار کی

تلوے آنکھون سے جو سہلاتا ہون آجاتی ہی نیند

ایک غافل کا تصوّر ہر گھڑی ہی سوؤن کیا سوز الفت کی بدولت دائمی ہی سوؤن کیا
بند اپنے شیشۂ دل مین پری ہی سوؤن کیا خواہش دیدار آنکھون مین بھری ہی سوؤن کیا

پتلیون مین اپنی جا تل بھر نہین پاتی ہی نیند

عشق مین آزاد اور مجبور دونون ایک ہین فاختہ اور بلبل رنجور دونون ایک ہین
دیدہ تر نرگس مخمور دونون ایک ہین مرغ بسمل عاشق مہجور دونون ایک ہین

اسکو پھڑکاتی ہی مرگ اور اسکو تڑپاتی ہی نیند

ناتوانی مین غشی کے سے ہمیشہ ہین جو ڈھنگ ہوش مین آنے سے دل کو ہی نہایت عار و ننگ
کیسی راحت کیسی عشرت کس مین باقی ہی امنگ کیسے تکیے کیسی توشک کیسا ہوتا ہی پلنگ

مین وہ غافل ہون میرے گھر آ کے پچھتاتی ہی نیند

ہجر مین آرام ہی تکلیف قلب زار کی ایک حالت ہی مری اور نرگس بیمار کی
مہربان من قسم ہی دیدۂ بیدار کی بھول جاتا ہون مین غفلت مین کہانی یار کی

بدلے راحت کے اذیت مجھکو پہونچاتی ہی نیند

شغل نالہ قبر مین کیونکر نہو مجھ زار کو مر کے بھی ہی ہجر کا غم قلب حسرت بار کو
صور کا ہوتا ہی دھوکا خفتہ و بیدار کو سوتے سوتے جب پکار اٹھتا ہون اپنے یار کو

مرقدون کے سونے والونکی اچٹ جاتی ہی نیند

ای خمر کچھ خبر ہی وہ لالہ رو دلبر کہان سیر جنت کی کہان اور تجھسا بداختر کہان
ہی تصوّر ہی تصوّر اعتبار اسیر کہان یار گل اندام کا زانو کہان اور سر کہان

ہجر مین سوتا ہون مجھکو خواب دکھلاتی ہی نیند

یہ اشعار حسرت خیز مصیبت انگیز پڑھکر ملکہ لالان خون قبا اسقدر روئی کہ غش آگیا مصاحبان خاص کا قلب تھرا گیا گلاب کیوڑا چھڑکا بہ مشکل اُس آفت رسیدہ ہجران دیدہ کو ہوش آیا اسی طرح بیقراری

واشکباری مین وہ شب رنج و مصیبت بسر ہوئی ناگاہ مسافر منزل افلاک رہگراے جادۂ آسمان ہوا ناگن نقلی نے بتعجیل تمام سامان سفر آراستہ کیا بارہ ہزار کنیزان ماہ پیکر و دائیان نیک سیر سیاہ پوش ہر ایک کے قلب پر بحر رنج والم کا جوش لاشۂ شاہنشاہ داؤد بندۂ خاص معبود بیچ مین شامیانہ سیاہ کھنچا ہوا گریان و نالان خاک بر سر کنان طرف لشکر ظفر اختر شاہزادہ اسد نامور کے روانہ ہوے

در کلمۂ داستان شوکت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر باتوقیر گیتی ستان و کیفیت لشکر نکبت اختر زمرد شاہ گمراہ بیان ہوتے ہین ساقی نامۂ مصنف

ساقی جام جہان نما دے	کیفیت دو جہان دکھاوے	گل ہو مرا خامۂ شتابی	منگوا دے پھول کی گلابی
وہ بادہ پلا جو مست کر دے	وہ مے جو سخن پرست کر دے	جب نشہ مین دونون لڑاؤن	مردہ مضمون کو جلاؤن
کھولون جو زبان مین ہنرمند	بلبل کا ناطقہ کرون بند	صیقل جو ہو بادہ سے مکرر	پھر تیغ زبان کے دیکھ جوہر
ہو ملک سخن کی شہریاری	سکہ مرے نام کا ہو جاری	پھر سوز و گداز کا بیان سن	پھر درد بھری ہوئی فغان سن
گلدستہ بناؤن شاعری کا	پھر سحر دکھاؤن سامری کا	صرف اسمین ہوئی ہے خوش بیانی	حیرت آگین ہے یہ کہانی

عندلیبان خوش الحان بوستان سخنوری و زمزمہ سرایان حدیقۂ افسونگری شاخسار نخل چمنستان بیان مین مصروف رنگین طرازی ہین شعر سخن سنج و غواص دریاے ہوش یہ چنین ریخت گوہر بدامان گوش یہ سابق مین تحریر ہوا کہ زمرد شاہ باختری نے نامہ بطلب ساحر طرف طلسم ہوش ربا کے روانہ کیا تھا جس زمانے مین افراسیاب دل کباب بصد اضطراب متردد و متوحش بر سر کوہ بلور غمگین و رنجور فکر حصول لوح مین تھا اُسی تردد مین نامۂ لقا بھیجا کا پہونچا افراسیاب نے صیقل جادو کو بلا کر حکم دیا کہ اے صیقل جلد خدمت مین خداوند لقا کی جاؤ لیکن یہ خیال رہے کہ رنگ کبر و نخوت آئینہ خاطر پر نہ آنے پائے مثل آئینہ دل صاف رہے وہ مقام دربار خداوند ہے قدرت کو کبر و نخوت کسی کا پسند نہین ہے جو بیان سے گیا دو چار دن لڑا مسلمانون سے معرکہ پڑا قدرت نے بتقدیر کر کے غالب کرایا پس اُسکے دل مین غرور آیا قدرت نے فوراً عیاران اسلام کو حکم دیا وہ بلاے روزگار تعلیم کردۂ عمرو مکار اُنھون نے چشم زدن مین مار ڈالا پس خبردار خبردار عیارون سے ہوشیار رہنا اُنکے مکر مین نہ پھنسنا صیقل نے دست بستہ عرض کی آپ مالک ہین جو سمجھایا عنایت و پرورش عیارون کی کیا مجال ہے کہ قریب آپکے نمکخوارون کے آسکین اور غلام کبر و غرور بھی نہ کرے گا جاتے ہی مسلمانون کا خاتمہ کریگا قدرت کو بالاے قیطون پہونچا دیگا غرض صیقل مع بارہ ہزار ساحران غدار طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوا یہان لشکر اسلام مین بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد بارگاہ سلیمانی مین سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہین تمام سرداران نامی و پہلوانان گرامی فرزندان

صاحبقران عالیشان اپنے اپنے دنگلون پر متمکن ہین مگر بادشاہ کو کمال انتشار کل سردار بیقرار گزارش کر چکا ہون کہ صاحبقران عالیوقار عرصۂ دراز سے لشکر مین نہین ہین بادشاہ نے ہرکارے صاحبقران کی جستجو کے واسطے بھیجے مگر ابھی تک خبر نہین دریافت ہوئی احوال صاحبقران زمان کا ناظرین پر بخوبی واضح ہی تحریر ہو چکا ہی کہ صاحبقران کو اُسی حالت زخمداری مین مرکب نکال لے گیا تھا قلعۂ ہوشنگ وزو پر پہونچے وہان سے گذر آہن حصار مین ہوا بڑی بڑی سخت لڑائیان ہوئین اب مع ہوشنگ نوجوان شاہنشاہ زرین علم کے فوج ظفر موج ہمراہ لیکر طرف کوہ عقیق کے آتے ہین اسی وجہ سے بادشاہ اسلام گھبراتے ہین کہ دنگل آصفی پر غاشیہ پڑا ہی ہونے سے صاحبقران کے بارگاہ مین سناٹا ہی عیاران طرار خنجر گذار سات مہتر چودہ سرہنگ بحر عیاری کے نہنگ سامنے بادشاہ کے حاضر ہین بادشاہ نے جواہر بن عمرو سے فرمایا کیون ای جانشین خواجہ عمرو کچھ جد عالی تبار کی کیفیت نہین معلوم ہوئی جواہر نے عرض کی غلام خود بھی گیا جابجا تلاش کیا کہین پتا نہ ملا آخر مجبور ہو کر واپس آیا مگر چند عیار مین نے بھیجے ہین یقین ہی بہت جلد خبر لائین یہ کلام ہنوز تمام ہونے پایا تھا کہ لشکر لقا سے صدائے طبل شادیانی بلند ہوئی بادشاہ نے فرمایا ای جواہر خبر تو لو لقا کے دربار مین کیا خوشی ہوئی جو شادیانے بجتے ہین کیا کوئی ساحر طرف سے افراسیاب کے آیا عرض کی کہ حضور ہرکارے ہر وقت وہان موجود رہتے ہین خبر لیکر حاضر ہوتے ہونگے کہ یکایک نامیان خیبری وغیرہ حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ صیقل جادو مع بارہ ہزار ساحران غدار طرف سے افراسیاب نا ہنجار کے آیا ہی وہ بیجا بیٹھا ہوا بلبلا رہا ہی بادشاہ نے فرمایا مقام انتشار ہی کہ جد عالیوقار موجود نہین ہین ساحر اگر اپنے سحر کی نیرنگیان دکھائیگا بندگان خدا کے سر پر بلائے تازہ لائیگا جواہر نے عرض کی حضور نہ گھبرائین خدا چاہیگا تو دات ہی کو روسیاہ کو قتل کرینگے اپنی جان لڑا دینگے یہان تو یہ ذکر ہو رہا ہی کچھ عیار اُٹھے لشکر سے نکلکر طرف بارگاہ لقا کے بیجا کے چلے یہان زرد شاہ باختری تاج نخوت بر سر تخت نکبت پر بیٹھا تھا کہ صیقل جادو آکر حاضر ہوا نامۂ افراسیاب پیش کش کیا واسطے سجدے کے جُھکا لقا نے صیقل کو خلعت دیا نامہ پڑھوا کر خاموش ہو رہا افراسیاب نے اپنی تمام مصیبتین تحریر کی تھین حال رہائی اسد نامدار اور عیاریان خواجہ عمرو عیار کی غرکت بلکہ ماران زمین کن و اسرار جادو وغیرہ بہ تصریح تحریر کی لقا نے کہا وہ بندہ مغضوب ہمیشہ جوتیان کھائے گا طلسم رفتہ رفتہ فتح ہو جائیگا قدرت کو کئی سال گذرے آجتک برائے زیارت بادولت نہ آیا قدرت کو بھی غصہ ہی طلسم ہوش رُبا کو خاک مین ملائین گے افراسیاب کو جوتیان کھلوائین گے بڑا بیحیا مغضوب قدرت کی قدمبوسی نہ کرتا سراسر قصور ہی صیقل منتین کرنے لگا کہ یا خداوند اسکو معاف فرمائیے مین یہان سے جاکر شہنشاہ کو اپنے ہمراہ لاؤنگا قدرت کے قدمون پر گراؤنگا بختیارک قہقہہ مار کر ہنسا کہا میان صیقل صاحب کو

یہان سے واپس جانے کی بھی امید ہی یہ دربارِ قدرت ہی اسمین ٹبرا بھید ہی جو ساحر ہوش رُبا سے آیا زندہ پلٹ کر نہ گیا فرزندانِ خواجہ کے ہاتھ سے واصلِ جہنم ہوا ہی آپ کا بھی حال ہوگا صیقل کانپنے لگا کہا میان شیطان صاحب ذرا زبان سنبھالو ایسے کلماتِ نامبارک مُنھ سے نہ نکالو ابھی تو نئی نئی میری شادی ہوئی ہی جوان جورو کو چھوڑکر آیا ہون جلدی مین ہاتھ بھی نہین لگا یا بختیارک نے کہا محلہ مین دوچار جوان ضرور ہونگے میان صیقل صاحب مثل مشہور ہی ہمسایہ مانکا جایا انکا بھی حصہ ضرور ہی ابھی تمھاری جورو باکرہ ہوگی اگر خون محلہ والون کی گردن پر ہو تو بہتر ہی صیقل بہت بگڑا کہا یا خداوندا اس شیطان کو منع کیجیے بختیارک نے کہا جو ہونے والا ہی وہ کہتا ہون اور اگر آپ کو منظور ہی کہ جاکر جورو سے ملین وصل کے فرّے اُڑین عیارون سے ہوشیار رہیے طبلِ جنگی بجوانے مین جلدی کیجیے ایک وجہ سے تو آپ کی تقدیر زبردست معلوم ہوتی ہی کہ جو ساحرون کے واسطے ملک الموت ہین یعنے زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان صاحب اسم اعظم محترم ومحتشم سپہ سالار خداوند لقا جرأت وشوکت مین یکتا آج وہ لشکر مین نہین ہین زخمی ہوگئے تھے مرکب نکال لے گیا یہ تو ہم خوب جانتے ہین کہ اکیلے گئے ہین ہزارون کو لیکر آئینگے کسی اور ملک پر آفت برپا ہوگی کسی معشوقہ کو پہلو مین لیے بیٹھے ہونگے فرّے اُڑ رہے ہونگے صدہا کافر قتل کیے ہونگے پہلوانون کو بادشاہون کو ساتھ لائینگے اپنا جاہ وحشم دکھائینگے ای صیقل جادو صاحبقران نہ آنے پائین کہ طبل جنگ بجواؤ مسلمانون کا خاتمہ کرو ایک بات اور ہماری یاد رکھو ساحرون کا بہت بُرا دستور ہی ظاہر مین قتل کرتے ہین اصل مین وہ شخص زندہ رہتا ہی جب میان ماحر صاحب مارے جاتے ہین وہ زندہ ہوکر چلے آتے ہین ای صیقل مسلمانون کی صفائی کرو عیارون سے بچتے رہو یہ سنتے ہی صیقل نے کہا ملک جی مین ایک دن مین کل مسلمانون کو قتل کرونگا دوسرے دن سران سب سرکشون کے لیکر طرف ہوشربا کے جاؤنگا ملک جی آپ فوراً طبل جنگی بجوائیے اب تامل نفرمائیے بختیارک تو اسی بات کی آرزو رکھتا تھا حکم دیا نقارۂ رزمی گرنے گرجا یا صدائے طبل جنگ لشکر کفار مین بلند ہوئی جو اسیسان لشکر اسلام جو واسطے خبر کے موجود تھے حال دریافت کرکے طرف لشکر اسلام کے چلے یہان بارگاہ مین بادشاہ جمجاہ جواہر بن عمر وشعبان خنجرگذار پرتاکید کررہے ہین کہ ای فرزندانِ خواجہ تازمانیکہ تم خود نہ جاؤگے جدعالی تبار کا حال مفصل نہ معلوم ہوگا جواہر نے عرض کی اب غلام کا جانا غیرممکن ہی صیقل جادو طلسم ہوش رُبا سے آیا ہی سحر کی لڑائی ہوگی ہم ایسے غلامون کا لشکر مین نہونا باعث خرابی ہی مگر خاکسار اور عیارون کو بوقت سحر ضرور روانہ کرینگا کہ خواماً جائین منزلون کی خبرلائین یہ سخن ابھی ناتمام تھا کہ نامیان خیبری وتومیان خیبری وسرہنگ ملکی دابوطاہر خونریز آکر حاضر ہوے ہاتھ اُٹھاکر دعائے جاندرازی دی نظم

ای فریدون بارگہ دارا حشم — کاسہ گر ہی تیری در کا ایک جم
کیقباد و قیصر و نوشیروان — حاکمان ہند و شاہان جہان
دمبدم لب پر ہے یہ اپنی دعا — رکھو احفین تمام جہانمین ای خدا
بلبلین جبتک کہ ہین گرم فغان — خندۂ گل ہے بہار بوستان
ہے خزان جبتک جہان مین اور بہار — سنبل پیچان ہے جبتک سوگوار

آسمان عز و تمکین و شرف — معدن جود و سخا در نجف
ہوتے گر طیمور اور شاہ جہان — آپکے بغیہ ہوتے مدح خوان
ای خدا جبتک ہے قائم کائنات — ہے سرا سے دہر کو جبتک ثبات
عشق حیدر تک گل و بلبل ہین ہے — تشنہ جبتک جام ہائے مل ہین ہی
روشنی جبتک ہے مہر و ماہ مین — ہو ترقی عمر و مال و جاہ مین

ای شہنشاہ عالم پناہ بختیارک نے صیقل جادو کو خوب بھڑکایا صاحبقران کا ہونا بھی بخوبی سمجھا دیا اب اسنے طبل جنگی بجوایا ہی کل اسکا ارادہ ہی کہ لشکر ظفر اثر سرکار دودمان اسے مقابلہ کرے غلامان حضور کو اذیت دے بادۂ کبر و نخوت سے چور ہی اسکو سحر و ساحری پر بڑا غرور ہی یہ خبر سنکر بادشاہ جمجاہ نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ربانی و بتائید ایزدی طبل جنگی بجے جواہر بن عمرو نے جاکر قلابہ جنی و کبابہ جنی داروغہ نقار خانۂ سلیمانی و سکندری کو حکم دیا نقارۂ سکندری پر چوب پڑی تمام لشکر مین مشہور ہوا طبل جنگی بجا کل لشکر کفار سے مقابلہ ہی مگر سرداران نامی و گرامی ملول و حزین ہین کہ ساحران بیدین سے لڑنا پڑیگا ہمارا حوصلہ نہ نکلے گا اپنی اپنی بارگاہون مین سر جھکائے ہوے ملکدر بیٹھے ہین اپنے افسر عالی وقار صاحبقران نامدار کی یاد مین دل مائل فریاد مگر جواہر بن عمرو طبل جنگی بجواکر بیرون بارگاہ آیا رنگ و روغن عیاری کا نکالکر صورت تبدیل کی بصورت خدمتگار تیار ہوکر طرف لشکر کفار کے چلا یہان صیقل بارگاہ لقا مین بیٹھا ہوا بلبلا رہا ہی کہتا ہی ایک مسلمان کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا عیارون کے سر توڑونگا فرزندان عمرو کے نام کا دشمن ہون بختیارک نے کہا میان صیقل زبان کو روکیے بدلگامی نہ کیجیے مرشدزادون کے منہ مین کوئی کلمہ سخت نہ کہیے میرے کان نہین سن سکتے ہین مین شراب مین آپکو بیہوشی پلاؤنگا ذبح کرڈالونگا صیقل نے کہا ملک جی کیا بیہودہ بکتے ہو مسلمانون کی تعریف کررہے ہو بختیارک نے چپکے سے کہا اے صیقل مجھسے زیادہ مسلمانون کا کون دشمن ہی مگر ای صیقل جادو کیا کردن ڈرتا ہون مرشدزادے یہان موجود ہونگے تمھاری تو گردن ضرور لین گے میرے واسطے بھی باعث خرابی ہی زندگی دشوار ہو جائیگی اگر فرزندان عمرو عیار قابو پاؤن بوٹیان کاٹ کر کھا جاؤن یہ جو بختیارک نے کہا خدمتگار سر پر رومال جھل رہا تھا پشت پر ملک جی کے چپکے سے خنجر چبھویا ملک جی نے پلٹ کے دیکھا جواہر بن عمرو نے جھک کے سلام کیا بختیارک تھر تھر کانپنے لگا جواہر نے چپکے سے کہا کیون ملک جی ہماری بوٹیان کاٹوگے بختیارک بہت گڑگڑایا ہاتھ باندھنے لگا توبہ کہکر کان پکڑے صیقل نے پلٹ کر دیکھا کہا ملک جی کیون کان پکڑتے ہو کس واسطے توبہ کرتے ہو کیا خدمت مین خداوند لقا کے کوئی گستاخی کی بات ہوئی بختیارک نے آنکھ سے اشارہ کیا لقا سے ڈرتا کیا دیکھو ملک الموت سر پر کھڑے ہین بول نہین سکتا صیقل نے کہا کہان بختیارک بلبلا جواہر تو نکلگیا تھا اب بھلا کب ٹھہرتا ہی قضائے کار ایک خدمتگار بیچارہ مصیبت کا مارا ستون کی آڑ پکڑے

اُگالدان بغل مین دبائے سر جھکائے اونگھ رہا تھا نجتیارک سمجھا کہ جواہر بن عمرو وہی صیقل سے کہا لینا یہ عمرو کا
فرزند کھڑا ہی مجھکو ڈراتا ہی صیقل نے جھپٹ کر تلوار کا ہاتھ مارا اُس خدمتگار کے دو ٹکڑے ہوئے غل ہوا کہ عمرو کا بٹیا
مارا گیا اُس خدمتگار کا بھائی قریب کھڑا تھا سر پیٹنے لگا چلایا یہ کیسی رسوائی ہی حضور یہ تو میرا بھائی ہی ایسی بدعتی کو
بھائی یہ لقوہ بر صفحہ ہستی سے مٹائی اب اس مقام پر جاؤ ہو گیا ہی نجتیارک نے جھڑک کر اُسکے بھائی کو ڈھکیل دیا کہا
ابے بیٹھ یہ عمرو کا فرزند ہی تو ناحق دردمند ہی جب اُسنے نانا بھائی کی لاش سے لپٹنے لگا رو رو کے چلایا ہائے میرا
مانجایا دریائے خون مین نہایا ملک جی نے دھوکا کھایا صیقل بے عقل سے میرے برادر کو قتل کرایا مین ایسی نوکری
سے باز آیا یہ جو حال نجتیارک نے دیکھا کہ بیچارہ بھائی کے غم مین جان دیتا ہی کسی کا کہنا نہین سنتا ہی پکار کر کہا ارے
جلدی پانی لاؤ اُسکا مُنہ دھلاؤ حال کھلے میاں صیقل کی آبرو ڈبر ھے جواہر بن عمرو خلوتخانہ مین آکر ٹھہرا غلغلہ
جو سنا کہ فرزند عمرو مارا گیا جھپٹ کر اندر آیا دیکھا ملک جی صیقل کی تعریف کر رہے ہین کہا صیقل تمھاری تیغ
سحر پر صیقل ہوئی کدورت زنگ خنجر بدعت سے زائل ہوئی ہمیشہ ہمارے اشارے کا خیال رکھنا ہم عیارانِ اسلام کو
خوب پہچانتے ہین ایک ایک کی حقیقت جانتے ہین صیقل کہتا ہی ملک جی دیکھنا گھس گھس کے فرزندانِ عمرو کو مارونگا
ہر ایک مسلمان کو للکارونگا نقابھی تخت پر کھڑا ہو گیا کہ دیکھین کون مارا گیا یہ بھی کہتا ہی جلدی پانی لاؤ اس
اثنا مین جواہر پشت پر نجتیارک کی ہونچا خدمتگار تو بنا ہوا تھا مصاحب صیقل کے قریب کھڑے ہوئے ہین
نجتیارک نے جیسے ہی خدمتگار کو دیکھا کہ کھڑا ہوا ہی کہا ارے جلدی پانی لا اُس مُردے کا مُنہ دُھلا جواہر نے
کہا کہ دیکھیے وہ پانی لایا جیسے ہی نجتیارک نے مُنہ پھیرا جواہر نے ایک دھول سر پر نجتیارک کے ماری
رقیدہ سر سے دور گرا شمشیر جادو صیقل کا مصاحب برابر کھڑا تھا اُسنے پلٹ کر کہا او خدمتگار یہ کیا کیا جواہر
نے کہا تو بھی نے یہ کہکر فوراً گوکھرو پر خنجر مارا شمشیر پر بھی قبضہ کیا وہ جادوگر ہائے کا نعرہ مار گرا جواہر اندھیرے
مین باہر نکلا ملک جی نے کہا لینا صیقل جادو سر پیٹنے لگا ساحر کے مرنے سے تاریکی پھیلی بعد سنگ باری و
برف باری کے آواز آئی کشتی مرا نام من شمشیر جادو بود اب صیقل نے دیکھا زنگ حیات شمشیر سے دور ہوا
لاشہ تڑپ رہا ہی صیقل نے کہا واہ ملک جی کیسا فرزند عمرو کو قتل کرایا آپ نے دھول کھائی میرا مصاحب
شمشیر جادو مارا گیا اب مُردے کا جو مُنہ دھلایا جیسی صورت تھی ویسی ہی رہی کچھ تبدیلی نہوئی نجتیارک
بہت شرمندہ ہوا کہا میاں صیقل صاحب فرزندانِ عمرو کا نمونہ دیکھا جو کیا تھا اُس سے دونا پایا
صیقل گھبرایا کہا ملک جی مین اب اپنی بارگاہ مین جاتا ہون وہان انتظام کرونگا کسی غیر کو اپنے یہان نہ
آنے دونگا نجتیارک نے کہا جائیے مگر ملک الموت آپ کو دیکھ گئے بہت احتیاط کیجے گا مصروف عیش و نشاط
نہو جیے گا ورنہ جان جائیگی صیقل تھراتا ہوا مصاحبون کو ساتھ لیکر طرف اپنی بارگاہ کے چلا جواہر نے

پیچھا کیا جب صیقل جا کر اپنی بارگاہ مین پہونچا ساتھ والون سے کہا صاحبو خیال رکھنا دیکھو کوئی غیر نہ آنے پائے سب ساحر گھبرائے ہوے کہتے ہین حضور اپنے بیگانے کو کیونکر پہچانین خداوند کے سامنے شیطان درگاہ خداوندی موجود سارا دربار بھرا ہوا قدرت کے خالو صیغم خون آشام ایسے مقام پر ساربان زادے کا فرزند بیخوف وخطر شمشیر ایسے صاحب جوہر کو مار کے نکل گیا کوئی کچھ نہ کر سکا بختیارک نے بھی ڈھول کھائی صیقل نے کہا چپ رہو ذکر نہ کرو وہ شیطان ہے کچھ دل مین وسوسہ نہ ڈالے ہمکو تمکو آپس مین نہ لڑوا دے یہ باتین ہو رہی تھین کہ خدمتگار نے بڑھکر عرض کی ملک جی دروازے پر کھڑے ہین صیقل دوڑا باہر آکے جو دیکھا تو حقیقت مین ملک جی ٹہل رہے ہین صیقل نے جھک کر سلام کیا کہا ملک جی آئیے سرفراز فرمایئے بختیارک نے کہا اے صیقل جادو مجھے تمھارا بڑا خیال ہے شمشیر جادو کے قتل ہونے کا ملال ہے مین نے خود قصد کیا کہ تمھاری نگہبانی کرون صیقل نے کہا آپ تکلیف نکرین اندر بارگاہ کے چلکر تشریف رکھین بختیارک نے کہا خیر تمھاری خوشی صیقل بختیارک کو اندر لایا مسند پر بٹھایا مصاحبون سے اشارہ کیا شراب کباب لاؤ گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی آئین بختیارک نے کہا اے صیقل تم آزردہ نہو تو مین ایک بات کہون مجھے تمھارے ساقی بچون کا اعتبار نہین مین اپنے ہاتھ سے پیونگا اور تمکو بھی اپنے ہاتھ سے پلاؤنگا ایسا نہو کہ ان لوگون کی صورت بنکر کوئی عیار چلا آئے صیقل نے کہا آپ کو اختیار ہے آپ کی فطرت کے آگے سب کی عقلمندی بیکار ہے آپ کے مہمان ہین ہمارے سر پر احسان ہین بختیارک نے گلابی اُٹھائی جام بھر کے پہلے صیقل کو دیا صیقل سلام کرکے پی گیا بختیارک نے سب کو دینا شروع کیا چند عرصہ مین سبکو شراب پلائی تھوڑی دیر مین سب کی آنکھون مین چربی چھائی صیقل بیٹھے بیٹھے گھبرایا کہا ملک جی دیکھیے تخت خداوند اُڑتا ہوا آیا بختیارک نے کہا قدرت کی ٹانگ نیچے پکار کے کہیے خداوند لقا نیچے آئیے صیقل گھبرا کر اُٹھا بیہوشی کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا سب مصاحب لینا لینا کہکے اُٹھے چشم زدن مین برلب فرش فرش ہوے نعرہ ہوا منم جواہر بن عمرو صیقل جادو کی زبان مین سوزن دیا مشکین باندھکر پشتارہ پشت پر لگایا سراپچہ چاک کرکے طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا جواہر بن عمرو صیقل کو لیے جاتا ہے مگر بختیارک جب اپنی بارگاہ مین آیا سوچا اب صیقل جادو کا بچنا دشوار ہے اے بختیارک اگر خیر و عافیت سے صبح ہو جائے اور یہ لشکر اسلام سے لڑے کیا عجب ہے فتح حاصل ہو کج کل صاحبقران زمان بھی نہین ہین مین خود جا کر صیقل کی حفاظت کرون اُسکی خبر تو لون یہ سوچا ہوا اُٹھا چند ملازمون کو ساتھ لیکر دربارگاہ صیقل پر آیا دروازے پر دیکھا خادم و خدمتگار بیہوش پڑے ہین گھبرا کر اندر آیا دیکھا صیقل ندارد اور ساحر بیہوش پڑے ہین بختیارک نے سب کو ہوشیار کیا کہا ارے کمبختو مالک کو اپنے ہاتھ سے کھویا کون یہان آیا تھا سب نے کہا میان شیطان صاحب آپ ہی نے تو سب کو شراب پلائی بختیارک

نے کہا میری شکل بنکر عیار آیا ہوگا وہی بیٹا عمرو کا جواہر بڑا مکار ہی حقیقت مین بلاے روزگار ہی مگر تم سب بلوہ کرکے لشکر اسلام پر جا پڑو جہان تک ہوسکے سحر کرو ہم خداوند کو تخت پر سوار کرکے لاتے ہین ساحرون نے کہا غلام ابھی جاتے ہین اپنے افسر کو ابھی چھڑا کے لاتے ہین بارہ ہزار جادوگر فوراً سوار ہوے اسباب سحر ہاتھ مین لیکر چلے بختیارک نے آکر اس خفتہ بخت کو جگایا لقا بیچیا اٹھا گویا فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا کل لشکر نکبت اثر مین قرنا ہوئی ہر ایک سردار ہشیار ہوا فوجین طرف لشکر اسلام کے چلین جسوقت کہ شاہنشاہ خاور نیر خطوط شعاعی سنبھالکر بارادۂ جنگ وپیکار رشبدیز فلک چہارم پر سوار ہوکر داخل میدان کارزار ہوا شاہ انجم سیاہ ہزیمت خوردہ پریشان ومضطر میدان چرخ سے افواج کواکب کو پھیر کر طرف ظلمات مغرب کے رو بفرار لایا ستارہ سحری فلک پر چمکا نظم

سحر جو کانہ قصد این چشم کرد — دم گرگ بنود دگلہ رم کرد
شہ خاور سپہر گرد ہوا — رونق تخت لاجورد ہوا

دگر

دم صبح کہ فرزندان انجم — خمد نداز چشم یعقوب فلک گم
علم آفتاب نکلا جب — فوج انجم ہوئی گریزان سب
ہوا میدان چرخ سے اکبار — شہ انجم سیاہ رو بفرار

لشکر اسلام مین صدائے تکبیر بلند ہوئی اپنی بارگاہون سے سرداران نامی وپہلوانان گرامی نکلے طرف در دولت شاہنشاہی کے چلے جلوخانہ مین آکر ٹھہرے ایک جانب سے رستم پیلتن و پیلکن کشندۂ قویل ہندی دویل ہندی سرفتنۂ ملک فرنگستان علمشاہ نوجوان فرزند رشید صاحبقران بصد عظم وشان آکر ٹھہرے اُنکے بعد دارائے ہند لندھور بن سعدان جانشین امیر گیتی ستان دوسری جانب سے مالک اژدر وصاحب تیرہ دوسر غلام نبی وچاکر حیدر وخاقان ابن الخاقان بہرام گرد بن خاقان چین صاحب تاج ونگین وشاہزادہ خاور سیاہ وایرج نوجوان وتورج بن بدیع الزمان وہاشم تیغ زن وخورشید بن ہاشم تیغ زن وغیرہ در دولت شاہنشاہی پر حاضر ہین امیدوار آمد شاہنشاہ گیتی ستان ہین ناگاہ مروہہ نے بڑھکر آواز دی بادشاہ جمجاہ برآمد ہونے کو ہین پردۂ زنبوری کھنچا غراٹے کی صدا بلند ہوئی دیکھا سعد بن قباد بصورت نورانی تخت سلیمانی پر جلوہ فرما کہاریان گل اندام پری پیکر سیمن بر حسین مہ جبین بصد عشوہ وناز تخت شاہنشاہی کاندھے پر لیے ہوئے کہارون نے تخت کو بڑھکر کاندھا دیا سرداران صف شکن نے مجراگاہ پر سے مجرا کیا بادشاہ جمجاہ سب کا مجرا لیتے ہوے جلوخانہ سے باہر نکلے تھے کہ سامنے سے جواہر بن عمرو بصد کرو فر گرد مین اٹا ہوا پشتارہ بدوش نمایان ہوا بادشاہ نے پوچھا اے نور نگاہ شاہنشاہ عیاران کسے گرفتار کرکے لائے عرض کی حضور کا اقبال شریک حال ہوا رات بھر جانبازی کی صیقل جادو کو گرفتار کرکے لایا ہون حضور بارگاہ حشامی مین تشریف لے چلیں اس بیچیا کو دربار مین سمجھائین اگر مطیع الاسلام ہو بہتر ورنہ قتل کیجیے اسکی خودسری کی سزا دیجیے لیکن یہ ملحوظ خاطر رہے کہ

یہ بارہ ہزار ساحرون کا سردار ہے اسکی جستجو مین سب آئینگے آفت ڈھائینگے جلد سرکار تدبیر فرماوین بادشاہ جمجاہ مع سرداران نامی آکر بارگاہ شاہی مین سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہوے سرداران عالیوقار چپ و راست اپنے اپنے مقام پر ونگھاے زرنگار پر بیٹھے جواہر بن عمرو نے صیقل جادو کا پشتارہ کھولا زبان مین اسکی سوزن دیا ہوا تھا بادشاہ نے فرمایا اسکو ہوشیار کرو جواہر نے بڑھکر فتیلہ رفع بیہوشی ناک مین دیا صیقل کو چھینک آئی اپنے کو اس بارگاہ آسمان جاہ مین پایا نگاہ اوٹھا کر جو دیکھا محو تماشا ہوا نظم

عجب بارگاہ و عجب گیر و دار

تو گوئی کہ یک عرش و کرسی ہزار

عجب بارگاہ معلا اساس

ز قالین جاذم ہوے قیاس

قدرت پروردگار کا ظہور

شیران دشت نبرد تاجداران جلیل ہزبران پلتین و سرداران صف شکن سے وہ بیشۂ معمور صیقل گھبرایا آنکھین بند کر لین سمجھا مین نے خواب پریشان دیکھا جواہر نے آواز دی ای صیقل چشم خود را واکن و حال خود را تماشا کن دیکھ کل تو اپنے مقام پر کہتا تھا کہ صبح کو مسلمانون کو قتل کرونگا یا اب عنایت سے پروردگار کے پنجۂ شاہباز اجل مین گرفتار ہوا شاہنشاہ گیتی ستان سامنے موجود ہین ساہری و جمشید پر لعنت کر مطیع الاسلام ہو بیشۂ شیران دشت نبرد مین تیرا بھی نام ہو بادشاہ جمجاہ نے خود زبان معجز بیان سے فرمایا ای صیقل جادو ساہری و جمشید بھی مثل تیرے ساحر تھے انکو اپنا خدا جانتا ہی کل سے تو دربار لقا مین آیا ہوا ہے اس بیحیا کا بھی حال دیکھا اپنی پشت پر کی تو خبر نہین رکھتا بیٹھا تقدیرین بگھارا کرتا ہی معبود حقیقی اپنے پیدا کرنے والے کو سجدہ کر تو ہی دیکھو کر ملکہ بہار جادو کو کیسے کیسے مرتبے ملے غنچۂ آرزو کھلے ملکہ مخمور سرخ چشم دباغبان قدرت وغیرہ یہ سب ارا کین سلطنت طلسم ہوش ربا تھے تو نے اپنی آنکھون سے دیکھا ہوگا خواجہ عمرو کا ساتھ دیا سر ہتیلی پر رکھے ہوے افراسیاب ایسے بادشاہ سے لڑ رہے ہین خدا انکو ہر معرکہ مین مظفر و منصور کرتا ہی اب انصاف کر کہ یہ لوگ قابل مقابلۂ افراسیاب ہین مگر خدا کی قدرت سے کیا کیا کام کر رہے ہین دم وحدانیت پروردگار کا بھر رہے ہین وہ کریم کارساز بمصداق وحدہ لاشریک لہ اکیلا ہی معاذ اللہ ان سگہاے ناپاک و ملعونان جعلساز کو اس بے نیاز کا ہمسر بنایا روز حشر کا کچھ خوف نہ آیا نظم

ہے وہ پیدا کنندۂ دارین
وحدہٗ لاشریک ذات خدا
دیکھو قدرت کی اسکے جلوہ گری
صفتین اسکے ہین بیان سے فزون
بیان اسکے اوصاف ہین کیا کرون
کہین لالہ زار اور کہین سبزہ زار

رازق العبد و خالق کونین
کرو لطف و کرم پہ اسکے قیاس
کر دیا ہم کو صورت بشری
ہر بن مو اگر زبان سے بنے
کہ تحریر و تقریر سے ہے فزون
کہین پر ہے نسرین کہین نسترن

لائق حمد ہین صفات خدا
ہان بجا لاؤ اسکا شکر و سپاس
اسکی کیا نعمتون کا شکر کرون
تب بھی خالق کا شکر ہو نہ سکے
عجب باغ قدرت کی ہے یہ بہار
شگفتہ کسی جا گل یا سمن

کسی جا چمن مین ہی سوسن خموش	کسی جا غنا دل کا برپا خروش	کہین پر ہی نرگس کو سکتا ہوا
کوئی گل کھلا ہی مہکتا ہوا	کوئی گل ہی گلزار مین داغدار	اداسی کسی گل پہ ہی بیشمار

ایک عرصہ تک بادشاہ جمجاہ صیقل روسیاہ کو سمجھایا کیے مگر زنگِ کفر اُسکے دل سے نہ دور ہوا شعر
گلیم بخت کسانیکہ بافتند سیاہ ٭ بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد ٭ اُسوقت سرداران نامی نے عرض
کی ماشاء اللہ اسقدر حضور نے اثباتِ وحدانیت مین کلام کیا فصاحت و بلاغت کلام معجز نظام مین ہی مگر
یہ کور ظاہر و کور باطن گم گشتۂ راہِ ضلالت دغولِ بیابانِ جہالت کبھی راہ پر نہ آئیگا حکم دیجیے کہ طائر روح
اسکا طعمۂ شہباز اجل ہو مرنے سے اس بیچارے کے جہنم مین روح سامری و جمشید بیکل ہو بادشاہ نے حکم
فرمایا جلاد لشکر ذوالنخمار عادی کو بلاؤ اسکو قتل کرے ذوالنخمار عادی فوراً حاضر ہوا ہاتھ پکڑ کر
صیقل جادو کا کھینچا بیرون بارگاہ شاہی لایا بادشاہ جمجاہ بھی باہر نکل آئے تمام سردار مسلح و مکمل
ہمراہ رکاب چونکہ میدان کارزار مین جانے کا قصد تھا کل لشکر بھی تیار ہی کمر بندی ہو چکی ہی پلٹنین
رسالے آگے جمے بادشاہ جمجاہ اب بھی فرما رہے ہین اسکو سمجھاؤ راہ راست پر لگاؤ سب سرداران بارشاد
شہریار قریب آئے ہر چند اس سخن ناشنو کو سمجھاتے ہین مگر یہ بیچارہ یہی کہے جاتا ہی جان میری نام سامری
و جمشید پر نثار ہر گز خدائے نادیدہ کو سجدہ نہ کرونگا اپنی جان دونگا ذوالنخمار عادی تلوار کھینچکر سر پر
صیقل کے آیا بموجب قاعدے کے کہا اے صیقل رشتۂ حیات تیرا منقطع ہوا ساغر عمر لبریز ہو چکا دیکھ
اب بھی بادشاہ جمجاہ سمجھاتے ہین لقا پر لعنت کر اگر یہ نہین قبول ہی ہوس دلی ظاہر کر جو کھانا ہو کھالے
اگر کسی کے دیکھنے کی آرزو ہو بیان کر وہ مغرور چپکا بیٹھا رہا کبر و نخوت سے کچھ جواب نہ دیا گونگا بہرا
بنگیا بادشاہ حکم اول دے چکے ہین اب قصد ہی کہ حکم ثانی برائے گردن زدنی صیقل دین کہ
یکایک لشکر مین ہنگامہ ہوا ہزارہا شعلہ بھڑکا آگ برسنے لگی رسالون مین صدائے فریاد بلند ہوئی
بادشاہ گردون بارگاہ نے سر اُٹھا کر دیکھا مرکب اپنے اپنے سوارون کو پشت پر سے گرا کر بھاگے جاتے
ہین بعضے بدلگامی دکھا رہے ہین صدہا پیدل زمین پر گرے مثل مرغ بسمل تڑپنے لگے ایک جانب سے دریا
جوش مارتا ہوا آتا ہی ہزارہا بندگانِ خدا اسمین گر کر ڈوب رہے ہین سیاہ آندھی اُٹھی صدہا خیمے گر گئے
ہوا سپاہیان لشکر اسلام نے بڑھکر خبر دی بارہ ہزار ساحرانِ غدار ہمراہیان صیقل ناہنجار آ پڑے مین لشکر پامال
ہوا جاتا ہی یہ خبر وحشت اثر بادشاہ عالیوقار لشکر فوراً پشت مرکب پر سوار ہوئے سب سے پہلے سرخیل وفاداران
مقبل وفادار غلام صاحبقران عالی تبار بارہ ہزار تیر اندازون کو لیکر ایک گوشہ مین آیا ساحرون پر تیرون کی
بوچھار گوشون سے کمانون کی کڑک عقاب تیر پر کھولے اڑے مرغ روح ساحرون کو شکار کیا سو پچاس

ساحر مر کر گرے اور زیادہ اندھیرا ہوا جو جادوگر مرا اُسکے مرنے کی علامت برپا ہوئی آوازین آئین کشتی مرا نام من فلان بود اس اثنا مین مقبل نے لڑائی کورو کا کل سردار گھوڑون پر سوار ہوے نعرے کرکے لشکر ساحران پر جا پڑے آمادہ سرفروشی ہوے مگر جادوگر سحر کرتے ہوے قریب صیقل کے پہونچے زبان سے سوزن اسکے نکالا صیقل رہا ہوا غصہ مین تھراتا ہوا اُٹھا زمین سے سنگریزے اُٹھاکر طرف آسمان کے پھینکے لشکر اسلام پر اُس سنگدل نے پتھر برسائے اب ساحرون نے صیقل کے پاس جھولی سحر کی پہونچادی صیقل سحر کرتا ہوا بڑھا جس سردار کو جہان پایا قتل کیا قید ہوکر آیا تھا جھلایا ہوا تھا گولے فولادی مارنا شروع کیے صیقل چاہتا ہے کہ مین بالکل صفائی کردون ایک مسلمان کو زندہ نہ چھوڑون زیادہ خرابی یہ ہوئی کہ عین ٹرا ڈپر لشکر اسلام کے یہ معرکہ ٹرا پیچ لشکر مین صیقل کھڑا سحر کررہا ہے مگر سرداران نامدار و غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار ہرچند کہ سحر سے مجبور و ناچار بلاے تازہ مین گرفتار ہین لیکن اگر کسی ساحر کو پاگئے یا تو نیزہ مارا سینہ پرکینہ پر ساحر کے پڑا ساحر تڑپ تڑپ کے جہنم واصل ہوا اگر اُسکا سحر چلگیا تو یہ گھوڑے سے گرے وہ غالب آیا اگر کوئی سردار سپاہی یا سوار قریب جادوگر کے پہونچا غصہ مین لپٹ پڑا اشل کر پاس کُہنہ چیر کر پھینکدیا چھاتی پر چڑھ بیٹھا سر اُس خود سر کا کھینچ لیا اس طرح ساحرون سے لڑ رہے ہین جانبازی مین مشغول ہین مگر مردان عالم کا زور نہین چلتا لشکر پامال ہو رہا ہے بادشاہ گردون بارگاہ حیران پریشان تاجداران جلیل جابجا سحر مین گرفتار کوئی گھوڑے پر سے گرتا ہے کسی کی تلوار نیام سے اُگل رہی ہے اپنا حربہ اپنے گلے پر چلتا ہے ہنوز اس مصیبت تازہ مین اہل اسلام گھرے ہوے ہین کہ یکایک چارسو نقارے پر چوب پڑی دیکھا زمرد شاہ باختری قابو پرست نشۂ شراب کبر و نخوت سے مست تخت نکبت پر سوار کل لشکر کو ساتھ لیے ہوے آپہونچا یہ جو بچیا نے سُن پایا کہ صیقل جادو رہا ہوا سمجھا کہ مسلمان متردد ہو رہے ہین چلکر قتل کرون بختیارک بھی نجوبی سمجھا چکا ہے کہ یا خداوند آج کل صاحبقران لشکر مین نہین ہین چلکر مسلمانون کو مارلین شکست دین تمام سنجانی باختری مشتری حصاری اس بچیا کے ساتھ بے تکلف تلوارین تولے ہوے یا تو نام سے اہل اسلام کے بھاگتے تھے آج سینے سپر کیے ہوے للکار رہے ہین لینا لینا کی صدا بلند لقانے بھی نعرہ کیا بچیا نامرد پکار اُٹھا منم خداوند زمرد شاہ باختری اے مسلمانو قدرت نے ہزار برس پیشتر تقدیر کر چکے تھے کہ ہاتھ سے اپنے بندۂ خاص صیقل جادو کے مسلمانون کو مٹائین گے صیقل کو مشیر قدرت بنائین گے اب برسر ملک باختر قدرت جائینگے جب قیطولات پر پہونچین گے تقدیر ابھار نگار رنگ کرکے جسقدر بندے قدرت کی محبت مین مارے گئے ہین سب کو زندہ کرینگے ایسے کلمات کبر و غرور زبان سے بکتا ہوا لشکر اسلام پر

آ پڑا یا تو تخت پر سوار تھا یکایک پکارا قدرت کی سواری کے واسطے مرکب لاؤ قدرت آج اپنے ید قدرت سے مسلمانون کو قتل کرینگے جوان تو قدر دار ہو تیغہ کھینچکر مسلمانون پر جا پڑا جو لوگ سحر مین مبتلا تھے انکو قتل کرنے لگا اُسوقت سرداران نامی کی بیکسی دیدنی تھی رنگ فق دل مین قلق عالم یاس چہرے اُداس دیکھتے ہین کہ وہ نامرد بڑھ بڑھ کر غازیانِ دیندار کو قتل کرتا ہو رہ رہ کے پیچ و تاب کھاتے ہین سوزش قلبی سے سینہ مین دل کباب ہو رہے ہین دانتون سے بوٹیان چباتے ہین کیسا انقلاب ہو اس سبب سے پیچ و تاب ہو وہ نامرد کہ جو نام سے ان غازیان دیندار کے فرار کرتے تھے آج قتل کرنے پر آمادہ ہین سنگدلی مین جلاد سے زیادہ ہین بقول بختیارک جس طرح بن پڑے مسلمانون کو قتل کرو ہزارہا بندگان خدا ان نامردون کے ہاتھ سے قتل ہو رہے ہین لاشے زمین پر پھڑک رہے ہین آتش سحر نے خرمن ہستی مسلمانان جلائی ملازمان لقا مسلمانون سے جلے ہوے گھوڑے دوڑاتے پھرتے ہین اہل اسلام کی پامالی لشکر کفر و ظلام کی بحالی بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد ایک گوشہ مین کھڑے ہوے یہ قیامت دیکھ رہے ہین مرکب شاہنشاہ کا بھی بدلگامی کر رہا ہی ہرچند چاہتے ہین روکین نہین رُکتا اگر زمین پر پائون رکھتا ہو سم پھسلے جاتے ہین بدحواس ہو کر طرارے بھرتا ہو بادشاہ ٹیڑی جماتے ہین ران نہین لڑتی ہر مرتبہ یقین ہوتا ہو اب مرکب سے گر پڑونگا اور تاجداران جلیل کا بھی یہی حال ہو بادشاہ نے بہ نگاہ حسرت طرف آسمان کے دیکھا فرمایا بھائیو ساحرون نے قیامت کر دی لقا آمادۂ بیداد ہو برائے مسلمانان جلاد ہو آج نامردون نے قابو پایا ہو یہ امان نہ دینگے دیکھو یار وجب اُس صاحب قبال کا قدم لشکر مین نہین ہوتا جان پر بنجاتی ہو جد عالی تبار نہین ہین ساحرون کا غیو ہو وہ موجود ہوتے اسم اعظم پڑھکے چشم زدن مین ساحرون کو واصل جہنم کرتے اب اپنے بے نیاز سے رجوع کرو سب نے ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے بادشاہ جم جاہ نے تاج سر سے اُتار امحتاج بدرگاہ قاضی الحاجات ہو کر پکار اُٹھے ای پروردگار اس مصیبت سے اہل اسلام کو بچالے کبھی بلک کر دعا کرتے ہین کبھی مقبل کو اپنے قریب بلاتے ہین فرماتے ہین ای مقبل وفادار وای نمکخوار قدیم ناموس کے رازدار اب کوئی صورت فتح کی نہین معلوم ہوتی تو میدان کارزار سے نکل جا مخفی ممکن کرکے ناموس صاحبقران کو جلد سوار کر برائے خدا جس جانب مناسب جان نکلجا بلکہ اگر جاسکے تو اپنے کو ملک باختر پر پہونچا کل ناموس قلعہ ذو الامان مین موجود ہین مظفر بن ضیغم خون آشام کو توال و شاہ سلیمان فارسی وہان کا بادشاہ ہو یہ دونون نہایت خیرخواہ ہین ناموس کو وہان پناہ ملے گی سرداران نجان ہن پائینگے فوراً برائے حفاظت آئینگے یہان ناموس کا ٹھہرنا اب مناسب وقت نہین ہی ہم یا قتل ہون یا گرفتار ہو جائین کچھ معیوب نہین ہو مستورات کے لیے سب طرح خرابی ہو خیال حرمت

ناموس مین بڑی بیتابی ہی ہمارے ساتھ مرنے سے یہ کام بہتر ہی صاحبقران بھی راضی ہونگے یہ کلمات حسرت آمیز مصیبت خیز سُنکر مقبل چیخین مارکر رو دیا قدمون سے لپٹ گیا عرض کی اے شاہنشاہ اگر غلام اسوقت بدین زندہ نکل گیا تو صاحبقران کو کیا روے سیاہ دکھائیگا صاحبقران فرمائینگے کہ میرے فرزند نور نظر و سرداران خوش سیر میدان کارزار مین مارے گئے تو نے اپنی جان بچائی کیون نامرد شرم نہ آئی اسوقت غلام کیا جواب دیگا یہ خدمت غلام کے سپرد نہ فرمائیے غلام ہرگز نہ جائیگا گستاخی معاف آنکھون سے دیکھ رہا ہون علم شاہ نوجوان و قاسم عالیشان و شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان و ایرج نوجوان وغیرہ مبتلائے بلائے ناگہانی ہین دشمن اُنکے قتل ہوا چاہتے ہین اسوقت کیونکر ہو سکتا ہی کہ غلام خانہ زاد جان بچائے یہ کہکر کمان کیانی دوش سے اُتاری بارہ ہزار تیر اندازون کو آواز دی جو جو سحر سے بچے ہوے تھے اپنے افسر کی آواز سُنکر قریب آئے مقبل تیر اندازی کرتا ہوا بڑھا دریاے لشکر لقا مین نہنگانہ غوطہ لگایا صدہا غلام نے اپنی جان دی بادشاہ نگاہ حسرت سے دیکھ رہے ہین ایک مقام پر مقبل بھی لڑتے لڑتے تھم گیا معلوم ہوا کسی کے سحر کی تاثیر ہوئی بادشاہ بلکسے گئے جانتے تھے کہ صاحبقران نے مقبل کو مثل فرزندون کے پرورش کیا ہی اسکا یہ حال پر ملال دیکھکر کلیجہ مُنھ کو آگیا اور یہ بھی دیکھا کہ لقاے بیحیا رستانہ لڑتا ہوا طرف بارگاہ ناموس کے جاتا ہی اتبو کلیجہ مین شعلے بھڑکنے لگے قریب تھا حجاب سے روح جسم خاکی سے نکلجاوے اُدھر محلدارون نے ناموس کو خبر دی حضور سب فرزندان صاحبقران گھر گئے ساحرون نے سحر سے سب کو بیکار کر دیا لقا لڑتا ہوا اسطرف آتا ہی کنیزان جانباز دردولت پر لڑ رہی ہین یہ سُنکر ناموس شاہنشاہی نے بال کھول دیے سجادے بچھائے سب بیبیان دعا مانگنے لگین کنیزین سر پیٹ رہی ہین محل مین شور گریہ و زاری بلند ہر شخص دردمند شاہزادیون نے خنجر کھینچکر سامنے رکھے جام زہر بھرے گئے دو تہر چل رہا ہی کنیزین بڑھ بڑھ کے خبر دے رہی ہین لقا آگے بڑھ آیا ہی کئی ہزار جان نثارون نے جان دی شاہزادیون نے سر زمین پر دے مارا جان دینے پر آمادہ ہوئین رجوع قلب سے طرف درگاہ بے نیاز کریم کارساز کے فریاد کی پروردگارا ہماری ذلت جائز نہ رکھ حکم دے ملک الموت کو قبض روح کرے یہ سب صاحبان عصمت و عفت ہین تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بادشاہ جمجاہ بھی نوبت بجان کار د یا استخوان ہین کہ ناگاہ دامن صحرا سے گرد اُڑی نظم

از دامن دشت کوہ اورنگ | گردے برخاست توتیا رنگ
از دامن دشت آن غبارے | رخسار نمود شہریارے

اہل اسلام دیکھنے لگے وہ گرد برائے تشنہ کامان صحرائے مصیبت و آوارگان دشت کربت و غربت ابر رحمت تھی دافع کلفت و کدورت تھی دیکھا آگے آگے ساٹھ علم نشان ساٹھ ہزار سوار کا ہر ایک علم کے پھریرے پر حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم آمد فوج

ظفر موج کی دھوم سب نے دیکھا کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان پشت اشقر پر سوار تخت پر ایک بادشاہ عالیجاہ پہلو مین ایک پہلوان پشت پر کثرت سپاہ عیاران اسلام پڑے ہوئے تڑپ رہے تھے کوئی بیہوش کوئی زخمدار صاحبقران زمان کو دیکھکر دوڑے عرض کی ای شہریار جلد تشریف لائیے لشکر کا خاتمہ ہی دیر نہ لگائیے جادوگرون نے قیامت برپا کردی ہی وہ دیکھیے آگ برس رہی ہی سنتے ہی صاحبقران نے اشقر دیوزاد بڑھایا نعرہ کیا باشید ای کفاران بیحیا وای نابکاران پُر دغا ہر کہ داند داند وہر کہ نداند بشناسد منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر گیتی ستان قاتل ساحران نعرہ

یکے تیغ صمصام وقمقام نام	سر سرکشان جملہ در خاک کرد	بحکم خدا البتہ شمشیر چار	بُن کافران از جہان پاک کرد	امیر عرب ضیغم روزگار کیے تیغ عقرب یکے ذوالحجام

ایک جانب سے ہوشنگ نوجوان ایک سمت سے شہنشاہ زرین علم بصد شوکت وحشم مع فوج قلعۂ آہن حصار ہوشنگ کے سرداران نامدار تلوارین کھینچکر آپڑے دریاے خون بہادیے جواہر بن عمرو قریب صاحبقران پہونچا عرض کی ای شہریار سحر سے صیقل کے لشکر اسلام کا خاتمہ ہی ہر ایک بہادر سحر مین مبتلا ہی اسم اعظم آواز بلند پڑھیے صاحبقران نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا ساحرون کے سحر پلٹنے لگے نعرۂ صاحبقرانی سے کلیجے پھٹنے لگے سحر مین جو ذرا کمی ہوئی فوج ساحران مین پر بہی ہلوائی سرداران صاحبقران بہی سنبھلے ہوش وحواس بھی درست ہوے لڑائی پر چست ہوے بڑھکے نعرہ کیا اول سب سے علم شاہ نوجوان مثال شیر نر میدان کارزار مین آکر گونجا نعرۂ علم شاہ نوجوان

	گیست علم شاہ چو رستم لقب کہ بر تخت قرمزدق افگندہ شور	دیگر	ارشد اولاد امیر عرب علم شاہ رومی شہ فیل زور	

دوسری طرف سے آواز آئی نعرۂ لندھور

جزیرہ ہاے دریا اگر فتم تا بہ ہندوستان	اگر نامم بہ میدانی	منم لندھور بن سعدان	

ایک جانب سے نعرہ ہوا نعرۂ مالک اژدر

منم مالک اژدر خشمگین		سپہدار در لشکر اہل دین	

نعرۂ بہرام گرد بن خاقان چین

منم گرد بہرام خاقان چین		کہ از ہیبت من بلرزد زمین

بادشاہ جمجاہ نے مرکب خنگ سیاہ قیطاس کو بڑھایا بصد صولت وشکوہ نعرہ کیا نعرۂ بادشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس وجم	منم صف شکن صاحب غرجام	ابل نامور سعد عالم پناہ

مگر صاحبقران نے ملاحظہ کیا عین پڑاو پر تلوار چل رہی ہی ہزارہا اہل اسلام مارے گئے گھوڑے کوتل پھر رہے ہین صدہا خیمے گر گئے ہین ملازمان لقا لڑتے ہوے تا بخیمۂ ناموس پہونچ گئے ہین اول اُسی جانب رخ کیا کنیزون نے بڑھکر محلات کو خبر دی مُبارک ہو صاحبقران مع فوج ظفر موج آپہونچے دیکھیے سب سردارون کے نعرے کی آواز آئی اُس شیر کے آتے ہی زمین تھرائی قریب دردولت ضیغم خون آشام لقا کے بیجیا کا خالو بیدین وبدخو لڑائی مین مصروف تھا صداے نعرۂ صاحبقران سُنکر بے لڑے بھڑے مثل صید خائف بھاگا سر و تا پیٹیتا قریب لقا کے پہونچا لقا نعرے کرتا پھرتا تھا من چہ تقدیر کردم ضیغم نے قریب آکر کہا ارے بھاگ تیری تقدیر مین آگ لگے صاحبقران زمان آپہونچے جلدی بھاگ جا ورنہ لشکر سے نکلنا دشوار ہوگا طعمۂ نہنگ شمشیر آبدار ہوگا ساحرون کے دم بند ہین بھاگا چاہتے ہین سرداران حمزہ سنبھل گئے سنجانی باخبریون کے بل نکل گئے بے لڑے بھڑے بھاگے جاتے ہین لقا نے کہا اے خالو ے قدرت آج مابدولت تقدیر کر چکے ہین کہ بدون قتل مسلمانان واپس نہونگے ضیغم نے کہا شامت آئی ہی یکایک دیکھا زمین تلے اوپر ہوئی ساحرون مین بھگدڑ پڑی صاحبقران لڑتے ہوے چلے آتے ہین ساحر لاکھ سحر کرتے ہین صاحبقران پر تاثیر نہین ہوتی جسکو بڑھکر ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوے ساحر یا سامری یا جمشید پکار رہے ہین کلو بھیرون کا نام لیتے ہین مگر نہیب شمشیر صاحبقران سے دوہائی دیتے ہین لقا بیجیا پکارا اے بندۂ خاص الخاص اے صیقل جادو جلد اپنے کو قدرت تک پہونچا حمزہ لڑتا ہوا آتا ہے ما بدولت کو سرکشی دکھاتا ہی قدرت نے اُسکی قضا تیرے ہاتھ سے مقرر فرمائی ہی اگر اور کوئی حمزہ کو قتل کریگا تیری لیاقت مین فرق آجائیگا صیقل نے جو نعرۂ قدرت سُنا سحر کرتا ہوا چلا قریب لقا آکے کہا خداوند کیون غل مچاتے ہو خیر تو ہی لقا نے پکارا اس بندۂ مغضوب کو لینا صیقل جادو صاحبقران پر سحر کرنے لگا پہلے گولہ مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا گولہ پھٹکر زمین پر گرا صیقل جادو نے آواز دی تو بھی کسی گرو کا مونڈا ہی دو چار کچھ جانتا ہی سحر کو میرے باطل کیا یہ کہکے ماش کے دانے پھینکے وہ بھی صاحبقران پر صدقے ہوکر گر پڑے اتبو اُسنے گینڈا بڑھایا تیغۂ سحر کمر سے کھینچا قریب آکے ہاتھ مارا امیر نے تیغۂ عقرب سلیمانی کو اسم اعظم پڑھکے چہرے کی پناہ کیا وار کو اُس نابکار کے روکیا جیسے ہی وہ تلوار مار کے پلٹا امیر نے خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا اُس روسیاہ نے سپر سحر کو اُٹھایا تیغہ برق مثال چمک کے گرا ابر سپر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا سپر کو کاٹ کر سر پر گری ہر چند سحر کرتا رہا کچھ نہوا شعلۂ شمشیر نے خرمن ہستی کو اُس بیجیا کی جلاکے خاک کیا اُس نجس کا قصہ پاک کیا مرتے ہی صیقل کے ساحرون کو آئینۂ شمشیر صاحبقران مین جلوہ عروس مرگ دکھلائی دیا سنگباری برف باری ہونے لگی آواز آئی کُشتی مرا نام من صیقل جادو بود اتبو ایک جانب سے عیاران اسلام

حقہ ہاے آتشبازی لیکر ساحرون پر گرے ساحرون کے دم بند کردیے مگر رستم پیلتن علم شاہ نوجوان فرزند رشید صاحبقران تیغہ کپتان فرنگی ہاتھ مین کھنچا ہوا اُستر بالا کبود فرنگی پر ٹپری جمی ہوئی گرداسکے سردار آلا گرد فرنگی ومالا گرد فرنگی وکیسی ابرزال وکیسی زلزال ونہنگ بچہ دریائی وساقط شاہ دربندی تنبور گرگراتا ہوا بگل بجتا ہوا پلٹنین گورون کی جمی ہوئی بڑی شوکت وشان سے لڑتے ہوے سامنے لقا کے پہونچے للکارا او کندۂ ناتراش او بدمعاش او خرس بادیۂ ضلالت او غولِ صحراے جہالت آج تو ہزارہا مسلمانون کا خون تیری گردن پر ہی لقانے جو علم شاہ کو آتے ہوے دیکھا آواز دی او پسر حمزہ قدرت کے جاہ وجلال سے نہین ڈرتا ابھی سنگ سیاہ کردونگا بھول گیا تیرے ہاتھ سے فرنگستان فتح کرایا سر فتنۂ ملک فرنگستان لقب دیا قدرت سے یہ بے ادبی جا بھاگ جا قدرت کو رحم آتا ہی ما بدولت کو شوکت دکھاتا ہی علم شاہ نہایت غصہ مین تھے بے اختیار ہنس پڑے فرمایا اب رحم نہ کیجیے او ٹٹوے یہ منھ زوریان ظاہر ہی کہ تو تھان کا ترا ہی ہمیشہ جوتیان کھاتا ہی بیہودہ بکے جاتا ہی مگر آج تو سنگدلی دکھا مجھکو پتھر کا بنا لقا بھی غصہ مین تھا جا پڑا خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا جوان بڑے قد کا دیو ہی کہ قالب انسان مین سمایا ہوا ہی دو سو من کا تیغہ لنگردار جو ہر دار مارا علم شاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا بھڑ کر تلوار کو روکا تلوار گھاٹ سے آشنا نہوئی زورق حیات رستم طوفانی ہونے سے بچی اب رستم پیلتن نے اُسی جوش وخروش مین نہنگانہ ہاتھ تیغہ کپتان کا مارا نہیب شمشیر علم شاہ نوجوان سے لقا تھرایا سپر کو اُٹھایا مگر دل سے کہتا ہی نام اسکا سہما ہی اگر اصل مین ایک پر بھی ہوتا اُڑ جاتا مگر تلوار نہ روکتا تیغہ تڑپ کے گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے تاج کٹا فرق قدرت شگافتہ ہوا جس سر مین غرور تھا اُسپر زخم آیا غرور خون بنکے نکلا بے غیرت سمجھا مین سُرخ رو ہوا ایک چیخ ماری اے بندگان قدرت دوڑو بیٹا سپہ سالار قدرت کا قدرت کو مارے ڈالتا ہی تمام اہالیان فوج اُس مقام پر آپڑے خوب تلوار چلی لقا کو لیکر کفار بھاگے لاشہ صیقل لیکر چند ساحر طرف طلسم ہوش رُبا کے چل نکلے بعد مرنے صیقل کے نہ تھم سکے بختیارک نے دیکھا قدرت زخمی ہوے ساحر لاشہ صیقل لیگئے مگر مسلمان چلے آتے ہین ڈرا دوٹ لیا بارگاہین جلادین گھبرا کے حکم دیا طبل امان بجے اِدھر اُدھر طبل امان پر چوب پڑی صاحبقران نے حسام انتقام کو نیام مین کیا سرداران زخمدار کو ہوادارون پر ڈالا کشتے اُٹھوائے میدان کارزار سے واپس آئے بادشاہ جمجاہ کو سلام کیا ہوشنگ نوجوان وشاہنشاہ زرین علم کو قدمون پر گروایا بادشاہ نے دونون جوانون کو گلے سے لگایا ہوشنگ نوجوان کو بہت پسند فرمایا آکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے تمام کیفیت اپنی صاحبقران زمان نے سامنے سردارون تہمتن کے بیان کی فرمایا ہوشنگ نوجوان نے ہماری جان بچائی

پھر اپنا قید ہو کر قلعہ آہن حصار مین جانا وہان کے حالات لفظاً لفظاً بیان کیے مگر جواہر بن عمرو سے فرمایا
کیون ای نور نظر یہ ساحر جو طلسم ہوش ربا سے آئے تھے اُنسے کچھ اسد نامدار کی کیفیت ظاہر ہوئی یا رہ جگر
نور نظر بدیع الزمان گرد لشکر فلکی کے چھوٹنے کی خبر پائی اسد نے طلسم فتح کیا کچھ لوح کے ملنے کا
ذکر سنا جواہر بن عمرو بے اختیار رونے لگا عرض کی ای شہریار جب طلسم سے کوئی ساحر آتا ہی اول اسی
فکر مین جاتے ہین کہ اپنے والد نامدار و شاہزادگان عالیوقار کی کیفیت دریافت کرین مگر ابکی مرتبہ صیقل
جادو زیادہ نہ ٹھہرنے پایا کہ غلام نے جا کر گرفتار کیا ساتھ والے اُسکے یہ کہتے تھے کہ آج کل خواجہ عمرو
اسد نامدار کو ساتھ لیکر تلاش لوح مین نکلے ہین کوئی خداوند داؤد وتھا اُسکو مسلمان کیا لوح ملنے کی تدبیر
ہو رہی ہی ابھی طلسم ظاہر سے مہلت نہین پائی طلسم باطن کیسا بڑا یہ طلسم وسیع ہی افراسیاب بہت بڑا ساحر
ہی علوم شعبدہ بازی سے خوب ماہر ہی خواجہ عمرو ایسے ہی کامل ہین جو ایسے بادشاہ خود سر کو دھوکا دیتے
ہین برق و قران بڑے بڑے کام کر رہے ہین مگر یہ کبھی سنا ہی کہ بدیع الزمان والاشان کا ابتک پتا نہین ملا
صاحبقران کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے فرمایا مجبور رونا چاہین ہمارا فرزند اس بلا مین مبتلا ہی اور ہمسے
کچھ نہین ہوتا ہمنے بھی اکثر سنا ہی کہ طلسم ہوش ربا کا فتح ہونا بہت دشوار ہی دیکھیے اپنی حیات مین پھر ہم انکو
پائینگے یا بعد مرنے کے قبر پر آئینگے صاحبقران کے ان کلمات حسرت آیات پر تمام اہل ایمان دربار رونے لگے شاہزادہ
نور الدہر قدمون سے صاحبقران کے لپٹ گئے عرض کی ای جد عالی تبار غلام کو رخصت فرمائیے جا کر اپنے والد
نامدار کا پتا لگاؤن یا اس جستجو مین اپنی جان دون اگر راہ مین غلام کا کام تمام ہوا مردان عالم مین نام ہوا
اگر رہبر عالم نے رہبری کی منزل مقصود تک پہونچے سعادت دارین حصول ہوئی دعا قبول ہوئی بے غمی نا مرد ہی ہے کہ ہم
آرام سے سوئین والد نامدار انہین معلوم کس مصیبت مین ہین خواجہ عمرو ایک سر ہزار سودے بیچارہ اسد نامدار
کیا کرے غلام ہر طرح پر اپنے کو تا بہ طلسم ہوش ربا پہونچائیگا حال عجائب و غرائب طلسم کھل جائیگا
صاحبقران نے نور الدہر کو گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا فرمایا انشاء اللہ ہم تم خود اس بیچیا کو
شکست دین رو براہ لڑتے بھڑتے طرف طلسم ہوش ربا کے چلین خبردار ایسا نہ کرنا خلاف ہمارے حکم کے اس
راہ پر خطر مین قدم نہ دھرنا خوب ہمکو دریافت ہو چکا ہی راستے طلسم ہوش ربا کے بند ہین بیچ مین
بڑے بڑے دربند ہین اگر تم ہماری نظرون سے چھپے پھر ہماری زندگی دشوار ہی نور الدہر کو سمجھا کر
جواہر بن عمرو سے فرمایا بارگاہ لقا مین جاؤ خبر معقول بمقدمہ طلسم ہوش ربا لاؤ جواہر اُسی وقت
بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر براے دریافت خبر طرف بارگاہ زمرد شاہ باختری کے روانہ ہوا
یہان لقا شکست خوردہ اقتان و خیزان باغ مینا مین آیا مکاران خرس طینت میمون خصلت گرد آکر

جمع ہوے تعریفین کرنے لگے لقانے کہا صیقل جادو بڑا مغرور تھا قدرت نے اُسکو ہاتھ سے اپنے سپہ سالار قدرت کے واصل جہنم کرایا قدرت نے کیا برجستہ تقدیر کی راہ دور و دراز سے بلایا صیقل کو مٹایا مگر افراسیاب حرامزادہ بڑا مغرور ہی سراسر اُسی بیحیا کا قصور ہی اگر قدرت کے قدمون پر گرتا اتبک قدرت مسلمانون کو بھی غارت کردیتے غدر ہوش رُبا مٹ جاتا مگر اب قدرت اُس مست بادہ کبر و نخوت کو خاک مین ملائینگے طلسم ہوش رُبا اسد شیر دل کے ہاتھ سے فتح کرائینگے وہ ہمارے سپہ سالار قدرت کا نواسا ہی افراسیاب کے خون کا پیاسا ہی شیطان درگاہ من ایک نامہ متضمن بہ تنبیہ و تہدید برائے افراسیاب خانہ خراب جلد تحریر کرو آخر مین یہی لکھو کہ او بیحیا اگر قدرت کی قدمبوسی کو نہ آئیگا بڑی مصیبت اُٹھائیگا قدرت تجھسے بہت خفا ہین طرف کوہ ہفت زلازل کے چلے جائینگے اُسکو بادشاہ ہوشربا بنائینگے بختیارک نے نمک مرچ ملا کر نامہ تیار کیا طرف طلسم ہوش رُبا کے روانہ کیا نامہ دار کو راہ مین چھوڑ دیے

دو کلمہ داستان حیرت بیان لشکر ظفر اثر اسد نامدار راہ مین قلعہ پر لڑنا اور پہونچنا ملکہ لالان خون قبا کا مع لاشہ داؤد شاہ و ملکہ صورت نگار و عیار نی خواجہ عمرو نامدار گرفتار کرنا ملکہ صورت نگار کو اور آنا مصور جادو کا عمرو کا غصہ مین اسکو بھی گرفتار کرنا زن و شوہر کو کوڑے مارنا اور عین وقت پر آنا افراسیاب خانہ خراب کا اور مقابلہ کوکب روشنضمیر سے ساقی نامہ مصنف

مرے ساقی مجھے دے جام بھر کر
ترے مینخانہ مین گھبرا رہا ہون
ہی اک ساغر کے دینے مین تکلف
ہی اب فوج اسد کی یادگاری
کسی جادو رہ افسونگری ہی
پھنسے ہین دام اُلفت مین بکلفت
بہ گیسوے پریشان روزگارم
بسوز دشکل گلخن قلب غمناک
دمادم شغل آہ و نالہ دارم
زبار خرقہ نش لوت بجا نست
کشیدم چند مدت انتظارے

نہ رندان ازل سے شور و شر کر
مہیاے جفا ہی دور گردون
یہ جام مے ہی یا چشم تاسف
کوئی ہی فکر عیاری مین حیران
قمر بزم جہان مین ابتری ہی
دل آشفتہ بر غمگین اثر ہین
بہ ابرویت کہ از بس دلفگارم
رُخم مثل گل صد برگ زردست
بدل داغ و بلب تبخالہ دارم
مرض دارم علاجے کن خدا را
ندیدم شکل آن عجوبہ کارے

جفاے دور گردون مین پھنسا ہون
اُٹھے رندون سے کیونکر جو گردون
یہ کب تک میکدے مین بادہ خواری
کہین ہی شعبدہ بازی کا سامان
مگر ہم بادہ خوران محبت
ہم اپنے حال سے خود بیخبر ہین
بگرید مثل شبنم چشم نمناک
جگر خشک از ہواے آہ سرد است
فراق دختر رز بس گرانست
خدا را ای خود آرا کن مدارا
کمن از خون من آلودہ دامان

مسلمانم مسلمانم مسلمان
نہان شد آسمان از غرب تا شرق
چہ گویم ہوش بر بود اضطرابم
زمان فرقت بنت العنب رفت

نظر بر عالم ابر و ہوا کن
بہ بین بر گریۂ من خندۂ برق
نظر بر التہابِ قلب من کن
سپاہِ صدمہ ورنج وتعب رفت

نگاہے جانبِ فوق السما کن
چہ سازم در کسوف است آفتابم
بیا برخیز و گلگشت چمن کن
ہنگامہ پردازانِ میدان جانبازی

وسرفروشانِ بازار رزم یکہ تازی اسپ تیزگام کلک کو یون جولان کرتے ہین شعر مصنف منجانِ فائق شناس وعقل وشعورشناس اسد کے حال کو کرتے ہین اس طرح مسطور پیش سابق مین تحریر ہوا کہ شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی و مہتر مہتران شاہنشاہ عیاران مع لشکر ظفر اثر شہر داؤدیہ سے بصد کر و فر طرف لشکر ملکہ مہرخ کے روانہ ہوے تھے اول ایک نامہ ایسے مضمون کا کہ لوح طلسمی اسد غازی نے پائی ای ملکہ مہرخ اُدھر سے لشکر لیکر تم آؤ اِدھر سے ہم آتے ہین اثنائے راہ مین بہ کیفیت تمام ملاقات ہو گی اور یہ بھی اسد غازی کا قصد ہی کہ راہ مین جو خارستان ملین اُنھین بھی فتح کرتے چلین خواجہ عمرو ساتھ ساتھ قطع منازل وطے مراحل کرتے ہوے جب دیہ و قریہ کے قریب ہوپنچے ناظمان افراسیاب کو شکست دی مقام اسلام آباد کیا گرد سکہ نام سے سعد بن قباد کے جاری ہوا تسخیرات کرتے ہوے لشکر دمبدم زیادہ ہوا جاتا ہی مگر اسی مقام پر ذکر لشکر مہرخ بھی کر دینا واجب و لازم ہی یہ تمام سرداران نامی و ساحران گرامی بارگاہِ آسمان جاہ مین جلوہ فرما ملکہ مہ جبین الماس پوش دختر افراسیاب مخوقۂ اسد نامدار تخت سلطنت پر مگر یاد مین اسد نامور کے آٹھ پہر بیقرار اشکبار راتین اختر شماری مین دن بیقراری مین بسر ہوتا ہی ہر کارون پر تاکید کہ حالِ طلسم کشا دریافت کرو اوّل ملکہ بہار و باغبان وغیرہ نے جو سردار تا بہ باغ سیماب ہمراہ اسد عالیجناب گئے واپس آئے تمام کیفیت باغ غافل و ہوشیار و حالات گنبد نور وغیرہ سامنے ملکہ مہ جبین کے بیان کیے کہا ہمارے سامنے کوکب و شنصمیر باغ سیماب مین آئے یقین ہی اسد غازی کو لوح ملگئی ہی اب تو غالب ہی کہ مرحلہ جات پر ہونگے ملکہ مہ جبین فرماتی ہین آپ لوگون کے مُنھ مین گھی شکر ہمین اُسوقت یقین آئے کہ جسوقت کوئی نامہ فرزین بمہر خواجہ عمرو ہم تک ہونچے بمقدمۂ لوح افراسیاب بڑی کد و کاوش کریگا نہایت کوشش کریگا خدا اُنکی جان اُس ظالم کے ہاتھ سے بچائے آفتاب جمال نظر آئے ملکہ مہرخ فرماتی ہین بی بی اب لوح ملنے مین کیا تامل ہی یہ راہ پرخطر طے ہونے کی امید نہ تھی یہ لوگ باغ سیماب سے آگے ہین کوکب و شنصمیر نے سیماب کو کشتہ کیا ہوگا اگر اسد نامدار کا داخلہ طلسم باطن مین ہو تو عجب نہین وہان سے نامہ آنا دشوار ہی بی بی سجدہ شکر یہ پروردگار کر کر وارث تمھارے خیر و عافیت سے ہین بڑی بات تو یہ ہی کہ خود خواجہ عمرو

ساتھ ہین یہ کلام ناتمام تھا کہ ملکہ سُرخ موے کاکل کشا نے آکر عرض کی حضور مبارک ہو نامہ دار لشکر ظفر اثر طلسم کشا سے نامہ لیکر آیا ہی امیدوار باریابی ہی ملکہ مہ جبین نے خوش ہوکے فرمایا جلد بلاؤ نامہ دار اندر آیا واسطے مجرے کے خم ہوا پایۂ تخت شاہنشاہی کو بوسہ دیا نامہ پیش کیا ملکہ مہ جبین نے سرنامہ پر مُہر اسد غازی و خواجہ عمرو دیکھی نامہ کو آنکھوں سے لگایا ملکہ مہرُخ کو دیا کہا نانی اماں جلد اسکو پڑھوائیے شاہزادۂ شکیل جادو کو وہ نامہ بلاسونے کا منبر بچھایا گیا شکیل نے آوازِ بلند نامہ پڑھنا شروع کیا اسد نامدار نے اول باغ سیماب سے آوارہ ہونا کوہ و دشت مین پھرنا تحریر کیا تھا اس حالِ مصیبت مآل کو سُنکر دربار مین شور گریہ وزاری بلند ہوا شکیل نے کہا صاحبو صبر کرو خدا کے فضل سے انجام بخیر ہی سب خاموش ہوے اب پہونچنا باغ مین ملکہ لالان خون قبا کے اور عشق پردے مین تحریر کیا تھا بعد اُسکے خواجہ عمرو کا بصورت خداوند داؤد جادو لوح طلسمی حاصل کرنا داؤد کا سحر سے غائب ہونا بعد اُسکے سامانِ لشکر کشی یہ کیفیت تمام مندرج تھا آخر مین لکھدیا تھا اے سردارانِ ذیشان ادھر ہم لڑتے بھڑتے آتے ہین بمجرد ملاحظہ نامہ ہذا مع کل لشکر و سردارانِ نامور کوچ کرکے اس طرف روانہ ہو آثناے راہ مین ہمارے تمھارے ملاقات ہوگی یہ مژدہ فرحت و مسرت افزا سُنکر نوبت و نقارے بجنے لگے ملکہ مہ جبین کو نذرین گذرنے لگین ملکہ مہرخ نے فرمایا کیون بی بی کیا جلد پروردگار نے فضل اپنا شریک حال کیا نامہ دار کو خلعت فاخرہ عطا فرمایا ملکہ مہرخ نے اُسی وقت لشکر مین ڈھنڈھورا پھنکوائی منادی نے ندا کی اے ملازمانِ طلسم کشا واے جان نثاران کوے وفا آگاہ ہو کہ تمھارے آقاے نامدار و مولاے قدر شناس اسد نامدار فلک اساس نے لوح طلسمی پائی لشکر کشی کا سامان ہو چکا سجدۂ شکر یہ پروردگار کرو بہ تعجیل تمام سامان سفر آراستہ ہو سلاح سحر سے پیراستہ ہو چلکے اپنے آقاے نامدار سے ملین غنچۂ باغ مراد کھلین تمام لشکر مین سامان خوشی مہیا ہوے سفر کی تیاری ہونے لگی اُسی دن ملکہ نے لشکر تیار کیا ملکہ مہ جبین الماس پوش کو تختِ سلطنت پر سوار کیا نقارے پر چوب پڑی نقیباے بلند آواز آگے بڑھے ایک طرف ملکہ بہار جادو ایک جانب ملکہ مخمور خوشخو صاحب سطوت و صولت ایک جانب باغبان قدرت و شاہزادۂ خورشید زرین سحر تیغ زن صف شکن ملکہ ہلال سحر افگن افسونگری مین یکتا ملکہ سرخ موے کاکل کشا و ملکہ ماران زمین کن و ملکہ اسرار جادو و گلزار چشم و زیور چشم وغیرہ بصد جاہ و حشم دو منزلہ سہ منزلہ کرتے ہوے جاتے ہین جب دو تین منزلین طے ہوئین ملکہ بہار جادو نے ملکہ مہرُخ سے کہا اگر آپکی خوشی ہو ہم آگے بڑھین پہلے جاکر لشکر طلسم کشا سے ملین آپکے ساتھ لشکر بحساب پانچ کوس سے زیادہ سفر ناممکن باغبان قدرت و ملکہ مخمور سُرخ چشم کی بھی راے ہوئی کہ ہمارا آگے رہنا مناسب ہی شاید راہ مین کوئی بادشاہِ جلیل طلسم کشا

کو رو کے لڑائی سحر و ساحری کی پڑے تو اکیلا وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی کیا کرے گا کوئی ساحر نامی و گرامی ہمراہ نہین ہی ہم لوگ راز دارِ طلسم ہین ہر ایک بادشاہ کو پہچانتے ہین ہر ایک ادنی اور اعلیٰ کا مرتبہ جانتے ہین جیسا موقع ہوگا ویسا عرض کرینگے حالات اس طلسم کے قابل عبرت ہین خدا نخواستہ کوئی ساحر دام مکر نہ پھیلائے ڈھونڈھے ہین لوح طلسمی ہاتھ سے جائے ملکہ مہرخ نے فرمایا اے آپ سب صاحبون کی ہمت سلامت ہی بسم اللہ آگے بڑھیے ہم بھی جلدی کرتے ہین اسی وقت ملکہ بہار جادو و باغبان قدرت و ملکہ مخمور سرخ چشم یہ تینون سردار عالی وقار پانچ ہزار فوج جرار اپنے ہمراہ لیکر طاؤسانِ زرین بال و مرکب ہائے صبا تمثال پر سوار ہوئے سحر کرکے مثل باد صرصر طرف لشکر شاہزادۂ اسد نامور کے روانہ ہوئے ملکہ مہرخ نے بھی کل سردارون کو حکم دیا کہ شبا شب اٹھا کہ بارگاہ کا لدے لشکر ظفر اثر بتعجیل چلے اُنکا حال بھی وقت پر تحریر ہوگا لیکن اسد عالیوقار مع چار لاکھ ساحرانِ نامدار راہ کو طی کرتے ہوئے آتے ہین کسی مقام پر لڑائی بڑی برکت سے لوح محفوظ کے سر ہوئی اب ساحرون مین جا بجا یہی فکر ہی اسد نامدار کو طلسم کشائی کی فکر ہی ایک دن وہ آفتاب عالمتاب صاحبقرانی ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچا وہ پھر اس جنگل کو طی کیا زوال آفتاب ہو چکا ہی کہ دور سے ایک ریتی کا میدان نظر آیا کارگزارانِ شاہنشاہی نے بڑھکر عرض کی اے شہریار آج اسی جگہ پر مقام کیجیے فرمایا کوس دو کوس اور آگے بڑھو خیمے بارگاہین نصب کرو اہالیانِ فوج آگے بڑھے یکایک دور سے ایک دریائے قہار و زخار بطرح آفت زا نظر آیا جہانتک نگاہ کام کرتی ہی دوسرا کنارہ نہین معلوم ہوتا غرانے سے دریا کے گوش گردون کر ہے اُس دریا کا ہر موجہ دیکھکر خوف آتا ہی صورت وہ مہیب ناک کہ قلب تھراتا ہی

نظم

عجب بحر قہار و زخار تھا
وہ گرداب اسکی مصیبت کا گھر
نہان چشم انسان سے وہ پاٹ تھا
ہر اک دم یہ موجون سے تھا آشکار

قیامت کا سامان نمودار تھا
ہر اک لہر قہر و غضب تھی مگر
ہر اک گھاٹ تلوار کا گھاٹ تھا
کہ ہی تیغۂ خونفشان آبدار

نہنگانِ دریا کا وہ شور و شر
پھڑک کر ابھرتی تھین جب مچھلیان
نہ کشتی نہ بیڑون کا اسمین نشان
یہ روشن ہی دریا سے حال اے قمر

اُبھرتے تھے کشتی مین جانور
نہ ہوتی تھی ماہیت انکی عیان
قیامت کے آثار سارے عیان
کہ ہی جوش مین اژدر فتنہ گر

اسد غازی قلب فوج مین ہی پہلوانان و سردارانِ نامدار مرکبہائے صبا رفتار سے اُترے خواجہ عمر و قریب آئے پوچھا کیون نور نظر آج اس صحرائے ریگستان مین مقام ہوگا اسد نے جواب دیا حضور سنتا ہون دریا قہار حائل ہی راستہ اسطرف کا کسی نے بند کیا ہی انشاء اللہ ظاہر ہو جائیگا یہ باتین ہو رہی تھین کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا اسد شیر دل نے گھبرا کر پوچھا خیر تو ہی ضرغام گھبرایا ہوا ناگاہ سامنے آیا عرض کی اے شہریار لشکر آپکا قریب دریا فرد کش ہونے کو تھا کہ دریا سے طوفان اُٹھا مچھلیان تڑپ کر نکلین ہزار ہا نہنگانِ غدا کو کھینچکر دریا مین لیگئین نہنگان خون آشام صدہا کو نگل گئے موجۂ آب کند آفت ہی کل اہالیانِ لشکر کشاکش مین ہین ہزارہا

بندگان خدا کو کھینچکر دریا مین غرق کیا جو ڈوبا پھر نہ اُبھرا دیکھیے دریا بڑھتا چلا آتا ہی پانی زور و شور دکھاتا ہی عمرو نے کہا ای نور نظر معلوم ہوتا ہی کسی ساحر نے مکر کیا دریا بنایا پناہ پانی مشکل ہوئی بندگان خدا کی آبرو کا خواستگار رہی کوئی بڑا مکار و غدار ہی جلد لوح کو دیکھو آگے بڑھو اہالیان لشکر کو بچاؤ تم طلسم کشا ہو دریا دلی دکھاؤ اسد کو سمجھا کر خواجہ عمرو ایک جانب بھاگے صحرا مین ایک نخل کلان تھا اُسپر چڑھ گئے اب جو عمرو نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا حقیقت مین ساحران لشکر اسد ہزار ہا اُس بحر مصیبت خیز مین ڈوب گئے بڑے بڑے ساحر لڑ رہے ہین گولے ترنج و نارنج دریا پر مارتے ہین کوئی مطلب نہین حاصل ہوتا ماہیان دریا کا ہنگامہ تڑپ کر دریا سے نکلین مثل پیکان تیر جسکے سینہ پر پڑین پشت کو توڑ کر پار نکل گئین کبھی نہنگ نکلا مُنھ مثل قعر بلا کے کھولکر دو چار کو نگل گیا تڑپ کر دریا مین گرا غوطہ مار کر غائب ہو گیا کسی سونس نے اپنی مونچھ بڑھائی مثل کمند پانون مین کسی کے لپٹی کھینچکر لیگئی ساحر ہرچند سحر کرتے ہین مگر اُن جانوران دریائی پر سحر تاثیر نہین کرتا جوش و خروش دریا کا بڑھتا جاتا ہی عمرو تو نخل کے پتون مین چھپا ہوا دیکھ رہا ہی اسد نے بڑھکر لوح طلسمی کو گلے سے اُتار ملاحظہ کیا اُسمین یہ مضمون نکلا ای فتاح طلسم ہوش ربا آگاہ ہو کہ لوح طلسم بدون حصول مہرۂ آبدار سلیمانی کے بیکار ہی طلسم کشا پر واجب و لازم ہی کہ مہرۂ مذکور کی جستجو کرے جب عکس مُہرے کا لوح پر پڑیگا حالات طلسم باطن روشن ہونگے لیکن اگر راہ مین کوئی دریاے قہار و زخار ملے اور اہالیان لشکر پر صدمہ ہوپنچے یہ مرحلہ طلسم نہین ہی نہنگ جادو اس مقام کا حاکم ہی اس صحرا و دریا کا ناظم ہی جب تک وہ نہ قتل ہوگا گذر لشکر ظفر اثر کا اس بحر ناپیدا کنار سے دشوار ہی مگر فتاح طلسم پر واضح ہو کہ اپنے کو بالاے کوہ فلک شکوہ پہونچائے اُسمین حاشیۂ لوح پڑھا جائے اگر اپنے زمانے کا صاحبقران ہی جرأت طلسم کشا مثل آفتاب عالمتاب عیان ہی دریا سے خوف نہ کرے اس بحر قہار و زخار مین پھاند پڑے برکت سے لوح کے سامنے قلعۂ نہنگ خونخوار کے پہونچے گا مقابلہ اُس سے ہونا زور و قوت پر موقوف ہی اسد نے یہ حال دریافت کرکے ساحرون کو آواز دی بچائیو آگے بڑھنے کا ارادہ نہ کرو آب سحر نہنگ خونخوار سے آبرو بچاؤ یہ کہتا ہوا وہ نہنگ بحر جرأت بصد صولت و شوکت بہ سختی پہاڑ پر آیا اُسمین حاشیۂ لوح پڑھکر بیخوف و خطر دریا مین پھاند پڑا بے اختیار زبان سے نکل گیا شعر درین دریاے بے پایان درین طوفان شور افزا ۞ دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا ۞ عمرو نے اور تمام سرداران لشکر نے دیکھا کہ اسد نامدار دریا مین کود کر غائب ہوے لشکر کنارے سے بھاگ کر الگ جا کر ٹھہرا مگر اسد جو پہاڑ سے کودے پانون زمین پر قائم ہوے دیکھا سامنے ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ برج وغیرہ آراستہ دروازہ قلعہ کا بند خندق مین پانی جوش مار رہا ہی صدہا توپین چڑھی ہوئی گولہ انداز ٹہل رہے ہین ایک ساحر بصورت مہیب بشکل عجیب سر قلعہ پر بیٹھا ہی اسد نے سامنے

قلعہ کے جاکر نعرہ کیا نعرہ اسد

اسد شہسوار مرکہ رزم جنگ	ابدرم دل شیر وحریم ملنگ	شہنشاہِ نام آور دکامران	اسد شیر دل ابن صاحبقران

نہنگ خونخوار نے بالاے قلعہ سے دیکھا کہ طلسم کشا سامنے قلعہ کے آپہونچا گولہ اندازون کو اشارہ کیا گولہ پڑنے لگا مگر اسد نے نیا معرکہ دیکھا مثل آسمان وہ دریاے قہار سر پر موجود ہی یہان اہالیان لشکر نعرہ اسد نامور کی صدا سُن رہے ہین توپون کی بھی آواز آرہی ہی مگر وہ دریا بیچ مین حائل اِسوجہ سے اہالیان لشکر کو طلسم کشا اور قلعہ وغیرہ معلوم نہین ہوتا اسد نامدار نے جب دیکھا کہ قلعہ سے گولہ چلنے لگا گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو ہاتھ مین لیا مثل سمندر اُس دریاے آتش کو طی کرتا ہوا طرف قلعہ کے چلا جاتا ہی ایسا ہی دل وگردہ ہی کہ اپنے کو گولون سے بچاتا برلب خندق پہونچ کر نعرہ کیا اونہنگ خونخوار کیون مال خراب کرتا ہی سنم شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی قلعہ مین کھلبلی پڑگئی نہنگ خونخوار نے کہا یار وغضب ہوا طلسم کشا زیر قلعہ آپہونچا گولہ اندازون سے اشارہ کیا ہاتھ کو روکو نعرۂ طلسم کشا کی آواز آئی زمین قلعہ تھرائی اب جو ہاتھ روکا دھوان برطرف ہوا سب نے دیکھا کہ طلسم کشا گرز کاندھے پر رکھے برلب خندق کھڑا ہی قصد ہی کہ جست کرکے خندق کو پھاندون نہنگ خونخوار نے آواز دی یار و اس جوان کو قلعہ مین نہ آنے دو پھاٹک کھولکر نکل پڑو تیر و تلوار و نیزہ سے لڑو یہ کہکر ساحران خرس پیکر بلوہ کرکے آپڑے قلعہ سے نکلے پُل تختہ پڑ گیا ایک ساحر زبردست دور کالے مرکب پر سوار قریب اسد نامدار آیا نیزہ ہلاتا ہوا گھوڑا چمکاتا ہوا بڑی آن بان سے نیزہ مارا اسد نے سنان نیزہ کو بچاکر گلوگاہ پر نیزے کے ہاتھ ڈالدیا ہلکہ مارا یون چھین لیا جیسے کسی طفل کے ہاتھ سے شکر کو بدر کیا اُس بیحیا نے جھلاکر ہاتھ تلوار کا مارا اسد شیر دل نے بار دم بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا مارا وہ سوار بدکردار منھ کے بھل زمین پر آیا اسد نے قبضہ تلوار کا مارا کہ سر اُسکا پھٹ گیا اُسی کے گھوڑے پر سوار ہوا نعرہ کرکے دریاے فوج مین غوطہ مارا کافرون نے سحر کرنا شروع کیا لوح کے سبب سے سحر تو تاثیر نہین کرتا بڑھکر جسکے ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیا کسی کی بیاض گردن پر ہاتھ مارا صفحہ ہستی سے مٹا دیا کسی کو جنیوا کا ہاتھ مارا کسی کے سر پر تلوار پڑی مع راکب و مرکب چار پرکالے ہوے کس زور و شور سے شاہزادہ لڑرہا ہی شعر ترک خنجر دار گردون ہر دم از چرخ برین ؎ زرم اومیدید ومیگفت آفرین صد آفرین ؎ کیا عجب ہی زبان تیر و کلۂ عمود سے صداے احسنت و آفرین بلند ہو نہنگ خونخوار پکار رہا ہی یارو سحر نہ کرو صاحب لوح پر سحر تاثیر نہ کریگا اسد للکارتے آتے ہین او نامرد اُتر نہین آتا کیسا افسر لشکر ہی مقابلہ سے منھ چھپاتا ہے مردان عالم کے سامنے نہ آیا استادان سخن ور نے تحریر کیا ہی کہ آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب افروز شمشیر جہت جہانداری شاہزادۂ اسد نامدار کو لڑتے لڑتے دن تمام ہوا آفتاب عالمتاب لرزان

عرسان نہیب شمشیر اسد نامدار سے کاشانۂ مغرب مین جاکر مخفی ہوا ماہِ تابان مع فوج ثابت و سیارگان برائے تماشائے جنگ اسد نوجوان میدان جہان مین جلوہ فرما ہوا ہرچند کہ پردۂ شب حائل مگر پردۂ اس شیر بیشۂ جرأت کا نہ رہا اُسی طرح ہنگامۂ گیر و دار بلند ہی قلعہ سے برابر ساحر چلے آتے ہین نہنگ خونخوار غیب دے رہا ہی پکار پکار کے کہہ رہا ہی ارے یارو طلسم کشا کو قتل کر دکیسے نامرد ہوا ایک شخص کو نہین گرفتار کر سکتے ہر طرف سے ساحر بلوہ کرتے ہین مگر یہ رستم دقت ہمہ تن چشم بنا ہوا ہرچند کہ تمام جسم چھنا ہوا قطرات خونِ جسم سے جاری مگر صولت و شوکت جرأت و ہمت مین فرق نہین اِک عجب عالم یاس ہی دل سے کہہ رہا ہی کہ اے اسد پہلی ہی بسم اللہ غلط ہوئی لوح خبر دے چکی ہی کہ بزور صاحبقرانی نہنگ خونخوار کو قتل کرو یہان ہنگامہ ہشیار دمبدم ساحران غدار قلعہ سے چلے آتے ہین اگر دس قتل ہوے ہزار آ گئے کس طرح اپنے کو تابہ نہنگ جادو پہونچاؤن چھلاوا کیونکر بنجاؤن وہ بیچارہ بالائے قلعہ مین زیر قلعہ زمین و آسمان کا فرق ہی اے پروردگار کوئی تو سامان پیدا کر ظاہرا تو اِس خونخوار کا قتل ہونا دشوار ہی مگر تو ستار و غفار ہی اے عیب پوش عالم و اے خالق اکرم اِس بلائے ناگہانی سے نجات دے یہ مرحلۂ طلسم نہین ہی اُسپر یہ سختی واقف کارانِ طلسم جو کہتے تھے وہ ظاہر ہوا کہ طلسم ہوش رُبا کا فتح ہونا دشوار ہی اے خالق بے نیاز و اے کریم کارساز تیرے نزدیک سب آسان ہی سراسر تیرا احسان ہی اسی طرح لڑتے بھرتے وہ رات بھی نہیب شمشیر اسد نامدار سے کٹی شاہ زرین آفتاب نے سپر زرین کو پشت پر لگا کر نیزۂ خطوط شعاعی کو ہاتھ مین لیا تیغۂ مہر کو حائل کرکے توسنِ فلک پر جلوہ فرما ہوا

اشعار

روزِ دیگر کاین جہان پر غرور
یافت از سر چشمۂ خورشید نور
ہندی شب را بہ تیغ افگندہ سر
ترک روز آخر باین مرزین سپہر

قلعۂ نہنگ خونخوار مین گھنٹے ناقوس بجنے لگے یا سامری و جمشید کی صدائین آئین پوجا پاٹ کرکے نامردون نے کمرین باندھین پھر آکر شریک جنگ ہوے اِس آٹھ پہر مین اسد نے کئی مرکب تبدیل کیے ساحر بڑھکر مرکب ہی کو پی کرتے ہین اب نہنگ خونخوار نے ساحرون کو حکم دیا یارو آٹھ پہر گذرے تم لاکھون آدمی لڑ رہے ہو مگر طلسم کشا پر پنجہ قابض نہین ہوتا کمندون مین گرفتار کرو دام مکر پھیلاؤ کسی طرح اس کو پھنساؤ یہان تو یہ سامان درپیش ہین اسد نامدار کو بہرے پس و پیش ہین لیکن یہان لشکر مین اسد نامور کے سب متردد و متفکر رات بھر نعرۂ اسد کی صدا اُسنی کان لگائے ہین جب صدا آجاتی ہی خوش ہو جاتے ہین اگر پہر چار گھڑی آواز نہ آئی طبیعت گھبرائی ہر ایک سردار بیقرار ہوتا ہی چیخین مار کر روتا ہی خواجہ عمر اُن سب کو سمجھا رہے ہین کہ یارو نہ گھبراؤ اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ تمھارا آقا کا فرون پر مظفر و منصور

ہو رنج و الم دل پُر غم سے دور ہو اگر دریا بیچ مین حائل نہوتا اپنے کو تا بہ اسد پہونچاتے جان اپنی مٹاتے
مگر دریا سد راہ ہی حاکم بجر د برسے دعا کرو اسقدر بیقرار نہو ہر چند کہ خواجہ عمر و بظاہر سب کو سمجھا رہے ہین
مگر کلیجہ پر چھری چل رہی ہو کہ یکایک آسمان پر برق چمکی عمرو نے دیکھا کہ ملکہ بہار جادو باغبان قدرت
و ملکہ مخمور سُرخ چشم طاؤسان زرین بال پر سوار آکر پہونچے دیکھا خواجہ عمرو سر برہنہ کھڑے ہین
اہالیانِ لشکر سر پیٹ رہے ہین خیمے جابجا سرنگون بارگاہین ہر مقام پر چھٹی ہین سامانِ حزن و ملال
مہیا عیش و راحت عنقا گھبرا کر خواجہ عمرو سے پوچھا ای شاہنشاہ اوجِ عیاری خیر تو ہی ہمارے آقائے
نامدار کہان ہین دیدار فرحت آثار کے مشتاق ہو کر آئے راہ مین بڑے صدمے اُٹھائے عمرو نے کہا ای
سرداران نامدار وای ملکہ بہار فلک بجرفتار درپے آزار ہی مین نے کس وقت سے مصیبت اُٹھا کر داؤد کو گرفتار
کیا لوح طلسمی افراسیاب سے لی جب اس مقام پر پہونچا صدہا اہالیانِ لشکر اس دریا مین ایسے
ڈوبے کہ ابتک نہ اُبھرے اسد نے لوح مین دیکھا وہ شیر دلیر جوش قہر و غضب مین پھاند پڑا آٹھ پہر
گذرے صد الغرے کی شیر دلیر کے آرہی ہی دریا بیچ مین حائل ہی ان ساحرون مین جو کوئی جاتا ہی موج دریا
کمند بنکے کھینچ لیتی ہی یہ بیچارے سرداران نامی کیا کرین ہر طرح مصروف جانبازی ہین ہزارون نے اپنی
جان دی کوئی مطلب حاصل نہوا یہ سننے کے ساتھ ہی باغبان قدرت ہنسا طرف ملکہ بہار کے متوجہ
ہوا کہا ای گُلِ باغ افسونگری وای سرو ریاض سحر و ساحری تم نے حال دریا کا سُنا نہنگ خونخوار
اس مقام کا حاکم ہی اُس بیحیا کو سحر کس نے سکھایا شعبدے کے بھی لائق ہوا بے آبرو نے دریا بنایا ای
شاہنشاہ عیاران عالم ابھی جاتے ہین دریا اُسکا دیکھین کیونکر روکتا ہی یہ کہتا ہوا باغبان قدرت
گیند پھولون کا ہاتھ مین لیکر آگے بڑھا ملکہ بہار نے گلدستہ سنبھالا ملکہ مخمور سُرخ چشم نے دانہ یاقوت
احمر کا کنٹھے سے نکالا تینون سردار طرف دریائے قہار کے بڑھے اوّل باغبان قدرت نے بڑھ کے
گیند پھولون دریا پر مارا بہار کا گلدستہ چلا مخمور نے دانہ یاقوت پھینکا لبِ لعلین کو جنبش ہوئی
نگاہِ سحر آگین ڈالی بہار مسکرائین پھول برسنے لگے باغبان نے دریا کو بہ نگاہ قہر دیکھا برق چمکی
آسمان سے آگ برسنے لگی دریا سے شعلے پیدا ہوے یا تو حبابون سے دریا آنکھین نکال رہا تھا یا آنکھین
بند ہوئین پتھرائین ورم آگیا موجون نے برائے فریاد ہاتھ بلند کیے برق سحر باغبان نے دستگیری
کی کلائیان کاٹین گرداب جو تہِ مصیبت تھے اُسکی دیوارین گرنے لگین غرض ماتم ہوا خوف سے ان
ساحرون کے مزاج دریا کا برہم ہوا کنارے کنارے غبار پیدا ہوے پانی کو بناہ پائی مشکل جابجا
خشکی پیدا ہوئی ٹاپو ظاہر ہوے خاک اُڑنے لگی عمرو دُور سے کھڑا ہوا تعریف سحر بہار و باغبان

ومخمور کررہا ہی پلٹ کر باغبان نے آواز دی ای سرفروشان لشکر اسلام وای جوانان خوش انجام جلد کمربندی کرو حربہاے سحر سنبھالو یہ کہکر باغبان وبہار ومخمور اُس دریاے سحر مین پہاند پڑے عمرو نے دیکھا دریا بالکل غائب ہوا قلعۂ نہنگ خونخوار سامنے لاکھون جادوگر گرد بیچ مین اسد نامدار عالیوقار تہور شعار مصروف کارزار اتنے عرصہ مین بہار و باغبان ومخمور جا پہونچے جاتے ہی سحر کرنے لگے باغبان نے گیند مارا صدہا کو جلا دیا بہار نے گلدستہ مارا پھول برسے ہزارہا جادوگر جھومنے لگے آنکھین سُرخ ہوئین نگاہِ محبت سے ملکہ بہار کو دیکھا آواز دی ای سرو باغ حسن وجمال ہم تجھپر مرتے ہین ملکہ نے مسکراکر فرمایا شعر ایسے جو دہ ہزار مرتے ہین ٭ کہین ہم لوگ رحم کرتے ہین سامری پرست ظاہرا تو معلوم ہوتا ہی کہ فاقہ مست ہو بھوک سے مرتے ہو کیون اپنے کو بدنام کرتے ہو اگر عشق صادق رکھتے ہو تلوار کھینچو جانبازی دکھاؤ بعد مرنے کے عاشق کا نام روشن ہوتا ہی اپنے اُستاد قیس و فرہاد کے طریقے یاد کرو بیچانہ فریاد کرو ان بیحیاؤن نے بہ نگاہ حسرت دیکھا دانت نکال دیے کہا ای گل بوستان خوبی وای بلبل چمنستان محبوبی تیرے بہار عارض حسن پر نثار تیرے سوداے زلف معنبر کے خریدار ہین واسطہ سامری کا آنکھ تو چار کر اتنا نہ بیقرار کر ایک ہاتھ تیغ ابرو کا بڑھکر لگا عاشقان جانباز کا جھگڑا چکا ہم تو جان و دل سے تجھی پر نثار مرنے پر تیار ہین تیری ہی الفت کا دم بھرتے ہین سوداے محبت مین سرفروشی پر فخر کرتے ہین لیجیے خنجر گلے پر دھرتے ہین شعر تمھین پر ہون عاشق تمھین پر ہون شیدا ٭ مری جان تمھین پہ مری جان فدا ہی ٭ ملکہ نے مسکراکر فرمایا بسم اللہ کیجیے بیکار کرڈ کا نہ راندھیے اسقدر نہ گڑگڑائیے جلوہ عروس مرگ ملاحظہ فرمائیے سرخرو ہوجیے آپ کے خون سے صحرا لالہ زار ہو خزان مین نئی بہار ہو ان کشتگان تیغ ابرو نے دم شمشیر پر گلے رکھے ہاے کہکر جان دی ہزارہا ناری جہنم واصل ہوے مخمور کا جب دانہ یاقوت احمر چلا ہزارہا کا خون ہوا لشکر ظفر اثر شاہزادہ اسد نامدار بھی پہونچ گیا اب دونون لشکر مل گئے

نظم

افغان و غریو کوس برخاست ٭ شد قلب و جناح ہر دو صف راست
ہر سو دم تیز نائے زرین ٭ اغوختہ گشت آتش کین

خورشید برین سپہر اخضر ٭ از نالۂ کرنائے شد کر
بر باد دلیلان آہنی تن ٭ گردید ز کوہ کوہ آہن

کوس از غم سرداران لشکر ٭ میزد بہ رنج دست بر سر
مرگ آمدہ در کمین جانہا ٭ جا کردہ بگوشۂ کمانہا

باران شدہ تیغ و تیر کینہ ٭ آن و وخت واین ریا بسینہ
درخون یلان وگرد لشکر ٭ گم گشتہ زمین و چرخ اخضر

سرہاے سران فتادہ برخاک ٭ پہلوے دلاوران شدہ چاک

اب جو اسد نے اتنی مہلت پائی لڑتا بھڑتا اندر قلعہ کے داخل ہوا ایک پہلو پر باغبان قدرت سحر کرتا ہوا ایک جانب ملکہ بہار حسن دکھاتی ہوئی پھول برساتی ہوئی پشت پر ملکہ مخمور ایک جانب خواجہ عمرو

لڑائی مین مصروف جو ساحر مر کر گرا اُسکی کمر ٹٹولنے لگے ہمیانی کاٹ لی کپڑے اُتار لیے تلوارین ٹوٹی چھنتے پھرتے ہین اگر کوئی جادوگر سامنے آگیا اُسنے قصد کیا سحر کرے حبت کرکے حلقہ کمند کا لگا یا گرتے گرتے خنجر مارا سر تن سے اُتارا ساحرون کے مرنے سے صدا آہی ہو رہی تھی لیکن اسد نامدار شیر بیشۂ جرأت نہنگ دریائے ہمت سامنے نہنگ خونخوار کے پہونچا نہنگ نے سحر کرنا شروع کیا اسد لوح کو سامنے کر دیتا ہو سحر باطل ہو جاتا ہو بڑے بڑے سحر اُسمین بیجانے کیے مگر کچھ نہ ہو سکا اسد قریب پہونچ گیا مجبور ہو کر اُس بداختر نے ہاتھ تیغۂ سحر کا مارا اسد نامدار نے تیغۂ خون آلود پردۂ کا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر نعرۂ تکبیر کیا ہاتھ تلوار کا مارا برق شمشیر چمک کر گری خرمن حیاتِ نہنگ بدصفات کو پھونکدیا مع گینڈے بچیا کے چار ٹکڑے ہوئے آندھی سیاہ اُٹھی قلعہ تیرہ وتار ہو گیا سنگ باری و برف باری ہوئی بعد عرصۂ دراز آواز آئی کُشتی مرا نام مین نہنگ خونخوار جادو بود افسوس مُردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم تمام ساحران قلعہ لڑائی سے عاجز ہو چکے تھے چادر ہلنے لگی آواز الامان بلند ہوئی اسد نامدار نے تلوار کو روکا نیام انتقام مین کیا رئیسانِ شہر نے آکر طلسم کشا کی قدمبوسی کی ملکہ بہار و باغبان انتظام مین مصروف ہوئے لشکر ظفر اثر اندر قلعہ کے نہ سما سکا بیرون قلعہ خیمے بارگاہین استادہ ہوئے لیکن اسد غازی مع سرداران نامی و ساحرانِ گرامی آکر داخل بارگاہ ہوئے باغبان و ملکہ بہار و ملکہ مخمور سرخ چشم آکر طلسم کشا سے قدمبوس ہوئے اسد غازی نے پوچھا اسکا کیا سبب ہو کہ آپ تینون صاحب پیشتر پہونچے اور کل لشکر تو بخیریت ہو بادشاہ لشکر اسلام کا فراج کیسا ہو نہ تشریف آوری کا سبب کیا ہو بہار نے دست بستہ عرض کی کہ فرمان حضور کا پہونچا جیسی خوشی ہوئی اسکو زبان سے نہین عرض کر سکتے ہین ملکہ مہ جبین الماس پوش بہت بیقرار تھین یا تو اُنکو حضور کی خیر و عافیت نہ دریافت ہونے کا تردد تھا جب قرۃ فرحت افزا لوح دستیاب ہونے کا حال سُنا اب یہ جلدی ہوئی کہ کوچ کرو اُسی شب کو لشکر تیار کیا گئی منزل ہم لوگ ہمراہ رہے خود بخود یہ دل مین خیال آیا کہ لوح حضور کو دستیاب ہوئی یہان کے قواعد مین کچھ تردد ہو آپسمین صلاح کر کے آگے بڑھ آئے یقین ہو لشکر بھی قریب ہو ملکہ مہرخ کو بھی قدمبوسی کی بڑی تعجیل ہو پروردگاران سب کا کفیل ہو یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آکر پہونچے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی نظم

الٰہی آب پہ تا ہو زمین زمین کو ثبات	زمین پہ تا ہو فلک در فلک کو ہو تدویر	فلک بھی چھوڑے نہ تا دامن مسیح حیات
زمین پہ خضر کی تا ہو فنا نہ دامنگیر	عطا کرے تجھے عالم مین تا در قیوم	بجاہ و دولتِ اقبال و عزت و توقیر
تن قوی و فراج صحیح و عمر طویل	سپاہ وافر و ملک وسیع و گنج خطیر	یہ خلعہ آباد رہے دشمن پامال

دوستِ دل شاد رہین لشکر ظفر اثر حضور کا آپہونچا علمہائے لشکر معلوم ہوتے ہین اسد نام لشکر کا سُنکر

اشتیاقِ دیدار ملکہ مہ جبین الماس پوش مین باہر نکل آئے دیکھا آمد لشکر بصد کر و فر آگے آگے علمدار اُنکے عقب مین سردار قلب فوج مین مثل دل کے تخت ملکہ مہ جبین الماس پوش کا ملکہ مہرخ و نافرمان و شکیل و رعد و برق جادو و برق لامع وغیرہ پائے تخت شاہنشاہی پر ہاتھ رکھے ہوے سواری شاہنشاہ کی مثل باد بہاری آتی ہے ملکہ مہ جبین الماس پوش نے دور سے جمال اسد نامدار بیمثال دیکھا تخت رکھوا دیا اِدھر سے اسد نامدار باشتیاق بڑھے ملکہ مہ جبین قریب آئین دونون مین اشتیاق بھرے ہوے آپس مین آنکھین چار ہوئین مہ جبین کی آنکھون سے اشکِ حسرت جاری ہوے ملکہ مہرخ نے بڑھ کر کہا بی بی سجدۂ شکر یہ پروردگار کرو ہنگامۂ عظیم سے کریم کارساز نے طلسم کشا کو بچایا تمھارے وارث کو تم سے ملایا وقت خوش ہونے کا ہے اسد استقبال کرکے ملکہ مہ جبین کو بارگاہ مین لائے ملکہ بہار و باغبان نے تمام کیفیت نہنگ خونخوار بدکردار کی بیان کی کہا حضور اگر ہم لوگ نہ ہوںچ جاتے آٹھ پہر لڑتے ہوے طلسم کشا کو گذرے تھے خدا نے عین وقت پر ہمکو ہونچایا ماشاء اللہ کس زور و شور سے اس معرکہ مین لڑے نہنگ خونخوار کو عین گرمی جنگ مین قتل کیا مکار نے بڑا شعبدہ بنایا تھا راہ مین دریا حائل کردیا تھا بہر نوع لڑائی فتح ہوئی ملکہ مہ جبین نے حکم دیا سامان عیش و نشاط مہیا ہو سرداران نامی کو خلعت ہاے فاخرہ سے سرفراز کیا عنایت رب اکبر پر ناز کیا خواجہ عمرو مُنہ پھلائے بیٹھے ہین ملکہ مہ جبین نے نانا جان کہکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے پوچھا کیون حضور فراج کیسا ہے خواجہ نے فرمایا بی بی تمھین سلطنت مبارک ہو سب مطلب ہو گئے لوح طلسمی ملی اب ہم رخصت ہوتے ہین لشکر مین اپنے آقا کے جائمین گے ایک بات کا بڑا افسوس ہے لڑکے بالے پوچھین گے کہان گئے تھے تو کیا کہین گے یہ مثل ہمارے حق مین اصل ہے۔ بارہ برس دہلی مین رہے بھاڑ جھونکا کیے سچ تو یہ ہے کہ۔ ٹکڑے کھائے دن بہلائے کپڑے پھٹے گھر کو آئے بی بی کہین گی نگوڑا نکھٹو کس ناقدر شناس کے ساتھ تھا کہ ٹکا لیکر گھر کو نہ آیا اُسوقت کیسی شرمندگی ہوگی زاد سفر تک ممکن نہین مانگتے کھاتے گھر کو چلے جائینگے میان اسد صاحب دولت و جاہ ہین آپ لشکر کی بادشاہ ہین ہم کس شمار و کس قطار مین ہین اسد نے کہا نانا جان آپ نے سارے شہر داؤدیہ کو لوٹ لیا مگر آپکا پیٹ نہ بھرا یہ سنکر عمرو غصہ مین پلٹا کہا بیٹا وہ مال تمھارے باپ کا تھا ملنا ہمارا یاد رہا صرف کا خیال نہ کیا لاکھون روپے مصاحبان داؤد کو دیے قرضدار ہو گئے شہر داؤدیہ مین مُنہ دکھانے کے لائق نہین ہین مہاجن ڈھونڈھتے پھرتے ہین علاوہ لڑائی کے اب ہمارا کیا کام ہے جس حال مین ہین شکر خدا ے کارساز ہے اپنے آقا کی خدمت مین ہونچ جائینگے وہان بھی غیر حاضری لکھی ہوگی وہ بھی پوچھین گے طلسم ہوش رُبا سے ہمارے واسطے کیا تحفہ لائے یہان پیسہ میسر نہین کیا تحفہ لیجائین آقا کو بھی نفرت ہوگی بموجب مضمون جھوجھا تجھے کن پوچھا۔ یہ کہکے کرسی سے

اُٹھے ملکہ مہ جبین نے دامن تھام لیا کہا سب کچھ حاضر ہی یہ کہکر خلعت پر زر طلب فرما کر دیا جملہ سرداروں نے بقدر ہمت خواجہ کے نذر کیا ملکہ نے پچاس ہزار روپیہ اور حاضر کیے اور کہا مین حضور کو نہین جانے دونگی عمرو نے گلے سے لگا یا پیشانی پر بوسہ دیا کہا ای نور نظر وای پارۂ جگر مجھے تجھسے محبت ہی بی بی تجھکو چھوڑکر کہان جاؤنگا مُرغ زرین بنکر کرسی پر بیٹھے ساقیان ماہ پیکر جام وصراحی لیکر حاضر ہوے ملکہ مہ جبین نے کہا آج تو ہم اپنے ناناجان کی نی نوازی سُنین گے طائفون کو منع کرو خواجہ نے کہا ای نور نظر مین تو صرف تمھارے دم سے اس لشکر مین ہون بسم اللہ مین تو خود کہنے کو تھا کہ آج ہمارا جی چاہتا ہی ایک غزل عاشقانہ تمکو سُنائین نئے طور سے آج نی بجائین یہ تو خوب یقین ہی کہ تمھارا باپ بادشاہ طلسم ہوش رُبا سطوت وصولت ولیاقت مین یکتا لئیق وخلیق غربا کا کفیل اُسکے گھر مین تمنے پرورش پائی ہی ہمت وسخاوت تمھارے گھر کے غلام آج سرفرازی منظور ہوئی تم سے ہمین کیا انکار ہی اسد نے کہا پھر حضور نے پانون پھیلائے خواجہ نے جھڑک کر فرمایا او دیوانے تو دخل نہ دے بادشاہون کے دربار مین دراندازضرور ہوتے ہین مگر ہماری ملکہ تمھاری بات کب سُنین گی بس بی بی تم تو اب متوجہ ہو ان کو بکنے دو یہ فرما کر خواجہ نے نی نکالی آنکھ ملا کر ملکہ مہ جبین سے یہ غزل گائی

غزل

چرا کر لے گیا دل کو وہ ہم بیدار کیسے تھے
کیا بیخود دکھا کر آنکھ ہم ہشیار کیسے تھے
ہوے واعظ بھی آخر عشق مین اُس بت کے سرگردان
بھلا بیدین ہمتو تھے یہ سب دیندار کیسے تھے
اُسے آتے جو دیکھا اُٹھکے دوڑا بستر غم سے
وہ ہنسکر بولا شوخی سے کہ تم بیمار کیسے تھے
وہ کہتا ہی کہ رو پر وصل مین قطرہ نہین بہتا
ہمارے ہجر مین دیدے یہ دریا بار کیسے تھے
ہوا یہ طول فرقت گو کہ دل سے پوچھتا ہون مین
جبین کیسی تھی میرے یار کے رخسار کیسے تھے
مجھے ای برہمن زادو پھنسایا اپنی اُلفت مین
یہ کیا دام بلا تھے رشتۂ زنار کیسے تھے
تمھارے گیسوؤن نے کیون نہ جھاڑا میری تربت کو
سیہ پوشی یہ کیسی تھی یہ ماتمدار کیسے تھے
وہی مین ہون کہ ای گل خار ہون ہر سو تجسس مین
دگرنہ آگئے تم میرے گلے کا ہار کیسے تھے
وطن کے باغ سیر سبزۂ صحرا سے مین بھولا
چمن مین کس کر وفن کے ای جنون گلزار کیسے تھے
عوض مہر ووفا کے اب جفا وجور مجھپر ہی
مجھے حیرت ہی تیرے وعدہ واقرار کیسے تھے
اُلجھکر مر گئے ہم تو بھی یہ سیدھے نہین ہوتے
پریشان مجھسے تیرے گیسوے خمدار کیسے تھے
لپٹ کر یار سے تا صبح سوئے وصل کی شب مین
سحر تک شام سے فرقت مین ہم بیدار کیسے تھے
نہ اک قطرہ لہو کا جسم مین باقی رہا میرے
لہو کے پیاسے ای قاتل لب سوفار کیسے تھے

غزل کہنا نہ آیا حیف تجھکو ای قبول اب تک	فرا پایا نہ کچھ بھی یہ تیرے اشعار کیسے تھے

خواجہ عمرو نے جو یہ غزل گائی عاشق مزاجون کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے دل سب کے بھر آئے شب بھر خواجہ نے نی بجائی بوقت سحر اُسی طور سے وہ جلسۂ عیش و عشرت آراستہ ہی دماغ سب کے تر و نگل زرین پر اسد ایسا افسر تخت پر ملکہ مہ جبین الماس پوش ایسی شاہزادی صاحب ہمت و سخاوت حسن مین بے نظیر صاحب جاہ و توقیر سب عیاران نامدار خنجر گذار اپنے اپنے مقام پر متمکن بارہ کوس کے گرد مین لشکر ظفر اثر فرو کش ہی ہر مقام پر دورہ جام بے دغدغہ خیال انجام گردش مین پردے بارگاہون کے اُٹھے ہوے افسران فوج اپنی اپنی بارگاہون مین ناچ دیکھ رہے ہین جوش عیش و عشرت مین ہاتھ اُٹھا کر شاہزادۂ عالی وقار اسد نامدار کو دعائین دے رہے ہین کہ پروردگارا ہمارے افسر کو سلامت رکھنا جسکے دم سے یہ سارا جلسہ ہی کیا لشکر ظفر اثر ہی جرأت و مردانگی مین ایک سے ایک بہتر ہی سب جانباز و سرفروش جمع ہین انشاء اللہ طلسم ہوش رُبا فتح کرینگے جان لڑا دینگے جہان پائینگے افراسیاب خانہ خراب کو قتل کرینگے نامرد کو للکارینگے کیا لڑسکے گا ہمارے آقاے نامدار کے سامنے سے بھاگ جائیگا شکست فاش کھائیگا اگر مقابلہ کریگا تو ذلت اُٹھائیگا لشکر کیا ماشاء اللہ کئی شہر آباد معلوم ہوتے ہین جس جانب نظر جاتی ہی بجز آبادی کچھ نظر نہین آتا ہر کوچہ و بازار آراستہ و پیراستہ چورستہ ہی وہ مصفا جو کوچہ ہی وہ پر فضا اس طرح کا جلسۂ عیش و نشاط جو آراستہ ہوا فلک کجرفتار کو رشک آیا دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی سنگ تفرقہ پھینکا چاہتا ہی شعر یہ دو دل کو یکجا اُٹھا تا نہین ٭ کسی کا اسے وصل بھاتا نہین ٭ اس سنگدل کو ہر وقت یہی فکر ہی اسکی محفل مین کج خلقی کا آٹھ پہر ذکر ہی کسی کو مثل نقش قدم مٹائے رہرو جادۂ عیش کو راہ بھلائے کوئی برباد ہو فلک کجرفتار شاد ہو ہر فرد بشر کو شادمان دیکھکر رشک کرتا ہی دمبدم درپے آزار رنج رسانی مین اصرار بانی بناے ظلم و فساد آمادۂ بدعت و بیداد اسد نامدار نے کیا کیا ظلم سہے گنبد نور برسا برس قید رہے جب قید سے چھوٹے باغ سیماب مین جا کر کیا مصیبت اُٹھائی صورت ملک الموت نظر آئی ایسی مصیبت مین گرفتار ہوئے جان دینا قبول تھا قلب حزین ملول تھا اب ایک شب کی راحت نصیب ہوئی پہلو مین معشوق خوشرو جلسۂ جام و سبو رنج و مصیبت مین مبتلا تھے دریاے آفت کے آشنا تھے یہ بانی بیداد خوش تھا اس محفل عیش و نشاط کو دیکھکر فکر مین ہی کہ سنگ تفرقہ پھینکون کسی مصیبت تازہ مین مبتلا کر دون دیکھیے نیرنگی فلک کیا رنگ دکھلاتی ہی ظاہر ہوا کہ ایک خبر وحشت اثر آتی ہی اسد نامدار نے تیسرے دن جلسۂ عیش و نشاط کو موقوف کیا سردارون سے صلاح ہوئی باغبان قدرت نے کہا اول حضور کو دریا دلی دکھانا چاہیے دریاے نیل تک جانا چاہیے ملکہ بہار و مخمور نے بھی یہی کہا مشورہ کامل قرار پایا ایک بارگاہ عالی

واسطے الکہ مہ جبین کی نصیب ہوئی اسمین ملکہ مہ جبین کا داخلہ ہوا اسی مضمون فرحت آئین کا ایک نامہ طرف کوکب روشن ضمیر کے روانہ کیا خواجہ نے مسنین تحریر فرمایا کہ ای برادر جان برابر عنایت سے پروردگار کے لوح طلسمی حاصل ہوئی کسی قدر تسکین دل ہوئی اسد نامدار پس فردا صرف باغبان کو ہمراہ لیکر واسطے مٹانے خارستان اہ کے طرف دریاے نیل کے جائینگے کل لشکر دامنہ قلعۂ نہنگاب خونخوار مین فرد کش ہی مین بھی عقب مین طلسم کشا کے ضرور جاؤنگا یقین ہی افراسیاب جادو بہ سر مہرخ وغیرہ لشکر کشی کرے بعد جانے طلسم کشا کے ان سردارون جانباز سے سرکشی کرے اطلاعاً تحریر کیا اس لشکر کا خیال رکھنا واجب ولازم ہی بندہ مالک بے نیاز حاکم ہی والسلام والاکرام ساحرہ تیز رو نامہ لیکر ادھر گیا یہان لشکر مین منادی نے ندا کی کہ کل بوقت سحر اسد نامدار طرف دریاے نیل کے توجہ فرمائینگے باغبان قدرت نے ساٹھ ہزار جوانان شیر دل منتخب کیے کہ ہمراہ اسد نامدار رہین اب سب سردار اپنی اپنی بارگاہ مین جلوہ فرما ہین خواجہ واسطے بالادوستی کے گئے ہین برق و چالاک وغیرہ حفاظت لشکر کر رہے ہین

دو کلمہ داستان حیرت بیان لاشۂ داؤد لیکر پہونچنا ملکہ لالان خون قبا کا و چند اشعار آبدار ذوق موافق مقام کے بیان ہوتے ہین

ہین مرے آبلۂ دل کے تماشا گوہر
تہ دریاے بھی جا ڈھونڈھ نکالا گوہر
پاک دنیا سے ہین دنیا مین ہین گو پاک سرشت
کب پرکھتا نہین جز دیدۂ بینا گوہر
صدق اور کذب پہ ہر نکتہ کے ہی شرط نظر
تو کبھی کان سے باہر نہ نکلتا گوہر
دل عاشق مین کرے کیونکہ نہ آنسو سوراخ
آ گئے تقدیر سے خرمہرہ ملے یا گوہر

اک گہر ٹوٹے تو ہوون کتنے ہی پیدا گوہر
رزق تو در خور خواہش ہی پہونچتا سبکو
غرق ہی آب مین پر تر نہین صلا گوہر
ربط ناجنس سے کرتے ہین کوئی پاک نہاد
کور کیا جانے یہ جا ہی کہ جھوٹا گوہر
خلش خار جنون سے ہی پرا کیا کیا
اسی الماس سے جاتا ہی یہ بیدھا گوہر

نظر خلق سے چھپ سکتے نہین اہل صفا
مرغ کو دانہ ملا ہنس نے پایا گوہر
کور باطن کو ہو کیا جوہر دانش کی شناخت
ہو نہ ہم صحبت تار رگ خارا گوہر
ہوتی غربت پہ اگر قدر نہ خوش جوہر کی
ہر قدم پر ہی قدم آبلہ فرسا گوہر
غوطہ دریاے سخن مین ہین لگاتا بہتر

غزل دیگر مومن خان دہلوی حسب حال مقام ہذا

گلشن مین لالہ مین ہون کہ ہی دل مین جاے داغ — اپنے تو دلنشین نہین کچھ بھی سواے داغ
کیا دکھ نہ دیکھے عشق مین کیا کیا نہ پاے داغ — زخمون پہ زخم جھیلے ہین داغون پہ کھاے داغ
کیا کہیے گرمیان دل بیتاب کی کہ ہی — سینہ ہی ایک شعلۂ جوالہ جاے داغ
کرنا ہی سخت ناخن غمزہ خراشیان — دل کو یہ کیسے چہرے کیے چیچک کے بجاے داغ
اس رشک مہر و مہ کی نشانی ہی دیکھنا — ای چشم اشکبار کہین نہ بجھاے داغ

چھوڑا نہ لالہ زار مین ساتھ اُسنے غیر کا
دوزخ مین کچھ عذاب نہ پایا زبسکہ مین
رہ تو بغل مین غیر کے سینہ سے لگ کے یان
تارون کے بدلے گن کے شب تار کاٹ دی
جلتا ہون اہل نار کی تبدیل جلد سے

سو بار سینہ چیر کے مین نے دکھائے داغ
خو کردہ تھا بہ تابِ تبِ شعلہ ہائے داغ
پہلو برائے زخم ہی سینہ برائے داغ
ایام ہجر مین مرے کیا کام آئے داغ
مومن غضب ہو آتش لذت فزائے داغ

راے ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ ملکہ لالان خون قبا رنج و مصیبت مین مبتلا صورت نگار جادو صورت ناگن وزیرزادی کی نبی ہوئی مکر کی باتین منزل بمنزل سمجھاتی ہوئی قریب لشکر اسلام پہونچین ملکہ لالان خون قبا نے چاہا کہ مین داخل لشکر ہون اسد غازی سے جا کر ملاقات کرون صورت نگار نے منع کیا اور کہا آپ خداوند طلسم کی دختر ہین بی مہ جبین الماس پوش کی افسر سیت کے سامنے جانا کیا ضرور ہی ایسا نہو وہ بی جھلو ٹو ٹکے ٹامڑے کرنے لگین کچھ میری بھولی شاہزادی کو کھلا دین تو مین کیا کرون اِسی مقام پر اُتریے ایک کنیز روانہ کیجیے صرف ایک کاغذ پر لکھ بھیجیے کہ والد نامدار آپ کی محبت مین مارے گئے سیارگلشن جنان ہوئے لاش اپنے باپ کی لیکر آئی ہون اُنکی وصیت تھی کہ طلسم کشا جنازے کو کاندھا دین تا بہ قبر پہونچا دین اسمین محبت کا حال بھی کھل جائیگا اگر عاشق صادق ہین کلیجہ تھام کے دوڑے آئینگے اور یہ لونڈی مکرر عرض کرتی ہی کہ بی مہ جبین کا بھی سامنا نہ کیجیے گا اگر طلسم کشا کہین تو اقرار نامہ اُنسے لیجیے کہ بی مہ جبین استقبال کو آئین سلام کرین اُنکا باپ آپ کے در دولت پر ناصیہ فرسائی کیا کرتا تھا اُنکی کیا حقیقت ہی سلام کرنا اُنکے واسطے شرف حاصل ہوگا ملکہ تو اپنی وزیرزادی کی رائے کی پابند ہین اسی طرح ایک کاغذ لکھکر ایک کنیز کو روانہ کیا اُسوقت اسد نامدار کنارے پر لشکر کے کھڑے ہوئے ٹہل رہے ہین لوح طلسمی گلے مین سرداران سرفروش کے خیمون پر نظر ہی ملاحظہ کر رہے ہین اپنے اپنے مقام پر سب مصروف سحر خوانی مسلح مکمل ہر وقت تیار آمادہ حرب و پیکار رنگ جنگ افراسیاب سے ماہرین بخوبی حال ظاہر ہین جسوقت اُسکا جی چاہتا ہی لشکر اسلام پر آپڑتا ہی بقہر و غضب لڑتا ہی مدت مدید عہد بعہد سے یہ جفائین اُٹھا رہے ہین اسوجہ سے ہر وقت آراستہ و پیراستہ رہتے ہین اسد تعریفین سب سردارون کی جانبازی کی کرتے ہین کہ صحرا سے رونے کی آواز آئی اسد نے پلٹ کر دیکھا چند کنیزان سیہ پوش خاک اُڑاتی ہوئی آتی ہین اسد گھبرا کر آگے بڑھے کنیزان ملکہ لالان خون قبا کو پہچانا فرمایا کیون نرگس خیر تو ہی نرگس دوڑ کر لپٹ گئی کہا اے شہریار ملکہ لالان خون قبا یتیم ہو گئین شہنشاہ داؤد سیارگلشن جنان ہوے ملکہ عالم جنازہ اُس یزدان پرست کا لیکر آئی ہین اسد نامدار نے

گریبان پھاڑ ڈالا طرف صحرا کے کنیزون کو ساتھ لیکر چلے اُسوقت وہان چند خدمتگار حاضر تھے وہی ساتھ ہو لیے اُس بیقراری مین اسد نے کسی افسر کو خبر نہ کی کنیزون سے حال پوچھتے ہوئے کہ بیان کرو کیا ٹرائی پڑی افراسیاب خود چڑھ آیا فلک نے عجب روز سیہ دکھایا کنیزین عرض کرتی ہین ای شہریار سامان لشکر کشی کہان ہوا صرف صورت نگار جادو آئی شہنشاہ حق پرست نے توبہ شکنی نہ کی راہ خدا مین جان دی اُس کافرہ نے عین محراب عبادت مین مرد مومن کا خون بہایا انکی لیاقت اور غربت پر سنگدل کو رحم نہ آیا اسد نامدار نے پوچھا ملکہ کیونکر بچین کنیزون نے عرض کی حضور حافظ حقیقی نے اُنکو بچایا کئی دن پیشتر سے آپ کے فراق مین نہایت بیقرار تھین ناگن وزیرزادی نے سمجھایا چرب زبانی سے واسطے شکار کے لگا کر لے گئی شکارگاہ مین یہ خبر وحشت اثر سُنی وہ حرامزادی سارے شہر کو مٹا کر مکانون کو گرا کر صحیح و سالم چلی گئی جب ملکہ کو خبر ہوئی لاش اُس ثابت قدم کوے حق پرستی کی لیکر کوچ کیا وہ شہر ویران اب لائق رہنے کے نہین رہا یہ حال مصیبت مآل سُنکر اسد کا رومال پر رومال تر ہو رہا ہے دل اُسکی مصیبت پر رو رہا ہے جب قریب لشکر ملکہ لالان خون قبا ہو پہنچے دیکھا خیمہ ہاے سیاہ برپا ہین اسد غازی کا کلیجہ پھٹ گیا ملکہ سر برہنہ سیاہ پوش خیمہ سے روتی ہوئی نکلی صورت نگار مکارہ ساتھ ساتھ چلاتی ہوئی مکر کے ڈھکوسلے دکھاتی ہوئی جیسے ہی اسد کی نگاہ اُس دُریتیم پر پڑی ملکہ بین کرتی ہوئی بڑھی کہا ای شہریار ہم یتیم ہو گئے

نظم

ضبط پیہم کی توانائی نہین
بس چلے تاب و توان کا کب تلک
بھر ہوا ہے ناخن غم جانخراش
چارۂ و تدبیر کا امکان نہین

طاقت صبر و شکیبائی نہین
پاس ہے دور ازنہان کا کب تلک
پارہ پارہ دل جگر ہے پاش پاش
درد اپنا قابل درمان نہین

ماجرا ہے سخت مشکل کیا کرون
پھر سرشک لالہ گون غماز ہے
جان پر اللہ کیسی آ بنی
حال ابتر کو دکھاؤن کس طرح

کیا کرون تھمتا نہین دل کیا کرون
رنگ ڈوبے ہوا بل پرواز ہے
حال بگڑا جاے ہے یہ کیا بنی
ماجراے غم سناؤن کس طرح

اسد غازی نے اپنے دامن سے اشک ملکہ پاک کیے فرمایا ملکہ بخدا یہ معلوم ہوا کہ میرے قبلہ و کعبہ کر رب نامدار قتل ہوے مگر انشاء اللہ یہ خون بارا بالا نہ جائیگا خون بیگناہ سر چڑھے گا جسوقت خواجہ عمر دسنین سے وہ اس خون ناحق کا بدلہ لین گے صورت نگار نے اپنے واسطے کانٹے بوئے اس سرو باغ حقیقت کو قلم کیا انشاء اللہ جو ظہور ہوگا آنکھون سے دیکھوگی ای ملکہ عالم اب صبر کرو دل پر جبر کرو بہت جلد دفن کرنا مناسب ہے راہ مین بھی کئی دن گذرے ہونگے صورت نگار تو تھرائی دل سے کہتی ہے ای صورت نگار جو خوف تھا اُسکا سامنا ہوا میری جان بچنا مشکل ہے اب یہی علاج ہے کہ طلسم کشا سے لوح لو اگر لوح اُسکے پاس رہگئی تجھکو ڈھونڈھ کے مارے گا یہ سوچکر قدمون سے اسد غازی کے لپٹ گئی مکر سے خوب روئی کہا حضور اب دیر نہ لگایئے اس

مرد موحد کا لاشہ اُٹھائیے رونا تو عمر بھر ہی اسد نامدار نے آکر جنازہ اُٹھوایا خود کاندھا دیا تا بہ منزل اول پہونچایا اپنے دست حق پرست سے دفن کیا خود تلقین پڑھی صورت نگار دیکھ رہی ہی دل سے کہتی ہی عقائد مسلمانون کے بڑے کامل ہین کلمات تلقین سُنکر وجد ہوا ملکہ لالان خون قبا نے اپنا حال ابتر کیا صورت نگار نے اشارہ کیا حضور ایسا نہو باپ کے غم مین تڑپ کر روح جسم سے نکل جائے اسد نے ملکہ لالان خون قبا کو سمجھایا قبر سے داؤد کی اُٹھایا فرمایا صاحب صبر کرو دنیا کا یہ طریقہ ہی بموجب شعر حضرت شیخ سعدی شعر ہر کہ آمد عمارتِ نو ساخت ٭ رفت منزل بدیگرے پرداخت ٭ ملکہ یہ دُنیا مقام عبرت ہی حضرت آدم ابوالبشر جنکو رب اکبر نے خلیفہ روے زمین قرار دیا مسجود ملایک کیا واسطے فرحت کے کہ دوسرا انیس ممکن ہو پہلوے چپ سے حضرت مذکور کے جناب حوا کو پیدا کیا اُنکے جمال مہر تمثال پر حضرت آدم کو شیدا کیا دنیا کو اُنکے ذریعہ سے آباد کیا آخر کیا ہوے چشم زدن مین مثل نقش قدم مٹگئے بزرگان دین ہادی رہبر بندگان خدا کے افسر صاحبان اعجاز و کرامات جن صاحبون نے مردون کو زندہ کیا کلیم اللہ و روح اللہ لقب پائے اورون کے مردون کو زندہ کیا اپنا وقت موت نہ ٹال سکے گردش گردون دون و انقلاب سپہر بوقلمون ہر دم نیا رنگ دکھلاتا ہی بیت ہر دم از ین باغ برے میرسد ٭ تازہ تر از تازہ ترے میرسد ٭ دیگر اشعار آبدار لاا علم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش
خاک جب ہوگئے قدر رعنا
جب مٹے میکشان محفل ورد
مرگئے جب ہزار غنچہ دہان
نرگسی چشم ہین جو دفن ہین
عندلیبون کے ہین یہی الحان
دیکھکر بے ثباتی عالم
اسی اندوہ مین گرد جو گیا ہی

جسکو دیکھو وہ ہی پریشان شمع
تب ہوا سرو خوشنما پیدا
جعفری نے دکھایا تب رخ زرد
ہوا گلشن مین یک غنچہ عیان
چشم نرگس جھکی ہی سوے زمین
فافلو کل من علیہا فان
ہمہ تن اشک ہوگئی شبنم
گل سوسن کا ہی کبود لباس

اس چمن کی ہوائے ہین ورد کے
لالہ و دل پہ لیگئے جب داغ
جب ہوے خاکِ صاحب کاکل
گل ہوا جب چراغ عارض یار
شاخ پر ہی جو سیب زیب چمن
خاک مین گلرخان جو سوتے ہین
جب ہوا صرصرِ خزان کا ڈر
یہ گلستان نہین ہی قابل سیر

آہ تمکین زن چراغ عقل پہ ہی
تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
تب نظر آئے گیسوے سنبل
تب گلستان مین گل ہوا اظہار
کسی محبوب کا ہی سیب ذقن
باغ مین آبشار روتے ہین
خاک اُڑانے لگی نسیم سحر
کرے اللہ خاتمہ بالخیر

ان اشعار عبرت آثار کو سنکر ہر خورد و کلان کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوئے بے ثباتی عالم کا نقشہ آنکھون مین پھر گیا لطفِ عیش دل سے گر گیا نازنینانِ مہ جبین و مہ جبینانِ مہر تمکین بدحواس ہوگئین کہتی تھین ای شہریار آپ کے کلمات حسرت آیات سے چھریان کلیجہ پر چل گئین حسرتین آنسو بنکر آنکھون سے نکل گئین کوئی حسرت دل مین باقی نہ رہی اب موت کی یاد ہی دنیاے فانی ایسا مختصر مقام ہی مسافر

کو آرام سے کیا کام ہی معلوم ہوا دُنیا عبرت سرا ہی اسکا طالب مطلوب جور و جفا ہی ہرچند کہ صورت نگار کافرہ بت پرستا ہی بادۂ ظلم و بدعت سے مست ہی مگر اسوقت یہ بھی گھبرا گئی قلب پر بدلی غم و الم کی چھا گئی بہ مشکل ضبط کیا ملکہ کو سمجھایا ارشارے مین کہا آج طلسم کشا کو جانے نہ دیجیے اپنی بارگاہ مین لیجلیے ملکہ نے اسد نامدار کا ہاتھ تھام لیا کہا ای شہریار اب بارگاہ مین تشریف لے چلیے جو قضا و قدر کو منظور تھا وہ ہوا آپ رنجیدہ نہون والدۂ نامدار کو بڑا شرف حاصل ہوا دامن اُنکا غبار گناہ سے آلودہ نہوا توبہ شکنی نہ کی راہ خدا مین جان دی انجام بھی بخیر ہوا آپ کے دست حق پرست سے دفن و کفن کا سامان ہوا اُنکی روح کو آپ نے شاد کیا اسد نامدار ہمراہ ملکہ لالان خون قبا بارگاہ مین آئے صورت نگار نے چھپرکھٹ آراستہ کیا دسترخوان لاکر بچھایا کہا حضور ملکہ کئی روز سے بے آب و طعام ہین اپنے ہمراہ کھانا کھلائیے اپنی زبان معجز بیان سے سمجھائیے اسد نے ملکہ کو خاصہ کھلایا آپ بھی نوش کیا اس عرصہ مین مسافر روز باجگر پر سوز سیاحی عالم بے ثبات کرکے داخل سرائے مغرب ہوا شہنشاہ پردۂ ظلمات تخت جلالت آیات فلک پر متمکن ہوا فوج ثابت و سیارگان کی کمربندی ہوئی صورت نگار نے بہ تعجیل بارگاہ مین روشنی کی اسد نمازی نے فرمایا ملکہ اب تم لشکر ظفر اثر مین چلو ملکہ مہ جبین سے بھی ملاقات کرو ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ بھی تمھارے دیدار فرحت آثار کی مشتاق ہین یہ نہ سمجھنا تم سے یہ لوگ آمادۂ نفاق ہین مین صبح کو طرف دریاے نیل کے سفر کرونگا صرف باغبان قدرت کو ہمراہ لونگا مضمون لوح سے ثابت ہوا کہ ابھی لوح بیکار ہی مہرۂ طلسمی کی ضرورت ہی راز داران طلسم کہتے ہین جب تک دریاے نیل قبضہ مین نہ آئیگا اس مرحلۂ سخت و صعب کا طی ہونا دشوار ہی ملکہ تو شاہزدے کا منھ دیکھنے لگی لیکن صورت نگار نے بڑھکے عرض کی ای شہریار آج کی شب اس حسرت دیدہ مصیبت کشیدہ کو سمجھانا ضرور ہی حضور کی فراست سے دور ہی میرے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ آجکی شب یہین آرام فرمائیے بوقت سحر انکو لشکر مین پہونچا دیجیے گا آپ طلسم کشائی پر کمر باندھیے ہر نوع صبر کرینگی حضور کے لیے دعاے فتح و ظفر مین مصروف رہینگی اسد کے بھی خیال مین آیا کہ سچ کہتی ہی اس شب کو جانا میرا باعث بیقراری لالان خون قبا ہوگا ملکہ لالان نام فراق سُنکر روتی تھی اسد نے اشک اپنے دامن سے پاک کیے کہا ای شہنشاہ خوبی ای رنگ و بوے گُل حدیقۂ محبوبی اس شب کو ہم اسی مقام پر آرام کرینگے سفر و حضر تمھاری راے پر ہوگا صورت نگار نے فوراً مختصر سا جلسہ آراستہ کیا لباس سیہ سب کا تبدیل کرایا یہان تو اسد غازی آمادہ ہو چلے کہ شب کو اسی مقام پر رہین صورت نگار اس فکر مین کہ یہ دونون عاشق و معشوق آرام کرین جس طرح بنے لوح طلسمی لون طلسم کشا کو قتل کرون لالان خون قبا کا خون بہاؤن مثل شہدادؔ دیو انکو

بھی مٹاؤن لوح لیکر بخدمت افراسیاب پہونچون عہدہ ہاے جلیل سے مشرف ہون لیکن دو کلمے حال خواجہ عمرو و ملکہ مہ جبین الماس پوش کے گذارش ہوتے ہین خواجہ عمرو و ملکہ مہ جبین بارگاہ آسمان جاہ مین داخل ہین ساٹھ ہزار کنیزان زرین پوش حاضر خدمت فیضدرجت ہین تین دن لشکر مین جشن نوروزی ہا اب خیال سفر طلسم کشا مین متردد و متفکر بتقین کہ کنیز بے تمیز گھبرائی ہوئی آئی عرض کی حضور نے کچھ سُنا بی لالان خون قبا دختر شہنشاہ داؤد دہیان بھی آکے موجود ہوئین پہلے خبر سُنی تھی کہ طلسم کشا کو کچھ ناز نخرے دکھلا کے اُس بھولے شاہزادے کو لگا کے اپنے باغ مین لے گئین وہ حضور کے اشتیاق مین چلے آئے کسی وجہ مین اُنکے باپ مارے گئے نیا ڈھکوسلا بنایا لاش کو یہان لاکے پہونچایا بی بی اِن عورتون کے چلتر سے ڈرنا چاہیے آپ کے خوف سے دو کوس ہٹ کے اُترین ایک کاغذ لکھکر بھیجا کہ میرے باپ کو آکر دفن کیجیے آپ کی محبت مین مارے گئے وہ یہ خبر سُنکر دوڑے جب وہان پہونچے یقین ہم مروکے سامنے ٹسوے بہائے ہونگے نہین معلوم کیا دام تزویر پھیلایا اُس شہریار کو آج کی شب روک لیا اب خاصہ وغیرہ نوش فرمایئے مرضی کی زبانی ابھی معلوم ہوا شب کو وہین تشریف رکھینگے اب سفر کیسا جستجوے طلسم کشائی کجا داری ہمکو ڈر ہی کچھ کھلا پلانہ دین عورتین بڑی چلتر باز ہوتی ہین مردون کو دیوانہ بنا دیتی ہین میرے شوہر سے مجھ سے لڑائی رہا کرتی تھی پڑوسن نے مجھکو ایک ٹوٹکا بتلا دیا کہ بوا جوتی سے آٹا تولکر ٹکیا پکا ؤ اندھیرے پاکھ مین میان کو کھلاؤ ہمیشہ جوتی کے نیچے رہین گے مین نے یہی کیا اب کبھی سر نہین اُٹھاتے بھگو بھگو کے جوتیان مارتی ہون حضور ایسی باتون کا ڈر ہی بعض ٹوٹکا بلٹ پڑتا ہی مرد کی جان جاتی ہی اِن خیالات مین لونڈی بہت گھبراتی ہی جلد کچھ تدبیر کیجیے مین جاؤن ہاتھ پکڑکے کھینچ لاؤن مجھے بی لالان نہین بول سکینگی مین آپکی خدمتگزار ہون اگر بولین تو سو صلواتین سُناؤنگی صاف کہدونگی ہماری بی بی بیاہتا ہین تم اُدھری ہو میان سلامت رہین ایسے ایسے معاملے بہت سے ہونگے رہتا پانی رہجائیگا بہتا پانی بہ جائیگا یہ سُنکر ملکہ مہ جبین رونے لگی کہا بوا سُنو تم دخل نہ دو مین اُنکے مزاج سے ڈرتی ہون ذرا مین بگڑ جاتے ہین تلوار چمکاتے ہین مجھے کسی شغل سے کیا کام گنبد نور پر کوئی آشنائی کرنے نہ آیا نام خدا اب قید سے رہا ہوئے اب سب طرح کے لوگ جمع ہونگے مجھے چھوٹے نانا جان خواجہ عمرو سے کام ہی جلد اُنکو بلا کر لاؤ مجھے سوار کراکے خدمت مین میرے ابا جان کرب غازی کے بھیجدین اپنی مادر مہربان ملکہ زبیدۂ شیر گیر کے زیر سایۂ دامن دولت بسر کرونگی عمر بھر اُنکو صورت نہ دکھاؤنگی بی لالان خون قبا کو لیکر بیٹھین مزے اُڑائین مین کچھ اُنکی عاشق نہین ہون نئے لوگ اپنا عشق جتائین بس اب میری بارگاہ مین کبھی نہ آئین ملکہ مہ جبین کا غصہ مین چہرہ سُرخ جوش محبت مین آنکھون سے آنسو جاری ہچکی لگی ہوئی بات مُنھ سے نہین نکلتی سوت کا نام جو سُنا

ضبط نہین ہو سکتا کبھی غصہ مین الماس کی انگوٹھی اُتاری کہا اسکو چبا جاؤن کلیجہ کٹکے مُنھ سے نکلجائے ابھی میرا خاتمہ ہو مگر مین وصیت کرتی ہون میرے جنازے پر نہ آئین میرا مردہ خواجہ عمرو اُٹھائین دلارام وزیرزادی نے ہاتھ تھام لیا کہا دارسی آپکے دشمن جان دین ایسی کیا دشمنون کو مصیبت ہی مین نے کنیز کو بھیجا ہی خواجہ عمرو آتے ہونگے اُنسے شکایت کیجیے وہ بخوبی سمجھا دینگے آپ کے سامنے کسی کی حقیقت نہین ہی خدا وارث کو سلامت رکھے ایسی ایسی بہت آئینگی انصاف یہ ہی کہ آپ کی محبت کا طلسم کشا کے بھی دل پر نقش ہی اس مقدمہ مین جو کچھ سچ ہوگا کھلجائیگا خواجہ عمرو وہی اس بات کا فیصلہ کرینگے اُسوقت باتون پر ملکہ مہ جبین دلارام کے محل مین ہنگامہ جہان چار ملکر بیٹھین یہی کھُسر پھُسر ہو رہی ہی دیکھو بوا طلسم کشا نے کیا غضب کیا اب جو قید سے چھوٹے رنڈی بازی کرنے لگے بی لالان خون قبا کی بارگاہ مین گئے ہین مردوے کے دل مین ڈر نہین ایک کہتی ہی بوا ہماری بی بی صاحب نے اپنی محبت ظاہر کردی یہ بڑی خرابی ہوئی جہان مردوے کو معلوم ہوا کہ یہ عورت چاہتی ہی بھول جاتے ہین اپنے آپ مین نہین رہتے یارون مین بیٹھکر ذکر کرتے ہین کہ فلان عورت ہم پر مرتی ہی دیکھیے اب کیا ہوتا ہی ہماری ملکہ بہت بگڑی ہوئی ہین بڑی ضد مین ہین بُرا مانا مُنھ پھلایا ہی سوت کا نام سُنکر غصہ آیا ہی ایک نے کہا بوا اُنچھو کچھ بھی اب نہوگا اُنکے سر پر کو دو دن دلینگے ملکہ کو اس مقدمہ مین بہت بگڑنا چاہیے ضد کرین کھانا نہ کھائین ایک پلنگ پر نہ سوئین اچھی طرح بات نہ کرین پہلا مقدمہ ہی بوا مین پڑھی لکھی ہون دیکھو سعدی نے کہا ہی مثل گربہ گشتن روز اول ؛ اگر یہ نہ کرینگی پچھتائینگی بار فراق اُٹھائینگی یہ باتین جو کنیزون کی ملکہ نے سُنین فرمایا صاحبو مین تمھاری بات کا جواب نہین دیسکتی دل کی جو کیفیت ہی کیونکر دکھاؤن اس بیقرار کو کیا کہکے سمجھاؤن

اشعار

یاران غم یار من بپرسید
برکندہ دل از دیار و یارم
بینی بسر از زمین بے زیارت
اب کرتی ہی سانس بھی گرانی

درد دل زار من بپرسید
از صبر و قرار من بپرسید
جز راہ مزار من بپرسید
سب خاک مین ملگئی جوانی

در من نہ قرار ہست و نہ صبر
ترسم کہ شود نہ تیرہ عالم
ہر دم ہی کچھ اضطراب دلکو

از یار و دیار من بپرسید
حال شب تار من بپرسید
طاقت نے دیا جواب دلکو

آئی دلارام وائے مصاحبان قدیم اب ہمکو نہ سمجھاؤ

دل ہمارا نہ دکھاؤ صاحبو مین سخت جان نہین ہون ایک آہ مین جان دونگی یقین ہی شکے تشریف لائین کہدینا آپ کے ظلم و بدعت نے ہمکو ہلاک کیا آہ جگر سوز نے جلا کر خاک کیا ایک جنازہ دفن کرچکے اس کشتۂ حسرت و یاس کی بھی لاش اُٹھائیے تا بہ قبر پہونچائیے دلارام ہماری جانب سے سمجھا کے کہنا کہ ای گُلِ باغ خوبی کانٹا نکل گیا ہمراہ معشوق سرو سہی قد بصد شد و مد باغون مین جلین کیجیے باغی نرہا عیت

بہار مین گلشن حیات پر خزان آئی صیاد و گلچین کی بن آئی یہ باتین حسرت آمیز کر کے زار زار مثل ابر نو بہار
رونے لگی بجلی تگ گئی بات مُنھ سے نہ نکلتی تھی کہ خواجہ عمرو بھیس پھراتے در بارگاہ ملکہ مہ جبین پر آئے
محلدار نے پکار کر کہا خواجہ سلامت اندر جائیے عرصہ دراز سے ملکہ عالم آپ کو یاد کر رہی ہین دیکھیے تو محل مین
کیا رنگ اُچھل رہا ہے آتش غم والم سے ہم سب کا کلیجہ جل رہا ہے عمرو نے گھبرا کر پوچھا خیر تو ہے محلدار نے کہا آپ
اندر تشریف لیجائیے آپ کو خود معلوم ہو جائیگا میرے عرض کرنے کی ضرورت نہین ہے عمرو بھی گھبرایا بیقرار ہو کر
محل مین آیا دیکھا وہ بارگاہ محل رنج والم ہے ہر ایک کے قلب پر ہجوم غم ہے ملکہ مہ جبین الماس پوش
کو دیکھا تمام کنیزین گھیرے بیٹھی ہین بجلی لگی ہے رنگ رو متغیر متردد متحیر خواجہ عمرو کو دیکھا ملکہ مہ جبین نے اٹھکر
خواجہ عمرو کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے چیخ مار کر روئی عمرو نے دامن سے اشک پاک کیے پیشانی کے بوسے لیے
کہا کیون نور نظر خیر تو ہے دشمنون کو کیا ایسا صدمہ ہو پہنچا یہ کیا حال ہے مجھ سے مفصل کہو ای مہ جبین مجھے
چالاک سے زیادہ تجھسے محبت ہے اگر کسی نے آنکھ دکھائی ہے اندھا کر دون مہ جبین تو فرط گریہ وزاری
سے جواب نہ دیسکی دلارام نے ہاتھ خواجہ کا تھام لیا کہا حضور مجھسے سنین آپ کے نواسے صاحب نے
در معشوق کی آنکھون سے دور تھی کوئی نہ جانتا تھا بی لالان خون قبا کے والد مارے گئے وہ لاش
لیکر آئین طلسم کشا صاحب فوراً تشریف لے گئے میان داؤد کو دفن کیا ابھی چوبدار نے آکر خبر دی ہے کہ
آج شب کو وہین تشریف رکھین گے انصاف فرمائیے اُنکو یہ مناسب تھا کہ ملکہ کا کچھ خوف نہ کرین سوت
کے خیمہ مین چلے جائین یہ مضمون سُنکر عمرو کے ہوش اُڑ گئے مگر ضبط کر کے کہا ای نور نظر مہ جبین لالان
خون قبا کے مقدمہ مین ملال نہ کرو انصاف شرط ہے اُسی کی وجہ سے اسد کی جان بچی اُسکے باپ کی
وجہ سے لوح ملی عشق مین اسد کے لالان خون قبا نے کوڑے کھائے یقین تھا روح جسم سے نکل جائے
لیکن اُسنے نہ بتایا اگر چہ اُسکا باپ مارا گیا بڑا غضب ہوا لیکن بیٹیا اُسکا خیال رکھنا تیرے برابر کسی کا رتبہ
نہین ہے نہ ہو سکے گا اگر سو معشوقین اسد کی ہونگی سب کو تمھاری اطاعت کرنی پڑیگی تم اسکا ملال
نہ کرو بلکہ دعا مین مصروف ہو خدا اسد کی وہان جان بچائے لوح پر کوئی افتاد نہ پڑ جائے تم کھانا
کھاؤ عیش کرو دلارام تو نہین ملکہ کو سمجھاتی یہ فرزندان صاحبقران ہین ان باتون کی تاکید پر نا ممکن ہے
اگر اُنسے ملکہ کو محبت ہے رشک وحسد کو دل مین جگہ نہ دین یہ کہکہ عمرو گھبرایا ہوا باہر آیا جھتر برق فرنگی
کو بلا کہا تو نے سُنا اسد نامور ملکہ لالان خون قبا کے خیمے مین لوح پہنے گیا ہے دل میرا تڑپ رہا ہے
لیا ہو کوئی عیار بھی اُنکے لشکر مین ملی ہوئی چلی آئی ہو لوح کی فکر ہو گی جا کر بیٹیا تدبیر کرو بلکہ زیر پلنگ
اسد نامور کے آرام کرو تو بہتر ہے مین بھی وقت پر آؤنگا بڑا مجکو تردد ہوا دل مثل ماہی بے آب

تڑپ رہا ہی یہ بھی امر سبب سے خالی نہین ہو اسد نامدار وہان شب کو کبھی رہنے کا ارادہ نہ کرتا لالان خون قبا کی یہ لیاقت نہین ہو کہ باتون مین روک لیتی یہ بھی کسی مکار کا کام ہی رات کو اُسکو روک لیا یہی امر کافی تھا کہ بعد دفن شہنشاہ داؤد ملکہ لالان خون قبا کو لشکر ظفر اثر مین لاتے ملکہ مہ جبین سے ملواتے ان آئینہ رخسارون مین صفائی ہو جاتی غبار خاطر دفع ہوتا اور ای برق بخدا مجکو قتل ہونے کا داؤد کے بڑا قلق ہی صورت نگار و مصور سے سمجھ لونگا اگر ان زن وشوہر پر پنجہ قابض ہو فوراً مجکو خبر دینا بارے کوڑون کے کھال گرا دونگا خون ناحق داؤد کا بخوبی بدلہ لونگا برق نے کہا اُستاد مین ابھی جاتا ہون خوب سمجھ گیا غلام کو بھی انتہا کا قلق ہوا اُس مرد خدا پرست کو بیکس و بے بس کرکے مار اگر کیا ثابت قدم کوہ سے یزدان پرستی تھا توبہ شکنی نہ کی اپنی جان دی اگر ذرا ہونٹھ ہلا دیتا آسمان کو زمین سے ملا دیتا آپ کے کلام معجز نظام نے اُسکے قلب پر تاثیر کی حضور نے ایسی مسلسل تقریر کی خوف خدا سے ڈرایا صفت قہاری کا قائل ہوا دل و جان سے اپنے پیدا کرنے والے پر مائل ہوا استاد شاگرد دیر تک سرگوشی کیا کیے برق نے بہت بہت کہا کہ اُستاد آپ بھی چلیے عمرو نے کہا تم جاؤ مین وقت پر آؤنگا برق فرنگی بانہایت عیاری سے آراستہ ہوا تڑپ کر طرف بارگاہ ملکہ لالان خون قبا کے روانہ ہوا بعد جانے برق فرنگی کے خواجہ عمرو بھی لشکر مین پھرتے ہوے جا بجا اہلیان طلایہ کو جگاتا ہر ایک سے یہی فرمایا بھائیو ہوشیار رہنا یہ راتین سونے کی نہین ہین خوف آمد افراسیاب ہو لشکر کشی ہوا چاہتی ہی تمام طلسم ہوش ربا مین لڑائی کے سامان ہین کمال افراسیاب کے تم سب صاحبون پر بخوبی عیان ہین پھرتے پھراتے خواجہ بھی فکر حفاظت اسد غازی مین روانہ ہوے لیکن وہان بارگاہ لالان خون قبا کا حال سنیے صورت نگار مکارہ نے دونون عاشق و معشوق کو شراب پلائی جب رات زیادہ آئی صورت نگار نے اسد عالمدار سے اشارہ کیا اے شہریار راہ مین ملکہ لالان خون قبا نے بڑی مصیبتین اُٹھائین خیال فرمائیے باپ کا لاشہ ہمراہ تھا اب تک آب و دانہ بھی ترک رہا آج آپ کے تشریف رکھنے سے غنچہ خاطر انکا شگفتہ ہوا اب رات زیادہ آچکی آرام فرمائیے تنہائی مین بھی معشوق کو سمجھائیے آپ کا سمجھانا بہت بہتر ہوگا عاشق کے سامنے اگر معشوق جھوٹ بھی کہے اُسکو بمنزلہ حدیث و آیہ ہوتا ہی یہ کہکر صورت نگار سامنے سے ہٹ گئی پردہ کھینچ دیا کنیزون سے کہا باہر چلو اپنے اپنے مقام پر آرام کرو یہ تخلیہ کا مقام ہی صحبت گل و بلبل مین گلچین کا کیا کام ہو اب عاشق و معشوق تنہا رہے اسد غازی نے ہاتھ ملکہ لالان خون قبا کا تھا بنا چھپر کھٹ پر آئے ملکہ بیتاب ہو رہی تھی باپ کی یاد نہ بھولتی تھی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے اسد نے کہا ملکہ اب غم و الم کو خانہ

دل مین جگہ نہ دو صبر کرو تمکو اگر ملول و حزین چھوڑ کر جائینگے سفر مین بھی تمھاری یاد رہیگی دل کو چین نہ آئیگا
لالان خون قبا نے کہا حضور جہان جائیے محبوبہ اپنے ساتھ رکھیے میرا لشکر مین کون ہو ایسا ہو بی مہ جبین
میرے ساتھ دشمنی کرین سب سردار اُنکے مطیع ہین اسد نے کہا اے ملکہ عالم کیا مجال ملکہ مہ جبین سے تمھین
ملوا کر جاؤنگا ہر ایک کو بخوبی سمجھا دونگا سب سردار تمھارے تابعدار رہین دل و جان سے خدمتگزار رہین
دونون کو نشہ شراب تھا باتین کرتے کرتے سو گئے فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا صورت نگار اُٹھی پردے سے
دیکھ رہی تھی دیکھا عاشق و معشوق نے آرام کیا نفیر خواب بلند ہو پردہ اُٹھا کر قریب پلنگ کے آئی دیکھا لوح
گلے مین اسد نامدار کے پڑی ہو شاہزادہ غافل سو رہا ہو خوف سے اُس شیر دل کے کانپ رہی ہو جانتی ہو
اگر بیدار ہوا ایک طمانچے مین تیرا کام تمام ہو جائیگا اُس شیر کے پنجہ سے کون بچائیگا کانپتی تھراتی قریب پلنگ
کے آئی جھولی سے مقراض نکالی ڈورا لوح کا کاٹا عکس سے لوح کے بھی گھبراتی ہو سحر بھولی جاتی ہو مُنھ پھیر کر
باحتیاط لوح کو اُٹھایا رومال مین لپیٹ کر لوح کو جھولی مین رکھا اب منظور ہوا طلسم کشا کو بھی لیچلو اُس ظالم کو
کیون چھوڑو اب بخوبی اطمینان ہی لوح قبضہ سے طلسم کشا کے لیلی اب بیدار بھی ہوگا تو کیا کریگا اِس خیال سے
پنجہ کر مین اسد نامدار کے ڈالا سحر کر کے قصد کیا قبہ بارگاہ توڑ کے نکل جاؤن قضا کار ہتر برق فرنگی بموجب
حکم خواجہ عمرو چھپ کر آیا زیر پلنگ سو رہا تھا آہٹ سے پاؤن کے آنکھ کھلی دیکھا صورت نگار جادو بصورت
اصلی اسد غازی کو پنجہ مین دبا چکی ہو چاہتی ہو کہ سحر کر کے بلند ہون برق تڑپ کر اُٹھا جی مین کہتا ہو
ہائے بُرا غضب ہوا یہ ملعونہ کہان سے آئی صرصر وغیرہ کا البتہ خیال تھا یہ کیا نقشہ ہوا یہ تو زوجہ مقصور ہی
پلنگ کے نیچے سے دبا ہوا نکلا الٹ پشت پر صورت نگار کے پہونچا صورت نگار کا قصد تھا کہ بلند ہون
برق نے چودہ حلقے کمند کے مارے تڑپکر نعرہ کیا نعرہ برق شعر منم برق رفتار و خنجر گزار ٭ ستم یکہ یلین گران
بہر ہزار ٭ او ملعونہ کہان جاتی ہی حلقہائے کمند گلے مین صورت نگار کے پڑے برق نے جھٹکا مارا
اسد غازی پنجہ سے چھوٹ کے صورت نگار کے الگ گرا صورت نگار گرتے گرتے سنبھلی لفظ اُف مُنھ
سے نکل گئی فوراً کمند جل گئی صورت نگار نے گیر کھکے دو تڑ مارا برق زمین پر گرا مثل ماہی بے آب
تڑپنے لگا صورت نگار نے کہا او نگوڑے پاجی بھورے اب کہ کہان جائیگا افراسیاب تجکو دار پر
کھینچے گا برق کی زبان بند مجبور در دمند زبان صورت نگار نے اُسکی بند کر دی اس خیال سے کہ غل نہ
مچائے بڑھکر برق و اسد نامدار دونون کو پنجہ مین دبا یا سحر کر کے بلند ہوئی تا بہ قبہ بارگاہ پہونچی تھی
لیکن آفتاب عالمتاب آسمان عیاری کوکب درخشان خنجر گذاری خواجہ عمرو بھی آکر اس بارگاہ مین
ٹھہرے ایک قنات گوشہ بارگاہ مین لپٹی کھڑی تھی اُسمین گھسکر سو رہے جب برق نے صورت نگار پر

کمند ماری نعرہ کیا اسد کے گرنے کا دھماکا ہوا عمرو کی آنکھ کھُلی قنات سے گھبرا کر نکلا دیکھا صورت نگار بلند ہو کر قریب قبۂ بارگاہ پہونچ چکی ہی قصد ہی سحر کر کے قبہ بارگاہ توڑون عمرو گھبرایا فوراً خیال مین آیا جال الیاسی نکالا نعرہ کیا او مکارہ کہان جاتی ہی نعرہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران	ڈرے مکر سے کانپتا ہی جہان	تراشندۂ ریش کفار ہون	زمانہ کا مکار و غدار ہون
ہرا تیز رفتار ہو کر قدم	صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم	اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو	نپائے مری گرد بادوش کو
دوندہ جہانگرد طرار ہون	جہانگیر عالم کا عیار ہون		

صورت نگار سحر کر کے بلند ہوئی تھی عمرو دست کر کے برابر پہونچا جال مارا صورت نگار و برق و اسد جال مین پھنسے اُسی طرح تڑپ کر عمرو زمین پر آیا جیسے ہی صورت نگار پھنسکر گری عمرو نے حباب بیہوشی مارا صورت نگار کا منکا ڈھل گیا بیہوش ہوئی عمرو نے اسد غازی کو اور برق فرنگی کو جال مین سے نکال لیا صورت نگار کی زبان مین سوزن دیا کھینچتا ہوا لیکر باہر آیا ملکہ لالان خون قبا بیدار ہوئین بیٹھنے لگین عمرو نے کہا بیٹیا کیون روتی ہو سب طرح خیر ہی مین نے اپنے دوست صادق محب واثق کے قاتل کو گرفتار کیا معاوضۂ خون بیگناہ لیتا ہون یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچی باغبان و بہار و مہرخ و معمار قدرت و ہلال سحر انگن و سرخ موے کا کلکشا وغیرہ دوڑے غول کے غول لشکر سے آنے لگے آکر دیکھا کہ صورت نگار کو خواجہ عمرو نے ایک ستون سے باندھا ہی ہوشیار کر دیا ہی تازیانہ حضرت اسحٰق کا لیکر کھڑا ہوا ہی صورت نگار کی صورت دیکھکر کانپ رہا ہی کف منھ سے عمرو کے جاری دیوانہ وار وحشی مثال للکار رہا ہی او حرامزادی فاحشہ تونے اُس مومن بیندار کو بیخطا مارا کچھ خوف خدا نہ آیا بتلا کہ اسوقت اخر اسباب کیا ہوا ہو گا تیرا مصور کدھر گیا او مکارہ عیارہ تونے مثل عیارون کے عیاری کی اور ملکہ لالان خون قبا فرما رہی ہین کہ چھوٹے نانا جان یہ تو اس سے پوچھیے کہ میری وزیرزادی ناگن کو اس حرامزادی نے کیا کیا عمرو نے کہا مین اس حرامزادی سے کیا پوچھون ناگن کو مار کے اسکی صورت بنی صاف ظاہر ہی سب اُمورات کا معاوضہ ہوا جاتا ہی کل اہالیان شہر داؤدی کا خون اس حرامزادی کی گردن پر ہی یہ ملعونہ جلادون کی افسر ہی ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ سترہ سو سردار گرد عمرو جمع ہین مگر کہہ رہے ہین کہ ایسے غصہ مین ہمنے کبھی خواجہ کو نہین دیکھا چاہتے ہین شفاعت کرین مگر حوصلہ نہین پڑتا عمرو نے برق و ضرغام کو آواز دی دونون کانپتے ہوے سامنے آئے ایک ایک کوڑا عمرو نے دونون کے ہاتھ مین دیا ضرغام سے کہا تو میرا فرزند ہی صاحب ہمت و جرات ہی دیکھون کس قدر تیرے جسم مین طاقت ہی اور برق سے کہا او بے انگریز کوڑے لگا تم دونون مین سے اگر ایک کا ہاتھ رُک گیا تو بسر صاحبقران یہی حال تمھارا کرونگا برق و ضرغام جھپٹے صورت نگار

برکوڑے پڑنے لگے شرائے خون کے بلند ہوئے بوٹیان اُڑنے لگین جب ذرا ان دونون کے ہاتھ رُکتے ہین
عمرو تازیانہ حضرت اسحٰق کا لیکر بڑھتا ہی ایک ضرغام پر ایک برق پر ایک سڑا کا صورت نگار پر
پڑتا ہی صورت نگار دوہائی دینے لگی تمام لباس پارہ پارہ چھاتیان کھلی ہوئین تمام جسم خون مین لال
صورت نگار کا عجیب حال پکارتی ہی اے عمرو توبہ کرتی ہون اب کبھی ایسی حرکت نہو گی تیری لونڈی
بنکے رہونگی عمرو کہتا ہی او مکارہ تیرے قول وفعل کا کیا اعتبار ہی تجکو اُس مرد خدا پرست پر رحم نہ آیا خدا
کا خوف نہ کیا محراب عبادت مین اُسکا خون بہایا اُسی کے خون نے جوش مارا ہی مین تیری توبہ کو قبول
نہ کرونگا اگر وہ مطیع احکام امرونہی نہوتا تیری یہ مجال تھی کہ اُسکے سامنے زبان کھولتی آنکھون کے نیچے
اُسکی لیاقت پھر رہی ہی میرے کلمات نے اُسکے قلب پر ایسی تاثیر کی دُنیاے دون کو ہیچ جانا راہ خدا مین
جان دی وہ داخل بہشت عنبر سرشت ہوا تیرے اعمال زشت نے تجکو مبتلاے بلا کرایا اب مین تجکو زندہ
نہ چھوڑونگا تڑپا تڑپا کر مارونگا ایک مرتبہ نہین قتل کرونگا جب باغبان قدرت نے دیکھا
صورت نگار قریب بمرگ ہی ایسا نہو دو چار کوڑون مین اسکا دم نکل جائے دوڑکر باغبان نے
خواجہ کا ہاتھ تھام لیا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری بس یہ بڑے جلیل کی زوجہ ہی سزاے کامل ہو چکی عمرو کی
آنکھون مین آنسو بھرے تھے نام شہنشاہ داؤد کا لیکر رو رہا تھا ہر مرتبہ یہ زبان پر جاری ہوتا تھا اے برادر
بجان برابر افسوس وقت انتقال تمہارے ہم قریب نہوے کچھ وصیت ونصیحت کرتے کس حسرت ویاس سے
تیری جان گئی اس حال مین جو باغبان نے ہاتھ تھام لیا عمرو اپنے ہوش مین نہ تھا ایک کوڑا باغبان
پر مارا کہا او باغی اس ملعونہ جہنمی کی سفارش کرتا ہی مین اُسکے زخمہاے جسم پر نمک پاشی کرونگا بلبلاکر
باغبان پیچھے ہٹا عمرو کا غصہ دیکھکر اسد نامدار ایک ایک سے کہتا ہی خبردار اسوقت نانا جان کے
قریب نہ جاؤ بخدا مین نے کبھی ایسا بیقرار نہین دیکھا اسوقت کوئی نانا جان کو نہ سمجھائے اور نہ قریب جاے
اسوقت کسی کا کہنا نہ مانینگے مہرخ وبہار بھی بڑھ بڑھکر عذر کرتی ہین مگر خواجہ کا غصہ ہر ایک پر
اُسی طور کا ہی جو باغبان کے ساتھ کیا فرماتے ہین برلے خدا اسوقت میرے پاس کوئی نہ آوے اسوقت
مجھے اُس مرد خدا پرست کی حسرت ویاس کا خیال ہی قلب پر ہجوم غم وملال ہی مین اپنے ہوش مین
نہین ہون اب ناظرین پر واضح ہو کہ صورت نگار پر تو یہان کوڑے پڑ رہے ہین سترہ سو سردار
نامدار واسد عالی وقار غصہ کو عمرو کے دیکھکر کانپ رہے ہین ہر چند سردار سمجھاتے ہین
مگر عمرو نہین مانتا کہتا ہی اسکی ہڈیان تک شکست کرڈالونگا زندہ اسکو نہ چھوڑونگا
یہان تو یہ ہنگامہ ہی۔

دو کلمہ افراسیاب و مصوّر و چند اشعار آبدار حسب حال مقام فرحت انجام براے کفار مصیبت و آلام بیان کیے جاتے ہین

ابر دیکھا تو کہا دل نے بخار اپنا ہی
داغ داغ اپنا یہ سارا تن زار اپنا ہی

ساقیا ہمسے زیادہ کوئی میخوار نہین
آگے جاتے ہو کہان تم یہ مزار اپنا ہی

سیکڑون پھول ہنسے ہین غم داغ حسرت
دھیان زلفون ہی مین لیل و نہار اپنا ہی

اس سے سینہ مین خلش آٹھ پہر ہی اے گل
خو تمھاری جو وہ ہی تو یہ شعار اپنا ہی

سینہ اپنا نہین داغون سے گلستان ہی یہ
ایک مدت ہوئی سنسان دیار اپنا ہی

پڑھکے اشعار مرے ہوتی ہین پریان بیخود
اندنون کوچۂ جانان مین گذار اپنا ہی

برق چمکی تو صدا دی یہ شرار اپنا ہی
تجھپہ مرجائینگے ہم ہمسے بچیگا نہ رقیب

بیخودی کہتے ہین جسکو وہ خمار اپنا ہی
ای صنم کس لیے دامن سے چھڑاتا ہی تو

دل نہین سینہ مین یہ باغ و بہار اپنا ہی
جان لی بنکے محب پر نہ اُٹھایا لاشہ

غنچۂ دل نہین پہلو مین یہ خار اپنا ہی
نظر یار مین ہوتی ہی زیادہ توقیر

نالہ کش دل جو ہی سینے مین ہزار اپنا ہی
حرص دنیا کو جدا کب دلسے کیجیے

خامہ جادو رقم سحر نگار اپنا ہی

بسکہ سرگرم ستم لالہ عذار اپنا ہی
ہم ترے صید ہین لیکن وہ شکار اپنا ہی

تھا تباہی بخیۂ حسرت نے تمھارا دامن
بیوفا ایسا نہ بنجا یہ غبار اپنا ہی

دن ہو یا رات ہو آنکھون مین ہی عالم اندھیر
جان لون پھر اُسے کس طرح کہ یار اپنا ہی

دل سے توڑوگے تو ہم منہ نہ کبھی موڑینگے
جسقدر عشق مین لذت ہو وہ قرار اپنا ہی

اب کبھی دل مین بھی ہوتا نہین وہ جلوہ نما
اب ٹپکیے اسے ناچیز سوار اپنا ہی

دل بہت خوش ہو مرا خوب گذرتی ہی قبول

بر سر کوہ بلور افراسیاب مغرور و مصور جادو چند سردار انتظار مین صورت نگار کے مصور ہر مرتبہ گھبرا گھبرا کر کہتا ہی اے شہنشاہ جورو میری بڑے کام پر گئی ہی ایسا نہو کسی بلا مین پھنس جاے اس فکر مین کہ آسمان سے ایک طائر زمین پر اُترا گلے مین اُسکے نامہ بندھا ہوا تھا افراسیاب کے کاندھے پر آکر وہ طائر بیٹھا افراسیاب نے جلدی وہ نامہ کھولا سرنامہ پر مُہر صورت نگار کی پائی تصویر فرحت آئینہ خیال مین نظر آئی افراسیاب نے خوشی مین نامہ کھولا کہا اے شہزادے صاحب سماعت فرمائیے آپ کی گھروالی نے لکھا ہی مصور متوجہ ہوا افراسیاب نے پڑھنا شروع کیا صورت نگار نے جنگ شہر داؤدیہ کا نقشہ کھینچا تھا لکھا ہی کہ مین نے خداوند داؤد کو لڑبھڑ کے مارا شہر کو تباہ و برباد کیا ایسا شہر کو مٹایا کہ کبھی آباد نہو گا اب مین بصورت ناگن وزیرزادی ساتھ ملکہ لالان خون قبا کے طرف لشکر اسد غازی کے لوح کی فکر مین جاتی ہون اے شہنشاہ نہ گھبرائیے گا لوح لیکر آؤنگی طلسم کشا کا نقشہ خاک مین ملاؤنگی اب میرے ہاتھ سے وہ کیونکر بچین گے انجام جنگ میرے ہاتھ پر موقوف تھا پھر اگر کوئی ضرورت ہوگی نامہ روانہ ہوگا ورنہ خود ہی لوح لیکر آؤنگی یہ مژدہ فرحت افزا سنکر مصور اپنے جامہ سے باہر ہو گیا کہا کیون شہنشاہ میری جورو نے کیا کام کیا داؤد ایسے ساحر زبردست کو کس هوم

سے قتل کیا خدائی کرتے تھے مگر میری جورو سے نہ لڑ سکے اب عیاری کرکے گئی ہی بڑا کلیجہ رکھتی ہی مہرخ و بہار
وغیرہ سب کو ماریگی ایک اُسکے ہاتھ سے زندہ نہ بچے گا اب طلسم کی سلطنت کا ہمکو اختیار ہی جسکو چاہین بادشاہ
کرین جسکو چاہین وزیر بنائین افراسیاب جادو نے اِن غرور کی باتون پر حیرت سے اشارہ کیا اسوقت
تو مرشدزادے آپ سے باہر ہوگئے سفلے پن کے طریقے سب ظاہر ہوگئے ای حیرت مقام حیرت ہی داؤد
پر صورت نگار کیونکر غالب آئی اُسکے سحر سے تو مین خائف تھا کسی غفلت مین اسکو مارا جو کچھ کیا بڑا کام کیا
خوب نام کیا مگر کان مین کہا ای حیرت اگر انکی وجہ سے لڑائی فتح ہوئی بہت بلبلائینگے مین خاطر کرتا ہون
اسوجہ سے خاموش ہون کان پکڑکے طلسم سے نکال دونگا نہین معلوم کیا سمجھے ہین بیہودہ بکتے ہین حیرت نے
کہا اب اسوقت خاموش رہیے کسی طرح لوح طلسمی ملے پھر سمجھا جائیگا مگر افراسیاب نے مصوّر سے کہا
مرشدزادے مین تو تردد مین ہون یہ رقعہ جمشیدی لیجیے اسمین حال اپنی زوجہ صاحب کا دیکھتے رہیے نگہداشت
کرنا واجب ولازم ہی بڑے کار بزرگ پر اُسنے کمر باندھی ہی لشکر قیامت اثر طلسم کشا مین گئی ہی وہان عیاران
اسلام موجود ہین ایک ایک اُنمین اپنے وقت کا بقراط و جالینوس ہی ایسا نہو کہ پہچانی جائے مصیبت اُٹھائے
مصوّر نے رقعہ جمشیدی ہاتھ مین لیا افراسیاب تو سردارون سے باتون مین مصروف ہوا مصوّر رقعہ
دیکھ رہا ہی کبھی ہنسے کبھی خوش ہوکر کھڑے ہوگئے ناچنے لگے افراسیاب نے کہا مرشدزادے کچھ خوشخبری
سُنائیے کیا معرکہ گذرا مصوّر کہتا ہی منزلون کا حال دیکھ رہا ہون صورت نگار صورت پرنائمن کے
ہمراہ ملکہ لالان خون قبا کارگزاری مین مصروف ہی بڑی صاحب وقوف ہی قضائے کار افراسیاب نے
سر اُٹھاکر دیکھا مصوّر نے غم کی صورت بنائی سر پیٹنے لگا ہی ہی میری جورو کہکر پچھاڑ کھائی تڑپنے لگا
ہرچند افراسیاب نے پوچھا مرشدزادے کچھ بیان تو کرو کیا ہوا بدحواسی مین کچھ نہ کہہ سکا اتنا منھ سے
نکلا اس رقعہ مین پڑھیے اپنی بی بی کی مدد کو جاتا ہون رقعہ پھینک کر تڑپا مثل برق جہندہ بلند ہوا
چشم زدن مین آنکھون سے مخفی ہوگیا افراسیاب تو حیران کہا ای حیرت مرشدزادے بھی عجب اُلّو کے پٹھے ہین جورو جورو
کرتے ہوئے بھاگے کچھ مجھسے حال صاف نہ کہا حیرت نے کہا صورت نگار ہمیشہ سے حسن پرست ہی کسی کے
لپٹ گئی ہوگی یہ ناحق دوڑے گئے ہین جوتیان کھائینگے داڑھی نچوا کے آئینگے حیرت تو یہ مسخرے پن کی باتین
کرنے لگی افراسیاب نے کہا مین طائر سحر روانہ کرتا ہون وہ تھوڑے عرصہ مین پلٹ آئیگا مفصل حال سُنائیگا یہ کہکر
افراسیاب نے ماش کے آٹے کا ایک جانور بنایا یا سامری کہکے اُسکو اُڑا دیا لیکن یہان صورت نگار پر کوڑے
پڑ رہے ہین کہ مصوّر آسمان پر چمکا دیکھا تمام لشکر کا جماؤ ہی سب سردار عمرو کی منتین کر رہے ہین عمرو نہین مانتا
یہ حال پُرملال دیکھکر مصوّر جادو نے نعرہ کیا کہا باشیدا ہے مسلمانان سامری و جمشید کی ہوبر یہ ستم یہ کہکر بہت سے

ماش کے دانے طرف مہرخ و بہار کے پھینکے عمرو تو سایۂ مصوّر دیکھکر ایک غار مین گر پڑا اپنے کو چھپایا مگر مصوّر نے ایسا سحر کیا لشکر اسلام پہ اندھیرا چھا گیا مہرخ و بہار سحر دفع کرنے لگین مصوّر اُسی اندھیرے مین گرا وہ ستون جسمین صورت نگار بندھی تھی سحر کر کے اُسے اکھیڑا از وجہ کو جلدی مین کھول نہ سکا لیکن ستون کو کاندھے پر رکھکر بلند ہوا عمرو نے غار مین سے دیکھا مہرخ و بہار وغیرہ سے کچھ نہین ہو سکتا تاریکی دفع کر رہی ہین کئی سو ساحرون کے سر کٹ کر گر پڑے بس عمرو اسی جوش مین غار سے نکلا وہی جال الیاسی کاندھے پر رکھکر نعرہ کیا او مصوّر کہان جاتا ہی میرے صید کو نہ لیجانا یہ کہکر مثل برق کے تڑپا جست کر کے پچاس گز کی بلندی پر پہونچا وہی جال مصوّر کو مارا مصوّر و صورت نگار و میل آہنی سب جال مین پھنسے عمرو نے اُسی طرح جھٹکا مارا زمین پر آتے آتے حباب مار کر بیہوش کیا لشکر مین ہنگامہ ہوا خواجہ عمرو سبحان اللہ اب اور زیادہ سب تھے ہوش اُڑ گئے مصوّر کو بھی مثل صورت نگار کے ستون سے باندھا زن و شوہر دونون باندھے گئے سوزن زبان مین دیکر مصوّر کو ہوشیار کیا مصوّر نے دیکھا زوجہ کے جسم سے خون بہ رہا ہی عمرو مثل جلاد کھڑا ہوا گالیان دے رہا ہی اور کہتا ہی کیون او بیحیا تو میرے صید کو لیچلا تھا قدرت پروردگار کو دیکھا آج عمرو کو پہچانا مصوّر نے للکارا او ساربان زادے تو نے میری زوجہ کے ساتھ یہ بدعت کی اگر چھوٹونگا تو قیامتین برپا کرونگا عمرو نے کہا جب تم زندہ بچکے جاؤ گے جو بن پڑیگا وہ کرنا یہ کہکر عمرو نے ضرغام کو اشارہ کیا فرمایا ہان انکو بھی لینا مثل زوجہ کے انکا بھی حال بناؤ بلکہ شوہر کا مرتبہ زوجہ سے زیادہ ہی یہ نبیرۂ ساحری ہی انکی خدمتگزاری اچھی طرح چاہیے ضرغام نے جھپٹ کر مصوّر کے کوڑا مارا اسکی بھی بوٹیان اُڑنے لگین چار پانچ کوڑے پڑے تھے کہ مصوّر چیخنے لگا پکارتا ہی او ساربان زادے جورو میری مرجائیگی توبہ کرتا ہون اب کبھی تجھسے نہ لڑونگا کبھی جورو کو گالیان دیتا ہی کہتا ہی او مردار تو نے داؤد جادو کو مار کر اپنی اور میری جان پر یہ آفت لی اب اس ظالم کے ہاتھ سے کون بچائے افراسیاب نالائق کہان ہی طلسم ہوش رُبا مین آگ لگے ہم قوم کے برہمن ہین ڈفلی لیکر مانگ کھائین گے جسکے دروازے پر جائینگے چٹکی آٹا پائینگے اب کبھی سلطنت کا نام نہ لین گے کنارے دریا کے چلکر بیٹھین گے نہانے والے جو آئینگے سیر دو سیر اناج دیجائینگے عمرو کہتا ہی ابے او نالائق اب مین تجکو زندہ نہ چھوڑونگا تیری زوجہ نے کام جلادون کا کیا وحید عصر کو مارا تمام گناہ اُسکے اِس فاحشہ کے ذمّے ہوئے ذرا تو مین دل ٹھنڈا کر لون جی چاہتا ہی اسکی بوٹیان کاٹ کر چیل کوّون کو کھلاؤن آنکھین اسکی نکالکر پاؤنکے نیچے ملون اسوقت کا لشکر کا ہنگامہ لوح تو عمرو نے صورت نگار کی جھولی سے نکالکر اسد کے گلے مین ڈالدی ہی یہ شیر مسلح کھڑا ہوا ہی اشارون سے سردارون کے بڑھکر عرض کرتا ہی نانا جان بس معاف فرمائیے انکو قید کیجیے آپ کے

مذہب مین اس قدر بدعت درست نہین عمرو کوڑا لیکر ڈگے طرف اسد کے چلا کہا او دیوانے تو مذہب کو کیا
جانے یہ کافر اکفر قاتل مرد خدا پرست اس لائق ہین کہ انکو بوریے مین لپیٹ کر پھونکدین جب عمرو نے اسد پر
کبھی کوڑا اُٹھایا اسد الامان کہکر پیچھے ہٹا کہا حضور کو اختیار ہی مجھے کیا دخل جو مناسب ہو وہ کیجیے اور
کسی سردار کی کیا مجال ہی جو اسوقت عمرو سے بول سکے سب سناٹے مین ہین لیکن افراسیاب خانہ خراب
بر سر کوہ بلور بعد چلے آنے مصور کے تھوڑی دیر تو مسخرا پن کرتا رہا کسی نے کہا مرشدزادے جورو کو بچانے گئے
ہین کسی نے کہا بیٹھے بیٹھے گھبر گئے تھے سیر کرینگے لیکن حیرت نے کہا صاحب ذرا رقعۂ جمشیدی مین دیکھو وہ رو تے
بیٹتے گئے ہین کوئی تو بلا ایسی نازل ہوئی کہ کچھ کہہ نہ سکا سحر کرتا ہوا بھاگا ہاے میری جورو اتنا کلمہ زبان سے
نکلا تھا افراسیاب نے رقعۂ جمشیدی اُٹھایا حیرت نے دیکھا کہ شہنشاہ کی بھی رنگت متغیر ہوئی واے رسوائی
کہکر چھاتی پر ہاتھ مارا ریش فش کو نوچنے لگا حیرت نے پوچھا شہنشاہ خیر تو ہی افراسیاب اُٹھا کہا یارو ناک
کٹگئی صورت نگار و مصور ایک ستون مین بندھے ہوئے کوڑے اُنپر پڑ رہے ہین حقیقت مین صورت نگار
نے بڑا کام کیا تھا مگر سار بان زادہ جہان دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ اُسکے سامنے کسکا مکر چل سکتا ہی پیر فلک کو
اُسکی شعبدہ بازی سے سکتا ہی دونون زن و شوہر پکڑے گئے ایسی ذلت کبھی کسی کے واسطے نہین ہوئی خبر دار
میرے پیچھے نہ آنا یہ کہکر ٹہرے کرو فر سے ملبند ہوا مثل بلاے مبرم چلا یہان وہ وقت ہی کہ ضرغام و برق نے
اس قدر کوڑے دونون کو مارے کہ تڑپتے تڑپتے زن و شوہر دونون بیہوش ہوگئے عمرو کہتا ہی اے ضرغام و
برق ان دونون کو پھر ہوشیار کردو یہ مرے نہین مکارون نے دم چرالیے ہین مجکو دھوکا دیتے ہین جب تک
انکی ہڈیان باقی رہینگی جب تک مین نہ مانونگا اسی طرح انکو جہنم واصل کرونگا کہ آسمان سے نعرہ ہوا با شیدای
مسلمانان غضب کیا مرشدزادے پر یہ بدعت آواز سنتے ہی افراسیاب کی عمرو و برق و ضرغام ایک جانب
ہٹ گئے عمرو نے گلیم اوڑھ لی سردار سنبھلے ملکہ مہرخ و بہار و باغبان قدرت وغیرہ نے دیکھا کہ افراسیاب
اس غصہ مین آتا ہی کہ دیکھنے والون کا قلب تھراتا ہی اُن سبھون نے چاہا سحر کرین افراسیاب نے آتے ہی
یہ نگاہ گرم لشکر اسلام کو دیکھا آگ برسنے لگی صدائے فریاد و والغیاث ملبند ہوئی مگر اسد نامدار نے نعرہ کیا نعرۂ اسد

اسد شہسوار کردر روز جنگ	بدرم دل شیر و چرم پلنگ	شہنشاہ نام آور کامران	اسد شیر دل ابن صاحبقران

افراسیاب نے جو اسد غازی کو لوح پہنے ہوئے دیکھا قلب تھرا گیا کلیجہ مُنھ کو آیا مگر طرف سے اسد کے مُنھ
پھیرا اتنی تو آواز دی یا سامری جمشید مجکو اس غیر ساحر کے سامنے سے بھاگنا پڑا اگر زبان ہلاؤن آگ
برسادون لاکھون کو دریاے سحر مین ڈبو دون مجکو ایک کس سے یہ خوف یہ کہتا ہوا کف مُنھ سے جاری تاج
ڈھلکا ہوا برابر ستون کے آکر گرا ہاتھ ڈالکر ستون کو اُکھیڑا مصور و صورت نگار اسمین بندھے تھے اُنکو

جلدی مین کھول نہ سکا مگر یہ بادشاہ طلسم ہوش رُبا زور مین بھی یکتا ہی بائین ہاتھ مین ستون لیا داہنے ہاتھ سے سنگ ریزے اُٹھا کر طرف مہرخ و بہار کے پھینکتا ہوا طرف صحرا کے چلا سرداران اسلام نے پیچھا کیا لیکن اُنکے سحر کو وہ کب مانتا ہی ایک ایک کو حقیر جانتا ہی جسکو جھڑک دیتا ہی وہ خائف ہو کر تھم جاتا ہی مثل نقش پا زمین پر جم جاتا ہی سوائے اسد غازی کے اور کسی سے نہین ڈرتا ہزارہا بندگان خدا کو پامال کیا کبھی سنگدلی کی پتھر برسائے کبھی شعلہ خوئی دکھاتا ہی آگ برساتا ہی عجائب و غرائب سے مملو شعلہ فراج آتشخو عمرو نے بھی گلیم سر سے اُتاری ہی چاہتا ہی کوئی عیاری کرون مگر مہلت نہین ملتی افراسیاب مثل باد صرصر جھپٹا ہوا جاتا ہی سرداران اسلام کو قریب نہین آنے دیتا عمرو نے کئی مرتبہ آواز دی ای ملکہ مہرخ و بہار اب اس ناہنجار کو نکل جانے دو پیچھا نہ کرو وہ جواب دیتی ہین خواجہ ہم خود مجبور و ناچار ہین اس ملعون کے سامنے بالکل بیکار ہین ہزارہا بندگان خدا پامال ہوئے یہ سحر کرتا ہی اگر اپنے کو نہ بچائین آتش سحر سے اس جہنمی کے جل جائین کس طرح اس تک پہنچین کیونکر جان بچائین اسد نامدار ہر مرتبہ چاہتا ہین قریب افراسیاب جادو کے پہونچون مگر افراسیاب مثل ہوا کے جاتا ہی پیک وہم و خیال کا اُس تک پہونچنا دشوار ہی بادشاہ طلسم ہوش رُبا بار روزگار ہی پلٹ کر اسد غازی سے کہتا ہی او جوان یہ لوح طلسمی بیکار ہی امروز فردا مین تجھسے لونگا مین کیا چھوڑتا ہون اسکی بھی فکر ہو جائیگی مین نے غفلت کی اس وجہ سے یہ دن تجکو نصیب ہوا اب ماہ دولت نے بیدا مغزی پر کمر باندھی ہی دیکھ تو کیا فتین برپا کرتا ہون اور وہ مکار کہان ہی جسنے مرشدزادے اور قدرت کی بہو کا یہ حال کیا ہی دیکھنا تو اسکا بدلہ کیسا لیتا ہون اس طرح للکارتا ہوا نعرے مارتا ہوا افراسیاب جادو اس ستون کو کاندھے پر رکھے ہوئے جیسے کوئی سیپوں کو اُٹھائے ہوئے رو اروی مین جاتا ہی دیکھنے والون کا اس قوت پر اُنکے قلب تھراتا ہی اسوقت عمرو کی بیقراری غل مچاتا ہی یارو افراسیاب نکلا جاتا ہی ای مہرخ و بہار اگر تم بڑھکر سحر کرو ذرا افراسیاب اُلجھے مین بڑھکر عیاری کرون اس حرامزادے کو دام عیاری مین پھنساؤن یارو اب مصور و صورت نگار بچکر جائین گے قیامتین برپا کرینگے تصویرین کھینچے گا نہین معلوم کیا نقشہ کریگا سرداران نامی جواب دیتے ہین خواجہ کس پر سحر کرین کسکو روکین بلائے روزگار شعلہ جوالہ علم سحر و ساحری مین شاق فنون شعبدہ مین طاق ہماری اُس بیچارے سامنے کیا حقیقت ہی یہ اُس قوی و توانا کی قوت ہی کہ ہم اس ظالم کے ہاتھ سے بچ جاتے ہین دیکھیے نعرہ سے اُسکے پہاڑ تھراتے ہین ہرچند کہ سرداران اہل اسلام کے سحر کو نہین مانتا مگر یہ سب لپٹے ہوئے چلے جاتے ہین بڑھ بڑھکے اپنی جرات دکھاتے ہین اب افراسیاب کے پلٹ کے دیکھا کہ تین چار کوس مین پیدل آیا لیکن سردار پیچھا نہین چھوڑتے خیال مین آیا زمین کا راستہ چھوڑ دون سحر کر کے بلند ہو جاؤن اب ٹھہرنا مناسب نہین ہی یہ سوچکر افراسیاب نے موتیون کا مالا گلے سے توڑ کر

طرف ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ کے پھینکا آبرو موتیون کی ظاہر ہوئی جس پر جو دانہ پڑا دانائی افراسیاب تابت وہ گر کر بیہوش ہوا کسی کے سینہ پر موتی پڑا توڑ کر پشت کو پار نکل گیا کوئی تڑ کھڑا کر گرا کوئی بیہوش ہوا اس حال مین سب کو مبتلا کرکے جھک کر افراسیاب نے خاک اُٹھانے کا قصد کیا شانون پر خاک ڈالون پر پرواز پیدا کرون اُڑ کر نکل جاؤن عمرو نے گوشہ سے دیکھا کہ اب افراسیاب سردارون کو بیکار کر چکا نکل جائیگا کچھ بن نہ پڑا یہ سمجھا جو چاہتا ہی کر گذرتا ہی خدا ہی اسکی بدعت سے بچائے دل مین عمرو حیران ہی کہ آتنا بڑا معرکہ پڑا کیا کوکب روشن ضمیر کا ستارہ گردش مین آگیا وہ خورشید آسمان جانبازی ماہ فلک شعبدہ بازی ہر عالم مین ہمارا خیال رکھتا تھا آج کیا باعث ہوا کہ ہمارے حال مصیبت مآل کی خبر نہ پائی عمرو نے یہ خیال کیا تھا کہ آسمان پر برق چمکی لگی ابر سفید پیدا ہوا مگر ابر سفید سے جلالت آشکار رعد کی گرج برق کی چمک ابر ہیبت ناک بہ تعجیل اسی جانب آتا ہی قریب آکر لکہ ابر شق ہوا آفتاب عالمتاب طلسم نور افشان آسمان عز و شرف کا ماہ منیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر بسطوت شاہانہ رستمانہ ابر سے ظاہر ہوا وہین سے نعرہ کیا باش اے افراسیاب خانہ خراب مین آپہونچا خواجہ نے کیا کار نمایان کیا خوب میان مصور کی تصویر کھینچی خوب کوڑے مارے مین نے قصر جمشیدی سے سب حال دیکھا مراقبہ واقعہ مین ملاحظہ کیا یہ سب حال مجھپر آئینہ تھا آنے مین البتہ عرصہ ہوا آج افراسیاب کو مین کب زندہ چھوڑتا ہون دیر کرنے مین کچھ تو سبب تھا ہی یہ بیحیا بے ادب ہی آج غرور اسکے دماغ سے نکل جائیگا یہ کہکر افراسیاب پر نعرہ کیا کہان جاتا ہی نعرہ کوکب تصنیف قمر

منم مالک ملک افسون گری — منم رائج سکۂ ساحری
منم گوہر بحر جاہ و جلال — منم آفتاب سپہر کمال
شہنشاہ کوکب شہ بے نظیر — ملقب بالقاب روشن ضمیر
منم صاحب شوکت و عز و جاہ — دلیر و قوی پنجہ انجم سپاہ
جلالت شعار و فریدون حشم — قوی دست بازو و رستم شیم

جیسے ہی افراسیاب نے کوکب روشن ضمیر کو آتے ہوئے دیکھا فوراً زمین پر دونون پانون مارے ایک غار ظاہر ہوا اُسمین افراسیاب کود پڑا کوکب بھی مثل شیر غضبناک اُس غار مین پھاند الپشت پر ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ اب افراسیاب نے سحر کرکے زمین کو مثل نقب کے بنایا ہاتھ بڑھا کر سحر کرتا ہی نقب بنتی جاتی ہی افراسیاب جادو کوکب روشن ضمیر کی چوبین روکتا ہوا مصور و صورت نگار کے ستون کو کلیجے سے لگائے ہوئے چلا جاتا ہی اُنکو بھی بچاتا ہی سحر بھی روکتا ہی اب ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ اُس نقب مین دور رہگئین کوکب سو قدم آگے بڑھتا ہوا کوئی شی سُرخ مثل یاقوت احمر کے ہاتھ مین ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ افراسیاب پر پھینک مارون لیکن افراسیاب زد پر نہین ٹھہرتا جس طرح مار سیاہ زمین کو کاٹتا ہوا جاتا ہی اور زمین جگہ دیتی ہی اُسی طرح یہ اژدر مہیب زمین کے طبقے کو ہٹاتا ہوا راہ کو طے کر رہا ہی مگر گھبرایا ہوا کہ آج بے طرح کوکب نے گھیرا ہی اور حقیقت مین کوکب نے

ایک ہفتہ مشقت کرکے لعل بے بہا سحر کا بنایا ہی وہ لعل بے بہا گویا کلیجہ کا ٹکڑا ہی خون اپنا اس سحر بنانے مین صرف کیا ہی کوکب کو اِس سحر پر دعویٰ ہی کہ اگر افراسیاب پر مار دونگا مرنا تو اس سخت جان کا مشکل ہی لیکن کوئی اعضا ضرور بیکار ہو جائیگا آج یہ بیجا سزاے کامل پائیگا افراسیاب جادو اس لعل بے بہا کو مٹھی مین کوکب کی دیکھکر کچھ سمجھ گیا ہی اس وجہ سے نہین ٹھہرتا ہی دو مشکلین افراسیاب کو درپیش ہین اسی سبب سے پس و پیش ہین اول تو وہ لعل بے بہا دیکھ لیا ہی دوسرے مصور و صورت نگار کا ستون ہاتھ مین یہ بھی خوف ہی کہ اسپر کوئی زوال نہ آجاے ورنہ یہ بادشاہ طلسم ہوش رُبا ہی سحر و ساحری مین یکتا ہی کوکب کے آگے سے کیون بھاگتا کیون مُنھ چھپاتا سحر و ساحری مین کوکب و شتضمیر پر غالب ہی اٹھارہ سو ملک کا بادشاہ عالیجاہ نیرنج و شعبدہ و سحر و کہانت مین بے مثل ہی لیکن آج بڑے دباؤ مین پڑ گیا ہی اس وجہ سے کچھ بن نہین پڑتا کوکب اسی کا منتظر ہی کہ کسی مقام پر ٹھہرے تو مین یہ لعل بے بہا پھینک ماروں ایک آدھ اعضا اس بیجا کا بیکار کردون افراسیاب اس پہلو پر کب آتا ہی بڑے قیامت کے آسیب دونون کے سحر ہو رہے ہین کوکب وہ لعل بے بہا نہین مارتا مگر اور سحر کر رہا ہی افراسیاب اُنکو دفع کردیتا ہی خورخ و بہار وغیرہ عقب سے سحر کرتی جاتی ہین اُس جادو کو افراسیاب بدخو کب مانتا ہی ایک اشارے مین دفع کردیتا ہی صرف کوکب کا خیال ہی سب سے زیادہ یہ خوف ہی خداوند داؤد تو دنیا سے اُٹھ گئے اگر یہ مرشدزادہ قتل ہوا زمین طلسم ہوش رُبا مین برکت کسکے دم سے ہوگی یا کوہ ہفت رنگ پر صراط ہفت رنگ نبیرۂ سامری و جمشید ہی کہ جسکے قدم کی برکت سے انتظام دریاے نیل ہی یہ ہمارے اُمورات مشکلات مین کفیل ہی افراسیاب اب لڑنا مناسب نہین راے بیضا ضیاے ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ یہ داستان شوکت بیان عجب طرح کے پیچ سے واقع ہوئی تھی مگر حقیر پر تقصیر نے گنجایک آگہی نکالی مضمون حلاوت مشحون کو مثل آئینہ صاف و شفاف کیا مآل یہ ہی کہ افراسیاب جادو علم شعبدہ و نیرنج مین کامل و اکمل لشکر سحر سامری و جمشید کا ہراول ہی یکایک کوکب و شتضمیر نے دیکھا کہ افراسیاب نے اپنے ہاتھ کی جانب سحر کیا طبقہ زمین کا ٹوٹا اُسی جانب پلٹ پڑا نہین معلوم وہان گیا شعبدہ کیا جب کوکب اُس مقام پر پہونچا دیکھا کہ افراسیاب جادو مصور و صورت نگار کو مع ستون پہلو مین چھپائے ہوئے گوشۂ دیوار سے لپٹا ہوا کھڑا ہی کوکب سمجھا افراسیاب یہان آکے چھپا اب میری زد پر ہی وہ دانہ لعل بے بہا نکالا جو منظور تھا وہ اسم پڑھا افراسیاب پر کھینچ مارا پیشانی پر افراسیاب کے پڑا سر پھٹ گیا ہر سر مو و ہر بن مو سے شعلے آتش کے نکلنے لگے استخوان افراسیاب جلنے لگے کوکب نے جھوم کر نعرہ کیا وہ مارا لو خواجہ مین نے نام افراسیاب مٹا دیا اتنے بڑے سرکش کو خاک مین ملا دیا یہ کہکے سحر کرکے

طبقہ زمین کا اُڑا دیا اب تو تمام لشکر نے دیکھاکر لاشہ افراسیاب مثل ہیمۂ خشک جل رہا ہی نوبت نقارے بجنے لگے کوکب تو اپنے جامہ سے باہر ہوگئے ایک ایک سردار سے فرماتے ہین یہ دانہ بے بہا چالیس روز مشقت کرکے مین نے بنا رکھا تھا استاد نور افشان بھی اس مین شریک تھے چھوٹے اُستاد صفدر صف شکن برہمن روئین تن کی بھی ہدایت تھی کہ اس سحر سے افراسیاب پر غالب آؤ گے مگر سحر کے طریقہ سے صرف کرنا بھی بہت دشوار ہی کس زور وشور سے مین نے حرامزادے کو گھیرا کس دانائی سے دانہ مارا اُس دانۂ زر کو مٹا یا کس غضب کا ساحر تھا ہر طرف سے تعریفین ہین کہ اے شہنشاہ سبحان اللہ بڑے شخص کو مارا چراغ ہوش رُبا گل کردیا کوکب روشن ضمیر لقب ہوا اسد نے بھی دوڑ کر گلے سے لگا لیا خواجہ عمرو سے خود کوکب بغلگیر ہوا کہا خواجہ تم پر عیاری کا خاتمہ ہوا مین نے انجام سحر دکھایا سب تعریفین کوکب کی کر رہے ہین اور کوکب بھی پھولے ہوئے ہین یکا یک وہ لاشہ جلکر خاک ہوا ایک غبار تاریک اُٹھا اُسمین سے برق چمکی آواز آئی او کوکب تو ابھی سفلہ ہی چند دن سحر سیکھ تب اہالیان ہوش رُبا سے مقابلہ کرنا یہ طلسم ہوش رُبا ہی منم ملکہ ماہیان زمرد پوش تمھاری مہینون کی مشقت خاک مین ملائی او نادان افراسیاب کہان یہ اُسکی تصویر تھی تمھین دھوکا دینے کی یہ تدبیر تھی وہ مثل برق چمک کر آسمان پر غائب ہوئی اب تو سب کے کان کھڑے ہوئے عمرو نے کہا اے کوکب یہ کیا ہوا کوکب نے کہا خواجہ بڑا غضب ہوا یہ سحر مین نے بڑی مشکل سے تیار کیا تھا بڑا دھوکا کھایا کاشکے وہ تڑپھڑکے نکل جاتا تو اسقدر افسوس نہوتا اُستاد نورافشان نے کہدیا تھا کہ اس سحر سے کوئی اعضا افراسیاب جادو کا ضرور بیکار ہوگا کسی معرکۂ بزرگ مین اس سے کام لینا یہ سحر بڑی مشکل مین درست ہوا ہی دو کوس تک مین نے پیچھا کیا گرتے گرتے پھینک مارتا وہ پریشان ہورہا تھا ضرور مطلب نکلتا مگر خیر اگر حیات باقی ہی تو ایسے ایسے سحر بہت تیار ہونگے مگر یہ فاحشہ ماہیان زمرد پوش افراسیاب کی نانی علم شعبدہ مین کامل واکمل ہی ہر وقت فکر افراسیاب مین رہتی ہی وہی آکر دھوکا دگئی تصویر بنا کر چھوڑ دی وہی اُسکو لیگئی اسد غازی نے کہا اے شہنشاہ اب بارگاہ مین چلیے انشاء اللہ میرے ہاتھ سے اُسکی موت ہی اب سرداران نامی وساحران گرامی بارگاہ آسمان جاہ مین آئے اسد نامدار دنگل زرین پر جلوہ فرما ہوئے کوکب کو اپنے پہلو مین جگہ دی ملکہ مہرخ وبہار گلعذار و باغبان ذیشان و سُرخ موے خوشخو و ہلال باکمال و شکیل بعدیل و رعد و برق لامع و ملکہ یاقوت یاقوت پوش و خورشید زرین سحر و معمار قدرت وغیرہ اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوئے اُسوقت فلک بارگاہ سیارگان سرداران سے روشن ومنور ہوا بیچ مین آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت جہانداری ماہ آسمان سرفرازی

شاہزادہ اسد بن کرب غازی بصد صولت و شوکت جلوہ فرما خواجہ کرسی جواہر نگار پر رونق افزا ملکہ
مہرخ نے حکم دیا سامانِ عیش و نشاط مہیا کرو ساقیان پریچہرہ جام و سبو لیکر حاضر ہوئے جلسہ گرم ہوا
رقاصانِ ماہ جبین مہر تمکین بصد ناز و انداز با ہزاران کرشمہ و ناز مصروف رقص و سرود اول خواجہ عمرو بن امیہ
نامدار نے مآل اس جلسہ کا یہ تجویز فرمایا ملکہ مہرخ و بہار سے کہا ایک شب مین یہ قیامت برپا ہوئی لوح طلسمی
پروردگار نے بچائی اسد کی جان کی خیر ہوئی ملکہ لالان خون قبا کا بیرون لشکر رہنا مناسب نہین ہے وہ بھی
معشوقہ طلسم کشا ہے بار غم و الم اُٹھایا باپ اُسکا محبت اسلام مین شیار گلشن جنان ہوا آپ سب صاحب جائین
ملکہ لالان خون قبا کو باعزاز و اکرام لشکر مین لائین ملکہ مہ جبین الماس پوش سے ملوا دین اور بخوبی ملکہ مہ جبین
کو سمجھا دین کہ معشوق عاشق خصال ہے آسمان جاہ و جلال کی بدر کمال ہے باپ اُسکا کل کا حاکم تھا طلسم ہوشربا
کا ناظم تھا علاوہ دعوئ خداوندی بادشاہ جلیل فہیم عقیل دانائے روزگار صاحب لیاقت و ذی وقار تھا انجام اُسکا
پروردگار نے بخیر کیا ثابت قدم کوئے محبت رہرو جادۂ وحدت عابد و زاہد تسبیح مین تحلیل ہوا پروردگار اُسکا کفیل
ہوا ایسی موت کسکو ملتی ہے با وضو مصروف عبادت ہاتھ مین صحیفۂ ابراہیمی ہاتھ سے ایسی کافرۃ الکفر کے جان بحق تسلیم
ہوا یہ رائے خواجہ کی سب نے پسند کی ملکہ مہرخ سردارانِ ذیشان کو ساتھ لیکر مع فوج ظفر موج محافۂ زرین رست
کرکے چلین یہان ملکہ لالان خون قبا اس ہنگامۂ عظیم کو دیکھکر غم مین مبتلا ناگن وزیرزادی سے مایوس ہونا
بلک بلک کے رونا کنیزین سمجھا رہی ہین واری خدا نے خیر کی لوح طلسمی بچی یکایک یہ بھی خبر آئی کہ افراسیاب کو
کوکب روشن ضمیر نے مارا لڑائی فتح ہوئی سب سردار کوکب کو لیکر بارگاہ مین گئے ہین ملکہ گھبرا کر کہتی تھی اب اسد
نامدار یہان کاہیکو آئینگے میری بارگاہ مین رہنا نامبارک ہوا خدا نے اُنکی جان بچائی ورنہ مہ جبین فرماتین
اپنی بارگاہ مین لوح چھنوادی کوئی کہتا افراسیاب سے ملکر بن صورت نگار کو صورت پر اپنی وزیرزادی
کے ساتھ لائین کنیزین کہتی ہین واری آپ کو یہ کون کہہ سکتا ہے کسکی مجال ہے جو ایسے کلمات کہے طلسم کشا اُسکی
زبان کاٹ ڈالین آپ کے حالات سے خواجہ عمرو بخوبی ماہر ہین کیفیتین آپ کے جاہ و جلال کی کماحقہ
ظاہر ہین ملکہ فرماتی ہین ہوا کوئی کہنے والے کی زبان نہین پکڑتا دیکھو تو یکایک کیا انقلاب ہوا والدہ نامدار
یون قتل ہوئے حرافزادی مکار صورت نگار ناگن وزیرزادی کو مار کر اُسکی صورت بنکر آئی اگر کوئی
سوچے تو صاف یہ مضمون پیدا ہوتا ہے کہ ہماری ذات سے یہ فساد برپا ہوا مگر خدا نے فضل اپنا شریک حال
کیا اب ہمارا رہنا یہان بہتر نہین ہے اپنے اُسی شہر ویران سنسان مین جا کر رہینگے بی مہ جبین کی یہان
سلطنت ہے بی مہرخ صاحب جو منتظم کل لشکر ہین وہ اُنکی نانی ہین بہار وغیرہ اُنکے باپ کے ملازم
ہزار طرح کے فساد برپا ہونگے مجھسے کسی کی بات نہ سُنی جائیگی طلسم کشا صاحب جان رہین اپنی جان سے اچھے

رہین نامہ و پیام سے خبر منگا لین گے ہر طرح دل تردد منزل کو تسکین دینگے باپ کے مرنے سے سب حسرت و ارمان خاک مین ملے چند دن زندگی کے باقی ہین بسر ہو جائینگے تقدیر نے برباد کیا کون ہمکو آباد کر سکتا ہی آج بے اعتدالی ظاہر ہوئی لڑائی کو فتح کر کے ہمارے پاس آتے کہتے لو صاحب مُبارک ہو ہمنے لڑائی فتح کی ہم بھی خوش ہو جاتے مہرخ کے ساتھ خوشی خوشی چلے گئے یہ باتین تھین کہ ضرغام شیر دل حاضر ہوا کہا ملکۂ عالم سب سردار آپ کے استقبال کو آتے ہین یہ کہکے ضرغام باہر گیا کنیزون نے کہا کیون حضور آپ گھبراتی تھین دیکھیے کل سردار آپ کے لینے کو آتے ہین آپ کے مراتب سے تمام عالم آگاہ ہی کسکی مجال ہی جو سر نیاز آپ کے در دولت پر نہ جھکائے اُسوقت طلسم کشانہ آسکے بہ سبب حجاب کے ساتھ کوکب کے چلے گئے یہ کلام ناتمام تھا کہ کئی ہزار نقارہ بجا گاو زمین تھرا گئی یہ صدائین سُنکر ملکہ لالان خون قبا کا چہرہ سُرخ ہو گیا بہ تعجیل لباس تبدیل کیا دریاے جواہر مین غوطہ مارا ایک پردہ بارگاہ کا اُٹھا آگے سب کے ملکہ مہرُخ عقب مین ملکہ بہار و نافرمان و ہلال و سُرخ مو چار سو شاہزادیان اندر آئین مہرُخ واسطے تسلیم کے خم ہوئین ہاتھ بڑھا کر بلائین لین ترقی عمر و دولت کی دعائین دین دست بستہ عرض کی بسم اللہ حضور سوار ہون یہان صحرا مین رہنے کی کیا ضرورت ہی ملکہ مہ جبین الماس پوش ملاقات فرحت آیات کی مشتاق ہین ملکہ لالان خون قبانے سب سے خوشی خوشی ملاقات کی ایک ایک کو گلے لگایا زبان معجز بیان سے فرمایا آپ لوگون نے مہربانی فرمائی مین خود ملکۂ عالم کی زیارت کی تمنا رکھتی ہون سب شاہزادیون نے بڑے اعزاز و اکرام سے ملکہ لالان خون قبا کو محافۂ زرین مین سوار کیا کہاریان حور شکیل حسین مہ جبین وردیان عمدہ پہنے ہوئے محافہ کو اُٹھایا ملکہ مہرخ نے پائے پر محافہ کے ہاتھ رکھا سب شاہزادیان گرد آگئین اس شوکت و شان سے سواری مثل باد بہاری کے چلی خواجہ عمرو نے بارگاہ سے نکلکر دیکھا سواری ملکہ لالان خون قبا کی قریب آپہونچی اسد غازی سے کہا لو اب خوب فساد ہوگا ملکہ مہ جبین کو سلطنت کا غرور ملکہ لالان خون کو شراب حکومت کا سرور خوب دونون مین جھوٹم جھوٹا ہوگی لالان خون قبا قتل ہو جائیگی مہ جبین کے زیر حکومت سب سردار یہ بیچاری بیکس و بے یار بی مہرخ اُنکی نانی صاحبہ ایک سحر کرینگی بدن مین آگ لگ جائیگی افسوس مفت مین بیچاری لالان خون قبا کا خون ہوا بی مہ جبین نے صبح سے سامان کر رکھا ہی ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر کوس رہی تھین بی بہار اُنکی خالہ اماں صاحبہ نے اقرار کیا ہی کہ مین پھولون کی بدھی بنا کر پنہا دونگی سارا بدن پھول جائیگا کلیجہ مین درد اُٹھے گا دیوانی ہو کر مرینگی یہ سُنکر اسد غازی گھبرا گیا کہا چھوٹے نانا جان برائے خدا جلد جا کر اسکا انتظام کیجیے عمرو نے کہا مین کیا انتظام کرون مہ جبین میرے باپ کا کہنا نہین مانینگی وہ کہتی تھین میرے

سر پر سوت لائے ہین سب سردار میرے تابعدار ہین اسد غازی بولین گے تو لوح چھنوا لونگی شب کو روتی تھی
میرا دامن انتقام لیا اور کہا کیون خواجہ ہماری ثابت قدمی کا خوب بدلہ ملا ابھی طلسم ہوش ربا نہین فتح ہوا
اُسپر یہ رنگ ہین ہم اپنی جان سے تنگ ہین بی لالان خون قبا کو ضرور قتل کرونگی آنکھین نکلوا کر تلوون
سے ملونگی اے بیٹا صاف تو یہ ہی کہ سردارون کے بھی تیور بدلے ہوئے ہین بی بہار سیدھی بات نہین کرتین
مین کس کس سے مقابلہ کرونگا مگر اے نور نظر اے پارۂ جگر انتظام ضروری ہی خزانہ کی کنجی مجھے دو مین جا کے سب کی
مُنہ بھرائی کرون مہرخ و بہار وغیرہ کو رشوت دون بچاری لالان خون قبا کی جان بچالون اسد نے
گھبرا کر کہا نانا جان مین دو لاکھ روپے دونگا مہ جبین بچ لالان سے فساد نہونے پائے عمرو نے کہا دو لاکھ مین کیا ہوگا
سب شاہزادیان ہین انکے مُنہ بڑے ہین بھلا بی مہرخ لاکھ دو لاکھ پر نگاہ ڈالین گی بی بہار ہزار دن مانگین گی
اس گھبراہٹ مین اسد غازی سے عمرو نے پانچ لاکھ روپے کا رقعہ لکھوا لیا یہ بھی کہدیا خیر لڑکا کا ایک حرکت کر گذرا
اب ہمکو سنبھالنا مناسب ہی ہم بھی کچھ قرض دام لیکر ملا دینگے ہر نوع راضی کر لینگے یہ کہکر پیٹ پکڑے ہوئے دوڑے
اندر بارگاہ مہ جبین الماس پوش کے آئے ملکہ مہ جبین کو خبر پہنچ گئی تھی کہ طلسم کشا نے سب سردارون کو
برائے استقبال ملکہ لالان خون قبا کے بھیجا ہی سواری بڑی دھوم سے آتی ہی مہ جبین بگڑی ہوئی بیٹھی ہی
ساتھ والون سے کہ رہی بُرے وقت پر کوئی شریک نہوا میری بارگاہ مین وہ آئینگی بڑا ملال اُٹھائینگی ہان ہماجو
تیار رہو ساٹھ ہزار کنیزین نیمچے ہاتھ مین صف جمائے کھڑی ہین خواجہ عمرو کو جو آتے دیکھا ملکہ مہ جبین واسطے
تعظیم کے اُٹھین اب جو نگاہ خواجہ پر پڑی دیکھا عجیب حال زار سے آتے ہین چہرہ اُداس عالم یاس آنکھون مین آنسو
بھرے ہوئے تھر تھر کانپتے ہوئے مہ جبین نے کہا نانا جان خدا کے واسطے کچھ حال تو کہیے طلسم کشا کی جان کی تو خیر
ہی عمرو نے کہا بیٹا اُس نالائق کا نام نہ لو کمبخت بدنصیب بیہودہ دیوانہ آشنائی کر بیٹھا آغاز مین انجام نہ سوچا
اب بڑا غضب ہوا طلسم کشا کی بھی جان گئی ہم سب بموت مرے تمھاری کم ہمتی کا بڑا ملال ہی ہائے یہ بھولی بھولی صورت
یہ عالم شباب موت کا سامنا کیون بی بی ہمارا تمھارا جنازہ کون اُٹھائیگا میرا فرزند چالاک بھی مارا جائیگا اب تو
مہ جبین گھبرا گئی کہا خواجہ کیا افراسیاب آگیا لشکر کشی ہوئی عمرو نے کہا افراسیاب بھڑوا کیا ہی ملکہ
لالان خون قبا غصہ مین آتی ہی میان اسد نے بروقت آشنائی کے جوش محبت مین کہدیا تھا کہ ہوش ربا
مین میرے پاس کوئی عورت نہین ہی اب اُسنے تمھارا نام سُنا غصہ مین آتی ہی بی مہرخ و بہار اپنی جان کے خوف
سے مثل کنیزون کے ہمراہ ہین وہ کہتی ہی کہ پہلے بی مہ جبین کو قتل کرونگی سارے لشکر کو سزا دونگی اسد کو
اپنے شہر مین لیجاؤنگی طلسم مین آپ فتح کرا دونگی اُسکا باپ سب اسکو حال بتلا گیا ہی شاید کسی نے یہ بھی خبر اُسکو
پہونچا دی کہ ملکہ لالان خون قبا کو اپنی محفل مین بی مہ جبین نے کلمات سخت و سُست کہے کوستی ہین

که یہان کیون آئی یہ حالات مصیبت آیات سُنکر ملکہ مہ جبین کے مُنہ پر ہوائیان اُڑنے لگین دامن سے
خواجہ کے لپٹ گئی کہا نانا جان برائے خدا کچھ تدبیر کیجیے مین سحر و ساحری کا ایک حرف نہین جانتی اور
خالہ امان ملکہ بہار جادو نے بھی ہمارا خیال نہ کیا اُنسے ساز کیا عمرو نے کہا بی بی جان سب کو غرض ہے ہمارا
کیا مثل ہمارے بے تمیز ہے مثل مشہور ہے جو اسپر عمل نہ کرے سراسر عقل کا قصور ہے مثل جسکے ہاتھ ہنڈیا ڈوئی
اُسکا سب کوئی دیگر مثل جسکی تیغ اُسکی دیگ اُن سبنے دیکھا یہ دختر خداوند ہے فراخ بدعت پسند ہے دیکھو
قریب پردے کے چلکر پائے پر محافہ کے ہاتھ رکھے ہوئے سب صاحب ساتھ ہین اہالیان فوج بھی پہونچ گئے
صاف ظاہر ہے کسی بادشاہ ہملبیل کی سواری آتی ہے جنکا بڑا بھروسا ہے مشہور ہے کہ طلسم کشا ہے وہ بارگاہ
مین بیٹھے ہین اُٹھتے ہین لیکن ای نور نظر اب ایک تدبیر ہے کہ سب کنیزون کو آراستہ کرو قریب پردے کے چلکر
ٹھہرو جسوقت وہ خونخوار محافہ سے اُترے بہن کہکے لپٹ جاؤ اور کہو کہ ہمشیرہ ہم تمھارے دیدار فرحت آثار
کے مشتاق تھے افسوس تمھارے والد نامدار عجب حسرت سے قتل ہوئے بڑے عابد و زاہد تھے بیشک راہ خدا
کے مجاہد تھے ہمکو اُنکا نہایت قلق ہے آپ کا ہمپر بڑا حق ہے سب کی جان آپ کے سبب سے بچی لوح طلسمی
آپ کی کوشش سے ملی ایسی ایسی باتین خوشامد کی کرو اشک حسرت بھی آنکھون سے ٹپکاؤ مثل
مشہور ہے مصرع خوشامد کرد ہر کس را خوش آمد ٭ شاید اُسکو رحم آجائے سر جھکانے والے کو کوئی قتل
نہین کرتا اور روپیہ بھی کسی قدر دو کہ اُسکی کنیزون کو رشوت پہونچا دون مہ جبین نے کئی لاکھ روپیہ
کا زیور اُتار کے خواجہ کو دیدیا عمرو نے لیکے زنبیل مین رکھ لیا کہا بیٹا اسد سے یہ ذکر نہ کرنا کلمۂ رشوت
زبان سے نہ نکالنا رشوت کا بڑا جرم ہے لینے والا دینے والا دونون گرفتار ہوتے ہین خوب مہ جبین کو
سمجھا کر خواجہ تو بارگاہ سے باہر گئے یہ آراستہ ہوکر قریب دربارگاہ آکر ٹھہرین کنیزون نے صفین باندھین
اُدھر ملکہ لالان خون قبا امید و بیم مین محافہ سے کانپتی ہوئی اُترین دیکھا ملکہ مہ جبین دربارگاہ پر برائے
استقبال حاضر ہین اُترتے ہی ادھر سے مہ جبین نے ہاتھ بڑھائے ہمشیرہ کہکر اُدھر سے ملکہ لالان خون قبا
نے بہن بہن کہکے سر جھکایا بہار وغیرہ نے خوشی خوشی دونون کو بغلگیر کرایا مہ جبین نے ہاتھ تھام لیا لاکر مسند پر
پہونچایا دونون شاہزادیان ایک مسند پر جلوہ فرما ہوئین اجماع نیرین و قران السعدین ظاہر ہوا دو ماہ تابان
ایک برج مین دو گوہر بے بہائے قلزم حسن ایک درج مین دو گل رعنائی ایک چمن مین دو سرو زیبائی ایک گلشن مین
گرد تمام شاہزادیان آفتاب جمال حور تمثال مہ جبینون کا جمگھٹا پریون کا اکھاڑا ملکہ مہ جبین نے کُل
مصاحبان ملکہ لالان خون قبا کو خلعت فاخرہ سے مخلع کیا جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ساقیان شوخ و شنگ
جام مئے گلرنگ لیکر حاضر ہوئے دور جام گردش مین آیا دونون معشوقان طناز بصد کرشمہ و ناز آپسمین باتین

کر رہی ہین خوف دونون کے دل سے دور ہوا قلب مضطرب کو سرور ہوا یہان اسد نامدار بارگاہ مین منتظر بیٹھے تھے کہ خواجہ آکر پہونچے اسد نے پوچھا حضور آپسین دونون سے بخیر ملاقات ہوئی عمرو نے کہا بیٹا مین نے جان لڑا دی بڑی کوشش کی لیکن روپیہ بہت صرف ہوا ایک ایک کو رشوت دی مگر لیا انتقام مین نے کیا کہ دونون برابر سے ملین اب جلسۂ عیش آراستہ ہی گا ناچ ہوا ہی اسد نے کہا نانا جان مین اندر جاؤن عمرو نے کہا ابھی دونون کو غصہ آجائیگا ابھی سب کام بنا ہوا بگڑ جائیگا اسد نے کہا نانا جان میرا دل اسوقت بیقرار ہی عمرو نے کہا لاکھ روپیہ صرف کرو تو مین یہ تدبیر کرون اسد نے خوشی مین یہ بھی منگا کر حاضر کیا عمرو اُٹھا بارگاہ مہ جبین مین گیا دیکھا نہایت محبت سے دونون مسند پر جلوہ فرما ہین عمرو کو دیکھکر سب اُٹھے مہ جبین نے کہا نانا جان اب حضور کی نے نوازی کے مشتاق ہین عمرو نے کہا اچھا جو برات تو جمع ہی مگر دولھا بغیر یہ برات سونی ہی اسی طرح وبار جاکر اسد نامدار کو بھی لاؤ سب نے کہا بہت مناسب ہی جلہ شاہزادیان جاکر اسد نامدار کو استقبال کرکے لائین اب تو بیچ مین یہ ماہ رخسار رستم خصال دونجم درخشان دونون جانب اسد نے دیکھا لالان فی مہ جبین کے دماغ تر آپس مین شیر و شکر رہے پر خواجہ کے آفرین کی کہا نانا جان آج تو آپ کی نے نوازی کا دن ہی خلاصہ ہی کہ آج ہر ایک مطمئن ہی عمرو نے بھی جو اسد نامدار کو اس شان و شوکت سے دیکھا نقشہ اپنے آقاے نامدار صاحبقران عالی وقار کا آنکھون کے نیچے پھر گیا ترقی کی اسد کو دعا دے کر نئے طور سے بجائی صداے نے سُنکر ہر ایک کی طبیعت بھر آئی عمرو نے جوش بیقراری مین بہ الحان داؤدی یہ غزل شروع کی غزل

پی بھی جاذوق نکہ بیش و پس جام شراب
بنگیا خالی لب اُسکا نفس جام شراب

دست بدمستی سے کی لوٹ کے فریاد بہت
گرچہ ٹوٹا دل آتش نفس جام شراب

مرغ دل نرگس میگون کی ہی فرقا مین اسیر
رات بھر گشت کرے گر عسس جام شراب

بیخبر قافلۂ عیش گذر جاتا ہی
ورنہ اب تک نہ سنا تھا فرس جام شراب

بادۂ صاف مین آیا ہی کہان سے تنکا
لب نازک کو ہی اُسکے ہوس جام شراب

لب پہ توبہ ترے دل مین ہوس جام شراب
بازگشت اپنی ہی یون جانب قسام ازل

نہوا کوئی بھی فریادرس جام شراب
رات مے خانے مین ساقی جو نشہ مین بہکا

تازہ مضمون ہی جو باندھون قفس جام شراب
نو شدار و سے بھی بہتر ہی دم بیخ خمار

بے زبان ہی جو دہان جرس جام شراب
سمجھے مے خانے کی عظمت تو نہ بیٹھے ہرگز

عکس مژگان ترا میکش ہی خس جام شراب
لب تک اُسکے جو ہوئی دسترس جام شراب

جیسے ساقی کی نظر بازو پس جام شراب
محتسب شعلہ آواز سے جل جاؤنگا

خس شیشہ کو لگا کہنے خس جام شراب
ساقی اس دور مین کب آنکھ چرا سکتا ہی

ساقیا شربت فریادرس جام شراب
ابلق چشم سیہ مست کو تیرے دیکھا

سر جمشید پہ اُڑ کر مگس جام شراب
ذوق جلدی خم گلرنگ سے بھر ساغر لل

خواجہ عمرو نے اس لطف سے نے نوازی کی کہ سامعین کی زبان سے صدائے احسنت و آفرین بلند ہوئی اگر جمشید جم ہوتا اس محفل خلد منزل کو دیکھکر رشک کرتا راجہ اندر پریون کے

اکھاڑے کی جانب متوجہ ہوتا دو شبانہ روز یہ جلسہ آراستہ رہا غم دین و دنیا فراموش کل لشکر اسلام مین دریاے عیش وعشرت کا جوش بعد دو دن کے جلسہ برخاست ہوا ملکہ لالان مہ جبین سے رخصت ہوئین آپس مین دوپٹہ بدلہ گیا بہنا پا ہوا پہلوے بارگاہ ملکہ مہ جبین مین بارگاہ فلک اشتباہ ملکہ لالان خون قبا استادہ ہوئی اب بارگاہ مین اسد نامدار آکر داخل ہوا شہنشاہ کوکب روشن ضمیر و سرداران خوش تدبیر جمع ہوئے کوکب نے کہا اے شہریار افراسیاب نابکار رنجیدہ ہوکر گیا ہے اب اس مقدمہ مین غفلت نہ کریگا سامان لشکر کشی ہوتو عجب نہین ہے یا خود وہ فکر لوح مین آئے یا کسی مکار و غدار کو بھیجے اب بہت جلد سامان سفر تیار ہو ایسا ہو کہ شفقت خواجہ عمرو بیکار ہو آپ دریادلی دکھائین طرف دریاے نیل کے مع لشکر ظفر اثر جائین آپ کی کنیز ملکہ بران شمشیر زن کو روانہ کرتا ہون انشاء اللہ مین بھی وقت پر پہونچونگا یہ صلاح نیک سب کو پسند آئی کوکب تو نجومی سمجھا کر طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوا اسد نامدار نے باغبان قدرت کو حکم دیا اے خیر خواہ بلا اشتباہ تم اپنے جوانان صف شکن و سرداران تیغ زن آراستہ کرو ہم سے ایک روز پیشتر اٹھا لہ بارگاہ کا لیکر بڑھو صرف راہبری کی ضرورت ہے باغبان قدرت نے عرض کی دو دن کی مہلت ملے جو سامان سفر مہیا کیا تھا آمد افراسیاب مین نیازمند کو بڑا انتشار ہوا کل انتظام بیکار ہوا باغبان کو مہلت ملی اب تمام لشکر مین مشہور ہوا پس غرہ طلسم کشا براے طلسم کشائی تشریف لیجا ئینگے لوح طلسمی مل چکی مہرہ طلسمی کی ضرورت ہے اب دریاے نیل پر لشکر کشی ہے اب قریب دریاے نیل خون کے دریا بہینگے انشاء اللہ مراحل جات بھی فتح ہونگے لیکن حقیقت مین افراسیاب خانہ خراب بڑی بڑی کوشش کریگا ناظمان دربند طلب ہونگے خواجہ عمرو نے بھی بلا کر مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو و مہتر برق فرنگی و مہتر قران و جانثور بن قران و ضرغام شیر دل کو حکم دیا کہ آپ سب صاحب لشکر اسلام کی حفاظت کرین مین ہمراہ طلسم کشا ضرور جاؤنگا میرے قلب کو کیونکر تسکین ہو کہ اسد غازی معرکۂ عظیم پر جاتا ہے نام دریاے نیل سنکر قلب تھراتا ہے اب لشکر ظفر اثر مین اسد کے روانہ ہونے کی تدبیر ہو رہی ہے انکو اس حال عشرت مآل مین چھوڑیے وقت یہ تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان افراسیاب جادو وعیاری ملکہ صرصر شمشیر زن تدبیر لوح طلسمی مین یہ مضامین دلنشین لائق ملاحظۂ ناظرین فصاحت آئین ہین بیان ہوتے ہین ساقی نامہ تصنیف مصنف

اے ساقی مہروش کدھر ہے اب لطف شراب ناب کیا ہے	کچھ تجھکو بسنت کی خبر ہے کیا محفل عیش مین فزا ہے	آمادۂ ظلم دور گردون سامان مصیبت و بلا ہین	فریاد ز دست جور گردون کس رنگ مین آہ مبتلا ہین

ای ساقیٔ بےخبر خبر لے
رندون مین نہین ہے ہوش باقی
ہر جام ہے شکل چشم حیرت
رندون سے یہ کہہ رہی ہے سر مند
کیا دور مین گردشین جو کھائے

ساغر کو بےخودی سے بھر دے
تجھکو یہ عجب ہے جوش ساقی
ہے موج شراب تیغ عبرت
ہے قصر زبان کا صاف در بند
کس کو دو نما سے پیش آئے
دیکھین کیونکر یہ بسر ہو

کیسا یہ انقلاب آیا
مے خانے مین آج غدر سا ہے
ہے بنت عنب بھی ڈر سے لرزان
دیکھین یہ آسمان کج باز
آمادۂ بدعت و جفا ہے
انجام بخیر ای قمر ہو

ہے ابر غم و الم کا چھایا
لو پیر مغان بھی گھورتا ہے
مے خانے مین حشر کا ہے سامان
مکار و محیل و شعبدہ ساز
عیاری کی چال چل رہا ہے

غزل بمضمون غم انگیز چونکہ یہ داستان مصیبت خیز ہے موافق مقام غم انجام

ہوئی بلند جو اپنی شرر فشان فریاد
کریگا صورت اسپند آسمان فریاد

وہ دل جلا ہون اگر ہو نہ تازہ یان فریاد
فغان کرے ابھی صیاد باغبان فریاد

اگر ہمی رہے بعد فنا بھی جور بتان
کرینگے صورت ناقوس استخوان فریاد

نہ نیند آتی ہے مجھکو نہ موت آتی ہے
خیال زلف مین کیا ہے بلائے جان فریاد

تمھارے اس دل بیرحم کو دکھا دیگی
ابھی سنی نہین عاشق کی مہربان فریاد

چمن کی سیر مبارک ہو ہمصفیر دن کو
یہان قفس مین ہے ورنہ یہان فغان فریاد

جلائیو نہ اسے ای فروغ آتش گل
کرینگے مرغ چمن بہر آشیان فریاد

یہ ضعف ہے اُنھین تو بھی نظر نہین آتا
بتا رہی ہے تن زار کا نشان فریاد

یہ ضعف ہے کہ دہن سے نکل نہین سکتی
زبان تک آپ کو لائی کشان کشان فریاد

تمھارے ظلم سے ہے کون جو نہین نالان
دہن دہن کی فغان اور زبان زبان فریاد

چلے ابھی قفس جسم سے مرغ جان ہو رہا
کرے دن جو صورت ققنس شرر فشان فریاد

ہمارے سوگ نشین اتنے ہین ہمارے بعد
ملال کوفت قلق درد و غم فغان فریاد

چہرہ راقمان داستان دلستان عیاری و محرران فسانہ شعبدہ و مکاری حالات فراست آیات قصص رنگین کو یون مسطور فرماتے ہین شعر جواہر رقمان جلالت نشان ؛ وہ لکھتے ہین اسطرح یہ داستان جبکہ افراسیاب خانہ خراب با دل کباب حیران پریشان لرزان ترسان مصور و صورت نگار کو لیے ہوئے بر سر کوہ بلور پہونچا ملکہ حیرت نے جو اس خرابی مین افراسیاب کو دیکھا اور مصور و صورت نگار کو اس کیفیت مین ملاحظہ کیا کہ تمام جسم پاش پاش ہیکلے گوشت جلے ہوئے بیہوش و بدہوش افراسیاب کا لباس پارہ پارہ و تاج سر پر ندارد حیرت نے بال کھول دیے پیٹنے لگی کمر سے لپٹ گئی

پوچھا اے شہنشاہ یہ کیا حال ہے مرشدزادے پر یہ کیا معرکہ گذرا تمام کیفیت افراسیاب نے سامنے حیرت
کے بیان کی اور کہا صاحبو اصل تو یہ ہے کہ آج ناک کٹ گئی نبیرہ سامری کے لیے یہ ذلت قدرت کی ہو پر
یہ مصیبت عمرو نے ستون سے باندھکر مارے کوڑون کے دونون زن و شوہر کی سر بازار کھال گرا دی
مابدولت وقت پر پہونچے ورنہ اُس ساربان زادے تین روپیہ کے پیادے کو بڑا غصہ تھا حقیقت مین
صورت نگار نے بڑا غضب کیا کہ شہنشاہ داؤد کو بہ حسرت مسجد مین قتل کیا اے حیرت اگر داؤد
سحر کرتا زمان ہلا دیتا زمین کو آسمان پر پہونچاتا مگر اُسنے جان دی زبان نہ ہلائی توبہ شکنی نہ کی سنا ہے کہ
مذہب مسلمانان مین مسئلہ ہے کہ بعد توبہ کرنے کے وہ شخص پاک و صاف ہو جاتا ہے گناہ گذشتہ اُسکے باقی نہین رہتے
توبہ شکنی جرم عظیم ہے وہ احکام خداے نادیدہ کا پابند حق پسند رہا مجکو بڑا خوف تھا کہ اگر ہمراہ لشکر مسلمانان
داؤد لڑنے آئیگا طبقات زمین ہلائیگا ایک تقدیر خداوند لقا نے معقول کی کہ داؤد پر اتنی بڑی افتاد
پڑی عمرو کو نہایت غصہ تھا اگر مین نہ پہونچتا وہ انکو زندہ نہ چھوڑتا جلد تدبیر کرو اب اُنکی مرہم پٹی ہو تمام طلسم
مین شہرہ ہوا مرشدزادے پیٹے گئے کوڑے کھانے کا شکے کسی ہمسر کے ساتھ ایسا معاملہ گذرتا بڑی آبروریزی ہوتی
حیرت نے فوراً حکم دیا جراح آکر موجود ہوے زخم دوزی ہوئی تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ ماہیان زمرد پوش
آکر پہونچی افراسیاب نے کہا نانی امان دیکھا تمنے کیا غضب ہوا مرشدزادے پر کیا افتاد پڑی عمرو نے مارے
کوڑون کے کھال گرا دی ماہیان نے کہا اے افراسیاب تیرے غرور نے اس درجہ کو پہونچایا ذلت پر ذلت
ہو رہی ہے اگر مین نہ پہونچتی آج کوکب کے ہاتھ سے تمھارا بچنا دشوار تھا نورافشان جادو نے انتہائی شفقت
کرکے ایک لعل بے بہا کوکب کو نذر دیا تھا اُس لعل کے بنانے مین خون جگر صرف کیا گویا اُسکے کلیجے کا ٹکڑا تھا
کوکب اُس سحر کو توڑ نہ کر سکا ورنہ ایک عضا تمھارا بیکار ہو جاتا بیٹھے بیٹھے پردہ ظلمات مین مین نے یہ
اندھیر دیکھا تاب نہ آئی آخر پہونچی کوکب کو دھوکا دیا تمکو نکال لائی سحر اُسکا بگڑ دیا چلتے چلتے آواز دے آئی
کہ اے کوکب ابھی چندے سحر حاصل کر افراسیاب نے کہا نانی امان بتایئے اب کیا ہوگا لوح طلسم کشا کے پاس ہی
ہرچند کہ مہرہ درخشان سلیمانی کا ملنا دشوار ہے بدون اُس مہرہ لوح بیکار ہے دخلہ جات کا راستہ نہ ملے گا مگر یہ
یہ بات کیا کم ہے کہ اسعد غازی اپنے زمانے کا رستم جری بہادر صف شکن تیغ زن فنون سپاہگری مین یکتا اب ساحران
غدار اسکا کیا کرینگے اور جن نکلہ اسون نے لوح کا مقام بتایا تھا باغ سیماب پہونچایا وہ اب بھی رہبری کرینگے
مابدولت کا قصد ہے کہ خود جاکر مقابلہ کرین لشکر کو اُسکے تا مین طلسم کشا اکیلا رہجائیگا لوح کے چھین لینے کی تدبیر
کرینگے ماہیان کو بھی سنانا آگیا کہا اے افراسیاب حقیقت مین بڑی خرابی ہوئی فلک درپے آزار ہے
کدو کاوش بیکار جو فرمے نہ رہے شاہان اولوالعزم اسی طرح خاک مین ملے جب وقت زوال آتا ہے سب تدبیر

الٹی ہو جاتی ہی تیری غفلت نے برباد کیا بے انتظامی نے مسلمانون کو آباد کیا اب جو کچھ کرنا سمجھکے کرنا یہ خیال سراسر بیکار رہی کہ چہرۂ درخشان سلیمانی کا ملنا دشوار ہی رکن طلسم تو نے پہلے ہی گرا دیا باغبان ایسا وزیر اعظم منتظم خوش تجویز زینت پہلو نمک حلال صاحب جاہ و جلال طلسم کا رکار دار عقیل فہیم جری نامدار اسکو ستایا آخر جا کر شریک مسلمانان ہوا اگر وہ باغی نہوتا باغ غافل و ہوشیار کا رنگ نہ ملتا باغ غبان مین جو جاتا ہاتھ پاؤن بھولتے دام رگِ گل مین گرفتار ہوتا موج ہوا باغ کی شمشیر خونریز ہر برگ نخل اسکا خنجر سے زیادہ تیز ہر سر و نیزۂ جانستان شاخون بر تیرون کا گمان اُسکے بزرگون نے یہ رنگ جمایا کس مشقت سے اُس باغ کو بنایا اُس باغی نے محبت مسلمانان مین ایک چشم زدن مین اُسکو مٹایا مسلمانون کو راستہ ملا غنچۂ آرزو کھلا اگر تو آمادۂ حرب و پیکار ہی مین بھی تیرے ساتھ موجود ہون مگر اُسمین صلاح واجب و لازم ہی مشیران سلطنت و وزیران اُبہت ناظمان طلسم ہوش رُبا درویشان باصفا حکمایان اشراقین ندیمان فصاحت آئین ان سب کا جمع ہونا بہت ضرور ہی ان سب سے صلاح ہو یقین ہے اس مقدمہ مین فلاح ہو یہ کلام حسرت انجام تمام نہونے پائے تھے دیکھا سامنے سے ملکہ صرصر شمشیر زن مثل باد صرصر اُڑتی ہوئی آتی ہی مگر بد حواس عالم یاس گرد و غبار چہرے پر پڑا ہوا آکر سامنے افراسیاب کے پہونچی زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھا کر یہ قطعہ پڑھا قطعہ

ای سرت سبز تا خزان بہ چہ رسند | شکست طبل تا سگان ہدر زند
گر نہ آتش ہزار رنگ زند | بہ سر تو موکلان بزنند

ابرق کوہ شگاف نے کہا بیش باد ہو ملکہ عالم کیا خبرین لیکر آئی ہو صرصر نے سر پیٹ لیا کہا ای شہنشاہ ہوا طلسم کی بگڑ گئی آپ جب ترہر کے چلے آئے تین دن جشن رہا بی لالان خون قبا و ملکہ مہجبین الماس پوش سے ساربان زادے نے ملاپ کرایا سامان عیش و نشاط مہیا رہا بعد تین دن کے انجمن مشاورت منعقد ہوئی سب طرح کے لوگ لشکر طلسم کشا مین موجود ہین سب مکارون کا اُستاد بانی بنائے ظلم و بیداد ساربان زادہ سے کئی دن صلاح رہی اب یہ امر قرار پایا کہ طرف دریائے نیل کے کوچ کردن نہین معلوم یہ راز کس نے بتایا یقین ہی بی بہار و مخمور اس صلاح کی بانی ہون کل طلسم کشا پاپس فرداً مع باغبان قدرت سمت دریائے نیل روانہ ہو جائینگے حفاظت لشکر کا انتظام سپرد شہنشاہ کوکب روشن ضمیر ہوا وہ یہ فرما کر رخصت ہوئے کہ مین ملکہ بہاران شمشیر زن کو با فواج جرار روانہ کرتا ہون وہ بھی دریائے نیل پر پہونچ گی اور اپنے کو فرمایا ہے کہ وقتاً فوقتاً لشکر اسلام کی خبر لیتا رہونگا عمرو بھی ساتھ اسد غازی کے جائیگا چالاک کو اپنا نائب قرار دیا بہتر قران منتظم ہین برق کو عمرو نے اپنے ساتھ لیا ہی اُسکی عیاری پر عمرو کو بڑا ناز ہے مشہور ہے کہ شاگرد رشید عمرو ہی بڑا ابا ہنر ہی یہ خبر وحشت اثر سنکر رنگ رو ے افراسیاب متغیر ہو گیا کہا نانی امان آپنے سنا

دریاے نیل پر جانے کی کس سیہ بخت نے صلاح دی ماہیان زمرد پوش سے کچھ آپسمین اشارے کنائے ہوئے ماہیان نے کہا ای افراسیاب اب راز کا چھپنا دشوار ہی عمرو ٹرا مکار و غدار ہی باغبان مخمور و بہار نے کہا ہوگا لڑتے بھڑتے بجوش و خروش طرف دریاے نیل کے جائیے مسلمانون کے لیے سامان غیب سے پیدا ہوتا ہی کوئی نمکحرام ملجائیگا سارا حال تبلا دیگا اب تو ماہیان زمرد پوش بھی گھبرائی کہا ای افراسیاب غضب ہوا اگر مسلمان لڑ بھڑ کر دریاے نیل پر پہونچ گئے پھر طلسم کا بچنا دشوار ہی کوہ بلور پر شور گریہ و زاری بلند ہوا ہر کہ دمہ دردمند ہوا ماہیان زمرد پوش نے کہا اس فریاد و دوا غیاث سے کیا فائدہ ہوگا کچھ تدبیر کرنا مناسب ہی افراسیاب غصہ مین تھرایا کہا نانی امان آپ تو پردۂ ظلمات مین جائیے مین ابھی جا کر دریاے خون بہاتا ہون اُنکو تا بہ دریاے نیل نہ جانے دونگا جب آبرو مین فرق آیا لطف زندگی باقی نہ رہا یہ کہکر تاج سر پر رکھا زرہ پہنی اسباب جنگ سے اپنے کو آراستہ کیا ترنج و نارنج چند ماش کے دانے کارد سحر وغیرہ جیب مین رکھے غصہ مین دستک دی دیکھا سب نے صحرا سے گرد اُڑی ایک مشکین پرند کلائیان مارتا ہوا مثل باد صرصر اُڑا ہوا آتا ہی سرا پا ابرق مرکب کو دیکھکر بیچین ہوگئے دور کا بہ مرکب چوٹیان گندھی ہوئین تھوتھنی مثل غنچۂ گل زنجیر سلسل کاکل کوہ سرین کوہ کفل چال مین چھل بل ناز سے قدم اُٹھاتا ہی مثل طاؤس طناز اُڑا ہوا آتا ہی نظم در صفت مرکب

وہ چہ مرکب عجب برق یا بادے	طرفہ دیو اد پریزادے نرمی گوش و نرمی کاکل	خوشخرامے ز آب نازک تر دستہ بید و دستہ سنبل	تیز گامے ز برق چابک تر

چشم زدن مین بالاے کوہ آیا جھکا کر سامنے افراسیاب کے ٹھہرا افراسیاب نے غصہ مین قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا سپر فولادی سیہ رو نے اُٹھائی پشت بخس پر لگائی بخت سیاہ کا سامنا ہوا پانیل کا ٹیکا ماتھے پر دیا گیا کمان کیانی حلقہ جانگزا ترکش پر دہن اژدر کی مثال آنکھین غصہ سے لال دامن گردانکر قصد کیا کہ پشت مرکب پر سوار ہون مسلمانون سے جا کر صرف کارزار ہون اُسوقت حیرت نے پریشان ہو کر بال کھول دیے پیٹنے لگی رکاب سے لپٹی کہا ای شہنشاہ مین آپ کو لشکر مسلمانان مین نہ جانے دونگی یہ ٹری خرابی ہی اسد غازی کو لوح مل گئی ہی اور کوئی سردار آپ کا سامنا نہ کر سکیگا اسد غازی سر چڑھے گا اگر آپ مقابلہ کرینگے سحر اُسپر تاثیر نہوگا پھر کیا تدبیر ہوگی اگر سامنے جا کر فرار پر قرار کیا کیسی ذلت ہی طلسم کشا اور زیادہ شیر ہوگا حوصلہ بڑھے گا جرأت دکھائے گا باغ سیب مین گھس آئیگا ماہیان زمرد پوش نے کہا ای افراسیاب حقیقت مین بزرگون نے کہا ہی سخن شنیدن بخ دولت بقول سعدی شیرازی شعر

دانی کہ چہ گفت زال با رستم گرد ÷ دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد ÷ ای افراسیاب غفلت کا یہ مآل ہو

آخر یہ حال ہوا ایسا حقیر تھا جسدن تو نے قصد کیا اُسی دن طلسم کشا کو پکڑ لایا سالہا سال قید رہا قتل کرنا دشوار ہوا آخر عمرو نے رہا کر لیا شہر داؤدیہ مین جا کر لوح اپنے ہاتھ سے دیکر کتاب حوالے کی اتنا نہو سکا جام جہان نما ہاتھ مین تھا اُسپر نگاہ ڈالے کہ دیکھین کہنے والا کیا کہتا ہے روتے پیٹتے چلے آئے اب یہ غصہ بیکار ہے جب تک لوح طلسمی اسد کے قبضہ مین رہے اُس سے سامنا کرنے کا قصد نہ کرو اور کچھ فکر نکرو افراسیاب نے گھبرا کر جواب دیا کہ پھر نانی امان کیا کرون خاموش ہو کے بیٹھ رہون اُس ننگ بحر جرات کو دریائے نیل پر جانے دون اتنی بُری تدبیر سے کنارہ کش ہون ہر ایک مشیر و وزیر اس مقدمہ مین حیران سب گرد افراسیاب مثل تصویر خاموش کھڑے ہین جب افراسیاب نے ایسے مجبوری کے کلام کیے اسوقت بیقرار ہو کر ملکہ صرصر سامنے آئی عرض کی اے شہنشاہ گردون بارگاہ یہ خیر خواہ کچھ عرض کیا چاہتی ہے شعر یکے عرض حال من گوش کن ٭ دگر خوش نہ آید فراموش کن ٭ ایک شب حضور اور تامل فرمائین کنیز جاتی ہے اگر پنجہ قابض ہوا لوح لیکر خدمت مین آتی ہے پھر شہنشاہ کو اختیار ہے جس طرح جی چاہیگا جا کر مقابلہ کیجیے گا ایک چشم زدن مین شکست دیجیے گا آپ سے وہ لوگ کیا لڑ سکین گے صرصر نے جو اس طرح سمجھا کر کہا حیرت جادو نے صرصر کو گلے سے لگا لیا کہا اے صرصر اسوقت مین دستگیری ضرور ہے مین تجکو دولت دنیا سے نہال کر دونگی صرصر نے عرض کی لونڈی کی جان قدم اقدس پر نثار ہے مال کی کیا حقیقت ہے ہماری آبرو و عزت آپکی بدولت ہے سب صرصر کی تعریفین کرنے لگے کہ حقیقت مین صرصر صاحب عقل و ہوش جانباز سر فروش ہے سب نے سمجھا کے افراسیاب کو بٹھایا کہا حضور نمکخوار خیر خواہ جو عرض کرتی ہے قبول فرمائیے آٹھ روز ٹھہر جائیے بنیک دل گواہی دیتا ہے کہ یہ لوح لیکر آئیگی اس عیاری مین اپنی جان لڑائیگی افراسیاب نے کہا جو سب صاحبون کی خوشی ابتو صرصر نے بانلے عیاری جسم پر آراستہ کیے ملکہ صبا رفتار کمند انداز بھی آ پہونچی صرصر کو جو اتنے بڑے کام پر آمادہ دیکھا صبا رفتار نے کہا آپ ہماری افسر ہین اسوقت مین ہمارا ساتھ چلنا ضرور ہے آپ تنہا نہ تشریف لے جائین اسوقت مین ہم سب آپکا ساتھ دینگے بڑے بڑے عیار وہان موجود ہین ایک ایک اُن مین ارسطو فطرت لقمان حکمت ایسا نہو آپ کے دشمن کسی بلا مین مبتلا ہون اگر ہم موجود ہونگے خبر تو شہنشاہ کو پہونچائین گے لڑائی مین اپنی جان لڑائینگے صرصر نے کہا اے صبا رفتار تم سے زیادہ کسکو محبت ہوگی ایک ساتھ کھیل کر بڑے ہوے ایک سرکار مین ملازم ہم تم ایک روح دو قالب ہین لیکن اس عیاری مین ہمارے ہمراہ چلنا مناسب نہین مین یکہ و تنہا جاؤنگی کسی گوشہ مین جا کر پڑ رہونگی جسوقت موقع پاؤنگی عیاری کر گذرونگی اور اگر موت قریب ہے یہ بھی خوشی کی بات ہے جسکے نمکخوار ہین اُسپر جان نثار ہے چند افراسیاب نے بھی کہا مگر صرصر نے قبول نہ کیا یکہ و تنہا طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی موافقی مقام

غزل قبول

بزم ہی صورت میں ہر رہرو شمائل ایک ہی
دل مین سب کہنے کے قابل ہین مگر دل ایک ہی

جاے سلطان تخت پر اور خاک پر ہی خاکسار
جب سفر دونون کا ہوتا ہی تو منزل ایک ہی

چودھوین شب شرم سے تا صبح نکلیگا نہ چاند
تیرے دور رخسار تابان ماہ کامل ایک ہی

ابتداے بحر الفت مین وہ ڈوبے ہین بہت
یہ وہ دریا ہی کہ دھارا اور ساحل ایک ہی

عشق مین کامل ہون مین وہ دشمنی مین لاجواب
دل سے ضد ہو دور تو دونون کا حاصل ایک ہی

ابرو و مژگان و زلف و خط الفت ہی شروع
سامنا ہی لاکھ داغون کا مرا دل ایک ہی

جب ترے جلتے ہی دل مین اسقدر ہی بغض غیر
یون بھی چلتا ہون کہ کیون دونون کی منزل ایک ہی

کیکے کیکے خون کا دعوے سُنے پروردگار
حشر مین مقتول تو لاکھون ہین قاتل ایک ہی

گرم بازاری قضا ہی پھر رہی ہی تیغ یار
ایک عاشق ہی اگر ٹھنڈا تو بسمل ایک ہی

شکوۂ ظلم و جفاے اہل دُنیا کچھ نہ کر
لاکھ ظالم ہون تو ہون غالب وہ عادل ایک ہی

نذر تیرے کیا کرون اے دلربا دل کے سوا
سیکڑون ہین عضو لیکن تیرے قابل ایک ہی

چاہتا ہی زخم کاری سے تڑپتا ہی رہون
ہاے دو ٹکڑے نہین کرتا وہ قاتل ایک ہی

جسطرح چہرہ ترا یکتا ہی رنگ و حسن مین
اُس طرح اے دلربا چہرے کا بھی تل ایک ہی

جسطرف سب متفق ہین مین اُدھر ہون اے قبول
لاکھ ناقص ہین زمانے مین تو کامل ایک ہی

لشکر اسلام مین تیاری روانگی اسد نامدار مین تمام سردار مصروف ہین کوئی ملول کوئی حزین کوئی رنجیدہ کوئی غمگین بعض کا قول ہی کہ یارون کیا صاحب نصیب ہین کہ جو ساتھ طلسم کشا کے جائینگے سفر کے مزے اُڑائینگے ملک فتح ہونگے حاکمان دربند طلسم ہوشربا ہر منزل پر طلسم کشا سے قدمبوس ہونگے سامان دعوت و ضیافت مطیعان اسلام کرینگے علاوہ ازین بعد جانے طلسم کشا کے افراسیاب خانہ خراب اس فوج پر لشکر کشی کریگا ایک ایک ساحر سرکشی کریگا ہر ایک کو یہ خیال ہوگا کہ لشکر بے افسر ہی چلکر لوٹ لین یہان بڑی بڑی لڑائیان پڑینگی دوسرے نے جواب دیا بھائی یہ خیال خام تصور ناتمام دل سے دور کرو ایک زمانہ قید مین طلسم کشا کو گذرا افراسیاب نے کیا کیا کد و کاوش کی مٹا دینے مین لشکر کے کیسی کیسی کوشش کی آخر کیا کر سکا خواجہ نے اسد غازی کو رہا کرلیا جسکی اس حیلہ سے موت آئی ہی اسکو کون بچائیگا نوشتہ پیشانی پیش آئیگا ایک جانب جو ہمراہ جانے کو اسد نامدار کے قرار پائے ہین اُنھین کمربندی کے سامان ہین خاص بارگاہ باغبان قدرت پر ساٹھ ہزار جوانان تیغ زن سرفروش بادۂ جرأت سے مدہوش اُترے ہوے ہین اسباب سحر تیار کر رہے ہین سر شام صرصر شمشیر زن پھرتی پھراتی داخل لشکر اسلام ہوئی صورت

تبدیل کر کے ایک ضعیفہ فقیرنی بنی دیکھتی بھالتی سامنے بارگاہ ملکہ لالان خونقبا و بارگاہ ملکہ مہ جبین الماس پوش کے آئی دیکھا دربارگاہ ملکہ مہ جبین الماس پوش پر سرداروں کے جاؤ حاجب و دربان بصد شوکت و شان دست بستہ حاضر ہین عرصۂ دراز تک وہان ٹھہری سمت بارگاہ ملکہ لالان خون قبا آئی دیکھا یہان بھی انتہا کا بندوبست ہی لیکن ایک مرکب باد رفتار باساز و یراق مرصع کار کو ایک سائیس باگ مین ہاتھ ڈالے ہوئے ٹہلا رہا ہی صرصر نے ایک سپاہی سے سوال کیا لشکر اسد نامدار مین ایک ایک فیاض سخی بہادر جری جیسے آقا ویسے ملازم بھی ہین اُس مرد سپاہی نے ایک دوانی نکالکر صرصر کو دی اور کہا بڑی بی ٹھہری رہو طلسم کشا اس محل مین گئے ہین تھوڑی دیر مین برآمد ہونگے ہم کہدینگے ایسا کچھ ملجائیگا اپنے بال بچون مین بیٹھکر کھانا اُس بڑھاپے مین گھڑی گھڑی نہ آنا صرصر تو ایک عیارہ مکارہ تھی سہارا ڈھونڈھ رہی تھی یہ سنکر وہین پر بیٹھ گئی کہا میان سپاہی صاحب اس بارگاہ مین کون سی بی بی ہین سُنا ہی کہ میان طلسم کشا کے دو محل ہین ایک بادشاہ کی بیٹی اور ایک خداوندزادی سپاہی نے جواب دیا بڑی بی حماقت ہی کوئی خداوند نہین اُسکا شہنشاہ داؤد لقب ہی خداوند کہنے والا بے ادب ہی جناب افصح الفصحا و ابلغ البلغا مداح بنیظیر فلک سریر مرزا دبیر صاحب اعلی اللہ مقامہ اس مضمون بلاغت مشحون کو کس لطف سے نظم فرما گئے ہین رباعی

نادان کہون دل کو خردمند کہون ٭ یا سلسلۂ وضع کا پابند کہون ٭ اک روز خدا کو مُنھ دکھانا ہی دبیر ٭ کس مُنھ سے مین بندے کو خداوند کہون ٭

بڑھیا نے کہا میان سپاہی صاحب تو یہ ہوئی ہم ان باتون کو نہین جانتے دختر شہنشاہ داؤد کی بارگاہ مین ہین شب کو یہین آرام فرمائینگے سپاہی نے کہا کل بوقت سحر دہ آفتاب عالمتاب سپہر جلالت یکہ تاز میدان جرأت ہمارے شہریار اسد نامدار کوچ کرینگے آمادۂ سفر ہین دو پہر یہان تشریف رکھین گے بعد دوپہر بارگاہ فلک اشتباہ ملکہ مہ جبین مین تشریف لیجائین گے بوقت سحر آمادۂ سفر ہونگے یہ خبر جو اڑتی ہوئی صرصر نے پائی بہر رات گئے گرتی پڑتی وہان سے اُٹھی سامنے بارگاہ ملکہ مہ جبین کے آئی دیکھا اکثر کنیزین گھبرائی ہوئی باہر آتی ہین چوبدارون سے کچھ پوچھکے چلی جاتی ہین بعد عرصۂ دراز ایک ماہ پارہ بصد ناز اندر سے نکلی پکارتی ہوئی میان مردہے صاحب ذرا بڑھکے دیکھو تو تشریف لانے مین طلسم کشا کے عرصہ کیا ہی معرفت محلدار بن پڑے تو کہلا بھیجو کہ وقت خاصۂ تناول فرمانے کا قریب ہی ملکہ عالم بکاول کو حکم دے چلین دسترخوان اب بچھا چاہتا ہی ملکہ ہماری انتظاری مین ہین یہ سنکر مردہا آگے بڑھا واسطے خبر کے چلا وہ کنیز نوجوان تراق پراق خوش مزاج ایک ایک پر کھڑی پھبتیان کہہ رہی ہی کسی کا مُنھ پڑھا دیتی ہی کبھی کسی سپاہی کو پکارتی ہی بڈھے میان کیسا پہرا دیتے ہو بیٹھے ہوے اونگھ رہے ہو آمد طلسم کشا کا وقت قریب ہی کل خانصاحب کی وردی چھن جائیگی مُکیدان پر جرمانہ ہوا رسالہ دار کی بدلی

ہوئی تم کیسے بیخبر ہو ہوشیار نہین بیٹھتے اگر کوئی نوجوان سامنے آیا اُسپر پان کا اوگال پھینک مارا اُسنے پلٹ
کے دیکھا یہ قہقہہ مارکے ہنسی وہ بھی ظریف تھا مسکراکر کہا کون ڈھیلے پھینکتا ہی یہ طرار دوڑا ہنسکر جواب دیا
میان جلے کے یہان بیری ہوتی ہی اُسکے یہان ڈھیلے آتے ہین تمھاری ظرافت پر تھوک ہی صرصر نے جو اس کنیز کو
بیقرار پایا چند قدم وہ بارگاہ سے باہر بھی نکل آئی صرصر نے بڑھ کے سوال کیا بی بی حسن و جمال کی ترقی رہے
چاہنے والون کی بڑھتی رہے یہ بڑھیا بھوکی ہی کچھ کھلوا دیجیے کنیز نے انگیا مین سے چونی نکالی کہا لے بڑھیا صرصر نے
کہا داری مین بھوکی ہون یہ لیکر کیا کرونگی ایک رکابی پلاؤ کی دو روٹیان خمیری دلوا دیجیے اپنی کچھ جھوٹن چاٹن
درحمت ہو کنیز نے کہا او بڑھیا ٹھہری رہ مین تیرے لیے لاتی ہون یہ کہکے دھڑ دھڑ دوڑی ہوئی اندر گئی ایک
طباق پلاؤ کا لیکر نکلی وہین سے پکارتی ہوئی او بڑھیا کہان گئی صرصر نے دعائین دین کہا حضور اس درخت
کے نیچے چلی آئیے میری نواسی بیٹھی ہی کنیز طباق لیے ہوے دس قدم آگے بڑھی تھی کہ صرصر نے حلقہ کمند کا مارا
گرتے گرتے بیہوش کیا ٹانگ پکڑکر کنارے کھینچ لائی لباس اور زیور اُتار لیا رنگ روغن عیاری کا نکالکر اسی
کنیز کی صورت بنکے تیار ہوئی دوڑتی ہوئی طرف بارگاہ کے چلی مگر دل مین سوچتی ہی کہ جسکی صورت بنی اُسکا
نام نہ دریافت کیا جیسے ہی قریب دروازہ کے آئی اس سے سب سپاہی ہنستے ہین جمعدار نے کہا بی غنچہ دہن
کم سخن کہان گئی یقین اب تو تمھاری آنکھ نہین ملتی صرصر نے کہا جمعدار صاحب ذرا اپنے ہوش درست کیجیے
مین کسی کی لونڈی باندی نہین ہون یہ کیا آپ نے کہا کہ آنکھ نہین ملتی مین نین مٹکا کرنے والی نہین ہون ایک
کوٹھے مین بیٹھی رہتی ہون بی نرگس کی طرح نظارہ بازی میرا شیوہ نہین ہی میرا نام غنچہ دہن ہی مین ایسے دبے
سے بات نہین کرتی اُسی طرح تڑاک پڑاق لڑتی بگڑتی ایک ایک پر پھبتیان کستی ہوئی اپنی ہوا باندھتی ہوئی
صرصر اندر پہونچی دیکھا بارگاہ آسمان جاہ ملکہ مہ جبین کی کس حسن و خوبی سے آراستہ ہی جابجا جھاڑ کنول
قندیلین مثل قطرہاے نور لٹک رہی ہین سامنے مسند جواہر نگار فرش دیباے رومی پر ملکہ مہ جبین گرد
پریزادان دُر در گوش ایک ایک سرو قد غنچہ دہن گل پیرہن نسرین عذار ماہ رخسار صاف ثابت ہی کہ بیچ مین
ماہ تابان گرد ہجوم سیارگان مگر ملکہ مہ جبین نے پوچھا کیون غنچہ دہن کچھ دریافت ہوا آنے مین طلسم کشا کے کیا
دیر ہی معلوم ہوا یہ بھی ہماری تقدیر کا پھیر ہی خاصہ ٹھنڈا ہوتا ہی بوقت سحر قصد سفر ہی آج کی شب
نہین معلوم کیا مدنظر ہی غنچہ دہن کو اتنا جو ملکہ نے منہ لگایا طریقہ کلام کرنے کا ہاتھ آیا کہا داری
مین ابھی وہین سے آتی ہون مجکو ایک چوبدار نے خبر دی طلسم کشا نہین ٹھہرتے تھے بی لالان خونقبا
نے دامن تھام لیا رونے لگین کہا آج ہماری بارگاہ سے نہ جائیے خاصہ ہمارے ساتھ نوش فرمائیے
اسوجہ سے شاید طلسم کشا ٹھہر گئے لیکن یہ انکار کیا کہ میرے خاصے کا وقت نہین ہی آپکا اُنکو بڑا خیال ہی مگر

عورت اگر ایسی ہو مرد کیا کرے رونے لگین دامن نہین چھوڑتین ٹسوے بہاتی ہین ناز و نخرے دکھاتی
ہین ہزار طرح مرد کا دل بہلاتی ہین مہ جبین نے کہا بوا مین ان باتون کو کیا جانون انکا جی چاہے
آئین خواہ وہین تشریف رکھین مجھے اُنکی خوشی سے کام ہے یہی خوف ہے ایک مرتبہ لوح پر اُفتاد
پڑ چکی کچھ اور خرابی نہ ہو یہ کہکر دوسری کنیز کو آواز دی اے گلرخسار دیکھ تو خواجہ عمرو کہان تشریف
رکھتے ہین وہ کنیز عمرو کو بلانے چلی صرصر گھبرائی وہان سے اُٹھکر ایک گوشہ مین آئی دیکھا تو عمرو
سامنے سے آتا ہے ایک ایک کنیز پر نگاہ ڈالتا ہوا صرصر نے جلدی سے لوٹا پانی کا بھر لیا پاخانے مین گھس گئی
ملکہ مہ جبین نے اُٹھکر سلام کیا خواجہ نے سر سینہ سے لگا لیا مہ جبین نے سر جھکا کر کہا دیکھیے نانا جان ابھی تک
آپکے صاحبزادے تشریف نہین لائے ہین گھبرا رہی ہون ہول کھا رہی ہون ایسا نہو دشمنون کو کوئی
صدمہ پہونچے آپ ہی فرماتے تھے کہ افراسیاب باغ سیب مین نہین گیا کوہ بلور پر ٹھہرا ہوا ہے لوح کی
اُسکو بڑی فکر ہے آٹھ پہر صحبت مین یہی ذکر ہے مناسب ہو تو آپ تشریف لیجائین اُنکو سمجھائین کہ آج کی شب
احتیاط لازم ہے آپ یہان تشریف لائین خاصہ نوش کرکے آرام کرین سفر دور و دراز درپیش ہے نانا جان
مجکو بڑا پس و پیش ہے عمرو نے کہا بیٹا شام سے مجکو پھرتے پھرتے لشکر مین یہ وقت آیا سارا لشکر چھانتا پھرتا ہون
اسی خیال مین کہ کوئی عیار پھر نہ آئے چالاک وغیرہ بھی بازار مین موجود ہین راہین لشکر کی مسدود ہین انشاءاللہ
کل ضرور سفر ہوگا عمرو بخوبی سمجھا کر مہ جبین کو باہر گیا اب عمرو کو بخوبی اطمینان ہوگیا اس خیال سے کہ ہوقت
تک مین بارگاہ مہ جبین مین ہو آیا سب کنیزون کو دیکھ لیا بعد جانے خواجہ عمرو کے صرصر پاخانے سے نکلی
جی مین کہتی ہے اگر اسوقت کچھ کام نہ کیا پھر شب بھر کچھ نہو سکیگا کلیجہ پر پتھر رکھکے سامنے ملکہ مہ جبین کے آئی
کہا واری اُسوقت مین بھول گئی تھی اب اور ایک بات یاد آئی ہے ایک چیز آپکی مین نے پائی ہے یہان عرض
کرنے کے لائق نہین حضور تخلیہ مین چلین تو مین عرض کرون مہ جبین اُٹھ کھڑی ہوئی صرصر کو اپنی کنیز خاص
ہمدم باختصاص جانکر ہاتھ تھام لیا پردہ اُٹھا کے اس خیمہ مین آئی کہان چھپر کھٹ لگا ہوا ہے صرصر نے کہا
حضور بیٹھ جائیے ابھی ایک کمیدان کہتا تھا لالان خون قبا کو سفر مین ساتھ لیجائینگے فرماتے ہین اُسکا باپ تک
انتقال کر چکا وہ یہان دشمنون مین کسکے پاس رہیگی صدمہ تنہائی سہیگی یہ سنکر ملکہ مہ جبین غصہ مین کانپنے لگی کہا اے
غنچہ دہن مین اس سلطنت کو خاک مین ملا دونگی تو نے مجھسے پہلے نہ کہا خواجہ عمرو تشریف لائے تھے مین اُنسے کہتی کہ حضور
مین یہان رہ کر کیا کرونگی مجکو میرے وارثون مین طرف کوہ عقیق کے روانہ کر دیجیے اگر بی لالان کو ساتھ
لیجائینگے تو بہت رنج اُٹھائینگے مجکو زندہ نہ پائینگے صرصر نے جب دیکھا ملکہ کو غصہ آچکا چہرہ سُرخ ہوگیا برگ گل
سے ہونٹھ کانپ رہے ہین خاصدان سے گلوری نکالکر کہا حضور غصہ نہ کیجیے کہنے والے جھوٹ سچ بات اُڑا دیتے

ہین طلسم کشا آپ کے نام کے عاشق ہین لا لا ان کو کبھی ساتھ نہ لیجائینگے یہان تشریف لائینگے ہم لوگ بھی
بخوبی سمجھائینگے غصہ مین منھ خشک ہوگیا گلوری نوش فرمائیے ملکہ نے گلوری کھائی پان کھاتے ہی کلیجہ خون
ہوگیا گھبرا کر کہا ارے میرے کلیجہ مین آگ لگی غنچہ دہن یہ کیسی گلوری تھی ہڈیان جلنے لگین ایک سلاخ آہن کلیجہ
مین پڑ گئی صرصر نے کہا اُٹھکے ٹہلیے ملکہ اُٹھی بیہوشی کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر بیہوش ہوئی صرصر کے ہاتھ پانون مین
رعشہ عیاری تو کی مگر ہوش اُڑے ہوئے دل سے کہتی ہی ایسا نہو ساربان زادہ آجائے فوراً پہچان لیگا لیکن اب
جو کچھ ہو سو ہو اس عیاری مین سر ہتیلی پر رکھا موت کا مزہ چکھا اگر لوح ہیلی ساربان زادہ عمر بھر یاد کریگا یہ سوچکر
ملکہ مہ جبین کو گود مین اُٹھایا چھپر کھٹ کے نیچے سلادیا پٹی بیہوشی کی دماغ پر چڑھادی اوپر چاندنی وغیرہ
ڈالکر چھپادیا رنگ روغن عیاری کا نکالکر بشکل ملکہ مہ جبین الماس پوش تیار ہوئی ہنستی ہوئی باہر
نکلی کنیزین سب حاضر ہین کسی نے پوچھا حضور غنچہ دہن کہان گئی صرصر نے تیور بدلکر کہا تم ہماری اتالیق ہو
ہمنے کہین بھیجا آئیگی وقت پر یا نہ آئیگی تمھین کیا فکر پڑی ہی اب گفتگو زبان ہلانا دشوار ہوئی جو مناسب
جانتے ہین وہ کرتے ہین مصرع امور مملکت خویش خسروان دانند ۔ سب خاموش ہو رہین اب صرصر مسند
پر آکر بیٹھی لیکن عمرو کے خوف سے دل کانپ رہا ہی خیال مین ہی کہ اے صرصر دیکھیے آج کیونکر جان بچتی
ہی لیکن ابھی عمرو آیا تھا چلا گیا یقین ہی کہ انتظام مین مصروف ہوا اپنے نزدیک بڑی صورت نگار نے بڑا کام
کیا اس مقام پر ہوتین تو معلوم ہوتا دیکھیے فلک کیا دکھاتا ہی کس طرح کا معرکہ پیش آتا ہی طلسم کشا بھی تعلیم کردۂ
عمرو ہی صاحب شوکت افسر ہی فخر شاہان روزگار تمیز دار وہم عیار اس فکر مین بیٹھی تھی کہ کنیزین دوڑی ہوئی
آئین عرض کی کہ حضور طلسم کشا صاحب آتے ہین صرصر نے حکم دیا بکاول کو بلاؤ جلد دسترخوان آراستہ کرے
فوراً دسترخوان بچھا کھانا عمدہ چنا گیا آپ سر جھکا کر بیٹھی عطر کی روئی آنکھون مین لگالی آنسو بھر آئے یکایک
در دولت پر بسم اللہ الرحمن الرحیم کی صدا بلند ہوئی روح سامری وجمشید دردمند ہوئی کنیزین واسطے
استقبال کے دوڑین دو چار نے عرض کی حضور برائے استقبال چلیے طلسم کشا بارگاہ مین آگئے صرصر نے کہا
مین تو دسترخوان پر بیٹھ چکی دسترخوان سے اُٹھنا بڑا گناہ ہی کہتے ہین تو آنے دو آپ چلے آئینگے کہ دیکھا سامنے
سے یکہ تاز میدان جلالت شہسوار معرکہ شوکت وہمت آفتاب عالمتاب آسمان جرات ماہ تابان فلک سطوت
وصولت شاہباز اوج جانبازی اسد بن کرب غازی مسلح مکمل آتے ہین صرصر نے دیکھا ماہ حسن اسد
غازی کا کمال پر ہی حقیقت مین جادۂ جرائت ولیاقت کا رہبر ہی جاہ وجلال دیکھکر تھرا گئی لیکن سر جھکائے
بیٹھی رہی اپنے مقام سے جنبش نہ کی اسد غازی نے دیکھا ملکہ سر خم کیے بیٹھی ہین آنسو بھی آنکھون مین
بھرے ہوے سمجھے کہ ملکہ رنجیدہ ہین قریب آکے بیٹھے کہا کیون ملکہ عالم خیر تو ہی مزاج کیسا ہی صرصر نے آنکھ

چارہ کی کہا صاحب خاصہ نوش فرمائیے مجھے زیادہ نہ ستائیے مین نے آپ کے ساتھ کھانے کی ناحق عادت کی بھوک کے مارے دم نکلا جاتا ہی مگر ناچار دسترخوان لیے بیٹھے ہین آپ تو خاصہ نوش فرماکے آئے ہونگے ہم ناحق اپنی جان دیتے ہین اُنکے یہان کھانا بھی عمدہ پکتا ہوگا وہ خداوندزادی ہین یہان روکھا پھیکا آپ کا ہمکو کھایا جائیگا اسد نے دامن سے اشک پاک کیے کہا ملکہ تمھین ناحق کو ملال ہوتا ہی مین نے تو ابھی کھانا نہین کھایا کہو کھائین کہو نہ کھائین ملکہ نے کہا ہان صاحب بہادہ منظور ہی میرا اتنا کہنا ٹوٹکا ہو گیا اب ہاتھ بڑھائیے باتین نہ بنائیے اسد نے خاصہ نوش کیا صرصر ہر بات مین ٹالتی گئی بعد خاصہ کے صرصر نے کہا ہمکو نیند آئی ہی اسد نے کہا ملکہ گانا سنوگی یہ شب غنیمت ہی کل روز فرقت ہی تمھاری یاد مین بیقرار رہینگے صدمہ ہجر سہینگے صرصر تو ایک بلائے روزگار ہی جواب دیا صاحب صبح کو جو کچھ ہوگا ہو جائیگا ان دھڑکون مین جان گئی یہ کہکر طرف تخلیہ کے چلی اسد غازی ہمراہ کنیزین ٹھہر گئین اس خیال سے کہ عاشق و معشوق جاتے ہین کنیزون مین جابجا چرچا ہی شاہزادے کے دم قدم سے بڑی آبادی تھی کل اس بارگاہ مین سناٹا ہو جائیگا خدا اس سفر کا مآل نیک کرے دیکھو صاحب جو آج ہی سے اُداسی پائی جاتی ہی خودبخود طبیعت گھبراتی ہی مگر صرصر ربط و ضبط دکھاتی ہوئی شرماتی ہوئی ساتھ اسد غازی کے تخلیہ مین آئی چھپرکھٹ پر بیٹھ گئی اسد نے چاہا گلے مین ہاتھ ڈالے صرصر نے کہا صاحب بیٹھو ایک جام شراب کا نوش فرماؤ آرام کرو دوپہر سے زیادہ شب گذر چکی ہی صبح کو تیاری سفر ہی ہزار طرح کا خوف و خطر ہی اسد سمجھے ملکہ کا جی چاہتا ہی گلابی کھینچی جام لبریز کیا ملکہ کو دیا صرصر نے دو قطرے پیے گھائی سے پڑیا بیہوشی کی ڈالی کہا کیجیے حضور آپ نوش کیجیے اسد نے بلا تکلف جام پی لیا نہ سمجھا کہ یہ جام زہر ہی موج شراب سانپ کی لہر ہی پی گیا پیتے ہی دم گھبرایا کہا ملکہ یہ کیسی شراب ہی پیتے ہی کلیجہ کباب ہو گیا دل بیتاب ہو گیا صرصر نے کہا صاحب گرمی مین آئے ہو ذرا اُٹھکر ٹہلو فرحت تازہ سرور بے اندازہ حاصل ہو تسکین دل ہو اسد یہ کہکر اُٹھے خدا خیر کرے دشمن کا دور ہی رنگ بیطور ہی قصد کیا تھا کہ مہ جبین کا ہاتھ تھام لون یہ دل کو یقین ہو چکا تھا کہ اسی شراب مین فتور ہی بے سمجھے پی لیا عقل کا قصور ہی یہ کہتے کہتے شاہزادہ لڑکھڑایا چھپرکھٹ پر گر کر بیہوش ہوا اسوقت صرصر کی خوشی پھولون نہ سماتی تھی جامہ سے باہر ہوئی جاتی تھی مگر خوف جان لرزان و ترسان باہر بارگاہ کے نرسنگھا پھنک رہا ہی حاضر باش ناظر باش کی صدا آتی ہی صرصر نے لوح گلے سے اسد غازی کے اُتاری باحتیاط رومال مین لپیٹکر اپنے پاس رکھی قصد ہوا کہ طلسم کشا کو بھی لیچلون بارگاہ مین روزن کرکے دیکھا ناموس طلسم کشا کی بارگاہ ہی ہزارہا ساحر گرد پھر رہا ہی پرندہ پر نہین مار سکتا دوندے کی کیا لیاقت ہی کھڑی ہوئے سوچنے لگی دل سے کہتی ہی ای صرصر طلسم کشا کا لیجانا دشوار ہی کدھر سے جاؤن تا بہ کوہ بلور کیونکر پہونچون اگر کسی نے دیکھ لیا زندہ بچنا مشکل ہوگا گھبراکے

صحن بارگاہ مین آئی ستارون پر نگاہ ڈالی صاف ثابت ہوا کہ ستارۂ سحری چمکا چاہتا ہی یہ خیال ہوا کہ شب اسی مقام پر بسر کیجیے گوشۂ بارگاہ مین چھپ رہیے مگر سوچی عیار طلسم کشا کا ضرغام شیر دل واسطے جگانے نماز کے آئیگا جب اسد کو بیہوش پائیگا فوراً ہنگامہ برپا ہو جائیگا پھر نکل نہ سکونگی آخر جوڑی خنجر کی نکالی ایک گوشہ مین بیٹھکر نقب لگانا شروع کی انگلیون سے قطرے خون کے ٹپکنے لگے لیکن جان دیے ہوئے کھود رہی ہی چند عرصہ مین زیر سایۂ تمحل وہنہ نقب کا توڑا سر نکالا دیکھا معلوم ہوا یہان سناٹا ہی گرد مین آئی ہوئی نقب سے نکلی صحرا کا راستہ لیا طرف کوہ بلور کے روانہ ہوئی یہان اسد غازی چھپر کھٹ پر بیہوش پڑے ہین کہ صدائے مرغ سحر بلند ہوئی عمرو پہر رات رہے تک لشکر مین پھرا قلیل رات باقی تھی کہ جا کر لیٹا لیٹتے ہی خواب پریشان دیکھا گھبرا کے اُٹھا باہر اپنے خیمے کے آیا دیکھا ستارۂ سحری چمک چکا ہی اہالیان طلایہ پلٹ رہے ہین سجاوے جا بجا بچھے ہین سرداران لشکر وضو کر رہے ہین عمرو کو دیکھکر سردارون نے سلام کیا عمرو نے کہا یارو خدا خیر کرے مین نے ایسا خواب پریشان دیکھا کہ بہت رویا ایک خدمتگار سے اشارہ کیا برق فرنگی و ضرغام شیر دل و جانسوز بن قران و چالاک کو جلد لاؤ مین جبتک واجب خدا کو ادا کرون دو رکعت نماز پڑھون عمرو نے بہ تعجیل نماز سے فراغت کی پانچون عیار سامنے آئے عمرو نے کہا ای خوش انجام بتا ضرغام شب کہان بسر کی ضرغام نے عرض کی مین در دولت ملکہ مہ جبین پر تھا عمرو نے کہا کچھ افتاد پڑی جلد بارگاہ ملکہ مہ جبین پر چلو پانچون عیارون کو ساتھ لیکر بارگاہ ملکہ مہ جبین پر آیا دیکھا چوبدار یساول کمیدان رسالدار بڑے بڑے سردار حاضر ہین باغبان قدرت بصد صولت و شوکت مسلح مکمل اہاب سحر سے درست چالاک و چست ٹہل رہا ہی منتظر ہی کہ اسد غازی برآمد ہو سویرے سے نکل چلین دس بارہ کوس پر جا کر مقام کرین کہ عمرو سامنے سے آیا باغبان واسطے تسلیم کے خم ہوا دست بستہ عرض کی حضور جا کر طلسم کشا کو جلد بیدار کرین زبانی محلدار کے ثابت ہوا وہ ماہ تابان برج تخلیہ سے ساطع و لامع نہین ہوے عمرو نے کہا ای باغبان دیکھون فلک کیا دکھاتا ہی صورت اسد نامدار دیکھون تو دل کو قرار آئے باغبان نے کہا کیون خواجہ کیا ہوا عمرو نے کہا خواب مین بخت خوابیدہ بیدار ہوا گھبرا کے جاگ اُٹھا یہ کہتا ہوا عمرو اندر بارگاہ کے پہونچا دیکھا انیسین جلیسین کنیزین پرے باندھے کھڑی ہین عمرو نے دلارام وزیرزادی سے پوچھا آج کیا ہی شاہزادہ بیدار نہین ہوتا ملکہ سب سے سویرے اُٹھتی ہین دلارام نے عرض کی رات کم باقی تھی جب آرام فرمایا ہی جدائی کا شاہزادے کی ملکہ کو خیال تھا قلب پر ہجوم غم و ملال تھا عمرو قریب پردے کے آیا اول آواز دی جب صدا نہ آئی عمرو پردہ اُٹھا کر اندر آیا دیکھا صورت مصیبت ظاہر ہی اکیلے اسد نامدار چھپر کھٹ پر بیہوش پڑے ہین عمرو نے ایک چیخ ماری مہرخ و بہار کو خبر پہونچی دوڑی ہوئی آئین اسد غازی کو ہوشیار کیا اسد گھبرایا ہوا اُٹھا پہلے

عمرو نے لوح کو پوچھا اسد نے گلے پر ہاتھ ڈالا لوح کہاں انبوہ ہوا فرش پر عمرو نے پتہ صرصر کا پہچانا ملکہ مہرخ رونے لگیں بیقرار ہو کر کہا خواجہ اپنی کنیز کو تو تلاش کرو عمرو نے کہا غضب ہوا شاید مہ جبین کو بھی بیلی کسی کنیز کی نگاہ پڑی کہا حضور دیکھیے چھپر کھٹ کے نیچے گیا ہوا اب جو دیکھا ملکہ مہ جبین کو بیہوش پایا مہ جبین کو بھی ہوشیار کیا گھبرا کر پوچھا بی بی یہ کیا حال ہے مہ جبین گھبرا گئی چہار جانب دیکھتی دلارام نے کہا داری طلسم کشا کے ساتھ خاصہ نوش کیا تھا مہ جبین نے کہا مجھے نہیں معلوم عمرو نے کہا صاحبو سے پوچھو جب میں بارگاہ میں آیا تھا اسوقت مہ جبین اصلی تھیں مگر صرصر کسی صورت پر بارگاہ میں آچکی تھی مجکو دیکھکر چھپ گئی ہوگی بعد میرے جانے کے یہ آفت برپا ہوئی اُسنے تخلیہ میں لیجا کر مہ جبین کو بیہوش کیا اسد غازی کے ساتھ خاصہ نوش کیا لیکن کس طرف سے وہ نکل گئی ہو اتنی کسی نے نہ دیکھا مہتر قران کی نگاہ نقب پر پڑی کہا استاد دیکھیے نقب موجود ہے اسد غازی کو نہ لیجا سکی لوح ملنا غنیمت ہوا غرض تمام سرداروں میں ہنگامہ عظیم برپا ہوا نظم مصنف

کسی نے کہا آہ و داغ بتا
سموم الم کیسی چلنے لگی
لڑائی کے آفتاب چھپنے لگے ہم
گئی لوح اب نزد افراسیاب
بہار اولوالعزم نے جھوم کر
عجب داغ باغی ہمیں دے گیا
دیا باغبان نے یہ رو کر جواب

فلک بر سر ظلم و بدبخت ہوا
ہر اک شاخ پر میوہ جلنے لگی
بس اب جان پر اپنی کھیلنے لگے ہم
خوشی سے کہو پائے لگو ہیچ و تاب
کہا باغبان سے کہ اے نامور
گل لوح اس باغ سے لے گیا
کہیں کیا جو ہے قلب کو اضطراب

خزان کا ہوا اس چمن میں گذر
کہا رو کے مہرخ نے کیا خوف ہے
مصیبت ہے اب ننگ و پیش ہیں
بھلا دینگے گر کرا سے سرکشی
ہوائے خزاں نے کیا زرد رو
بس اب جان دینے پر آمادہ ہو
بجز جان دینے کے کیا اختیار

نہال مصیبت ہوا بار ور
ابھی منزل جنگ کرتے ہیں طے
نہایت قلق میں پس و پیش میں
بہ تعجیل لازم ہے لشکر کشی
گل عیش کی ہم نے سونگھی نہ بو
ملے لوح تدبیر ایسی کرو
جو دشمنی خلاق لیل و نہار

مگر اے ملکہ عالم زندگی بیکار ہے لشکر میں تقرار ہو کر بندی کرا دو لڑ بھڑ کر مر جائینگے طلسم ہوش ربا میں نام کر جائینگے جملہ سرداران نامی و ساحران گرامی اسی بات پر آمادہ ہیں کہ آج لڑ بھڑ کر مر جاؤ ایک جانب سے ملکہ مہرخ سموے کاکل کشا ایک سمت سے ملکہ ہلال سحر افگن و خورشید زرین سحر و رعد و برق لامع و معمار قدرت و ملکہ گلزار چشم و زیبو چشم و ملکہ مخمور سرخ چشم سب سلاح جنگ سے آراستہ ہو کر آمادۂ مرگ مہیائے قضا ہوئے ہر چند عمرو غل مچاتا ہے کوئی نہیں سنتا ہر ایک کا یہی قول ہے کہ خواجہ اب آپ دخل نہ دیجیے جو آپ کا کام تھا بجا لائے آپ ہم سر فروشی بہ عیاری بجرأت اسکو پورا کیا ہم لوگ سب بد نصیب آپکا کیا اختیار اب اسد نامدار کو بیہوش کر کے زنبیل میں رکھ لیجیے طرف کوہ عقیق کے چلے جائیے ہم سب لڑ بھڑ کے جان دینگے اب ہم مایوس ہوئے لوح طلسمی گئی ایسے مقام پر افراسیاب رکھیگا کہ طائر وہم و خیال

نہ پہونچ سکے گا کیونکہ ہمارے دل کو یاس نہو باغ سیاب سے لوح گئی آپ شہنشاہ داؤد بنکر ماشاء اللہ کس تدبیر دلپذیر سے لوح لائے اب اُسیر افتادہ پڑی آپ کی کیا خطا ہمارے بخت واژگون وطالع نگون نے یہ روز سیہ دکھایا اگر ہم نہ جائینگے افراسیاب جادو لوح مقام محفوظ پر رکھکے خود لشکر کشی کریگا ہم اسکے لشکر کا بار سنبھال سکین گے خود تقدم کرنا بہتر ہی عمرو نے ایک ایک سردار کو گلے سے لگایا کہا تم جان نثار و سرفروش ہو تنا تامل کرو کہ مین جاکر واپس آؤن اگر بن پڑا تو لوح لیکر آتا ہون جب مجھسے کچھ نہو سکے اسوقت مین تمکو اختیار ہی مہتر چالاک و مہتر برق فرنگی نے بھی جملہ سرداروں سے دست بستہ کہا حقیقت مین استاد بہت معقول فرماتے ہین ابھی صرصر لوح لیکر گئی ہی ہم سب جاتے ہین کیا عجب کہ راہ ہی مین ملجائے ورنہ انشاء اللہ سامنے افراسیاب کے عیاری کرینگے از کوہ بلور تا بہ باغ سیب جائینگے لوح کے واسطے پیچھا نہ چھوڑینگے جب سن لینا ہمارے عیار جانباز مارے گئے جو مناسب ہو کر گزرنا ہم خوب جانتے ہین آپ سب صاحب نام پر مرتے ہین اب سب سے زیادہ کام یہ ہی کہ طلسم کشا کو ہلاہیے سمجھائیے ایسا نہو وہ شیر دلیر اپنی جان ضائع کرے یہ لڑائی ہی کبھی فتح کبھی شکست عقل سے بند و بست ضرور ہی جہالت کرنا سراسر قصور ہی سردار ناچار ہوے ملکہ مہرخ اسد غازی کو سمجھاتی ہوئی سب سرداروں کو لیکر داخل بارگاہ ہوئین خواجہ نے فوراً صورت بدلی عیاروں سے اشارہ کیا اپنی اپنی صورتین نئے طور سے تبدیل کرکے طرف کوہ بلور کے چلو و کلمہ افراسیاب جادو کے بیان ہوتے ہین

غزل میان جلال صاحب

گھر ہو وحشت کا دل دیوانہ ایسا چاہیے
یار ایسے گھر کو صاحب خانہ ایسا چاہیے
زندہ ہو جائے تغافل کا ترے مارا ہوا
بت جسے سجدہ کرین بتخانہ ایسا چاہیے
رات فرقت کی بُری ہوتی ہی ای افسانہ گو
کھو دے میرے دل کی الجھن شانہ ایسا چاہیے
یون کسی پردہ نشین کی کیجیے پردہ دری
مے پرستو خندۂ مستانہ ایسا چاہیے
جو شرر اُٹھا دل سوزان سے دل ہی پر گرا
برہمن مجکو بت بیگانہ ایسا چاہیے
دیکھکر دل آنکھ کو کہتا ہی دل کو چشم یار
خاک ہی اُڑتی رہے ویرانہ ایسا چاہیے
آنکھ اُدھر اُسکی رہے یارانہ ایسا چاہیے
یار کو بھی ناز معشوقانہ ایسا چاہیے
اے چشم مست ساقی اپنے بوسے دے مجھے
اُسکو تم کر دے کوئی افسانہ ایسا چاہیے
سر زمین کوے جانان سے نہ اُٹھے بیٹھکر
خود کہے دست جنون دیوانہ ایسا چاہیے
ڈھیر سے عاشق کے بجکر طور پر بجلی گری
شمع ایسی چاہیے پروانہ ایسا چاہیے
ہجر کی شب تیرہ بختی کو ہماری ای فلک
مست ایسا چاہیے دیوانہ ایسا چاہیے
دل مین تو ہو ردنق کا شانہ ایسا چاہیے
رام آہو کو کرے دیوانہ ایسا چاہیے
قبلۂ خوبان عالم ہو وہ دل للہ دے
لب بلب خوب و جھجک کے ہو جانا نہ ایسا چاہیے
یار کی زلفون کو مشاطہ نے سلجھایا تو کیا
عاشق گریان کو آب و دانہ ایسا چاہیے
دست ساقی من اشارہ کر رہا ہی شیشے جام
کیون تجھے ای جلوہ جانانہ ایسا چاہیے
کافر و مومن جسے دونون تماشا کر سکین
دیکھکر جس دن چراغ خانہ ایسا چاہیے
گر پڑے بجلی رقیب روسیہ پر او ترپ

کوئی تو انداز جتایا نہ ایسا چاہیے	ہائے کیوں اس جان کے دشمن کو دل دیتا جلال	کاش کوئی دوست ہو کہتا نہ ایسا چاہیے

افراسیاب جادو رنجور بر بر گوہ بطور انتظار میں ملکہ صرصر شمشیر زن کے مع حیرت جادو بیٹھا ہے حیرت کہہ رہی ہے اے شہنشاہ صرصر بیچاری کیا کر سکیگی بڑے بڑے ارسطو فطرت لقمان حکمت عمرو کے نام سے عاجز ہوگئے وہ عورت کم حقیقت کیونکر دست انداز ہوگی اگر آپ حکم دیں میں اپنے کو پہونچاؤں صرصر کی مدد کروں اگر اسکا ہاتھ تابہ لوح پہونچے اور عیاران طرار اسکو گھیر لیں میں اسکو بچاؤنگی عیارون کو پکڑ لاؤنگی میرے ہاتھ سے لنگوٹے جھکے کہاں جائینگے حکم سے سامری کے ذلت اٹھائینگے اگر شاید اسنے عیاری کی اور ہنگامہ میں عیارون کے پھنس گئی ہے تو سنکر بڑا ملال ہوگا افراسیاب نے کہا اے حیرت جادو تیرا جانا لشکر اسلام میں مناسب نہیں ہے ابھی صورت نگار نے مصور پر کیا معرکہ گذر چکا ہے سامری و جمشید کی خدائی میں آگ لگی خداوند لقا بے لقا جو جی چاہتا ہے تقدیر کر بیٹھے ہیں نہ کسی کی برائی سے مطلب نہ بھلائی سے کام اگر کوئی اعتماد تجھپر پڑے یا عمرو ظالم اعلم گرفتار کرے کیسی ذلت و رسوائی ہے ابھی تک میری آنکھوں کے نیچے پھر رہا ہے مرشد زادے پر کس قیامت کے کوڑے پڑے ہر چند میں نے اس خبر کو بہت چھپایا مگر پرچہ اخبار ہفتہ وار جو مطبع نامی و گرامی موسوم بہ اودھ اخبار منتظم جس کے منشی نولکشور صاحب عالی وقار ہیں اس پرچہ میں مفصلاً و مشرحاً لفظاً لفظاً یہ اخبار مصیبت آثار درج ہے اخبار کی صحت اس مطبع نامی گرامی پر ختم ہے مہتمم مطبع کا حکم ہے کہ جس خبر کو مفصل سنو بصحت درج کرو مہتمم صاحب لیئق کارگذاران مطبع فہیم اپنے مالک کے خیر خواہ صاحبان علم و فضل کا مطبع موصوف میں مجمع ہے مطبع نہیں نگارخانہ چین کا مرقع ہے اے حیرت اب خبر مخفی نہیں رہ سکتی مجکو حکم دو میں اور ذلت اٹھاؤں مگر دل میرا کہہ رہا ہے کہ صرصر خاک چھانے گی ہماری بربادی کا اسکو بڑا غم ہے عمرو کی کا وہی جواب دیتی ہے یقین ہے کہ عرق بیلکر اسکی سرہائے برف انداز و ابریق کوہ شگاف ملکہ صنعت سحر ساز وغیرہ حاضر ہیں قول افراسیاب کی تصدیق کر رہے ہیں مصور و صورت نگار کے بھی ہوش درست ہوئے ہیں مصور کہتا ہے اے شہنشاہ اب عمرو کی میرے ہاتھ سے قضا ہے صحت پا جاؤں تو اس بدعت کا مزہ چکھاؤں اگر دیوانہ کرکے نہ مارا تو نام اپنا مصور نبیرہ سامری نہ رکھا افراسیاب کہتا ہے مرشد زادے اب تمکو برسوں قصر سے نہ نکلنے دونگا تمھاری ذات سے بڑی برکت ہے جب خیال آتا ہے دل ایک بھر آجاتا ہے کیا مذہب تباہ و برباد ہوا داؤد جادو کو جنے ناحق سجدہ کیا ہفت اقلیم میں مشہور ہو جائیگا کہ سامری پرستوں کے خداوند مسلمان ہوکر مارے گئے مسلمان اپنے مذہب کا اور زیادہ شرف بیان کرینگے آپس میں کہتے ہونگے سامری پرستوں کا کیا برا مذہب ہے جو ہے خداوند لقا میں وہ بھاگے پھرتے ہیں ایک خداوند مسلمان ہو گئے مصور نے کہا ہمارے گھر کا غلام تھا جو صرف خداوند نام تھا میں نے خود اسکو بد دعا دی تھی اسی کا یہ انجام ہوا افراسیاب نے کہا ساری خرابیاں خداوند لقا کرتے ہیں مگر انکو سب ناگوار ہوا

کہ مین برائے قدمبوسی نہین گیا مرشدزادے آپ گواہ رہیے مین اقرار کرتا ہون اگر صرصر شمشیر زن لوح لیکر آئے
خداوند لقا کا پوجا پاٹ کرونگا خدمت مین اُنکی جاؤنگا طلسم ہوش ربا مین قدرت کو بڑی دھوم سے لاؤنگا
سارے طلسم کی سیر کراؤنگا قدرت کو بڑی ہوس ہے کہ ابھی قیطولات پہ پہونچین یہ کام میری کوشش پہ موقوف ہے
جسدن عقد کرونگا اُسی دن تخت ہوا پر سوار کرکے قدرت کو لیجاؤنگا قدرت کا قول ہے جسدن بالائے قیطولات
جاؤنگا تقدیرات رنگا رنگ کرکے مردون کو جلاؤنگا افراسیاب یہ باتین کر رہا ہے طرف لشکر اسلام سے نگاہ
ہے یکایک دیکھا دور سے بونڈلا گرد کا اُڑا افراسیاب نے کہا کیا عجب ہے کہ صرصر شمشیر زن آتی ہو لیکن وہ
مین نہ سکہ گذرا عمرو جو چلا تھا پانچ کوس لشکر اسلام سے نکل کے ایک پہاڑ پر آیا دور سے دیکھا صرصر بھاگی
ہوئی جاتی ہے عمرو سمجھا کہ ابھی لوح اُسکے پاس ہے پہاڑ سے کود کر دوڑا لیکن صرصر اتنا بڑا کام کرکے آتی ہے
پشت پہلو سے ہوشیار جہان پتہ کھڑکا ہاتھ کھینچکر سنبھل گئی چہار جانب دیکھنے لگی اسنے جو پلٹ کے دیکھا عیار
معلوم ہوا دل سے کہتی ہے ای صرصر یقین کامل ہے کہ عمرو آ پہونچا اب تو صرصر تیز چلی عمرو چاہتا ہے کہ اسکے
برابر پہونچون ہزار دو ہزار قدم کا فاصلہ ہے نہین پہونچ سکتا یہانتک کہ صرصر سامنے کوہ بلور کے پہونچی کھٹکا تو
اسکو ہو چکا تھا دور سے آواز دی ای شہنشاہ مین لوح لائی مگر اتنا کی تھک گئی ہون پاؤن رہ گئے میرے
پیچھے عیار آتے ہین یہ سنکر افراسیاب اُٹھ کھڑا ہوا خود جست کرکے پہونچا صرصر کو گود مین اُٹھا لیا کہا ای صرصر
بڑا کام کیا لوح طلسمی لائی صرصر نے کہا لونڈی نے جان لڑادی افراسیاب نے لاکر پہاڑ پہ صرصر کو اتار دیا ملکہ
حیرت کی انہین جلیس صنعت کی ہمراہ والیان مصاحبان سرما وابریق سب نے آکر صرصر کو گھیر لیا عمرو
نے دور سے دیکھا کہ صرصر کو افراسیاب گود مین اُٹھا کرلے گیا تحمل کی آڑ پکڑ کر دیکھا کوہ بلور پہ ہنگامہ ہے تبدیل
صورت تبدیل کرکے ایک ساحرہ حسین کی شکل بنکر تیار ہوا قریب پہاڑ کے آیا اقبال و نیران مبارک کہتا
ہوا بالائے کوہ پہونچا ایک کنیز نے پوچھا تمہارا نام کون ہے ہنسکر کہا خیلا دیوانی ہوئی ہے تیری آنکھون مین چربی چھاگئی
ہے شمع رخسار میرا نام ہے زیب محفل افروزی ہمارا کام ہے ہم نہون تو محفل مین اندھیرا ہے ہزار دن اس شمع جمال
کے پروانے ہین سودائے زلف عنبرین مین دیوانے ہین ہمیشہ ہمارا تمہارا بستر قریب رہتا ہے اسوقت ایسی گھبرائین
عمرو یہ کہتا ہوا غول مین ملگیا بھلے تو عرصہ دراز تک ہنگامہ رہا افراسیاب نے کہا یارو غل نہ مچاؤ ایسا نہو
عیاران اسلام آپہونچین صرصر نے کہا حضور سب عیار چل چکے ہین صحرا ئین مین نے عمرو کو دور سے دیکھا تھا
جب تو مین نے غل مچایا وہ ضرور آگیا ہوگا نگوڑا چھلاوہ ہے ہوا کا تکمہ ہے کیسے لوح تو اپنے پاس کیے عمرو
نے دیکھا کہ صرصر نے کمر سے لوح نکالی ہاتھ پر رکھکے افراسیاب کو نذر دی افراسیاب نے لوح کو رومال
مین لپیٹا تخت پر اپنے سامنے رکھ لیا صرصر سے حال پوچھ رہا ہے صرصر کیفیت عیاری عرض کرتی ہے عمرو بھی

داہنے کبھی بائین حیران کہ کیونکر لوح طلسمی لون کون سی عیاری کرون افراسیاب ایسا ساحر زبردست گرد وزیر و مشیر گھیرے ہوے بیٹھے ہین افراسیاب نے فوراً ایک کاغذ اپنے ہاتھ سے لکھا جیب سے سونے کی تیلی نکالی اسکے ہاتھ مین کاغذ دیا عمرو بشکل کنیز کھڑا دیکھ رہا ہی وہ تیلی کاغذ لیکر مثل برق آسمان مین ڈوب گئی کوئی نہ سمجھا کہ افراسیاب نے یہ کیا جعل کیا عمرو چاہتا ہی کہ جان جائے مگر لوح ہاتھ آئے کبھی قصد کرتا ہی تخت پر لوح رکھی ہی منھ کے بھل گر پڑون لوح اُٹھا لون مگر افراسیاب کا خوف دل سے کہتا ہی ای عمرو افراسیاب جلا کے خاک کر دے گا زندہ نہ جانے دیگا اس خوف سے عمرو کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی مگر یہ خیال ہی کہ دو چار پہر یہ یہان رہیگا کچھ عیاری کرونگا لوح نہ لیجانے دونگا عمرو دل سے یہ باتین کر رہا ہی کہ سامنے سے ایک زمیندار کو دیکھا انگوچھا سر پر دوہری مرزائی مارکین کی دھوتی آڑا جینو گلے مین پڑا ہوا کمبخت کے نیام کی تلوار چاندی کے تار کا اسپر کام کیا ہوا کوٹھی سنہری اُلٹی کٹوری کا قبضہ ٹری سی سپر پشت پر چمر ودھا جوتا پہنے ہوئے پہاڑ پر چڑھ کر آیا غل مچاتا ہوا ای شہنشاہ دوہائی ہی تحصیلدار کی بدعت سے آپکی رعایا تباہ ہوتی ہی غلہ کی مہنگی خشک سالی ہو چکی ہی دانہ پیدا نہین ہوا اسٹر پر پالا پڑا تحصیلدار ظالم سے پالا پڑا اسامیان بھاگی جاتی ہین گوئیان بیل کی بک گئین کسی گھر مین لُٹیا باقی نہین تحصیلدار صاحب نے وارنٹ مع قرقی بھیجا ہی صبح سے آفت برپا ہی زمیندار نے یہ باتین تمام نہ کی تھین کہ چپراسی بھی آکر پہونچا پٹہ چپراس کا گلے مین اونچی کمر باندھے ہوئے کڑ ٹیری داڑھی غل مچاتا ہوا ارے کہان بھاگا جاتا ہی ٹھہر جا زمیندار نے کہا خداوند گُسیان ملاحظہ کیجیے گھر بار کی تھلیا لُٹیا قرق ہو گئی ابنقد جان باقی ہی اُسکے بھی لینے کے طالب ہین چپراسی نے آتے ہی کمر مین ہاتھ ڈالدیا کہا حضور یہ گنہگار سرکاری ہی تحصیلدار کے سامنے سے بھاگا ربیع کی ادھکڑی باقی ہی ہنوت تو خریف کا بھی روپیہ ادا نہین کیا یہ بڑا سرکش ہی کئی مرتبہ قیدخانہ سے بھاگا وارنٹ سے نکل گیا جمعدار اب تک بیچارے قید مین دونون مین چانون چانون ہونے لگی افراسیاب ہان ہان کرتا ہی چپراسی کہتا ہی حضور مین لیجاؤنگا آپ کون ہین جو دخل دیتے ہین زمیندار نے کہا ہمرے گسیان بادشاہ ان داتا دونون مین لڑائی موقوف نہین ہوتی افراسیاب نے کہا تامل کرو ہم فیصلہ کیے دیتے ہین دونون جاکر کنارے بیٹھے عمرو نے نگاہ ڈالی زمیندار جہتر قران نامدار چپراسی عیار کامل جہتر ضرغام شیر دل آپس مین نگاہین ملائین عمرو بشکل کنیز ہی بڑھکر کہا زمیندار صاحب بیٹھو ہاتھ اُٹھا کر طرف افراسیاب کے کہا ہم فیصلہ کرا دینگے اب دونون سر جھکا کے بیٹھے قران سے ضرغام شیر دل نے اشارہ کیا قبلہ و کعبہ آپہونچے خلیفہ کچھ تدبیر کرو قران نے کہا بیٹا کیا تدبیر کرون افراسیاب چست و چالاک بیٹھا ہی لوح کو دیکھ رہا ہی کیا آنکھون مین خاک ڈالون کہو تو جا کر چھاتی پر چڑھ بیٹھون ایک بغدا مارون کہ سر پھٹ جائے ضرغام نے کہا خلیفہ یہ بیجا طلسم بند ہی بدون دست زبردست طلسم کشا قتل اسکا ناممکن ہی قران کہتے ہین شب تو ہونے دو

تاریکی مین اندھیر مچائینگے ایک پہلو سے عمرو نے جنبش کو دیکھا کالے کالے موٹے موٹے ہونٹھ گھٹنا جیست ٹرے ٹرے چوتڑ چلنے مین ہلتے ہین گویا دو ٹکڑے پہاڑ کے آپسمین ٹکراتے ہین تیغہ ہاتھ مین سپر پشت پر افراسیاب کو جھک کے سلام کیا ملکہ حیرت سے عرض کی لونڈی کا پہرا نہ بدلا جائیگا حیرت نے کہا بنفشہ آئے تو بدلوا دیا جائے وہ جنبش پہلو مین حیرت کے ٹہلنے لگی عمرو نے آنکھ ملائے دیکھا دل مین خوش ہوئے کہ بھلو رہا بھی آ ہو نچا ہاتھ پھیلا پھیلا کے افراسیاب سے باتین کررہا ہی یکایک حیرت نے پکارا گلشن ہماری خواص کہان ہی کنیزین دوڑین عمرو نے دیکھا سامنے سے ایک مہ جبین سرو قد غنچہ دہن تمین بوٹا سا قد بھولی بھولی صورت واسطے مجرے کے خم ہوئی افراسیاب نے جو نگاہ اُٹھائی اُس نے سینہ اُبھار کے سلام کیا افراسیاب آن بان کو گلشن کی دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوا گلچینی گلشن حسن و جمال کی کرنے لگا تیر دلدوز مژگان تو دہ دل پر ٹرے افراسیاب بیچین ہو گیا کہا گلشن کیون مزاج کیا ہی نشیلی آنکھین جھپکا کے شرما کے جواب دیا شہنشاہ سر مین میرے خلل ہی بنڈا اپھیکا ہی کئی دن سے ہڈیون مین بخار رہتا ہی یہ کہکر ہاتھ ٹرھایا افراسیاب نے ہاتھ تھام لیا نبض دیکھنے لگا آنکھ سے اشارہ کیا گلشن نے مسکرا کر منھ چڑھا دیا انگوٹھا دکھایا بائین ہاتھ سے زانو مین افراسیاب کے چٹکی لے لی افراسیاب اس ناز و ادا پر تڑپ گیا قریب اپنے بٹھا لیا گلشن بیٹھو ہم تمھارا علاج کرینگے حکیم سے نسخہ لکھوائینگے مسکرا کر جواب دیا جیسے آپ میرا علاج کیا کیجیے گا اشارہ طرف حیرت کے کیا کہا اپنی جورو کے سودے کی دوا کرو نیم حکیم خطرۂ جان نیم ملا خوف ایمان افراسیاب گلشن کو دیکھکر باغ باغ ہو رہا ہی جو بات کرتا ہی موزون جواب ملتا ہی گلشن کے منھ سے پھول جھڑ رہے ہین افراسیاب نہال ہوا جاتا ہی گلشن بھی زانو دبا کے بیٹھی عمرو نے جو یہ نگاہ غور دیکھا گل گلشن عیاری سرو بوستان طراری نامی و نامور بہترین بہتر چالاک بن عمرو زانو دبائے افراسیاب کا بیٹھا ہی عمرو شکل کنیز ہنستا ہوا ٹرھا پکار کر کہا بی گلشن اب تو مقرب شہنشاہی ہو ذرا ہمارا بھی خیال رکھنا چالاک نے خواجہ کو پہچانا مسکرا کر جواب دیا ہمین سب کا خیال ہی اپنے کام مین مصروف ہو ہمارے سر مین درد ہی ہمسے بات نہ کرو عمرو پیچھے ہٹ آیا پانچون عیار عیاری مین طاق محفل مین افراسیاب کی پہونچ گئے ہین باعث یہ ہی کہ صرصر شعلکی ماندی آئی لوح افراسیاب کو دیکر قصر مین جاکر سو رہی افراسیاب نے کئی مرتبہ پوچھا صرصر کہان ہی حیرت نے کہا صاحب اُسکا گردہ و کھوڑات بھر لشکر اسلام مین رہی بیچاری نے نقب کھودی کس مصیبت سے لوح لیکر آئی اب جو لیٹی بیہوش ہو گئی گلشن نے دست بستہ عرض کی اسوقت حضور ایک طائفہ کو حکم دیجیے جلسہ آراستہ کرنے آنکھون کو گردش دیکر کہا دور جام بھی ہو اسوقت شراب پینے کو دل چاہتا ہی افراسیاب نے کہا اے گلشن چند ساعت تامل کرو لوح طلسمی کا انتظام کرلین پھر کا مائنو جلسہ آراستہ ہو آج شب بھر اسی مقام پر رہینگے گلشن ہر بات مین تمھاری خوشی کرینگے گلشن نے تسلا کے کہا اے شہنشاہ لوح ملگئی اب انتظام کیسا آپ سے کون

بہتر یہی ہی اپنے پاس رکھیے یا ملکہ حیرت کے سپرد کر دیجیے ایک بڑے سے صندوق مین رکھکر بھاری لوہے کا قفل لگا دیا جائے وہ قفل کوئی نہ توڑ سکے گا افراسیاب ان بھولی باتون پر ہنس پڑا کہا بی گلشن سو منزل پر لوح تھی مرحلات طلسمی پیچ مین بند ہے ہو کے تھے وہان تو مسلمان لڑتے بھڑتے جا پہونچے یہ چیزین صندوق مین رکھنے کی ہین گلشن نے کہا واہ شہنشاہ مجھکو دیجیے مین اپنے پاندان کی ڈبیا مین رکھ چھوڑون میری اشرفیان پڑی رہتی ہین وہ قفل کیسے کھولے سے نہین کھلسکتا دن رات جسوقت آپ مانگین گے امانت حاضر کرونگی افراسیاب نے کہا تو کیا جانے یہ بہت بڑی چیز ہی جان سے زیادہ عزیز ہی ایسے مقام پر بھیجون کہ طائر وہم و خیال بھی نہ جا سکے ایک ایک لمحہ مجھپر شاق ہی ایک شخص کو بلایا ہی آیا چاہتا ہی گلشن نے کہا شہنشاہ وہ کون شخص ہی کہان سے آئیگا نام کیا ہی کوئی بڑا بادشاہ ہوگا افراسیاب نے کہا اُسکا نام دلنشان میرے دل مین ہی جانبازی سرفروشی اُسکے آب و گل مین ہی اور وقت پر نام بتا دونگا ہر چند چالاک چاہتا ہی کہ دام تزویر مین پھنسا دون نام و نشان پوچھون کوئی عیاری کر گذرون لیکن افراسیاب چاق و چوبند ہوشیار و چوکنا ہر طرف دیکھ رہا ہی کبھی چالاک کو جھڑک دیتا ہی کہتا ہی اے گلشن دو بلتین کرو لوح کا نام نہ لو ان باتون سے تجھے کیا کام ہی تو تو ایسا کھود کھود کے پوچھتی ہی جیسے کوئی عیار ہی یہ لگتا ہی مجھے تیری باتون سے خوف آتا ہی یہ کلمات سُنکر چالاک گھبرا گیا نہایت خائف ہوا اپنے مقام سے اُٹھا مسکرا کے کہا شہنشاہ آپ تو ہر ایک کو عیار جانتے ہین اپنی کنیزان قدیم کو نہین پہچانتے ہین یہ کہکہ پشت پر کھڑا ہو کر مگس رانی کرنے لگا عمرو سے آنکھ ملائی اشارہ کیا حضور سُنتے ہین جو کچھ تدبیر کرنا ہو کیجیے لوح جایا چاہتی ہی عمرو گھبرایا مُسکراتا ہوا آگے بڑھا برق بھی تڑپا قران و ضرغام یہ کہتے ہوئے اُٹھے حضور ہمارا فیصلہ کرا دین تحصیلدار صاحب کانون مین آفت مچا رہے ہونگے اب یہ سوچکر مہتر قران بڑھا کہ چالاک تو مایوس ہوا بشکل گلشن سر پر موجود ہی مگر رنگ نہین جمتا اب مجبوری کو نیسٹ پڑ دیا تو اپنی جان دو یا لوح لیکر بھاگو پروردگار بچانے والا ہی شاید کوئی سامان بن پڑے اب چھوٹون عیار اپنے اپنے طور سے آگے بڑھے اپنی اپنی کہہ رہے ہین افراسیاب کسی کو جواب نہین دیتا لوح پر ہاتھ رکھے بیٹھا ہی ہر چند کہ اسوقت صورت زیبائے گلشن پر مائل ہوا لیکن اب بات کا گلشن کے بھی جواب نہین دیتا محفل مین ذکر شراب و کباب ناچ رنگ کا نام نہین اب عیاری کیا کرین آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہین حواس پراگندہ کچھ بن نہین پڑتا دن قلیل باقی ہی افراسیاب طرف صحرا کے دیکھ رہا ہی کبھی لوح ہاتھ مین لیکر ٹہلتا ہی کبھی بیٹھا کبھی اُٹھا متحیر و متردد کبھی حیرت سے کہتا ہی بڑا عرصہ ہوا حیرت جواب دیتی ہی مجکو حکم ہو مین جاؤن جسکو فرمائیے بُلا لاؤن افراسیاب نے کہا کسی کے جانے کا کام نہین ہی اے حیرت جادو اے زینت پہلو کوئی لفظ زبان سے نکال نہین سکتا جانتا ہون کہ دیوار ہم گوش دارد یقین کامل ہی اس جلسہ مین عیار ضرور موجود ہون اب کسی طرح پر دل کو اطمینان نہین آب و دانہ حرام ہی جسکو بلایا ہی وہ

گمنام ہی حیرت نے سر جھکا لیا افراسیاب پھر ٹہلنے لگا یکایک صحرا سے گرد اُڑی افراسیاب دیکھنے لگا ہر ایک کی نگاہ اسی جانب اُٹھی دیکھا کہ ایک نر گاد برابر فیل مست کے دم اُٹھائے ہوئے آتا ہی قریب کوہ آکر حسبت کی مثل برق پہاڑ پر آیا مُنھ اُٹھا کر سامنے افراسیاب کے کھڑا ہوا اُس زبان مین باتین کین کہ کوئی نہ سمجھا افراسیاب سر ہلاتا جاتا ہی پشت پر نر گاد کے ہاتھ پھیرتا جاتا ہی اب اسوقت عیارون کی بیقراری چاہتے ہین افراسیاب سے لپٹ جائین اپنی جان مٹائین کیونکہ ہاتھ سے افراسیاب کے لوح لین گدھے نے بیل کہان سے بُلایا مگر کچھ چارہ نہین ہی افراسیاب نے چند باتین کر کے لوح اُٹھائی بیل نے مُنھ کھولا افراسیاب نے بیل کے مُنھ مین لوح ڈالدی نر گاد نے مُنھ بند کر لیا جھم سے پہاڑ پر سے کودا ردا روی کرتا ہوا طرف صحرا کے جا کر چشم زدن مین غائب ہو گیا عیار بدحواس ہو کر پہاڑ سے کودے کئی کوس تک گئے مگر بیل کا نشان نہ ملا نقش پا تک نہ پایا روتے پیٹتے خاک اُڑاتے طرف لشکر اسلام کے پلٹے زیر کوہ آکر دیکھا افراسیاب تخت زرین پر بیٹھا ہوا مونچھون پر تاؤ پھیر رہا ہی اب سامان عیش و نشاط مہیا ہو رہا ہی عمرو نے کہا اب بالائے کوہ جا کر کیا کرین چلکر سرداران لشکر سے اطلاع کرین دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی اب لوح کا کاہکو پتہ ملے گا پانچون عیار خاموش ملول حزین چلے یہان لشکر اسلام مین ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ انتظار مین خواجہ و عیارون کے بارگاہ مین بیٹھی ہین اسد نامدار سر جھکائے ہوئے اپنی غفلت پر نادم و پشیمان کہ ہرکارون نے بڑھکر خبر دی چھون عیار آتے ہین اسد نامدار خواجہ عمرو کو دیکھکر برائے تعظیم اُٹھے مگر آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے عمرو نے سر اسد نامدار کا سینہ سے لگایا دامن سے اشک پاک کیے کہا ای نور نظر نہ گھبراؤ انشاء اللہ لوح کی فکر ہو گی ملکہ مہرخ وغیرہ نے جو یہ سنا گھبرا کر پوچھا کیون خواجہ انجام لوح کا کیا ہوا عمرو نے کہا کیا کہون ہم سب عیار پہونچ گئے تھے مگر افراسیاب اپنے ہاتھ مین لوح لیے بیٹھا رہا آخر ہم کیا کرتے صحرا سے ایک بیل آیا افراسیاب نے اسکے مُنھ مین لوح ڈالدی وہ مثل برق چمک کر غائب ہو گیا رنگ بہار متغیر باغبان کے جسم مین رعشہ سُرخ مو پریشان رعد و برق تڑپے ہلال سحر افگن کا ہیدہ اسوقت لشکر اسلام مین ہنگامہ عظیم برپا ہوا ہر سردار کو یاس ہر ایک کی زبان پر یہی کلمہ جاری ہی اب طلسم ہوش رُبا کا فتح ہونا مشکل ہی اب لوح کیونکر ملے گی اسوقت باغبان قدرت سب سرداروں کے قریب آیا کہا صاحبو ایسے کلمات حسرت آیات زبان سے نہ نکالو جس طرح ابکی ملی تھی اسی طرح پروردگار پھر دلوائیگا ای شہنشاہ اوج عیاری اب ہماری رائے یہ ہی کہ انجمن مشاورت منعقد کیجیے شمع رائے روشن ہو چراغ عقل گل نہ کیجیے ہوش و حواس درست رہین جنگ پر چست رہین جو ہونا تھا ہوا عمرو نے کہا میری رائے بھی یہی ہی چالیس سردار ایک مقام پر بیٹھین اس مقدمۂ خاص مین صلاح کرین اگر آپ لگ بتلائین کہ فلان مقام پر لوح گئی اگر وہ ساحر آسمان پر رہتا ہو گا اپنے کو مثل دعائے مظلوم پہونچاؤنگا اگر تحت الثریٰ مین ہو گا تو مثل قطرۂ آب جذب ہو جاؤنگا سب سے زیادہ ملکہ بہار جادو کو افسوس ہی اپنی بارگاہ مین سر جھکائے ہوئے آئی

چھپر کھٹ پر لیٹی ذرا آنکھ بند ہوئی تھی کہ سعد بن قباد کو عالم خواب مین دیکھا چاہا کچھ کلام کرین بخت خوابیدہ نے مدد نہ کی آنکھ کھل گئی گھبرا کے چہار جانب دیکھنے لگی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے چہرہ اُداس عالم یاس کبھی خیال مین آتا ہی ای بہار افراسیاب درپے قتل دل خانہ خراب درپے آزار کس امر کی فکر کرین کیا کرکے دل کو بہلائین ایسے خیالات محالات مین طبیعت کو اُلجھن سروسہی قد وزیرزادی اُٹھکر آئی دیکھا ملکہ بہار حال پر ملال مین بیٹھی ہین گل سا چہرہ کمھلایا نرگسی آنکھون مین اشک حسرت آئینہ رخسار پر غبار حیرت گیسوان عنبرین مائل بہ پریشانی سراپا سے ہویدا بے سروسامانی سروسہی قد نے بڑھکر بلائین کین پوچھا کیون واری اسوقت کیا تردد ہی کیا انتشار ہی اسوقت حضور کو بہت متوحش پاتی ہون رنجیدہ دیکھکر بہت گھبراتی ہون کون ایسا امر تازہ پیش ہوا کا ہے کا پس وپیش ہوا ملکہ نے ٹھنڈھی سانس بھر کر کہا ای سروسہی قد مین اپنے حال سے آپ بیخبر ہون بظاہر نہ کوئی غم ہی نہ الم ہی فلک کجرفتار درپے ظلم وستم ہی یہ فرما کر طرف آسمان کے سر اُٹھایا یہ اشعار حسب حال مخفی زبان سے نکلے اشعار

یارب این پرتو خورشید زکاشانہ کیست
بزم آرا کہ او بادہ پیمانہ کیست
گفت افسانہ بسیار رندالست کسے
تا گرفتار کہ او ملبس جانانہ کیست
شد بامید ہمین خانہ عمرم ویران
گفت مخفی چہ کس و عاشق دیوانہ کیست

یارب این آفت جان ہمدم ہمخانہ کیست
یارب آن شاہ رخ وبادشہ کشور حسن
کہ درین انجمن آن مائل افسانہ کیست
عندلیبان بہ نگاہے دل خود باختہ اند
گر سر لطف بہ پرسی کہ تو دیوانہ کیست

بادہ لعل لبت راکہ بما الفت نیست
دوش بر دوش براد گوہر یکدانہ کیست
دارد او روز بمن گرچہ نگاہے کرمے
یارب این دلبرے از نرگس مستانہ کیست
گفتمش مخفی سودازدہ دیوانہ تست

اس حسرت ویاس سے ملکہ نے یہ اشعار عاشقانہ پڑھے سروسہی قد بے اختیار رونے لگی کہا حضور حقیقت یہ ہی آپ نے آتش عشق کو خوب کانون سینہ مین چھپایا چپکے چپکے کلیجے کو جلایا للہ حال بیان کیجیے ضبط کو اسقدر کام نفرمائیے کہا ای سروسہی قد ہائے وائے کہنے سے کیا نفع ہوگا جو دل پر گذرتی ہی وہ گذرتی ہی کس سے کہین کدھر نکل جائین دمبدم سر پر بلائے تازہ نازل ہی جان بچانا مشکل ہی سروسہی قد نے کہا واری مین سمجھی جس وجہ سے آپ کی بیقراری ترقی پر ہی آج کل لشکر مین تلاطم ہی مین کسی سے ذکر نہ کرونگی آپ دو چار دن کے واسطے طرف کوہ عقیق کے تشریف لیجائیے شہنشاہ گیتی ستان کو دیکھ آئیے شاید کوئی ساحر زبردست گیا ہو اُسنے دشمنون کو رنج وملال پہونچایا ہو اس وجہ سے حضور کی طبیعت کو بھی انتشار ہی دل تردد منزل بیقرار ہی مشہور ہی یہ شعر دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر ✤ از سو سکینہ کینہ واز سوے مہر مہر ✤ اگر پانون مین معشوق کے کانٹا گڑا قلب عاشقی مین خلش پیدا ہوئی اگر گلزار رخسار معشوق جھونکے سے ہوائے گرم کے کمھلایا عاشق زار مثل بلبل نالان زار منعا حضور دل کو دل سے راہ ہی کیا عجب ہی کہ کوئی صدمہ شہنشاہ گیتی ستان کو پہونچا ہو بڑے بڑے ساحر یہان سے جاتے ہین زمین پر سر اُٹھاتے مین ماشاء اللہ کیا صاحب لیاقت بندگان درگاہ والا ہین انکی

شان و شوکت کا ذکر کیا ہزارہا ساحران نامی اُنکے مطیع ہین سحر و ساحری ہین جنکے مرتبے رفیع ہین اگر حکم دین مثل چاکران کمترین خدمت مین حاضر رہین مگر زبانی خواجہ عمرو کے سنا شہنشاہ نے ساحرون کا ساتھ رہنا قبول نہین فرمایا مکلل خان جادو بادشاہ طلسم گوہر بار سلیمانی فتح کردۂ نورالدہر بن بدیع الزمان شہنشاہ شہریار جادو ساحران خوشخو شاہان طلسم ہزار اسپ یہ تینون خداوند ساحران کہلاتے ہین مگر انپر تاکید ہی کہ ہماری مدد کو نہ آنا ورنہ اُنکی تمنائے دلی ہی کہ ہمراہ لشکر ظفر اثر جہاد کرین مگر حضور نے نہین قبول کیا اور ظل اللہ نے سلطنت بزور شمشیر لی نقابدار بنکے ایسے ایسے مقام پر مدد کی کہ صاحبقران نے خوشی ہوکر سلطنت دی تعریفین بادشاہ کی جو ملکہ سرو سہی قد نے کین ملکہ بہار جادو مثل گل شگفتہ ہوگئین یا تو آنکھون مین آنسو بھرے تھے یا ہنس پڑین کہا اے مونس و ہمدم تو نے زبانی خواجہ عمرو مختصر مختصر سنا ہی تاریخ تو اُٹھاکے دیکھ مین مقام و نشان بتادون جس مقام پر کہ صاحبقران کو فراطیر بن قارن عدنی نے عالم فقر مین گرفتار کیا عقابین پر کھینچا شہنشاہ گیتی ستان نقابدار سیہ پوش بنکر برائے مدد لشکر اہل اسلام آتے تھے اور سیہ پوشی کا باعث یہ تھا کہ یہ غم مادر مین تھے اُنکے والد نامدار قباد شہریار عین شباب مین قتل ہوئے ہمارے شہریار بڑے صاحب حسب و نسب ہین والدہ ماجدہ انکی ملکہ ماہ مغربی دختر بلند اختر سکندر بن ہیکلان والد نامدار قباد شہریار نبیرۂ نوشیروان یہ بچپن سے صاحب شوکت و لیاقت و جرأت ہین سرو سہی قد نے دیکھا ملکہ نے خوشی خوشی حالات تولد سعید شہریار و کیفیت حصول سلطنت بیان کی ذکر سے معشوق کے رنج و غم دفع ہوگیا چہرے پر سرخی آگئی سرو سہی قد بھی چھیڑ چھیڑ کے حال پوچھ رہی ہی اس ذکر مین ملکہ نے گلوری کھائی مُنہ ہاتھ دھویا کہ کنیز نے عرض کی مہتر برق فرنگی آپ کو بلانے آئے ہین ملکہ نے کہا بلالو برق فرنگی سامنے آیا برائے تسلیم خم ہوا ملکہ بہار نے پوچھا کہو مہتر صاحب خیر تو ہی تڑپ گیا کہا ملکہ کیا عرض کرون جو جفا درپیش ہوئی آپ کو بخوبی معلوم ہی نہین معلوم ہوا افراسیاب نے لوح کہان بھیجدی اب باغبان قدرت نے صلاح دی ہی کچھ نشان ملکہ مخمور بتائینگی وہ بھی رازدار طلسم ہین کہ سب صاحب بیٹھکر صلاح کرین باب اسمین دیر مناسب نہین ہی ایسا نہو افراسیاب لشکر کشی کرکے آجائے آپ لوگ طلسم کشا کو ساتھ لیکر برائے لوح لشکر سے نکل جائین یہان جو لشکر پر گذرے گی جھیلین گے مرنے والے اپنی جان پر کھیلین گے ملکہ بہار اُٹھین ہمراہ مہتر برق فرنگی بارگاہ آسمانجاہ مین آئین دیکھا سترہ سو سردار جمع ہین خواجہ عمرو فرما رہے ہین یارو جو کام کرنا ہو کرلو پہردوپہر مین آفت آیا چاہتی ہی افراسیاب جادو نے مقدمہ لوح سے فرصت پائی اب وہ خود لشکر لیکر آئیگا اُسکے سحر و ساحری کا کون بار اُٹھائیگا آخر باغبان قدرت و ملکہ بہار نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آپ کی ذہانت و متانت کو کیا ہم کہہ سکتے ہین مگر آپ سر دربار فرماتے ہین یہ سب نمک افراسیاب جادو کو پہونچین گی جس انتظام کا قصد کیجیے گا اُسکے دفعیہ کا وہان انتظام

ہوگا ایک خیمہ بطور تخلیہ الگ استادہ کرائیے جس جس مشیران سلطنت دامیران اُبہت کو ہمراہ لیجیے وہان بیٹھکر پہر دو پہر مین صلاح معقول کیجیے اُسپر سب صاحب کاربند ہون اس رائے کو عمرو نے پسند کیا ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ ایک خیمہ کنارے پر لشکر اسلام کے استادہ ہوا عمرو و اسد نامدار و مہر برق فرنگی و ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار جادو و باغبان قدرت و ملکہ مخمور سرخ چشم و رعد و برق و ملکہ برق لکا مع و شاہزادہ خورشید زرین سحر و شکیل جادو و نور نگاہ مہرخ خوشخو یہ بارہ سردار و خواجہ عمرو نامدار اس خیمہ مین تخلیہ مین آکر بیٹھے اسد غازی بمقام صدر پر گرد یہ سب خیرخواہان دولت صاحبان فطرت ولیاقت جمع ہین صلاحین بمقدمہ لوح طلسمی ہونے لگین ملکہ بہار جادو نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری کیا عجب ہے کہ یہ لوح افراسیاب نے دربند مہر و ماہ پر بھیجدی ہو اگر حقیقت مین لوح وہان گئی تو بیچ مین مقام طلسم صندل خاص رہگذر ہے لکھوا لیا در دسر ہے کہ اول طلسم صندل کو فتح کرے تب تا بہ دربند مہر و ماہ پہونچے یہ راستہ مدت مدید سے بند ہے مخمور نے کہا یہ صلاح ناپسند ہے ہم بارہ سردار قصد کرین رہبر کامل پہونچائیگا نشان لوح عنایت سے پروردگار کی لکھائیگا عمرو نے کہا ان سب سرداروں کا لشکر سے نکلنا مین مناسب نہین جانتا اگر ملکہ مہرخ و بہار و باغبان قدرت لشکر ظفر اثر مین نہونگے لشکر کا تھمنا دشوار ہے یہ صلاح بالکل بیکار ہے اسد نامدار نے فرمایا ایسے ایسے اعتراضات بیکار ہین جستجوے لوح منظور ہے اسی طرح کی صلاحین مختلف ہو رہی ہین کوئی ادا ابھی قرار نہین پایا خواجہ و اسد نامدار اسی تخلیہ مین موجود ہین دیکھیے فلک کیا سامان دکھاتا ہے گردش ناہنجار سے کیا پیش آتا ہے انکو اس حال مین چھوڑیے

دو کلمہ داستان حیرت بیان افراسیاب خانہ خراب کے کہ لوح کو روانہ کرکے برسر کوہ بلور مصروف عیش و سرور بڑے قہر و غضب مین آنا لشکر اسلام پر اور گرفتار کرکے سب کو لیجانا اور رہا ہونا مدبران سے وعیاری خواجہ عمرو بصورت حیرت اور دریافت ہونا مقام لوح کا افراسیاب سے اور روانہ ہونا طرف طلسم صندل کے بیان ہوتے ہین ساقی نامہ قمر

کوئی اب تو ساغر پلا ساقیا
مصیبت کا سامان ہے ظاہر تمام
کریگا کوئی آکے پھر سرکشی
نہ اسوقت کر ساقیا تو درنگ
یہ میخوارون پر ظلم و جور و ستم
سنے کون فریاد رندان رہے

شراب غم انگیز لا ساقیا
خمیدہ ہین خم منقلب ہین جام
عبث ہے غریبون پہ لشکر کشی
کہ رندون سے لازم نہین غم جنگ
کرم کر کرم کر کرم کر کرم
مئے عیش ہے صورت جام زہر

عجب رنگ پر تیرا میخانہ ہے
کوئی آفت تازہ آنے کو ہے
اٹھا ساقیا جام ہاں بے خطر
ترے ساقیا آج تیور ہین اور
عبث ساقیا مست مدہوش ہے
تلاطم ہے میخانہ مین دمبدم

یہ ہے میکدہ یا عزاخانہ ہے
فلک رنگ غم کا جمانے کو ہے
تباہی کا ہے دور پیش نظر
کہ بدمستون کا میکدہ مین ہجوم
کہ مینائے مے نیبہ در گوش ہے
تجھے ساقیا جام مے کی قسم

تجھے اپنی ناز و ادا کی قسم
بدہ جام مے تا شود رفع غم
بلا خیز زلفِ دوتا کی قسم
قدیان خود را بیفزائے قدر
تجھے بادۂ ارغوان کی قسم
فلک پر رہے جبتک کہ ماہ منیر
تجھے چہرۂ پیر مغان کی قسم
قمر اختر نظم ہو اوج گیر

اشعار مخفی موافق مقام

در دیدہ در آئین وفا ہمرہ جان نیست
روز طربم ہمچو شب ماتمیان نیست
گر قدر شناسی دُر اشک سحری را
کین قاعدہ در سلسلۂ پیر و جوان نیست
خوش باش ولا تا ہمہ غمہا کہ درین دہر
ہر چند کہ از منزل مقصود نشان نیست

در دلیست کہ این قابل پیدا و نہان نیست
ای خاک بران سر کہ براہ تو نشد خاک
زین گونہ دُرے در صدف سینۂ کان نیست
تا چند زنی تیر نگہ از خم ابرو
شہ را و گدا را ز دم مرگ امان نیست

از تنگ سینہ شکوہ ام اینست کہ جو نیست
ای وائے بر آن دل کہ ز درد تو فغان نیست
با زلف دل آشوب زبا سلسلہ مگسل
مجروح ترا حوصلۂ تیر و کمان نیست
نومید مشو مخفی و مردانہ قدم نہ

چہرہ گرفتاران مجلس ظلم و جفا اسیران دام حسرت وانجام محنت وبلاخانہ زنجیر بیان مین یون نقل کرتے ہین شعر مصنف فصیحان جادو بیان دمبدم رقم کرتے ہین حال اندوہ و غم بنا افراسیاب جادو بعد روانہ کرنے لوح طلسمی کے فرحان و شادان بر سر کوہ بلور بصد سرور و عیش و نشاط ہوا حیرت جادو سے کہہ رہا ہی ای خاتون محل لوح مین نے ایسے مقام پر بھیجی ہی اگر تمام عالم جستجو کرے سایہ نشان لوح مین نہ پہونچ سکے ملکہ حیرت کے بے اختیار مُنہ سے نکل گیا ای شہنشاہ کیا طلسم مین لوح کو روانہ کیا افراسیاب نے ہنسکر کہا ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان ای سرو باغ خوبی ای غنچۂ حدیقہ محبوبی جان و مال تیرے نام پر نثار ہی مگر اس مقدمہ مین تفتیش بیکار ہی سب صاحب اس بات کو بگوش ہوش سن لین مقدمہ لوح مین کبھی کوئی صاحب کلام نہ کرین مجھسے نہ پوچھین ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کو مین نے آگاہ نہین کیا اس گوہر آبدار کو صدف قلب مین چھپایا جب مین نے ملکہ حیرت کو آگاہ نہ کیا اور کسی کی کیا حقیقت ہی اب کل کام ماہ دولت اپنے ہاتھ سے کرینگے مسلمانون نے بڑے صدمے پہونچائے اب ماہ دولت کے پنجۂ ظلم سے بچکر کہان جائینگے اب ماہ دولت کسی کا پاس و لحاظ نہ کرینگے بی حیرت جادو اپنی ہمشیرہ صاحبہ کو لکھ بھیجیے کہ رومال سے ہاتھ باندھ کے چلی آئین ورنہ اب جان بچنا دشوار ہی کسی سردار کو نہ بھیجونگا اپنے دست زبردست سے جا کر سحر کرونگا میرے حربے کو کون روک سکیگا اگر سامری و جمشید ہوتے ماہ دولت کو خدائی مانتے مین خداوند طلسم ہون میری وجہ سے نام سامری و جمشید روشن ہوا کون انکو جانتا تھا یہ مذہب تو ہمیشہ سے بے گانہ کا کونڈا ہی خداوند لقا بھگوڑے بندون کے ہاتھ سے بھاگتے پھرتے ہین سامری و جمشید جو جو اہد لگے آگ مین جل گئے لات و منات کا آجتک کچھ پتہ نہین ملتا پھر کسکو خداوند جانون مین اپنے طلسم کا خداوند ہون کسکی مجال ہی جو مجھسے لڑسکے اشارے مین سحر تیار کرتا ہون چونکہ اب دماغ افراسیاب گرم ہی نشہ مین بلبلا

رہا ہی شان وشوکت دکھارہا ہی حیرت جادو ایسی معشوقہ پہلو مین نشۂ شراب سے مست بادہ دولت سے سرشار ساغر صہبائے مکنت وحشمت سے اپنے جامہ سے باہر ہی رات اسی عیش مین بسر کی نازنینان ماہ رخسار کی اُداسی رنگ سفید وقت صبح امید فرش پر تارے مثل انجم درخشان لباس سے نازنینانِ ماہ بکھر کے گرے ہین وہ فرش رشک آسمان ہورہا ہی شمع ہاے مومی وکافوری لہرائیں من مین پروانون کا انبار درختون پر طائران خوش الحان مصروف ثناے رب دوجہان شراب کے نشہ کا اُتار آنکھون مین معشوقون کے نیند کا خمار افراسیاب نے چاہا دربار برخاست کرے کہ حیرت جادو نے دیکھکر کہا ای شہنشاہ اب مین سامان لشکر کشی کردن مقابلہ مین مسلمانان کے جاؤن جلتے ہی جنگ آغاز کردون میدان جنگ لاشہ ہاے مسلمانان سے بھردون افراسیاب نے کہا ای ملکہ عالم میرا یہ قصد ہی کہ ابکی مرتبہ اس طرح کی لشکر کشی کرون کہ ایک ہی مرتبہ خاتمہ ہوجائے لڑائی کو بہت طول ہوا تو مسلمان کو مرتبہ جاہ وحشم حصول ہوا بادولت نے بھی غفلت کی انتظام کا خیال نہوا بس اب کی مقابلہ مین خاتمہ ہی حیرت جادو نے کہا رقعہ جمشیدی مین ملاحظہ تو فرمایئے کہ اب مسلمان کس حال مین ہین ایسا نہو کہ اسد غازی کو ہمراہ لیکر فرار برقرار کرین طرف کوہ عقیق کے چلے جائین بڑے بڑے کارگزار سردار عالی وقار ہمراہ طلسم کشا موجود ہین لوح طلسمی کے تو لینے سے اب مایوس ہوئے جان بچاکر نکل جائینگے انکار وکنا ضرور ہی آیندہ فساد برپا کرینگے جاکر لشکر حمزہ سے ملین گے پھر آپ پر پنجہ قابض ہونا دشوار ہوگا وزراے بھی کلام لیاقت انجام حیرت کی تائید کی کہا ای شہنشاہ حقیقت مین ملکہ نے بہت بجا ارشاد فرمایا یہ خبر تو آئی تھی لوح طلسمی نکل جانے سے مسلمان بہت بدحواس ہین لوح طلسمی ملنے سے بہت بلبلاتے تھے جامہ سے باہر ہوئے جاتے تھے اُن سب کو یقین مرگ ہی خبر لینا واجب ولازم ہی افراسیاب نے پوچھا یہ سب سچ کہتے ہین بڑا خیال ملکہ مخمور وبہار جادو کا ہی یا دبہار جو آئی رنگ رو متغیر یاد مخمور مین نشہ اُتر گیا ساغر دل شراب غم والم سے بھر گیا گھبراکر رقعہ جمشیدی اُٹھایا مضمون لشکر مسلمانان دیکھنے لگا چند سطرین پڑھکر بہت خوش ہوا رقعہ کتاب مین رکھدیا تاج پہن کے لباس جسم پر آراستہ کیا کہا ای حیرت لو آج تمھاری آرزو دل پوری ہوئی رودعیار گیارہ سردار ایک خیمہ مین بیٹھے ہوئے صلاح کررہے ہین تم کہتی تھین وہ بھاگ جائینگے وہ آمادہ حرب وپیکار ہین یہی صلاح ہی کہ لڑین بھڑین لوح طلسمی کی جستجو کرین طلسم کشا بھی اُسی خیمہ مین ہی ساربان زادہ بھی موجود ہی بہار و مخمور باغبان روح رواں لشکر ہین رعد وبرق وبرق لامع کلان افسر ہین اسطرح یہ جلسہ سردار ایک خیمہ مین ایک جا ہوئے ہین مین جاکر ان سب کو لاتا ہون ایسے مقام پر قید کرون عمر بھر رہائی نہو تڑپ تڑپ کے دن موت مانگین اور موت نہ آئے حیرت جادو نے کہا مین بھی چلون سر مانے عرض کی مین سبکو جاکر ٹھنڈا کردون برق نے کہا حضور جاتے ہی پتھر برسا دون افراسیاب غصہ بڑا کہا ای وزیر اعظم ملکہ بہار ومخمور و باغبان وغیرہ

اُس جلسہ مین موجود ہین کیا کسی کی مجال ہی جو انکے سامنے جائے یا سحر کرکے ہونٹ ہلائے ما بدولت کے تعلیم کردہ ہین تم لوگون سے برابر مقابلہ کرینگے اور کہین بہار کا گلدستہ جل گیا تنکے چنوا دیگی مخمور شرابی بنا دیگی بیہوش کرکے قتل کریگی جو اُسکے مقابلہ مین جائے سحر اُتر جائے تم لوگ جا کر کیا کروگے ما بدولت جاتے ہین یہ کہکر افراسیاب جادو بقہر و غضب تمام سمت لشکر اسلام چلا ستارہ تھا کہ چمک کر آسمان مین ڈوب گیا بعد جانے افراسیاب کے حیرت کو بھی تاب نہ آئی بیقرار ہوگئی وزیر زادیون سے کہا شہنشاہ یکہ و تنہا گئے ہین ساربان زادہ دو سرا لنگوڑا بھوریا دونون مکار جعلساز اُس جلسہ مین موجود ہین ایسا نہو کسی دام مکر مین ہمارے شہنشاہ کو پھنسا ئین اپنے کو خداوند بنائین ساری سحر و ساحری بھول جائین لہذا میرا جانا واجب و لازم ہی جس طرح بنے مین اپنے کو پہونچا ؤن وزیر زادی نے عرض کی لونڈیان غلام بھی ساتھ چلین کہ آج کی لڑائی بھی دیکھنے کے لائق ہی شہنشاہ پر سحر مین کون فائق ہی خوب سحر ہونگے ہم لوگ بھی چلکر شراکت کرین جنگ سحر و ساحری کا تماشا بھی دیکھین حیرت نے کہا نہین شہنشاہ منع کر چکے ہین تمہارا چلنا مناسب نہین مین یکہ و تنہا جاتی ہون وزیران سلطنت و مشیران ابہت کو روک کر آپ خود یکہ و تنہا طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی لیکن یہان خواجہ کو شب بھر اسی مشورے مین گذری کہ رائے ہر ایک کی مختلف ہی باغبان ما سیار از دار بھی معروف ہو کہ ای شہنشاہ عیاران و ای افسر خنجر گذاران حقیقت مین ابکی افراسیاب نے ایسے مقام پر لوح پوشیدہ کی کہ ہم مین سے کوئی اُس مقام کا نشان نہین سمجھ سکتا توکلت علی اللہ سفر کیجیے شاید گوہر مراد دستیاب ہو عمرو نے کہا ای باغبان عالیشان سفر کی کیا احتیاج ہی اسی مقام پر جنگ شروع ہوجائیگی کوئی سردار ایسا بھی آئیگا کہ لوح طلسمی کا بھی حال کھل جائیگا جب اس مقدمہ مین آپ سب صاحب حیران ہین پھر سفر و حضر دونون یکسان ہین ایسی ایسی صلاحین بیکار رہتی ہین کل لشکر اسلام چند قدم ہٹکر فروکش ہی کمیدان و رسالدار اپنے اپنے خیمون مین بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہین یعنی ہمارے آقائے نامدار اس خیمہ مین جلوہ فرما ہین دور سے ہم لوگ نگہبان ہین یکایک سب نے دیکھا کہ آسمان سے ایک ابر سیاہ مثل اژدر مہیب شعلہ زن پیدا ہوا اسمین برق کی چشمک زنی اسقدر جلد زمین پر گرا کہ آنکھین سب کی جھپک گئین اب جو آنکھین کھولکر دیکھا افراسیاب جادو بصد قہر و غضب دروازے پر اس خیمہ کے کھڑا ہی غصہ مین کانپ رہا ہی بھون نے چاہا غل مچائین کہ ای فرخ و بہار وغیرہ ہوشیار ہو جاؤ دشمن آپہونچا افراسیاب نے طرف لشکر کے کچھ اشارہ کیا سب پر پتھر برسنے لگے لشکر کو اس بلا مین پھنسا کر پردہ خیمہ کا اُٹھایا دیکھا سرداران مذکور بیٹھے مشورہ کر رہے ہین اُسوقت بہار کے مُنھ سے یہ نکلا تھا کہ خواجہ نہ گھبرائیے باغ عالم مین کبھی خزان کبھی بہار ہی باغبان قضا و قدر مالک و مختار ہی انشاء اللہ پتہ لوح کا ملے گا غنچہ آرزو کھلے گا یہ سنکے افراسیاب نے نعرہ کیا او بہار دیکھ غنچہ آرزو کھلتا ہی تیرا گل حیات خاک مین ملتا ہی

افراسیاب کو دیکھکر سرداروں کے ہوش اُڑ گئے قصد کیا اپنے اپنے مقام سے اُٹھیں افراسیاب نے
زبان ہلانے کی مہلت نہ دی یا ساحری کہکر ایک دو ہتڑ زمین پر مارا شعلہ ہائے آتش اس ناری کے منہ سے نکلے
کل بارگاہ مین مردود کے سحر سے دھوان چھا گیا ہر ایک کا قلب تھرا گیا سب گر کر بیہوش سحر فراموش ہوا دہن
گرداتا ہوا آستین چڑھاتا ہوا باہر خیمہ کے آیا کچھ اشارہ کیا آندھی سیاہ چلی خیمہ مثل تنکے کے اُڑ گیا دو سے اہلیان
لشکر نے دیکھا کہ سب سردار مع خواجہ برق بیہوش پڑے ہین افراسیاب دونون پاؤن مار کر غرق زمین ہوا
بعد تھوڑے عرصہ کے طبقہ زمین کو ہاتھ پر رکھکر اُبھرا پھر غصہ مین نعرہ کیا سامری جمشید کو پکارا اتنے طبقہ زمین
کو لیکر مع سردارون وخواجہ وغیرہ کے بلند ہوا معلوم ہوتا تھا کہ ایک تنکا اُٹھا لیا طبقہ زمین ہاتھ پر تاج شاہی
بر سر بند قبا ٹوٹے ہوئے کڑیان زرہ کی اُلجھی ہوئے نعرے کرتا ہوا طرف آسمان کے زمین سے کئی سو گز بلند وہ خود
پسند روانہ ہو گیا لشکر مین فریاد والغیاث کا شور ہوا بہترین مہتر چالاک بن عمرو پڑا ہوا سو رہا تھا غلغلہ جو ہوا آنکھ
کھل گئی دیکھا صدہا آدمی مرے پڑے ہین کسی کا سر پھٹ گیا کسی کا ہاتھ ٹوٹ گیا پوچھا صاحبو خیر تو یہ کیا بلا نازل ہوئی
سردارون نے کہا اے نورنگاہ خواجہ عمرو بڑا غضب ہوا ہوا افراسیاب جادو آیا تھا لشکر کو پامال کیا پتھر برسا
سنگدل نے صدہا کو مارا خواجہ عمرو واسد وغیرہ کو مع طبقہ زمین اُٹھا کرے گیا وہ دیکھو آسمان پر کڑکتا ہوا
جاتا ہے چالاک کے ہوش اُڑ گئے بہ تعجیل سُرخ موے کا کلکشا وہلال سحر افگن وغیرہ چند سردارون سے
بلا کر کہا صاحبو کارگذاری کرو لشکر کو روکو ایسا نہو گھبراہٹ مین بخوف جان بھاگ کر نکل جائین پھر لشکر کا جمع
ہونا دشوار ہوگا مین جا کر دیکھون کہ ان سب کو کہان لیگیا اگر موقع پاؤنگا دیکھکر واپس آؤنگا آپ لوگون کو
خبر کرونگا جیسا موقع ہو آپ لوگ نامہ مندرج مضامین حال گذشتہ لکھکر طرف طلسم نور افشان کے روانہ کر دین
کوکب وبران اس حال مصیبت مآل سے آگاہ ہو جائین آیندہ جو منظور پروردگار ہے کہکے چالاک نے فوراً
با نہاے عیاری ذات پر آراستہ کیے جس طرف افراسیاب جادو گیا تھا اُسی سمت یہ بھی پاسے خاطری
مارتا ہوا چلا مگر دل سے کہتا ہے اے چالاک راہ مین عیاری کرنا افراسیاب پر دشوار ہے کدھر کا دشمن بکار
ہے کیا تدبیر کرون افسوس لشکر کا کوئی سرپرست باقی نرہا اگر اسد غاری کو لے گیا تھا قبلہ و کعبہ رہتے
سب طرح کا انتظام کر لیتے اب کون فریاد کو پہونچے مہرخ وبہار وباغبان وغیرہ بھی گرفتار ہو گئے یون
رستا ہوا چالاک ادھر جاتا ہے لیکن افراسیاب طبقہ کو لیے ہوئے سناٹا بھرے ہوئے جاتا ہے باغبان
وغیرہ بیہوش ہین آنکھین پتھرائی ہوئین اگر موج ہوا سے آنکھ کھل گئی اپنے حال زار کو دیکھ رہے ہین کہ طبقہ
بر زمین کے پڑے ہین افراسیاب نہین معلوم کہان لیے جاتا ہے دل سے کہتے ہین کہ کچھ اور نہ کرے صرف اس
مقام سے چھوڑ دے استخوان ریزہ ریزہ ہو جائین نہ ہاتھ پاؤن مین طاقت نہ آنکھون مین بصارت ساتھ والے

سب بیکار خواجہ عمرو ہم سے زیادہ مجبور و ناچار آج افراسیاب کو ہم پر غصہ قیامت کا آیا اب
زندہ نہ چھوڑیگا مثل نقش پا مٹا دیگا قضائے کار افراسیاب آتے آتے سرحد زعفران کوہ مین پہونچا
ملکہ زعفران زعفران پوش اپنے کوہ فلک شکوہ پر بصد ناز و ادا مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما ہی کئی ہزار
کنیزان خوش رو تمیں ماہوش نیکخو حاضر ہین ایک کنیز نے پکار کر کہا حضور دیکھیے آسمان سے کیا بلا آتی ہی زعفران
نے سر اٹھا کر دیکھا وہ کیفیت نظر آئی کہ زعفران کا چہرہ زرد ہوگیا بہ نگاہ غور دیکھکر پہچانا کہ افراسیاب
جادو طبقہ زمین کا ہاتھ پر لیے ہوے چند ستارے اُس طبقہ پر چمک رہے ہین کئی مرد بھی بیہوش پڑے ہین اب افراسیاب
مائل بہ پستی ہوا زعفران یہ گھبرا اٹھ کھڑی ہوئی اور کہا جلد جلد آراستہ ہو جاؤ محفل کو بھی درست کرو شہنشاہ
افراسیاب کچھ گنہگارون کو پکڑ لائے ہین زمین پر آتا ہی میری سرحد مین انکو قتل کریگا گنہگارون کے خون سے
ہاتھ بھریگا مین جاکر استقبال کرون ورنہ باعث خرابی ہوگا یہ کہکر زعفران جادو کوہ سے اتری آراستگی محفل کو حکم
دیا آپ خرامان خرامان چلی مگر افراسیاب زمین پر اُتر رہا ہی اُدھر سے چالاک بن عمرو افتان و خیزان آکر پہونچا
نخل کی آڑ پکڑ کر اسنے بھی دیکھا کہ افراسیاب قریب آکر ایک چشمہ کے پاس جوش مین اتر رہا ہی ادھر سے چالاک پسینہ پسینہ
تاج ڈھلکا ہوا تیور پر بل زمین پر اُترتے اُترتے چشمہ کو نگاہ قہر سے دیکھا وہ چشمہ جوش مار کر ابلا افراسیاب نے وہ
طبقہ زمین کا جسپر سرداران نامی و خواجہ عمرو و اسد نامور وغیرہ بیہوش پڑے ہین چرخ دیکر چشمہ پر پھینک مارا
چالاک دور سے دیکھ رہا ہی اُس آب سحر مین ایک جوش و خروش پیدا ہوا عرصہ دراز تک موجین بلند کبھی
مچھلیان نکلتی تھین کبھی نہنگان خون آشام مگر گھبرائے ہوے لب دریا سے سر ٹکراتے تھے کبھی پانی سے دھوان نکلا
دیر تک شعلے ہا ہو بلند رہی بعد عرصہ دراز پانی کو سکوت ہوا جوش و خروش موقوف ہوگیا چالاک نے دیکھا
اب وہ آب نایاب مثل آب گوہر صاف شفاف موج مار رہا ہی تیرہ حباب وسط آب مین قائم ہین صاف اُن حبابون سے
ظاہر ہوئے چشمہ کی آنکھین پھر گئین اب افراسیاب نے چند سنگریزے اٹھا کر دریا مین پھینکے وہ سنگریزے دریا مین
ٹکڑے ہوئے اب چالاک نے دیکھا تیرہ پیرکوے جو دریا کے کنارے پر ہوتے ہین اکثر ناظرین نے دیکھا ہوگا سیاہ
رنگت قد مین ہُس سے کمتر پیدا ہوئے یہ تیرہ پیرکوے ظاہر ہو کر مثل شعلہ جوالہ طرف اُن حبابون کے جھپٹے ایک ایک
پیرکوا ایک ایک حباب سے لپٹ گیا کبھی زبان سے اس حباب کو چاٹتے ہین کبھی گرد چرخ مارتے ہین افراسیاب
اسطرح اُن غریقان دریائے مصیبت و گرفتاران لطمۂ آفت کو بلائے سحر مین پھنسا کر پلٹا ملکہ زعفران زعفران پوش
یہ کیفیت دیکھکر بدحواس کھڑی کانپ رہی ہی مُنھ سے آواز نہ نکلتی تھی جب افراسیاب پلٹا ملکہ زعفران
نے جھک کر سلام کیا افراسیاب کی نگاہ جمال جہان آرائے زعفران پر پڑی ہنسنے لگا پوچھا ای ملکہ عالم
تم کہاں عرض کی سامنے کوہ زعفران ہی سرحد کنیز مین حضور تشریف لائے یہ کسکو حضور نے قید کیا یہ کون لوگ تھے

افراسیاب نے زعفران کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا سراپا پر نگاہ کبھی آہ کبھی واہ صورت زعفران کی بہت پسند آئی جواب دیا مسلمانون نے بہت سر اُٹھایا تھا عیارون نے بڑا ہنگامہ مچایا تھا لوح بھی لیلی زادہ طلسم کشائی کا رکھتے تھے مابدولت کو جب خیال آیا لوح چھین لی سب کو لاکر اس تالاب مین قید کیا اے زعفران یہ سحر ساختہ سامری ہی اس سحر کے طریقے مین افسونگری بھری ہی یہ سحر آبرودار ہی دریا پر کرتے ہین مابدولت نے تالاب پر کیا اب یہ سحر نایاب ہوا دیکھنے والا آب آب ہوجاے آبرو ریزی ہو اس آب سحر کی ایک ایک موج سنان جانستان یا خنجر بران گرداب محیط آفت کنارہ اسکا کنارہ صحرا استقامت یہ بیر کوے جو مقرر کیے مین چشم دشمنون کے چاٹ رہے ہین چالیس دن مین گھلکر پانی پانی ہوجائینگے اب پناہ پانی مشکل ہی ہر ایک بیر کوا بیر ہی دشمن کے مٹانے کی کامل تدبیر ہی برای استقبال افراسیاب ہزارہا کنیزین بھی کوہ سے اُتر آئی ہین چالاک بھی بیٹھا ہوا آیا ہی ایک کنیز کی شکل پر مجمع عام مین ملا ہوا چلا آتا ہی یہ سب باتین سن رہا ہی مصیبت پر اپنے سردارون کی سر دھن رہا ہی افراسیاب بالاے کوہ آیا زعفران نے تخت آراستہ کیا افراسیاب آکے تخت پر بیٹھا گرداگرد کنیزان زرین پوش جمال زعفران پر ہر وقت افراسیاب نگاہ حیرت سے دیکھتا تنیلی انکھڑیون پر جو نگاہ پڑی نشہ ہوگیا جھومنے لگا دل سکتا ہی زلف عنبرین کو اگر سنبل سے مثال دون سراسر خطا ہی پیشانی نورانی پر ماہ عالم افروز کا دھوکا ہی خال کو کس سے تشبیہ دون ستارہ سحری کہون یہ مثال بہت سعید ہی ابرو ہلال عید ہی آنکھون کو چشم غزال سے مثال دینے مین دل کو وحشت ہی اسکے نظارہ سے دیدۂ دل کو فرحت ہی گردش چشمان دلربا سے لیل ونہار کو حیرت ہی نرگس خود آنکھین چراتی ہی ان سے کب آنکھ ملاتی ہی لب غنچہ سوسن دندان دُر عدن بات مین مسیحائی کلام معجز نظام مین دلربائی سینہ پر ناز پستان میوۂ باغ رضوان موے میان نازک معدوم عنقا کی جستجو غیر مفہوم آگے مقام حجاب ہی آداب حُسن دورباش کہتا ہی شگاف کلک و وزبان کا نشان ملا یا صدف بحر خوبی کہون غنچہ ناشگفتہ سے مثال دون ساق بلورین شمع انجمن زیبائی کف پا سے مثال پنجہ مرجان ہاتھ آگے سراپا حسن سے معمور حور کہنا عقل کا قصور ایکجانب صحراے سبزہ زار کوہ فلک شکوہ پر چمنستان کی بہار چمن ہاے طولانی ایک ایک نخل سرسبز وشاداب دلافانی جب شمیم گل آئی ہی صبا عطر مجموعہ لاکر سنگھاتی ہی افراسیاب نے جو کچھ رنج وملال اُٹھایا اس مقام پر بہار کو دیکھکر غنچۂ خاطر شگفتہ ہوا پہلو مین معشوقہ زعفران ایسی خوشنو گرداگرد کنیزان ماہرو سامنے باغ پر بہار لپٹین پھولون کی آرہی ہین کنیزان گلعذار جوبن اپنا دکھارہی ہین جوانان چمن اکڑ رہے ہین عندلیبان خوشنوا شاخ گل پر نہال فاختائین کوکو کو وبال

نظم

غیرت طائر زرین ہی ہر اک مرغ چمن
باغبان سمجھے فلک سے کوئی تارہ ٹوٹا

پھول جو چاندنی کا ہی گل مہتاب ہی وہ
ٹوٹ کر کوئی زمین پر جو گرا برگ سمن

نور پر آئی ہی امثال بہار گلشن
ہر شجر نور مین ہی غیرت نخل ایمن
گل کے تختے جو شگفتہ ہین کہین اُسکے پاس

باغبان کہتے ہین سب بی ہو شام سوسن
چھپ گیا چاندنی کا پھول جو تھی نین کوئی
سنبلون کی روش ایک ایک تختہ ہو چمن
طرب انگیز ہی ایک ایک ہوا کا جھونکا
رنگ گل کھیلتے ہین سارے جوانان چمن

ہر چمن نور مین مطلع گل خورشید کا ہی
شبہ گلچین کو ہوا صاف کہ ہی چاند گہن
آب تاب ایسی ہی اس رنگ کی شادابی ہے
شورش برگ درختان ہی صدائے ارغن
باغبان مست صبا مست شمیم گل مست

سرخی لالہ و گل ہی شفق صبح سمن
آتش گل کو صبا اور بھی بھڑکاتی ہی
جوہری ہوتے ہین کہ جاتے ہین در عدن
فصل گل آئی ہی کیا باغ مین اک ہولی ہی
بلبلین نغمہ سرا کبک دری قہقہہ زن

افراسیاب کی کبھی چمنستان پہ نگاہ کبھی گلچینی گلشن حسن ملکہ زعفران پوش محبت کا دل مین جوش حسن دلفریب دیکھکر بھول گیا کس کام کو مین آیا تھا وہ بھی بھول گیا یہ حال پر ملال جو چالاک نے دیکھا دل مین سوچا کہ ای چالاک اگر عیاری کی کل اہالیان جلسہ کو مع افراسیاب بیہوش کیا کیا مراد حاصل ہوگی رہائی سرداران نامی کی غیر ممکن اب کیا تدبیر کرون آنکھون مین آنسو بھرے ہوے افراسیاب کو جو دیکھا مصروف عیش دلشاد و مجلس فرحت و انبساط چالاک کا غنچۂ خاطر پژمردہ ہوا روتا ہوا پہاڑ سے اُترا ایک نخل کے سایہ مین آکر ٹھہرا تختۂ عقل پر قرعۂ تفکر کو پھینکا شکلین بے انتہا سامنے آئی ہین خانہ فرح و انبساط کی صورت نہین دکھاتی ہین ستارہ گردش مین فلک بربادی کی کوشش مین کبھی سوچتا ہی جا کر لشکر مین خبر کرون افراسیاب جادو یہان مصروف عیش رہے وہ لوگ سحر کرکے قیدیان بلا کو رہا کرین تالاب کو خاک مین ملا دین لیکن پھر کہتا ہی وہ سحر خانہ خراب افراسیاب کا ہی کسکی تاب ہی کہ جو اُس تالاب پر دست انداز ہو کوئی اسکا ہمسر ہو تو اسکو یہ شرف میسر ہو بعد چند ساعت کے اُٹھیگا طرف باغ سیب کے چلا جائیگا ہمارے کیا ہاتھ آئیگا اگر جا کر پہاڑ پر سختی اٹھاؤن افراسیاب کو بیہوش کرون سراسر عقل کے خلاف ہی اسکے بیہوش ہونے سے سحر نہ اُتریگا جب یہ قتل ہو تب سحر مٹے قتل ہونا اس بیحیا کا دشوار ایسے مقام پہ کوشش بیکار جب کچھ عقل نے کام نہ کیا روتا ہوا قریب اُس چشمہ کے آیا دیکھا وہ پیر کوے حبابون سے لپٹے ہوے ہین کراہنے کی سردارون کے آواز آتی ہی ایسی درد آمیز صدا ہی سُنکر دل دکھتا ہی کبھی صدائے بہار آتی ہی کبھی آواز مخمور کبھی اپنے قبلہ و کعبہ کی صدا سنتا ہی کہ آہ آہ کر رہے ہین کبھی صدائے اسد شیر دل ایسی درد آمیز مصیبت خیز آتی ہی کہ جی چاہتا ہی اپنا گلا کاٹ ڈالون مگر یہ صدائے وحشت انگیز نہ سنون افراسیاب کی زبان سے سن چکا تھا کہ یہ پیر کوہے جاٹتے جاٹتے جسم ان سب کے کھا جائینگے اندر چالیس دن کے استخوان پانی ہوکر بہ جائینگے ان خیالات سے اور زیادہ دل بیقرار ہوتا ہی کبھی بلکتا ہی کبھی روتا ہی کبھی قصد کرتا ہی کہ مین بھی اس دریا مین پھاند پڑون اپنے باپ کے ساتھ ڈوب جاؤن جان جائے ای چالاک نام نہ ڈوبے بحر مصیبت کا جوش پراگندہ عقل و ہوش کوئی تدبیر نہین سوجھتی دل سے کہتا ہی اگر اپنے کو تالاب مین گرایا ڈوب کر مرے گوہر مراد دستیاب نہو گا ایسی جگہ مرد ہزار دو ہزار کو لے ڈوبا آخر

خیال مین آیا کہ طرف قصر جمشیدی کے چلو چلکر کو کب روشن ضمیر کو خبر کر دو افراسیاب کا ہم بزم ہو حقیقت مین یہ بانی اسکی پاپوش کی گرد ہی جبتک وہ رہا کریگا افراسیاب کو خبر بھی نہوگی یہ سوچکر طرف طلسم نور افشان کے چل نکلا دو کلمہ ملکہ بران شمشیر زن کے سُنیے کہ انکا داخلہ باغ نگارین مین ہی یہ خبر بخوبی سُن چکی تھی کہ طلسم کشا کو لوح ملی اب طلسم کشا واسطے طلسم کشائی کے جائینگے افراسیاب لشکر کشی کریگا بڑے بڑے مقابلے پڑینگے باغ نگارین مین مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما ہی ملکہ مجلس و ملکہ عمران جادو و ملکہ شگوفہ سحر ساز کئی سو شاہزادیان دست بستہ حاضر ہین ملکہ بران نے اُن سب سے بیان کیا کہ اب تو یقین ہی طلسم کشا برائے طلسم کشائی گئے ہون افراسیاب لشکر مہرخ پر قیامت برپا کریگا خبر لینا واجب لازم ہی ملکہ شگوفہ نے عرض کی کسی ساحر کو روانہ کر دن ابھی خبر منگا دو مجلس نے دست بستہ عرض کی امی جان مین جاؤن وہان کا حال اپنی آنکھون سے دیکھ آؤن ملکہ بران نے فرمایا اسوقت خود بخود دل کو انتشار ہی خدا خیر کرے ایسا نہو افراسیاب نے فساد عظیم برپا کیا ہو جب تک کوئی یہان سے پہونچے کوئی خرابی نہ درپیش ہو جائے شگوفہ نے قریب آکر عرض کی حضور تو خبر اپنے والد نامدار کی زبان سے سن چکین کہ افراسیاب آیا آپ کے والد سے مقابلہ ہوا بدون حصول لوح پلٹ گیا مرف مصور و صورت نگار کو خمداری مین لے گیا اب سب طرح خیر و عافیت ہی ملکہ بران نے کہا ای شگوفہ ابھی جو میری آنکھ لگی شاہزادہ ایرج نوجوان کو عالم خواب مین دیکھا فرماتے تھے کہ ملکہ اسد غازی کی خبر لو ہمارے بھائی پر بڑی مصیبت ہی غفلت تمکو مناسب نہین ہی ای شگوفہ مین نے چاہا اور کچھ پوچھون بخت بیدار ہو گیا آنکھ کھل گئی کیا دل کی کیفیت کہون

نظم

بس گریہ کہ در گلو گرہ شد — خوناب دل از کنار برگشت
صد رہ بہ نصیحتم غم دل — باز آمد و شرمسار برگشت
از آتش دیدہ دانۂ اشک — از دیدۂ اشکبار برگشت
کے غنچۂ دل شگفتہ گردد — ہر گہ کہ زما بہار برگشت
صد شکر کہ دردمند عشقم — کہ از دل من قرار برگشت

از من رخ روزگار برگشت — برگشت زمن چو یار برگشت
گفتم رخ آرزو بہ بینم — آئینۂ اختیار برگشت
از دیدہ خیال دست مغبچہ — نادیدہ مرا ز عار برگشت
پندار کہ خون دل بریزد — صیاد کہ از شکار برگشت
در کوچۂ عشق خار منزد — آنکس کہ ز کوے یار برگشت
بنشینم و صبر اکنم یار — تا یار مرا شود خریدار

ای شگوفہ عجب کشاکش مین ہون کچھ بن نہین پڑتا مگر یہ خواب میرا رویائے صادقہ ہی اس حسرت سے فرمایا کہ ملکہ ہمارے بھائی کی خبر لو اسوقت تک یہ نقشہ آنکھون کے نیچے پھر رہا ہی حقیقت مین اسد نامدار سے وہ انتہا کی محبت رکھتے ہین مدتون ساتھ رہا فرماتے تھے کہ مجکو طلسم ہوش رُبا مین لیچلو مین چلکر اپنے بھائی کو رہا کرون یا جان دون مین نے جواب دیا تھا ای شہریار طلسم ہوش رُبا ہی افراسیاب ساحر

یکتا ہی کدو کاوش بیکار ہی دہان جانا دشوار ہی شگوفہ کیا کہون کیسا دہ شیردل تڑپتا تھا اسد غازی کے گرفتاری کا حال سُنکر کلیجہ اُن کا دھڑکتا تھا اگر مین ان کو بیان لاتی کسی بلا مین مبتلا ہوجاتے سیدھے سادے ہین یہ نہین جانتے کہ طلسم کیا چیز ہی کہتے تھے کہ جاتے ہی افراسیاب کو قتل کرونگا اے شگوفہ مین نے الٹ کہا کہ افراسیاب سحر بند ہی اُسکا قتل ہونا ناممکن تو جواب دیا کہ جب تلوار کھینچ گئی کوئی سحر طلسم سامنے نہین آتا بھلا ایسے جاہلون کی بات کا کیا جواب مگر آج مین نے انکو بہت پریشان پایا خواب مین بیقرار ہوکر فرمایا کہ ہمارے بھائی کی خبر لینا بیشک اسد غازی پر کچھ افتاد پڑی ایک ہفتہ سے کچھ احوال نہین معلوم مین خود جاؤنگی دیکھون کیا ہنگامہ درپیش ہی یہ باتین تھین کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ماہ رخسار نامے کنیز ملکہ مہرخ کی بال کھولے ہوے گریان و نالان موے سر اسر پریشان آکے پہونچی ملکہ بران نے کہا ماہ رخسار خیر تو ہی قدمون سے لپٹ گئی اور رونے لگی کہا حضور چشم زدن مین گلزار لشکر مین خزان آئی فلک کجرفتار نے عجیب کیفیت دکھائی اسقدر بیقرار ہی کہ کلام کرنا دشوار ہی اور روتے روتے ہچکی لگ گئی رونے پر ماہ رخسار کے سب اہالیان دربار رونے لگے ملکہ بران نے اپنے ہاتھون سے ماہ رخسار کے آنسو پونچھے کہا ماہ رخسار للہ مفصل حال بیان کرو کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہی ہمارے دلکو پہلے خبر ہوچکی ہی ہم ابھی اسی ذکر مین مصروف تھے آخر دہ خواب و خیال ہمارا ظاہر ہوا رویائے صادقہ تھا ماہ رخسار نے ضبط کرکے کہا حضور اول لوح طلسمی قبضہ سے گئی اب آج گیارہ سردار و عیار ایک خیمہ مین صلاح کررہے تھے افراسیاب آکر پہونچا سب کو گرفتار کرکے لے گیا اب لشکر کا کوئی دستگیر نہین ہی فوج کے تھمنے کی کوئی تدبیر نہین ہی لشکر مین تلاطم ہی فوج والے بھاگے جاتے ہین مین افسران نامی خواجہ عمرو و اسد نامدار و ملکہ مہرخ خوش سیر یہ بھی گرفتار ہوئے اب لشکر کو کون سنبھالے جو سرداران نامدار ہین اُنکی کون سُنتا ہی اگر دو چار دن یہ لوگ لشکر مین نہ آئے پڑا و چھوٹ جائیگا یہ حال مصیبت مآل سُنکر ملکہ بران بیقرار ہوگئی شگوفہ سے اشارہ کرکے کہا دیکھا نیا گل کھلا یہ فرماکر اسیوقت اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا اختر مروارید جوڑے سے نکالکر چمکایا فرمایا یہ بھی دریافت ہی کہ افراسیاب ان سب صاحبون کو لیکر کہان گیا کہین قید کیا یا خدانخواستہ سامان قتل مین مصروف ہی ماہ رخسار نے عرض کی چالاک بن عمرو برائے جستجو خبر سب صاحبون کو سمجھا کر گئے ہین واپس نہین آئے ہین اول حضور لشکر اسلام مین چلین اہالیان فوج جو گھبرائے ہوئے ہین اُنکو تسکین دیجیے یقین ہی چالاک بن عمرو خبر لیکر آئینگے جیسا مناسب وقت ہو انتظام کیجیے بران نے کہا بیشک پہلے لشکر ہی مین جانا مناسب ہی یہ فرماکر طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر یکہ و تنہا چلین مگر صورت شاہزادہ ایرج نوجوان آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی اُس بیقراری مین یہ اشعار زبان پر جاری ہین

اشعار

بجاے اشک آنکھون سے لہو ہیم نکلتا ہے — میرے سینہ مین شاید حسرتون کا دم نکلتا ہے
دل ناشاد سے یون نالۂ پرغم نکلتا ہے — غزاخانہ سے جیسے صاحب ماتم نکلتا ہے
بہت اُس شوخ کا آنکھین لڑانا یاد آتا ہی — کوئی بادام مین بادام جب توام نکلتا ہی
جگہ دینا بہت دل مین نہ یار دلوک مژگان کو — یہ وہ کانٹا ہی جو پاے جگر سے کم نکلتا ہی
یہ رعب حسن ہی جب وہ مخاطب ہم سے ہوتا ہی — جواب اُسکے حضور اپنی زبان سے کم نکلتا ہی
گذرتا ہی جہان سے جب تمھارے دید کا کشتہ — تو اُسکا آنکھون کے رستہ سے اکثر دم نکلتا ہی
ادا پر اُس ستمگر کے نہ تلوارین چلین کیونکر — کہ اُسکے بانکپن پر آمادہ ہی عالم نکلتا ہی
اُلجھتا ہی عبث ہر دم یہ کہدے کوئی شانہ سے — نکالے سے کہین اُن گیسوؤن کا خم نکلتا ہی
تلاش راز دان عشق کرتا ہون جو پہلو مین — سواے درد دل کوئی نہین محرم نکلتا ہی
وہ بدقسمت ہون جب بہر دوا تجویز کرتے ہین — زہر مین اے قلق تریاق مثل سم نکلتا ہی

اِس حال پر ملال مین بصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان یا دابروے دلدار مین چھری کلیجے پر چل رہی ہی آہ آتشناک قلب سے نکل رہی ہی کبھی خیال آتا ہی اگر کوئی محبوب قریب ہوتا جاکر نظارۂ جمال کرکے عرض کرتی ای شہنشاہ خوبی، ای سرو باغ محبوبی آپ نے جو فرمایا جان نثار حاضر ہی جستجو مین آپکے بھائی صاحب کے نکلنے ہین دعا کیجیے مقام اُنکا دستیاب ہو جاے تو ہم اُنکو قید سے چھوڑائین لیکن یہ بھی خیال خام تصور نا تمام ایسے خوش نصیب نہین ہین کہ کوئے محبوب مین گذر ہو سیر بہشت مین عمر بسر ہو مگر سابق تحریر ہوا کہ کوہ بلور سے جب افراسیاب جادو چلا تھا حیرت جادو بیقرار ہو کر جستجو مین اپنے شوہر کے روانہ ہوئی اتفاقات قضا و قدر سے ادھر حیرت جادو آتی ہی ادھر سے یہ مہجور عشق گرفتار مجلس محبت اسیر زندان مصیبت سوختہ تن ملکہ بران شمشیر زن جستجوے اسد نوجوان مین نکلی ہی حیرت جادو سے سامنا ہوا اُسنے ملکہ بران کو دیکھا شاید حیرت کو کچھ خبر معلوم بھی ہو چکی ہی کہ افراسیاب نے کچھ کارنمایان کیا دیکھتے ہی بران کو مثل شعلہ جوالہ بھڑکی وہین سے للکارا چھوکری کہان جاتی ہی تمھارے مددگار سب خاک مین ملے لوح طلسمی شہنشاہ نے چھین لی تمھاری قضا دامنگیر ہوئی اب مجھسے بچکر کہان جائیگی بڑے بڑے صدمے اہالیان ہوش ربا کو پہونچائے ہین کس جوش مین تو نے پل پریزاد ان توڑا دریاے خون روان خشک کیا آجتک اُسکا ملال ہی اب آج تمھارا بچنا محال ہی ملکہ بران شمشیر زن اسوقت ساغر بادہ محبت اسیر نوجوان مین مدہوش غم دین و دنیا فراموش سر جھکائے ہوئے جاتی ہی حیرت نے جو آواز دی صداے حیرت کان مین آئی پلٹ کر دیکھا فرمایا ای حیرت تو بڑی بے غیرت ہی تو نے اور تیرے دھگڑے نے کیا کیا ذلت اُٹھائی لیکن شرم نہ آئی پھر منہ چڑھتی

ہی سحر چلنے لگے نخل صحرا جلنے لگے کبھی آگ برسی کبھی بارش آب دونوں حسین جمیل یہ حور پیکر وہ سیم بر یہ سرو باغ خوبی وہ نو رنگ نو بوے گل حدیقۂ محبوبی یہ سحر و ساحری مین طاق وہ فن افسونگری مین شہرۂ آفاق بجلیان چمک رہی ہین رعد کی گرج برق کی تڑپ حیرت نے سحر کیا بران لہرائی کبھی بران نے اختر دوا ریدہ چمکایا حیرت ٹھہرائی ایک کا پنجہ دوسرے پر قالبض نہین ہوتا ایک نے آگ برسائی اُسنے باران سحر برسا کر ٹھنڈا کیا اسنے گولہ مارا اُسنے رد کیا سوال جواب آپسمین ہو رہے ہین تمھارے کار مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو کوہ زعفران سے بحال پر ملال اسد وغیرہ کا دیکھکر چلا تھا اسی خیال مین کہ اپنے کو تا بہ شہر جمشید پہونچاؤن کیفیت گرفتاری طلسم کشایان اس مقام پر آکر پہونچا دور سے دیکھا صحرا مین ہنگامہ گیر و دار بلند ہی گھبرا گیا خداوندا یہ کیا معرکہ ہی کون لڑ رہا ہی جبتک کے قریب آیا دیکھا ملکہ بران شمشیر زن و حیرت پرفن دونون آپسمین سحر و ساحری مین مصروف ہین دو بلائین ہین کہ گتھی ہوئی ہین دو تارے چمک رہے ہین، دو برقین تڑپ رہی ہین حیران کہ ای چالاک یہ کیا معرکہ ہی شاید یہ خبر وحشت اثر سنکر ملکہ بران چلی تھین راہ مین حیرت نے روکا دونون سحر و ساحری مین بے نظیر ہین غالب و مغلوب ہونا دشوار ہی کچھ تدبیر مناسب ہی کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا نکالا صورت ملکہ صرصر شمشیر زن کی بنکر تیار ہوا گوشہ سے نکلکر آواز دی ای خاتون محل شہنشاہ ای ملکہ حیرت عالیجاہ آج یہ دختر کوکب نہ جانے پائے شہنشاہ نے کل کا خاتمہ کیا اسد وغیرہ کو قید کر لیا بس آج لڑائی کا خاتمہ ہی مین بھی آپہونچی اس چھوکری کو گرفتار کر لیجیے مہلت نہ دیجیے حیرت نے جو صرصر کو آتے ہوے دیکھا خوش ہوگئی کہا صرصر قریب نہ آنا یہ دختر کوکب ہی عرصۂ دراز سے مجھسے لڑ رہی ہی مین کیا اب اسکو جانے دونگی تو تماشا دیکھ صرصر نقلی نے کہا واری مین آئی یہ شوخ دیدہ گیسو بریدہ میرا کیا کر سکے گی یہ کہتا ہوا چالاک برابر حیرت کے پہونچا پہلو مین آکر آواز دی ای ملکہ عالم بچیے دیکھیے اُسنے گولہ پھینکا اختر دوا ریدہ نکالا حیرت اُدھر پلٹی چالاک قریب پہونچ چکا تھا حلقۂ کمند مارے گلے مین ڈرے ارے کہکر پلٹی چالاک نے جھٹکا مار گرتے گرتے حباب بیہوشی مار دیا حیرت گرکر بیہوش ہوئی اب نعرہ کیا نعرہ چالاک

بعیاری من آنم چیت و چالاک
بجیبم دشمن اندازم بکف خاک
نہ آید باد گرد تیز گامم
خلیفہ اولم چالاک نامم

ملکہ بران نے دوڑ کر چالاک کو گلے سے لگا لیا کہا ای چالاک کیا کام کیا عرصہ دراز سے اس سے مقابلہ ہو رہا تھا حرامزادی چوٹ نہ کھاتی تھی چالاک چیخ مار کر رو دیا کہا ای ملکہ عالم ہمارے برابر کون نالائق ہوگا قبلہ و کعبہ گرفتار ہوے سب معاملہ آنکھون سے دیکھا افراسیاب طبقے کا طبقہ زمین کا اُٹھا کر لے گیا سر حد زعفران کوہ ایک تالاب پر لیجا کر سب کو پھینکدیا ایسا سحر بنایا مین نے کبھی آنکھون سے یہ شعبدہ نہین دیکھا مگر اب اسوقت ایک صلاح ہین تری فلاح ہی حیرت کو گرفتار کیا آج افراسیاب کو وہ داغ دو کہ عمر بھر یاد رکھے

حیرت جادو کو اپنی شکل بناؤ تم بشکل حیرت بنو اور اس لعونہ کی زبان مین سوزن دو گرفتار کرکے برسر کوہ زعفران لیجاؤ افراسیاب سے کہنا مین نے راہ مین لڑکر بران دختر کوکب کو گرفتار کیا چونکہ یہ دختر کوکب ہی اسکے قتل ہونے سے بڑا مطلب ہی میرے قتل کرنے سے یہ بہتر ہی آپ سحر کرکے اسکو قتل کیجیے کوکب کو داغ تازہ دیجیے باتون مین سمجھانا یہ کلمات سنانا کہ روح روان نور افشان یعنی ماہ و جلال اسکا مثل آفتاب جہانتاب درخشان ہی کوکب کی کمر ٹوٹ جائیگی داغ اولاد نوجوان مین ساری سحر و ساحری بھول جائیگی لیکن مین چلکر طلسم نور افشان پر قبضہ کرلیجیے جب افراسیاب خوش ہوکر اسکو قتل کریگا مین تمھارے عقب مین آتا ہون جسطرح بن پڑیگا زعفران کو بیہوش کرکے افراسیاب کو بیہوش کرینگے یہ تو ظاہر ہی کہ اسکا قتل ہونا ناممکن ہی بس اسکو بیہوش کرکے وہین پڑا رہنے دینگے زعفران زرد رو کو بھی قتل کرینگے وہان سے پلٹو جوش مین تالاب پر گردش مثل دریاے خون روان خشک کرو سرداروں کو اپنے چھڑاؤ جب افراسیاب بیدار ہوگا لاشہ اپنی ہیلو نشین کا دیکھکر سر ٹکرا ٹکرا کر جان دیگا اسکی بدحواسی مین لوح طلسمی کی فکر کرینگے بجستی و چالاکی جو چالاک نے سامنے ملکہ بران کے بیان کیا بران خوش ہو گئی مثل گل شگفتہ ہوئی کہا اے چالاک کیا خوب بات سوچی ہی مین بڑے لطف سے اس حرامزادی کو اپنی شکل بناؤنگی آپ اسکی شکل بنکے اسکو لیجاؤنگی بیشک ہاتھ سے افراسیاب کے قتل کراؤنگی مگر تم اپنے کو جلد پہونچانا دیر نہ لگانا چالاک نے کہا مین برابر تمھارے پہونچونگا آتے ہی زعفران کو پکڑ لونگا دیکھو تو کس خوبصورتی سے حرامزادی کو بیہوش کرتا ہون اے ملکہ عالم اس عیاری سے بڑا لطف ہوگا قبلہ و کعبہ بہت تعریف کرینگے تمام طلسم ہوش ربا مین شہرہ ہو جائیگا کہ ملکہ بران ذی شان و چالاک جلالت نشان نے ملکہ حیرت جادو ایسی ساحرہ کو مارا ملکہ بران بھی گھبرائی ہوئی چالاک بھی متنشر ناظرین پر واضح ہو کہ اس عیاری مین بہت بڑا عیب ہی مگر چالاک نے اسوقت اسکے عیب و ہنر کو نہین سمجھا چونکہ اپنے والد نامدار و سرداران عالی وقار کو مبتلاے سحر مصیبت دیکھکر آیا ہی رائے سالم نہین ہی معیوبی اس عیاری کی دقت پر تحریر ہوگی موافق راے نکتہ سنجان عالی وقار تقریر ہوگی جو کچھ چالاک نے کہا بران نے قبول کیا حیرت کو بشکل بران و بران کو بشکل حیرت آراستہ کیا زبان مین حیرت کے سوزن دیا بران نے ایک تخت سحر تیار کیا حیرت کی مشکین باندھکر اسی تخت پر ڈال لیا بہر بھی صورت کا حیرت کی تیار کیا چالاک سے کہا اے بہتر نامور تمھارے حکم کے بموجب مین برسر زعفران کوہ جاتی ہون مگر تم عرصہ نہ کرنا بہت جلد آنا چالاک نے عرض کی کہ اے ملکہ عالم میرے دلکو لگی ہوئی ہی سر کو پاؤن بناؤنگا مثل باد صرصر اڑا ہوا آؤنگا اس حال پر ملال مین سرداران نامدار و والد عالی وقار کو دیکھا ہی میرے دل کو صبر آئیگا اے ملکہ عالم جب پیر کو سجابون کو چاٹتے ہین کراہنے کی آواز آتی ہی کہ زمین

تھرانی ہی میرے کلیجے پر چھریان چل رہی ہین کبھی ایسا سحر نگاہ سے نہین گذرا ملکہ بران نے کہا افراسیاب کا ہفت اقلیم مین مثل نہین ہی اے چالاک قبلہ و کعبہ مرد سپاہی ہین جرأت کے جوش مین افراسیاب پر جا پڑتے ہین ورنہ کوئی اُسکا ہم نبرد نہین ہی خوبی آپسمین صلاح کرکے بران شمشیر زن نے بصورت حیرت تخت اُڑایا چالاک باتہائے عیاری سے آراستہ ہوکر مثل ہوا کے اُڑتا ہوا طرف زعفران کوہ کے چلا ان دونون کو راہ مین چھوڑیے دو کلمہ حال افراسیاب کے بیان کیے جاتے ہین خمسہ موافق مقام

عنادلِ گل روے تو گلعذار انند — اسیر دام بلاے تو دل فگار انند
غبار راہِ وفاے تو شہسوار انند — غلام نرگس مست تو تاجدار انند
خراب بادۂ لعل تو ہوشیار انند

ہمارے مدنظر تھے بہت نشیب و فراز — نہ کوئی واقف اسرار تھا نہ محرم راز
یہ کیا کرے کہ یہ ہی اقتضائے راز و نیاز — ترا حیا و مرا آب دیدہ شد غماز
دگرنہ عاشق و معشوق رازدار انند

خرام ناز سے پامال ہی جہان یکسر — ہی عاشقون کا ترے ساتھ ساتھ اک لشکر
وہ ہے نہین تجھے احوال پر کسی کے نظر — یہ زیر زلف دوتا چون کنی نگہ بنگر
کہ در یمین و یسار تو بیقرار انند

ہمارے جلنے سے کیا تجکو کیون لگی ہی تو — سنے نہ ایک تری تو بنائین باتین سو
یہان نہین کوئی دیوانہ جو کرے تگ و دو — نصیب ماست بہشت ای خداشناس برو
کہ مستحق کرامت گناہگار انند

کہے ہی پیر مغان دیکھنا یہ رنگ سخن — ہی تازہ توبہ ابھی یاد کر شراب کہن
لگے ہی تیرہ و ردون اعظم اُسکی بات نہ سن — بیا بہ میکدہ و چہرہ ارغوانی کن
مرو بصومعہ کانجا سیاہ کار انند

وہ کون ہی کہ نہین پاے بند دام ہوس — ہوے ہین زمزمہ سنج و فا کس و ناکس
پڑا ہی شور زمانے مین ای نسیم نفس — بہ فن بران گل عارض غزل سرایم و بس
کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزار انند

سیاہ پوش ہی اک خلق اک جہان غمگین — وہ کون ہی کہ پریشان و خستہ حال نہین
ہمارے کہنے کا تجکو اگر نہ آئے یقین — گذار کن چو صبا بر بنفشہ زار و ببین

کہ از تطاولِ الفت چہ سو گوارانند

ہین اور چند ہوسناک عاشقی دشمن
ہین خار پان تہ پادان ہین زیر ران توسن
ہوئے ہین راہبرِ جلوہ گاہ رشکِ چمن
تو دستگیر شوائے خضر پے خجستہ کہ من

پیادہ میروم وہمرہان سوار اشنہ

ہمین امید رہائی نہ آرزوے خلاص
ہی ناگوار بلاجی کو گفتگوے خلاص
نہ چھوٹنے کی تگ و دو نہ جستجوے خلاص
ز دامِ زلفِ تو دل را مباد درکے خلاص

کہ بستگان کمندِ تو رستگارانند

ہی سر پہ خاک کلہ گرد ہی لباس بدن
غبارِ فرق سے آئینۂ جبین ردشن
کدورتِ دلِ غمگین عبیرِ پیراہن
ز نقشِ چہرۂ حافظ ہمی توان دیدن

کہ ساکنان درِ دست خاکسارانند

محرران جادو تقریر دکاتبان فصاحت تحریر اس داستان حیرت بیان کو بعبارت سلیس بکیفیت ظریف یون تسطیر فرماتے ہین کہ افراسیاب جادو بصد شکوہ بر سر زعفران کوہ پر خوش بیٹھا ہی ناچ سامنے ہو رہا ہی پری رخساران حور طلعت ومعشوقان خوبصورت سامنے حاضر ہین زعفران زعفران پوش ایسی غنچہ دہن یاسمن بو خوشخو حسین چھلبل بصد ناز دادا نشین جام مے ارغوانی گردش مین نشہ دولت سے بدمست ساغر بادۂ کبر ونخوت کا خمار کبھی غافل کبھی ہشیار رہا ہی زعفران کو تخلیہ مین لیجاؤن اُس زر درد سے مُنہ کالا کرون مگر زعفران اپنے کو بچا رہی ہی کبھی تیور پہ بل آیا کبھی منت کبھی خوشامد افراسیاب نشہ مین کہتا ہی ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان ہمارا کہنا مان لو تمھارا مرتبہ بڑھائینگے بادشاہ طلسم ہوشربا بنائینگے حیرت جادو کیا شفقل ہی تیری محبت مین دل بیکل ہی تنہائی مین چلو تم سے ہمین کچھ کہنا ہی زعفران گھبرا گئی جواب دیا ای شہنشاہ ہین تو حاضر ہون ارشاد فرمائیے سب کنیزین حاضر ہین بدمستی نہ کیجیئے ہاتھ بیدم نہ بڑھائیے دست درازی ہمکو ناگوار ہی زبردستی بیکار ہی دیکھو مجکو ہاتھ نہ لگاؤ سلیقہ سے بیٹھو مین بدنام ہو جاؤنگی تمھارا یہی کام ہی ایک کو سائی ایک کو بدھائی حیرت ایسی معشوقہ کو شفقل بناتے ہو حسن مین بے نظیر صاحب تحریر وتقریر سحر مین زبردست شراب حسن سے مست صاحب حسب ونسب بیٹی حیات جادو کی جسکا سحر مین ڈنکا ہی قلب پر ہر ساحر کے اُسکے نام کا سکہ ہی دونون بھائی اُسکے نیرنگ عنقا صورت گیرنگ عنقا صورت شاہزادگان والا قدر دایہ اُسکی ملکہ سوسن زبان دراز خود سحر وساحری مین یکتا مسلمانون سے کیسا کیسا لڑ رہی ہی اسوقت جوش مین آپ ایسا فرماتے ہین ہین کیا امید کر دن گھڑی بھر کے لیے بدنام ہون

بس معاف فرمائیے افراسیاب نشہ مین کہتا ہے ای زعفران تم سے ہمیشہ یہی رسم و راسم رہیگا اس پہاڑ کو مثل گلدستہ آراستہ کرونگا تختگاہ ہوش ربا قرار پائیگا ہر ایک بادشاہ تمھاری قدمبوسی کو آئیگا یہ کہکر افراسیاب نے یہ اشعار عشق آمیز محبت انگیز سامنے زعفران زعفران پوش کے پڑھے کہا ای ملکہ عالم ان اشعار کو بگوش ہوش سنو نظم دل پذیر

ہے تیرے کان زلف معنبر لگی ہوئی	رکھیگی یہ نہ بال برابر لگی ہوئی	بیٹھے بھرے ہوئے ہین خم مے کیطرح ہم
پر کیا کرین کہ مُہر ہے مُنھ پہ لگی ہوئی	چاٹے بغیر خون کوئی رہتی ہے تیری تیغ	ہے یہ تو چاٹ اسکو ستمگر لگی ہوئی
میت کو غسل دیجیو نہ اس خاکسار کی	ہے تن پہ خاک کوچۂ دلبر لگی ہوئی	نکلے ہے کب کسی سے کہ اُسکی تیر کی نوک
ہے پھانس اک کلیجے کے اندر لگی ہوئی	گرتی ہے زیر برقع فانوس اک پتنگ	پروانہ سے ہے شمع مقرر لگی ہوئی
بیٹھے ہین دلکے بیچنے والے ہزارہا	گذرے ہے اسکی راہ گذر پر لگی ہوئی	یہ چاہتا ہے شوق کہ قاصد بجائے مہر
آنکھ اپنی ہو لفافہ کے اوپر لگی ہوئی	منھ سے لگا ہوا ہے اگر جام مے تو کیا	ہے دل سے یاد ساقی کوثر لگی ہوئی
ای ذوق دیکھ دختر رز کو نہ منھ لگا	چھٹتی نہین ہے منھ سے یہ کافر لگی ہوئی	

زعفران زعفران پوش ان اشعار کو سُنکر ہنس پڑی کہا ای شہنشاہ آپ کو تو پورے دیوان شاعرون کے یاد ہین آپ خود بھی شاعر ہین نظم و نثر سے ماہر ہین اس لگی ہوئی کو بجھائیے ایسے اشعار زبان پر نہ لائیے ہر چند زعفران زعفران پوش اپنے کو بچاتی ہے مگر افراسیاب نہین مانتا کبھی غصہ کرتا ہے کہتا ہے ای زعفران تم ہماری بات کو ہنسی سمجھین اگر سوہنی پڑھ دون مجھسے زیادہ تمکو محبت ہو ابھی ہاتھ پھیلا کے لپٹ جاؤ مقدمہ وصل کی خود خواہش کرو زعفران ہاتھ باندھنے لگی کہا ای شہنشاہ واسطہ ساحری کا ایسا ارادہ نہ کیجیے اگر آپ نے سحر سے میرا دل اُلٹ دیا اور باعث میری رسوائی کا ہوا جب ہوش آئیگا اپنے کو ہلاک کر ڈالونگی مصیبت مین میری جان جائیگی افراسیاب اور زعفران سے یہ باتین ہین عشق و محبت کی گھاتے ہین یکایک آسمان پر بجلی چمکی دیکھا ملکہ حیرت جادو بران شمشیر زن کی شکلین باندھے ہوئے تخت اُڑاتی ہوئی آتی ہے زعفران شرما کر کھڑی ہو گئی افراسیاب بھی حیرت کو دیکھکر ذرا پہلو تہی کرنے لگا اس خیال سے کہ حیرت آزردہ ہو گی سنبھلکر بیٹھا ناچ وغیرہ موقوف ہوا حقیر نے جو خدمت ناظرین مین عرض کیا تھا کہ اس عیاری مین بڑا امر معیوب واقع ہوا اب وہ خرابی ناظرین پر واضح ہوتی ہے یعنی جیسے ہی تخت حیرت قریب آیا افراسیاب بطور خوشامد کھڑا ہو گیا بے اختیار پکار اُٹھا صاحب آؤ مین تمھارا نہایت مشتاق تھا ای ملکہ عالم تمھارا اسوقت کیونکر آنا ہوا اس دختر کوکب کو کہان پایا میری آنکھین تمکو ڈھونڈھتی تھین یہ کہکے بے اختیار اشعار شوقیہ پڑھنے لگا اشعار شوقیہ

کیا ہو زبان خامہ سے شرح کلام شوق	دفتر ہو گر لکھوں سخن نا تمام شوق	یہ آج سے نہین ہے یہان انتظام شوق

مدت سے ہی علاقہ دل پائے نام شوق
کہتا چلا جو نامہ بروں سے پیام شوق
دریائے خاک دل پہ ہو یا دن عام شوق
ترساؤن اسکو ترک ملاقات یار سے
مملو شراب عشق سے رہتا ہی جام شوق
تا زیست عشق زلف سے چھٹنا محال ہی
بنتا ہی لاکھ ہونٹون پہ رنگ کلام شوق
دیتا نہ جان البتہ چشمان یار پر
داغ دل و جگر ہین فقط نقش گام شوق

غایب ہی قدر و منزلت و احترام شوق
گھر تک بھی یار کے نہوا اختتام شوق
دکھلائے کیون سپہر طلسم جمال یار
جی چاہتا ہی دل سے مین لون انتقام شوق
چھوڑا نہ کوئے یار کو دیوانگی مین بھی
مرغ دل حزین ہی گرفتار دام شوق
رکھتا ہی راہ عشق مین جب تک کہ گر قدم
ہوتی نہ اختیار مین میرے لگام شوق

زاہد میان کعبۂ دل ہی مقام شوق
روکے نہ کوئی حسرت و اندوہ و یاس کو
جام جہان نما سے زیادہ ہی جام شوق
رہتی ہی دل مین یاد تری چشم مست کی
مجنون کے بعد ہم پہ ہوا اختتام شوق
زینت کے وقت کرتے ہین جب فکر ذوق وصل
بسمل سے پہلے سیکھ لے طرز خرام شوق
باقی ہی عشق رفتہ کا پیری مین بھی نشان

یہ اشعار عشق آمیز جو افراسیاب نے آنکھ ملا کر ملکہ بران سے پڑھے یہ معشوق ناکتخدا ان کلمات ذوق شوق سے گوش حق نیوش نا آشنا صاحب شرم و حیا خالی از ناز و ادا حسین بے پروا دختر کوکب روشن ضمیر عالی جاہ صاحب حکومت و ثروت گل گلزار حدیقہ سلطنت یکتاز میدان جرأت شہسوار عرصۂ شوکت عاشق جمال ایرج نوجوان معشوق دلستان یہ کلمات سنکر ہوش و حواس پراگندہ ہوگئے دل دھڑکنے لگا کلیجہ خیال عصمت مین پھڑکنے لگا دل سے کہا او خانہ خراب یہ کیا کیا بیٹھے بٹھائے اپنے کو رسوا کیا اس بیحیا سے کیونکر آبرو بچیگی مرد شرابی جاہل اجہل بدزبانی کا عادی نشہ نخوت سے چور مست و مغرور ایسے ایسے جو خیال محال دل مین آئے تخت تو زمین پر اُتار لیکن رنگ متغیر چہرہ اداس عالم یاس خیال آبروریزی و رنجش جان جانے کا پس و پیش شرمندہ از کردۂ خویش مغموم و مہموم دلریش بشکل تصویر عاشق خاموش دریائے قہر و غضب کا جوش سر جھکا کر کرسی پر بیٹھی بات کا افراسیاب کے جواب بھی نہ دیکی افراسیاب کیا سمجھا کہ حیرت کو غصہ ہی زعفران جادو جو میرے پہلو مین بیٹھی تھی حیرت کو انتہا کا ناگوار ہوا زعفران سے کہا دختر کوکب کو ستون سے باندھ دو زعفران نے اُسی عالم مین حیرت کو جو بشکل بران ہی ستون سے باندھ دیا اب افراسیاب طرف ملکہ بران کے اپنی زوجہ جان کے پلٹا عذر کرنے لگا کہ ملکہ حال تو کہو دختر کوکب کو کہان پکڑا کیونکر معرکہ پڑا ملکہ بران نے ڈرتے ڈرتے سر جھکا کر اتنا جواب دیا کہ مین راہ مین آتی تھی وہان یہ ملی لڑائی پڑی مین سحر مین غالب آئی گرفتار کرکے لے آئی اتنا نہین کہہ سکتی کہ اسکو قتل کیجیے یا سزا دیجیے دل سے کہتی ای بران یہ کیا غضب ہوا نگوڑے چالاک مکار نے مجکو عجیب بلا مین پھنسایا دیکھون تقدیر کیا دکھاتی ہی کیسی پیش آتی ہی کبھی آنکھین پھاڑ پھاڑ کے چہار جانب دیکھتی ہی کہ چالاک کمبخت نہ آیا اور آئیگا تو مین کیونکر بچا تونگی جسقدر افراسیاب عذر کرتا جاتا ہی یہان

شرم و حیا کو ترقی ہی حیرت کو غیرت بڑھتی جاتی ہی زعفران جادو اس خوف مین کنارے آکر ٹھہری ہی کہ حیرت جادو نے مجکو پہلوے افراسیاب مین دیکھ لیا دیکھیے کیا قیامت برپا کریگی کبھی سراپا کو حیرت نقلی کے دیکھتی ہی چہرے سے حقیقت مین قہر و غضب آشکار ہی ماتھے پر غصہ سے پسینہ چہرۂ گلنار ابر در رشک خنجر آبدار زعفران خوف کے مارے مری جاتی ہی دل سے کہتی ہی کہ اے زعفران افراسیاب ہرچند کہ صاحب تخت و تاج ہی مگر سفلہ مزاج ہی بیوجہ مین بدنام ہوئی حیرت اپنے دل مین سمجھی ہوگی یہ میری سوت ہی یہ خیال محال میرے واسطے موت ہی کہان چلی جاؤن اگر میرا گھر ہوتا کسی حیلہ سے چلی جاتی منھ چھپاتی اب ٹل جانا بھی باعث خرابی ہی اپنے اوپر الزام آئیگا حیرت کو کون سمجھائیگا کیونکر اسکے دل سے خیال نکلے زعفران اس تردد مین کھڑی ہوئی کانپ رہی ہی بران اس مصیبت مین افراسیاب حیرت مین مگر مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو راہ طی کرکے بشکل ساحرہ سختیان اٹھاکے پہاڑ پر پہونچا دل پر پتھر رکھ لیا ہی کنیزون مین آکر شریک ہوا اس محفل خاموشان کو دیکھا اب یہ بھی گھبرایا یہ دیکھا کہ افراسیاب ملکہ بران سے منتین کر رہا ہی دم محبت کا بھر رہا ہی یہ بیچاری آفت کی ماری تو گرفتار دام عیاری اسیر مجلس مکاری سر جھکائے بیٹھی ہی گل سا چہرہ کمھلایا کچھ غصہ کچھ حجاب دل مین الجھن لفون کو پیچ و تاب خاموش سر جھکائے ہان ہان کیے جاتی ہی اب چالاک مآل کو سمجھا دل سے کہتا ہی اے چالاک یہ تو نے کیا کیا یہ مقدمہ عیاری ہی افراسیاب کی زوجہ کی شکل بناکر بران کو بھیجدیا ہاے تجھسے بڑی نادانی ہوئی کاشکے مین صورت حیرت بنکر آتا ایسی باتین بناتا افراسیاب کے ہاتھ سے حیرت کو قتل کراتا بھلا اس بیچاری سے کیا ہوسکے گا جسکو بات کرنا دشوار ہی اگر اسیر کوئی افتاد پڑی یا افراسیاب نے ہاتھ لگایا یہ صاحب عفت و عصمت اپنی جان دیدیگی بدنامی میرے ذمے رہیگی اس عیاری پر سب تمکو نادان بنائینگے زمرۂ عیاران سے نام نکل جائیگا ایسی ایسی باتین سوچکر چالاک کا قصد ہوا مین اپنے کو خنجر ماردون پھر دلکو مضبوط کیا کہا اے چالاک اپنے کو سنبھالو اس حماقت کا دفعیہ کرو یہ سوچکر بشکل ساحرہ قریب زعفران زعفران پوش کے آیا با تکلف ہاتھ تھام لیا کہا ملکہ آپ کیون حیران کھڑی ہین ایسے ایسے مہمان آپکے گھر مین آئے ہین شراب کباب کا سامان کیجیے گویون کو بلائیے زعفران نے گھبراکر کہا بوا مین کیا کرون اسوقت عجب مصیبت مین ہون افراسیاب تو بیغیرت ہی مجھکو حیرت کے آنے سے بڑی غیرت ہی مین کسکے پاس بیٹھی تھی حیرت نے مجھکو دیکھ لیا اب ناحق کو منھ ڈھکائے بیٹھی ہی نہ منھ سے بولتی ہی نہ سر سے کھیلتی ہی مین ناحق گنہگار رہی نہ لینا نہ دینا مجھے اس بیہودہ سے کیا مطلب بے سبب مجھسے بھولی ہین اپنی سلطنت پر بھولی ہین چالاک نے کہا ملکہ وہ کیا کرینگی تم کیا کسی کی لونڈی باندی ہو کیا کسی کا دیا کھاتی ہو کنارے چلو مین ایک تدبیر بتلاؤن ابھی صفائی ہوجائے مطلب کی بات نکل آئے زعفران تو گھبرائی ہوئی تھی کہا بوا برائے سامری بتلا چالاک زعفران کو تنہائی کے خیمہ مین لے گھسا بوا بوا کہکے گھبرا دیا جیسے ہی زعفران بیٹھی چالاک نے جھٹ بیٹھ

گلوری مین بیہوشی ملائی کہا ملکہ گلوری تو کھائیے پھر مین سب کچھ عرض کرونگی زعفران نے گلوری کھائی پیک حلق سے اُتری گھبرا کر کھڑی ہوگئی کہا بوا اس گلوری مین کیا تھا چالاک نے کہا سنکھیا زہر زعفران ارے کہکر چلی لڑکھڑا کر بیہوش ہوئی چالاک نے لباس اسکا اُتار زیور لیا چٹائی مین لپیٹ کر گوشہ بارگاہ مین چھپا دیا آپ بہ تعجیل تمام رنگ و روغن عیاری کا لگا کر صورت زعفران جادو کی بنکر تیار ہوا باہر نکلا نکلتے ہی چالاک نے رنگ جما دیا کنیزون پر غصہ مصاحبون پر آفت کسی سے کہا او خنقل کیسی بے ترینے کھڑی ہے دیکھ ادھر جانب جب دیکھو کمبخت کا جھنڈا سا سر کھلا ہوا ہے جوانی پھٹ پڑی دھگڑے کو ڈھونڈھتی ہوگی نوکری کرنا کیا ضرور ہے دو چھیلنے چار چھیلنے مونڈھے پر بیٹھ بازار کی ہوا کھا جب دیکھو کسی وقت ہوش درست نہین کمبختون نے میری زبان خراب کر دی ہین اول فول بکنے لگی کسی کے کوڑا مارا کسی کی چوٹی پکڑ کے کھینچ لی ساقی بچے کے بٹے پکڑ کر پانچ جوتیان برابر مارین کہا نگوڑے بدذات یا جی شہنشاہ آئے ہین تو اسی مسی لگائے آنکھون مین کاجل دیے اجڑا بکھرا کھڑا ہے ارے نگوڑے شہنشاہ مردم شناس بھی ہین اگر پسند کیا عمر بھر کو فرصت ہے محفل مین ہنگامہ ہو گیا سب کو مارتا پیٹتا بکتا جھکتا سامنے افراسیاب کے آیا کہا ای شہنشاہ اسوقت ملکہ عالم کو اور کچھ خیال ہے انکے مزاج پر چھوڑ دیجیے دم بھر نہ کلام کیجیے یہ کہکر بیچ مین افراسیاب اور حیرت نقلی کے کھڑا ہوا بران کے کاندھے پر ہاتھ رکھکر کہا ای ملکہ عالم آپ کا مطلب سمجھی بادشاہون کی بات کا خیال بیکار ہے بقول سعدی گاہے بسلامے برنجند وگاہے بہ دشنامے خلعت دہند اسطرح کی باتین کرتے کرتے جھکی کان مین کہا ای ملکہ بران نہ گھبراؤ مین چالاک بن عمرو ابھی حیرت جادو کو قتل کرواتا ہون بران مین جان آ گئی بہ نگاہ حیرت دیکھکر کہا بھیا چالاک خدا کے واسطے میری عزت و آبرو بچا لے یہ ملعون بھیا مجھکو ہاتھ نہ لگانے پائے چالاک نے کہا کیا مجال بران کو مطمئن کر کے پھر طرف افراسیاب کے پلٹا کہا شہنشاہ ملکہ کی خفگی کا باعث بھی آپ سمجھے وہ تو کس مصیبت سے بران کو گرفتار کر کے لائین آپ نے صرف ستون سے باندھ دیا ہے نہ سزا نہ جزا اسنے تو بڑے بڑے رنج و ملال آپ کو پہونچائے بڑے بڑے ساحران نامی مارے پل پریرادان توڑا دریائے خون روان کو خشک کیا اسی کی وجہ سے آپ کے استاد عشاق سبزہ رنگ مارے گئے بیٹی بادشاہ عالیجاہ کی ہے سوائے آپ کے اسکو کون قتل کریگا سحر کامل پڑھکر ایک گولہ مارئیے سر پھٹ جائے طلسم نورافشان مین قیامت برپا ہو کوکب نہ نہ بچے گا غم مین بیٹی کے جان دیگا اب آپ کیون دیر کرتے ہین ایسا صید کسکو ملتا ہے مگر خبردار کشتہ سحر نہ کیجیےگا تیر تلوار سے مار یے ایسا دن پھر کبھی نصیب نہوگا افراسیاب نے کہا ای زعفران حقیقت مین رنج ملکہ عالم کا بجا ہے یہی بران ثانی کوکب ہے اسکو ڈر بھڑ کے گرفتار کیا بڑا کام کیا مین ابھی اسکو اپنے ہاتھ سے قتل کرتا ہون میرے دل پر بھی روشن ہے کہ ماہ آسمان طلسم نورافشان کوکب کی دختر بران ہے کوکب دیوانہ ہو کر نکل جائیگا تاج و تخت سے

ہاتھ اٹھائیگا یہ کہکر افراسیاب نے کہا ملکہ ہٹو مین تلوار سے اسکو قتل کرون کشتۂ سحر کرنا حقیقت مین بہتر نہین ہی
یہ کہکر افراسیاب جادو تخت سے کود اڈورا کھولنے لگا تیغہ تولنے لگا بران سے کہا او ملکہ تمھاری خاطر سے اُسکو
قتل کرتا ہون بران نے اسپر بھی کچھ جواب نہ دیا بات بات پر خون خشک ہوا جاتا ہی کلیجہ پر خنجر غم و الم پھر رہا ہی
چالاک الگ ہوا یہ بھی خیال آیا اے چالاک جب حیرت مریگی اسکے مرنے کی ملامت بر یا ہوگی ہر غل مچا یگے
حیرت کے نام کی آوازین سُنائینگے سب طرح خرابی ہی دیکھیے اس بیوقوفی کا کیا انجام ہوتا ہی ایسی حماقت کبھی
سرزد نہین ہوئی یہ سوچ رہا ہی خوف مین ہوش درست نہین مگر قضائے کار افراسیاب جب تخت سے کودا
تیغہ کھینچکر دم شمشیر پر ہاتھ رکھا ایک جھونکا ہوا کا چلا نخل سے پتہ ٹوٹکر گود مین افراسیاب کے گرا افراسیاب نے
نگاہ ڈالی صاف تحریر تھا گویا نوشتۂ تقدیر تھا طرف سے ماہیان زہر ویوش کے مرقوم ہوا دغا فل جو رو کو
قتل کرتا ہی آنکھ سے نہین سوجھتا ہی بران بشکل حیرت کھڑی ہوئی ہی آج آبرو اسکی مٹا دے پھر کبھی کوئی ایسی
گستاخی نہ کرے یہ مضمون پڑھکر افراسیاب کے ہوش اُڑ گئے فوراً بران کا ہاتھ تھام لیا کہا ملکہ ذرا کنارے چلو
مجھے تم سے کچھ کہنا ہی ملکہ نے ہاتھ تو چھڑا لیا مُنھ پر ہوائیان اُڑنے لگین ہاتھ باندھکر کہا حضور تنہائی مین کیا کام
ہی افراسیاب نے کہا کچھ ضرورت ہی یہ کہکر آگے بڑھا چاہا ہاتھ ڈالون بران خوف آبرو سے خود آگے بڑھی
کہتی ہوئی حضور مین چلتی ہون ہاتھ نہ لگائیے اب بران کو کچھ بن نہین پڑتا آگے آگے افراسیاب کے چلی
جاتی ہی افراسیاب چاق و چوبند اسی امر پر آمادہ کہ آج بران کی آبرو مٹا دون چالاک تو بغل
زعفران باہر آیا افراسیاب جادو نے پلٹ کر کہا خبردار کوئی میرے ساتھ نہ آئے مین اپنی بی بی سے
کچھ باتین کرونگا کنیزون کی تو کیا مجال جو قدم آگے بڑھائین یا ساتھ مالک کے تخلیہ مین جائین مگر
چالاک کئی مرتبہ حضور حضور کہکے بڑھا کہتا جاتا تھا شہنشاہ سُنیے تو افراسیاب نے زعفران کو تو پہچانا نہین
پلٹکے جھڑک دیا کہا او زعفران ہمارے تخلیہ مین نہ آنا یہ کہکر غصہ سے نگاہ ڈالی چالاک نے دیکھا جسم سے
چنگاریان نکلنے لگین خائف ہوا ایسا نہو کر آتش قہر و غضب افراسیاب سے جل جاؤن گھبرا کر یہ تو پیچھے ہٹا
افراسیاب پردہ اُٹھا کر خیمے کے اندر آیا اسوقت تک بران آگے تھی لیکن چونکہ کئی پردے پڑے ہوئے تھے
وہان پر اندھیرا تھا بران جھجک کر پیچھے ہٹی افراسیاب آگے بڑھ گیا جانتا ہی کر بران میرے آگے جاتی ہی پیاری
کہتا جاتا ہی کبھی کہتا میرا جان و مال تجھپر نثار ہی تو معشوق گلعذار ہی یہ کہتا ہوا افراسیاب چند قدم آگے
بڑھا تھا اب بران کو اپنے قریب نہ پایا گھبرا کر پلٹا پکارا جان جہان کہان ٹھہر گئین اب آج تمکو نہ چھوڑونگا
دیکھا پردے سے لپٹی ہوئی بران کھڑی ہی اندھیرے مین اچھی طرح صورت نہین معلوم ہوتی ہاتھ پکڑکے کھینچا گلے
مین ہاتھ ڈالدیے تڑاق سے بوسہ لیا جسکا بوسہ لیا اُسنے آواز دی ابا جان مجھے تنہائی مین کہان لائے مجھ

دیوانے ہو گیا دختر کو خجل بناؤ گے بدنام ہو جاؤ گے اب جو افراسیاب نے بہ نگاہ غور دیکھا خوبصورت اپنی بیٹی کو پایا افراسیاب نے جھلا کے ڈھکیل دیا کہا حرامزادی تو یہاں کہاں آئی گھبنے گرتے وہ عورت پانی ہو کے بہ گئی افراسیاب شرم سے آب آب دریائے خجالت میں غرق گرفتار محیط غیرت پابند زنجیر موج حیرت دل سے کہا افراسیاب یہ کیا ہوا فوراً گودمین ایک پرچہ گرا اسکو جو پڑھا طرف سے ماہیان مرد پوش کے لکھا تھا او بھڑوے گدھے الو کے پٹھے جتنی دیر مین تو آگے بڑھا اتنے عرصہ مین بر بہن دیئیں تن بران شمشیر زن کو لے گیا جلد جا خبر لے وہ تالاب پر پہنچی ہو گی سب کو رہا کر لیگی افراسیاب ٹھہر اگیا شرم سے پسینہ آ گیا اب اسوقت قید حیرت کو بھی چھوڑا سحر کیا مثل شعلہ جوالہ بھڑکا چاہا لاگ باہر کھڑا ہوا کانپ رہا ہی دل مین سوچتا تھا کہ ارے بڑا غضب ہوا اس گو ہر بے بہا کی آبرو گئی کیا رو سیاہ کسی کو دکھائیگا یکایک دیکھا کہ افراسیاب خیمہ سے کڑک کر نکلا آتش خور گت ریشہ سحر و ساحری سے مملو نگاہ تھرتھرائی خیمہ جلنے لگا یہ معاملہ عجیب و غریب دیکھکر کنیزین چیخین مار کر بھاگین چالاک بھی ہیچ ف جان بچا کے سے کود کر بھاگا حیرت اسی طرح ستون سے بندھی رہگئی بیا زبر ناٹا ہو گیا حیرت بیہوش اسی عالم مین ستونوں سے بندھی ہوئی نہ مارے نہ مددگار بے یار بہ نہ انسان نہ حیوان چالاک عجب زبر کوہ آیا حیران کہ خدایا یہ کیا شعبدہ ہوا افراسیاب شرارہ بنکر کہاں گیا بران پر کیا گذری کہین بیٹ مین خنجر مار کے و تو نہین گئی لیکن اگر بران نے جان دی افراسیاب غصہ مین کیون بھاگا چلو چلکر تالاب پر تو دیکھین چالاک تو اسی طرح با نہائے عیاری سے آراستہ اپنی صورت اصلی پر مگر بدحواس عالم یاس کبھی سوچتا ہی شاید افراسیاب قیدیان بلا کو قتل تو کرنے نہین گیا افسوس نہ لشکر مین جا سکتا ہون نہ کوئی تدبیر ممکن دمبدم ترقی حیرت اس پریشانی حیرانی مین چالاک آخر مجبور و ناچار ہو کر طرف تالاب کے چلا اسکو راہ مین چھوڑیے دو کلمہ حال حیرت آل

ملکہ بران شمشیر زن کے مغنیے نظم

از جیب نمونہ الست با من	دامن ہم شدہ چاک تا بدامن	زان پیش کہ چہرہ بر فروزی	بودم بہ غم تو آشنا من
وارستگیم محال عشق ست	از عشق کجا شوم جدا من	میرفت غم و محبت از پیش	چون بادہ و آتش از فنا من
صد تیر غمت با ستخوان زد	زانہا ہمہ بود مدعا من	تا گفت دعا اثر ندارد	شرمندہ گشتم از دعا من
از جذبہ عشق گشتم آخر	سرگشتہ و زار دنیا من	در راہ عدم بیچ تنہا نیست	برگشتہ زدم با بتدا من
من قوت طالعی ندارم	بیہودہ زدم رہ دعا من	بنشینم و صبر را کنم یار	تا یاد سرا شود خریدار

دیگر اشعار آبدار ذوق

نشہ دولت کا بد اطوار کو جس آن چڑھا	سر پہ شیطان کے اک اور بھی شیطان چڑھا

عشق کے ڈھب پہ نہ کوئی بھی جز انسان چڑھا
اسکے قابو پہ چڑھا تو یہی نادان چڑھا

چڑھ گیا جبکہ زمین توسن وحشت اپنا
دبنگیے افلاک پہ ہم خاک بیابان چڑھا

ہین نے دیکھا مہ نو کو تو اُس ابرو کا خیال
لیکے خنجر مری چھاتی پہ وہین آن چڑھا

دیکھیے ملت و دین کتنے کرے گا برباد
باد کے گھوڑے پہ وہ دشمن ایمان چڑھا

مصحفِ رُخ پہ ترے رنگ سنہرا اُٹھرا
واہ کیا خوب ہی سونا سر قرآن چڑھا

جب لڑی آنکھ تری کوئی مرے دیکھے سوا
توج مژگان کے نہ مُنھ بر سر میدان چڑھا

ناز سے تان کے ابرو سے لگا تیر نگاہ
چلہ جلد اپنی کمان پر ترے قربان چڑھا

دیکھو قسمت کا لکھا اُسنے پڑھا خط سو بار
دھیان پر میرا نہ مضمون کسی عنوان چڑھا

غمزۂ یار کو دے سونپ متاع دل و جان
چور تھا پر نظر اپنی نہ نگہبان چڑھا

اشک آتے نہین مژگان پہ کہ یارون نے بھی
پانی سونیزے دیا باندھ کے طوفان چڑھا

حضرت عشق کی درگاہ مین آ کر اے ذوق
دل و دین دیتے ہین سب گبر و مسلمان چڑھا

اُستادان سخنور نے تحریر فرمایا ہے کہ جسوقت افراسیاب جادو بخیال خام و بہ تصور ناتمام برائے ابروریزی ملکہ بران شمشیر زن کو بے کر خیمہ مین گھسا اور چاہا کہ دست انداز ہو یہ نکتہ تحریر کر چکا ہون کہ اُس خیمہ مین اندھیرا تھا افراسیاب آگے بڑھا بران پیچھے رہ گئی اُسوقت عاشق صادق کوکب ستارہ شناس فلک اساس صفدر وصف شکن برہمن روئین تن نقشہ جات ملاحظہ کر رہا تھا بروج فلک پر نگاہ تھی یکایک ثابت ہوا کہ بران شمشیر زن کا ستارہ گردش مین آیا افراسیاب جادو در پے آبروہے ایسے لطف سے سحر کر کے غرق زمین ہوا چشم زدن مین اُس خیمہ مین پہونچا بران کو اُٹھا لیا ایک پتلہ بصورت دختر افراسیاب ڈالدیا بران کو لا کر ایک پہاڑ پر پہونچایا ہوشیار کیا دیکھا رنگ روے بران متغیر خوف آبروریزی مین متردد متحیر استاد کو اپنے دیکھکر لپٹ گئی رونے لگی برہمن نے گوشمالی کر کے کہا او نادان بیوقوف عیارون کا کام تو نے کیا یہ کام عیارون کا ہے کسی کی زوجہ کسی کی معشوق بنتے ہین چونکہ عیار دغا رہوتے ہین جو صورت بنائی اس وضع کو نباہ لے گئے تو ان باتون کو کیا جانے جو روا افراسیاب کی بنکر دوڑ پڑی اگر مجھسا جانباز نہوتا جبر کے پنجے سے کیونکر رہائی پاتی بران کے ہچکی لگ گئی کہا استاد مین ان باتون کو کیا جانون جو چالاک نے کہا وہ مین نے کیا برہمن نے کہا اے بران حقیقت مین چالاک بلا کا عیار ہے ہمسر خواجہ نامدار ہے مگر واے بر حال عیاران ایکسہزار سو دے سر فروشی کرتے ہین اُسنے بھی اپنے سوارون کو مع خواجہ اہل جلال پر ملال ہین دیکھا ہوش اُسکے درست نہ تھے خیر مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت افراسیاب

ابھی تک کوہ زعفران پر موجود ہی تو اپنے کو جلد بر سر تالاب پہونچا اے گوہر صدف قلزم فسونگری داے گل شاداب حدیقہ ساحری مثل دریاے خون روان اس چشمہ کو بھی جاکر مٹانا دریا دلی دکھانا مگر جوش جرات مین آبرو کا خیال رہے افراسیاب بھی ضرور آئیگا میرا ٹھہرنا مناسب نہین ہی یہ کہکر برہمن رخصت ہوکر طرف اپنے قصر کے روانہ ہوا افراسیاب کا حال عرض کرچکا ہون کہ غصہ مین قید حیرت کو بھی بھول گیا گرمی مین ذلت کی مثل شعلہ جوالہ جل چکا ہی بران شمشیر زن اسباب سحر سے آراستہ ہوئی پر پرواز پیدا کرکے جوش و خروش مین طرف اُس چشمہ کے چلی مثل ستارہ سحری آکر آسمان پر چمکی چشمہ مین وہی کیفیت دیکھی چشمہ آب جوش مار رہا ہی تیرہ حباب بر سر آب نایاب تیرہ پیر کوے حبابون سے لپٹے ہوئے چاٹ رہے ہین صداے آہ آہ بلند ہی اس صداے دردناک کو سنکر ہر ایک طائر صحرا دردمند ہی گھبرا کر طائر قریب چشمہ آتے ہین صداے آہ سنکر بیتاب ہو جاتے ہین پانی نہین پیتے سیراب نہین ہوتے آنکھون سے طائران صحرا کے آنسو جاری ہر شاخ نخل تبون سے سر پیٹ رہے ہین درختون پر بار غم والم سر دصحرائی پر ارہ غم و مصیبت چل رہا ہی بلبلان نغمہ سرا کا بیقراری سے دم نکل رہا ہی بونڈلے گرد کے اُٹھتے ہین مگر دل بیٹھا جاتا ہی صحرا خاک اُڑاتا ہی پانی کنارے سے سر ٹکرا رہا ہی مقام ویران جنگل سنسان عجیب حال ہیبت ناک ہی موجین نہین چشمے کا دحشت سے گریبان چاک ہی بران نے جو یہ حال پر ملال دیکھا غم سے کلیجہ پھٹ گیا آسمان پر مثل برق جہندہ کے نہنگ بحر جرات بنکر پانی مین گری وہ پیر کوے شعلے بنکر بلکہ بران پر گرے بران نے ایک ایک ماش کا دانہ مار کر جلایا اُن پیر کودن کو خاک مین ملایا چار جانب سے بران کو مچھلیون نے گھیر لیا نہنگ بنکر بران نے مچھلیون کو نگلنا شروع کیا کبھی تڑپ کر بلند ہو جاتی ہی یہ ماہی دریاے حسن اپنے کو مچھلیون سے بچاتی ہی مگر تمام جانوران دریا نے بران پر بلوہ کیا مگر سولنس گھڑیال لپٹے جاتے ہین زخم جو بران نے کھائے صدمات شب فراق یاد آئے دل سے کہا جوش محبت ایرج نوجوان مین یہ سب کچھ ہوا کونسی ساعت بدبختی کہ اُس ظالم پر مائل ہوئی ایسے بیوفا کے تیغ ابرو سے گھائل ہوئی اُس بیتابی مین یہ اشعار مصیبت آثار پڑھنے لگی اشعار

راحت کے نام سے بھی نہیں آشنا نصیب
ہمسے کجی فلک کی ہمیشہ چلی گئی
جور و پری کو کب ہین یہ ناز و ادا نصیب
کن جبر تون سے کہتے ہین غربت زدہ تیرے
مجھسا نہیں جہان ہین کوئی ہی بلا نصیب
چھپکر وہ شب کو آئے صبح جب ہوگئی سحر

صدمہ جو ہمکو ہجر بتان کا ہوا نصیب
اک روز بھی ہمارا نہ سیدھا ہوا نصیب
اکبار اُنسے اور کرونگا سوال وصل
جنکی بغل مین یار ہی اُنکا خوشا نصیب
کرتا ہی بیوفائی دلبر کا کیا گلہ
بنکر بگڑ گیا ہی مرا بارہا نصیب

ہمکو ازل سے آج تلک غم رہا نصیب
دشمن کو بھی یہ رنج نہو اے خدا نصیب
ختم اُس نگار پر ہی سب انداز دلبری
بنجائے اسمین کچھ کہ بگڑ جائے نصیب
محجوب زلف یار ہی مدت سے مرغ دل
ہوتے ہین قسمتون سے شفیق آشنا نصیب
جس سے لگایا دل ہوئے رنج اُسکی ذات سے

ہم آئے ما چکے ہین قلق یار ہا نصیب

ان اشعار فراق آمیز کو ملکہ بران شمشیرزن پڑھتی جاتی ہو اور لڑتی جاتی ہو یا دمعشوق جو آئی اور جرات بڑھگئی تڑپ تڑپ کے گرنا شروع کیا کبھی حباب توڑے کبھی موجون کے ہاتھ کاٹے کبھی سپر گرداب کو قلم کیا فوج ماہیان کو درہم وبرہم کیا کس زور وشور سے ملکہ بران اسقدر لڑ رہی ہو یا دابروے خمدار محبوب مین ہر چند کہ خنجر کلیجہ پر چل رہا ہو مگر جرات بڑھتی جاتی ہو صد ہا نہنگ خون آشام کو چیر کر پھینک یا ہر مرتبہ نہنگ منھ پھیلا کر آتے ہین سامنے سے ملکہ بران کے بھاگ جاتے ہین کبھی مچھلیون سے لڑائی ہوتی کبھی کسی سونس نے منھ نکالا چاہا بران کو نگل جائے اس صاحب سطوت وصولت نے دونون کلون مین ہاتھ ڈالکے چیر کے پھینک یا کبھی تڑپ کے تہ پر چشمہ کے پہونچتی ہو جب مچھلیان زیادہ گھیرتی ہین برق بنکر آسمان پر اُڑ جاتی ہو پھر تڑپ کر زمین پر آتی ہو اس آمد ورفت مین فوج ماہیان کو پامال کیا اور نہنگان دریا سرکشی بھولے جل جلکر خاک ہوئے تھوڑے عرصے مین تاریکی چھائی صداے ہیبت ناک آئی کشتی مرا نام من نہنگ خونخوار وماہی آشنا ربود افسوس بردیم وجان دادیم وبہ مطلب خود نرسیدیم عرصہ دراز تک اندھیرا رہا آندھی اُٹھی سنگ باری وبرف باری ہوئی ملکہ بران نے جو نتھا کا اندھیرا دیکھا مشعل سحر کو روشن کیا دیکھا تمام سردار فرش زمین پر بیہوش پڑے ہین ایک جانب خواجہ عمرو وبرق ایک سمت اسد نامدار ایک طرف ملکہ مہرخ وبہار وباغبان قدرت ورعد وبرق وبرق لامع پڑے ہین زمین پر تڑپ رہے ہین بران نے بڑھکر اپنی پیشانی پر نشتر مارا خون چلو مین لیکر سبھون پر چھڑکا پہلے سب سے خواجہ عمرو وبرق واسد نامدار کو ہوشیار کیا عمرو اُٹھ کھڑا ہوا ملکہ مہرخ وبہار وغیرہ بھی اُٹھی ہین مگر سحر افراسیاب سے لڑکھڑا رہی ہین بران ایک ایک کے منھ پر چھینٹے دیتی ہو یہ ملحوظ رہے کہ عمرو واسد وبرق اچھی طرح ہوشیار ہو چکے ہین اور سب پر کسی قدر غنودگی باقی ہو ملکہ بران چاہتی ہین کہ سب سحر سے بخوبی نجات پائین بیان سے سب کوچ جائین بہار وغیرہ خود ساحر بردست ہین اپنے سحر آپ اُتار رہی ہین مگر چونکہ سحر افراسیاب ہو دفع ہونے مین کد وکوشش ہو یکایک صحرا سے گرد اُڑی عمرو نے دیکھا نور نظر پارہ جگر چالاک بھاگا ہوا آتا ہو مگر بدحواس پراگندہ پریشان مضطر وحیران جیسے ہی خواجہ عمرو کو کھڑے ہوے دیکھا بیقرار ہو کر دوڑا آکے قدمون سے لپٹ گیا چیخ مار کے رویا عمرو نے کہا ای نور نظر خیر تو ہو عرض کی حضور کو اس حال زار مین دیکھا قریب تھا کلیجہ پھٹ جائے مگر افراسیاب آیا چاہتا ہو بڑے زور شور سے چلا ہو عمرو نے چاہا چالاک سے سب حال پوچھے اتنا چالاک کے مُنھ سے نکلا کہ ملکہ حیرت جادو بر سر کوہ زعفران مضطر وحیران ستون سے بندھی کھڑی ہو تریاد عمرو نہ پوچھنے پایا کہ یکایک آسمان سے نعرہ ہوا منم شہنشاہ طلسم ہوش رُبا بران کو دیکھکر جل گیا وہین سے ڈانٹا او چھو کری تجھنے غضب کیا میرے قیدیون کو چھڑا لیا آج تیری قضا دامن گیر ہو اب

تیرے قتل کی تدبیر ہی بران نے بہار وغیرہ کو آواز دی لو جلاد آپہونچا ملک الموت سے سامنا ہی ہم کہتے تھے جھٹ پٹ نکل چلو ہمارا کہنا نہ مانا آخر اسی مصیبت کا سامنا ہوا رنگ ردے بہار متغیر ہوا باغبان کانپنے لگا برق و رعد تڑپ گئے مگر سب نے حربہاے سحر سنبھالے سب سے پہلے خواجہ عمرو نے جیسی ہی افراسیاب کو آتے ہوئے دیکھا گلیم اوڑھکر کنارے چھپا برق فرنگی بھی عیار تیز رو ہی یہ بھی ایک طرف چھپا سامنے سے ہٹ گیا مگر ہٹتے ہٹتے حقہ آتش بازی داغ دیا چرخ و بہار و باغبان وغیرہ نے گولے ترنج و نارنج کے افراسیاب پر مارے افراسیاب ایسے سحر کو سب مانتا ہی ان سب کو حقیر جانتا ہی زمین پر کو دا سب کے سحر کو دفع کیا اسد نامدار نے جو افراسیاب کو دیکھا جوش جرائت مین قبضہ پر ہاتھ ڈالا اٹھ کر ڈھلکر نعرہ کیا نعرہ اسد

اسد شہسوار معرکہ در روز جنگ — بدرتر دل شیر و چرم پلنگ
شہنشاہ نام آور و کامران — اسد شیر دل ابن صاحبقران

اسد نے جو نعرہ کیا افراسیاب نے پلٹ کر دیکھا چل گیا طرف اسد کے جھپٹا بران نے دیکھا غضب ہوا اگر اسد نامدار کو پائیگا آتش قہر و غضب مین جلا دیگا اگر خدا نخواستہ اس شیر دلیر پر کوئی افتاد پڑی اے بران سب ری کدو کاوش بیکار ہو جائیگی دو لہا کے دم سے برات ہی جو لی دامن کا ہمارا اسکا ساتھ ہی کتب ہاے معتبر مین یہ تصریح لکھا ہی کہ یہ شیر دل طلسم کشا ہی یہ سوچکر جھپٹی بیچ مین آگئی افراسیاب پر گرا کھینچ مارا افراسیاب ضرب سے گرتے کی زمین پر گرا مگر پینچہ کا کڑا پھر غصہ مین اٹھا ملکہ بران نے آواز دی اے اسد شیر دل ہٹیے ایسا نہو یہ بچیا آپکو گرفتار کرلے یہ دیکھکر سب سردار افراسیاب سے لڑنے لگے آتش سحر برسادی برق فرنگی نے جو دیکھا کہ افراسیاب چاہتا ہی کہ ٹھہر ٹھہر کر اسد کو پکڑ لون برق فرنگی نے بھی نکلکر ایک حقہ آتشبازی کا داغ کر افراسیاب پر مارا افراسیاب طرف برق کے پلٹا اور ڈانٹا او بھورے خبردار کیون تیری قضا آئی ہی اب عمرو نے دیکھا کہ اسد و برق گرفتار ہوا چاہتے ہین عمرو بیقرار ہو کر دوڑا سوچا کہ ایسا غضب نہو کہ یہ سردار تہمتن اگر گرفتار ہوا سارا لشکر بھاگ جائیگا اگر خدا نخواستہ برق پکڑا گیا بازو ٹوٹا یہ سوچکر عمرو نے زنبیل سے جال الیاسی نکالا برق و اسد پر پھینک مارا دونون جال مین پھنسے دونون کو کھینچکر عمرو نے زنبیل مین ڈال لیا اور ایک جانب بھاگا اب عمرو کے خیال مین آیا کہ حیرت جادو زعفران کوہ پر بندھی ہوئی ہی اسکو چلکر لینا چاہیے یہ سوچکر عمرو تو طرف زعفران کوہ کے چلا یہان افراسیاب جادو سے بہار وغیرہ سے جنگ سحر ہو رہی ہی مگر افراسیاب نے ایسے ایسے سحر کیے چار طرف سے گھیر لیا باغبان وغیرہ کا نکلنا مشکل ہوا کبھی بران سینہ سپر کر کے لڑتی ہی کبھی ملکہ بہار بڑھکر گلدستہ مار دیتی ہی کبھی تڑپ کر برق لامع گری کبھی رعد نے غصہ مین آکر چیخ ماردی باغبان قدرت نے کئی زخم کاری ہاتھ سے افراسیاب کے کھائے لیکن افراسیاب حیران ہی کہ اسد غازی تلوار کھینچے کھڑا تھا کہان غائب ہوا برق عیار کہان گیا اندھیرے مین کچھ سوجھتا نہین

ہرچند یہ جملہ سردار افراسیاب پر غالب نہین آسکتے مگر دیوانہ کردیا اراکین طلسم ہوش رباہین شہرۂ آفاق فنون افسونگری مین طاق آخر افراسیاب جھلایا اس ہنگامۂ سحر مین سے نکلکر اٹھا بہار نے کہا کہ باغبان بچنا افراسیاب ادھر کچھ تدبیر کرتا ہی مگر اسکے سحر سے کون ہوشیار ہوسکتا ہی بلکہ جھپکا نا دشوار ہی پیچھے ہٹ کرا افراسیاب نے ایک دوہتڑ زمین پر مارا یا ساحری کا نعرہ کیا زمین سے شعلے آگ کے نکلنے لگے غبار زرد بلند ہوا سب سے بیشتر باغبان دردمند ہوا لڑکھڑاکے زمین پر گرا براں نے چاہا اپنے کو سنبھالوں نہ ہوسکا یہ بھی زمین پر گری بہار کا گل سا چہرہ کمہلایا باغبان پر زوال آیا اب بہار کب بچ سکتی ہی برق لامع کو تڑپن رعد کو اُلجھن مخمور کو غشی طاری ہوئی نشۂ بادۂ سحر نے مست کردیا سب گر کر بیکار ہوے افراسیاب نے تیغہ کھینچا چاہا جاکر ان سب کے سر کاٹ لون براں کی بوٹیاں اُڑادون اسوقت ان سرداروں کا بیقرار ہونا بلک بلک کے رونا اپنے معبود حقیقی رب تحقیقی سے رجوع کی تڑپکر آواز دی شعر بادشاہا تو کریمی و رحیمی و غفور دست ما گیر کہ درماندہ و بے بال و پریم کبھی اوصاف رب اکبر بیان کیے اے رب دوجہان اے خالق کون و مکان

تو خالق یکتا صانع مہر و ماہ بادشاہ عالیجاہ نظم مصنف

درخت و گیاہ ز ثمر ساختی
توئی ساخت بر چرخ سیارگان

بیک قطرۂ تو گوہر ساختی
بہ آواز کن خلق کردی جہان

خدایا توئی ہست شاہ جہان
کنی ذرہ را آفتاب از نظر
زمین را تو بر آب دادی مقام

بنا کردۂ تو زمین و زمان
سفیدی بہ پشت سیاہی ز سحر
بہ انجم فلک را چہ کردی قیام

یہ تو سب بلک رہے ہین تڑپ رہے ہین اپنے پیدا کرنے والے کے دل سے یاد بیقراری کی فریاد افراسیاب تیغہ کھینچے ہوئے چلا آتا ہی اس بے حیا کو کب رحم آتا ہی مگر ان بیکسون کا تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا آسمان سے نعرہ ہوا خبردار او بیحیا کیا کرتا ہی سنم صاحب جاہ و توقیر اعنی شہنشاہ کوکب روشنضمیر دیکھا افراسیاب نے کوکب تلوار کھینچے ہوے نعرہ کرتا ہوا آتا ہی مثل برق تڑپ کر زمین پر گرا ایک گولہ مارا افراسیاب کی چھاتی پر پڑا افراسیاب اس سحر کو دفع کرنے لگا کوکب نے پلٹ کر اشارہ کیا سب پر سے سحر اُتارا آواز دی جلد نکل جاؤ مین اس بیحیا سے سمجھ لونگا براں سے آنکھ ملائی کہا اے نہ نظر لڑاتی مین اُڑ نا گیا لڑے بھڑے جلد بے ایسے خوک صحرائی کے سامنے کھڑے ہوکر سحر کرنا سراسر حماقت ہی جاؤ طرف قصر جمشیدی کچھ خیال نہ کرو فوراً ملکہ براں و بہار و باغبان وغیرہ اُٹھ اُٹھکے بھاگے افراسیاب نے چاہا ان سبھون کو روکے کوکب سینہ سپر کرکے سامنے آیا کہا او نامرد از لی وابدی اُدھر کہان جاتا ہی مردان عالم سے آنکھ چار کرکے ہمیر وار کر نرم چارہ ڈھونڈھتا ہی افراسیاب طرف کوکب کے پلٹا کوکب نے دور ہی سے دو تین گولے مارے افراسیاب بر جا در گلنار گری گنبد خونی مین چھپا کوکب سوچا اب ٹھہرنے سے کیا فائدہ اب یہ سحر دفع کرکے نکلیگا فساد برپا کریگا قتل ہونا اسکا ناممکن پس اس سے مقابلہ کیا ضرور ہی عقل سے یہ بات دور ہی یہ سوچکر دونون پانون

زمین مین مارے غرق زمین ہوکر غائب ہوا افراسیاب نے بعد عرصہ دراز اس چادر خونی کو دفع کیا اب جو نگاہ اٹھاکر دیکھا کسی حریف کا نشان معلوم نہین ہوتا مثل غول صحرائی کے جنگل مین دوڑنے لگا اب ناظرین اس داستان حیرت بیان کو ملاحظہ فرمائین خمسہ مومن حافظ

کسے بہ غمکدہ تا کے بصد محن باشد — ز داغ رشک عدو گرم سوختن باشد
بگوشۂ جگر افشان و نالہ زن باشد — خوش ست خلوت اگر یار یار من باشد
نہ من بسوزم و او شمع انجمن باشد

تنگ آئے ہین اب تجھکو چھوڑ دینگے ہم — ہمین پسند نہین ہی وفا یہ لطف وکرم
کہ غیر سے بھی ملاقات ہی اگرچہ کم — من آن نگین سلیمان بہیچ نستانم
کہ گاہ گاہ برو دست اہرمن باشد

کہان تلک ہے خاطر مین حزن و رنج وملال — کہان تلک ستم رشک سے ہو جان پامال
بس اسکی محفل دلچسپ سے عدو کو نکال — روا مدار خدایا کہ در حریم وصال
رقیب محرم و حرمان نصیب من باشد

عدو کی بات بھلی اور برے مرے اشعار — پسند نالۂ زاغ اور نوائے ہزار
کہان ہی جلد بہیج ہدہد صبا رفتار — ہمائے گو مفگن سایۂ شرف زنہار
دران دیار کہ طوطی کم از زغن باشد

وفور وحشت جوش قلق ہی روز افزون — نہین ہی صبر و شکیب قرار و تاب وسکون
اگرچہ خوار و زبون دشت پھرتا ہون — ہوائے کوے تو از سر نمی رود بیرون
غریب را دل آوارہ با وطن باشد

مین کیون وہ بات کرون جس سے ہو وہ شوخ خجل — وفور ولولہ کے التماس سے حاصل
ہر ایک حرف ہی یان دل شگاف تا بگسل — بیان شوق چہ حاجت کہ شرح آتش دل
توان شناخت ز سوزی کہ در سخن باشد

ہی مومن آگے تیرے کیا ہی دم بخود حافظ — مجال ہی جو کرے تجھسے جد و کد حافظ
تو رہنمائے سخن اور نابلد حافظ — بسان سوسن اگر دہ زبان شود حافظ
چو غنچہ پیش تواش مہر بر دہن باشد

مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران خیار پیک طرار عمرو بن امیہ نامدار قید سحر بالا سے

رہا ہو کر طرف کوہ زعفران کے قطرہ زن ہوے دریاے عیاری جوش مین قلزم مکاری خروش مین کوہ زعفران
پر پہونچے دیکھا حقیقت مین حیرت زر در دستون سے بندھی ہی بیہوش و مدہوش زبان مین سوزن بال لاکھون
روپے کا پہاڑ پر پڑا ہی پہلے خواجہ نے سب مال اُٹھا کر نذر زنبیل کیا سب چیزین اُٹھاتے جاتے ہین لو دا دجان
کہے دیتے جاتے ہین خیمے تک اُکھیڑ لیے اب قریب حیرت کے آئے حیرت کی زبان مین سوزن بیہوشی و مدہوش عمرو
نے اُٹھا کر حیرت کو نذر زنبیل کیا پکار کر کہا دادا جان اسکو اچھی طرح رکھیے گا زوجہ بادشاہ طلسم ہوش رُبا ہی سحر و
ساحری مین یہ بھی یکتا ہی اسپر کوئی زوال نہ آنے پائے حفاظت سے رہے ورنہ افراسیاب بری طرح پیش آئیگا
یہ کہکے رنگ روغن عیاری کا نکالا کلیجہ پر پتھر رکھا صورت حیرت کی بنکر تیار ہوا ویسا ہی لباس ویسا ہی زیور
زیب جسم کیا مگر خوف سے ہاتھ پانؤن مین رعشہ دل سے کہتا ہی ای عمرو اگر یہ عیاری خالی گئی تو پھر لوح کا پتہ
نہ ملے گا یا تو موت نے یہ راستہ بتایا ہی دستیاب ہونے لوح کا وقت قریب آیا ہی عنایت پروردگار پر نگاہ کی نہ
واہ کی نہ آہ کی کوہ زعفران سے اُترے بصورت حیرت روتے پیٹتے ایک جانب چلے یہ کہتے ہوے خواجہ جاتے ہین
یا سامری جمشید طلسم ہوش رُبا مین آگ لگے افراسیاب نگوڑا مارا جائے اب بھیک مانگ کر بسر کرونگی سلطنت کا نام
نہ لونگی اگر کوئی عیار آکر قتل کر ڈالتا کون بچانے والا تھا اب جوگن بنکر قبر سامری پر جاؤنگی داغہاے دل کے پھول
چڑھاؤنگی اشکون سے چھڑکا کرونگی سامری کی چیری بنکر وہین رہونگی دنیا دارون سے اب نہ ملونگی سب اپنے مطلب کے
خواہان ہین ای حیرت ابھی نوجوان ہون جہان جاؤنگی وہ خاطر کریگا بڑھاپے کا کون ٹھکانا افراسیاب بٹھرہ اُمنھ
نہ لگائیگا نانی خالا بنائیگا بلک بلک کر جو حیرت نقلی نے بین کیے افراسیاب خانہ خراب بعد جانے کوکب روشن ضمیر
کے جنگل مین دیوانہ وار وحشی مثال دوڑتا پھرتا ہی لباس پارہ پارہ تاج ڈھلکا ہوا تیغہ خون آلود کھنچا ہوا ہاتھ مین
لخت خون کے زرہ پر جمے ہوے گھبرا کر زیر نخل ٹھہرا کان مین حیرت کے بین کرنیکی آواز آئی صدا اپنی معشوقہ کی سنکر
طبیعت گھبرائی صدا پر چھپٹا نخلستان سے نکلکر دیکھا حیرت جادو بامو ے پریشان کھڑی سر پیٹ رہی کلمات مذکور
زبان پر افراسیاب کا کلیجہ پھٹ گیا بیقرار ہو کر آواز دی ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان خیر تو ہی
افراسیاب کو دیکھکر حیرت تڑپی ایک چیخ ماری ہاے کا نعرہ کر کے زمین پر گری بیہوش ہوگئی آنکھین پتھرا گئین
منکا ڈھلکگیا آثار موت کے چہرے پر افراسیاب پیٹنے لگا ہاے بی بی یہ کیا غضب ہوا تو نے بڑا صدمہ عظیم اُٹھایا
ہاے مسلمانون نے بہت ستایا نازک مزاج شاہزادی نے کیسے کیسے رنج و ملال اُٹھائے تقدیر نے مصیبت کے دن
دکھائے مگر چونکہ شاہراہ ہی آیند و روند کو دیکھکر شرمایا خیال مین گذرا یہان ٹھہرنا بہتر نہین ہی اب اسکو اسی حال
مین اُٹھا کر کسی مقام معقول پر لیچلو وہان چلکر سب حال دریافت کرونگا حقیقت مین مجھسے بڑی خطا ہوئی نکلجانے
سے بران کے ایسا گھبرایا کوہ زعفران پر اسکو چھوڑ کے چلا آیا ای افراسیاب کیا کیا رنج و ملال پہونچے

ہین سلمانون نے دیوانہ کردیا جھرو بچون کو بھولا یہ سوچکر بہت بیقرار ہوا اُسی خیال مین حیرت کی کمر مین پنجہ دیا ایک تخت سحر تیار کیا اسپر سوار ہوکر تخت اُڑاتا ہوا چلا ایک کوہ ہی کہ اُسکو کوہ نیرنگ کہتے ہین ملکہ نیرنگ جادو مع ہزار ناز نینان مہ جبین کے مسند جواہر نگار پر بیٹھی ہی اور کوہ فلک شکوہ پر قصر عالی نہایت تکلف سے تعمیر یہ کوہ نیرنگ عیش گاہ افراسیاب مشہور ہی ملکہ نیرنگ جادو نے دیکھا افراسیاب تخت پر سوار ملکہ حیرت کا سر زانو پر رکھے ہوے رنجیدہ و کبیدہ آتا ہی نیرنگ براے استقبال اُٹھ کھڑی ہوئی براے تسلیم جھکی سحر سے بلند ہوکر پایہ تخت پر ہاتھ ڈالدیا کہا ای شہنشاہ گردون پناہ اسوقت کیا حال ہی لباس پارہ پارہ کڑیان زرہ کی نمارد چہرے سے رنج و ملال ہویدا افراسیاب نے کہا ای نیرنگ کیا کہون جسدن سے یہ سلمان میرے طلسم مین آئے ایسے ایسے رنج و ملال پہونچائے جنکے بیان کرنے سے حجاب آتا ہی نیرنگ نے کہا مین فردا پوچھونگی مگر قصر مین تشریف لیچلیے یہ تو عیش گاہ حضور ہی تخت شہنشاہی بھی اس مقام پر رہتا ہی کل سامان عیش و نشاط مہیا ہی افراسیاب چونکہ گھبرایا ہوا تھا یہ بھی منظور ہی کہ حیرت کو ہوشیار کردن کلام عذر سے تسکین دون ملکہ نیرنگ سے کہا حیرت جادو کو اندر لے چلو نیرنگ جادو مع چند کنیزون کے حیرت کو لپٹ گئی باحتیاط اندر بارہ دری کے لیکر آئی افراسیاب تخت پر بیٹھا حیرت کا سر زانو پر رکھ لیا خوشامد سے تلوے سہلانے لگا اس عرصہ مین سیاح جہان گرد آفتاب منزل عالم کو طے کرکے سراے مغرب مین پہونچا مسافرانہ شب بسر کرنے کو اُترا شام تیرہ فام نے اپنا چہرہ دکھایا شہنشاہ ماہ عالم افروز کی عملداری ہوئی افواج انجم نے صف باندھی تخت فلک زبرجدی پر ماہ تابان جلوہ فرما ہوا ملکہ نیرنگ جادو نے براے روشنی حکم دیا کنیزون نے فوراً جھاڑ وغیرہ روشن کیے افراسیاب نے نیرنگ سے اشارہ کیا کیا غضب ہی ملکہ کو ہوش نہین آتا ایسا صدمۂ عظیم اُٹھایا دیکھو تو دانت بیٹھ گئے ہین دشمنون کے چہرے پر مردنی چھائی ہی نیرنگ نے پوچھا آخر ای شہنشاہ یہ کیا معرکہ ہوا کنیز کو تو آگاہ کیجیے افراسیاب نے کہا ای نیرنگ حقیقت مین مجھسے بڑی خطا ہوئی عیاران اسلام ملکہ کو گرفتار کرکے برسر کوہ زعفران لے گئے صورت پر ملکہ بران کی بنایا مین کمبخت نہ سمجھا بران حیرت بنکر گئی اب بی بران بھی عیاریان کرتی ہین ای نیرنگ سامری جمشید نے خیر کی در نہ مین گولہ تیار کرچکا تھا اگر ما بدولت کے ہاتھ کا گولہ چل جاتا حیرت جلکر خاک ہوتی مین پھر ایسی جورو کہان سے پاتا نانی امان کا میرے پاس پرچہ پہونچا جب آگاہ ہوا ورنہ سامان بربادی در پیش تھا تب مین نے قصد کیا کہ آج بران کی آبرو لیلون اس کو برہمن لے گیا عجیب ظالم نے شعبدہ کیا میری بیٹی کی شکل بنا کر ایک تیلہ چھوڑ گیا اس غصہ مین ما بدولت کے ہوش درست نہ رہے طرف تالاب کے دوڑ پڑا یہ پہاڑ پر بندھی رہ گئی شاید ملکہ زعفران نے رہا کیا ہوگا مشکل صحرا مین

پہونچی بیچاری روتی پھرتی تھی مجکو دیکھکر بیہوش ہوگئی اُسوقت سے ہوشیار نہین ہوئی عجب صدمہ عظیم قلب پر
پہونچا نیرنگ جادو بیٹھکر تلوے سہلانے لگی اور حال پر ملال حیرت دیکھکر رونے لگی کہا اے شہنشاہ حقیقت
مین آپنے بڑا ستم کیا اپنی جورو کا خیال نرکھا اگر بران کی آبرو لیتے تو کیا نفع ہوتا یہ نہ آپ سمجھے کہ
کوکب آنا بڑا بادشاہ عالیجاہ آفتین برپا کریگا ایک تو آپ کے اور اُنکے دشمنی چلی آتی ہے اور زیادہ بغاوت
بڑھتی آپ ہٹ جائیے مین ابھی ہوشیار کرتی ہون ہائے غضب میری بی بی کا پھول سا چہرہ کمھلا گیا پروردہ مہد
ناز ونعم اسیر یہ ستم بیٹی شہنشاہ حیات جادو کی وہان سے بھی سلطنت کرتی ہوئی آئی آپ کے یہان اور ترقی ہوئی
اٹھارہ سو ملک کی سلطنت کی آپ ایسے گھبرائے ایسی جلیل القدر کو چھوڑ کر چلے آئے جسقدر رنج وملال کرے
زیبندہ اور سزاوار ہے بڑی ساعت بدبختی جو ایسی مہ جبین آپ کو بیاہی گئی جبھی تو حیرت کہتی ہے کہ مین افراسیاب
کو چھوڑ دونگی بازار مین جا بیٹھونگی افراسیاب نے کہا اے نیرنگ جو کچھ چاہے سو کہے مین آج معقول ہون اُسکے
رنج والم سے خود ملول ہون اب نیرنگ نے تلوے سہلانا شروع کیے ملکہ عالم کہکے پکارا حضور آنکھین کھولیے ملکہ حیرت
نقلی نے آنکھین کھولین گھبرا کے چہار جانب دیکھا ہائے کا نعرہ کرکے پھر آنکھین بند کین افراسیاب نے جلدی قریب
آکر کہا اے ملکہ عالم خیر تو ہے حیرت نقلی نے کہا ہے ہے مین ڈر کے مارے مری جاتی ہون وہ سامنے دیو آتا ہے مجکو کھا جائیگا
مجھ بے والی وارث بیوہ کی کون خبر لیگا نیرنگ نے کہا واری اسقدر نہ گھبرائیے ایسا کلمہ زبان پر نہ لائیے سامری جمشید آپکے وارث
کو سلامت رکھین آپ سہاگن ہین نتھ چوڑیان قائم رہین دیکھیے شہنشاہ بیٹھے ہین آپ کو پکار رہے ہین جب حال اپنا
کیا ہے گردش فلکی سے سب طرح کے سامان ہوجاتے ہین آپ میرے قصر کوہ نیرنگ مین آئی ہین دیو بھوت پلید کیسا
یہان کون آسکتا ہے جب اسطرح بالتصریح نیرنگ نے بیان کیا تب حیرت گھبرا کر اُٹھی افراسیاب کے گلے مین
ہاتھ ڈالدیے ابا جان کہکے رونے لگی نیرنگ کو امی جان افراسیاب کو ابا آبا کہہ رہی ہے افراسیاب
ہر مرتبہ گلے لگا کر کہتا ہے بی بی نہ گھبراؤ مین تمہارا میان ہون نیرنگ کہتی ہے حضور مین تو آپ کی کنیز ہون
امی جان کہان ہوش مین آئیے ایسے کلمات اپنی زبان پر نہ لائیے حضور میرا نیرنگ جادو نام ہے افراسیاب
نے کہا اے نیرنگ بران نے سحر کیے چالاک نے نہین معلوم کیا کھلا دیا روغن چنبیلی کا لاؤ دماغ پر ڈالو اس
پاجی نے بیہوشی کھلائی ہوگی دماغ مین فتور آگیا کنیزان نیرنگ روغن لائین افراسیاب نے اپنا ہاتھ دماغ پر
حیرت نقلی کے پھیرا نیرنگ تلوون مین ملنے لگی حیرت نقلی لڑکھڑا کر پھر گر پڑی بیہوش ہوگئی خوب خوب تلوے
سہلائے گئے رات بھی زیادہ آچکی ہے بڑی مشکل سے حیرت کو ہوش آیا مگر حیران پریشان چوکنی چہار طرف دیکھا
افراسیاب کے چہرہ پر نگاہ ڈالی پوچھا اب مین کہا ہون افراسیاب نے کہا بی بی تمکو تخت پر سوار کرکے
کوہ نیرنگ پر لایا ہون نیرنگ جادو تمہاری مصاحب ہے وہ سب کنیزان خاص حاضر ہین قصر عیش گاہ ہے

اکثر یہان آنے کا اتفاق ہوا ہو تم کہا کرتی تھین کو ہ نیرنگ نہایت فرحت افزا ہو اسی واسطے تمکو لیکر آیا ہون کہ رنج و ملال دفع ہو سرور تازہ فرحت بے اندازہ حاصل ہو بوجہ احسن تسکین دل ہو بلکہ حقیقت مین ہمنے آج بڑا رنج و ملال اُٹھایا معاف کرو اب کبھی ایسی خطا نہو گی ایسا ہی سبب کامل تھا جو مین تمکو دشمنون مین چھوڑ کر چلا آیا یہ کہکر افراسیاب نے چاہا کہ سر قدمون پر حیرت نقلی کے رکھے حیرت نے ایک لات ماری اور سرا پنا زمین پر دے مارا پچھاڑ کھائی بال نوچے انگیا کرتی کے ٹکڑے ٹکڑے اُڑا دیے اپنے کو زمین پر گرایا یہ کہکے پیٹنا شروع کیا یا شامری تمھاری خدائی مین آگ لگے پونے دو سو بھڑوون کی خدائی مٹے لقا نگوڑا غول صحرائی مسلمانون کے ہاتھ سے جوتیان کھائے ذلیل ہو کر مارا جائے کیسی ان سب بھڑوون نے ملکر تقدیر کی کہ مین ایسے ناقدرے کے ساتھ بیاہی گئی کاش کے کسی گھسیارے کے ساتھ شادی ہوتی چین کو کرتی پانون پھیلا کر سوتی ان مصیبتون مین تو نہ مبتلا ہوتی یہ کہکر سر پیٹنے لگی افراسیاب بڑھا کہ مین ہاتھ تھامون کہا خبردار او جلاد اگر مجکو ہاتھ لگائیگا تو خون پانی ایک کرونگی سنکھیا کھا لونگی کنوئین مین ڈوب مرونگی جب تمکو میرا اعتبار نہین تو جورو شوہر کیسے بی نیرنگ تمنے سُنا مجھے مونڈی کاٹا نگوڑا دشمن جانتا ہی راز کی باتین مجھسے چھپائین کہتے ہین جورو خصم کی رازدار ہوتی ہی اگر چہ اُنکا جواری ہو بیبیان گھر کی بیٹھنے والیان اپنے شوہر کا عیب و ہنر چھپاتی ہین جب یہ مجکو دشمن جانتا ہی تو اس گھر مین رہکر کیا کرونگی باہر نکل جاؤنگی اور تیرے منھ مین کالک لگاؤنگی دیکھ تو سہی تجھے چار آدمیون مین کیسا بدنام کرتی ہون اسنے سب طرح مجکو دبا لیا کسی بات سے ہمکو کام نہین جو چاہتا ہی کر گذرتا ہی علاوہ اسکے یہ مسخرہ رند شرابخوار ہی اسکو کسی کی ضرورت ہی کیا ہی ایک نگوڑے گر ترپے کا لونڈا اب بھی اسکا آشنا ہی اُسکو جنگل سے اُٹھا لایا فرزند کیطرح گود مین پالا اب اُسکا خورشید تاج بخش نام رکھا ہی مجھسے چھپکے وہان جاتا ہی وہ نگوڑا زنان منتری خوب اُسکو ناز و کرشمہ دکھاتا ہی وہان سے بہت خوشی خوشی آتا ہی ہمارے پہلو مین راتون کو نگوڑا ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی میری طرف سے پیٹھ موڑ کے سوتا ہی سنو بوا اسکی ہمین پرواہ نہین مان باپ کی بیٹیان ہین اور بات خواہ ہو یا نہو مگاہ تو سیدھی رکھے راز تو ہم سے نہ چھپائے افراسیاب نے کہا اردو بیٹھ نہین یہی خطا مجھسے ہوئی کہ تمکو چھوڑ کر چلا آیا مجکو یقین کامل تھا کہ وہان زعفران جادو اور کنیزین اسکی موجود مین رہا کرونگی ورنہ مین کاہیکو آتا حیرت نے کہا میرے قریب نہ آئیے مجھے ہاتھ نہ لگائیے جو بات چھپائی ہی صاف صاف کہونگی تو مرچین لگین گی کبس یہی بہتر ہی کہ مجکو دو انگل کا پرزا طلاق کا لکھکر دیدو مین ٹھنڈے ٹھنڈے میکے مین اپنے مان باپ کے گھر مین جا بیٹھون یہ تو مین نے غصہ مین کہا کہ بازار مین بیٹھونگی ارے او نگوڑے مورکھ تجکو چھوڑ کے اور دوا کیا کرونگی تجھسے دنیا مین کون بہتر ہی بادشاہ طلسم ہوشربا

جلنی دولت حشمت اور مال تیرے گھر مین ہی دنیا مین کہین نہ ہوگی اگر ہین یہ سب چھوڑ کر چلی جاؤنگی تو راتین فراق کی تڑپ تڑپ کے کاٹونگی تیری یاد مین یہ اشعار پڑھا کرونگی یہ کہکے دلکو بہلاؤنگی نظم قلق

ہجر مین رونے سے ای دیدۂ تر کیا ہوگا
اسمین حاصل تجھے ای دیدۂ تر کیا ہوگا
دشمنی کی کبھی امید نرکھ دوست سے تو
سفر گور مین بے زاد سفر کیا ہوگا
دل فرقت زدہ ٹرکون سے بہلتا ہی کوئی
بعد تیرے یہ زر ای صاحب زر کیا ہوگا
ایک دیتا ہی تو دس غیب سے ملتے مین اسے
اور اس خاک کی چٹکی مین اثر کیا ہوگا
کبھی چشمک کبھی غمزہ کبھی عشوہ کبھی ناز
سنگ سرما سے نمودار شرر کیا ہوگا

ایسے چھینٹون سے فرد سوز جگر کیا ہوگا
آبرو ہوگی نہ دنیا مین کبھی موذی کی
برق انداز بھلا ابر سپر کیا ہوگا
دل نہین معرکۂ عشق مین منت کش داغ
غم غلط اشکون سے ای دیدۂ تر کیا ہوگا
جب چلی تیغ خزان باغ مین کنے کی نہین
اہل ہمت کا تہی کیسۂ زر کیا ہوگا
خانۂ دل مین نہ اتریگی تری تیغ ای ترک
چشم جانان سے کوئی شعبدہ گر کیا ہوگا
کوچ کے وقت قلق ہو عمل نیک کا دھیان

حرمن ہستی عاشق کو نہ کر خاک سیاہ
آبلہ سانپ کے تالو کا گھر کیا ہوگا
اتنی بھی فکر نہین بیٹھے ہین گویا برکاب
شور بختی مند کا احسان سپر کیا ہوگا
بند مٹھی کو نہ اس باغ مین کھ غنچہ صفت
گل کا داغ پر طاؤس سپر کیا ہوگا
دہن گور کو بھر دیتا ہی جسم لاغر
اس پری کا دے شیشہ مین گذر کیا ہوگا
کوکب بخت نہ چمکے گا سیہ بختی سے
ایسے ہنگام مین سامان سفر کیا ہوگا

یہ کہکے حیرت نقلی منھ ڈھانپ ڈھانپ کے خوب روئی دریائے محبت افراسیاب نے جوش مارا ایک ایک اشک حیرت تیر بنکر کلیجہ پر پڑا تیر بھی آبدار تھے تو وہ دل کے پار تھے دامن صبر و دست استقلال سے افراسیاب کے چھوٹ گیا شیشۂ دل سنگ بدعت محبت حیرت سے ٹوٹ گیا نیرنگ نے کہا ای شہنشاہ ایسی چاہنے والی بیبیان لکھو ملتی ہین کلمات حسرت آیات سُننے سے کلیجہ کے ٹکڑے ہوتے ہین آپ شوہر یہ زوجہ ہم باہر جائین تخلیہ کردین حضور تنہائی مین سمجھائین یہ کہکر نیرنگ وغیرہ باہر گئین افراسیاب نے بیقراری مین سرپائون پر حیرت جادوگر کے رکھدیا گلے مین ہاتھ ڈالے چاہا گلے لگائے حیرت نقلی نے ڈاڑھی نوچ ڈالی کہا بس الگ سے بات کیجئے اور دل سے کہتے ہین ای خواجہ عیاری کیا بُری چیز ہی جورو اسکی بنکر آئے خدا آبرو بچائیے آج تک کبھی ایسا اتفاق نہین ہوا ہمپر یہ نئی مصیبت پڑی ہی اللہ مالک ہی افراسیاب نے کہا ملکہ یہ بتاؤ وہ راز مین نے تمسے کون ساچھپایا جسپر تمکو غصہ آیا حیرت نے کہا ای شہنشاہ آپ نا انصاف ہین آپ کے سامنے کہنا نہ کہنا دونون بیکار ہین افراسیاب نے کہا ملکہ بیان کرو جان و مال میرا تمھارے سپرد ہی خواجہ نے کہا اونا منصف مین چاہتی تھی اس راز مخفی کو تو اپنے دل مین رکھون جب کسی دن برادری جمع ہو چودھری سے کہکر تمھارا حقہ پانی بند کراؤن کہ تمکو بھی یکی دونون دینا پڑین یہ کہکے افراسیاب کے گریبان مین ہاتھ ڈالا کہا کیون او ظالم ساری آفتین تو ہمارے سر پر ہین ہماری بہار نکل گئی ہمین تم سے محبت نہ ہوتی تو ہم یہان کیون

رہتے لشکر مسلمانان مین جاتے سو مرتبہ ہوا بہار نے پیغام دیا کہ تم یہان چلی آؤ ہم تمھین بادشاہ کرین ہمیشہ یہی جواب دیا کہ ہم اپنے وارث کے قاتل نہین ایسی سلطنت مین آگ لگے اگر ہمارے شہنشاہ کی سلطنت مٹ جائیگی ہم ماں باپ کی بیٹیان ہین سوئی مار کے بسر کرینگے چرخہ کاتین گے اپنے شوہر کو چھیلا بنا کے نکالین گے مگر تو نے خوب اسکا بدلہ کیا کیون صاحب لوح طلسمی کا حال ہم سے چھپایا ہم لوح طلسمی کو لے کر کیا کرتے اگر ہم کو حال معلوم ہوتا ہم جا کر طلسم کشا کو آگاہ کرتے جسدن سے تمنے لوح طلسمی روانہ کی اور حال ہم سے نہ کہا آٹھ آٹھ آنسو روتی ہون لخت جگر کھاتی ہون خون جگر پیتی ہون حیرت مین ہون کہ کیونکہ جیتی ہون غم کھاتے کھاتے ایکدن مرجاؤنگی تجکو کیا ہی تو اور ڈھیر۔ بیچہ کر لیگا شاہزادیون مین ذکر ہوا کہ افراسیاب اپنی جورو کو دشمن جانتا ہی مین شرم سے کٹ گئی بموجب مثل اپنی ماری کس سے کہون پیٹ مسوسا دیدے رہون + تجھ ایسا ناخلف اگر ہمکو نہ ملتا تو یہ باتین کاہیکو سنتی اب آج اپنی تمھاری جان ایک کرونگی سنو صاحب دو باتون مین فیصلہ ہی اگر مین دشمن ہون تو بس مجکو جانے دو مین اپنے میکے جا دن تمکو شیطان کے حوالہ کیا اگر دشمن نہین ہون تیری جورو وفادار ہون کوئی آج تک برا بھلا کرم نہین کیا تو صاف بتلا لوح طلسمی کسکے پاس ہی اور کہان ہی ورنہ اپنی جان دونگی جن شاہزادیون نے مجکو طعنہ دیا ہی انکے سامنے سرخرو ہوئی تو زندگی ہی ورنہ مجھ ایسی کا مرنا بہتر چار عورتون مین ذکر ہو چکا کہ حیرت کو افراسیاب دوست نہین جانتا افراسیاب نے کہا ملکہ ذراسی بات کا تو نے تبنگڑ باندھا ہی مین نے تم سے اسواسطے نہین کہا کہ سابق مین مین نے مخمور دبہار و باغبان کو راز دار کیا تھا وہ لوگ طلسم کشا کو تا باغ سیماب لے پہونچے اب مین نے لوح طلسمی بڑی مشکل سے پائی اسوجہ سے لوح چھپائی حیرت نے اپنا منہ پیٹ لیا کہا او ظالم بے مروت مجکو بہار ومخمور سے مثال دیتا ہی وہ لونڈیان باندیان نمین مٹکا کر نکل گئین تبلا تم مین کہان جاؤنگی اگر تو مریگا تو تیرے ساتھ ستی ہونگی جہنم تک تیرا ساتھ نہ چھوڑونگی بس اب جلدی صاف بتاؤ ورنہ یہ الماس کی انگوٹھی چبا جاؤنگی افراسیاب نے ہاتھ تھام کیا کہا ملکہ ایسا ارادہ نہ کرنا مین حال بیان کرتا ہون مگر اسکا کسی سے ذکر نہ کرنا خواجہ نے ہنسکر کہا مین تو عمر و سے کہدونگی اسد غازی کو ساتھ لیکر جاؤنگی لوح دلواؤنگی طلسم فتح کراؤنگی تمھارا جی چاہے تو بیان کرو نہ جی چاہے نہ کہو مین تو دشمن دشمن یہ کہکے اُلٹے ہاتھ سے طمانچہ مارا افراسیاب گال سہلا کر رہ گیا خواجہ نے کہا اب بیان کرو جلدی افراسیاب نے کہا اے ملکہ عالم بگوش ہوش سنو اگر کوئی قصد کرے کہ تابہ لوح طلسمی جائے جب تھر مین قدم رکھے ہوا اول مجکو بیہوش کرے میرے جوڑے مین ڈبیا ہی اس ڈبیا کو کھولے کلید نکالے یہ تخت

جو سامنے بچھا ہی جسپر با بدولت جلوہ فرما ہوتے ہین تخت کو اُٹھائے فرش ہٹلائے وہنہ نقب ظاہر ہوگا اُسمین داخل ہوکئی سو سیڑھیان طی کرکے باہر نکلے صحرائے حیرت خیز دہشت انگیز ملےگا ای جان جہان اس صحرا کا طی کرنا نہایت دشوار ہی آب ودانہ ممکن نہین انسان وحیوان کا نام نہین ایسا ہی سخت جان ہو تو اُس صحرا کو طی کرے بعد کئی دن کے طلسم صندل ملے گا جب اس طلسم کو فتح کرے تب راستہ کھلے کیونکہ ای ملکۂ عالم کسکو ایسا در وسری کہ طلسم صندل کو فتح کرے بادشاہ طلسم صندل ملکہ صندل جادو ساحرہ بے نظیر فلک افسونگری کی ماہ منیر سامری وجمشید بھی اُسکو قتل نہین کرسکتے لیکن بہرتقدیر اگر طلسم صندل فتح ہوا اور راستہ کھلے بعد کئی منزل کے ایک دربند ہی اسکو دربند مہرو ماہ کہتے ہین مہر وماہ جادو وہان کے حاکم وناظم ہین تین لاکھ فوج کی مالک جادۂ افسونگری کی سالک مین نے اُسکے پاس لوح بھیجدی ہی کیونکہ ای ملکہ اب کسکی لیاقت ہی کہ مجکو اسی قصر مین بیہوش کرے کنجی پائے نقب مین جائے طلسم صندل فتح کرے مہرو ماہ جادو قتل ہون لوح طلسمی دستیاب ہو خواجہ نے مسکراکر محبت سے ایک طمانچہ مارا کہا ائے نگوڑے جو ہونا تھا ہوچکا اب کیا لوح بکیگی بس اب چلو آرام کرو نیند کے مارے بُرا حال ہی مگر میری ہڈیان چور چور ہو رہی ہین مجکو ہاتھ نہ لگانا بس چپکے چلکے سو رہو صبح کو جو کچھ ہوگا سمجھا جائیگا افراسیاب نے دیکھا اب ملکہ کے چہرے پر بحالی آئی حیرت نے کہا نگوڑے شیطان پر لعنت ہی ناحق مین اپنے شوہر سے اُلجھی نہین معلوم تمنے کیا بکا مین سمجھی بھی نہین تم لوح لوح بکا کیے مین نے نیند مین سُنا بھی نہین کیون شہنشاہ تمنے تو یہی کہا کہ تخت کے نیچے صندوق مین لوح رکھی ہی افراسیاب اپنے دل مین خوش ہوا کہ خوب ہوا نیند مین حیرت کچھ نہین سمجھی کہا ہان ملکہ انھین صندوقون مین لوح رکھی ہی یہ کہکے تیز رنگ کو آواز دی کہ ایک گلابی دیجاؤ کباب حاضر کرو حیرت نقلی نے کہا شراب کیا ہوگی مین اسوقت تمکو نہین پینے دونگی شراب پی کے وہا چوکڑی مچاؤ گے مجھ مین اسوقت طاقت نہین اور یون تمھاری خوشی کیا مین تیری دلشکنی کرونگی یہ کہکے خود دوڑی گلابی اُٹھاکے لائی جام لبریز کیا کھائی سے پڑیا بیہوشی کی ڈالی کہا لو جام یوگے یہ کہکے ہاتھ کو روکا مسکراکر یہ اشعار پڑھے اشعار

قسمت سے ملگیا مجھے ساغر شراب کا
کہتا ہے مقابلہ ہی آفتاب کا
انصاف پر کچھ آپس مرون تو باغبان
عالم ہی اپنے خواب مین گو نگے کے خواب کا
مجھ رند بادہ خوار پہ سایہ پری کا ہی
لبریز ہو چکا ہی پیالہ گلاب کا

چھینا ہی نجم بخت نے برج آفتاب کا
ہر سال قبر پیر مغان پر چڑھاتے ہین
دے قبر عندلیب مین تختہ گلاب کا
سیخ قزح پہ دیکھکے لخت جگر مرا
صدقے مین ہیرے دیجیو تیلہ شراب کا
غش آگیا ہی دیکھتے ہی حسن روے گل

اُس مہ کے ہاتھ مین نہین ساغر شراب کا
شیشہ شراب ناب کا دونا کباب کا
رو یائے وصل کہہ نہین سکتا مین شرم سے
کیا کیا جلا بھنا ہی کلیجہ کباب کا
بیجا نہین ہی گریۂ شبنم دم سحر
بلبل کے منہ پہ دے کوئی چھینٹا گلاب کا

پر نور میکدہ ہی یہ ساقی کے حسن سے | جام شراب پر ہی گمان آفتاب کا
بیرمی امین کر رہا ہون مین ماتم شباب کا | بے وجہ شغل شیشہ زنی یہ نہین قلق

ہنس ہنسکے جو یہ شعر ملکہ حیرت نقلی نے پڑھے افراسیاب مست ہوگیا دل مین سوچا کہ اسکا بھی اسوقت پی جاہتا ہی جام ہاتھ سے لے لیا بدون ردو قدح پی گیا اب افراسیاب جھومتا ہوا اٹھا پلنگ پر لیٹتے ہی بیہوش ہوا خواجہ عمرو نے سجدہ شکر یہ پروردگار کیا کنجی جوڑے سے افراسیاب کے نکالی اب کھڑے ہوکر سوچنے لگے کہ اے عمرو حیرت کا زنبیل مین رہنا اچھا نہین افراسیاب بہت پیچھا کریگا تا بہ طلسم صندل جانا مشکل پڑیگا یہ سوچکر حیرت جادو کو زنبیل سے نکالا پہلو مین افراسیاب کے سلا دیا دونون کو بیہوشی اتنی دی کہ صبح تک ہوشیار نہون اب یہ بھی خیال ہی جب افراسیاب صبح کو اٹھتے ہی جوڑے مین کنجی نہ دیکھے گا اسی وقت دوڑ پڑیگا ایسی تدبیر کرو کہ یہ دونون دوپہر تک تو غافل رہین حال ہمارے جانے کا ثابت نہو سوچے کہ برق بھی تو میری زنبیل مین ہی بھرے ہوئے کو بھی نکالکر یہین چھوڑو وہ ہمارے روانہ ہونے کی لشکر مین خبر بھی کر دیگا باغبان وغیرہ اگر مناسب جانین گے ہمارے پاس آئینگے آگا۔ تو ہو جائینگے یہ سوچکر برق کو نکالا ہوشیار کیا برق کی آنکھ کھلی دیکھا استاد کھڑے ہین ایک قصر عالی اسباب عیش سے آراستہ چھپر کھٹ پر افراسیاب و حیرت سو رہے ہین برق تڑپ گیا جھک کے سلام کیا کہا استاد یہ کیا مقام ہی فرمایا بیٹا برق بڑا عیاری کا دم بھرتے ہو دیکھو کس تدبیر سے یہان پہونچے ہم اب دہن اژدر مین جاتے ہین حافظ حقیقی مالک ہی مگر تم ایک کام کرنا تخت اسی طرح بچھا نا کنجی جوڑے مین افراسیاب کے رکھنا کنیز کی شکل بنکر ساتھ افراسیاب کے چلے جانا ملکہ مہرخ و بہار کو خبر پہونچانا اے برق حال ہمارا بیان کرنا کہ افراسیاب سے لوح کا حال پوچھا بیٹا بڑی سختیان ہین اول راہ مین طلسم صندل ملیگا جب وہ فتح ہوگا تب راستہ کھلے گا در بند مہر و ماہ پر لوح طلسمی ہی برق تڑپ کے رونے لگا کہا استاد راہ سخت و صعب مین غلام کو بھی ساتھ لیجیے حضور کے کام آؤنگا عمرو نے کہا میرے ساتھ چلنے سے یہ کام بہتر ہی دوپہر افراسیاب غفلت مین رہیگا مین دس بیس کوس کو نکل جاؤن ورنہ نقب سے نکلتے نکلتے روک ٹوک شروع ہو جائیگی تا بہ طلسم صندل پہونچنا دشوار ہو جائیگا رہبر کامل منزل مقصد تک پہونچائیگا اے نور نظر بہت حفاظت کے ساتھ اس کام کو کرنا بلکہ جہانتک ہو سکے جب تلک خدا خیر و خوبی سے لشکر مین پہونچائے ملکہ بران شمشیر زن کو بھی ایک نامہ لکھنا میری جانب سے اتنی تاکید مندرج ہو کہ اے برخوردار نور نظر پارہ جگر خواجہ عمرو صرف اسد کو لیکر طرف طلسم صندل کے گئے ہین مقدمہ طلسم ہی اگر ہو سکے تو اپنے کو ضرور پہونچانا اسد نامدار کے پاس کوئی تحفہ طلسم کو جو نہین ہی بڑی مشکل پڑیگی اور بہار و مخمور و باغبان پر بھی تاکید کرنا کہ اپنے کو جلد پہونچاؤ ایسا نہو خدا نخواستہ

اسد نامدار کسی بلا مین مبتلا ہو جائے تم لوگ رازدار ہو ساحران نامدار ہو اس سفر کا پروردگار انجام بخیر کرے برق نے کہا اُستادمین سب کچھ سمجھ گیا خدا انجام بخیر کرے حضور جلدی کیجیے رات بہت کم باقی ہی ایسا نہو یہ بیچا خواب خرگوش سے بیدار ہو جان بچانا بھی دشوار ہو پنجی تو خواجہ کے ہاتھ مین اب عمرو و برق نے ملکر تخت اُٹھایا فرش بہ کیفیت تمام ہٹایا دیکھا ایک تختہ سنگ لیشب کا ہی برق نے زور کرکے بہ شراکت خواجہ سنگ کو بھی ہٹایا حقیقت مین پہرہ نقب ظاہر ہوا مگر اندر نقب کے اندھیرا نمونۂ پردۂ ظلمات شب فراق اُسکی تاریکی سے مات عمرو نے چاہا نقب مین اُترے برق لپٹ گیا کہا استاد نہین معلوم اس اندھیرے مین کیا بلا ہو کہ آپ اُترتے ہی پھنس جائین افراسیاب بادشاہ طلسم ہوش رُبا ہی شعبدہ بازی اُسکا کام ہی حرامزادے نے بیان مین دھوکا نہ دیا ہو عمرو نے کہا بیٹا اب تو قصد کر چکے مصرع قدم عشق پیشتر بہتر ۔ ہماری مصیبت و حسرت پر جائے عبرت ہی سالہا سال گذرے اس طلسم مین آئے جو اصل مطلب ہے اس سے ابتک خبردار نہوئے یعنی شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ سرفتنۂ ملک باختر پہلوان تہمتن بدیع الزمان کر دلشکر شکن زینت آغوش صاحبقران تیغ زن قید ہو کر یہان آئے اسقدر رڑے ہزارون ساحر مارے اسد غازی کو گنبد نور سے چھڑایا لیکن آجتک یہ ثابت ہوا کہ بدیع الزمان زندہ ہین یا مردہ کتنے رازداران طلسم ہمارے شریک ہین لیکن کسی کی زبان سے اتنا نہ سنا کہ بدیع الزمان فلان مقام پر قید ہین جستجو کرکے اس جگہ جاتے شیر بیشۂ صاحبقرانی کو چھڑاتے سامنے اپنے آقائے نامدار کے سرخرو ہوتے ایسے کلمات مصیبت خیز غم انگیز عمرو نے اُسوقت کہے کہ برق کا کلیجہ پھٹ گیا غربت پر اپنے اُستاد کی بہت رویا کہا بسم اللہ پروردگار آپ کو مظفر و منصور کرے رنج و غم دل تردد منزل سے دور کرے جو آپ نے فرمایا بہت بجا ارشاد ہوا حافظ حقیقی کے سپرد کیا شعر بسوز فتنت مبارکباد ۔ بہ سلامت روی و باز آئی ۔ برق پیچھے ہٹا خواجہ عمرو روتے ہوئے اس نقب تنگ و تاریک مین قتیلۂ عیاری روشن کرکے داخل ہوئے برق غم مین اپنے استاد کے تڑپتا ہوا پلٹا اول وہ پتھر دہن نقب پر رکھا فرش بچھایا تخت اسی طرح آراستہ کر دیا کنجی کو لیکر قریب چھپر کھٹ کے آیا ڈبیا مین بند کرکے اُسکو بھی اسی طرح جوڑے مین افراسیاب کے رکھدیا اب اپنی فکر مین ہوئے کہ مین کیا تدبیر کرون کسی حسین مہ جبین کی صورت بنون دیکھا ایک گوشہ مین کنیزان ملکہ حیرت سو رہی ہین ایک حسین نوجوان کو تاکا اُسکے دماغ پر مٹی بیہوشی کی چڑھائی گود مین اٹھا لایا اُس کنیز کو علیحدہ لایا لباس اور زیور اُتار لیا اُس ننگی ننگ خاندان کو ایک غار مین ڈالدیا آپ رنگ روغن عیاری کا لگا کر صورت اُس کنیز کی بنکر تیار ہوا جہان سب کنیزین سو رہی تھین دو لائی اوڑھ کر لیٹ رہا مگر

افراسیاب دحیرت کو تاک رہا ہی استاد کے تنہا جانے کا خیال قلب پر ہجوم غم وملال دل سے باتین کرتا ہوا ای برق حقیقت مین اُستاد نے بڑا کمال کیا خدا انکو خیر وعافیت سے لائے یہ نقب تنگ و تاریک ہی آہین یکہ وتنہا جانا طلسم کا بیتہ لگانا انھین کی ذات پر موقوف ہی جو پتھر کا کلیجہ بنائے تبعیاری کا نام لے خدا وہ دن کرے کہ پھر اپنے استاد کو صحیح وسالم دیکھین قدمبوسی حاصل کرین دیکھیے طلسم صندل پر جاکر کیا ہوتا ہی پھر دل سے کہتا ہی ای برق مجکو بھی مشکل ہی اگر کہین افراسیاب نے مجکو پہچان لیا سارا غصہ استاد کا مجھپر نکالیگا آپ تو چلے گئے مجکو یہان چھوڑ گئے تا بہ لشکر مہرخ جادو جانا دشوار ہی نہین معلوم یہ قصر کہان ہی وسعت طلسم بیپایان ہی اگر یون بھاگ کے چلا جاؤنگا لشکر مین کیونکر پہونچونگا اسی تردد مین پڑا تڑپ رہا ہی یکایک گریبان سحر چاک ہوا افراسیاب آنکھین ملتا ہوا اُٹھا حیرت کو پہلو مین دیکھا پڑی سو رہی ہی دل مین اپنے شرمندہ ہوا کہا ای افراسیاب کس محبت سے شراب پلائی اور مادہ ہیجانی کے لطف اُٹھائے لیکن شراب کا انجام خراب ہی اسوقت دل کباب ہوا ناحق کا پیچ وتاب ہوا شراب کا نشہ ایسا ہوا کہ مین غافل سوگیا پھر آنکھ نہ کھلی حیرت کو بڑا رنج ہوا ہوگا حیرت کو جگانے لگا ملکہ عالم اٹھو دن چڑھ آیا دھوپ نکل آئی برق اپنی آنکھین ملتا ہوا تڑپ کے اُٹھا دوپٹہ سنبھالتا ہوا چھوٹے کپڑون کو درست کرتا ہوا افراسیاب کو جھک کے سلام کیا افراسیاب نے سراپا دیکھا جانتا ہی کہ ملکہ نیرنگ کی کنیز خاص ہی پوچھا ای سمن عذار مزاج تو اچھا ہی کہا حضور کی جان و مال کو دعا کرتی ہون ای شہنشاہ آپ ایسے غافل سوئے کہ پھر کروٹ بھی نہ لی پہر رات رہے مین نے سنا کہ ملکہ حیرت آپ کو جگاتی تھین عورت بیچاری کیا کرے یہی کہتی تھی کہ صاحب ذرا ہوشیار ہو مین پانی پیونگی پیاسی ہون نہایت بیچین تھین اور سمجھیے تو طعنہ دے رہی تھین آپ کے فرشتون کو بھی خبر نہ تھی آپ نے کروٹ بھی نہ لی مین توان باتون سے آگاہ نہین لوگون سے سنتی ہون کہ اگر مردوے نشہ مین بھی ہوتے تو اسقدر غافل نہین ہوتے خدا جانے آپ کو کل کہان کی نیند آگئی تھی مین تو جانتی ہون کہ شراب بڑی تیز تھی مین نے دیکھا حیرت پکارتی تھین آپ جواب بھی نہین دیتے تھے آخر مین مین نے دیکھا کہ ملکہ نے اپنا منھ سپیٹ لیا یہ کہکے پڑ رہین کہ ایسے مردوے سے کبھی بات نہ کرونگی ہم بہا سے ہین نگوڑا مردہ بنا ہوا پڑا ہی افراسیاب نے کہا ای سمن عذار مین خود شرمندہ ہون شراب ایسی تیز تھی کہ پھر آنکھ نہ کھلی حقیقت مین حیرت بہت رنجیدہ ہوئی ہوگی اس عرصہ مین ملکہ نیرنگ جادو مع کل مصاحبون کے اُٹھی سامنے آئی برائے تسلیم خم ہوئی افراسیاب نے کہا ملکہ نیرنگ جادو حیرت کو جگا دو ہم سے آج بہت خفا ہین نیرنگ جادو قریب آئی تلوون سے آنکھین ملین ملکہ حیرت نے چشم نرگسی وا کی گھبرا کر آنکھ کھولی حیران حیران چہار جانب

نگران نہایت انتشار دل بیقرار دمبدم ترقی حیرت اپنے حال پر ملال پر عبرت کہ اے حیرت مین تو زنبیل مین
عمرو کے تھی کیا کیا عجائب دیکھے پھر تقدیر نہ دکھائے عمرو نے تاکید کر دی تھی کہ زوجۂ افراسیاب ہے اسکو کوئی
نہ ستائے اُسپر ہزارون لونڈیان جانون جانون کرتی تھین ہزارون گالیان دین ہاتھ پھیلا پھیلا کر کوستی
تھین کہتی تھین اس کمبخت نالائق کو خدا غارت کرے اسکا ستیاناس جائے اسکا دھڑ ا ہمارے شہنشاہ سے
لڑتا ہے ان حالات کو یاد کر کے حیرت کی دمبدم حیرت بڑھتی جاتی تھی اُٹھتے ہی سر جھکا لیا افراسیاب
کی جانب سے مُنھ پھیر کے بیٹھی افراسیاب سمجھا ملکہ میرے سو رہنے پر آزردہ ہے آج دن کو راضی کر لونگا
اس خیال سے افراسیاب بھی چپ ہو رہا لیکن نیرنگ جادو بلائین لے رہی ہے آفتابہ لیے کھڑی ہے
کہ حضور مُنھ دھوئین گلوری نوش فرمائین کیون نصیب اعدا مزاج کیسا ہے آج چہرہ بھی حضور کا اترا ہے
ہر چند نیرنگ نے کہا حیرت نے کچھ جواب نہ دیا غصہ مین یہ بولی بوا مین منھ ہاتھ دھو کے کیا کرونگی مین تو
زندگی سے ہاتھ دھو کے بیٹھی ہون مجھسے کوئی صاحب کلام نہ کرین مین نہین معلوم کہان ہون برق گھبرایا
ایسا نہو کہ باتون مین راز کھلے تڑپ کے سامنے افراسیاب کے آیا اشارہ کیا کان مین جھک کے کہا دیکھیے
یہ آپ پر آوازہ ہے غم ملکہ حیرت کا اُسی طرح تازہ ہے ملکہ نیرنگ کو منع کیجیے انکو نہ ستائین جسطرح بیٹھی ہین
بیٹھا رہنے دین اب جلدی کیجیے ملکہ کو سوار کر کے لشکر مین لے چلیے آنکے صحبت کی شاہزادیان وزیرزادیان
کنیزان خاص موجود ہونگی وہ بہلا لینگی یہان اور غم بڑھیگا اس چھیڑ کھٹ کو دیکھکر جھلاتی ہونگی یہ چھیڑ کھٹ
نامبارک ہوا قصر بھی ٹبرا ہے اب یہان دیر نہ لگائیے افراسیاب سمجھا سمن غدار سچ کہتی ہے کہا اے
سمن غدار ناحق کا غصہ ہے بس اب غصہ کو تھوک دو کبھی ایسا ہوتا ہے برق نے کہا ملکہ مجھسے بہت مانوس ہین
جب کبھی اس کوہ پر آتی تھین دل کا حال مجھسے بیان ہوتا تھا اکثر یہ بھی فرمایا کہ سمن غدار ہمارے پاس
رہا کرو تمھین اپنا مصاحب کرینگے مین نے حضور کہانیان بہت یاد کی ہین انکو سنین گی بہت خوش ہونگی افراسیاب
نے کہا اے سمن غدار اسوقت تو تمکو ضرور ساتھ لے چلین گے مگر ہماری خدمت مین رہنا برق نے ماتھا کوٹ لیا
کہا نہین شہنشاہ مین بی بی کے ساتھ رہونگی آپ سے کبھی بات نہ کرونگی آپ مجھسے بے رُخی کرین تو مین کیا
کرون میرا یہان کون بیٹھا ہے جو حمایتی بنے گا اور آپ سے بدلا لیگا مین بی بی کے ساتھ رہونگی مجھے ساتھ
لے چلنے مین آپ کا کوئی فائدہ نہین بلکہ اسمین ہر طرح کی آپ ہی کی بُرائی ہے دیکھو مین پھر کہتی ہون کہ
آپ مجھے ساتھ نہ لے چلین آپ لاکھ کہینگے مین ہرگز نہ مانونگی برق نے ایسی بھولی بھولی باتین کین کہ
افراسیاب بیقرار ہو گیا کہا سمن غدار تمکو ضرور اپنے ساتھ لے چلین گے برق نے چٹکی لے کے کہا اب
آپ نیرنگ کو منع کیجیے زیادہ ملکہ کو نہ ستائین کیون بیہودہ باتین بنائین افراسیاب نے کہا اے

نیرنگ ملکہ کو چپکا بیٹھا رہنے دو طبیعت اُنکی سُست ہے اب مین جاکر علاج کر دونگا تخت تیار کرو
ما بدولت ملکہ کو ساتھ لے کے لشکر مین جائینگے وہان مصاحبان خاص کنیزان قدیم موجود ہونگی وہ موافق
مزاج کے بہلالینگی افراسیاب یہ سب طرح کی باتین کرتا ہے مگر حیرت مثل تصویر خاموش نیرنگ جادو
فوراً تخت لائی سامنے افراسیاب جادو کے حاضر کیا گلدستے تخت پر آراستہ کر دیے افراسیاب
جادو اُٹھا حیرت کا ہاتھ تھام کر کہا ملکہ چلو لشکر مین تمھارے سب سردار گھبراتے ہونگے شاید مہرخ و
بہار نے طبل جنگی بجوایا ہو اس لشکر کا انتظام تمھاری ہی ذات خاص پر موقوف ہے ملکہ حیرت نے
بنگاہ حیرت چہرے کو افراسیاب کے دیکھا کچھ زبان سے نہ کہا خاموش اُٹھ کھڑی ہوئی افراسیاب
تخت پر سوار ہوا حیرت کو پہلو مین بٹھا لیا اب برق تڑپا کہ ایسا نہو مین یہین رہجاؤن تنتا ہوا
قریب آیا افراسیاب سے اشارہ کیا ہمین بھی ساتھ لیتے چلیے آپ ہم سے وعدہ کرچکے افراسیاب نے
فوراً نیرنگ جادو کو بلایا کہا اے نیرنگ ہم تمھاری کنیز ماہ رخسار سمن غدار کو ساتھ لیے جائین
پھر چلی آئیگی نیرنگ نے کہا شہنشاہ کیا مضائقہ ہے ہر چند کہ یہ مجکو بہت عزیز ہے مگر حضور کی کنیز ہے
افراسیاب نے کہا بی سمن غدار آؤ برق اُچک کر تخت پر بیٹھا افراسیاب سے باتین بناتا ہوا چلا
مگر حیرت مُنھ سے نہین بولتی افراسیاب بھی برق سے اشارے کنائے مین کہتا تھا سنو بی سمن غدار
مین بادشاہ طلسم ہوش رُبا ہون ایک سرہزار سودا نمک حرامون نے سر اُٹھایا ہے صدہا مصاحبان
جانباز و وزیران ہمراز مسلمانون کے جاکر شریک ہوگئے کبھی سامان لڑائی کا اوج بچانے کی فکر آٹھ پہر ہی ذکر
تھکا ماندا آیا سو گیا جگانے سے بھی بیدار نہوا ہر چند افراسیاب ایسی باتین کرتا ہے حیرت جادو جواب
نہین دیتی اُسی طرح خاموش بحر غیرت وحیرت کا جوش زمین و آسمان حیران حیران دیکھتی ہے دل مین دھڑکن
خوف آبروریزی مضطر دلریش ہزار طرح کا پس وپیش افراسیاب کا اب غصہ بڑھتا جاتا ہے کہا اے
سمن غدار کیا عورت ناقص العقل ہوتی ہے اتنی بڑی سلطنت معرض الزوال مین افسوس ہے کہ اسکا
بالکل خیال نہو دنیا کے لہو ولعب بعد انتظام سلطنت دیکھے جاتے ہین آٹھ پہر اگر بادشاہ مبتلاے دام
لہو ولعب ہو وہ سلطنت خراب ہوگی سمن غدار درست وبجا کہکر عرض کرتی ہے جو حضور ارشاد
فرماتے ہین اُسمین دخل دینا عبث ہے لیکن اپنی پہلونشین کی خاطر بھی واجب ولازم ہے دلشکنی نہ کرنا شیوہ
صاحبان وفا ہے آپسمین یہ ردو قدح افراسیاب سے اور سمن غدار سے ہو رہے ہین یہان دربار مین ملکہ
حیرت کے بصورو صورت نگار وملکہ صنعت سحر ساز ومرماے برف انداز دابر برق
کوہ شگاف وغیرہ انتظار مین بیٹھے ہین کہ نہین معلوم شہنشاہ پر کیا گذری قیدیان بلا کو قتل کیا

یار رہا ہو گئے یکایک ہرکاروں نے بڑھکر خبر دی کہ شہنشاہ تشریف لاتے ہیں سب سردار واسطے استقبال کے دوڑے وہاں لشکر ملکہ مہرخ میں ملکہ سرخ موے کاکل کشا وغیرہ جو سردار قید ہونے سے بچے تھے بارگاہ میں موجود ہیں اتنے سردار اسد نامدار و خواجہ عمرو و مہرخ و بہار کے واسطے بیقرار ہیں جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل سے کہہ رہے ہیں کہ چالاک پلٹ کر نہ آیا کچھ احوال مفصل نہ ثابت ہوا کہ ہمارے آقاے نامدار مولاے قدر شناس پر کیا معرکہ گذرا سواے پروردگار کے کون رہا کرے گا افراسیاب سے کون لڑ سکتا ہے اب بڑا غضب ہوا کہ افراسیاب نے خود کمر ہمت چست باندھی ہے اب بڑی مشکل ہے روز ساحر آتے تھے اُسنے برابر کے مقابلے ہوتے تھے اب جب یہ خود آئیگا کون روک سکیگا لشکر میں آکر طبقۂ زمین اُٹھا کر لے گیا کوئی اسکا کیا کر سکیگا چالاک ہم سب کو منع کر گئے تم ہمارے عقب میں نہ آؤ ورنہ جا کر اپنی جان دیتے حقیقت میں ہم اسیر غالب نہ آتے اپنے سردار کے ساتھ لڑ بھڑ کر مر جاتے ذلت تو نہ اُٹھاتے اب کیسی مصیبت ہے کہ خبر تک اُنکی مفقود ہوئی اس حسرت میں سب کے سب پریشان تھے کہ آسمان پر برق چمکی برق کو دیکھکر سب دوڑے دیکھا ملکہ مہرخ و بہار و باغبان و رعد برق و برق لامع و ملکہ بران شمشیر زن چلی آتی ہیں سب نے بڑھکر استقبال کیا ہمراہ لیکر سرداران مذکور کو بارگاہ میں آئے اضطرار میں پوچھا اے ملکہ عالم اسد نامدار و خواجہ عمرو و برق فرنگی کہاں ہیں ملکہ مہرخ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے کہا صاحبو کیا بیان کرون حال مصیبت کیونکر عیان کرین افراسیاب خانہ خراب نے اپنے نزدیک ہم سب کو مار ڈالا تھا مگر حافظ حقیقی نے ہم سب کو زندہ کیا چالاک نے بڑا کار نمایان کیا ملکہ بران کو لایا تالاب پر لڑوایا مگر خواجہ عمرو و اسد و برق غائب ہو گئے نہیں معلوم افراسیاب جادو گرفتار کر کے لے گیا یا اور کوئی ساحر غدار پہونچا اُسنے اُٹھا لیا کچھ حال نہ کھلا کیا معرکہ ہوا ہم چھوٹے مگر قید غم و الم سے رہائی نہوئی فلک کجرفتار گردون غدار ہر وقت درپے آزار ہے ایک لمحہ آرام نہیں ملتا اب کیونکر دریافت کرین کس سے پوچھین چالاک بھی واپس نہ آئے خدانخواستہ وہ بھی نہ گرفتار ہو گیا ہو باپ کے واسطے بہت بیقرار تھا مگر صاحبو سبحان اللہ باپ ایسے کامل بیٹا ایسا عیار زبردست اتنے عرصہ میں قیامت برپا کر دی نہیں معلوم کیا کیا عیاری کی ہمیں مفصل نہیں دریافت ہے یہ باتیں تھیں ملکہ مہرخ کو خبر دی کہ حضور چالاک تو آتے ہیں سب سردار باہر نکل آئے زیر سائبان بہ رغبتی ٹھہرے سامنے دیکھا کہ چالاک آتا ہے ملکہ مہرخ نے فرمایا براے خدا جلد ظاہر کرو کہ اسد غازی برق فرنگی و خواجہ عمرو پر کیا گذری چالاک نے کہا کیا عرض کرون میں نے عیاری کر کے حیرت کو گرفتار کیا ملکہ حیرت کو بران شمشیر زن بنا کر برسر زعفران کوہ پہونچا وہان کی حماقت کا عرض کرنا کچھ ضرور نہیں ہے پھر تو ملکہ بران نے آکر آپ لوگون کو رہا کیا عین گرمی جنگ سے قبلہ و کعبہ و اسد نامدار و برق عالی وقار غائب

ہوئے نہین معلوم افراسیاب نے سحر کر دیا پھر مین نے ان صاحبون کو نہ دیکھا ساری مشقت خاک ہوئی وہ معاملہ سب مین نے آنکھون سے دیکھا تھا میرے سامنے افراسیاب نے لالہ بنایا اسکو قید کرکے برسر کوہ زعفران ٹھہرا تھا مین بر آن کوہ پہونچا اب نہین معلوم کہان گیا کدھر جاکے تلاش کرون کس سے پوچھون یہ خبر وحشت اثر محل مین پہونچی ملکہ مہ جبین الماس پوش سر پیٹنے لگین مع مصاحبان نامدار روتی ہوئی باہر نکل آئین سب سردار واسطے تعظیم کے اُٹھے ملکہ مہ جبین تخت پر بیٹھین ملکہ مہرخ کی جانب متوجہ ہوئین کہا نانی امان اور سب صاحبون سے تو مین کیا کہون مگر آپسے ہمکو بڑی شکایت ہے اپنی جان بچائی اُنکا خیال نہ رہا آپ خوب جانتی ہین کہ وہ سیدھے سپاہی ہین مکاری غداری اُنکی بلا جانے تلوار کھینچکے افراسیاب پر جا پڑے ہونگے وہ کیا جانین کہ یہ ساحر ہے یا غیر ساحر ہے ہر مرتبہ انکے مزاج کا ہمنے امتحان کیا لڑ کر مر جانے کو شرف جانتے ہین دوست دشمن کو نہین پہچانتے ہین کیا ہماری بدنصیبی ہے کاش کے ہم سحر جانتے ہوتے اپنا سر اُنکے قدم پہ نثار کرتے دیکھیے بے بس دست و پا شکستہ نہ یار نہ مددگار رہے کہنے کو بادشاہ ہین اپنی جان کے سوا ہماری کس پر حکومت ہے بیکار سلطنت ہے سب صاحب اپنی جان بچاکر چلے آئے انکو سامنے دشمن کے چھوڑ دیا اتنا تو آپ سب صاحبون نے سمجھا ہوتا کہ سیدھے سپاہی سحر و ساحری نہین جانتے افراسیاب سے کیونکر لڑینگے جن صاحب کے مزاج مین آتا پنجہ مین دبا کے اُنکو اُٹھا لیتے اگر یہ کہیے کہ وہ اس حرکت پر خفا ہوتے یہان آکے ہم سمجھا لیتے اپنے ملازم کا کیا سر کاٹتے مگر افسوس دنیا مین کوئی کسی کا نہین ہمتو اب تاج و تخت ترک کرینگے اُنکے نام پر جان دینگے یہ کہکر آنکھون سے اشک حسرت ٹپکے بیقراری مین یہ اشعار مخفی پڑھے

ہمت ارباب ہمت کز پے غم مے روم	گیسوے آہ پریشان بہر ماتم میروم
روزگارم گر نزند زخمے بہتار رگے	کافرم گر یک قدم دنبال مرہم میروم
بر سر راہ اجل بنشستہ بیم مرگ چیست	خلق و عالم رفتہ اند این راہ من ہم میروم
گرچہ دنبالم زہر اہل دین رہ باک نیست	میروم گر چند گامے بیش یا کم میروم
در غم دانندہ محنت چیست این بے طاقتی	مخفیا امروز فردا چون زعالم میروم

دیگر نظم

او آسمان سمجھکے ذرا کچھ ملال دے	ظالم ہماری حسرت دل تو نکالدے	جتنی محبت انسے ہے ہمکو انھین نہین
کیونکر کسی کے دل مین کوئی دلکو ڈالدے	للہ کوئی رہبر و صحرائے درد و غم	کانٹا ہمارے پاے جگر سے نکالدے

ان اشعار کو پڑھکر دوپٹہ منھ پر رکھ لیا ایسی بیقرار ہو کر روئین کہ بارگاہ مین شور گریہ و زاری بلند ہوا ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ سب کانپ گئین ہاتھ باندھنے لگین کہا حضور ہم سب آپکے ملازم ہین بشکلہ ہم سب آپسے

خطا ہوگئی معاف فرمایئے ابھی ہم سب جاتے ہین انکو تلاش کرینگے یا حضور کو خبر یہ پہنچیگی کہ ہمارے نمکخوار لڑبھڑ کر مرگئے اور حضور جو معرکہ گذرا اُسکو نہین عرض کر سکتے عین گرمی جنگ تھی اس طرح وہ غائب ہوئے کہ ہم لوگ نہ سمجھ سکے کسی نے اُٹھا لیا سانحہ گذرا چالاک نے کہا مجکو یقین کامل ہی قبلہ و کعبہ نے لیکر اسد نامدار کو زنبیل مین ڈال لیا ہوگا وہ کیا نادان ہین سمجھتے نہین کہ افراسیاب کے سامنے اسد غازی کا تلوار کھینچنا بالکل بیکار ہی ملکہ مہ جبین نے فرمایا بھیا چالاک جسطرح چاہو مجکو سمجھا لو مین کیا کرون میرا دل نہین مانتا یہ باتین تھین کہ آسمان سے ابر سرخ رنگ پیدا ہوا چند و پرند نے بڑھکر عرض کی حضور افراسیاب آتا ہی حیرت بھی ساتھ ہی سردار استقبال کے واسطے گئے ہین داخل بارگاہ ہوا چاہتا ہی یہ سنتے ہی چالاک نے کہا اے شہنشاہ گیتی ستان حضور چند ساعت صبر کرین مین ابھی مفصل خبر لاتا ہون یہ بڑی بات ہی کہ حیرت جادو بھی ساتھ ہی صنعت وغیرہ بھی موجود ہین ضرور اُنسے احوال اپنا بیان کریگا اگر خدانخواستہ وہ تینون صاحب قید ہوگئے تو بھی ظاہر ہو جائیگا اُسکی جستجو ہوگی حضور گھبرانے سے سب نمکخوار پریشان ہونگے ملکہ مہ جبین نے گھبرا کر دوپٹہ مُنھ سے ہٹا دیا کہا بھیا چالاک مین نہین روکتی بسم اللہ جاؤ مگر اپنے تئین دشمن سے بچانا یون یکایک سامنے نہ چلے جانا تمھارے دم سے بڑی ڈھارس ہی چالاک نے عرض کی ہم غلام جانباز ہین اگر ہماری جان جائے شرف کونین حاصل ہو یہ کہکر چالاک نے بانہائے عیاری ذات پر آراستہ کیے بارگاہ سے نکلکر طرف لشکر افراسیاب کے روانہ ہوا یہان ملکہ صنعت و سرمائے برق انداز و ابریق کوہ شگاف وغیرہ استقبال کرکے افراسیاب کو بارگاہ مین لائے میان برق بھی ساتھ ساتھ ہین ہنستے ہوئے چلے آتے ہین ابریق کی جو نگاہ پڑی سراپا دیکھنے لگا پوچھا بی سمن عذار مزاج تو اچھا ہی برق نے تیوری چڑھا کے کہا صاحب تھین کیا مجھے گھور گھور کے نہ دیکھو میرا خون بہت ہلکا ہی کس نگاہ سے دیکھا کہ میرا ینڈا گرم ہوگیا یہ ترچھی آنکھین بٹم ہو جائین جو ہمین بُری نگاہ سے دیکھے وہ اندھا ہو سرمانے کہا بی سمن عذار آجکل زبان بہت کھل گئی ہی ملکہ نیرنگ کی مصاحب خاص ہو اب وہین آکر تم سے باتین کرینگے برق نے کہا وہان آنے کی کیا ضرورت ہی مین کسی سے بات نہین کرتی ایک ایک سے پھکڑ کرتا ہوا ہنستا ہوا کھیلتا ہوا چلا آتا ہی ملکہ صنعت نے دیکھا کہ ملکہ حیرت کی رنگت متغیر خاموش سر جھکائے ساتھ ساتھ افراسیاب کے چلی آتی ہی جب بارگاہ مین پہونچی صنعت وغیرہ نے کہا ملکہ تخت پر قدم رنجہ فرمائیے ملکہ حیرت نے حیران ہو کر صنعت کو دیکھا کبھی وزیرزادیون کی جانب متوجہ ہوئی آنکھون مین آنسو بھر لائی خاموش سر جھکا کر تخت پر بیٹھ گئی صنعت نے افراسیاب سے کہا کیون اے شہنشاہ آج ملکہ بہت رنجیدہ معلوم ہوتی ہین افراسیاب نے کہا اے

صنعت بعضی بات ایسی ہی بموجب مصرع گویم مشکل و گرنہ گویم مشکل ؎ صنعت نے کہا فرمائیے لونڈیون سے
کہا پردہ ہی افراسیاب نے کہا رات سے ملکہ کا فراج بگڑا ہوا ہی ذراسی بات مین یہ فساد برپا ہوا کہتی
مین کہ مجھسے راز کو چھپاتے ہو حیرت مین نے اس راز کو بھی تبلا دیا سارا غصہ یہ ہی کہ رات کو مین نشۂ مین شراب
کے سو گیا انھون نے شاید جگا یا میری آنکھ نہ کھلی اسپر لائق سزا و جزا ہون اب اسوقت سے ساری رات
موجود ہون یہ سنکر حیرت مثل شعلۂ جوالہ بھڑکی پہلے تو چیخ مار کر رو ئی پھر کہا یارو یہ تو تبلاؤ مین زندہ ہون
یا مردہ ارے یہ سب میرے ملازم ہین مین اپنی بارگاہ مین آئی افراسیاب نے کہا اور نیا جملہ سنیئے صنعت نے
کہا شہنشاہ خاموش رہیے ایسا ملکہ کو مین نے بدحواس نہین پایا نہایت صاحب فہم و فراست مالک سریر سلطنت
منتظم کاروان ہین اسوقت کیا گذری کہ مثل آئینہ حیران ہین یہ کہکر صنعت نے بلائین لین کہا ملکہ مین حضور
کی لونڈی صنعت سحر ساز ہون سب کنیزان حضور موجود ہین کس مقدمہ مین حیرت ہی دل تردد منزل کی
کیا کیفیت ہی حیرت نے کہا اے صنعت جب شہنشاہ طرف لشکر مسلمانان روان ہوے میرے دل کو
قرار نہ آیا مین بھی انکے پیچھے چلی راہ مین بران سے مقابلہ ہوا مین لڑ رہی تھی کہ یکایک صرصر ہونچی نہین
معلوم اسنے کیا کر دیا مین بیہوش ہو گئی پھر جو آنکھ کھلی ہی ماہ صنعت کیا کہون دیکھ میرا کلیجہ کانپتا ہی
اپنے کو عمرو کی زنبیل مین پایا یہ بھی مین نے آواز سنی کہ عمرو نے پکار کر کہا اے ملازمان من یہ زوجہ بادشاہ
طلسم ہوش ربا ہی دریاے حسن و جمال کی گوہر بے بہا ہی اسکو احتیاط سے رکھنا اے صنعت کیا کہون
کہ کیا کیا چیزین دیکھین کالے کالے مردوے میرے سامنے آتے تھے کوئی کہتا تھا یہ ساحرہ ہی اگر ہمکو ملے تو جیتا
نہ چھوڑین خوب برزے اڑائین مین سحر یاد کرتی تھی ایک لفظ تک یاد نہ آتی تھی لونڈیون کا تانتا لگا گوری
کالی سانونی ہزارون پھر رہی ہین کوئی کہتی ہی دیکھو یہ عورت گھور گھور کر دیکھ رہی ہی اسکی آنکھین نکال لو
ایک ڈوئی اٹھاتی تھی ایک جلتا ہوا سوختہ لیکر آتی تھی ایک کہتی تھی ہمارے شہنشاہ کی دشمن ہی ساحرہ
پرفن ہی اسکا ودیہ چھین لو میلی چادر اڑھاؤ ایک کہتی تھی اسکا منہ جلادو اسی زبان سے ہمارے استاد کو
کوستی ہو گی کیا کہون جو میری جان پر آفت تھی اُسی ہنگامہ مین ایک شاہزادی آئی عمدہ تاج سر پر لباس
معقول زیب جسم انور زیور بیش قیمت حسین جمیل ماہ پیکر سیمبر آنکھین رشک غزال ابرو غیرت ہلال سینہ پُر ابھار
باغ حسن مین بہار گلغذار سرو سہی قد خلیق مزاج مین ملائمت کلام مین لیاقت اُس ماہ جبین نے آکر سب کو منع
کیا کہ نالائقو دور ہو ہر چند کہ ہمارے شہنشاہ کی دشمن ہی مگر بڑے ملک کی شاہزادی ہی قید مین آکر پھنس گئی
تم جو اسکو زیادہ ستاؤ گی ہمارے شاہ کے ساتھ دشمنی کریگی اتفاق ہی شاہان جلیل پر مصیبت پڑتی ہی
اپنے ملک و مال پر لڑتی ہی اسمین خطا کیا ان سب کو میرے پاس سے دور کیا یہ محبت میرے پاس بیٹھی فرمایا

ای ملکۂ عالم نہ گھبراؤ ہمارے اُستاد ظالم نہین ہین تمکو کچھ تکلیف نہ پہونچیگی اُس بیچاری نے مجکو گلوری کھلائی پیاس کے مارے میرا دم نکلتا تھا پانی پلایا تسکین دی دلاسا دیا ای صنعت اگر وہ نہ آجاتی وہ شفقلین نگائین کائین کرکے میرا دماغ کھاجاتین ایک ایک انمین شوخ و شنگ آمادۂ جنگ ہوا سے لڑتیان ہین اُنسے کون بولے نہین معلوم عمرو نے کہان سے لیکر بھر لیا ہی ایک گوشہ مین نے دیکھا سنتی ہون بڑی ہمت ہی اس نگوڑے سارہ بان زادے کی بڑی لیاقت ہی شہنشاہ اپنی بگھارتے ہین پھر جو میری آنکھ کھلی صبح ہو چکی تھی یہ فرماتے ہین مین سو گیا جاگ اُٹھا ہین ان مہملات کو کیا سمجھون کیسی شراب کیسے کباب افراسیاب نے گھبرا کر کہا ای ملکۂ عالم اول شب مجھسے کس نے ضد کی تھی کون اپنا گلا کاٹتا تھا الماس کی انگوٹھی کس نے اُتاری یہ کس نے کہا مجھے طلاق دیدو مین نکل جاؤنگی تیرے گھر مین رہکر کیا کرونگی مین نے لوح کا حال کس سے بیان کیا حیرت نے کہا میری بلا پوش جانے جب تم کوہ بلور پر کہہ چکے تھے کہ خبردار کوئی مجھسے لوح کا حال نہ پوچھے پھر مجھے کیا ضرورت تھی مین کیون پوچھتی افراسیاب نے کہا ہی بڑا غضب ہوا آخر وہ کون تھا صرصر بھی موجود ہی اُسنے کہا ای شہنشاہ معلوم ہوتا ہی وہ عمرو تھا جب حال دریافت کر چکا انکو سلا دیا آپ جستجوے لوح مین گیا افراسیاب نے کہا تو کیا جانے بیہودہ بکتی ہی ملکہ نے شب کو وہ ضد کی میرا ناک مین دم آگیا گلا کاٹے ڈالتی تھین کہ حال لوح کا بتادُ مین نے لفظاً لفظاً سب احوال بتایا یہ کہکے جوڑے پر ہاتھ ڈالا کھولدیا تو میرے جوڑے مین موجود ہی کنجی اُسمین رکھی ہی حیرت نے کہا ای شہنشاہ کنجی ہو یا نہو مین رات کو آپ کے سامنے نہ تھی سحر سے مجکو حیرت ہی آپ بھی صبح سے بکتے تھے کہ سو گیا جاگ اُٹھا شراب بری تیز تھی مین حیران حیران سنتی تھی دل ہی دل مین چلی جاتی تھی اب جب اپنی بارگاہ مین آئی تو میری طبیعت کھلی اتبک تو مین جانتی تھی مین عمرو کی زنبیل مین بیٹھی ہون جب صنعت نے کلام کیے تب مین سمجھی مین نے آپ سے لوح کا پتہ نہین پوچھا آپ ناحق مجھے متہم کرتے ہین اب اسوقت بارگاہ مین عجیب غریبہ ہی برق فرنگی کھڑا سن رہا ہی کوئی کہتی ہی ہائے ہائے میری بی بی زنبیل مین قید ہوئین ایک کہتی ہی نہین معلوم نگوڑے عمرو نے کیا کر دیا پھول سا چہرہ کمھلا گیا اب افراسیاب کو ایک وحشت ہوئی کہتا ہی صاحبو غل نہ کرو بات تو سمجھنے دو اس وقت برق فرنگی تڑپ کر آگے بڑھا یہ تو ناظرین پر واضح ہی کہ صورت سمن عذار کی بنا ہوا ہی ایک بوٹا سا جادوگر تاک کے اسکو تو اپنے پاس ٹھرایا کہا بھیا میرے پاس کھڑے رہو اسوقت جو باتین شہنشاہ کے دربار مین ہو رہی ہین بھیا میرا دل کانپ رہا ہی مجھے خوف معلوم ہوتا ہی جادوگر جب قریب آچکا برق نے تدبیر کامل کر لی تب پکار کر آواز دی شہنشاہ سنیے سب حال لونڈی کو معلوم ہی ناحق سب صاحب ہلڑ کرتے ہین سب کو خاموش کیجیے بگوش ہوش سماعت فرمائیے لفظاً لفظاً بیان کردون افراسیاب پکارا

خبردار خاموش رہو سب اہالیان دربار خاموش ہوئے سمن غدار کا مُنھ دیکھنے لگے افراسیاب نے کہا ہان بی سمن غدار تبلاؤ یہ کیا معرکہ گذرا برق نے کہا حضور سماعت فرمائیے **نظم**

سہ چیز آمد مسلم نزد شاہان ۔ ہنر یا مال یا مرد سخندان
من از مال و ہنر چیزے ندارم ۔ یکے فضل سخن دارم بیارم
بیایم بار دیگر من بگفتار ۔ درون سینہ دارم قصہ بسیار

سنو صاحبو کانون کی سنی نہین کہتی ہون عرض کرتی ہون آنکھون کی دیکھی ہوئی بات ہو یہ بیان معجزات و کرامات ہو شب کو لونڈی نے دیکھا ساربان زادہ اول ملکہ حیرت بنا ہوا تھا آپ سے لوح کا حال پوچھا جب آپ لوح کا حال بیان کرچکے تب آپ کو شراب پلا کے بیہوش کیا ملکہ حیرت کو نکالکر آپ کے پہلو مین سلایا اپنے شاگرد برق فرنگی کو زنبیل سے نکالا اس سے کہا ای فرزند مین اسمہ کو لیکر جستجوے لوح مین جاتا ہون تو افراسیاب کے ساتھ کنیز بنکے جانا ملکہ مہرخ و بہار کو خبر پہونچانا حضور مین چلکے دیکھا کی عمرو و برق نے تخت کو اُٹھایا فرش ہٹایا جہرہ نقب ظاہر ہوا عمرو نقب مین گیا نہین اُسیر کیا گذری برق کنیز کی شکل بنکر سو رہا آپ کے ساتھ اس دربار مین آیا اصل یہ حقیقت ہو ملکہ بہت بجا ارشاد فرماتی ہین مین نے سارا حال اپنی آنکھون سے دیکھا افراسیاب نے کہا حرامزادی تو دیکھا کی غل کیون نہ مچایا مجکو کیون نہ جگا دیا کہا حضور اس مین باعث تھا بچپن سے مجکو نانی جان نے پڑھانے مین سمجھا دیا تھا کہ خبردار کسی کی غیبت نہ کرنا غیبت بہت بُری چیز ہو اسوجہ سے مین چپکی دیکھا کی مین نے حضور کو نہ جگایا بزرگون کی بات یاد رکھی افراسیاب نے کہا اے غیبت کیسی ہمارا گھر برباد ہوتا ہو تجکو غیبت سوجھی ہو اگر تو مجکو جگا دیتی مین عمرو کو گرفتار کر لیتا برق نے کہا یہ مجکو منظور نہ تھا کہ ایک بیچارہ غریب تین روپیہ کا پیادہ پکڑا جائے آپ اُسکو قتل کرتے خون کسکی گردن پر رہتا نانی امان مجکو گھر سے نکال دیتین افراسیاب نے کہا اس حرامزادی کے جوتیان مارو ابھی کہے جاتی ہو معلوم ہوتا ہو عمرو سے ملگئی برق نے کہا او بیوقوف مین اپنے استاد کو کاہکو گرفتار کراتا مین صاف صاف کہتا ہون نہین پہچانتا یہ کہکے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ برق فرنگی منم برق رفتار و خنجر گذار ٭ منم یکہ نیکن گران بر ہزار ٭ نعرہ کرکے جس جادوگر کو پہلو مین کھڑا کیا تھا اُسکو خنجر مارا وہ تڑپکر گرا دستور ہو کہ ساحر کے مرنے سے تاریکی ہوتی ہو صداہاے مختلف بلند ہوئین اس اندھیرے مین برق اور دو چار کو مارکر نکل گیا بعد عرصہ کے آواز آئی کشتہ ہوا نام من سرسنگ جادو ہو داب روشنی ہوئی افراسیاب نے سر پیٹ لیا کہا لوصاحبو غضب ہوا عمرو عیار جستجوے لوح مین روانہ ہوا مین جانتا تھا یہ راز کبھی نہ کھلیگا ساربان زادہ بلاے روزگار حیرت پیٹنے لگی کہا اے شہنشاہ جلد تدبیر کیجیے افراسیاب نے کہا وہان ساربان زادہ جائیگا تو کیا کریگا

طلسم صندل کا فتح ہونا دشوار ہی مین ابھی نامہ پاس ملکہ صندل جادو بادشاہ طلسم صندل کے روانہ
کرتا ہون وہ ہوشیار ہوجائیگی عمرو کو پہونچتے پہونچتے گرفتار کریگی رسائی تا بہ دربند مہرو ماہ دشوار ہی ناحق کا
تردد و انتشار ہی یہ کہکے ایک نامہ بنام صندل جادو اس مضمون کا لکھا کہ اے ملکہ صندل ساربان زادہ
عمرو عیار طرف تمہارے طلسم کے طلسم کشا کو لیکر آتا ہی بہت ہشیار رہنا آتے ہی اُسکو گرفتار کرنا یہ نامہ لکھکر
کاسک جادو کہ ساحر تیز پر ہی اُسکو نامہ دیا کہا یہ جاکر خدمت مین صندل جادو کے پیش کرنا اور آنکھون سے
جو کچھ دیکھا ہی زبانی بھی تاکید کرنا یہ جادوگر نامہ لیکر طرف طلسم صندل کے روانہ ہوا اسکا حال وقت پر عرض
کیا جائیگا مہتر برق فرنگی افراسیاب سے کلامہاے مذکور کرکے بارگاہ ملکہ مہرخ مین آیا تمام کیفیت گذشتہ
ظاہر کی اور کہا خواجہ عمرو نے فرمایا ہی کہ مین یکہ و تنہا اسد غازی کو لیکر طرف طلسم صندل کے جاتا ہون اگر
مناسب ہو تو تم سب صاحب آنے کا قصد کرو اپنے کو ہم تک پہونچاؤ باغبان نے کہا اتبک ہم راہ سے ناواقف
تھے اس وجہ سے کوئی تدبیر نہ کرسکے اب احوال مفصل ثابت ہوا ہمکو جانا واجب لازم ہی اسی وقت ایک نامہ
حالات خواجہ عمرو کا لکھکر ملکہ بران شمشیر زن کے پاس روانہ کیا مطلب یہ تھا کہ وہ بھی آگاہ ہوجائین بعد
نامہ روانہ کرنے کے مہتر قران نامدار بارگاہ مین آئے تمام کیفیت سُنی کہا اے ملکہ عالم مین تلاش مین اپنے اُستاد
کے جاؤنگا جس طرح سے بنے گا اُن تک اپنے کو پہونچاؤنگا کیون ادبھورے تو کیون نہ گیا یہان باتین بنانے کو
چلا آیا برق نے کہا مین اگر جاتا تو خبر تمکو کون پہونچاتا پھڑک پھڑک کے سب صاحب رہتے قران نے کہا اب
حفاظت لشکر آپ کے سپرد ہوتی ہی مین جاتا ہون برق نے کہا مین بیچارہ کا ہی مین ہون مرشدزادے میان
چالاک صاحب نائب اُستاد کے جانشین موجود ہین اُنسے بہتر کون ہی جو مجکو حکم دینگے بجالاؤنگا قران نے
کہا تو بڑا تقریریا ہی برق نے جواب دیا کیا مین گونگا ہون بات کا جواب نہ دون جو مرشدزادے حکم دینگے
بجالاؤنگا بارگاہ کے دروازہ پر پہرہ دیا کرونگا مہتر قران نے کہا کہ بجا ہی تمکو اختیار ہی یہ کہکر اُسی وقت
مہتر قران نامدار ملکہ مہرخ سے رخصت ہوے براے تلاش خواجہ چلے بعد جانے مہتر قران کے باغبان قدرت
و ملکہ مخمور سرخ چشم و ملکہ بہار جادو و رعد و برق لامع اپنے مقام سے اُٹھے ملکہ مہ جبین کے
پایۂ تخت کو بوسہ دیا عرض کی کہ ہم خدمت فیض درجت سے رخصت ہوتے ہین اسوقت دربار مین شور
گریہ و زاری بلند ہوا ملکہ مہ جبین نے اُن سب کو خلعت فاخرہ سے مخلع کیا دامن بہار گلعذار تھا مگر
غنچۂ دہن کو وا کیا فرمایا میری گستاخی آپ لوگ معاف فرمائیے گا شہریار نامدار کی خبر وحشت اثر سُنکر دل
قابو مین نہ تھا ملکہ بہار نے دست بستہ عرض کی آپ ہماری بادشاہ عالیجاہ ہین سرداران نامی کی
پشت و پناہ ہین بہت بجا ارشاد ہوا حقیقت مین ہملوگون نے اپنی جان بچائی اپنے آقا کی فکر نہ کی خطاے

فاش ہے انشاء اللہ اب جاکر فتح طلسم صندل کی تدبیر کرینگے وردسر سُنائینگے ملکہ مہ جبین نے فرمایا جسوقت کوئی صورت بہبودی پیدا ہو خدا اپنا فضل شریک حال کرے فاید آپ لوگ نہ آسکین خط مسرت نمط سے یاد فرمائیے گا لفظاً لفظاً تحریر کرنا جس سے تسکین دل ناصبور کی تدبیر ہو باغبان وغیرہ نے عرض کی انشاء اللہ پہونچتے ہی عرضی پہونچے گی مگر چالاک سے باغبان نے کہا مرشد زادے خواجہ عمرو لشکر مین نہین ہین ہم لوگون کا جانا دشمنون پر ظاہر نہو حیرت ہمارے حال سے واقف نہو ورنہ افراسیاب راہ مین روکے گا چالاک نے اُسی وقت ایک ساحر کو بصورت باغبان ایک بصورت رعد ایک کنیز کو بصورت برق ایک خواص گل اندام بشکل بہار جادو ایک حسین کو بصورت ملکہ برق لامع بنا کے اُنکے مقامات پر جگہ دی یہ سرداران مذکور اہالیان دربار سے رخصت ہوئے علیحدہ علیحدہ سحر کرکے تلاش مین خواجہ عمرو کے روانہ ہوے اب ملحوظ خاطر ناظرین ہو خواجہ عمرو نامدار نقب مین داخل ہوئے ہین نامہ دار افراسیاب نامہ لیکر چلا ہے یہ سردار نامی بہ جستجوے اسد غازی و خواجہ عمرو جاتے ہین مہتر قران نامدار بھی چل چکے ہین ان سب کو راہ مین چھوڑیے انشاء اللہ وقت پر ہر ایک کا حال تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان طلسم اسکندریہ جسکا نام جلد چہارم مین طلسم آئینہ قوم ہے نزدیک حقیر کے اس طلسم کا نام نامی اسکندریہ ہی پہونچنا ایرج نوجوان کا برائے فتح طلسم مذکور و دیگر داستان متعلق طلسم ہذا بیان ہوتے ہین ساقی نامہ

ساقیا دے شراب آتش رنگ ۔ گرم دور زمانہ سے ہون تنگ
نالہ آتشین ہے تف پرورد ۔ گرہ زمہریر ہے دم سرد
مے طبیب دوان محزون ہے ۔ خم بادہ خم افلاطون ہے
یہ اگر التفات فرما ہو ۔ باد صرصر دم مسیحا ہو
گرم تدبیر گر ذری ہوجائے ۔ تپ غم نار عنصری ہوجائے
گر عرق ریز فکر درمان ہو ۔ گریۂ ماتم آب حیوان ہو
اس سے ممکن علاج عاشق ہے ۔ گرم و تر ہم فراج عاشق ہے
کھودے یہ رشک شربت اعجاز ۔ نزلۂ اشک چشم اہل نیاز
مین بھی ممتاز چارہ سازی ہون ۔ خستۂ ناز بے نیازی ہون
ہے حواسون مین انتشار بہت ۔ خم کے منہ لاکہ ہے خمار بہت
جوش الفت ہو اسقدر مے دے ۔ نہ صراحی سبو پیالے دے
یاس ناموس ننگ اڑجائے ۔ ہوش مانند رنگ اڑجائے
مثل قلقل خروش مین آؤن ۔ صورت بادہ جوش مین آؤن
دامن تر طلسم باران ہو ۔ رعد سوز سیاہ کاران ہو
خم کے خم متصل کردن خالی ۔ جی بھرے یہ کہ دل کردن خالی
قلقل مے ہو سوز مستانہ ۔ کہدون بیہوشیون مین افسانہ
جوش دل کو جو یک بیک آئے ۔ راز پنہان زبان تک آئے
یعنی طفلی مین ہو نہ پیر مغان ۔ ملت راہ گمرہان جہان

پھرہ طلسم سازان آئینہ خیال و صیقل کنندگان مرآت حسن و جمال آئینہ صورت نمائے مضامین لوز و سکندر کلک سے بعد و طبع ارسطو فطرت یون منجلی فرماتے ہین شعرا ویکہ این حکایت شیرین ☆ زور قم بر بیاض صفحہ چین ☆

سابق مین تحریر کیا ہی کہ ایرج نوجوان و قاسم عالیشان طلسم سکندریہ سے قید ہو کر اس طرح آئے تھے کہ ملکہ مرائت جادو نے طوفان جادو کو بھیکر انکو گرفتار کرایا اور لکھ بھیجا کہ طلسم کشا کو خدمت مین خداوند لقا کے نیجاؤ وہ تقدیر کر کے قتل کرینگے یہ لوگ قریب لشکر آ کر بہ عیاری شاپور رہا ہوئے طوفان قتل ہوا ایرج نوجوان رہا ہو کر لشکر مین رہے شورش ساحران طلسم ہوش ربا کو ہیان پر جفا جے آجتک مہلت نہین پائی کہ طرف طلسم مذکور کے توجہ فرماتے مگر محبت ملکہ شیشہ می نوش دختر مرائت جادو کا کانٹا دل مین کھٹک رہا ہی اکثر شاپور سے فرمایا ای برادر کچھ اس گرفتار محبس رنج و مصیبت کا حال معلوم نہوا شاپور نے عرض کی انشاء اللہ مہلت پا کر اپنے جد عالی تبار سے عرض کیجیے اور طلسم سکندریہ کی لوح لیکر مفتوح فرمائیے اگر پنجہ قابض ہوا تو غلام عیاری کر کے مرائت کو ماریگا طلسم ٹھوکرین کھاتا رہ جائیگا اور ایرج نوجوان قصد کرتے ہین کہ صاحبقران زمان سے عرض کرون مہلت لون شکار کے حیلے سے طرف طلسم سکندریہ کے جاؤن اپنی معشوقہ ملکہ شیشہ می نوش کو رہا کرون مگر جنگ کو ہیان سے مہلت نہین ملتی ہر روز طبل جنگی بجتا ہی مقابلہ مین اکثر زخمدار ہوے صحت کے منتظر رہے مگر جب یاد اس معشوق باوفا کی آتی ہی طبیعت گھبراتی ہی راتون کو کراہتے ہین شاپور سمجھاتا ہی ای شہریار صبر کیجیے ایرج نوجوان فرماتے ہین ای برادر شاپور ہمارا عشق حقیقی تو ساتھ اس صفدر صف شکن ملکہ بران شمشیر زن کے ہی اسنے بعد مشق و مغرب دالملاقات کا طالب یقین ہی انکو بھی ہماری یاد ہو مگر وہ مجبور ہم ناچار وہ بیکس ہم بے بس وہ رنجور ہم مہجور وہ بصورت آئینہ حیران ہم مثل زلف پریشان انکو غم ہمکو الم انکو حیرت ہمکو عبرت انکو خواہش ہمکو کاہش اس طلسم مین جو داخلہ ہوا اس محبوب جانی نے خود محبت کی اپنی جان پر آفت لی سمجھے تھے ملکہ شیشہ مے نوش سے دل بہلائینگے دل لگی رہیگی یہ نہ سمجھے وہ ہمارے واسطے یہ جفا سہیگی ای شاپور میرے دل کا عجب حال ہی سنبھالے سے نہین سنبھلتا خمسہ

تمکو اندیشۂ انجام نہین تم جانو
کہ چکے ہم یہ کچھ الزام نہین تم جانو
ہم کبھی ہونے کے بدنام نہین تم جانو
جاؤ اس بن اگر آرام نہین تم جانو
حضرت دل ہمین کچھ کام نہین تم جانو

دیدۂ دل مین تمھارے نہین غیرت کا گذر
ہمکو چربانکی سے مطلب نہین کچھ غم ہی مگر
آنکھ تمہین مردم سے لڑایا نہ کرو آٹھ پہر
چڑھتے نظر دن مین ہو لگجاے کسی کی نہ نظر
کبھی اچھا خوب لب بام نہین تم جانو

لیکے کئے تو ہو پیغام مسرت مشحون
کشمکش دل کے سبب دائرۂ فکر مین ہون

روشناسی نہین کچھ انکو لکھون کیا مضمون — قاصد و بین نہ کرون منع نہ تمکو بھیجون
مجھسے اُس سے خط و پیغام نہین تم جانو

تم بتاؤ یہ کہ اے جان ہے تمہین کیا منظور — صاف کہدو کہ ہے منظور نہین یا منظور
لو جو لینا ہو کہ مجھکو تو ہے دنیا منظور — دل تو موجود ہے کرنا ہے جو سودا منظور
گرہ زلف مین گر دام نہین تم جانو

جو جفا چاہے کرو ہم یہ جناب عالی — ہمتو عاشق ہین ہمارا نہین کوئی والی
بدزبانی سے نہین بات تمہاری خالی — طلب بوسہ یہ کہتے ہو کہ دینگے گالی
بات تو قابل دشنام نہین تم جانو

قہر ہے عاشق جانباز سے کہنا ساقی — ہے غضب نرمی آواز سے کہنا ساقی
بولنا ہے برن انداز سے کہنا ساقی — قتل کرنا ہے ترا ناز سے کہنا ساقی
کوئی پیتے ہو تو لو جام نہین تم جانو

مان لو باقی کے کہنے کو نہ سمجھو نادان — باقی رہنے کا نہین مذہب مین وا ایمان
سوچ لو رشتۂ زنار مین پھنستے ہو کہان — تم مسلمان ہو ظفر خوب نہین عشق بتان
اور اگر یہ ہے تو اسلام نہین تم جانو

دیگر. در دا کہ ز قید ستم آزاد نہ گشتیم
محتاج دم تیشۂ فرہاد نہ گشتیم
تا پاے طلب در رہ عشاق نہادیم
شرمندہ ز شاگردی استاد نہ گشتیم

یک لحظہ بہ غم ہاے جہان شاد نہ گشتیم
تا خوے بد بیرانہ گرفتیم درین دہر
سرگشتہ درین بادیہ چون باد نہ گشتیم
تا شیفتۂ سلسلۂ زلف تو گشتیم

تا بو دشگافندۂ خارا فرہاد ما
نزدیک درین خانۂ آباد نہ گشتیم
ہر جا کہ در آمد سخن درس محبت
پابند سر زلف تو آزاد نہ گشتیم

تا بلبل عشقیم کہ بے واسطہ مخفی — صید قفس و حیلۂ صیاد نہ گشتیم

شاپور نے کہا اے شہریار انشاء اللہ ملکہ بران کے وصل سے کبھی کامیاب ہوجیے گا اس مرحلہ کو بھی خدا طے کرادیگا ایرج نامدار تو اکثر یہ ذکر کیا کرتے ہین لیکن دفعۃً داستان طلسم اسکندریہ کے ذکر ہوتے ہین کہ ملکہ ہوائت جادو بادشاہ اسکندریہ بعد روانہ کرنے قید ایرج نوجوان کے مطمئن ہوکر بیٹھی مگر اس خیال سے کہ طلسم کشا وہان قتل ہوگیا ہوگا لیکن کہتی ہے کہ کیا سبب ہوا کہ طوفان جادو پلٹ کر نہ آیا مصاحبون نے عرض کی حضور وہ دربار خداوندی ہے وہان جاکر مصروف عیش ہوا ہوگا آٹھ پہر دیدار قدرت شب و روز عیش و عشرت سامنا خداوند کا ذرا طبیعت گھبرائی قدرت سے تقدیر کرائی صحت پلٹ گئے قدرت نے یکسر

حور بقصور عطا فرمائی ہوگی اُس سے آٹھ پہر صحبت دربار خداوندی مین ملال کہان باغ بہشت کو زوال کہان ملکہ مرائت نے کہا یہ تو سب کچھ ہمنے قبول کیا لیکن نمکحرام اتنا تو لکھ بھیجتا کہ طلسم کشا قتل ہوا اہالیان طلسم جو پریشان رہتے ہین شادیان کرین خار مٹ گیا ہر شخص باغ باغ ہو دل کو رنج والم سے فراغ ہو مین ایک عرضی برائے دریافت حال قتل طلسم کشا قدرت کو مرقوم کرون کیون صاحبو جواب آئیگا مصاحبون نے کہا حضور وہ دربار خداوندی ہی بندون کی عرضی کون پہونچائیگا فرشتے وہان جوکی پہرہ بھی دیتے ہونگے ملک الموت سامنے حاضر رہتا ہوگا مرائت جادو کو حیرت ہی کہ پھر آخر کیا کرون کیونکر حال دریافت ہو دربار مین یہ ذکر ہو رہا تھا کہ آسمان پر برق چمکی کنیزون نے بڑھکر عرض کی اے ملکہ عالم آپ کی ہمشیرہ صاحبہ ملکۂ انور جادو مصاحب شہنشاہ طلسم ہوش رُبا تشریف لاتی ہین مرائت جادو کھڑی ہوگئی واسطے استقبال کے باہر آئی دیکھا انور جادو مع چند کنیزان مرصع پوش تخت سے اتری مرائت جادو کو جھک کر سلام کیا ملکہ مرائت نے سر سینہ سے لگایا کہا بوا انور تم سے ملاقات مشکل ہوگئی بعد عرصہ دراز آئی ہو ملکہ انور نے عرض کی نہین بہن اس زمانے مین ایک سر ہزار سودے طلسم ہوش رُبا مین آفتین برپا ہین طلسم کشا جو گنبد نور مین قید تھا اُسنے رہائی پائی لاکھون جادوگر مارا گیا روز رہائی طلسم کشا شہر ناپرسان مین طغیانی تھی دریاے مرگ ساحران کی طغیانی تھی اب طلسم کشا کو لوح کی تلاش ہی ہم خدمت مین ملکہ حیرت جادو کے رہتے ہین لمحہ بھر فرصت نہین ملتی سر پیٹنے کی جگہ ہی ملکہ حیرت جادو زوجہ بادشاہ طلسم ہوش رُبا سحر و ساحری مین بے نظیر صاحب جاہ و توقیر دختر حیات جادو و ہمشیرۂ نیرنگ عنقا صورت و گیرنگ عنقا صورت اور زیادہ انکی شوکت کیا بیان کرون اُنکی لیاقت پر یہی تقریر دال ہی خورشید خاوری سے بڑھکر اُنکا جاہ و جلال ہی ہم اُنکو ایک عیار نے پکڑ لیا اُنکی صورت بنکے افراسیاب سے سارا حال لوح کا دریافت کر لیا طلسم کشا کو لیکر واسطے فتاحی طلسم صندل کے آیا زن و شوہر سے ناحق کوئی دن تک فساد رہا مطبخ سرد پڑا تھا ہم لوگون کو آب و دانہ حرام تھا کئی دن تک رونے پیٹنے سے کام تھا پھر ہمشیرہ صاحبہ ہمکو فرصت کیونکر ملتی تمھارے یہان تو خیر و عافیت ہی میری بھانجی ملکہ شیشہ مرنوش کہان ہی مین اُسی کے دیکھنے کو آئی ہون آنکھین ڈھونڈھ رہی ہین کہین چھوکری کی شادی بھی ٹھہرائی کبھی رقعہ میرے پاس آئے کسی شاہزادے کا پیغام ہی کوئی تاجر نیکنام ہی کوئی وزیر اعظم کوئی صاحب جاہ و حشم حسن تمیری بچی کا رشک ماہ تابان ہی اکثر افراسیاب جادو نے بھی پوچھا کہ اے ملکہ انور جادو دختر بادشاہ طلسم سکندریہ کی شاہزادی تمھاری بھانجی یہان کبھی نہین آتی مین نے کہدیا حضور وہ مان کی لاڈلی ہین ہماری ہمشیرہ گھر سے اُسکو نہین نکلنے دیتین اب کی میرا ارادہ ہی کہ چھوکری کو ساتھ لیتی جاؤن افراسیاب مردو اشتولین

بڑا تماشا ہین ہوا اگر کہین نگاہ پڑ گئی سلطنت طلسم ہوش ربا ہمارے گھر مین آئی مجھپر اکثر یہ کہنے مین نے مناسب نہین جانا مگر صدقے سے ساحری کے اُنکا زمانہ ہی میرے سامنے بلاؤ مین اُسکی بلائین لون یہ سُنکر مرائت جادو نے چیخ مار کر روئی کہا بوا انور جادو کیا پوچھتی ہو خداوند سامری وجمشید نے مجکو عجیب بلا مین مبتلا کیا نگوڑے مسلمانون کا قدم منحوس اس طلسم مین آیا پردتا حمزہ کا ایرج نوجوان لڑتا بھڑتا ہوا جاہت سے قلعے ویران ہوئے ہزارہا جادوگر مارے گئے بھانجی صاحب آپ کی اس جوان کے حسن ملیح پر عاشق ہو مین گھر برباد کرانا شروع کیا آخر مین نے غصہ مین چھوکری کو گرفتار کر کے قید کیا طوفان جادو کو روانہ کر دیا اُسنے جا کر سب کو پکڑا طوفان نے مجکو لکھا مین نے حکم دیا خدمت مین خداوندی لیجاؤ وہ تقدیر کر کے قتل کرینگے لونڈیا اب تک قید ہی جب بھی کنیزون کو بھیجا سُنا وہ دیوانہ وار کلام کرتی ہی اُسی کی محبت کا دم بھرتی ہی میرا گھر برباد ہوا مگر وہ بھی نگوڑا حسرت ویاس سے قتل ہو گیا ہو گا قدرت نے سنگ سیاہ بنا کے جہنم مین پھنکوایا ہو تو عجب نہین مین نے عرضی مین بدعتین اُسکی لکھدی تھین کہ آپ کے ہزارون بندون کو بیخطا اُسنے مارا وہ بھی اُسکا باپ بھی گرفتار ہو کر گیا لیکن طوفان جادو نے ابتک جواب بھی نہین لکھا دربار خداوندی مین جا کر بیٹھ رہا چلو اچھا ہی دریاے لشکر خداوندی مین طوفان رہے ہماری کشتی عیش عشرت گرداب مصیبت مین رہے چھوکری کی جان بچتی نہین معلوم ہوتی اب تک تو اُسکو خبر نہین کہ وہ جوان قتل ہوا اس امید مین رہتی ہی کہ میرا دھگڑا طلسم فتح کر کے آئیگا مجھکو چھڑا لیجائیگا کسی طرح سر سے اُسکے سحر اُس مسلمان کا نہین اُترتا یہ حال سُنکر انور جادو نے حال اپنا تباہ کیا کہا بوا خاک تمھارے مُنہ مین ہاتھ تمھارے ٹوٹین جن ہاتھون سے تمنے اس بھولی چھوکری کو سزا دی وہ نگوڑی عشق وعاشقی کیا جانے چھ مہینے ہوئے مین آئی تھی اُسوقت تکے وکے روٹی مانگتی تھی ساتھ والیان جوان مستانیان بازار کی بیٹھنے والیان یہ اُنکی صحبت کا اثر ہی اور تمنے قیدی کو وہان کیون بھیجا بقول شخصے پیر خود درماندہ شفاعت کسی کی کیا کریگا وہ خود مسلمانون کے ہاتھ سے بھاگے بھاگے پھرتے ہین مین ہوش ربا مین ہمیشہ انکے فرمان دیکھا کرتی ہون یہان سے جادوگر براے مدد جاتے ہین جو گیا جہنم داخل ہوا بڑے بڑے ساحران نامی گئے کوئی پلٹ کے نہ آیا یہ بھی مجھے خوب معلوم ہی کوئی بیٹا پوتا حمزہ کا قتل نہین ہوا اور جسکو تم ایرج کہتی ہو وہ طلسم نور افشان مین بھی آیا تھا جہانگیر بن صاحبقران سے لڑا اسپر میان کوکب بی بران نے بڑی مہربانی کی اگر وہ قتل ہوتا مین طلسم سکندریہ کی کانپ جاتی خود کوکب کلیجہ پکڑے آتے بران آفتین برپا کرتی خیر اسکی تدبیر مین کرونگی ذرا چھوکری کو بلواؤ ذرا مین اُس سے بات تو کرون سامری جمشید اسکو زندہ نہین تم سے زیادہ وہ مجھسے محبت رکھتی ہی ہاے مین جب کبھی آتی تھی خالہ امان کہکو چار چار دن نہ جانے دیتی تھی اُسپر تمنے یہ بدعت کی جلد بلاؤ درہ مین اپنے کو ہلاک

کرونگی مرائت جادو نے کہا بوا مین ابھی بلواتی ہون تمھاری لڑکی ہی جا ہے قتل کرو چاہے بخشو لیکن اتنا
سمجھ لو وہ نگوڑی سامنے آئیگی سامری وجمشید کو دس صلواتین سُنائیگی اور مین بیچاری کس کھیت کی مولی
ہون مجھے تو بالکل دشمن جانتی ہی انور نے کہا بوا تم خفا نہو تو مین ایک بات کہون تمھین بات بھی کرنا نہین
آتی تم بات کرتی ہو کہ ڈھیلے مارتی ہو ایسی سختی سے اُس سے کلام کیا ہوگا اسکو ناگوار ہوا تمکو جواب سخت دیا
تم اسکو دشمن جاننگئین ہاے وہ تو بچپن سے ضدن بھی ذراسی بات مین دو دو دن کھانا نہ کھاتی تھی نو مہینے
تم نے پیٹ مین رکھا لیکن اُسکے مزاج کو نہ پہچانا ہم اُسکے رگ و ریشہ کے حال سے واقف ہین مرائت جادو
نے کہا ہان بوا میرا دل تو آئینہ ہی مین اس زمانہ کے مکر و فریب کو کیا جانون یہ کہکے حکم دیا شجر جادو کو بلاؤ
ایک سیہ فام ساحر سامنے آیا ملکہ مرائت نے کہا بھیا شجر جادو مین تمکو نہال کرونگی تمھاری قید مین ملکہ
غنیشہ می نوش ہی صاف تبلاؤ اب بھی اسکو اسی طرح عشق کا جوش ہی یا کچھ راہ پر آئی شجر جادو نے کہا حضور
ہر وقت خداے نادیدہ کا نام لیکر دعائین کرتی ہین طلسم کشا کے نام پر مرتی ہین سارے طلسم والون کو کوستی
ہین مین نے اکثر سمجھایا اِن کے خیال مین نہ آیا میرے اوپر غصہ رہتا ہی فرماتی ہین یا اللہ اس شجر پر
تبر بدعت تیرا چلے یہ نہ پھولے نہ پھلے عین بہار مین قلم ہو جو بات کہتا ہون اسمین شاخ نکالتی ہین جڑ کی بات
نہین سمجھتین انور نے کہا نگوڑے شجر تجھپر بجلی گرے تو کبھی چھوکری کا دشمن ہوگیا جا باحتیاط ہمارے پاس لیکر آ
شجر جادو گیا انور جادو نے رو کر جل تھل بھر دیے مرائت جادو کو کئی دو ہتڑ مارے کہ بوا تمنے بڑا غضب
کیا میری گلعذار پر یہ جفائین اب مین تمھارے پاس نہ چھوڑونگی طلسم ہوش رُبا مین اپنے ساتھ لیجاؤنگی
میرے ساتھ حیرت جادو کی خدمت مین رہیگی پڑھے گی لکھے گی مین اسکا بر ڈھونڈھ کے دہمن شادی
بھی کرونگی تمھارے پاس رقعہ بھی نہ بھیجونگی دشمن کے ملنے سے کیا کام مرائت کہتی ہی بوا انھین اختیار
ہی اب ذرا اسے آنے تو دو ذرا اس فتنہ انگیز کی باتین تو سنو بہت خوش ہوگی انور نے کہا بوا تمھاری
بلا سے ہمین جار باتین کہیگی ہمین گوارا ہی یہ ذکر تھا کہ کنیزین دوڑی ہوئی آئین کہا حضور شجر جادو ملکہ
شبشہ می نوش کو لیکر آیا کنیزین جوان جوان کوئی کھل کھل ہنستی ہی کوئی کہتی ہی مجھے صاحبزادی کے
حال پر رونا آتا ہی ارے انکا تو عجیب حال ہی ہوش مین نہین شعر پڑھتی ہین گانے والی غزلین بہت سی
یاد ہین انور جادو نے جو یہ باتین سنین کہا بھلا حرامزادیو مین سب کی باتین سُن رہی ہون کیا تمھاری
طرح پر وہ جاہل ہی گلستان بوستان سب پڑھ چکی تھی اسی مین کا کوئی شعر پڑھا ہوگا یکایک پردہ
بارگاہ کا اُٹھا انور جادو نے دیکھا ملکہ غنیشہ می نوش مست بادہ محبت سرشار ساغر مودت جھومتی
ہوئی بال کھلے ہوئے گل سا چہرہ کمھلایا ہوا آنکھین مثل نرگس بیمار سر جھکائے ہوے کچھ شرم کچھ حجاب

دل ہی دل مین پیچ و تاب ہر چند کہ لباس میلا جسم مین ہو اُس سے بھی ایک بناؤ ملا ہو بقول میر حسن صاحب مغفور شعر یہ نیکون کا دیکھا ہو ہم نے بسھاؤ ÷ کہ بگڑے سے دونا ہوا نکا بناؤ ÷ ہونٹ خشک پیشانی پر شکن مثل غزال صحرائی چوکنا گریبان تا بہ دامن چاک چہرۂ نورانی پر خاک آکر فرش خاک پر بیٹھی تھی انور جادو نے جو اس حال پر ملال مین دیکھا دوڑ کر گلے مین ہاتھ ڈالدیے پیشانی پر بوسے دیے پوچھا کیون بی بی یہ کیا حال ہوا مجھسے دل کا حال کہو مجھے بتا نا میری بچی پر بی ہرائت جادو نے یہ ستم کیا اسی کا غصہ ہو گا غصہ تھوک ڈالو چلو میرے پاس چل کے بیٹھو زمین پر کیون بیٹھی ہو ہر چند انور جادو نے کہا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا مرائت جادو کے مُنہ سے نکلا بوا تم کس سے باتین کرتی ہو لاتون کا آدمی کہین باتون سے مانتا ہو یہ سنکر ملکہ نے سر اُٹھایا ٹھنڈی سانسین بھر کے جواب دیا شعر ہم خاک نشینون کا ستانا نہین اچھا ہل جائینگے افلاک جو فریاد کرینگے ÷ یہ شعر پڑھکر آنکھون سے آنسو جاری ہوئے طرف انور جادو کے متوجہ ہو کر کہا خالہ امان ہم کیا جواب دین یہ اشعار ہمارے حسب حال ہین نظم

بیمار عشق اور تو سب کر چکا علاج
مرد غم فراق طبیبو ہی لا علاج
کیا کیجیے معالجہ شرم چشم یار
اپنے مریض عشق کا اچھا کیا علاج
اکدن ہماری جان کو لیکر یہ جائیگا
ایسے جنون زدہ کا کرے کوئی کیا علاج
جراح کو جنون ہی کھوا اپنی فصد لے
ہی یہ مریض چشم و لب یار کا علاج

باقی فقط ہو اک ملک الموت کا علاج
آئے تھے کہنے تو ترسے دیوانے کا علاج
کرتا ہی کون نرگس بیمار کا علاج
کیونکر کہون امید شفا تو نہین مجھے
درد جگر ہی اے طبیبو ہی لا علاج
جانبر مریض عشق کو ہوتے نہین سنا
تیغ نگاہ ناز کا زخمی ہی لا علاج
صحت پذیر عشق کا آزار ہی نہ تھا

جز وصل یار اور ہی بے فائدہ علاج
اپنا ہو اک طبیب کو کرنا پڑا علاج
بہر عیادت آئے تو ہمراہ غیر کے
عیسی کرینگے عشق کے آزار کا علاج
خود میرا دل ہی دل دیوانہ ناصحا
کوئی کریگا کیا مرض الموت کا علاج
عناب لب ہو شربت دیدار ہمن شریک
ورنہ قلق علاج سا میرا ہوا علاج

یہ ولولہ دیکھکر بی انور جادو کے بھی ہوش اُڑے کہا ہی ہی بچی یہ باتین تجھکو کس نے سکھا دین بس بس بی بی چپ رہو سامری و جمشید کا نام لو اُنکے نام کی برکت سے مسلمانون کا سحر اتر جائیگا مین کبھی نہ مانونگی میری بچی کو کسی نے کچھ کھلا دیا کسی نے ٹوٹکا کیا آنکھین تو اسکی دیکھو صاف ظاہر ہی نظر کسی کی ہو گئی یہ کہکے تصویر سامری جمشید کی گلے سے اتاری چاہا گلے مین ممی لونش کے ڈالے ملکہ نے اُلٹا ہاتھ مارا کہا خالہ امان ہٹاؤ یہ کیا ڈھکوسلا ہی مین تو ان نگوڑون پر لعنت کرتی ہون گو مثل تمھارے یہ بھی جادوگر تھے خدا کیسے پروردگار وحدہ لاشریک ہی رب اکبر صانع شمس و قمر سمیع و بصیر بادشاہ بے وزیر جس نے ہمکو پیدا کیا اُسکے مطیع ہین مطیعان اہل اسلام کے مرتبے رفیع ہین یہ دلیل سُنکر انور جادو

گھبرا گئی کہا بوا مرائت تم سچ کہتی تھین اسپر رعب مسلمانون کا غالب ہی یہ تو جان دینے کی طالب ہے
ہوش و حواس کہان دیکھو ہم ابھی تدبیر کرتے ہین ہمین سب حال لشکر مسلمانون کا بخوبی معلوم ہی مگر آخر بوا
مرائت طوفان جادو ابھی نہین پلٹا اُسکے ساتھ والا کوئی واپس آیا شجر جادو نے کہا اکثر لوگ آئے
دربار شہنشاہی مین نہین حاضر ہوئے حکم ہوا کسی کو لاؤ ایک ساحر کو شجر لایا ملکہ انور جادو نے اُس سے پوچھا
قدرت نے ایرج و قاسم کے ساتھ کیا کیا تجھے معلوم ہی کہ قتل ہوئے یا قید ہین اُسنے کہا حضور کون کسکو قتل
کرتا ہر چند کہ مقام صدمہ ہی مگر قدرت کے لشکر مین ایک غدر ہی قریب لشکر خداوند جا کر ہم لوگ اُترے
اُسی رات کو قدرت نے تقدیر کر دی یکایک لشکر مین تلاطم ہوا غل ہوا طوفان جادو مارا گیا حمزہ
نے خبر سنی دوڑا آپڑا خداوند تخت پر سوار ہو کر آئے ہم نے قدرت کو آنکھون سے دیکھا ایسے بدصورت
ہین جنگل کے ریچھ معلوم ہوتے ہین بڑی سی داڑھی کالی کالی صورت چھوٹی چھوٹی آنکھین سر جیسے کچی گراھی کا
برج داڑھی کے بالون مین موتی پروئے ہین ظریفون کے ذہن خوب لڑے ہین کہتے ہین کہ کملی ہرا دسلے
پڑے ہین قد بہت بڑا ہی یا تاڑ کا درخت یا ساکھو کا لٹھا ایک دل لگی باز نے کہا تھا کہ الو کا پٹھا ہی شاعر نے
نظم کیا کہ بولے کا گٹھا ہی غلام تعریف قدرت کی نہین کر سکتا یہ تو غلام نے آنکھون سے دیکھا کہ اسی
جوان قیدی نے جا کر تلوار چمکائی قدرت تخت سے کود کے بھاگے ہم بھی حضور غیرت و آبرو سے اپنے گھر چلے آئے
یہ سنکر مرائت جادو کے ہوش اُڑ گئے کہا او بدزبان چپ رہ جاگتی جوت کے خداوند کو تو ایسی بات
کہتا ہی اُسنے کہا مین نے سب حقیقت حضور سے نہین بیان کی قدرت پر بڑی بڑی پھبتیان ہوتی تھین
وہ سب مجکو نہین یاد رہین کوئی کہتا تھا غول صحرائی ہی ایک کہتا تھا عوج بن عوق کا بھائی ہی یہ مثال تو
غلام کو بھی بھائی ہی زیادہ عرض کرنے مین مذہب کی رسوائی ہی ہر چند کہ تنک بازون نے بڑے بڑے
تک جوڑے ہین لیکن یہ ہم پر بخوبی ظاہر ہوا بڑے لشکور مین پہنچتے ہین چلاتے ہین مسلمانون کا نام سنکے بھاگے
جاتے ہین انور جادو نے کہا اس نگوڑے کی گردن مین ہاتھ دو ہمارے دوبار سے نکالو ہم سے کہا حضور مین
خود جاتا ہون جب سے وہان سے پھر کے آیا ہون سوچا کرتا ہون آخر کسکو سجدہ کرون مین مسلمانون سے
مل جاؤنگا انور نے کہا بڈھے کو جوتیان مارو اس ساحر کو تو نکال دیا یہ بڑبڑاتا ہوا چلا مرائت جادو نے
کہا بوا سب حال سُنا ملکہ شیشہ می نوش بھی بیٹھی سن رہی ہی سر اُٹھا کے کہا خالہ امان تسلیم کیا اچھا آپکا مذہب ہے
ہمپر غصہ کرتی ہو انور نے کہا بی بی تم کام نہ کرو مسلمانون کے سحر مین مبتلا ہو وہی سحر بول رہا ہی ہم سحر اُتار دینگے
دستور ہی جو سحر کرتا ہی جب وہ مارا جاتا ہی سحر کی تاثیر جاتی رہتی ہی ہم اس نوجوان کو بھی گرفتار کر انکا تو
ہوس تمہارے سامنے دار پر چڑھاتے ہین ملکہ شیشہ می نوش نے کہا اُنکا خدا نگہبان ہی ظاہر ہوا اب طلسم کے

فتح ہونے کا سامان ہی انشاء اللہ اُنکا قدم آیا اور یہ طلسم برباد ہوا انور جادو نے غصہ مین حکم دیا ای شجر
اُسی اپنے باغ مین ملکہ کو لیجاؤ اپنی کنیزون کی جانب پلٹی سوزن جادو سے کہا بوا سوزن تمھارا سینا
اچھا ہی تم لباس حیات اُسکا قطع کرو گی تمھاری زبان مثل قینچی کی چلے گی جاکر ٹکڑے کی دامنگیر ہو ہمارا
تمھارا جولی دامن کا ساتھ ہی مسلمانون کا گریبان ہی ہمارا ہاتھ ہی سوزن جادو اُٹھی کہا واری ابھی جاکر
لاتی ہون یہ کہکر اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا پر پرواز پیدا کر کے سوزن جادو طرف لشکر اسلام کے روانہ
ہوئی یہان لشکر مین نقد روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان بارگاہ سلیمانی سے اُٹھے شاپور
شیر دل ساتھ فرماتے ہوئے ای برادر شاپور آج بہت دل گھبراتا ہی ملکہ شیشہ مو نوش کی جاکر خبر لاؤ یا
نانا جان سے مہلت شکار کی لین اس حیلہ سے نکل چلین ای شاپور اُسکی گرفتاری کا بڑا ملال ہی شاپور
کہتا ہی حضور آپ کو اُسنے گرفتار کرا کے بدست طوفان جادو یہان بھیجدیا اُسکے نزدیک آپکے دشمن قتل
ہوئے بس بیٹی کو قید سے چھوڑ دیا ہوگا ایرج نے کہا ای شاپور یہ غیر ممکن ہی وہ اُنکے خداوندون کو بُرا کہتی
ہوگی جفائے فراق سہتی ہوگی وہ اُنکے خداوندون کی اطاعت نہ کریگی یقین تو یہی ہی اور آیندہ عورت ہی
کسی بلا مین پھنس جائے مگر وہ ثابت قدم ان کو بے محبت سے ہی بڑی مصیبت مین مبتلا ہوگی ضرور اسپر جفا ہوگی
خدا اُسکی جان بچائے ای شاپور آج تو دربار سے ہم اُٹھکے جد عالی تبار کی بارگاہ مین داخل ہو چکے کل انشاءاللہ
فرصت شکار کی لین گے طرف طلسم اسکندریہ کے چلین گے شاپور نے عرض کی حضور ابھی تکلیف نہ فرمائین غلام
جاکر خبر لائیگا ایرج نے کہا مقدمات طلسم مین کئی طرح کی مشکل ہی ہر شخص طلسم مین جا نہین سکتا جب تک لوح طلسم
دستیاب نہو ہمکو بھی مشکل ہی تم ورنہ بے پر نہ جاسکو گے خاص طلسم کی خبر ملنا دشوار ہی گدو کاوش سراسر بیکار ہی
انشاءاللہ ہم ہمراہ چلین گے ای برادر اول فکر لوح مناسب ہی دل تردد منزل اُسکی رہائی کا طالب ہی
شاپور نے کہا اس طلسم مین داخلہ حضور کا بے قاعدہ ہوا اسی وجہ سے فتح نہو سکا اول یہان سے تشریف
لے چلیے علامت کے قریب عبادت خانہ استادہ ہوا اپنے رب اکبر سے رجوع کیجیے یقین کامل ہی کہ خضر رہ ہدایت جو
لوح دستیاب ہو پھر سب طرح آسانی ہی ایرج نوجوان طرف اپنی بارگاہ کے جاتے ہین اسی وقت سوزن جادو
آسمان پر چمکی جمال بے مثال ایرج نوجوان پر نگاہ ڈالی جرأت جادو نے تقریر مین تصویر ایرج نوجوان
دکھائی تھی دیکھتے ہی اُسنے پہچانا تڑپ کے جو گری کمر مین ایرج نوجوان کے پنجہ دیا لے اُڑی ایرج نوجوان
تموج ہوا سے بیہوش ہو گئے لشکر مین غل برپا ہوا قاسم اپنی بارگاہ سے نکل آئے صاحبقران زمان کو خبر پہونچی
آکے دیکھا شاپور تڑپ رہا ہی سرداران ایرج نوجوان بیقرار امیر نے پوچھا شاپور کیا ہوا عرض کی ای
شہریار اک ساحرہ ابھی آسمان سے اُتری شاہزادے کو اُٹھا کر لیگئی فرمایا کچھ تمکو اسکا احوال دریافت ہی شاپور

نے عرض کی کیا گذارش کرون ذہن مین غلام کے نہین آتا طلسم سکندری مین جاکر عرصۂ دراز تک لٹے وہ طلسم فتح نہوا طوفان جادوگر فتار کرکے یہان لایا مین نے عیاری کرکے طوفان کو مارا دختر بادشاہ طلسم اُنپر عاشق ہوئی ہے مرات جادو نے اُسکو قید کیا ابھی یہی ذکر کر رہے تھے کہ مین برائے فتاحی طلسم جاؤنگا اُس گرفتار رنج و مصیبت کو قید سے چھڑاؤنگا اسی ذکر مین یہ سانحہ درپیش ہوا کیا عجب ہے وہین سے کوئی اُٹھا کر لے گیا ہو قاسم نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہ غلام ابھی جاتا ہے جاکر طلسم کو درہم و برہم کردونگا صاحبقران زمان نے قاسم کو روکا فرمایا ہم ابھی خواجہ زادون سے دریافت کرتے ہین یہ فرماکر بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے فرزندان خواجہ بزرجمہر کو یاد فرمایا اُن سے حکم ہوا مقدمہ ایرج نوجوان ملاحظہ فرمائیے کون لے گیا سرداران اسلام کو داغ دے گیا فوراً خواجہ زادون نے تختۂ تعقل پر قرعۂ تفکر کو پھینکا آواز دی پروردگارا غیب کا حال جاننے والا تو ہے سولہ شکلون پر نظر ڈال کے یون ثابت کرنے لگے بعد عرصہ دراز سر اُٹھایا عرض کی شاہزادہ والا قدر کو کوئی ساحرہ لیگئی ہر چند کہ ساحران بیحیا کو آپ کے فرزندون سے بیر ہے مگر انجام بخیر ہے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ شاہزادہ والا قدر منازل عجائب و غرائب کا سیاح ہے اس طلسم کا وہی شیر فتح ہے اول رنج و ملال انجام مین ترقی جاہ و جلال اول کوچہ گردی و دشت پیمائی آخر مین تاج گوہر مراد رسائی یقین ہے کہ راہ مین صورت رہائی ہو کوئی نازنین حور وش مائل ہو کر جستجو سے لوح مین قدم مارے کوئی تدبیر معقول نکلے مگر البتہ اُنکے عیار شاپور شیردل کا جانا واجب و لازم ہے اور جو کوئی بہادر اُنکے تعاقب مین جائیگا رنج و ملال اُٹھائیگا صاحبقران نے قاسم سے فرمایا اے نور نظر تم نے سُنا تمہارا جانا بہتر نہین خدا کو یاد کرو اپنے بے نیاز سے فریاد کرو جامع المتفرقین پھر ملائیگا لیکن اے شاپور اگر کوئی افتاد پڑے فوراً ہمکو خبر پہنچانا شاپور نے عرض کی غلام اسی حکم کا پابند رہیگا اب جلد غلام کو رخصت کیجیے شاید راہ مین کوئی تدبیر بہتر نکل آئے لیجانے والا ملجائے صاحبقران نے فرمایا حافظ حقیقی مالک تحقیقی کے تمکو سپرد کیا خوشخبری لیکر آنا خواجہ عمرو نے تمکو فخر دودمان عیاران لقب دیا ہے سب طرح کا خیال رکھنا مزاج سے ایرج کے بخوبی آگاہ ہوا آتشخو شعلہ مزاج جاہلون کے سر کا تاج اُنکے حکم کا خیال نہ کرنا فوراً ہمارے پاس چلے آنا جیسا مناسب ہوگا ویسی تدبیر کیجائیگی شاپور بہت خوب کہکر بانہاے عیاری سے آراستہ ہوا قدمون سے صاحبقران کے لپٹ کے رویا صاحبقران نے سر سینہ سے لگایا شاپور شیردل کو رخصت کیا شاپور شیردل اسیوقت تلاش مین اپنے آقاے نامدار کے چل نکلا

دو کلمہ داستان ایرج نوجوان کے بیان ہوتے ہین خمسہ بطور ترجیع بند

من ز پیش آمد اغیار چو رفتم رفتم	مرد از راہ کہ بیزار چو رفتم رفتم

یا چنین رنجش و آزار چو رفتم رفتم — از جفائے تو من زار چو رفتم رفتم

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

جبکہ جی بیٹھ گیا ناز اٹھانا معلوم — اٹھ گیا دل تو سماجت سے بٹھانا معلوم
آبنی جان پہ جبدم تو بچانا معلوم — بھر گئی تجھسے طبیعت تو پھر آنا معلوم

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

کس لیے کوئی حریف غم و حرمان ہوگا — یا کمال ستم رشک رقیبان ہوگا
تختۂ مشق جفاہائے نمایان ہوگا — چھوڑ دے جو نہین دیکھ پشیمان ہوگا

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

خبر آئی جو عدو کو بھی ستائے تو کبھی — نہ لگے آگ جو اسکو بھی جلائے تو کبھی
جی مین ہی جاؤنگا ہان اب کہ آئے تو کبھی — گم کرون آپ کو ایسا کہ نہ پائے تو کبھی

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

رحم ہرگز نہین آتا تجھے ہم پر ظالم — دل ٹھہرتا نہین ٹھہرے کوئی کیونکر ظالم
تری محفل سے چلے سخت مکدر ظالم — اے دل آزار جفا کیش و ستمگر ظالم

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

کیون نہ آزردہ ہون کچھ حال سے بیزار نہین — مجھ مین تاب ستم غیرت اغیار نہین
جبس سے ہو جاتی ہے صحبت یہ وہ آزار نہین — اب کی ہو ترک وفا ہم سے تو دشوار نہین

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

کیا ترے عشق مین باقی ہے سراسر رنجش — یعنی موجود ہے جلنے کو برابر رنجش
سلسلہ ہوتی گئی ہر بار فزون تر رنجش — اب کی بیحد و نہایت ہے ستمگر رنجش

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

لاعلاج آہ جب آزار کو اپنے پایا — عدم آباد کو ناچار سفر ٹھہرایا
تو سمجھ یا نہ سمجھ مین نے تجھے سمجھایا — یہ نہ گھر کہہ گیا اور مجھے لے آیا

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

اے صنم رشک سے کتنا کوئی ناشاد رہے — مثل ناقوس سدا ہمدم فریاد رہے
دیر ویران سے کعبہ مرا آباد رہے — یعنی مومن ہون چلا جاؤنگا یہ یاد رہے

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

سوزن جادو شاہزادہ ایرج نوجوان کو لیکر بلند ہوئی اُڑی ہوئی جاتی ہی ایرج نوجوان ایسا شیر دل پنجہ مین دبا ہوا ہر مرتبہ اپنے کو سنبھالتی ہی پہر بہر کامل اُڑی ہوئی گئی اب خیال مین سوزن کے یہہ ہو کہ کوئی جگہ ملے تو گھڑی دو گھڑی ٹھہر جاؤن قضائے کار ایک قلعہ ہی کہ اُسکو قلعہ انجم حصار کہتے ہین علمداری مین طلسم اسکندریہ کے ہی ملکہ انجم ماہ رخسار حاکم و ناظم سریر جہانبانی پر متمکن ہی انیس جلیسین ہمدم و ہمراز مین حاضر صحبت عیش و نشاط آراستہ کسی مصاحب نے ذکر طلسم اسکندریہ کیا اور یہہ بھی کہا اے ملکہ عالم آپ نے سنا طلسم مین بڑا ہنگامہ ہوا کوئی نوجوان نبیرہ حمزہ صاحبقران جاکر طلسم مین پہونچا ہی ہم نے خبر پائی کہ ملکہ شیشہ مئی نوش دختر مرأت جادو اس نوجوان پر عاشق ہوئین خوب اپنے گھر کو برباد کیا عزیز ایسے صدہا قتل ہوئے طلسم مین ہنگامہ پڑ گئے اب چندے سے نہین معلوم کہ کیا سانحہ گذرا مگر یہ بخوبی ہمکو معلوم ہی کہ مرأت جادو نے اپنی بیٹی کو جرم عشق طلسم کشا مین قید کیا اسپر بڑی بڑی بدعتین کین لیکن وہ ایسی مبہوت ہی کہ ماں کا کہنا نہین مانتی نہین معلوم اب طلسم کشا پر کیا گذری آہا لیا ان طلسم نے قتل کیا یا جان بچاکر نکل گیا یا دشمنون کے کان بہرے طلسم فتح ہوا یہ سنکر ملکہ انجم ماہ رخسار نے فرمایا اگر اس طلسم پر آفت آئی تو ہم کیونکر بچین گے اسی وقت ایک ساحر تیز رو کو خدمت مین مرأت جادو کے روانہ کرو کہ کل حالات اپنی آنکھ سے دیکھ آوے ہماری جانب سے آداب تسلیمات بھی جاکر عرض کرے بخوبی مفصل حال دریافت ہو کہ اب کیا انجام ہوا اگر طلسم کشا زندہ موجود ہو تو چلکر ہم بھی اپنے بادشاہ کی مدد کرین لڑین بھڑین مصاحبون نے عرض کی حضور ابھی جاتے ہین مفصل خبر لاتے ہین ملکہ انجم ماہ رخسار نے قصد کیا کہ واسطے مرأت جادو کے عرضی تحریر کرون کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ ملکہ سوزن جادو ایک شخص کو گرفتار کر کے لیکر آئی ہین امیدوار باریابی ہین ملکہ انجم ماہ رخسار نے گھبرا کر پوچھا گرفتار کر کے کسکو ملکہ سوزن لائی ہین کہا حضور کیا عرض کرون ایک جوان نوخاستہ مین نے تو کبھی ایسی صورت نہین دیکھی اسکو سحر مین گرفتار کیا ہی وہ بالکل بیہوش و مدہوش ہی اب حضور کے سامنے آئینگی دریافت کر لیجیے گا ملکہ انجم نے حکم دیا بلاؤ کنیزون نے آکر سوزن سے کہا سوزن جادو نے ایرج کو کاندھے سے اُتارا زمین پر قائم کیا سحر سے ہتکڑیان بیڑیان پہنائین ایرج نوجوان بن قاسم کو ہشیار کیا ایرج نوجوان اپنے حال زار کو دیکھکر حیران و پریشان کہ کس آفت مین مبتلا ہوا کس مقام پر پہونچا مگر خاموش سوزن جادو نے سر زنجیر کو ہاتھ مین تھاما کشان کشان ایرج نوجوان کو لیکر بارگاہ مین داخل ہوئی سوزن جادو نے جھک کر سلام کیا انجم ماہ رخسار نے سر اُٹھا کر دیکھا ہزبر بیشہ جرائت نہنگ دریائے ہمت کو پابند غل و زنجیر پایا لیکن فر و شوکت چہرے سے

عیان ہوے سر سرا سر پریشان رعب و دبدبہ تہور و شجاعت چہرے سے ٹپک رہی ہے غصہ مین بل ابروے خمدار پر شیر کے تیور نگاہ مین رستمی ذرلج مین بر ہمی مگر حیران حیران چہار جانب نگران لیکن بارگاہ مین قدم رکھتے ہی بطور اہل اسلام صاحب سلامت کی ساحران غدار بگڑنے لگے ملکہ انجم ماہ رخسار اس آن بان کو دیکھکر تڑپ گئی تیر مژگان ایرج نوجوان تودۂ دل پر پڑے تیغ ابرو سے کلیجہ فگار دل بیقرار اہالیان دربار کو منع کیا صاحبو کیون بگڑتے ہو اپنے مذہب کی تعریف کرتا ہی جو جسکا مذہب ہے وہ اسکو اچھا جانتا ہی شاید یہ جوان خورشید خدا شناد یدہ کہو ماننا ہو یہ آواز جو کان مین ایرج نوجوان کے آئی سر اٹھاکر ایک حور وش پری نژاد کو سریر جہانبانی پر دیکھا کہ نہایت حسین کمسن خوبصورت نظم

پری پیکرے رشک حور بہشت
دیگر اشعار مصنف
دو رخسار مانند شمس و قمر

خمیر وجودش ملایک سرشت
قدش سرو گلزار راز ہنیا
دو گیسو دو مار سیہ سر بسر

بہار لبہا مان صد یمعان
دہن غنچہ گلشن امتیاز
چہ دام بلا بہر مرغ نظر

خط و خال طاؤس ہندوستان
جبینش منور چو نظم سحر
سراپا مین نزاکت ملاحت لیا

ایرج نوجوان نے کلیجہ پر ہاتھ رکھا ملکہ انجم ماہ رخسار تو تڑپ گئی ضبط نہ کر سکتی تھی جی چاہتا ہی اٹھکر لپٹ جاؤن سوزن جادو کو کرسی پر جگہ دی کہا بوا کس بیگناہ کو پکڑ لائین کیا بیٹھ جلاد کی اختیار کیا یہ جوان کس خاندان عالی سے ہے کیا قصور گناہ کیا اسکے ہاتھ سے کسی کا خون ہوا جو اسطرح بیدردی سے گرفتار کیا ہی یا کوئی ساحر زبردست ہی تمنے سرا پا سحر مین مبتلا کر دیا گلے مین بیچارے کے سانپ لپٹے ہتکڑیان اتنی بھاری بیڑیان دوہری بوا کچھ سامری جمشید کا بھی خوف ہی تم تو جلاد سنگین بوا سوزن تم تو کلیجہ مین کھٹکین اسم بامسمے ہوگئین درزی کی سوئی کبھی گاڑھے مین کبھی زربفت مین قطع و برید تم پر ختم ہوئی سوزن نے کہا ملکہ عالم آپ ناحق خفا ہوتی ہین مین گھڑی بھر کے واسطے آئی ہون اپنے قیدی کو لیکر چلی جاؤنگی یہ شخص قاتل ساحران طلسم اسکندری ہی اسکے رگ و ریشہ مین جرأت بھری ہی اس جوان نے جاکر طلسم مین ہزارون کو قتل کر ا ملکہ شیشہ می نوش دختر ملکہ مرات جسکے آئینہ رخسار کی شیفتہ ہوئین صفائی پر جمال کے فریفتہ ہوئین دھگڑے کی محبت مین ہزارون کو قتل کرایا آخر مین طوفان جادو نے گرفتار کیا ملکہ نے حکم دیا خدمت مین خداوند کے لیجاؤ اسکے عیار نے طوفان جادو کو مار ڈالا گر بھٹر کر یہ جوان اپنے دادا کے لشکر مین پہونچ گیا بی شیشہ می نوش اب تک اسی کی محبت مین مدہوش ہین دل پر نہین معلوم کیا گذرتی ہے ظاہر مین خاموش ہین ملکہ مرات نے مجھکو حکم دیا کہ جاکر اس جوان کو پکڑ لاؤ قتل کرین اہالیان طلسم کو اطمینان ہو مین یہان سے گئی اسکے لشکر سے گرفتار کرکے لائی ہون طلسم اسکندریہ مین لیجاؤنگی مین تھک گئی تھی لمحہ بھر کے واسطے ٹھہر گئی یہ سنکر ملکہ انجم ماہ رخسار کے ہوش اڑگئے کہا اے سوزن جرأت و شوکت مین یکتا ہی جوان طلسم کشا ہے سوزن

نے کہا حضور مین مفصل نہین عرض کر سکتی طول طویل داستان ہی اگر مفصل عرض کرون ہوش و حواس اُڑجاتین عیار اسکا بلاے روزگار آنکھ ملتے ہی جادوگر کو مارتا ہی اس جوان کو سحر نہین آتا مگر ساحرکش ہی ملکہ جرأت جادو نام سے اسکے جلتی ہین جاتے ہی قتل کرینگی تمام اہالیان طلسم اسکے نام کے دشمن ہین وزیران سلطنت اسکے واسطے رہزن ہین بڑے بڑے سردارون کو اس ظالم نے مارا ہی انکی بوٹیان کاٹی جائینگی کل اہالیان طلسم جمع ہونگے اُسوقت یہ جوان قتل کیا جائیگا کہ ناظرین کو عبرت ہو پھر کوئی ایسی حرکت نہ کرے یہ باتین سُنکر ملکہ انجم ماہ رخسار کا غصہ سے چہرہ سُرخ ہوگیا کہا بی بی بس چپ رہو تنبیہ الو جلادی کی باتین زبان سے نہ نکالو ہزارون ساحرون کو قتل کیا یہ بڑی شکایت ہی ناحق کی حکایت ہی اُن لوگون کے ہاتھ مین مہندی لگی تھی لڑنے آئے تھے اچھا ہوا مارے گئے بڑی خطا تجویز کی بی شیشہ مُونوش کیون عاشق ہوئین اپنی بیٹی کو سمجھائین بلائین اس بیچارے کی خطا کیا جوان خوبصورت پایا یک بیک ٹرین ہاے واے کرنے لگین ماں صاحب کو ناگوار ہوا بیٹی کو گھر مین بٹھائین اور پر کیون ہاتھ اُٹھائین بی سوزن بیتنے تو تار باندھ دیا قتل کرینگی قتل کرینگی ابھی انھین کے لشکر کا ذکر ہو رہا تھا اس غیر کا نام تو بتاؤ بی سوزن جادو نے کہا کہ ایرج نوجوان فرزند قاسم عالیشان ہے قسمت ملک باختر اسکا لقب ہی ملکہ انجم ماہ رخسار کی مصاحب نے جواب دیا حضور یہ خداوند کے نواسے ہین ملکہ گیتی افروز نور چکیدۂ خالص قدرت انکے والد نامدار قاسم صف شکن پر مائل ہوکر نکل گئین یہ انکے بطن سے ہین ملکہ انجم ماہ رخسار خوب قہقہہ مار کر ہنسی کہا لو بی سوزن سنو بی شیشہ مُونوش کی خطا کیا ان نوجوانون کی عشق و عاشقی خداوند لقا نے اپنے گھر مین جائز رکھی تو بندون کا کیا ذکر قدرت اس امر پر راضی ہوے جب تو بی گیتی افروز نکل گئین اگر قدرت چاہتے سنگ سیاہ کر دیتے بیٹی کو کبھی نہ روکا انکو نہ غارت کیا پس ثابت ہوا کہ یہ خداوند کے پیارے بندے ہین جو انکے ساتھ دشمنی کریگا اسکی شامت ہی باعث خوشنودی قدرت انکی محبت ہی یہ بندگان مقبول ہین انکے دشمن ہمیشہ ملول ہین اب بی سوزن صاحب آپ تشریف لیجائیے قدرت کے نواسے کو نہ ستائیے جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا کیا جائیگا ادھر اُدھر سے کہیے گا اگر آپ کو ناگوار ہی تو صاحبزادی کو سنبھالیے قدرت کے نواسے پر بدعت کرنے مین خرابی ہی سوزن نے کہا کہ آپ کو اس سے کیا کام مین جاکر بہ مشقت پکڑ کر لائی تھک گئی یہان ٹھہر گئی جسطرح لائی تھی اُسی طرح لیجاؤنگی مین دشمن کو یہان نہ چھوڑونگی ملکہ ماہ رخسار نے کہا تمھاری کیا طاقت ہی سہیل جادو وزیرزادی سے حکم ہوا نبیرۂ قدرت کے جسم سے قید سحر دور کرو ہمارے باغ مین لیجلو جیسے ہی ملکہ سہیل اُٹھی سوزن جادو نے کہا دیکھو بی سہیل ہمارے قیدی کے قریب نہ جانا گناہگار ہو بادشاہ کے ہاتھ نہ لگانا سہیل نے کہا جو ہمارے مالک کا حکم ہی وہ کرینگے سوزن نے اُٹھکر گولہ مارا سہیل نے اشارہ کیا سوزن کا گولہ کٹ کے گرا سوزن

نے دوسرا سحر کیا سہیل بیہوش ہو کے گری ملکہ انجم ماہ رخسار غصہ مین یہ کہتی ہوئی اٹھی رہ تو شفقتل ہمارے سامنے یہ گستاخی ہم در پردہ سمجھاتے ہین سمجھ مین نہین آتا ہم قدرت کے نواسے کے قتل ہونے کی کیونکر اجازت دین سوزن سہیل کو بیہوش کر کے ایرج نوجوان پر جا پڑی ایسا سحر کیا کہ ایرج بیہوش ہو کے گرے قصد ہوا پنجہ کر مین پکڑے نکلون تو ملکہ انجم چمک کر اٹھی چہرۂ آفتاب عالمتاب دونون عارض ماہ تابان محبت مین ایرج کے بہوت غصہ آیا کہ سامنے ہمارے معشوق پر یہ بدعت ایرج جو زمین پر گرا بیہوش ہو کر ایڑیان زمین پر رگڑنے لگا ملکہ کی آنکھون مین اندھیرا آگیا قلب تھر اگیا نیمچہ کھینچ کے سوزن پر جا پڑی اسنے کئی سحر کیے سب سحر رد کرتی ہوئی قریب سوزن کے پہونچی نیمچہ مارا اسنے گھبرا کر سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا نیمچہ گرا سپر کٹی سوزن کے دو ٹکڑے ہوئے لاشہ سوزن کا جلنے لگا آواز آئی کشتی ہوا نام من سوزن جادو بود رشتہ حیات سوزن قطع ہوا ایرج بیہوش پڑے ہین سہیل بھی ہوشیار ہوئی دربار مین سب کانپنے لگے ملکہ نے فرمایا اے سہیل نبیرۂ قدرت کو باغ مین لیجاؤ ہم بھی آتے ہین ہماری مراد صرف یہ ہے کہ قدرت نہ آزردہ ہون جس نے ان لوگون کو ستایا ہلاک ہوا کوئی نانا چاہیگا کہ نواسا مارا جائے عقل پر پتھر پڑے قدرت کے نواسے سے لڑے کیونکر فتح نصیب ہو اسی جرم سے ملک کے ملک برباد ہوئے کیا قدرت کو اختیار نہین کہ ان سب کو مٹا دین اگر یہ کوئی کہے کہ لڑائی ہوتی ہے اس امر کو قدرت جانے ہمین کیا دخل ہے ملکہ سہیل عزیززادی نے ایرج نوجوان کو عالم غشی مین ہوادار ہمراہ کیا چند کنیزین ساتھ ہوئین باغ مین داخل کیا سامان عیش و نشاط آراستہ ہوا یہان ملکہ انجم ماہ رخسار نے دربار مین سب سے کہا کیون صاحبو تم لوگ سمجھے مین نے برا کیا کہ قدرت کے نواسے کو بچا لیا دو ایک روز انکی دعوت کرونگی پھر بشوکت تمام بغرض خدمت مین انکے نانا جان خداوند لقا کے روانہ کر دونگی میرے سامنے انکے نواسے پر یہ مصیبت تھی مین خاموش ہو رہتی اگر قدرت دامنگیر ہوتے فرماتے ہمارے نبیرۂ خاص قرابت دار با اختصاص کو نہ بچایا کیا جواب دیتی سب نے کہا آپ نے بہت خوب کیا اب آپ بھی تشریف لیجائیے ملکہ نے سب کو رضامند کر کے بھاری جوڑا نکال کر پہنا دریائے جواہر مین غوطہ مارا گرد کنیزان ماہ رخسار آگے آگے یہ گلعذار داخل باغ ہوئی دیکھا سہیل نے وسط باغ مین شامیانہ عمدہ استادہ کرایا مسند بچھائی جلسہ کی تیاری ہو رہی ہے ایرج اب تک صدمۂ سحر سے بیہوش ہے ملکہ نے آتے ہی ایرج نوجوان کو مسند پر بٹھایا آپ پہلو دبا کر بیٹھی آب دمیدۂ سحر کے چھینٹے دیے ایرج نوجوان کی آنکھ کھلی دیکھا پہلو مین وہی ماہ تمثال حور پیکر سیمین عذار سہی قد سر جھکائے ہوئے جلوہ فرما ہے سامنے باغ بہشت آئین گلہائے رنگا رنگ شگوفہ ہائے بوقلمون ہر نخل سرسبز و شاداب زلف سنبل پیچان کو پیچ و تاب غنچے مسکراتے ہین پھول خوشی سے کھلے جاتے ہین نوجوانان چمن اکڑ رہے ہین گلچین و باغبان اپنی سبز بختی پر لڑ رہے ہین نرگس شہلا دیدہ بازی مین مصروف سوسن کو اپنی زبان درازی مین دعوت اس باغ بہشت آئین پر جوش بہار ہے زلف سنبل عطر بیز و مشکبار ہے

نظم

برہنگی ہی نگہ مین یہ گرم ہی جوبن
کہ ہر طرف ہی گل افشان جادۂ گلشن
گھرا ہوا ہی جو ابر بہار صورت شام
ہوا سے سرو کا ہر سمت گرم ہی توسن
ہجوم شوق مین فرصت نہین ہی سبزہ دمن سے
ہر ایک غنچۂ نوخیز کا کھلا ہی دہن
نہین ہی ایک گھڑی بھی فراغ ہم نفسی
کہ آجکل ہی فراموش عادت بر دن
فروغ عارض گل ہی فتیلۂ روشن
عجیب طرح سے ہوتے ہین منعقد غنچے
جبین شاخ پہ گل کھلکے ہوئے لالہ وشن
پڑے ہین عکس جو رخسار گل کے ہر جانب
نصیب ہی سر بلبل کو آشیان چمن
صبا نے سحر محبت سے کر لیا مشتاق
چمن مین نالۂ بلبل ہی عمل بر شہد محن
بہت فنون مین قدم رنجگی بہار نے کی
اڑا رہی ہی مزے نو عروسی گلشن
نہال جھوم رہے ہین وفور مستی مین
زمین باغ کا رنگین ہی جا بجا دامن
ہواے خندۂ پیہم جو گد گدائی ہو
امید دار ہی بوسون کا عارض گلشن
اجل کشاکش امید مین پریشان ہی

ایرج نوجوان رسائی پر اپنے بخت رسا کے نازان ہوا نیر اقبال پر آفتاب عالمتاب کا گمان ہوا باغ ایسا خوشنما پہلو مین ماہ سیما باغ مین جوش بہار پہلو مین گلعذار یا وہ مصیبت یا یہ محفل عیش و عشرت طرف ملکۂ انجم ماہ رخسار کے شاہزادہ متوجہ ہوا فرمایا اے ماہ آسمان خوبی و اختر تابان برج فلک محبوبی اپنے نام و نسب سے ماہر کرو یہ تو ثابت ہوا کہ مہمان نواز ہو تاج و تخت سلطنت سے سرفراز ہو گہر ریزی زبان معجز بیان کے مشتاق ہین صاف ظاہر ہی کہ آپ صاحب مذاق ہین ملکہ نے مسکرا کر غنچۂ دہن وا کیا منھ سے پھول جھڑنے لگے فرمایا صاحب سلطنت و لیاقت کا کیا ذکر ہی سوزن جادو آپ کو گرفتار کرکے لیے جاتی تھی ہمکو معلوم ہوا کہ آپ خداوند لقا کے نواسے ہین مذہب کے خیال سے بچا لیا سوزن جادو کو قتل کیا ایرج نے فرمایا مین تو خداوند لقا پر لعنت کرتا ہون وہ بیچارا بھگوڑا ہمارے ہاتھ سے مارا مارا پھرتا ہی ہماری رشتہ داری سے اسکو شرف حاصل ہی وہ ایک مرد دروغ گو جاہل ہی ملکہ ماہ رخسار نے سہیل جادو کی جانب اشارہ کیا فرمایا لو یہ سہیل جادو شاہزادے صاحب اپنے نانا خداوند لقا کو برا کہتے ہین انسے ڈرنا چاہیے بموجب قول شیخ سعدی شعر ہر کہ عیب دگران پیش تو آورد و شمرد * بیگمان عیب تو پیش دگران خواہد برد * ایرج نے کہا ملکہ برا کہنے کا یہ سبب ہی وہ بیچارا بے ادب ہی دعوی خدائی کرتا ہی اپنی یکتائی پر مرتا ہی اے ملکہ تصور تو کرو انسان دعوے خدائی کا کرے کیونکر اسپر لعن نفرین نہو اگر ہمکو مہمان کیا ہی مہربانی فرمایے ہم دولت کونین سے تمکو شاد کرتے ہین مذہب بڑی چیز ہی جو اس سے واقف نہو وہ بڑا بے تمیز ہی لقا کی حماقت ظاہر ہی ہر فرد بشر اسکی حماقت سے ماہر ہی اژدر باختر تا بہ کوہ عقیق ہمارے بزرگون کے ہاتھ سے بھاگتا ہوا آیا مگر اپنے افعال قبیح سے تائب نہ ہوا اس طرح چند کلمات ایرج نوجوان نے صفت رب اکبر مین بیان کیے اور مذہب لقا مین کچھ نفرت کیے ملکہ انجم ماہ رخسار نے فرمایا صاحب اس دلیل طول و طویل سے کیا فائدہ ثابت ہوا کہ آپ کا مذہب برحق ہی خداے نادیدہ خداے مطلق ہی آپ مہمان ہین خاطرداری

ضرور ہے ہم نے دل وجان سے اطاعت دین اسلام ملت بیضا قبول کی انکی وجہ سے یہ سعادت حصول کی
ملکہ سہیل سے اشارہ کیا کہ گائن کو بلاؤ سامان عیش ونشاط مہیا ہو کنیزون نے فوراً گلابیان شراب کی
کشتیان کباب کی حاضر کین یہان تو سامان عیش ونشاط مہیا ہورہا ہی مگر مہتر شاپور شیر دل جستجو مین جو شاہزادہ
والا قدر کے نکلا تقدیر باغبان تھا وقدر زیر دیوار اسی باغ کے آکر پہونچا رات ہو چلی ہی خیال مین گذرا اگر
جنگل مین کہین پڑ رہینگے کوئی جانور درندہ وگزندہ شاید آزار پہونچائے آج کی شب اس باغ مین بسر کرین صبح کو پھر
اپنے گل حدیقہ جرأت کی جستجو مین مصروف ہون یہ سوچکر شاپور نے کمند پھینکی جست کرکے دیوار پر آیا شاخ
نخل تھام کر اترا دور سے دیکھا وسط باغ مین جلسہ آراستہ ہی صدہا ماہ رویان مہ جبین کا مجمع طبیعت تو
مزیدار ہی حیران ہین کہ اس محفل عیش منزل مین رات بسر کرنا ضرور ہی سامان محفل عیش وسرور ہی شراکت کرنا واجب
ولازم ہی یہ سوچ رہے تھے کہ ایک نازنین شوخ وشنگ سانولا رنگ بوٹی بوٹی پھڑکتی ہوئی آفتابہ ہاتھ مین
تھرکتی ہوئی ایک نخل کے سایہ مین پائجامہ کھولکر بیٹھ گئی شاپور نے منھ پھیر لیا خیال مین آیا کیا عجب ہی کہ
گانے والی ہو اسی کی صورت بنکر چلو قریب آکر اُسکو بیہوش کیا کنارے لاکر اسی کا لباس اور زیور اتار اسی
کی صورت بنکر تیار ہوے پائنچے سنبھال کر مسکراتے ہوئے چلے مگر حیران کہ ای شاپور جسکی صورت بنے ہو اسکا
نام کیا ہی یہ سوچتے ہوے محفل مین آے نگاہ اُٹھا کر دیکھا آفتاب عالمتاب شوکت وماہ آسمان ہمت وجرأت
اپنے آقاے نامدار مولاے قدرشناس سخاوت اساس ایرج نوجوان بہ فر وحشمت مسند پر جلوہ فرما ہین پہلو مین
ایک شاہزادی حسین جمیل دوسری جانب ایک ماہ پارہ عقیل وشکیل استادہ پہلوے ماہ مین دست بستہ حاضر
ہی یعنی سہیل وزیرزادی کو دیکھکر شاپور محو مطلق ہوے جی مین کہتا ہی ہمارا آقا کیا صاحب اقبال ہی گرفتار
ہوکر آئے معشوق ماہ لقا کو لیے ہوے پہلو مین بیٹھے ہین اس حیرانی مین کھڑا ہوا جمال سہیل پر نگاہ کبھی
واہ کبھی آہ سراپا پر نظر ہی گویا تصویر تصور ہی سہیل نے جو سر اُٹھایا دیکھا گلبدن گائن بہ نگاہ حیرت
مجکو دیکھ رہی ہی مسکرا کر فرمایا بی گلبدن تمھین کسی وقت فرصت بھی ہوتی ہی بے گھٹنہ کیے اپنی چھنجی سے
نہین نکلتی ہو عرصہ سے ملکہ عالم یاد فرمارہی ہین صحبت عیش دیر سے آراستہ ہی اب آئی ہو تو خاموشی کا کیا
باعث کچھ مجھسے کہو گی تنخواہ تمھاری زیدی گئی تمھارے سارنگی والے آئے تھے صبح کو اسی کے سپرد کی تمھارے
پانون مین ہمیشہ مہندی لگی رہتی ہی تمھاری حاضری ناممکن اتنا اشارہ جو شاپور نے پایا قریب ملکہ
سہیل کے بیٹھ گئی ہاتھ بڑھا کر بلائین لے چپکے سے کہا مین صدقے ان انکھڑیون پر قربان کیا سراپا ہی
قادر مطلق نے جسم نور نور کے سانچے مین ڈھالا ہی مین تو اس شمع جمال کا پروانہ ہون ملکہ سہیل نے ہنسکر
کہا دیوانی کیا بیہودہ بکتی ہی دیکھ مین آئندہ ہونگی اپنا کچھ کمال دکھاؤ آج مہمان عزیز آئے ہین انکو رجھاؤ

سر جھکا کر چپکے سے کان مین کہا گلبیرہمن یہ رنگ تمنّے دیکھا ملکہ نے جوش محبت مین ایرج نوجوان کے سوزن جادو ملازم بادشاہ طلسم کو مارا اب معشوق کو پہلو مین لیے ہوئے بیخوف بیٹھی ہین دیکھیے انجام کیا ہونا ہی شاپور نے کہا حضور جوان بھی تو رشک یوسف کنعان صاحب شوکت وشان حسن و جرائت مین بے نظیر کیونکر عاشق نہون ایسے معشوق کسکو ملتے ہین سہیل نے کہا گلبیرہمن انجام اسکا بُرا ہی شاپور نے کئی مرتبہ ہنستے ہنستے ملکہ سہیل جادو کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے سینہ پر ہاتھ رکھا سہیل نے اری ہٹ کہکے ہاتھ اُسکا جھٹک دیا ملکہ انجم ماہ رخسار نے فرمایا بی گلبیرہمن آج ہماری وزیرزادی سے کیا کُھسر پُھسر باتین کر رہی ہو کیا گاے کو دل نہین چاہتا تمھاری بہن کو بلا بھیجین شاپور نے کہا حاضر سامنے ایرج نوجوان کے آکے جھک کے سلام کیا سازندون کو اشارہ ہوا شاپور بھی تو خنجر ابروے سہیل کے گھائل ہوے ہین ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین سامنے اپنے مالک سے آنکھ ملاکر یہ خمسہ عاشقانہ شروع کیا

خمسہ

قمریون چمن سے بہار آج یار راہ مین ہی — سکون راحت صبر و قرار راہ مین ہی
شجر کا شور یہی بار بار راہ مین ہی — ہواے دورے خوشگوار راہ مین ہی

خزان چمن سے ہی جاتی بہار راہ مین ہی

ہزارون گل ہین نہین ایک خار راہ مین ہی — دوچند باغ جہان سے بہار راہ مین ہی
غریبو آؤ یہی اب پکار راہ مین ہی — گدا نواز کوئی شہسوار راہ مین ہی

بلند آج نہایت غبار راہ مین ہی

ہین اُسکو دیکھکے بیہوش یوسف و عیسی — خجل ہین روے منور سے اسکے حور و پری
ابھی سے جان تصدق ہی اسیر ہر اک کی — شباب تک نہین پہونچا ہی عالم طفلی

ہنوز حسن و جوانی یار راہ مین ہی

بشر کو خوب ہی تدبیر اوج پستی مین — رکھے تمیز ثواب و عذاب مستی مین
ضرور چاہیے صحرا کا خوف بستی مین — عدم کے کوچ کی لازم ہی فکر ہستی مین

نہ کوئی شہر نہ کوئی دیار راہ مین ہی

مسافرون کو سفر مین خیال راہ ہی شرط — رفیق یکدل و یکرنگ خیر خواہ ہی شرط
ہر ایک کام مین انجام پر نگاہ ہی شرط — طریق عشق مین اے دل عصاے آہ ہی شرط

کہین چڑھاو کسی جا اُتار راہ مین ہی

حسین ہی حسن ہی خورشید ہی پری رخسار — ہلال برق ہی اعجاز ہی پری رفتار

جلاتا مردے ہی تو دمبدم ہزار ہزار — جگہ ہی رحم کی اسکو بھی ایک ٹھوکر مار
شہید ناز کا تیرے مزار راہ مین ہی

نہ فکر کھانے کی اُسکو نہ آب کی خواہش — نہ زینت اُسکو ہی منظور اور نہ آرایش
قدم قدم یہ ہی نیرنگی اُسکی افزایش — سمند عمر کو اللہ شوق آسایش
عنان بستہ دیے اختیار راہ مین ہی

یہ راہ سخت ہی اسمین ہزار ہین کھٹکے — یہ مجھسے کہتے ہین چلنے مین ہمنشین میرے
جواب مین یہی کہتا ہون مین تو ان سبسے — نہ بدرقہ ہی نہ کوئی رفیق ساتھ اپنے
فقط عنایت پروردگار راہ مین ہی

کمال دھوپ پڑے دوپہر ہی گرمی کی — زیادہ لوہ بھی ہی دوپہر ہی گرمی کی
زمین ہی آگ ابھی دوپہر ہی گرمی کی — نہ جائین آپ ابھی دوپہر ہی گرمی کی
بہت سی گرد بہت سا غبار راہ مین ہی

یہ راہ وہ ہی نہ ڈر اسمین ہی کسی کا ساتھ — جگر کا اشک کا نالے کا دل کا جی کا ساتھ
نہ ہمکو چاہیے اب خضر سے نبی کا ساتھ — تلاش یار مین کیا ڈھونڈھیے کسی کا ساتھ
ہمارا سایہ ہمین ناگوار راہ مین ہی

ہزار رنج اُٹھاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے — نہین وہ جاتا ہی آتا ہی ساتھ ساتھ اپنے
ہر اک کی ٹھوکرین کھاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے — جنون مین خاک اُڑاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے
شریک حال ہمارا غبار راہ مین ہی

سفر جو کرنے مین آتا ہی دل مین یہ تیرے — رفیق ہین نہ ملازم ہین ورنہ ہین چیرے
خیال ہی یہی اے ہمنشین تجھے میرے — سفر ہی شرط مسافر نواز بہتیرے
ہزار ہا شجر سایہ دار راہ مین ہی

یہان یہ ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہی فلک کجرفتار کی کجرفتاری ظاہر ہی اسکے بغض و حسد سے ہر عقیل و فہیم باہر ہی بقول جناب میر حسن مغفور و مرحوم شعر یہ دو دل کو اکجا بٹھاتا نہین * کسی کا سبے وصل بھاتا نہین * شاپور کی گرمیان ساتھ ملکہ سہیل کے ابھی تک اپنا حال اسنے ظاہر نہین کیا اب حال دربار مراۃ جادو ساعت فرمایئے مراۃ جادو تخت پر پہلو مین انور جادو ملکہ شیشہ می نوش کو شجر جادو کے سپرد کرکے طرف باغ کے روانہ کر دیا جب عرصہ ہوا کہ سوزن جادو

واپس نہ آئی تو انور جادو نے مرات سے کہا بوا زیادہ مجھے فرصت نہین ہی ملکہ حیرت جادو مجھے یاد کرتی ہونگی مَین انکی مصاحبت مین آٹھ پہر حاضر رہتی ہون علاوہ ازین زمانہ انقلاب ہر وقت جھگڑا فساد مسلمانون سے مقابلہ عیارون سے مجادلہ مصاحبان ملکہ کو آرام نہین عیش و راحت سے کام نہین کیا سبب ہوا مین نے سوزن جادو کو اسواسطے روانہ کیا تھا کہ وہ نہایت تیز رو ہی میری تعلیم کردہ نامہ و پیام لیکر صدہا کوس جاتی ہی بہت جلد واپس آتی ہی میرا دل گھبراتا ہی مرات جادو نے کہا بوا مجھپر تو سب حال آئینہ ہی تم نے جلدی مین اُسکو روانہ کیا لشکر حمزہ مین ایک ساحرہ کا جانا عین دربارمیں سے اتنے بڑے جلیل کا لانا سو دو سو جادوگر ساتھ جاتے تو شاید وہ جوان گرفتار ہوتا انور نے کہا مین خود جاتی ہون مرات جادو نے ہر چند منع کیا انور نے کہا بوا تمھین کچھ خبر ہی مجھے تساہل کرنے سے بیر ہی مین اس مقدمہ کا فیصلہ کرکے جاؤنگی چھوکری کا حال دیکھکر میرا کلیجہ پھٹ گیا اس نگوڑی کمبخت کا آب و دانہ ترک ہی میرے دلکو قرار کیونکر آئے مین اُسکو فوراً پکڑ لاؤنگی سامنے لونڈیا کے قتل کرونگی جب تک وہ قتل نہوگا یہ ہوش مین نہ آئیگی میرا ہوش ربا مین دل نہ لگے گا آٹھ پہر یہی دھڑکا رہیگا مین اب شیشہ می نوش کو یہان نہ چھوڑونگی ہر چند کہ طلسم ہوش ربا مین غدر ہی لیکن مقام صدر ہی اس جوان کے قتل کرنے سے شہنشاہ خوش ہونگے حقیقت مین میری عقل نے کمی کی مزاج مین برہمی تھی غصہ مین خیال نہ رہا سوزن کو اکیلا بھیجا تھا یہ کہکر تخت پر سوار ہوئی سو جادوگرنیان ساتھ لیکر چلی یہ ادھر سے جاتی تھی وہان ایرج نوجوان نے قلعہ انجم حصار مین ملکہ انجم ماہ رخسار کے ساتھ عیش مین رات بسر کی جب رات قلیل باقی رہی ایرج نوجوان بالاکھانہ ملکہ انجم کے اُٹھے چھپر کھٹ پر آکے عاشق و معشوق نے آرام کیا شاپور غیرت دل بہ شکل گلچیر مین گائن جو ہبہ ملکہ سہیل وزیرزادی کے آیا سہیل گانے پر شاپور کے جو تکہ مائل ہو چکی تھی جب وہ عاشق و معشوق اپنے مقام پر گئے سہیل نے ہاتھ شاپور کا تھام لیا گلچیر مین ہماری صحبت مین چلو اب تو شاپور نے نخرے کرنا شروع کیے کہا ہی وزیرزادی مجھے نیند آتی ہی ہمین مہلت کہان جو تمھاری صحبت مین چلین اے ملکہ عالم غزل

وقت پیری شباب کی باتین	ایسی ہین جیسے خواب کی باتین	اسکے گھر لے چلا مجھے دیکھو	دل خانہ خراب کی باتین
واعظا چھوڑ ذکر نعمت خلد	کہ شراب و کباب کی باتین	حرف آیا جو آبرو پہ مری	ہین یہ چشم پر آب کی باتین
یاد رہیں جبین کہ بھول گئے	وہ شب ماہتاب کی باتین	تجھکو رسوا کرینگی خوب اے دل	تیری یہ اضطراب کی باتین
جاؤ ہوتا ہے اور بھی خفقان	سن کے ناصح جناب کی باتین	جام کو لب سے لے لگا اپنے	چھوڑ شرم و حجاب کی باتین
سنتے ہین اسکو چھیڑ چھیڑ کے ہم	کس مزے سے عتاب کی باتین	دیکھ اے دل نہ چھیڑ قصہ زلف	کہ یہ ہین پیچ و تاب کی باتین
ذکر کیا جوش عشق مین اے ذوق	ہم سے ہون صبر و تاب کی باتین	سہیل نے کہا تجھے تو دیوان کے دیوان یاد ہین چل خلیے	

آج وہین آرام کرین شاپور نے کہا خوشی تمھاری سہیل کے ساتھ اسکے کمرے مین آیا سہیل چھپرکھٹ پر
لیٹ گئی کہا اوئی کلیجہ ہن ہن میرے پیر دباؤ شاپور نے کہا مین خود تھک گئی ہون ناچتے ناچتے تمھی ترس
پاپائی تم خود میرے پیر دباؤ یہ کہکے پاس لیٹ گیا چونکہ سہیل بھی جاگی ہوئی تھی لیٹتے ہی سو گئی شاپور
نے دروازے کمرے کے کھولدیے بصورت اصلی بنکر گلے مین ہاتھ ڈالکر اپنی معشوقہ کے ساتھ چین سے سو یا
ذرا سی بیہوشی بھی دماغ مین سہیل کے دیدی کہ بعد عرصہ دراز آنکھ کھلنے مین تو فرے اڑاؤن معشوق پری پیکر
کو خوب گلے لگاؤن اس خیال مین یہ بھی سو رہا یہان شاہزادہ ایرج نوجوان بوقت سحر بیدار ہوئے
ملکہ انجم ماہ رخسار نے اٹھکر ہاتھ منھ دھویا ایرج نے نماز پڑھی وظیفہ پڑھ رہے ہین دو چار خواصین
جو صبح کو اٹھین ٹہلتی ہوئی طرف کمرے کے آئین دیکھا بی سہیل وزیرزادی ایک مردوے کے ساتھ
بلا تکلف سو رہی ہین دروازے تک کمرے کے کھلے ہوئے ہین اور تو سب ہنسین مگر سوسن زبان دراز ہمراستے
کہا واہ بی سہیل کی بڑی عصمت داری مشہور تھی کیا بےخوف دھگڑے کو لیے پڑی ہین نہ مالک کا خوف
نہ ساتھ والون کا لحاظ شمشاد سیدھی بھاگی کہ مین جاکر ملکہ سے کہون ملکہ ماہ رخسار بیٹھی گلوریان
بنا رہی ہین کہ غنچہ دہن خاموش سوسن باتین بناتی ہوئی غل مچاتی ہوئی چلی آتی ہے ملکہ نے کہا
بی سوسن آج کیا کچھ پڑا پایا کہا حضور کیا عرض کرون ملکہ غنچہ دہن سے متوجہ ہوئین وہ کچھ نہ بولی مسکرا کے
رہ گئی شمشاد اکڑنے لگی کہا حضور ہم سے سنیے آپ کی وزیرزادی صاحب ایک مردوے کو لیے پہلو مین
سو رہی ہین دروازے بھی کمرے کے نہین بند کیے ایسی بلبلائین کہ بند و بست بھی نہ کیا ملکہ نے کہا کیا بیہودہ
بکتی ہو سہیل ایسی نہین ہے نرگس نے کہا چلکے اپنی آنکھون سے دیکھ لیجیے دیدے پھوٹین جو مین جھوٹ کہون
ملکہ اٹھین کہا حرامزادیو جو جھوٹ ہوگا مارے کوڑون کے کھال گرا دونگی ایرج نے اشارے سے
پوچھا کیا ہے ملکہ نے کہا کچھ نہین مین ابھی آتی ہون یہ کہکے چلین دروازے پر خواصون کا جماؤ چاؤن چاؤن
ہو رہی ہے میان شاپور جاگ رہے ہین مگر آنکھین بند کیے پڑے ہین ادھر اچھی طرح پر گلے مین ہاتھ
ڈالدیے خواصین کہہ رہی ہین لو مردوا لیٹ لپٹ کے خرّاٹے اڑاتا ہے ملکہ انجم ماہ رخسار کمرے تک قریب
نہ پہونچنے پائی تھین کہ خواصون کی آواز سنکر سہیل کی آنکھ کھلی دیکھا ایک مردوا مجھے لپٹا ہوا ہے خواصین
ٹھٹھے مار رہی ہین اور غل کرتی ہین کہ ملکہ جلدی آیئے سہیل نے اٹھتے ہی ایک چیخ ماری ارے یہ کون ارے
صاحبو دوڑو یہ مردوا کہان سے آیا اور ایک دوہتڑ شاپور پر مارا ارے او بیحیا چوٹٹے اٹھائی گیرے تو
کہان سے آیا شاپور کود کر بھاگا سہیل اٹھکر دوڑی خواصون سے کہتی ہے ارے اسے پکڑو شلیطہ ر
دوڑتا پھرتا ہے ہرچند سہیل چیخنی ہے بھلا شاپور کو کب پا سکتی ہین ملکہ نے آکے دیکھا کہ ایک شخص دبلا پتلا

تماشتیا باغ مین دوڑا دوڑا پھرتا ہی اور سہیل پیٹ رہی ہی ملکہ نے پکار کر کہا او سہیل یہ کیا معرکہ ہی
سہیل نے چیخ مار کر کہا حضور مین لٹ گئی نہین معلوم یہ نگوڑا مردوا کہان سے آیا مجھ سے لپٹ گیا سر
للہ حکم دیجیے اسکو گرفتار کرائیے سزائے معقول اسکو ملے یہ کوئی چوٹٹا اٹھائی گیرا ہی حضور مین پہچانتی بھی
نہین شاپور نے کہا ملکہ عالم دوہائی ہی آپ ہی مجکو بلایا اپنے کمرے مین سلایا اب کہتی ہین مین نہین
پہچانتی ملکہ نے کہا تو ہی کون شاپور نے کہا حضور کا غلام ہون میرے انکے مدت سے آشنائی ہی آج انکار
کرتی ہین حضور انصاف کرین سہیل پیٹ رہی ہی کہتی ہی حضور کے سر کی قسم مین اس بھڑوے کو نہین پہچانتی
الغرض جو ہوا ایرج نوجوان قبضہ پر ہاتھ ڈالکر اُٹھے بارہ دری کے باہر آئے دیکھا ہمارا عیار رفادار مونس و
غمگسار شاپور نامدار نخل کی آڑ پکڑے ہوئے کھڑا ہی ملکہ انجم ماہ رخسار غصہ کر رہی ہین سہیل پیٹ رہی ہی
کہ کہکے روتی ہی کہ ہائے میری آبرو گئی یقین ہی کہ اپنی جان دیدے جیسے ہی اپنے آقا کو آتے ہوئے دیکھا شاپور
نے جھک کر سلام کیا ملکہ نے کہا اے شہریار یہ مواموئنڈی کاٹا نہین معلوم کہان سے آیا ہی میری وزیرزادی کو
اسی نے رولایا ہی آپ کو سلام کرتا ہی نگوڑے کو ایک تلوار ماریے کہ اس کا سر اڑ جائے ایرج نے کہا ملکہ یہ
تمھارا غلام ہی اور قریب آکر کان مین کہا ملکہ یہ میرا عیار فرزند عمرو نامدار ہی سہیل کو سمجھاؤ اسپر عاشق ہوا
ہی ان کمبختون کا یہی طریقہ ہی جسپر عاشق ہونگے اُسے رسوا ضرور کرینگے شاپور آکے قدمون سے لپٹ گیا
ایرج نے سرسینہ سے لگایا ملکہ نے ترچھی نگاہون سے شاپور کو دیکھا سہیل وزیرزادی روتی ہوئی
قریب آئی کہا حضور میری داد نہ دیجے گی آپ اس نگوڑے بدمعاش کو کیا پہچانتی ہین شاپور نے کہا وہ
نہین پہچانتین تم نے اچھی طرح پہچانا یا نہین رات کو نتین کرکے اپنے کمرے مین لائین وہی گلبرہن ہون
ملکہ نے کہا صاحب یہ تو اس سے پوچھیے میری گائن کو کہان چھپا دیا شاپور نے کہا ایک نخل کے نیچے پڑی ہی
اُٹھوا منگوایئے کنیزین گئین دیکھا گلبرہن ننگی پڑی ہی کنیزین اسکو لباس پہنا کر لائین جب قریب ایرج کے
شاپور گھل ملکے کھڑا ہوا باتین لشکر صاحبقران کی کرنے لگا قاسم کے غصہ کا حال بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ
حضور مین رہبری سے خواجہ زادون کے اسطرف آیا شکر ہی کہ حضور کو بعیش و کامرانی پایا ایرج نے کہا اے
شاپور رسوزن جادو طلسم اسکندری سے آئی تھی ملکہ انجم ماہ رخسار نے اُسکو مارا ہین رہا کیا مگر وہ
بیان کرتی تھی کہ ملکہ شیشہ می نوش ابھی اسی طرح ساغر بادۂ محبت سے مست ہی آٹھ پہر گریہ و زاری سے کام
اسی کی شورش کی وجہ سے ملکہ مرانیے اس ساحرہ کو روانہ کیا مگر قضا نے اس ملعونہ کو تیر کا نشانہ کیا ای
شاپور بڑے حیف کی بات ہی کہ وہ سوختہ آتش دوری وافروختہ شعلۂ مہجوری اس حال پر ملال مین ہو
وہ ہم خبر نہ لین اگر تڑپ تڑپ کے مر گئی کیسی بدنامی ہی دفتر عاشقان ثابت قدم سے نام نکل جائیگا ذکر

عشق و محبت ہمارے نام سے معشوقان طناز کو حجاب آئیگا سہیل نے جو دیکھا اُسی نگوڑے اٹھائی گیرے سے شاہزادہ ایرج نوجوان باتین کر رہے ہین کبھی گلے لگا لیتے ہین کبھی فرماتے ہین کہ ای شاپور اب یہان سے طرف طلسم اسکندریہ کے چلو یا تو چلکر ملکہ شیشہ می نوش کو رہا کرین یا لڑ بھڑکر جان دین شاپور کہتا ہی ای شہریار تا بہ طلسم رسائی دشوار ہی بے پتے نشان کوشش بیکار ہی حضور یہان ٹھہرین غلام جا کر پتہ لگائے اور اگر پہنچ گیا رسائی ہوگئی تو ملکہ شیشہ می نوش کو ضرور نکال لاؤنگا ایرج نے کہا ای شاپور یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہی ہر چند کہ ملکہ انجم ماہ رخسار نے ایک روز مین ایسی محبت صرف کی طبیعت بہل گئی مگر کسی طرح کے خیال ہین لشکر پر بھی آٹھ پہر یورش ساحران دل یاد زلف ملکہ بران مین پریشان اُس مہجور کا بھی خیال سب طرح مشکل ہی سہیل وزیرزادی یہ حالات دیکھکر پیٹتی ہوئی سامنے شاہزادے کے آئی دامن تھام کر کہا ای شہریار میری داد نہ دیجیے گا اس نگوڑے کو قید کیجیے ایرج نے کہا ملکہ سہیل خفا نہ ہو تو مین کہون یہ تو عیار ہی گلے ہنس ہنس کر آیا گا نام تم نے سُنا اپنے کمرے مین کیون لے گئین سہیل نے کہا حضور مین اپنی گائین جانکر لیگئی یہ نہ سمجھی تھی کہ یہ نگوڑا لوٹھا ہی حضور فریاد نہ سنین گے تو مین اپنی جان دونگی سنکھیا کھالون گی آپ بھی مجھی کو قائل کرتے ہین ایسے چوٹٹے اُٹھائی گیرے کو نوکری سے چھڑا دیجیے یہ حضور کو بدنام کرے گا ایرج نوجوان نے ملکہ سہیل کو گلے سے لگا لیا کہا ملکہ یہ ہمارا بھائی ہی آج سے ہماری بھاوج کہلاؤ گی شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم ہمارے قبلہ و کعبہ کی بہو کہلاؤ گی اب ہماری خاطر کردو بخشو سہیل شاپور کے گانے سے عاشق تو ہو چکی تھی شرما کے سر جھکا لیا کہا حضور خوب زبردستی بہو بنا لیا کنکھیون سے شاپور کو بھی دیکھ رہی ہی شاپور ہاتھ بلند کیے کھڑا ہی کہہ رہا ہی ملکہ خطا معاف فرمائیے مین تابعدار ہون آپ کا گنہگار ہون سہیل غصہ مین کچھ جواب نہین دیتی دل مین تو مزا گانے کا بھرا ہوا ہی ظاہر مین ابروے خمدار پر بل لیکن جی کمال کے خیال مین بیکل اب ملحوظ خاطر سامعین ہو ملکہ انجم ماہ رخسار و کنیزان نامدار و ایرج زیوتار و شاپور شیر دل عیار سب صحن باغ مین کھڑے ملکہ انجم بھی وزیرزادی کو سمجھا رہی ہین کہ ایرج نوجوان نے کہا ای ملکہ عالم اب برائے چندے رنج مفارقت سہو ہمکو رخصت کرو ہم طرف طلسم اسکندری کے جائینگے نام طلسم سُنکر ملکہ رونے لگی کہا ای شہریار مین سمجھی آپ واسطے ملکہ شیشہ می نوش کے بیقرار ہین مجھ بدنصیب نے ناحق آپ سے دل لگایا بیٹھے بٹھلائے سودائے محبت مول لیا ہمکو قتل کرکے جائیے جاکر طلسم مین ملکہ شیشہ می نوش سے دل بہلائیے ہماری محبت بیکار رده مہرات جادو کی دختر بلند اختر ہین طلسم مین آپ کی عملداری کرا دیگی یہ کہکر رونی گہرہائے اشک صدف چشم سے نکلکر عارض رشک ماہ تابان پر گرے صاف ثابت ہوا شب ماہ مین ستارے چھٹکے کنیزین بھی یہ حال دیکھکر

ملول ہوئین ایک ایک کنیز شاہزادے سے منت کرتی ہی کہتی ہی شہریار ہماری ملکہ کو چھوڑ کر نہ جائیے آپکی محبت مین ہمنے ملکہ مرأت جادو سے دشمنی پیدا کی یہ خبر ضرور وہان پہونچے گی بموجب ارشاد فیض بنیاد صائب نامدار شعر دوست دشمن میشود آخر بوقت عاجزی ٭ چون ز زخم آہوان رہ می برد صیاد را ٭ ایرج نے کہا صاحبو آخر تمکو ہم سے کیا امید ہوگی ملکہ نے کہا آپ لوگ نہ رو کیے جانے دیجیے مصرع ع دابے برما و گرفتاری ما ٭ یہ کہکے دامن ایرج کا تھام لیا یہ اشعار پڑھے اشعار

لائے نصیب کھینچ کے بیداد کی طرف
دی جان دیکھ دیکھ کے صیاد کی طرف
ہین اجنبی قفس سے قفس تجھسے اجنبی
کیون کھینچتا ہی مجکو تو صیاد کی طرف
دیکھی جو مین نے روز جزا اسکی بیکسی
گردن جھکائے جاتا ہون جلاد کی طرف
شوق نیاز ہون کبھی ہمہ تن نگاہ ہون
منھ بھی کیا نہ عالم ایجاد کی طرف
قردہ کسی طرح کا ستاتا ہی گر کوئی
تکتے ہین باغبان مری فریاد کی طرف

دن بھر پھر ایکبار آیا تو صیاد کی طرف
کیا اضطراب ہی کہ برابر ہین گر نشین
وہ مجکو دیکھتا ہی مین صیاد کی طرف
کہتا ہی دل کچھا در ہی یہ طرفہ لطف ہے
شرما کے ہو گیا رسی جلاد کی طرف
رو کو خدا کے واسطے یارو کہ جوش شوق
اپنی طرف ہو نمین کبھی جلاد کی طرف
عاشق کا دل ہی امین خوشی کا گذر کہان
ہین دیکھتا ہون تجکو ناشاد کی طرف
غنچے کھلے ہوے ہین چلو سیر کو نسیم

پاس وفا سے منھ نہ پھرا وقت نزع بھی
سوئے چمن کبھی کبھی صیاد کی طرف
اے دام روزگار نہین بخت عندلیب
میری طرف نہ اس ستم ایجاد کی طرف
ہی مجکو جوش شوق شہادت حیا کے ساتھ
پھر مجھکو لیچلا اسی جلاد کی طرف
ایسے مسافران عدم تنگدل گئے
آتا ہی کون خانہ برباد کی طرف
انکو شگون آمد فصل بہار ہی
جاتے ہین دام بلبل ناشاد کی طرف

اس طرح ملکہ نے یہ اشعار عشق انگیز پڑھے یہ تو خود چوٹ کھائے ہوے ہین اسی محبوب جانی کا فراق شب روز ملاقات کا اشتیاق یعنی یاد مین ملکہ بران شمشیر زن کے مصروف رہتے ہین وصل سے نا امید مبتلاے دام بلاے ہجران آشفتہ سری مین بے سرو سامان ہر دم یہی خیال ہی کہ کیونکر اس محبوب جانی یار جادو دانی سے ملین کیونکر غنچۂ آرزو کھلین بقول فردوسی شعر صبا بہ گلشن آن گلعذار میگذری ٭ اذا القیت حبیبی فقل لہ خبری ٭ اس خیال مین ملکہ کے اشک حسرت پاک کیے سمجھے جو ہمپر گذرتی ہی وہی اس نو گرفتار کو بھی سامنا ہی کہا اے ملکہ عالم سواے صبر کے کیا چارہ نہ جانے مین بڑی بدنامی ہی وفاداری مین خامی ہی انشاء اللہ ہم جس وقت جہان اطمینان کامل پائینگے فوراً لکھکر تمہین بلائین گے ملکہ نے کہا اے شہریار مین آپ کے بلانے کو نہین منع کرتی مجھے بھی ساتھ لیجیے درد فراق مین مبتلا نہ کیجیے ہم سے یہ بار نہ اٹھے گا خدا کی عنایت سے چند الفاظ سحر بھی جانتی ہون مرأت جادو سے تو نہین لڑ سکتی کہ وہ بادشاہ طلسم ہی اور کوئی آپ پر دست انداز نہ ہو سکے گا مین دروازے پر آپ کو قلعۂ طلسم سکندریہ کے پہونچا دونگی اور یہ بھی وعدہ کرتی ہون

جس باغ مین ملکہ شیشہ مے نوش قید ہین وہین چلکر اُتریے پہلے انھین کو چھڑا لیجیے آیندہ عجائبُ غرائب طلسم مین مجھکو دخل نہین جیسا کچھ ہو ملکہ شیشہ مے نوش بادشاہ طلسم کی دختر بلند اختر ہین وہ حال لوح کا بتائینگی اور مجھسے کچھ نہو سکیگا تو لڑ بھڑ کے مرجاؤنگی مگر جفاے فراق نہ اُٹھاؤنگی ایرج فرماتے ہین ملکہ یہ بھی بہتر نہین ہی غیر کا طلسم ہین گذر نہین ہے ہمین معلوم میرے نام طلسم کشائی ہی یا بخت کی نارسائی ہی یہ باتین سحر انگیز وحشت خیز عاشق و معشوق مین ہو رہی ہین کنیزین بنے مالک دیکھ رہی ہین مگر انور جادو بدخو شعلہ مزاج سو جادوگرنیون کو لیے ہوے طرف لشکر اسلام کے جاتی تھی تخت بر روے ہوا خود غصہ مین ساتھ والیان باز و بط دو قریہ پر سوار ناگاہ ملکہ انور جادو کی باغ کی جانب گئی ملکہ انجم ماہ رخسار اسی طلسم کی خراج گزار ہی تصویر طلسم کشا دیکھنے آئی پس اسکی جو آنکھ پڑی دیکھا باغ مین صدہا نازنینان گلعذار بیچ مین یہ سرو حدیقۂ خوبی بلبل گلزار محبوبی یعنی ملکہ انجم ماہ رخسار اسوقت یہ بھی ذکر ہوتا ہی کہ سوزن جادو کو مین نے مارکر آپ کو رہا کیا لیکن افسوس مین نے کیا کیا شعر نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے ہوے نہ اُدھر کے ہوے ؎ تجھے چاہ کے ہمتو خدا کی قسم نہ ادھر کے ہوے نہ اُدھر کے ہوے ؎ یہ حال زار و نیاز دیکھا اور قتل سوزن کا بھی اپنے کانون سے سُنا انور جادو نے للکارا او شوخ دیدہ گیسو بریدہ انجم ماہ رخسار مین نے سب حال تیری سرکشی کا سُنا ہماری مصاحب کو مارا قیدی کو چھین لیا ہمارے دشمن سے یہ راز و نیاز دھگڑے کے یہ انداز یہ کہتی ہوئی مثل شعلۂ جوالہ آسمان سے اُتری انجم نے جو انور جادو کو دیکھا کہا تو شہریار غضب ہوا مرات جادو کی بہن پر سب حال آئینہ ہوا سب اس ملعونہ نے معائنہ کیا ایرج نوجوان نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا بڑھکر نعرہ کیا نعرہ ایرج نوجوان صف شکن

ملک ایرج آن آفتاب منیر	کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر	ہنر برد مان و ہنر دار زما
مستم فارس عرصۂ کارزار	گل گلشن قاسم نامدار	جری صف شکن شیر دشت وغا

انشا نور نے بھی ملکہ سنبھالی جھپٹ کر ایک ساحرہ کو حباب مارا لپٹ کے خنجر بھی مار دیا انور نے سحر کیا آگ برسنے لگی ایک ساحر کو ایرج نے تیر مارا حلق کو اُسکے توڑ کے پار نکلا ملکہ انجم بھی چمکی باران سحر برسا کر آگ بجھا دی کئی جادوگرنیون کو ٹھنڈا کیا دس پانچ کنیزین ملکہ انجم ماہ رخسار کی بھی جلین بعض بیہوش ہو گئین ہنگامہ سحر گرم ہوا برق بلا ٹوٹی رعد گرجا ملکہ انجم ماہ رخسار مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہی جس ساحرہ پر جا پڑی اُسنے سحر کیا انجم نے ماش کا دانہ مارکر اسکو پھونک دیا ایرج نے دو تین جادوگرنیون کو مارا تھا کہ انور جادو طرف ایرج کے جھپٹی آواز دی خبردار اے مسلمان تجکو یہ لیاقت ہوئی تلوار کھینچکر آیا کیون قضا آئی ہی ساحران طلسم اسکندری کا خون تیری گردن پر ہی اب تیری قضا قریب ہی ایرج نے چاہا جا پڑے دن اس ملعونہ کو زبان درازی کی سزا دون انور جادو نے بہ تعجیل سحر کیا تلوار ہاتھ سے ایرج کے گر پڑی زمین نے پاؤن تھام لیے شکنجہ پکڑ کر رہی

کہ قتل کردن انجم کی نگاہ بڑی بیقرار ہوکر جھپٹی لغرہ کیا او ملعونہ کیا کرتی ہو وہ سحر نہیں جانتے ان پر دست
بدعت دراز نہ کرنا یہ کہکے گولہ مارا انور جادو نے گولے کو کاٹا گولے سے دھوان نکلا برق چمکی ہر انور جادو
کا اس برق سے زخمی ہوا ایرج وشاپور تو سحر مین انور جادو کے مبتلا ہوکر گرپڑے مگر انجم ماہ رخسار نے
ضرب خوب سحر کیے انور جادو بھی زخمی ہونی قریب تھا کہ جادو گرنیان اسکی بھاگین انجم ماہ رخسار نے
نیمچہ کھینچکے چاہتی تھی کہ انور جادو کا سر کاٹ لون اسوقت انور جادو گھبرائی جلدی مین کچھ اور تو
بن نہ پڑا اس ملعونہ کو خیال آیا کہ میری جھولی مین دبیا خاک قبر جمشید کی ہی یہ بات بڑی بھید کی ہی اکثر
گزارش کیا ہی کہ خاک قبر جمشید اگر کوئی شخص افراسیاب پر مار دے تو اسکے بھی قلب پر غبار الم چھائے
چند ساعت کو بیہوش ہوجائے پس انور جادو نے بہ تعجیل تمام انجم ماہ رخسار کی زبان مین سوزن دیا
کنیزین کچھ بھاگ گئین کچھ قتل ہوئین انور جادو نے ایرج وشاپور و ملکہ انجم کو مع چند کنیزدن کے
گرفتار کر لیا سر پر اپنے ایک پٹی مراہم جمشیدی کی چڑھائی سو جادوگرنیان لیکر آئی تھی پچاس قتل ہوئین
ملکہ انجم وایرج وشاپور کو تخت پر ڈال لیا لیکر طرف طلسم اسکندریہ کے روانہ ہوئی ایرج کو مسلسل
ومطوق کر لیا ہو اب جو ایرج نوجوان کی آنکھ کھلی اپنے کو غل وزنجیر مین گرفتار پایا ایک جانب شاپور
ایک جانب ملکہ ماہ رخسار کو دیکھا کہ زبان مین سوزن بیقرار واشکبار انور جادو تخت اڑائے ہوئے لیے
جاتی ہی ایرج نوجوان نے ملکہ انجم کو بہ نگاہ حسرت دیکھا اشارہ کیا ای ملکہ عالم تم ہماری محبت مین مبتلا
ہوئین عذر کرکے اپنے کو بچاؤ ہم پر جو گذریگی سمجھا جائیگا رب اکبر ہمکو بھی قید سے چھڑائیگا انجم نے کہا ای
شہریار کیا اپنی جان مجکو ایسی عزیز ہی کچھ کنیز کا خیال نہ کیجیے یہ قید رہائی سے بہتر ہی اسوقت شاپور کی
بیقراری ایرج کی اشکباری انور نے جو عاشق ومعشوق کے اشارے دیکھے جل گئی کہا کیون بی انجم
تمھارا بھی ستارا گردش مین آیا ہمارے دشمن کو گھر مین جگہ دی مصاحب کو ہمارے قتل کیا مرائت جادو
نے تصور کیا ہی مین دشمن کو قید نہین کرونگی ہیجتے ہی وار پر کھینچ دونگی سر انکا لیکر خدمت مین شہنشاہ
طلسم ہوش ربا کے پہونچاؤنگی اس نگوڑے کے سحر مین چھوکری مبتلا ہی اسکے قتل سے اسکا بھی علاج ہوگا
انجم نے کچھ جواب نہ دیا شرماکے سر جھکا لیا مگر ایرج نے جواب دیا او ملعونہ کیا بکتی ہی ساحران طلسم ہمارے
ہاتھ کبھی قتل ہوے ہین تیرا گنہگار ہون اس بیچاری کی کیا خطا اسکو رہا کردے ہم سے بدلہ لے یہ بالکل بے خطا
ہی اور سحر کیسا ہم سحر وساحری کو برا جانتے ہین وہ شاہزادی سحر محبت مین مبتلا ہی سر بیچکر اسنے یہ سودا
خریدا ہی انشاء اللہ اسکا بھی وقت رہائی قریب ہی تو ہمین کیا قتل کرسکے گی انور کنیزون سے کہتی ہی دیکھو
تو اس جوان کا دیدہ دلیر ہی حقیقت مین بیشۂ جرات کا شیر ہی خوف نہین کرتا مرنے سے نہین ڈرتا اسطرح بہ

باتین کرتی ہوئی انور جادو قید ایرج دشا پور وانجم طرف اسکندریہ کے لیے جاتی ہی۔

دو کلمہ داستان گرفتار دام محنت اسیر محبس محبت فراق دیدہ ہجران کشیدہ وارد مہمانسرا ے رنج و محن اعنی ملکہ بران قمشیرزن کے تحریر ہوتے ہین حسنہ مومن

در بزم یار ہمرہِ دشمن گذر کنم	سویم چو بنگرد سوے دیگر نظر کنم
گر گریہ بسر دہد گلہ درد سر کنم	ترسم کہ از محبت خویشش خبر کنم
	با خویش سرگرانی او بیشتر کنم
کیا کیا امید تھی ترے ہاتھون سے قتل کی	تھی جی مین آرزو کہ ملے آرزو میری
پر کیا کرون نزاکت دل یاد آگئی	ترسم ز بیوفائی خود منفعل شوی
	گراز امید داری خویشت خبر کنم
دیکھا جو میرے حال پہ ہنستے ہین شیخ وشاب	کھائی قسم پھر آنے کی ای جوش اضطراب
پردہ نشین ہی آئے نہ کسطرح سے حجاب	وقت وداع او من دلوانہ خراب
	باہر کہ بر دشوم دگر یہ سر کنم
کیسا طلوع صبح کہان ہی نمود روز	ہی گھر مین جلوہ گر ابھی وہ آہ دلفروز
کیا کیجیے ہمنشین گلہ جوش تاب سوز	بے طاقتی شوق بہ بین گز برم هنوز
	نگذشتہ یار در وے براہ دگر کنم
ناصح ذلیل گننے لگے مجکو شیخ وشاب	ملنے سے میرے کرنے لگی خلق اجتناب
اب تجھکو یاد آئی مری خانمان خراب	رسوائیم رسید بجائے کہ از حجاب
	دیگر بہ پیش او نتوانم گذر کنم
مومن کی طرح جوش مین پھرتا ہون کو بکو	شوق نظارہ سے ہوئی برباد آبرو
افسوس کامیاب نہین ہوسکا کبھو	میلی زشرم عشق بجانم کہ سوے او
	باشوق این چنین نتوانم نظر کنم

اس زمانہ مین ملکہ بران قمشیرزن باغ نگارین مین داخل ہین کنیزون کو براے خبر خواجہ عمرو و اسد نامور روانہ کیا ہی بوقت سحر بیٹھے بیٹھے خود بخود دل گھبرایا بارہ دری سے اُٹھکر کمرے مین آئی ٹہلنے لگی ہر چند دل کو بہلاتی ہی مگر طپش قلب زیادہ پاتی ہی یون جو نگاہ اُٹھائی تصویر ایرج نامدار رکھی تھی اُٹھالی تصویر کو گلے سے لگایا جوش محبت مین عارض بہ عارض رکھدیا شکایت آغاز کی

بیساختہ منھ سے نکل گیا کہ اے شہریار کبھی ہمارا بھی خیال آتا ہے اب کی تو آپ بعد عرصۂ دراز تشریف لائے مزاج کیسا ہے کیا آجکل کسی ساحر سے مقابلہ ہے طلسم ہوش ربا مین تو ہنگامہ برپا ہے دیکھیے افراسیاب کے پنجہ سے کیونکر بچتے ہین اب سامان لشکر کشی ہے افراسیاب بر سر کشتی ہے آپ طلسم ہوش ربا سے تشریف لیجائیے اب بڑے غضب کے سحر ہونگے یہان کی خبر ہم آپ کو لکھینگے جوش محبت مین دو چار باتین جو کین ایسی محو حیرت تھی سمجھی کہ مین اصل شاہزادہ والا قدر سے باتین کر رہی ہون جب جواب نہ ملا جیسے کوئی سوتے سوتے جاگتا ہے اب جو دیکھا سراسر بیجا ہماری تقریر ہے ہمارے ہاتھ مین اس ظالم کی تصویر ہے دلانہ جنون کا جوش آیا اب بیہوشی سے ہوش آیا قلب تڑپا دل پھڑکا قلب سے شعلے نکلنے لگے استخوان مثل شمع کافوری جلنے لگے سامنے باغ دل داغ داغ ہر نخل نخل آہ غم سے حال تباہ اشعار

گلبرگ ہین جو دیکھ پایا — خوننابِ دل آنکھ نے بہایا
یاد آ گیا وہ غدار گلرنگ — دل غنچہ سے بیشتر ہوا تنگ
رنگینی بزم کا بندھا دھیان — جون بوے گل اڑ گئے بس اوسان

وحشت کی ترقی ہوئی دن سے کھنچتی ہے طرف صحرا کے چلو یادِ چشم محبوب مین آہوان صحرا سے دل بہلائین تا بہ دشت نجد جائین قیس مجنون سے پوچھین یون بدنصیب تو نے عمر کیونکر کاٹی شب فرقت کیونکر بسر ہوتی ہے یہ تو ظاہر ہے کہ تڑپ تڑپ کے سحر ہوتی ہے کیا کھایا کیا پیا اتنی مدت تک کیونکر جیا یہان تو زندگی دشوار ہے دل ترددِ منزل بہت بیقرار ہے نظم دیگر

اب عشق ہوا ہے مہربان پھر
پھر ہو نجا ہے اب پیام الم کا
پھر چشم ہے خونفشان و خونبار
پھر آتے مین غش پہ غش جو پیہم
پھر داغ جنون سے سر پہ ہے گل
پھر ہمدم و ہمنفس ہوئی آہ
غم کرنے لگا ہے غمگساری
پھر آنکھون سے خون دل بہے گا

بیتاب ہے جان ناتوان پھر
پھر آنے لگا سلام غم کا
پھر چہرہ بنا ہے زعفران زار
پھر ہے وہی بیخودی کا عالم
پھر نالہ ہے ہمنواے بلبل
دمساز ہے نالۂ سحرگاہ
دیتی ہے قرار بیقراری
پھر سینہ بھی گرم سا رہے ہے

پھر دل کو طپش سی ہو رہی ہے
پھر داغ کہن ہے تازہ و تر
پھر دیدہ تر ہے دشت دامان
پھر ناوک درد دل غمگین ہے
پھر ہے وہی پیچ و تاب دل کو
گستاخ ہے آہ خونچکان پھر
پھر کوچۂ یار کی ہوس ہے

سینہ مین خلش سی ہو رہی ہے
پھر زخم جگر ہنسے ہے گل پر
پھر ہاتھ ہے مائل گریبان
پھر سینہ کا زخم خندہ زن ہے
پھر ہے وہی اضطراب دل کو
منھ تکنے لگا ہے کچھ فغان پھر
پھر گھر مرے واسطے قفس ہے

ان اشعار کو پڑھکر بیقرار ہو کر روئی دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت ہجر معشوق سے ٹوٹا دوپٹہ منھ پر رکھکر چیخین مار کر روئی ملکہ شگوفہ سحر ساز وزیرزادی کے کان مین آواز رونے کی ملکہ کے پہنچی گھبرا کے دوڑی کمرے مین آ کے دیکھا تصویر ایرج نوجوان ہاتھ مین رنگ رو متغیر صدف چشم سے گوہر بے بہاے اشک پیہم جاری ہین ہچکی لگ گئی تھی منھ سے بات نہین نکلی شگوفہ دوڑکر قدمون سے لپٹ گئی بلائین لینے لگی کہا حضور بلاے خدا خیر تو ہے ہر چند

شگوفہ پوچھتی ہی ملکہ کے منھ سے بات نہین نکلتی گل سا چہرہ کمھلایا ہوا ہاتھ پاؤن ٹھنڈے آہ مین گرمی قریب ہی روح قالب سے نکلجائے جب تو شگوفہ نے کہا واری مین بھی اپنے کو ہلاک کرونگی جلد مجھ سے کلام کیجیے بات کا جواب دیجیے پھر آپ پچھتائینگی کوسہا ایسا مقدمہ ہی کہ جسکا انتظام لونڈی سے نہین ہو سکتا حضور نے سحر اسقدر تعلیم کیا ہمسر اپنا کہلوایا پروردگار نے اپنی عنایت سے روپیہ پیسہ سب کچھ مرحمت فرمایا ہی لونڈی سمجھ چلی ہی اب تک مین اس مقدمہ مین تامل کرتی تھی چاہتی تھی حضور بہل جائین جب دشمنون کا تحال ہی پھر ہمین جستجو مین کیا عذر ہی مفصل فرمائیے آپ ہم سے کیون چھپاتی ہین لونڈی تو اسمین ابتدا سے راز دار ہی جب شگوفہ نے اس طور سے کہا ملکہ حیران نے ضبط کرکے فرمایا کیا بیان کرین ناحق کی وحشت ہی محبت مین عقل کی حماقت ہی آج شام سے طبیعت ایسی گھبرائی اُنکی یاد آئی مین سوختہ بخت آپ ہی آپ راز و نیاز کرتی ہون زندگی کے دن مر مر کے بھرتی ہون اسی پریشانی مین کمرے سے تصویر اُٹھالی حضرت عشق کے نیرنگ آشکار ہین صاف یہ ثابت ہوا کہ خود وہ سامنے موجود ہین وہ جو دل مین حماقتین بڑی تھین وہی باتین کین اب جو ہوش آیا تصویر کو ہاتھ مین پایا اب یہ ضرور خیال ہی کہ دشمنون پر غم و ملال ہی یا اُنپر کسی نے نگاہ ڈالی میری داہنی آنکھ پھڑکتی ہی یا خدا نخواستہ کچھ ہاتھون پر اُنکے صدمہ پہونچا ہاتھ پاؤن مین اینٹھن ہی قلب مین جلن ہے آٹھ پہر لڑائی انکا کام ہی اسی کا بد انجام ہی یہ سیدھے سادھے سپاہی کفار مکار غدار ہر وقت درپے آزار نگوڑے مکر کرین عیارون سے کام لین ساحرون کو پہر مدد بلائین چھپ کے قتل کرین چاہتے ہین راہ مین کنوئین کھودین حافظ حقیقی انکا مالک ہی اے شگوفہ دل تو یہ چاہتا ہی کہ مین خود جاؤن ایک نگاہ دیکھ آؤن لیکن اس زمانے مین خواجہ عمرو برائے تلاش لوح گئے ہین قبلہ و کعبہ قمرات مین اکثر جاتے ہین مجھکو بھی جستجوے خواجہ عمرو ضرور ہی اگر جاؤن رنج و ملال اُٹھاؤن قبلہ و کعبہ کی نگاہ پڑ جائے ستارہ شناسی سے ثابت ہو اپنی جان کا کیا خوف زیادہ غصہ کرینگے قتل کر ڈالینگے ہم خود چاہتے ہین زندگی بیکار ہی سر جسم پر سراسر بار ہی مگر قلق یہ ہی کہ قبلہ و کعبہ کہین اُنپر نہ دست انداز ہون اور بیشک قبلہ و کعبہ کبھی گوارہ نہ کرینگے صاحبقران سے فساد ہوگا ایک ایک مسلمان کو جان بچانا مشکل ہو جائیگی پھر ہماری طبیعت کیونکر تسکین پائیگی اے شگوفہ اگر ممکن ہو تو تم تکلیف کرو اپنی آنکھون سے دیکھ آؤ مین اپنی طبیعت کا امتحان کر چکی کئی مہینہ ہوئے اسی طرح گھبرائی سر تیلی پر رکھکر واسطے دیکھنے کے چلی سمتی اُٹھا کر ایک پہاڑ پر پہونچی حقیقت مین وہ قید ہو گئے ایک کنیز شوخ چشم جادو کی نامہ لیے جاتی تھی مین نے اسکو قتل کیا جاکر اُنکو قید سے چھڑایا وہی آج بھی طبیعت کا حال ہی دیکھو رات کیسی پہاڑ ہو گئی شگوفہ نے کہا حضور لونڈی ضرور جائیگی مفصل خبر لائیگی ملکہ کو سمجھا کے بہلانا شروع کیا شگوفہ نے یہ بھی

کہا اتنی رات بسر ہو بہت جلد جاؤنگی حکم سے پروردگار کے خبر لیکر آؤنگی ملکہ نے جو شگوفہ کو
مہربان پایا ذکر اسکے شروع کیا نظم مصنف گہ روتی تھی اپنی بے کسی پر

گہ کڑھتی تھی اپنی بے بسی پر
تکلیف اٹھائی انتہا کی
منزل وہ شب تھی امتحان کی
چھپنے لگے نجم جھلملا کر

جیون تیون شب ہجر کی بسر وہ
وہ نصف شب ایکسال کی تھی
ناگاہ ہوئی سحر نمودار

اتری بستر پہ تا سحر وہ
افراط غم و ملال کی تھی
گل ہوگئی شمع ماہ اکبار

فرقت کی وہ رات تھی بلا کی
گویا وہ شب تھی امتحان کی
نکلا گل صبح کھلکھلا کر

وہ سحر فراق دل میں معشوق سے ملنے کا اشتیاق طائروں کی نغمہ سرائی سے سر پھرنے لگا اور زیادہ دل گھبرایا کہا شگوفہ دیکھ تو آج صبح کو باغ میں نیا گل کھلا ہے بالکل ویرانہ معلوم ہوتا ہے نظم مصنف

صورت اسکی بگڑ گئی ہی
کس بل اپنا دکھا رہی ہی
خوشبو سے ہی اپنے مست ہر پھول
سیوتی خوشبو اڑا رہی ہی
غم سے نہیں امین کوئی خالی

سوسن نہیں لب تلک ہلاتی
سرکش ہی ہر ایک سرو و شمشاد
پتے ہیں تالیان بجاتے
شبو دم صبح بھر رہی ہی
کس سے کہوں حال زار اپنا

نرگس نہیں آنکھ بھی ملاتی
سنتا ہی وہ کب کسی کی فریاد
طوطے ہاتھوں کے میں اڑاتے
سجدہ ہر شاخ کر رہی ہی
یا کون ہی دوستدار اپنا

شبنم پہ تو اوس پڑ گئی ہی
سنبل کچھ پیچ کھا رہی ہی
بلبل ہی دید گل میں مشغول
چینا یتری دکھا رہی ہے
تیے پھل پھول شاخ ڈالی
شگوفہ نے فوراً لباس

سحر ذات پر آراستہ کیا قدموں سے لپٹ کر کہا تسلیم آپ کیوں گھبراتی ہیں دل کو تسکین دیجیے لونڈی تیزروی سے جائیگی بحکم جامع المتفرقین خبر انکی لیکر آئیگی آپ کو حقیقت میں ابھی جانا ہیے کہ قصر جمشیدی میں جا کر خبر خواجہ عمرو دریافت کرین ابکی مرتبہ مقام سخت و صعب گئے ہیں خدا خواجہ کی جان بچائے اس مطلب سے دل مطمئن کیجیے یہ میں بھی خوبی آگاہ ہوں کہ وہ منتظم لشکر اسلام ہیں انھیں کے دم سے سرداران ذیشان کو آرام ہی ہر جنگ میں اپنا سینہ سپر کرتے ہیں دور دور جا کر رہے کہاں کہاں معرکے پڑے اگر لشکر میں نہ ہونگے میں صورت بدل کے کسی عیار سے حال پوچھونگی جس ملک پر جانا انکا ثابت ہوگا وہیں انپے کو پہونچاؤنگی ایسی دلدہی کر کے شگوفہ نے سمجھایا کسی قدر دل کو اطمینان ہوا کہا تمکو خدا کے سپرد کیا شگوفہ ایک طاؤس زرین بال پر سوار ہو کر برائے جستجو اسیر نوجوان چلی جب شگوفہ چاہتی ہی کہ طاؤس کو اڑاؤں ملکہ کہتی ہی شگوفہ ٹھہر جا ہماری طرف سے بہت بہت مزاج پرسی کرنا مگر اسطرح نہ پوچھنا کہ اشتیاق ہمارا ثابت ہو نہیں بھول جائینگے اور راگ لا ئینگے سمجھینگے بران ہم پر مرتی ہی بلکہ یہ کہنا کہ رمال نے بیان کیا کہ جسکے نام میں اول الف ہو اسکے لیے زمانہ خلاف ہی اس وجہ سے ملکہ نے فرمایا ہمیں خواجہ کی خاطرداری ہی بطور گردش فلکی انکے لیے کچھ ضرر ہی خبر لے آؤ کسی مصیبت میں ہوں تو بچاؤ کہنا اس وجہ سے میرا آنا ہوا شگوفہ نے کہا حضور میں سمجھ گئی اسی طور سے کہونگی یہ کہکر شگوفہ نے قصد کیا چند قدم چلی تھی ملکہ نے کہا

شگوفہ ایک بات اور سن لو شگوفہ پلٹ آئی کہا حضور فرمائیے کہا شگوفہ اگر تمھاری صلاح ہو تو ایک نامہ بھی لکھدون میں نے ایکدن چند شعر نظم بھی کیئے تھے مسودہ رکھا ہے مین ابھی صاف کر دون زبانی تو کہو گی وہ پرچہ بھی دیدینا پڑھکر خوش ہو جائینگے انھیں کے پاس وہ کاغذ رہیگا ہر چند کہ ہرجائی ہین لیکن اس کاغذ کو بہت احتیاط سے رکھینگے آنکھون سے لگائینگے اور اُنکے ہرجائی پن سے مجھے کیا کام ہے جس سے چاہین دل لگائین اپنے کو بہلائین یہ مین خوب جانتی ہون اگر خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا اور طلسم ہوشربا فتح ہوا اور خواجہ نے صاحبقران سے کہکر اس شادی کی تقریب کرائی اور یہ بات راس آئی جسدن مین جاؤنگی سب حرامزادیون کو نکالدونگی وہ خود بھی کسی محل مین جائینگے نہ دن خود میرے والد اقرار نامہ لینگے مین تمکو سمجھادونگی پہلی شرط یہی لکھوانا کہ رات کو کہین نہ رہین شگوفہ نے کہا واری وہ دن تو خدا دکھائے شہنشاہ پر کیا موقوف ہے کیا یہ لونڈی آپ کی بیوقوف ہے بڑا کھرا لکھوا دینگے وکیلون سے صلاح کرکے پانچسو روپیہ کے اسٹامپ پر اقرار نامہ ہوگا رجسٹری بھی کرا دونگی دولھا میاں کو بڑے کنوین جھنکاؤنگی وہ شرطیں لکھی جائین کہ میاں اوکس نہ سکین یہ جو شگوفہ نے کہا خوشی سے ملکہ بران کا چہرہ سرخ ہو گیا کہا شگوفہ یہ تو سب کچھ سچ ہے مگر وہ بڑے نازک مزاج ہین واہیات شرطین نہون ورنہ کاغذ پھاڑکے پھینکدینگے تنہائی مین مجھسے سکایت کرینگے ای وزیرزادی کیسا اقرار نامہ سارا دل کا اقرار و مدار ہے لکھنا پڑھنا بالکل بیکار ہے شگوفہ دل مین کہتی ہے کہ اللہ رے جوش محبت دریائے الفت کی طغیانی ہے خدا اسکا انجام بخیر کرے کہا حضور بس باتین ہو چکین لائیے نامہ مرحمت فرمائیے کہا ای شگوفہ ان باتون سے دل بہلتا ہے روح کو لطف ملتا ہے یہ فرماکر انھیں قلمدان مرصع کار لائین کلک جواہر سلک پنجہ نگارین مین لیا بجاے روشنائی سواد چشم کو صرف تحریر کیا یہ مضمون بلاغت مشحون پڑھا

نامۂ اشتیاق از طرف ملکہ بران شمشیر زن برائے ایرج صف شکن

اے کشتۂ تیغ دل ربائی
آوارۂ دشت رنج فرقت
اے بلبل گلشن محبت
مجسا کوئی باوفا نہ دیکھا
گر یاد رہے یہ بات تجکو
تو جان لو اسمین موت آئی
گر ہاتھ ہوے کسی کے پابوس
رکھنا مری یاد سے سروکار

دے ظلم رسیدۂ جدائی
اے ماہ منیر عشقبازی
اے قمری سرو باغ محنت
اس بات بر نہین ترے عاشق
گر دور نہین سمجھ کے مجکو
دلمین اگر آرزو کچھ آئی
برسون ہی ملوگے دست افسوس

اے آہوے وادی مودت
اے یکہ سوار ترکتازی
تجسا کوئی بے زبانہ دیکھا
سچ سمجھو اسکو میرے عاشق
وان آنکھ کسی سے گر لگائی
تو تیر ہے خنجر جدائی
فرقت مین ہمارے تو خیر داد

اسکی ہمکو کیا ضرورت ہے جھگڑون سے طبیعت کو نفرت ہے تمھاری
خیر و عافیت سے کام ہے کچھ دل مین خیال آیا اسوجہ سے شگوفہ کو روانہ کیا اگر مہلت ہو جواب

ضرور تحریر فرمائیے گا الخط نصف الملاقات ہی زیادہ آرزوے ملاقات مسرت آیات راقم الحروف مجبور پر محن
ملکہ بران شمشیر زن آفتاب جرأت و ہمت ہمیشہ تابان و درخشان ہے دوست شاد دشمن پامال ہون جنگ
مین ظفر حاصل ہو شکر خدا ہم بھی خیر عافیت سے ہین جو گذرتی ہے اُسکا لکھنا مناسب نہین عریضۂ دراز مین نامہ
تحریر فرمایا ملفوف کرکے سرنامہ پر مہر کرکے کہا لو بوا شگوفہ تمکو حافظ حقیقی کے سپرد کیا بہ تعجیل جانا بہت جلد واپس
آنا شگوفہ نے نامہ لیکر جھولی مین رکھا طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر بہ جستجوے ایرج نوجوان روانہ ہوئی تحریر
کرچکا ہون کہ انور جادو ایرج و شاپور شیردل و انجم ماہ رخسار کو قلعہ انجم حصار سے گرفتار کرکے لیکر چلی چونکہ
طلسم کی راہ دور ہے ایک پہاڑ پر اُتر کر ٹھہری دم لینے لگی پچاس جادوگرنیان ساتھ ہین جب اس کوہ فلک شکوہ پر اُتر چکی
ایرج و شاپور زنجیرہاے سحر مین مسلسل ہین انجم ماہ رخسار کی زبان مین سوزن انور جادو کو بڑا غصہ ہے کہا کیون بی انجم
تم ہماری صاحبزادی کی سوت بنین کچھ مالک کا خوف نہ آیا تم جانتی ہو مرات جادو آتشخو شعلہ مزاج ہے فوراً تمکو
قتل کریگی وراس نگوڑے کی بوٹیان کاٹی جائینگی جب تک یہ قتل نہوگا سر سے لڑکی کے بھوت کیونکر اُترے گا خیر تو
قدمون پر گرنہ ہے سبب خداے نادیدہ کے تائب ہو اب کبھی ایسی حرکت نہ کرنا انجم نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہے ہمین اپنے
دل کا اختیار ہے سامری جمشید کیا کتنے تجھ سے تیرے سگے ہونگے انکو کیا کوئی خدا جانے لائق لعنت ہین کندۂ
جہنم ناری باغی طاغی دشمن خداے عالم یہ کلمات غصہ مین جو انجم نے کہے انور جادو نے حکم دیا اس زبان
دراز کا سر کاٹ لو ہمارے سامنے یہ باتین کرنی نیمچہ کھینچکر چلی ایرج نوجوان کو تاب نہ آئی کہا او انور جادو
اس بیچاری کی کیا خطا ہے مجکو قتل کر میرے ہاتھ سے طلسم اسکندری کے ہزارون جادوگر مارے گئے اُنکے
خون کا بدلہ لے اُسنے کسکو مارا کسکو قتل کیا سوزن کا رشتہ حیات قطع ہوچکا تھا جہنم واصل ہوئی انور جادو
نے غصہ مین دوسری کنیز سے اشارہ کیا کہ اسکا بھی سر کاٹ لے مین مطمئن ہوکر بوا کے پاس جاؤن اپنی صاحبزادی
شیشہ مے نوش کو نعیش و فرحت دیکھون دوسری کنیز طرف ایرج نوجوان کے تلوار کھینچکر بڑھی شاپور تڑپ گیا آواز
دی او ملعونہ یہ میرا آقا ہے مین اسکا نمکخوار ہون پہلے مجکو قتل کر انور نے کہا موے مونڈھی کاٹے کیا مین تجکو
زندہ چھوڑونگی اسوقت اُس کوہ فلک شکوہ پر عجب طرح کا غلغلہ ہوا ایرج نوجوان نے عالم یاس
مین دعا کی پروردگارا ملکہ انجم ماہ رخسار بے سبب ہماری محبت مین قتل ہوتی ہے ہم نے تو راہ
جہاد مین قدم رکھا جب تیغ پر ہاتھ ڈالا موت کا مزہ چکھا مرنا جینا یکسان ہے ہر حال مین تیرا احسان
ہے وقت بیکسی و بے بسی ہین تو معین و مددگار ہے سب طرح کا تجکو اختیار ہے بیقرار ہوکر ایرج نے
دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا غنچہ آرزو کھلا نخل تمنا سرسبز ہوا باغ رنج و ملال مین ہواے
عیش چلی گل تر مژدۂ خاطر کھلا ملکہ شگوفہ سحر ساز مثل نسیم بہار آکر پہونچی صداے نوحہ و شیون

گوش زد ہوئی نگاہ اُٹھا کر دیکھا شاہزادہ ایرج کو زیر شمشیر پایا ایک ساحرہ کلمات سخت و سست کہ رہی ہی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا جی مین کہتی ہے ای شگوفہ حقیقت مین دل سے دل کو راہ ہے دہ جو ملکہ عالم فرماتی یقین شاہزادے پر کوئی افتاد پڑی وہی حال پُر ملال آنکھون سے دیکھا مین بے نعرہ کیا او ملعونہ خبردار اگر شاہزادے کا ایک موے جسم کم ہوا تو ہم بھر کو تیری قتل کرونگی نہین جانتی کہ ہمارے شہنشاہ گیتی ستان صاحب جاہ و توقیر یعنی کوکب روشن ضمیر ان سب صاحبون سے تعلق رکھتے ہین سر اُٹھا کر جو انور جادو نے ملکہ شگوفہ وزیر زادی کو دیکھا یہ تو بخوبی آگاہ ہے کہ کوکب سے اور مسلمانون سے رسم و راہ ہے ترنج و نارنج ہاتھ مین لیکر اُٹھی شگوفہ پر سحر کیئے اپنے نزدیک آگ برسائی شگوفہ ہنس پڑی شعلہ پھول بنکر گرنے لگے شگوفہ نے ایرج پر سے قید سحر دور کی شاپور کو بھی رہا کیا ایرج نے آواز دی ای شگوفہ ملکہ انجم ماہ رخسار کو بچانا شگوفہ نے جو پلٹ کر کمسن حسین کو دیکھا مسکرا کر کہا حضور یہ کون صاحب ہین انکو کیون رہا کرون اسی طرح قید مین انکو سامنے اپنے مالک کے لیجاؤنگی اگر وہ سمجھ لینگی کہ گنہگار نہین ہے خود ہی رہا کر دینگی وہ نہ رہے معقول ملیگی ایرج نے کہا ملکہ شگوفہ یہ ہماری خیر خواہ ہے اسنے ہماری جان بچائی شگوفہ نے کہا خیر خواہی کم کی خطا اس سے زیادہ ہے ایرج نے خود ڈھلکر ملکہ انجم ماہ رخسار کی زبان سے سوزن نکالا ابھی انجم بھی لڑنے لگی مگر شگوفہ کسی کے سحر کی کب محتاج ہے تعلیم کردہ ملکہ بران ہے مثل شعلہ جوالہ اڑتی پھرتی سحر کرتی انور جادو پر جا پڑی انور نے کیسے کیسے سحر کیئے شگوفہ نے سب دفع کیے آخر پنجہ کھینچکر شگوفہ پر آئی ہاتھ مارا اسنے سپر سحر کو اُٹھا دیا زبان سے کچھ اسم پڑھا تلوار اسکی سپر مین اُلجھکے ٹوٹی پہلی ہی شکست ہوئی اب شگوفہ نے نعرہ کرکے پنجہ سحر مارا انور جادو نے چاہا ہٹون جان بچاؤن مگر شگوفہ کب جانے دیتی ہے پنجہ سے کب پناہ ملتی ہے انور کے دو ٹکڑے ہوئے اندھیرا ہو گیا آگ برسنے لگی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من انور جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم دس کنیزین قتل ہوئین چالیس کنیزین الامان کہتی ہوئی ایرج کے قدمون پر گرین مطیع الاسلام ہوئین ملکہ شگوفہ نے اس کوہ فلک شکوہ پر فرش پر تکلف آراستہ کیا ایرج نوجوان کو لاکر بٹھایا ملکہ انجم ماہ رخسار پر جو ظاہر ہوا کہ ملکہ بران شمشیر زن کی وزیر زادی ہے شرمائی ہوئی آکر بیٹھی مگر خائف کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے اب شگوفہ نے ایرج نوجوان کی سر سے پاؤن تک بلائین لین ترقی جاہ و حشم کی دعائین دین ایرج نوجوان شگوفہ کو دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوے مسکرا کر فرمایا کیون شگوفہ کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی ای شہریار کیا گذارش کرون دیکھیے اس نامہ کو پڑھیے اور جواب بھی ضرور تحریر فرمائیے دو دن سے ملکہ عالم کو انتشار ہوا فرمایا تھا کہ ای شگوفہ کوئی خرابی وہان ضرور ہے وہی آکے دیکھا حقیقت مین دختر روشن ضمیر ہے

ایرج نے نامہ کو لیکر کھولا آنکھون سے لگایا پھاہا زخم دل کا جانکر کلیجے پر رکھا مضمون کو پڑھا انجم دیکھ رہی ہی کہ نامہ پڑھنے مین شاہزادے کے ہوش درست نہین ہین کبھی آہ کبھی واہ فرماتے ہین شعر من دانم و دل داند گر نامہ چہا دیدم * صد بار ز بیتابی واکردم و پیچیدم * یہ شعر کبھی بیقراری مین ورد زبان ہی شعر قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید * در حیرتم کہ جان بکدامی کنم نثار * اللہ رے جوش نامہ پڑھنا دشوار ہوا اور انجم ماہ رخسار کا خیال ہی معشوق کے بدنام ہونے کا ملال ہی اسوجہ سے ضبط کر رہے ہین مگر ضبط ممکن نہین عرصہ دراز مین نامہ ختم کیا شگوفہ نے کہا اب یہ ارشاد فرمایئے کہ آپ کا کیا قصد ہی ایرج نے کہا مین طلسم اسکندری کی جانب جاؤنگا شگوفہ نے کہا ای شہریار بدون حصول لوح کیونکر رسائی ہوگی ایرج نے کہا تم ملکہ اسمین دخل نہ دو مجھے وہانتک جانا ضرور ہی نہ جانے مین فتور ہے شگوفہ نے کہا اتنا اب تامل فرمایئے کہ مین جاکر ملکہ عالم سے عرض کردون مرات جادو بھی وہان کی خراج گذار ہے کیا حکم سے گردن تابی کرسکتی ہی ہزار طرح سے تدبیر لوح ہوجائیگی ایرج نے کہا اے شگوفہ یہ غیر ممکن ہے اگر حیات مستعار باقی ہے پروردگار پہونچائے گا طلسم بھی فتح ہوجائیگا شگوفہ سوچی یہ سپاہی جاہل ہین آسمان جرات کے ماہ کامل ہین انکو آگاہ نہ کرو وہان چلکے تدبیر کیجائیگی کہا ای شہریار آپ کو اختیار ہی جواب نامہ مرحمت ہو یہ کنیز خدمت سے رخصت ہو ایرج نوجوان نے اسی پیشانی مین قلم فراق رقم کو دست گریبان گیر عشق سے اٹھایا بکمال اشتیاق لکھا

نامہ اشتیاق آمیز ایرج نوجوان برای معشوق مہربان

ای نوگل باغ شادمانی	تو بادہ گلشن جوانی	شاہنشہ ملک کامرانی	ای نزہت باغ زندگانی
ای تازگی دماغ عاشق	برساز مئی ایاغ عاشق	ای تازہ شمیم گلشن عشق	ای نور چراغ روشن عشق
ای موجہ نکہت گل عشق	ای سوزش مستی دل عشق	ای تاب و شکیب بیقراران	کافور قلوب دل فگاران
ای شعلہ ناز فتنہ بازی	تاثیر فنون سحر سازی	ای نیر آسمان تمکنت	ای گوہر بحر درج حشمت
خورشید سپہر جاہ و اقبال	آسائش قلب مضطرب حال	ای ماہ سپہر عشوہ و ناز	بیباک نے ماند شوخ و طناز
ای نور جمال ماہ رویان	زیبائش تاج مشکبویان	سرحلقہ زمرہ حسینان	سرکردہ بزم نازنینان
سرمایہ عیش و کامرانی	بخشندہ عمر جاودانی	ای صحبت صاحبان آزار	ہوجائے شفا جو ہوے بیمار
ہو بعد سلام شوق دیدار	ای جان جہان ہی تم پہ ظاہر	ہی دن کو قرار اور نہ شب کو	ہی فکر یہی کہ وصل کب ہو
دن بھر رہتی ہی بیقراری	ہی رات کو شغل اشکباری	گاہی لب جو بحالت زار	گاہی سر کوہ شکل بیمار
مایا گر باغ مین ٹھکانا	جاکر وہین اشک کو بہانا	آگہ سرو سے خوب سا لپٹنا	دامن سے بھی ادا آنسو کے پونچھنا

گذری جو نظر بسوے سنبل
توڑا کوئی پھول بھی چمن کا
بلبل کو قرین گل جو دیکھا

آیا سر مین خیال کاکل
کھٹکا جی مین یہ اپنے کانٹا
اک نالۂ سرد دل سے کھینچا

دیکھا شمشاد کو جو بارے
لائی ہی نسیم نکہت بو
نرگس کرتی ہی یہ اشارا

چلنے لگے دل پہ غم کے آرے
گل پھولے ہین جب سے یاں آئی ہر سو
ہی سحر نگاہ کا یہ مارا

منھ کرکے بسوے چرخ ہر بار
پڑھتا ہون مین ولولے مین اشعار

مسدس

فراق مین یہ غم بحساب ہی دل کو
نہ دن کو چین نہ راتون کو خواب ہی دل کو
کہ زندگی کی طرف سے جواب ہی دل کو
خیال یار مین کیا اضطراب ہی دل کو
نہ اسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

جدائی اسکی خدایا بہت ستاتی ہی
اجل بھی ہجر مین صورت نہین دکھاتی ہی
علاج کیجیے کیا کچھ نہین بن آتی ہے
نہ یار آتا ہی مجھ تک نہ جان جاتی ہی
نہ اسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

کرون جو ضبط تو دل کی طپش سے گھبراؤن
فراق یار مین جی کسطرح سے بہلاؤن
خلاف وضع ہی گر کچھ زبان پر لاؤن
غضب مین جان ہی کس سے کہون کہان جاؤن
نہ اسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

فراق یار نے کیا کر رکھا ہی حال تباہ
تڑپتا رہتا ہون بسمل کیطرح شام و پگاہ
کوئی نہین مری فریاد کو پہونچتا آہ
پڑی ہی جان حزین کس بلا مین یا اللہ
نہ اسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

فراق یار کا صدمہ غضب ستاتا ہی
جو اسکو کہیئے تو وہ گالیان سناتا ہی
سدا وصال کا شوق اپنی جان کھاتا ہی
خموش رہیئے تو منھ کو کلیجہ آتا ہی
نہ اسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

ای غنچۂ باغ مہر و وفا ای رنگ و بوے گل حدیقۂ شرم و حیا اگر حالی فراق تحریر کرون قلم سے شعلے

نکلین آتش فراق دست و پا کو جلا دے آرزوے دل کو خاک مین ملا دے اس شعر پر خاتمہ کیا

قلم بشکن سیاہی ریز کاغذ سوز دم درکش	حسن این قصۂ عشق ست در دفتر نمی گنجد

یہ نامہ ملفوف کرکے ملکہ شگوفہ کو دیا شگوفہ نے کہا ایک ہفتہ تو اس جگہ پر مقام کیجیے مین بہت جلد نامہ
لیکر حاضر ہونگی ایرج نے کہا آب و دانہ کے اختیار ہی انسان مجبور نا چار ہی شگوفہ تو نامہ لیکر روانہ ہوئی
بعد جانے شگوفہ کے چالیس کنیزون نے جو اطاعت کی خدمت مین حاضر ہین مگر سموم جادو کہ مصاحب
بی انور کی تھی میٹھے بیٹھے سوچی کہ بچپن سے ہم نے نمک ملکہ انور جادو کا کھایا انجم ماہ رخسار ایرج
نے ہماری ملکہ کو قتل کرایا افسوس ہی کہ اپنی جان بچائین بیٹھکر دشمنون کے ساتھ چین کرین
انسانیت کے خلاف ہی چلکر ملکہ مرآت جادو کو خبر کرنا چاہیئے کہ لاشہ ہماری بی بی کا جنگل مین پڑا ہی تھی
بھی نصیب نہوئی دس سیر لکڑیان نہ ممکن تھین کہ بی بی کو اپنی جلاتے کریا کرم بھی نہوا کتنے برہمن بھی نہ اسکے
ہم اپنے مالک کا مردہ نہ اُٹھا سکے یہ سوچکر کسی حیلہ سے پہاڑ سے اُتری طرف طلسم اسکندریہ کے روانہ ہوئی
بعد اسکے جانے کے شاہزادے نے ملکہ انجم سے کہا کہ ہم زیر کوہ جاکر ایک آہو شکار کرین اُسکے کباب لگائین انجم
نے کہا آپ کیون تکلیف کرین مین ابھی جاکر سحر سے جتنے جانور فرمائیے گرفتار کرلاؤن ایرج نے کہا نہین وہ جانور
ذبح کرنیکے لائق نرہینگے مین ابھی لایا شاپور نے شاہزادے کے واسطے مرکب حاضر کیا باقی کنیزین جو دل سے مطیع
ملکۂ انجم ہو چکی ہین وہ خدمت مین حاضر رہین ایرج واسطے شکار کے چلے شاپور ساتھ ہولیا ملکہ نے کہا اے شہریار
دور نہ جائیے گا ایرج نے کہا سامنے صحراے سبزہ زار ہی دل مین ہواے شکار ہی بہت جلد واپس آؤنگا ملکہ
انجم نے شراب وغیرہ ممکن کی انتظار مین شاہزادے کے بیٹھی ایرج براے شکار صحرا مین آئے تھوڑی دور
چلے تھے دیکھا ایک آہو چرنے مین مصروف ہی ایرج نے چاہا تیر مارین آہو کنوتیان بدل کے بھاگا ایرج
نے گھوڑے کو کوڑا مارا گھوڑے نے طرارہ بھرا آگے آگے آہو عقب مین یہ جوان خوش رو تھوڑے عرصہ
مین شاپور کی نگاہ سے ایرج نوجوان مخفی ہوے ڈھونڈھتا ہوا شاپور چلا مگر ایرج نے دو گھڑی آہ
آہو کا پیچھا کیا قریب ایک باغ کے وہ آہو آکر پہونچا آہو نے جست کی دیوار باغ کو پھاند گیا ایرج کو
غصہ از حد تھا گھوڑے کو زانوؤن مین مسلا چارون تیلیان جھاڑ کر مرکب بھی دیوار کو فرا گیا باغ مین داخل
ہوے ایک گوشہ مین لاکر مرکب کو ٹھہرایا دیکھا آہو چھلانگین بھرتا ہوا جاتا ہی صحن باغ مین پہونچا ہی
ایرج گھوڑے سے کود پڑے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر بچر کمان مین پیوست کیا تاک کے مارا
اسکے بیٹھے پر پڑا توڑ کے پار گذرا آہو تھرا کے گرا ایرج جھپٹے ایسا نہو تڑپ کے مرجاے قرولی کھینچکر جا پر
آتے ہی بقربانی پہونچا یا چاہا کہ اُسکو لٹکیں پلٹین پہلو سے آواز آئی او بے ادب تو کون ہی ایرج نے دیکھا ایک سلحرہ

مع چالیس جادوگرنیون کے بیٹھی شراب خواری کر رہی ہی اُسنے للکارا ہی اب جو اُسکی نگاہ جمال
ایرج پر پڑی عاشق ہوگئی کہا اے جوان تونے خوب کیا آؤ صحبت مین بیٹھو اسکے کباب تیار کرین شراب
بھی حاضر ہی ٹھہر ٹھہر کے پیو جوانی کے مزے ہون یہ کہکے اُٹھ کھڑی ہوئی ایرج حیران حیران دیکھ رہا ہو کہ
یہ ملعونہ کیا بکتی ہی وہ چبوترے سے کود کے قریب آئی ایرج کا ہاتھ تھامنے لگی ایرج نے کہا او فاحشہ
شامتین آئی ہین اُسنے کہا اے جوان ثمرات جادو میرا نام ہی اس صحرا کی مالک ہون سحر و ساحری
مین یکتا صاحب مہر و وفا مال و اسباب بے حساب جمع ہی مرکب و اسلحہ معقول جو تاجر ادھر سے نکلا اُسکو
لوٹ لیا بیٹھکر سلطنت کر سارا مال و اسباب تیرے ہی واسطے جمع کیا ہی یہ کہکر چاہا لپٹ جائے بوسہ لے
ایرج نے ایک طمانچہ مارا اس زور سے منھ پر ثمرات کے پڑا کہ زمین پر گر پڑی گال اُسکا سوج گیا مثل مرغ
بسمل تڑپی اب جو اُٹھی غصہ مین کہتی ہوئی او موے مونڈی کاٹے تیرے ہاتھ کا ٹون ٹونے تو مار ہی ڈالا ہوتا
سامری جمشید نے بچا لیا ایرج نے چاہا تلوار کھینچکر جا پڑون اُسکو قتل کرون اب بھلا وہ تلوار کب کھاتی ہی اُٹھتے ہی
ایک دانہ ماش کا مارا ایرج زمین پر گرے ہاتھ پاؤن بیکار ہوگئے ثمرات جادو نے آواز دی اس نگوڑے کو
گرفتار کرو جادوگرنیان کشان کشان ایرج کو لیکر چبوترے پر آئین ثمرات تو آنکر مسند پر بیٹھی مگر کلہ سوجھا ہوا
غصہ مین کانپ رہی ہی ایرج کے ہاتھ پاؤن بیکار سامنے جادوگرنیون نے لاکر بٹھا دیا اب ثمرات جادو
اپنے گال سینک سانک کے مشغلی متوجہ ہوئی کہا او نوجوان نامنصف مجھ ایسی حسین روپ والی تجھسے خواہان
وصل ہی اب تو تیرا نام بھی مٹ چکی اب کیا تقابل ہی کہنا میرا مان لے ورنہ قسم ہی سامری جمشید کی بوٹیان
کاٹ کر تیرے کباب کھاؤنگی اگر تو نے عاشق جان کر طمانچہ مارا مین نے معاف کیا ایرج نے غصہ مین کچھ جواب
نہ دیا اسنے کنیزون سے اشارہ کیا ارے ظالم کو سمجھاؤ ظاہر مین تو کم سن ہی مگر بالکل ٹھنڈا مزاج مین گرمی کا
نام نہین کنیزین ایرج کو سمجھانے لگین ایک نے قریب آکے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا اے جوان میرا سمن بر نام
ہی لیکن اسکی مصاحب قدیم ہون اسنے ہزارہا بندگان خدا کو ہلاک کیا ہزارہا قید مین تڑپتے پڑے ہین اسکو
رحم نہین آتا اپنی جان بچاؤ ایرج نے کچھ جواب نہ دیا مگر علاوہ سب خواصون کے یہ نازنین بہت بیقرار
ہی ثمرات جادو کے قریب آکر کہا ملکہ عالم ابھی یہ بیچارہ تازہ وارد ہی ہوش بجا اسکے درست نہین ہین
اسوجہ سے ایسے کلام کرتا ہی ورنہ ایسا کور ظاہر کور باطن کون ہوگا کہ آپ کی صورت زیبا طلعت جہان آرا
پر مائل نہو ثمرات نے کہا اے سمن بر مین کیا کرون میرا دل بیقرار ہی ہر چند کہ اسنے طمانچہ مارا جی چاہتا ہی
قتل کرون مگر دل نہین مانتا تو اس ظالم کو سمجھا مین بہت سرفراز کرونگی آخر یہ ظالم کیا کہتا ہی کیون جفائے
قید سہتا ہی سمن بر نے کہا آتے ہی آپ نے ایسی بدعت کی ظاہر ابھی خرابی معلوم ہدف ہی معشوق پر کوئی

بدعت کرتا ہی ثمرات جادو یہ باتین کر رہی ہی جوش محبت مین ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہی اُٹھکر ٹہلنے لگی سمن بر سے کہا تم سمجھاؤ ہمارے وصل پر آمادہ کرو اب ٹہلتے ٹہلتے اسی وحشت جوش محبت مین قریب دریاغ پہونچی قلب پر ہاتھ رکھے ہوے خیال ابروے خمدار ایرج نوجوان مین دل زخمی تیر مژگان کلیجہ پر تاثیر کر چکے ہین بیتاب یاد زلف مین پیچ و تاب ناگاہ رونے کی آواز کان مین آئی ثمرات نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک ضعیفہ گوری صورت جھریان پڑی ہوئین کمر مین خم محمودی کی چادر اوڑھے ہوے سفید اطلس کا پائجامہ لٹھیا ہاتھ مین گرتی پڑتی نخل کے نیچے بیٹھکر چیخین مار مار رونے لگی اسطرح و نے مین بین کرتی ہی کہ کیون بی بی آج تین دن گذرے کہ خواب مین بھی نہ آئین بڑھیا مان کو رونے کے لیے چھوڑا ہماری محبت سے منھ موڑا مین تو تم سے کبھی بیٹھ پھر کے نہ سوتی تھی بڑھیا مان سے کیا خطا ہوئی کہ کفن مین مُنھ چھپایا اسطرح بلک گے یہ بڑھیا روئی کہ ثمرات کا قلب بھر آگیا کلیجہ مُنھ کو آگیا دروازے سے نکلکر دوڑی قریب جاکے بڑھیا سے لپٹ گئی آنسو پونچھے بڑھیا نے جو مُنھ کھولا تو دیکھا رونے سے آنکھین سُرخ ہین چہرہ تمتمایا ہوا ثمرات نے کہا کیون اماں کیون روتی ہو کیا غضب ہی تمھارے بین سے کلیجہ پھٹتا ہی بڑھیا نے سر اُٹھاتے ہی ثمرات جادو کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے اسقدر روئی کہ روتے روتے بیہوش ہوگئی ثمرات نے دیکھا کہ اس بڑھیا کا دم نہ نکلجائے کنیزون کو آواز دی دو تین کنیزین دوڑکر آئین کہا اس بڑھیا کو اُٹھا کے اندر لے چلو صاحبو یا تو یہ رو رہی تھی یا مجکو دیکھکے بیہوش ہوگئی کنیزون نے اُٹھایا لاکر ایک کمرے مین لٹایا پنکھا جھلا تلوے سہلائے بڑھیا کا حال زار دیکھکر ایرج نوجوان کو بھول گئی کنیزون سے کہتی جاتی ہی اسکے رونے نے دل میرا بیقرار کر دیا خانہ چشم کو غم والم سے بھر دیا لخلخہ سنگھاؤ اسے جلد ہوش مین لاؤ جب عطر وغیرہ سنگھایا بڑھیا کو ہوش آیا اُٹھتے ہی ثمرات سے پھر لپٹ گئی ثمرات نے بھی گلے لگا لیا پوچھا بڑی بی اپنے کو سنبھالو ایسا نہو دم نکلجائے مفصل حال بیان کرو کیا کسی نے لوٹ لیا یا کوئی صدمہ پہونچا مین نے تمھارے مُنھ سے تمکو مان کہا ہی میرے دل کو بڑا اتفاق ہی جلد بیان کرو مین ابھی اُس درد کا علاج کردون میرے کیے سے سب کچھ ہوسکتا ہی مین ساحرہ ہون دیبہ بھی سامری جمشید نے بہت دیا ہی لات و منات نے صاحب مقدور کیا ہی بڑھیا نے کہا بیٹی لات و منات تمکو سلامت رکھین ہزار برس کا سن ہو پوتی پوتے والی کہلاؤ کیا کہون کس مصیبت مین ہون آج تیسرا دن ہی جنگل مین ماری ماری پھرتی ہون میرا چاند کا ٹکڑا میری آنکھون سے مخفی ہی آج تین دن کے بعد سامری نامہ کے درمیان کچھ نقشہ دیکھا ہی دیکھو بی بی کلیجہ دھڑکتا ہی ثمرات نے کہا مفصل بیان کیجیے بڑھیا نے ثمرات کی سر سے پاپیک بلا لین کہا بی بی اصل کیفیت یہ ہی کہ لات منات نے ایک بیٹی عطا کی تھی جوان خوبصورت تھی یا دن ہی اُسنے انتقال کیا سامری جمشید کی خدائی مین آگ لگ گئی بد دن میری بچی کے نگوڑون کا گھر خالی تھا اب تک بجھ گیا ہوگا یہ بڑھیا تین دن سے جنگلون مین ماری ماری پھرتی ہی اپنے ماہ تمام کو کہین نہ پایا اسی جوش وحشت مین

ادھر نکل آئی درخت کے نیچے بیٹھکر رونے لگی شاید اُس گل کی دماغ مین بو آئے میری بلبل اپنی آواز مجھکو سنائے لیکن ساحری جمشید کے تصدق ہو جاؤن روتے روتے جو آنکھ کھلی تجھکو دیکھا تیرے ماں باپ کا کلیجہ ٹھنڈا رہے آج اپنی بچی کی صورت کا نقشہ دیکھا کلیجہ ٹھنڈا ہو گیا ہی پتلے پتلے ہونٹ یہی چاند سا چہرہ یہی نخل چمن خوبی یہی قد و قامت یہی بھولی بھولی صورت یہی میٹھی میٹھی باتین یہی محبت کی گھاتین اُس کمبخت مین بھی تھین جب طرح امان جان کہکے تم دوڑکر لپٹ گئین اسی طرح وہ مرنے والی بھی چمٹی تھی بی بی محتاج نہین ہون ساحری جمشید نے سب کچھ دیا ہی محبت کی بھوکی ہون یہ کہکے ایک بٹوہ نکالا اسکو کھولا اسمین اشرفیان دس پانچ جواہرات نے نگینے سامنے ثمرات کے پیش کیے کہا لو بی بی اپنی صندوقچی مین رکھ چھوڑو کل مزدور ساتھ کر دینا اسباب اُٹھوا لاؤنگی تیری صورت دیکھکے شاد رہونگی اپنا پکاؤنگی کھاؤنگی دو چار لونڈیان غلام بھی ہین یہان تمھارے باغ مین میرا بھی دل بہل جائیگا سب اسباب تیرے نام لکھدونگی ثمرات نے کہا امان جان مال اسباب میرے پاس بہت ہی تمھارا گھر ہی رہو میں آنکھون پر رکھونگی بڑھیا نے کہا تو یہ تو بتاؤ اس چاند سے چہرے پر سہرا بندھا یا ابھی کورا نینڈا ہی مین سب امیرون رئیسون مین جاتی ہون اچھے کسی نوجوان بانکے ترچھے کے ساتھ اپنی بچی کی دھوم سے شادی کرونگی اتنا جہیز دونگی کہ گلیان بند ہو جائین ثمرات نے شرما کے سر جھکا لیا کہا امان جان شادی تو نہین ہوئی دو چار ٹھر نیچے کیا اب آنکھ کسی سے لگا سکا نہین ہی بڑھیا نے کہا بیٹا یہ تو بڑی بات ہی ہمارے پیچھے اس سن مین پلٹنین پھرتی تھین دو چار کا روز خون ہوتا تھا کئی سنکھیا کھا کے مرے کئی نے گلے کاٹ ڈالے بہت سے نگوڑے فقیر ہو کے نکل گئے یہ جوانی دیوانی ہی یہ زمانہ کھیلنے کھانے کا ہی پھر بڑھاپے مین کون پوچھتا ہی مگر سُن نگوڑی خفا نہو تو مین ایک بات کہون اپنے کو بگاڑے ہوئی ہو دو انگلیان مسّی کی ملو ہونٹون پر لالی جماؤ یاقوت کو نیلم بناؤ آنکھون مین سرمہ دو تیغ نگاہ پر باڑھ رکھو کرتی آستینون دار نہ پہنو چھوٹے کپڑے مین سی دونگی اس نگوڑی ساری کو کھول کے پھینکو بڑے پائنچون کا پائجامہ پہنو دن ڈھلے بن ٹھن کے کوٹھے پر کھڑی ہو دیکھو کتنے مرتے ہین پھر اور تدبیرین بتلاؤنگی جو ایک دفعہ تجھکو چھوڑے گا تڑپ تڑپ کے مر جائیگا تمھاری زلفون کے دام سے نہ نکل سکے گا اب ہم تمکو ناز کرشمے بتا جائینگے رو ہی دن مین قیامت بنا دینگے یہ سنکے ثمرات رونے لگی کہا امان جان مین نے کبھی کسی مرد سے کیسے محبت نہین کی سیکڑون دل کو قید مین رکھا رات کو اپنا مطلب نکالا پھر قید خانے مین ڈال دیا مگر آج دام زلف مین ایک ظالم کے پھنسی ہون کلیجہ پر چھری چل رہی ہی وہ نگوڑا انکار کرتا ہی نہ دھیان دیتا ہی نہین معلوم کون ظالم ہی شکار کھیلتا ہوا اس طرف آنکلا آہو کو میرے باغ مین آکر شکار کیا وہ تیر میرے کلیجہ پر پڑا کیا کہون امی جان کیسا نکیلا سجیلا جوان ہی حسین جمیل سپاہی عقیل خوبصورت نیک سیرت چاند سے رخسار محبوب گلعذار مین نے اسکو بلا کر اپنے پاس بٹھایا

ہر چند چاہا شراب پلاؤن اُس کمبخت سے دل لگاؤن وہ تو بپھرا جاتا ہی لاکھون صلواتین سناتا ہی کہتا ہی
تیری کالی صورت ہی اب مین نے قید کیا ہی قتل کرنے کا قصد کیا تھا کہ تمھارے رونے کی آواز آئی مین اِدھر
چلی آئی امی جان اس غم مین مین نہ جیونگی اُسکو قتل کر کے مین اپنے کو بھی ہلاک کرونگی یہ سنکر بُڑھیا نے
اُلٹے ہاتھ سے طمانچہ مارا کہا بیٹھ نگوڑی ذرا مجھے تو اس نامنصف کی صورت دکھا تجھ ایسی پر کون مائل نہوگا مگر
تو خیلہ طویلہ ہی نہو چاہت کے کوچے الگ ہین مردون کو جوتی کے نیچے رکھتے ہین تو نے اپنی چاہت ظاہر کر دی
ہوگی وہ مورکھ پھول گیا مجھے دکھا دے مین ابھی قدمون پر گرا دونگی ناک رگڑیگا ذرا خوب ترساتا یکایک
اُسکے دم مین نہ آجانا جب مین دخل دونگی کہ تم میری رائے پر کام کرو اری سیکڑون ہمنے گلے کٹوا دیے یہ کون
ہی جو تجھپر توجہ نہین کرتا دیکھ ثابت ہو جائیگا تیری ہی حماقت ہوگی مین ابھی سب حال کھول لونگی قند کیطرح
نگوڑے کو باتون مین گھول لونگی شرارت خوشی مین بھول گئی کہا امی جان تمھارے صدقے تمھارے قربان جاؤن وہ
بارہ دری مین بیٹھا ہی بڑھیا پائنچے سنبھال کے بڑبڑاتی ہوئی چلی شرارت نے کہا امی جان مین بھی چلون کان پکڑکے
ایک طمانچہ مارا کہا بیٹھ نگوڑی تو وہان جاکے کیا کریگی اب مین اُس نگوڑے کو ترساؤنگی دو دن پھر تیری صورت
اُسکو نہ دکھاؤنگی شرارت کو وہان ٹھہراکر بڑھیا بارہ دری مین آئی سمن بر بیچاری سمجھا رہی ہی ہاتھ باندھے
کھڑی ہی کہتی ہی ای شہریار اپنی جان بچائیے اب جو وہ پلٹ کر آئیگی آپکو قتل کر ڈالیگی ایرج نوجوان فرماتے ہین
اری سمن بر تو دخل نہ دے مین اس کمبخت کی جانب کبھی نہ تھوکونگا کہ اتنے مین بڑھیا آنکر پہونچی سمن بر کو آواز
دی او نفقتل ہٹ جا تو کون ہی سمجھانے والی کیا تو نے وھگڑے کو پسند کیا شرارت سے کہدونگی کہ تیرے معشوق
پر بی سمن بر نگاہ ڈالتی ہین سمن بر تھراتی ہوئی بارہ دری کے باہر نکل آئی بڑھیا ایرج کے پاس بیٹھی سر سے پا تک
بلائین لین کہا میان بنے صاحبزادے کیا شرارت مین بُرائی ہی جو قبول نہین کرتے ابھی تو صاحبزادے ہو مٹی
کی عورت ملے اسکو بھی نہ چھوڑو وہ تمکو ملائی پراٹھے کھلائیگی لباس اچھا پہنائیگی گھوڑا خریدیگی خدمتگار مصاحب
نوکر رکھو بازار مین ہو بچہ کرتے پھرو دوسرے بڑا نفع یہ کہ ساحرہ با اختیار ہی بڑے تمھارے مرتبے ہو جائینگے بیٹا
چاہنے والے کہین ملتے ہین جادوگرنیون مین بڑے مزے ہوتے ہین کبھی بڑھیا بنے گی کبھی جوان کبھی پانچ
برس کی بنکر تمھاری گود مین کھیلنے لگے گی بس غصہ تھوک ڈالو تخلیہ کراؤن شرارت کو بلاؤن اُسکا مطلب دلی
حاصل کرو سر جھکا کر نہ بیٹھو ایرج نے کہا او بڑھیا کیا بیہودہ بکتی ہی کمبخت فاحشہ جادوگری نہین معلوم کے سو
برس کا سن ہی منھ سے گوہ کی بو آتی ہی تو اُلٹا ہمکو سمجھاتی ہی جا دور ہو میرے سامنے سے بڑھیا نے
کہا واہ میان تمنے تو ایسی مجھپر آنکھین نکالین مین کچھ آپ کی چاہنے والی نہین ہون ہی نگوڑی تمھارے پہلے
جمرہ پر مرتی ہی مین تو کبھی پاخانے مین لوٹا نہ رکھواؤن ایرج نے کہا او بڑھیا تجھسے کون بات کرتا ہی جب تو

بڑھیا نے بھی آنکھیں نیلی پیلی کین کہا میاں اپنی جان بچاؤ ابھی آ کر قتل کر ڈالیگی لاشہ زمین پر تڑپے گا کوئی کفن
بھی نہ دیگا ایرج نے کہا تیری بلا سے جب بڑھیا نے قریب آ کر کہا ای شہریار آپ کی جہالت نے مارا بچپن سے آپ کو
خواجہ عمر نے تعلیم کیا مگر آپ کچھ خاک نہ سمجھے اکثر انھون نے ارشاد فرمایا کہ جادوگرنی کو زور دکھانا اپنی جان
کا نہ بچانا عین حماقت ہی اپنے غلام کو حضور نے اب بھی نہین پہچانا منم مہتر شاپور شیر دل یہ سنکر ایرج نوجوان
مثل گل کے شگفتہ ہو گئے فرمایا بھائی تو نے بڑا کمال کیا عجب بلا مین آ کر مبتلا ہوا اشکار کو آیا تھا خود شکار ہوا
اس ملعونہ نے اس بلا مین پھنسایا بھائی شاپور جلد اس کمبخت کو قتل کرو ملکہ انجم ماہ رخسار پہاڑ پر انتظار کر رہی
ہو گی کہتی ہو گی مجھے حیلہ کر کے کہان چلے گئے ہماری محبت مین اس سے تک و مال چھوٹا نہایت پریشان ہو گی
شاپور نے کہا جو مین کہون وہ حضور کہدین مین ابھی اس فاحشہ کو مار لیتا ہون حقیقت مین ملکہ انجم ماہ رخسار
بہت گھبراتی ہونگی غلام ابھی آتا ہی یہ کہکے اُلٹے پاؤن پلٹا ثمرات کے پاس آیا ایک دوہتڑ مار اکہا او
چھوکری تو تو کہتی تھی کہ وہ راضی نہین ہوتا وہ تو تیرے نام پر جان دیتا ہی لیکن اسنے یہ کہا کہ آتے ہی
مجھپر بدعت شروع کر دی قید کر لیا قتل کا ارادہ ہوا کہتا تھا اب مین اپنی جان دونگا مگر ملکہ عالم کا
وصل نہ قبول کرونگا یہ بھی کہتا تھا کہ اگر شاید زندہ بچ گیا تو یہ کالی راتین ہجر کی کیونکر کٹین گی ملکہ ثمرات
کی انکھڑیون نے مجھکو ذبح کیا لو اب جلد مزے اڑاؤ اتنا کہدینا مجھسے خطا ہوئی مین نشہ مین شراب کے
تھی کہ تیرے قتل کا ارادہ کیا ثمرات نے کہا امی جان میرے سر کی قسم وہ مجکو بلاتا ہی شاپور نے کہا تمھارے
باپ کے سر کی قسم چلو ابھی حال کھلجائیگا دم بھر مین پردہ اُٹھ جائیگا مگر لباس تبدیل کر اری خلاف زیور عمدہ
مین لے ہر چند بقول سعدی۔ حاجت مشاطہ نیست روے دل آرام را ؛ مگر دنیا کی ظاہرداری ضرور ہی ان
نوجوانون کو ظاہرداری بہت پسند آتی ہی ثمرات نے فوراً صندوق پٹارے کھلوائے بہت بھاری جوڑا
پہنا دریاے جواہر مین غوطہ مارا شاپور اپنے ساتھ لیکر چلا مگر سمجھاتا ہوا کہ چلتے ہی سحر اُتارنا نہین کرنا
ثمرات نے کہا مین قدمون پر گر پڑونگی شاپور نے کہا نہین تمھارا زبان سے کہنا کافی ہی معشوق اگر
جھوٹ کہتا ہی عاشق کو بمنزلہ حدیث و آیہ ہوتا ہی ثمرات نہال ہوئی بارہ دری مین آ کر پھبکی
آتے ہی ایرج نوجوان پر سے سحر اُتارا مگر شاپور نے ایسا سمجھایا ہی کہ گھونگھٹ نکالکر بیٹھی شاپور نے
گلابیان اُٹھائین ایک مین بیہوشی ملائی جام بھر کر ایرج سے اشارہ کیا کہ اپنے ہاتھ سے پلا دیجیے
ایرج نے چپکے سے کہا بھائی مجھے محروم رکھو تم اپنے ہاتھ سے شراب پلا دو ہماری جان بچاؤ ادرجو زیادہ
ہمکو ستاؤ گے تو ہم ثمرات جادو سے کہدینگے کہ یہ شاپور فرزند عمر و تجھکو قتل کرنے آیا ہی اپنی جان سے
ہم بیزار ہین شاپور نے پکار کے کہا بھلا دیکھو کرے بڑے غمزے نخرے تجھکو آتے ہین ثمرات جادو خود شراب

نوش فرمائیگی تجھکو ترسائیگی یہ کہکر جام منھ سے ثمرات جادو کے لگا دیا کئی شعر پڑھے شعر ساقی بنور بادہ برافروز جام ما ٭ مطرب بگو کہ کام جہان شد بکام ما ٭ ثمرات جوش مین جام پی گئی کنیزون سے کہا اری لوتم بھی پیو میری چھوکری کو نظر نہ لگانا اسکا خون بہت ہلکا ہی جو اسکو کچھ ہو جائیگا تو سب کی ناک چوٹی کاٹونگی علاوہ اسکے عاشق و معشوق ایک مقام پر بیٹھے ہین منھ پھیر کے بیٹھو یہ کیا بے غیرتی ہی دیدے مین دیدہ ڈالے بیٹھی ہو یہ کہکے بڑھیا نے اشعار عاشقانہ پڑھے مخمسہ

پرتو پڑے جو اسکے رخ بے حجاب کا — پیدا ہو رنگ سنگ مین لعل خوش آب کا
پردہ مین تو یہ جلوہ ہو اس رخ کی تاب کا — جب پردہ رخ سے دور کرے وہ نقاب کا
جلوہ ہر ایک ذرہ مین ہو آفتاب کا

شب بزم مے تھی اور تھے سب جمیع آشنا — اک رند مے پرست نے مذکور یون کیا
یعنی عجیب نقل ہی اور طرفہ ماجرا — کل بنکے شیخ مجتہد عصر ساقیا
دکھلا کے ایک باغ عذاب و ثواب کا

دینے لگا وہ رنج و تفکر مجھے بہ طنز — یعنی جتایا اپنا تفاخر مجھے بہ طنز
جب دیکھا خوب محو تحیر مجھے بہ طنز — کہنے لگا ز راہ تمسخر مجھے بہ طنز
معلوم ہوگا حشر مین پینا شراب کا

جب اس طرح سے پند و نصیحت وہ کر چکے — مین بیٹھا چپکا سنتا رہا وہ کہے گئے
جانا یہ مین نے یون تو یہ چپکے نہو ٹلینگے — مین نے کہا کہ ہم بھی ہین یہ خوب جانتے
پر کیا کرین کہ ہی ابھی عالم شباب کا

جو کچھ کہ آپ کہتے ہین سب سچ ہی ہی تو یون — لیکن تمہارا زہد ہی یہ مکر اور فسون
دعوی جو آپ کرتے ہین باطل ہی اور جنون — گستاخی ہو معاف تو اک عرض مین کرون
مجھکو اگر نہ کیجیے مورد عتاب کا

جو طعن بیکسون پہ کرو تم بجا درست — ایسا ہی ظاہر آپ نے اپنا کیا درست
لیکن صلاح زہد کا دعوی ہی نادرست — تقوی ہمارے آگے جب ہو آپ کا درست
پھر تب یقین ہو آپکے اس اجتناب کا

جسدن کہ روز بزم ہو اور سارے بادہ کش — پیاسے پکارین ہاتھ سے ساقی کے العطش
جسدن یہ جلسہ سب ہو تو ہو جاؤ تم بھی غش — مے اور کنج باغ ہو ساقی ہو ماہوش

اور واں مخل نہو کوئی باعث حجاب کا

مدہوش کردے باتوں میں تمکو لگا کے منھ — پھر دیکھیے کہ بیٹھیے کدھر تم چھپا کے منھ
اور جب ازردے طنز ہنسی کا بنا کے منھ — کھنچیے ہنسی ہنسی میں وہ منھ سے ملا کے منھ

یہ ریش جیسے جلوہ ہے رنگ خضاب کا

اک مست ناز حور شمائل پری لقا — مستی میں جسکو پاس نہو کچھ بھی شرم کا
ازرد ے لطف بوسہ کرے یوں تمہیں عطا — گردن میں ہاتھ ڈالکے وہ شوخ بیحیا

دے ذائقہ دہن کو زبان کے لعاب کا

پھر دیکھیں کیونکہ نہ بیتی ہے بید ین دل دیے — جب وہ حریف ہاتھ میں اک جام مے لیے
گر تم نے حور کے پینے میں کچھ فدر بھی کیے — منت سے یوں کہے کہ ہمارا لہو پیے

گر پی نہ جائیے جلد یہ ساغر شراب کا

جسوقت اس طرح سر و سامان عیش ہو — اور مے پلانے والا بھی ایسا ہو خوبرو
اور وہ بھی خندہ ہو کے کرے ایسی گفتگو — اسوقت میں سلام کروں قبلہ آپ کو

گر آپ خوف کیجیے روز حساب کا

اور یوں تو ہم بھی جانتے ہیں بادہ ہے حرام — اور آپ کو بھی بادہ سے انکار ہے مدام
پر اعتقاد ہوگا اسی وقت لا کلام — اور امتحان بغیر تو یہ آپ کا غلام

قائل نہیں ہے بندہ کسی شیخ و شاب کا

کرتے ہیں مومنوں کے لیے میمنان پاک — کیا کیا دعائیں دل سے بوقت امید و باک
یاں رہزن تو بھی کہدے بیک آہ دردناک — یارب غم حسین میں سودا ہو جبکہ خاک

سایہ اُسے ملے قدم بوتراب کا

یہ اشعار جو شاپور نے بہ خوش الحانی پڑھے ملکہ ثمرات جادو مست ہوکر جھومنے لگی بیہوشی نے بھی تاثیر کی اور سب کنیزوں نے بھی پی ثمرات گھبرا کے اٹھی کہا امی جان اب میں اپنے میاں کے ساتھ جاکر آرام کروں شاپور نے کہا اچھا جم جم جاؤ مزے اڑاؤ ثمرات جوش میں نشہ کے اٹھی بیہوشی بخوبی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گری گرتے ہی بیہوش ہوئی شاپور نے نعرہ کیا ایرج نے ہاتھ تھام لیا کہا ہاں بھائی سوتے میں نہ قتل کرو شاپور نے کہا ای شہریار آپ کی جرائت نے تو ہلاک کیا ساحرہ کو ہر طرح سے قتل کرنا چاہیے اگر کہیں بیدار ہوجائیگی جان بچانا مشکل ہوگا ایرج نے کہا سمن بر کو نہ قتل کرنا یہ ہماری خیرخواہ ہے خدا چاہے گا تو

مطیع اسلام ہوگی شاپور نے کہا کیا مضائقہ یہ کہکے ثمرات کے خنجر مارا اس ملعونہ کا شکم چاک قصہ پاک ہوا
آندھی اُٹھی تمام باغ آتش بہار ہوگیا بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من ثمرات جادو بود اب
شاپور نے سمن بر کی زبان مین سوزن دیا ستون مین باندھکر ہوشیار کیا سمن بر کی آنکھ کھلی دیکھا ثمرات
کا لاشہ تڑپ رہا ہی وہ شاہزادہ کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہی ایک عیار دبلا پتلا تیغچہ کھینچے کھڑا ہی کہ
وہ شاہزادہ فرما رہا ہی ای سمن بر حقیقت مین تمنے ہمارے ساتھ خیر خواہی کی دیکھو ہمارے عیار نے بڑھیا بنکر
ثمرات جادو کو واصل جہنم کیا یہ فرزند خواجہ عمرو ہین ہزار ہا جادوگرنیان قتل کر ڈالین انکے باپ کا
سر برندہ جادوگران لقب ہی شاپور نے کہا ای سمن بر یہ نبیرہ زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران
ہین اطاعت دین اسلام قبول کرو پروردگار اکیلا ہی سمن بر نے اشارہ کیا مجھے پہلے ہی سے حضور سے
محبت ہوئی ہی اطاعت کو حاضر ہون شاپور نے زبان سے سمن بر کے سوزن نکالا وہ قدمون پر شاہزادے
کے گری سمن بر سب جادوگرنیون کی افسر تھی سب نے اطاعت قبول کی سعادت دارین حصول کی اب
ایرج نوجوان وشاپور بخوشی مسند پر بیٹھے سمن بر سے پوچھا یہ ثمرات جادو کون تھی اُسنے عرض کی
طلسم اسکندری کے بادشاہ کی ملازم تھی اسکے مزاج مین ظلم انتہا کا تھا جو جوان ادھر سے نکلا تاجر رئیس جلیل
اُسکو لوٹ لیا پکڑ لائی پہلے اُس سے اپنا مُنھ کالا کیا پھر قیدخانہ مین ڈال دیا کئی ہزار بندگان خدا قید ہین
اس باغ مین لاکھون روپیہ کا مال ہی یہ لونڈی نے دیکھا کہ ملکہ مرآت جادو بادشاہ طلسم اسکندری کبھی کبھی
آتی تھین اسکی بڑی خاطر کرتی تھین اکثر یہ کلمہ کہا کہ ہماری جان تمھارے پاس ہی ای ثمرات تم باغ سے کہین
جایا نہ کرو پہلے حضور بندگان خدا کو قید سے رہا کرین پھر خزانہ نکلوائین کل جواہرات ملاحظہ فرمائین
ایرج اُٹھے ایک جانب باغ کے قصر تھا اُس کو کھولا دیکھا دو ہزار بندگان خدا رئیس جلیل
صاحبان لیاقت قید ہین ایرج کو دیکھکر فریاد کرنے لگے کسی نے کہا تاجر ہون اس راہ سے میرا
کاروان نکلا ثمرات نے مال لوٹ لیا ہمکو قید کیا بیگناہ قید ہین کوئی کہتا ہی مین شاہزادہ ہون
بیکسی سے مرنے پر آمادہ ہون یہ رہزن پکڑ لائی اس راہ مین آنے کی سزا پائی ایرج نے سب کو قید سے رہا کیا
سب جوان کلمہ پڑھکے بصدق دل مسلمان ہوئے ممنون احسان ہوئے ایرج کو بڑی خوشی حاصل ہوئی دو ہزار
جوان صاحبان لیاقت جری بہادر صف شکن تیغزن انکو ہمراہ لیکر باغ مین آئے سمن بر نے کنجیان خزانہ
کی حاضر کین کہا بسم اللہ ان کوٹھون کو کھولیے ایرج نے کوٹھا کھولا تلوارین سپر بلم خود چار آئینہ نیزے
بہت نکلے دوسرا کوٹھا کھولا اسمین صندوقچے جواہرات کے نکلے ایک صندوقچہ اسپر غلاف مخمل کاشانی کا
پڑا ہوا ایرج نے اُسی صندوقچہ کو اپنے دست حق پرست مین اُٹھایا غلاف اُتارا دیکھا اسپر لکھا ہی کہ

اس صندوقچہ مین عجیب نعمت ہی جو اسکو پائے کلاہ فخر اپنی آسمان پر پہونچائے یعنی بانیان طلسم اسکندری نے ایک تختی الماس کی بنائی اسپر حروف لکھے اُنکی تاثیر یہ ہو کہ وہ تختی جسکے گلے مین ہو اگر سامری جمشید قبر سے اُٹھ آئین اور سحر کرین اُس شخص پر بالکل تاثیر نہو کوئی ساحر اسکا مقابلہ نہ کرسکے ایرج نے شاپور کو اپنے پاس بلایا کہا دیکھو برادر خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا اپنی عنایت سے دور دل کا ملال کیا یعنی اسمین لوح محفوظ ہی اسوقت طبیعت بہت محظوظ ہی شاپور نے کہا آپ صاحب اقبال ہین بسم اللہ جلد کھولیے خدا نے یہ تحفہ اپنے خزانہ غیب سے دلوایا جب حضور ارشاد فرماتے تھے کہ مین طلسم مین جاؤنگا بہت خوب کہتا تھا لیکن دل ٹھراتا تھا کہ حضور مقدمہ طلسم مین ہزارون خرابیان ہونگی کوئی تحفہ پاس ہوتا اب عنایت پروردگار سے یہ ہوگا کہ سحر ساحران تو حضور پر تاثیر نہ کریگا وہی بے نیاز کارساز لوح طلسمی بھی دلوائیگا اب شاہزادہ ایرج نوجوان نے لوح محفوظ کو بخوشی گلے مین پہنا سمن بر سامنے موجود ہی اسکو جو حال لوح محفوظ کا ثابت ہوا تو ٹہر کر عرض کی ای شہریار اسی وجہ سے ملکہ مرات جادو یہان اکثر آتی تھین بعنایت و شفقت فرماتی تھین کہ اے مرات ہماری جان تمہارے سپرد ہے تم ہر کس و ناکس کو اس باغ مین نہ آنے دیا کرو لیکن یہ وہ جلاد صاحب بیداد تھی کہ ہر روز دس پانچ بندگان خدا کو گرفتار کرکے لاتی تھی اُنسے مزے اُڑاتی تھی جب وہ مرد کمزور رہ جاتا تھا اسکو قید خانہ مین بھیجدیتی تھی پھر خبر نہ لیتی تھی آج اُس بدعت کا ملعونہ کو ثمر حاصل ہوا لیکن امیدوار ہون کہ کنیز کو بھی ہمراہ لیجیے ایرج نے کہا ہم احسان فراموش نہین ہین انشاءاللہ تم کو جادوگرونکا افسر بنائین گے تا بہ طلسم اسکندری لے چلینگے استادان سخنور نے اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرمایا ہے کہ اب ہمراہ ایرج نوجوان چار شہر صف شکن شاہ و شہریار زادے کہ جنکو قید سے رہا کیا موجود ہین چالیس جادوگرنیون کی افسر ملکہ سمن بر کو قرار دیا مال و اسباب کو بار کرایا ملکہ انجم ماہ رخسار کا ٹہرا خیال ہے دوسرے دن اس شوکت و شان سے طرف کوہ فلک شکوہ کے روانہ ہوئے

دو کلمہ داستان حیرت بیان ملکہ مرات جادو بادشاہ طلسم اسکندریہ کے بیان ہوتے ہین خمسہ

طبع سنبل کدہ کا ہست پریشان از من — کہ کدورت بدل کوہ و بیابان از من
چہ کنم من کہ نہ صحرا نہ گلستان از من — نہ ہمین می رمدان نو گل خندان از من
میکشد خار درین بادیہ دامان از من

لطف ہی یہ ستم آلودہ کرم ہین آزار — دل کہین اور ہی بیٹھا ہے بغل مین ہی یار
ایکدم بھی تو نہین شوخی بیجا سے قرار — با من آمیزش او الفت موج ست کنار
روز و شب با من و پیوستہ گریزان از من

کسکو ڈھونڈھون نہیں کہان جاؤن کہ باقی نہین دم
وقت رحم ودم الطاف ہی ہنگام کرم
کیا کرون اٹھ نہین سکتا ترے کوچے سے قدم
قمری ریختہ بالم بہ پناہے کہ روم
تا بہ کے سرکشئی ای سرو خرامان از من

اب تلک صدمۂ الفت سے نہین ہون آگاہ
کوئی دلدار رہا اور کوئی ادائے دلخواہ
کچھ بھی دشوار نہین میری گرفتاری آہ
بہ تکلم بہ خموشی بہ تبسم بہ نگاہ
میتوان کرد بہر شیوہ دل آسان از من

کرتے ہین رند قدح کش مری صحبت سے حذر
جل رہا ہون مجھے کیا آتش دوزخ سے ضرر
ایسے ناکام کے جینے سے تو مرنا بہتر
نیست پرہیز من از زہد کہ خاکم بہ سر
ترسم آلودہ شود دامن عصیان از من

کف کشادہ ہی پر افسوس نہین دست کرم
گر کوئی لے تو ہین جان دینے تلک حاضر ہم
ہین گدا لیک شہنشاہ اقالیم ہمہ
اگرچہ مورم ولے آن حوصلہ باخود دارم
کہ بہ بخشم بود ار ملک سلیمان از من

قابل چارہ نہیں ہی مرا احوال سقیم
تجکو مومن کی سی لفعہ ہی نہ دلیا تو حکیم
رو گئے سر پھیرے سارے اطبائے فہیم
اشک بیہودہ مریز این ہمہ از دیدہ کلیم
گر دو عالم را نتوان شست بہ طوفان از من

واضح ہو کہ ملکہ مرات جادو بعد روانہ ہونے ملکہ انور جادو کے حیران و پریشان غم مین دختر کے اشک بزان تخت پر متمکن ہی ساتھ والیون سے کہہ رہی ہی کہ صاحبو کیا قیامت کا دن ہی کہ اول سوزن جادو کو روانہ کیا وہ واپس نہ آئی ہمشیرہ صاحبہ ملکہ انور جادو چمک کر گئین انکو بھی گئے ہوئے عرصہ ہوا واپس نہ آئین اب دل بیتاب ہی نہایت پیچ و تاب ہی سننے والون کے کان بہرے اگر اینپر کوئی افتاد پڑ گئی برادری کے سامنے منھ کالا ہوگا ہر ایک طعن کریگا کہ بہن کو قتل کروا ڈالا اپنی بیٹی کا کچھ نہ کر سکین بہن کا پاس نہ کیا کیسی مصیبت مین پڑی ہون اور حالات مسلمانان جو تواریخ مین ملاحظہ سے گذرے اُنکو پڑھکر قلب تھراتا ہی جس ملک پر ان لوگون نے لشکر کشی کی اُسکو مٹایا خاک مین ملایا ملک عظلی آباد مشہور ہی کہ سترہ لاکھ ساحران زبردست وہان رہتے تھے بادشاہ مالک بن زردشت منتظم ساحرون کا عاقل اپنے مذہب کے علم مین فاضل اسکا بھی گھر دختر بلند اختر نے تباہ کیا وہ جوان نبیرہ حمزہ صاحب فوج و لشکر مالک تیغ و سپر اسوقت کہاں کہ خیال مین نہ آیا بہن کو بھیجدیا وہان بڑے بڑے لوگ موجود ہین کیا کھیل ہی کہ اتنے بڑے لشکر سے اُن جان

کو پکڑ لائیں اور ہم نکلے عزیز دخل نہ دیں یہ ناممکن ہے کیوں صبا جو تمھاری کیا صلاح ہے اس تدبیر میں کیا فلاح ہے کہیں خود جاؤں اُس نگوڑے جلاد کو خود پکڑ لاؤں سب نے کہا حضور ہم کیونکر کہیں لشکر حمزہ میں بڑا انتظام ہے جب وہ لوگ خداوند سے برابر لڑتے ہیں کیسے کیسے معرکے پڑتے ہیں وہ اور کسی سے دبیں گے ہر ایک سے سرکشی کرینگے اگر دشمن وہاں گرفتار ہو جائیں تو طلسم کی تباہی ہے اب حضور تدارک نہ کریں خاموش ہو رہیں ہم میں سے کوئی جائیگا مفصل خبر لائیگا جو مناسب ہو گا تدبیر کیجائیگی طبیعت تسکین پائیگی مرأت جادو نے کہا آئینہ دل پر غبار ہے صاف آئینہ ہے کہ اُن پر کوئی افتاد پڑی ساتھ والیاں بڑی بڑی جادوگرنیاں ہیں اگر ایک بھی واپس آتی دل تردد منزل کو تسکین ہوتی اب مجھکو کچھ نہیں بن پڑتا میں خود جاؤنگی بہن کی خبر لاؤنگی یہ باتیں ناتمام تھیں کہ سموم جادو بدحواسی کی طرح اُڑتی ہوئی آئی سامنے ملکہ مرأت کے گر پڑی مرأت نے کہا خیر تو ہے سموم نے کہا ساری ہوا بگڑ گئی ملکہ انور جادو قتل ہوئیں اول سوزن نے بڑا کام کیا عین لشکر مسلمانان سے جاکر ایرج نوجوان کو گرفتار کر لائی شاہزادی قلعہ انجم حصار ملکہ انجم ماہ رخسار نے سوزن کا رشتۂ حیات قطع کیا نگوڑے مسلمان کو پہلو میں لیکر بیٹھی وہاں آپ کی ہمشیرہ پہونچیں انجم و ایرج و شاپور عیار کو پکڑ لیا ایک پہاڑ پر آکے ٹھہریں قصد کیا طلسم کشا کو قتل کریں عین وقت پر وزیرزادی ملکہ بران کی شگوفہ سحر ساز آئی ملکہ انور کو قتل کیا اب بی انجم دھگڑے کو لیے ہوے بالا کوہ صحبت آرا ہیں سب کنیزیں نمک حرام شریک ہوئیں مجھکو تاب نہ آئی چھپکر بھاگی کہ جاکر حضور کو خبر کروں یہ سنتے ہی مرأت جادو غصہ میں بھرائی کہا صبا جو غضب ہوا بی ماہ رخسار کو یہ دن نصیب ہوا کہ طلسم کشا کو پہلو میں لیکر بیٹھی ہیں دھگڑے کی محبت میں ملکہ انور جادو کو قتل کرایا ہمارا خیال نہ آیا ابھی جاکر دیکھو تو کیا حال کرتی ہوں قلعہ انجم حصار میں آگ لگا دونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی سموم جادو نے عرض کی حضور وہ قلعہ میں نہیں ہیں اُسی کوہ فلک شکوہ پر جہاں ملکہ انور جادو قتل ہوئیں وہیں سامان عیش و نشاط مہیا کیا ہے پہلو میں طلسم کشا کے بیٹھی بیخوف و خطر مالک کا خیال نہ حضور کا ڈر مرأت نے کہا اب سب خوف ہو جائیگا یہ کہکر فوراً تخت سحر پر سوار ہوئی آمادۂ حرب و پیکار ہوئی بارہ ہزار جادوگرنیاں ہمراہ ہیں سموم جادو سے کہا چل بتلا دے اُس باغی کی صورت دکھا دے سموم آگے بڑھی گویا آندھی چلی ہوا میں بھری ہوئی بکتی جھکتی بارہ ہزار کا لشکر پشت پر روارَوی کرکے سب تلاش میں ملکہ انجم ماہ رخسار و ایرج عالی وقار کے چلیں لیکن ملکہ انجم ماہ رخسار اسی کوہ فلک شکوہ پر جہاں انور جادو قتل ہوئی تھی بیٹھی ہے چالیس کنیزیں ہمراہ یاد میں ایرج نوجوان کے حال تباہ تحریر کر چکا ہوں کہ ایرج نوجوان شکار کا وعدہ کرکے یہاں سے گئے باغ میں مرأت جادو کے پہونچے وہاں سے کوچ کر چکے ہیں مگر ملکہ انجم

بیقرار ساتھ والیون سے کہہ رہی ہی فلک نے کجرفتاری دکھائی نہین معلوم شاہزادے پر کیا گذری ایسا نہو راہ مین کوئی اور ملازم ملکہ مرائت کا ملجائے دشمنون کو گرفتار کرے تو کیسی مشکل ہو کس طرح تسکین دل ہو اگر مین برائے تلاش جاؤن ایسا نہو وہ اسطرف آئین مجھکو نہ پائین تو پھر کیسے گھبرائین کچھ بن نہین پڑتا کنیزین کہتی ہین حضور وہ خوبصورت ہین صاحب لیاقت وشوکت ہین کسی اور سے دل لگا لیا ہوگا اب اُنکا آنا دشوار ہی تردد بیکار ہی انجم نے کہا ظاہرا تو بیوفا نہین ہین آیندہ ہماری تقدیر انکی محبت مین بادشاہ طلسم کو اپنا دشمن کیا اب بھی ہمارا خیال نہو تو مقام تعجب ہی یہ باتین کر رہی ہی دم محبت کا شاہزادے کے بھر رہی ہی شب ہجر دور دراز ہوتی ہی تڑپ تڑپ کر کاٹی جب دم لبون پر آیا تب سحر فراق نے منہ دکھایا انجم کے مُنھ پر ہوائیان آنکھون مین حلقے چہرہ زرد ہونٹھون پر آہ سرد دل مین درد بصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان اب انجم کو یقین کامل ہوا کہ ہمارا ستارہ گردش مین آیا فلک نے اس ماہ اوج صاحبقرانی سے جدا کیا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے آنچل دوپٹہ کا مُنھ پر رکھکے بیقراری مین چیخ مار کر روئی کنیزین سمجھانے لگین حضور اسقدر بیقرار نہوجیے شاید شکار کی جستجو مین راہ فراموش کی ہو یہان کی رسم وراہ سے وہ ماہر نہ تھے بیشک وہ راستہ بھولے ہم لوگ جائین تلاش کرکے لائین حضور کے رونے سے کلیجہ پھٹتا ہی ملکہ انجم نے کہا ہماری تقدیر کی خوبی گھر بار چھوٹا سختی اُٹھائی اس پہاڑ پر شب بسر کی ہم آپ جاکر تلاش کرینگے تلوے تپک رہے ہین پانون لپک رہے ہین آنکھین اشارے کرتی ہین وہ صورت زیبا دکھاؤ ہاتھ دستگیری چھوڑتے ہین گریبان چاک کرنے پر آمادہ ہین حقیقت ہین

نظم مصنف

تنگ جامہ دری دپاس عزیزان کیسا
دامن یار سے چھوٹے تو گریبان کیسا
پانون پڑ پڑ کے مجھے دشت مین بھٹلایا ہی
میرا مشتاق تھا ہر خار مغیلان کیسا

دیگر

زلف رخ کی عاشقون کو فکر صبح وشام کیا
رند مشرب ہین ہمارا کفر کیا اسلام کیا
اپنی ہستی مٹ گئی ہمکو دوئی سے کام کیا
ہی انا المحبوب لب پر نامہ وپیغام کیا
کچھ خبر دیتا نہین اُسکی دل آگہ مجھے
وحی کے مانند اب موقوف ہی الہام کیا
ہم سبکروحون کو لا سکتا نہین تو دام مین
طائر نکہت ہون اے صیاد اسیر دام کیا
میرے دل کی طرح سے جلجائے تو آوے قرار
کر دُ مین لیتا ہی تابے پر کباب خام کیا
یاد چشم یار نے تو ہمکو اندھا کر دیا
یہ بھی ہم واقف نہین ہین صبح کیا اور شام کیا
سنتے ہی پیغام بر سے مین تڑپ کر مر گیا
تھا قلق پیغام جانان موت کا پیغام کیا

ان اشعار نے اور آگ بھڑکائی جان بیقرار لبونپر آگئی قریب تھا کہ انجم ماہ رخسار اپنے کو ہلاک کرے کہ آسمان سے

مرائت جادو مع بارہ ہزار ساحرہ آگے آگے سموم جادو چلی وہین سے للکارتی ہوئی بی انجم اب کہان جاؤگی ملکہ انور کو قتل کرایا کچھ ملکہ عالم کا خوف نہ آیا انجم ماہ رخسار نے جوان سب کو آتے ہوئے دیکھا آمادۂ جنگ وجہہ اے قضا ہوکر اُٹھی چہار طرف سے ماہ زمان مرائت نے آکر گھیر اسحر چلنے لگا انجم لڑتی بھڑتی پہاڑ سے اُتری چاہتی ہی نکل جاؤن لیکن مرائت بادشاہ طلسم اسکندریہ ہی سب حال اُسپر آئینہ ہوچکا ہین کو ہلا دیا چاہتی ہی انجم کو گرفتار کرون لیکن چہار جانب دیکھ رہی ہی بڑی حیرت ہی کہ وہ جوان قاتل ساحران صاحب شوکت دشان کیا ہوا وہ چھپنے والا نہین کنیزین ملکہ انور جادو کی بھاگ بھاگ کر سامنے ملکہ مرائت کے آئین عرض کر رہی ہین حضور ہم واسطے خبر دینے کے حاضر ہونے کو تھے لیکن بی انجم نے ہمکو آنسدیا ہی سموم تو ہوا خواہ ہین مثل آندھی کے نکل گئین اگر وہ ہم سے اطلاع کرتین ہم بھی اُنکے ساتھ جاتے اب ہم حضور کے تابعدار ہین یہ کہکے انجم پر وہ سب سحر کرنے لگین چہار جانب سے اس اکیلی پر بلوہ ہوا مرائت جب سحر کرتی ہی انجم کو دفع کرنا مشکل ہوجاتا ہی قلب تھراتا ہی ایک طرف سے کنیزون کی چانون چانون جادوگرنیون کی کانون کانون ساحران غدار کا بلوہ یہ بیچاری یکہ و تنہا مونس نہ غمگسار نہ یار نہ مددگار اکیلی سب کے سحر دفع کر رہی ہی مرائت جادو سے بھی بچنے کی تدبیر کرتی ہی مگر کئی زخم کھا چکی سر سے خون جاری شانہ زخمی آگ برس رہی ہی ابر چھایا ہوا تنہائی کا خیال شاہزادۂ والاقدر کے گم ہونے کا ملال عجب مصیبت مین انجم ماہ رخسار مبتلا ہی مرائت جادو آواز دیتی ہی اسکو جلد گرفتار کرو اس گیسو بریدہ نے ہمارا پاس نہ کیا سوزن جادو کو تنہا پاکر مارا جلد اسکی مشکین باندہ لو گرفتار کرکے کشان کشان لیچلو مگر اوانجم اپنے دھگڑے کو کہان چھپایا انجم ماہ رخسار بادشاہ قلعہ انجم حصار غصہ مین کچھ جواب نہین دیتی زخم کھا رہی ہی بڑبڑا رہی ہی کس کسکو روکے مرائت کو کیونکر ٹوکے حیران پریشان لرزان ترسان موت کا سامنا فراق محبوب ہجر مطلوب دل کو یقین موت خوشی فوت عقل کو زوال یا ذوالف بس جان وبال آخر مجبور ایک نخل کے سایہ مین آکر ٹھہری سحر کر رہی ہی مگر یقین ہی گرفتار ہو جاؤنگی ای انجم افسوس بوقت آخر جمال بے مثال اُس شیر بیشۂ جرات کا نہ دیکھا اگر سامنا ہوتا کہدیتی کہ حضور ہمارا خیال نہ کیجیو گا ہوسکے تو لاش کو دفن کرانا جنازے کو کاندھا دینا قبر پر ہاتھ رکھکر فاتحہ پڑھنا جب یاد کبھی آئے نام ہمارا لیکر یاد کرنا اس حسرت مین ایسے کلمات زبان پر جاری عالم بیقراری مین طرف آسمان کے دیکھا دل کو رجوع کیا عرض کی اے معبود حقیقی ای رب حقیقی خالق کارساز اس مصیبت سے بچائے نظم

زبان چون خط ترسا منحور رہ پیچ
ترا خواندن نہ حد ہر زبان است

نہ خالم میخوردا ندام بے درد
نہ بادمے بر د خاکستر سرد

مگر لطفت کہ در بانست میباک
ز آب و تاب عکسش کافتالبست

الٰہی من ترا دائم دگر ہیچ
اگر خورشید تابانش دہانست
نہ آیم میکند نہ آلودگی پاک
دل مردم زتابش داغ یالبست

پس مژگان کمین گاہ دلم بود | کہ مژگان تیر جان غافلم بود | گرفتم طفل اشکے بمر رحم جست

کہ غم در منزلست و پاسبان نیست بیقرار ہو کر روئی دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا دیکھا ملکہ انجم
ماہ رخسار نے صحرا سے گرد اٹھی مگر گرد عظیم تمام صحرا تاریک ہو گیا روے آفتاب مخفی ہوا نظم

ازدامن دشت کوہ اورنگ | گردے برخاست تو بتار نگ | ازدامن دشت آن غبارے
رخسارہ نمود شہریارے | لقد روح روان قاسم عالیشان نور نگاہ صاحبقران شاہزادہ ایرج

نوجوان مرکب بادرفتار پر سوار پشت پر تین ہزار جوانان جرار ایک جانب ایک ساحرہ حسین مع چالیس
جادوگرنیون کے سامنے سے نمایان ہوئی شاپور نے دیکھا زیر کوہ آگ بھڑک رہی شعلے چمک رہے ہین ہزارہا
نخل جلے ہوے پڑے ہین ایرج نوجوان نے فرمایا اے برادر شاپور دیکھو تو یہ کیسا ہنگامہ ہے ملکہ انجم
ماہ رخسار اس کوہ سے اتر کے کہان گئین شاپور نے بلندی سے دیکھا ملکہ انجم ماہ رخسار دریاے خون مین
نہائی ہوئی یکہ و تنہا ایک نخل کے سایہ مین کھڑی ہوئی جھوم رہی ہے اور شاپور شیر دل نے ملکہ مرأت
جادو بادشاہ طلسم اسکندریہ کو بھی پہچانا عرض کی کہ اے شہریار ملکہ انجم کو مرأت جادو کے لشکر نے
گھیر لیا ہے دشمن اس کے قتل ہوا چاہتے ہین ہمارے آپ کے جانے کے بعد یہ آفت برپا ہوئی
کسی نے خبر پہونچا دی ہوگی آکر اس نے گھیر لیا ایرج نے وہین سے مرکب بڑھایا نعرہ کیا اومرأت
جادو خبردار ملکہ انجم ماہ رخسار پر دست انداز نہ ہونا سمن بر نے پوچھا حضور یہ کیا معرکہ ہے ایرج
نے کہا اے سمن بر ملکہ انجم ماہ رخسار بادشاہ قلعہ انجم حصار ہماری دوست صادق محب و اثق
یہان ٹھہری ہوئی تھین کفار نے گھیرا ہے نہین معلوم ان کو کیون کر معلوم ہوا ہمین جستجو کرنا فرض
و لازم ہے یہ کہکے تلوار کھینچکر لشکر ساحران غدار پر جا پڑے سمن بر بصد کر و فر چالیس جادوگرنیون کو لیکر
سحر کرنے لگی ایرج نوجوان کے گلے مین لوح محفوظ پڑی ہوئی اسکے سبب سے کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا جس نے
بڑھکر سحر کیا ایرج نے تختی کو چمکا دیا سحر الٹا پلٹا سینہ پر اسی کے جا پڑا توڑ کر پار گذرا دوسری طرف بھی ایرج
نے ہاتھ تلوار کا مارا اُسنے سپر سحر کو چہرہ کو پناہ کیا تیغہ دودمہ اسکندری تڑپ کر گرا سپر کٹی ساحر نے چاہا بھاگون مگر منکر
تھی جہنم واصل ہونیکی نار کیے ہی تند سر تھی تلوار گری دو ٹکڑے ہوے لاشہ جلا آواز اسکے مرنیکی آئی دو چار کو سمن بر نے مارا اسکو
شاپور نے للکارا تھوڑے عرصہ مین سو جادوگر مرأت کے مارے گئے حیران کہ یہ کیا معرکہ ہے اس جوان پر سحر نہین تاثیر کرتا پھر سوچی
جن لوگون نے سحر کیے اسنے بھی ایرج کو ضرر نہ ہوا الٹی بھڑتی سمن بر پر جا پڑی سمن بر نے کئی سحر دفع کیے مگر وہ بادشاہ طلسم ہے
مرأت نیچہ ہینچکر قریب پہونچی ہاتھ مارا سمن بر نے ہر چند چاہا روکون مگر نیچہ چمک کے سر پر آ سر کچوی زخمی ہوا چاہا اس ملعونہ
نے کہ سکاٹ لون ایرج نوجوان نے دور سے دیکھا نعرہ کیا مین آپہونچا او مرأت ایک موے جسم سمن بر کا اگر کم ہوا قیامت

برپا کرونگا یہ فرما کر گھوڑے کو کوڑا کیا مرکب طرارہ بھر کے سامنے مرأت کے آیا سمن بر تو ہٹ گئی مگر ساحران مرأت نے ایرج نوجوان پر بلوہ کیا کئی افسران فوج ہاتھ سے شاہزادے کے واصل جہنم ہوئے مرأت نے بھی خوب سحر کئے مگر ایرج پر تاثیر نہوئی گھبرا گئی اے مرأت یہ کیا ماجرا ہے سحر کسی کا اس جوان پر تاثیر نہیں کرتا اس عرصہ مین ایرج کئی سرداروں کو مار کر قریب مرأت پہونچا مرأت نے تیغہ سحر کا ہاتھ لگایا ایرج نے سپر پر روکا نیام انتقام سے تیغہ برق مثال کھینچا مرأت کو آئینہ شمشیر مین جلوہ عروس مرگ دکھائی دیا گھبراتی ہے کیا کرون کیونکر بچون مگر سپر سحر کو اٹھا دیا کلو ابھیرون کو یاد کیا تلوار تڑپ کر گری سپر سحر کے دو ٹکڑے کرتی ہوئی سر پر مرأت کے پڑی زخم کاری کھایا تڑپ کر اپنے کو زمین پر گرا دیا ایرج نے چاہا چھاتی پر چڑھ بیٹھوں چیر کر پھینکدون مگر یہ ساحرہ زبردست ہے تڑپ کر نکل گئی سر سے خون بہتا ہوا چمک کر بلند ہوئی ساحرون کو آواز دی صاحبو نکل چلو اس ظالم جلاد سے جان بچاؤ نہیں معلوم کیا سبب ہے سحر تاثیر نہیں کرتا تیرھوین صدی کا زمانہ ہے ہر بات کا بہانہ ہے ساحر فرداً فرداً اڑے چشم زدن مین بازو عقاب بنکر ہمراہ مرأت نکل گئے ایرج نے چاہا پیچھا کرین ممکن نہوا بہت جلد ساتھ والے نکل گئے ایرج پلٹے دیکھا ملکہ انجم ماہ رخسار زخمون مین چور ایک نخل کے سایہ مین پڑی ہے ایرج نے بازو تھام کے اُٹھایا انجم نے آنکھیں کھولیں ماہ برج صاحبقرانی کو اپنے سر پر پایا آنکھوں مین نور قلب کو سرور شاہزادے نے حکم دیا بہت جلد بارگاہ استادہ کرو فوراً بارگاہ استادہ ہوئی سمن بر کو حکم ہوا باحتیاط تمام ملکہ انجم کو بارگاہ مین داخل کیا زخم دوزیاں ہوئیں سرداران تہمتن آکر فرد کش ہوئے ایرج نوجوان سے ملکہ انجم نے تمام کیفیت پوچھی شاہزادے نے تمام حال لوح محفوظ کے ملنے کا بیان کیا انجم کو بڑی خوشی ہوئی کہا آپ صاحب اقبال ہین لیکن حضور بدون حصول لوح طلسمی طلسم کا فتح ہونا دشوار ہے یہ لوح محفوظ ہے کنیز نے اپنے بزرگون سے اس کے حالات سنے ہین جس کے پاس یہ لوح ہوگی اُس پر کوئی سحر تاثیر نہ کرسکے گا مرحلہ جات پر یہ کام نہ کریگی ایرج نے فرمایا اے انجم تم لوگ عقل کی قائل ہو ہم تکیہ اپنے رب اکبر پر رکھتے ہین جو اسکے نزدیک مناسب ہوگا اپنے بندہ کے واسطے سوا بہتری سے خلاف نہ کرے گا ماں باپ سے ستر درجہ مہربان ہی ہر حال مین اسی کا احسان ہے کس فکر مین تھے کہ لوح محفوظ ہاتھ آئی لوح طلسمی بھی ملیگی اگر ہم طلسم اسکندری کے فتاح ہین اس راہ عجائب وغرائب کے سیاح ہین فتح کر رہینگے ورنہ اسی حیلہ مین جان دینگے ملکہ انجم زخم تمھارا اچھا ہوا جاہے سامان لشکر کشی کرو تا بہ طلسم جلد پہونچین زخمی ہو کر گئی ہے فساد برپا کریگی مطمئن نہ ہونے پاوے کہ ہم پہونچ جائین انجم نے عرض کی دو روز کی حضور مہلت دین مین انجم حصار سے فوج بھی طلب کرون ایرج نے کہا جو کچھ منظور ہو جلدی واجب و لازم ہے انجم نے اسی وقت ایک کنیز کو نامہ دیکر طرف انجم حصار کے روانہ کیا چونکہ ملکہ انجم وہاں سے قید ہو کر آئی تھی

قلعہ میں کھلبلی ہے یہ مشہور ہوا کہ ملکہ انور جادو بادشاہ کو اور جان تازہ وار دکو گرفتار کرکے لے گئی خلقت پریشان دار الامارۂ شاہی میں سناٹا ہر ایک کو خوف جان ہر مقام پر یہی ذکر ہو رہا ہے کہ مرأت جادو ہم سب کو قتل کریگی کیونکر ہم سبھون کی جان بچیگی اس تردد میں سب تھے کہ اس کنیز نے آکر مژدہ فرح افزا پہونچایا کہ ملکہ نے مع شاہزادہ ایرج نوجوان کے رہائی پائی خود مرأت لڑتی بھڑتی آئی تھی اُسنے بھی شکست کھائی مثل صید خائف بھاگی اب ملکہ نے اہالیان لشکر کو طلب فرمایا ہے طلسم پر لشکر کشی منظور ہے افسران فوج مخفی ہوے تھے فذرا امرا موجود نہ تھے سب کی یہی صلاح ہے کہ ملکہ کو عرضی لکھو کہ آپ یہان آکر ایک ہفتہ مقام کیجیے سامان فوج و لشکر کا ہو جاے ہر ایک کی یہی خواہش ہے حضور کے ہمراہ رہین قدم اقدس پر جان نثار کرین یہ جواب اہالیان شہر سے جب ملکہ کو پہونچا انجم نے ایرج نوجوان سے عرض کی حضور مین شیدہ ہو کے آئی تھی اہالیان شہر بہت بیقرار ہین حضور وہان تشریف لے چلین بعد ایک ہفتہ کے سامان لشکر کشی ہوا ایرج نوجوان بموجب کہنے انجم کے قلعہ انجم حصار پر آکر پہونچے بیرون شہر بارگاہ استادہ ہوئی اہالیان شہر کو یہ خبر پہونچی جو بخوف جان و مال بھاگ گئے تھے خیل خیل آکر حاضر ہوئے ایرج نے تمام مردان عالم کو سرفراز فرمایا اب صلاح ہوئی بعد ایک ہفتہ کے برسر طلسم اسکندری لشکر کشی ہوگی تیاریان ہونے لگین یہان تو سب تیاریون مین مصروف ہین

دو کلمہ داستان شوکت بیان ملکہ مرأت جادو و ملکہ بران شمشیر زن کے بیان ہوتے ہین خمسہ

خار صحرا جسم سے خار چمن بھول گئے
تیر جو کھائے تھے اے تیر فگن بھول گئے
تیغ سے تیز جو لگتے تھے سخن بھول گئے
تیرے جور و ستم اے عہد شکن بھول گئے
رنج غربت مین یہ پایا کہ وطن بھول گئے

اد چھے زخمون سے ابھی جان ہے باقی ہم مین
نہ تو مرتے ہین نہ جیتے ہین پھنسے ہین غم مین
اب وہ آتے نہین جو فیصلہ ہو اک دم مین
جان کیا مفت گئی صید گہ عالم مین
نیم جان کرکے ہمین صید فگن بھول گئے

تری آنکھون نے کیا آہوون کو بھی برباد
بند ہو گئے رشتۂ نظارہ سے سب اے جلاد
یاد ون کیا اُنھین اغضن دشت ختن ہے نہین یاد
ہاے کیا ہوش ربا ہین تری آنکھین صیاد
چوکڑی کیا کہ ہرن راہ ختن بھول گئے

باغبان بھولا ہے اس فصل مین ایسا گلزار
سیر کرتے ہی مرے دل سے گیا صبر و قرار
لیک س : رجہ بورے ہاتھ جنون مین اکبار
چاک کرتے ہی رہے سینے کو تا فصل بہار

دست وحشت مرا پیراہن تن بھول گئے

کیون خفا ہمسے ہوا ای جان ادھر تو دیکھو — کی جو توبہ شکنی وجہ بھی اسکی سن لو
نشہ مین ہوش کہان رہتے ہین تم سے جو تو — ہم جو میخانہ سے مستی مین گئے مسجد کو
تو یہ ای شیخ تو بہ شکن بھول گئے

محو تجھ گل پہ جوانان چمن ہین بالکل — زردی گل زرد پریشان ہی غم سے سنبل
تیرے جوبن سے غرض حال گیا سب کا کھل — سنکے چلتے ہین تری راہ مین گلچین ای گل
تیرے کوچہ مین ہزارون کو چمن بھول گئے

سمجھے زخمون کا مرے بھید نہ اصلا جراح — ہیچ بیفائدہ ہو جائینگے رسوا جراح
زخمی زلف ہوں ہین کرتے ہین یہ کیا جراح — کاشغر سے جو منگاتے ہین سپیدا جراح
میرے زخمون کے لیے مشک ختن بھول گئے

نہ دہن ہونے کی تیری جو ہوئی ہی شہرت — سچ ہی اس بات مین لوگون کو عبث ہی حیرت
کھینچی جب شکل تری ای صنم خوش قسمت — محو اس درجہ ہوئے دیکھکے تیری صورت
چہرہ پرداز ادل نقش دہن بھول گئے

جب ملک پاس رکھا اسنے گلستان نہین ہین — سب یہ تسبیح رہی بزم سخندان مین نہین
قید حسبدن سے کیا خانۂ زندان مین ہین — اس قدر شوق رہی نالہ و افغان مین ہین
یاد محبوب مین ہم طرز سخن بھول گئے

لوز دندان سہیل اب نہین کچھ یاد دہن — لب رنگین سے عقیقون کو بھی کیا النسبت ہین
ہمتو عاشق ہین ترے ہمکو وہ کیا یاد نہین — دانت ہونٹون سے نظر آ جو گئے ہنسنے مین
تو سہیل اور عقیق اہل یمن بھول گئے

تیرے عشاق ہوے تیغ پہ جس دم مائل — ہوے فردوس مین سب پاکے شہادت داخل
کھل جاتا تھا چمن خلد مین کچھ غنچۂ دل — چمن جوہر تیغ آئے جو یاد اے قاتل
شہدا کو وہین جنت کے چمن بھول گئے

پیرہن زیست مین جو چاک کیے جامے فردن — ہاتھ شل ہو گئے ہیہات مین اس رنج مین ہون
اب یہان کام مرے زور ترا اب دیکھون — دم خفا زیر زمین ہی مدد ای دست جنون
اتنا چاک گریبان کفن بھول گئے

اے جنون وحشت مین یاد آتے ہین وہ دن ہر دم
لیتے تھے بوسۂ سیب ذقن اسکا ہیہم
گر وطن پہونچے تو جانینگے مزہ پھر بھی ہم
دشت غربت مین رہی ہو جو غذا حنظل غم

اے جنون ہم مزہ سیب ذقن بھول گئے

آتش افروز بیان اگلی نہین یاد اے دلبر
داغ تو مجکو جلاتے ہین مگر شام و سحر
جھوٹ ہرگز نہین انصاف ذرا تو ہی کر
ایک مجمر ہی یہ دل کتنے سمائین اخگر

داغ تازہ جو ملے داغ کہن بھول گئے

سابق مین تحریر ہوا کہ ملکہ شگوفہ سحر ساز نامہ راز دیہاز عاشق جانباز لیکر طرف ملکہ بران کے روانہ ہوئی مرأت جادو شکست کھا کر قلعہ طلسمی مین پہونچی کارگزارون کو بلا کر حکم دیا کہ اہالیان لشکر جابجا تیار رہین ساحران نامی آمادۂ حرب وپیکار رہین آمد طلسم کشا قریب ہے یہ معاملہ عجیب و غریب ہے سابق مین طوفان جادو گیا اسنے طوفان اُٹھا کر طلسم کشا کو گرفتار کیا اب کیا باعث ہوا کہ طلسم کشا پر سحر تاثیر نہین کرتا انتہا یہ کہ بادو نے شکست کھائی بات سمجھ مین نہ آئی یہ ذکر تھا کہ طائران طلسمی آکر پہونچے عرض کی اے ملکہ عالم ثمرات جادو کو طلسم کشا نے باغ مین قتل کیا لوح محفوظ اُسکے قبضہ مین گئی تمام مال لدوا کر باغ ثمرات سے لیگیا بی سمن بر طلسم کشا کے ساتھ گئین یہ سُنتے ہی مرأت جادو کا چہرہ فق ہوگیا آئینہ رخسار پر گرد ملال غصہ سے رنگ چہرے کا لال کیا بولا جو ثابت ہوا طلسم کشا پر سحر نہ تاثیر ہونے کا یہ باعث تھا اُسے یہ تبلاؤ باغ ثمرات مین طلسم کشا کیونکر پہونچا سرکار دن نے عرض کی کہ برائے شکار آیا تھا بی ثمرات عاشق ہوئین اُسی عاشقی مین یہ آفت برپا ہوئی شاپور شیر دل عیار اُس شیر دلیر کا بڑھیا بنکر آیا بی ثمرات کو مارا خزانہ سے وہ صندوقچہ بھی نکل آیا جسمین لوح محفوظ تھی تین ہزار جوان معتقد تھے انہون نے بھی غلامی اختیار کی وہ لشکر طلسم کشا قرار پایا آپ نے جاکر ملکہ انجم کو گھیر لیا تھا طلسم کشا باغ سے جاکر شریک جنگ ہوا جب تو حضور کے ساتھ والون پر حوصلۂ جنگ تنگ ہوا اب قلعہ انجم حصار پر لشکر طلسم کشا کا جاؤ ہے کوچ کرنے کی تیاری ہے یہ سنکر ملکہ مرأت جادو نے ساحرون کو حکم دیا کہ تم مین کوئی ایسا ہے کہ اپنے کو تا بہ قلعہ انجم حصار پہونچائے لوح محفوظ قبضہ سے طلسم کشا کے نکال لائے اُسوقت بہت سے ساحران غدار حاضر تھین ہر ایک نے کانون پر ہاتھ رکھا کہ حضور طلسم کشا تک جانا اور لوح محفوظ کا چھین لانا بہت دشوار ہے لیکن سموم جادو جو خبر لیکر آئی تھی یہ جلی ہوئی بیٹھی تھی مجمع ساحران سے اُٹھی کہا حضور ایک ہفتہ کی مہلت ملے تو یہ لونڈی جاکر طلسم کشا کو مع لوح محفوظ لائے بعد قتل انور جادو کئی دن خدمت طلسم کشا مین رہی اوقات نشست برخاست سے ماہر ہوچکی ہون مرأت نے کہا اے سموم اگر تو جاکر لوح محفوظ یا طلسم کشا کو لائے وزیر اعظم اپنا مقرر کرونگی دولت دنیا سے مالا مال کرونگی سموم نے عرض کی حضور کی

سلطنت قائم رہے ہیں سب طرح کی امید ہے یہ کہکر اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا طرف لشکر طلسم کشا کے چلی لیکن مہجور فراق دیدہ آفت کشیدہ گرفتار مجلس رنج والم مقید سلسلہ زنجیر اندوہ غم شامل عزا جمہ دوشیں یعنی ملکہ شیشہ مے نوش باغ میں شجر جادو کے درس میں کنیزیں دل بہلانے کو سمجھانے کو مرأت مقید کردی ہیں گویا بطور نظر بند ہی شجر جادو نگہبان رہتا ہی ہر کس کے جانے کا حکم نہیں ہے مگر کنیزیں ملکہ کی حاضر رہتی ہیں ایک کنیز گلشن نامے بہت شگفتہ مزاج یکایک دوڑی ہوئی آئی شیشہ مے نوش کا یہ حال ہے کہ جہانتک ذکر ایرج نوجوان ہوتا ہے دل دیکے سنتی ہے نہیں تو سر دھنتی ہے گریہ وزاری بیقراری کہ گلشن دوڑی ہوئی آئی اس نے عرض کی حضور ایک خبر فرحت اثر سناتی ہوں ابھی ابھی لونڈی نے مفصل خبر سنی ہی ملکہ شیشہ مے نوش نے پوچھا گلشن کچھ ہمارے مطلب کی بات ہے عرض کی حضور بڑی خوشی کی بات ہی دشمنو پہ آفت آئی فلک نے ساعت نیک دکھائی بی انور جادو آپ کی خالا امان لڑائی میں قتل ہوئیں مادر مہربان آپ کی گئی تھیں لڑیں شکست کھاکے آئیں طلسم کشا کو لوح محفوظ ملکئی بی ثمرات بھی عاشق ہوئی تھیں گر شالپور شیر دل نے بڑھیا نبکر مارا باغ ثمرات سے لشکر لیکر آئے بی مرأت کو شکست دی اب بی مرأت پر سب حال آئینہ ہوا اب حضور سموم جادو بیڑا اٹھاکر گئی ہی کہ میں لوح محفوظ چھین لاؤنگی اور طلسم کشا کو بھی گرفتار کرد ونگی یہ سن کر ملکہ شیشہ مے نوش بے اختیار رونے لگی کہا گلشن میں تو قید میں بیٹھی ہوں میں کیا تدبیر کروں دست و پا شکستہ طائر پر بستہ ہوں یہ ظاہر ہے کہ ملکہ بران شمشیر زن انکی معین و مددگار ہیں یا عاشق زار ہیں فنون سحر ساحری میں کامل و اکمل اُن کی وزیرزادی نے اگر بی انور کو قتل کیا اب انکو کسیطور سے خبر ملتی کہ وہ ان کی حفاظت میں کوشش کریں اگر خدانخواستہ یہ حرامزادی سموم جادو پہونچی اور جاکے اس نے کسی عیاری مکاری سے لوح لے لی تو جان اُنکی بچنا دشوار ہوگی بارہ چودہ خواصیں اسوقت خیرخواہ نمک حلال حاضر تھیں سب نے یہی کہا کہ حضور آپ ملکہ بران کو آگاہ کیجئے ایسا نہو کہ یہ حرامزادی جاکر ہوا بگاڑ دے اگر لوح محفوظ قبضہ سے نکل گئی پھر بڑی مشکل ہوگی گلشن نے کہا حضور اگر خط دیں میں تابہ طلسم نور افشان خط حضور کا پہونچادوں ملکہ شیشہ مے نوش نے کہا اے گلشن میں تیری لونڈی ہوجاونگی تو جلد خط پاس ملکہ کے پہونچا یہ کہکر قلم دوات منگایا واسطے ملکہ بران کے القاب شاہانہ لکھا بعدہ مرقوم تھا یہ کنیز بے تمیز گرفتار پنجۂ تقدیر ذلیل حقیر ہجران دیدہ آفت کشیدہ از خود فراموش ملکہ شیشہ مے نوش کی عرضی خدمت میں پہونچی ہے مرأت جادو نے سموم جادو حرامزادی کو برائے گرفتن لوح محفوظ سمت قلعہ انجم حصار روانہ کیا ہے برائے خدا جاکر ہوائے گرم طلسم کشا کے جسم نازنین تک نہ پہونچنے دیجئے اگر سموم کا عکس پڑا گل ساچہرہ کملا جائے گا سوائے حضور کے کون دستگیر ہے اس بہتر کیا تدبیر ہے جسطرح ہوسکے حضور اپنے کو تابہ انجم حصار

پہونچا مین خواہ نامہ لکھ بھیجین اُس گل گلزار صاحبقرانی سرو بوستان جہانبانی کو ہواے گرم حوادث روزگار ناہنجار سے بچانا واجب ولازم ہی چند فقرات ایسے لکھکر یہ غزل عاشقانہ تحریر کی غزل نسیم

پابند زیست تھا نہ اسیر مزار تھا
دو دن کی بات ہی کہ شریک بہار تھا
دو دن سے شرمسار رہا اضطراب مین
کچھ دم کو عکس مہ جو رداے فرار تھا
ہیبت سے تجھپہ گر گے مری جان نکلگئی
جو زخم تھا بہ شکل شکاف مزار تھا
ای جوش شوق تونے کیا جبہ امیدوار
مین سینۂ مزار کا اپنے غبار تھا
منت بھی کی مگر نہ کسی نے مری سنی
میدان مین زبان نکالے جو خار تھا
مثل خیال یار رہین گردشین مجھے
مین روز باز پرس بھی ننگ شمار تھا
آئے لحد مین بالش و مسند سے ای نسیم

تھا جوش اشتیاق قدموسی رہا
کیون جانتا تھا حسن پریشانیان مری
پاس کفن مجھے نہ لحاظ مزار تھا
اس جسم پر ذلیل کیا تونے ای ہوس
ہر ہر دہان زخم دہان مزار تھا
بلاتے تھے اہل در دخیر سرگذشت کی
ورنہ مجھے تہیۂ خواب مزار تھا
برسون رہا زبان صغیر و کبیر پر
مانند قول یار مین بے اعتبار تھا
ای روزگار مجھسے دورنگی تھی کیا فرو
آیا اسی کے دل مین جو امیدوار تھا
ثابت ہوا کشاکش دنیا سے یہ ہمین
انجام عیش دہر یہ کنج مزار تھا

کیا پوچھتے ہو اب تو اسیر قفس ہون مین
ای روزگار مین بھی گرفتار زلف یار تھا
وہ بھی مٹا خیال سیاہی زلف سے
دو استخوان کے واسطے شوق مزار تھا
کرتی تھی مرگ بازوے قاتل پہ آفرین
مین بعد مرگ خط جبین مزار تھا
کھٹکا کیا ہون خاک کو بھی خاک ہوکے مین
میرا فسانہ بھی ستم روزگار تھا
مین نے وہان آبلہ مین اسکو لے لیا
مین حسرت خزان نہ امید بہار تھا
پوچھی نہ مجھسے یار نے کچھ میری سرگذشت
تھے رنج چند نام فقط روزگار تھا
ماجراے فراق انگیز مصیبت خیز

تحریر فرماکر ملفوف کیا سرنامہ پر مہر ثبت کی آخر مین یہ بھی تحریر تھا کنیز از خود فراموش ملکہ شیشہ ہمی لہش گلشن کو نامہ دیا کہا جلد لیجا ملکہ بران کی خدمت مین پہونچا گلشن نے نامہ جھولی مین رکھا طرف قصر جمشیدی کے روانہ ہوئی یہان ملکہ بران شمشیر زن باغ نگارین مین داخل ہین شاہزادہ ایرج نوجوان کی خبر کا اشتیاق کہ شگوفہ سحر ساز آکر پہونچی مگر ہنستی ہوئی ملکہ بران نے گھبراکر پوچھا کہو لو اکیا خبر لائین عرض کی کہ حضور نے جو کچھ ارشاد فرمایا سب آنکھون سے دیکھا شاہزادہ والا قدر گرفتار ہوگئے تھے لونڈی وقت پر پہونچی الوز جادوگر فتار کرکے لیچلی تھی اس سے مقابلہ پڑا آپکے تصدق سے حرامزادی کو قتل کیا مگر حضور بقدمطلم سکندری درپیش ہی ابھی ٹبرا پس وپیش ہی وہ جانے پر تیار ہین پاس کوئی تحفۂ طلسمی موجود نہین دیکھیے کیا ہوتا ہی دل اُنکی مصیبت پر روتا ہی ملکہ بران نے کہا ای شگوفہ چلکر مین قبلہ وکعبہ سے کہون فرمان اُنکا مہری دلواؤن وہ لیکر تم پاس مراعت جادو کے جاؤ جس طرح بن پڑے اُس لعونہ سے کہو لوح طلسمی شاہزادہ ایرج نوجوان کے حوالے کرے اگر انکے دشمنون کو کسی طرح کا ملال پہونچا مین خود جاکر بی مراعت کو سزاے کامل دونگی وہ اس

طلسم کی تاجدار ہین لیکن ہماری خراج گزار ہین ہمکو سب طرح کے اختیار ہین اگر مس ہمارے حکم کے خلاف کیا تو بی مرات بہت پچھتائینگی ملکہ بران شمشیر زن یہ باتین کررہی ہین اور قصد ہی کہ جاکر کوکب و شفقیہ سے اطلاع کرون نام سے ایرج کے دل بیقرار ہورہا ہی کبھی گھبراکر فرماتی ہین ای شکوفہ بڑی خرابی تو یہ ہی کہ اُنکے مزاج مین جہالت ہی جو تونے کہا ہی یقین کامل ہی کہ وہ اُسکے خلاف کرینگے یعنی پہاڑ پر نہ ٹھہرینگے ہر چند کہ سفلہ مزاجی اُنکی بہت ناگوار ہی تمھارے کلام سے ثابت ہوتا ہی کہ بی انجم سے بھی محبت ہوگئی آخر الغور جادو اُسکے باغ مین گئی انکی تو دشمن تھی مگر انجم کو گرفتار کرلائی نہین معلوم کس طور سے سبجھے ہونگے شگوفہ نے کہا انجم نے تو بڑا کام کیا پہلے تو سوزن جادو جاکر ہمارے شہریار کو لشکر سے پکڑلائی تھی انجم نے سوزن کو قتل کیا انکو چھین لیا ایک شب وہان گذری تھی کہ الغور جادو پہونچی انجم اور الغور سے خوب خوب سحر چلے لیکن الغور تو مصاحب حیرت تھی سحر و ساحری سے بڑی رغبت تھی انجم گرفتار ہوئی یا تو حضور محبت ہوئی یا رحم دلی کو کام فرمایا ملکہ بران نے کہا بوا شگوفہ ایک تم دنیا مین رحم دل ہو ایک وہ بے حیا بے نصیب اپنے کو کیون مصیبت مین ڈالتی صورت زیبا دیکھکر کھل پڑی اور انکے فراج کی تو مین کیا شکایت کرون خیر کبھی سامنا ہوگا تو پوچھینگے وہ کیا جواب دینگے ہمنے اپنے کو مصیبت مین پھنسایا آٹھ پہر انھین کا خیال ہی ہمارے عیش و آرام مین فرق آیا جوانی مین اپنے پیچھے روگ لگایا ٹھنڈی سانس بھرکے زبان پر یہ اشعار آبدار جاری کیے شعار مخفی

دلم ز نالہ فرو ماند آہ من باقیست	بہار رفتہ در سبزی چمن باقیست
بپیش شمع رخت سوختم زیر وانہ	ہنوز طعنۂ ارباب انجمن باقیست
مقیم کوے تو جانا ن کجا رود چہ کند	کہ گر بخلد رود لذت وطن باقیست
اگرچہ گرگ صفت چرخ یوسف عمرم	ربودہ از کفم بوے پیرہن باقیست
ز زخم ناوک مژگان مثال ای مخفی	کہ تیغ غمزۂ جادو سعف شکن باقیست

	دیگر	
زمزمہ کس کی زبان پر بدل شاد آیا		منھ نہ کھولا تھا کہ پر باندھنے صیاد آیا
قد جو بوٹا سا ترا سر درو ان یاد آیا		غش پہ غش مجکو چمن مین تہ شمشاد آیا
جسنے نظارہ کیا اصل گل یاد آیا		تیرے حصہ مین صنم حسن خداداد آیا
بلبلین جام مئے شوق سے کیا مست ہوئین		دام لے کر جو گلابی مرا صیاد آیا
خوش قدون سے دل وحشی کو تعلق نہوا		سرو کی طرح مین اس باغ مین آزاد آیا
چالین رفتار کی سیکھا ہی وہ گل ای قمری		ٹھوکرکون مین کوئی دن کو ترا شمشاد آیا

تونے اے دل تو اجل اسکو نہ ماری قینچی | پر اُڑانے مرے مقراض سے صیاد آیا
رعب سے زرد ہوا چہرۂ مریخ فلک | سرخ جوڑا جو پہن کر مرا جلاد آیا
فصل گل آتے ہی گلچین کو لیا پھندے مین | جال پھیلانے کو گلزار مین صیاد آیا
تونے اے دست جنون پانون نکالے یانتک | ہتکڑی ہاتھ مین پہنانے کو حداد آیا
لے اڑی دل کو سوے دشت ہواے وحشت | پھر یہ جھونکا مجھے کر دینے کو برباد آیا
دل پھنسانے کو لکھا اُسنے جو جال یہ خط | جعلسازی کی طرف پھر مرا صیاد آیا
قید خانے کا بندھا ہی جبین پر مین رنگ | پھبتیون کے لیے کیون باغ مین شمشاد آیا
دم چرایا یہ قفس مین کہ کیا اس نے رہا | جعلسازی سے مرے دام مین صیاد آیا
رو رو کر لالۂ کہسار کو شیرین نے کہا | میری پابوسی کو خون سر فرہاد آیا

یہ اشعار عاشقانہ پڑھتے ہی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوے ہچکی لگ گئی غش آنے لگا شگوفہ نے آنسو پونچھے کہا حضور باتون مین یہ جوش وخروش للہ صبر کیجیے دشمنون کی جان پر بنجائیگی پہلے اس مقدمہ کا انتظام کیجیے پھر جو مناسب ہوگا اسکی تدبیر کیجائیگی معقول تقریر کیجائیگی فضل خدا سے ابتو میری آمد ورفت کا سلسلہ کھلگیا ہر ہفتہ عشرہ مین جاکر خبر لادیا کرونگی ملکہ بران شمشیر زن نے کہا اے شگوفہ یہ صدمہ جدائی ہمین زندہ نہ چھوڑے گا ہماری جان بچنا دشوار ہی ہمارے مقدمہ مین کد وکاوش بیکار رہا اب قصد ہوا کہ طرف قصر جمشیدی کے جائین کہ مخلدار نے آکر عرض کی حضور دریاغ پر ایک ساحرہ کمسن حاضر ہو کہتی ہی کہ طلسم اسکندری سے ایک کاغذ لائی ہون مگر ملکہ بران کے ہاتھ مین دونگی ملکہ بران نے فرمایا اے شگوفہ جلد بلاؤ دیکھو کس نے نامہ بھیجا ہی مخلدار ہی سے حکم ہوا اپنے ساتھ گلشن کو لیکر سامنے ملکہ بران کے آئی گلشن نے سلام کیا قدمون کو بوسہ دیکر گرد پھری تصدق ہوئی نثار ہوئی ملکہ نے گھبراکر کہا اے نیک بخت تیرا کیا نام ہی کسکا نامہ لیکر آئی ہی گلشن نے نامہ ملکہ شیشۂ می نوش جھولی سے نکالا ہاتھ پر رکھکر بطور نذر ملکہ کو دیا ملکہ نے جلدی سے کھولا طرف سے ملکہ شیشۂ می نوش کے غدر تقصیرات اپنی مصیبت کے حالات تحریر تھے بعد اسکے لکھا تھا اے شہنشاہ اقلیم ہمت وسخاوت والی تاجدار ممالک جرأت وشجاعت اے دستگیر بیکسان والے یاور غریبان واضح راے عالی ہو کہ کنیز جرم محبت شہریار ایرج نامدار مین قید ہی ملک گرفتار دگر دون غدار آمادہ مکروکید ہی اس کنیز کی رہائی دشوار ہی اس عبارت کے بعد یہ اشعار تحریر تھے اشعار

چند ولا آزردیدن گلزار را | صحن قفس گلشن است مرغ گرفتار را | دل گر گرد مشغلۂ عشق بار غم ہجران کا

وعدۂ قیامت بود طالب دیدار را
لازمۂ عاشقی ست بر سر دار آمدن
بند گران زینت ست پاے گرفتار را
ہر نفس از خون دل مرد طلبگار عشق
باعث افزونی است رونق بازار را

کم ز برہمن مشو در روش عاشقی
شاد ز خود ساختن خاطر اغیار را
کوہکن از بیدلی تیشہ بکہسار زند
رشک گلستان کند معرکہ خار را
مخفی اگر نیست ست رہ بگلستان غم

کو ہر رگ جان می کند رشتۂ زنار را
سلسلہ در پا چہ شد نالہ ز بونی کند
نالہ بود در پے سینۂ افگار را
رشتہ بگردن کشان از پے جلاد عشق
کس نشناسد ز من سایۂ دیوار را

ملکہ بران اشعار پڑھ پڑھکے روتی جاتی ہین کبھی فرماتی ہین کیا کلام مین شیشہ می نوش کے سوز و گداز ہی ہمیشہ سے عاشق و معشوق مین راز و نیاز ہی تحریر پڑھنے سے کلیجہ منھ کو آتا ہی قلب تھراتا ہی لکھنے مین جا بجا اشک خونی ٹپکے ہین صاف ثابت ہی کہ شنجرف کے نقطے دیے ہین شگوفہ نے کہا حضور اصل مطلب کو تو ملاحظہ فرمایے اپنے کو دام تحریر مسلسل مین نہ پھنسایے آخر مین وہی کیفیت تحریر تھی کہ سموم جادو براے گرفتاری ایرج نوجوان طرف قلعہ انجم حصار کے گئی ہی اس گلعذار کو اس ہواے گرم کے جھونکے سے باغبان قضا و قدر بچائے گلشن جاہ و جلال مین خزان نہ آئے آفتاب اقبال روشن رہے ظل خداے کارساز اس شہریار پر تو فگن رہے ماہ جرائت ساطع اختر شوکت لامع دوست شاد بدخواہان گلشن عیش و راحت آباد بحق رب العباد اسکے بعد دعاے ترقی حسن و جمال ملکہ عالم مین بہت کچھ تحریر کیا تھا ملکہ فقرات پر ہنستی جاتی ہی فرمایا کیون شگوفہ دعائین نہین تمام ہوتی ہین مجھے تو دعا یہ خوشامد دی ہی نام ہی سے ہمارے جلتی ہوگی شگوفہ نے کہا واری آپ سے کیا رشک کرینگی آپ کو مرتبہ پروردگار نے دیا ہی بران نے کہا کیون صاحب دل مین تو یہی سوچتی ہونگی کہ ہم مین اور ملکہ بران مین کیا فرق ہی خیر اگر زندگی ہی تو فرق بتا دونگی سب صاحبون کو سمجھا دونگی یہ فرما کر نامہ ہاتھ سے رکھا کہا شگوفہ یہ بڑی مشکل ہوئی سموم جادو بلاے روزگار ہی ضرور جا کر دھوکا دیگی وہ تو بھولی سی ہی ہین کسی نقرے سے لوح مانگ لیگی ای شگوفہ مین خود جاتی ہون بے میرے گئے اب نہ بن پڑیگا مگر قبلہ و کعبہ کو اطلاع دینی ضرور ہی ای شگوفہ ہم ایک عرضی لکھکر تمھین دیتے ہین تم خدمت مین قبلہ و کعبہ کے پہونچا دینا وہ بھی نہ بیزار ہونگے میری جانب سے بدگمانی تو نہ رہیگی یہ فرما کر چند فقرات لکھکر شگوفہ کو دیے اور آپ فوراً طاؤس زرین بال پر سوار ہوئین اور گلشن کو ساتھ لیکر طرف طلسم سکندری کے روانہ ہوئین

دو کلمہ داستان ملکہ درات جادو کے بیان ہوتے ہین

درات بعد روانہ کرنے سموم جادو کے تخت پر بیٹھی ہی مگر نہایت پریشان و مخوف ہی کہ ایسا نہو طلسم کشا لشکر کشی کرے لوح محفوظ پا چکا اسکا روکنا دشوار ہوگا سب سردار کہرے ہین بہیت بجا ارشاد ہوا

بدون تحفہ اس جوان نے صدہا ساحران غدار مارے اب تو لوح محفوظ پاس ہی یہ ذکر نا تمام تھا کہ آسمان سے برق چمکی ایک جادوگرنی نامہ لیے ہوئے حاضر خدمت ہوئی پایۂ تخت کو بوسہ دیا ملکہ مرائت نے پوچھا کیون اے ساحرہ کہان سے آنے کا اتفاق ہوا اُسنے کہا حضور مجھکو ملکہ حیرت جادو نے بھیجا ہے انور جادو کئی مہینے سے مہلت لیکر آئی تھی ملکہ عالم نے یاد فرمایا ہے اپنی مصاحب خاص کو بلایا ہے ملکہ انور کا جو اس ساحرہ نے نام لیا ملکہ مرائت جادو نے کلیجہ تھام لیا چیخ مار کر روئی کہا ہماری ہمشیرہ صاحبہ کو سامری جمشید نے اپنی خدمت مین بلا لیا اس کنیز کا گلرنگ جادو نام تھا مرات کو روتے دیکھکر پیٹنے لگی گھبرا کر پوچھا واری یہ تو بتائیے مصاحب خاص ہماری بی بی کو کس نے قتل کیا کسکی شامت آئی ہے کیا مام سے شہنشاہ افراسیاب کے باہر نہ تھا ہماری ملکۂ عالم کا جادو چشم اسپر ظاہر نہ تھا علاوہ ازین کس سے مقابلہ ہوا کہان لڑائی ہوئی ملکہ انور ایسی نہ تھین کہ ہر کس و ناکس پر زبردست انداز ہوتا ملکہ حیرت زوجہ شہنشاہ افراسیاب کی تعلیم کردہ خود سحر مین طاق افسونگری مین شہرہ آفاق مرائت نے کہا بی بران شمشیر زن دختر کوکب روشن ضمیر آجکل اُنکے بڑے زور و شور ہین شہنشاہ ہمارے عیش پسند یہ لوگ زور دن پر چڑھے ہوئے ہین گویا سامری جمشید سے بھی بڑھے ہین اُنکی وزیرزادی شگوفہ نے یہ گل کھلایا تنہا پاکر گھیر لیا سحر مین بھی شگوفہ بلاے روزگار ہے سامری جمشید کا گھر ویران پڑا تھا خدائی مین آنکی آگ لگے میری بہن کو بلا لیا بازو میرا ٹوٹ گیا گلرنگ بھی بلک بلک کر روئی اور کہا اے ملکہ مرائت جاکر مین ملکہ حیرت کو خبر کرون مرائت نے کہا یہ مقدمہ طول طویل بدون تحریر ملکہ کو ثابت نہوگا سمجھ نہ سکینگی مین لفظاً لفظاً تحریر کرتی ہون مرات نے اُسوقت پرچہ کاغذ اُٹھایا القاب و آداب ملکہ حیرت کو بہت تکلف سے لکھا اُسکے بعد تمام کیفیت طلسم اسکندری یعنی آنا ایرج نوجوان کا اور پھر قید ہوکے جانا اور اب دوبارہ یہ ہنگامہ ہونا انجم ماہ رخسار کی شراکت سوزن جادو کی مصیبت انور جادو کا غصہ مین جانا شگوفہ کا آکر قتل کرنا سب لفظاً لفظاً تحریر کیا آخر مین لکھا تھا اے ملکہ عالم آپ ہماری بادشاہ عالیجاہ ہین جلد خبر لیجیے دشمنون کو سزا دیجیے طلسم کشا قلعہ انجم حصار پر مع فوج ظفر موج فروکش ہے مین نے ایک کنیز کو روانہ کیا ہے اگر اُسکا پنجہ قابض ہوگا کسی حیلہ سے لوح لیلے گی میرا بھی ارادہ ہے کہ لشکر کشی کرون سب کیفیت لکھکر نامہ کو ملفوف کیا گلرنگ کو نامہ دیا کہا جلد خدمت مین ملکہ حیرت جادو کے پہونچا گلرنگ نامے کو لے کر روانہ ہوئی سابق مین تحریر کر چکا ہون کہ ملکہ حیرت جادو رنج و ملال اُٹھا کے لشکر مین آئی ہے بڑا خیال ہے کہ عمرو طلسم کشا کو لیکر طرف طلسم صندل کے گیا ہے دیکھیے یہ درد سر کب ٹلتا ہے وزیرزادیان عرض کرتی ہین حضور شہنشاہ نے نامہ روانہ کر دیا ساربان زادہ گرفتار ہوکے آتا ہوگا طلسم صندل تک پہونچنا کیا

کھیل ہی صندل جادو بڑی منتظم ہی اگر وہان کوئی جائے تو کیا ہاتھ آئیگا حیرت نے کہا صاحبو جو اس ساربان زادے نے دریافت کرلیا وہ سب بیکار لوح کا مقدمہ ایسا تھا کہ شہنشاہ صاف صاف کہدیتے یہ مقدمہ لوح ہی عمرو کو قضا لیگئی ہی سر آتا ہوگا یہ باتین تھین گلرنگ گھبرائی ہوئی آکے پہونچی حیرت جادو نے پوچھا کہ انور جادو کے آنے مین کیا عرصہ ہی گلرنگ رونے لگی کہا حضور کس زبان سے عرض کرون ملکہ انور جادو کو دشمنون نے قتل کیا اس نامہ مین سب کچھ لکھا ہی حیرت نے نامہ کھولا دراثت جادو نے سب کیفیت تحریر کی ہی حیرت جادو پڑھکر مثل شعلۂ سرکش بھڑکی منھ سے دھوان نکلنے لگا غصہ مین کہا گلرنگ بیٹھ جاؤ دیکھو ابھی انتظام کرتی ہون سب کو مشکین بندھوا کر بلواتی ہون یہ کہکر ایک پرچہ کاغذ کا لکھا آواز دی اے طیران فلک سیر جلد حاضر ہو جیسے ہی حیرت نے آواز دی آسمان سے ایک طائر اُڑتا ہوا آیا حیرت کے کاندھے پر آکر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا چہکار رہا تھا صاف ثابت ہوتا تھا کہ چہکار سے اسکے یہ آواز آتی تھی شعر بلبلو اتنا اثر پیدا کرو فریاد مین ٭ چاہیے منقار چبھکی بے دل صیاد مین ٭ حیرت جادو نے کہا نگوڑے کیون چیخین مارتا ہی جلد جا اپنے کو صحرائے حیرت مین پہونچا پہلوے صحرائے حیرت مین کوہ فلک شکوہ ہی وہان پر کھڑے ہوکر آواز دینا اے ملکہ سہمناک جادو جلد چلو میرا نام لینا کہ بلایا ہی یہ سنکر طائر چلا گیا سب کے ہوش اُڑ گئے کہ حقیقت مین یہ خاتون محل افراسیاب ہی عرصہ نہ گذرا تھا کہ آسمان سے لکہ ابر سیاہ پیدا ہوا ایک ساحرہ تخت پر سوار بصورت مہیب بشکل عجیب کریہ منظر خرس پیکر پشت پر چار ہزار جادوگرنیان ہنر برہائے آتشین پر سوار وہ ساحرہ آکر اُتری ملکہ حیرت کے قدمون کو بوسہ دیا دست بستہ سامنے کھڑی ہوئی کہا کیون حضور کیا حکم ہوتا ہی ملکہ حیرت نے کہا اے سہمناک جادو جلد اپنے کو طلسم سکندری مین پہونچاؤ انجم ماہ رخسار حاکم بادشاہ قلعہ انجم حصار نے طلسم کشا کو اپنے گھر مین جگہ دی ہی مگر لوح محفوظ اُسکے پاس موجود ہی کسی ترکیب سے پہلے لوح محفوظ لینا پھر اُسکی مشکین باندھکر اس سرکش کو کنیزون کے سپرد کرنا مگر بی انجم ماہ رخسار کا علاج بہت اچھی طرح پر ہوا ہالیان قلعہ کے آبادی کی تدبیر واجب ولازم ہی ملک ویران نہونے پائے سہمناک نے عرض کی لونڈی سمجھ کے اس کام کو کریگی یہ کہکر فوراً تخت پر سوار ہوئی اپنے ساتھ والیون کو لیکر طرف قلعہ انجم حصار کے چلی لیکن ایرج نوجوان بیرون قلعہ انجم حصار فروکش ہین ملکہ انجم نے لشکر گران مرتب کیا ہی لشکر مین چرچا ہی کہ امروز فردا مین کوچ ہوگا بارگاہین استادہ ہین وردیان تقسیم ہوچکین افسرون پر حکم قضا تشیم صادر ہوچکا کہ کل صبح کو اٹالہ بارگاہ کا لدے گا لشکر تیار رہے اسی شب کو سموم جادو آکر پہونچی صورت تبدیل کرکے داخل لشکر ایرج نوجوان ہوئی فقیرنی بنکے پھرنے لگی بیچ لشکر مین بارگاہ کلان استادہ ہی

اُسمین ایرج نوجوان و ملکہ انجم ماہ رخسار وچند سردار داخل ہین خدمتگار آتے جاتے ہین سموم جادو کھڑی دیکھا کی ایک خدمتگار کسی کام کو نکلا سموم نے گوشۂ لشکر مین جاکر اُسکو دانہ ماش کا مارا وہ بیچارہ گرا اس ملعونہ نے اُس خدمتگار کو کنارے ڈالدیا آپ سحر سے اسکی شکل بنکر تیار ہوئی اُس صورت سے اندر بارگاہ کے پہونچی دیکھا شاہزادہ ایرج نوجوان مقام صدر پر جلوہ فرما ہین کرسی جواہر نگار پر ملکہ انجم ماہ رخسار ایک جانب ملکہ سمن برادر تمام سرداران نامی پہلوانان گرامی غازیان صف شکن تہور شعاران شمشیر زن اپنے اپنے مقام پر بصد کرو فر بیٹھے ہین مہتر شاپور شیر دل بھی خدمت مین حاضر ہین مگر کل امورات کا انتظام اسی کی ذات سے متعلق ہی سموم جادو ساتھ والیون مین ملکر ٹھہری رنگ بارگاہ دیکھ رہی ہی کہ ایرج نے فرمایا برادر شاپور کل رات رہے سے اٹالہ بارگاہ کا لدے بہیر وغیرہ روانہ ہوجائے ہم دن نکلتے نکلتے انشاء اللہ سوار ہونگے عازم کوے دلدار ہونگے شاپور نے عرض کی خدا خیر کرے انجام بخیر ہو آج شام سے غلام کو تردد ہی انور جادو ہمشیرہ مرات مصاحب حیرت قتل ہوئی اسکا تدارک ہوگا یقین ہی کہ حیرت جادو کو خبر پہونچے اور وہ خود قصد کرے تو عجب نہین اور اسی شہر یار آج ہمارے لشکر مین کوئی آپ کی فکر مین آیا ہی دل کو یقین کامل ہی شام سے غلام کو یہی فکر ہی کہ آپ کے پاس سے جدا نہون ایرج نے فرمایا بھائی یہ فرط محبت کا باعث ہی جکو جس سے زیادہ محبت ہی اُسکو ایسے ایسے خیال بہت آتے ہین یہان کون آئیگا اور جو کوئی آئیگا تو سزا پائیگا شاپور نے کہا ایک خیال ہی غلام کو ایک سر ہزار سودے میرا ہر وقت قریب رہنا ممکن نہین حضور خود بھی سب کچھ جانتے ہین اپنی حفاظت پر ضرور ہی ایرج نے کہا ہمکو بخوبی خیال ہی آپ سامان سفر مین مصروف رہین یہ سنکر شاپور بیرون بارگاہ آیا سموم جادو نے یہ سب باتین سنین جی مین کہتی ہی کہ ساحری جمشید ہاتھ سے اس موذی فرزند عمرو کے بجا ہین کیا فہم و فراست ہی عقل سے کہتا ہی آپ کی فکر مین کوئی آیا ہی یہ نہین جادوگرون مین لگی رہی دو پہر رات گئے دربار برخاست ہوا بعد خاصہ وغیرہ نوش کرنے کے ایرج نوجوان اُس خیمہ مین آئے جہان آرام فرماتے ہین اب شاپور شیر دل اسوقت حاضر نہوسکا مصروف انتظام ہی طلایہ وغیرہ مقرر کر رہا ہی آب و آذوقے کی فکر بوقت سحر سفر کا ذکر سموم جادو ایک گوشہ مین جاکر لیٹ رہی شاپور شیر دل کو کب آرام آتا ہی جب اُسنے خبر پائی کہ شاہزادے نے آرام کیا ہر کام سے اپنے کو علحدہ کر کے صورت بدلے ہوے بشکل ایک ساحرہ کے اندر بارگاہ کے آیا ایک سمت آکر لیٹ گیا نگاہ طرف اپنے آقا کے چھپرکھٹ کے ہی مگر سموم جادو جب رات کم باقی رہی اپنے مقام سے اُٹھی سر اُٹھا کر چہار جانب دیکھا عقل سے دریافت کیا کہ سب سو رہے ہین یہ ملعونہ اُٹھی شاپور بھی رات بھر جاگا تھا جب فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا یہ بھی سو گیا سموم اُٹھکر چلی پردہ اُٹھا کر

اندر آئی دیکھا ملکہ انجم ماہ رخسار غافل سو رہی ہی ایرج نوجوان کا بھی نفیر خواب بلند ہلوے شاہزادے مین لوح مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہی سموم تختی کو دیکھکر بیقرار ہوگئی سوچی اسکو لینا واجب لازم ہی اگر قبضہ سے اس جوان کے نکل جائیگی پھر اسکی کیا حقیقت ہی ملکہ درات جادو ایک سحر مین اسکو دیوانہ کر دینگی تمام قلعہ انجم حصار لاشون سے بھر دینگی پس اسنے مقراض جھولی سے نکالی ڈورا لوح محفوظ کا کاٹا تختی کو ہاتھ مین لیا رومال مین لپیٹا اب قصد ہوا کہ سحر کر کے اس جوان کو بیکار کر دون پنجہ کمر مین دیکے لے اڑون لیکن ایرج نوجوان کے دیدۂ ظاہری بند مین دیدۂ باطنی کھلے ہین اُسی عالم خواب مین معشوق گلعذار سرو قد غنچہ دہن شمع انجمن عاشق خصال حسین با کمال کو دیکھا کہ دربارگاہ سے تشریف لاتی ہین ایرج نے مسکرا کر فرمایا اے شہنشاہ اقلیم خوبی و اے تاجدار ممالک محبوبی اسوقت کیونکر اتفاق ہوا سر جھکا کر فرمایا تمھارے دیدار فرحت آثار کا قلب مشتاق تھا مگر صاحب ذرا ہوشیار ہو جاؤ لوح محفوظ کو کھویا جان تو بچاؤ دیکھو تو سر پر کون کھڑا ہی ایرج نے گھبرا کر آنکھ کھولدی حقیقت مین ایک جادوگرنی کو دیکھا کہ سرہانے موجود ہی کچھ سحر پڑھا چاہتی ہی پس ایرج نے نعرہ کیا او ملعونہ خبردار تو کون ہی نعرہ کر کے ایرج نے چاہا اٹھون سموم جادو نے سحر کیا ایرج اُٹھتے اُٹھتے گر پڑے انجم ماہ رخسار کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ ایک ساحرہ نے سحر کیا شاہزادہ زمین پر گرا سموم نے جھپٹکر کمر مین پنجہ دیا چاہا ایرج کو لیکے نکلون انجم نے نعرہ کیا گولہ سحر کا مارا ایرج کو چھوڑ کر یہ الگ ہوئی مگر بسبب لوح محفوظ سحر نے اسپر تاثیر نہ کی انجم نیمچہ کھینچ کے اُٹھی کہ جا پڑون سموم جانتی ہی یہ شاہزادی مین کنیز یہ قبیل مین بدتمیز اسکے سحر کو کیونکر رد کرونگی لوح محفوظ نکالکر چمکا دی انجم ماہ رخسار کی آنکھین جھپکین سموم جادو سوچی کہ اب میرا نکل جانا بہتر ہی پلٹی کہ نکل جاؤن یہ تو ملحوظ خاطر ناظرین ہی کہ انجم لوح محفوظ کو دیکھکر گری ایرج مبتلاے سحر سموم جادو اب سموم کو کون روکے لیکن شاپور شیر دل جو بشکل کنیز پڑا ہوا سو رہا تھا اس ہنگامہ کو سنکر آنکھ کھلی ایک جادوگرنی کو دیکھا کہ ایرج پر سحر کر چکی ہی انجم زمین پر گری پڑی ہی لوح محفوظ اُسکے ہاتھ مین چاہتی ہی پرواز پیدا کر کے نکل جاؤن شاپور یہ حال مصیبت مآل دیکھکر اپنی جگہ سے اُٹھا اُٹھتے اُٹھتے سموم پر حلقے کمند کے مارے گردن مین اس ملعونہ کے پڑے ارے کھلکے پلٹی شاپور نے جھٹکا مارا سموم خم ہوئی شاپور نے جاب مار دیا یہ ملعونہ لڑکھڑا کر گری نعرہ ہوا منم شاپور شیر دل پیٹ کے خنجر مارا سموم کے خنجر دو سار ہوا صداے گیر ودار بلند ہوئی ایرج کے حواس درست ہوئے انجم ماہ رخسار اُٹھی آواز دی بھیا شاپور لوح محفوظ اس ملعونہ کے پاس ہی آواز آئی کشتی مرا نام مہ سموم جادو لیو دا انجم نے کہا یہ وہی کنیز بدتمیز ہی بہادر سے سختی اُٹھا کے بھاگ گئی تھی مرنے سے اسکے اندھیرا چھایا ہوا ہی شاپور کا قصد ہوا کہ دیکھون لوح محفوظ کہان ہی اسوقت ستارہ سحری چمک چکا ہی لشکر مین

بھی ہلڑ ہوا سرداروں میں برائے سفر کمر بندی ہو چکی تھی یہ ہنگامہ سنکر سب ڈرے قضائے کار ابھی تک لوح محفوظ
قبضہ ایرج میں نہیں آنے پائی شاپور چاہتا ہے تلاش کروں چونکہ علامت مرنے کی جادوگرنی کے برپا ہے
اس وجہ سے نہیں سوجھتا کہ لوح کس مقام پر ہے اُسی وقت سہمناک جادو فرستادہ ملکہ حیرت جادو بارہ ہزار
ساحران غدار کو ہمراہ لیے ہوئے برروے ہوا چلی آسکے بھی کان میں آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سموم جادو بود
وہیں سے نعرہ کر کے گری سحر کرتی ہوئی عین بارگاہ میں ایرج کے اُتری شاپور تو اس ملعونہ کو دیکھکر سٹپٹا لوح
نہ اُٹھا سکا اُسنے گرتے گرتے ایرج پر ہاتھ ڈالا ایرج کے پاس لوح محفوظ تو موجود نہیں ہے سحر نے اُسکے بخوبی
تاثیر کی دس پانچ جادوگرنیاں اسکی گرد پڑین ایرج کو قبضہ میں کر لیا سہمناک جادو نے لوح محفوظ کو
قریب لاشہ سموم کے پڑے ہوئے دیکھا اسنے اپنے قبضہ میں کیا انجم ماہ رخسار اُٹھنے لگی اب دیکھا شاہزادہ ایرج
نوجوان غیروں کے قبضہ میں ہو گیا کلیجہ منھ کو آیا کنیزوں کو جھپٹ کے مار اب تو سب سردار پہونچ گئے
ایرج نوجوان قبضہ میں سہمناک جادو کے آگئے انجم ماہ رخسار لڑ رہی ہے شاپور نے کئی جادوگرنیاں حلقہائے
کمند سے مارین دو چار کو حباب بیہوشی سے بیہوش کیا کسی کو خنجر سے قتل کیا کبھی حقہٴ روغن نفط مارا جسپر قطرہ
پڑا جل گیا کبھی جنگلی بان داغ دیا شاپور سب کچھ فطرتیں کر رہا ہے جان دینے پر آمادہ لیکن کسی طرح ایرج نوجوان پر
قبضہ نہیں ہوتا سہمناک جادو اپنے پاس کسی کو نہیں آنے دیتی لوح محفوظ چونکہ پا چکی ہے ایرج بھی قبضہ میں ہے چاہتی
ہے لڑ بھڑ کر نکل جاؤں ملکہ انجم ماہ رخسار روک رہی ہے تمام جادوگرنیاں قلعہ انجم حصار کی آمادہ مرگ ہیں اے
فضا چار جانب یہی ہلڑ ہے کہ طلسم کشا کو سہمناک جادو نے گرفتار کر لیا لوح محفوظ اس ملعونہ کے قبضہ میں ہے
خدا شاہزادے کو بچائے پروردگار اُسکے شر سے محفوظ رکھے یہ بھی ثابت ہوا کہ ملکہ حیرت جادو نے بحکم افراسیاب
مدد بھیجی ہے سہمناک جادو آتی ہے دیکھیے اب کیا ہوتا ہے شاپور نے بڑا کام کیا سموم جادو کو مار الیکن جلدی
میں لوح محفوظ کو قبضہ میں نہ کر سکا اب سہمناک جادو نے شاہزادے کو گرفتار کر لیا مگر ملکہ انجم ماہ رخسار
جانبازی کر رہی ہے سہمناک جادو رہنے والی طلسم ہوشربا کی یہ کسکو مانتی ہے انجم کو ذرہ سے بھی کمتر جانتی ہے
یہاں تو لڑائی کی یہ صورت ہے کہ سہمناک جادو ایرج کو قبضہ میں کر کے لڑ بھڑ کے کنارہ لشکر تک آ پہونچی ہے
چاہتی ہے کہ نکل جاؤں انجم ماہ رخسار جانبازی میں مصروف ہے مگر گلشن کنیز سہمناک جادو کو ادھر روانہ
کر کے خدمت میں مرائت جادو کی پہونچی عرض کی حضور قتل ہونا ملکہ انور جادو کا ملکہ حیرت کو بہت ناگوار
گذرا سہمناک جادو کو فوراً برائے گرفتاری طلسم کشا روانہ کیا یقین ہے وہ پہونچ گئی ہوں اے ملکہ عالم اگر آپکو
لڑائی فتح کرنا منظور ہو تو فوراً سوار ہوجیے مرائت نے حکم دیا لشکر میں قرنا ہو اُسی وقت لشکر تیار ہوا ڈیڑھ لاکھ
فوج لیکر چلی مرائت جادو بادشاہ طلسم سکندری فنون سحر میں طاق شہرہ آفاق گولے ترنج نا پنج ہاتھ

مین لیے کل ساحر لپشت پر ایک ایک ساحری عہد جمشید زمان اس شوکت وشان سے طرف قلعہ انجم حصار کے چلی یہان سہمناک جادو نے قیامت برپا کی ہی انجم کو زخمی کیا آگ برسا دی صدہا کو قتل کر ڈالا اب کوئی جادوگر مُنہ پر نہین چڑھتا صف سے آگے نہین بڑھتا ایرج نوجوان کو ارابے پر سوار کر لیا لوح محفوظ رومال مین لپیٹ کر جھولی مین رکھ لی جب سحر کرتی ہی کبھی آگ برسائی کبھی آندھی سیاہ چلی سیکڑون بندگان خدا سر ٹکرا کے مر گئے اب لشکر ایرج مین ہنگامہ برپا ہی سردارون کے پاؤن اُٹھ چلے انجم بھی زخم سے بیقرار ہی کہ یکایک نقارے پر چوب پڑی زمین تھرائی آسمان سے آواز آئی منم ملکہ مرائت جادو بادشاہ طلسم اسکندری شاپور ایک گوشہ پر کھڑا ہوا اگر مقدمہ سحر وساحری کنارے کنارے تدبیر کرتا پھرتا ہی ڈرتا ہی ایسا نہو کہ مین بھی گرفتار ہو جاؤن اب جو شاپور نے سر اُٹھا کر دیکھا مرائت کا حال بخوبی آئینہ ہوا فرزند عمرو صاف باطن خیرخواہ نے آقا لے نامدار کے نام پر جان دیتے کو شرف کو نہین جانا مرائت جادو کو عرصہ دراز سے پہچانتا ہی اب شاپور بدحواس ہوا یقین کامل ہوا کہ سہمناک جادو پر کوئی عیاری کرتے شاید آقا کو چھوڑاتے گو بھرا دیاتے لیکن اب غالب ہونا دشوار ہی لڑنا بھی بیکار ہی ملکہ جلکر اپنے جد عالی تبار سے اطلاع کر دو وہ مالک اسم اعظم صاحب شوکت وحشم وہ اگر وقت پر پہونچ گئے تو اُنسے کوئی ساحر مقابلہ نہ کر سکے گا مگر ای شاپور تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود جب تک ہم جائین صاحبقران کو یہان تک لائین گھڑی بھر مین خاتمہ ہی لوح محفوظ قبضہ سے جا چکی جنپر دار و مدار تھا وہ گرفتار ہوئے اب ملنا بیکار ہی نہین لڑ بھڑکر جان دو اپنے کو ظاہر کر دو اس سوچ مین تھا کہ ملکہ انجم ماہ رخسار پر نگاہ پڑی دیکھا انتہا کی زخمی ہو چکی ہی زمین پر گرا چاہتی ہی شاپور ایک ساحرہ کی شکل بنکر قریب انجم ماہ رخسار کے آیا ہر چند کہ اس مقام پر غیر ساحر کا ٹھہرنا ممکن نہین ایک نخل کی آڑ پکڑ کے کھڑا ہوا شانے پر انجم کے ہاتھ رکھا انجم نے پلٹ کے دیکھا شاپور رونے لگا اپنا حال ظاہر کیا کہا کیون ای ملکہ انجم ماہ رخسار اب کیا تدبیر کرین انجم شاپور کو پہچان کر رونے لگی کہا ای برادر شاپور غضب ہوا شاہزادہ گرفتار ہوا لوح محفوظ پروردگار نے اپنی قدرت سے بچائی تھی اُسکا یہ انجام ہوا اور یہ ملعونہ سہمناک جادو طلسم ہوش ربا سے آئی ہی نہایت زبردست ہی ای برادر دوسری خرابی یہ پڑی کہ مرائت جادو بھی آ پہونچی ہم ایسی لڑائی کا بار نہین اٹھا سکتے اسکو کون جواب دیگا مین تو زندہ نہ بچونگی تم نکل جاؤ جا کر انکے قبلہ وکعبہ جد عالی تبار وغیرہ کو خبر کرنا یا اور جو انتظام ممکن ہو بہر نوع ای شاپور ہمارا سحر جواب دیتا ہی یکایک شاپور نے دیکھا کہ اب فوج مرائت جادو بھی زمین مین اُترنے لگی اور انتہا کا بلوہ ہوا مرائت کا تخت ایک مقام پر ٹھہرا آواز دی ای انجم ماہ رخسار نمک حرام تو نے ہمارا کچھ پاس نہ کیا ہمارے گنہگار کو چھین لیا ہمارے مرتبہ کو تو نے دیکھا شہنشاہ ہوش ربا نے کیسا تدارک کیا گرتہ تن عرض پرداز ہوتی

خود شہنشاہ تشریف لاتے اور کیا کوئی بات رہجائیگی کل مسلمانون کی تباہی کا وقت قریب آیا کوہ عقیق پر جاکر ایک دن مین سب کا خاتمہ کردونگی یا اُن سب کو گرفتار کرکے خدمت مین آقائے نامدار افراسیاب عالی وقار کے بھیجدونگی انجم ماہ رخسار نے اپنے کو سنبھال کر جواب دیا کیا بیہودہ بکتی ہی کیسی نمکحرامی جو تجھ سے ہوسکے ہرگز قصور نہ کرو ہماری ہزار جان نام پر شاہزادہ والا قدر کے نثار ہی ملکہ انجم ماہ رخسار نے جو اسطرح کا جواب دیا ملکہ مرائت جادو غصہ مین کانپنے لگی آواز دی اے ملکہ سہمناک جادو ذرا ٹھہر جاؤ مین ابھی اس حرامزادی کی ناک چوٹی کاٹے لیتی ہون یہ کہتی ہوئی مرائت تخت سے کودی یہ تو ناظرین پر واضح ہو کہ لوح محفوظ سہمناک جادو کے پاس ہوا اور ایسے نوجوان کو اپنے قبضہ مین کرچکی مرائت جادو نے قصد کیا ہی کہ اپنی جرأت آئینہ کرے وہ کلمہ ملکہ شیشہ می نوش کے منشیئے کریہ گرفتار محبس رنج و مصیبت اسیر زندان صعوبت از خود فراموش ملکہ شیشہ می نوش باغ مین شجر جادو کے قید ہی کنیز کو نامہ دیکر خدمت مین ملکہ بران کے روانہ کیا جسدن سے یہ بیچاری قید ہوئی شجر جادو بھیجایا تو ملکہ سے بات نہ کرسکتا تھا یا قصد کرتا ہی کہ مین اس محبوب جانی یار جادوانی پر دست اندازی کردن چونکہ چند کنیزان خاص ملکہ کی ہر وقت حاضر رہتی ہین اسوجہ سے شجر جادو جز کی بات نہین کہ سکتا تھا مگر صورت زیبا دیکھ دیکھ کر آٹھ پہر محو حیرت رہتا ہی ملکہ نے جو حالات قلعہ انجم حصار سنے ہین سر جھکائے بیٹھی رو رہی ہی یکایک گلرنگ کنیز طلسم نور افشان سے پھر کر خدمت مین آئی چونکہ یہ بات راز و نیاز کی تھی اشارے مین کچھ باتین ہوئین ملکہ نے حیلہ سے قریب بلایا جب ملکہ گلرنگ پاس آئی پوچھا کیون ملکہ بران شمشیر زن سے ملاقات ہوئی گلرنگ ہنس پڑی کہا انکا دربار دربار دیکھا کنیزان شاہی کا غرور وقار دیکھا حضور نامہ پڑھتے ہی انکو بڑا غصہ آیا فرماتی تھین ہم سلطنت طلسم اسکندری حرامزادی سے چھین لینگے اور کیا عجب ہی کہ خود سوار ہوکر قلعہ انجم حصار پر جائین یہان طلسم مین بھی آنے کا قصد ہی بڑے قیامت کے مقابلے پڑینگے خود شہنشاہ کوکب روشن ضمیر اس شیر بیشۂ جرأت کے نام کے عاشق ہین وہان بھی جاکر یہ لڑچکے کوکب ممنون و مشکور ہی خدانخواستہ انکے دشمنون کا کوئی ایک موئے جسم کم کریگا کل اہالیان طلسم نور افشان سامان لشکر کشی کرینگے دشمن کو زندہ نہ چھوڑینگے بی مرائت کو جان بچانا مشکل ہوگی یہ ذکر تھا کہ نقارے بجنے لگے گھنٹ و ناقوس کی صدائین بلند ہوئین ملکہ نے گھبرا کر پوچھا دیکھو آج شہر مین کیا قیامت ہی کیا بلا نازل ہوئی کسکا گھر لوٹا گیا گلرنگ گئی ہانپتی کانپتی آئی عرض کی حضور ملکہ مرائت جادو آپ کی مادر خونخوار بڑے کروفر سے طرف قلعہ انجم حصار کے جاتی ہین طلسم کشا کے قتل کی فکر ہی ہر وقت یہی ذکر ہی سُنا ہی بادشاہ ہوشربا نے ابھی کچھ فوج برائے گرفتاری طلسم کشا روانہ کی ہی پس یہ بھی بحکم شہنشاہ مع لشکر روانہ

ہوئی ہین یہ حال مصیبت مآل سُنکر ملکہ شیشہ می نوش رونے لگی کہا کیون گلرنگ ہمارے واسطے تمام عالم انکا دشمن ہوا ایک جان کے لاکھون گاہک اگر مین بدنصیب یہان قید نہوتی وہ ادھر کا قصد کیون کرتے ابھی بی مرائت کو شکست دی زخمی ہوکر آئین اسی طرح وہ لڑتے بھڑتے اپنے لشکر مین چلے جاتے اس اقلیم مین کیون ٹھہرتے یہ تو خبر تمکو ملی کہ فرماتے تھے کہ اس بے نصیب کو مین بے رہا کیے نہ پلٹونگا اسی وجہ سے قلعہ انجم حصار پر مقام کیا کیون گلرنگ کوئی ایسی تدبیر ہو کہ ہم بھی اس ہنگامہ مین اپنے کو پہونچائین اپنی جان اُنکے قدمون پر نثار کرین انجم ماہ رخسار نے کیا کیا کارنمایان کیے اول سوزن کو مارا قید سے اُنکو چھڑایا انور جادو سے مقابلہ ہوا اب خدمتگزاری مین مصروف ہی کیون اے گلرنگ کوئی جادوگرنی ہوش رُبا سے آئی ہوگی اُدھر سے ڈیڑھ لاکھ فوج لیکر یہ بھیجا جاتا ہی جسکی فوج کی روانگی مین زمین تھراتی ہی گلرنگ نے کہا حضور شجر جادو آپکی والدہ ماجدہ کا رازدار ہی لیکن آپ کے نام نامی اسم گرامی کا عاشق زار ہی کئی مرتبہ مجھسے کہا کہ ملکہ کو راضی کرو ہم قید سے چھڑوا دین جان طلسم ہمارے قبضہ مین ہی حضور دلدہی کرکے دریافت تو کیجیے کہ کیا شئے اُس ملعون کے پاس ہی مین کہون کہ مین نے ملکہ کو راضی کیا آپ ذرا مُنھ لگائیے فوراً حال دل کہدے گا حضور میرے خیال مین یہ ہی کہ لوح طلسمی اسکے قبضہ مین ہی شہر بھی کچھ خالی پڑا ہی اگر خدا فضل کرے لوح طلسمی ملے غنچۂ آرزو کھلے ہم آپ سب ملکر چلین سامنے بی انجم کے پہونچکر لوح طلسمی پیش کرین اسوقت شہرہ ہو کہ شیشہ می نوش جو نکہ دختر بادشاہ طلسم ہی اتنا بڑا کام کیا یعنی لوح طلسمی لاکر دی کہ نے کہا مین تو کچھ کلام نہ کرونگی گلرنگ تم رنگ جماؤ میرا تو اس سے بات کرتے کلیجہ کانپتا ہی انھین کی صورت زیبا آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی گلرنگ نے کہا واری مین ایسے طور سے باتین کرون کہ حرامزادے کے ہوش درست نہ رہین جو دل مین ہی سب ظاہر کردے آپ میری بات مین ہان مین ہان ملاتی جائیے مین سمجھ لونگی ملکہ نے کہا گلرنگ تمکو اختیار ہی گلرنگ اپنے مقام سے اُٹھی شجر جادو اپنے قصر مین بیٹھا ہوا نظارۂ گل و ریحان مین مصروف گلرنگ نے آن کر سلام کیا شجر نے پوچھا کیون اسوقت کہان آئین گلرنگ نے کہا بیٹھ بھڑوے تجھے ہماری کیا قدر ہی تمنے بہت کچھ کہا تھا ہمنے اُسکی فکر کی شجر خوشی مین آکر جھومنے لگا کہا گلرنگ اگر انکو راضی کردے تو تجھے نہال کردونگا اُسنے کہا ہمنے راضی کرایا لیکن آہو سے وحشی ہی حسن ناشنیدا نام سے مرد کے ناآشنا چلکر صحبت شراب و کباب آراستہ کرو باتون مین یہ پہلو بھی نکل آئینگے تم مرد دیے ہو راضی کرلینا لیکن اتنا خیال رہے جس دن تیزی سے جس بات کو کہے فوراً کہنا حضور سر بھی حاضر ہی شجر خوشی خوشی اُٹھا گلرنگ نے کہا بھڑوے گدھے لباس تو عمدہ پہن لے چنبیلی کا تیل تو میسر نہوگا چراغ کا لیکر لگالے داڑھی کے بال کھلے ہین خضاب کرلے نہ ممکن ہو تو منڈوا ڈال شجر جادو ان باتون سے پھولا نہین

سماتا بہت بھاری عمدہ لباس نکالکر پہنا منڈے سر پر تاج رکھا گلرنگ سے کہا تم جاکر فرش وغیرہ آراستہ کرو گلرنگ دوڑی ہوئی کھل کھل ہنستی ہوئی آئی ملکہ نے پوچھا گلرنگ کیا کچھ پڑا پایا عرض کی حضور اپنا رنگ جما یا دیکھیے بٹیر وابن ٹھن کے آتا ہی بحکم باغبان قضا و قدر آج اس شنجر ملعون کو قلم کیجیے سرکشی کی سزا دیجیے یہ باتین تھین کہ شنجر جادو اکڑتا ہوا آکر مسند پر بیٹھا پوچھا ملکہ مزاج کیسا ہی ملکہ نے تو کچھ جواب نہ دیا مگر گلرنگ نے کہا ملکہ فرماتی ہین تمھین ہمارے مزاج سے کیا کام شنجر نہال ہوگیا کہا ملکہ عالم مین تو تابعدار ہون پھر گلرنگ نے جواب دیا ملکہ فرماتی ہین اپنی جورو کے تابعدار ہوگے اب گلرنگ نے باتون مین لیا چرچا شراب کا بھی شروع ہوا ایک دو جام جو شنجر جادو نے پیے نشہ مین بلبلانے لگا ملکہ شیشہ می نوش کا ہاتھ تھام لیا ملکہ تو رونے لگی مگر گلرنگ نے ملکہ کا ہاتھ چھڑا کر شنجر جادو کو ایک طمانچہ مارا کہا او نالائق معشوق پر کوئی ظلم کرتا ہی ملکہ فرماتی ہین کریہ تو پہلے تبلا کہ ہماری قید سے کیونکر رہائی ہوگی مرائت جادو تو کہتی ہین کہ قید مین مارڈالونگی اب کون حاکم ہی شنجر جادو نشہ مین بول اٹھا بی گلرنگ اگر بی مرائت میرا کہنا نہ مانین گی بہت پچھتائینگی دم بھر مین طلسم کو برباد کرا دونگا سلطنت کو غنیمت جانین مجھ سے بگڑنا مناسب نہین گلرنگ نے کہا میان شنجر سنو تو ملکہ تمھارے قبضے مین ہین اب انکو قید سے چھڑا کے اپنے محل مین لیجاؤگے خاص محل بناؤگے شنجر نے کہا اے گلرنگ ملکہ عالم کو مین اپنی آنکھون کے پردے مین رکھونگا گلرنگ نے کہا تو بڑا گدھا ہی موقوف ہی آخر دریافت ہوگا ملکہ باغ سے کیا ہوئی تم کیا جواب دوگے شنجر نے کہا مین صاف کہدونگا دو دل راضی تو کیا کریگا قاضی اے ملکہ مرائت اس مقدمہ مین دخل نہ دیجیے صاحبزادی آپ کی میرے گھر مین ہین آپ کا داماد ہوا کل انتظام کرلونگا یقین تو ہی کہ اس بات کو سنکر خوش ہو جائین اگر کچھ ناراض ہوئین اسی وقت طلسم فتح کرلونگا گلرنگ نے کہا آخر وہ کون ایسی صورت ہی کہ طلسم فتح ہوجائے شنجر نے کہا ملکہ لوح طلسمی میرے پاس موجود ہی پھر طلسم کا کیا عدم وجود اب تو ملکہ شیشہ می نوش بھی بول اٹھی کہا وہ لوح کہان ہی اسنے کہا وہ سامنے جو صندوق کلان رکھا ہی بجائے قفل جسمین مار سیاہ لپٹا ہی اسمین لوح طلسم اسکندری ہی کہ جسپر نگاہ ڈالنے سے ساحر دن کے ہوش گم ہوتے ہین گلرنگ نے کہا پھر اس صندوق سے لوح کیونکر نکلے شنجر جادو نے کہا ملکہ اگر کوئی شخص مجکو قتل کرے تب یہ قفل مار سیاہ ٹوٹے اندر اسکے لوح طلسمی ہی کسکی مجال ہی جو مجھ سے آنکھ ملائے مگر تمھارے واسطے بی مرائت سے لڑونگا مین خود طلسم فتح کرونگا گلرنگ نے کہا صاحب پھر متے کیا انکار ہی ملکہ کو اشارہ کیا گلرنگ نے گوشہ مین جاکر انگشتری الماس کو ٹکڑے ٹکڑے کیا سودہ الماس شراب مین ملایا خوب اس شراب کو خراب کرکے جام لبالب کیا وہ جام ہاتھ مین ملکہ شیشہ می نوش کے دیا کہا لو شنجر ملکہ عالم اپنے ہاتھ

سے جام رحمت فرماتی ہین شجر باغ باغ ہوگیا اُٹھ اُٹھ کے سلام کرنے لگا کہتا جاتا تھا کہ مین غلام ہون عمر بھر خدمتگزاری کرونگا گلرنگ نے کہا میان شجر اب تمکو اختیار ہی ہمنے تمھارا کام تمام کیا جس فکر مین تھے اُسکا آج انجام ہوگیا بس اب چین کرو کبھی تکلیف نہوگی ٹانگ پھیلا کے سونا اپنے نصیب کو نہ رونا ہم ایسا خیر خواہ نپاؤگے ہماری قدر نہ کی تو بہت پچھتاؤگے شجر ہین ہین کرتے کرتے وہ جام پی گیا گلرنگ نے جلدی کباب وغیرہ پیش کیے گلوریان کھلائین لمحہ بھر مین گھبرا کر اُٹھا کہا ملکہ میرا کلیجہ کوئی کاٹے ہا ہی دم نکلا جاتا ہی گلرنگ تو نہایت عقیل ہی اُسنے کہا ای شجر ہمارا بھی یہی حال ہی دم گھبراتا ہی کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی شجر گھبرا کر اُٹھا اُٹھتے اُٹھتے قی ہوئی کلیجہ کے ٹکڑے کٹ کٹ کے گرنے لگے شجر ادگ رہا ہی ڈانک رہا ہی گلرنگ نے قریب آکے ہاتھ تھاما کہا ای شجر ہوشیار ہو شجر نے کہا ای گلرنگ اب دم نکلا چاہتا ہی کلیجہ کے ٹکڑے کٹ کٹ کے گر رہے ہین یہ کہکے اُٹھا ایک چمن مین جاکر مُنہ کے بھل گرا ایڑیان رگڑنے لگا اتنے گلرنگ نے دل کو مضبوط کرکے اسکے شکم مین ایک خنجر مارا شکم چاک شجر کا قصہ پاک بیخ ظلم و بدعت کھدی شاخ بغض و حسد کٹی شجر کبر و نخوت سے یہ شجر کو ثمر حاصل ہوا ذلت و رسوائی سے جہنم واصل ہوا باغ مین اندھیرا ہوگیا نخل جلنے لگے پتے کف افسوس ملنے لگے شاخین جھوم کر سر زمین پر پٹکتی تھین کلیان خوف سے نہ چٹکتی تھین پھولون کے رنگ متغیر گل لالہ کے قلب پر داغ سوسن نے نیلی چادر سر پر کھینچی نرگس ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی تھی آنکھ لڑانا بھولی شبنم پر اُوس پڑی گل اشرفی کی رنگت زرد کلیجہ مین درد گلاب عرق عرق دریائے حجالت مین غرق آندھی سیاہ اُٹھی دیوارین باغ کی گرین اس طرح کی صدائے مہیب آئی کہ شیشہ می نوش گھبرانے لگی گلرنگ جلدی بڑھکر قریب اس صندوق کے آئی دیکھا قفل مار سیاہ ٹوٹا پڑا ہی کہا حضور جلدی یہان تشریف لائیے ملکہ قریب آئی گلرنگ نے صندوق کھولا ملکہ شیشہ می نوش نے دیکھا ایک چاند کا ٹکڑا تڑپ رہا ہی یا ستارہ سحری یا آفتاب عالمتاب گلرنگ نے کہا ملکہ عالم اُٹھائیے ظاہرا ثابت ہوتا ہی کہ یہی لوح طلسم ہی ملکہ نے اس تختی کو اُٹھایا خوشی خوشی رومال مین لپیٹا کہا ای گلرنگ جلدی چلو گلرنگ نے فوراً سحر سے تخت تیار کیا ملکہ کو اسپر سوار کیا چالیس کنیزین اس مقام پر موجود تھین وہ ہمراہ ہوئین اب جو تخت ملکہ کا باہر نکلا جسنے ملکہ کو دیکھا وہ ساتھ ہوا گلرنگ اقرار دیتی ہوئی جاتی ہی کہ جو ملکہ عالم کا ساتھ دیگا امان پائیگا ورنہ کتے کی موت مارا جائیگا بارہ ہزار ساحران غدار ساتھ ہولیے یہ بھی خبر اُڑ گئی کہ شجر جادو واصل جہنم ہوا شجر بغض و حسد قلم ہوا قلعہ سے نکلتے نکلتے بارہ ہزار ساحران نامی ادھر ہمراہ ہوے رہبری کرکے طرف قلعہ انجم حصار کے چلے

اب ناظرین حال قلعہ انجم حصار سماعت فرمائین وہ وقت ہی کہ سہمناک جادو و ہرات بدخنے

قیامتین برپا کرین ملکہ انجم ماہ رخسار زخمون مین چور چور قریب ہی کہ گرفتار ہو جائے شاہ پرستانِ
مین نخل کے کھڑا سر پیٹتا ہی کبھی اپنے پیدا کرنے والے کو پکارتا ہی عرض کرتا ہی کہ اِی ربِ دو جہان اِی خالق
انس و جان میرے آقا کو بچا لے اس مصیبت سے نجات دے ادھر انجم ماہ رخسار زندگی سے نا امید
اہالیان فوج بھاگے جاتے ہین شہر والے خاک اُڑاتے ہین یکایک آسمان پر برق چمکی سب کی آنکھین
جھپک گئین دیکھا پہلوے کوہ سے چودھوین رات کا چاند جسکی تڑپ سے ضیاے نیر اعظم ماند سب حیران ہو کر
دیکھنے لگے کہ دن کو ماہ کامل پہلوے کوہ سے کیونکر پیدا ہوا وہ چاند بلند ہوا جسپر عکس ماہ کامل پڑا مثل ہیمۂ
خشک جلنے لگا جب کئی ہزار ساحر جلکر مرے مرائت جادو کو حیرانی دریاے آتش کی طغیانی اُٹھا کر ایک گولہ
مرائت جادو نے مارا چاند کے دو ٹکڑے ہوئے جھناٹے کی آواز بلند ہوئی وہ ٹکڑے چاند کے زمین پر گرے
کئی ہزار ساحر جلکر خاک ہوئے چاند نے آفتاب تابان کی تابش دکھائی زمین تھرائی تاریون کا نظارہ گردش مین
آیا چاند نے خود برج عقرب کا اثر دکھایا انتہا کا انقلاب ہوا بیچارون کو پیچ و تاب ہوا چاند کے ٹوٹنے سے
عرصۂ دراز تک اندھیرا رہا صدا ہاے ہا ہو کی بلند زمین تزلزل آسمان متحرک بعد عرصہ دراز گردش زمین کو
سکون ہوا اب سب نے دیکھا ماہ تابان فلک حسن و جمال بدر درخشان آسمان جاہ و جلال نیر برج جلالت آفتاب
عالمتاب سپہر منزلت صفدر صف شکن ملکہ بران شمشیر زن طاؤس زرین بال پر سوار فوج جاہ و حشم
یمین و یسار سطوت صولت دیدبہ چہرۂ بے نظیر سے آشکار نامی نامدار القہر و غضب تمام نعرہ کیا نعرہ بران

منم دختر کوکب ذی وقار
منم ذی حشم صف شکن نامدار
بمثال جوانمرد لشکر شکن
ملقب گشتہ بران شمشیر زن

سہمناک جادو و مرائت جادو نے دیکھا کہ ملکہ بران شمشیر زن نے گرتے گرتے دس ہزار ساحران غدار
قتل کیے ملکہ انجم ماہ رخسار کا بازو تھاما انجم کہتی ہی یا تو مجھپر غش طاری تھا یا کسی نے دستگیری کی قالب
مین قوت آئی روح کو راحت ہوئی آنکھون مین بصارت ہوئی سر اُٹھا کر دیکھا ملکہ بران فرما رہی ہین
اِی انجم ایسی گھبرائین ہوشیار ہو جاؤ انجم نے جھک کے مسکرا کے فرمایا صاحب مین تمکو کیا جواب دون
ماشاء اللہ خوب ترین کیا کہنا بڑا کام کیا لڑنے والون مین خوب نام کیا انجم ماہ رخسار نے عرض کی یہی
تقویب تھی کہ حضور ہماری خیر لینگی ان بیچارون کے ہاتھ سے بچائینگی عین وقت پر آئین سرفراز کیا آپ کی
جالت پر دانِ عالم نے ناز کیا ملکہ بران شمشیر زن نے مسکرا کر فرمایا بس اب زیادہ تعریف کی ضرورت
نہین ہی لڑائی مین مصروف ہو ملکہ انجم ماہ رخسار بھی سحر کرنے لگی خوف سے ملکہ بران کی سہمناک
جادو تھرائی سحر کرتی ہوئی قریب مرائت جادو کے آئی کہا اِی ملکہ عالم اِی حاکم طلسم ہسکندی اب
ایسے نوجوان کے گرد ساحران زبردست مقرر کیجیے دختر کوکب آ پہونچی سحر کا اُسکے ہوش ربا مین

شہرہ ہی نہنگ بحر جرائت نام ہی برائے ماہیان سحر دام ہی کس زور شور سے اُسنے دریائے خونریز دان کو مٹایا پل پر نیزادان کو توڑا اس جوان سے شائد کسی طرح کا لگاؤ ہی کہ طلسم نورافشان سے یہان تلک آنا ہمکو اپنی جرائت دکھانا دیکھو اسی جانب لڑتی ہوئی آتی ہی ایرج کی قید کو چھپاؤ مین بڑھکر دختر کوکب کو روکتی ہون تم قیدیون کو لیکر نکلجاؤ مین بھی لڑ بھڑکر چلی آؤنگی یا اس نہنگ بحر جرائت کو دام مکر مین پھنساؤنگی لیکن حقیقت مین بلائے روزگار ہی اسیر پنجہ قابض ہونا دشوار ہی اب مرائت و سہمناک نے بڑھکر صفین باندھین گرد ایرج نوجوان کے کئی ہزار جادوگر مقرر کیے سحر ہونے لگے ملکہ بران شمشیرزن کے پہونچتے ہی اہالیان انجم حصار کے قدم جمے بھاگتے بھاگتے پھر تھمے نقیبان فوج آوازین دے رہے ہین ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید شعر روز جنگ ست جنگ باید کرد ؎ کوشش نام و ننگ باید کرد ۔ مرنے والے آوازین دیتے تھے شعر آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے ۔ زمین و آسمان سے خون برس رہا ہی ہوائے گرم چل رہی ہی آتش سحر جل رہی ہی ملکہ بران کے ہاتھ مین اختر مروارید جو تھا کھینچ مارا وس دس کے سینون کو توڑکے نکلگیا اس ماہ تابان کا اختر بصد کر و فر چل رہا ہی سہمناک و مرائت بھی اسی فکر مین ہین کہ کسی تدبیر سے ملکہ بران شمشیرزن کو گرفتار کرین کشان کشان سامنے افراسیاب کے لیے جائین برق جہندہ پر کون ہاتھ ڈالے جو قریب آیا مارا گیا ملکہ بران ہرچند کد و کوشش کرتی ہین کہ سہمناک کو گرفتار کرون ایرج عالی وقار کو قید سے چھڑاؤن وہان تک رسائی ناممکن گرد شاہزادے کے ہزارون دشمن اژدران سحر ماران سیاہ ہیبت اپنی دکھارہے ہین تختے زمین کے تھراتے ہین ناگاہ آسمان پر برق چمکی سب دیکھ رہے ہین کہ نوبت نقارے کی آواز آئی مرائت جادو حیران کہ یہ کون آتا ہی ابر تیرہ و تار شق ہوا سبنے دیکھا ملکہ شیشہ می نوش بصد جوش و خروش مع بارہ ہزار ساحران غدار نوبت نقارہ بجاتا ہوا آکر پہونچین مرائت جادو اپنی دختر بلند اختر کو دیکھکر گھبرا گئی حیران تھی کہ یہ کیونکر یہان پہونچی لیکن بہ تعجیل تمام تخت ملکہ شیشہ می نوش اُترا مرائت جادو نے آواز دی کہ بی بی یہان کیونکر آئین شجر جادو کہان ہی ملکہ شیشہ می نوش نے جواب دیا ای مادر مہربان شجر ظلم و بدعت کو مین نے قلم کیا مین نے کہا دیکھا میری مادر مہربان لڑنے گئی ہین یہ میرے دل کو گوارا نہین کہ مادر مہربان کو صدمۂ عظیم پہونچے مین زندہ رہون مجھے بھی لے چل اسنے جواب سخت دیا حال میرے دل کا حضور پر آئینہ ہی وہ میری آبرو کا بھی خواہان تھا مین نے اُس نامرد کو قتل کیا اب آئی ہون کہ حضور کی شراکت کرون طلسم کشا کہان ہین مجھے بتائیے اپنے ہاتھ سے مار ڈالون کہ میری بدنامی مٹے لوگون کے کہنے سے مجکو بھی ضد ہوگئی ہی کسکو گوارا ہوگا کہ مان باپ پر صدمہ پہونچے ملکہ مرائت جادو نے

جو یہ باتین ملکہ شیشہ مے نوش کی سنین مست ہوگئی پکار کر کہا مین صدقے ہمنے بھی تو تمھارے واسطے کیا کیا
صدمے اُٹھائے نو مہینے پیٹ مین رکھا بارہ پہر درد کھائے موت کی لذت زبان پر ہی صدقے سے
سامری کے جوان ہو مین تم نہ خیال رکھو تو کسکو خیال ہوگا ہماری شفقت کا کسکو ملال ہوگا وہ دیکھو سامنے
قیدی موجود ہی تمھین قتل و رغیر قتل کا اختیار ہی میرے بعد تمھین وارث سلطنت ہو گھر کو سنبھالو خزانہ دیکھو
شیشہ مے نوش بہت اچھا کہتی ہوئی نیمچہ کھینچے ہوے طرف ایرج نوجوان کے چلی لوگ سمجھے واسطے قتل کے
جاتی ہی جسوقت کہ شیشہ مے نوش مع لشکر پہونچی تو ملکہ بران شمشیر زن نے پوچھا تھا یہ کسکی سواری آئی
ملکہ انجم ماہ رخسار نے کہا تھا کہ حضور یہ دختر مرات جادو ہی مگر تعجب یہ ہی کہ جرم عشق ایرج نوجوان
مین قید کھتی یا اب آمادہ قتل ایرج نامدار ہی ملکہ بران شمشیر زن نے فرمایا اسمین بھی کچھ اسرار ہی یہ تو بخوبی
آگاہ ہین کہ اُسنے مجکو اطلاع دی ورنہ یہان خاتمہ ہو گیا ہوتا یہ دیکھکر ملکہ بران نے بھی دباؤ ڈالا
سحر کرتی ہوئی بڑھین انجم سے کہا یہ وقت جنگ وجدل ہی مصیبت طلسم کشا مین جان ہیکل ہی شیشہ مے نوش
قتل کرنے جاتی ہی انجم نے بھی اپنے لشکر کو بڑھایا لیکن ملکہ شیشہ مے نوش قریب ایرج نوجوان پہونچی یہ
سحر مین سہمناک کے مبتلا حیران پریشان ادا بے پرہیوش پڑے ہین ملکہ شیشہ مے نوش نے آتے ہی کنیزون کو
اپنی اشارہ کیا سب سے زیادہ گلرنگ مصروف جانبازی شہنشاہ اقلیم سحر کرنے لگی شیشہ مے نوش نے
بڑھکر لوح طلسمی نکالی گلے مین ایرج نوجوان کے پہنائی مرات نے دور سے دیکھا کہ شیشہ مے نوش یا تو قتل
کرنے کے لیے گئی تھی یہ کیا ستم ہوا وہ شیر بیشہ جرات اپنے مقام سے اُٹھا قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا صداے
شیر آئی زمین تھرائی نعرہ ایرج نوجوان × ملک ایرج آن آفتاب منیر × کہ صاحبقران نیم وآفاق گیر ×
ہنر بردمان دنبرد آزما × جری صف شکن شیر دشت دغا × منم فارس عرصہ کارزار × گل گلشن قاسم نامدار ×
نعرہ کرکے شاہزادہ پشت مرکب پر سوار ہوا ہنر بربیشہ جرات آمادہ حرب وپیکار ہوا سب نے دیکھا لوح طلسمی
گلے مین مثل ستارہ سحری چہرہ آفتاب عالمتاب بدست زبردست مین تیغہ برق تاب زیر ران مرکب رشک عقاب ایرج
اُڑتے ہوے آگے بڑھے ملکہ شیشہ مے نوش مع بارہ ہزار ساحران ہمراہ رکاب ایرج یہ دیکھکر مرات نے سر پیٹ لیا کنیزون نے
بڑھکر خبر دی حضور صاحبزادی لوح طلسمی لیکر آمین طلسم کشا کو پہنادی لوح محفوظ کی کیا حقیقت ہی اب طلسم کشا کا
کون سامنا کریگا نعرہ ایرج نوجوان کی صدا جو بلند ہوئی ملکہ بران شمشیر زن نے سر اُٹھاکر دیکھا آفتاب عالمتاب
شہر یاری وکوکب شش جہت افروز جانداری کو پشت مرکب پر دیکھا آپہین نگاہین چار ہوئین سنان ہاے مژگان
دلون کے پار ہوئین ایرج نوجوان کو حیرت ملکہ بران کو غیرت ایرج نوجوان چاہتے ہین کہ لڑبھڑ کے اپنے کو قریب
ملکہ بران شمشیر زن کے پہونچا ہین مگر لوہے کی دیوارین بنی ہوئی ہین ہر صف پر تلوار چل رہی ہی ملکہ

شیشہ می نوش کو جادوگرون نے چار جانب سے گھیرا ہی مرأت جادو کی آنکھون مین اندھیرا ہی دل سے کہتی ہی ارے یہ کیا معرکہ ہی کیونکر طلسم کشا چھوٹا اب اس بدبخت نے لوح کیونکر پائی خنجر جادو پر کیا آفت آئی اب اس ہنگامہ مین کون سمجھائے یہ مشہور ہوگیا کہ لوح طلسمی طلسم کشا کو شیشہ می نوش نے حوالہ کردی آتے ہی قید سے اپنے عاشق کو چھڑا لیا وہان ایرج نوجوان وملکہ بران شمشیر زن سے پردہ بہ پردہ اشارے ہو رہے ہین ایرج نوجوان نے کلیجہ پر ہاتھ رکھکر عین گرمی جنگ مین یہ اشعار صداقت شعار پڑھے اشعار مخفی

آتشِ عشق تو بلبل در دل پروانہ را
عاقبت کردی بیاز بخیر این دیوانہ را
بعد ازین مخفی ترا باید در آتش زیستن
اشعار جاری ہوئے اشعار
سحر کو غنچہ کھلا دو پہر کو تھا سو کھا
بہت یہ کہتے تھے دلمین غبار تھوڑا ہی
پھپھولے سیکڑون قلب صنوبری مین پڑے
مری نظر مین بھی دل کا وقار تھوڑا ہی

بادۂ شوق تو بر لب ساغر و پیمانہ را
دیدہ را از لختِ دل گنجایش اشکے بماند
کاش فنا کردہ از راہ شفقت جانہ را
کمال شوق ہی دیدار یار تھوڑا ہی
عروج و وقفہ جوشِ بہار تھوڑا ہی
شب وصال لب لب کم ہی پوچھتے کیا ہو
وہ سرد دیکھ کے کہتا ہی بار تھوڑا ہی
تڑپ تڑپ کے وہ کاٹا ہی روز ہجر قبول

از شکنج زلف او حاصل نشد آرام دل
تا بکے لبریز خون دارم من این پیمانہ را
کبھی ایرج کی زبان سے یہ
زیادہ جبر ہی اور اختیار تھوڑا ہی
ہماری خاک سے کرتے ہو بند آنکھوں کو
کہ میرے سینہ مین دم اے نگار تھوڑا ہی
نگاہ کم سے جو دیکھا ہی یار سرکش نے
کہ اب نگاہ مین روز شمار تھوڑا ہی

اس طرح کے اشعار جو ایرج نوجوان نے پڑھے ملکہ بران شمشیر زن مسکرائین ملکہ شیشہ می نوش کی جانب اشارہ کیا شیشہ می نوش شرمائی جاتی ہی ملکہ بران کے جاہ وجلال حسن وجمال کو دیکھکر جسم مین تھرتھری پڑی دل مین کہتی ہی سبحان اللہ کیا پروردگار عالم نے صورت زیبا طلعت جان آرا مرحمت فرمائی ہی نقاش ازل نے یہ تصویر دلپذیر اپنے دست حق پرست سے بنائی ہی مگر ملکہ بران وایرج نوجوان سے آپسمین اشارے کنائے ہونے لگے اب اس شیر بیشۂ جرأت سے کون لڑ سکتا ہی ایک جانب سے ملکہ انجم ماہ رخسار سنبھلی ملکہ بران شمشیر زن نے طبقے زمین کے ہلا دیے باغ سحر وافسونگری کے گل دکھلا دیے ایرج نوجوان جس غول پر جا پڑے جس ساحر نے سحر کیا انھون نے لوح کو سامنے کردیا سحر اُسکا باطل ہوگیا ضرب تیغ بیدریغ سے وہ ملعون جہنم داخل ہوا سہمناک جادو سہمی ہوئی لوح محفوظ اُسکے پاس موجود ہی یہ اُسپر ثابت ہوا کہ لوح طلسمی طلسم کشا کے گلے مین ہی اب وہ شیر دشت نبرد لڑتا بھڑتا آتا ہی سحر تاثیر نہ کریگا لمحہ بھر مین یہ جوان دفتر ساحران کو اُلٹ دیگا چہرے کٹینگے لاکھون نفری ہو چکے تنخواہ بیباقی بٹ رہی ہی شاخ نخل حیات ساحران چھٹ رہی ہی ملک الموت جائزہ لے رہا ہی جہنم مین بھرتی کا ارادہ ہی اتنے ہی عرصہ مین ساحر بھاگنے لگے نعرے سے اس صاحب سطوت وصولت کے زمین کانپی سہمناک خائف ہوکر سوچی کہ مین نکل جاؤن جاکر ملکہ حیرت

کو خبر پہونچاؤن اب ٹھہرنا بہتر نہین ہوش رُبا سے زیادہ آج یہان کا طور دیکھا یا تو یہ مصیبت چشم زدن
مین در عیش و فرحت کھل گیا مسلمانون کی مدد غیب سے ہوتی ہی کس خوبصورتی سے لوح طلسمی پہونچی ہی یہ
سوچکر سحر کرتی ہوئی بڑھی اس طرف سے ملکہ بران شمشیر زن لڑتی ہوئی آتی تھین سہمناک جادو پر
نگاہ پڑی کہ اُسنے فوج انجم ماہ رخسار کو تھراؤ کردیا ملکہ بران نعرہ کرکے جا پڑی کئی ہزار ساحر اُف کرکے
پھونک دیے سہمناک جادو نے ملکہ بران شمشیر زن پر سحر کیے ملکہ بران نے مسکرا کر برق چمکائی سر پر اس
ملعونہ کے پڑی ہر چند چاہا کہ دو کون نہو مگا سر زخمی ہوا ملکہ بران جھپٹ کر قریب پہونچین چاہا کہ اسے بچنیا کا سر
کاٹ لون اُسنے گولہ اُٹھا کر ملکہ بران پر مارا ملکہ اُس سحر کو دفع کرنے لگین سہمناک جادو چرخ مار کر
اُڑی کہ نکل جاؤن شیشہ می نوش نے شاہزادے کی جانب اشارہ کیا انجم ماہ رخسار نے بھی آواز دی
کہ حضور وہ ملعونہ لوح محفوظ لیے جاتی ہی شاہزادہ والا قدر نے کمان کیانی دوش سے اُتاری مین بھال
کا تیر ترکش سے نکالا سیسر کمان کا کرکے عقاب تیر پر تولتا ہوا چلا چونکہ سہمناک جادو پر تولتی ہوئی
تھی تیر نے دوسرا ترکش تلاش کیا بر سے بمقام پر پڑا گدی کو توڑ کر پار گذرا زمین پر گری لاش ملعونہ کی جلنے لگی ملکہ
شیشہ می نوش نے بڑھکر لوح جھولی سے نکال لی سامنے ایرج نوجوان کے بطور نذر پیشکش کی آندھی سیاہ
چلی آواز آئی کشتی مرا نام من بُد سہمناک جادو بود افسوس بریدیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم حرات
جادو یہ ہنگامہ دیکھکر گھبرائی ثابت ہوا کہ ہاتھ سے بران شمشیر زن و ایرج نوجوان کے بچنا دشوار ہی
اب چلکے اپنے قلعہ مین داخلہ کرون بڑے بڑے پہلوان بھی میرے خراج گزار ہین ساحر بھی بڑے بڑے مکار ہین
کسی تدبیر سے لوح طلسمی لے لینگے تب انکو شکست دینگے اب لڑنا سراسر بیکار ہی یہ سوچکر تخت اُڑاتی ہوئی
بھاگی تمام فوج سہمناک جادو بھی اسی کے ساتھ ہوئی ایرج نوجوان نے پیچھا کیا ملکہ بران شمشیر زن نے
دیکھا کہ اب میرا ٹھہرنا مناسب نہین ہی دل کی بیقراری سے مجمع عام مین آنے کا اتفاق ہوا کلام کرنے کا بھی
موقع محل نہین ہی یہ سوچ کر دور سے کچھ آپسین اشارے کنائے ہوے ایرج کا تڑپ کے اشارہ کرنا کہ آج کی شب
رہجاؤ ملکہ کا اُنگلی دانت کے نیچے دبانا کر چلکے کنارے سے صاف ظاہر تھا کہ ٹھہرنے مین بدنامی ہی دام محبت مین
اسیر ہین قفس مصیبت مین پھنس چکے آپ بڑے خوش تقدیر ہین دو دو چاہنے والے ساتھ ہین جو مخل صحبت ہی
اُسکا ٹھہرنا اچھا نہین ہی پھر جامع المتفرقین کسی حیلہ سے ملائیگا اس لڑائی کا ذکر جاکر ہم اپنے والد نامدار
سے بھی کردینگے شاید کسی وقت کوئی ضرورت ہو فلک ہر دم در پی سرکشی ہی ہوش ربا مین بھی سامان لشکر کشی
ہی وہان کی خبر لینا بھی ضرور ہی وقت مین سر پھیرنا بڑا قصور ہی ایسے ایسے اشارے کرکے سنگ صبر دل پر رکھا
طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوئین حرات جادو نے شکست کھائی

طرف قلعہ طلسمی کے بھاگی ایرج نوجوان نے پیچھا کیا انجم نے بھی کہا اب تامل کرنا بہتر نہین ہی اسی جوش و خروش مین مرحلہ جات طلسم بھی فتح ہون ورنہ یہ طلسم وسیع ہی اگر لشکر جمع کریگی مشکل پڑیگی اسکے طلسم مین بڑے بڑے نامی پہلوان ہین اُنکو بھی آپ کے مقابلہ کے واسطے بھیجے گی سب طرح کی تدبیرین کریگی اسکی سلطنت منتی ہی مرات جادو تخت اُڑا کر نکل گئی فوج والے کچھ بھاگے کچھ لشکر ایرج مین گرفتار ہوے بعد جانے مرات جادو کے ایرج نوجوان نے قصد کیا اور آگے لشکر بڑھاؤن ملکہ سمن بر و ملکہ شیشہ مے نوش و ملکہ انجم ماہ رخسار وغیرہ نے آکر گھیر لیا عرض کی ای شہریار بہتر تو یہی تھا کہ اسی لگاؤ مین لڑتے بھڑتے چلے لیکن سب ملازمان جانباز حضور کے زخمدار ہین ایسا نہو کسی خرابی کا سامنا ہو خدا نے بڑا فضل اپنا شریک حال کیا اب حضور کو اختیار ہی بعد دو چار دن کے سفر ہوگا اب یہ سلسلہ نہین چھوٹے گا بہت سامان لشکر کشی ہوگا آخر ایک صحرای سبزہ زار مقام خوشگوار کو دیکھکر لشکر فرو کش ہوا ملکہ انجم ماہ رخسار نے نہایت تکلف سے لشکر کو اُتارا بارگاہین استادہ ہوئین غازیون نے کمرین کھولین ایرج نوجوان و شاپور شیردل و ملکہ انجم ماہ رخسار و ملکہ سمن بر و ملکہ شیشہ مے نوش وغیرہ داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے زخمیون کی زخمبندی و زیان ہونے لگین اب یہی قصد ہی کہ اندر اسی ہفتہ کے طرف طلسم اسکندریہ کے کوچ کرین مرائت جادو سے معرکے پڑین اس شیر بیشہ جرائت کو اس حال مین چھوڑیے وقت برحال خیریت مآل تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان دُربے بہاے صدف قلزم عیاری و نہنگ دریاے زخار طراری ہنر بر دشت جرات رستم بزمگاہ فطرت سرکوب ساحران غدار عنی خواجہ عمرو نامدار تحریر ہوتے ہین کہ افراسیاب سے حال پوچھکر نقب مین داخل ہوے پہونچنا تا بہ طلسم صندل

ساقی نامہ

ساقی کوئی جام مے پلا دے — بیتاب ہون درد سر مٹا دے
لانا بنت العنب کو لانا — جتنی ہو شراب سب پلانا
کچھ کم کی نہ سال بھر کی دنیا — دس پانچ برس کی دھر کی دنیا
جو سرخی روے یار کی دے — جو بو عرق بہار کی دے
وہ مہر کہ جسکا برج ہی جام — وہ زہر کہ جسکا ہی دوا نام
ہی نشہ سرور جسکا وہ مے — متوالا ہی سرور جسکا وہ مے
شیشہ ہی جس پری کا مسکن — جس پھول کا میکدہ ہی گلشن
جسکا ایوان ہو شیشۂ دل — آنکھین ہین جسکی سیر منزل

ساقی لانا شراب سر جوش — پھر آ ہوپنچے ہین حضرت ہوش
دریا نوشون کا سامنا ہی — دو چار خمون کی اصل کیا ہی
وہ مے جو ہو بے مثال سب مین — وہ مے کہ جو ہو حلال سب مین
جسکا مارا مرے تڑپ کے — جسپر زاہد کی رال ٹپکے
جسکا اک نام ہی اداسست — جسکا دیوانہ ہی سدا مست
تابان ہی جو آفتاب کی طرح — دیتی ہی مہک گلاب کی طرح
جسپر میری طبیعت آئی — جو ہی مرے قلب مین سمائی
رکھتی ہی ہنسی خوشی جو ہمکو — کھوتی ہی جو فکر و وہم و غم کو

ساقی سے ابھی یہ کہتے تھے ہم
وہ آئی کیا مُراد آئی
پھر تو تن تن کے یان تلک پی

آ پہونچی جو دخت زر پری جم
مطلب نکلا مراد آئی
خالی ہو سے ظرف بھر گیا جی

کیا مہر نے ذرہ پروری کی
بے منت خلق و خوف انجلم
جب نغمہ اپنا رنگ لایا

آمد ہوئی بزم مین پری کی
ملنے لگا لب سے لب جام
لکھنے بیٹھے قلم اُٹھایا

چہرہ سیاحان صحرائے طلسمات تحریر و تقریر و قفا حان مرحلہ جات تسطیر دلپذیر منازل پر خار مضامین فرحت آگین کو یون طی کرتے ہین شعر سعدی بر من کہ صبوحی زدہ ام خرقہ حرام است ٭ ای مجلسیان راہ خرابات حرام است

دیگر قطعہ

از ہوش ربودند مکین ہر زہ درایان
شور زغن و زاغ بلند ست درین باغ

خیر است چرا این ہمہ بیہوش نشستی
ای بلبل خوش لہجہ چہ خاموش نشستی

دیگر شعر مصنف سخن سنج دانائے رمز بیان ٭ نویسندہ این قصۂ دلستان ٭ سابق مین تحریر ہو چکا کہ خواجہ عمرو نے صورت حیرت زوجہ افراسیاب کی بنکر حال لوح دریافت کیا برق کو زنبیل سے نکالکر سب کیفیت سمجھائی آپ داخل نقب ہوئے برق کا انجام گذارش کر چکا کہ داخل لشکر اسلام ہوا چند سردار جستجوے خواجہ عمرو مین روانہ ہوے افراسیاب جادو نے نامہ بنام صندل جادو تحریر کرکے اپنے ملازم کلنگ جادو کو دیا کلنگ جادو طرف طلسم صندل کے چلا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار لرزان و ترسان حیران و پریشان نقب مین داخل ہوئے اسقدر نقب مین اندھیرا تھا کہ تاریکی مین دم گھبرایا قریب تھا کہ روح قالب سے نکلجاے خواجہ عمرو نے فتیلۂ عیاری روشن کیا اُسکی روشنی سے نقب کو طی کرتا ہوا مگر خائف کہ ای عمرو اگر افراسیاب بیدار ہوکر آگاہ ہو جائے ابھی آکر گرفتار کرے سواے پروردگار کے کون معین و مددگار ہی مگر معبود حقیقی سر پرست ہی ہمارا معین و مددگار ذرہ نواز بردست ہی مصیبت مین وہی پروردگار مدد کرے گا وہی اس بلا کو رد کریگا ٹھنڈی سانسین بھرتا ہوا عمرو بدحواس چلا جاتا ہی ہر قدم پر پانون لڑکھڑاتا ہی اپنے معبود کا نام لیکر سنبھل جاتا ہی افتان و خیزان راہ تیرہ و تار جھیلتا ہوا بمشکل تمام نقب سے نکلا عجب مقامات عجائب و غرائب مین کہ طائر وہم و خیال کے پانون تھکتے ہین طی کنندگان منازل مصیبت کو سکتے ہین چند قدم رہبری کی تھی پلٹ کے دیکھا اُس قصر و عمارت کو پھر نہ پایا دل سے کہتا ہی ای عمرو یہ کیا صورت اتنی بڑی عمارت کیا ہوئی خواجہ ہمنے برا کیا اس نقب تنگ و تاریک مین اپنے کو گرا دیا انجام نہ سوچے اسد غازی کو زنبیل مین ڈالکر چلے آئے ہمتو ہر مقام پر بسر کرلینگے مگر اسد غازی کو کیون لائے چاہیے تھا ہمراہ ملکہ مہرخ و بہار چھوڑتے جب نشان لوح دریافت ہوتا بُلوالیتے اب کیا پلٹ جاؤن ہاے کسکو جا کر دے سیاہ دکھاؤن سردار

کہین گے عمرو کا جی چھوٹ گیا ساری شفقتین خاک مین ملائینگے اس سوچ مین عمرو راہ کو طی کرتا ہوا جاتا ہی
دن چڑھا نیر اعظم بلند ہوا گرمی صحرا مین شروع ہوئی جنگل نے کرۂ نار کی کیفیت دکھائی ہوائے گرم چلنے لگی
ہر جھونکے سے منہ پھنکا جاتا ہی نقیب گردباد دورباش کی صدائین دیتے ہین کہ ای آیندہ و روندہ کیون اپنی
جان دیتا ہی اس صحرا سے گذرنا دشوار ہی ہمسے انس بیکار ہی ہم بھی کسی خوش رفتار کی خاک ہین لیکن
تباہ و برباد زیر افلاک ہین برباد کین ناموس و ننگ لباس خاکساری سے تنگ اس منزل جادۂ فنا
سے نہ بچ سکے آخر بیابان مرگ ہوے عمرو بونڈلون کو دیکھکر گھبراتا ہی ہر چند کہ وہ انکی تعظیم کو اٹھتے
ہین انکا دل بیٹھا جاتا ہی قلب تھراتا ہی موت کا سامنا تشنگی کا جوش پراگندہ ہوش رہرو دہی ہین
مصروف ہی مگر دل سے کہتا ہی ای عمرو افراسیاب بادشاہ طلسم ہوش ربا مکار غدار نیرنج باز شعبدہ ساز
یہ بھی تم اسنے ایک فقرہ کیا مجکو بہچانا مگر تساہل کیا حرامزادے نے ہمکو بھی راستہ بتلایا اب اس صحرای
آفت خیز مصیبت انگیز سے نکلنا دشوار ہی موت لیکر آئی ہی دمبدم حدت نیر اعظم بڑھتی جاتی ہی خون
گھٹ رہا ہی کوئی نخل سایہ دار معلوم نہین ہوتا ہی ہر شجر بے برگ و بار سایہ مثل طائر عنقا دھوپ کی شدت
آفتاب کی حدت عمرو تلاش آب مین دوڑتا ہوا پھرتا ہی شدت تشنگی سے جابجا گرتا ہی کسی مقام پر کھڑے
ہوکر نگاہ اٹھائی بیک نظر کو دوڑایا دور سے دریا موجزن نظر آیا عمرو گھبرا کر دوڑا جب اس مقام پر پہونچا
سوائے خاک وہان کیا تھا موجۂ ریگ روان نے دھوکا دیا پانی کیسا کسی چشمہ کا کہین نشان نہ ملا جھیل کا
گمان نہین بیقراری کو اسپر قرار ہوا کہ تڑپ تڑپ کے اسی صحرا مین مرے بیابان مرگ ہوئے کون پیاسے کو
پانی پہونچائیگا سوائے پروردگار عالم کے کون مدد کو آئیگا سامنے ایک درۂ کوہ تھا سختی اٹھا کر اس
درہ مین آکر بیٹھا اپنی بیکسی پر خوب رویا آنسو بھی خشک ہو گئے ڈھیلے آنکھون کے نکلے پڑتے ہین
مردمان چشم پیاس کی شدت سے لڑتے ہین صحرا تپ رہا ہی ڈر ہی کہ ای عمرو پہاڑ نہ جل کر گر پڑے خیر کسی قدر
سایہ تو ہی اب کدھر جاؤن اس سوچ مین عمرو بن امیہ ضمری نا دار بیٹھا ہوا دعا کر رہا ہی اشعار مصنف

ای خالق بے نیاز میرے عصیان کے حجاب سے مفر دے ہین جور فلک سے لب پہ نالے	ای مالک کارساز میرے دامن گل آرزو سے بھر دے ای رب کریم تو بچالے	مجھ عاجز و خستہ کی مدد کر دام غم و رنج مین پھنسا ہون	عصیان کے حجاب سے ہون مضطر زندان بلا مین مبتلا ہون

یہ تو عمرو بخوبی جانتا ہی کہ تمام ہوش ربا مین مجکو سب
پہچانتے ہین صورت اپنی بدل لی ہی ایک ساحر کی شکل بنکر بیٹھا ہوا بلبلا رہا ہی تڑپ رہا ہی صحرا کی
حرارت دیکھ کر دل کانپتا ہی ہوش اڑے جاتے ہین کہ عمرو نے دور سے دیکھا ایک ساحر بدحواس پسینے
پسینے گھبرایا ہوا دوڑتا چلا آتا ہی پیاس مین زبان منہ سے نکل آئی ہی تمازت و حرارت آفتاب عالمتاب

سے پاؤن مین آبلے منہ مین چھالے پریشان و مضطر ہر طرف بیک نگاہ دوڑ آتا ہے کہین پانی کا نشان نہین پاتا اگر کسی چشمہ کو دیکھا جستجوے آب مین دوڑا جب قریب پہونچا دیکھا پانی کا کہین نشان نہین اگر کسی قدر پانی پایا اور ہاتھ ڈال دیا چنگاریون کا لطف پایا ہاتھ جل گیا پھر وہان سے بہا گا اب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ اسی درہ کوہ کی جانب وہ ساحر بھی آتا ہے عمرو نے اپنے ہوش و حواس درست کیے اُٹھ کر ٹہلنے لگا اُس ساحر کو آواز دی اے بھائی جانے والے یہان آؤ اس دھوپ مین کہان مارے مارے پھرتے ہو ٹھیک دوپہر کا وقت ہے ٹھہر جاؤ لون لگ جائیگی اور دو گنوار تڑپ تڑپ کے مرے اُنکے بھائی بند اُٹھا لیگے تم تو اپنی جان بچاؤ یہان سایہ مین چلے آؤ وہ ساحر اپنی زندگی سے بیزار پیاس سے مجبور و ناچار اپنے ہمجنس کو دیکھا کہا بھائی مین آیا خواجہ عمرو نے کہا اے برادر یہ وقت منزل چلنے کا ہے دیکھو تو آفتاب کی حرارت سے صحرا تپ رہا ہے اُس نے کہا اے برادر نوکری بری چیز ہے حکم حاکم سے مجبور و ناچار خواجہ عمرو نے پوچھا بھائی کس کے نوکر ہو کون ایسا جلاد صاحب بیداد ہے جسنے اس دھوپ مین تمکو دوڑایا سامری جمشید سے خوف نہ آیا اُسنے کہا اے برادر شہنشاہ طلسم ہوش ربا کے ملازم ہین حوالی طلسم صندل کے عازم ہین خواجہ عمرو نے کہا اے برادر طلسم صندل پر جانے مین کیا سر ہے کیا وہان کوئی بڑا زبردست ساحر ہے اُسنے کہا ان باتون مین شہنشاہ کو دخل ہے ہم کیا جانین حکم ہوا کہ یہ نامہ لیکر دروازہ طلسم صندل پر جاؤ ملکہ صندل جادو کو یہ نامہ پہونچاؤ عمرو عیار آتا ہے اسکو گرفتار کرکے ہمارے پاس روانہ کرو عمرو نے کہا بھائی عمرو عیار کون ہے اُسنے جواب دیا اے برادر ایسا ظالم ہے کہ شہنشاہ نے لوح طلسمی کا حال چھپایا عمرو نے ملکہ حیرت کی صورت بنکے شہنشاہ سے تمام حال لوح طلسمی دریافت کرلیا اب اسی فکر مین گیا ہے شہنشاہ چاہتے ہین عمرو طلسم صندل مین نجانے پائے ملکہ صندل جادو آگاہ ہوجائے انتظام کرلے اسواسطے ہمکو حکم ہوا ہے کہ جلد نامہ پہونچاؤ کلنگ جادو نے کہا جو تیر نشان شہنشاہ نے بتلائے ہین اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دس پانچ کوس اور باقی ہے عمرو نے باتون مین گھلا ملا کے کلنگ جادو کو پانی پلایا انکے ہاتھ کا پانی پینا تھا کہ نباہ پانی مشکل ہوئی کلنگ جادو گھبرایا جوش مین اُٹھا بیہوشی اپنا کام کرچکی تھی اُٹھتے اُٹھتے گرا خواجہ عمرو نے گردن پکڑ کے کلنگ جادو کو ایک گوشہ مین ڈالدیا رنگ روغن عیاری کا نکالکر صورت کلنگ جادو کی بنکر تیار ہوئے نشان تو دریافت کرچکے تھے نامہ سر سے باندھکر بشکل کلنگ جست و خیز کرتے ہوئے طرف طلسم صندل کے روانہ ہوئے بعد تھوڑے عرصہ کے صحراہاے سبزہ زار و چشمہ ہاے آب خوشگوار جابجا ملے کسی مقام پر درخت بار آئنار سے سرسبز و پھولون کے انبار نخل ہر ایک سایہ دار طائران زمزمہ سرا صفت مین صناع ازل کے مصروف عندلیبان نغمہ سرا کو باغبان ازل کی تعریف کا وقوف خواجہ عمرو کیفیت صحرا کی دیکھتے بھالتے اس راہ قیامت خیز کو

طے کرتے بعد کئی دن کے سامنے قلعہ طلسم صندل کے پہونچے خواجہ عمرو نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ برجہائے کلان آراستہ پہلوے قلعہ مین ایک برج رفیع و وسیع نہایت تکلف سے صناعان چابک دست نے درست کیا ہے اُس برج پر ایک پریزاد نہایت حسین دمہ جبین گلنار پوش غارت گر عقل و ہوش ایک طبق مروارید ہی پنجہ نگارین مین لیے ہوے خاموش صاف ثابت ہوتا ہے کہ اُس گوہر یکتاے حسن وجمال کی نگاہ مروارید ہاے طبق سے لڑی ہوئی جب نگاہ مہر و وفا سے موتیون کو دیکھتی ہے ایک بجلی چمک جاتی ہے چند مروارید شکست ہوتے ہین ایک ابر مروارید ہی سر پر اس لعل بے بہاے بدخشان حسن وجمال کے سایہ افگن ہے صاف ثابت ہوتا ہے کہ سیارگان مروارید کا وہ ابر مسکن ہے لڑیان موتیون کی از ابر تا بہ طبق گوہر بے بہا سلسلہ آمد و رفت گہرہاے نایاب سے شکست نہین ہوتا ابر سے ۔ کبھی پانی برستا ہے کبھی شعلہ ہاے آتش بھڑک کر غائب ہو جاتے ہین وہ سحاب شعبدہ و نیرنج عجائب و غرائب تماشے دکھاتا ہے اس کیفیت کو دیکھکر دیکھنے والے کی آبرو پر حرف آتا ہے قلعہ کا رنگ صندلی بہت وسیع قلعہ ہے بلندی تک دیوارون کی کمند وہم و خیال نہین پہونچتی جہان تک نگاہ کام کرتی ہے اُسی قلعہ کی عمارت معلوم ہوتی عرصۂ دراز تک خواجہ عمرو حیران حیران اس قلعہ کو دیکھا کیے سامنے قلعہ کے خندق آب روان آب صاف و شفاف سے معمور رہتا ایک سند خواجہ عمرو متردد ہین کہ مین اس قلعہ مین کیونکر داخلہ کرون سواے اس پریزاد کے اور کوئی ذی حیات مثل انسان یا حیوان نہین موجود ہے جسکو آواز دین اُسکی معرفت قلعہ مین جائین آخر خواجہ عمرو نے اپنے دل کو خوب مضبوط کیا بہ شکل کلنگ جادو سامنے قلعہ کے آئے پکار کر آواز دی اے ساکنان قلعہ طلسم صندل نام میرا کلنگ جادو فرستادہ شہنشاہ طلسم ہوش ربا یہ نامہ حاضر ہے پاس ملکہ صندل جادو کے پہونچاؤ خواجہ عمرو نے کئی آوازین دین کچھ جواب نہین ملتا وہ پریزاد حسین جمیل حسن مین بے عدیل گوشہ چشم سے خواجہ عمرو کو دیکھ رہی ہے کبھی مسکرا دیتی ہے برق خندہ خرمن ہوش و حواس عمرو کو جلا دیتی ہے کبھی ابروے خمدار ہلا یا نیچی نیچی نظرون سے مسکرانا عاشق کے قتل کا سر اٹھانا شعر

جنبش تیغ نگہ سے جب کیا بسمل مجھے		ہنسکے قاتل نے کہا یہ ناز معشوقانہ تھا	
تیر نگین آنکھین شرم آلودہ خاک مین ہمکو ملائینگی	دیگر	کیا یہ نگاہین نیچی نیچی اوپر اوپر جائینگی	

اُسکے مسکرانے پر عمرو ذبح ہوا جاتا ہے حیران جمال محو دیدار ہو کر یہ اشعار آبدار بے اختیار زبان سے نکل گئے اشعار مجلی

کوی عشق ست ناموس سلام است اینجا	صد چو محمود بہر گوشہ غلام است اینجا
طالب دانہ درین دام دراقتاد مدام	دانہ کز خال بود دانہ و دام است اینجا

آنکھین نشیلی مثل جام گردش مین نگاہون کی چھریان قتل عاشق کی کوشش مین اُن نشیلی آنکھڑیون پر

خواجہ عمرو کی نگاہ پڑی بے اختیار پکار اٹھا اشعار

بادہ درکش کہ دریں بزم گہ حادثہ خیز
کہ شکایت ز ظالم شیوۂ عام است اینجا
در پے مستی ہر شام خمار سحر است
ہر چہ جز بادہ بود جملہ حرام است اینجا
موسیا لاف مزن طاقت دیدار نیست
مختفیا بزم فرحناک کدام است اینجا
زہر غم نوش کن و لب بہ شکایت مکشا
پرتو نور تجلی چہ تمام است اینجا

جب عمرو آواز دیتا ہے کہ اے ساکنان طلسم صندل ہم سرکش نہیں ہیں شہنشاہ ہوش ربا نے بھیجا ہے کسی کی آواز نہیں آتی وہ نازنین مہ جبین خواجہ عمرو سے نگاہ ملا کے مسکرا دیتی ہے خواجہ عمرو کو آنکھ ملتے ہی کیفیت حاصل ہوتی ہے بیقرار ہو کر یہ اشعار زبان سے خواجہ عمرو کی نکل گئے غزل مومن خان دہلوی

مجھ میں ستم اٹھانے کی طاقت کہاں ہے اب
سجدے پہ سر قلم تو دعا پر زبان کٹی
لب پر ہمارے غلغلۂ الامان ہے اب
کہدیں رقیب نے تری بے التفاتیاں
تیرا مریض عشق بہت ناتوان ہے اب
بیطاقتی سے مجھ میں نہیں تاب التفات
مومن ہلاک خنجر ناز بتان ہے اب
وحشت سے میری سارے احبا چلے گئے
گویا نہ وہ زمین ہے نہ وہ آسمان ہے اب
پیری میں وصل غیرت یوسف ہوا نصیب
تا صبح ہمارے حال پہ کچھ مہربان ہے اب
چشم غضب سے مشورۂ قتل کھل گیا
بیہودہ فکر جور و سزا امتحان ہے اب
قتل عدو میں عذر نزاکت گران ہے اب
آنا ہے گر تو آؤ کہ خالی مکان ہے اب
قتل عدو نے شوق شہادت مٹا دیا
بخت وفا مثال زلیخا جوان ہے اب
رکھ لے سر اپنے زانوے ناز پہ شوق سے
جو بات دل میں ہے سو نظر سے عیان ہے اب
وہ دن گئے کہ لاف و گزاف جہاد تھا

خواجہ عمرو کبھی گھبراتے ہیں کبھی گلچینی گلشن جمال اس پری پیکر کی کرتے ہیں کبھی دل پر درد سے ٹھنڈی سانسیں بھرتے ہیں کبھی پھر جھنجھلاتے ہیں کہ کیوں یاروں میں پلٹ جاؤں شہنشاہ سے جا کر کہدوں کہ اہالیان طلسم صندل ہماری بات کا جواب نہیں دیتے وہ بلائے روزگار ہے ابھی قلعہ میں آ کر آگ لگا دیگا سب کا درد سر مٹا دیگا جب عمرو بہت چیخا چلایا اور کسی طرح جواب نہ ملا پھر تو عمرو نے گالیاں دینا شروع کیں اور پکار کر کہا کہ لو اب جاتا ہوں تمہارے باپ افراسیاب جادو کو لے کر آتا ہوں یہ کہکر خواجہ عمرو نے قصد کیا کہ چلا جاؤں دل میں کہتا ہے سمجھا تھا کہ نامے کے ذریعہ سے یہ کیفیت تمام اندر قلعہ کے رسائی ہوگی یہاں کوئی جواب تک نہیں دیتا یا الٰہی اب کہاں جاؤں کیا کروں اس حیرانی و کشمکش و پیچ میں عمرو کھڑا تھا ملحوظ خاطر ناظرین والا تمکین ہو کہ جسوقت عمرو کھڑا پکار رہا ہے دن بہت قلیل باقی ہے طائر درختوں پر بسیرا لے رہے ہیں دھوپ مائل بزردی سامنے صحرائے سبزہ زار ایک جانب قلعہ طلسمی نمودار بالائے قلعہ ایک نازنین ماہ رخسار سر پر اسکے سایہ ابر گوہر بار دمبدم مروارید بے بہا کی بارش اس نازنین گلنار پوش کی نگاہوں کی سازش عمرو اپنی جان سے بیزار مثل ابر نوبہار چیخ مار مار کر رو رہا ہے کہ یکایک صحرا سے گرد اڑی عمرو سر اٹھا کے دیکھنے لگا کہ ایک جوان صندلی پوش بصد جوش و خروش مرکب باد رفتار پر سوار دریائے سلاح

مین غوطہ مارے ہوئے پشت پر بارہ ہزار سوار جوانان جرار لباس صندلی رنگ سے آراستہ اُس جوان نے آتے آتے حکم دیا کہ دامنۂ قلعہ مین بارگاہ استاد کرو کارگزار جو ساتھ تھے انھون نے فوراً بارگاہ صندلی استاد کی وہ لشکر صندلی پوشان پشت مرکب سے اُترکر خرامان خرامان قریب خواجہ عمرو کے آیا خواجہ عمرو نے سلام کیا اس جوان نے ہاتھ خواجہ عمرو کا تھام لیا کہا آپ میرے ساتھ آئیے بارگاہ مین چلکر تشریف رکھیے اسم نامہ کا جواب ابھی تمکو منگوا دینگے ہمین سرفراز کیجیے یہان تم آپ کسے پکارتے ہین کون جواب دیگا کون نامہ لینے آئیگا خواجہ عمرو نے سر جھکا لیا اُس جوان کے ساتھ چلے آتے آتے بارگاہ صندلی مین پہونچے بارگاہ مین دنگلہاے زرین کرسیان مکلل بجواہر موجود ہین سامان شاہی مہیا وہ جوان صندلی پوش مقام صدر پر آکر بیٹھا سرداران تہمتن جوانان صف شکن دنگلہاے جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوے خواجہ عمرو کو اُس جوان افسر نے اپنے پہلو مین جواہر نگار کرسی پر جگہ دی ساقی بچون کو اشارہ کیا جام وسبو لیکر حاضر ہوئے جب کل سامان عیش ونشاط مہیا ہو چکا وہ جوان خوش رو خوش کلام نیک انجام رستم وقت سہراب زمان خواجہ عمرو سے متوجہ ہوا کہا اے شہنشاہ ادرج عیاری واے قطب فلک خنجر گذاری مین عرصۂ دراز سے آپ کا مشتاق تھا آج قدمبوسی حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی لیکن یہ مقام طلسم صندل ہے دشمنون نے قصد کیا کہ آپ کو آکر قتل کرین مین مانع ہوا اور یہی جواب دیا کہ ایک شخص کے قتل ہونے سے کیا لڑائی فتح ہو جائیگی مگر آپ بہت بدنام ہین اور میرا نام شاہزادہ صندلان صندلی پوش ہے ہمیشہ سے محبت اہل اسلام کا دل مین جوش ہے آپ براے خدا جان بچا کر چلے جائیے اپنے کو ساحران مکار و غدار سے بچائیے صندلان صندلی پوش نے جو اس طرح کہا عمرو ونلٹ کے چہار جانب دیکھنے لگا گھبرا کر جواب دیا آپ کس سے کہتے ہین میرا تو یہان کوئی بھی یار دوست نہین ہے یکہ وتنہا آیا ہون بس اب مین رخصت ہوتا ہون مین شہنشاہ سے جا کر کہدونگا وہ اور کسی کے ہاتھ نامہ بھیج دینگے صندلان صندلی پوش ہنسا کہا آپ مجھ سے کیون چھپاتے ہین ناحق عیاری کی باتین بناتے ہین مین آپ کے لیے درپے آزار نہین ہون مجھ سے نہ چھپائیے اس حوالی کی منتظم ملکہ گوہر جادو اس حقیر پر آپ کے عاشق ہے مجھے بچپن سے فنون سپاہگری کا شوق ہے بڑے بڑے پہلوان زیر کیے اکثر مین نے ملکہ گوہر جادو سے کہا کہ صاحبقران زمان کے مقابلے کا مشتاق ہون مجکو مہلت دو لشکر کشی کر کے جاؤن صاحبقران اور فرزندان صاحبقران سے مقابلہ کرون تب مجکو یقین ہو کہ اب مین پہلوان زمانے کا ہوا ملکہ عالم نے ہمیشہ منع کیا رخصت نہ دی آج بیٹھے بیٹھے فرمایا کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار کلنگ کی شکل بنکر تشریف لائے ہین مین جا کر ابھی قتل کرتی ہون جب اُسنے یہ قصد کیا تو مین مانع ہوا کہ اے ملکہ جو شخص یکہ وتنہا آوے اُسکا قتل کرنا مناسب نہین ہے مین جا کے

سمجھائے دیتا ہون تو اے شہنشاہ اوج عیاری مجکو دشمن نجانیے اپنے کو ظاہر کیجیے مین آپ کو گرفتاری سے بچالونگا قلعہ طلسم صندل مین جانا بہت دشوار ہے آپ نے امتحان بھی کر لیا اتنی حضور نے آوازین دین کسی نے بھی کچھ جواب باصواب دیا اگر مین اسوقت موجود نہ ہوتا آپ کے لیے ضرر کامل تھا گوہر جادو اگر تمکو بے آبرو کرتی گرفتار کر کے لیجاتی صندل جادو بادشاہ طلسم صندل بلائے روزگار ساحرہ عذار اہل اسلام کے نام کی دشمن جب اس طرح پر اُس جوان فصیح و بلیغ نے خواجہ عمرو کو سمجھایا تب کسی قدر خوف دل سے دور ہوا خیال آیا اے عمرو حقیقت مین یہ جوان رعنا مکار نہین معلوم ہوتا جری بہادر صاحبان سپر و شمشیر مکار نہین ہوتے یہ سوچ کر خواجہ عمرو نے کہا اے پہلوان دوران واے گرشاسپ جہان حقیقت مین کلنگ جادو کو مین نے گرفتار کیا مین اُسکی شکل بنکر آیا صندلان نے کہا کہ اب آپ ذرا صورت اصلی دکھائیے مین عرصۂ دراز سے زیارت کا مشتاق ہون سوائے سچ کے اب خواجہ عمرو کو چارہ نہین ہوا رنگ روغن عیاری کا دفع کیا صورت اصلی دکھائی اہالیان دربار کو ہنسی آئی صندلان صندلی پوش مانع ہوا ہر ایک کو اشارہ کیا خبردار یہ امر سراسر لیاقت کے خلاف ہے برائے تعظیم اُٹھا بڑے تکلف سے خواجہ عمرو کو جگہ دی عطر وغیرہ حاضر کیا ایک ساقی بچے کو بلا کر کہا کہ خواجہ اس سے کلمہ پڑھوا لیجیے تب اُسکے ہاتھ سے جام نوش کیجیے خواجہ عمرو نے کہنے سے صندلان صندلی پوش کے جام شراب پیا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا صندلان صندلی پوش نے کہا اے شہنشاہ عیاران واے افسر خنجر گذاران ایسا ممکن ہے کہ ذکر فرزندان صاحبقران زبان سے سرفراز ہون سنا ہے مین نے کہ آج کل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زن زندگی زمرد بے ایمان نور دیدۂ صاحبقران بن بدیع الزمان و تقدیر روح دوران قاسم عالیشان ایرج نوجوان ان دونون شیردن کے سکے ہین بڑے بڑے دونون شیردن نے کارہائے نمایان کیے ہین تواریخ دیکھا کرتا ہون بعض کتابین ممکن بعض ابھی تک ممکن نہین ہوئین انکی تلاش ہے اور آپ زندہ تاریخ ہین آپ کی آنکھون کا یہ معرکہ دیکھا ہوا ہے صحیح صحیح بیان ہو عمرو نے کہا اے شیر بیشۂ جرات واے یکہ تاز میدان شوکت اس حالات جلالت آیات کے بیان مین سالہا سال صرف ہون تو ایک لڑائی کا ذکر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان کا ختم ہو کس کس کا حال بیان کرون بارگاہ صاحبقران مین مجمع شیران صحبت دلیران جوانان پیلتن و سرداران صف شکن غازیان جلالت شعار دینداران نامدار شہسواران معرکہ شجاعت سرجوشان عرصۂ ہمت و سخاوت ایک ایک دانائے روزگار نامی گرامی سرفروش مخمور بادۂ جانبازی رند میکدۂ سرفرازی جانشین حمزہ صاحبقران داراے ہند لندھور بن سعدان قوت بازو و زینت پہلو مالک اشتر صاحب نیزہ دو سر غلام نبی چالاک

حیدر صف شکن و صفدر قالب عزت کی جان صاحبقران نیزہ باز ان وہ فخر ہندوستان یہ ہنر بر بیشہ عربستان یہ دونون جانشین صاحبقران ہین اے شیر دل سالہا سال صحبت ہو صبح سے تا بہ شام و از شام تا بہ صبح ان حالات کا ذکر کرون اور آٹھ پہر یہی فکر کرون کہ اس حال خیریت مآل کو تمام کر دون تو بھی ناممکن ہے میرے آقائے نامدار صاحبقران عالی وقار کرور سوار کے بادشاہ سے ہمیشہ لڑے کیسے کیسے معرکے پڑے نوشیروان کی سلطنت سرداروں کے اوسکی شوکت اگر رستم ہوتا آمد فوج دیکھکر کلیجہ پھٹ جاتا مگر ہمارے آقائے نامدار کی کبھی ابرو پر بل نہین آیا بڑھ بڑھ کے علم فوج قلم کیا فرزند اول امیر حمزہ صاحبقران گل گلزار صاحبقرانی شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی بارہ برس کے سن مین سرداران شہر خوارزم سے بگڑی اوجھی بادشاہ خوارزم شنگل بن شنگادہ بدست فیل زور خوارزمی رستم خوارزم کہلاتا تھا سترہ لاکھ فوج کا مالک جادہ جرأت کا سالک اپنی تیغزنی پر گھمنڈ تھا سترہ ارنج کا قد و قامت دیو خصال مریخ مثال یہ شیر بیشہ صاحبقرانی بارہ برس کے سن مین اوسکے شہر مین گھس گیا بارہ ہزار سے سترہ لاکھ فوج کو روکا بارگاہ مین اوسکی خون کا دریا بہا دیا تخت پر چڑھ کر اس دیو کو للکارا ایک ضرب شمشیر دو پارہ کا لے کئے شہر کو تسخیر کیا اوسکی جو رو تارنج جادو سے معرکہ پڑا اس شیر نے بہ سطوت و صولت اس طلسم کو فتح کیا اہالیان خوارزم و طلسم تارنج اس شیر کے نام سے تھراتے ہین لہراسپ تیر انداز و ہنر بر خوارزمی و سہیل شیر شکار و شاہباز یکہ تاز مشرقی و ابو الفرح فرنگی و لالان زنگی یہ اس صاحب شوکت کے سردار ہین نامی نامور ذی وقار ہین دوسرا شیر بیشہ آقائے نامدار کا رستم پیلتن و پیلتن کشندہ قویل ہندی و دویل ہندی و قاتل کپیتان فرنگی سرفتنہ ملک فرنگستان صاحب شوکت و شان علم شاہ نوجوان ایک جرأت اس شیر کی یہ ہے کہ دو پہلوان ہندوستان کے قویل ہندی و دویل ہندی برائے مدد نوشیروان آئے تھے اے جوان شیر دل یہ معرکہ لائق سماعت ہے کہ ہمارے آقائے نامدار و جملہ سرداران ذی وقار تپ محرقہ مین مبتلا ہوئے ایسی ہوا چلی کسی کے حواس درست نہ تھے مین نحیف و ضعیف کل امورات کا منتظم تھا سب کو اوس علالت مین لیکر بھاگا راہ مین قلعہ قضا و قدر ملا اوسمین لیکر سب شیرون کو چھپا دوسرے دن نوشیروان قویل و دویل کو لیکر چڑھ آیا طبل جنگی بجوا دیا مین کبھی بیمارون کے حلق مین پانی ٹپکاتا تھا کبھی بالائے قلعہ جاتا تھا توپین درست کرنے مین مصروف کبھی بیمارون کے علاج کا وقوف اس مصیبت مین وہ رات کٹی کہ پروردگار کسی اپنے بندہ کو نہ دکھائے اس ہنگامے کو دیکھکر رستم کا قلب تھراتا کرور سوار و پیدل نے چہار جانب سے آکر قلعہ کو گھیر لیا وہ دونون پہلوان تشنۂ خون دشمن جان صبح کو فوج مثل مور و ملخ کے ہمراہ لیکر قلعہ پر چڑھ آئے ہین آپ ہی اکیلا اتنا دل گردہ کہان کہ سب توپون کو فیر کرتا دو چار فیر کر کے خاموش ہو رہا ہوائی لوہا تھے پھینک دیا پروردگار

پر تکیہ کیا یقین کامل ہوا کہ اب یہ قلعہ مین گھس آئینگے صاحبان فراش کو قتل کرینگے وہ دونون پہلوان
مست ہاتھیون پر سوار خودہاے آہنی بر سر زرہ معہ کڑیون کی جسم کجکس مین پہنے ہوے سات سات
سومن کے گرز دونون کے ہاتھ مین علاوہ قدو قامت اسقدر بار بار لادے ہوے میدان کو طے کرکے قریب
خندق کے پہونچے اہالیان قلعہ تڑپے صحرا سے گرد اُڑی یہی جوان شیر دل رستم لقب فرزند حمزہ عرب
نقاب دار یاقوت پوش بنا ہوا آکر پہونچا دونون نے گرز مارے گھوڑا اس شیر کا ہلاک ہوا اسے
صندلان صندلی پوش ہانسے دونون جوانون کو مع ہاتھی اُٹھایا سات قدم اُٹھا کرلے گیا خندق قلعہ
قضا و قدر مین مارا دونون بیچاسر کش ہاروت دار چاہ ضالت مین غرق ہوے اتنا بڑا زور کرنے کے
بعد اُنکی فوج پر جا پڑا کرور سوار کے بادشاہ کو شکست دی اُسدن سے کشندۂ تویل ہندی و دویل ہندی
لقب ہوا کپیتان فرنگی بٹیا مرزوق شاہ بادشاہ فرنگستان کا سات سومن کے تیغے سے بروز مصاف کام
لیتا تھا اُنکے نانا کے ملک پر چڑھ آیا قلعہ پر قبضہ کرلیا اس شیر دل کو جب خبر ہوئی چار جوان سے لشکر
کپیتان مین گھس گیا ساٹھ لاکھ پر شبخون مارا فوج مین گھسکر کپیتان کو للکارا اُسنے تیغے کا وار کیا اُسی کی
تلوار چھینکر اُسی تیغہ سے اُسکے دو ٹکڑے کیے قاتل کپیتان نام ہوا اس جرات کا یہ انجام ہوا پھر ملک
فرنگستان مین لڑائی پڑی یہی شیر دل دربار مرزوق شاہ مین گھس پڑا چونسٹھ لاکھ فرنگیون مین لڑا تخت سے
اُسے مع اُٹھا لیا واصل جہنم کیا سر فتنہ ملک فرنگستان لقب پایا اس شیر کا فرزند شاہزادہ خاور سیاہ اُسنے
سات برس کے سن مین خروج کیا بارہ برس کے سن مین ترک توسن ایسے پہلوان کو بارگاہ جمشیدی مین
مارا فرزند امیر شیر گیر بدیع الزمان گرد شکر شکن فن کشتی مین بے نظیر حسن و جمال مین رشک ماہ منیر تیغ زن
صف شکن ملک سنجان مین جاکر گنجاب بن گنجور بن ملک حرمان دیو کش کو شکست دی بیٹی اُسکی گوہر ملک
کو نکال لائے اُسکے بطن سے شاہزادۂ نور الدہر قاسم کا فرزند ارجمند ایرج نوجوان بدیع الزمان
کا نور نظر نور الدہر والا شان پیدا ہوے ان دونون شیرون کی دھاک ہے دامادہمارے آقاے نامدار
کا قبۂ دین ستون اسلام کرب نامدار اُنکا نور نظر نبیرۂ صاحبقران شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن
کرب غازی جو براے فتاحی طلسم ہوش ربا آیا ہے زمین ہوش رُبا کو ہلا دیا سرکوب افراسیاب
جرأت و جلالت مین نایاب اے صندلان صندلی پوش او نے جرأت اس شیر دل کی یہ ہے کہ بارہ ہزار
فوج سے افراسیاب پر چڑھ آیا کچھ خیال نہ کیا اکیلا لاکھون مین لڑا بڑے بڑے پہلوانون سے
معرکہ پڑا قلعہ جات فتح کیے جرأت کے جھنڈے گاڑ دیے باختر مین اُسکے نام سے بڑے بڑے پلتین تھراتے
ہین اسد شیر دل کے نام سے خواب مین بَراتے ہین کم سنی مین کیا کیا کام کیے لڑ بھڑ کے اپنے نام کیے

جوہر تیغ صاحبقرانی دکھائے بڑے بڑے پہلوان صف شکن بڑے بڑے پیل پچھاڑے ہر ملک مین اس شیر کی
دھاک ہی دیوان قاف سے لڑا افراسیاب جادو پر چڑہائی ہی سن لینا انشاء اللہ لوح حاصل
ہونے کی دیر ہی ٹوک کر افراسیاب جادو کو ماریگا یہ حالات جرائت فرزندان صاحبقران زبان سُنکر
صندلان صندلی پوش بادۂ جرات سے مست ہوگیا جھومنے لگا کہا خواجہ عمرو اسوقت تم نے
مبہوت کردیا خانۂ دل کو مضامین جنگ خونریزی سے بھر دیا جی چاہتا ہی طرف کوہ عقیق کے کوچ کرون
فرزندان صاحبقران سے لڑون یا زیر کرکے اُنکو اپنا تاج سر بناؤن یا اُنکا غلام حلقہ بگوش ہون مثل
چاکران کمترین خدمت مین حاضر رہون امورات جرأت کا ناظر رہون خواجہ عمرو نے دیکھکر آواز دی ای
صندلان صندلی پوش جو بات کہنا آغاز انجام سمجھ لینا تجکو فرزندان حمزہ سے مقابلہ کی ہوس ہی
صندلان نے کہا خواجہ بہت بیقرار ہون عرصۂ دراز سے گوہر جادو جو اس حوالی کی مالک ہی اسکو
مجھ سے نہایت محبت ہی مگر مجکو فنون سپاہگری کا ذوق ہی جہان پہلوان سُنا گیا جاکر لڑا زیر کرکے لایا
اپنا رفیق بنایا یہ ساٹھ ہزار جوانان صندلی پوش جمع کیے یہ سب سرداران زبردست ہین یہ سب صاحب میرے
سرپرست ہین مجکو ان صاحبون کی صحبت پر ناز ہی یہ نیاز مند آپ کا ان شیرون کی قدمبوسی سے سرفراز ہی
دولت دنیا کیا چیز ہی جسکو اسکا غرور ہی وہ بدتمیز ہی آپ اگر رہبری کرین اور تا بہ لشکر اسد نامدار لے چلین
بیشک مَین اُنسے امتحان کرونگا اگر وہ مجکو زیر کرینگے حلقہ غلامی کان مین ڈالونگا اور شاید اگر مین غالب
آیا لشکر کا اپنے بادشاہ کرونگا خواجہ عمرو نے کہا کہ ای صندلان صندلی پوش گر اسد غازی
فوج لے کر آئے تو گاؤزمین بار نہ اُٹھا سکے آپ داؤ فہ ؟ ممکن نہو لیکن کبھی کی تکلیف اُنکی تسیر کو گوارا نہین
ہی یکہ و تنہا تمہارے مقابلے مین آئیگا خبردار شب کو طبل جنگی بجوانا قول مین مردان عالم کے فرق نہ آئے گا
بوقت سحر آمد سے اُس شیر کی طبقہ زمین کا تھرائے گا صندلان صندلی پوش خواجہ عمرو کی باتین
سنکر حیران ساتھ والون سے اشارے کر رہا ہی کہ کیون یارو سنتے ہو تمھاری کچھ سمجھ مین آتا ہی سردار
چپکے سے جواب دیتے ہین حضور یہ شخص عیار ہی اپنی جان بچانے کی تدبیر کر رہا ہی یہ یہان سے جائیگا پھر واپس
نہ آئیگا اسکو قید کیجیے ملکہ گوہر جادو کے حوالہ کیجیے وہ خدمت مین صندل جادو کے بھیجدینگی اس
بادشاہ عالی جاہ کو اختیار ہی خواہ قتل کرے خواہ بخشے صندلان نے کہا یارو یہ مجھ سے ہرگز نہو سکیگا
اگر آئیگا اسد نامدار کو بمقابلہ لائیگا بہتر ہی اگر جان بچا کر بیٹھ رہے اختیار بدست مختار میرا کیا نقصان
ہی بلکہ جان بخشی کا احسان ہی یہ تو تم سب صاحب سُن چکے اور بخوبی آگاہ ہوئے کہ دربار صاحبقران
مین مجمع شیران دشت نبرد ہی یہ اُنکا عیار جانباز مصاحبون مین سرفراز ہمارا ذکر تو کرے گا یہ سردار

ممنون ومشکور ہوگا اتنے کے واسطے سرداران نامی شاہان گرامی کیا کیا کام کرتے ہین اور پھر بھی نام گرامی ساتھ نیکی کے نہین لیا جاتا شعر ہر کہ آمد عمارت نو ساخت ✤ رفت ومنزل بدیگرے پرداخت ✤ سب نے سر جھکا لیا حضور کو اختیار ہے ہمسے پوچھنا بیکار ہی عرصۂ دراز تک صندلان صندلی پوش خاطر ومدارات مین خواجہ عمرو کی مصروف رہا کشتیان جواہرات کی نہایت بیش بہا منگا کر پیش کین خواجہ عمرو نہ لیتے تھے صندلان صندلی پوش نے عرض کی کہ یہ آپ کی رونمائی ہی خواجہ عمرو نے سر جھکا کر کہا ای فرزند ارجمند مین تمھاری دلشکنی نہین چاہتا ہون یہ کہکے کشتیان اُٹھا مین نذر زنبیل کر لین جب شام قریب ہوئی خواجہ عمرو نیمچہ ٹیک کر اُٹھے صندلان سے کہا لو ای فرزند خدا حافظ اب ہم رخصت ہوتے ہین کل وقت سحر مع شاہزادہ اسد نامدار یہ احقر تمھارے مقابلہ کے لیے آئیگا اسد غازی سے اور تمسے سامنا ہوجائیگا صندلان خوش ہوگیا خواجہ عمرو رخصت ہوکر ایک طرف نکل گئے مگر صندلان نے بعد جانے خواجہ عمرو کے بموجب وعدہ کرچکا تھا سرداروں کو حکم دیا کہ طبل جنگی بجے سرداران صندلان حیران کہ ہمارے آقا کو کیا دحشت ہی ایک عیار طرار جسنے تمام عالم کو دھوکا دیا چار باتین بنا کر چلا گیا اُسنے اس طرح سے اپنی جان بچائی انکو یہ کیفیت ہاتھ آئی مگر حکم حاکم بسر وچشم بجالانا چاہیے نقارہ رزمی پر چوب پڑی لشکر مین مشہور ہوا کہ کل صندلان صندلی پوش اور اسد غازی سے مقابلہ ہوگا ساتھ والون کو صندلان کے تردد ہوا کسی ایک کہتا ہی بار و اگر یہ مقدمہ حقیقت مین سچ ہی یعنی عمرو عیار اسد نامدار کو لے کر آیا ہمارا آقا زیر کریگا آج حوالی طلسم صندل مین ہمارے آقا کا مثل نہین ہی اُسنے کون مقابلہ کر سکتا ہی یہان یہ چرچے ہورہے ہین خواجہ عمرو اپنی فکر مین تشریف لیگئے ناظرین پر حال ظاہر ہوجائیگا اس جنگ سے لطف ملیگا خمسہ مومن

خانہ زاد ستم واندوہ ہم از من است
از خیلے طالع من او نہ پیدا دمن است
یاس ومحرومی شرت طبع ناشاد من است
آنکہ رحم از دل برد تا ثیر فریاد من است
وانکہ نسیان آورد خاصیت یاد من است

ہم کبھی تھے مے پرست اور گاہ تھے شاہد پرست
عاشق بت تھے کبھی کر محو معشوق الست
گہ حزین و مضطرب گہ بیخود و بیہوش مست
نیست در عالم تمنائے کہ از قیدم تخست
ہر کجا بینی ہوائے عید آزاد من استا

آنکھ پھر لی ہی کہ آتا ہی وہ بے ہیجن
جب مین آتا ہون کہا ہی مجی کو بے سخن
شوق کہتا ہی کہ دارائش بیت الحزن
ساختن ممنون دیدار دگر رت یہ خقن
از تصرفہائے ریان خداداد من ست

۶۷

دیکھے سے ہسا ندیکھا ہوئیگا الفت پرست
جی کبھی ایسا ہی بھر آیا تو کاٹی پشت دست
ہین خموش اس جور پر اے ترک چشم نیم مست
حرف عاشق بے زبانے شکوہ دل عاجز است
آنچہ ہرگز آشنا با لب نشد داماں ست

ایک مشت استخوان ہی بلکہ کچھ اُس سے بھی کم
قتل گہ مین سرنگون خجلت زدہ بیٹھے ہین ہم
جو کمین مین اپنی ہو سمجھے تو یہ ہی اسکا کرم
آن شکارم من کہ لائق ہم بکشتن نیستم
شرم مے آید مرا آنکس کہ جلاد من ست

جو ہو خود ہر کام مین واماندہ دو صاحب جو
جا ہی رونے کی ہی مومن شادگی تو دیکھو تو
اُس سے مطلب نکلے کیا وہ ہی فریب آرزو
کار دشواری نظیرے گر بہ من آرد کہ او
شاد از تدبیرہاے سست بنیاد من است

لیکن مہتر مہتران و بہتر بہتران خواجہ عمرو بن امیہ نامدار صندلان صندلی پوش سے وعدہ کرکے آئے درہ کوہ مین آکر آرام کیا بوقت سحر نماز سے فراغت حاصل کرکے اسد نامدار کو زنبیل سے نکالا اسد نامدار حیران ایک صحرا ایسے سبزہ زار مین خواجہ عمرو عیار کو دیکھا پوچھا نانا جان یہ کیا مقام ہی خواجہ عمرو نے کہا ہی نور نظر قصر نیرنگ سے نقب مین اُترے اب یہان آکر پہونچے ایک پہلوان سے مقابلہ ہو گا اسد نامدار نے کہا حضور ہوشربا مین نام پہلوان کا بھول گئے فضل فرمائیے کہ کیا کیفیت ہی خواجہ عمرو نے کہا ایک جوان ہی شاہزادہ صندلان صندلی پوش اُسکو اپنی جرات کا بڑا دعوےٰ ہی فرزندان حمزہ سے مقابلے کا قصد رکھتا ہی اس حوالی مین آپ چلیے اسد نے سر جھکایا عرض کی کہ من آنم کہ من دانم آیندہ جیسا ارشاد فیض بنیاد اگر آپ کا حکم ہو تو بہرام فلک سے مقابلہ کرین رستم و سہراب سے منہ نہ پھیرین دریاے آتش ہو تو کود پڑین خواجہ عمرو نے کہا آپ زیادہ باتین نہ بنائیے چلنے کی تدبیر کیجیے وعدہ ہو چکا ہی اُسنے طبل جنگی بجوایا ہوگا اسد غازی نے عرض کی کہ مین حاضر ہون لیکن ایک مرکب تو کہین سے لائیے خواجہ عمرو نے کہا اس ملک مین گھوڑون کی تجارت نہین ہوتی اگر کہین ہین تو پیسے کے سولہ پیسے مانگتے ہین اسد غازی نے کہا جو مزاج مین آئے وہ کیجیے ہم پیدل بھی چلنے کو موجود ہین آخر ہمارا ہم نبرد مرکب پر سوار ہوکر آئیگا پہلے یہی فکر ہوگی کہ مرکب اُس سے کسی طرح سے لین پھر مقابلہ کرین خواجہ عمرو نے کہا آپ ایسے ہی ہین مجھے یہ خوف ہی کہ اُس جوان کے سامنے خائف و ترسان ہونا بزرگون کی آبرو ڈبونا مین گھوڑے کی فکر مین جاتا ہون یہ کہکر خواجہ عمرو ایک طرف چلے اتفاق سے ایک سائیس کسی رئیس کا مرکب لیکر ٹہلانے کو جاتا تھا خواجہ عمرو نے دور سے دیکھا رنگ روغن عیاری کا لگاکر ایک سائیس

کی شکل بنے جا کر صاحب سلامت کی پوچھا بھائی کسکے نوکر ہو ہمین بھی نوکر رکھا دو باتین کرتے کرتے ایک حباب مار کر بیہوش کیا مرکب پر سوار ہو کر سامنے اسد غازی کے گئے کہا لو اے نور نظر پانچ ہزار کو یہ گھوڑا ملا ہی ساز وغیرہ اپنے پاس سے درست کر دونگا یہ کہکر خواجہ عمرو نے مرکب آراستہ کیا سلاح سامنے اسد غازی کے پیش کیے اسد غازی نے ذات پر آراستہ کیے پشت مرکب باد رفتار پر سوار ہوے خواجہ عمرو نے رکاب پر ہاتھ رکھا مرکب صبا رفتار اُڑتا ہوا چلا وہان صندلان مع بارہ ہزار جوانان شیردل آراستہ ہو کر میدان کارزار مین آ کر ٹھہرا انتظار کر رہا ہی خواجہ عمرو کی محبت کا دم بھر رہا ہی یکایک سب نے دیکھا کہ صحرا سے گرد اڑی وہ شخص دُبلا پتلا تا نیا ہمراہ ایک جوان شیر صولت رستم ہیبت پشت مرکب پر سوار چہرہ آفتاب عالمتاب رعب وداب ہمراہ رکاب سطوت وصولت غاشیہ بردار مرکب کلانیان مارتا ہوا مثل غزال صحرا وہ اشہب باد پا طرارے بھرتا ہوا آتا ہی نظم

تراسمند ہی وہ تیز رو کہ وقت خرام
کہ اُسکا شرق سے تا غرب عرصہ گام مسیر

نظر سے تیز ہی جسکا نہین جہا نمین نظیر
وہ پھرتیان ہین وہ چھل بل ہین خجل ہین تیر

کہ سیر گاہ دو عالم ہی راہ یک اندزہ
کہ حسن کبک دری کو ہی شرم دامن گیر

سلاح عمدہ ذات پر آراستہ تیغ برق تاب زیب کمر

وہ برق قہر خدا تیری تیغ آتش دم
وہ ہی تفنگ کا تیر ی ل عدو نخچیر

کہ جسکے قہر سے ہو دشمنون کو بار شعیر
جو تیر نکلے کمان سے تیری وہ ہو جاوے

جو ہی خدنگ کا تیرے نشانہ جسم حسود
طلب مین جان عدو کے روانی قضا کا سفیر

رعب وعب ودبدبہ چہرے پر اس شہریار کے دیکھا ہر چند کہ اکیلا ہے مگر فوج جلال وحشم ہمراہ ہی اشعار

شہ بلند نگہ شہریار والا جاہ!
فلک مؤید واختر معین وبخت نصیر

خدیو مہر کلہ خسرو سپہر سریر
زمین ہو سبز جو تیرے سحاب بخشش سے

جہان مسخر و عالم مطیع و خلق مطاع
تو بوٹی بوٹی سے ہر خاک کی بنے اکسیر

صندلان صندلی پوش حیران جمال محو دیدار تمام سرداران نامدار حیرت مین تھے کہ یہ عیار اس سردار عالی وقار کو لیکر آیا ہی صاف ظاہر ہی کہ آسمان چرخ نہین مارتا ہی سر پر اس شہریار کے بلا گردان ہو رہا ہی رہوار روی مین گھوڑے کی خاک نہین اڑتی نثاک رستم واسفندیار کی مٹھ اٹھ کر قدم اقدس کو بوسہ دے رہی ہی ہمراہیان صندلان صندلی پوش بے اختیار ہو کر پکار اُٹھے اشعار

آج وہ دن ہی کہ ای خسرو والا گوہر
سیم سے زر تنک اس لعل سے لے تا گوہر
مشتری کہتے ہین جسکو وہ اٹھالایا چرخ
جو ترا طرۂ دستار کا چمکا گوہر

کوہ دے نذر تجھے لعل تو دریا گوہر
ہو ترے فیض قدم سے جو زمین گو بر خر
ٹوٹ کر جو تری سُمرن سے گرا تھا گوہر
حلب خلق مین ہی سینہ ترا آئینہ

بحر وبر مین ہی شہا تیرے دہانے مثار
ہو نصیب صدف نقش کف پا گوہر
صبح اقبال وسعادت کا ستارہ چمکا
عدن علم مین ہی قلب مصفا گوہر

پرورش دیوے چمن کو جو ترا ابر کرم | موتیا مین عوض غنچہ ہویدا گوہر

ہر شخص صفت مین اس شہسوار عالی مقدار کی مصروف ہی اور صندلان کی تو یہ کیفیت ہی کہ جیسے کوئی معشوق کو دیکھ کے مبہوت ہوتا ہی گھوڑے کو بڑھایا ساتھ والون کو آواز دی کہ یارو برائے استقبال بڑھو ایسے شیر صولت سہراب ہیبت آفتاب طلعت ہنر بر بیشۂ جرأت پردۂ دنیا مین موجود ہین کہ برائی عملداری مین یکہ و تنہا برائے مقابلہ تشریف لائے دیکھو تیوری پر بل نہین ہراس نہین عالم یاس نہین یہ کہکر مرکب کو بڑھایا بارہ ہزار جوان اسکے عقب مین چلے سو قدم آگے بڑھ کر گھوڑے سے کود پڑا چاہا رکاب پر ہاتھ رکھون اسد نامدار خود خلق مجسم ہین صاحب جاہ و حشم ہین بہ تعجیل گھوڑے سے کود پڑے صندلان نے چاہا کہ گرد پھرون اسد نے گلے سے لگا لیا کہا ای برادر گھوڑے پر سوار ہو صندلان کہنے سے اسد غازی کے پشت مرکب پر سوار ہوا ہمراہ اسد نامدار چلا آتا ہی گرد اسکے سوار پیدل گلچینی گلشن جمال کرتے ہوے دامنۂ قلعہ صندلی رنگ مین آکر ٹھہرے اسد غازی نے مرکب کو مہمیز کیا پکار کر آواز دی ای پہلوان دوران ای فخر سام نریمان ہم تجھ سے امتحان کے مشتاق تھے صندلان صندلی پوش نے آواز دی ای آفتاب عالمتاب آسمان جرأت وای نیر تابان برج شوکت ولیاقت آپ میرے مہمان عزیز ہین سرفراز فرمائیے جو کچھ ماحضر اس ذرۂ بمقدار کو میسر ہو تناول فرمائیے پھر میرے آپ کے امتحان ہو جائیگا اسد نامور نے فرمایا کہ ای برادر بدون امتحان لطف صحبت نہوگا تمکو خیال ہوگا کہ اگر مقابلہ ہوتا مین غالب آتا ایسا ہی کچھ مجکو بھی تصور ہوگا بس لطف صحبت کہان صندلان صندلی پوش نے کہا مین تو بے لڑے بدون مقابلہ غلام حلقہ بگوش ہو چکا آئندہ جو رائے عالی اسد غازی نے فرمایا ہمنے زبانی ناناجان کے سنا کہ تمکو فرزندان حمزہ صاحبقران جگر گوشگان ثانی سلیمان سے مقابلہ کی حسرت ہی انمین سے کوئی شیر یہان موجود نہین ہی مگر یہ حقیر خوشہ چین خرمن شجاعت وہمت ذرۂ خاک در دولت صاحبقران حاضر ہی امتحان کا مشتاق تمھاری ملاقات کا اشتیاق ناناجان نے جو بیان کیا آخر یہان تک آنا پڑا اب یہ میدان کارزار ہی یہ عبد ذلیل رب جلیل بھی آمادۂ حرب و پیکار ہی بعد امتحان جلسۂ عیش و سرور آراستہ و پیراستہ ہوگا بہ فصاحت و بلاغت تقریر دلپذیر اسد نامدار سنکر صندلان صندلی پوش بھی آمادہ ہوا کہا ای شہریار سراسر بے ادبی ہی دل یہی چاہتا ہی کہ آنکھین قدم اقدس پر ملون خاک پائے حضور توتیائے چشم بناؤن امتحان مین آپکی خوشی ہی کیا مضائقہ حربہ کیجیے حوصلہ دل کا نکال لیجیے پھر اس عاشق زار کی بھی کیفیت کھل جائیگی اسد غازی ہنسے فرمایا ای صندلان صندلی پوش ہمارے مذہب کا قاعدہ کلیہ ہی جب تمھارے حربہ سے پروردگار بچا لیگا تب حربہ کرینگے پیشدستی غیر ممکن صندلان کو اور زیادہ وجد ہوا جی مین کہتا ہی کہ جامۂ جرأت برائے

مسلمانان قطع ہوا ہی خیر اب کھلجائیگا یہ سوچکر نیزہ اُٹھایا مثل آہ عاشقان دکاکل معشوقان پیچ و تاب دیتا ہوا تاک کر سینۂ بے کینۂ اسد نامدار پر نیزہ لگایا اسد غازی نے سنان نیزہ کو سنان پر لیا خواجہ عمرو ملاحظہ فرمارہے ہین ایک نخل کے سایہ مین کھڑے ہوئے تعریفین کررہے ہین دو چار جوڑ توڑ جو صرف ہوئے اب صندلان کو ثابت ہوا کہ فنون سپاہگری مین بے مثل و بے نظیر ہین صندلان کو چونکہ اپنی سپاہگری پر بڑا ناز ہی جان دیے ہوئے نیزہ بازی کر رہا ہی شعر دو نیزہ دو بازو دو مرد دلیر تو گوئی کہ بود تند دو نرہ شیر ؛؛ ایک مقام پر اسد غازی نے نیزہ صندلان کا تھام کر کب کو آڑا کر ہکہ مارا صاف نیزہ ہاتھ سے صندلان کے نکل گیا چونکہ جوان صاحب غیرت تھا یہ معلوم ہوا کہ نیزہ سینہ کو توڑ کر نکل گیا حجاب سے پسینہ آگیا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا آواز دی ای شہریار آپنے غضب کیا نیزہ میرے ہاتھ سے نکالا مجھے اور ہی کچھ منظور تھا مگر قضا ہی لیکر یہان آپ کو آئی تھی یہ تیغہ برق مثال جب تڑپ کر گریگا خرمن ہستی کو پھونک دیگا اگر پہاڑ پر ہاتھ ماردون تا بہ بیخ کاٹون نیزہ بازی مردان عالم کا کھیل ہی اسیر باز نہ کیجیے گا غصہ مین تیغہ کھینچکر جا پڑا اسد غازی نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر حرکات جرائت جو پسند آئی ہین خیال مین ہی کہ تلوار نہ چلیے جب تیغہ قریب سر آکر چمکا دم شمشیر پر دستانہ مارا تیغہ پٹ پڑا اسد غازی نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا قصد ہوا کہ تلوار چھین لون صندلان صندلی پوش نے گریبان مین ہاتھ ڈال دیا غصہ سے کف منھ مین بھر آیا کہا ای شہریار کہین قبضہ سے مردان عالم کے تلوار نکلتی ہی اسد نامدار نے فرمایا ای برادر نیزہ نکلنے سے تمکو غصہ آیا تمتو کہتے تھے ہمسے کہ اپنے لشکر کا بادشاہ کر نکلے محبت کا دم بھرینگے تلوار کی لڑائی مین تو جان بچنا دشوار ہی اسواسطے کہ ہمارے تمھارے امتحان کا اقرار ہی صندلان صندلی پوش نے شرما کر سر جھکا لیا تلوار کو ہاتھ سے چھوڑ دیا صندلان گھوڑے سے کود پڑا اسد غازی بھی مرکب سے اُترے بارہ ہزار جوان ملازمان صندلان بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین دونون جوانون مین کشتی شروع ہوئی اسد نامدار کا چہرہ مثل گل شگفتہ صندلان صندلی پوش مرجھایا ہوا دستیان ساتھ زبردستی کے چلنے لگین سامنے کے داؤ پیچ ہو رہے ہین جو پیچ صندلان نے باندھا فوراً اسد نامدار نے توڑ دیا سلسلہ بندھا ہوا ہی شیر سر ٹکرا رہے ہین جس مقام پر گھڑی دو گھڑی تھم کر لڑے اسقدر پسینہ جاری ہوتا ہی کہ تلے بہجاتے ہین دن بھر ایک طور سے شاہزادہ صندلان اسد نامدار سے لڑا شام کو روک کر ٹھہرا کہا ای شہریار آپ مجھ سے خوب لڑے اب شب کو چلیے آرام کیجیے جو کچھ ما حضر ہی تناول فرمائیے صبح کو پھر مقابلہ ہوگا اسد غازی نے کہا ای برادر ما سطور مین عرصۂ دراز تک فیصلہ نہوگا روشنی کو حکم دو صندلان صندلی پوش نے جواب دیا کیا مین دب کر باتین کرتا ہون ابھی سامان

روشنی ممکن ہی یہ کہکے اپنے سردارون کو آواز دی سامان روشنی آراستہ ہونے لگا اسد غازی نے بہ نگاہ یاس طرف خواجہ عمرو کے دیکھا خواجہ عمرو نے جوش محبت اسد غازی مین جھاڑ سلیمانی زنبیل سے نکالکر درختون مین لٹکا دیے بس ہالیان لشکر صندلان کے ہوش اُڑ گئے کہ اسقدر سامان ایک شخص کیونکر لایا آسمان پیر کو بھی ان شیران دشت نبرد کی کشتی دیکھنے کی انتہا کی خوشی تھی مشعل مہتاب چراغان و سیارگان روشن کرکے مصروف تماشاے جوانان شیر دل ہوا نہایت لطف حاصل ہوا چار پہر رات بڑے زور شور سے کشتی ہوئی ہمراہیان صندلان صندلی پوش جرات اسد نامور کی تعریفین کر رہے ہین ہر ایک کا آپسمین قول ہی کہ بار و فنون سپاہگری مین یہ جوان انتخاب ہی حقیقت مین سرکوب افراسیاب ہی اسی ہنگامہ مین وہ شب بھی بسر ہوئی آفتاب عالمتاب بصد پیچ و تاب چرخ نیلی پر جلوہ فرما ہوا تماشا کشتی کا دیکھنے لگا یکایک صندلان صندلی پوش اسد غازی کو لے دوڑا شاہزادہ دم کے بھروسے پر قدم کے شمار پر ہٹا چلا جاتا ہی تو دس قدم اسد نامدار کو صندلان صندلی پوش ریل کر لایا وہان پر آکر ہکہ مارا بایان گھٹنا ماہ اوج صاحبقرانی کا جمکا غصہ مین آکر لنگر مارا صندلان اوپر آکر چھایا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر ایسے ایسے زور کیے کہ اگر پہاڑ پر قصد کرتا بیخ سے اکھاڑ کر پھینکدیتا لیکن لنگر مین اُس کوہ وقار کے حس و حرکت بھی نہ ہوئی قریب تھا کہ صندلان کی کنپٹیان شق ہون اُنگلیون سے قطرے خون کے ٹپک پڑین آنکھین حدقۂ چشم سے نکل جائین تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا کہا اب آپ کے زور کا مشتاق ہون اسد نامدار مثل شیر غضبناک جست و چالاک اپنے مقام سے اُٹھا دونون ہونٹھ صندلان کے تھامے شیرانہ ریل کرے چلا ہر چند صندلان چاہتا ہی پیچھے ہٹون قدم گاڑدون مگر وہ بُرا وقت ہی کہ زمین پاؤن کے نیچے سے نکلی جاتی ہی خوف سے تھراتی ہی یکجنبش قدم اسد نامدار ریل کر لایا جھٹکا مارا صندلان کے دونون گھٹنے آشنای زمین ہوئے چاہا تڑپکر لنگر قایم کرے حریف زبردست کب لنگر قایم ہونے دیتا ہی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرۂ تکبیر کی صدا بلند کی پہلے زد زمین تا بہ گھٹنا دوسرے زد زمین تا بہ سینہ تیسرے زد زمین سر سے بلند کیا چاہا زمین پر دے مارون صندلان نے آواز دی ای شہریار الامان مجھے سر سے بلند کیا سر عزت نیاز مند عرش اعلےٰ پر پہونچا اب زمین مذلت سے بچائیے اسد غازی نے فوراً ہاتھ سے رکھدیا صندلان قدمون سے لپٹ گیا کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا پلٹ کر ساتھ والون کو آواز دی صاحبو مین نے تو بدل و جان اطاعت طلسم کشا قبول کی جسکو میرا ساتھ دینا ہو دین اسلام قبول کرے ورنہ اپنے اپنے فعل کا اختیار ہی سب نے عرض کی ہم حضور کے مطیع ہین جس وقت سے اس آفتاب آسمان اقبال کو دیکھا خواہش تھی کہ قدم بوسی کرین سب سردار دائرہ اسلام مین آئے ایک ایک سردار کو

لاکر صندلان قدم پر اسد غازی کے گراتا ہی خواجہ عمرو کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہین صندلان صندلی پوش کو نجبت اسد نامدار کا جوش حکم دے رہا ہی بارگاہ استادکر و سامان عیش و نشاط مہیا ہوا ابھی بارگاہین استاد نہین ہونے پائی تھین بیچ مین ماہ اوج صاحبقرانی گرد تمام سرداران صف شکن جوانان تیغزن صندلان نے آکر دامن تھاما کہ حضور بارگاہ مین تشریف لے چلیین آج یہ نیازمند سرفراز ہوا اب مجکو اپنی جرأت پر ناز ہوا اسد غازی نے قصد کیا کہ صندلان کے ساتھ طرف بارگاہ کے چلیین کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش او صندلان غضب کیا ہمنے تجکو کس واسطے بھیجا تھا عمرو تو آواز سنکر ایک جانب بھاگا گلیم اوڑھ کر مخفی ہوا مگر وہ برق چمک کر صندلان و اسد غازی و کل لشکر پر گری آنکھین سب کی جھپک گیئن بعد عرصۂ دراز دیکھا سب سردار مسلسل و مطوق گوہر جادو جادوگرنیون کو لیے کھڑی ہی صندلان پر خفا ہو رہی ہی کہتی ہی تو نے میری محبت کو فراموش کیا سامری جمشید کو برا کہا طلسم کشا کا مطیع ہوگیا افراسیاب سے نہ ڈرا خیر جو گذرا جو گذرا اب تو یہ طلسم کشا کا سر کاٹ کر خدمت مین صندل جادو کے روانہ کر دونگی تمکو بچا لونگی محبت سے اسکی ہاتھ اُٹھا یہ سنکر صندلان نے کہا ای گوہر جادو مین نے اطاعت دین اسلام ملت بیضا قبول کی سعادت دارین حصول کی اگر تجکو مجھسے محبت ہی طلسم کشا کا ساتھ دے یہ کلام حسرت انجام صندلان کے سنکر گوہر جادو رونے لگی کہا ای صندلان مین تیری عاشق صادق ہون مجھے کیون تباہ کرتا ہی طلسم کشا کی دوستی مین خرابی ہی بلکہ صندل جادو کے قہر و غضب سے نہین واقف کسکی مجال ہی کہ طلسم صندل پر دست انداز ہو کیون اپنے کو خرابی مین ڈالتا ہی ای صندلان تیری محبت مین مین نے سلطنت چھوڑی اس حوالی کے انتظام پر اکتفا کیا تیرے ہجر مین تڑپ تڑپ کے مرجاؤنگی مجھسا عاشق صادق دنیا ب نہوگا یہ کہکے گوہر جادو روئی دامن صندلان کا تھام لیا بیساختہ یہ اشعار آبدار پڑھنے لگی اشعار

نہان راز محبت کتنے رکھا مثل جان برسون — نہینون دم نہین مارا کیا ضبط فغان برسون
مٹاتا ہی جو مجکو دیکھنا پچھتائے گا ایسا — کہ سر پر خاک اُڑائیگا مرے بعد آسمان برسون
دُکھے کیونکر نہ دل صیاد کا اب انکے نالون سے — سنی ہی عندلیبون نے ہماری داستان برسون
رہا ہی ایسا سودائے تلاش یار مٹ کر بھی — پھری ہی خاک میری صورت ریگ روان برسون
بیان سوز دل اک دن کیا تھا دیکھنا سوزش — دہن گلخن بنا اپنا رہی شعلہ زبان برسون
مقیم کوچۂ جانان کبھی ہم بھی تھے اے بلبل — ہمارا بھی رہا ہی اس چمن مین آشیان برسون
کفن کی اس سے رکھے خاک امید آپکا کشتہ — رہا دو گز زمین کے واسطے کج آسمان برسون

وہ دیوانہ ہون وحشی جانور تک سننے آئے ہین — مری وحشت کی مجنون نے لکھی ہی داستان برسون
دہن میرے حبیب کم سخن کا تنگ ایسا ہے — رہے ہین جستجو مین جسکی عاجز غیب دان برسون
مرا قبضہ ہوا ہی میرے دل پر اب کئی دن سے — رہا ہی عہد وحشت مین نرولی یہ مکان برسون
سبک روحی نے رکھا خانہ بردوش ایک مدت تک — رہے یہ اپنے بال و پر بھی مثل آشیان برسون
مزے مستی مین کیا کیا دختر رز سے اُڑائے ہین — جوانی مین رہی ہی صحبت پیر مغان برسون
مٹے پر بھی رہی ہی جستجو یہ اپنے یوسف کی — غبار اپنا رہا ہی سد راہ کاروان برسون
قلق پا جاتا ہی نادار کا زخم اندمال اکثر — مگر بھرتا نہین ہی زخم شمشیر زبان برسون

صندلان صندلی پوش نے جواب دیا اے گوہر جادو مجھے تجھ سے زیادہ محبت ہی مگر اب عشق مین اسد غازی کے مبہوت ہون اگر میرا پاس ہی اس شیر دل کی اطاعت کر گوہر جادو نے ان سب کو گرفتار کیا آہنگرون کو بلا کر حکم دیا ہتکڑیان بیڑیان پہناؤ سب کو مسلسل مطوق کر کے لائے ایک بارگاہ مین داخل کیا ہمراہیان صندلان کو قید کیا اسد غازی و صندلان کو الگ الگ خیمہ مین رکھا آپ آکر بارگاہ مین بیٹھی مگر بہت بیقرار کنیزون سے کہتی ہی صاحبو جا کر صندلان کو سمجھاؤ مین اب عرضی خدمت مین ملکہ صندلان جادو کے روانہ کرتی ہون اگر وہان سے حکم قتل آ گیا پھر میرا زور کچھ نہ چلیگا کنیزین قید خانہ مین جاتی ہین صندلان صندلی پوش کو سمجھاتی ہین یہ کہتا ہی جا کر ملکہ سے کہو مردان عالم نے جو کہا وہ کیا قول مردان جان دارد سخن مردان اعتبار جب کنیزین آ کر یہ جواب دیتی ہین ملکہ گوہر جادو گھبرا جاتی ہی جب بالکل جواب صاف پایا تب ناچار ہو کر عرضی لکھی کہ اے ملکہ صندل جادو عمرو عیار مع اسد نامدار حوالی طلسم صندل مین پہونچا طلسم کشا کو گرفتار کیا عمرو بھاگ کر نکل گیا لیکن ایک مصیبت تازہ مین گرفتار ہون یعنی شاہزادی صندلان معشوق میرا طلسم کشا سے لڑا نہین معلوم طلسم کشا نے کیا طلسم کر دیا میرے نام سے اُسکو نفرت ہوئی جان دینے پر آمادہ ہمراہ طلسم کشا قید ہی لیکن عمرو کی تلاش ہی جیسا مناسب ہو تحریر فرمائیے یہ عرضی لکھکر ایک کنیز کو دی وہ لیکر طرف قلعہ کے روانہ ہوئی ملکہ گوہر جادو نے اس رات فراق محبوب مین شغل شراب کباب ترک کیا کبھی گھبراتی ہی کبھی در زندان پر آتی ہی نامہ کا انتظار کبھی انکسار کر دیکھیے ملکہ صندل جادو کیا تحریر فرماتی ہین کنیزین عرض کرتی ہین حضور آپ کو اختیار ہی خواہ قتل کیجیے خواہ جان بخشی فرمائیے گوہر جادو نے آہ کی کنیزین گھبرا گئین عرض کی حضور اسوقت تو حضور کی آہ نے دل کو بیقرار کر دیا ایسا ہو کہ بجلی گرے خرمن حیات جلکر خاک ہو ملکہ گوہر جادو نے کہا صاحبو دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی مین ہر چند سمجھاتی ہون دل خانہ خراب نہین مانتا اُس سنگدل کے دل پر ہماری آہ آتش فشان تاثیر نہین کرتی بے اختیار یہ اشعار پڑھے اشعار

کرینگے ہم سے وہ کیونکر نباہ دیکھتے ہین
کبھی جو کوئی کبوتر تباہ دیکھتے ہین
غرض اُڑالے زمانہ کے سن نہ واعظ کی
بھری ہوئی جو تمھاری نگاہ دیکھتے ہین
ترے ستائے ہوے ہین جو اے شب فرقت
وہ لوگ کب طرف بادشاہ دیکھتے ہین
ملال کس کو ہوا ہی منائین ہم یا وہ
وہ آلین راہ پہ بس اپنی راہ دیکھتے ہین

ہم اُنکی تھوڑے سے دونون درجاہ دیکھتے ہین
تمھاری آنکھون کے کشتے تڑپتے ہین
کہین کریم بھی ایدل گناہ دیکھتے ہین
رقیب چالین چلا کرتے ہین قیامت کی
تمام عمر وہ روز سیاہ دیکھتے ہین
امید صبح تو ہمکو کہان مگر ہر دم
خود آئین یا کہ بلائین یہ راہ دیکھتے ہین
عدم کا کوچ تو درپیش ہی ملق لیکن

گمان قاصد گم گشتہ ہمکو ہوتا ہی
یہ خوب اصالت تیغ نگاہ دیکھتے ہین
یقین ہوتا ہی برگشتگی قسمت کا
حبابُ نسے ہمسے بہت رسم و راہ دیکھتے ہین
فقیر ہوکے جو بیٹھے ہین آپکے در پر
اجل کی ہم شب فرقت مین راہ دیکھتے ہین
نکالین گے کوئی راہ وصل کا لیکن
نہ توشہ پاس نہ کچھ زاد راہ دیکھتے ہین

اس حال پرملال مین شب بسر کر رہی ہی کسی مرتبہ قید خانہ مین آدمی یہ بھی اطلاع کی اے صندلان ہین نامہ روانہ کرچکی اب حکم قتل آیا چاہتا ہی دیکھ اپنی جان بچا اپنی جوانی پر رحم کھا اسلمان کا ساتھ چھوڑ مفت مین قتل ہو جائیگا پھر ہیرے بنائے کچھ نہ بن پڑیگا ابھی تک خیر ہی صندلان نے کچھ جواب بھی نہ دیا بلکہ اسد غازی کی مصیبت پر روتا ہی کہتا ہی اے شہریار گرفتاری حضور کی غلام پر بہت شاق ہی اسد غازی فرماتے ہین اے برادر تم اپنی جان بچاؤ گوہر جادو سے ملجاؤ تمام طلسم ہوش رُبا ہمارا دشمن ہی کس کس سے ہمین بچاؤگے خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے وہ بھاگ کر نکل گئے ہین یقین کامل ہی وہ کچھ ہماری رہائی کی فکر کرینگے شب یون ہی تڑپ تڑپ کے بسر ہوئی صبح کو گوہر جادو کے پاس طرف سے صندل جادو کے جواب نامہ پہونچا مضمون اسکا یہ تھا کہ طلسم کشا کو قتل کرو عمرو بھی ملجائیگا تلاش کرنا واجب و لازم ہی یہ جواب پاکر گوہر جادو نے حکم دیا میدان خونی کی تیاری ہو گوہر صدف قلزم صاحبقرانی نہنگ دریائے جہانبانی دار پر کھینچا جائیگا سزا سرکشی کی پائیگا سب سمجھے کہ مسلسل تقریر یہی ہی دشمن مٹانے کی تدبیر ہی کشتان کشتان صندلان صندلی پوش کو مع اسد نامدار و سرداران نامور شعار لیکر میدان خونی مین حاضر ہوے سوارین اجاد ہونے لگین جلادون نے غلنگین لگائین آرہ کش تسمہ کش چشم کن سب طرح کا اسباب سیاست موجود ہی اسوقت ملکہ گوہر جادو روتی ہوئی سامنے صندلان صندلی پوش کے آئی کہا مین نے تیرے واسطے اتنی دیر لگائی دیکھ اب طلسم سے سردارون کا تانتا لگا ہی قیام جادو و مقیم جادو کو بلکہ صندل جادو نے بھیجا نامہ مین بھی لکھدیا ہی کہ فوراً طلسم کشا کو قتل کرو خواجہ عمرو کی جستجو مین مصروف رہو اے ایک کیفیت ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ گوہر جادو نے میدان خونی کی تیاری زیر دیوار قلعہ صندلی قرار دی ہی وہ پری نژاد عاشق کش معشوق فریب محفل ساحران کی زیب بہ نگاہ حیرت

اس میدان خونی کو دیکھ رہی ہی وہی مروارید بے بہا کی لڑیان از طبق تا بہ ابر مرواریدی بندھی ہوئی مین حسن مین دمبدم ترقی نگاہ مین افسونگری اشارے کنائے چھریان کٹاریان اب اسوقت صندلان اسد غازی کو حال زار مین دیکھ کر رونے لگا کہا آقا آپ کسی طور سے اپنے کو بچائیے اسد غازی نے کہا ای برادر کیون گھبراتے ہو اگر ہماری قضا نہین ہی تو ہمکو کون قتل کر سکتا ہی شعر اگر تیغ عالم بجنبد ز جائے ؛ نہ برد رگے تا نخواہد خدائے ؛ اور اگر موت قریب ہی تو یہ بھی ایک حیلہ ہی پھر حکم مالک حقیقی سے گردن تابی کیا ای صندلان اپنے پیدا کرنے والے کو یاد کرو اُسی سے فریاد کرو اپنا تو یہ اعتقاد ہی بموجب خمسہ

رہے وہ لب کہ ہی جس لب پہ گفتگو تیری
رہے وہ جان کہ جویا ہو چار سو تیری
رہے وہ چشم کہ ہی جسکو جستجو تیری
خوشا وہ دل کہ ہو جس دل مین آرزو تیری
خوشا دماغ جسے تازہ رکھے بو تیری

لہو کا نام بھی باقی نہین رہا تن مین
مقام ہوگا کئی دن کے بعد مدفن مین
مگر ہی داغ محبت کا قلب روشن مین
یقین ہوا نکلے گی جان اپنی آگے گردن مین
سُنا ہی جا ہی قریب رگ گلو تیری

جو تو ہی پاک تو عاشق کا دل بھی طاہر ہی
وہ ناتوان ہون جسے پھول بار خاطر ہی
دوئی کا دخل نہین اک زمانہ ماہر ہی
وہ گل ہون مین کہ ترا رنگ جس سے ظاہر ہی
وہ غنچہ ہون کہ بغل مین ہی جسکے بو تیری

ہوا ہی چار عناصر سے اجتماع محال
ترے فراق مین برسون رہی ہی فکر وصال
کیا ہی زرد ہوا نکلے شش جہت مین خیال
بھرے ہین مشرق و مغرب سے تا جنوب و شمال
تلاش کی ہی صنم ہمنے چار سو تیری

عدم سے جانب ہستی بحال زار آیا
خیال جلوۂ عارض کا لاکھ بار آیا
تجھی کو ڈھونڈھنے تیرا گناہگار آیا
شب فراق مین اکدم نہین قرار آیا
خدا گواہ ہی شاہد ہی آرزو تیری

چمک ہی دل مین ہمارے بھی نور عرفان کی
ان آیتون کی صفت کیا مجال انسان کی
کہ یہ بھی ایک نشانی ہی دین و ایمان کی
پڑھا ہی ہمنے بھی قران قسم ہی قران کی
جواب ہی نہین رکھتی ہی گفتگو تیری

پہونچکے حال مرا کہیو میرے یوسف سے
ہزار جان فدا کہیو میرے

نہ کھول بند قبا کہیو میرے یوسف سے — دری طرف سے صبا کہیو میرے یوسف سے

نکل چلی ہی بہت پیرہن سے بو تیری

مآل کار نہ تقریر سے ہوا ثابت — نہ کوششون سے نہ تدبیر سے ہوا ثابت
مگر ستارون کی تاثیر سے ہوا ثابت — یہ گردش فلک پیر سے ہوا ثابت

قوی ضعیف گو کرتی ہی جستجو تیری

بہائے آنکھ سے آنسو برنگ شبنم صبح — سفیدی آنکھونکی دکھلا رہی ہی عالم صبح
وہ طول رات کا وہ انتظار وہ غم صبح — شب فراق مین اہ روز وصل تا دم صبح

چراغ ہاتھ مین ہی اور جستجو تیری

شبیہ عاشق و معشوق ہی فلک پہ عیان — ہی آسمان و زمین مین یہ شعلہ نور افشان
یہ حسن و عشق کے جلوے ہین دیکھ ای نادان — جو ابر گریہ کنان ہی تو برق خندہ زنان

کسی مین خو ہی ہماری کسی مین بو تیری

تعجب اسکا ہی کیا گر چمن معطر ہی — کہ ذکر یار سے ہر انجمن معطر ہی
فقط نہ غنچہ کا نازک بدن معطر ہی — دماغ اپنا بھی ای گلبدن معطر ہی

صبا ہی کے نہین حصے مین آئی بو تیری

مثال طبع ذکی تو ہی رستم میدان — مقابلہ کرے تجھ سے کوئی مجال کہان
جو کند ذہن ہین کہتے ہین اُنکے تیر ابیان — زمانے مین کوئی تجھسا نہین ہی سیف زبان

رہیلی معرکہ مین آتش آبرو تیری

ان اشعار دعائیہ کو سُنکر صندل صندلی پوش نے بھی طرف آسمان کے نگاہ کی دعائین مانگ رہا ہی ایسے کلام بلاغت نظام زبان سے اسد غازی کے نکلے کہ صندل کے قلب کو بھی تقویت ہوئی مگر ملکہ گوہر جادو سامنے آکر ٹھہری اشارہ ہوا جلاد نے اسد نامدار کو زیر تیغ بٹھایا آواز دی ای ملکہ عالم وقت قتل طلسم کشا ہی یہ جوان حور مثال آفتاب جمال زور و جرأت مین یکتا ہی اسکے قتل کا حکم سمجھ کے دیجیے گا قتل کرنا میرا کام ہی جلانا پیدا کرنے والے کے اختیار مین ہی اس مقام پر یہ جوان یکہ و تنہا مجبور و ناچار ہی ہزار ہا شیر دلیر اسکے خون کا دعوی کرینگے ملکہ گوہر جادو نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی جلد قتل کر جلاد نے کوئلے کا خط گردن پر کھینچا تیغ برق مثال چمکا کے برسر اسد نامدار آیا اس مجمع عام مین ایک گنوار وضع فقیر گاڑھے کی مرزائی شنجرفی دھوتی پڑیا مین رنگی ہوئی تسمہ بغل مار سیاہ کمر مین لپٹا ہوا سر برہنہ پانون

مین کھڑا اُون پہنے ہوے ہاتھ مین تیتر کا پنجڑا ایک گوشہ مین یہ فقیر بھی کھڑا ہی معبود موجود کی صدا دیتا ہی ملکہ گوہر جادو نے جلاد کو حکم دیا جلاد نے ہاتھ تیغ کا مارا اُسنے دیکھا ایک سناٹے کی آواز آئی جلاد کا سر پھٹا پڑا ہی طلسم کشا بہ اطمینان تمام بیٹھا ہی لوگون نے کہا جلاد دیوانہ تھا خنجر پھرا کے اپنے سر مین مار لیا ملکہ گوہر جادو نے کہا کیا مضائقہ ہی قول ہمارے بادشاہ صندل جادو کا تحت نشین ہوا کہا دوسرے جلاد کو بلاؤ فوراً دوسرا جلاد تلوار کھینچے ہوئے آیا ملکہ گوہر جادو نے اشارہ کیا کہ خواجہ عمرو فقیر بنے سامنے کھڑے ہوئے مین کیونکر دل کو اطمینان ہو نور نگاہ زبیدہ شیر گیر قتل ہوتا ہی کلیجے پر چھریان چل رہی ہین گو دیون مین پرورش کیا ہی کیونکر دل قبول کرے کہ آنکھون کے سامنے وہ شخص قتل ہو جاے اودھر جلاد نے تیغہ مارا اُدھر خواجہ عمرو نے سر سے گوپھن کھولا سنگ تراشیدہ و خراشیدہ کلہ گوپھن مین دیا جلاد نے ایک ہاتھ مارا جلاد کا سر شادہ پر نراد قلعہ سے ٹکرائی ایک موتی ٹوٹا اسمین سے ایک پتلہ پیدا ہوا خواجہ عمرو کی گردن پر چڑھ بیٹھا خواجہ عمرو کون ہی کون ہی کہتے ہین بھلا وہ پتلہ سحر کا کب مانتا ہی منھ پر ہاتھ کو پھیر دیا رنگ روغن چہرے کا اُڑ گیا باہر ہوا خواجہ عمرو گرفتار ہونے ملکہ گوہر جادو نے کہا میرے سامنے کھینچتے ہوے لاؤ ملکہ صندل جادو نے تحریر فرمایا تھا کہ جب قصد قتل طلسم کشا کرینگے وقت پر عمرو بیقرار ہو کر آئیگا یہی پر نزادجو علامت طلسم ہی گرفتار کرینگی وہی ہوا اسد غازی نے پلٹ کر دیکھا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سلسل مطوق چلے آتے ہین اسد غازی نے جھک کر سلام کیا خواجہ عمرو نے کہا ای نور نظر فلک در پے بدعت ہی جو تدبیر کرتے ہین اُلٹی ہو جاتی ہی اچھا کیا اختیار ہی وہ مالک و مختار ہی صندلان صندلی پوش کو بھی اب یاس ہوئی کہا ای شہنشاہ اوج عیاری آپ کے گرفتار ہونے سے امید زیست منقطع ہوئی خواجہ عمرو نے کہا ای شیر بیشہ جرأت و شجاعت کیون اسقدر بیتاب ہی وہ بڑا مسبب الاسباب ہی ملکہ گوہر جادو نے اُسی وقت ایک تخت پر اسد غازی و خواجہ عمرو کو سوار کیا قیام جادو و مقیم جادو کو حکم دیا کہ انکو اندر قلعہ کے سامنے ملکہ صندل جادو کے لیجاؤ قتل اور غیر قتل کا انکو اختیار ہی قیام جادو و مقیم جادو نے اشارہ کیا چند جادوگرون نے تخت کو دوش پر لیا صندلان صندلی پوش تڑپتا رہ گیا پکارتا تھا کہ او گوہر جادو میرے آقاے نامدار سے مجکو جدا نہ کر ملکہ گوہر جادو نے کچھ جواب نہ دیا اُسکے خیال مین ہی کہ وہان جا کر اسد غازی و خواجہ عمرو دونون قتل ہو جائینگے صندلان میری شراکت کریگا مگر صندلان ٹھکریون سے سر ٹکراتا ہی

اور یہ اشعار آبدار زبان پر جاری ہین اشعار

آشیانہ نہ قفس مین نہ چمن یاد آیا
کرم پیر خرابات مجھے یاد آیا

آنکھ کھلنے بھی نہ پائی تھی کہ صیاد آیا
نہ کہو فصل بہار آئی ہی بلبل نہ سنے

رو دیا ابر بہاری جو برستے دیکھا
چپ ہو چپ ہو ہنگامہ فریاد آیا

قطع امید ہوئی رحم بھی آجانے کی
ذبح کرنے مجھے منھ پھیر کے جلاد آیا
درگہ یار مرادون کا محل ہو آتش
شادمان یان سے گیا جب کوئی ناشاد آیا

صندلان صندلی پوش کو بہت بیقراری ہی دیکھ رہا ہی کہ تخت شاہزادے کا قیام جادو مقیم جادو نون لیکر بلند ہوے اب خواجہ عمرو کو بھی یقین کامل ہوا کہ قلعہ کے اندر سے جاکر رہائی غیر ممکن قلعہ طلسمی ہی اگر کسی عیاری سے وہان جاکر رہا بھی ہوے تو قلعہ طلسمی سے نکلنا دشوار ہی اس خیال محال مین آنکھون سے آنسو جاری ہی جیون جیون تخت بلند ہوتا ہی خواجہ عمرو دلکو رجوع کر رہا ہی پکار رہا ہی قطعہ

ہرچند نیم لائق بخشایش تو
شاہا ز کرم بر من درویش نگر
بر من منگر بر کرم خویش نگر
بر حال من خستہ دلریش نگر

اسد غازی کو بھی معشوقان پریچہرہ کی یاد سب سے زیادہ مہ جبین الماس پوش کا خیال ملکہ لالان خون قبا کی جدائی کا ملال اپنی گرفتاری کا الم دل پر ہجوم لشکر غم دعا مین مصروف ہی کہ آسمان سے برق چمکی لیکن پھولون کی آئین صاف سب کو ثابت ہوا کہ آمد فصل بہار ہی ملکہ گوہر جادو نے دیکھا یکایک ہوائے سرد عیسی دم مسیح نفس چلی نخل جھومنے لگے پتے جو زرد تھے وہ سبز ہوگئے نوجوانان چمن کے بخت نے رسائی کی عندلیبان خوش نوا نے زیر شجر گل چہچہا سائی کی غنچے چٹک کر گل ہوے پھول فرط خوشی سے پھولے نہین سماتے تھے سرد کو ہوس دامنگیر ہوئی کہ اٹھ کر پھرون سارے باغ کی سیر کرون ہر شخص حیران کہ طائرون نے یہ کیسا غل مچایا ہی ہر نخل کیون وجد مین آیا ہی شاخون کے وجد سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ کسی گل پیرہن کی آمد کے مشتاق ہین گل و بلبل ہین اسوقت عجب طرح کے مذاق مین نظم

فصل گل آئی زمانہ ہی جنون کے جوش کا
دیکھکر زورن گمان ہوتا ہی مجکو گوش کا
کیا ہوا ہی جو میرے دل کی طرح وہ چھپ رہا
وہ ستارۂ غیرت خورشید ہی پاپوش کا
ہاتھ اٹھاکر دوست کرتے ہین دعائین رات لما
اپنے کانون پر گمان ہی مجکو گل کے گوش کا
سر اٹھا احسان تعالی کے کہانتک شکر ہون
رخصت ای زاہد زمانہ ہی وداع ہوش کا
ایک چپ ہی نے سلاکھون راحتین موجود ہین
پیچ گیسو بنگیا آخر کو حلقہ گوش کا

ہمت ای ساقی یہی ہی وقت نوشانوش کا
چھپ نہین سکتا کبھی انکار سے تو شکن
حال جل کر پوچھیے کچھ دلبر روپوش کا
تنگ آکر دوست اٹھ جاتے ہین میرے پاس سے
تیر آنا ہوگیا ہی مجھ مین آنا ہوش کا
شرح غم بلا چلا آتا ہی دل ناصح معاف
بعد مدت آج اترا بار میرے دوش کا
صبر کر سکتا نہین ملتا ہی سب کچھ گو اسے
مٹ گئے جھگڑے ہوا احسان لب خاموش کا
ایک دو ساغر سے ڈھلکا ہی کیا ساقی مجھے

بات کر سکتا نہین دیوار کے بھی سامنے
خود بخود بو دینے لگتا ہی دہن منھ بوش کا
کس غضب کی رفتنی دیتا تھا شکوا ہی مری
اب وہان زخم بھی منھ ہوگیا مینوش کا
نالۂ بلبل سنا کرتا ہون مین آٹھون پہر
غیر ممکن ہی سنبھلنا خاطر پرجوش کا
پھر سبو ابلے جھلکے شیشے ہوے لبریز جام
بھول جاتا ہی بشر سامان ذوق و ہوش کا
بھنائے بھی ہوا کرتی ہین اکثر نشتین
خم اٹھا پھر دیکھنا دل مجھ سے دریا نوش کا

مین تو کیا ہون کاروان کے کاروان نکلے ہین سر | بندہ لاکھون کو کریگا آج بندہ گوش کا | منجر رکھتا ہی مجکو جوش وحشت ای نسیم
بدمین گذرین نہین رکھتا تعلق ہوش کا

جو اس طلسم صندل مین عجب طرح کا ہنگامہ برپا ہے زمین سے غبار زرو اٹھنے لگے صاف ظاہر ہوا کہ یونڈلے بھی کسی کے اقبال کو اُٹھے ہین جس تخت پر اسد و عمرو کو سوار کیا تھا وہ بھی چلتے چلتے رک گیا ہر چند کہ قیام جادو و مقیم جادو دونون سحر کرتے ہین تخت آگے نہین بڑھتا ساتھ والے انکے جھومنے لگے کہ آسمان سے نعرہ ہوا نسیم ملکہ بہار جادو خبردار ہمارے آقاے نامدار کو لیکر اُڑ گئے نہ بڑھنا کنیز انکی آ پہونچی ملکہ گوہر جادو نے دیکھا کہ قیام جادو و مقیم جادو اُلٹے پھر پڑے گرد ملکہ گوہر جادو نے جھپٹ کر قیدیون کو سنبھالا قیام و مقیم کے ہوش و حواس درست نہ رہے ساتھ والے اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے کوئی کہتا ہی ای ملکہ ہم تیرے گلشن جمال کے گلچین ہین مدت کے عاشق زار ہین

نرگس شہلا کے بیمار ہین منظم
کسی نے آپ کو دیکھا نہو گا
کوئی ہم سا بھی بے پروانہ ہوگا
کہ اس سنہ مین بصیرت نہو گا
وہان کیا آپ کا چرچا نہ ہوگا
نہ سمجھو یہ کہ کچھ سمجھا نہ ہوگا

زمانہ مین کوئی ایسا نہو گا
اُٹھاتا ہی ندامت کسلیے تو
کہے دیتی ہین یہ نیچی نگاہین
قیامت جب گذشتہ کہین وہ ہم بجر
نئی دھمکی ہی یہ تو بندہ پرور
نسیم اب انکی باتون پر نجا

جو تیرے حسن پر شیدا نہو گا
یہ درد ہیچارہ گر اچھا نہو گا
کہ بالاے زمین کیا کیا ہوگا
کنار قبر مین تنہا نہ ہوگا
نہ دوگے دل تو پھر اچھا نہو گا
بھلا کل وعدہ فردا نہ ہوگا

ازل سے ہی یہی عہد وفا بھی
ہزارون مرگئے لیکن نہ دیکھا
وہ جس رستے سے نکلے دیکھ لینا
اگر خادم کوئی جنت مین پہنچا
بنا کر حضرت واعظ کو نہ ہم

آپسین ملازمان قیام و مقیم لڑنے لگے گوہر جادو کی آبرو پر بنی بہ قول شخصے یہ تو موتی کی آب ہی سراسر سلسلہ پیچ و تاب ہی صندلان صندلی پوش قید مین یہ سب دیکھ رہا ہی اسد غازی کا تخت یا تو بلند ہو گیا تھا یا زمین پر قائم ہوا ملازمان قیام جادو و مقیم جادو دیوانہ وار وحشی مثال گریبان چاک چہرے پر خاک سحر بہار کی تاثیر کافرون کے قتل کی تدبیر بھولے ہوے اپنے کو بھولے ہوے اب زمین پر تو یہ ہنگامہ ہی مگر ملکہ بہار جادو آسمان پر ظاہر ہوئی ملازمون کے قلب تو الٹ دیے یہان کے حال سے آگاہ تھی کہ مقدمۂ طلسم ہی ورنہ اسکی بھی تدبیر کرتی چاہا کہ زمین پر گردن اسد غازی و خواجہ عمرو کو چھڑا دون وہ پریزاد جسکے ہاتھ مین طبق مروارید ہی اُسنے بہار پر نگاہ ڈالی اور مسکرائی غنچہ دہن کھلا ابر مروارید مین تلاطم پیدا ہوا کہ موتی برسنے لگے ملکہ بہار دفع سحر کرتی ہی موتیون کا توڑتا بیکار آبرو بچانا دشوار یہ گوہر صدف بحر حسن و جمال بصد جاہ و جلال اُس پریزاد پر جا پڑی ملکہ بہار تو تعلیم کردہ افراسیاب جادو ہی سمجھ گئی کہ یہ سحر اس صاحب علامت کا ہی اسد غازی کا رہا ہونا دشوار گلدستہ کا دشمن محض بیکار کئی گلدستے بڑھکر اُس ملعونہ پر مارے مگر مطلق تاثیر نہوئی وہ پریزاد ہر مرتبہ ہنستی ہی ہنس ہنس کے

سحر دفع کرتی ہی ملکہ بہار کا غصہ بڑھتا جاتا ہی مگر زور نہین چلتا جب ملکہ بہار خوب سحر کرچکی تب
اُس پریزاد نے ابر پر نگاہ ڈالی تڑاقا ہوا وہ ابر پھٹا کچھ دھوان نکلا اُس دھوین کو دیکھکر بدن
سے چنگاریان نکلنے لگین معلوم ہوا کہ استخوان جل جائینگے آہ کا نعرہ مُنھ سے ملکہ بہار کے نکلا رنگ رو متغیر
ہوا ہاتھ پانؤن پھولے سحر فراموش ہاتھ پانؤن مین رعشہ حجاب سے پیشانی پر پسینہ قریب تھا کہ لڑکھڑا کر
زمین پر گرے کہ دوسری جانب سے نعرہ ہوا منم باغبان قدرت آتے ہی باغبان نے بہار کو
سنبھالا چاہا کہ لے نکلون اس پریزاد نے وہی لکہ ابر سیاہ جو سر پر سایہ فگن ہی شاید اُسمین کوئی ساحر
پرفن ہی اشارہ کیا کچھ شعلے اُسی ابر سے نکلے بھڑکتے ہوے سامنے باغبان کے آگئے یہ جوان شیر دل بھی
مبہوت ہوا سحر کرتے کرتے سکوت ہوا قریب تھا کہ زمین پر گرے کہ آسمان سے برق چمکی رعد و برق مان بیٹے
دونون آکر پہونچے رعد نے باغبان و بہار کو سنبھالا برق تڑپ کے گرنے لگی اُس پریزاد نے ہنس ہنس
کے برق کو بھی بیکار کیا برق لامع تڑپکر گری ابر مرواریدی کے ٹکڑے ٹکڑے اُڑا دیے ابر کو توڑ کر
جب قریب پریزاد کے پہونچی چاہا تڑپکر گردن اسکے بھی دو ٹکڑے کرون اُسنے طبق کو گردش دی
مروارید بے بہا ٹوٹ کر برق لامع پر گرا یہ بھی بیکار ہوئی قریب تھا کہ یہ سب کے سب زمین پر گرین
کہ آسمان نعرہ ہوا کہ منم ملکہ مجلس جادو سب نے دیکھا مجلس جادو گُرتا آب ردان کا پہنے ہوے مرکب
کشتی پر سوار نیچہ گلی ہاتھ مین آتے ہی نعرہ کرکے گری نیچہ گلی طبق زرین پر مارا مروارید بے بہا ٹوٹ کر
مجلس جادو پر گرے یہ بھی بیکار ہوئی قریب تھا کہ سب سرداران ندکور بیکار ہوکر زمین پر گرین ہاتھ
پانؤن ٹوٹین خواجہ عمر نے جو یہ حال اپنے سرداران نامی کا دیکھا دعائین مانگنے لگے ای پروردگار
آج لشکر اسلام پر یہ بلا نازل ہوئی بہار و باغبان وغیرہ قتل ہوتے ہین اس آفت سے ان سب کو
بچالے اسد نامدار بھی بیقرار ہوگیا صندلان صندلی پوش برق لامع کی جرأت دیکھ کر
تڑپ گیا عظیم و شان بہار دیکھکر روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی تھی جب بہار جادو مبتلائے
بلا ہوئی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا بے اختیار پکا اُٹھا پروردگار ان سب کو بچالے بیتاب ہوکر ان
سب کا دعا کرنا کہ دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا صحرا مین روشنی ہوئی ابر سیاہ وسط سما پر لہرایا
ابر فوراً شق ہوا چودھوین رات کا چاند یعنی بدر کامل اُس ابر تیرہ تار سے ظاہر ہوا اب عکس ماہ کامل
طبق مرواریدی پر پڑا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ایک مروارید ٹوٹ کر ماہ تابان پر پڑا دو ٹکڑے ہوگئے اب
سب نے دیکھا کہ دختر کوکب صف شکن ملکہ بران شمشیر زن بصد سطوت و صولت لڑنے لگین
سحر کرنے لگین اُس پریزاد نے بھی ایسے ایسے سحر کیے قریب تھا کہ ملکہ بران قتل ہون ملکہ بران شمشیر زن

نے جوڑے سے اپنے اختر مروارید نکالا اُسکا عکس ڈالا کئی مرتبہ سحر دفع کیا جب ملکہ بران نے ابر مرواریدی کو توڑا طلبت کے ٹکڑے اُڑا دیئے اسوقت اُس پر نیراد نے اپنے مقام پر سے جنبش کی تلوار کھینچکر ملکہ بران پر جا پڑی قریب آکے ہاتھ مارا ملکہ بران نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا نتیجہ اُس پر نیراد کا پڑا سپر کٹی سر ملکہ بران کا زخمی ہوا اجتو یہ ملعونہ برس پڑی کئی زخم ملکہ بران نے کھائے ہر مرتبہ وہ پر نیراد چاہتی ہی کہ لپیٹ جاوٴن ملکہ بران شمشیر زن سحر کررہی ہین اپنے کو بچاتی ہین مگر قیامت کا ہنگامہ ہی دونون مین تیغہ چل رہا ہی آخر کو ملکہ بران نے جب دیکھا کہ اُسکے ہاتھ سے رہائی میری بہت دشوار ہی اختر مروارید جھلا کر کھینچ مارا سینہ پر اس پر نیراد کے پڑا پشت کو توڑ کر پار گذر گیا اندھیرا چھا گیا آندھی سیاہ اُٹھی برف باری سنگباری ہونے لگی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من مرئخ جادو صاحب علامت طلسم صندل بود افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم پھر کامل اندھیرا رہا سرداران نامی وگرامی ملکہ بہار و باغبان و بران وغیرہ لشکر قیام جادو مقیم جادو پر آ پڑے سب سے پہلے خواجہ عمرو کو ملکہ بران شمشیر زن نے رہا کیا خواجہ اُٹھتے اُٹھتے گلیم اوڑھ کر غائب ہوئے ہنگامہ مین لوٹ شروع کردی ملکہ بہار لڑتے لڑتے قریب اسد نامدار پہونچی سحر سے رہا کیا قیام و مقیم نے ہر چند چاہا ملکہ بہار و باغبان کو تا بہ طلسم کشانہ آنے دین لیکن باغبان رستم وقت یہ شاہزادی شمشیر زن کب کسی بیچارے کے روکے سے رکتی ہی گلدستہ چل رہا ہی اسد شیر دل کو مرکب پر سوار کر لیا اسد کا بھی نعرہ ہوا نعرہ اسد

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ	پدرم دل شیر و حیرم پلنگ	شہنشاہ نام آورد کاوران	اسد شیر دل ابن صاحبقران

اسد غازی نے رہا ہوتے ہی ہمراہیان صندلان کو چھڑانا شروع کیا قریب آکر صندلان کے خود بخود صندلان کی ہتھکڑی کاٹی یہ قدمون سے لپٹ گیا اور کہا اے آقائے نامدار اپنے کو ساحران غدار سے بچایئے ہنگامۂ سحر و ساحری گرم ہی اسد غازی نے اپنا مرکب صندلان کے سامنے کیا صندلان بھی پشت مرکب پر سوار ہوا لیکن اسد غازی نہنگانہ دریائے فوج ساحران مین ڈوبے ہوئے لڑ رہے ہین ملکہ بران نے قیامتین برپا کردین باغبان نے لڑ بھڑ کے قیام و مقیم جادو کو گرفتار کر لیا ملکہ گوہر جادو لڑ رہی ہی بہار نے کہا دیکھو مین اسکو تنکے چنوائے مارتی ہون یہ سنکر صندلان صندلی پوش رونے لگا اسد غازی سے بڑھکر عرض کی حضور مجکو گوہر جادو کا بڑا خیال ہی کہ میری عاشق صادق یار موافق ہی انتہا کی خدمتگذاری کرتی تھی مسلمان ہونا اُسکو ناگوار ہوا اسوجہ سے یہ بدعت کی اسد غازی نے بڑھکر ملکہ بہار سے کہا کہ صندلان صندلی پوش واسطے ملکہ گوہر جادو کے بہت بیتاب ہی جہانتک ہوسکے اُسکو گرفتار کرلو جملہ سردارون نے قبول کیا بہار و باغبان نے گوہر جادو کو بیہوش کیا زبان مین سوزن تہ یا ساتھ والون نے صدائے الامان الامان بلند کی بلکہ بران شمشیر زن نے تلوار کو نیام انتقام مین رکھا سب کو منع کیا اسد نامدار آگے خواجہ عمرو ہمراہ بارگاہ مین آکر جلوہ فرما ہوئے ملکہ گوہر جادو کو ہوشیار کیا

صندلان نے اُٹھاکر سمجھایا کہا اے ملکہ عالم تم نے قدرت پروردگار کو دیکھا چشم زدن مین کیا ہوا سرداران تہمتن و جان نثاران صف شکن کیا وقت پر آئے مریخ جادو کا قتل ہونا کیا آسان تھا ماشاء اللہ ملکہ بران نے کس زور شور سے قتل کیا کیا کمال دکھایا لات و منات پر لعنت کرو اطاعت دین اسلام وملت بیضا قبول کرو گوہر جادو اس طور کو دیکھکر خود وجد مین تھی اشارہ کیا خواجہ عمرو نے زبان سے سوزن نکال لیا گوہر جادو اسد غازی کے قدمون سے لپٹ گئی اسد غازی نے دست حق پرست پشت پر رکھا ملکہ گوہر جادو صدق دل سے مطیع الاسلام ہوئی اسی وقت انتظام لشکر ظفر اثر کرنے لگی اسباب عیش ونشاط مہیا ہوا سردارون نے خواجہ عمرو سے تمام کیفیت دریافت کی عمرو نے سب حال ظاہر کیا کہا کہ مین نے افراسیاب جادو سے حیرت بنکر حال لوح دریافت کیا تا بہ طلسم صندل پروردگار عالم نے پہونچایا کیون اے ملکہ گوہر جادو اب طلسم صندل مین داخل ہونے کی کیا صورت ہے عرض کی مین حوالی طلسم کی منتظم ہون مجھے حال طلسم کا نہین معلوم یہ بزرگون سے دریافت کیا کہ لوح طلسم صندل معدوم ہے یا نہین کنیز کو اس مقدمہ مین بالکل دخل نہین ہے ملکہ بران شمشیر زن نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری ہم لوگون نے راستہ اسطرف آنے کا دریافت کر لیا جوقت کوئی آپ کے دشمنون پر سختی ہوگی فوراً اپنے کو پہونچائینگے جو آپ کے مذہب کا قاعدہ ہے اسی طرح اسد غازی کو برائے عبادت حکم دیجیے اپنے مالک حقیقی رب حقیقی سے رجوع کرین کیفیت لوح طلسم دریافت ہوگی قبلہ وکعبہ نے بھی بعد آداب وتسلیمات عرض کیا ہے اول طلسم کشا کو مناسب ہے کہ لوح طلسم صندل کی تلاش کرین تب فتح مرحلہ جات کی تدبیر ہوگی مگر یہ بھی عرض کیا کہ اول سامان قتل صندل جادو مہیا ہو لوح طلسم سے صندل جادو قتل نہوگی خواجہ عمرو نے کہا اے ملکہ بران لوح سے سب مشکل آسان ہوتی ہے ملکہ بران نے جواب یا جو قبلہ وکعبہ نے کہا مین نے عرض کی آیندہ جو مناسب وقت ہو اب آپ عبادتخانہ تو آراستہ کرائیے ہملوگون کا زیادہ ٹھہرنا بہتر نہین ہے ملکہ بہار و باغبان نے بھی کہا ملکہ مہرخ وغیرہ لشکر مین منتشر ہین اپنے کو جلد وہان پہونچائیے ایسا نہو افراسیاب جادو انکی تدبیر کرے یہ کہکر باغبان وبہار وبران وغیرہ سب اُٹھے اسد غازی سے قدمبوس ہوکر تخت پر سوار ہوے آمادہ قطع منازل صحرا ے پرخار ہوے یہ سب سردار ہمراہ ہوکر جاتے ہین ذکر انکا دقت پر تحریر ہوگا بعد جانے ان سرداران مذکور کے ملکہ گوہر جادو نے خدمت مین خواجہ عمرو کے عرض کی اے شہنشاہ اوج عیاری اب آپ بھی طلسم کشا کو لیکر نکلجائیے فکر حصول لوح مین مصروف ہوجیے مین جاکر اپنے کو کسی مقام محفوظ پر مخفی کرونگی جسوقت آپ کو لوح وغیرہ دستیاب ہوگی ہم خدمت مین حاضر ہونگے اپنے کو آپکی خدمت مین پہونچائینگے اب اسجا چشم سے یہان ٹھہرنا بہتر نہین ہے ایسا نہو کہ صندل جادو کو خبر ہوجاے مشقت آپکی ضائع ہو صندل جادو سے لڑنا بہت دشوار ہے ساحرہ قدیم جہاندیدہ گرم وسرد عالم چشیدہ انتظام سلطنت پر ایسا ناز ہے کہ مشہور کیا کہ ملکہ

صندل جادو کی موت کسی چیز سے نہین ہی خواجہ عمرو نے کہا سب سامان پروردگار مہیا کریگا اسی وقت خواجہ عمرو نے ہاتھ اسد غازی کا تھاما کہا اے نور نظر کسی گوشہ عافیت مین چلکر رب اکبر سے رجوع کرو الٰہی تابہ دربند پھر وہاں جانا ہی اصل لوح طلسم ہوش ربا کا پتا لگانا ہی ابھی برائے لوح طلسم صندل یہ دردِ سر اس منزل سخت و صعب مین پڑا چکر ہوا ملکہ گوہر جادو تو اسی وقت بارگاہ مین غیرہ لدوا کر طرف صحرا کے روانہ ہوئی صندلان صندلی پوش کو اپنے ہمراہ لیگئی خواجہ عمرو مع اسد نامور ایک صحرائے سبزہ زار مین آکر پہونچے سامنے ایک درہ کوہ فلک شکوہ ہی عمرو نے اسد نامدار سے تاکید کی کہ اے نور نظر و اے شیر بیشہ جرات و ہمت اپنے بے نیاز کارساز سے رجوع کرو دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی اسد نامور تو اُس درہ کوہ پر بیٹھکر مصروف عبادت ہوئے دیکھیے پردۂ غیب سے انکو کیا ہدایت ہو خواجہ عمرو کنارے صحرا مین جاکر ٹھہرے اسد غازی بصد خضوع و خشوع درہ کوہ مین مصروف عبادت رب بے نیاز ہوے انکو اس حال مین چھوڑ کر دو وقت پر ذکر انکا تحریر ہوگا۔

دو کلمہ داستان ملکہ بہار و باغبان وغیرہ کہ خواجہ عمرو سے رخصت ہو کر طرف لشکر اسلام کے جاتے ہین بیان ہوتے ہین نظم

فزون چمن سے بہار آج یار راہ مین ہی — سکون راحت صبر و قرار راہ مین ہی
سحر سے شور یہی بار بار راہ مین ہی — ہوائے دور ہیئے خوشگوار راہ مین ہی
خزان چمن سے ہی جاتی بہار راہ مین ہی

ہزارون گل ہین نہین ایک خار راہ مین ہی — دو چند باغ جہان سے بہار راہ مین ہی
غریب ہو آدمی اب بیکار راہ مین ہے — گدا نواز کوئی شہسوار راہ مین ہی
بلند آج نہایت غبار راہ مین ہی

ہین اُسکو دیکھ کے بیہوش یوسف و عیسی — خجل ہین روئے منور سے اُسکے حور و پری
ابھی سے جان تصدق ہی اُسیر ہر اک کی — شباب تک نہین پہونچا ہی عالم طفلی
ہنوز حسن جوانی یار راہ مین ہی

بشر کو خوب ہی تدبیر اوج پستی مین — رکھے تمیز ثواب و عذاب مستی مین
ضرور چاہیے صحرا کا خوف بستی مین — عدم کے کوچ کی لازم ہی فکر ہستی مین
نہ کوئی شہر نہ کوئی دیار راہ مین ہی

مسافرون کو سفر مین خیال راہ ہی شرط — رفیق یکدل و یکرنگ خیرخواہ ہی شرط
ہر ایک کام مین انجام پہ نگاہ ہی شرط — طریق عشق مین ای دل عصائے آہ ہی شرط

کہین چڑھاؤ کسی جا اُتار راہ مین ہی

حسین ہین حور ہین خورشید ہین ترے رخسار　　ہلال برق ہی اعجاز ہی تیری رفتار
جلاتا مردے ہی تو دمبدم ہزار ہزار　　جگہ ہی جسم کی اسکو بھی ایک ٹھوکر مار

شہید ناز کا تیرے مزار راہ مین ہی

نہ فکر کھانے کی اُسکو نہ آب کی خواہش　　نہ زینت اُسکو ہی منظور اور نہ آرایش
قدم قدم پہ ہی تیز نگی اُسکی افزایش　　سمند عمر کو اللہ رے شوق آسا کش

عنان گسستہ و بے اختیار راہ مین ہی

یہ راہ سخت ہی اسمین ہزار ہین کھٹکے　　یہ مجھ سے کہتے ہین جتنے ہین ہمنشین میرے
جواب مین یہی کہتا ہون مین تو اُن سب سے　　نہ بدرقہ ہی نہ کوئی رفیق ساتھ اپنے

فقط عنایت پروردگار راہ مین ہی

کمال دھوپ پڑی دو پہر ہی گرمی کی　　زیادہ لو وہ بھی ہی دو پہر ہی گرمی کی
زمین ہی آگ ابھی دو پہر ہی گرمی کی　　نہ جائین آپ ابھی دو پہر ہی گرمی کی

بہت سی گرد وبہت سا غبار راہ مین ہے

یہ راہ وہ ہی کہ بد اسمین ہی سبھی کا ساتھ　　جگر کا اشک کا نالے کا دل کا جی کا ساتھ
نہ ہمکو چاہیے اب خضر سے نبی کا ساتھ　　تلاش یار مین کیا ڈھونڈھیے کسی کا ساتھ

ہمارا سایہ ہمین ناگوار راہ مین ہی

ہزار رنج اُٹھاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے　　نہین وہ جاتا ہی آتا ہی ساتھ ساتھ اپنے
ہر اک کی ٹھوکرین کھاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے　　جنون مین خاک اُڑاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے

شریک حال ہمارا غبار راہ مین ہی

سفر جو کرنے مین آتا ہی دل مین یہ تیرے　　رفیق ہی نہ ملازم ہین اور نہ ہین ڈیرے
خیال خام یہ ہی ہمنشین تجھے گھیرے　　سفر ہی شرط مسافر نواز بہتیرے

ہزار ہا شجر سایہ دار راہ مین ہی

افراسیاب جادو باغ سیب مین داخل ہی تحریر کرچکا ہون کہ جب مفصل اُسکو معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو نے صورت حیرت جادو کی بنکر مجھسے حال لوح طلسمی دریافت کیا اور برائے تلاش لوح روانہ ہو گیا افراسیاب جادو نے کلنگ جادو کو نامہ دیکر روانہ کیا تھا اُسکو راہ مین عمرو نے مارا افراسیاب جادو نے بروقت

روانہ کرنے کلنگ جادو کے اُسکے ہاتھ سے ایک گلدستہ سحر بنوا کر اسواسطے رکھ لیا تھا کہ اگر اسپر کوئی اُفتاد پڑے
ہمکو فوراً معلوم ہو جائے جب افراسیاب جادو کو رقعہ جمشیدی سے دریافت ہوا کہ عمرو عیار اسد نامدار کو
لیکر تابہ طلسم صندل پہونچا اور رقعہ جمشیدی سے یہ بھی دریافت ہوا کہ بران وغیرہ برائے مدد بیچین مرپیچ
جادو صاحب علامت طلسم صندل کو مارا اور سرداران مذکور جو حوالی طلسم صندل سے واپس ہوے اور فلان کا ہ سے
آتے ہین بہت جھلایا قبضہ پہ ہاتھ ڈالکے اُٹھا یہ کہتا ہوا کہ بران وغیرہ کی قضا دامنگیر ہی آج ایک کو زندہ
نہ چھوڑونگا اسد غازی کی مدد کرکے پلٹے ہین اب مابدولت کے ہاتھ سے بچکر کہان جائینگے ہر چند وزرا نے منع کیا
اور کہا کہ شہنشاہ تکلیف نہ فرمائین غلامان جانباز حاضر ہین جسجس باغی کو حکم دیجیے فوراً گرفتار کر لائین اگر
حکم ہو سر حاضر کرین افراسیاب جادو نے کہا اس سر سے کوئی آگاہ نہین دختر کوکب ایسی نہین ہی کہ
نرگس کے روکے سے رُک جائے یہ وہی ہی جسنے دریاے خون روان کو خشک کیا پل پر یزادان کو توڑا اُسکے سبب سے
مابدولت نے کیا کیا رنج و ملال نہین اُٹھائے مگر آج اُسکی قضا آئی ہی یون بیفکر چلی آتی ہی کہ کوئی آگاہ نہ ہوگا
مابدولت کو بیٹھے بیٹھے کیفیت کل طلسم دریافت ہو سکتی ہی اور عمرو جو فکر لوح مین گیا ہی سراسر اُسکی حماقت ہی
ہین نے سب کچھ اُس سے کہدیا غنیمت ہی سامری جمشید کا جوامر اصلی تھا وہ نہین بیان کیا لوح کا ملنا دشوار
ہی مگر ساربان زادہ بڑا مکار ہی طلسم صندل پر اُسکی قضا اُسکو لیگئی ہی صندل جادو ہماری قوت بازو نامی
و ناموراُسپر کوئی دست انداز نہین ہو سکتا اکیلی لاکھون سے لڑ سکتی ہی لوح طلسم صندل بھی ملنا غیر ممکن اب تو
ہین جا کر بہار وغیرہ کی خدمت کر دون بعد اُسکے مقدمہ اسد مین بھی دیکھا جائیگا صندل جادو اُنکا درد
سر کھونے کو کیا کم ہی یہ کہکے افراسیاب جادو اُٹھا باغ سیب کے باہر آیا سحر سے ایک مرکب تیار کر کے اُڑتا ہوا
جستجوئے بہار وغیرہ مین چلا عجائب و غرائب اپنے دکھاتا ہوا مرکب چمکاتا ہوا اگر کوئی کوہ فلک شکوہ راہ مین
ملا مرکب کو پیچھے ہٹا کر ایڑی جمائی مرکب کو اشارہ کیا مرکب کوہ کو خرا گیا ٹاپ ماردی پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اگر نخل
دکھائی دیا ہاتھ سے اشارہ کیا نخل کے دو ٹکڑے ہوے سطح نخل ہاے تر و تازہ قلم کرتا ہوا جاتا ہی سبزہ صحرا کا
پامال غصہ مین چہرہ لال دس بیس کوس راستہ طی کر کے ایک مقام پر آکے افراسیاب جادو ٹھہرا سوچ رہا ہی
کہ مسلمان کدھر سے آئینگے کہ یکایک ایک ابر سبز افراسیاب کو معلوم ہوا حیران ہوا کہ یہ ابر سبز کیسا ہی یا تیری
آنکھون مین سرسون پھولی سبز بختی بھولی یا بموجب مثل ساون کے اندھے کو ہرا ہی ہرا معلوم ہوتا ہی بنگاہ
غور دیکھا زیر ابر ہر ہر ادہا طائر زمزمہ سرا پرے سے پر ملائے ہوے زیر ابر زمزمہ سرائی مین مصروف ہین ایک نہر کلان
جوش بہار تی ہوئی نمایان ہوئی اب جو افراسیاب جادو نے بہ نگاہ غور دیکھا تخت زبرجدی پر ایک ساحر
نحیف و ضعیف باریش سفید تاج یاقوت احمر سر پر اگرچہ چند کنیزان خوش رو جام و سبو لیے حاضر ہین وہ تخت

زیرابر چرخ مار رہا ہی اب جو بہ نگاہ غور افراسیاب نے دیکھا اپنے اُستاد والانژاد خضران سبز پوش صحرانشین کو بیٹھا تا بڑھکر سلام کیا خضران نے جو افراسیاب کو آتے دیکھا فوراً تخت سے کود پڑا پکارتا ہوا دوڑا ای نور نظر ای بادشاہ نامور فخر جمشید وسامری ای زینت محفل افسونگری اسوقت یکہ وتنہا اس مقام پر کیونکر آنے کا اتفاق ہوا پسینے پسینے ہو رہے ہو کوئی ملازم نمکخوار ہمراہ رکاب سعادت انتساب کیون نہ آیا افراسیاب جادو نے کہا اُستاد کیا عرض کرون ایک ضرورت سے آیا ہون خضران نے اُسی وقت بارگاہ استاد گرامی افراسیاب جادو کو بارگاہ مین لے کر آیا دنگل زرین پر جگہ دی نازنینان پریچہرہ کو اشارہ کیا جام مئے گلنار لیکر فوراً حاضر ہوئین جب دو چار جام افراسیاب جادو نے پیے خضران نے زبان ساتھ تسکین کے کھولی اور کہا افراسیاب ایسی کون سی ضرورت تھی جو تو یکہ وتنہا آیا ما بدولت سے بیان کر افراسیاب جادو نے کہا اُستاد حالات آپ نے سُنے ہونگے لونڈیان غلام میرے مجھ سے بگڑ گئے ذرا سی غفلت مین اسد غازی گنبد نور سے رہا ہوگیا ساربان زادے نے عیاری کرکے حال لوح دریافت کیا طرف طلسم صندل کے روانہ ہوا ملکہ بہار و باغبان وغیرہ باغی ہوے آتے ہین اُنکی فکر مین نکلا ہون کہ آج سب کو گرفتار کرون خترکوکب بران شمشیرزن بھی ہمراہ ہی سب سے زیادہ مجھے اُس گیسو بریدہ کی فکر ہی اُسنے بڑے بڑے صدمے پہونچائے ہین لیکن اس بات کا مجکو خیال ہی کہ یہ سب روح رہان طلسم ہوش رُبا ہین اگر ذرا بھی آگاہ ہوجائینگے دست اندازی انپر دشوار ہوگی اسی خیال مین آکر یہان ٹھہرا ہون اسی راستے سے انکا گذر ہوگا خضران سبز پوش نے کہا ای افراسیاب جادو حقیقت مین جن سردارون کا تونے نام لیا یعنے باغبان وبہار وغیرہ انکے سحر سے زمین تھراتی ہی لیکن ہم بہت آسانی سے انکو گرفتار کرلینگے اے فرزند تونے آج تک ما بدولت کو اطلاع نہ کی ورنہ لڑائی طول نہ کھینچتی افراسیاب جادو نے کہا اُستاد آپ نے سنا ہوگا استاد کلان فخر ظلماتی پہلونشین سامری کہ جسکا پردہ ظلمات سے طلسم باطن تک شامل نہین ہی ہاتھ سے اہل اسلام کے مارے گئے حمزہ صاحب اسم اعظم بڑا محترم ومحتشم ہی اسکا خیال نہ کیا کل لشکر کو سحر مین پھنسا لیا اگر قصد کرتے سد باب اسم اعظم اُسکے نزدیک کتنی بڑی بات تھی لیکن ایسا دھوکا کھایا ہاتھ سے حمزہ کے مارے گئے ایسے اپنے جلیل القدر قتل ہوے کہ آبروے طلسم ہوش ربا باقی نہ رہی خضران صحرانشین نے کہا ای نور نظر فخر ظلماتی کیا تھا کہ تاریک شکل کش نے اپنا داماد بناکر اسکو فخر دیا اُسنے جابجا اندھیر مچایا ہر ایک سے کہتا پھرتا تھا مین استادون کا اُستاد ہون بلکہ تاریک شکل کش کا داماد ہون اس غرور نے اُسکو پامال کرایا ای افراسیاب

شجر بارور کو جھکنا چاہیے جب سرکشی کریگا خفاے تیز اُٹھائیگا آج تو تماشا سحر کا دیکھنا ملکہ بران شمشیر زن کو اپنے کمال پر بڑا دعویٰ ہی یون پھنسے کہ جیسے دام مین جانور کو صیاد پھنساتا ہی جنکے تونے نام لیے ان سب مین بران صاحب لیاقت ہی لیکن ماہ بدولت کے سامنے کیا حقیقت ہی اگر کوکب روشن ضمیر ماہ بدولت کے مقابلہ مین آئے تو یکدم بھاگ جائے مین اُسکی کیا حقیقت جانتا ہون وہ چھوکری کیا ہی ایک اشارہ اُسکے واسطے کافی ہی یہ باتین کرتا ہوا افراسیاب جادو کو ساتھ لیکر ایک صحراے سبزہ زار مین وہ سبز قدم آیا کوس بھر کے گرد مین ایک حصار کیا کھڑا ہو کر پڑھنے لگا ایک غبار بلند ہوا ابر تیرہ و تار چھا گیا برقین تڑپ کے اُس مقام پر گرنے لگین افراسیاب جادو کا ہاتھ تھام لیا ایک گوشہ مین ٹھہرا یا کہا اب تماشا دیکھو باغی آتے ہی سزا پائین دام موج رگ گل مین گرفتار ہو جائینگے ایک ایک نخل انکے واسطے اژدہ جانگزا اس باغ کی بہار ہی ایک ایک پھول آنکھین نکالے گا رنگ گل شرارۂ آتش بنجائیگا ہوا بیابان کی تیر دلدوز ہر چمن آتش پر سوز یہ کہکر افراسیاب جادو کو لیکر ایک کنارے بیٹھا انتظار آمد ملکہ بران مین مصروف یہان تو خضران سبزہ پوش صحرا نشین نے یہ دام مکر پھیلایا یعنی باغ سحر بنایا لیکن ملکہ بران شمشیر زن و باغبان صف شکن و بہار رنگین غدار وغیرہ تخت پر چلی تھین صحراے خارستان ملے چشمۂ آب روان ان منزلون مین نایاب کانٹون کے جنگل اس منزل پرخار کے مسافر مضمحل راہ خطرناک جادہ منزل آتشناک ہوائین مختلف فصل گرمی کی دھوپ پڑ رہی ہی چہرے کملا گئے ہر ایک کو یہی خواہش ہی کہ کوئی مقام فرحت افزا ملے چند ساعت وہان ٹھہرین دل کو تسکین دین ناگاہ دور سے ایک باغ پر بہار پر نگاہ پڑی سرسبز و شاداب ہر چمن نایاب بار اشمار سے شاخین جھوم رہی ہین طائر زمزمہ سرا گلشن فرح افزا نظم

کسی تختے مین لالۂ داغدار
کسی جا پہ نرگس کے گل ہوشیار
کسی جا پہ سوسن کہین ہے بیلے
مسلسل وہ سنبل کا عالم جدا
نبی اس صفائی سے چوپڑ کی نہر
اُگا تھا لب جو ہر اک سرو وان
کہین بگلے بیٹھے کہین اڑتے مور
چمن مین کوئی پھول جنتی پھرے
ہر اک رنگ کی پہنے پوشاک وہ

کسی جا گل اشرفی کی بہار
کسی جا پہ صد برگ کی وہ بہار
ہر اک رنگ مین آئی قدرت کھیل
کہ مصداق ہنر زلف محبوب کا
کہ دیکھے سے آئے جوانی کی لہر
کھڑے خضر تھے یون آب حیوان پہ جون
چمن مین کہین ڈھونڈتے ہین چکور
کوئی کوک کوئل کی سنتی پھرے
جگت رنگ چالاک بیباک وہ

کسی جا پہ جوہی کہین کیتکی
کہین جعفری اور شببو کہین
کسی جا پہ باہم انار و بہی
روش پر پڑیان صاف آئینہ دار
کھڑے اُسپہ پانی پہ بین قرقرے
مگر دیکھے سے اُسکے بے ساختہ
لگے ہین ہر اک جا جو پھولونکے ڈھیر
مصاحب کوئی اُنمین کوئی خواص

کسی جا پہ بیلا کہین سیوتی
شگوفے کی اور چنبیلی کی بو کہین
کسی جا مقابل کھڑے سرو سہی
پڑا اسپہ منقش ہے تار تار
بطرز حریر صورت بطون کے پرے
کہین چہچہے قمری و فاختہ
وہان مالنین ہین لگاتی چنگیر
مگر اپنے عالم مین سب خاص خاص

صدہا کنیزان زرین لباس بصد جوش و خروش اس باغ جنت نظیر مین پھر رہی ہین ایک نازنین گل کی افسر تاج بے بہا سر پر حسن مین

رشک شمس و قمر دریاے جواہر مین غوطہ زن گلعذار گلپیرہن جواہر نگار کرسی پر بصد زیب و فر سمت گلشن بیخزان نگران گرد مصاحبان عالیشان ملکہ بہار نے جو یہ تماشا دیکھا ایسا باغ پر فضا نظر آیا گھبرا کر کہا او مصاحبو بانی بنائے باغ عالم نے اپنا فضل شریک حال کیا غنچۂ آرزو کھلا چلو اس باغ مین چل کر دم لین آب صاف و شفاف بھی موجود ہی سب طرح کا سامان عیش و عشرت مہیا ہی اصلی قدرت کا تماشا ہی باغبان قدرت وغیرہ تو گھبرائے ہوے راہ دور و دراز کو طی کر کے آئے تھے پیاس کی شدت دھوپ کی حدت آنکھون مین دم انتشار کا عالم سب نے کہا بہتر مگر مجلس جادو سب مین کسن بلائے روزگار ہی اسنے سر جھکا لیا کہا اے ملکہ عالم یہ باغ نیا معلوم ہوتا ہی جب ادھر آئے تھے اس باغ پُر بہار کو ندیکھا تھا یا تو نو تعمیر ہی یا ہمارے آپ کے پھنسانے کی تدبیر ہی ملکہ بہران نے غصہ مین کہا اے چھوکری تو کیون بولتی ہی تجھے کیا دخل ہی ملکہ بہار اس ملک کی واقفکار باغبان قدرت طلسم کے رازدار کیا ہمارے یہ سب لوگ دشمن ہین کہ ہمکو بلا مین پھنسا دینگے یہ ہمارے دل کو کبھی یقین نہین ہی باغبان نے کہا اگر باغ نیا یا پرانا ہوگا تو ہمارا کیا کر سکتا ہی چند عورتین یہان موجود ہین انکے بھی کان پکڑ کے اپنے ساتھ لیتے چلین گے اور ہمارا یہ کیا کر سکتی ہین باغبان نے جو اسطرح کہا اور زیادہ سبکو اطمینان ہوا جب تخت ان سحرون کا اُڑتا ہوا قریب دیوار باغ پہونچا وہ نازنین تاجدار کرسی سے برائے تعظیم اُٹھی ملکہ بہار و ملکہ بہران شمشیر زن کو جھک کے سلام کیا دست بستہ عرض کی اے ملکہ عالم آیئے تشریف لائیے کنیز کو سرفراز فرمائیے ہمتو عرصہ دراز سے حضور کی قدمبوسی کے مشتاق ہین یہ بھی اتفاق ہی کہ آپ نے ادھر قدم رنجہ فرمایا کنیز قدیم کو آپ نہین پہچانتی ہین گل اندام میرا نام ہی عرصہ دراز سے میرا قصد تھا کہ خدمت مین حاضر ہون مگر آج اختر اقبال چمکا کہ حضور کا جمال آفتاب مثال نظر آیا اسطرح خوشامد سے جو اُس نازنین مہ جبین نے کہا بار ہون سردار تخت سے اُترے اس نازنین نے بڑھکر ملکہ بہار کے قدمون کو بوسہ دیا کنیزون کو حکم ہوا جلد بارہ دری آراستہ کرو سامان عیش و نشاط مہیا ہوا استقبال کر کے سب کو لے چلی ناز کرتی ہوئی کہ آج میرے واسطے روز سعید ہی ملکہ بہار نے سرفراز فرمایا اسطرح پر استقبال کر کے پھول لٹاتی ہوئی مسکراتی ہوئی کنیزون پر تاکید کی گلدستہ ہاے گل تیار کرو ملکہ بہار کے واسطے بدھیان طرہ یہ کہ زیور گل بھی اسوقت تیار نہین ہی کنیزین بھی خوشی مین عرض کرتی ہین لونڈیان ابھی حاضر کرینگی گلدستہ ہاے گل تیار ہین اس سامان سے بڑی عظم و شان سے نازنین گل اندام ملکہ بہار وغیرہ کو لیکر بارہ دری مین آئی مسندین آراستہ کر دین ملکہ بہران و بہار وغیرہ کو بٹھلایا دست بستہ ہو کر عرض کی کہ جو کچھ ہیچہ آتش اس کنیز کو میسر ہی حاضر کرون باغبان نے کہا اے گل اندام یہ باغ تمھارے بزرگون کے وقت کا ہی یا افراسیاب نے بنوا کر مرحمت فرمایا گل اندام نے عرض کی حضور یہ باغ نو تعمیر ہی خاک

بیابان کی اکسیر پھولون مین بیابان کے تارون کی تنویر گل مہتاب رشک ماہ منیر ہے گل شہنشاہ نے حکم دیا
تھا ای گل اندام بر سر لشکر خدا پرستان لشکر کشی کرو حضور مین نے جو آپ لوگون کا نام سنا دل مین خود بخود
محبت پیدا ہوئی نام پر دین اسلام کے شیدا ہوئی ہر روز قصد کرتی تھی کہ خدمت فیض درجت مین جاؤن
مگر آب و دانہ نے نہ چاہا اب حضور کے ہمراہ جاؤنگی مدت سے مطیع اسلام ہو چکی ہون یہ جو سردارون نے
سنا ملکہ بہار پھول گئی خوشی مین آکر حکم دیا کہ میوہ خشک و تر حاضر ہو دو دو جام شراب کے بھی سب نے پیئے
جام پیکے آنکھون مین نشہ آیا جام شراب پینے کا یہ مآل ہوا آفتاب عقل کو زوال ہوا چہرون پر اُداسی
چھائی خود بخود طبیعت گھبرائی باغبان نے گھبرا کر طرف ملکہ بہار کے دیکھا ملکہ بہار نے اشارہ کنیا
باغبان کا رنگ دگرگون ہی خدا خیر کرے مجلس جادو نے کہا ہم پہلے ہی کہتے تھے ہمارا کہنا نہ مانا اس
گل اندام نے دام زلف مسلسل مین پھنسایا یاد تو کیجیے سحر فراموش ملکہ حیران نے اشارہ کیا چھوکری ہیچ
کہتی ہی ای باغبان یہان آکر کس بلا مین پھنسے اگر ہو سکے نکل چلو یہ جو آپسمین اشارے کنائے ہوئے
گل اندام قہقہہ مار کر ہنسی کہا ای دشمنان شہنشاہ طلسم ہوش ربا ای گرفتاران مجلس رنج و بلا اب اس
باغ حیرت خیز سے نکلنا دشوار کد و کاوش بیکار مصرع چون قضا آید طبیب ابلہ شود ؂ باغبان ایسا
پختہ مغز بی بیرآن اتنی کامل بی مخمور و بہار ایسی زبردست یکا یک یون پست ہون اقبال شہنشاہی
دشمنون کی تباہی شہنشاہ بھی اب آتے ہین آپ سب صاحبون کی دعوت کرینگے سب سامان مہیا ہے
افراسیاب کا قول ہی مخمور و بہار میری منظور نظر ہین اُنکی ظلم و بدعت کے ہم خوگر ہین آپ کو بھی مناسب
ہی کہ شہنشاہ سے عذر کرین خطا معاف کرا دونگی ان باتون کا گل اندام کی کون جواب دے آپسمین اشارے
کنائے ہو رہے ہین اپنی زندگی سے بیزار موت کے امیدوار بخوبی آگاہ ہو چکے ہین کہ سحر فراموش ہوا اقبال ہم سے
روپوش ہوا جلاد کا سامنا دیکھین تقدیر کیا دکھائے اُٹھنے کا قصد کرتے ہین دل بیٹھا جاتا ہی طائر ہوش پران
زلف عنبرین سراسر پریشان اس حال زار مین سب بیٹھے ہین گل اندام ہنس رہی ہے جو کنیزین خدمتگزاری
مین مصروف تھین وہ مضحکہ کرتی ہین کہ سب کو دار پر کھینچین گے ایک کہتی ہی کہ ہمارے استاد خضران سبز پوش کا
سحر ہی دو ہی جام پیے شیشۂ دل شراب عقل سے خالی ہوے اب گویا نشہ کا اُتار ہی جام شراب مرگ کا خمار ہے
ملکہ بہار حیران حیران ہر سمت دیکھتی ہی کبھی مخمور سے اشارہ کیا اری کمبخت سحر یاد کر کسی طرح سے نکل چلین مخمور کا
اشارہ ہی کہ ای بہار بڑی خرابی ہوئی مین بھی سحر بھولی تمہاری حماقت پر بھولی یہ نجانتی تھی کہ تم یہان کے
حال سے ناواقف ہو ورنہ پہلے ہی تدبیر ہوتی اب سحر اُسکا رگ و ریشہ مین تاثیر کر چکا اب رہائی ناممکن یہ
کلام ابھی تمام نہونے پایا تھا کہ سامنے سے دیکھا افراسیاب جادو تیغہ کاندھے پر رکھے ہوئے ابرو پر بل

اکڑتا ہوا ظاہر ہوا ایک جانب خضران سبز پوش صحرانشین چلا کے کہتا ہوا کیون افراسیاب جادو ہمارے سحر نایاب کی تر و تازگی دیکھی کیا باغ بنایا نہایت لطف یہ ہو کہ ملکہ بہار کو پھنسایا باغبان کو دیوانہ بنایا بی بران سرکشی بھولین دیکھیے اپنے ہوش سے باہر ہین پری مجلس کیسی خاموش بیٹھی ہین ابھی سحر یاد آئے تو ترپکے ہم پر اثر ہین مگر کیا کر سکتی ہین افراسیاب جادو نے خضران سبز پوش صحرانشین کو ان باتون کا جواب نہ دیا مخمور و بہار کو دیکھکر گھبرایا یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا آگے بڑھا اشعار

بلبل سے کرتی کب ہے عروس چمن حجاب
کب تک رہیگا دست بپاے فلک حجاب
ہر بزم مین نثار ہین پروانے شمع پر
پیری مین ہی بشر کے لیے بانکپن حجاب
حاضر نہین ہے پردہ کہ غیرت ہے اور پری
ہوتی اگر نہ چادر چرخ کہن حجاب
دیکھے آنکھ اٹھا کے یار کہ عالم شکار ہو

ہمسے ہے کسلیے تجھے اے گلبدن حجاب
حسن برہنگی کے اٹھاتے ہین مزے
عاشق کے واسطے نہین کچھ انجمن حجاب
دُنیا کا ترک بعد فنا بھی نہین حصول
رکھتا ہے تیری لاش سے مشک ختن حجاب
برسون ہے کہ عاشق خدمت گزار ہون
کیسا تجھے ہے ظالم ناوک فگن حجاب
کرنے لگی خزان سے بہار چمن حجاب

افسوس شرم باعث تسخیر ہو چکا
ہوتا نہ روح کو جو لباس بدن حجاب
کج بازیون کے لطف جوانی ہین خرچ بین
اس شرم سے ہوا ہے بشر بر کفن حجاب
بے پردہ دیکھتے ترے نور جمال کو
تجھ سے بچا ہے تجھے اے سیمتن حجاب
آخر کدورت آہی گئی اتحاد مین

یہ اشعار جو افراسیاب جادو نے پڑھے ملکہ بہار و مخمور کو بہت ناگوار ہوا سر جھکا کر کہا او بیحیا کیا بیہودہ بکتا ہے اگر قضا ہماری آچکی ہے کون بچانیوالا ہے اور اگر ایام حیات باقی ہین کون قتل کر سکتا ہے دیکھا تو نے خواجہ نے اسد نامدار کو گنبد نور سے کیونکر رہا کر لیا تو کیا کر سکا انشاء اللہ اب لوح لیکر آئینگے حال کھل جائیگا ہمارے مرنے اور قتل ہونے سے طلسم کشا کا کیا بگڑتا ہے اس طرح کے کلمات سخت سردارون نے جواب مین کہے شہنشاہ تو سر جھکا کر خاموش ہو گئے مگر خضران سبز پوش غصہ مین کانپتا ہوا آگے بڑھا کہا اے بہار و باغبان و اے ملکہ بران تم سب میرے گنہگار ہو مین اپنے حکم سے قتل کرونگا تا بکوہ عقیق اترتا ہوا جاؤنگا حمزہ کو بھی گرفتار کرکے لاؤنگا اب تو باغبان کو تاب نہ آئی کہا او مرد صحرائی کیا بیہودہ بکتا ہے مکر کرکے ہمکو سحر بھلا دیے اب کیا ناز کرتا ہے اگر سحر یاد آجائے تو تجھکو مزا چکھائین اب تیرے بس مین ہین جو ہو سکے وہ کر زبان سے کیون کہتا ہے انشاء اللہ بدلہ اسکا ہو جائیگا خضران سبز پوش صحرائی یہ کلمات سنکر بہت جھلایا ابر جو سر پر سایہ فگن تھا اسکی جانب دیکھکر اشارہ کیا وہ ابر سیاہ برسنے لگا تمام باغ آتش بار صحن چمن تیرہ و تار ہوا ملکہ بہار و باغبان وغیرہ چھپ گئے بعد عرصہ دراز کے افراسیاب جادو نے دیکھا ملکہ بہار عندلیب خوش نوا کی صورت بنگئی باغبان ایک عقاب بلند پرواز ملکہ بران شمشیر زن بصورت طوطی زرین بال اسی طرح سب بصورت جانور ہوگئے ان کو اسیر کیا

کے سر پر سایہ فگن ہوئے باغ وغیرہ تمام معدوم خضران سبزپوش نے افراسیاب سے کہا اب مین ان سبکو بیجاکر ایک صحراے ہولناک مین تبدیل کرونگا وہان سے طرف کوہ عقیق کے سفر ہو تو جاکر لشکر مہرخ کی فکر کرے ان سبکو گرفتار کرکے ایک ہی دن مین خاتمہ کیا جائے افراسیاب نے کہا استاد جسطرح آپنے ارشاد فرمایا اسی طور سے انتظام ہوگا مین ابھی جاکر ایک ساحر ایسا زبردست بلاتا ہون کہ مسلمانون کو بذلت قتل کرے پسمن استاد و شاگرد وہین خوب صلاحین ہوئین خضران نے سرداران مذکور کو جو بشکل قمری و عندلیب و ققنوس و عقاب و طوطی زرین بال تھے اسی پر متن مخفی کرلیا زیر ابر اور ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہین یہ طائر بیکس دبے پر ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی مصیبت کا مارا اپنے حال زار پر رو رہا ہے خضران تو اسیطرح سیر و شکار کرتا ہوا تخت پر سوار بشکل طائران مقیدان لشکر و دیگر طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے عیش و عشرت مین مشغول غم دین و دنیا فراموش ایک جانب روانہ ہوا افراسیاب جادو خوشی خوشی طرف لشکر حیرت کے چلا

در کلمہ داستان لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم کے بیان ہوتے ہین اشعار

یاس ہوکر کچھ دنون ہم حسرت بسمل ہوے
جو تمھارے منہ سے نکلے سب بے دلمین ہے
اسکو نیند آئی نہ اپنی آنکھ جھپکی یکدم
ہا سحر ہم انتظار عہد باطل مین رہے
خنجر قاتل کی ایذا مین اجل کی سختیان
وہ مسافر تھے کبھی گھر نہ منزل مین رہے
قہر بیجا حجت بے سود تقریر فضول
داغ ہوکر ہم کنار ماہ کامل مین ہے
ستم ناصح طعنہ احباب تکلیف فراق
اشک جو ٹپکے سر دامان ساحل مین ہے
انکے گانے کے تھے ہم مشتاق برسون سے نسیم

داغ بنکر بدتون دامان قاتل مین ہے
خاطر گل عاشقون کو تھی جو منظور مزاج
ذکر ہو کر رات بھر ارباب محفل مین ہے
کثرت تکلیف سے ہم آپ نالے ہوگئے
روح بسمل کی طرح ہر وقت مشکل مین ہے
خوب ہی سوجھی ہوا اچھا آفرین ہمکو ہو
جوش گریہ کس کے فراق مرد جاہل مین ہے
نام آزادی زبان پر آگیا تھا اسلیے
زندگی جبتک رہی کیا کیا قلق دلمین ہے
نقش کی امید نے نقشہ دگرگون کردیا
اسلیے شب بھر شیون کی بھی محفل مین ہے

اُلٹے شکوے طعنہ بیہودہ اقرار دروغ
بے اثر ہوکر اثر شور عنادل مین رہے
سادہ لوحی دیکھنا دیدہ جو ظالم نے کیا
لب پر آئے یا کبھی بیمار کے دلمین رہے
اشک ناطاقت کی صورت ہر قدم پر گر پڑے
ہم خیال یار بنکر یار کے دل مین رہے
تیرہ بختی نے بھی دکھلایا ہمین تیر فروغ
پاؤن پر سو دتون قید سلاسل مین رہے
دیدہ گریان کی عزت کسقدر دریا کی تھی
تا فراق روح و تن ہم فکر باطل مین رہے

افراسیاب جادو خضران سبزپوش سے رخصت ہوکر خوشی خوشی تخت پر سوار ہوا طرف لشکر حیرت جادو کے چلا یہان ملکہ حیرت جادو مقابلہ مین لشکر ملکہ مہرخ کے فروکش ہے مگر ہر وقت یہی خیال ہے کہ ای حیرت جادو کچھ کیفیت خواجہ عمرو و اسد کی معلوم ہوئی یقین ہے سارا بان زادہ تاج طلسم صندل ہو گیا ہو یقین ہے نامہ ضرور آئے وہان ملکہ مہرخ نے چالاک سے کہا کہ ای سرہنگ سردار ہمارے برائے مدد اسد نامدار و خواجہ عمرو

گئے ہین کچھ احوال دریافت نہوا لشکر حیرت جادو سے جاکر دریافت کیجیے اپنے جان نثارون کی خبر لیجیے چالاک بہ شکل خدمتگار بارگاہ ملکہ حیرت مین آیا نگاہ پڑی جمال جہان آرائے حیرت جادو پر کہ تخت سلطنت پر جلوہ فرما بصد ناز و ادا گرد کنیزین بیچ مین یہ ماہ تابان بصد عظم وشان چالاک چونکہ عاشق صادق ہے گلچینی گلشن جمال محبوب مین مصروف ہے کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی شہنشاہ تشریف لاتے ہین حیرت جادو واسطے استقبال کے اٹھی افراسیاب کا تخت آکر اترا حیرت جادو نے سلام کیا افراسیاب نے خوشی مین کہا ملکہ مبارک ہو دشمنون کا کام تمام کیا حیرت نے کہا مفصل ارشاد فرمائے افراسیاب نے کہا دریافت ہو جائیگا بی مہرخ نے بڑا دام مکر پھیلایا ہے لشکر مین بہار جادو و باغبان و رعد و برق لامع و محمود نہیں ہین مگر کیا انتظام ہے کہ آج تک کسی پر ثابت نہوا بدولت نے جاکر ان سبکو مار ڈالا انکی بھی فکر کرتا ہون حیرت نے ہرچند پوچھا کہ شہنشاہ کہان گرفتار کیا کس مقام پر قتل ہوئے افراسیاب نے کچھ نہ تبلایا ایک پرچہ لکھکر ہوا پر اڑا دیا تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ ایک ساحر آسمان سے ظاہر ہوا سامنے افراسیاب کے اترا ہاتھ باندھ کے عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہے افراسیاب نے کہا اے سیلان جادو ملکہ مہرخ کو مع لشکر ڈبو ڈبو کے ہلاک کر ان مقامات پر سامری و جمشید نے اسی دن کے واسطے قصور بلند و مرتفع تیار کرائے تھے کہ دشمن ہمارے اسمین رہین اور دوست جفا سہین خبردار عرصہ نہ کرنا سیلان نے عرض کی غلام جاتے ہی اس جوش خروش مین سحر کریگا کہ ایک بچ کر نہ نکلنے پائے جہاز حیات مسلمانان غرق ہو جائے افراسیاب نے کہا اے سیلان جادو بدولت سامنے آکر تمھاری جانبازی و بہادری ملاحظہ فرمائینگے یہ سنکر سیلان جادو نے دونون پانؤن زمین پر مارے غرق ہوکر غائب ہوا افراسیاب جادو تماشا دیکھنے چلا چالاک یہ خبر وحشت اثر لیکر بھاگا سامنے ملکہ مہرخ کے آیا عرض کی ای ملکہ عالم ہوشیار ہو جاؤ لشکر افراسیاب آتا ہے ملکہ مہرخ گھبراکر اٹھین جبتک باہر آئین لشکر مین تلاطم برپا ہوا ظاہر ہوتا تھا طوفان اٹھا باہر نکل کر دیکھا پانی کا جوش و خروش دریا موج مارتا ہوا چلا آتا ہے صدہا خیمے بارگاہین ڈوبین خیمے سے مثل حباب بہتے پھرتے ہین ملکہ مہرخ نے سحر کرنا شروع کیا لیکن دریا مین کمی نہین دمبدم دریائے قہار کی طغیانی ملکہ مہرخ موے کا کلکشا و ملکہ ہلال سحر افگن و خورشید زرین سحر دلزران و زلزلہ وغیرہ جانبازی مین مصروف ہین لیکن موجہ دریا کم نہین ہوتا اسوقت اہل اسلام مین صدائے فریاد بلند ہر کہ دمہ دردمند یہ جو سرداران زبردست ہین سحر کرکے اپنے کو بچاتے ہین فوج والے بیدست و پا ڈوبے جاتے ہین مالک بحر و بر کو پکار رہے ہین ناخدائے عالم سے فریاد سیلان کنارے پر کھڑا ہوا ہے کبھی ملکہ مہرخ کو

آواز دیتا ہی اے مہرخ دیکھو سامنے شہنشاہ لڑائی کو ملاحظہ فرما رہے ہین چلو تمھاری خطا معاف
کرادون تمھارے ساتھ والے بھی غرق محیط بلا ہوے سرکشی کرنے والے کیا ہوئے اب تساہل مین خرابی
ہی اب مین تامل نکرو ننگا اب کی سحر مین غرق دریاے فنا ہو جاؤ گی اس سحر جانگداز سے مہلت نپاؤ گی مہرخ
نے جواب دیا او ملعون تیری کیا طاقت ہی افراسیاب کی کیا لیاقت ہی جو ہمکو قتل کر سکے وہ جو راہ
مین ہین اُنکا بھی پروردگار نگہبان ہی یہان بھی اُسی کا احسان ہی ایسے جواب سُنکر سیلان جادو
جوش غضب مین سحر کرکے دریا کو زور دیتا ہی حقیقت مین ہزارہا بندگان خدا ڈوبے کوئی چارہ نہین ہی
اسوقت ملکہ مہرخ کو عالم یاس چہرہ اُداس اپنے بے نیازہ کارساز سے مصروف دعا سرداران خاص سے
حکم ہی جہان تک ہوسکے تم باکو بچاؤ ابتر کوئی زوال نہ آنے پائے وہ جواب دیتے ہین ملکہ عالم ہمارا سحر
جواب دیتا ہی ساتھ والے ہزارہا ڈوبے اگرچند کس بچے تو بیکار زرگ انبوہ جشنے دارد بھائی کا داغ بھائی
نہ دیکھے بڑی مشکل ہی یہ صدمہ دل سے نہ اُٹھے گا دیکھین آج کیا انجام ہوتا ہی افراسیاب کو بڑا
غصہ ہی بہار و باغبان وغیرہ کو کسی آفت مین پھنسا کے آیا ہی بہت بلبلا رہا ہی سیلان جادو ملعون
زور دون پر چڑھا ہی اطاعت کا خواہان ہی یہان جان جائے گی لیکن اب حرف اطاعت کجا کیا منھ لیکر
بیچا کے سامنے جائین رومال سے ہاتھ باندھین دستگیر عالم مددگار ہی لشکر مہرخ مین عجب تلاطم ہوش سرداران
کے گم موت کا سامنا دریاے سحر جوش پر قریب تھا کہ لشکر مہرخ اُس دریاے پُر بلا مین غرق ہو کہ آسمان
تلکہ ابر گلنار پیدا ہوا افراسیاب حیرت جادو سے باتون مین مصروف ہی کہ وہ تلکہ ابر گلنار قریب آیا
لشکر اسلام پر پہونچ کے محیط ہوا ابر سے شعلے گرنے لگے دیکھا سب نے دریا خشک ہونے لگا کچھ پانی زمین مین
جذب ہو کر غائب ہوتا ہی کچھ کنارے غار ظاہر ہوے اسمین پانی جاکر چھپتا ہی ابر گلنار کو دیکھکر دریاے
قہار رد پوش سیلان جادو کو سحر فراموش اتنی جو مہلت لشکر اسلام نے پائی سحر کرتے ہوے دوڑے سیلان جادو
گھبرایا یہ کیا ماجرا ہی ابر کیسا آکر محیط ہوا ابر سے شعلہ ہاے آتش کا تار بندھا ہوا ہی ہر مرتبہ شعلے گرتے ہین دریا
مین کمی میرے سحر مین برہمی ہو رہی ہی یکایک ابر پھٹا اُسمین سے سب نے دیکھا بیٹھی کوکب روشن ضمیر کی ملکہ
اختر بن سہیلان فیل زور شمشیر زن طاؤس زرین بال پر سوار سحر کرتی ہوئی ظاہر ہوئی زمین سے نعرہ کیا
او سیلان جادو بہتری اسمین ہی کہ اطاعت دین اسلام کر تو نے غضب کیا بہت سے مسلمانون کو مارا سب کا
خون تیری گردن پر ہی ملکہ اختر کو دیکھکر سیلان جل گیا کہا او چھوکری تجکو بھی یہ دن نصیب ہوا ہم لوگ
ارکین طلسم ہوش رُبا صاحبان مہر و وفا رجرأت و شوکت مین یکتا ہین اختر نے آواز دی کیا بیہودہ بکتا ہی
گرتے ہوے مردے نہ اُکھڑ کچھ کمال دکھلا سیلان جادو نے بڑھکر سحر کیا ملکہ اختر پر بھی شعلہ ہاے آتش

گرے اُس آفتاب عالمتاب آسمان افسونگری نے ہنسکر شعلون کو بجھایا اب غصہ آیا ابرو دُون پر بل پڑا
نیمچہ ہلالی کمر سے کھینچا سیلان جادو پر جا پڑی مثل رعد گرجی بصورت برق چمکی دو ضرب سحر کیے سیلان پر برس
پڑی نیمچہ جھپکا کے آواز دی او سیلان جادو یہ حربہ اخیر ہی تیرے پھنسانے کو دلم جمع ہر شمشیر ہی سیلان جادو نے
بہت سحر کیے اختر نے سب دفع کر دیے قریب پہونچ کے نیمچہ ہلالی کا ہاتھ مارا اُسنے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا نیمچہ
سحر اختر چمک کے گرا خرمن حیات سیلان جلادیا ناری کو خاک مین ملا دیا اندھیرا چھا گیا سنگ باری برف
باری ہونے لگی پلیٹ گے افراسیاب نے دیکھا کہ ملکہ اختر نے سیلان کو ٹھنڈا کیا واصل جہنم ہوا غصہ مین خود اُٹھا
اتنے عرصہ مین آواز آئی کشتی مرا نام سن سیلان جادو بود افراسیاب نے نعرہ کیا اختر سامنے سے بھاگی
افراسیاب نے پیچھا کیا جب افراسیاب قریب پہونچتا ہی ملکہ اختر افراسیاب پر سحر کرتی ہی آپ ہی
بھاگتی ہی افراسیاب اسکو دفع کرکے پھر دوڑ پڑتا ہی اختر کو جب کچھ نہین بن پڑتا ہو زور سے سحر کر رہی ہی
یعنی بجلی اُتار کر کھینچ ماری افراسیاب پر برق گری یہ سمجھا ایسے شعبدون کو کب مانتا ہی پھر آگے بڑھتا ہی
اختر جادو بھاگتی ہوئی افتان وخیزان جاتی ہی لیکن افراسیاب تعاقب نہین چھوڑتا دو کوس تک اختر
بھاگی افراسیاب ساتھ ساتھ آیا ایک مقام پر اختر نے سب اسباب سحر بھی افراسیاب پر پھینک مارا
تلوار خنجر شعلہ ہاے آتش افراسیاب پر گرے اختر نے چاہا نکلجاؤن کہ پشت پر سے ایک ساحر پیدا ہوا
افراسیاب کے منھ سے بے اختیار نکلگیا کہ اے نمک محفوظ جادو اس گیسو بریدہ کو لینا بڑے ساحر کو اُسنے مارا ہی
نا بدولت کو صدمۂ عظیم پہونچا یا جب ملکہ اختر پلٹی اُس ملعون نے دام جمشیدی ملکہ اختر پر مارا غفلت مین یہ
پھنسی چاہا کہ تڑپ کر جال کو توڑون دام سے اُس بچیا کے نکلجاؤن مگر اُسنے ڈبیا خاک قبر جمشیدی کی نکالی وہ
خاک اُڑا دی غبار الم قلب پر چھایا اُس نیر سپہر حسن وجمال کو غش آیا محفوظ نے فوراً ملکہ اختر کو برج قفس
مین بند کر لیا اُس ماہ تابان و مہر درخشان کو بہ مصیبت ہزار سے اُس بچیا نے گرفتار کیا افراسیاب نے کہا اے محفوظ
جادو اُستاد ہمارے خضران سبز پوش صحرا نشین گنہگارون کو لیے ہوئے فلان صحرا مین فروکش ہین یہ قید
جا کر اُنکے حوالے کر دے وہ سمجھ کر قتل کر ڈالینگے یہ کہکے افراسیاب پلٹا کہ حیرت کو جا کر مطمئن کرون جہرخ وغیرہ
نے سحر سیلان کے وہ صدمے اُٹھائے تھے کہ آبرو بچنا دشوار تھی جب اختر جادو نے آکر سیلان جادو کو مارا
اور افراسیاب نے تعاقب اختر کا کیا ملکہ مہرخ نے مہلت پائی سرداران زخمدار کو لیکر بارگاہ مین آئی ملحوظ
خاطر ناظرین ہو کہ زخم دری ان سب کی ہو رہی ہی افراسیاب جادو بارگاہ حیرت مین آیا یہ مژدہ فرحت آگین
سُنایا کہ لو ملکہ مبارک ہو بدست محفوظ جادو اختر کو بھی مین نے خدمت مین اُستاد کے روانہ کر دیا حیرت
بہت خوش ہوئی براے افراسیاب صحبت عیش آراستہ کی

دو کلمہ داستان حیرت بیان پرورد کا مہدر عنائی حاکم اقلیم زیبائی گرفتار قفس رنج ومحن یعنی ملکہ اختر بن سہیدان فیل زور وشمشیر زن بیان کیے جاتے ہین اشعار

اپنی ہستی پر نہو کیوں منفعل ہر بار درد
باعث راحت مجھے ہی کہ نہ ای غمخوار درد
صبح سے تا شام نالہ شام سے تا صبح آہ
مٹ گیا ای جان زیبا یہ دیوار درد
صورت معشوق ہی اسکی جدائی ناگوار
دل مین کچھ پیدا کرے ہر صفحۂ اشعار درد
عاشقوں کے حال کی معشوق کو پروا نہین
کیا عجب پیدا کرین دلمین مرے اشعار درد
کثرت تکلیف سے آتے ہین نالے تا زبان
کسقدر رکھتا ہی شور بلبل گلزار درد
بات منہ سے کس طرح نکلے کہ عالم غیر ہی
چاہتا ہی دشمن اپنا صاحب آزار درد
اک جانب چارہ گر ہین ایک جانب غیر دوست
کسقدر رکھتا ہی دل مین عاشق بیمار درد
ضعف سے طاقت نہین فریاد کی باقی رہی
دوست رکھتا ہی نہایت زخم جسم زار درد
زخم دل چاک جگر سینہ اسیر داغہا
تجھکو کیا معلوم ہی رکھتے ہین کیا ہمارے درد
ہمنفس کیا پوچھتا ہی نالے مین کتنا ہی درد
غیر ممکن ہی کہ ہووے کا دفع آزار درد
کم نہین ہی زخم سے ایذا کلام تلخ کی
آج رکھتا ہی نسیم اپنا دل افگار درد
وہ بھی آ جاتے ہین اکثر پوچھنے کے واسطے
ہمکو دکھلاتا ہی کیا کیا گرمی بازار درد
صورت حرف غلط بیمار ہجران کا ترے
دلمین ہی میرے بشکل لذت بیکار درد
بے مصیبت دوستی لطف سخن ہوتا نہین
کیا کہے سکتا ہی کیا ای عاشق ناچار درد
نظم ہی کیفیت حال مصیبت خیز عشق
آج کی شب میرے پہلو مین ہی یہ دلدار درد
چاک کرتا ہو دم فریاد ہر گل پیرہن
کرتی ہی پیدا جگر مین بات کی تلوار درد
محفوظ جادو نے اس عندلیب

گلشن حسن وجمال کو قفس آہنی مین بند کیا اور لے کر طرف خضران کے چلا متوج ہوا سے اختر کی آنکھ کھلی اپنے کو اس مصیبت مین مبتلا دیکھا ایک ساحر سیہ فام قفس مین بند کرکے لیجاتا ہی ملکہ اختر فرماتی ہین نظم

ایک میری ہی نہ تھی وان چشم تر
ہمچو اشک انہ دیدہ پر خون چکید
اور ثریا عقد گوہر بار تھی
روتا تھا با دیدہ ہاے خونفشان
صبح صادق نے کیا سینہ کو شق
روتی تھی شبنم بھی میرے حال پر
چشم انجم سے گرے پڑتے تھے اشک
چشم پرخون اشک خون افشار تھی
اک تو اس غم سے دل شب تھا دونیم
خون دل پینے لگا اپنا شفق
قطرۂ شبنم کہ اندر دن چکید
جیون گہر افلاک سے جھڑتے تھے اشک
آستین رکھ منہ کے اوپر کہکشان
تپہ آہ سرد بھرتی تھی نسیم
ملکہ اختر اپنی جان سے بیزار

اس سیہ رو نے اس ماہ عالم افروز کو بوقت شب گرفتار کیا تھا اب جو سحر ہوئی آفتاب جمال ملکہ اختر پر اس بیحیا کی نگاہ پڑی بیقرار ہو گیا ایک کوہ پر آکر ٹھہر اقفس سامنے رکھدیا آپ دست بستہ عرض کرنے لگا اے شہنشاہ ملک خوبی واے سرو باغ محبوبی اے ماہ آسمان حسن وجمال اے نیر تابان برج جاہ وجلال افراسیاب نے حکم دیا ہی کہ جاکر قتل کرو لیکن ٹوٹین وہ ہاتھ جو تمپر بہ بدعت اٹھین پھوٹین وہ آنکھین جو تمکو بہ نگاہ قہر وغضب دیکھین غلام اسواسطے اس مقام پر ٹھہر گیا میرے چمڑے کی جوتیان بناکر

پہنیے غلامی مین اپنی مجکو قبول کیجیے یہ کلمہ جو محفوظ جادو نے کہا ملکہ اختر صاحب شرم وحیا گوہر دریائے مہر ووفا پروردۂ مہد ناز ونعم تاجدار اقلیم جاہ وحشم تھر تھر کانپنے لگی آنکھون مین آنسو بھر آئے کلیجہ پر چھری چلی خرمن ہوش وحواس پر بجلی گری بے اختیار زار زار مثل ابر بہار روئی ضبط کرکے کہا او بیحیا یہ کیا تو نے جھک مارا بطور گنہگاران ہمکو گرفتار کیا ہی قتل کر ہمارے خون سے ہاتھ بھر ایسی بات کوئی صاحب لیاقت مُنھ سے نکالتا ہی ہر چند کہ بے بس ہون لیکن یہ تیری مجال نہین ہی کہ میرے دامنِ عصمت پر دست انداز ہو عم نامدار شہنشاہ کوکب روشن ضمیر بادشاہ طلسم نور افشان ہمشیرہ میری ملکہ بران شمشیر زن برادر بجان برابر صاحب چتر وافسر شیر بیشۂ قہر وغضب شاہزادہ جمشید بن کوکب علاوہ ان سب کے مہتر مہتران وبہتر بہتران سرہنگ وسرہنگان وافسر عیاران بساط بلاد نبی آدم مولانا سے معظم ومکرم صاحب جاہ ووقار خواجہ عمرو نامدار کشندۂ ساحران باج ستانندہ ریش کافران جس وقت سُنین گے کہ ہماری کنیز کو فلان شخص نے ستایا درپے آبرو ہوا یقین تو یہی ہی کہ اگر وہ شخص آسمان پر ہوگا ہوا نگر جائینگے اُس بیحیا کو دام تزویر مین پھنسائینگے زندہ نہ بچیگا عنایات سے پروردگار کے طلسم کشائی بھی رہائی پائی برائے طلاش لوح تشریف لیگئے ہین وہ بھی ہمارے خون کے دعویدار ہین ہمارے افسر نامدار ہین بس او بیحیا خبردار اگر ایسا خیال کیا بہت پچھتائیگا اس طرح جو ملکہ اختر نے بہ قہر وغضب جواب دیا محفوظ جادو کی حقیقت کیا تھی خوف سے کانپنے لگا لیکن دل کو کیا کرے شیطان غالب دل تردو منزل وصل کا طالب ہین ہین کرنے لگا یہ جواب ناشایستہ دیا کہ ملکہ مین تو قربان ہون میری جان بچاییے ورنہ تو مجھ سے کیا ہو سکے ایک سحر مجکو آتا ہی عطر پر پڑھکے آپ کو سونگھا دونگا اسکی بو دماغ تر وتازہ کریگی مثل میرے آپ کو بھی محبت ہو جائیگی اب ملکہ اختر گھبرائین محفوظ جادو کمر اپنی ٹٹولنے لگا اختر نے ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے اور پکاری اے بانی بنائے شمس وقمر اے مالک بحر وبر اے رزاق مطلق واے کارساز برحق میری عصمت اس ظالم کے ہاتھ سے بچایے بیقرار ہو کر جو ملکہ اختر تڑپی محفوظ جادو نے قصد کیا کہ مین دست اندازی کرون قفس سے نکالون اختر نے دیکھا ابتارہ گردش مین آیا قفس مین سر ٹپکنے لگی مثل مرغ بسمل تڑپی ناگاہ آسمان پر ایک روشنی ہوئی تمام صبح انموزہ دادی ایسی معلوم ہوتا تھا دن کو عالم شب مہتاب ظاہر ہوا طائرون کے چہچہے تدرو خوش رفتار کے قہقہے محفوظ بھی سر اٹھاکے دیکھنے لگا کہ یہ کیسی روشنی ہوئی دیکھا کہ آفتاب جادو مرکب پرند پر سوار نعرے کرتا ہوا کہ او بیحیا خبردار منم آفتاب جادو وزیر اعظم شہنشاہ کوکب روشن ضمیر محفوظ جادو نے جو آفتاب جادو کو آتے دیکھا اسباب سمیٹ کر اٹھا اور آفتاب جادو نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ ماہ فلک کوکب روشن ضمیر یعنی ملکہ اختر خوش تدبیر پر دست انداز ہونے کا اُس بے حیا نے ارادہ کیا تھا آفتاب جادو کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا

تیغہ برق تاب بصد قہر و عتاب نیام سے کھینچ لیا اپنے کو زمین سے گرایا غصہ مین کف منہ مین بھر آیا محفوظ جادو نے ایک گولہ فولاد کا جھولی سے نکالا آفتاب جادو پر کھینچ مارا آفتاب نے آواز دی اوبیحیا نیر ابھی اتنا دل گردہ ہوا کہ ہمپر گولا مارا یہ کہکہ کچھ اشارہ کیا وہ گولہ اُلٹا پلٹا سینہ کی جانب کو اُسکے آتا ہے مثل شعلہ جوالہ سینہ پر پڑے خرمن حیات کو جلا دے گھبرا کے پکارا تھا مصرعہ ای روشنی طبع تو برمن بلا شدی ہر چند اُسنے روکا مگر کچھ نہوا وہ گولہ فولادی سینہ پر آکر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا محفوظ کا لاشہ جلنے لگا اپنی حفاظت نہ کر سکا سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی تھا نام من محفوظ جادو بود تاریکی دفع ہوئی صحرا روشن ہوا آفتاب جادو نے بڑھ کر قفس کھولا ملکہ اختر کو نکالا سوزن زبان سے کھینچی پوچھا ای نور نظر یہ کیا حال ہوا اختر نے تمام کیفیت ظاہر کی آفتاب نے کہا مجکو شہنشاہ کوکب نے آئینہ جمشیدی دیکر برائے مقابلہ خضران سبز پوش بھیجا ہے اُس بیحیا نے نیران وغیرہ کو گرفتار کیا مین تو وہان جاتا ہون تم جا کر لشکر اسلام کی خبر لو اختر نے کہا بسم اللہ ای ظالم تا طاہر لشکر اسلام کا خاتمہ قریب تھا میلان اپنی آبرو ڈبو چکا تھا مین وقت پر پہونچ جاتی ہی اُس بیحیا کو واصل جہنم کیا لیکن اُس ملعون نے مکر سے مجکو گرفتار کر لیا شکر ہے کہ پروردگار نے آپ کو عین وقت پر پہونچایا غرض آپس مین صلاح کرکے ملکہ اختر نے اسباب سحر اپنی ذات پر آراستہ کیا آفتاب نے خانہ زین کو مثل خانہ آفتاب روشن کیا آئینہ جمشیدی ہاتھ مین لیا تلاش خضران مین چلا اختر چمکتی ہوئی طرف لشکر مہرخ کے چلی

اول دو کلمہ داستان خضران سبز پوش صحرا نشین کے بیان ہوتے ہین نظم

جی مین آتا ہی دکھا دین مستیان پیکر شراب
فرقت دلدار مین ساقی ہین پیکر شراب
آرزو کیا پوچھتا ہی رند ساغر نوش کی
پی چکے محفل مین تیری دو پری پیکر شراب
پھر سنا ہی مژدہ آمد کسی مینوش کا
آج دے ساقی ہمین جو سب مین ہو بہتر شراب
بھن گیا ہی بخت دل ٹکڑے جگر کے ہین کباب
ساقی کوثر سے لینگے چھلکے اک ساغر شراب

جلد لا ساقی برنگ بادہ احمر شراب
ابر ہے ماشد ہوا گل بھی رہے ہین منتظر
یہ تمنا ہی ہمین قاتل تہ خنجر شراب
بے تعلق ہو نہین سکتے تعلق آشنا
ڈھونڈھتا ہی آج پھر مرادل مضطر شراب
اسطرح بھی آج بذل مہربانی چاہیے
گرمیان کرتی ہی ہمسے صورت دیگر شراب

دور ہو شیشہ نظر سے سرنگون ہو جام کو
آج کی شب ہو جدا ہمسے ای دلبر لب
ہے خدا حافظ چلے مسجد ہو کر اپنے گھر
غیر ممکن ہی رہے بے شیشہ و ساغر شراب
زعلہ دیر رند کا کچھ پاس کرنا چاہیے
ساتھ غیرون کے تو اپنی پی چکے اکثر شراب
ہم بھی ہین بیگ مین غلامان علی مین ای نسیم

خضر ان قیدیان ستور لوٹے ہوئے ایک پھر اسی سبزہ زار مین پہونچا اب اس ملعون کا قصد ہوا کہ ان نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین کو قتل کرون چند کنیزین جو ساتھ ہین اُنکو حکم دیا کہ دارین استاد کرو جلادون کو بلاؤ کنیزون نے بڑھکے دستک دی کئی جلاد

ساحران بیداد ملکہ ظلم وستم کے استاد فوراً آکر حاضر ہوئے دار میں استادہ ہوئیں اب خضران نے سحر کیا ملکہ بہار وغیرہ بشکل انسان ظاہر ہوئیں مگر رنگ رو متغیر گل سے چہرے کمہلائے ہوئے سب سے زیادہ ملکہ براں بیقرار اشکبار تصویر ملک الموت آنکھوں کے سامنے جدائی کا ایرج نوجوان کے خیال ہجوم لشکر غم وملال مثل گنہگاروں کے اُس صحرائے ہول خیز میں اُستاد خضران ملعون کی نئے طور کی بیداد بارہ دری میں بیٹھا ہی گرد چند کنیزیں ایک ایک سے عتاب خطاب کر رہا ہی کہ کیوں اے بہار اطاعت افراسیاب قبول کرو ورنہ سب کو قتل کرونگا کوئی جواب نہیں دیتا مہر سکوت لب پر ہیں حیران و تشنہ براں کی آنکھوں سے آنسو جاری یاد ایرج میں بیقرار ہو کر بے اختیار یہ اشعار زبان پر جاری ہوئے اشعار

بھلا وہ کیا ہو مرے حال زار سے واقف
نہیں ہی لطف خزانی بہار سے واقف
فروغ حسن شب زلف اسنے دیکھی ہی
جو آج تک نہیں میرے غبار سے واقف
ہجوم کیف کی ہر دم ترقیاں ہیں مجھے
یہ آبلے نہیں تکلیف خار سے واقف
میں وہ ہوں غنچۂ پژمردہ اس چمن میں نسیم
نہیں ہی جو ستم روزگار سے واقف
نہیں اٹھائی ہی جسنے طپش جدائی کی
یہ دل ہی گردش لیل و نہار سے واقف
نہ جانتے تھے کہ کلفت عشق میں ہوگی
وہ سمجھے ہیں کہ نہیں ہجو خوار سے واقف
ڈرو خدا سے گھمنڈ اسقدر نہیں اچھا
کہ جو نہیں کبھی لطف بہار سے واقف
وہ عندلیب ہوں جسکی کھلی قفس میں آنکھ
وہ کیا ہو میرے دل داغدار سے واقف
خیال گریہ پس مرگ اسکو کیا ہوگا
نہیں تھے ہم ستم انتظار سے واقف
خلش اٹھائی نہ نوک مژہ کی اشکوں نے
نہیں ہو جذب دل بیقرار سے واقف

خضران طرف بہار و مخمور کے متوجہ ہوا کہا اے ملکہ بہار شہنشاہ نے تمہارے مقدمہ میں ارشاد فرمایا ہی اگر تم توبہ کرو تو تمہاری خطا معاف کرا دوں اے مخمور افراسیاب کو ہجر تیرا ناگوار ہی میں وعدہ کرتا ہوں سلطنت طلسم ہوش ربا تمکو حاصل ہوگی انتظام کا تمکو اختیار ہی کوئی دخل نہ دیگا میں بلکہ خطا معاف کرا دوں مخمور و بہار نے جواب دیا ہمنے خطا کسکی کی ہی دین سامری پہ ہم لعنت کر چکے تجکو اختیار ہی جو تجھسے ہو سکے کوتاہی نہ کر خدائے بیمانند گر سعت جلادوں کو اسنے اشارہ کیا کہ اول شاخ حیات بہار قلم کرو آج بی مخمور کا بھی نشہ اتر جائگا اے باغبان تو وزیر اعظم ہی مشتو قائل شہنشاہ کو سمجھا ناحق جان دیتی ہیں باغبان نے کہا اے سبز قدم تو مبدم ہی کہتا ہی جو تجھسے ہو سکے دریغ کر ہم خود اپنی جان سے بیزار ہیں بس خضران نے اول جلاد کو حکم دیا کہ براں کو قتل کر جلاد تیغ کھینچکر چلا براں نے سر تسلیم خم کر دیا باغبان نے بیقرار ہو کر دعا مانگی بہار و مخمور وغیرہ نے آمین کہی جلاد نے لپک کر ملکہ براں پر ہاتھ مارا خنجر سے جلاد کے برق چمکی جلاد کے سر پر پڑی سر کے دو ٹکڑے ہوئے خضران نے جو یہ حال دیکھا گھبرا گیا کہ جلاد کو کس نے قتل کیا اس حیرت میں تھا کہ کرۂ آسمان سے نعرہ ہمدم آفتاب جادو ماہ آسمان طلسم نور افشان نیر تابان برج فلک غروشان

صاحب عزت و توقیر وزیر اعظم شہنشاہ کوکب روشن ضمیر خضران سبز پوش نے جو آفتاب جادو کو دیکھا کہ چہرہ اس جوان کا غصہ سے سُرخ ہاتھ چمکاتا ہوا برقین گراتا ہوا اتنی جلدی آیا کہ زبان ہلانا دشوار ہوگیا مگر خضران نے طائران سحر کو اپنے اشارہ کیا کئی ہزار طائران زمزمہ سرا آفتاب جادو پر آپڑے چاہتے تھے کہ منقاروں سے زرہ جسم کو پارہ پارہ کرین پنجون سے بوٹیاں نوچ ڈالین چند اسی طرح گرے لیکن آفتاب جادو نے آنکھین شہنشاہ کوکب کی دیکھی ہین فوراً خنجر کمر سے نکالا طائرون کو دیکھا کہ زمین پر رکھدیا طائرون نے بازھر پر خنجر کی اپنے گلے رکھدیے ہزارون ذبح ہوگئے کنیزین خضران کی آفتاب جادو پر سحر کرنے لگین انکو تو ایک ایک اشارہ مین آفتاب جادو نے قتل کیا پکار کر آواز دی کہ تم کیون اپنی اپنی جانین دیتی ہو چلو خدمت مین شہنشاہ نور افشان کی یہ کہکر آفتاب نے اپنا عکس ڈالا کنیزین تسخیر ہوئین محبت کوکب کا دم بھرنے لگین خضران سے منھ پھیرا اب خضران اور آفتاب جادو کا سامنا ہوا خضران نے باغ سحر بنا کر تیار کیے آفتاب نے حدت دکھائی وہ دھوپ پڑی کہ نخل درجھا گئے جوانان چمن کے دم لبون پر آگئے پھول کمہلا گئے غنچون کی زبانون مین کانٹے پڑے نرگس کی آنکھین پھرائین سنبل کو پیچ و تاب سوسن کی زبان مین لکنت سرو پیر ہر غم و الم کے جلے تاخون نے سر پٹیا پتے جلے جوانان چمن کا بیکار شاب سبزہ بے خود خواب اظلم

جلے سحر سے اسکے سارے شجر
اُسیدن سے ہے خستگی نرگس کا جام
غرض ایسے گلزار کو نامراد

ہوا آتش گل سے گلشن سقر
اُسیدن سے بلبل کا نالہ ہی کام
فلک ہوگیا دیکھ کر شاد شاد

خزان کا ہی مورد ابھی تختہ باغ
کلیجہ ہو گیا نکڑے غنچون کا شق

اسی دشت ابلے ہیں کہ ہی ہر ایک داغ
کہ ہوتا ہی بلبل کے غم سے قلق

خضران گھبرایا کہ سحر آفتاب نے باغ کو خاک مین ملایا

جب جل گیا خضران نے پڑھکے دوسرا سحر کیا ہوائین ٹھنڈی ٹھنڈی چلین چشمے موج مارنے لگے خضران نے چاہا اس رنگ کو مبہوت کرون لیکن آفتاب کب اُسکا رنگ جمنے دیتا ہی جب ہاتھ ہلا دیا ہوا جلنے چلنے ختم گئی ہوا بگاڑ دی خضران کو اپنی جان کے لالے پڑگئے سبز بختی کا سامنا ہر چند سحر کرتا ہی نخل خشک تر نہین ہوتے سبزہ اُس سے بیگانہ ہوا چونکہ نام خضران سبز پوش تھا ہرے ہرے شجر بنانے کا جوش ہے لیکن آفتاب جادو سے جو آنکھ ملائی آنکھون مین سرسون پھولی ہر چند بینائی مین فرق آیا مگر ساون مین اندھا ہوا ہی تمام صحرا ہرا بھرا معلوم ہوتا ہی اب تو تیغہ پکڑ کر خضران چمکا کہا او آفتاب دم پندار شوار کرونگا فانہ دل کو غم و الم سے بھر دونگا یہ کہکر کئی ہاتھ تلوار کے لگائے آفتاب جادو سپر سحر پر روک رہا تھا ہر سحر کا جواب دیتا ہی عرصہ دراز تک آپس مین رد و قدح ہوئی مگر آفتاب جادو اپنا سحر نہین کرتا اُسکے سوال کا جواب دے رہا ہی جب اُسنے کئی ہاتھ تلوار کے لگائے شعبدہ ہائے سحر دکھائے دو ایک زخم

بھی آفتاب جادو نے کھائے اُسوقت مثل شیر خشمناک نعرہ کیا کہا او ملعون اِس جانب دیکھ اب قلعی کھلجائیگی دعوے اسکندری بھولے گا اپنے نزدیک تُو ارسطو فطرت ہی یہ سحر بانی حیرت ہی اُسکو آئینہ جمشیدی کہتے ہیں یہ کہکر کمر سے ایک آئینہ جمشیدی نکالا اُس خودبین کو دکھایا اُسکی جو نگاہ اُس آئینہ جمشیدی پر پڑی ایک آہ کی صدا مُنہ سے نکلی دیکھا ایک جوان تاجدار کرسی جواہر نگار پر بیٹھا مسکرا رہا ہی آئینہ خیال مین جوہر چمنستان سحر کھلا ہوا ہی خضران نے چاہا منہ پھیر دون اُس جوان تاجدار نے آئینہ سے صورت دکھادی خضران نے ایک چیخ ماری آہ کا نعرہ کیا اُسوقت اُس آئینہ جمشیدی سے ایک برق سبز چمک کر سر پر خضران کے گری بڑے بڑے سحر کیے اس امید پر کہ اپنی جان بچاؤن بھاگ کر نکلجاؤن مگر جوش حیرت مین مبتلا تھا قدم نہ ہٹا سکا یون تڑپ کر برق گری اُس بیچارے کے دو ٹکڑے ہوے اندھیرا چھا گیا صدائین مختلف آنے لگین آندھی سیاہ اُٹھی بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام من خضران سبز پوش صحرانشین بود افسوس مردیم و جان دادیم مطلب خود نرسید بجواب صحرا روشن ہوا ملکہ ملکہ بران وغیرہ کو قید سے رہا کیا بران نے پوچھا اے عم نامدار آپ کو کیونکر خبر ہوئی آفتاب نے عرض کی آپ کے والد نامدار نے خبر دی اول راہ مین آپ کی بہن ملکہ اختر کو چھڑایا وہ لشکر افراسیاب سے پھر لڑنے گئین ہین مین اس ملعون سے مقابلہ کو آیا آئینہ جمشیدی سرکار نے نکالکر مجکو مرحمت کیا اگر آئینہ نہوتا تو مین اس خودبین پر غالب نہ آتا اب مین جاکر شہنشاہ کو مژدہ فتح و ظفر سُناتا ہون آپ جلد تشریف لیجائین لشکر ظفر اثر کی خبر لین ہر چند کہ مین نے بہت کچھ سمجھا دیا مگر ملکہ اختر لڑنے غصہ مین گئی ہی آپ لوگ جاکر جلد خبر لیجیے میرا ٹھہرنا اب مناسب نہین آئینہ جمشیدی دیکر شہنشاہ نے مجکو روانہ کیا ہی فکر مین غرق دریاے حیرت ہوئے ملکہ بہار و مخمور سرخ چشم و باغبان قدرت و رعد و برق و برق لامع و ملکہ بران شمشیر زن و مجلس جادو ان سب نے بہ تعجیل تمام شغل سحر تیار کیا طرف لشکر اسلام کے چلے آفتاب جادو طرف دم جمشیدی کے متوجہ ہوا اُن دونون کو راہ مین چھوڑ دیے

دو کلمے داستان لشکر اسلام و افراسیاب ناکام کے بیان ہوتے ہین منتظم

باقی ہی شوق قاتل شمشیر زن ہنوز
کہتے ہین چلک رنج لحد مین کفن ہنوز
ہوتی نہین ہی کم میری ویرانہ دوستی
بھولے ہوے ہین غم ہمارے دہن ہنوز
ہم سرد بھی ہوے تو نفس سرد کھینچکر

ٹپکا رہے ہین زخم لعاب دہن ہنوز
اتبک وہی ہین ہمسے تری کج ادائیان
جاتا نہین ہی سر سے خیال وطن ہنوز
تکبدیہ تجھ یاد رخ و زلف مین ہوئی
نرمی دکھا رہی ہی تری انجمن ہنوز

منظور دل تھی غربت بے پردگی ہمین
اے چرخ کم ہوا نہ ترا بانکپن ہنوز
قاتل دریغ کر نہ لعاب زبان تیغ
مصروف تازگی ہین غذاے کہن ہنوز
ہر غنچہ منعقد ہی تری شوق دید مین

پابندِ آرزو ہی بہارِ چمن ہنوز
پہلے ہی سے سوال کے یقین بدگمانیان
پہنے ہوے ہے روح وہی پیرہن ہنوز
اُٹھین گے کیا سوال نکیرین کے لیے

جلوے دکھا رہے ہین مرے داغہاے دل
نکلا نہین دہن سے ہمارے سخن ہنوز
ایجان اضطراب نکہدات ہے ابھی
باقی ہے قبر مین بھی وہی ضعفِ تن ہنوز

اور رشکِ گل وہی ہے ہواے چمن ہنوز
ایسی اسے خوش آئی ہے قالب تنی کی کہنگی
باقی ہے دیکھ صحبتِ شمع و لگن ہنوز

تعدروانہ کرنے ملکہ اختر کی قید کے افراسیاب جادو بارگاہ ملکہ حیرت مین موجود ہے کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ منم ملکہ اختر بن سہیلان فیل زور غضنفر زن افراسیاب گھبرا کر باہر نکل آیا اُترا اس ہیچیا کو تردد ہوا کہ محفوظ جادو سے اتنی حفاظت نہو سکی یہ گیسو بریدہ کیونکر رہا ہوئی مگر اختر نے گرتے گرتے ہزارون کو قتل کیا تحریر کر چکا ہون کہ ملکہ مہرخ سرداران نامدار کو لیے گرد و غل بارگاہ آسمان جاہ ہوئی ہین کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی حضور ملکہ اختر نے لشکر افراسیاب کے ہزارون ساحر قتل کیے اب اس شاہزادی پر ہنگامہ ہے ملازمان حیرت نے چار جانب سے گھیرا ہے افراسیاب بھی کھڑا تماشا دیکھ رہا ہے یہ سنکر ملکہ مہرخ کو تاب نہ آئی کہا او صاحبو غضب ہوا ہمارے سردار اتبک واپس نہین آئے ملکہ بران کی خبر دریافت نہین ہوئی الٰہی بیبی کوکب کی یہ افتاد کیونکر دخل نہ دین یہ کہکر ملکہ مہرخ اُٹھین تخت پر سوار ہوئین نفیر سحر کی نقارے سحر پر چوب پڑی علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے رسالے تیار ہوئے ملکہ سرخ مو کا کلکشا و ہلال سحر فن نے آتے ہی ہلال زرین پھینک مارا ملکہ سرخ مو نے پریشان ہو کر کاکل کھولی خورشید زرین سحر نے آفتاب سحر چمکایا شکیل بے عدیل نے تلوار کھینچی لرزان سحر و زلزلہ جادو دونون زن و شوہر نے طبقے زمین کے ہلا دیے افراسیاب نے دیکھا کہ سرداران نامی نے ایک چشم زدن مین ہزارون کو قتل کیا لشکر کو شکست فاش ہوئی نامردون کو بھاگنے کی تلاش ہوئی ملکہ اختر نے بڑھ کر موتیون کا بالا پھینک مارا جتنے موتی ٹوٹے اُتنے ہی ساحر افراسیاب کے مرے پس افراسیاب کو ناگوار ہوا جیسے ہی اُٹھے اپنے مقام سے جنبش کی ملکہ مہرخ نے آواز دی اے اختر نکل چلو اب ٹھہرنے کا وقت نہین ہے افراسیاب جادو بڑھ کر سحر کیا چاہتا ہے طبقے زمین کے تھرا اٹھینگے اُسکے سحر کا روکنا دشوار ہوگا اختر نے نہ مانا پھر جھپک کر جا پڑی اگلی مرتبہ سرِ حیرت کا زخمی ہوا تخت ٹوٹ گیا اب افراسیاب جادو کو بہت ناگوار ہوا تیغہ کھینچکر بڑھا آواز دی کیون تم سبھون کی شامتین آئی ہین ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا نہین معلوم محفوظ جادو پر کیا گذری جو یہ گیسو بریدہ قید سے چھوٹی یہ کہکر جھپک کر سنگریزے اُٹھائے آسمان پر پھینکے لشکر اسلام پر پتھر برسنے لگے ہزارون کے سر پھٹ گئے سرداران تہمتن دگردان صف شکن شریک ہو کر اُن سنگریزون کو دفع کرتے ہین افراسیاب جسپر جا پڑا اگر منہ سے آف نکلگیا شعلہ بھڑک کر اُسپر گرا اعضا جلنے لگے

جسم سے اُسکے شعلے نکلنے لگے کئی ہزار جادوگر جلکر گرے افراسیاب نے بڑھ بڑھکے سحر کیے صفوں کو درہم و برہم کردیا ملکہ مہرخ نے بڑھ بڑھ کر گولے مارے اور جادوگر بہت سے مرے مگر افراسیاب پر تاثیر نہوئی آخر ناچار ہوکر سرداران نامی نے چاہا نکلجائیں افراسیاب کب جانے دیتا ہی بجھائے ہوئے چلا آتا ہی سرداران اسلام کا یہ حالی ہی کہ سب ملکر افراسیاب پر سحر کی بوچھار کرتے ہیں کسی کے سحر نے آگ بھڑکائی کسی نے تلوار برسائی کسی نے بجلی گرائی افراسیاب ایک اشارے میں سب کے سحر دفع کردیتا ہی اب ملکہ مہرخ کو بھاگ کے نکلجانا بھی دشوار ہوا ہر مقام پر افراسیاب روکتا ہی ایک ایک سردار کو ٹوکتا ہی لیکن یہ غازی لڑنے والے جان نثاران لشکر اسلام آمادۂ مرگ و مہیاے قضا قدم نہیں ہٹاتے لیکن مجبوری یہ ہی کہ افراسیاب پر سحر تاثیر نہیں کرتا اُستادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی کہ افراسیاب نے قہر و غضب میں آکر آواز دی ارے کیا طلسم ہوش رُبا شکست ہوا اہالیان حجرۂ بلا قتل ہوئے دائی امان ملکہ تاریک شکل کمش قتل ہوگئیں یہ جو صدا افراسیاب نے بقہر و غضب تمام دی زمین کانپی آسمان پر برق چمکی ملکہ مہرخ نے تو اپنے سرداروں کو آواز دی کہ یارو بھاگو غضب ہوا افراسیاب طلسم باطن سے مدد طلب کرتا ہی یا ایک مرتبہ ملکے سب صاحب سحر کرو لیکن اسیر تاثیر ہونا تمہارے سحر کی دشوار ہی تمام سردار ایک مقام پر کھڑے ہوئے سب نے اپنے اپنے سحر کیے شعلہ گرے آتش و غبار ہاے سحر و شمشیر ہاے بران و خنجر ہاے خونفشان و نیزہ ہاے جان ستان و تیر ہاے دلدوز و تبر ہاے پرسوز افراسیاب پر گرے آگ نے جلانے کا قصد کیا غبار سحر نے چاہا خاک میں ملادوں تلواروں کا قصد تھا کہ دم بند کریں خنجر چاہتے تھے کہ گلوے افراسیاب کے بوسے لیں تیر کہتے تھے کہ کلیجہ کو توڑ کر نکلجائیں نیزہ بل کرتا تھا کہ دل و جگر کو برباد دوں تیر سرکشی کرتے تھے کہ استخوان جسم کے پرزے پرزے اڑادوں یہ سب خرابی جسم بلا افراسیاب کے ٹپری مگر یہ وہ سخت جان تھا کہ ان سب کو دفع کیا اور وہ جو نعرہ کیا اسکا ظہور یہ ہوا کہ ایک نازنین نہایت حسین ایک تخت پر سوار جوڑا ترچھا باندھا ہوا تخت کو اڑاے ہوے آتی ہی پکارتی ہی کہ اے شہنشاہ کنیز آپہونچی ایسے کلمات حسرت و یاس زبان سے نہ فرمایا کیجیے قبر سامری تھراگئی ارکین طلسم ہوش رُبا کانپ رہے ہیں ہر کس و ناکس کو ملال ہی جان اپنی آپ کے قدموں پر نثار کریں یہی خیال ہی یہ کہکر اُس نازنین نے ایک گولہ فولادی ہاتھ میں افراسیاب کے دیا کہا او شہنشاہ یہ حاضر ہی افراسیاب نے خوش ہوکر گولا اُسکے ہاتھ سے لیا ملکہ مہرخ مہ و غیرہ نے جو یہ معرکہ دیکھا نفیر سحر بجائی کہ یارو نکل چلو دیکھو بلا نازل ہوا چاہتی ہی افراسیاب نے للکارا کہ یا شیدا اے مسلمانان آج کیا میں تمکو زندہ چھوڑونگا یہ کہکر چند قدم پیچھے ہٹا سامری کا نام لیکر وہ گولہ پھینک مارا دنالے کی آواز آئی کہ زمین تھرائی معلوم ہوا کہ کسی سو

تو مین ایک مرتبہ فیر ہو گئین ہزار ہا نخل گرے صدہا بندگان خدا کے کلیجے پھٹ گئے طائرون کے ہوش اڑنے درندے پہاڑون سے سر ٹکرانے لگے نظم مصنف

فلک کو فراموش گردش ہوئی
عیان سحر و افسون کا یہ زور تھا

پہاڑون کو سختی سے جنبش ہوئی
صدا ہائے ہاہو کا بھی شور تھا

تزلزل زمین کو ہوا اسقدر
قیامت کا سامان عیان ہو گیا

لرزنے لگے خوف سے وحشت در
رخ مہر گردون نہان ہو گیا

بعد عرصہ دراز ملکہ حیرت جادو نے دیکھا کہ افراسیاب جادو کھڑا جھوم رہا ہے اور ملکہ مہرخ مع چار سو سردارون کے مثل مردون کے بیہوش پڑی ہین اور اہالیان لشکر دیوانہ وار وحشی مثال فریاد کر رہے ہین بارگاہین سرنگون خیمے سنسان صفین اجاڑ ایک سحر مین افراسیاب جادو نے یہ حال کر دیا حیرت جادو کو پکار کر آواز دی آؤ ان سب کو گرفتار کر لو بادولت جاکر جلاد طلسمی روانہ کرینگے وہ ان سب کو چشم زدن مین قتل کرینگے اور استاد خضر ان سبز پوش صحرا نشین نے ملکہ بران وغیرہ کو قتل کیا ہوگا اگر شاید اسکی ضرورت ہو تو مین انکو بھی انھین کی خدمت مین بھیجدونگا اختیار بادولت کا دیکھا کہا کرتا تھا کہ جسدن قصد کرونگا لونڈی غلامون کو مٹا دینا کیا دشوار ہے سردار کمیدان رسالدار سب تعریفین کرنے لگے کہ آپکا کون دنیا مین ہمسر ہے یہ فوج آپ کے دامن کی گرد ہے ملکہ حیرت نے بڑھ کے وزیرزادیون کو حکم دیا سب کو گرفتار کر لو افراسیاب تو فوراً بہ کبر و نخوت تمام مرکب مشکین پرند پر سوار ہو کر طرف باغ سیب کے روانہ ہوا ملکہ حیرت جادو ان قیدیان بلا کو گرفتار کر کے نوبت نقارے بجاتی ہوئی طرف اپنی بارگاہ کے چلی ملکہ مہرخ وغیرہ کو اب ہوش آیا اپنے کو مسلسل و مطوق پایا حیران و پریشان کہ اب دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے حیرت جادو نے آواز دی کیون مہرخ شہنشاہ کے اختیار کو ملاحظہ کیا تمہارا وغیرہ وہان گرفتار ہو مین سماربان زادہ طلسم کشا کو لیکر طلسم صندل پر گیا ملکہ صندل جادو تک رسائی دشوار اسکو وہان اہالیان طلسم صندل قتل کرینگے ایک دن مین کل کا خاتمہ ہوگا کسکی مجال ہے کہ شہنشاہ طلسم ہوشربا سے مقابلہ کر سکے کنیزان حیرت جادو ملکہ مہرخ کو سمجھانے لگین کہ اب سرکشی سے ہاتھ اٹھاؤ اپنے مالک کے سامنے سر جھکاؤ تم لوگ اس گھر کے نمک خوار ہو شہنشاہ کے تابعدار ہو ابھی ملکہ عالم کو رحم آجائیگا خطا معاف کر دینگی ملکہ مہرخ نے کہا کہ او حیرت کیون اسقدر غرور کرتی ہے سلطنت کے نام پر مرتی ہے جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر اب ہم تیری اطاعت کرینگے جسکی جہان قضا ہے مارا جائیگا چنگل شاہباز اجل سے کوئی مہلت نہ پائیگا صیاد اجل نے ہر مقام پر دام بچھایا ہے ہر طائر زیرک کو پھنسایا ہے جسکی موت جس مقام پر ہے خاک کو خاک کھینچ لیتی ہے اجل کسی کو کب مہلت دیتی ہے کس کس کا غم کرین کس کس یار وفادار کا الم کرین اشعار آبدار

ایک ہو تو جسکی خاطر روئیے کیسے کیسے لوگ یاں سے اٹھ گئے غم سے یارو ہو دل ایسا ہی داغ	آہ اب کس کس کی خاطر روئیے خوبرو سارے جہاں سے اٹھ گئے حشر تک روشن رہیگا یہ چراغ	ایسی کتنی صورتیں یاں مٹ گئیں حسن خوبی ساتھ اپنے لیگئے ایسے آگئے بس اب قطع کلام	ایسی کیسی صورتیں یاں مٹ گئیں لالہ ساں اک داغ دلبر دیکھئے دوستوں کا غم نہووے گا تمام

ملکہ مہرخ نے جو یہ اشعار عبرت آمیز مصیبت خیز زبان پر جاری کیے ملا زبان حیرت میں غم ہو بلند ہوا ہر ایک نے کہا صاحبو حقیقت میں ملکہ مہرخ نے کیا کلمات حسرت آیات فرمائے ہیں کہ دل بیچین ہو گیا کیسے کیسے گلعذاران خوبرو ماہرویان نیک خو معشوقان سرو قد نازنینان خورشید خد تاجداران جلیل ارسطو فطرت فہیم عقیل صاحبان جاہ وجلال شاعران باکمال حسرت ویاس لیکر پردہ دنیا سے گئے باغ عالم سے ثمر مراد حاصل نہوا کسی کا با حسن وجمال کامل نہوا دنیا مقام عبرت ہی جائے عشرت نہیں مصیبت مہرخ پر بعض روتے ہیں بعض ہنستے ہیں بعض انکے قتل پر کمر کستے ہیں حیرت نے حکم دیا میدان خونی کی تیاری کرو میں ابھی ان سب کو دار پر کھینچوں گی شہنشاہ نے مجھے اختیار دے گئے ہیں جلاد طلسمی آنے سے کیا مراد ہی ہمارے لشکر کا ایک ایک سپاہی جلاد ہی مسلمانوں کے ہاتھ سے سب نے صدمے اٹھائے ہیں سب کے دل پھوڑے ہوئے ہیں بعض انکے قتل پر کمر کستے ہیں حیرت نے جو یہ حکم دیا میدان خونی کی تیاری ہونے لگی داریں استادہ ہوئیں جلاد آنے لگے شلنگیں لگانے لگے حیرت تخت پر آکر بیٹھی گرداگرد رفیقان سلطنت مشیران ابہت حاضر ہیں حیرت نے حکم دیا ملکہ مہرخ کو سامنے لاؤ سر زنجیر کو تھام کر ملکہ مہرخ کو سامنے لائے حیرت جادو نے کہا ای مہرخ اب بھی کچھ نہیں گیا قدم کو مابدولت کے بوسہ دے مہرخ نے جواب دیا او حیرت بس خاموش رہ حکم قتل دے ہمکو نہ سمجھا ہم خوب سمجھ چکے ہیں پس حیرت نے حکم دیا مہرخ کا جلد سر کاٹ لو جلاد تیغ کھینچ کر سر پر مہرخ کے آیا اسوقت سرداران مہرخ بیقرار ہوئے جانباز سرفروش اپنے بادشاہ کی محبت کا جوش پکارتے تھے کہ او حیرت پہلے ہمیں قتل کر ہمارے مالک کے خون سے ہاتھ نہ بھر حیرت نے نامنا جلادوں کو اشارہ کیا جلاد نے بڑھکر شانہ ملکہ مہرخ کا ہلایا کہا ای ملکہ عالم ساغر عمر آپ کا لبریز ہوا رشتہ حیات منقطع ہوتا ہی جو ہوس ہو فرمائیے اب تساہل غیر ممکن خاتون محل شہنشاہ سامنے موجود ہیں حکم دیچکی ہیں سامری جمشید کو سجدہ کر دو ملکہ کے قدموں کو بوسہ دو ملکہ مہرخ نے قہر وغضب میں جواب دیا او بیحیا بکار خود ہوشیار باش جلاد نے خنجر کھینچا حیرت نے تیسرا حکم دیا جلاد نے دوڑ کر خنجر مارا پیشانی پر جلاد کے پتھر پڑا سر جلاد کا دور جاکر گرا کراہنے کی آواز آئی تو لوگوں نے آواز دی وہ مارا اب جو دیکھا جلاد کا سر پھٹا ہوا تڑپ رہا ہی مہرخ باطمینان بیٹھی ہی حیرت نے کہا کہ یہ جلاد کیا دیوانہ تھا جو اپنے سر پہ خنجر مار لیا حکم ہوا کہ دوسرے جلاد کو بلاؤ دوسرا جلاد پرے سے نکلا شور ہو

کرتا ہوا قریب ملکہ مہرخ کے آیا کہا او گنہگار ہوشیار ہو جا مہرخ نے سر اُٹھایا جلاد نے اشارہ کیا مین ہون غلام آپ کا مہتر بن چالاک بن عمرو جیپٹ کے زبان سے ملکہ مہرخ کی سوزن نکالا تڑپ کے مہرخ نے نعرہ کیا اُٹھتے اُٹھتے گولہ مارا کئی سو ساحرون کے سر پھٹے جب تک ملکہ حیرت سنبھلین ملکہ مہرخ نے سرخ موے کا کلکشا و ہلال سحر افگن کی زبانون سے سوزن نکالے سب سردار لڑائی مین مصروف ہوئے اہالیانِ لشکر نے سُنا کہ ہمارے سردارون نے رہائی پائی وہ بھی آکر مصروف جنگ ہوئے لیکن حیرت کا لشکر زیادہ ہے سرداران نامی بھی لشکر مین نہین ہین مثل بہار و باغبان وغیرہ اب جو حیرت سنبھلی ایک جانب سے مصور و صورت نگار و مانی و بہزاد و نقاش و قلم کش و سرمایہ برق و ابر برق کوہ شگاف و گیسوے کشاے بن شہاب عزہ نے لشکر اسلام کو گھیر لیا حیرت جادو نے طبقے زمین کے ہلا دیے اسکے ہر ایک سحر کا جواب ملکہ بہار دیتی تھین اُن سرداران نامی مین سے کوئی موجود نہین اور سب پر شیرانہ جا پڑی کسی کو زخمی کیا کسی کو گرفتار کر لیا دریاے آتش سحر موج مار رہا ہے ہزار ہا بندگان خدا جلکر خاک ہوئے حیرت سے مہرخ نے بڑھ کر مقابلہ کیا کئی سحر حیرت نے کیے ملکہ مہرخ نے جواب دیے کسی مقام پر کمی نہین کی مزاج نے یہ ہمی نہین کی حیرت غصہ مین تیغہ کھینچکر جا پڑی کئی وار مہرخ نے روکے آخر غصہ مین سامری و جمشید کو یاد کر کے اسم سحر پڑھا اور تیغہ کا مارا ملکہ مہرخ نے سپر سحر کو اُٹھایا تیغہ حیرت کا سپر سحر سے ٹکرا کر سپر کے دو ٹکڑے ہوے سر بھی ملکہ مہرخ کا بچ بچی زخمی ہوا قریب تھا کہ بیہوش ہو کے گر پڑے ملکہ ہلال سحر افگن و ملکہ سرخ موے کا کلکشا تڑپتی ہوئی قریب ملکہ مہرخ کے آئین شانہ تھام کے سنبھالا لاکھون ہزار ساحر اُس مقام پر مارے گئے اہل اسلام چاہتے ہین کہ لشکر حیرت سے لڑ بھڑ کے نکلجائین مگر فوج حیرت نے گھیرا ڈال دیا زبان ہلانا مشکل ہوا فوجین بیشمار زخمی ہونے سے ملکہ مہرخ کے فوج کے پانون اُٹھنے لگے ہر چند کہ سردار کد و کوشش کرتے ہین مگر فوج کا ٹھہرنا دشوار نقیب بلند آواز ترغیب دیتے ہین کہ ای مردمان بکوشید تا جامہ زنان نپوشید شعر روز جنگ است جنگ باید کرد ⁂ کوشش نام و ننگ باید کرد ⁂ اب اسوقت کوئی نہین سنتا فرار پر قرار سردارون کی کوشش بیکار ہے ملکہ مہرخ نے دیکھا کر پڑاؤ چھوٹا جاتا ہے بد حواس ہوگئی سردارون کو آواز دی یارو کہان ہٹے جاتے ہو خواجہ عمرو نے ہمیشہ اپنی جان مٹا کر پڑاؤ کو قائم رکھا اگر پڑاؤ چھوٹا طلسم ہوش ربا مین قدم تھمنا دشوار ہوگا خراج گذاران افراسیاب گھیر کر گرفتار کر لین گے ذلت و رسوائی سے قتل ہوگے تلوار کے منھ پر جا پڑو دم دم ہٹا ہر چند ملکہ مہرخ سینہ سپر کرتی ہے دم جرأت کا بھرتی ہے لیکن حیرت کے سحر نے آگ لگا دی زمین تپ رہی ہے جھونکے ہواے گرم کے چل رہے ہین نخل خشک جل رہے ہین دیکھا ملکہ مہرخ نے

کہ بارگاہ لٹا چاہتی ہے سرفروش مرنے پر آمادہ مگر حیرت جادو پر کسی کا سحر اثر نہین کرتا سب کو جواب دیہی ہے بیقرار ہو کر تاج سر سے اُتار ادعا کی کہ پروردگار اپنے بندون کو ان ظالمون کے ہاتھ سے بچانے حیرت جادو نے اہالیان لشکر کو ترغیب دی ارے ان باغیون کو جلد گرفتار کرلو اب مہلت نہ دو کفار بلوہ کرکے چلے قریب ہے کہ بارگاہ ملکہ مہرخ لٹ جاے پڑاؤ چھٹ جاے کہ بحکم باغبان قضا و قدر لپٹین پھولون کی آئین اہالیان لشکر حیرت جھومنے لگے نرگس شہلا نے آنکھین کھولدین سنبل نے زلف پر شکن کو آراستہ کیا نخل سر سبز و شاداب ہوے موسم بہار کی کیفیت ظاہر ہوئی ایک جانب سے ملکہ ابر گلنار پیدا ہوا سب نے سر اُٹھا کر دیکھا ملکہ ابر گلنار شق ہوا ملکہ بران شمشیر زن بصد صولت و شوکت طاؤس زرین بال پر سوار پہلو مین ملکہ مجلس جادو مرکب گلی پر بیٹھی جمی ہوئی نیچہ گلی ہاتھ مین منڈھیا ان گندھی ہوئی کرتا آب روان کا زیب جسم ایک جانب سے صاحب سطوت و صولت باغبان قدرت ایک جانب سے رعد و برق و برق لامع و ملکہ مخمور سرخ چشم یہ سب سرداران نامی حال لشکر اسلام تباہ دیکھکر آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہوے لشکر حیرت پر گرے ملکہ بہار نے آتے ہی حیرت جادو کو للکارا کہ لو خبردار اب آگے نہ بڑھنا منم ملکہ بہار جادو یہ کہکر گلدستہ مارا پھول برسے اہالیان لشکر حیرت مبہوت ہوکر آپسمین لڑنے لگے کئی ہزار نے گلے کاٹ ڈالے سحر بہار سے حیرت گھبرا جاتی ہی لمحہ بھر مین ہزارون نے جانین دین کسی نے دیوانہ ہو کر دامن و گریبان چاک کیا اشعار عاشقانہ پڑھتا طرف صحرا کے بھاگا ملکہ بران نے اُترتے اُترتے کئی سو جادوگرون کو مارا ایک نخل کے سایہ مین کھڑے ہو کر دیکھا کہ بہار نے ہزار ہا کو دیوانہ بنایا وہ سب شعر ہاے عاشقانہ پڑھ رہے ہین بران کی آنکھون کے نیچے تصویر ایرج پھر گئی بیساختہ آہ کی دل چاہا ان دیوانون کے ساتھ ہم بھی گریبان چاک کرین طرف دشت نجد کے جائین خیال معشوق مین ناپایداری عالم بھی نگاہ مین ہے اتنے ہی عرصہ مین ہزار ہا لاشے پھڑک رہے ہین کوئی زخمدار کوئی بیقرار اس حال پرملال کو دیکھکر یہ اشعار عبرت آمیز زبان پر جاری ہوئے اشعار

سُن لے یہ التماس مرادوستانہ ہی
گاہِ خمیدہ یار تراشا میانہ ہے
اے عندلیب جان چمن جسم پر نہ پھول
اکدم مین مثل موج صبا تو روانہ ہے
رکتی نہین ہی باگ کسی شہسوار کی
کیا ہو گئے وہ لوگ کہان وہ زمانہ ہی

ہشیار ہو کہ تیر اجل کا نشانہ ہی
دنیا کے مخمصے ہین یہ فرزند واقربا
ویرانہ ایک روز ترا آشیانہ ہے
یہ جلوہ ہاے بوقلمون بے ثبات ہین
ہر دم سمند عمر کو اک تازیانہ ہی
کہتا تھا جو نسیم تجھے سب سنا چلے

کب تک رہیگی مسند کمخواب زیر پا
بیگانہ سب سے ہو کہ اجل کا لیگا دہی
انفاس مستعار پہ کیا اعتبار زیست
ہی زندگی طلسم جہان ایک فسانہ ہی
کیا سرکشان دہر کے قصے نہین سُنی
نزدیک اختتام ترا کارخانہ ہے

ان اشعار کے پڑھنے سے اور زیادہ دل مین جوش ہوا کہ اے بران لڑ بھڑ کر جان دو یا حیرت جادو کو بڑھکر مارو بے مارے اسکا انجام غیر ممکن بس زندگی بیکار ہی اُدھر سے لڑتی بھڑتی سحر کرتی ہوئی ملکہ مخمور آئین مخمور کی نگاہ بران پر پڑی دیکھا اُداس عالم یاس آنکھون مین آنسو بھرے ہوے ایک نخل کے سایہ مین وہ سرو باغ رعنائی سحر کر رہی ہی مخمور نے قریب آکر فرمایا کیون ملکہ عالم مزاج کیسا ہے حقیقت مین بڑے ہنگامہ کی لڑائی ہی مگر ایسا متوحش مین نے کبھی آپ کو نہ پایا تھا ملکہ بران نے فرمایا ای مخمور شکر ہی پروردگار کا اطمینان سی بلیٹین گے تو حال کہین گے اسوقت حیرت نے ہزار وا بندگان خدا کو مارا اسکی فکر کرو غم والم کے پابند ہین گردش فلکی سے آٹھ پہر دردمند ہین ای ملکہ مخمور اپنی تو یہ کیفیت ہے ؎

تنہا نہ موج خندہ زند بر لقاے ما
جاے فرشتہ نیست بخلوتسراے ما
آئینہ ایم و طعمۂ زنگار گشتہ ایم
یک خوشہ چین حسن تو انہم سزاے ما

چشمک حباب نیز بہ نشو و نماے ما
از کوچۂ فراغت دل کی توان گذشت
تا زشت را ملول نہ سازد صفاے ما
مارا بدل امید رہائی خیال محض

شبنم در بروے دو عالم سواے ما
آزادگی ما شدہ زنجیر پاے ما
مہ میش یار درحق پر دین زبان شوم
دم از نگاہ قست قفس از قفاے ما

مخمور خود دل دادہ فریفتہ ہر ان اشعار کے سننے کی کسے تاب تھی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوئے اور ہجران آفت دیدہ آفت کشیدہ کو ہچکیان لگ گئین دیکھا لڑائی بگڑی جاتی ہی ملکہ بران نیمچہ کھینچکر طرف حیرت کے چلی ادھر سے حیرت اس خیال مین چلی کہ بران سے مقابلہ کرون بہار نے دو دستے گلدستہ مارا سامنے ملکہ حیرت کے پھٹا پھول برسنے لگے حیرت جھومی قریب تھا کہ اشعار بہاریہ شروع کرے کہ ایک طائر نے سیر ہوا آکر چیخ ماری ملکہ بہار کی رنگت زرد ہو گئی طائر کو دیکھکر ہوش اُڑے حیرت نے جو اتنی مہلت پائی نیمچہ سحر سے بہار کو زخمی کیا بہار زخمی ہو کر پیچھے ہٹی حیرت نے سایہ مین نیمچہ کے لیا بہار ہٹتی چلی آتی ہی سحر کر رہی ہی حیرت اتنی مہلت نہین پاتی کہ بہار خاموش ہو تو مین سر کاٹ لون یا بیہوش کرون مگر بہار کو یقین کامل ہی کہ اب حیرت کے سامنے سی بچکر نکلنا دشوار ہی بہار نے ناچار ہو کر ایک نخل کی آڑ پکڑی اس امید پر کہ نخل آڑ مین شاید نہ آئے اس باغی کے ہاتھ سے جان بچ جائے حیرت کب مانتی ہے چاہا سحر کر کے نیچہ بارون کہ یک طرف سی آواز آئی ای ملکہ ہوشیار ہو جائیے حیرت نے دیکھا صرصر نخل کی آڑ پکڑے کھڑی کہ رہی ہی کہ ای ملکہ عالم باغیون کا بلوہ ہی اپنی جان بچائیے یہ بھی کہا دیکھیے وہ شہنشاہ آتے ہین حیرت پلٹی منھ پھیرنا تھا کہ صرصر نقلی نے حلقہ ہائے کمند مارے اور نعرہ کیا نعرہ چالاک ؎

بعیاری منم آنم حسیب چالاک
بچشم دشمن اندازم کف خاک
نہ آید باد گرد تیز گامم
خلیفہ اولم چالاک نامم

حلقہ گلے مین حیرت کے پڑے چاہا تڑپون نکلجاؤن چالاک نے حباب مارا حیرت بیہوش ہو کے گری

نعرۂ چالاک کی صدا سُنکر بہار بڑھی کہ حیرت کو گرفتار کرلون ایک تپلہ فولادی زمین سے پیدا ہوا ہان ہان کرتا ہوا خبردار خاتون محل شہنشاہ بردست انداز نہونا گو دمین حیرت کو لیکر وہی تپلہ بلند ہوگیا اب جو حیرت سے لشکر خالی ہوا بہار و مخمور و بران نے آگ برسادی لشکر نے شکست فاش کھائی اہل اسلام قتل کرتے ہوئے بڑھے بارگاہین خیمے لوٹ لیے جب دیکھا بہار نے کہ سردار بڑھے جاتے ہین نفیر سحر بجائی کہ صاحبو بس بھاگنے والون کا پیچھا نہ کرو قواعد صاحبقرانی سے خلاف ہے اہل اسلام پلٹے ملازمان حیرت کئی کوس پر جاکر ٹھہرے حیرت کو تپلے نے لیجاکر ایک پہاڑ پر ہوشیار کیا جب حیرت کی آنکھ کھلی اپنے کو پہاڑ پر پایا چلنے کو تھی دیکھا سمجھی کہ یہ تپلہ بچاکر مجکو اُٹھالایا پھر اسباب سحر سے آراستہ ہوکر اپنے لشکر کے دیکھنے کو چلی اُسوقت آکر پہونچی کہ مصور وغیرہ نے دور آکر بارگاہین ٹوٹی پھوٹی استادکرائی ہین انتظام ہو رہا ہے بھاگے ہوے جمع ہوتے جاتے ہین حیرت نے آکر شکست خوردہ لشکر کو درست کیا بارگاہ مین آکر بیٹھی جو کچھ گذرا تھا اُس حال کی عرضی واسطے افراسیاب کے لکھی اُسپر مرقوم تھا کہ جن قیدیون کو آپ نے ہمارے سپرد کیا بہار و باغبان وغیرہ نے آکر اُنکو رہا کرلیا بارگاہین خیمے لٹ گئے فلان مقام پر آکر بے سامانی مین اُتر پڑی ہون مگر اس لڑائی مین شکست فاش ہوئی ایک ساحر تیز رو کو وہ عرضی دی اور زبانی بھی کہدیا کہ شہنشاہ جہان ہون یہ عرضی اُنکے ہاتھ مین دینا ساحر نامہ لیکر روانہ ہوا حیرت مصروف انتظام لیکن اہل اسلام بفتح وفیروزی داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے ملکہ مہرخ نے ان سب صاحبون سے حالات خیریت آیات اسد نامدار کو پوچھا سب سے زیادہ ملکہ مہ جبین الماس پوش و ملکہ لالان خون قبا مشتاق تھین ملکہ بہار وغیرہ کو محلات مین بلوایا تمام کیفیت ملکہ بہار نے ظاہر کی کہا حضور خواجہ عمرو ایک درۂ کوہ مین طلسم کشا کو لیگئے عبادت کراکے فکر لوح مین مصروف ہونگے خدا فضل اپنا شریک حال کرے ہم لوگون نے راستے پیدا کرلیے ہین و معدوم اپنے کو پاس طلسم کشا کے پہونچائینگے خبرین لائینگے بڑی مصیبت سے پروردگار نے بچایا خضران گرفتار کرکے لیچلا تھا عین وقت پر آفتاب جادو پہونچا خضران کو مارا ہمکو رہا کیا مگر ہمارا ٹھہرنا لشکر مین مناسب نہین ہے طلسم صندل پر لڑائی پڑیگی لیکن خدا اپنا فضل شریک کرے ورنہ مہر و ماہ پر بڑی قیامت برپا ہوگی دونون جادوگرنیان بڑی زبردست ہین اُنکا بھی قتل دشوار ہے اب ہم لوگ رخصت ہوتے ہین تنہائی پر اپنے آقا کی روتے ہین ملکہ مہرخ نے چاہا ابھی ان سرداران مسطورہ کو رخصت نہ کرون ملکہ بران نے کہا ای بادشاہ لشکر اسلام ای ملکہ مہرخ خوش انجام جلد ہم سبکو رخصت کیجیے سردار دل مین غریو گریہ وزاری بلند ہوا لیکن اُسیوقت ملکہ بہار و باغبان عالی وقار ملکہ مخمور مہرخ چشم و رعد و برق و برق لامع و ملکہ بران و ملکہ مجلس ہما و دو ملکہ مہرخ و مہ جبین سے

رخصت ہوئے ملکہ مہرخ نے سبکو گلے سے لگایا فرمایا ای بہار جو کیفیت گذرے ہمکو ضرور اطلاع دینا یہان بھی آٹھ پہر موت کا سامنا ہی اگر حیات مستعار باقی ہی تو تم سب صاحبون سے ملین گے اور اگر قضا لیے جاتی ہی تو ملک عدم مین ملاقات ہوگی کہ صاحب بعدۂ گران یعنی مہتر قران برائے دریافت حال خواجہ عمرو شریک صحبت ہوئے باغبان سے پوچھا کہ ہمارے استاد پر کیا گذری باغبان نے تمام کیفیت ظاہر کی اور یہ بھی بیان کردیا کہ اب استاد کو بڑی مصیبت ہی ہر وقت طلسم کشا کے ساتھ ہین ذرا چوکین باعث خرابی ہو مقدمہ طلسم صندل نہایت وسیع ہے افراسیاب کو ناز ہی کہ کوئی ملکہ صندل جادو کو قتل نہین کرسکتا نہین معلوم کیا راز و نیاز ہی مہتر قران نے کہا ہم بھی اپنے استاد کی تلاش مین ضرور جائینگے یہ کہکر مہتر قران نے بھی بانہاے عیاری اپنی ذات پر آراستہ کیئے چالاک کو بلاکر فرمایا ای نور نظر لشکر کا اچھی طرح خیال رکھنا تمھارے قبلہ و کعبہ نہین ہین ہم بھی برائے تلاش جاتے ہین چالاک نے سر جھکا لیا کہا خلیفہ پروردگار حافظ و نگہبان ہی ہماری کیا حقیقت کہ ہم انتظام کرسکین خدمت گذاری مین سب صاحبون کی مصروف رہینگے اسی شب تیرہ و تار مین مہتر قران طرف طلسم صندل کے چلے ایک جانب سے بہار وغیرہ بہ جستجوے شہسوار عرصہ بلکہ تازی اسد ہین کہ سب غازی یہ سب صاحب جاتے ہین ذکر مہتر قران و بہار وغیرہ انشاء اللہ وقت پر تحریر ہوگا

ذکر داستان حیرت بیان آفتاب عالمتاب آسمان جلالت یکہ تاز عرصۂ جرأت و ہمت ہزبر بیشۂ صاحبقرانی نہنگ بحر لیاقت و کامرانی نور نگاہ صاحبقران یعنی شاہزادہ اسد نوجوان بشارت پاکر بزرگان دین سے مصروف ہونا فتح طلسم صندل مین و دیگر حالات متعلقہ داستان ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا جام جرأت شتاب
کہ ملک مضامین پہ ہون فتحیاب
کمیت قلم ہی در انگشت مین
چلے آج تلوار اس دشت مین
پلا ساغر بادۂ لالہ رنگ
کہ درپیش ہی آج مستونکو جنگ
مین تیغ زبان کو علم کرچکا
کہ اس معرکہ مین قدم دہر چکا
کمیت قلم نے طرارہ بھرا
چھلاوہ بنا لو ہوا ہوگیا
قلم طبع چالاک ہی اوج پر
جھپٹتا ہون مضمون کی فوج پر
کبھی جوش مین بحر زخار ہی
یہ دریاے مواج و تہدار ہی
نہ کر ساقیا اسقدر تیز بان
کہ ہون مو بہ مو یہ ستادان مین خونریز بیان

ہوا نشۂ جنگ کا اب خمار
کہ ہے تیغ کلک جلالت شعار
ترا رند مشرب جو سرشار ہو
یہ سب میکدہ خون سے گلنار ہو
پلا جلد جام شراب کہن
کہ رندہ مہجور سے بانکپن
حصین جم گئین لشکر نظم کی
وہ آمد ہوئی افسر نظم کی
صبا سے کہا اب آ دشت مین
فلک پر گیا ایک ہی گشت مین
دراکلک ہی نیزۂ جانستان
رقم سے نمایان ہین سر نیزبان
صفت مین قلم کی یہ تقریر ہی
شہنشاہ اقلیم تسطیر ہی

چہرۂ سیاحان دشت پر ہول فضا مین دفعتا جان مرحلہ جات طلسمات جلالت آئین بملاحظہ لوح قرطاس بیضا اقتباس بہ مدد افواج نظم و نثر فتاحی طلسمات مین مصروف ہین | اشعار مصنف | نویسندگان سخن پروران | بہ تسطیر اوراق این داستان

مضامین رنگین بہم کردہ اند | سطور مرصع رقم کردہ اند | جبکہ شہسوار عرصۂ یکہ تازی شاہزادۂ اسد بن کرب

غازی درۂ کوہ فلک شکوہ مین برائے عبادت رب اکبر آکر بیٹھا دعا مین مصروف ہوا خواجہ عمرو آکر الگ کھڑے دعا کر رہے ہین کہ پروردگار اسد غازی کا انجام بخیر ہو ارباب بزرگان دین سے شرف حاصل ہو فتح طلسم صندل سے تسکین دل ہو لوح طلسم صندل بہ تعجیل ملے غنچۂ آرزو کھلے مگر اسد نامدار بخضوع وخشوع عبادت مین مصروف پکار رہا ہے کہ پروردگار ارحم اپنا شریک حال کر روتی روتے بہر رات رہے بیقراری کا جوش دعا کرتے کرتے بیہوش ہوا بزرگان دین کو عالم خواب مین دیکھا اسد غازی کے دیدۂ ظاہری بند ہین دیدہ باطنی کھلے ہین ارشاد بنیاد ہوا کہ اے فتاح طلسم عجائب وغرائب بادشاہ سابق طلسم صندل کو رہا کر وہ نشان لوح بنائیگا مرحلہ جات پر بھی کام آئیگا بوقت سحر اسد نامدار بیدار ہوا خواجہ عمرو صدائے اسد سنکر درۂ کوہ مین تشریف لائے اسد نامور کو مصروف وظائف پایا مگر دیکھا چہرہ مثل آفتاب تابان ودرخشان ہے عمرو نے اسد کو گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا فرمایا کہو اے نور نظر وائے پارۂ جگر کچھ بشارت ہوئی اسد نے کہا صرف اتنا ارشاد ہوا کہ بادشاہ سابق طلسم صندل کو رہا کرو وہی لوح کا پتہ بتائیگا نہین معلوم بادشاہ سابق طلسم صندل کہان قید ہے اور کیا نام ہے اس کی رہائی کی کیا صورت ہو عمرو نے کہا فرمایا بزرگون کا خالی از لطف نہوگا انشاء اللہ اسکا پتہ ملیگا یہ فرماکر اسد کو درۂ کوہ مین ٹھرایا خود عمرو صحرا مین آکر زیر نخل ٹھہر اگر حیران کیونکر پتہ ملے کہ بادشاہ سابق کہان قید ہے عمرو تو اس فکر مین ہے لیکن افراسیاب کو نامۂ حیرت بمقدمہ رہائی سرداران اسلام پہونچا اور یہ بھی اسنے سنا کہ خضران مارا گیا قہر وغضب مین آکر ایک نامۂ اشرار جادوگر کو تحریر کیا کہ اے اشرار نامہ ہذا دیکھتے ہی خضران نابینا بادشاہ سابق طلسم صندل کو فوراً قتل کر تا سامری نامہ مین صاف تحریر ہے کہ جبتک اخضر جادو رہا نہ ہوگا فتاح طلسم صندل ناممکن بس اسکا قتل جب واولازم ہے یہ نامہ ایک جادوگر کو دیا وہ نامہ لیکر روانہ ہوا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اسد کو درہ کوہ مین چھوڑ کر سایۂ نخل مین بیٹھے سوچ رہے ہین کہ کیونکر بادشاہ سابق کو رہا کرون وہ بادشاہ سابق کہان ہے ہماری نظرون سے نہان ہے تو یہ خواجہ عمرو کا دستور ہے کہ کبھی بصورت اصلی نہین رہتے ساحر بنے ہوئے بیٹھے ہین سر خم متردد متحیر دیکھا ایک ساحر اڑتا ہوا آتا ہے خیال مین گذرا کہ خواجہ آج اس ایک ساحر کو دیکھا ہی دریافت کرین کہ یہ کون ہے یہ سوچ کر آواز دی ارے بھائی جانے والے ادھر آؤ خبردار آگے نہ بڑھنا قدم آگے بڑھاؤگے کتے کی موت مارے جاؤگے اس ساحر نے پلٹ کے دیکھا فوراً ہوا سے اترا سمجھا شاید آگے کچھ مقام خوف ہے جب زمین پر آیا خواجہ نے کہا کیون بے تو کون ہے کہان جاتا ہے تیرا کیا نام ہے اس ساحر نے کہا کہ

ذرا زبان تو اپنی روکیئے زبان کا شایستہ ہونا بڑے عیب کی بات ہے خواجہ عمرو نے کہا تم ایسے گدھون کے واسطے زبان کی شایستگی کیا ایسون کے لیئے جوتی پیزار لازم ہے جب تو وہ جادوگر بگڑا اور غصہ آیا تو بیربل پر اعمرو نے پشت پر ہاتھ رکھکر کہا بھائی کیون لڑتے ہو ناحق ہم سے بگڑتے ہو تم جادو ہماری پاپوش سے لاشہ زمین پر تڑپتا ہوگا جورو تمھاری بیوہ ہو جائے گی اور بچے یتیم جہنم واصل ہو جب تو وہ جادوگر گھبرایا کہا بھائی صاحب تم بزرگ ہو مفصل حال بتاؤ تمھارے کلمات سخت کا ہم برا نہین مانتے عمرو نے کہا بھائی پہلے نام ونشان سے آگاہ کرو پھر ہم بھی سمجھاوین تم کو سیدھی راہ بتاوین ہم شہنشاہ افراسیاب کے ملازم ہین خاص واسطے روکنے مسافرون کے مقرر ہوئے ہین بھائی ادھر ایک زمیندار بگڑ گیا ہے آیندہ زر ند کو ٹو لیتا ہے صدہا بندگان سامری مار گیئے اُس سے ہم نے تمکو کلمات سخت کہے کہ تمکو غصہ آوے ادھر کے جانے کا قصد نہ کرو اُس جادوگر نے قدمون کو بوسہ دیا کہا بھائی تمھارا احسان ہمکو افراسیاب نے طرف قصر آہنی کے روانہ کیا ہے ملک اخضر بادشاہ سابق طلسم صندل وہان قید ہے اشرار جادو نگہبان کے نام یہ فرمان لیئے جاتے ہین شہنشاہ کو ملک اخضر کا قتل منظور ہے عمرو یہ مژدہ فرح افزا سُنکر پھول گیا پتہ نشان بھی پوچھا اُس جادوگر کو بیہوش نہ کیا بعد چند ساعت کہا بھائی وہان کے جنگل سے نہ جانا قزاقون سے بچ جاؤگے وہ ساحر سلام بندگی کر کے سمت قصر آہن روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے خواجہ نے تمام کیفیت آکر اسد نامور سے بیان کی کچھ چپکے سے اسد کے کان مین کہا اسد نے عرض کی جو حضور کے نزدیک بہتر ہو وہ کیجیے مصرعہ صلاح ما ہمہ آنست کان صلاح شما ؛ اس سرگوشی کا حال آگے بڑھ کے تحریر ہوگا خواجہ عمرو اسد کو لیکر اُسی جانب چلے لیکن یہ ساحر فرستادۂ افراسیاب لرزان ترسان بخوف قزاقان مثل بید کانپتا ہوا وہان پہونچا کہ اشرار جادو بارہ ہزار ساحرون سے اُترا ہوا ہے ملک اخضر مسلسل و مطوق بال سر کے بڑھے ہوئے روشنی چشم ندارد بیٹھا ہوا شغل رہا ہے اپنے حال زار پر روتا ہے کہ یکایک ہلڑ ہوا کہ ساحر نامہ افراسیاب کا لیکر آیا ہے اشرار نے ساحر کو خلعت دیکر رخصت کیا نامہ پڑھا گیا مضمون مذکورہ تحریر تھا چونکہ عرصہ دراز سے بیچارہ اخضر قید ہے کوئی بے اعتدالی اس سے سرزد نہین ہوئی ہمراہیان اشرار کو بھی رنج وملال ہوا اپنے قتل کی خبر ملک اخضر نے بھی سُنی حیران ہو کر سر جھکا لیا اپنے حال پر بہت رویا کبھی کہتا تھا خوبی تقدیر سے قدمبوسی اُس شیر بیشۂ جرأت کی نصیب نہوئی موت قریب ہے واے برماد گرفتاری ما حسرت ویاس ہے کہ پردۂ دنیا سے چلے آرزوے دل پوری نہوئی نظم

من بساطِ عیش خود را بر بہ چشم تا کجا
جان بفکرِ شادمانی طعمۂ غم تا کجا

خندہ زن بر شادیِ من اہلِ ماتم تا کجا
راضیم گر چرخ زیرِ تیغ بنشاند مرا

خونِ دل تا کے خورد در سینہ اندوہ غم
از برائے منزلے سامان بگردم تا کجا

جز نمک پاشی نیاید خاطرہ نمبیاید مرح
اے برادر سوائیم واللہ اعلم تا کجا
از بیاض عمر معنی ہاے رنگین رفتہ است
حلقۂ درہا زدن با قامت خم تا کجا

بر جراحتہاے تیغ عشق مرہم تا کجا
در فراق رفتگان با غم بسازم تا بکے
یک ورق گردانی ماندہ است انہم تا کجا

غافل از بدنامیم مخسپین کہ نامہ میں ترا
در مقام فرحت چندے بگیرم تا کجا
از تلاش دستی سودا تا بکے سیر ادہم

خبر وحشت اثر اپنے قتل کی سنکر بے اختیار رو دیا اشترار جادو نے فوراً ارشاد
کرائی جلادون کو طلب کیا ساتھ والون سے کہہ رہا ہی مدت سے اسی مقام پر فروکش تھے اِس بڈھے کی قید کے
نگہبان تھے اب قتل کرکے اپنے اپنے شہر مین جائینگے اِس آفت سے نجات پائین گے قریب اخضر جادو کے آکر اشترار جادو
نے کہا اے ملک اخضر تمہارے قتل کا حکم آگیا اب ہم تمکو قتل کرکے خدمت افراسیاب مین جاکر انعام لینگے کمر
تمہارا پیشکش کرینگے اخضر نے کہا اے اشترار کیا مجال ہے تیری جد تو مجکو قتل کرسکے بموجب بشارت بندگان دین
بلاغت آئین آج دن میری رہائی کا ہے پس اگر قتل بھی ہوے طائر روح نے قفس جسم خاکی سے رہائی پائی
انجام بخیر ہوا بعد مرگ باغ ہمیشہ بہار کی سیر نصیب ہوئی اشترار نے کہا اے اخضر کیون بیہودہ بکتا ہے تو تو کئی
مہینے سے کہہ رہا ہے کہ بشارت ہوئی خواب مین بزرگون کی زیارت ہوئی اسکا انجام یہ ہوا کہ آج بحسرت و یاس قتل
ہوتے ہو اب کیون اپنے حال زار پر روتے ہو افراسیاب کا ساتھ نہ دیا لاچین کے خیر خواہ ہونے سے کچھ
لطف اُٹھایا اس روز سیاہ کا سامنا ہوا اب آمادۂ مرگ ہو جیاے قضا ہو ملک اخضر نے سر جھکایا جلاد تیغہ کھینچکے
قریب آیا اشترار نے کوٹھے کھلوائے یہی سب سے کہہ رہا ہے یہ مال ہم تم آپس مین تقسیم کرلین گے مگر نہین معلوم کیا سبب
ہے کہ آج شہنشاہ کا حکم اُسکے قتل کے واسطے کیون آیا یہ تو عرصۂ دراز سے قید ہے سلطنت طلسم صندل سے فردل
کرکے اندھا کردیا ہمارے سپرد ہوا نہین معلوم کیا کسی نے شہنشاہ سے کہا جو حکم قطعی سر قلم کرنیکا آیا ملک اخضر
بیچارہ زیر تیغ سر جھکائے بیٹھا ہے دل سے کہہ رہا ہے دیکھون کیا ظہور ہو کیون الٰہی خدایا نادیدہ دوستون کو
غم دشمنون کو سرور ہوا ابھی اشترار نے حکم اول نہین دیا کہ بلڑ ہوا کہ افسر و جلد اُٹھو شہنشاہ آتے ہین سب نے
سر اُٹھایا دیکھا افراسیاب جادو بصد کر و فر تخت سحر پر سوار پہلو مین حیرت جادو ایسی معشوقہ
ماہ رخسار اُڑا ہوا آتا ہے اشترار جادو بارہ ہزار ساحران غدار کو لیکر براے استقبال آگے بڑھا جلاد نے
اخضر سے کہا لو اے ملک اخضر نابینا شہنشاہ طلسم ہوش رُبا آپہونچے ملک اخضر نے جواب دیا آئیگا تو
نمک حرام کیا کریگا یہان تخت افراسیاب زمین پر اُترا اسلامی ہوئی وردیان بجین فوراً اشترار جادو
نے واسطے افراسیاب کے تخت لاکر بچھایا افراسیاب بکر و نخوت تخت پر بیٹھا اشترار نے عرض کی اسوقت
حضور نے کیون تکلیف فرمائی افراسیاب نے کہا اے اشترار بدولت نے نامہ روانہ کیا لیکن اوراق سامری
مین دیکھا صاف صاف لکھا تھا کہ اخضر قتل نہوگا جو جلاد خنجر ماریگا وہ پلٹ کر اُسی کے پڑیگا ایک آندھی

سیاہ اُٹھیگی اُسمین سب سر ٹکرا کے مر دگے مابدولت کو آرام نہ آیا دفع بلا کی تدبیر کی جلد شراب منگاؤ اسیر القاب سامری ٹرپھا جاے تم سب جلد یہو کہ سامری جمشید تقدیر یہ نہ کرنے پائین آج ذرا وہ بھی گھبرائین اتنا تو معلوم ہو کہ ہمارے بندے بڑے عقیل ہین لات و منات ذلیل ہین فوراً لا کر شراب کے مٹکے رکھے گئے افراسیاب نے القاب سامری ٹرپھا مگر کچھ ایسی لفظین کسی کی سمجھ مین نہ آئین حیرت پہلو مین ہنستی جاتی ہی سنبے زیادہ حیرت کام کر رہی ہی شہنشاہ اسم ٹرپھتے جاتے ہین حیرت اُسکی تاثیر مٹکے مین پہونچاتی ہی بارہ ہزار ساحر پرورش پر افراسیاب کی وجد کر رہے ہین حیرت جادو کبھی اشرار کے کاندھے پر ہاتھ رکھدیتی ہی اشارہ کرتی ہی کیون ای خیر خواہ اس قصر مین خزانہ بھی ہی ہمارا ارادہ ہی کہ بعد قتل اخضر تم سبکو انعام تقسیم کرین شرار نے کہا حضور اس قصر مین ٹرا روپیہ ہی ٹری مدت کا خزانہ ہی حضور پرورش فرمائنگی تو ہماری مشقت کا کون خیال کریگا حیرت نے چپکے سے کہا کیون بیمروت یہ تجکو خیال کبھی نہ آیا کہ ہماری قدمبوسی کو آتا اشرار مرگیا ساتھ والون سے کہتا ہی لو بھائیو حیرت مجھپر مائل ہی اس خوشی مین نشان خزانے کے بتاتا پھرتا ہی اس عرصہ مین شراب بھی تیار ہوئی ملکہ حیرت نے آواز دی لو ہاجو ایک ایک جام ایک ایک سانس مین پیو جو کوئی ایک سانس مین نہ پئیگا دم ٹوٹ جائیگا عمر گھٹ جائیگی اشرار کو اور زیادہ بھر کے جام دیا حیرت نے اشارہ کر دیا اگر ہماری محبت ہی تو ایک سانس مین پینا اشرار اپنے آپ سے باہر سب نے خوشی خوشی شراب پی گھبرا گھبرا کر اٹھے لڑکھڑا کر گرے حیرت جادو قریب اخضر نابینا کے آئی کہا ای ملک اخضر آگاہ ہو طلسم کشا اسد نامدار آ پہونچا منم عمرو بن اُمیہ ضمری اسرار جادو کو بیہوش کیا یہ سنکر ملک اخضر قدمون سے اسد کے لپٹ گیا کیا حضور مجکو بشارت ہو چکی تھی کہ طلسم کشا مجکو آ کر رہا کریگا مین حیران تھا کہ آج سامان قتل ہونے کا کیا سبب ہی حضور اشرار جادو کو قتل کرین کلیجہ اُسکا نکالکر غلام کی آنکھون مین دھونی دین یہی غلام کی آنکھون کا علاج ہی آپ کے دم قدم سے دین حق کا رواج ہی عمرو نے فوراً اشرار کو قتل کیا اسد نامدار بصورت افراسیاب بنکر آیا تھا اُنھون نے فوراً آگ روشن کی دریا دلی دکھائی جگر اشرار کی دھونی سے آنکھین اخضر کی روشن ہوئین قدمون کو اسد نامدار کے بوسہ دیا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری مکانون مین گھستے ہین خزانے لوٹ رہے ہین اور جب باہر آتے ہین اخضر فرماتے ہین ای بادشاہ طلسم صندل یہ تمام مکانات خزانہ سے خالی ہین بارہ ہزار ملازمان افراسیاب یہان رہتے تھے جفائین سہتے تھے تنخواہ وغیرہ کیونکر ملتی تھی ملک اخضر کہتا ہی ای شہنشاہ اوج عیاری خزانہ تو یہان بہت ہی عمرو نے کہا ای برادر مین نے سب مکانون مین تلاش کی ایک مکان مین دو مٹکے جھنجھی کوڑیون کے بھرے ہوے تھے وہ مین نے کنوین مین پھینکدین وہ کس کام کی تھین ملک اخضر نے کہا خواجہ ایسا نہ فرمائیے یہان تو روپیہ بیحساب تھا عمرو نے کہا اب تو تمہاری آنکھین

روشن ہوئین ایسی ہی باتین تو بناؤگے تمنے کہین چھپایا ہوگا اسدنے کہا حضور آپ سے کون پوچھتا ہی حقیقت مین
یہان روپیہ کہان فقیرون کا مکان بارہ ہزار ساحر رہتے تھے سب بیچارے فاقے کرتے تھے عمرو نے کہا بیٹا تمھاری ان
باتون سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہان روپیہ تھا کسی نے لے لیا اسدنے کہا نہین حضور روپیہ کا کیا ذکر ہی غرض ملازمان
اخضر بھی مطیع الاسلام ہوئے اخضرنے اُسی قصر مین ٹبری دھوم سے خواجہ عمرو و اسد کی دعوت کی عین گرمی صحبت
مین عمرو نے کہا ای ملک اخضر لوح طلسم صندل کی خواہش ہی بزرگان دین سے ہدایت ہوئی کہ جا کر ملکہ اخضر
بادشاہ سابق طلسم صندل کو رہا کرو عنایت سے پروردگار کے جستجو کی رہبر کامل نے یہان تک پہونچایا شکر ہی کہ تمکو
قید سے اس بیجا کی رہا کیا اب بتلاؤ کہ لوح طلسمی کہان ہی ملک اخضرنے دست بستہ عرض کی کہ مقام لوح گزارش
کرونگا مگر ملنا اُسکا دشوار ہی لیکن ایک ہفتہ حضور کو تکلیف ہوگی غلام ڈھونڈکر لوح لیگا نہایت مشکل ہی اول ایک
بات ارشاد فرمائیے سامان قتل صندل بھی مہیا ہوا یا نہین عمرو نے کہا ای اخضر یہ کیا تمنے کہا سامان قتل صندل
جادو کیا چیز ہی ہر چیز کے واسطے طلسم مین لوح کافی وافی ہوتی ہی سوائے لوح طلسمی کے اور کیا سامان مہیا ہو ملک اخضر
نے عرض کی ای شہنشاہ اوج عیاری افراسیاب نے ایسے شخص کو بادشاہ طلسم صندل کیا ہی کہ جسکا قتل
ناممکن صرف کتاب سامری مین اتنا مرقوم ہی جو کوئی قصد کرے طلسم صندل فتح کرون پہلے سامان قتل صندل جادو
مہیا کرے یہ غلام کو نہین معلوم کہ وہ سامان کیا چیز ہی بموجب قاعدے کے غلام نے بھی حضور سے پوچھا مین اس
رمز سے بخوبی آگاہ نہین ہون جتنا ماہر تھا اس قدر عرض کیا حضور جب سے سلطنت شہنشاہ لاچین مٹی طلسم ہوشربا
مین فدر ہوا خیر خواہان لاچین جابجا گرفتار ہوئے دشمنون کا اوج موج ہوا صندل جادو کو افراسیاب نے
میرے طلسم کی سلطنت دی مین اُس لعون سے لڑا وہ تو میرا کچھ نہ کر سکی افراسیاب نے آکر گرفتار کیا اتنا غلام کو
خوب معلوم ہی کہ کوئی شی برائے حفاظت صندل جادو افراسیاب نے تیار کی کہین اُسکو سپرد کیا ہوگا یہ نہ
دریافت ہوا کہ کیا شی تھی کسکے پاس گئی جتنا غلام نے سُنا تھا عرض کیا اب کل مقام لوح بتاؤنگا مگر یہ غلام کا
اختیار نہین ہی کہ با سانی لے کر خدمت مین حاضر کرے لیکن دو ہفتہ مین سحر تیار کرکے اپنی جان پر کھیلون گا
دریائے جفا کو جھیلونگا حضور کے تصدق سے آنکھین روشن ہوئین پلکون سے جاروب کشی کرونگا دیدہ بازی
پیل دنھارے مجبور و ناچار ہون آنکھون سے احکام شاہنشاہی بجالاؤنگا جابجا میرے ملازم مقید ہین
انکو جاکر رہا کرون سحر جو قبضہ سے گیا ہی اُسیر قابو ہو شب بھر اخضرنے اسی قصر مین خواجہ و اسد کی
دعوت کی بوقت سحر بعد گرد فراپنے ہمراہ لیکر طرف قلعۂ صندل کے چلا ملحوظ خاطر رہے کہ ابھی خواجہ بھی
ساتھ مین اُس قصر سے تھوڑی دور آکر ایک درۂ کوہ مین ملک اخضرنے اسد و عمرو کو پہونچایا چند
ساعت وہان ٹھہر اکر درہ کے باہر آیا کہا ذرا سر اُٹھا کر ملاحظہ فرمائیے اسدنے سر اُٹھا کر دیکھا سامنے

قلعہ صندل پہلوے قلعہ مین ایک برج نہایت رفیع وسیع صناعان چابکدست نے تعمیر کیا ہی کئی سو گز کا
ایک میل آہنی اسپر نصب ہی اُس میل کے نصب ہونے سے یہ مطلب ہی کہ ایک قفس آہنی مین ایک قمری طوق اطاعت
بگلہ مصروف کوکو ہی اسد نے فرمایا ای برادر یہ کیا تماشا دکھایا میل آہنی ایک قفس مین قمری صاف ظاہر
ہوتا ہی کہ شوخی و شرارت سے بھری ہی ملک اخضر نے عرض کی ای شہریار بانیان طلسم نے لوح طلسمی اس
قمری کے شکم مین رکھدی ہی آٹھ پہر اُسکو ہلاکت انسان کی جستجو ہی اسوجہ سے مصروف کوکو ہی جب کوئی
سامنے قلعہ کے جائیگا اول آواز ہیہات وافسوس بلند کرتی ہی تین آوازین دیکر خاموش ہو جاتی ہی
گویا اپنے فعل پر شرماتی ہی اگر وہ جانے والا پلٹ گیا معلوم ہوا راہگیر تھا اگر آنے والے نے آواز ہیہات
وافسوس سنکر بھی قصد کیا یہ قمری حلقۂ اطاعت سے قدم باہر دھریگی یعنی قفس کو توڑ ڈالیگی بلند پروازی
کر کے سر پر اُس آنے والے کے سایہ ڈال کر صدائے کوکو بلند کرتی ہی تیسری آواز مین مُنہ سے اس قمری کے
شعلہ نکلکر ایک شعلہ اُس آنے والے پر گرتا ہی کہ وہ جلکر خاک سیاہ ہو جاتا ہی صدہا بندگان خدا اسی جستجو
مین آئے جلکر خاک فقط اُن بیچارون کے ہلاک ہوئے کسی نے خبر نہ لی کہ کیا ہوئے یہ نہ کوئی سمجھا کہ کس
بلا مین مبتلا ہوئے ای شہریار سخن شنیدن بیخ دولت بموجب مضمون رباعی سودا رباعی

گر یار کے سامنے مین رویا تو کیا
مژگان مین جو لخت دل پرویا تو کیا
یہ دانۂ اشک سبز ہونا معلوم
اس شور زمین مین تخم بویا تو کیا

بہر نوع حضور کو اتنا تامل فرمانا چاہیے کہ مین جا کر سحر کو تیار کر کے
لاؤن اور کسی ترکیب سے اس قمری کو مارون تب لوح طلسمی قبضہ مین آوے یہ اتنا جھگڑا مین نے اسواسطے
بیان کیا کہ اگر حضور میرے بعد درۂ کوہ سے نکلنے کا قصد کرینگے دشمن شہنشاہی فوراً جلکر خاک ہونگے اسکا
علاج ارسطو و لقمان سے بھی غیر ممکن اخضر نے عمرو کو سمجھایا کہ حضور جسوقت تک کہ غلام واپس نہ آئے
درۂ کوہ سے انکو نہ نکلنے دیجیے گا مین جاکر تدبیر مین مصروف ہوتا ہون عمرو نے کہنا ملک اخضر کا قبول کیا
ملک اخضر اُسی وقت پر پرواز پیدا کر کے ایک جانب روانہ ہوا اسد نامور مع عمرو کے آکر درۂ کوہ مین ٹھہرے
جب ملک اخضر جا چکا اسد نے کہا نانا جان آپ ایسا جہاندیدہ آدمی بیکار رہا تو مین اُس پیر مرد زمین گیر
کے مبتلا ہوتا ہی مین ابھی جا کر ایک تیر مین اس قمری کو مارتا ہون اگر اصل مین لوح اُسکے پاس ہی دستیاب
ہوگی ملک اخضر کے آنے نہ آنے کی کیا احتیاج ہی عمرو نے سمجھایا کہ بیٹا وہ بادشاہ سابق طلسم صندل ہین
ابھی ظاہر ہوا کہ تمھارے مذہب حق پر دل سے مائل ہی جو کچھ سمجھایا ایکسے ہفتہ تامل کرنا واجب لازم ہی
اصلاح و مشورہ سے ستون سلطنت قایم ہی اسد نے کہا آپ نے جو فرمایا بہت بجا ہی ایسے ایسے مختصر
امورات مین اسقدر تساہل ہونا سراسر نادانی انجام جسکا پشیمانی عمرو نے سمجھایا اسد خاموش ہو رہا

مگر دل مین یہ خیال کہ کسی حیلہ سے خواجہ سامنے سے ہٹین تو مین قمری پر وار کرون اگر شاید اُسکے شکم مین لوح ہی تو اسپر قبضہ کرنا کتنی بڑی بات ہی اگر ایک قمری کو بھی نہ مار سکے تو طلسم ہوشربا کون فتح کریگا اور اسباب سے مقابلہ کیونکر پڑیگا یہ سوچکر اسد غازی خاموش ہو رہا اُسی درۂ کوہ مین بسر کی مگر شب فراق معشوقون کی ملاقات کا اشتیاق سب سے زیادہ ملکہ مہ جبین کا خیال لالان خون قبا کی جدائی کا ملال جب آہ کرتے ہین خوف ہی کہ شعلہ آہ استخوان جسم کو نہ جلا دے آتش عشق شعلہ و محبت زورون پر جب طپش قلب نے بیقرار کیا یہ اشعار زبان پر جاری ہوئے اشعار

پہونچی بُرون سینہ سلگ کر جگر مین آگ
کب کی دبی ہوئی تھی ولا بر تر مین آگ
گر سوز عشق اشک کو اخگر بنائیگا
ہنگام اختلاج ہی موجود گھر مین آگ
پڑتے ہین آبلے جو چھوے کوئی جسم گرم
کہتی ہی آہ مین نے لگائی جگر مین آگ
وہ سوختہ نصیب ہون جس جا رہونگا مین
ٹھہرے کہان شرر جو لگے اپنے گھر مین آگ

ای خشک دیدہ دوڑ گئی بال و پر مین آگ
دیدار کی ہوس نے جلایا نگاہ کو
دہکا کرے گی شام و سحر چشم تر مین آگ
جز نخل عشق اور ہی وہ کونسا شجر
ای چشم تر نہان ہی مگر اس گہر مین آگ
بلبل کی گرمیون سے تعجب ہوا مجھے
قسمت مری لگائیگی دیوار و در مین آگ

باران کے بدلے برق تڑپتی ہی ابر دن
دی شعلہ ہائے حسن نے پائے نظر مین آگ
ہو عمر طول آہ شرربار کی مری
ہو جسکے بیخ و ریشہ و برگ و ثمر مین آگ
ہی ماز سوز ہجر کو پھونکا ہی مین نے دل
بھر دی کہانی عشق نے ہر شب یہ مین آگ
تقدیر کے بگاڑ کا چارہ محال ہی

ایسے ایسے اشعار پڑھ کر تڑپے پھر کے جب دم لبون پر آیا تب ستارہ سحری آسمان پر چمکا خواجہ عمرو اُٹھے دیکھا اسد نامور مصروف عبادت پروردگار ہی خیال مین گذرا جب تک یہ وظائف سے مہلت پائے ہم ذرا جنگل کی سیر کر آئین یہ سوچ کر عمرو باہر درے کے آئے یہ تو ائے ڈُکے کی خبر سنانے چلے مگر اسد نامور اپنی جان سے بیزار دل سے کہتا ہی ای اسد کب تک اُس بیرزمین گیر کا انتظار کرین اپنا علاج اپنے ہاتھ سے کرو اگر حیات باقی ہی انشاء اللہ ابھی قمری کو مار کے لوح لیتے ہین اور اگر قضا قریب ہی یہ بھی ایک بہانہ ہی کب تک انتظار کرین اپنے کو مجبور و ناچار کرین یہ سوچ کر اسد نامدار قدم ہمت بڑھا کر درۂ کوہ سے باہر نکلا جیسے ہی دامنہ قلعہ مین پہونچا قمری نے قفس مین گریال کی پر پرزے جھاڑے جب اسد اور چند قدم آگے بڑھا قمری نے تیوری بدلی کوکو کی صدا دی مگر طرف اسد کے دیکھ رہی ہی چند قدم اسد اور آگے بڑھے دل سے یہی صلاح ہی کہ اب اسی مین فلاح ہی اگر یہ قفس سے نکل آئے ایک اشارے مین خاتمہ اگر قفس سے قمری نہ نکلی قفس آہنی کا توڑنا دشوار ہی مگر وہ ستار دغفار ہی ہر شے مین تاثیر عطا فرمائیگا ناگاہ قمری نے اپنے کو آراستہ کیا اس طرح تڑپی کہ قفس ٹوٹا بیقرار ہوکر قفس سے نکلی بلند ہوکر اُس شہزادی قمر پر اپنا سایہ ڈالا دیکھا اسد نے ہاتھ پانون مین رعشہ جسم مین سوزش قلب مین طپش آنکھون مین ظلمت دل مین تپ مین لیکن جرأت کرکے کمان کیانی دوش سے اُتاری انھین کانپتے ہوئے ہاتھون سے تیر ترکش سے نکال کر

کمان مین جوڑا قمری کو تاک کر مارا جب تیر قریب سینۂ قمری پہونچا قمری کے منھ سے شعلہ نکلکر گرا کہ تیر جلکر خاک ہوا کئی تیر اسد نے مارے قمری نے جلا دیے ادھر عمرو صحرا مین خود بخود گھبرایا سب سے زیادہ یہ خوف ہی کہ اسد غازی مرد سپاہی جاہل اجہل ایسا نہو کہ ہوس مین لوح طلسمی کے نکل پڑے مفت مین ہلاک ہوگا تمام ساحر نام اسد غازی کے دشمن ہو رہے ہین علامت طلسم صندل مٹ چکی ہی ساحرا طلسم صندل ضرور فکر مین ہونگے ایسا نہو کہ اسکے ساتھ یہ بدی پیش آئین تو غضب ہو یہ سوچکر عمرو دبکا گا مگر دمبدم اضطراب ترقی پر حیران مضطر چلا آتا ہی کہ اسد غازی پر نگاہ پڑی دیکھا وہ شیر زیر دیوار قلعہ پہونچ چکا ہی کئی تیر مارے خالی گئے قمری نے جلا دیے اپنی جو خطا تھی سمجھے ہوئے زیر دیوار کھڑے ہین ترکش مین سے پھر تیر نکال رہے ہین مگر ہاتھ پاؤن مین رعشہ آچکا ہی رنگ زرد و متغیر متردد متحیر خواجہ عمرو نے یہ حال پر ملال جو دیکھا آواز دی او دیوانے مجہول یہ کیا ستم کیا اس دوست صادق کے کہنے کو خلاف سمجھا او اسد غازی براے خدا پلٹ آگے بڑھنے کا قصد نہ کر مین زلزلہ قاف ثانی سلیمان کو کیا منھ دکھاؤنگا مطعون بدنام ہو جاؤنگا اسد غازی نے پلٹ کے خواجہ عمرو کو دیکھا شرم و حجاب سے کچھ جواب نہ دیسکا مگر تیور سے پیدا تھا اشارون سے ہویدا تھا کہ ہم مجبور و ناچار ہین اب ہاتھ دستگیری نہ کرینگے پاؤن سے ثابت قدمی غیر ممکن چہرہ اُداس عالم یاس عمرو سمجھا اسد غازی مبتلا سے بلا ہوے بھلا یہ قریب کب جاتے ہین دور ہی سے غل مچانے لگے ارے او دیوانے یہ کیا کیا مین مفت مین رسوا ہوا تمھاری مادر مہربان کو کیا جواب دونگا یہ کہکر چلا تھا کہ انشاء اللہ اس شیر دل کو ساتھ لے کر آؤنگا نانا جان تمھارے پوچھین گے تو اُنکو کیا جواب دونگا اب عمرو دیکھ رہا ہی کہ قمری چیخ مارتی ہوئی قریب سر اسد نامور آتی ہی بشمشاد باغ رعنائی پابگل ہو چلے ہین آنکھین پتھرا گئین کمان مین خم آیا ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گری تیر سہم کر الگ ہوے تلوار قبضہ سے نکلی سپہر نے نشتی بانی کی عمرو نے اس بیقراری مین کارساز مطلق مالک برحق کو پکارا اے رحیم ستار العیوب دافع البلیات شعر

خداوندا شبم را روز گردان
درین شب دسپیدم کن چو خورشید

چو روز اندر جہان فیروز گردان
توئی یاری دہ فریاد ہر کس

شبی دارم سیہ چون بخت امید
بفریاد من فریاد خواہ رس

اے عیب پوش عالم اے خالق اکرم شیر بیشۂ صاحبقرانی کو بچالے عمرو بیقرار اسد اشکبار عمرو بصورت آئینہ حیران اسد مثل زلف پریشان یہ متردد وہ بتشویش یہ نوبت نہجان وہ گرفتار و باتخوان یہان عمرو دالم کا جوش اسد مثل تصویر خاموش قریب تھا کہ قمری کو کو کہکر اسد نامور کے سر پر بیٹھ جائے کہ ایک جانب سے عمرو نے دیکھا ایک عقاب نایاب بلند پرواز اڑا ہوا آتا ہی مثل برق تڑپ کر قریب اُس قمری کے پہونچا

اسد نامور پر جو سایہ اس قمری کا پڑا تھا یہ شاہزادہ سروسہی قد پا بگل ہو چکا تھا بلکہ چہرے سے صاف
یہ ظاہر تھا کہ سارا جسم پتھر کا ہو گیا لیکن وہ عقاب جب قریب پہونچا ایک پر اسنے ور سے اُس قمری پر مارا
کہ قمری بلند ہوئی کوکو بھولی صدائے افسوس و ہیہات دینے لگی پر اُسکے بہت سے نُچ کر زمین پر گرنے
اب تو وہ قمری چاہتی ہو کہ جان بچا کر نکلجاؤں پنجۂ شہباز اجل سے رہائی دشوار دونون مین منقار اور
پنجے چل رہے ہین لیکن عقاب نے قمری کو پروبیج مار مار کر اس قدر بلند کیا کہ برابر دیوار قلعہ کے پہونچ گئی ہی
ایک مقام پر قمری سنے پنجون سے بہت سے پر عقاب کے نوچ کے پھینکدیے عمرو کھڑا ہوا دعائین مانگ رہا
ہی خداوندا اس عقاب کو غالب کرنا ملک اخضر نے کہا تھا اسی قمری کے شکم مین لوح طلسم ہی کئی مرتبہ قصد
ہوا کہ تیر مارون اگر زخمی ہو کر قمری زمین پر گرے اسکا شکم چاک کر کے لوح طلسم لون لیکن جب تیر جوڑتا ہی ہاتھ
مین رعشہ آجاتا ہی ناچار سہم جاتا ہی قلب تھراتا ہی دعا مین مصروف اسد غازی پا بگل مضمحل منفعل دل
دھڑک رہا ہی کلیجہ مثل مرغ لبسمل پھڑک رہا ہی آخر عقاب نے ایک مقام پر قمری کو پنجون مین دبوچا غصہ مین
پانوٴن تھام کر جبڑا مار کر چیر ڈالا عمرو نے دیکھا شکم سے قمری کے کوئی شی مثل جرم قمر کے چمکی عقاب
اُسپر گرا انھین معلوم کیا شی تھی اُسکو قبضے مین کیا لیکن مرنے سے قمری کے صحرا مین آندھی سیاہ اُٹھی صدائے
گیر و دار بلند ہوئی دیوارین قلعہ کی تھرائین بعد عرصہ دراز آواز آئی کُشتی مرا نام من طیران جادو بود
تاریکی دفع ہوئی احوال روشن ہوا عمرو نے دیکھا ملک اخضر جادو اُترتا ہوا آسمان سے چلا آتا ہی
کوئی شی مثل ستارۂ سحری ہاتھ مین دوڑ کر قدمون سے اسد نامدار کے لپٹ گیا عرض کی اے شہریار غضب
کیا ہمنے بروقت رخصت کہا تھا تمنے سراسر اُسکے خلاف کیا شکر ہی کہ پروردگار نے مجھے عین وقت پر پہونچایا
ورنہ روسیاہ ہوتا حوالی طلسم صندل مین تباہ ہوتا سر پٹک پٹک کے مرتا خواجہ عمرو نے کہا اے ملک اخضر
تونے بڑا کام کیا اور اگر تھوڑی دیر تم اور نہ آتے اسد غازی کا خاتمہ تھا مین دیکھ رہا تھا اخضر جادو خوشی
خوشی اسد نامدار کو لیکر صحرائے سبزہ زار مین آیا لوح طلسم صندل اسد غازی کے ہاتھ مین دی کہا
حضور پڑھین اسد نامدار نے بعد وضو کے ملاحظہ فرمایا صاف تحریر تھا اے فتاح طلسم وائے سیاح این عجائبات
فتاح طلسم پر واجب لازم ہوگا کہ اول سامان قتل صندل جادو مہیا کرے کہ درد سر مٹے اسد نامور نے
گھبرا کر کہا اے ملک اخضر جو تمنے کہا تھا وہی اسمین بھی مرقوم ہی لوح کے علاوہ کیا سامان قتل صندل
جادو ممکن کرین لوح کے ملنے سے اور دردسر بڑھ گیا ملک اخضر نے کہا اسمین بھید ہی اگر آپ فتاح
طلسم صندل ہین آخر مین یہ راز کھلے گا لوح برائے قتل صندل جادو کافی نہین ہی اس عرصہ مین
اور ملازمان ملک اخضر مع بارگاہین خیمے اسباب ضروری لے کر حاضر ہوئے بارگاہ استادہ ہوئی

ملک اخضر اسد نامور کو لیے ہوئے بارگاہ مین آیا مقام صدر پر شاہزادے کو بٹھایا عرض کی غلام جو یہان سے گیا انکو اران شاہی جا بجا قید تھے اُنکو جاکر رہا کیا یہ سب حاضر خدمت ہین اسد غازی نے فرمایا کل مین انشاء اللہ براے طلسم کشائی جاؤنگا تم اسی مقام پہ فروکش رہو رات بارگاہ ملک اخضر مین بہ عیش و راحت بسر ہوئی بوقت سحر اسد نامور نے نماز سے فراغت حاصل کی دربار ملک اخضر آراستہ ہوا اسد غازی مسلح ہوکے آئے خواجہ کو سلام کرکے کہا غلام رخصت ہوتا ہے عمرو نے گلے سے لگایا خوب سمجھایا کہا اے نور نظر یہ مقدمہ طلسم کشائی ہے جراءت کو اسمین دخل نہین ہے دمبدم قدم بقدم لوح طلسمی کو ملاحظہ کرنا اگر اسمین فرق ہوا جان پر بنے گی ہر کہ و مہ خرد و کلان دنی و اعلیٰ تمھارے نام کا دشمن ہے اگر خدانخواستہ گرفتار ہوکر سامنے افراسیاب کے پہونچے فوراً حکم قتل دیگا ہم اسی مقام پر انتظار مین بیٹھینگے ملک اخضر نے کہا بسم اللہ آپ براے طلسم کشائی تشریف لیجائین اگر شہنشاہ ادرج عیاری دوم جالے جب فتح ہوجائینگے شہزادہ پھر اسی مقام پر تشریف لائیگا ہمین اسی مقام پر انتظار کرنا واجب و لازم ہے اور جو مقام ہمارے جانے کے لائق ہوگا بلا تکلف اپنے کو وہان پہونچائینگے اگر نہ جاسکینگے مجبور ہونا چاہیئے اسد نامدار نے کمر ہمت چست باندھی آمادہ سفر ہوئے لوح کو ملاحظہ کیا جو کچھ حکم نکلا اُسکو خیال مین کیا سب سے بغلگیر ہوکر بحکم لوح طلسمی ایک جانب چل نکلے خمسہ بر غزل ناسخ

مثل بو نظرون سے ہر اک گل نہان ہوجائیگا
بلبلو صحرا سے بدتر بوستان ہوجائیگا
پھول کیا کانٹا بھی بے نام و نشان ہوجائیگا
کاروان بادِ بہاری کا روان ہوجائیگا
ایک دن یہ باغ پامال خزان ہوجائیگا

کیا تم بھی شرم کے مارے نہان ہوجائیگا
صبحدم صد چاک جیب انس و جان ہوجائیگا
سامنے سے مہر تابان بھی روان ہوجائیگا
چاند سا چہرہ جو پردے سے عیان ہوجائیگا
چشم عاشق کا ہر اک پردہ کتان ہوجائیگا

کچھ دنون سے وہ پری جلوہ جو دکھلانے لگا
فیض ہر اک دولتِ دیدار سے پانے لگا
بہر نظارہ وہان سارا جہان جانے لگا
رفتہ رفتہ اپنے در تک وہ صنم آنے لگا
سجدہ گاہ خلق سنگ آستان ہوجائیگا

بانگ تو اے ماہ تیری گلستان کا ہے جواب
عکس رخ سے ہے نقاب دے انور ماہتاب
ہے خدنگِ تیر مژگان غیرتِ تیر شہاب
بالی کے موتی ہین تارے روے تابان آفتاب
تیرے آنے سے ابھی بام آسمان ہوجائیگا

قتل کرنے مین جو یاد آجاتے ہین ایام وصل
تلخ اپنی زندگی کا ہے مزا بے جام وصل

جان آجائیگی تن مین جب سنونگا نام وصل — یا رجب مجھ جان بلب کو بھیجے گا پیغام وصل
دیکھنا پیغامبر معجز بیان ہوجائیگا

ایک دم ہرگز نہین تنہا مین اُسکو چھوڑتا — چھپ کے پیچھے ہولیا جس سمت وہ اٹھکر چلا
خلق کو مجھپر یقین ہو جائے گا ہمزاد کا — گر یہ نہین مین ساتھ ہون تو رفتہ رفتہ دیکھنا
اُس پری کو اپنے سایہ کا گمان ہوجائیگا

دیکھ پائیگا جو صورت روے آتشناک کی — ہے یہ گرمی فی الحقیقت روے آتشناک کی
دل جلا ڈالے گی حیرت روے آتشناک کی — قہر لائے گی شرارت روے آتشناک کی
شعلۂ آتش ترے آگے دھوان ہوجائیگا

کیا غضب اے ترک تیری چشم نے برپا کیا — یہ رولایا دیدۂ نرگس کو بھی اندھا کیا
زلف نے پھانسی دی سنبل نے اگر دعوی کیا — تیری ابرو نے کمان کو تیر سا سیدھا کیا
پیش مژگان تیر خم ہوکر کمان ہوجائیگا

تیز کتنی دیکھنا تیغ نگاہ ناز ہے — صاف ٹکڑے مرغ جان کا ہر پر پرواز ہے
پر کہان عالم مین ہمسا عاشق جانباز ہے — کیا ضرر ہمکو جو وہ محبوب تیر انداز ہے
ہر خدنگ اپنے بدن مین استخوان ہوجائیگا

مین نہ سمجھا تھا کہ دل ایذا دکھائے گا مجھے — پیچ مین اُس طفل کی کاکل کے لائے گا مجھے
وہ بڑھے گا مین گھٹونگا غم ستائے گا مجھے — انقلاب دہر تب اُس سے ملائے گا مجھے
پیر جب ہوجاونگا مین وہ جوان ہوجائیگا

حسب خواہش گو نہین یہ شعر پُر مضمون کہا — ہان اے آباد کا کہنا زیادہ غم نہ کھا
آج تیرا کوچۂ دلدار مین ہے دل لگا — فکر کر موقوف ناسخ جی نہین لگتا تیرا
پھر طبیعت کا سمند امتحان ہوجائیگا

مغنی فغانے کہ آمد بجان — درین زیر نہ پردۂ آسمان — درین پردہ آواز نالم چونے
باحوال جم یا باحوال کے — دیگر سخن سازے کہ معنی ساز کردہ — سخن را بہ چنین آغاز کردہ

جبکہ ماہ آسمان سطوت و جلالت یکہ تاز میدان امارت صاحب تیغ و سپر اعنی شاہزادہ اسد نامور لوح طلسم صندل ملاحظہ فرما کر ایک جانب بموجب ہدایت لوح چلے لوح نے حکم دیا کہ سمت مشرق جانا مناسب ہے کوئی دو کوس راستہ طے کیا تھا کہ صحراے ریگستان مین پہونچے صحراے ہول خیز وحشت انگیز جادۂ منزل نابود

ریتی کا میدان سنسان درختوں کے پتے گر گئے شاخیں جلی ہوئی حدت نیر اعظم سے صحرا کرۂ نار معلوم ہوتا ہی اگر کوئی بندہ خدا جا نکلے پانی کے واسطے تڑپ تڑپ کے مرے سوائے چشمۂ آفتاب چشمۂ آب نایاب اس چشمہ سے چشمداشت آب نہیں ذرے چمک رہے ہیں تنہائی کا سناٹا صورت یہ ہی کہ شاہزادہ قدم اُٹھاتا ہے پانون دھنسا جاتا ہی بمشکل دس بیس قدم چلے یکہ و تنہا نہ یار ہے نہ مددگار ہے کوئی رہبر ہمراہ نہیں نشان منزل سے آگاہ نہیں منزل پر خطر ہر مقام پر جان کا ضرر جیون جیون دن چڑھا اسد غازی کو پیاس کی ترقی ہوئی راستہ چلنا دشوار ہوا ہر سمت پیک نگاہ کو دوڑایا کوئی چشمہ پانی کا نہ نظر آیا زبان منہ سے نکل آئی دور ایک جانب درخت دکھلائی دیے نخل ہر سبز و شاداب جو دیکھے معلوم ہوا کہ حضرت خضر واسطے رہبری کے آئے اُسی جانب قدم اُٹھایا جب قریب پہونچے دیکھا ایک ٹیکرا نہایت بلند اسد غازی اُس ٹیکرے پر آئے دیکھا کہ ایک تکیہ ہی فقرا جا بجا بیٹھے ہیں کہیں مقام پر قمریوں کے پنجرے لٹکے ہیں کہیں یاہو کے جوڑے چر رہے ہیں ایک نخل کے سایہ میں شیر کی کھال کا فرش بچھا یا ہی اس پر ایک فقیر بے نوا بیراگی بغل میں شجرفی پیراہن زیب جسم یاد معبود حقیقی میں تسبیح ہاتھ میں سر جھکائے ہوئے مصروف وظیفہ خوانی ہی چند چیلے روبرو خدمت حاضر ہیں حال حسرت مآل اپنے مرشد کے ناظر ہیں اسد غازی نے وہ مقام پاک و پاکیزہ خالی از غوغا قریب اُس درویش کے آئے اُس درویش جگرریش نے جمال باکمال اسد غازی کو دیکھا شوکت و جلالت و صولت دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھا بے اختیار مُنھ سے نکلگیا آئیے تشریف لائیے شعر بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار کشم * بتنگ آمدہ ام چند انتظار کشم * اسد غازی اُس درویش باصفا کی تعظیم و تکریم سے نہایت خوش ہوئے اُس مقام پر بیٹھے مگر وہ درویش سراپا گو اسد نامور کے دیکھ رہا ہی جمال بے مثال اسد نامدار پر نگاہ نہیں ٹھہرتی حیران جمال و محو دیدار ہی دوڑ کر ایک ظرف میں پانی لایا اسد غازی نے پانی لیا بسم اللہ کہکر جام دہن سے لگایا جب تو اُس مرد درویش نے ہاتھ تھام لیا قدموں کو بوسہ دیا کہا ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ آج ستارۂ مراد اوج پر ہی اے شہریار گیتی ستان اے ہزبر بیشۂ ع لستان نظم

ہی اشتہار تجھسے مرا اے فلک جناب
نشو و نما دے مجھکو کرم کا ترے سحاب
قطرہ تجھ ابر فیض سے پہونچے جو سوئے بحر
لاوے عجب نہیں جو ہما بیضۂ حباب
پہونچا نہ تیرے عہد مبارک میں ایک رنج
کھلجائے باد تند سے شیرازۂ کتاب

رخشندگی ذرہ ہی از فیض آفتاب
ہی یہ جہان میں وہ در دولت ترا کہ یان
جاوے رگڑتی چرخ کو موج در خوش آب
روشن جو لون کو گر نہ ہو سجود در ترا
از دست محتسب کوئی آتا یا احتساب
کیا تاب ہی عدو کی جو ٹھہرے ترے خلاف

اک تخم ہون میں خاک نشین زمین شور
ناکام بخت آن کے ہوتا ہی کامیاب
دریا کو سیر کشتی سے تیری یہ ہو شرف
رکھے نشان سجدہ جبین پر نہ ماہتاب
ہر پرت پرت کوہ کا یون اُٹھ چلے کہ جون
گر نہیب قہر کو تیرے گہہ عتاب

سامان تیرہ روزی ہی بہر بد عدو ۔ تیری وہ تیغ قبضہ ہی جسکا سیاہ تاب

اُس مرد درویش نے اسد نامدار کو
دیکھکر اسقدر رغبادی کی معلوم ہوتا تھا اسکو دولت کونین ہاتھ لگی اسد نے فرمایا ای برادر تم اس خلق و
مروت سے پیش آئے گویا ہمکو کہین دیکھا تھا یا کسی سے ذکر سنکر ہمارے مشتاق تھے مرد درویش نے ہاتھون کو
اسد کے آنکھون سے لگایا خاک پا کو توتیائے چشم بنایا عرض کی اب حضور اپنے نام نامی کو غلام سے نہ
نہ چھپائین پہلے تو یہ مژدہ فرح افزا سنائیے کہ لوح طلسم صندل دستیاب ہوئی ملک اخضر بادشاہ سابق
طلسم صندل کو قید سے رہا کیا اسد غازی نے فرمایا ای برادر تمھارے نام نامی اسم گرامی سے ماہر ہون
اُس مرد درویش نے عرض کی کہ غلام کو روشن تکیہ دار کہتے ہین ای شہریار جب طلسم ہوش ربا مین غدر ہوا
شاہنشاہ لاچین گرفتار بلا ہوے ہم لوگ جانین اپنی بچاکے بھاگے طلسم صندل پر صندل جادو
نے قبضہ کیا ملک اخضر کو گرفتار کر لیا اُنکے وزیر اعظم دستور معظم فہیم جادو اس فکر مین ہوے کہ اپنے بادشاہ
کو قید سے چھڑائین یہ خبر دارون نے صندل کے گوش گذار کیا اُسنے قصد کیا کہ فہیم جادو کو قتل کرے مین نے
وزیر اعظم کو خبر دی وہ بھاگ نکلے لیکن فرزند نوجوان اُنکا نعیم جادو گرفتار ہوا صندل نے اس نوجوان
کو نابینا کر دیا غلامان خیر خواہ اُس نوجوان کو اُسی حال پر ملال مین لے بھاگے اختر شناسان علی منزلت
دکاہنان فلاطون طبیعت نے حکم لگایا کہ اِس راہ سے ایک دن فتاح طلسم صندل کا گذر ہوگا اور وہ شیر
بیشۂ صاحبقرانی فخر سام وسہراب سرکوب افراسیاب فتاح طلسم ہوش ربا جرات وشوکت مین یکتا اُس
جوان نابینا کو صحت دیگا فہیم جادو حضور کے قدوم میمنت لزوم کا مشتاق ہی نعیم جادو پر ایک ایک دن
شاق ہی حضور تشریف لیچلین سب نشانیان طلسم کشائی کی آپ مین ظاہر ہین اور ای شہریار ہمسے چھپانا بیکار
ہی یہان سب حضور کے خدمتگزار ہین اسد نامدار ہاتھ تھام کر روشن تکیہ دار کا اُٹھے ایک حجرے مین آکر
دیکھا ایک جوان نابینا سر جھکائے بیٹھا ہی شخص دیگر بصد کرو فر بیٹھا ہوا کچھ اوراق پڑھ رہا ہی جیسے ہی اسد
نامدار کو آتے دیکھا اُٹھ کر وہ شخص قدمون کی جانب جھکا اسد نے سر سینہ سے لگا لیا۔ فہیم جادوگر دیکھنے لگا
اسد نے کہا ای فہیم جادو ای وزیر اعظم ملک اخضر لوح طلسم صندل حاضر ہی اپنے فرزند کی آنکھون
سے مس کرو کہ نور نظر کی آنکھین روشن ہون فہیم نے دوڑ کر اُس جوان نابینا کو مژدہ دیا کہ ای فرزند اُٹھو
وقت انتقام قریب آیا پروردگار نے طلسم کشا کو یہان تک پہونچایا وہ جوان نابینا ٹٹولتا ہوا اُٹھا
اسد کے ہاتھون کو لیکر آنکھون سے لگایا اسد نے فوراً لوح طلسم صندل نعیم کی آنکھون سے مس کی
چند قطرات آب گندہ کے گرے آنکھین نعیم کی فوراً روشن ہوگئین فہیم کے جگر دبھرا نور نظر کی آنکھین روشن ہوئین
روشن تکیہ دار نے واسطے نعیم و فہیم کے اُسی تکیہ پر فرش معقول وسامان عیش ونشاط مہیا کیا فرش پر آکر اسد

نامدار بیٹھے کہ یکایک نخل سے ایک طائر نے چہکارا مارا سر اٹھا کر فہیم جادو نے دیکھا طائر نے آنکھ ملا کر آواز دی اے ظالم تونے غضب کیا طلسم کشا دشمن ملکہ صندل جادو کو اپنے مقام پر جگہ دی تم دونوں باپ بیٹوں کی مدت سے تلاش تھی آج تیا ملا منم زاغ سر جادو یہ کہکر تڑپ کر زمین پر گرا فہیم نے چند دانے ماش کے مارے زاغ نے پر اٹھا کر نارا دانے ماش کے جل گئے ایک زنجیر آہنی پیدا ہوئی نصف گلے میں فہیم کے نصف گلے میں نعیم کے پڑی اُس ساحر نے دونوں کو زنجیر میں گرفتار کیا روشن تکیہ دار پیر کچھ اشارہ کر دیا وہ بیچارا غرق زمین ہوگیا اب زاغ سر جادو نے چاہا کہ تڑپ کے نکل جاؤں اسد نامدار کو تاب نہ آئی اپنے مقام پر سے اُٹھ کے نعرہ کیا نعرہ اسد

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ	بدرم دل شیر و چرم پلنگ	شہنشاہ نام آور و کامران	اسد شیر دل ابن صاحبقران

اُس ساحر نے اسد پر ایک دو ہتڑ مارا اُنکے گلے میں لوح طلسمی موجود تھی سحر نے تاثیر نہ کی اُسنے چاہا اسد کی بھی گردن پکڑلوں اسد نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ مارا کہ سر بیچارے کا جنبر گردن سے اُڑ گیا زاغ روسیاہ تڑپ کر گرا واصل جہنم ہوا بعد دفعہ ہونے تاریکی کے آواز آئی کشتی مرا نام من زاغ سر جادو بود روشن تکیہ دار و فہیم و نعیم جادو نے بلائے مبرم سے نجات پائی ہاتھوں کو اسد کے بوسہ دیا عرض کی اے شہریار اب طلسم کشائی میں جلدی کیجیے صندل جادو کو خبر ہو جائیگی یہ اُسکا ملازم تھا حضور مصروف طلسم کشائی ہوں ہم لشکر جمع کر کے حاضر خدمت ہونگے اسد نے کہا بسم اللہ تم فہیم جادو تم جاکر اپنے ساتھ والوں کو رہا کرو میں بہت جلد اپنے کو مرحلہ جات پر پہونچاتا ہوں یہ کہکر لوح کو ملاحظہ کیا فہیم نے دیکھا کہ اسد نامدار لوح کو دیکھکر اُس تکیہ سے اُترے سامنے چشمہ آب تھا اسم حاشیہ لوح دم کیا چشمے کے پانی نے جوش مارا ایک کشتی پیدا ہوئی یہ نہنگ بحر جرأت بامید مدد خدائے عالم اُس کشتی پر سوار ہوا فہیم ناتوان چند کس کو ساتھ لیکر برائے انتظام لشکر ایک جانب روانہ ہوا لیکن شاہزادہ والا تبار اسد نامدار اُس کشتی پر جاتے ہیں ایک مقام پر آکر کشتی ٹھہری اسد بحکم لوح کودے چند قدم چلے تھے کہ چہار دیواری باغ کی معلوم ہوئی اسد طرف باغ کے چلے تھے کہ اندر سے باغ کے آگے آگے ایک ماہ رخسار نہایت حسین کمسن در پلے جواہر میں غوطہ مارے ہوے گرد کنیزان ماہر و پری پیکر خوشخو منظم

گردش ہر اُن آنکھوں کی بلا گردان ہے
دم عیسیٰ کے لیے موج تبسم دمساز
رخصت آفت نہو تقدیر سے جبتک تیری
انکھڑیاں ہیں تمہی ظالم کہ کوئی شعبدہ باز

ناز قربان ہے اسیر تو تصدق انداز
تیوری کی گانٹھ کا کب ہمیہ کھلے ہی عقدہ
کرنہ لے گوشۂ ابرو کے اشارے سے ساز
کینہ جوئی کا تو کیا ذکر ہے سبحان اللہ

جنبش لب سخن آبرو دے چشمہ خضر
ہوئیگی کوئی اگر دہر کی یاں محرم راز
گاہ نرگس نظر آویں کبھی آہوئے مرگ
مہربانی کا تری جور فلک پا انداز

اُس مہ جبین نے بانداز عاشقانہ اسد نامدار کو جھک کر سلام کیا اُسکی ناز و ادا دیکھکر اسد نامدار بیقرار ہوگئے نظارۂ جمال مین مصروف ہوئے کہ اُس آفت جان نے بڑھکر عرض کی کہ اے شہر یار تشریف لائیے مین اپنا راز عرض کرون اسد کو بھی اُسکی صورت زیبا دیکھکر اشتیاق ہوکہ اس گلعذار سے دم بھر بیٹھ کر باتین کرے نہ یہ کہ اُسنے خود کہا کہ اس باغ مین تشریف لائیے اسد نے بیقرار ہوکر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا گویا دولتِ دنیا ہاتھ مین آئی گرد کنیزانِ گل پیرہن آپسمین اشارے کنایہ کرتی ہوئی کہ جس سے صاف ثابت ہوتا تھا کہ یہ نازنین اسد نامدار پر مدت سے عاشق ہے کوئی کہتی ہے کہ بوا دیکھو آج ہماری ملکہ لالہ عذار کی آرزو برآئی طلسم کشا نے سرفراز کیا اب جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ہونگے ایک کہتی ہے کہ ارے تو اس شیر بیشۂ جرات کو جانتی ہے دوسری نے جواب دیا اب حال سب پر کھلجائیگا حسب و نسب کی بھی کیفیت ظاہر ہوگی خیال تو بھی بخوبی ماہر ہوگی اسد ان باتون کو سنتا ہوا ملکہ کے ساتھ سیر کنان باغ مین آیا ملاحظہ فرمایا باغ نہایت سرسبز و شاداب ہے نہرون آب صاف و شفاف سے مملو فوارے ہزارہا چڑھے ہوئے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مروارید بے بہا برس رہے ہین چمن ہائے طولانی نخلہائے لاثانی ہوا معتدل جا بجا ان چمن کا نکھار فصل بہار کی بہار نظم

یہ جوشِ گل ہے چمن مین جگہ نہین ملتی
طلائی ہوکے نکلتا ہے جنتری سے تار
جسے بھی سو ہے لفت ۔۔ ہے عاشق گل
سوار باد ہوئی بوئے گل سلیمان وار
دکھا رہی ہے مسیحا کی طرح سے اعجاز

سنبھل سنبھل کے قدم رکھتی ہے نسیم بہار
عیان ہین غنچۂ نارستہ شاخسار د رنج
جو توڑو بیضۂ قمری تو نکلے بلبل زار
چمن مین گر کوئی بید ست پا کو لگا دے
چمن مین قوت نشو و نمائے فصل بہار

یہ فیضِ آب زرِ گل ریاض دہر مین ہے
صفا مین شاخ گل تر ہے صاف آئینہ وار
یہ عندلیب سے کہدے کوئی ہے نے ہدہد
تو ہاتھ پاؤن ہون پیدا برنگ شاخ چنار

آسد غازی باغ کی سیر ملاحظہ فرماتے ہوئے ہمراہ اُس سرو سہی قد کے بارہ دری مین آکر داخل ہوئے مسند پر بیٹھے لیکن وہ گل رعنائے باغ خوبی گھبرائی ہوئی رنگ متغیر بیقرار ہوکر بول اُٹھی حضور مین تو مدت سے آپکی مشتاق تھی مگر خدمت مین حاضر ہوسکی اب جو سرفراز فرمایا ہے شراب بھی نوش فرمائیے یہ کہکے جلد ہی سے جام بریز کیا گھبرا کر پیش کش کیا اب اسد نامدار کو اُس گلعذار سے کھٹکا پیدا ہوا جام تو ہاتھ سے لے لیا انجام کا خیال آیا لوح پر نگاہ پڑی جیسے ہی اسد طرف لوح کے متوجہ ہوئے وہ گھبرا کر پیچھے ہٹی یہ کہتی ہوئی کہ حضور دیکھیے میری کچھ خطا نہین ہے مین تابعدار ہون شراب پینے نہ پینے کا آپ کو اختیار ہے اس عرصہ مین اسد نے لوح کا مطالعہ فرمایا صاف مرقوم تھا کہ اے طلسم کشا کر سے شمشاد جادو کے بچنا ہرگز شراب نہ پینا اگر ایک قطرہ حلق سے اترا تاثیر شراب دکھائیگا تمام جسم پانی ہوکر بہ جائیگا جس وقت جام شراب وہ ہاتھ مین دے گردش دیگر فوراً جام شراب اُسی کے سر پر

پھینک مارنا پھر قدرت پروردگار کا تماشا دیکھ لینا اسد نے لوح کے دیکھتے ہی دلپر پتھر رکھا خیال آیا یہ صورت دلفریب ہمارے لیے زہر قاتل ہی یہ سوچ کر جام شراب کھینچ مارا اُسنے ایک چیخ ماری آواز دی ادت شراب جرات ادمبہوت میخانہ شوکت زبردستی میری جان لی یہ کہکے چاہا کہ پر پرواز پیدا کرکے اُڑجائے قطرہ شراب کا جسم پر اُس مخمور شراب مکاری و غداری کے پڑا معلوم ہوا بارود مین آگ کی چنگاری گری مثل ہیزم خشک وہ آتش مزاج جلنے لگی کنیزون نے چاہا جان بچاکر نکل جائین دیدہ دانستہ اپنے کو اس آگ مین نہ جلائین کہ یکایک جسم سے اسکے شعلے نکلے کنیزون پر پڑے وہ بھی جلنے لگین باغ آتشبار ہوا ہر نخل سحرآتش ہر شاخ شعلۂ سرکش پھول باغ کے چنگاریان ہوگئے زلف سنبل دھواندھار فریاد کی پکار دو گھڑی اُس باغ مین صدائے ہاہو بلند رہی بعد عرصۂ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من شمشاد جادو بود اب روشنی ہوئی ہا اسد نامدار نے ملاحظہ کیا باغ سارا جلا پڑا ہی ایک جانب ایک لاشہ ساحرہ کا پڑا ہی اسد نے جھککر سجدۂ شکریہ پروردگار کیا سرحد سے اُس باغ کی نکلے چاہتے تھے کہ لوح کو ملاحظہ کرین یکایک ایک طرف سے گرد اُڑی اسمین سے صدائے مہیب آتی تھی باش او طلسم کشا غضب کیا میری معشوقہ کو مارا اب میرے ہاتھ سے کیونکر زندہ بچے گا اسد نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک دیو غریو کرتا ہوا چوب دست گران سنگ آہنی کاندھے پر رکھے ہوئے اتنا جلد قریب اسد کے پہونچا کہ پلک جھپک گئی اُس جلدی مین چوب دست آہنی کو چرخ دیکر اسد پر وار کیا اسد نے تیرا بدلکر خالی دیا چوب دست زمین پر پڑی پانی نکل آیا اُس عفریت خونخوار نے آواز دی افسوس ایک لقمۂ لطیف تھا کر کرا ہو گیا اسد نے پہلو سے نکلکر نعرہ کھینچا کہ کسے مارا کسے پست کیا منم اسد شیر دل وہ دیو پلٹ پڑا چوب دست پھینک کر چاہا اسد سے لپٹ جائے اسد نے فلاخن سے پکڑ کر توڑ ڈالی خون کا پرنالہ دیو خود سر کے سر سے جاری ہوا وہ بچیا بھاگا اسد نے پیچھا کیا تھوڑی دور جاکر اُسنے پر پرواز پیدا کیے چاہا اُڑکر نکل جاوٴن اسد نے لوح کو دیکھا لکھا تھا عفریت جادو اسکا نام ہی مکاری و فریب اسکا کام ہی اگر زندہ بچکے جائیگا فساد برپا کریگا اسد نے موافق حکم لوح کے ترکش سے تیر نکالکر کمان مین پیوست کیا تاک کر مارا سینے پر اُس ملعون ناپاک کے پڑا پشت کو توڑکر پار گندا وہ عفریت چرخ کھاکر زمین پر گرا لاشہ جلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من عفریت جادو بود اب روشنی ہوئی اسد نے دیکھا لاشہ ایک ساحر سیہ فام کا پڑا ہی بموجب ہدایت لوح آگے بڑھے دیکھا ایک نخل پر ایک طائر ہفت رنگ بیٹھا ہوا زمزمہ سرائی کر رہا ہی جیسے ہی اسد کی نگاہ طائر پر پڑی نگاہ ملتے ہی ہوش اُڑے طائر نے زمزمہ سرائی شروع کی اب جو بگوش ہوش سُنا وہ طائر ہفت رنگ اشعار عبرت آمیز وحشت خیز پڑھ رہا ہی اسد محو حیرت حیران پریشان گوش بر آواز سوز و گداز طائر کے

پہونچے کا مشتاق اشعار عبرت سنکر جی چاہتا ہی گریبان چاک کرون آنکھون سے آنسو جاری طائر کی زمزمہ سرائی کی ترقی ہیکا یک لوح گلے مین ہلی حرفون پر جو نگاہ پڑی یہ مرقوم تھا کہ ای طلسم کشا جلد ہوشیار ہو جا صدائے سوز و گداز پر مائل نہونا اسد نے بہ تعجیل اسم حاشیہ لوح پڑھا پڑھتے ہی محویت دفع ہوئی کمان کاندھے سے اُتاری طائر چیخ مار کر بلند ہوا آواز ہیہات ہیہات بلند کی بمجرد صدا دینے طائر کے ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون تلوار کھینچے اسد کے قریب آیا جھپٹکر تلوار کا وار کیا برس پڑا کئی ضربین لگائین اسد نے وار کو اُس نابکار کے خالی دیکر چاہا لوح کو ملاحظہ کرون ہنوز نگاہ نہ پڑی تھی کہ اُسنے بڑے زور و شور سے وار کیا اسد نے ابکی مرتبہ تلوار کو تلوار پر گانٹھا الجھا دے مین سے ہاتھ نکالکر وار کیا اُس بیحیا نے سر جھکا دیا تلوار پڑی زنگی کے دو ٹکڑے ہوئے اسد پیچھے ہٹا کہ دو زنگی بنکر تیار ہوے دونون نے وار کیا اسد نے ایک کو ہاتھ مارا اُسکے دو ہوے اسی طرح بڑھتے جاتے ہین تھوڑے عرصہ مین تمام صحرا زنگیان آدم خوار سے بھر گیا اب اسد لڑتے لڑتے عاجز آیا تمام زنگی غل مچا مچا کے حربے کرتے ہین اُسوقت اسد کو خیال آیا یقین ہی لڑتے لڑتے غش آجائیگا لوح دیکھنا مناسب ہی شمشیر زنی کر کے زنگیان روسیاہ کو اپنے پاس سے ہٹایا لوح کو اُٹھا کر دیکھا لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم واہی سیار این عجائبات اگر وہ زنگی آکر مقابلہ کرے ہرگز اُسکو تلوار سے قتل نہ کرنا اگر شاید قتل کیا دھوکا کھایا ایک کے ہزارون بنکر تیار ہون تو اُسوقت خیال کر کے دیکھو کہ ایک زنگی سب کے بیچ مین کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی اُسکی پیشانی پر خال سفید ہی اسمین بڑا بھید ہی تاک کر اُس خال پر تیر مارنا تل بھر کا فرق نہو اگر تیر خال پر پڑا اُسکا کام تمام ہوا ورنہ وہ تیر تمھارے تودۂ جسم پر پڑیگا جان بچنا دشوار ہوگی اسد نے بہ تعجیل تیر جوڑا لیکن آواز دی ای حاکم قضا و قدر تیر نشانے پر پہونچے دعا کر کے تیر مارا بقدرت پروردگار اُسی خال سفید پر زنگی روسیاہ کے پڑا توڑ کر گدی کو پار گذرا جسم سے اُسکے شعلے نکلے زنگیون پر گرے سب مثل چوب خشک جلنے لگے بعد عرصۂ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من سیہ تاب جادو بود اسد غازی نے دیکھا ایک مکان عالیشان بنا ہی پھاٹک اُسکا بند قفل رومی کلان لگا ہوا اندر سے اُس مکان کے صدائے فریاد بندگان خدا کی آتی ہی زنجیر کی جھنکار بلند اسد نے لوح کو دیکھا لکھا تھا ای طلسم کشا بندگانِ خدا بیجرم و بیخطا اس مکان مین قید ہین اُنکا چھڑانا ذات پر تمھاری موقوف ہی اسد نے آکر قفل توڑا چار سو بندگان خدا کو مصیبتِ قید مین مبتلا پایا اُن قیدیون نے جو اُس آفتاب عالمتاب آسمانِ صاحبقرانی کو دیکھا چہرے خوشی سے اُنکے مثل ستارہ سحری چمکنے لگے اسد نامدار نے آکر سب کو رہا کیا کلمۂ طیبہ تعلیم فرمایا سب جوان کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوے اُس مکان مین ہر کھانے عربی و ترکی بیشمار مع ساز و یراق مرصع کار

سلاح ہاے جواہر نگار اسد نے سب جوانون کو کل اشیاء مع مرکبون کے تقسیم کیا ناگاہ ایک قصر مین سے آواز رونے کی کان مین اسد کے آئی اسد نے گھبراکر اُن جوانان صف شکن سے پوچھا کیا اور بھی کوئی شخص یہان قید ہو یہ کیا بھید ہو سب نے عرض کی کہ ایک تاجدار عالیوقار صاحب حسن وجمال گلگون مثال یہان قید ہو سیہ تاب جادو اُسپر عاشق تھی چاہتی تھی وصل حاصل کرون وہ جوان انکار کرتا تھا اتنا غلامون نے دیکھا کہ اُسپر بہت بدعت کرتی تھی اسد فوراً پلٹے آکر اُس مکان کو کھولا دیکھا حقیقت مین ایک جوان حسین ورعنا زیان مین سوزن ہاتھ مین ہتھکڑیان پانون مین بیڑیان گلے مین طوق چہرہ اُداس عالم یاس سر جھکائے رو رہا ہو اسد نے آنکر آوازدی اے اسیر زندان رنج ومحن مین نے تیری دشمن سیہ تاب جادو کو مارا اُس جوان نے بہ نگاہ حسرت طرف شاہزادہ اسد کے دیکھا قدمون سے لپٹ گیا اسد نے زبان سے سوزن نکالا اول صدمہ سے بیہوش ہوگیا بعد عرصہ دراز ہوشیار ہوا اسد نامدار نے ہاتھ تھام کر اُٹھایا ضعف ونقاہت سے لڑکھڑاتا تھا ساتھ والون سے اشارہ کیا سب نے لاکر اسکو پانی پلایا اب اُس جوان کے ہوش وحواس درست ہوے اسد نے بارگاہ استادکرائی پوچھا اے برادر تیرا کیا نام ہو عرض کی غلام کو شوکت جادو کہتے ہین ملک اخضر بادشاہ سابق طلسم صندل کا سپہ سالار ہون جرم نمک حلالی مین گرفتار ہون اسد نے کہا اے شوکت جادو مبارک ہو تمھارے آقاے نامدار کو رہا کیا لشکر لیے ہوے وہ بھی اُترے ہین شوکت جادو دیکھکر اس قدر خوش ہوا قریب تھا کہ شادی مرگ ہو قدمون سے لپٹ کر عرض کی اے شہریار آپ کو پروردگار سلامت رکھے ایک بات سے اور غلام کو آگاہ فرمایئے تب قلب کو تسکین ہو آپ نے سامان قتل صندل جادو بھی مہیا کیا یا نہین اسد غازی نے مسکراکر کہا اے برادر مین خود اس مقدمہ مین حیران ہون تمھارے بادشاہ نے بھی مجھسے یہی پوچھا لیکن یہ نہ تبلایا کہ کیا سامان مہیا کرون تمھارے وزیر اعظم دستور معظم فہیم جادو اور اسکے فرزند نعیم جادو کو رہا کیا اُنھون نے بھی یہی بات پوچھی اب تم صاف صاف بتادو کہ مین کیا سامان مہیا کرون مقدمۂ فتح طلسم مین لوح بڑی چیز ہو وہ میرے پاس موجود ہو اُسی کے حکم سے مرحلے فتح کیے بڑے بڑے ساحران غدار کو مارا اس سے بہتر اور کیا سامان ہو شوکت نے عرض کی کہ غلام راز اصلی سے تو ماہر نہین ہو فقط اتنا جانتا ہو زبان سے ستارہ شناسون کی سُنا کہ صندل جادو کا قتل کرنا نہایت دشوار ہو افراسیاب نے اُس ساحرہ کو بادشاہ طلسم صندل کیا ہو کہ جو صاحب راز ونیاز ساحری رگ وریشہ مین اُسکے افسونگری بھری ہو وزیران وشیران سلطنت سے اسکین صلاح کیجیے ورنہ وقت پر نہایت مشکل ہوگی اول اُسکی تدبیر واجب ولازم ہو یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ملک اخضر مع لشکر ظفر اثر تشریف لاتے ہین اسد نے شوکت جادو کو حکم دیا شوکت

خوشی خوشی واسطے استقبال کے نکلا اپنے سپہ سالار شوکت جادو کو جو ملک اخضر نے دیکھا تخت پر سے کود پڑا سر سینہ سے لگا لیا شوکت نے تمام کیفیت بیان کی خواجہ عمر وبھی آکر پہونچے بارگاہ زرنفتی استادہ ہوئی اسد نامدار مقام صدر پر جلوہ فرما ہین حاجہ کرسی جواہر نگار پر ملک اخضر تخت پر شوکت بعہدۂ سپہ سالاری مشیران سلطنت و مدیران بہت اپنے اپنے مقام پر حاضر ہین کہ خبر پہونچی فہیم جادو وزیر اعظم ملک اخضر کا مع بارہ ہزار فوج کے آتا ہے اسد نے تمام کیفیت فہیم کے ملنے کی ظاہر کی شوکت جادو استقبال کر کے فہیم جادو کو بھی لایا وزیر بعد عرصۂ دراز اپنے بادشاہ سے ملا نہایت خوشی ہوئی صحبت عیش و نشاط آراستہ کرنے کا حکم صادر ہوا ساقیان ماہ رخسار جام بادۂ گلنار لیکر حاضر ہوے ملک اخضر نے حکم دیا ایک نازنین مہ جبین شیرین مقال پری تمثال خوش گفتار کبک رفتار گلنار پوش غارت گر عقل و ہوش حسین کمسن بیباک چست و چالاک لباس فاخرہ زیب جسم کر کے ناز و ادا ہمراہ سامنے آکر مصروف رقص ہوئی گانے کا رنگ جما اس حسن خوبی سے وہ زہرہ جبین گائی کہ تمام اہالیان محفل دل وجان سے خریدار ہوے فلک کو سکتہ شاہد نو عروس فلک نے چنگ مرصعی اپنے ہاتھ سے رکھدیا زہرۂ فلک گوش برآواز مشتری جان و دل سے خریدار سوز و ساز گائن سے آگاہ ہے کہ اسد نامور عاشق تن صف شکن افسر صحبت ہین یہ غزل عاشقانہ شروع کی ناز و کرشمہ سے بتا بتا کے گانے لگی

غزل مومن

زہر ٹپکے ہے نگاہ یار سے	موت سوجھے نرگس بیمار سے	قتل ہو کر ہم بچے آزار سے	غم کے دن کٹ گئے تلوار سے
جا بجا نہرین ہین جاری بہتے اشک	پھوٹ نکلے ہونگے دامن کہسار سے	گر نہ کھیلین جان پر جی ہار دین	عشق بازی سیکھیے اغیار سے
لاغری سے زندگی مشکل ہوئی	ہے گران تر جان جسم زار سے	کر علاج جوش وحشت چارہ گر	لادے اک جنگل مجھے بازار سے
ذکر اشک غیر مین رنگینیان	بوے خون آئی تری گفتار سے	عشق مین ناصح بھی ہے گا مدعی	جرم ثابت ہو گیا انکار سے
چھڑکے ہے کان ملاحت سو وہن کیا	جو دلیٹے جا بسینہ افگار سے	گر دعا کرتا ہون مومن وصل کی	ہاتھ باندھے ہے وہ بت زنار سے

غزل دیگر جناب سید محمد تقی صاحب متخلص بہ جواد

باہین گلے مین انکے شب وصل ڈالکے
ہاتھون سے دل پکڑ کے کلیجہ سنبھال کے
نازک کلائی تیری ہے ایجان کھو نہ جاے
ہاتھون سے رہگیا مین کلیجہ سنبھال کے
غیرون کو آپ پہلو مین اپنے بٹھاتے ہین
کہنا یہ نامہ بر جو وہ جو یاہون حال کے

لوٹا کیا مزے سے مزے ہین وصال کے
مین بھی جھکا کے سر ہون سر خاک بیٹھتا
عاشق کے سر پہ تیغ لگانا سنبھال کے
ٹکڑے پڑے مین شیشۂ دل کے یہ جا بجا
دیکھین حضور ہین یہی پہلو ملال کے
کیا لیٹ کے سوے شب وصل ہمسے وہ

ہم نکلے رات کوچہ سے اس خوش جمال کے
تم قتل کرنے آؤ سر وہی سنبھال کے
پہلو سے میرے بیٹھ کے جسدم وہ اٹھ گیا
رکھیے قدم حضور ذرا دیکھ بھال کے
رہتا ہے دل مین دردلبون پر ہے آہ سرد
نیچے ہمارا گال رہا انکے گال کے

صحبت میں اُنکی جاکے جو میں بیٹھنے لگا
عاشق کا اپنے چار میں قصہ اُچھال کے
جانوں میں جب کہ میری طرح سے رقیب بھی
پھر وہ نہ کیوں ڈراتے ہو خنجر نکال کے

آیا کیے رقیب مگر وقت ٹال کے
کمسن جو تھے دہل گئے فریاد سے مری
قدموں پہ تیرے رکھدیں کلیجہ نکال کے
دل ہمنے کیا سمجھکے میں اب مانگتے جو داد

رُسوا نہوں حضور مجھے اسکا خوف ہی
مین خود خجل ہوں آہ کو لب سے نکال کے
گر ڈالو آگے فریج مجھے ایکبار تم
پہلو سے لیگئے تھے دہی تو نکال کے

عین گرمیِ صحبت مین بادشاہ ملک اخضر و نعیم و فہیم جادو وزیر اعظم و شوکت سپہ سالار نے ذکر شروع کیا خواجہ سے متوجہ ہوکر سب نے کہا اے شاہنشاہ اوج عیاری اب فرمایئے کیا تدبیر ہو اسد نامدار کے تشریف لیجانے مین کچھ تفریہ ہو عمرو نے کہا جیسا کچھ لوح خبر دیگی اُس طور پر کار بند ہونگے بادشاہ و وزیر و سپہ سالار نے جواب دیا کہ خواجہ بڑی مشکل ہے ہمیشہ سے یہی سنتے ہین کہ جو کوئی ارادہ فتاحی طلسم ہوشربا کرے سر اپنا ہتیلی پر دھرے بعد حصول لوح سامان قتل صندل جادو مہیا ہو ورنہ قتل صندل جادو کی تدبیر لوح طلسمی نہ بتائیگی طلسم کشا کو جان بچانا مشکل ہوگا اور اب یہ سانحہ درپیش ہوا مطلعات فتح ہوے نگہبان طلسم مارے گیے شوکت جادو سپہ سالار نے رہائی پائی نعیم جادو بنیا ہوے مالک زندان خانہ کو حضور نے قتل کیا قیدی رہا ہوئے یہ سب خبرین صندل جادو کو ضرور پہونچی ہونگی سامان لشکر کشی مین مصروف ہوگی آپ کے لشکر مین کوئی ایسا ساحر نہین ہے کہ ملکہ صندل جادو سے مقابلہ کرسکے کون ایسا ساحر زبردست افسر ہے کسکو ایسا دردسر ہے کہ اپنی جان دے ملکہ صندل سے مقابلہ کرے اسکے سحر کا جواب دے خواجہ عمرو نے حیران ہوکر کہا اے ملک اخضر کیا تدبیر کرین تم بادشاہ ہو صاحب عزوجاہ ہو جس شے کا پتہ نشان بتاؤ جستجو کرنا ہمارا کام ہے ملک اخضر نے عرض کی جسقدر غلامون نے کتابون مین لکھا دیکھا بزرگون سے سُنا براہِ خیر خواہی سب کچھ حضور کے سامنے بیان کردیا نام ہم نہین جانتے کہ ملکہ صندل کس شے سے قتل ہوگی اتنا جو حضور کے ساتھ ہماری بھی زندگی کا لطف قائم ہے اگر خدا نخواستہ ملکہ صندل اور طلسم صندل پر قبضہ نہوا ہم لوگ اس حوالی مین نہین رہ سکتے ہر ایک کو ڈھونڈھکر قتل کریگی ہم جانبازی کو حاضر ہین جس شے کے نام نہین واقف اُسکی جستجو مین قاصر ہین انہین باتون مین جاریہر گھڑی صحبت عیش برخاست ہوئی بوقت سحر اُس شیر بیشۂ صاحبقرانی نے ارشاد فرمایا لشکر تیار رہو واسطے مقابلہ صندل جادو کے جائینگے عمرو نے بموجب نمایش ملک اخضر کے جواب دیا اے نور نظر ابھی تامل کرو ہمکو بھی ایک ایک دن برابر ایک سال کے گذرتا ہے فتح طلسم صندل سے کوئی مراد نہین مقدمہ ابھی تک نام نہین آیا ہے یعنی تابہ ور بندہ مہر و ماہ جاتا ہے۔ لوح طلسم ہوش رُبا کا پتا لگانا ہے بیان اس طلسم کے فتح کی کوئی صورت نہین تازہ جملہ یہ ہے کہ ہر شخص کا یہی قول ہے کہ سامان قتل ملکہ صندل جادو مہیا کرو

ہم کیا سامان مہیا کرین پروردگار مسبب الاسباب ہی ہر طرح کا سامان مہیا کریگا یہ باتین درپیش ہین ہر شخص کو پس و پیش ہین کہ کچھ بلکہ ہاے ابر آسمان پر آئے بوندیان بھی پڑین یہ سامان دیکھکر اسد نامور کو ہواے شکار ہوئی معشوقان گلعذار کی یاد آئی طبیعت گھبرائی خیال مین آیا صحرا مین جاکر آہوان صحرا سے دل بہلائینگے خود بخود دل گھبراتا ہی یہ سوچ کر خواجہ عمرو سے عرض کی کہ اگر آپکا حکم ہو تو کل واسطے شکار کے جائین عمرو نے کہا اے نور نظر مرحلہ جات طلسم کے فتح کیے ابھی بادشاہ طلسم سے مقابلہ ہی ایک ایک کافر تمھارے نام کا دشمن ہی ہر ایک ساحر رہزن ہی دل نہین قبول کرتا کہ تمکو شکار کی مہلت دین اسد نے عرض کی کہ خدا آپ کو سلامت رکھے سواے آپکے اور یہان کون سرپرست ہی ہر شخص بادۂ نخوت سے مست ہی کسکو خیال بند و بست ہی مین بہت جلد واپس آؤنگا عمرو نے کہا بیٹا دن ہی کو چلے آنا عرض کی ایسا ہی انتظام ہوگا اسد نامدار نے باہر آکر حکم دیا پہلے قراول میر شکار بوقت سحر حاضر رہین تمام کارگزاران شاہنشاہی مصروف انتظام ہوے جسوقت کہ عقاب بلند پرواز یعنی نیر اعظم بصد شوکت و حشم براے شکار صحراے سبزہ زار فلک نیلی پین طائران شکاری کی فکر مین مصروف جستجوے شکار نمودار ہوا ہر شکاری کرگدن ابلق لیل و نہار پر سوار ہوا ملازمان شاہنشاہی نے اسد نامدار کو بیدار کیا شاہزادہ اُٹھکر عبادت خانہ مین آیا بعد فراغ نماز سحر سرداران نامور حاضر خدمت ہوے عرض کی کہ تمام سامان شکار حاضر ہی اسد نامدار برآمد ہوے خواجہ عمرو کو خبر ہوئی کہ اسد غازی سوار ہوا چاہتے ہین آپکی زیارت کے مشتاق ہین خواجہ عمرو فوراً تشریف لائے اسد نے سلام کیا عمرو نے سر سینہ سے لگاکر فرمایا اے نور نگاہ صاحبقران اے برہم کن لشکر کافران لوح طلسمی سے بہت ہوشیار رہنا شب باش ہونے کا قصد نکرنا عرض کی انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا ملکہ **اخضر** و **فہیم جادو** و **شوکت جادو** وغیرہ سرداران لشکر براے رخصت اسد نامور حاضر ہوے اسد ایک ایک سے رخصت ہوا اخضر نے کئی مرتبہ یہی کہا کہ اے شہریار لوح سے بہت ہوشیار رہیے گا ملکہ **صندل جادو** حضور کی فکر مین ہوگی اسد نے فرمایا مصرعہ دشمن اگر قویست نگہبان قوی تراست ٭ یہ فرماکر سب سردارون کو رخصت کیا اسد نامدار سامان شکار ہمراہ لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوے ناظرین والا تمکین اس داستان حیرت بیان کو دیکھکر یقین کامل ہی کہ ضرور اس حقیر کو آفرین آفرین فرمائین یہ مقام لفظاً لفظاً ملاحظہ ہو خمسۂ **مومن** حسب حال

کہتے ہین سب کہ تم نہین بچنے کے شب تلک
دشوار ہی وصال ہین ناکام جب تلک
نادان ہین یار انہین کوئی سمجھائے کب تلک
رہجائے کیون نہ ہجر مین جان آکے لب تلک
ہی آرزوے بوسہ یہ پیغام اب تلک

ہر چند عمر بھر ستم ناسزا سہا
بیدادیون سے اب بھی یہ دریاے خون بہا
پر اس جفا شعار سے شرمندہ ہی رہا
کہتے ہین بیوفا مجھے مین نے جو یہ کہا
مرتے رہینگے تم ہی پہ جیتے ہین جبتلک

کب بزم مین مین کام ہوس یاب ہوسکا
مین کیا کہ غیر بھی نہین محو اب ہوسکا
کب مجھسے کچھ مخالف آداب ہوسکا
تسکین جس ہو کہ نہ بیتاب ہوسکا
خلوت مین بھی کوئی قلق بےادب تلک

بس زہر دیدے مضطرب ای چارہ جو نہو
جز ہیجان کچھ نہین باقی ہے سو نہو
گذرا مین ایسے جینے سے تکلیف تو نہو
آجائے کاش موت ہی تسکین ہو نہو
ہر وقت بیقرار رہے کوئی کب تلک

بس اسکی مت ہوائے دل بیہوش جس طرف
منھ پھیرتی ہے بزم مین بیٹھون مین جسطرف
کیا جانے تو کہ ہے نگہ لطف کس طرف
وہ چشم التفات کہان اب ہے جسطرف
دیکھے کہ ہے دریغ نگاہ غضب تلک

نقد روان اشک کا ہے صرف روز و شب
وہ دُر بے بہا جسے رکھیین عزیز سب
یاقوت لخت دل کا یہان خرچ ہے غضب
ایسے کریم ہم ہین کہ دیتے ہین بیطلب
پہونچا دو یہ پیام اجل جان طلب تلک

اچھا نہین ہے عہد وفا دشمنون سے یار
ہونا پڑے گا ناز سرشتون سے شرمسار
کھو ہاتھ سے نہ مجھسے ستم کش کو زینہار
مایوس لطف سے نہ کرے دشمنی شعار
امید سے اٹھاتے ہین ہم جور اب تلک

وہ جو یہ کہتے ہین کہ کسی سے نہ مل فریب
دونون طرف سے ہوتے ہین اب متصل فریب
ہم انکے رشک سے جو ہین اتنے خجل فریب
یان عجز بے ریا ہے نہ وان ناز دل فریب
شکر بجا رہا گلہ بے سبب تلک

مومن کو دیکھ چشم مین آیا لہو اتر
کہتا تھا اک رفیق گہر بار دیکھکر
یہ حال تھا کہ مضطر و حیران تھے چارہ گر
ایسے رہی بیقرار رہے متصل اگر
ای شیفتہ ہم آج نہین جیتے شب تلک

مغنی فغانے کہ آمد بجان	درین زیر نہ پردۂ آسمان	منتظم	اورین پردۂ آوازنامہ جونے	باجوال جم یا باجوال کے

شعر سخن سازے کہ معنی ساز کردہ ٭ سخن را این چنین آغاز کردہ ٭ جبکہ نبیرۂ شکار کنندۂ ہفت قلۂ
قاف کشندۂ جفت سیمرغ بروز مصاف امیر حمزہ بن مطلب بن ہاشم بن عبد مناف یعنی ہزبر بیشۂ
یکہ تازی شاہزادۂ اسد بن کرب غازی مرحلہ جات طلسم صندل فتح کرکے واسطے شکار کے
سمت صحرائے سبزہ زار روانہ ہوا خواجہ عمرو نے تاکید کردی ہے کہ اے نور نظر شب باش ہونے کا
قصد نہ کرنا ہر مقام پر تمہارے دشمن موجود ہیں اسد نے عرض کی کہ غلام آج ہی حاضر ہوگا یہ کہکر
سمند صبا رفتار پہ سوار ہوکر طرف صحرائے سبزہ زار کے روانہ ہوئے بیلیون نے بڑھکر جھاڑی جھنڈی
کو جھاڑا جانوران ہوائی نکلنے لگے باز و بہری وغیرہ باردارون نے رہا کیے شکار طائران ہوائی
شروع ہوا بیلیے قراولی کدو کاوش کر رہے ہین حصول لطف شکار مین کوشش کر رہے ہین مرکب
صبا رفتار زیر ران باز تیہو پر چھوٹا باز نے جاکر طائر بلند پرواز کو گھیرا کیفیت صحرائے پرفضا تیہو کا
گرنا باز کندے تول کر پہونچا ادھر اسد نامدار نے گھوڑا بڑھایا دیکھا باز نے طائر کو دبوچا اسد گھوڑے
سے کود کے چمکار کے باز کو چھڑایا یہ بھی شکار سے باز نہ آیا طائر کا شکم چاک کیا جگر باز بلند پرواز کو کھلایا
اسکی آنکھون پر ٹوپی چڑھائی دوسرا جرہ چھوٹا اُسنے طاؤس کو شکار کیا اپنی اپنی کارگزاری جانورون
کی تیاری بیلیے قراول کھا رہے ہین بیلیے اسد کو بہلا رہے ہین کسی قدر دن چڑھا نیر اعظم بلند ہوا ساتھ
والون نے عرض کی اے شہریار خواجہ عمرو نامدار نے تاکید فرمائی تھی کہ خبردار صحرا مین شب باش ہونا اب
مناسب ہو تو واپس ہوجیے اب ہوا مین گرمی پیدا ہوئی اسد نامدار نے فرمایا ایک آہو تلاش کرو
شکار آہو کرلین تو فوراً گھر چلین ہمین شکار طائران ہوا سے لطف نہین ملتا ہرکارے دوڑے سامنے سے
ایک گنوار جھپٹتا ہوا آیا عرض کی کہ تھکستان یہان سے قریب ایک دھانون کا کھیت ہے وہان کئی آہو
چرا مین مصروف ہین اسد نامدار نے فرمایا بسم اللہ چہار جانب سے کھیت کو گھیر دو ساتھ آٹھ جوانان
صف شکن تہور شعار آزمودہ کار جرار نامدار شاہزادے کے ہمراہ ہوئے کوس بھر سے ہٹکر گھوڑے
چڑھالئے دور سے اسد نامور نے دیکھا دس بارہ جانور کھیت مین مصروف چرا مین مگر ایک آہو
خوش چشم خوش خو سینگوٹیان مثل زلف محبوب تھوتھنی مثل غنچۂ گل سفید لکیر مثل کہکشان فلک پشت پر
ہرنیون پر مستی کرتا پھرتا ہوا اسد نے کہا اور آہوون کا اور سب کو اختیار ہے اسکو ہم شکار کرینگے بلکہ
جی چاہتا ہے زندہ گرفتار کرین برائے نذر عقاب اوج عیاری لیچلین یہ کہکر لنتو بغل مین دبائے
سناہلے نیزہ کو آگے کرکے گھوڑے بڑھائے کڑاکے کی سم مرکب کے صدا بلند ہوئی آہوان وحشی نے
کنوتیان بدلین صیاد کو کمین مین دیکھا اُس آہو پر اسد نامدار نے گھوڑا ڈالا اُسنے پلٹ کر طرف اس

شیر صولت کے دیکھا ناگاہ غزالی چشمان سیاہ گردش کرتی ہوئین سامنے سے بھاگا طرارہ بھرا مرکب برق رفتار کلائیان مارتا ہوا عقب مین آہوے وحشی کے چلا ساتھ والے ٹھہر گئے گرد دیکھ رہے ہین گرد معدوم ہوتی ہی مرکب طرارے بھرتا ہوا جاتا ہی دوپہر کامل ہرن نے رہ ردی کی سب ساتھ والے پیدل و سوار تھک کے ٹھہر گئے مگر یہ شیر صولت اُسکے تعاقب مین چلا جاتا ہی دن تھوڑا سا باقی تھا کہ ایک مقام پر آہو رکا جو کڑہی بھولا اسد نے تیر مارا آہوے وحشی گرا اسد نے گھوڑے سے کود کر اُسکو بقربانی پہونچایا اُٹھا کر شکاربند سے باندھا پلٹ کے دیکھا کسی ساتھ والے کو اپنے قریب نہ پایا معلوم ہوا کہ راستہ فراموش کیا ایک نخل کے سایہ مین آکر ٹھہرے اس انتظار مین کہ شاید کوئی تلاش کرتا ہوا آئے تو اُسکے ساتھ لشکر مین چلین ایک نخل کے سایہ مین ٹھہر کر کباب لگائے نوش فرمائے ناگاہ غزال صحراے فلک چہارم دشت نوردی کرکے درہ کوہ مغرب مین مخفی ہوا دربازِ بلند پرواز ماہ تابان براے شکار طائران ثابت و سیارگان فلک نیلی پر سرگرم تلاش ہوا لیلاے شب نے زلفِ عنبرین کو کھولا اب شاہزادہ ہوشیار ہو کے بیٹھا یقین کامل ہوا کہ شب کو جانا یہان سے ناممکن بوقت سحر ہادی کامل رہبری کریگا لشکر ظفر اثر مین انشاء اللہ پہونچ جائینگے یہ سوچکر مرکب صحرا مین چھوڑ دیا دہانہ اُتار لیا اب ٹہلتے ہوئے آگے بڑھے نگاہ اُٹھا کے جو دیکھا سامنے ایک سبزہ زار خوشگوار پر بہار جا بجا نخل سرسبز و شاداب جھیلون کی آب و تاب قوت نشو و نما کا جوش ہر نخل پھولون سے معشوق گلابی پوش گلون کا مہکنا غنچون کا چٹکنا وقت شب گلزار فلک نے نرگس سیارگان سے آنکھین کھولین ہین نظارۂ گل و ثمر مین مصروف ہواے سرد چل رہی ہی بیچ مین اُس صحراے لالہ زار کے ایک چبوترہ سنگ مرمر سفید کا اسپر چینی کے ناندون مین نخل مختصر گلدستے جا بجا چنے ہین شاخین جھومتی ہین ہر برگ سرسبز و شاداب عشق پیچان کو پیچ و تاب جوانان چمن کی رعنائی شاہد گل کی بلبلون سے کج ادائی پھولون سے ہر نخل نہال خم شاخون کا رنگ ہلال تھالے درختون کے سبد گل فروش طائران بہار کا جوش و خروش

نظم

دکھا رہی ہی مسیحا کی طرح سے اعجاز
یقین ہی پھر وہ نکل آئے چشم نرگس وار
کلیم آئین چمن مین اگر پئے گلگشت
بنے ہی رشکِ چمن ہر امیر کی سرکار

چمن مین قوتِ نشو و نماے فصل بہار
ہزار نکلین پر و بال سعی نامیہ سے
یقین ہی ید بیضا سے نکلے بلبلِ زار
یہ سعی نامیہ سے ہوتے ہین ثمر پیدا

نکالے آنکھ جو بالفرض کوئی مجرم کی
عجب نہین ہی جو مرغ کباب ہو تیار
جو اشرفی ہی گل اشرفی تو زر نورِ گل
کہ قطرۂ شبنم تر کے ہین تمام انہاے انار

زبس ہی قوت نشو و نما عجب کیا ہی
گرے زمین پہ اگر تخم اشک بلبل زار
ہر ایک شاخ گل افشان ہی پھلجھڑی کیطرح
انار سے نکل آئے یونہین درخت انار
بنا ہر ایک در گوش بیضۂ بلبل
چراغ گل ہو وہین گل جو ہو چراغ مزار
خوشی سے پھول گیا دیکھکر یہ رنگ چمن

کہ گرم دانہ سے پیدا اگر ہو شاخ چنار
ہوا کے فیض سے بنجائے یہ قدم کا درخت
ریاض دہر مین گلریز ہی نسیم بہار
نگہ ہی پرورش طفل ذرہ مد نظر
وہ کون ہی جو نہین عاشق گل رخسار
ہی ایسی شرط رطوبت کہ کہتے ہین مزدور
برنگ غنچۂ شگفتہ اسد کا تھا دل زار

ہزار نخل گل اُس سے چمن مین پیدا ہون
اُڑے نشان قدم سے اگر کسی کے غبار
انار چھٹتے ہین جس طرح سے ہو شعلہ بلند
کہ آفتاب ہی پستان کرن ہی دودھ کی دھار
ہو آمین تائرہ جسکو خضر ہوان وزدون
ہم آب آئینہ لیکر اُٹھائینگے دیوار
شاہزادے نے بند قبا کھولدیے

گوشہ مین بیٹھکر سیر مین اُس صحرائے جنت نشان کی مصروف ہوا دیکھا طرف سے صحرائے پر فضا کے ترکنین حبشنین ظاہر ہوئین خیمے بارگاہین چھکڑون پر بار قریب اُس چبوترے کے آکر ٹھہرین بارگاہ کو بصد اہتمام بہ تکلف تمام استادہ کیا فرش معقول بچھایا چوگھڑے چنگیر عطردان پاندان آکر آراستہ کیے مسند جواہر نگار آراستہ کرکے دست بستہ کھڑی ہوئین جس سے صاف ثابت تھا کہ کسی کی آمد کا انتظار ہی اب اسد نامدار کو اور زیادہ انتشار ہی دل سے کہتا ہی کہ کسی رئیس جلیل کی سیر کا مقام ہی چند چوبدار زنان قلماقنیان بارگاہ مین حاضر ہین چند آپسین صلاح کرکے چبوترے سے اُترین صحرا مین ٹہلنے لگین حسین و جمیل کمسن شوخ و شنگ مزاج بن جوانی کی اُمنگ کسی نے کہین جھولا ڈالا ہر ساون کے اُڑنے لگے آواز دلکش آرہی ہی تانین ٹپرہی ہین اسد گوش بر آواز ہوا سُنا کہ ایک گلعذار غنچہ دہن نے یہ اشعار گائے

اشعار

دیوانہ ہون تیرا مجھے کیا کام کہ لون گل
اُس گل مین نہ پایا اثر بوے محبت
سو ٹکڑے ہین اڑی کے برنگ گل صد برگ
ہی روشنی جامۂ دل سوز محبت
پیکان تو دلدوز ہی سوفار ہی باہر

زیبا لیش سر کو ہی مرے داغ جنون گل
سو بار سنگھائے اُسے پڑھ پڑھ کے فسون گل
کیا دشت نوردی مین کرتا ہی جنون گل
کافر تو بتا شمع حرم کیونکہ کرون گل
اُس تیر سے ہی دل مین درون غنچہ برون گل

بعض نوجوانین چالاک بیباک شب کا تو وقت ہی دوپٹے باندھکر کھمبون مین کودین آپس مین چھینا جھپٹی ہو رہا ہی صاف ثابت ہوتا ہی کہ صد ہا ستارے برج آبی مین داخل ہین اسد نامدار ان سب کی کیفیت دیکھنے مین مصروف ہی آپس مین چہلین ہو رہی ہین دوڑ رہی ہین ایک پکارتی ہی اری غنچہ دہن جوا بدے حضور کی آمد کا وقت قریب ہی اسباب عیش و نشاط آراستہ کرنے وہ جواب دیتی ہی بھلا شمشاد کب تک اکڑتی پھریگی دار پر کھینچی جائیگی سرکشی کی سزا پائیگی شاہزادہ اسد نامدار

اس ضلع جگت کی باتون کو سُنکر بیقرار ہو جاتے ہین گلعذارون کی باتین رمز و کنایہ کی گھاتین عجب کیفیت حاصل ہوتی ہو دل سے کہتے ہین کہ ای اسد خوش نصیب ہمارے کہ اس صحرائے جنت نظیر مین گذر ہوا کسی بلند اقبال صاحب عز و جلال نے اس مقام بے نظیر کو آراستہ کیا ہو ابھی اسد نامدار دل سے یہ باتین کر رہے ہین کہ نقارے پر چوب پڑی چوبدار نے بڑھکر آواز لگائی نظم

ابر رحمت کا ہو سایہ ترا ای سایۂ حق
جو ترا امر ہو الحق جو کہے تو اصدق
گر کرے نشو و نما نامیہ فیض ترا
ہو گئی وقت کتابت جو زبان خامہ کی شق

کیونکہ سمایہ ترے ہو نہ جہان کو رونق
ذکر حق سے کوئی خالی نہین تیرا ہو وہ ورق
گل جو ہو شمع سے پیدا تو گلاب و زنبق

کسکا مقدور کہ سرتابے حکم سے ہوا
گر تا مینخانہ مین ہو شیشۂ می بھی حق حق
حرف ہیبت کا ترے کوئی زبان پہ لایا

یہ صدائے شوکت و جلالت سنکر شاہزادہ اسد نامدار کبھی سنبھل بیٹھا بہ نگاہ غور دیکھا آگے چند چوبدار دوڑتے ہین چند سواران زرین پوش اہتمام سواری کرتے ہوئے بڑھ گئے اُنکے بعد ایک چمک ہوئی کہ آنکھین اسد کی جھپک گئین اب جو آنکھ کھولکر دیکھا سبحان اللہ صاف ظاہر ہوا کہ آفتاب عالمتاب برج سے طالع ہوا یا ماہ تابان ساطع ہوا ایک شہریار عالیمقدار پشت مرکب صبا رفتار پر سوار تاج یاقوت احمر سر پر زرہ جواہر نگار زیب جسم انور حسن مین رشک یوسف کنعان عارض سیمین نیر تابان سطوت و صولت غاشیہ بردار رعب جلالت آئینہ دار زیادہ تر مقام حیرت یہ ہو کہ زلفین خلیلی تا بہ توسن آنکھین فلک دیدۂ غزال پلکین سنان جانستان ابرو خنجر بران جبین انور نیر اقبال سبز رنگ ہاشمی چہرۂ بے نظیر پر ظاہر چشم زدن مین سواری سامنے سے نکل گئی اسد حیران جمال و محو دیدار رکھا ہوا گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہو کئی مرتبہ قصد ہوا کہ مثل نسیم ہمراہ رکاب سعادت انتساب دوڑ دون قدمون کو بوسہ دون خاک پا کو توتیائے چشم بناؤن تو سعادت کونین حاصل ہو تسکین دل تیرہ منزل ہو شرم و حجاب نے دامن تھام لیا عنایت پروردگار سے خود صاحب حسب و نسب پرورش یافتہ خانہ ادب خاموش کھڑا ہی سکتہ سا ہو گیا ہو نخل کے سایہ مین ٹھہرا نگاہ غور سے جو دیکھا صاف ظاہر ہوا کہ حمزۂ صاحبقران امیر گیتی ستان جلوہ فرما ہین صرف اتنا فرق ہو کہ سر اطہر پر خود ہو نہین ہی تاج یاقوتی سے سرفرازی حائل ہو خال و خط مین قد و قامت سطوت و صولت رعب و شجاعت کسی شی مین صاحبقران سے سرمو فرق نہین دل سکتا ہو ای اسد ہمارے جد عالیمقدار طلسم ہوش ربا مین نہین معلوم کب تشریف لائے ہمکو نہ معلوم ہوا چھوٹے نانا جان عمرو نامدار عاشق جمال صاحبقرانی تھے خبر نہ کہی کسی عیار سوار نے کیفیت تشریف آوری نہ بتائی برائے استقبال جاتے باعزاز و اکرام بارگاہ مین لاتے یقین ہو کہ افراسیاب خانہ خراب نام نامی اسم گرامی سنکر فرار پر قرار کرتا فوج کفار

کا قدم نہ جمتا اس طرح کی دل سے باتین کر رہا ہی جب قصد کرتا ہی آگے بڑھون شرم و حجاب مانع ہوتا ہی سر جھکائے دیکھ رہا ہی اس اثنا مین وہ تاجدار با وقار قریب چبوترے کے آکر پشت مرکب سے اُترے اُسپر طرہ یہ کہ جب پشت مرکب سے قدم زمین پر رکھا بسم اللہ بسم اللہ کی صدا بلند ہوئی دلمین خیال کیا کہ ای اسد اب تو یقین کامل ہوا کہ ہمارے جد عالی تبار ہین طلسم ہوش رُبا مین یہان کہان اب وہ شہریار مسند پر جاکر جلوہ فرما ہوئے اسد تو اس حیرت مین نیچے درخت کے کھڑا تھا کہ کنیزین شوخ و شنگ جوانی کی اُمنگ چاندنی رات مین گل چاندنی کے نظارے کر رہی ہین صحرا لے سبزہ زار مین مرکب کی طرح اٹکھیلیان ہو رہی ہین کوئی نئی روش سے سبزہ کو روندتی ہی کوئی چھل بل کھاکر بجلی کی طرح نظرون مین کوندتی ہی یکایک ایک کی نگاہ اسد نامدار پر پڑی اُسنے کہا لو انرگس جلد آنکھین کھول دیکھ تو سامنے کوئی مرد کھڑا ہی لیکن چاند کا ٹکڑا ہی دوسری نے کہا اگر اس صحرا مین کوئی مرد آیا تو ہمارے مالک کے حکم کے خلاف ہوا جب اس صحرا مین آنے کی تیاری ہوئی ہم لوگون پر تاکید کی کہ اول جاکر چہار جانب دیکھ لو کسی مرد و عورت کا صحرا مین گذر نہو ہم لوگ جب آتے ہین لوٹہ لوٹہ تیا تیا چھان لیتے ہین آج یہ نئی بات ہی ای سنبل ہم سبکی ناک چوٹی کاٹی جائیگی ایک ایک سزا لے معقول پائیگی اس مقدمہ مین بڑی احتیاط ہی ہمیشہ سے حکم ملتا ہی کہ خبردار ہمارے حال سے کوئی آگاہ نہو یہ جو آپسمین چرچا ہوا دس پانچ جادوگرنیان اُس مقام پر آکر جمع ہوگئین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ کیا غضب ہوا ایک نے کہا چلکر گرفتار کرو کشان کشان سامنے حضور کے لیچلو اس شخص کو سزائے معقول ملیگی ساری حقیقت کھلے گی آخر ایک ساحرہ بڑھی سامنے آکر آواز دی ای شخص غضب کیا تو نے کہ مقام شاہنشاہی پر آکر ٹھہرا اور بھوٹی آنکھون سے دیکھ رہا ہی تجھکو شرم و حجاب نہین یہ ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ لوح طلسم صندل گلے مین اسد کے پڑی ہی ساحرون نے بڑھکر سحر کیا اسد پر لوح محفوظ کے سبب سے تاثیر نہوا سحر کرنیوالے سمجھے کہ میرے سحر مین پھنس گیا چاہا ہاتھ بڑھاکر کھینچ لین اسد نے جھلاکر ایک طمانچہ مارا سر اُسکا چنبر گردن سے اڑ گیا اُس جادوگرنی کے مرتے ہی اُسکی ساتھ والیان دوڑ پڑین جادو ن جادو ن کہنے لگین کسی نے ماش کا دانہ پھینکا کسی نے ترنج مارا کسی نے گولہ اُچھالا تیر گرے شعلے بھڑکے مگر جسم پر اسد غازی کے کسی شے نے تاثیر نہ کی غصہ مین شاہزادہ اسد نے جسکو ہاتھ تلوار کا مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے ایک چشم زدن مین بہت سی جادوگرنیان قتل ہوگئین ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا وہ تاجدار عالیوقار جو مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما تھے صدائے ہاہو جو ان شہریار کے گوش زد ہوئی مصاحبون سے فرمایا دیکھو یہ کیا ہنگامہ ہی اسد نامدار نے جب دو چار جادوگرنیون کو قتل کیا اور سحر نے اُنکے اثر تاثیر نہ کی یا تو شاہزادہ اسد نامدار

کو گھیرے ہوئے تھین اب روباہ صفت سامنے سے فرار کیا شاہزادہ اسد قتل کرتا ہوا چلا وہ پلٹ پلٹ کر سحر کرتی ہین شاہزادۂ اسد جھپٹ کر مثل شیر نر جا پڑتے ہین جم کر لڑتے ہین غصہ بڑھتا جاتا ہی بہرام فلک تھراتا ہی اس اثنا مین چند کنیزین بد حواس عالم یاس کانپتی تھراتی سامنے اُس شہریار با وقار کے آئین چلاتی ہوئی دوہائی ہی حضور کی اس شیر بیشۂ جرات نے قبضہ پر ہاتھ رکھکر فرمایا خیر تو ہی یہ کیا معرکہ ہی کنیزون نے عرض کی اے شاہنشاہ گردون بارگاہ وا ے صاحب دولت و جاہ اے یوسف کنعانِ شوکت وا ے تاجدار اقلیم جلالت ہمیشہ اس صحراے پر فضا مین حضور تشریف لاتے ہین حکم ہم سب پر صادر ہو چکا ہی کہ اس صحراے سبزہ زار مین مرد یا عورت اغیار سے نہ آنے پائے شاہنشاہ کو اپنی پردہ پوشی کا بڑا خیال ہی لہذا آج ایک شخص اجنبی مگر مشابہ بصورت حضور حسین و جمیل صاحب سطوت و شوکت ماہ رخسار سرو قامت یہان آکر ایک گوشہ مین ٹھہرا اور محفل عیش منزل شاہنشاہی کو بنگاہِ غور دیکھ رہا تھا کنیزان شاہنشاہی مانع ہوئین اُسنے اصرار کیا آخر ہم لوگون نے سحر کیا اُس نوجوان پر سحر تاثیر نہین کرتا بہت سی کنیزان سرکاری قتل ہوئین وہ شیر دلیر ہمارے روکے سے نہین رُکتا حضور کی صورت سے صورت تو بہت ملتی ہی مگر سن مین البتہ فرق ہی ماشاء اللہ حضور کا سن شریف زیادہ ہی اس جوان کا سن ابھی کم ہی مگر شعلۂ آتش ہی نہایت ہی سرکش ہی ہمکو بڑی حیرت ہی کہ سحر اُس پر تاثیر نہین کرتا وہ شہریار ان باتون کو سنکر مسکرائے کہ یکایک سامنے سے ہنگامہ ہوا کان مین آواز آئی نعرۂ اسد

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ	بدرم دل شیر و چرم پلنگ	شہنشاہ نام آور و کامران	اسد شیر دل ابن صاحبقران

آن شاہنشاہ عالی وقار نے سر اُٹھا کر اسد نامدار کو دیکھا نگاہ ملگئی چار آنکھین ہوئین پکار کر فرمایا اے شیر بیشۂ جرأت و ہمت اے یکہ تاز میدان جلالت ان کنیزون نے کیا خطا کی ہی جو آپ قتل کرتے ہین اتنا غصہ بیکار ہی اسد نامدار کی آنکھ جو اُس شہریار سے چار ہوئی رعب و داب سطوت و صولت شاہنشاہی دیکھکر اسد ایسے سرکش نے جھک کے سلام کیا وہ شہریار جواب سلام دیکر چبوترے سے اُتر آئے فرمایا کہ تشریف لائیے اس قدر غصہ نہ فرمائیے نظم

کیا دل مین ارادہ ہی جو باندھے کمر آئے
کچھ اور خبر جائیگی جب تک خبر آئے
کیا غم ہی اگر جان گئی خیر ملا ہے
جب تک کہ شب وصل کی شام دگر آئے
قاتل نہ رہے حاجتِ تکلیف دوبارا
دنیا کے تماشے مجھے کیا کیا نظر آئے

بیطور مجھے طور تمھارے نظر آئے
نکلے نہ سلامت ترے کوچے سے کبھی ہم
ہم خوش ہین کہ خالی نہ پھرے کچھ تو کر آئے
اغیار تمھین بادۂ گلرنگ پلائین
سر پر جو پڑے ہاتھ کمر تک اُتر آئے
ہر ایک پہ قاتل کی عنایت تھی برابر

کب مرگ سے فرصت ہی بیان نامہ بر آنکلے
کچھ لے ہی گئے سر پہ بلا جب وہ ادھر آئے
تم زلف کو کھولو کہ سحر ہونے نہ پائے
آنکھون مین لہو کیون نہ ہمارے اُتر آئے
کی سیر جو اس زندگی چند نفس مین
دنیا سے مرے ساتھ بہت ہمسفر آئے

اسد غازی رعب و داب جلالت دیکھکر اس قدر محجوب ہوا کہ آنکھ چار نہو سکی سر جھکا لیا اب تک آنکھین اسد غازی کی یہی اشارے کرتی ہین کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان صاحبقران زمان ہین کچھ لباس ہین تو البتہ فرق پایا دل خود بخود گھبرایا جوش محبت مین یہ اشعار زبان پر جاری ہوئے **نظم**

در پردہ بناز سزاوار تو باشد
آنکس نہ خرد ہر کہ خریدار تو باشد
دل دارم و جان دارم و دین دارم و ایمان
غیر از نگہ لطف کہ دشوار تو باشد
گر بانگ صلوٰۃ است و گر نالۂ ناقوس
چیزیست کہ این ہم پئے اذکار تو باشد

کو دیدہ کہ او قابل دیدار تو باشد
در آئینۂ مہر بچشم ہمہ ذرات
از من بستان انچہ کہ درکار تو باشد
کو شمس شناسد بجہان این ہمہ صد دارا
این زہرہ بہ مرغ گرفتار تو باشد

یوسف چو بنگر چہرۂ بازار بہار زرد
پیداست کہ عکس مہ رخسار تو باشد
بودن پے آزار دل ما بتو آسان
آنکس کہ دلش محرم اسرار تو باشد
جان و دل و دین و تن ندارم نہ غرض است

اُس تاجدار نے بے اختیار ہاتھ تھام لیا اسد نامدار جھکا کہ زمین قدمبوس ہون اُس شہریار عالیوقار نے سر کو بمحبت و شفقت سینہ سے لگایا اب اسد نے قریب سے بخوبی دیکھا کہ صاحبقران تو نہین لیکن تمام اعضا بلکہ سارا نقشہ مشابہ صاحبقران ہی علم شاہ سے مشابہ بدیع الزمان کے ہمصورت صاحب سطوت و صولت لیاقت و جرأت چہرے سے پیدا آثار جلالت بات بات سے ہویدا اسد غازی سراپا کو دیکھکر دنگ ہو گئے اُس شہریار نے قریب اسد کو جگہ دی لیکن وہ بھی سر جھکائے اسد نامدار ابھی شرمائے ہوئے مگر دو صاحبان عالیمقام اپنی جگہ سے اُٹھے جام لبریز کرکے سامنے اسد نامدار کے پیش کیا عرض کی اے شہریار نوش فرمائیے یہان سب آپ کے ہم مذہب و ہم مشرب ہین اسد نے اُن لوگون کو کچھ جواب نہ دیا لیکن اُن تاجدار عالیوقار سے دست بستہ عرض کی امیدوار ہون کہ نام نامی و اسم گرامی اپنا ارشاد فرمائیے اس صحرا مین تشریف رکھنے کا کیا سبب ہی جیسے ہی اسد نے نام نامی پوچھا اُنکے مُنہ پر ہوائیان اُڑنے لگین رنگ رو متغیر سر جھکا کر فرمایا اے شیر بیشۂ صاحبقرانی تم اپنے حالات سے پہلے آگاہ کرو ہمارا ابھی نام معلوم ہو جائیگا تم خاطر جمع رکھو بیت

ای پیک راستان خبر یار ما بگو ٭ احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو ٭

اول کیفیت مزاج زلزلہ قاف ثانی سلیمان ظاہر کرو کہ مزاج اقدس کیسا ہی دوسرے تمہارے والد نامدار کا کیا نام نامی ہی رستم سلیتن علم شاہ نوجوان نور نگاہ صاحبقران کس کیفیت مین ہین اسد غازی نے سر جھکا کر عرض کی آپ تو اہالیان لشکر صاحبقران سے بخوبی ماہر ہین ایک ایک کا نام جانتے ہین ہر ایک شخص کو بخوبی پہچانتے ہین اسد غازی نے یہ کلمہ جو کہا اُن تاجدار کی آنکھون سے اشکون کا دریا جاری ہوا روتے ہچکی لگ گئی فرمایا ای شیر بیشۂ جرأت پہلے اپنے حسب نسب سے آگاہ کرو مین کیا کہون دل مین

نا سور ہی قلب ناصبور ہی رنج اُٹھانے کی طاقت نہین بڑے بڑے بار غم و الم اُٹھائے اب تاب صبر و جبر نہین باقی رہی جو کچھ آنکھون سے دیکھا اسکا زبان سے کہنا دشوار ہی رنج و راحت سب بیکار ہی بقول شاعر نظم

اثر نصیب کی برگشتگی کا سر مین ہی
اسد او چاند سا مکھڑا مری نظر مین ہی
صفائے حسن چھپائے سے چھپ نہین سکتا
نظر پہ چڑھ گیا آئینہ گو کہ گھر مین ہی

نہ چین دشت مین مجھکو ملا نہ گھر مین ہی
بتون کے عشق نے پتھر بنا دیا مجھکو
خیالِ دوست نے آنکھون کو روشنی بخشی
نہان یہ سوز مثال شرر جگر مین ہی

اس سوز و گداز سے یہ اشعار اُن تاجدار نے پڑھے کہ اسد شیر دل نے دل تھام لیا اور دست بستہ عرض کی حضور آپ کے کلام مین کیا تاثیر ہی ایک ایک کلمہ شمشیر و تیر ہی میرے حسب نسب کی کیفیت حضور کو نہین معلوم قبۂ دین ستون اسلام کرب نامدار سے حضور واقف ہین اسد نے یہ جو نام لیا وہ تاجدار مثل گل شگفتہ ہوگئے فرمایا وہ شیر نظر کردۂ بزرگان دین جلالت آئین صاحب جرائت و لیاقت سرکوب سکندر بن ہیکلان عادہ مغربی اُنکو اہل اسلام بخوبی پہچانتے ہین اے شاہزادے اُن سے تمھین کیا سلسلہ ہی اسد نے کہا میرے والد نامدار ہین یہ سُنکر وہ تاجدار اسد نامدار سے لپٹ کر اس قدر روئے کہ قریب تھا غش آجائے مصاحبون نے سنبھالا بعد عرصۂ دراز کلام کرنے کے لایق ہوکے فرمایا ای فرزند مادر مہربان تمھاری کس خاندان سے ہین اسد نامدار نے بفصاحت جواب دیا مادر مہربان میری صاحب توقیر ملکہ زبیدۂ شیر گیر دختر بلند اختر صاحبقران زمان ہمشیرۂ شاہزادہ بدیع الزمان کو صاحبقران نے ہمراہ میرے والد ماجد کے تزویج فرمایا پروردگار نے یہ حسب و نسب مجھکو مرحمت کیا جد عالی تبار میرے شاہنشاہ قلعۂ تنگ رواحل نانا میرے صاحبقرانِ زمان داماد نوشیروان اس حقیر کو شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی کہتے ہین عرصۂ دراز سے طلسم ہوش رُبا مین داخل ہوا افراسیاب نے گنبد نور پر قید کیا ماموں جان میرے بدیع الزمان گرد لشکر شکن بھی طلسم مین قید ہوکر آئے اُنکے رہا کرنے کو مین بھی آیا خواجہ عمرو نے عیاریان کرکے ہمکو گنبد نور سے رہا کیا اب شہریار لوح کی تلاش مین سرگردان حیران و پریشان یہان تک تقدیر نے پہونچایا لوح طلسم صندل حاصل کی مرحلہ جات فتح ہوئے سب سے زیادہ ایک مشکل درپیش ہی آپ کے نیازمند کو بڑا پس و پیش ہی ہر شخص یہی کہتا ہی سامانِ قتل صندل جادو مہیا کرو یہ امر سمجھ مین نہین آتا سامان قتل ملکہ صندل جادو کیا چیز ہی اُن بزرگوار نے فرمایا یہ سب سامان پروردگار مہیا کردیگا مگر ای فرزند برائے خدا کچھ حال خیریت مآل رستم پیلتن و پیلین کشندۂ قویل ہندی و دویل ہندی گمشدہ کپتان فرنگی سرفتنۂ ملک فرنگستان نور نگاہ امیر گیتی ستان ہمارے سامنے بیان کرو اُنکے احوال

خیریت آل کے بہت مشتاق ہین اسد غازی نے کہا آپ اپنا تو نام نامی بتائیے سر جھکا کر فرمایا گمنام کا کیا نام غریب الوطن بادیہ پیماے دشت رنج ومحن بلاے مصیبت مین گرفتار نہ یار نہ غمگسار ایسے کا نام و نشان دریافت کرنے سے کیا فائدہ تکو بھی مفت مین ملال ہوگا بات مین بات نہ نکالو رستم کی کیفیت ظاہر کرو مثل علمشاہ نوجوان کے لشکر صاحبقران مین کوئی شیر دلیر نہین ہے تمہارے ہی والد نامدار رستم عالیوقار معین لشکر اسلام رہے شاید یہ ذکر تمنے بھی سنا ہوگا داراے ہند لندھور بن سعدان عشق جہان فیل زور مین مبتلا ہوے اور بختک وزیر نوشیروان نے بہکا کے بادشاہ لشکر اسلام سے فساد کرایا اور اسوقت صاحبقران زمان و خواجہ عمرو ہاتھ سے ہومان بن ہام کے بہ سحر ملکہ مہلہل جادو ملک دمشق مین قتل ہوے تھے ایسے وقت مین لندھور بن سعدان کا بگڑ کر جدا ہونا اُسوقت مین سواے رستم و کرب کے کون تھا کہ اُس بلا کو ٹالتا سکندر بن سیکلان عاد مغربی چونسٹھ لاکھ فوج سے مقابلہ مین تھا لشکر نوشیروان کرور سوار کا تمام دنیا دشمن عالم عالم رہزن عجب وقت مصیبت تھا بقول شاعر فرد
دیوانگی مین جبکہ ہراک سے بگڑ گئی ۔۔ زنجیر اہل درد تھی وہ پانون پڑ گئی ۔۔ نور نگاہ صاحبقران علمشاہ نوجوان نے لندھور بن سعدان کو مع فیل میمونہ مبارک و گرز خورد ی کُردی میدان جرن کوہ مین شیرانہ دست زبردست پر اُٹھا لیا تمام عالم نے دیکھا کہ اس پہاڑ کو اُٹھا کر سیکھلیے کہ مثل قومل ہندی وہ دوجل ہندی دریاے جرن کوہ مین مارین مگر اُسوقت صاحبقران زمان تمہارے والد نامدار ملک دمشق فتح کرکے تشریف لائے آنکھون سے دیکھا اور عمرو نے آواز دی یا صاحبقران دیکھو رستم نے لندھور بن سعدان کو مع فیل میمونہ و گرز گران سنگ اُٹھا لیا اور لیے جاتا ہے جلد جا کر ہندی کو بچائیے ادھر تو صاحبقران نے نعرہ کیا اُدھر لندھور نے لنگر مارا اور نور نظر علمشاہ کے ٹکڑے پھٹ گئے گر کر بیہوش ہوے لندھور خوف سے صاحبقران کے بھاگ کر لشکر سکندر مین جا کر چھپا صاحبقران لاش رستم پر آئے اُسوقت ایک قیامت برپا تھی جوانی پر رستم کی نخل صحرا روتے تھے برگ کف افسوس ملتے تھے دشمنون کو بھی قلق تھا ہر بہادر کا غم سے کلیجہ شق تھا لیکن خداوند کریم نے اپنا فضل شریک حال کیا بزرگان دین اُس کشاکش مین تشریف لائے دست حق پرست اپنا جسم پر رستم کے پھیر اصحت پائی انتہو ماشاء اللہ سرّہ قدس سفید ہوئی ہوگی یہ حالات سنکر دل مین اپنے اسد غازی کہتا ہے کہ اُس زمانے کی کیفیت بیان کر رہے ہین کہ میرا نشان بھی نہ تھا مگر صاف ظاہر ہے کہ لشکر اسلام کے بڑے واقف کار ہین گویا یہ معرکے انھین کے سامنے گذرے ہین ضبط کر کے اسد نے جواب دیا اے شہریار یہ درد گار نے نسل مین رستم کی بڑی ترقی عطا فرمائی ہے اُنکے دو فرزند ایک شاہزادہ عمر بن رستم

کہ اُنکا سلسلہ پیدائش ملک فرنگستان مین ہوا آلا گرد فرنگی کی دختر ملکہ سمینۂ ماہ پیکر سے عشق
ہوا اُسکے بطن سے عمرو بن رستم پیدا ہوئے جب اسد نے نام ملک فرنگستان کا لیا وہ شہریار بہت
رو دئے کہا فرنگستان کا تو حال ہمکو بخوبی معلوم ہی بڑی قیامت کی لڑائی پڑی تھی کسی وقت
انشاء اللہ ذکر کرینگے ہان یہ بتلاؤ کہ اور بھی کوئی اولاد رستم کی ہی اسد نے کہا اے شہریار عمرو بن رستم
تو ہمیشہ علیل رہتے ہین شہریار خاور کی شاہزادی ملکہ خورشید خاوری ہمشیرۂ قیماس خان رستم
کے عقد مین آئی اُسکے بطن سے شاہزادۂ ملک قاسم موسوم بہ خاور سیاہ صاحب عز و جاہ پیدا
ہوے جنھون نے نو برس کے سن مین طلسم افراسیاب فتح کیا عملشاہ قید ہو گئے تھے اُنکو چھڑایا طلسم
مین خون کا دریا بہایا اُنکے نام سے کفار کانپتے تھے فاتح ملک سنجان و باختر لقب ہی قاسم کا نور نظر
یعنے نبیرۂ رستم ایرج نوجوان اسنے تو بہت بڑی لیاقت حاصل کی اٹھارہ برس ملک باختر مین لڑا کافرون
سے معرکہ پڑا صدہا ملک فتح کیے اب اس زمانہ مین لشکر صاحبقران کا نام ایرج و نور الدہر کی شجاعت
سے مشہور ہی نور الدہر فرزند دلبند شاہزادۂ بدیع الزمان و نور نگاہ خاور سیاہ ایرج نوجوان
جون جون اسد جرائت و شوکت ایرج و نور الدہر کا ذکر کرتا ہی اُن شہریار عالیوقار کا چہرہ خوشی سے
سُرخ ہوتا جاتا ہی مگر فرماتے ہین ایرج و نور الدہر و قاسم وغیرہ کا حال ہمکو بخوبی نہین معلوم سکندر
کی لڑائیان بخوبی یاد ہین بعد فتح ہونے مغرب کے ہمکو نہ دریافت ہوا کہ لشکر صاحبقران پر کیا گذری
پچیس برس کا زمانہ ہوا دشت نوردی بادیہ پیمائی مصائب غربت کا سامنا ہی کون پوچھنے والا ہی غریب الوطن
آوارۂ دشت رنج و محن گمنام دل ریش ناکام کی کون خبر لیتا ہی یہ فرما کر تاج سر سے اُتار دست دعا
بدرگاہ واہب العطایا بلند کیے رو رو کر یہ اشعار پڑھے

اشعار

گدا تیرے در کا جو یارب ہوا ؎ بر آئی مراد اسکا مطلب ہوا
بھلا کون تجھسے نہین فیض یاب ؎ دعا کسکی تونے نکی مستجاب
ہوا جو طلبگار قرب حضور ؎ کیا اُسکو تونے نہ رحمت سے دور
عنایت کرم لطف کیا بات ہی ؎ کہ رزاق مطلق تری ذات ہی
برابر ترے کوئی دانا نہین ؎ سوا تیرے کوئی توانا نہین
ترا حکم نافذ ہی پروردگار ؎ قضا تیری پھرتی نہین زینہار
نہین دخل تغییر و تبدیل کا ؎ جو کچھ لکھ گیا لکھہ گیا لکھ گیا
عطا پاش اول مین آخر مین تو ؎ خطا پوش ظاہر مین باطن مین تو
ترے تابع حکم ہین خاص و عام ؎ نہین کوئی دم مارنے کا مقام
جو گمراہ سارے زمانے کا ہی ؎ جو آئے تو پھر حکم آنے کا ہی
برابر نظر دشمن و دوست پر ؎ نہین منحصر مغز پر پوست پر
تو ہی سر انجام میرا نہین ؎ خطا کے سوا کام میرا نہین
شکستہ سفینہ ہو گرداب مین ؎ ہین کشتی نشین عالم خواب مین
فلک تیغ آفت لگائے ہوے ؎ ہین غفلت مین گردن کو ڈالے ہوے
ٹھکانا مرا ہی کہان اے قدیر ؎ مگر رحمت خاص ہو دستگیر
سوا تیرے کس سے مین چاہون پناہ ؎ کوئی اور معبود ہی لا اِلٰہ

مین بندہ ہون تیرا مرا تو خدا | نہین کوئی بندے کا تیرے سوا | سوا تیرے ہی کون پروردگار | کرم کر کہ ہون تجھسے امیدوار

اے کریم کارساز و اے مالک بندہ نواز اے باغبان قضا و قدر اے حاکم بحر و بر اس باغ پر بہار لشکر صاحبقران مین کبھی باد خزان نہ چلے ہر ایک غنچہ و گل سر سبز و شاداب رہے جن شیر دلون کے تمنے نام لیے پروردگار اُنکو سلامت باکرامت رکھے نام صاحبقرانی مثل آفتاب عالمتاب روشن رہے اسد ان باتون کو سنکر دامن سے لپٹ گیا کہا حضور نے یہ جملے مجھے سُنتے خود بھی بہت کچھ ارشاد فرمایا یہ معما میری سمجھ مین نہ آیا صاف صاف نام نامی اسم گرامی تبائیے جن بزرگ کے میرے والد نامدار نظر کردہ ہین اس گنہگار پر بھی اُنھین کی نظر بڑی سعادت کونین حاصل ہوئی اُنھین بزرگوار صاحب اقتدار کی قسم کھاتا ہون ان حیلے حوالون کو مین نمانونگا بے نام نامی دریافت کیے دامن دولت نہ چھوڑونگا یہ مجھپر ظاہر ہوا کہ آپ اہل اسلام ہین میری تکلیف گوارہ نہ کرینگے اگر میری راے کے خلاف ہوا سر اپنا قدمونپر نثار کرونگا مظلم

عذاب مرگ لحد کا فشار باقی ہی | ابھی بڑی خلش روزگار باقی ہی
ہمارے بعد تعین اختیار باقی ہی | دکھیہ سمجھ کے تازہ خریدار گرم جوش مجھے
لحاظ بیخبری ہی اُٹھائین سر کیونکر | بہت دنون سے نہین تفات ہوش مجھے

جلاد دیکھینگے دو چاہ زمین مین دفن کرو
بلا رہی ہی نگارۂ اجل گردش مجھے
یہ کہکر اسد دلاور نے تلوار

نیام انتقام سے نکالی اُسوقت عجب طرح کی صحبت ہی تمام مصاحبان والامقام و رئیسان عظام گفتگوے اسد نامدار و کلام تاجدار عالیوقار سُن رہے ہین پر کسیکی مجال نہین کہ منہ سے بولے یا بات کا جواب دیسکے ہر ایک حیران ایکدے ایک سے آپسمین اشارے ہین یارو آج تو بڑے بڑے بھید کھل رہے ہین لشکر صاحبقران مین بڑے بڑے شیر ہین سُنا تمنے کیسے کیسے دلیر ہین فرزند صاحبقران کی کیفیت دریافت ہوئی لندھور ایسے پہلوان عالیشان کو مع فیل میمونہ اُٹھایا ماشاء اللہ یہ زور و قوت یہ طاقت و شجاعت اُسی باغ پُر بہار کے تو ہمارے شہریار پھول ہین اُسی بیشہ کے شیر اُسی چمن کے شمشاد ہین لیکن جب اسد نامدار نے دامن تھام کر عرض کی کہ حضور جنکا نظر کردہ ہون اُنکی قسم کھاتا ہون اگر اب حضور مفصل اسم گرامی نہ تبلائینگے تو تلوار کو گلے پر پھیر لونگا اسوقت اُن تاجدار باوقار کو کچھ نہ بن پڑا ہر چند پہلو تہی کی مگر سامنے اسد نامدار کے چارہ نہوا رفقا نے دیکھا کہ اُن شہریار نے بیقرار ہوکر گلے مین اسد کے ہاتھ ڈالدیے چیخ مار کر روئے فرمایا اے اسد نامدار و اے نبیرۂ صاحبقران عالیوقار اپنے والد بزرگوار سے تمنے ذکر سُنا ہوگا کہ صاحبقران کا ایک غلام ناکام قباد شہریار نام بطن سے ملکہ مہرنگار دختر نوشیروان کے پیدا ہوا وہ مین ہی بدنصیب ہون اسد نے کہا اے شہریار مینے اپنے قبلہ و کعبہ سے اس حال پر ملال کو مفصل سُنا کہ جس شب کو قباد شہریار کی شادی ہوئی دوسری

شب کو گلیم گوش ملعون نے اُنکا سر کاٹا جس غم مین صاحبقران فقیر ہوے تمام سردار گرفتار رنج دبلا رہے اہل اسلام نے بڑے بڑے رنج وملال سے ملکہ مہر نگار نے جام زہر پیکر جان دی پھر آپ کیونکر بچے گلیم گوش نے سب کو قتل کیا قباد شہریار نے فرمایا اے نور نظر اب اسکو نہ پوچھو قلب تھراتا ہی کلیجہ مُنھ کو آتا ہی ہماری یہ کیفیت ہی کہ شب کو شادی ہوئی وقت سحر برائے غسل حمام مین گیا وہان آئینہ پر نگاہ پڑی اپنے جمال بیمثال کو دیکھکر آپ محو ہوگیا حال ناپائداری دنیا سب قلب پر آئینہ ہوا دل سے صدا آئی کہ یہ صورت ایک دن خاک مین ملجائیگی تنہائی قبر مین کون ساتھ جائیگا یہ سارا جاہ وجلال فوج و لشکر یہان پر رہجائیگا وہان پر پرسش اعمال ہوگی تخت وتاج کام نہ آئیگا یہ خیال کرکے مین روتا ہوا بارگاہ سلیمانی مین آیا صاحبقران زمان علمشاہ نوجوان نے گلے سے لگایا دلدہی کرکے پوچھا خیر تو ہی مین اسقدر بیقرار تھا رونے کا جوش ظاہر مین ہوشیار مگر بیہوش حال دل مفصل نہ کہ سکتا تھا میرے رونے پر کل اہالیان دربار کو سکتا تھا آخر ضبط کرکے مین نے کہا اے قبلۂ وکعبہ مجھے ایک طرح آرام ہی لشکر عبرت نے گھیرا ہی موت آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی مین نے سلطنت کی کیونکر کہون کہ عدالت کی مین چاہتا ہون شربت بنایا جاے اپنے ہاتھ سے ایک ایک جام سب کو پلاؤن سب صاحبون سے اپنی خطا معاف کراؤن والد نامدار وبرادران عالیوقار حیران ہوکر کہنے لگے بیٹا ابھی سن تمھارا کیا ہی تمھاری ان باتون سے میرا کلیجہ کٹتا ہی جب مین نے بہت کد کی چونکہ میری خاطر سب کو عزیز تھی شربت تیار ہوا پہلے جام ہاتھ مین لیکر سامنے صاحبقران کے آیا دست بستہ عرض کی قبلۂ وکعبہ جام نوش کیجیے جو مجھسے بے ادبی ہوئی ہو اُسکو بدل معاف فرمائیے زندگی کا کیا بھروسا ان باتون پر میرے قبلہ وکعبہ نے اپنا مُنھ پیٹ لیا فرمایا اے نور نظر کیا مجھے تباہ کروگے مین نے عرض کی حضور یہ دُنیاے ناپائدار ہی زندگی کا کیا اعتبار ہی صاحبقران کو روتے روتے غش آگیا مگر مین نے ہوشیار کرکے جام پلایا اسی طرح روتا ہوا سامنے برادر علمشاہ کے آیا علمشاہ نے کمر تھام لی فرمایا اے بھائی قباد ایسے کلمات نہ کہو کلیجہ پر چھریان چل رہی ہین ابھی تو لطف شادی بھی تمنے نہین اُٹھایا ایسی باتین زبان سے نہ نکالو مین نے کہا بھائی جو میری خاطر مدنظر ہی یہ کہکے جام نوش کرو کہ ہمنے خطا معاف کی اے اسد نامدار اُسوقت دربار مین وہ شور گریہ وزاری بلند ہوا کہ صاف ظاہر ہوتا تھا کہ کسی جوان کا جنازہ نکلنے کو ہی تا شام مین نے ایک ایک شخص سے خطا معاف کرائی بوقت شام تخت شاہی پر آکر بیٹھا بیٹھتے ہی بیہوش ہوگیا صاحبقران نے حکم دیا کہ شہریار نے آرام کیا ہی خبردار کوئی بات نہ کرے سب اپنے اپنے مقام پر چلے ناگاہ ملکہ عجائب جادو رہنے والی طلسم ہوش رُبا کی آسمان پر اُڑتی ہوئی جاتی تھی مجھکو دیکھکر عاشق ہوئی زمین پر اُتری میری شکل کا ایک آدمی

بنا کر ڈالدیا مجھکو اٹھا کر لے آئی اُسی وقت گلیم گوش عیار طرف سے نوشیروان کے آیا اور اُس شخص کا جو میرا ہم صورت تھا سر کاٹ لیا اور وہ سر لیکر نکل گیا یہان بعد تھوڑے عرصہ کے ہلڑ ہوا لاش ہماری دیکھکر قیامت برپا ہوئی مان کی آنکھون کا تارا گھر کا اُجالا باپ کا راج دلارا بھائیون کا قوت بازو زینت پہلو یقین ہو سب نے غم کیا ہوگا عجب حال ہوا ہوگا پھر ہمکو نہین معلوم کہ لشکر ظفر اثر مین کیا گذری اپنا حال کیا کہین نظم

یاس ہوکر کچھ دنون ہم چشم بسمل مین رہے
دا غ بنکر مدتون دامان قاتل مین رہے
اُلٹے شکوے طعنۂ بے سود اقرار دروغ
جو تمھارے مُنھ سے نکلے سب مرے دل مین رہے
خاطر گل عاشقون کو تھی جو منظور مزاج
بے اثر ہوکر اخر شور عنادل مین رہے
اُنکو نیند آئی نہ اپنی آنکھ جھپکی ایکدم
ذکر ہو کر رات بھر ارباب محفل مین رہے
سادہ لوحی دیکھنا وعدہ جو ظالم نے کیا
تا سحر ہم انتظار عہد باطل مین رہے
کثرت تکلیف سے ہم آپ نالے ہوگئے
لب پہ آئے یا کبھی بیمار کے دل مین رہے
خنجر قاتل کی ایذا مین اجل کی سختیان
روح بسمل کی طرح ہر وقت مشکل مین رہے
اشک ناطاقت کی صورت ہر قدم پہ گر پڑے
وہ مسافر تھے کبھی آکر نہ منزل مین رہے
خوب ہی سوجھی احبا آفرین ہم کو کہو
ہم خیال یار بنکر یار کے دل مین رہے
قہر بیجا حجت بے سود تقریر فضول
جوش کس کس کے مزاج فرد جاہل مین رہے
تیرہ بختی ہی نے دکھلائے ہین آخر فروغ
داغ ہوکر ہم کنارِ ماہ کامل مین رہے
نام آزادی زبان پر آگیا تھا اس لیے
پاؤن میرے مدتون قید سلاسل مین رہے
خشم ناصح طعنۂ احباب تکلیف فراق
زندگی جب تک ہی کیا کیا قلق دل مین ہے
دیدۂ گریان کی عزت کس قدر دریا نے کی
اشک جو ٹپکے مرے دامان ساحل مین رہے
نقش کی امید نے نقشہ دگرگون کردیا
تا فراق روح و تن ہم فکر غافل مین رہے

اے نور نظر واے پارۂ جگر تم نے بڑا کام کیا یہ صاحبزادے صاحبزادیان ہمارے بعد پیدا ہوئین ہم نہین سمجھے کہ ملکہ زبیدہ شیر گیر کسکا نام ہی ایرج و نور الدہر کو ہم کیا جانین البتہ بھائی علمشاہ اور تمھارے والد نامدار سے ماہر ہین ملکہ عجائب جادو نہایت خاطر کرتی ہین مثل کنیزان بہتر آٹھ پہر مصروف خدمتگذاری رہتی ہین اس صحرا کو مقام سیر قرار دیا ہی اکثر یہان آکر ٹھہرتی ہین یہ جو قباد شہریار نے فرمایا اسد نامدار ماموں جان کہکر لپٹ گیا وہ نور نظر لخت جگر کہکر سینہ سے لپٹاتے تھے یہ ماموں جان کہکے

قدمون کو بوسہ دیتے تھے آخر دونون شہریار روتے روتے بیہوش ہو گئے مصاحبون نے بڑھکر گلاب کیوڑا مُنھ پر چھڑکا ہوشیار کیا اسد نامدار کو قباد شہریار نے پہلو مین جگہ دی کہ یکایک سامنے سے کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی ای شہریار ملکہ عجائب جادو تشریف لاتی ہین اتنے مین اسد نہایت گستاخ ہین دیکھا سامنے سے ایک ہوادار پر شہزادی ماہ رخسار سرو قد آنکھین نرگسِ شہلا رُعبِ سلطنت چہرے سے ہویدا بارہ سو کنیزان زرین پوش ہمراہ سواری اہتمام کرتی ہوئی آگے پہونچین مگر وزیرزادی نے ملکہ عجائب جادو سے عرض کی کہ حضور آج شہریار کے بھانجے تشریف لائے ہین ملکہ عجائب جادو گھبرا گئی ایک ایک سے پوچھنے لگی کہ یہانتک کیونکر آئے وزیرزادی نے ہاتھ باندھکر عرض کی حضور شہریار شکار کو نکلے تھے راہ بھٹک کر ادھر آگئے جبسے آئے مین حضور سے لشکرِ اسلام کی باتین ہو رہی ہین بھائیون عزیزون کا ذکر دریافت فرماکے روتے ہین اور یہ شیرگیر اسد غازی فتاح طلسم ہوش رُبا ہی کئی سال سے اتنے بڑے طلسم پر دستِ انداز ہی یہ حال سُنکر ملکہ عجائب جادو کو ایک نوع کا تردد پیدا ہوا کہ قباد شہریار ایسا نہو کہ محبت مین بھانجے کی مجھکو چھوڑکر چلے جائین ہوادار سے اُتری اسی سوچ مین سر جھکائے ہوئے چلی آتی ہی اسد نے سوا نی امان نے اُٹھکے سلام کیا ملکہ عجائب نے برخوردار کہکے بلائین لین گلے سے لگا لیا قباد شہریار نے فرمایا ملکہ عالم ہم جو تم سے کرب غازی کا ذکر کیا کرتے تھے یہ اُنکے نورِ نظر اسد نامدار برائے فتاحی طلسم ہوش رُبا آئے ہین ماموں جان انکے ہمارے بھائی صاحب مقید ہین تمنے کبھی ہمسے ذکر بھی نہ کیا ملکہ عجائب نے سر جھکا کر عرض کی کہ مین کیا حضور سے کیفیت عرض کرتی مجھکو بخوبی دریافت نہ تھا کہ یہ آپکے بھانجے ہین یہ کہکے ملکہ عجائب نے فرمایا کہ ای شیر بیشہ جرأت وای نہنگ دریاے ہمت اس حوالی مین کیونکر آنے کا اتفاق ہوا اسد نے تمام کیفیت اپنی از ابتدا تا انتہا ظاہر کی کہ اس طرح خواجہ مجھکو برائے فتاحی طلسم صندل لیکر آئے ملکہ عجائب جادو ہنس پڑی فرمایا پھر کیا کیفیت گذری اسد نے کیفیت حصولِ لوح و فتح مرحلہ جات سامنے ملکہ عجائب جادو کے بیان کی اور کہا اگر خدا فضل کرے اور طلسم صندل فتح ہو یہان سے تا بہ دربندِ مہر و ماہ جاتا ہی ملکہ عجائب نے کہا پہلے دردِ سر تو دفع کرو یہ تبلاؤ کہ سامان قتل ملکہ صندل جادو بھی ممکن ہوا اسد نے جواب دیا حضور تعجب کی بات ہی ہر خرد و کلان از ادنیٰ تا اعلیٰ نے یہی پوچھا کہ سامان قتل صندل جادو بھی ممکن ہوا یا نہین یہ کسی نے نہ تبلایا کہ کیا سامان مہیا ہو بادشاہ سابق طلسم صندل ملک اخضر کو رہا کیا نعیم جادو کی آنکھین بینا ہوئین بقول شخصے آنکھین کھلین اُسنے بھی پوچھا کہ سامان قتل صندل جادو ممکن ہوا ہرچند کہ اُسکی کمک سے لوح طلسمی حاصل ہوئی عین وقت پر آکر قمری کو مارا اگر وہ نہ پہونچتا تو میرا کام

تمام ہوا تھا سارا جسم پتھر کا ہو جاتا مگر اُس خیر خواہ دولت نے قمری کو مارا لوح طلسم صندل حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی مگر یہی اُسنے بھی سوال کیا کہ سامان قتل صندل جادو کیجیے مین نے پوچھا کہ ای برادر تم سے زیادہ کون رازدار ہی گیا سامان مُہیا کرین کچھ نہ بتلایا وزیر اُنکے فہیم جادو نغیم جادو دروشن تکیہ داران سب صاحبون نے بھی یہی فرمایا لیکن کسی شے کا نشان نہ بتلایا ملکہ عجائب جادو نے فرمایا ای شیر بیشۂ صاحبقرانی داہی تاجدار اقلیم کامرانی تم صاحب اقبال ہو سامان قتل صندل ممکن ہو جائیگا اگر علاوہ تمہارے کوئی شخص تدبیر فتح طلسم صندل کرتا عمر بھر سرگردانی ہوتی آخر مین پشیمانی ہوتی مگر تمھارے لیے کل سامان مہیا ہی انشاء اللہ یہان سے جا کر ملکہ صندل جادو سے مقابلہ کرو ضرور غالب آؤگے یہ کہکر ایک انگوٹھی ہاتھ سے اُتاری روبرو شاہزادہ اسد کے پیش کی کہا ای نور نظر یہ انگوٹھی واسطے دست گیری کے کافی ہی گویا نگینہ ہی صندل جادو اسی سے قتل ہوگی اسد نے انگوٹھی لیکر اپنے پاس رکھی اور قباد و شہریار سے عرض کی ماموں جان مین نے دولت کوئین پائی کوئی سرپرست بزرگ میرا اس طلسم ہوش رُبا مین نہ تھا اب آپ ایسا چاہنے والا ملا تمام حالات جرأت و شوکت اخلاق و مروت سخاوت و شجاعت و عجب جلالت آپکے بخوبی نیازمند کو معلوم ہین ملک فرنگستان آپکی تیغ بیدریغ سے فتح ہوا جس روز سے آپکا قدم مبارک لشکر مین ہا مدتوں سلطنت پر تباہی رہی جب سے آپ کے نور نظر جوہر شمشیر فتح و ظفر شاہزادہ سعد والا نژاد آکر حاکم ہوے سلطنت کا انتظام ہوا اب آپ اس نیازمند کو سرفراز فرمائین تخت سلطنت حاضر ہی لشکر اسلام کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رونق دین لشکر مین برکت ہوگی بہت جلد افراسیاب شکست کھائیگا بوجہ احسن انتظام لشکر ہو جائیگا چار سو سرداران فیشان افراسیاب خانہ خراب کے عنایت خدا سے شریک حال ہین سب صاحبان جاہ و جلال ہین سحر و ساحری مین طاق شجاعت و دلاوری مین شہرۂ آفاق انکی سرپرستی فرمائیے غلام برائے خدمتگزاری حاضر ہی سامنے بڑے ناناجان کے کلاہ افتخار آسمان پر پہونچاؤنگا آپ ایسے شیر صولت کو جب صاحبقران دیکھین گے دیدہ و دل روشن ہو جائینگے کیا خوشی ہوگی قباد و شہریار نے سر جھکا لیا ملکہ عجائب جادو نے بہ نگاہ یاس چہرہ زیبائے قباد و شہریار کو دیکھا نگاہون سے حسرتین ظاہر ایسا نہو کہ یہ شہریار ہمراہ اسد نامدار کے چلا جاے یہ سب مشقت ضایع ہو قباد و شہریار نے اسد غازی سے کہا اب تم جا کر ملکہ صندل سے مقابلہ کرو جب طلسم صندل فتح ہو جائیگا ہم بھی آکر انشاء اللہ تمھارے شریک ہونگے ان کلمات مین ملکہ عجائب نے بھی تائید کی کہا ای اسد نامدار جیسا کہ شہریار ارشاد فرماتے ہین یہی صورت ہوگی ہم بھی تمھاری

خدمتگزاری کو حاضر ہین جسوقت موقع آئیگا اپنے کو فوراً تمھاری خدمت مین پہونچائینگے شب بھر
تو اُس صحبت مین ہنگامہ عیش ونشاط گرم رہا بوقت سحر قباد شہریار پشت مرکب پر سوار ہوے
اسد نامدار کو خلعت فاخرہ سے مخلع کیا سلاح جواہر نگار بیش کیے فرمایا اے نورنظر تم لشکر مین چلو
ہم آکر شریک ہونگے اسد غازی اس مطلب کو نہ سمجھا قدمون کو بوسہ دیکر رخصت ہوا جب
قباد شہریار و ملکہ عجائب جادو نظرون سے نہان ہوے یہ اُس بیشہ سے باہر نکلے تھے کہ
ملازمان ملک اخضر تلاش کرتے ہوے پہونچے اسد کو دیکھکر ہنگامہ ہوا ملک اخضر کو خبر پہونچی
یہ بھی آکر حاضر ہوے اسد نامدار سے ملاقات ہوئی پوچھا اے شہریار آپ صحرا ے شکار سے کہان
غائب ہوگئے تھے کہان تشریف فرما رہے اسد نے چاہا کہ کچھ بیان کرے کہ سامنے سے خواجہ عمرو آکر پہونچے
اسد غازی کو خوش خوش دیکھکر پوچھا کہ کیون اے نورنظر یہ خلعت کہان سے دستیاب ہوا اسد غازی
نے فرمایا نانا جان جنکا آپ ذکر کیا کرتے تھے کہ صاحبقران اُنکی محبت مین فقیر ہوکر بیٹھے تھے غفلت مین
عقابین پر کھینچے گئے تو پنجرے مین قید رہے وہ زندہ موجود ہین شب بھر ہم اُنھین کی خدمت مین
حاضر تھے اُنکے جمال جہان آرا کے ناظر تھے ملکہ عجائب جادو نے انگشتری برائے قتل ملکہ صندل جادو
مرحمت فرمائی عجب نادر شے ہے آئی عمرو نے گھبراکر پوچھا بیٹا نام تو اُنکا کیا ہے اور قباد شہریار سے ملاقات
ہوئی اُنکو تو انتقال کیے عرصہ دراز ہوا مہتر گلیم گوش نے اُنکا سر کاٹا اسد غازی نے عرض کی حضور اُنکا
ملکہ عجائب جادو اُٹھا لائین وہ کوئی اور بشکل قباد شہریار تھا جسکا سر گلیم گوش عیار نے کاٹا مین شب بھر
اُنھین شہریار کی خدمت مین رہا ابھی رخصت کرکے حاضر ہوا ہون بارہ کوس پر قلعہ عجائب ہے وہان
تشریف رکھتے ہین میرے لشکر مین سرفراز فرمانے کو کہا ہے مین کل لشکر کا بادشاہ کرونگا یہ سنکر عمرو مارے
خوشی کے پھول گیا کہا بیٹا تمنے غفلت کی اُس شیر کا ساتھ نہ چھوڑنا تھا سارے لشکر ظفر اثر کی وہ جان ہے
ثانی صاحبقران ہے جری بہادر صف شکن بچپن سے شوق سپاہ گری انتظام سلطنت سے بخوبی ماہر اُسکی
شوکت وصولت ہر شخص پر ظاہر ہے دیکھنا صاحبقران وعلمشاہ یہ سب صاحب اپنی آنکھین بچھائینگے
قباد شہریار کو سر پر بٹھا کر پیجائینگے ابھی واپس ہو قلعہ عجائب مین لیچلو مین نے اُس شیر کو گودیون مین پالا
ہے اُسکے انتقال سے لشکر مین ہر شخص کو ملال تھا جہاندار نے تو جام زہر پیا حمزہ فقیر ہوکر بیٹھا کل لشکر منتشر
ہوگیا ایک سال کامل سب تباہ رہے نانا جان کو تمھارے فرامرز بن قارن عدنی نے قید کیا فولادی
قفس مین بند رہے کیا کیا ظلم سے وہ سب باعث قتل قباد شہریار تھا ہر شخص یہی جانتا تھا کہ نام پر
اُس شہریار کے جان دینگے افسوس ہے کہ تم سے ملاقات ہوئی اور تمنے ساتھ چھوڑ دیا برائے خدا ابھی

مجھکو لیچلو اسد گھبرا کر گھوڑے سے کود پڑا سارا لشکر پیدل ہوا قلعۂ عجائب کی طرف چلے عمرو سب کے آگے برہنہ پا پیادہ آنکھوں سے اشک حسرت جاری اسد پر غصہ کہ ایسے مقام پر کوئی ساتھ چھوڑتا ہی اسد نے کہا مین شب بھر خدمت مین رہا موانی جان نے انگوٹھی عنایت کی پھر فرمایا کہ ہم تمھارے شریک ہونگے افراسیاب سے مقابلہ کرینگے خلعت وغیرہ مجھکو مرحمت کیا عمرو کو انتہا کا اشتیاق ملازمان قباد شہریار سے تمام اہالیان لشکر ہمراہ ہین ملک اخضر و فہیم و لغیم درویش تکیہ دار کمیدان و دیگر سردار راہ کوطی کرکے سامنے قلعہ عجائب کے پہونچے دور سے عمرو نے دیکھا دروازہ قلعہ کا کھلا ہی خندق مین خاک اُڑ رہی ہی بالکل سناٹا صاف ثابت ہوتا ہی کہ قلعہ کوئی لوٹ کر لے گیا عمرو دوڑکر دروازے کے قریب آئے دیکھا کہ شہر اُجاڑ مکانات آدمیون سے خالی پھاٹک پر ایک کاغذ بخط جلی چسپان ہی عمرو نے قریب آکر اُسکو پڑھا مرقوم تھا کہ آداب و تسلیمات خدمت مین خواجہ عمرو کی نیازمند نے حضوری کو مناسب نہین جانا سمجھا کہ اسد غازی مجھکو دیکھ گیا ہی خواجہ عمرو صاحب ضرور تشریف لائینگے مجھکو عرصۂ دراز گذرا کہ لشکر ظفر اثر سے بیگانہ ہوا اب حضوری میری لطف کا شی ہوگا مگر ہر مقام پر اسد نامدار کی خدمتگزاری ضرور کرونگا زیادہ مجھکو تلاش نہ کیجیے گا ورنہ طلسم ہوش ربا مین کبھی رہنا دشوار ہوگا عمرو اس مضمون کو پڑھکر سر پیٹنے لگے نام لیکر قباد کا خوب روئے اسد غازی بھی خاموش رقت کا جوش عرصہ دراز تک اُس شہر مین شور گریہ وزاری بلند رہا آخر عمرو نے یہ سوچ کر سب کو منع کیا کہ زیادہ اس بات کو مشہور نہ کرو ورنہ افراسیاب آفت برپا کریگا ناچار مجبور وہان سے پلٹے قریب بارگاہ کے آئے ناگاہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی ای شہریار صندل جادو کو سب خبرین گذرین لشکر گران لیکر برائے مقابلہ حضور آتی ہی ملک اخضر نے حکم دیا لشکر مین کمربندی ہونے لگی اسد بھی مرکب پر سوار ہوئے لوح طلسمی گلے مین انگشتری عطیہ ملکہ عجائب زیب انگشت ابھی بخوبی مسلح ہونے پائے تھے کہ لکہ ہائے ابر صندلی نمایان ہوئے سب نے دیکھا کہ ملکہ صندل جادو تخت پر چار لاکھ ساحران غدار ہمراہ آتشین پر سوار علمہائے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے گھنٹ اور ناقوس بجتے ہوئے لشکر طلسم کشا کو دیکھکر صندل جادو نے اشارہ کیا کہ مسلمانون کو گرفتار کرلو قتل کرو زندہ بچ کر ایک کو بھی جانے نہ دو اسد نے بسم اللہ کہکر مرکب بڑھایا تیغہ برق مثال کو چمکایا نعرہ کیا باشید ای کفاران بجیا وای نابکاران پر دغا نعرۂ اسد

اسد شیر سوارم کہ در روز جنگ	بدرم دل شیر و چرم پلنگ	شہنشاہ نام آور و کامران	اسد شیر دل ابن صاحبقران

یہ نعرہ کرکے تلوار کھینچکر جا پڑا دونون لشکر آہنین ملگئے خواجہ عمرو ایک جانب کمند و حباب سے ساحرون کو

قتل کر رہے ہین مگر پریشان کہ لشکر نفار ہے ملک اخضر کے قریب آکر فرمایا رباعی	خاطر مین یہ کلفتین نہ لائین کب تک
سحرا صحرا یہ خاک اڑائین کب تک | ناچار جہان سے ہم اٹھ جائینگے	جور و ستم فلک اُٹھائین کب تک

اخضر نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری شکایت فلک کجرفتار بیکار ہے ضرور مجھکو اسبات کا خیال تھا کہ صندل جادو کے پاس لشکر بہت ہی دیکھیے غلام کا قول صادق آیا عمرو نے کہا خدا مالک ہے اخضر بھی سحر کرتا ہوا چلا لیکن مالکہ صندل جادو اخضر کی ملازم تھی ملک اخضر کو جو لڑتے دیکھا دست و پا مین رعشہ پڑ گیا ملک اخضر نے للکارا او نمکحرام دیکھ پروردگار نے آنکھین مرحمت فرمائین اگر اس شیر بیشہ جرأت کی اطاعت کر خطا تیری معاف کرا دونگا کیون اپنا خون اپنی گردن پر لیتی ہے فتح طلسم ہوش رُبا کا زمانہ قریب آیا دیکھیے انکے خدا نے انکو یہانتک پہونچایا افراسیاب کا قول تھا کہ راستہ طلسم صندل کا نہ ملے گا سب کچھ پروردگار نے آسان کیا صندل جادو نے ملک اخضر کی طرف سے تو منھ پھیر لیا دل مین خیال ہے کہ مجھے کون قتل کر سکتا ہے افراسیاب جادو نے میرے قتل کی اشیا کو ایسی جگہ چھپا دیا ہے کہ جہان طائر وہم و خیال نہین پہونچ سکتا جب کوئی ملکہ عجائب جادو کو قتل کرے تب انگوٹھی ہتھیاب ہوئے ملکہ عجائب جادو وہ ساحرۂ زبردست ہے کہ جسپر سوائے افراسیاب کے کوئی دست انداز نہین ہو سکتا اس گھمنڈ پر صندل جادو آٹری ہے خوب جانتی کہ مجھپر کوئی دست انداز نہین ہو سکتا لشکر بھی بیحساب خود بھی زبردست ساحرہ ہے آتے ہی پرے کے پرے درہم و برہم کیے صفوف لشکر کو منقلب کر دیا لیکن ملک اخضر جب للکار کر جا پڑتا ہے صندل جادو تھرا کر ہٹ جاتی ہے اخضر بیچارہ سالہا سال قید رہا سحر قبضہ مین نہین رہے مصیبتین اٹھائین مگر اصلی جرأت ہے صندل سے منھ نہین پھیرتا ہے صدہا سحر صندل کے دفع کیے عجب ہنگامہ حشر و نشر برپا ہے آسمان سے آگ برستی ہے آتش فتنہ و فساد نے سر کھینچا ہے نظم مصنف

فلک کو فراموش گردش ہوئی	پہاڑونکو سختی مین جنبش ہوئی	قیامت کا سامان عیان ہوگیا	رخ مہر گردون نہان ہوگیا

صندل جادو کے ہمراہ اسقدر سپاہ ہے کہ ملک اخضر کو فتح کی امید نہین تھوڑے ہی عرصہ مین صندل جادو نے ہزارہا کو قتل کیا سحر کرتی ہوئی چلی آتی ہے البتہ طلسم کشا سے تو عاجز ہے کہ یہ جس غول جس صف پر تلوار آبدار تولکر مثل شیر جھپٹ کر جا پڑتے ہین صفون کو درہم و برہم کر دیتے ہین اس اثنا مین طرف سے صحرا کے گرد بلند ہوئی سب نے دیکھا کہ شاہزادہ صندلان صندلی پوش مع بارہ ہزار صندلی پوشون کے ایک جانب مالکہ گوہر جادو چار سو کنیزان زرین پوش پشت پر اُسنے جو خبر پائی کہ ہمارے آقا سے معرکہ پڑ گیا ہے بیقرار ہو کر آ پہونچی دور سے دیکھا کہ اسد نامدار

کھڑا ہوا فوج صندل بیحساب لشکر اسلام کو پیچ و تاب ہمراہیان ملک اخضر ہزارہا قتل ہوئے لاشے پھڑک رہے ہین صحرا مین دریاے خون جاری صدہا علم کٹے ہوے پڑے ہین اسد نامدار تو صاحب لوح ہین لوح چمکا کر سحر کو دفع کرتے ہین اخضر جادو دریاے فوج مین غوطے مار رہا ہی کبھی سحر سے صندل کے لکہاے ابر سیاہ اُٹھتے ہین تمام لشکر کو یہ معلوم ہوتا ہی کہ پردۂ ظلمات کا سامنا ہی اُس اندھیرے سے جان بچانا محال ہی شب تاریک فراق عاشقان سے مثال ہی اُس تاریکی سے ملک اخضر بصد کروفر مثل آفتاب عالمتاب ظاہر ہوتا ہی جان لڑا رہا ہی گوہر جادو نے جو یہ ہنگامہ گیرودار بلند دیکھا صندلان صندلی پوش کو منع کیا ای شیر بیشۂ شجاعت اسوقت ملکہ صندل نے تہلکہ ڈالدیا ہی بادشاہ طلسم صندل ہی ساحرون کا اسکے ساتھ جنگل ہی خداوند کریم طلسم کشا کو بچائے صندلان نے کہا ای ملکہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ ایسے وقت مین شریک حال نہون اپنی جان بچاؤن ہرچند گوہر جادو نے منع کیا مگر یہ گھوڑا اٹھا کر لشکر کفار مین در آیا گوہر جادو کہ عاشق صادق شہزادۂ صندلان صندلی پوش ہی سینہ سپر کر کے آگے بڑھی لیکن آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چہرہ اُداس عالم یاس ٹھنڈی سانس بھر کر ساتھ والیون سے کہا شعر

سنگ فلاخن فلک دون کے ہاتھ سے اپنے دلدار کی فرقت کا جسے غم ہووے کیسے دست جفاے چرخ سے امید بچنے کی	دیگر دیگر	افسوس اپنا شیشۂ دل چور چور ہی خانۂ عیش اُسے خانۂ ماتم ہووے جڑ ہوئے بھی تو ہان شاید دہان زخم خندان ہو

یہ اشعار پڑھکے فوج ملکہ صندل جادو پر جا پڑی لیکن صندلان صندلی پوش کو سحر سے بچاتی جاتی ہی خوف ہی ملکہ صندل اسکو نہ گرفتار کر لے یہ جوان صف شکن جس پرے پر جا پڑا پراگندہ کر دیا جو سردار سامنے آیا قبضہ پا کر ہاتھ تلوار کا لگایا سر اُس خودسر کا دھڑ سے گرا اجل نے دست گیری کی سیدھا جہنم مین پہونچا یہ جوان اُسی آن بان سے نیزہ ہلاتا آگے بڑھا جو سامنے آیا ٹوک کر اُسی نوک جھونک سے مارا برچھا جگر مین اُتارا صندل جادو یہ معرکہ دیکھکر ساتھ والیون سے کہنے لگی کہ صاحبو بی گوہر نمک حرام کو دیکھو ہمنے تو سلطنت حوالی طلسم اسکو دی یہ طلسم کشا کی شریک ہوئی اسکو مع اُسکے دھگڑے کے ابھی قتل کرتی ہون یہ کہکر طرف صندلان صندلی پوش کے پلٹی یہ جوان اُسی طرح سے قتل کرتا چلا آتا ہی جو سامنے آتا ہی مُنھ کی کھاتا ہی صندل نے للکارا یہ جوان پلٹا کہ صندل جادو پر جا پڑون صندل نے وہین سے ایک گولہ فولاد کا پھینکا بر سر لشکر صندلان پھٹا تمام لشکر بیکار ہو گیا ہرچند چاہتے ہین گھوڑون کو اپنے مقام سے بڑھائین مرکب بپا بہ گل نقش قدم بنگئے

بہ نگاہ حسرت دیکھتے ہین قدم آگے نہین اُٹھتے ہین آنکھین پتھرا گیئن سپر ین پشت سے گرنے لگین تلوارین قبضہ سے نکلی جاتی ہین صندل جادو نے ٹرھکر آواز دی ان سبکے سر کاٹ لو خودسری کی سزا دو ملکہ گوہر جادو نے جو یہ معرکہ دیکھا تڑپ گئی نعرہ کرکے آ ٹری جاہا سحر دفع کرون صندلان کو کسی طرح سے نکال لیجاؤن صندل جادو کی جو نگاہ ٹری کہ ملکہ گوہر قریب صندلان کھڑی سحر کر رہی ہی خون اپنا کاٹ کاٹ کے پھینکتی جاتی ہی مدت کی جو عاشق زار ہی اُسکو اس مصیبت تازہ مین گرفتار دیکھکر جھوم رہی ہی قبضہ شمشیر پر ہاتھ ہی صدہا جادوگرنیون کو قتل کیا صندلان کو بیقرار دیکھتی ہی کہ بیچ مین کھڑا ہوا جادوگرون کی تلوارین کھا رہا ہی اپنی تلوار پر قبضہ نہین سپر بھی رُوگردان کمان سہمی ہوئی تیر طائر پر بند نیزہ تھرا رہا ہی گویا تپ لرزہ مین مبتلا ملکہ گوہر جادو نے جو اس عالم حسرت و یاس مین دیکھا پکار اُٹھی شعر

ای آہ و نالۂ دل پروردۂ محن
او نیز ہ بصد مرتبہ بیمار تر از من

دیگر

تبلا ہمین کہ تونے اثر اپنا کیا کیا
تنگ آمدم ای نالۂ دلخواہ کجائی

دیگر

بیمارم و غیر از دل من نیست طبیبم
فریادی ام از دست تو ای آہ کجائی

ملکہ گوہر نے بیقراری مین جو یہ اشعار ٹرھے صندلان کی بھی آنکھون سے آنسو جاری ہوے دل کو یقین مرگ ہوا پکارکر آواز دی ای ملکۂ عالم اب تم ہمارے قریب نہ آؤ اپنی جان بچاؤ طلسم کشا کا ساتھ دو ہماری محبت سے ہاتھ دھو صندل جادو ٹری زبردست ساحرہ ہی گوہر جادو کب مانتی ہی چاہا صندلان کی کمر مین پنجہ دیکرے نکلون صندل جادو نے جو دیکھا جھپٹ کر سحر کیا برق گری سر ملکہ گوہر جادو کا زخمی ہوا لڑکھڑا کر گری رکاب پر صندلان کے ہاتھ ڈالدیا بے اختیار آواز دی ای شہریار اپنی کنیز و غلام کو آکر بچائیے اسد نے پلٹ کر دیکھا کہ شعلہ ہاے آتش نے صندلان کو گھیرا ہی گوہر جادو زخمدار بیقرار صندل جادو کے ملازم ان دونون کو قتل کرنے چلے ہین اسد کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا وہین سے گھوڑے کو بڑھایا صفون کو درہم و برہم کرتے ہوے چلے ملازمان صندل نے روکا ہر مقام پر تلوار چلی مگر اسد نہنگانہ لڑتا بھڑتا طرف ملکہ صندل کے جاتا ہی علمدار فوج زبردست جوان فیل مست پر سوار چتر بغل مین دبائے ہوے فوج کو ترغیب دے رہا ہی مفتون فیل پیکر نام ہی اسد کو جو آتے دیکھا للکارا دطلسم کشا کہان جاتا ہی ہرچند کہ اسد کو ٹھہرنا ناگوار طرف صندل جادو کے جاتے ہین مگر اُس بیحیانے جو بکبر و نخوت ٹوکا شاہزادہ پلٹ ٹرا مفتون نے اپنے ہاتھی کو بڑھایا اسد سے آنکھ لڑی مفتون نے نیزہ مارا اسد نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی بارھوین طعن مین اسد نے پھیرا مارا نیزہ ہاتھ سے مفتون کے بدر ہوا آب انفعال مین نہایا غصہ سے پیچ و تاب کھایا تیغ بیدریغ کھینچکر جھپٹا اسد نے تلوار کو تلوار پر روکا جھنجھناٹے کی صدا بلند

ہوئی اُلجھاوے سے ہاتھ کو نکالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا برق شمشیر تڑپ کر گرگری ابر سپر کے ٹکڑے اُڑگئے سپر کو کاٹ کر خود کو کاٹا یا تو قبہ سر پر جھکی تھی یا زیر تنگ اُس تیغ برق شعال نے بوسہ دیا علمدار کے مع علم دو ٹکڑے ہوئے فوج پر علم ماتم گرا نشان کفر مٹا اسد غازی علمدار کو مار کر قریب ملکہ صندل کے پہونچا صندل جادو نے آواز دی ساحرون نے آکر گھیرا بلوہ کیا انتہا کی وہان پر تلوار چلی لاکھون کا کھیت ہوا اخضر جادو نے بھی اپنی جان لڑائی فہیم جادو بھی پروانہ وار گرد اسد نامدار پھرتا ہو مگر ملکہ گوہر و صندل ان پر بڑی بدعت ہو رہی ہو دونون عاشق و معشوق قتل ہوا چاہتے ہین اب اسد بھی قریب آپہونچا نعرہ کیا صندل نے پلٹ کر دیکھا گھبرا کر سحر کرنے لگی فوج کو اشارہ کیا طلسم کشا نہ جانے پائے کئی گولے سحر کر کے مارے اسد غازی پر تاثیر نہوے صندل جادو کو وہی گمان ہو کہ لوح طلسمی مجھکو قتل نہ کر سکے گی لڑ بھڑ کر نکل جاؤنگی طلسم کشا پر برس پڑی لاکھون سحر کیے گولے مارے ترنج اُچھالے مگر اسد پر تاثیر نہوئی اسد نے نعرہ کیا او صندل قضا تیری تیرے سر پر آپہونچی لات و منات پر لعنت کر پاک اُخضر کو بادشاہ تجھکو وزیر اعظم قرار دونگا کیون مفت جان دیتی ہو صندل نے پکار کر آواز دی او طلسم کشا مجھے کون قتل کر سکتا ہو قلعہ سے جا کر سر ٹکرا مین خدمت مین افراسیاب کے چلی جاؤنگی وہان سے فوج بیحساب لیکر آؤنگی یہ کلمات غرور آیات کہکر تلوار کھینچکر آپڑی یہی اطمینان ہو کہ طلسم کشا میرا کیا کرسکے گا جب اُسنے ہاتھ تلوار کا لگایا دیونی قالب انسان مین سماگئی ہو اسد نامدار نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی تلوار مار کر پلٹی اسد نامدار نے تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا ملکہ صندل جادو کو کچھ بھی خوف نہوا سینہ سپر کیے کھڑی ہو طرح طرح کے سحر کر رہی ہو جب اسد غازی نے اُنگلی سے انگوٹھی اُتاری تب صندل جادو گھبرائی کہ اب کون دستگیری کریگا ایک چیخ ماری کہ یہ انگوٹھی طلسم کشا نے کہان سے پائی اے ساحران طلسم صندل آگاہ ہو جاؤ معلوم ہوتا ہو کہ ملکہ عجائب جادو طلسم کشا کی شریک ہوگئی یہ کہکر چاہا پر پرواز پیدا کرے اڑ کر نکلجائے اسد غازی نے انگوٹھی کھینچ ماری پیشانی پر اُس ملعونہ کے پڑی یہ معلوم ہوا کہ تودہ بارود مین خنگاری آگ کی ڈالدی ہر سر مو ہر تن موے صندل جادو سے شعلے آگ کے نکلنے لگے استخوان اُس جہنمی کے جلنے لگے ابر تیرہ و تار آسمان پر چھایا سنگباری اور برف باری ہونے لگی بیرون نے غل مچایا آواز آئی کشتی مرا نام من صندل جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم مرتے ہی صندل جادو کے جادو ہلنے لگی افسران فوج دست بستہ سامنے طلسم کشا کے حاضر ہوے ملکہ گوہر جادو ایک ایک کی سفارش کرتی جاتی ہو سرداران لشکر حاضر ہونے لگے اسد غازی نے تلوار کو نیام انتقام مین کیا ملکہ

گوہر جادو بیان کی منتظم ہی حال سے بخوبی ماہر ہی بیانکی کل کیفیت ظاہر ہی ملکہ اخضر کو اسد غازی نے تخت پر بٹھایا گوہر جادو با اہتمام سواری کرتی ہوئی ایک جانب صندلان صندلی پوش ایک جانب فہیم و نعیم وہ دوستی تکیہ دار اہتمام سواری مین مصروف اس عظم و شان سے داخل قلعہ صندل ہوئے دارالامارگاہ شاہی مین پہونچے ملکہ اخضر کو مقام پر صندل جادو کے تخت نشین کیا فہیم جادو بعہدہ وزارت خواجہ عمرو کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوئے مال طلسمی نکلنے لگا خواجہ عمرو فہرست لکھوا رہے تھے عین گرمی صحبت مین اسد نامور نے ملکہ گوہر جادو سے پوچھا یہان سے دربند مہر و ماہ کتنی دور ہی ملکہ گوہر جادو نے عرض کی تین منزل کا فاصلہ ہی مگر سرکار کو دربند مہر و ماہ سے کیا کام ہی خواجہ عمرو نے فرمایا اے گوہر جادو لوح طلسم ہوشربا افراسیاب جادو نے دربند مہر و ماہ پر اڑادی ہی حیرت بنکر اس سے دریافت کیا تم یہان کی رازدار ہو مجھ اس کیفیت سے خبردار ہو ملکہ گوہر جادو نے کہا یہ تو ناحق کی تکلیف حضور نے اٹھائی اس طرف تو کبھی لوح کا ذکر بھی نہ ہوا حوالی طلسم صندل سے جو گذرتا پہلے مجھ سے ملاقات ضرور ہوتی آپ یکہ و تنہا آئے نامہ دار افراسیاب کی شکل بنکر مجکو خبر ہو گئی جب تو مین نے صندلان کو روانہ کیا تھا کہ جاکر خواجہ عمرو کو گرفتار کرو نہ کہ لوح طلسم ایسی شے اس حوالی سے جاتی اور ہم کو خبر نہ ہوتی علاوہ ازین مہر و ماہ جادو دونون شاہزادیان نہایت زبردست ہین فن سحر و ساحری کو خوب جانتی ہین یہ جو لشکر ساحران آپ کے ساتھ ہی کوئی اُنکے مقابلہ کے لائق نہین آپ طلسم صندل پر جو غالب آئے لوح طلسمی کے باعث سے کسی کا زور نہ چلا انگشتری قتل صندل بھی دستیاب ہوئی دربند مہر و ماہ پر فساد عظیم ہوگا ان دونون بہنون پر سحر و ساحری مین غالب آنا نہایت دشوار ہی یہ سنکر عمرو دبت گھبرایا کہ ہماری جستجو و کوشش بیکار ٹھہری اسد نامور نے اس فکر کو سنکر فرمایا نانا جان ان امورات کا تردد بیکار پروردگار مالک و مختار ہی تیاری لشکر کو حکم دیجیے پروردگار نے یہان تک تو پہونچایا نشان لوح بھی دستیاب ہو جائیگا اور اگر اس حوالی مین قضا لیکر آئی ہی کیا چارہ اُسی وقت ملکہ گوہر جادو کو حکم ہوا اٹھا لا بارگاہ زرنفتی کا طرف دربند مہر و ماہ کے روانہ کیا جائے صندلان صندلی پوش بعہد جوش و خروش اپنے مقام سے اٹھا اٹالا بارگاہ کا لدوایا ساٹھ ہزار فوج اپنے ساتھ لیکر طرف دربند مہر و ماہ کے چل نکلا بعد اسکے ملکہ اخضر سے اسد نامدار نے فرمایا تم اب طلسم صندل پر رہو جس مقام کے بادشاہ تھے عنایت سے پروردگار کی اُسپر قبضہ ہوا بسم اللہ اب کہین تکلیف کرنا کیا ضرور ہی ملکہ اخضر نے عرض کی اب مین دامن دولت کیونکر چھوڑون اس سفر مین ہمراہ ہون جس وقت حضور کو لوح طلسمی حاصل ہو

بندگانِ عالی کو تسکین دل ہو اور مع الخیر طرف طلسم باطن کے تشریف لیچلیں اُسوقت البتہ انتظام طلسم مین مصروف ہونگا کارگزاران شاہنشاہی بدل موجود ہین انتظام بوجہ احسن ہو جائیگا غلام ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہیگا اسد نامدار نے حکم دیا بسم اللہ تیاری کرو لشکر ساحر وغیر ساحر اپنے اپنے طریقہ سے سب روانہ ہون فہیم جادو ونغیم جادو و روشن تکیہ دار انتظام کرکے فرداً فرداً طرف دربند مہر و ماہ کے بفر فریدونی و بہ حشمت جمشیدی روانہ ہوے انکو تو راہ مین چھوڑ دیے

دو کلمہ داستان شوکت بیان ایرج نوجوان کہ مرات جادو شکست کھا کر طرف قلعہ طلسمی کے چلی لشکر کشی ایرج کی بر طلسم مذکور و دیگر حالات متعلق داستان کے بیان ہوتے ہین ساقی نامہ

پہونچ ساقی کہ اب دلکو نہین صبر
چراغِ گل نسیم صبح روشن
تماشا ہی عجب گلشن مین موجود
عجب ہی لطف سے پھولی ہے شام
کہ آپہونچا ہی وقت بادہ نوشی
ہوا ہی نیسہ کیا تیرے دہن کا
جو بولے محتسب منھ توڑ اُسکا
بہار اب جو کہے اُسپر عمل ہی
لپٹنے ہی ساقیا ٹک آن کر یان
چمن ہی اندنون ہر شاخ اورنگ
زبس بادِ بہاری مین نشا ہی
جہان دیکھو تو ہی آلودۂ خواب
اُٹھا سکتی نہین سر بھی یہ بے حس
رہی ہی لیٹی یان سوسن کی دستار
ہوا سے شاخِ گل یون جھومتی ہی
چمن مین کیا ثمر کیا شاخ کیا بات
غرض اہل چمن ہین اسقدر مست
ہوا صحن چمن آئینہ اسلوب

تری دوری مجھے اسوقت ہی جبر
تغافل کو نہ اب فرمائیو کام
چراغان صبح سے تا شام بے دود
لگا دے منھ سے ساقی شیشۂ مے
نہین مطرب یہ ہنگامِ خموشی
نہ آئیگا نا دہ پی کر ساغر مل
جو ٹلا مجھسے سر پھوڑ اُسکا
کہے ہی جو یکھ کرا بر اس ہوا کو
مری آنکھون سے کر سیر گلستان
میستی کو گھٹا کے ٹک تکر کر
پر گلگشت جائین تو مزا ہی
کھلے داؤدی کے غنچے چمن مین
جھکی ہی جاے ہی کچھ چشم نرگس
جھکا دیتا نہین بار ثمر شاخ
کہ آکر وہ لب جو چومتی ہی
نسیم صبح تک اتنی ہی باقی
کہ پیکے بولتے ہین مرغ یکدست

لگی ہی کرنے آکر سوے گلشن
لپک کر کے بغل مین شیشہ و جام
ستم ہی اب نہو گر شیشہ و جام
مغنی پھونک دے ہر خدا نفخ
خروش و جوش مرغان چمن کا
کہ ہوئے سر نہ آواز بلبل
سخن اسوقت اسکا بے محل ہی
حواب کہکشان مین وہ ن خدا کو
رکھے ہی دشت قندق بند کار نگ
یہ آتی ہی پری و وش ہوا پر
نگل مخمل یہ بیدار ہمی ہی نایاب
تو کف لائے مین مستی سے دہن مین
قبا گل پھاڑتی ہی ہو کے سر شار
نشہ سے جھوم جھوم آتی ہی ہر شاخ
پھرے ہین لوٹتے مستی سے ذرات
خیابان مین پھرے ہی لڑکھڑاتی
زبس غنچے کھنچے ہی باوقند جا ردب

چہرہ سحران جادو تقریر و کاتبان ہنگامہ دار و دیگر اس داستان

حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر بیا ای خردمند فرخندہ پی ÷ کہ سازیم این جادۂ سحر طی ÷ سابق مین تحریر ہوا کہ نقد روح وروان قاسم عالی شان شاہزادۂ ایرج نوجوان نے قلعہ انجم حصار پر لوح طلسمی پائی ہرائت جادو نے شکست فاش کھائی ایرج نے ایک لشکر تیار کیا ملکہ شیشہ ہمی نوش کو تخت پر بٹھایا ملکہ انجم ماہ رخسار کو سپہ سالار فوج قرار دیا اس کر و فر سے بصد شوکت و حشم طرف قلعہ طلسم اسکندری کے روانہ ہوئے مگر ہرائت جادو افتان و خیزان شکست خوردہ جب قریب قلعہ پہونچی اہالیان قلعہ نے خبر پائی کہ ہمارے بادشاہ نے شکست فاش کھائی تمام اہالیان شہر برائے استقبال حاضر ہوئے وزیر اعظم اُسکا ظلمات جادو کہ جو اس سفر مین ہمراہ نہ تھا قلعہ سے مع فوج نکلا دیکھا تو ملکہ ہرائت کا عجب حال قلعی کھلگئی چہرہ اُداس رنج و غم پاس آئینہ عیش و عشرت نابود ظلمات کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا سوچا کہ بخت سیاہ کا سامنا ہوا فوراً بارگاہ استادہ کرائی ملکہ ہرائت کو اُس بارگاہ مین داخل کیا پوچھا ای ملکہ عالم یہ کیا معرکہ گذرا ہرائت نے تمام کیفیت ظاہر کی کہا طلسم کشا بڑا صاحب اقبال ہی بی صاحبزادی شیشہ ہمی نوش تسخیر کو قلم کرکے لوح طلسمی لے ہو چکین سہمناک جادو فرستادۂ ملکہ حیرت قتل ہوئی ظلمات نے کہا ای ملکہ عالم اب کیا صلاح ہی میرے نزدیک شراکت طلسم کشا مین خالی ہی ہرائت جادو نے کہا ای ظلمات طلسم اسکندری پر قبضہ پانا بہت دشوار ہوا شیشہ ہمی نوش مست ہو کر چاہتی تھین و جھگڑے کو لیکر بیٹھون کبھی یہ دن نصیب نہ ہوگا چین سے بیٹھنا دشوار کر دونگی بی انجم ماہ رخسار نے بڑے فساد برپا کیے انکی بھی تدبیر ہو جائیگی ظلمات جادو نے کہا حضور ملکہ حیرت جادو کو دوسرا نامہ لکھیے کہ انور جادو آپ کی ملازم و سہمناک مصاحب قدیم ہاتھ سے پسر حمزہ کے قتل ہوئین وہ جوان لشکر کشی کرکے آتا ہی اسکی تدبیر واجب و لازم یہ رائے ہرائت جادو کو پسند آئی فوراً عرضی تحریر کی ظلمات سے کہا تم نامہ ہمارا لیکر خدمت مین شہنشاہ کی جاؤ ظلمات جادو نے نامہ سر سے باندھا طرف طلسم ہوش ربا کے روانہ ہوا لیکن افراسیاب جادو فکر مین اسعد کے تخت پر سوار تخت اڑائے ہوئے جاتا ہی اتفاقات سے کوہ فیروزہ پر ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش حاکم دربند اپنے کوہ فلک شکوہ پر مع مصاحبان خاص و انیسان با اختصاص جلوہ فرما تھی کہ دیکھا آسمان پر برق چمکی خیال کرکے دیکھا شہنشاہ طلسم ہوش ربا یعنی افراسیاب جادو تخت اڑائے ہوئے جاتا ہی فیروزہ فیروزہ پوش اپنے مقام سے اُٹھی کھڑی ہوکر پایۂ تخت سے لپٹ گئی عرض کی ای شہنشاہ اتفاق سے ادھر سے آنا ہوا کنیز زادی کو بھی سرفراز فرمایئے افراسیاب کی مجال ملکہ فیروزہ پر نگاہ پڑی حسین مہ جبین کمسن ناکتخدا و نابالغ ذات سے ان حسینون مہ جبین کے سحر و ساحری کا رواج آنکھون مین حیا شیوہ جور و جفا طریقہ دلفریب

نظارۂ جمال بے مثال سے دل ناشکیب افراسیاب نے جو ترچھی نگاہین ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش کی دیکھین مسکراکر فیروزہ کا ہاتھ تھام لیا اور یہ اشعار پڑھنے لگا

درکشورے کہ نازودا دامے فروختند
وزدیدہ دل زماد و یامے فروختند
یوسف اگر بعہد تو مے بود در جہان
این اہل اتقا بہ رضا مے فروختند
شد تشنۂ تبسمت از تشنگی فنا
آنانکہ صید را بہ ہوا مے فروختند

خناق جان بہ نرخ گیا مے فروختند
افلاک را اگر بجہان قدر بابدے
اوراکہ مے خرید کجا مے فروختند
از مفلسی ہند ہنر بران سر فروش
جائے کہ موج آب بقا مے فروختند
سود ا از ان بلاد سعادت نشان مکن

واریم شادگی کہ بہ بازار خوبیان
مارا چرا بہ طالع ما مے فروختند
ایمان بحشر بین نہ گرفتم کرشمہ دوست
اسپ و یراق روز دغا مے فروختند
از دست شان بہ پیدہ بدامت فتادہ اند
کانجا بجائے خند بہا مے فروختند

ان اشعار کو سنکر ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش مسکرائی کہا اے شہنشاہ آپ کو غزلین اشعار بہت یاد ہین افراسیاب مسکرا مسکرا کر باتین کرتا ہوا ساتھ فیروزہ فیروزہ پوش کے کوہ فیروزہ پر آکر اُترا فیروزہ نے پوچھا اے شہنشاہ اسوقت آپ کہان سے تشریف لاتے ہین روز قتل طلسم کشا ہم لوگ حاضر ہوئے تھے اُس قدر تو عجب طرح کے معرکے پڑے تمام میلہ درہم و برہم ہوا رئیس لٹے اُمرا تباہ ہوئے دوکاندار آج تک شکایت کرتے ہین ہر ایک کا قول ہو کہ ساحری جمشید ایسے میلے مین ہمکو نہ لیجائین مال لٹا نقد جان بچنا دشوار ہوگیا ایسا میلہ کبھی نگاہ سے نہ گذرا تھا افراسیاب جادو نے کہا اے فیروزہ فیروزہ پوش مابدولت نے تساہل فرمایا ساربان زادے نے اسد غازی کو رہا کر لیا اتبک مارا مارا پھرتا ہی لوح طلسمی مابدولت نے ایسے مقام پر بھیجدی کہ دہان طائر وہم و خیال کا بھی پہونچنا دشوار فیروزہ نے پوچھا اے شہنشاہ وہ کونسا مقام ہی افراسیاب جادو نے کہا ساربان زادے نے بشکل حیرت مابدولت سے دریافت کیا مین نے سب کچھ کہا جو اصل بات تھی وہ نہین جانا عمر وبھی مارا مارا پھریگا لیکن نشان لوح طلسم ہوش ربا نپائیگا مین نے اہا لیان دربند کو نامے لکھے ہین سامان لشکر کشی کرونگا ابکی طلسم کشا کو پکڑتے قتل کرونگا فیروزہ نے عرض کی اے شہنشاہ مین نے سُنا ہی جا بجا کل ہوشربا بھر مین غدر ہوا اول طلسم آئینہ کو کوئی بدوتا ہی حمزہ کا ایرج نوجوان اُسنے فتح کیا پھر طلسم ہزار برج مین ایک پوتا تو ریج بن بدیع الزمان جاکر پہونچا وہ بھی لوح طلسمی پا گیا طلسم پر بخوبی دست انداز ہوا اور ایک اخبار مین کنیز نے دیکھا کہ طلسم گوہر افراسیابی جہانکا خداوند سکندر بن ساحری تھا وہان کوئی جوان پہونچا اسکا قاسم نبیرہ حمزہ نام مرقوم تھا پھر طلسم جمشیدیہ مین دو فرزندان حمزہ نے داخلہ کیا ایرج نوجوان و نورالدہر بن بدیع الزمان بڑے بڑے معرکے وہان بھی ہوئے بی مخمور بھی اس طلسم مین پہونچی تھین قید ہوئین پھر چھوٹین طلسم کشا کے ساتھ لڑین اُس طلسم پر بھی مسلمانون کا قبضہ ہوگیا اُسی

طلسم سے کسی حکیم نے نشان رہائی اسد غازی بتائے خواجہ عمرو نے فکر کی اُن لوگون کو مطیع کیا تا بہ گنبد نور پہونچا
یہ سب حالات حضور کو معلوم ہین یا نہین افراسیاب نے سر جھکا لیا کہا اے فیروزہ سب حالات ما بدولت
کو معلوم ہین پرچہ ہائے اخبار مین کیفیتین مرقوم ہین ما بدولت بھی کئی مقامات پر جا کر بڑے طلسم ہزار برج مین
بڑے بڑے معرکے پڑے ملکہ حیرت جادو نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ طلسم اسکندری مین بھی فساد برپا ہین
اپنی مصاحب سہمناک جادو کو روانہ کر چکی ہے نہین معلوم اُسپر کیا گذری فیروزہ نے عرض کی حضور حیرت
جادو تو میری خالہ زاد بہن ہوتی ہے جلد خبر منگائیے آتا مین نے سنا تھا کہ چھوکری ملکہ شیشہ جم نوش بیٹی
ہمشیرہ صاحبہ کی بیمار ہے افراسیاب نے کہا مین خبر منگا دونگا یہ باتین ابھی ختم نہونے پائی تھین کہ دیکھا
ایک جادوگر سیاہ فام کریہ منظر طاؤس پر سوار اُڑا ہوا جاتا ہے جیسے ہی افراسیاب جادو کو بیٹھے ہوئے
دیکھا وہ ساحر ہوا سے اُتر آیا افراسیاب جادو کو سلام کیا ملکہ فیروزہ نے پہچانا کہا اے ظلمات کہان
سے آتے ہو اسنے عرضی ملکہ حیرت جادو کی نکالکر پیش کی فیروزہ نے باواز بلند پڑھا پڑھکر بہت
بیقرار ہوئی افراسیاب جادو سنکر دنگ ہو گیا یہ بھی لکھا تھا کہ سہمناک جادو بھی قتل ہوئی افراسیاب
جادو غصہ مین کانپنے لگا فیروزہ نے کہا اے شہنشاہ مین جا کر سب انتظام کرونگی لوح طلسمی چھین لونگی
طلسم کشا کی مشکین باندھکر ہمشیرہ صاحبہ کے حوالے کرونگی افراسیاب نے کہا اے فیروزہ صاف صاف
مرقوم ہے کہ صاحبزادی نے جوش محبت طلسم کشا مین لوح طلسمی حوالے کر دی اے فیروزہ یہ بخوبی ظاہر ہے کہ
فرزندان حمزہ سب صاحبان جرات و لیاقت در جمع شوکت و ہمت مین لاکھون مین اکیلے لڑے
خداوند لقا کو ملک باختر سے لڑ بھڑ کے نکال دیا کچھ خوف پیدا کرنے والے سے نہ آیا فیروزہ نے کہا اے
شہنشاہ بھڑوے لقا کا ذکر نہ کیجیے جوتی خورہ نگوڑا جھوٹ بیچ بگھارا کرتا ہے کسی طرح کا اسکو اختیار نہین
سامری جمشید اُسنے بہت اچھے ہین ان خداوندون کی خاک مین چادرین تاثیر ہے انکی زبان پر آئے
پھر تقدیر یہی ہے وہ نگوڑا شیطان بختیارک سگ سفید کی اولاد بڑا خداوند قدرت کے سر چڑھا
ہے جو چاہتا ہے کہ بیٹھتا ہے بلکہ سنا ہے شیطان کا کہنا ہو جاتا ہے قدرت کا کہنا نہین ہوتا قدرت
کی تقدیر شیطان کی تدبیر ایسے خداوند کو کیا کہین افراسیاب نے کہا ملکہ اس مقدمہ مین
دخل نہ دو قدرت دیر گیر ہین مگر سخت گیر ہین نہین معلوم فقیر کیا ڈالتا ہے کیا نکالتا ہے اور
اے فیروزہ تمھارا جانا مناسب نہین لوح قبضہ مین طلسم کشا کے موجود ہے سحر تمھارا تاثیر نہ کریگا
ما بدولت اور کچھ تدبیر کرتے ہین ظلمات نے کہا اے شہنشاہ حقیقت مین یہ جوان صف شکن تیغزن
پہلوان یگانہ یکتائے زمانہ مغلوبہ مین ایسا ایسا لڑا کہ کیا عجب تھا زبان تیرو کلہ عمود سے صدائے

تحسین و آفرین بلند ہوا ابھی جو انجم حصار پر تلوار چلی نہیب شمشیر سے اس جوان کے زمین کانپتی تھی آخر کل لشکر کو شکست دی ملکہ بھاگ کر چلی آئین اب اُسنے انجم حصار سے لشکر کشی کی ہو گی ہی حیرت نے بھی کہا کہ اب طلسم کشا کا ہم کیا کر سکین گے افراسیاب نے کہا لیکن ابھی تدبیر کرتا ہون ایسے شخص کو بھیجون کہ گردن مُہرہ توڑ کر مشکین باندھ لائے ایرج ایسے پچاس کو قتل کرے یہ کہکر افراسیاب نے ایک پرچہ لکھکر آسمان پر اُڑایا ظلمات دست بستہ حاضر ہی فیروزہ فیروزہ پوش نے افراسیاب کو جو متوجہ پایا گائن کو اشارہ کیا جام مے ارغوانی گردش مین آیا صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی افراسیاب جادو جمال خورشید مثال فیروزہ دیکھکر زانو بدل رہا ہی فیروزہ اپنے کو بچاتی ہی لیکن شعلۂ رخسار فیروزہ نے خرمن ہوش و حواس افراسیاب کو جلا دیا گرم آہین منھ سے نکل رہی ہین دل سے کہتا ہی کہ کیا ہڈیان جل رہی ہین گائن نے جو افراسیاب کو مبہوت پایا یہ غزل عاشقانہ بتا بتا کے گانا شروع کی دامن تھامے ہوئے افراسیاب کا مچل رہی ہی ساز ملے ہوئے تانین پڑ رہی ہین

جب تیر نظر تا بہ جگر جائین گے لاکھون — دو چار تو کیا جی سے گذر جائینگے لاکھون
جینے سے ترے عہد مین کچھ ہو نہ سکے گا — اک بات کے کہنے مین تو مر جائینگے لاکھون
وہ کوچۂ دلکش ہی ترا قاتل سفاک — گو جان سے جائینگے مگر جائینگے لاکھون
مشتاق قفس وہ ہون اگر خاک بھی ہونگا — صیاد کے گھر تک مرے پر جائینگے لاکھون
ہی راک یہان بحر فنا کے بھی بہت ہین — تلوار کے بھی گھاٹ اُتر جائینگے لاکھون

یہ غزل گائن نے گائی افراسیاب اور بیقرار ہوا رنگ رو متغیر چہرے پر ہوائیان اُڑنے لگین افراسیاب نے منت کرکے کہا ای جان جہان آرام دل مشتاقان نظم

بھولون تمھین وہ بشر نہین ہون — اتنا بھی مین بے خبر نہین ہون
ہر چند کہ ہون مگر نہین ہون — دکھلائی نہ دون یہ غیر ممکن
بے حال کہے بتانے دونگا — عاشق ہون مین نامہ بر نہین ہون
اللہ رے فرط کاہش تن — کچھ آپ کی مین کمر نہین ہون

ودیگر

ہوش پر سو کے نہین مین کاتب اعمال مین — طوق ہی آغوش پھیلائے ہمارے واسطے
ہی عجب تاثیر بیہوشی ہمارے حال مین — پڑھ گئی زنجیر کو سون شوق استقبال مین

جیون جیون افراسیاب اشعار عاشقانہ پڑھتا ہی فیروزہ شرمائی جاتی ہی کلیجہ دھڑک رہا ہی کبھی کنیزون کی جانب اشارہ کرتی تھی کہ میرے پاس آؤ اس ظالم کے پنجۂ ظلم سے بچاؤ دیکھیے اس نگوڑے سے آج میری آبرو کیونکر بچتی ہی کنیزین ڈرتی ہوئی قریب آئی ہین جب افراسیاب اشارہ کرتا ہی پھر ہٹ جاتی ہین ظلمات جادو در پر حیرت کا بھی حاضر ہی افراسیاب کی شغلہ فراجی دیکھکر حیران کہ یہ کیسا

بادشاہ طلسم ہوش رُبا ہو مشہور ہی کہ لیاقت و دولت مین یکتا مگر سفلہ فراجی ایسی چاہیے تھی جسپر نگاہ ڈالتا وہ شاہزادی اپنا فخر و افتخار جانکر قبول کرتی کیا صدمات شاہزادون کو ہونچے ہین کہ تم اسکے وصل سے انکار ہی سفلہ فراجی ظاہر ہوا ب افراسیاب نے اور دو جام پیے نشۂ شراب مدہوش ہو ٹھی مین وصل فیروزہ کا جوش چاہتا ہی ہا ہٰذ تمام لون تخلیہ مین فیروزہ کو بیجاؤن کہ یکایک صحرا سے گرد اُڑی آگے آگے سو علم نشان لاکھ سوار کا علمہاے زنگاری کے پھر ہرے کھلے ہوے اور تعریف ساحری جمشید کی مرقوم آمد فوج کی دھوم مگر دور کا بے گھوڑون پر بڑے بڑے قد کے جوان جو رے تیغے حائل سپرہاے فولادی لشت پر بیچ مین ایک جوان گینڈے پر سوار آثار کبر و نخوت چہرے سے آشکار پیشانی پر شکن چال مین کج ادائی ہانکین زیر کوہ اُگر گینڈے سے کود ا افراسیاب کو سلام کیا فوج آگر جمی سلامی ہی دست بستہ اُس جوان نے عرض کی آج غلام شکارگاہ مین تھا حضور کا نامہ پہونچا چند کس ساتھ تھے اُنھین کو ہمراہ لیکر چل نکلا کیا ارشاد ہوتا ہی کسی جوان سے لڑائی درپیش ہی افراسیاب نے کہا ای طولاب روئین تن نبیرہ حمزہ ایرج نوجوان طلسم سکندری پر چڑھ آیا ہی نمکحرامون نے لوح اُسکو حوالے کر دی نہایت جوان زبردست ہی ای طولاب تمکو اسواسطے بلایا ہی کہ جاکر اُس جوان سے مقابلہ کرو مشکین باندھ کر ملکہ مرات جادو کے حوالے کر دو وہ اُسی کا گنہگار ہی قتل اور غیر قتل کا اُسکو اختیار ہی اُسکی بیٹی ملکہ شیشہ جو نوش شراب محبت ایرج مین چور ہی ای طولاب تساہل نہ کرنا عقل کا قصور ہی عرض کی غلام کیا کمینے زیر کرکے یہان روانہ کرون کہیے دبوچ کے مار ڈالون افراسیاب نے اُسی وقت خلعت منگا کر طولاب روئین تن کو دیا ظلمات وزیر سے کہا تم ساتھ جاؤ اگر موقع سحر کا ہو تم شریک ہونا اور مقدمۂ جرات کو یہ دیکھ لیگا اگر رستم و اسفندیار ہو گا چیر کے پھینک دیگا فیروزہ نے کہا ای شہنشاہ مین بھی الگ جاؤنگی بہن سے ملاقات کرکے چلی آؤنگی افراسیاب کو کچھ نہ بن پڑا نشہ مین اُٹھ کھڑا ہوا تخت پر بیٹھ کے طرف طلسم ہوش رُبا کے چل نکلا یہان طولاب روئین تن گینڈے پر سوار ہو ظلمات نے ایک طاؤس حکم کیا فیروزہ نے کہا تم لوگ چلو ہم بھی وقت پر آجائینگے طولاب نے کہا ای ملکۂ عالم آپ کیون تکلیف فرمائیے غلام جاکے فیصلہ کرتا ہی فیروزہ نے کہا مین کنارے کنارے آؤنگی تماشا لڑائی کا دیکھونگی یہ کہکر بیتو سحر کرکے ایک جانب نکلگئی طولاب روئین تن نے گینڈا بڑھایا علمہاے سیاہ رنگ کو جلوہ دیا ہر ایک شیر کے زیر زرا ددر کا بہ مرکب عرور مین ہر ایک کا فربے ادب کے کھنے سے نقارہ بجا بڑے کروفر سے لشکر طولاب روئین تن چلا نظم

صدا اٹھی وہ نقارے کی خشمناک صداے دہل سے زمین ہل گئی	دل کوہ ہو جسکی دہشت سے چاک ہر اک پلٹن مست و مغرور تھا	کسی سمت قرنائے جنگی بجی شراب تکبر سے مخمور تھا

بڑے کروفر سے طولاب روئین تن براے مقابلہ ایرج صف شکن چلا

دو کلمہ داستان ایرج نوجوان کے بیان ہوتے ہیں

ایرج نوجوان قلعہ انجم حصار سے کوچ کرکے طرف طلسم اسکندری کے روانہ ہوا تیسرے دن ایک صحرائے سبزہ زار میں آکر پہونچا بارگاہ آسمان جاہ تیار ہوئی ملکہ شیشہ می نوش تخت سے اتری داخل بارگاہ ہوئی ساتھ ساتھ ملکہ انجم ماہ رخسار یہ شاہزادی ہر چند کہ صاحب تخت و تاج ہے مگر محبت میں ایرج کی نہایت منکسر مزاج ایرج نوجوان بیرون بارگاہ سرداران نامی پہلوانان گرامی آتے جاتے ہیں ایرج نوجوان ایک ایک کو بخلق و محبت دمردت مقامات پر بٹھاتے جاتے ہیں کہتے ہیں اس مقام پر اترین رسالے فلاں مقام پر فروکش ہوں کسی سپاہی کو تکلیف نہ ہونے مگر ملکہ شیشہ می نوش تخت پر آکر بیٹھیں انجم ماہ رخسار نے اپنوں جلیسوں مصاحبان خاص کو اس مقام پر چھوڑا ملکہ شیشہ می نوش نے کہا کنیز حاضر ہوتی ہے مقامات فوج کے اترنے کی تجویز کرو کسی کو تکلیف نہو لونڈی کو انتظام کرنا واجب و لازم ہے ملکہ نے فرمایا اے ملکہ انجم ماہ رخسار تمہارے بغیر صحبت میں دل گھبرایا اور کارگزار موجود ہیں انتظام لشکر ہو جائیگا تم آؤ ہمارے پاس بیٹھو انجم نے عرض کی لونڈی ابھی حاضر ہوتی ہے یہ کہکر ملکہ انجم ماہ رخسار بیرون بارگاہ آئی دور سے شاہزادہ ایرج نوجوان کو دیکھا کہ تیغہ دودمۂ سکندری کے قبضہ پر ہاتھ رکھ چست بندھی ہوئی زلفیں عنبریں پر غبار پڑا ہوا انتظام لشکر میں مصروف جی میں کہتی ہے اے انجم سپاہی انکا کیونکر نہ ساتھ دیں ایک ایک سپاہی ایک ایک سوار کی خاطرداری لیے ہی ہیں مصروف ہر چند ملازمان جانباز عرض کر رہے ہیں حضور جاکر آرام کریں غلام انتظام کرلیں گے ایرج نہیں مانتے ایک ایک کی مزاج پرستی کر رہے ہیں انجم ماہ رخسار مسکراتی ہوئی قریب آئی دامن تھام کر مسکرائی کہا اے شہریار چلیے بادشاہ لشکر آپ کو طلب فرماتے ہیں آپ کی تکلیف سب پر شاق ہے ہر خرد و کلاں آپکی خدمتگزاری کا مشتاق ہے ایرج نے پلٹ کے چہرہ زیبائے انجم ماہ رخسار کو دیکھا انجم کا بھی حسن دلفریب جلوہ دکھیکر دل ناشکیب گلعذار غنچہ دہن ماہ جبین مہر جبین کبک رفتار شیرین گفتار چونکہ سامنے ملکہ شیشہ می نوش کے ایرج تاجدار ملکہ انجم ماہ رخسار سے کلام نہیں کرتے کہ ملکہ کو ناگوار ہوگا یہاں جو انجم کو تنہا پایا چاہ ذقن دیکھکر منہ میں پانی بھر آیا دیکھا زلفیں چہرے پر بل کر رہی ہیں عکس اسکا عارض انور پر جو پڑا ہے صاف ثابت ہے چشمۂ خورشید میں مار سیہ لہرا رہے ہیں مردم چشم اپنی آن بان دکھا رہے ہیں ایرج نے ملکہ کا ہاتھ تھام لیا باتیں کہنے لگے وہاں بارگاہ میں ملکہ شیشہ می نوش بیٹھی ہیں یکایک آسمان سے دناٹے کی آواز آئی کہ خود بخود زمین تھرائی نعرہ ہوا ہم آہن خوار جادو او ظالم تو نے غضب کیا ہزارہا بندگان ساحری جمشید قتل ہوئے ملکہ نے دیکھا کہ ایک جادوگر قریب بارگاہ نمودار ہوا مثل شعلۂ جوالہ زمین پر گرا کنیزیں ملکہ کی الغیاث الغیاث کہکر دوڑیں گولے ترنج و نارنج اُس بلا پر لگائے اُسنے سب کے سحر دفع کردیے ایکدو ہزار اسب کنیزیں منہ کے بل زمین پر گریں ایڑیاں رگڑنے لگیں

ملکہ شیشہ جمی نوش نے چاہا تخت سے اُٹھ کے بھاگون اُس سگندل نے مہلت نہ دی قریب تخت کے آکر سلسلۂ سحر آغاز کیا ایک زنجیر آہنی گلے مین ملکہ شیشہ جمی نوش کے پڑی سر اُنکا آہن خوار نے تھاما یہ پروردہ مہد ناز و نعم گرفتار زنجیر مصیبت و الم چیخ مار کے بیہوش ہو گئی وہ بیحیا ملکہ کو لے کر بلند ہوا نعرے کرتا ہوا یہان انجم سے ایرج نوجوان باتین کر رہے تھے کہ بارگاہ سے رونے پیٹنے کی آواز آئی چند کنیزون نے بڑھکر عرض کی ایک جادوگر آیا ملکہ کو پکڑ لے گیا وہ دیکھیے سامنے جاتا ہے ایرج نوجوان نے دیکھا یہ تو حیران کہ مین کیا کرون مگر انجم ماہ رخسار تڑپ کر بلند ہوئی ایرج نے دیکھا کہ انجم مثل ستارے کے چمکی آواز دی او بیحیا کہان جاتا ہے وہ ملکہ انجم ماہ رخسار کو دیکھکر رکا ایک گولہ انجم کو مارا اُٹھا لیا لشکر دیکھ رہے ہین کہ ملکہ انجم و آہن خوار مین رد و قدح سحر کے ہونے لگے کئی سحر اُس ملعون نے ملکہ عالم پر کیے اُس آفتاب آسمان خوبی نے ہنسکر دفع کر دیے تیسری مرتبہ نیمچہ کھینچکر للکار کر جا پڑی سب نے دیکھا کہ انجم مثل برق کے کڑکی لپٹ کے نیمچہ مارا اُس روسیاہ نے سپر سحر کو اُٹھایا نیمچہ برق مثال گرا سپر کے دو ٹکڑے کر کے خرمن ہستی کو جلا دیا بیحیا بدمعاش کو خاک مین ملا دیا ادھر آہن خوار مرا ملکہ شیشہ جمی نوش پنجہ سے اُسکے چھوٹین انجم ماہ رخسار نے ہاتھون ہاتھ اُس آفتاب حسن و جمال کو لیا ایرج وغیرہ دیکھ رہے ہین کہ آسمان سے ایک آواز آئی او انجم غضب کیا ایسے ساحر کو مارا جسکا طلسم مین مثل نہ تھا منم ملکہ اژدر گیسو کشا منتظم طلسم سکندری اب سب نے دیکھا ایک ساحرہ سیاہ فام ایک اژدر آتش فشان پر سوار بال کھلے ہوے کمر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ماران سیاہ لہرین لے رہے ہین صورت کالی نحال کو چہرہ شب کہنا واجب لازم شب فراق عاشقان بھی اُسکی سیاہی سے نادم بلا ہے پردۂ ظلمات ہے ظلمات کی تاریکی بھی اس تیرہ درون کے چہرے کے آگے مات ہے چنگاریان مُنہ سے نکلتی ہوئین صورت ہیبت ناک سفاک سحر و ساحری مین چست و چالاک اُس جلدی مین آئی کہ انجم ماہ رخسار ملکہ شیشہ جمی نوش کو گود مین لیکر زمین پر نہ آسکی نعرہ کر کے ایک لٹ بالون کی ہلائی اور اندھیرے مین اندھیرا پیدا ہوا آنکھین سب کی جھپک گئین تمام لشکر مین ہنگامہ برپا ہوا ہزارہا ساحر ترنج و نارنج لیکر دوڑے سحر کیے مگر اُس ملعونہ نے کسی کا خیال نہ کیا جسکا سحر قریب آیا کبھی ہنس دی یادہ ہنسنا اُسکا رونے سے بدتر تھا معلوم ہوتا تھا شب تیرہ مین بجلی چمک گئی یا اپنے اوپر آپ ہنستی تھی رونا ہنسنا ثابت نہوتا تھا فلک اُسکی جفاکاری دیکھکر روتا تھا جب اُسنے اپنی زنجیر گیسو مین ملکہ انجم و ملکہ شیشہ جمی نوش دونون کو باندھ لیا ہزارہا ساحرون پر قہقہہ مارا بجلیان گرین سیکڑون جلگئے صدہا بیہوش ہو کے گرے ایرج تیر و کمان لیکر دوڑے اُسنے آواز دی او طلسم کشا بی شیشہ جمی نوش کو تو مین لیے جاتی ہون تمھاری بھی فکر کرونگی اب تو صاحب لوح ہو چین کرو صبح و شام

مین تمھاری تدبیر ہوتی ہی یہ کہتی ہوئی نعرے کرتی ہوئی چشم زدن مین دونون کو لیکر نکلگئی لشکر مین غل پور برپا ہوا ایرج نے اپنے کو زمین پر گرا دیا شاپور شیر دل دوڑا قریب آکر شاہزادے کو اُٹھایا کہا ای شہریار آپ اپنے کو اس قدر پریشان نہ کرین لشکر کی حقارت ہوجائیگی ظاہرا معلوم ہوتا ہی یہ ساحرہ اسی مرحلہ کی تھی آپ کی فکر مین آئی آپ پر دست انداز نہوسکی ملکۂ عالم کو لیگئی مگر حضور یہ کسی کی مجال نہین ہی کہ آپ کی معشوقہ کو قتل کرسکے فوراً لوح ملاحظہ فرمایئے طلسم کشائی مین مصروف ہو جیسے بڑی غفلت ہوئی وہ ملعونہ مرأت جادو بھاگ کر گئی اُسنے حاکمان مرحلہ کو تحریر کیا ہوگا ایرج نے اُسی وقت لشکر سے کنارہ کیا سمن بر کو بلا کر حکم دیا لشکر سے ہوشیار و خبردار رہنا شاپور کو بھی حکم ہوا کہ لشکر سے باہر جانے کا قصد نکرنا یہ فرما کر لشکر سے باہر آئے کنارے ٹھہر کر لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا ای فتاح طلسم واہ سیار این عجائبات اگر پروردگار فضل کرے اور لوح طلسمی حاصل ہو بہت جلد واسطے طلسم کشائی کے جاتا اگر عرصہ کیا دھوکا کھایا کوئی ساحرہ تمھارے کسی دوست کو گرفتار کرکے لیگئی فوراً اسکی جستجو کرو تامل مین خرابی ہی ایرج نوجوان نے لوح مین ملاحظہ فرما کر اسم حاشیۂ لوح پڑھا صحرا سے گرد اُڑی دیو مہیب پیدا ہوا ابرجم کا نام لے کر للکارا ایرج تیغہ پکڑ کر جا پڑا وہ سامنے سے ایرج نوجوان کے بھاگا ایرج بموجب حکم لوح اُسکے تعاقب مین چلے زنگا ہون سے سب کی غائب ہوگئے یہان ایرج نے دیکھا وہ دیو مہیب ایک درۂ کوہ مین جاکر غائب ہوا لوح نے حکم دیا اگر طلسم کشا اپنے زمانے کا صاحبقران صاحب عظم و شان ہی درۂ کوہ کو ایک ضرب گرز سے گرا ے اندر درۂ کوہ کے جاکر اس عفریت خونخوار کو قتل کرے ایرج نے جاکر بیک ضرب گرز درۂ کوہ کو گرا دیا دیکھا وہ عفریت خونخوار لرزان ترسان گوشہ گیر بھاگ جانے کی تدبیر ایرج کو دیکھکر قصد لپٹنے کا کیا ایرج نے بحکم لوح بیک ضرب تیغ اُس عفریت خونخوار کو پیوند خاک کیا چشم زدن مین قصہ پاک کیا پہاڑ تھرا کر گرا آواز آئی کشتی مرا نام من عفریت جادو دیو دا ایرج نے اُس عفریت کو قتل کیا پہاڑ معدوم ہوا دیکھا سامنے صحرا سے سبزہ زار نواح دلکشا گرد ملکہ شیشہ می نوش نہ معلوم ہوا نخل سرسبز و شاداب دیکھے لیکن اپنے سرو سہی قد کو نہ پایا طائران زمزمہ سرا کی نغمہ سرائی نے دلکو بیچین کردیا یاد ملکہ انجم ماہ رخسار و شیشہ می نوش مین اشک حسرت آنکھون سے جاری بے اختیار یہ اشعار زبان سے نکل گئے

غزل

ای کہ در چشمم بہر صورت تو منظوری بیا
منکہ میدانم ترا نوعے کہ مجبوری بیا
نامۂ وصل ترا خط بہر رحمت آوردہ است
من گدائے کائنہ در دست مغفوری بیا

دے بدل نزدیک من از من چرا دوری بیا
من بدل جور ترا ابتر ز عہد انکاشتم
رفت ایام فراق و وقت مہجوری بیا
منکہ از خود میروم ہر گز تو مے آئی بہر دو من

در بلا قائم بخود بہتان مہجوری بیا
گرچہ در دل ستم کیشان تو مشہوری بیا
یک سر مو شوکت حشمت نخواہد کم شدن
ای بہ قربانت چرا در خانہ مستوری بیا

ابے تو گرہوں روز سودا از شب ہجو رساخت | ای سراپا رشک نور شمع کافوری بیا

اِن اشعار سے اور زیادہ دل گھبرایا ہر طرف نگاہ اُٹھا کر شاہزادہ دیکھتا ہی اشعار ذوق دہلوی یاد آئے پڑھنا شروع کیے اشعار

کیا آئے تم جو آئے گھڑی دو گھڑی کے بعد
پھر وہ ہی آنسوؤنکی جھڑی دو گھڑی کے بعد

اُس لعل لب کے بوسے لیے ہمنے اسقدر
پھر اُس بغیر کل نہ پڑی دو گھڑی کے بعد

پروانہ گرد شمع کے شب دو گھڑی رہا
آخر ہمین سے آنکھ لڑی دو گھڑی کے بعد

سینہ میں ہوگی سانس اڑی دو گھڑی کے بعد
کوئی گھڑی اگر وہ ملائم ہوئے تو کیا

سب اُڑ گئی مسی کی دھڑی دو گھڑی کے بعد
کہتا رہا کچھ اُنسے عدو دو گھڑی کے بعد

پھر دیکھی اُسکی خاک پڑی دو گھڑی کے بعد
کیا جانے دو گھڑی وہ رہے ذوق کس طرح

کیا رو کا اپنے گریہ کو ہمنے کہ لگ گئی
پھر بیٹھنے لگے وہ ایک گھڑی دو گھڑی کے بعد

کل اُس سے ہمنے ترک ملاقات کی تو کیا
غماز نے پھر اور جڑی دو گھڑی کے بعد

گو دو گھڑی تک اُسنے نہ دیکھا ادھر تو کیا
پھر تو نہ ٹھہر سیا گھڑی دو گھڑی کے بعد

ایرج نوجوان کو نہایت بیقراری یاد مین دونون معشوقون کی آہ وزاری اسی صحرا مین رواردی کرتے ہوئے جاتے ہین مگر آنکھون کے نیچے تصویر خیالی ملکہ انجم ماہ رخسار و ملکہ شیشہ می نوش کی پھر رہی ہے اس پریشانی مین شاہزادہ جاتا تھا کہ سامنے دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کے کھلا ہوا معلوم ہوا بے اختیار جی چاہا کہ یاد مین اُن گلعذاران بہی قد کے گھڑی دو گھڑی باغ مین جاکر بسر کرین یہ سوچکر طرف باغ کے چلے قریب باغ کے آئے کہ دیکھا اندر سے باغ کے ملکہ انجم ماہ رخسار نکلی مگر متردد متوحش گھبرائی ہوئی باہر آئی ایرج نے دیکھتے ہی آواز دی ای ملکہ انجم خیر تو ہے شعر ای پیک راستان خبر یار ما بگو بہ احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو ملکہ شیشہ می نوش پر کیا گذری تم نے کیونکر رہائی پائی انجم نے عرض کی حضور جلدی آئیے مین نے تو دم دیکے اپنی جان بچائی ملکہ شیشہ می نوش سے وہ بیحیا وصل کا سوال کرتا ہے وہ شاہزادی سحر بھی نہین جانتی عجب مصیبت مین ہے خدا اُنکی آبرو بچائے یہ سُنتے ہی ایرج کے حواس پراگندہ ہوئے مقدمۂ ناموس خبر وحشت اثر سُنی ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا باغ مین جلدی داخل ہوئے انجم عقب مین یہ کہتی ہوئی چلی کہ حضور لوح تو ذرا گلے سے اُتار لیے اسمین مضمون دیکھ لیجیے کہ یہ بیحیا اژدر گیسو کشا کیونکر قتل ہوگا اگر یہ بچگیا تو قیامتین برپا کریگا ایرج نوجوان نے لوح کو گلے سے اُتارا چاہا ملاحظہ کرین کہ انجم نے قریب آکر کہا حضور ذرا مین تو دیکھ لون بے اختیار ایرج کے مُنھ سے نکلا کہ ملکہ تم سحر بھول جاؤگی انجم انے نہ مانا ایرج کے ہاتھ پر ہاتھ ڈال دیا لوح ہاتھ مین انجم کے آئی انجم نے لوح لیکر چند دانے ماش کے مارے ایرج لڑکھڑا کر زمین پر گرے نعرہ ہو امنم اژدر گیسو کشا دیکھ یون لوح لیتے ہین ایرج کی زبان بند ہاتھ پاؤن مین رعشہ دیکھا اُسنے صورت تبدیل کی وہ بھی ساحرہ سیاہ فام مکارہ بد انجام کمر مین ایرج

کے چاہا ہاتھ دون لے اڑون کہ ایک مرتبہ آواز آئی اے اژدر گیسو کشا کیا کہنا تو نے طلسم کشا کو لیا خیر
خواہان دولت ایسے ہی ہوتے ہین اژدر گیسو کشا نے یون جو پلٹ کے دیکھا ملکہ مرائت جادو نخل کلان
سے سحر کر کے اُتری خرامان خرامان آتی ہے اژدر نے جھک کر سلام کیا نہال ہو گئی کہا ملکہ عالم کیونکر آنے کا اتفاق
ہوا مرائت جادو نے کہا تمام طلسم مین کھلبلی پڑی ہوئی تھی حال طلسم کشا آئینہ ہوا ملکہ شیشہ می نوش
دا انجم ماہ رخسار کو کیا کیا اژدر نے عرض کی حضور دونون موجود ہین طلسم کشا بھی قبضہ مین آیا سب
کو قتل کیجیے مرائت اژدر کے قریب آئی نخل سے ایک طائر نے جھکارا مارا ایرج نوجوان یہ معاملات
سب دیکھ رہے ہین جیسے ہی طائر نے جھکارا مارا یا تو اژدر گیسو کشا نخلق اور بعجز ملکہ مرائت سے باتین
کر رہی تھی حال قید ملکہ انجم ماہ رخسار و ملکہ شیشہ می نوش بھی بتلایا تھا اب طرف نخل کے سر اٹھایا
طائر کو دیکھ کر ہوش اُڑ گئے طائر نے آواز دی اے اژدر افسوس کیا ہا لیان طلسم کی عقل پر پتھر پڑے
دوست دشمن کو نہین پہچانتی دیکھ تیرے پہلو مین کون کھڑا ہے عیار طرار طلسم کشا ہے اژدر بلٹی شاپور شیر دل
نے دیکھا کہنے والا سمجھ گیا کہ اب گرفتار ہو جانا باقی ہے جو کچھ کرنا ہے کر گذر جیسے ہی اژدر بلٹی شاپور نے
کہا ملکہ وہ جاتا ہے سحر کر دیو بلٹی شاپور نے حلقہ ہائے کمند مارے گردن مین پڑے جھٹکا مارا گر تے گرتے
حباب مارا یہ بیہوش ہوئی شاپور نے پلٹ کے خنجر مارا شکم پر پڑا شکم چاک قصہ پاک ایرج اٹھے لوح طلسمی اٹھا کر
گلے مین ڈالی باغ تمام آتش بہار ہوا نخل تمام جلنے لگے صدائے مہیب بلند ہوئی دیوارین گرین قصر
پامال ہوئے غبار زرد اُٹھنے لگے آواز آئی کشتی مرا نام مس اژدر گیسو کشا بود افسوس مردیم و جان دادیم و
بمطلب خود نرسیدیم دیکھا ایک جانب ایک مکان کہنہ دیوارین خام ٹوٹی کے ڈھیر دروازہ اس کے بیرون کا
گھٹنا ہوا کچھ رسی کے ٹکڑے بندھے ہوئے اندر سے اسکے رونے کی صدا آتی ہے شاپور نے بڑھ کے دروازہ کھولا
دیکھا ملکہ شیشہ می نوش و ملکہ انجم ماہ رخسار دیوانہ وار وحشی مثال فرش خاک پر لوٹ رہی ہین جیسے ہی
شاہزادۂ والا قدر کو آتے دیکھا انجم بے اختیار اٹھ کھڑی ہوئی جوش محبت مین سر سے پا تک بلائین لین
کچھ خوشی کچھ رنج کچھ شادی کچھ غم کچھ عیش کچھ الم کچھ خواہش کچھ کاہش یہ اشعار آبدار ذوق پڑھنا شروع کیے نظم

مزے جو موت کے عاشق کبھو بیان کرتے
مگر زیارت دل کیسے بے وضو کرتے
یقین ہے صبح قیامت کو بھی صبوحی کش
تیمم آب سے اور خاک سے وضو کرتے

مسیح و خضر کبھی مرنے کی آرزو کرتے
اگر یہ جانتے جن جینگے ہمکو توڑینگے
اُٹھتے گے خواب سے ساقی سبو سبو کرتے
سراغ عمر گذشتہ کا ڈھونڈھتے گر ذوق

غرض تھی کیا ترے تیر و نظر آب برکا لنے
تو گل کبھی نہ تمنائے رنگ و بو کرتے
عجب نہ تھا کہ زمانے کے انقلاب سے ہم
تمام عمر گذر جاتی جستجو کرتے

ملکہ شیشہ می نوش کو بھی فرش خاک سے اٹھایا دیکھا یہ مہ جبین حیران پریشان مضطر بدحواس ملکہ انجم ماہ رخسار

تو ساحرہ زبردست ہی بادشاہزادی قلعہ انجم حصار ملکہ شیشہ می نوش سحر و ساحری سے بالکل ناواقف
پروردۂ مہد ناز و نعم اسیر مصیبت والم ایرج نے حکم دیا ای برادر شاپور شیر دل جلد اپنے کو لشکر ظفر اثر
مین پہونچاؤ ملکہ شیشہ می نوش کے واسطے محافہ منگاؤ شاپور نے عرض کی ابھی جاکر غلام محافہ لاتا ہی لیکن
سامنے ملاحظہ فرمائیے ایک شہر ویران معلوم ہوتا ہی اُس قصر سے کچھ آوازین آتی ہین ایرج اُس قصر کے قریب
آئے دیکھا اسپر بخط جلی مرقوم ہی کہ این قصر زندان خانۂ طلسمی ست غرض قفل توڑ کر ایرج نامور نے پھینکدیا
اندر آکے دیکھا دو ہزار جوانانِ شیر دل صاحبانِ شوکت و لیاقت اُس زندان تنگ و تاریک مین قید ہین ایرج
نوجوان کو جوانانِ مقید زندان مصیبت نے دیکھا زنجیرین سنبھالکر اپنے مقام سے اُٹھے واسطے تسلیم کے
خم ہوے عرض کی ای شہنشاہ گردون بارگاہ آج آپ کے روے زیبا کو دیکھکر یقین کامل ہوا کہ کچھ دن زندگی
کے باقی ہین اس راہ سے اِس ساحرہ نے قافلے کا نکلنا بند کر دیا ہم لوگ بخطا قید ہوے سالہا سال گذرے
کبھی آب و دانہ ملا کبھی نملا ایرج نوجوان کا دل بیقرار ہو گیا بہ تعجیل ول اُن سب کو غل و زنجیر سے رہا کیا اُس
قصر مین اسباب ضروری بھی بحساب تھا سب سرداروں نے نکالا ایک بارگاہ زرنفتی برآمد ہوئی اُسی وقت
وہ بارگاہ فلک اشتباہ استادہ ہوئی شاپور نے لشکر ظفر اثر مین خبر پہونچائی فوراً ملکہ سمن بر نے لشکر آراستہ
کرایا قریب زندان خانۂ طلسمی لشکر فروکش ہوا ایرج داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے ملکہ شیشہ می نوش
تخت پر انجم ماہ رخسار بعہدۂ وزارت ذنگل سپہ سالاری پر نقد روح ردان تماسم عالیشان شاہزادہ
ایرج نوجوان شاپور شیر دل براے انتظام حاضر لیکن مرائت جادو بعد روانہ کرنے عرضی طرف افراسیاب
کے تخت پر بیٹھی ہی لیکن کچھ کہہ رہی ہی دیکھئے شہنشاہ کیا انتظام کرتے ہین وزیر دمیشر عرض کر رہے ہین
کہ حضور شہنشاہ افراسیاب ایسی فوج دریا موج روانہ فرمائیگے کہ گاوزمین بار نہ سنبھال سکیگی یا
کوئی سردار ایسا زبردست آئے گا طلسم کشا کی مشکین باندھکر لیجائیگا اُنکے آگے انکی کیا حقیقت ہی یہ
ذکر تھا کہ کچھ ساحر گھبرائے ہوئے آئے عرض کی ای ملکہ عالم طلسم کشا مرحلہ جات شکست کرکے قریب
زندان خانۂ طلسمی پہونچ گیا ہی قیدیان زندان مصیبت کو رہا کر لیا اپنی آنکھون سے غلام دیکھکر آئے
ملازم آپکے شیشہ می نوش و ملکہ انجم کو گرفتار کرکے لائے فوراً طلسم کشا پہونچا اب صحبت عیش آراستہ
ہی بی انجم منتظم لشکر طلسم کشا ہین مرائت جادو یہ سنکر گھبرائی اور لاتکے بھی ساحران مرحلہ کے آکر پہونچے
ایک ہرکارے نے یہ بھی خبر بیان کی کہ طلسم کشا لشکر کشی کرکے قلعہ پر آیا چاہتا ہی اب مرائت جادو کو
تردد ہوا کہتی ہی طلسم کشا کو کون جواب دیسکے گا آخر اپنے مصاحبون کو جمع کیا اُنسے کہا صاحبو جو عرضی
مین نے خدمت شہنشاہ طلسم ہوش رُبا مین روانہ کی تھی وہان سے کچھ جواب نہین آیا مین سب سردارون کو

اپنے لیکر ہوش رُبا مین جاؤنگی مصاحبین سب گھبراگئے کسی نے جواب دیا طلسم کشا ہمارے آپ کے سدّ راہ ہوگا جانتے ہو یگا بموجب مثل گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے صاحبزادی وہان موجود ہین وہ سب نیک و بد سے آگاہ کرینگی طلسم ہوش رُبا تک پہونچنا دشوار ہوگا یہ باتین تھین کہ ظلمات جادو مرائت کا ذریر آکر پہونچا مرائت نے پوچھا اے ظلمات کہو کیا پیغام لائے عرض کی شہنشاہ طلسم ہوش رُبا سے کوہ فیروزہ پر ملاقات ہوئی طولاب روئین تن کو برائے مقابلہ ایرج روانہ کیا ہے حقیقت مین نہایت پہلوان زبردست ہے علاوہ زبردستی کے تیغ و تبر و نیزہ اُسپر تاثیر نہ کریگا آپ کی ہمشیرہ ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش بھی سُنکے بہت بیقرار ہوگئین خود آنے کو تھین مگر شہنشاہ نے منع کیا کیا عجب ہے وہ بھی کسی کو واسطے جبر کے روانہ کرین مرائت جادو خوش ہوگئی اُسی وقت اُٹھی حکم دیا کہ لشکر تیار ہو اٹھا کر ٹانگا کالا تخت پر سوار ہوئی دوسرے دن شاہزادہ ایرج نوجوان نے کوچ کیا قصد ہے کہ اپنے تئین قلعہ اسکندریہ پر پہونچاؤن دو کوس قلعہ باقی تھا کہ دیکھا مرائت جادو مع تین لاکھ ساحران خرس پیکر آکر پہونچی ایرج نوجوان نے حکم دیا بارگاہ استادہ ہو ملکہ انجم ماہ رخسار نے لشکر کو اُتارا ساحران قلعہ انجم حصار اور وہ شاہزادگان والا قدر جنکو زندان خانۂ ظلم سے رہا کیا انتظام لشکر مین مصروف تھین کہ صحرا سے گرد اُڑی طولاب روئین تن مع لاکھ سوار کے گینڈے پر سوار مغرور دریائے آہن مین غوطہ مارے ہوے آکر پہونچا مرائت جادو برائے استقبال خود نکل آئی طولاب روئین تن فوراً گینڈے سے کودا مرائت جادو کو دست بستہ مودب ہوکر سلام کیا مرائت جادو نے اُترنے کا حکم دیا طولاب روئین تن آگے بڑھکر مقابلۂ لشکر ایرج نوجوان مین اُترا مرائت جادو نے بہت کچھ سامان عیش و نشاط واسطے اس مغرور خرس پیکر کے بھیجا بیٹھ کر شراب خواری کرنے لگا ناگاہ پہلوان روئین تن زرین پوش یعنی آفتاب تابان بخوف نہیب تیغ ماہ تابان داخل قلعۂ مغرب ہوا اور رستم آسمان اول شاگردان ثابت و سیارگان کو ہمراہ لیکر اکھاڑے مین چرخ نیلی کے داخل ہوکر ورزش کرنے مین مصروف ہوا یہان طولاب روئین تن کا دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا مرائت جادو تخت پر بیٹھی ہے مگر نہایت پریشان خیال ہے کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے کہ طولاب نشہ مین بلبلایا کہا ملکہ حکم دیجیے طبل جنگی بجے مرائت نے حکم دیا نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ہرکارے لشکر ایرج نوجوان کے جو حاضر تھے خبر لے کر خدمت مین شاہزادے کے حاضر ہوے ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجالائے قطعہ

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ	گل سرخ تابد چو روشن چراغ	نگین سعادت بنام تو باد	ہمہ کار عالم بکام تو باد

اے شہریار طولاب غدار نے طبل جنگی بجوایا ہے کل اُسکا ارادہ ہے کہ بندگان شاہی سے مقابلہ کرے

ایرج نوجوان نے حکم دیا ای ملکہ انجم ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی وبتائید ربانی طبل جنگی بجے لشکر ایرج نوجوان مین نقارۂ رزمی بجا لشکرون مین شہور ہوا کل مقابلہ ہی افراسیاب بادشاہ ہوش رُبا نے طولاب روئین تن کو بھیجا ہی کل طلسم کشا سے مقابلہ پڑیگا تیاریان لشکرون مین ہونے لگین مردان عالم سلاح جنگ درست کررہے ہین نیزون کو زہر سے آبداریان دیں کہین سنان نیزہ کو درست کیا چار آئینہ صیقل ہوئے تلوارین چرخ چڑھ رہی ہین کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین ہی نقیب نوجون کو جگاتے پھرتے ہین شعر جوانو جوانمرد و ہشیار ہو ۔ سلاحون سے اپنے خبردار ہو ۔ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا لشکر اسلام مین صدائے اذان بلند ہوئی اس صدائے فرح افزا سے روح سامری دردمند ہوئی لشکر کفار مین گھنٹہ ناقوس بجا شوالون کے دروازے کھلے پوجا پاٹ ہونے لگا شہسوار عرصۂ مشرق نے سرزرین آفتاب کو پشت پر لگا یا نیزۂ خطوط شعاعی کو ہاتھ مین لیا تیغ مہر کو حمائل کرکے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا **اشعار**

روز دیگر کاین جہان پر غرور	یافت از سرچشمۂ خورشید نور	ترک وز آخرابن زرین سپر	ہندئ شب را بہ تیغ افگندہ سر

ایرج نوجوان بصد شوکت وشان بہیبت کرۂ بن اشقر پر سوار ہوئے ملکہ شیشہ نمی نوش سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ملکہ انجم ماہ رخسار انتظام کرتی ہوئی گرد ایرج نوجوان شیران دشت نبرد اس جاہ وحشم سے میدان کارزار مین پہونچے دیکھا آمد لشکر مرات جادو آگے آگے طولاب روئین تن اودیچی بہاہوا تخت پر ملکہ مرات جادو کئی لاکھ ساحران غدار حربہائے سحر ہاتھ مین ہمراہ تخت مرات ناز کرتے ہوئے آتے ہین کہ آج لشکر طلسم کشا کو پامال کرینگے دونون لشکر میدان کارزار مین آکر ٹھہرے صفین جانبین سے آراستہ ہوئین دونون لشکرون کے نقیب نکلے سرود چھیڑے اشعار عبرت آمیز پڑھے مراد یہ ہی کہ یار گردش فلکی سے ڈرنا چاہیے فلک کجرفتار گردون غدار ہر وقت درپے آزار ہی عیش وراحت دنیا کا بیکا ہی صاحبان لیاقت کی تباہی سفلہ فرماجون کی ردسیاہی کیسے کیسے اولوالعزم بادشاہ برباد ہوے کم ظرف آباد ہوئے **نظم**

اک لب نان کے پے حیران ہوتے سہر شہر
کیا کرون اسکی طبیعت کے ماون کو ہین نقل
آن مین اوج حسب کو ہو پہنچے مجہول النسب
تا کجا کہیے غرض اس سفلہ پرور کا مزاج
دور مین اس روسیہ کے اب بجز بخل وحسد
بوریے پر شمع کے دیکھے تو جلتا ہی پتنگ

مثل ماہ نو ٹڑے پہرتے ہین عالی ہمتان
کیا کرون نیرنگی گردش کا اب اسکی بیان
خاک ذلت پر گرے پل مین فلان ابن فلان
اک وتیرے پر نہین گاہے چنین گاہے چنان
دوستی کا تو کہین ہرگز نہین نام ونشان
دشمنی معشوق وعاشق مین ہی اتنی درمیان

ان اشعار عبرت آمیز سے ان نقیبون کے لشکرون مین سناٹا آیا حال دنیائے ناپائدار آنکھون کے نیچے

پھر گیا عیش و فرحت چند روزہ نگاہون سے گر گیا ہر شخص کا یہی قول ہے کہ یارو زندگی بحر جہان مین حباب کے مثال ہے ہر گھڑی کسی کو زوال کسی کو کمال ہے صفون پر سناٹا آ گیا قلب مردان عالم کا تھرا گیا طولاب دُمین تن نے گینڈے کو صف سے نکالا سامنے مرائت جادو کے آ کر کود پڑا پایہ تخت کو بوسہ دیا مرائت نے دست شفقت پشت پر پھیرا جام شراب اس خانہ خراب کو اپنے ہاتھ سے پلایا طولاب نشہ مین جھومتا ہوا چلا ہر شخص نے دیکھا کہ دو پہاڑون کو جنبش ہے دیو کو قتل مسلمانان کی کوشش ہے طولاب میدان کارزار مین آیا دو گھڑی کامل نیزہ ہلایا خوب فنون سپاہگری کھلائے جب خوب عرق عرق ہوا سر اُٹھا کر طرف لشکر اسلام کے دیکھا آواز دی اے فرقۂ خداپرستان واے زبردستان واے خیرہ سران جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے نکلکے مابدولت سے مقابلہ کرے شعر گران سر کرا بار سر بر تن است ٭ حکیم علاجش بدست من است ٭ طولاب رُدمین تن نے جو مبارز طلبی کی شیر بیشۂ صاحبقران ایرج نوجوان نے گھوڑے کو پھیرا تمام لشکر کے علمون کو جلوہ ملا نشان سیدھے ہوئے جنگ کا نشان ملاشقہ ہاے علمہاے زنگاری کھلگئے بہت سے پہلوان گھوڑون سے کود ے رکاب سعادت انتساب پر ہاتھ رکھدیا مراد یہ ہے کہ میدان کارزار مین ہم جائین ایرج نوجوان نے فرمایا اے شناوران دریاے محبت واے غواصان قلزم مودت ہمارے جد عالی تبار نے یہ قاعدہ مقرر فرمایا ہے کہ جو جسکے مقابلہ کا خواہان ہوتا ہے وہی جاتا ہے علاوہ ازین عرصہ دراز گذرا ہمکو لشکر سے جدا ہوے چاہتا ہون کہ پروردگار مجکو مظفر و منصور کرے کہ جا کر بزرگون کی قدمبوسی کرون وہان بھی مقابلہ عظیم پڑا ہے لقا ایسا ملعون جسنے دعوی خدائی کیا ہے اُسکے ساتھ بڑے بڑے پہلوانان زبردست جنکے خوف سے رستم و افراسیاب پست مقابلہ مین ہمارے جد عالی تبار کے موجود ہین آپ لوگ دعا مین مصروف ہون کہ اس فیل مست کی شر سے پروردگار نجات دے یہ فرما کر ایرج نوجوان سامنے ملکہ شیشۂ مے نوش کے آئے گھوڑے سے کود پڑے اجازت خواہ ہوے حجاب سے ملکہ نے سر جھکا لیا لیکن سر عزت اوپر آسمان افتخار کے پہونچا یا جی مین کہتی تھی اے شیشۂ مے نوش لیاقت اس گھرانے پر ختم ہے کیا عزت افزائی فرماتے ہین اور اس کوہ پیکر کو دیکھکر دل بھی کانپ رہا ہے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا کہ پروردگار آپ کا نگہبان ہے مناسب تو یہ تھا کہ اور ملازم جا کر مقابلہ کرتے آپ نہ تکلیف فرمائین مقابلہ مین اس غول صحرائی کے نہ جائین ایرج نے کہا مصرعہ دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است ٭ ملکہ نے سر جھکایا شاہزادہ پشت مرکب پر سوار ہوا کرہ بن اشقر نے کنوتیان بدین یقین ہوا کہ آقا بن چڑھے دہانے کو چبایا دم سے چنور کرتا ہوا مثل باد صرصر لشکر سے نکلا نظم

دم ہی کیا باد صبا مین کہ دم شیر جہان
اور پہونچ جائے کہین وہم شل خیال
جلد اتنا کہ جہان عرصۂ جولان اُسکا
پھرتا کاوے مین ہی وہ صورت فانوس خیال

تیرے گلگون سبک سیر کے جاوے دنبال
ہی وہ ہیکل مین اگر دیو تو صورت مین پری
عہد مستقبل و ماضی کا وہان ہی اک حال
اُس فلک سیر کو جولان جو کرے تو ہی دیر

یون وہ دو چار قدم خاک اڑا کر بھاگے
ہو اُڑان اُسمین ملک کی تو بشر کی ہی خصال
زیب تن اُسکے جو منہدی کا ہی ہر گل تصویر
ہر زمیع سیر فلک ہو نہ مبادا پا مال

طولاب روئین تن اس دلیر صف شکن کی آمد دیکھکر حیران جمال و محو دیدار ہوا امرات جادو تخت پر سوار کہہ رہی ہی کہ ہما جہزادی کو تخت سلطنت ملا وہ گڑے نے بادشاہ کیا بھلا اب اُنکے برابر کون ہی جب گھوڑا طرارہ بھر کر ایرج نوجوان کا میدان کارزار مین آیا چنگل خورشید مثال ایرج نوجوان دیکھکر دنگ ہو گئی حُسن و جمال کی تعریفین کرنے لگی کہتی تھی کہ صاحبو نگاہ شیشۂ مے نوش کی بڑی دور پہونچی بڑی جوہر شناس ہی حقیقت مین شہرہ اُسکا فنون سپاہگری مین طاق شہرۂ آفاق حسن مین بے نظیر چہرہ رشک ماہ منیر آمد تو دیکھو ہر ایک کے جسم مین تھرتھری ہی جرأت اُسکی رگ و ریشہ مین بھری ہی یہان ایرج نوجوان قریب طولاب روئین تن پہونچے تگاور چلی یا پنج قدم گینڈا طولاب کا تین قدم مرکب ایرج نوجوان کا پیچھے ہٹا طولاب نے سراپا کو ایرج نوجوان کے دیکھا کہا ای نوجوان اپنی جوانی پر رحم کر مین رہنے والا طلسم ہوش رُبا کا ہون حکم شہنشاہ افراسیاب کا ہو کہ سر کاٹ لاؤ لیکن اگر تو میری اطاعت کرے تو مین تیری خطا معاف کرا دونگا ایرج نے آواز دی کیا جھک مارتا ہی یہ میدان کارزار ہی کچھ زور بازو دکھا یہ سنکر غصہ مین طولاب نے گینڈے کو پیچھے ہٹایا نیزے کو گردش دیتا ہوا سینۂ بے کینہ ایرج نوجوان کو تاک کر لگایا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایرج نے ایک مقام پر گانٹھکر تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے طولاب روئین تن کے نکل گیا نیزہ بھر آب خجالت مین غرق ہوا مُنھ پر ہوائیان اُڑنے لگین قہر و غضب مین آکر گرز پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے جا پڑا ایرج نے اپنا گرز اُٹھا کر چہرے کی پناہ کیا آواز دی ای پروردگار عالم شعر ببین کہ چہرہ ام از برگ گل بود نازک تو پناہ گرز ندارم پناہ تو وارم بیا قاضی الحاجات مدد دے گرز آکر گرز پر پڑا تتق گرد بلند ہوا طولاب روئین تن نے گینڈے کو ہٹاکر آواز دی زدم و پست کردم شعر کجا پہلوانان گردان کیہان اگر خاک جوئی نیابی نشان شاپور شیر دل نے جو یہ دیکھا بیقرار ہو کر دوڑ پڑا گرد مین آکر دیکھا ایرج نوجوان کے دونون ہاتھ مثل ستون کے قائم ہین سر سے تا ناخن پا پسینہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ شاپور نے چھینٹا پانی کا مارا ایرج نوجوان نے آنکھ کھولدی شاپور نے کہا ای شہریار حریف لاف دگر زان کر رہا ہی ایرج نے گھوڑا بڑھا کر گرز کا وار کیا آواز دی ادبیچا دیکھ حافظ حقیقی نے مجکو بچایا ضرب مردان عالم

روک یہ کہکر گرز مارا اُس روسیاہ نے گرز کو گرز پر روکا غبار بلند ہوا طولاب روئین تن اُسمین
چھپ گیا مرات جادو نے غبار کو اشارہ کیا جاکر دیکھو تو طولاب پر کیا گذری غبار دل گردین
گیا جاکر دیکھا طولاب کے گینڈے کی کمر ٹوٹ گئی دونون گھٹنے آشنا بزمین آنکھین بند دل دردمند
غبار نے غل مچایا چیخا پانی کے چھینٹے لگائے تب اُسنے آنکھ کھولی غبار نے پوچھا اے پہلوان دوران کیا گذری
گھبراکر طولاب نے کہا چھٹی کا دودھ زبان پر لذت دے گیا یہ کہکے چاہا گینڈے کو بڑھائے غبار نے کہا حضور
گینڈے کا کام تمام ہوا طولاب غصہ مین کودا تلوار کھینچکر چلا کہ ایرج کے گھوڑے کو پی کردون ایرج کی
جونگاہ پڑی کہ طولاب تلوار کھینچے ہوئے آتا ہے گھوڑے سے کود پڑے طولاب نے جو ایرج کو پیدل پایا
تلوار پھینک کر لپٹ گیا اب کشتی ہونے لگی ٹکر چلی طولاب روئین تن دنگ ہورہا ہے ایرج نوجوان
تعلیم کردۂ مہتر مہتران ہے لیکن ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش کو جب افراسیاب کو ہ فیروزہ سے چلا گیا
یہ خیال آیا کہ بہن مرات جادو پر آج کل یہ مصیبتین ہین ہرچند شہنشاہ نے منع کیا ایسے وقت مین خبر
لینا ضرور ہے داضح رائے ناظرین ہو کر حاکم دربند و ساحرہ خود پسند منظور نظر افراسیاب طاؤس پر
سوار ہوکے طرف طلسم اسکندری کے چلی اُسوقت آکر پہونچی کہ ایرج نوجوان وطولاب روئین تن کشتی
لڑرہے ہین مرات جادو تماشا دیکھنے مین مصروف ادھر تخت پر ملکہ شیشۂ جم نوش دعا مین مشغول
انجم ماہ رخسار آگے بڑھی کھڑی ہے کہ اگر کوئی ایرج نوجوان پر سحر کرے تو مین جا پڑون سینہ سپر کردون
فیروزہ نے جو شیشۂ جم نوش کو تخت پر دیکھا کہ ماں کے مقابلہ مین تخت پر بیٹھی ہے جل گئی تاب صبر نہ
باقی رہی وہین سے نعرہ کرکے لشکر طلسم کشا پر جا پڑی دو گولے اس زور شور سے مارے کہ کئی ہزار کے سر
پھٹ گئے فیروزہ کے سحر سے اندھیرا چھا گیا زمین کانپی آگ برسی فیروزہ نعرہ کرکے لڑنے لگی پلٹ کے ایرج
نوجوان نے جو دیکھا لشکر مین صدائے فریاد والغیاث بلند ہوئی دھوئین نے لشکر کو گھیر لیا خشا ہزادے
نے روئین تن سے ہاتھ اُٹھایا بے اختیار منھ سے نکل گیا کہ ادبے حیا تامل کر مین اپنے لشکر کی خبر لون یہ کہکر ایرج
نوجوان چھپٹا طولاب نے گریبان مین ہاتھ ڈالا کہا او نبیرہ حمزہ کہان جاتا ہے ہاتھ جو اس روئین تن نے
مارا لوح کا فور او ٹوٹا لوح ہاتھ مین طولاب روئین تن کے آئی کشتی مین یہ عاجز ہو چکا تھا لوح جیسے ہی
اسکے ہاتھ مین آئی ایرج غصہ مین پلٹ پڑا چاہا لوح اُس سے چھینون اس بیحیا نے پکار کر آواز دی اے ملکہ
مرائت مین نے لوح طلسم کشا سے چھین لی جلد میری مدد کو پہونچئے ایرج نے تو اسکے گریبان مین ہاتھ ڈالا
اُسنے نعرہ کرکے لوح کو پھینک دیا ایرج تو طولاب سے لپٹ پڑے لیکن ملکہ مرائت جادو کا چہرہ خوشی
سے سُرخ ہوگیا جھپٹ کے گری لوح اُٹھائی رومال مین لپیٹ کر جھولی مین رکھی لشکر والونکو آواز دی

ہمشیرہ صاحبہ کا ساتھ دو یہان ایرج نے غصہ مین گریبان طولاب کا تھا نبا ہکا مارا سر اُسکا زمین سے آشنا ہوا البقہر و غضب دونون ہونٹ چبھتے تھام کے لے دوڑا بارھوین قدم پر پہونچکر کولے پر لاد کر مارا دھم سے لٹھے کا لٹھا گرا گندۂ زانو سے سینہ پر کینہ کو دبا کے کہا کہ شناخت مین پروردگار کے کیا کہتا ہی اُسنے کلمہ کچھ سخت کہا ایرج نے ایک پانون اُسکا دونون پانون سے دبایا ایک پانون کو دونون ہاتھون سے تھاما چیر کر پھینک دیا مرائت جادو کی جو نگاہ پڑی کہ ایرج نے طولاب کو چیر کر پھینک دیا لوح طلسمی تو اُسکے پاس آ چکی ہی چند دانے ماش کے ایرج پر پھینک مارے ایرج لڑکھڑا کر زمین پر گرا مرائت نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ اس جوان کو اُٹھا لو کنیزین ملبوہ کر کے چلین دور سے ملکہ انجم نے یہ قیامت دیکھی شاہزادہ ایرج نوجوان زمین پر لوٹ رہا ہی کلیجہ پھٹ گیا کنیزون پر آ گری لڑنے لگی کئی کنیزون کو قتل کیا چاہا ایرج نوجوان کو مرکب پر سوار کر دون کہتی جاتی ہو ای شہریار غضب ہوا لوح آپ کے قبضے سے نکلگئی پاس مرائت کے پہونچی مین آپ کو گھوڑے پر سوار کر دون آپ نکل جائیے جو ہم پر گذریگی سمجھ لین گے ایرج نوجوان حجاب سے کچھ جواب نہین دیتے مرائت جادو و ملکہ انجم ماہ رخسار پر آ پڑی للکار ادھم کہرام کیا کرتی ہی انجم نے پلٹ کر مرائت پر گولہ مارا آپسمین سحر چلنے لگے فیروزہ فیروزہ پوش نے جاتے ہی ملکہ شیشہ می نوش کو گرفتار کر لیا اکیلی انجم بھی ایرج نوجوان کے قریب آتی ہی کبھی کھنچتی ہٹتی ہی اہالیان لشکر کو ترغیب جنگ کرتی ہوئی طرف فیروزہ کے جاتی ہی جن جادوگرون کے قبضے مین ملکہ شیشہ می نوش کو کر دیا ہی اُنپر کئی مرتبہ گری ملکہ شیشہ می نوش کو چھڑایا جب قریب ایرج کے آتی ہی ملکہ شیشہ می نوش پر ملبوہ ہوتا ہی جب شیشہ می نوش کی طرف جاتی ہی ایرج کو ساحر گھیرتے ہین اس آمد و رفت مین انجم انتہا کی زخمی ہوئی سر سے خون جاری فیروزہ سے مقابلہ کے لائق نہین ایسے اُسنے دو چار سحر کیے کہ زمین کو جنبش ہوگئی ہزارون بیہوش ہو کر گرے یہ قیامت شاپور نے جو دیکھی کہ سحر چل رہا ہی آقا کے قبضے سے لوح نکلگئی خیال مین آیا کہ لشکر سے نکل جاؤن رات کو عیاری کر کے آقا کو رہا کرونگا لوح پر قبضہ کر لونگا یہ سوچکر عین گرمی جنگ مین قصد ہوا کہ نکلے مرائت جادو کی نگاہ پڑ گئی آواز دی خبردار یہ متنفس نہ جانے پائے اسکے ہاتھ سے بڑے بڑے صدمے پہونچے ہین چہار طرف سے شاپور پر گولے پڑے گھر گیا نہ نکل سکا کنیزون نے دوڑ کر مہتر شاپور کو پکڑ لیا ادھر ایرج بھی سحر سے مرائت کے مرکب سے گرے ساحرون نے ہاتھون ہاتھ شاہزادے کو اُٹھا لیا شاپور و ایرج کو ایک ارابے پر ڈالا اب خالی ملکہ انجم ماہ رخسار باقی ہی وہ یہ لڑ رہی ہی کبھی ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش سے مقابلہ کرتی ہی کبھی مرائت کی جانب جھپٹ پڑتی ہی کبھی اُن جادوگرنیون کی جانب کہ جہان ایرج و شاپور قبضہ مین کافرون کے ہین چاہتی ہی کہ شاہزادے کو رہا کر دون کبھی یہ

خیال مین آتا ہے کہ شاپور کو چھڑا دون بھاگ کر نکل جاؤن یہ فرزند عمرو ہے رات کو آکر عیاری کریگا بنیاس لوح پر بھی قبضہ کر سکتا ہے لیکن وہ ہنگامہ ہے کہ کچھ بن نہین پڑتا لڑنا بھی مشکل نکلنا بھی دشوار آخر اب کیا کرے نہ روے رفتن نہ پاے ماندن بیقرار ہو کر دعا مانگنے لگی اے خالق کارساز اے رب بے نیاز وقت مدد ہے اے انجم افسوس اشعار

اللہ غم بتان مین یک چند
بے فائدہ جان کو کھپایا

سمجھا نہ کہ راہ ہے خطرناک
دین و دل و عقل کو لٹایا

کی گریہ نے کتنی آب باری
دریا مری چشم سے بہایا

ہر حلقۂ دام آرزو نے
طوقِ لعنت مجھے پنہایا

گہ ساقیِ سرخ لب کے غم نے
خونابۂ دل و جگر پلایا

بتخانے کو بفلک کعبہ سمجھے
گر شوق نے گرد کو پھرایا

کرتے رہے شکر تجھ بیدار
ساتھ اپنے صنم نے گر بلایا

یہ بے خبری کہ بعد جسکے
تھے واجب و فرض اسے بھلایا

کتنی ہی قضا ہوئین نمازین
پر سر کو نہ پاؤن سے اٹھایا

آیا نہ کبھی خیال حج کا
حلوا سو بار اگر کھچایا

افسوس شکستِ صوم یکسو
یہ شکر کہ اسنے ساتھ کھایا

ہر چندکہ قول ہے صحون کا
کچھ تلخ نہ تھا ولے نہ بھایا

اللہ رے گناہ ہیچ
وہ ہین کہ شمار کو تھکایا

یہ عشق وہ بد بلا ہے جس نے
ہاروت کو چاہ مین پھنسایا

حاصل نہوا سوا ندامت
کس نجم کو خاک مین ملایا

گرداب میرے ڈبونے کو تھا
جون قطرہ کہ خاک پر گرایا

دل گرمیِ شوق شعلہ رو نے
کیا کیا نہین خاک پر لٹایا

ہم نرمیِ ماہوش نے گاہے
جون بدر سحر تلک جگایا

تھا شور فدا کے جابے لبیک
اُس دشمنِ دین نے گر بلایا

بوسہ جو دیا ذقن کا گویا
سیبِ خلدِ برین کھلایا

اُٹھا کوئی ناز مین صنم گر
سوگند دروغ کھا اٹھایا

گل پیرہنون کی آرزو نے
اکثر خز و پرنیان پہنایا

نیت سی کبھی توڑ دینگے گویا
گر اُسنے نماز مین ہنسایا

واعظ کی کہی نہ کوئی مانی
کتنا ہی عذاب سے ڈرایا

توڑا نہ وفا کے سلسلے کو
توبہ ہی یہ زور آزمایا

ہے عام خطاب یا عبادی
اُسنے تو کچھ امر اسند بہایا

انجم ماہ رخسار دعا مین مصروف ہے ساتھ والے صدہا گرفتار ہوئے ہزارہا مارے گئے ایرج و شاپور قبضہ مین ملازمان ملکۂ جادو کے فیروزہ کے سحر سے ابر فیروزی اُٹھ رہے ہین جسمین ہزارون کو مٹایا آگ برسائی کبھی دریا بنایا صدہا کو ڈبویا شیشہ می نوش مثل تصویر خاموش تخت پر سر جھکائے ہوئے تاج ڈھلکا ہوا چہرہ اُداس زندگی سے یاس انجم ماہ رخسار کو دعائین دے رہی ہے کنیزون کو ترغیب دے رہی ہے کہ ملکۂ انجم کا ساتھ دو انکا دوہائی دینا کہ واری ہمارا سحر فیروزہ تک نہین پہونچا حضور ہم مجبور ہین ناچار ہین جان دینگے قدم نہ ہٹائینگے مر بھر کر مر جائین گے یہان تو یہ رنگ ہے محفوظ خاطر ناظرین رہے کہ ایرج و شاپور قید ہو چکے ہین انجم ماہ رخسار زخمدار شیشہ می نوش تخت پر بیکار ہاتھ پاؤن سمجھیں و حرکت قریب ہے کہ انجم بھی گرفتار ہو

زمزمۂ داستان صاحب جاہ و توقیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کے بیان ہوتے ہین

کوکب قصر جمشیدی مین وننگل زرین پر جلوہ فرما کرسی پر ملکہ بران شمشیر زن وزیر اعظم دستور معظم خورشید روشن راے تمام مشیران سلطنت وزیران ابہت اپنے اپنے مقام پر متمکن ہمین ملکہ بران شمشیر زن نے عین گرمی صحبت مین عرض کی ای شہنشاہ گردون بارگاہ اس لڑائی کا حال تو حضور پر واضح ولایح ہوا خضران سبز پوش نے ہم لوگون کو گرفتار کیا حضور کے وزیر اعظم نے جاکر خضران سبز پوش کو ٹوک کے مار الیقین ہی اسد نامدار و خواجہ عمرو تا بہ طلسم صندل پہونچے ہون بہار دباغبان وغیرہ اُنکی تلاش مین جا چکے حکم ہو تو یہ کنیز بھی جائے کوکب نے سر بران کا سینہ سے لگا یا فرمایا ای نور نظر ضرور جانا چاہیے اگر کوئی کسی طرح کی افتاد ہو تو ہمکو ضرور تحریر کرنا ملکہ بران شمشیر زن فوراً اسباب سحر سے درست ہوکر سوار ہوئین شگوفہ سحر ساز وزیرزادی ہمراہ ہی جب باغ نگارین مین ملکہ آکر پہونچین انیسون جلیسون نے آکر گھیرا ملکہ پریشان تخلیہ مین آکر بیٹھین شگوفہ اندر آئی عرض کی حضور سب کنیزین برائے سفر تیار ہین جس جس ملازم کو ہمراہ لینا منظور ہو اُسکو تیاری کا حکم دیا جائے آتنا جو شگوفہ نے کہا ملکہ بے اختیار رونے لگی شگوفہ نے افلک بلائین لین کہا کیون حضور نصیب اعدا مزاج ہی خیر تو ہی فرمایا شگوفہ کیا کہون خود بخود اسوقت دل گھبراتا ہی کلیجہ مُنھ کو چلا آتا ہی شگوفہ نے عرض کی واری دلکو بہلائیے کانون کو ملبسکرون لگا نا سُنیے آپ کے دشمنون کو ایسا کیا صدمہ پہونچا ہی شاہزادۂ ایرج نوجوان کی خبر آپ کو بخوبی دریافت ہی مین خبر لائی آپ خود تشریف لے گئین عنایت سے پروردگار کی نیر اقبال اُنکا اوج پر ہی یقین ہی طلسم اسکندری کو فتح کیا ہو یہ سُنکر بران کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوئے کہا شگوفہ تمھارے دلکو ان باتون کی کیا خبر ہی خیال تو کر دم بھر مین فلک کجرفتار گردون غدار گردش دکھاتا ہی صاف دل یہ خبر دیتا ہی کہ اُنکے دشمنون پر رنج و ملال ہی ای مونس و ہمدم خیال تو کر و خدا اُنکی جان بچائے صدہا دشمن ہزار ہا ہزن مزاج کی اُنکے یہ کیفیت ہی کہ سیدھے سادے ہین جو جس نے کہدیا اُسپر کاربند ہین ہزار ہا دھوکے اُٹھاتے ہین آجتک اپنے دوست دشمن کو نہ پہچانا صاف دل خبر دیتا ہی اسوقت دشمنون پر کوئی آفت ہی یا کوئی صدمۂ عظیم ایسا پہونچا ہی کہ جو باعث خرابی ہوا ہی شگوفہ نے عرض کی نہین واری کسکی مجال ہی کہ اُنپر دست انداز ہو کہا شگوفہ کیا کہون دل خبر دیتا ہی کہ کسی آفت مین مبتلا ہین کانون مین صدائے ہا ہو آرہی ہی آنکھون کے اشارے ہین کہ گلچینی گلشن جمال کرین اُس سرو قد کو دل بھر کے دیکھین عقل کہتی ہی انجام بد ہی فلک کو ستانے مین عاشق و معشوق کے کد ہی ایسا نہو کہ گھڑی دو گھڑی کی عیش و راحت کے بدلے جان کھونا پڑے عمر بھر رونا پڑے ای مونس و ہمدم ہماری یہ کیفیت ہی اشعار

تا کار من دل شدہ با سلسلہ افتاد
چشم طلسم کے بہ نمی آبلہ افتاد
از وسعت ظرف دل عشاق مپرسید
عشق تو پلنگ است میان گلہ افتاد
ہر عضو من از من بجا تفرقہ گیرد
ام در بگو قسم سخن از مسئلہ افتاد

در بادیہ قیس عجب زلزلہ افتاد
در عشق تو کثرت کہ بخوارشی گرفتم
عاشق نہ چو منصور تنک حوصلہ افتاد
ہر راہ تو روے کہ بکوی تو قدم زد
وقتیکہ میان من و تو فاصلہ افتاد
سودا از حرم تا بہ نجف رفتم و دیدم

خار رہ تفتیدہ ام و تشنہ لب برق
رسوائی ما از نظر غلغلہ افتاد
در دین دل و صبر و خرد تفرقہ رو داد
از آتش عبرت بدلم آبلہ افتاد
گر دسخن پیر خرابات نہ گردیم
دُر در کف پایم عوض آبلہ افتاد

یہ کہکر بے اختیار ہو کر ملکہ بران شمشیر زن روئی ہر چند شگوفہ سمجھاتی ہی لیکن ملکہ کو صبر نہین آتا شگوفہ بہلا کے صحن باغ مین لائی کہ گل بوٹے سے دل بہلے یہان آکر اور زیادہ ترقی غم و الم ہوئی فرمایا کہ ای شگوفہ عوض مین عارض دلدار کے پھول پہ نگاہ ڈالو دیکھو آنکھ نرگس شہلا کی ہم سے پھر گئی اب اشارے ہین نہ کنائے ہین وہ نگاہ نہین دیدہ یار سے رسم و راہ نہین بی سوسن نے منھ پھلا لیا زبان بند خود دلپسند کیونکر اس سے حال اُس لالہ غدار کا پوچھین یہ مغرور کب صاف صاف بتائیگی ہر نخل آہ جانسوز ہر شاخ تیر دلدوز اس باغ مین آنے سے کیا ثمر حاصل ہوا اس مقام پر کیا کرے جھے تو ایسے باغ کے نام سے بیر ہی افسوس یہان بھی کچھ آرام نہ پایا شگوفہ تنے ہمارا دل نہ بہلایا بموجب اشعار

ہم کہے دیتے ہین زحمت خوردہ ہی
دیکھتے ہین جسکو وہ آزردہ ہی
منزل الفت مین رکھین گر قدم
کس کو پاس خاطر افسردہ ہی

دل تو حاضر ہی مگر پژمردہ ہی
جس طرح جی چاہے رکھین میرا دل
رستم و سہراب کا کیا گردہ ہی

تو نہ آتا ہی نہ آتی ہی قضا
جانتے ہین وہ کہ ہال مردہ ہی
کون سُنتا ہی تمھاری ای نسیم

ملکہ بران تو اس حال پر ملال مین شگوفہ سمجھا رہی ہی کہ دارعی ہان سب طرح خیر و عافیت ہوگی کبھی کہتی ہی ایک ساحر سے سُنا ہی کہ طلسم اسکندری فتح ہو گیا ملکہ کہتی ہی ای شگوفہ یہ بات میرے دل پہ نہین جمتی اسوقت جی چاہتا ہی کہ گریبان چاک کر دون جنگل مین اکیلی کہین نکل جاؤن آہوان صحرا سے دل بہلاؤن لیکن وہ بھی کم بخت آنکھین دکھائینگے راہ بیابان نجد نہ بتلائینگے صحن باغ مین ملکہ ٹہل رہی ہی شگوفہ سے یہ باتین ہین مگر اشکون کا تار بندھا ہوا ہی کہ یکایک آسمان پہ برق چمکی ملکہ بران شمشیر زن نے سر اُٹھا کر دیکھا شہنشاہ کوکب روشن ضمیر بادشاہ خوش تدبیر اُڑا ہوا ہوا پر چلا آتا ہی مگر کیفیت یہ ہی کہ تاج سر پہ قبضہ شمشیر پر ہاتھ غصہ سے چہرہ گلنار بران نے جلدی سے اشک حسرت پاک کیے باپ کے سلام کو جھکین پکار کر آواز دی کہ قبلہ و کعبہ خیر تو ہی کیا کچھ لشکر اسلام کی خبر وحشت اثر سُنی اسوقت سرکار کو بہت متغیر دیکھتی ہون کوکب نورانی

زمین پر اُتر آیا کہا اے نور نظر بعد تمہارے چلے آنے کے اتفاقات قضا و قدر سے قصر مرائت مین جو گیا تصویر نقد روح رعنا قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان دیکھی دلکو میرے اُس شاہزادے سے محبت ہی باعث محبت کا یہ ہی کہ ہمارے بھائی صاحب خواجہ عمرو کا پرورش کردہ ہی اُنکو آٹھ پہر اُس شیر کا خیال ہی تصویر اُس جری بہادر کی دیکھکر خیال مین آیا زبانی تمہارے سنا تھا کہ داخل طلسم اسکندری ہین وقائع نگار نے لکھا تھا کہ لوح طلسمی بھی مل گئی مرحلے بھی شکست ہوے اہالیان طلسم اسکندری پست ہوے مین نے جاکر مرائت واقعہ مین دیکھنے کا ارادہ کیا کچھ خوشی کچھ رنج دل تو آئینہ ہی یہی باعث معائنہ ہوا عجب حال زار مین اُس شیر کو مبتلا دیکھا لوح قبضے سے نکل گئی پاس دشمنون کے پہونچی لشکر پر تباہی ہی ہزارہا بندگان خدا قتل ہوے اے نور نظر دل نے نہ مانا ایسا نہو کہ مرائت جادو دشمنون کو قتل کرڈالے ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش حاکم دربند فیروزہ نگار وہ بھی وہان پہونچی اُسنے لشکر مین کھلبلی ڈالدی ہی بادشاہ اُنکے لشکر کی ملکہ شیشہ مے نوش وہ سحر نہین جانتی تخت پر بیہوش پڑی ہی آنکھین پتھرا گئین بس میرا جانا واجب لازم ہوا اے نور نظر مین بر سر طلسم اسکندری جاتا ہون اُس نور نگاہ صاحبقران کو بچاتا ہون بران نے کہا حضور کیون تکلیف فرمائین کنیز جائے کوکب نے کہا نہین بدون میرے جائے نہ بن پڑتے گا فیروزہ فیروزہ پوش ناظم ہوش رُبا بڑے زور شور سے گئی ہی اور سحر کر رہی ہی اُسنے کچھ فتور کرکے ایرج کو قید کرایا ہی اگر اُسکا پنجہ قابض ہوگیا تو قید کرکے طلسم ہوش رُبا مین لیجائیگی افراسیاب نام کا ایرج نوجوان کے دشمن ہی وہ فوراً آمادۂ قتل ہوگا اگر خدا نے فضل کیا تو صاحبقران اس طلسم مین ضرور تشریف لائینگے ارشاد ہوگا کہ کیون کوکب تم نے مالک ساحران ہین ہمارے فرزند کی خبر نہ لی مین کیا جواب دونگا ابھی چند روز کا عرصہ گذرا کہ اتنا بڑا احسان کیا کہ آکر جہانگیر سے مقابلہ کیا زیر کرکے لے گئے لوح طلسم نور افشان بجائی فتح عظیم ہاتھ آئی اگر وہ تشریف نہ لاتے جہانگیر کے ہاتھ سے کوئی زندہ نہ بچتا یہ شیر بھی آکر لڑا تھا بہر نوع میرا جانا واجب و لازم ہی یہ کہکر کوکب نے دستک دی ایک مرکب بادوقار اُڑتا ہوا سامنے آیا سامنے ملکہ بران کے کوکب روشنضمیر اس مرکب پر سوار ہوا ہر چند ملکہ بران نے کہا مجھکو کوکب نے ساتھ لیجانا بران کا گوارا نہ کیا مرکب اُڑا کر روانہ ہوگیا بعد جانے کوکب کے بران نے کہا کیون شگوفہ ہمارے دل کے حالات سے تو آگاہ ہوئی جو ہم کہتے تھے اُسی کا ظہور ہوا دیکھا دشمن اُنکے کس رنج و ملال مین مبتلا ہین میرے دل کو قرار نہ آئیگا ہر چند کہ والد نامدار تشریف لے گئے اُنکے سامنے میرے سحر کو کیا لیاقت ہی مین اُنسے بہتر کیا حفاظت کرونگی اے شگوفہ یہ بھی خدا کی قدرت ہی کہ والد نامدار کو ایرج نوجوان سے بھی محبت ہی لیکن دیکھیے یہ محبت انجام کیا دکھاتی ہی خدا انجام بخیر کرے دیکھا تم نے کیسے بیقرار ہوکر والد نامدار

تشریف لے گئے ہین خاص جیسے کوئی اپنے فرزند کے واسطے بیقرار ہوتا ہو میرا جانا بھی واجبات سے ہے مین الگ سے جاکر تماشاے جنگ دیکھونگی شگوفہ نے کہا واری ایسا نہو آپ کے والد نامدار دیکھین فرمائین کہ تم کیون آئین بران نے کہا اب جانے مین کچھ بُرائی نہین کہدونگی حضور کی محبت مین دل کو تاب نہ آئی بیقرار ہوکر دوڑی آئی اے شگوفہ اسوقت بہت دل چاہتا ہے کہ ایک نظر جاکر شاہزادے کو دیکھ آؤن دل بیقرار ہے کلیجہ دھڑک رہا ہے قلب پھڑک رہا ہے آنکھون مین جلن ہے یاد زلف عنبرین مین الجھن ہے اشعار

صد حیف سینہ سوز فغان کارگر نہو
میرا شگاف سینہ ترا چاک در نہو
فریاد بیگناہ کشی جابجا کرون
قطع تعلقات کس امید پر نہو
ہون خانمان خراب ستم سے زیادہ تر
مین کیا کسی سے صبر مجھے دیکھکر نہو
پاے طلب شکستہ نہ کوتاہ دست شوق
کیسی بُری بنے جو گلہ بے اثر نہو
صحبت مین یکرات کی وہ تنگ آگئے
یہ کام بوالہوس سے کبھی عمر بھر نہو
مومن ہوا رقیب خدا اے صنم پرست

یان جان پر بنی ترے دل مین اثر نہو
اے آہ آسمان مین عبث رخنہ گر نہو
گرد ہم جان نثاری پیغامبر نہو
ایسے سے قدر عہد وفا کی امید کیا
ایسا نہو کہ اب بھی ترے لمبین گھر نہو
سودا ہے تجھکو گرمی بازار عشق کا
ہم بھی ستم کرین جو وہ نازک کمر نہو
ہے آرزو سے رگ کی بے التفاتیان
طول ازل سے قصہ مرا مختصر نہو
پامال کیجے شوق سے پھر بزم خاص مین
ایسے سے ڈریے جسکو خدا کا بھی ڈر نہو

دیکھین عنسم دردنہ یہ کب تک نظر نہو
ڈرتا ہون مین نزول بلا پیشتر نہو
معشوق دم میں ہے زاہد مفلس کو پاک ہے
جسکو ہنوز اپنے ستم کی خبر نہو
عابد فریب شوخی در غیبت فزا نگاہ
اسکا کہان خیال کہ اپنا ضرر نہو
حزن و ملال مین ہے دل آزردگی کا وہم
جینا میرا محال تو دشمن اگر نہو
ہین جان نثار کیسے تو درجا مین ہم بھی
آنا تو ہو کہ خاک مری در بدر نہو

ان اشعار کو پڑھکر ملکہ خوب روئی شگوفہ نے کہا حضور کیون آپ اپنے کو ہلاک کرتی ہین براے خدا صبر کیجیے بسم اللہ جاکر دیکھ آیئے حقیقت مین اسوقت شہنشاہ کس جوش محبت مین تشریف لے گئے ہین لیکن حضور یہ خبر طلسم ہوش رُبا مین پہونچ چکی ہے ایک ساحرہ کو حیرت نے روانہ بھی کیا تھا ملکہ بران نے کہا سہمناک جادوگنی جاکر لڑی شاید میرے ہاتھ سے واصل جہنم ہوئی اب بھی اگر اُسکو خبر معلوم ہو جائیگی تو ضرور روانہ ہوگی یہ باتین شگوفہ سے کرکے ملکہ بران نے طاؤس زرین بال سحر سے آراستہ کیا اسباب سحر سے درست ہوکر یکہ و تنہا طرف طلسم اسکندری کے روانہ ہوئین لیکن کوکب و شمقیمر بہ تعجیل تمام براے مدد ایرج نوجوان جاتے ہین افراسیاب جادو کوہ فیروزہ سے چلا راہ مین شمیم جادو اپنے قصر عالی پر مع مصاحبان خاص وانیسان با اخلاص صحبت آرا تھی نگاہ اُٹھاکے دیکھا کہ شہنشاہ جاتے ہین شمیم سحر سے بلند ہوئی پایۂ تخت پر ہاتھ رکھکر عرض کی حضور بالا بالا تشریف

لے جائینگے کنیز کو نہ سرفراز فرمائینگے افراسیاب شمیم کو دیکھکر نہال ہو گیا کہا ای شمیم ہمین یہ معلوم نہ تھا کہ تم اسی مقام پر رہتی ہو دوڑا ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا ہولے ہولے اوپر آیا شمیم نے تخت آراستہ کیا اسپر افراسیاب آکر متمکن ہوا شمیم نے شراب کباب ساقیان ماہ رخسار ورقاصان گلعذار کو حاضر کیا صحبت عیش ونشاط آراستہ ہوئی گل رخسار شمیم پر نگاہ پھولا ہوا بیٹھا ہی شمیم نے پوچھا حضور اسوقت کہان سے تشریف لاتے ہین افراسیاب نے جواب دیا کوہ فیروزہ پر برائے ملاقات ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش گیا تھا طلسم اسکندری پر مسلمانون نے بلوہ کیا ہی خبر ملی تھی کہ نبیرۂ حمزہ نے شاید کوح طلسمی بھی پائی اب مرحلہ جات پر گیا ہو لیکن مفصل ابھی احوال نہین دریافت ہوا ارادہ ہی باغ سیب سے جاکر ایک ساحر معتبر کو روانہ کردن باغیون کا حال دریافت کرکے سزاے کامل دون شمیم نے عرض کی حضور اب اسد غازی کس تدبیر مین ہو افراسیاب نے کہا ای شمیم اسد کا نام قرار دیا ہی سب کام ساربان زادہ کرتا ہی حیرت کی صورت پر مجھسے احوال دریافت کرکے طرف طلسم صندل کے گیا ہی لیکن طلسم صندل فتح ہونا دشوار ہی یقین ہی صندل جادو نے گرفتار کرکے قتل کیا ہو یہان صرصر و بہار کی بھی تدبیر ہو رہی ہی جسدن قصد کرونگا اُسی دن سب کو قتل کرونگا چند لونڈیان غلام بگڑ گئے اُنکی کیا حقیقت ہی لیکن کوکب نے جسدن سے شراکت مسلمانان کی لونڈی غلامون کی کمر مضبوط ہو گئی اول تدبیر طلسم نور افشان مناسب ہی مین خود جاکر طلسم کوکب کو فتح کرونگا شمیم جادو کے سامنے اپنی شوکت ولیاقت ظاہر کر رہا ہی کہ دیکھا آسمان پر ایک ابر سیاہ پیدا ہوا برق کی آنکھین جشمک زنی بڑے زور شور سے کڑکتا ہوا جاتا ہی شمیم نے کہا ای شہنشاہ دیکھیے یہ ابر کیسا ہی صاف ظاہر ہی کہ کوئی ساحر زبردست جاتا ہی افراسیاب نے ایک سنگریزہ اُٹھا کے طرف اُس ابر کے پھینکا آواز دی کون بے ادب جاتا ہی وہ سنگریزہ جاکر قریب ابر شق ہوا اب جو افراسیاب جادو نے بغور دیکھا شہنشاہ کوکب روشن‌ضمیر مرکب بادرفتار پر سوار تاج زرین بر سر قبائے قلمکار زیب جسم الوز سلاح حرب وضرب سے آراستہ ابر مین چھپا ہوا جاتا ہی کوکب کی جو نگاہ افراسیاب پر پڑی آواز دی او بیحیا مردان عالم کو راہ مین ٹوکتا ہی بے سبب روکتا ہی افراسیاب تیغہ کمر کو اُٹھا اُٹھتے اُٹھتے کوکب پر سحر کیا شعلہ ہاے آتش نے چار جانب سے گھیر لیا کوکب نے باران سحر برسایا اُس بدخو کے ہاتھ سے اپنی آبرو بچائی جاہا تڑپ کر نکلجاؤن سوقت اس سے نہ اُلجھون لیکن افراسیاب جادو کب مانتا ہی غصہ مین بھرا ہوا بیٹھا تھا اُسی جوش وخروش مین کوکب کو آتے دیکھا جا پڑا آپسمین سحر چلنے لگے افراسیاب نے سحر کیا صدہا تلواریں گرین مرکب کوکب کا مارا گیا یہ ثابت نہوا کہ گھوڑا مرکب گیا یہ ناری ٹکڑا ہوا آگ برسا رہا ہی اول شمیم جادو نے

کھڑے ہوکر دو چار سحر کیے کوکب روشن ضمیر نے پلٹ کر آواز دی بی شمیم تمھاری کیون قضا آئی دماغ مین سودا ہی بوے نخوت دماغ مین بھری ہی مثل بو غائب ہو جاؤ گی ہوا اُڑا لیجائیگی لیکن یہ کب مانتی ہی جانتی ہی کہ شہنشاہ طلسم ہوش رُبا سامنے موجود ہین کوکب نے جب دیکھا یہ نہین مانتی افراسیاب کے سحر کا جواب تو دے ہی رہا ہی چند دانے ماش کے کنیزان شمیم پر پھینک مارے دو سو کنیزان شمیم جھوم کر پکار اُٹھین ستم ملازم شہنشاہ کوکب روشن ضمیر بہن نے بہن کو قتل کیا ماں نے بیٹی کو مارا چند نے ملکہ بی شمیم کو زخمی کیا شمیم ایک جانب بھاگی اُن سبھون کا آپسین لڑ بھڑ کے کام تمام ہوا افراسیاب غصہ مین تلوار کھینچکر کوکب پر چلا کوکب نے بھی نیمچہ برق مثال کھینچا آپسین دو گھڑی تلوار چلی پرواز مین نئے شعبدے پیدا ہوے یعنی کبھی ابر آسمان پر آیا برستا ہوا نکل گیا کبھی ابر نے یہ جبر کیا برف برسی اولے پڑے صحرا برف سے معمور ہو گئے لاکھون طائران دشت ٹھنڈے ہوئے گرم مزاجون پر آفت ساکنان دشت پر مصیبت غولان بیابانی یہ مصیبتین دیکھکر صدہا سر ٹکرا کر مر گئے کہ جنگل سے فیلان مست گھبرا کر نکل آئے جب کوکب نے وار کیا افراسیاب پر برج آتشین گرا اُسمین یہ شعلہ جو بند ہوا چشم زدن مین شعلۂ جوالہ بنکر نکلا کوکب پر سحر کیا شعلہ ہاے آتش نے کوکب کو گھیرا برقین گرین خنجرون نے دم خم دکھلائے تلوارین نیام سے باہر ہوئین کبھی تیر برسے کبھی آگ لگی دونون نے خوب خوب شعبدہ بازیان دکھلائین کوکب مرد مردانہ شیر فرزانہ فقط جی دار ہی ورنہ افراسیاب نہایت زبردست ہی سحر و ساحری مین کوکب سے زیادہ فوج لشکر مین بیحساب طلسم وسیع لیکن کوکب نے قدم پیچھے نہین ہٹایا جب مقابلہ پڑا سوچ لیا کہ آج جان دینگے تیغ برق مثال کھینچکر کوکب جا پڑا افراسیاب کو آئینۂ شمشیر کوکب مین جلوۂ عروس مرگ دکھلائی دیا آستینین چاک کرکے بازو کا تکہ دیکھا دیا کوکب نے آواز دی او نامرد کبھی تجھ سے مزہ لڑائی کا نہ ملا جی چاہتا ہی دل کھولکے تلوار چلے سپاہگری کا مزہ ملے ناچار کوکب نے بھی تکہ بازو کا دکھلایا دونون بموجب قاعدہ قدیم بیہوش ہوے افراسیاب کو ماہیان زمرد پوش کوکب کو سوار زرین پوش لیکر غائب ہوے کوہ شمیم پر سناٹا ہوے انسان نہین آتا عجب فلک نے انقلاب دکھلایا کوکب براے مدد ایرج نوجوان جاتے تھے راہ مین یہ معاملہ درپیش ہوا وہان وقت انتقام ہی ملازمان مراءت نے ایرج و شاپور کو گرفتار کر لیا ہی فیروزہ فیروزہ پوش بعد جوش و خروش سحر کرنے مین مصروف یہان سواے ملکہ انجم ماہ رخسار کے کون ہی جو مدد کرے کبھی فیروزہ سے لڑی کبھی مراءت پر جا پڑی سحر کی قلعی کھل گئی مراءت سے مقابلہ کرکے زخمی ہوئی مصاحبان خاص بیچ مین آپڑین ہزارہا کا فضیحت ہوا ملکہ غشیہ مے نوش تخت پر گرد کنیزان نامور وہ سب ملکہ ملکہ کو بچاتی ہین مگر شور گریہ وزاری بلند اہالیان لشکر ایرج در دمند پڑا کٹ رہا ہی ہزارہا بھاگ کر نکل گئے ہزارہا آمادہ

مرگ ہین فتح سے مایوس شکست کا سامنا ایرج نے جو یہ حال مصیبت مآل آپ نے اہالیان لشکر کا دیکھا دل ٹکڑے ہوگیا پکار اُٹھے شعر شاہا زکریمی و رحیمی و غفور بہ دست ما گیر کہ در ماندہ و بے بال و پریم ہنوز ایرج کی بیقراری ملکہ شیشہ جم نوش کی اشکباری قریب ہے کہ انجم ماہ رخسار بھی گرفتار بلا ہو یکایک آسمان پر لکہ ابر گلنار لعبدہ وقار ظاہر ہوا اُس ابر سے برق کی چشمک زنی قریب آکر ابر شق ہوا ملکہ بران شمشیر زن سمجھی تھین کہ دالدنا مدار نے جا کر ایرج نوجوان کو رہا کیا ہوگا مین دور سے تماشا دیکھنے چلی آؤنگی اب جو نگاہ پڑی کل لشکر مبتلاے بلا دیکھا فیروزہ فیروزہ پوش نے آگ لگا دی ہے مرائت جادو کا سحر سب پر آئینہ ہے اب ملکہ بران گھبرا گئین کہ نہین معلوم دالدنا مدار پر کیا معرکہ گذرا لیکن ایرج کو جو جادو گرنیون مین مجبور ناچار دیکھا کلیجہ منھ کو آگیا قلب بھرا گیا وہین سے نعرہ کیا او مرائت جادو نعرۂ بران شمشیر زن

نظم

ستم دختر کوکب فرخی وقار ستم صف شکن بی حشم نامدار
مثال جوانمرد لشکر شکن لقب گشت بران شمشیر زن

مرائت جادو کے منھ پر ہوائیان اُڑنے لگین فیروزہ کی رنگت زرد ہاتھ پانون سرد بران نے گرتے گرتے سحر کیا سب سے بیشتر ملکہ انجم ماہ رخسار کو سنبھالا اب براے رہائی ایرج نوجوان چلین فیروزہ نے آگے بڑھکے روکا کہا او دختر کوکب اب حوصلہ تیرا بڑھگیا آج موت لیکر آئی ہے کہا بچکے جائیگی ملکہ بران نے پلٹ کر دیکھا مسکرا کر فرمایا خدا کی قدرت ہے کہ تم سے ہمارا قدم ہٹ جائیگا او فیروزہ سامنے آ فیروزہ نے کئی سحر بڑھ بڑھکے کیے بران دفع کر رہی ہین کبھی ستارہ بنکر چمکین کبھی بصورت ماہ تابان کمال دکھا یا ضو سے اُسنے صدہا کو بیہوش کیا فیروزہ نے جھولی سے نکالکر ایک طائر کو اُڑایا سمجھی تھی کہ بران کے ہوش اُڑ جائینگے طائر بلکہ بران کی آنکھون کے سامنے آکر نکل گیا فعل تو یہ تھا کہ جسکے سامنے سے یہ طائر نکل جاتا تھا عرصہ تک وہ شخص دیوانہ وار وحشی مثال خاموش کھڑا رہتا تھا فیروزہ سمجھی وہی حال بران کا بھی ہوا ہوگا نیمچہ کھینچ کے جا پڑی قریب آکر ہاتھ لگایا ملکہ بران نے نیمچہ ہلالی نیام انتقام سے نکالا فیروزہ کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا لیکن قریب ہوپنچ چلی تھی وار کیا بران نے سپر بردار کو رد کیا آواز دی بی فیروزہ تمھارے سحر نے تمکو دام اجل مین پھنسایا لو ایک وار ہمارا بھی رد کو منھ نہ پھیرو آنکھین لڑی رہین پلک نہ جھپکے دعوی جرات مین فرق نہ آئے یہ کہتی ہوئی بران اُسکے قریب پہونچین ہاتھ نیمچۂ ہلالی کا مارا فیروزہ فیروزہ پوش نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا مگر نیمچۂ ہلالی کب رکتا ہے قرص سپر کے دو ٹکڑے فیروزہ کا تاج کٹا سر زخمی ہوا قریب تھا دو ٹکڑے ہون فیروزہ نے بدحواس ہوکر اپنے کو زمین پر گرا دیا بران پر ہزارون ساحر ٹوٹ پڑے فیروزہ زخمی ہوکر بھاگی سر سے خون بہتا ہوا تلج ندارد اب ملکہ بران طرف مرائت جادو کے چلین مرائت نے جو بران کو آتے ہوے

دیکھا اپنے ساتھ والون کو اشارہ کیا بران سحر کرتی ہوئی قریب ایرج وشاپور پہونچین ایرج نوجوان نے جو تلملہ بران کو لڑتے دیکھا شاپور کی جانب متوجہ ہوے فرمایا ای برادر دیکھو ملکہ بران نے فیروزہ کو زخمی کیا وہ فیروزہ بھاگ کر نکل گئی ای برادر دل چاہتا ہو اُٹھکر ملکون سے جاروب کشی کرون آنکھین بچھا دون اس محبوب جانی یار جادوانی کے آنے کو دیکھو کیا کارنمایان کیا ہی ہم ایسے مجبور ہین کہ اپنے مقام سے اُٹھ نہین سکتے اگر اُٹھتے ہین دل بیٹھا جاتا ہو بموجب مضمون ذوق

بلائین آنکھون کی اُنکے مدام لیتے ہین
قدم سب آنکے وقتِ خرام لیتے ہین
ترے اسیر جو صیاد کرتے ہین فریاد
غرورِ حسن سے کس کا سلام لیتے ہین
ہم اُنکے زور کے قائل نہین ہین وہ شہ زور
وہ مول ایسے ہزارون غلام لیتے ہین

ہم اپنے ہاتھونکا ذرگانسے کا کام لیتے ہین
شبِ وصال کا روزِ فراق مین تم نے کیا کیا
تو پھر وہ دم بھی نہین بر دام لیتے ہین
ترے قتیل بتاتے نہین تجھے قتال
جو عشق مین دلِ مضطر کو تھام لیتے ہین
ہمارے ہاتھ سے ہی ذوق وقت مے نوشی

ہوے خرام کے بیر دہین جتنے ہین فتنے
نصیب مجھسے ترے انتقام لیتے ہین
جُھکائے ہو سرِ تسلیم ماہ نو پھر رہ
جب اُن سے پوچھو ابھی کا نام لیتے ہین
فقط قمر ہی نہ داغی غلام ہو اُنکا
ہزار ناز سے وہ ایک جام لیتے ہین

یہ اشعار جو ایرج نوجوان نے پکار کر پڑھے ملکہ بران سنکر مسکرائین شاپور کو اشارہ کیا گھوڑے اپنے باپ کو منع نہین کرتا کہدے کہ جو عرض اپنی بند رکھین ایسا نہو کہ ان باتون سے کوئی آگاہ ہو جائے تو قیامت برپا ہو ایرج نوجوان بیتاب لیکن سحر مین مبتلا ہین اپنے مقام سے اُٹھ نہین سکتے مگر شاپور نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ بران نے سحر سے ہزارون کو قتل کیا اب چاہتی ہین کہ مرائت پر جا پڑے دن بیچ مین فوجین حائل ہین شاپور نے دیکھا کہ ملکہ مرائت کی ایک کنیز غبار جادو ہی مین اُسی کے سحر مین مبتلا ہون بس اسنے اشارے سے غبار کو قریب بلایا کہا ہم بھی خاکسار ہین مجبور دنا چار ہین ہماری کمر مین ایک چیز ہو وہ لیلو ہم اب کاہیکو رہائی پائینگے خیر ہمارا تحفہ تمھارے ہی پاس رہیگا غبار قریب آئی کہا میان شاپور کیا کہتے ہو ہم تمھاری ملکہ عالم سے سفارش کرینگے خطا معاف کرا دینگے شاپور نے کہا میرے قریب تو آؤ جب غبار قریب آئی شاپور نے کمر مین ہاتھ ڈالکے چند انگوٹھیان سونے کی نگ اُنپر یاقوت احمر کے جڑے ہوے بی غبار کو دین غبار نے کہا میان شاپور یہ انگوٹھیان کہان سے لائے شاپور نے کہا ایسی ایسی بہت ہین یہ کہکے پھر کمر مین ہاتھ ڈالا اب کی ایک ڈبیا نکالی عقیق کی کہا بی غبار اسکو کھولو دیکھو اسکے اندر کیا نعمت ہی غبار نے جلدی سے ڈبیا ہاتھ مین لی ایک دفعہ انگوٹھیان پاچکی ہی ہاتھون ہاتھ ڈبیا بھی لی خوش ہوگئی جلدی سے کھولی بیہوشی اُڑکر دماغ پر پڑی تھرا کر گری شاپور نے خنجر مارا غبار مر کر گری خاک اُڑی شاپور کو دیکر بھاگا ایرج نوجوان اس حرکت پر

شاپور کی ہنسی پڑے اندھیرے مین شاپور صورت بدلتا ہوا نکلا مرائت کھڑی ہوئی ملکہ بران پر سحر کر رہی ہی قریب ارابہ ایرج ہلڑشنا پوچھا صاحبو کیا معرکہ ہی دیکھا سامنے سے غبار جادو دوڑی ہوئی آتی ہی مرائت نے پوچھا کیون غبار خیر تو ہی عرض کی حضور دختر کوکب نے قیامت برپا کی کوئی اُسکے مُنہ پر چڑھ نہین سکتا ہزار ہا ملازمان سرکاری مارے گئے لڑتی بھڑتی چلی آتی ہی سحر سے اُسکے زمین تھراتی ہی امیدوار ہون کہ ذرا لوح جھولی سے نکالیے دکھاکر دختر کوکب کو بیہوش کرون چشم زدن مین واصل جہنم کرون مرائت جادو جانتی ہی کہ ظاہر مین غبار جادو آئینہ ہی سب طرح ہم سے صاف ہی صاحب انصاف ہی لوح نکالکر کہا اے غبار جادو اے ساحرۂ خوشخو بہت احتیاط سے کام کرنا مناسب ہی دختر کوکب کا سحر مین کوئی ہمسر نہین ہی سحر کرنے کا اُسکے اختر مروارید بڑے بڑونکی آبرو مٹاتا ہی غبار نے کہا اے حضور مین نے سُنا ہی کہ اُسنے دریاے خون روان خشک کیا پل پر نیردان توڑا شہنشاہ ہوشربا سے کچھ نہو سکا بموجب مضمون اشعار

کہتے ہین لوگ جھوٹ نہین پانون چھوٹ کے — چھوٹے تو بیٹھتے ہی نہین پانون ٹوٹ کے
چلتا ہون ذوق قید سے ہستی کے چھوٹ کے — یہ قید مار ڈالے گی دم گھونٹ گھونٹ کے
کیونکر حباب ہو سکے دریاے بیکران — دریا سے جب تلک نہ ملے ٹوٹ ٹوٹ کے

لیکن حضور لونڈی کا آپ کی غبار نام ہی ہزار تدبیرون سے خاک مین ملادونگی میرے ہاتھ سے کہان بچکے جائینگی دیکھیے وہ غول کے غول اُسنے تباہ کر دیے بھاگنے والے بھاگے جاتے ہین بی فیروزہ فیروزہ پوش بھی مُنہ نہین پھیرتین مقابلہ کو نہین بڑھتین مشہور ہی کہ حاکم دربند مین لیکن مغرور خود پسند مرائت نے لوح جھولی سے نکالی شاپور نے ہاتھ بڑھایا لوح ابھی مرائت جادو نے ہاتھ سے نہین چھوڑی ہی کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی سامنے آئی کہا اے واری یہ غبار جادو کہان سے آئی ابھی ابھی عیار نے دم دے کے اُسکو خاک مین ملایا یہ بھی کوئی مکار غدار ہی اسکی طرف سے میرے دل مین غبار ہی اس نگوڑے مونڈی کاٹے کو پکڑ لیجیے سزاے کامل دیجیے مرائت نے چاہا لوح نہ دون شاپور نے ایک جھٹکا مارا لوح ہاتھ مین شاپور کے آگئی مرائت ارے کہکے دوڑی پکارتی ہوئی لینا لینا لوح لیے جاتا ہی سمند جادو گھوڑے پر سوار عہدہ داری مین رسالہ دار مرائت کا ہی گھوڑا بڑھاکر دوڑا قریب شاپور کے پہونچ گیا سحر کرتا ہوا گھوڑے سے کودا چاہا سحر کرکے شاپور کو پکڑے یون شاپور نے لوح چمکا دی ارے کہکے اُسنے مُنہ پھیرا سحر بھولنے لگا شاپور نے ایک خنجر تواضع کیا شکم کو توڑ کر پار گذر اسمند جادو نے گویا سکندری کھائی یہ نہ معلوم ہوا کہ مر کب گیا سمند پر شہسوار اجل نے

سواری گانٹھی خوب ٹری جمی ساری بدلگامی بھولے ٹٹو سے کچھ نہ بن پڑی کسی بھونری نے اپنی ماثیر دکھائی یا شاید شب کور کہنہ لنگ اپنی زندگی سے تنگ آ وا ز آئی کشتی مرانام من سمند جادو بود فسوس مردیم وجان دادیم دبمطلب خود نرسیدیم اُس اندھیرے مین شاپور جست وخیز کرتا ہوا قریب ایرج نوجوان پہونچا کہا شہریار لوح حاضر ہی لیجیے دوڑ کے گلے مین ایرج نوجوان کے پہنادی قید سحر ٹوٹ گئی اُٹھتے اُٹھتے نعرہ کیا باشید ای کفاران بیحیا وای نابکاران پردغا نعرہ ایرج اشعار

ملک ایرج آن آفتاب منیر	کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر	ہنر بردمان و نبرد آزما	جری صف شکن شیر دشت وغا
سمند فارس عرصۂ کارزار	گل گلشن قاسم نامدار	قبضۂ تیغ دودستہ سکندری بہ ہاتھ ذوالاصفین درہم	

وبرہم ہوئین نگاہ اُٹھاکر ملکہ بران نے دیکھا شیر بیشۂ صاحبقرانی بصد جرأت وشوکت لڑتا ہوا آتا ہی بران سے اور ملکہ فیروزۂ فیروزہ پوش سے مقابلہ ٹرا ہی فیروزہ بھی بڑی ساحرہ ہی بران پر کھڑی سحر کررہی ہی فوج فرار پر قرار کرچکی تھی انجم ماہ رخسار زخمی ملکہ شیشہ می نوش کو ملکہ بران نے چھڑا لیا ہی مگر فیروزہ پیچھا نہین چھوڑتی سحر کرتی چلی آتی ہی بران نے پلٹ کے سحر اسکے دفع کیے شکر اکر فرماتی ہین باغی

ای ذوق کرے گا کوئی دنیا کیا ترک	دنیا ہی بڑی بلا ارے کیسا ترک	ممکن نہیں ترک ہو کسی سے دنیا
جبتک نہ کرے آپ اسے دنیا ترک	ای فیروزہ میدان سے نہ بھاگو گی بڑی منزل طے کرو گی تھک کر ادل	

منزل تک نہ پہونچو گی میل منزل دور ہی تمھاری عقل کا قصور ہی ای فیروزہ ایکدفعہ زخمی ہو کر بھاگین اب موت نے تمکو گھیرا ہی یہ کہکر ملکہ بران نے نیمچہ نیام انتقام سے پھر کھینچا اُدھر سے لڑتے ہوئے ایرج نوجوان آتے تھے اُنھون نے بھی فیروزہ کو ٹوکا فیروزہ نے بڑھکر چاہا کہ مقابلہ کرون چارسو جادوگرنیاں نمکخوار ہان ہان کہکر لپٹ گئین زخمی تو ہو چکی تھی بیہوش ہو گئی جادوگرنیان میدان جنگ سے فیروزہ کو لے بھاگین طرف طلسم ہوش رُبا کے روانہ ہوئین بران شمشیرزن نے چاہا کہ پیچھا کرون بچانے دون جمال بیمثال ایرج نوجوان پر نگاہ پڑی کہ نہنگ نہ پلنگ نہ دریا ے فوج مین ڈوبا ہوا شمشیرزنی کر رہا ہی زبان تیر و کلۂ عمود سے صداے تحسین وآفرین بلند ہی شعر ترک خنجر دار گردون ہر دم از چرخ برین ٭ زرم او میدید و میگفت آفرین صد آفرین ٭ علم سرو قد تعظیم کو کھڑے ہو گئے ہین نشان غم والم یہ ہی کہ بال بھی سر کے کھولدیے ہین نقارے سر پیٹنے لگے جھانجھ غم وغصہ کی جھانجھ مین کف افسوس مل رہے ہین خنجر دن کے قلب پر خنجر مصیبت چل رہے ہین تلوارون کے دم پر بنی سنان غم نیزہ دارون کے کلیجون کے پار ہی افسران لشکر بدحواس عالم یاس ہیران وپریشان مثل چوب نیزہ لرزان وترسان ایکجانب سے نعرہ ایرج کی صدا بلند ہی ایک سمت سے ملکہ بران شمشیرزن مثل شیر غضبناک اختر دارید ہاتھ مین جوہر جرأت

بات بات مین ہر چند ملکہ بران قصد کرتی ہین کہ اب مین لڑ بھڑ کے نکل جاؤن کہ فیروزہ فیروزہ پوش زخمی ہوکر طرف طلسم ہوش رُبا کے روانہ ہوگئی مرائت جادو چونکہ بادشاہ طلسم ہو اسپر سب جانی آئینہ ہی تحفہ جات بھی اسکے پاس موجود ہین اہالیان فوج بھی لڑائی مین جان لڑا رہے ہین دمبدم جماؤ بڑھتا جاتا ہو اسی خیال سے ملکہ بران کا دل قبول نہین کرتا کہ ایسا نہو بعد میرے چلے جانے کے یہ ساحران غدار دام سحر بچھائین یا مکر وحیلہ کرکے لوح چھین لین یہ توسید ہے سپاہی ہین بجز شمشیر زنی کے اور کیا جانین اس خیال مین ایک طرف کھڑی ہوئی ملکہ بران سحر کر رہی ہین لیکن ساحرون کو جان بچانا دشوار ہی جو اس طرف آیا ہاتھ سے ملکہ کے واصل جہنم ہوا کہ شاپور شیر دل قریب ملکہ کے آیا جھک کے سلام کیا ملکہ نے جواب سلام نہ دیا مُنھ پھیر کر فرمایا ہم نہ جانتے تھے کہ فرزندان خواجہ عمرو کا شیوہ یہ ہو کہ رنڈیان بلاتے ہین ایسے ذلیل حقیر ہین شاپور شیر دل نے عرض کی خیر خواہ کسی بات مین انکار نہین کرتے مالک رضامند ہو اور رنڈیان بلانا کیا چیز ہی جمال آفتاب مثال ہمارے یوسف بازار جرأت کا سب کو عزیز ہی آپ دوائے خود چلے آتے ہین ملکہ نے شاپور کا کان ڈور دیا ملکہ انجم کی جانب اشارہ کرکے کہا محبت مین تمہارے آقا کی جان دینے پر آمادہ ہین بی شیشہ می نوش نے لاکر لوح طلسمی حاضر کی ایسے دوستون کے سامنے کسی کی کیا حقیقت ہی شاپور نے کہا حضور اپنی لیاقت ہو لیکن اشارے مین شاپور نے ملکہ سے کہا برائے خدا شاہزادے نے کہا ہو جانے کا قصد نہ کرنا انشاء اللہ پروردگار فضل اپنا شریک کیا چاہتا ہو لڑائی فتح ہونے کے بعد جلسہ عیش و نشاط آراستہ ہوگا طلسم کو بھی اسلام آباد کرنا ہو دو دشمن یہان تشریف رکھیے شاپور نے جورات کا نام لیا اس حریق آتش اشتیاق نے ایسے صدمات شب فراق اُٹھائے ہین کہ نام شب سُنکر کلیجہ تھام لیا صدف چشم سے گوہر اشک روان ہوے ماہ تابان پر ستارے عیان ہوے مُنھ پھیر کر آنکھون سے آنسو پاک کرکے فرمایا اے شاپور ہمارا زیادہ ٹھہرنا مناسب نہین ہی ایک بڑا خیال ہی کہ والد نامدار مجھسے پیشتر چلے تھے مین جا عرصہ دراز اسی سوز و گداز مین رہی کہ مین جاؤن یا نہ جاؤن آخر اسی بات کو دل تردد منزل مین جگہ دی کہ جانا اُس مقام پر ضرور ہو اگر والد نامدار لڑائی مین مصروف ہین الگ سے دیکھکے چلے آئینگے کسی طرح دل بہلائینگے یہان آکر قیامت برپا دیکھی کہ اُنکو قید بھی کر لیا فیروزہ نے اپنا رنگ جمایا ہی خدا کا شکر ہو کہ لوح ملی اب میرا ٹھہرنا بیکار ہی شاپور ملکہ سے باتین کر رہا تھا کہ سامنے سے لڑتی ہوئی مرائت جادو بادشاہ طلسم اسکندریہ مع تین لاکھ فوج کے گری سب ساحر نامی گرامی ہمراہ اپنے مالک کے چاہتے ہین کہ بلوہ کرکے ملکہ بران شمشیر زن کو گرفتار کرین ملکہ نے جو ان سب کو آتے ہوے دیکھا اختر مرواریدُ اس ماہ تابان نے جوڑے سے نکالا نیچہ ہلالی نام تھا م

سے کھینچا غصہ مین ابرو ہلے نیچے چلے ساحرا شارون سے ابروے خمدار کے بسمل ہونے لگے کوئی تڑپا کوئی پھڑکا کسی نے نیچہ کھینچکر خود گلے پر رکھ لیا ابر فوج مین بجلی تڑپنے لگی صدہا سر مثل اولون کے گرے کیفیت برسات معلوم ہونے لگی سپر مین ملکر اُٹھین گھنگھور گھٹا چھا گئی ساون بھادون کی بدلی یاد آ گئی لیکن درائت جادو نے ساحران زبردست کو اشارہ کیا ہی کہ یارون جان دیکر دختر کوکب کو گرفتار کرلو بدلے مین اُسکے سپر بن زر و جواہر سے بھرلو چہار جانب سے ساحران خرس طینت میمون خصلت خرسہاے بادیۂ ضلالت نے اُس آفتاب عالمتاب آسمان حسن وجمال کو گھیر لیا کسی نے گولہ مارا کسی نے ترنج پھینکا کوئی ماش کے دانے لیکر بڑھا کسی نے تلوار کھینچی کوئی کمان کیانی لیکر بڑھا کسی نے تیر سحر کے پھینکے گوشہ مین چھپکر سحر کرنے لگا کوئی سمہکر چلایا کوئی تیر کے پلے سے سحر کر رہا ہی جسنے تلوار کھینچی اپنے نزدیک جراءت دکھائی لیکن مُنھ کی کھائی اپنی تلوار سے آپ بیدم ہوا گرفتار دام رنج والم ہوا یہ معرکہ دور سے شاہزادۂ ایرج نوجوان نے دیکھا اپنے ماہ تابان مہر درخشان پر جو بلوۂ ساحران نظر آیا دل تڑپ گیا وہین سے نعرہ کیا نعرہ ایرج نوجوان اشعار

ملک ایرج آن آفتاب منیر
جری بت شکن شیر دشت دغا
که صاحبقرانم و آفاق گیر
منم فارس عرصۂ کارزار
ہنر بر دمان و نبرد آزما
گل گلشن قاسم نامدار

ایک طرف سے ملکہ انجم ماہ رخسار فوج ظفر موج لیکر بڑھی اس مقام پر خوب تلوار چلی ایرج نے آکر صفون کو درہم وبرہم کیا بلوہ ساحران غدار کا کم کیا درائت جادو نے جو طلسم کشا کو جنگ رستمانہ کرتے دیکھا گھبرا گئی ساتھ والیون سے کہنے لگی عجا جو فی الحقیقت یہ جوان جراءت مین بے مثل ہے بے نظیر ہی فصاحت وبلاغت مین جادو تقریر ہی جلد اسکے قتل کی تدبیر کرو تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ طلسم کشا کا سر لائے دولت دنیا سے بے نیاز کردونگی دامن مدعا گل آرزو سے بھردونگی اور نگ پلیتن ایک پہلوان عفریت مثال دیو خصال زنجیرون سے کمر باندھے ہوئے چوڑا تیغہ ہاتھ مین کھڑا جھوم رہا تھا جوش جراءت مین قبضۂ شمشیر چوم رہا تھا درائت نے جو زر و جواہر کا لالچ دیا گینڈے کو بڑھا کے سامنے درائت کے آیا دست بستہ عرض کی اگر حکم ہو فوراً جا کے نبیرہ حمزہ کو ٹوکون کان پکڑکر سامنے حضور کے لاؤن درائت نے اشارہ کیا اے جوان دیر کیا ہی بڑھکے مقابلہ کرجو کہا ہی اُس سے دوچند کردونگی اور نگ گینڈے کو بڑھا کر جھپٹا ایرج نوجوان کو للکارا ایرج فوراً پلٹ پڑا لیکن اس مقام پر سحر سے ساحرون کے آگ برس رہی ہی ٹھہرنا دشوار ہی درائت نے ساحرون کو اشارہ کیا اور نگ پلیکن کی مدد کرو قریب طلسم کشا کے پہونچا دہ ہو ہٹو کرتا ہوا دم خونخواری کا بھرتا ہوا قریب ایرج کے پہونچا نگاہ ملکہ

بران شمشیر زن کی بڑی ایک فیل مست کو مقابلہ مین اُس ماہ تابان کے دیکھا بیتاب ہوگئی لڑتی ہوئی خود بھی بڑھی ایرج نے پھر کر دیکھا ملکہ سے نگاہ چار ہوگئی اس لڑائی مین زخم بھی بہت کھائے ہین معشوق کو سامنے پایا بے اختیار یہ اشعار آبدار زبان پر شاہزادہ ایرج کے جاری ہوئے اشعار

جب اس چمن مین چھوڑ کے ہم آشیان چلے ۔ اک ہمصفیر نے بھی نہ پوچھا کہان چلے
کیا لے لیا تھا ہم نے الجھتا جو کوئی خار ۔ جون گل ہم اُسکے باغ سے دامن فشان چلے
ہر بات مین ہو ایسی کتر بیونت اُسکو یاد ۔ مقراض کی زبان سے ہو جسکی زبان چلے
غافل ہماری آہ سے رہنا نہ بے خطر ۔ کر خوف ایسے تیر سے جو بیگمان چلے
جانے کو اپنے گھر سے کیے تھا تو اور ہم ۔ دنیا سے تیرے جوڑ کے ہاتھ اے میان چلے
سینہ مفارقت سے ہنوز رفتگان کے داغ ۔ آتش فشان رہے ہو کہ جب کاروان چلے
راہِ عدم بھی زور ہو سودا کہ جسکے بیچ ۔ جس طرح پیر جاے ہو ویہین جوان چلے

ملکہ بران نے یہ اشعار دلفگار سنکر سر جھکا لیا چونکہ شاپور شیر دل قریب تھا اُسکو سنا کر یہ چند اشعار بیقرار ہو کر پڑھے نظم

عافیت را نیست چون اندیشہ درمان ما ۔ داغ رسوائی منہ بیہودہ غم بر جان ما
در شب یلدا اگر شمعے نباشد گو مباش ۔ نہ آتش دل روشن ست این کلبۂ احزان ما
جستجو کم کن دلا کز دولت دون ہمتان ۔ نشۂ آسودگی عنقا ست در دوران ما
کے گیاہ خرمی روید کہ در ہنگام کشت ۔ ریختہ در خاک ذلت تخم ما ہقان ما
مشکلے کردی زما اسلام در محشر قبول ۔ گر نبودے ہمچو کفرے شاہد ایمان ما
کشتیم ثابت نماند در محیط عافیت ۔ بس کہ ہر لحظہ فزون این موجۂ طوفان ما
ریختیم مخفی زبس خون آبدیدہ در چمن ۔ امتیازی نیست در خار و گل بستان ما

کلیجے پر ایرج نوجوان کے چھریان پھر گئین لیکن فوج ساحران کا اسقدر بلوہ ہو کہ سانس لینا دشوار ہو ایرج نوجوان نے گرداسپر کا ہاتھ مین لیا تیغہ چمکاتے ہوئے لڑائی مین مصروف تھے کہ اورنگ نے آتے ہی تیغہ کا وار کیا دوسومن کا تیغہ بڑے قد کا جوان بُران نے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا دعائیں مانگنے لگی کہ اے معبود حقیقی اس ظالم کے ہاتھ سے ماہ اوج صاحبقرانی کو بچائے سر اُٹھا کے دیکھا وار تیغہ کا چلا ایرج نے تلوار کو تلوار پر گانٹھا جھناٹے کی صدا بلند ہوئی وار کو اُسکے تلوار پر روک لیا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر خبردار خبردار کہکر مرکب بادرفتار کو اشارہ کیا مرکب بھی برق رفتار ہوا سے کہتا ہو ہمارے ساتھ نہ آنا ٹھوکرین

کھائیگی تیری ہوا بگڑ جائیگی دونون ہامین مشک پر گنبد سے کے رکھدین ایرج نے نعرہ کر کے ہاتھ مارا اُس روسیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر برق تیغ نے ابر سپر کے ٹکڑے اُڑا دیے خود کاٹ کر کاسہ سر کو تراشا ذرا سا فرق نہوا اُس خود سر کے دو ٹکڑے ہوئے شاپور پکار اُٹھا اے شہریار سبحان اللہ کیا ہاتھ مارا دیو خونخوار کو مارا ملکہ بران کا بھی خوشی سے چہرہ سُرخ ہو گیا ایرج لڑتے بھڑتے بڑھے اس لڑائی مین ملکہ انجم ماہ رخسار نے بھی جان لڑا دی مرائت غصہ مین سحر کر کے قریب انجم کے آئی نتیجہ سحر مارا شانہ انجم کا جھول گیا مرائت نے چاہا سر کاٹ لون انجم نے بیقرار ہو کر آواز دی اے شہریار لونڈی نثار ہوتی ہے ایرج کو تاب نہ باقی رہی نعرہ کیا او مرائت خبردار اگر ایک موے جسم انجم کا کم ہوا قیامت برپا کرونگا مرائت نے پلٹ کر ایرج نوجوان پر سحر کیا کئی گولے مارے کچھ نہوا کہ ایرج قریب پہونچ گئے ہاتھ تلوار کا مارا مرائت کے دل پر غبار غم والم چھایا سپر سحر کو گھبرا کر اُٹھایا یہ طلسم کشا جرات مین یکتا لوح طلسمی گلے مین سب سحر اُسکے باطل ہوئے سپر کٹی سر زخمی ہوا قریب تھا دو ٹکڑے ہو مرائت نے اپنے کو تخت سے گرا دیا ایرج نے چاہا گھوڑے سے کود کر اسکو پکڑ لون مرائت جادو تڑپ کر بلند ہوئی آواز دی اے ساحران غدار دوانہ شیران نامدار چلے آؤ مین اپنے قوت بازو کے قلعہ مین جاتی ہون وہان جا کر جادو گر و نگی کیا ان ظالمون کا پیچھا چھوڑ دونگی ایک ایک کو قتل کرونگی ساتھ والون نے جو دیکھا سب پر آئینہ ہوا کہ مرائت نے شکست فاش کھائی جنگ سے ہاتھ اُٹھایا فرار بر قرار کیا آگے مرائت عقب مین ڈیڑھ لاکھ ساحر مگر خستہ زخمدار گھر بار چھوڑا لیکن قدم نہ جم سکا تھوڑے عرصے مین جنکو مرائت کا ساتھ دینا تھا صاف میدان کارزار سے نکل گئے جو رہ گئے وہ امان کے طالب ہوکے جادوین ہلائین انجم ماہ رخسار ملکہ شیشہ می نوش کے عقب مین آکر چھپی عرض کی حضور ہماری شفاعت کرین صدائے فریاد فریاد بلند ہوئی ایرج نے تلوار کو نیام انتقام مین کیا یقین کامل ہوا کہ مرائت جادو زندہ نکل گئی شاپور نے عرض کی حضور کہان جائیگی غلام ہرکارے روانہ کریگا احوال دریافت ہو جائیگا ایرج نوجوان رکے قریب ملکہ بران کے آئے اشارہ کیا اے ملکہ عالم بارگاہ مین چلیے لختے خون کے جسم انور پر جمے ہین لباس تمام خون آلودہ زرہ وغیرہ کو پاک کر کے تشریف لیجائیے گا کون روک سکتا ہے ادھر پلٹ کر شاپور سے فرمایا ایک بارگاہ الگ بطور تخلیہ استادہ کرو اُسمین سامان عیش ونشاط مہیا ہو شاپور جانتا ہے کہ آج دونون ہجران دیدہ آفت کشیدہ اتفاقات سے یکجا ہوئے ہین اسباب جلسۂ فرحت وعیش مہیا کرنا واجب ولازم ہے فوراً چند غلامان ترکی کو حکم دیا اُنھون نے الگ جا کر موافق کہنے شاپور کے تدبیر شروع کی

ادھر ملکہ شیشہ می نوش انجم ماہ رخسار کو ساتھ لیکر داخل مکان شاہی ہوئین یہ تو یہان کے راز سے بخوبی ماہر ہوئین ہر طرح کے حال ظاہر ہین مشیر وزیر حاضر ہوے انجم وغیرہ کی زخم دوزی ہونے لگی ملکہ خود مصروف تیمارداری جراح حاضر ہوے مرہم کی پٹیان چڑھنے لگین شاپور آکر انجم کے کان مین کہہ گیا آپ لوگ شاہزادے کا انتظار نہ فرمیئے گا وہ اپنے مہمان کی خاطر مین مصروف ہین یہ کہکر شاپور باہر آیا دیکھا ملکہ بہران ایک نخل کے سایہ مین ٹھہری ہین ایرج نوجوان کہہ رہے ہین ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی چمن بزم مین چلکر لحظہ بھر ٹھہرو فرحت تازہ سرور بے اندازہ حاصل ہو سکین دل سے بعدہ تشریف لیجانے کا اختیار ہے عاشق جانباز مجبور و ناچار ہے ملکہ کچھ جواب نہین دیتی کہ شاپور نے بڑھکر عرض کی حضور غلام نہین جانے دیگا چاہا ملکہ نے کچھ جواب دون کہ سیاح بیان خضر راہ گیتی افروز چرخ نیلی پر سیر کرتا ہوا داخل قصر مغرب ہوا گل مہتاب گلشن فلک مین پھولا غنچہ ہاے ثابت و سیارگان شگفتہ ہونے لگے لیلی شب نے پردہ پوشی کی زلف عنبرین کو کھولا شعر شب آمد ساز گار عشق بازان ؎ شب آمد راز دار عشق بازان ؎ فوجین اپنے اپنے مقام پر فروکش ہین اُس مقام پر سناٹا ہے آفتاب و مہتاب اکیجا ایرج نوجوان نے دامن ملکہ بہران کا تھام کر فرمایا ای ملکہ عالم اب زیادہ پریشان نہ کیجیے بارگاہ مین چلیے شاپور شیر دل نے بھی خاک پا کو توتیاے چشم بنایا پلکون سے جاروب کشی کرتا ہوا طرف بارگاہ آسمان جاہ کے چلا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان جلسۂ تخلیہ عاشق و معشوق آراستہ ہونا فلک کجرفتاری دکھانا خمسہ موافق مقام حیرت و عبرت افزا

عنبر اگر کی خوشبو ساری ہے تن بدن مین شہر تتار مین ہون یا سرحد ختن مین	گویا کہ مشک نافے صدہا ہین پیرہن مین اُلجھا ہے دل بتون کے گیسوے پرشکن مین
	اُگتی ہے جاے سبزہ کنگھی مرے چمن مین
اک آگ سی لگے گی رندون کے تن بدن مین ہوگی پیاس غالب ساقی کی انجمن مین	اُترے گا نشہ می کا جوش غم و محن مین لٹکین گے دیو بنکر دل زلف کی رسن مین
	دکھلائیگا پسینہ پانی چہ ذقن مین
صحرا مین اسکو وحشت اُسکو جنون وطن مین دونون غرض مین یکسان اُلفت کی انجمن مین	معشوق اور عاشق کامل ہین اپنے فن مین شیرین زبان ہوئی ہے فرہاد کے دہن مین
	لیلی پکارتی ہے مجنون کے پیرہن مین
لطف و کرم ہے تیرا ہر ایک پر برابر	دیتا ہے بے طلب تو دشمن کو اپنے اکثر

قائل ہین ہم تو اس جا اللہ رے مقدر — حاصل کیا ہو تیرے صدقے سے اسقدر زر

سونے کے بت بندھے ہین بازو دے برہمن مین

دل کو کیا نشانہ اک تیر مین گلون نے — پھیلایا جال اُلٹا تقریر مین گلون نے
چھوڑا نہ کچھ دقیقہ تقدیر مین گلون نے — آیا تھا بلبلون کی تدبیر مین گلون نے

ہنس ہنس کے مار ڈالا صیاد کو چمن مین

دربان در ہین سارے یا چرخ پر ہین تارے — شمس و قمر کو صدقے ہر برج مین اُتارے
رتبون کو غور کر لو قدرت کے کر نظارے — ایک تختۂ ہفت کشور دہلی کا ہو ہمارے

نو آسمان ہین اپنے اکبر کے نورتن مین

شادی کسی جگہ ہو ماتم کہین ہے برپا — نازک بدن ہوے ہین پیوند خاک کیا کیا
عبرت سے دیکھ غافل اس بزم کا تماشا — دو روزہ ہو یہ لطف عیش و نشاط دنیا

بوے شب عروسی مہمان ہو کفن مین

فرقت مین سچ ہو اپنا آنکھون پہ کیا اجارا — اُٹھا غضب کا طوفان مین نے تو دم نہ مارا
بیٹھین گے کس جگہ اب راحت کا کیا سہارا — میدان کیا گرا کر اشکون سے گھر ہمارا

دکھلائی سیر غربت سیلاب نے وطن مین

آفت کی ہین نگاہین تیور بھی ہین بلا کے — مردم پسے ہوے ہین چشمان سُرمہ سا کے
شہرے اُڑے ہوے ہین اس غمزہ و ادا کے — چشم سیہ سے تیرے پردے ہین توتیا کے

تعلیم ہونے آیا فتنہ فریب فن مین

دیوانہ وار باتین خاک انکی مجھکو بھائین — وحشت کی چال مجھکو کیون دور سے چلائین
جنگل مین کیون ہین پھرتے کوچے مین تیرے آئین — چشم و کمر سے تیرے چشم و کمر ملائین

چیتے ہین کیا تکلف کیا خلخ ہی ہرن مین

لے نقد دل ہزارون مُنھ شوق سے دکھا کر — لے لینگے لینے والے قیمت گھٹا بڑھا کر
کاہے کو بیٹھ گھر مین بیکار کیون چھپا کر — بازار مصر مین چل یوسف کا سامنا کر

کھوٹے کھرے کا پردہ کھل جائیگا چلن مین

اللہ رے محو ہونا دلبر پہ رعب چھایا — پہلے سے کیا کہون مین مجھکو نہ دھیان آیا
آفت کا سحر جادو عیار نے دکھایا — آنکھون کے سامنے سے دل کو مرے چرایا

خال سیہ ہی طرار اس سارقی کے فن مین

ہر دم ہی شادمانی شاہانہ عیش سب ہی
کیا اے عزیز تجھکو تبلاؤن کیا سبب ہی
سامان جشن کا ہی ہر حال مین طرب ہی
دل مین خیال حُسنِ محبوب روز و شب ہی

اُترا ہوا ہی یوسف جمالِ نسر کے تن مین

ہی قند و شہد گویا تقریر کاملون کی
کیا بات درحقیقت ان منکسر دلون کی
لذت ہی بسملون کی فرحت ہی محفلون کی
معمورۂ حلاوت وادی ہی واصلون کی

شکر بھرے ہوسے ہی مور دگس دہن مین

پہلے تو لعلِ لب سے غصے جتائے اُسنے
شرما کے بات بھی کی مجھسے نہ ہائے اُسنے
مین کیا کہون بگڑ کر کیا منھ بنائے اُسنے
بوسہ مین لب کے ہنسکر دندان دکھائے اُسنے

بجلی گرائی مجھپر تقدیر نے عدن مین

خود رشک سے تنفر کرتی ہی طبع عالی
خوش ایک ہو تو کیونکر ہو ایک کو بحالی
دنیا کا کارخانہ لیکن ہی لاابالی
صحرا کو بھی نہ پایا بغض و حسد سے خالی

ساکھو جلا ہی کیا کیا پھولا جو ڈھاک بن مین

مثل ذکی تجھے گر منظور ہو تو آتش
دنیا مین بیکسی کا دستور ہو تو آتش
فکرِ مآل کرنا مسرور ہو تو آتش
کوئی نہین ہی تیرا مقدور ہو تو آتش

دے رکھا جو دست غسال و گور کن مین

گلعذارانِ سہی قد و ماہ رخسارانِ خورشید خداس جلوۂ مہجوران آفت کشیدہ و دور افتادگانِ مصائب دیدہ کو بصد فرحت و انبساط یون تحریر فرماتے ہین کہ جب یہ دونون عاشق و معشوق داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے مقام خالی از غیر سوائے شاپور کے کسکی مجال ہی کہ اس خیمہ مین آسکے ہر چند کہ مقام تنہا نہ کوئی دراندازِ نہ غماز لیکن گردش فلکی کا خوف لرزان ترسان منتشر بدحواس جان کا خوف ہزار طرح کا ملال شب وصل مین آمد روز فراق کا خیال رنگ رو متغیر متردد متحیر شاپور نے بڑھکر عرض کی اے ملکۂ عالم برائے خدا خیال خیر و شر دل سے دفع کیجیے اس دل تر دو منزل کو تسکین دیجیے ایرج نوجوان نے بھی شاپور سے اشارہ کیا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لاکر حاضر کین لباس تبدیل کرایا زخمون مین ایک نے ایک کے ٹانکے دیے دہن زخم ہنستے تھے منھ کھولکر رہجاتے تھے کئی مرتبہ ملکہ بران نے گھبرا کر کہا اے شہر یار بس ہمکو رخصت کیجیے ہمارا زیادہ ٹھہرنا باعث خرابی کا ہی ایسا نہو

دالدنامدار مرائت واقعہ مین دیکھ لین تمام کیفیت آئینہ ہو جائیگی پھر زمین تھرائیگی آسمان سے آواز الامان آئے گی آپ کے دشمنون کا نہین معلوم کیا حال کریگا بزرگون سے ملال کریگا ایرج نے کہا ای ملکہ عالم جتنے اکثر ایسے کلمات کہے ہم تمھارے ملال کے خیال سے خاموش رہے ورنہ طلسم نور افشان کی کیا حقیقت ہی ایک ہفتہ مین اگر درہم وبرہم نہ کردین تو نام اپنا غلام صاحبقران نہ رکھین مجبور رہین کچھ بن نہین پڑتا اگر تم حکم دو تو مثل اسی طلسم کے بعنایت رب اکبر جاکر نہ فتح کرین تو تلوار باندھنا چھوڑ دین ملکہ کی آنکھون سے اشک حسرت ٹپک پڑے سر جھکا کر فرمایا ہان صاحب آپ ایسے ہی بہادر ہین مگر ہم پر احسان کیجیے جب آپس مین اس طرح کی باتین ہوئین شاپور نے کہا ای ملکہ عالم بموجب مثل رات تھوڑی ہی سوانگ بہت ان باتون کو جانے دیجیے گھڑی دو گھڑی کی صحبت کو غنیمت جانیے فلک کجرفتار گردون غدار ہر وقت درپی آزار ہی سلطنت و فقیری دونون بیکار ہی پس جو ساعت عیش سے گذر جائے انسان اُسکو غنیمت جانے نہین معلوم صبح کو کیا ہو ملکہ نے فرمایا بھیا شاپور جو تمھاری خوشی اب اسکو کیا ضرورت ہی دو دو معشوقین ہمراہ لشکر ظفر اثر دونون شاہزادیان بی انجم ماہ رخسار و ملکہ شیشہ حی نوش گلعذار بی انجم آج ایسی لڑین طبقے زمین کے ہلا دیے مجھ بدنصیب نے آکر کیا کیا مگر اس دل خانہ خراب نے نہ مانا دوڑ کر آئی اس آنے کا یہ مزہ اُٹھایا کہ ان صاحبون کو آپ کے قریب دیکھا اب آپ کو یہ جلدی ہی کہ ہم اپنے ملک کو جائین ہمکو بھی جلدی ہی یہ صدمے دل سے نہ اُٹھینگے کچھ کھاکر مر جائینگے آپ فاتحہ پڑھنے بھی نہ آئیے گا قبر مین ہمین زیادہ نہ ستائیے گا آپ کے آنے سے روح بچین ہوگی کیا تعجب ہی سوزش قلب کفن کو بھی جلادے قبر سے دھوان نکلے یہ کہکر زار زار مثل ابر بہار وہ گلعذار روئی ایرج نے بیقرار ہو کر سر قدمون پر رکھدیا کہا ای ملکہ عالم ہم گنہگار ہین یہ سر حاضر ہی کاٹ لیجیے نظم

ڈرتا ہون آپ کی خفگی کا سبب نہو
یہ حال وہ نہین جو کسی کو عجب نہو
جو کچھ کہا ہو وہ کبھی آئے نہ تا دہن
میرا وہ نام ہو جو کسی کا لقب نہو
اچھی نہین ہی یار سے بیہودہ چھیڑ چھاڑ

فریاد بے لحاظ سے ترک ادب نہو
ای دل ستمگرون کی محبت سے درگذر
جو کچھ ہوا ہوا یہ رہے یاس اب نہو
ممکن نہین کہ ساتھ چھٹے رنج کا زلف سے
کچھ خیر ہی نسیم بہت بے ادب نہو

حیرت کدہ در ہوگی مری سرگذشت پر
وہ یار ڈھونڈھیے جو اذیت طلب نہو
مجنون تو ہو چکا یہ نہین ہی مجھے پسند
ایسا بھی کوئی دن ہو کہ جسدن کی شب نہو
یہ بھی دستور ہی کہ اگر معشوق عذر

کرتا ہی عاشق کے واسطے فوز عظیم ہی یہ بھی ایک رسم قدیم ہی بے اختیار ملکہ بران نے فرمایا ای شہریار مثل آپ کے ہم بھی مجبور رہنا چاہ رہین ظاہر مین صاحب اختیار ہین والد نامدار کہکر چلے تھے کہ ہم طلسم اسکندریہ

پر براے مدد شاہزادۂ والا قدر جاتے ہین نہین معلوم بیچ مین کسی ملک مین ٹھہر گئے یا کسی سے لڑائی پڑی یا افراسیاب جادو نے روکا مجہ بہ لمحہ یہی خیال ہی کہ ایسا نہو ہماری حضوری مین وہ آ جائین تو ابھی قیامت برپا ہو ہر وقت یہی دعا ہی کہ پروردگار آپ کو ہاتھ سے شہنشاہ کے بچائے دیکھیے انجام اسکا کیا ہوتا ہی آپ کو اپنی سپاہگری کا خیال والد نامدار صاحب جاہ و جلال آپ صاحب جرأت و توقیر انکا لقب کوکب روشن ضمیر مشرق مین بیٹھکر مغرب کا حال ملاحظہ فرماتے ہین اُنکے کمال کا حال سُنکر ستارہ شناسون کے قلب تھراتے ہین نہین معلوم کونسی ساعت تھی کہ فلک کجرفتار گردون غدار نے ہمکو اس دامِ عشق مصیبت خیز و آفت انگیز مین پھنسایا اِس طائر نوگرفتار کے حال پر ظالم کو رحم نہ آیا صیاد فلک ہر وقت چھری لیے موجود ہی کیونکر جان بچائین گلشن محبت مین بالکل بے بال و پر ہین نظم

ہمیشہ تنکے چننے مین نے مین وہ بلبل ہون
ہمیشہ آفت صرصر ہین یہ آیا کی
ابھی بنا ابھی برباد آشیانہ ہوا
وہ شاخ ٹوٹ پڑی جس پہ آشیانہ ہوا

اب ہم کہان بسر کرین آپ کو اپنی جرأت کا خیال ہمین اپنی جان و آبرو کا ملال بموجب مضمون مخفی

گرد جانانِ غمِ عشقت بہ رگ و ریشۂ ما
اشکِ ما بادۂ ما دیدۂ ما شیشۂ ما
ما کجا و دلِ شاد و اثرِ نشۂ کجا
شیر را زہرہ شود آب درین بیشۂ ما
مخفیا دل بجفا دہ کہ نیاید ہرگز
برقِ عشقت بجہد از شررِ تیشۂ ما
بے ستون را اثرِ نالۂ ما بگداز د
خون شود بادۂ غم ذکرِ جگر شیشۂ ما
فکرما تا گرم کند در دلِ ما شعرِ سخن
بر سرِ شفقت ما شوخ جفا پیشۂ ما
ہر کجا بزمِ طرب ناک شود گرم بود
شعلۂ طور بود برقِ دمِ تیشۂ ما
ہر تنک حوصلہ را کے برسد قصدِ شکار
وائے گر شعلہ زند آتشِ اندیشۂ ما

اِن اشعارِ آبدار کو سُنکر ایرج نے کلیجہ تھام لیا شاپور بیقرار ہو کے رو دیا صحبت گل و بلبل جلسۂ شمع و پروانہ لائق دید تھا کبھی سوز دل عیان کبھی راز عشق پنہان کبھی بیتابی کبھی ربط کبھی ضبط کبھی خبط کبھی آہ کبھی واہ کبھی ہنسنا کبھی رونا جب شاپور نے دیکھا کہ اُنکی حسرت پر کلیجہ پھٹا جاتا ہی ایسا نہو کسی کی روح قالب سے نکلجاے آہ آتشناک سے خیمہ نہ جل جاے اب نصیحت سے اس آگ کو بجھاؤن باتون مین دونون کو بہلاؤن یہ سوچکر ایرج کے قدمون پر گرا ملکہ بران کے گرد پھرا اور عرض کی اے گرفتاران دام مصیبت واے مقیدان سلسلۂ رنج و محنت تم صاحبون کو کون سمجھا سکتا ہی تمھارے جوش و خروش کو دیکھ کر اپنی خیر خواہ کو سکتہ ہی اب گھڑی دو گھڑی آرام فرمائیے ایک جام شراب ارغوانی کا نوش کیجیے اس صحبت کو غنیمت جانیے یہ کہکر جام لبریز کیا ہاتھ مین ملکہ بران کے دیا کہ حضور آپ بھی پیجیے آقاے نامدار کو بھی پلائیے رات کم ہی زلف لیلی شب برہم ہی کمر سے گذرا چاہتی ہی ملکہ نے

جام ہاتھ مین لیا گلا گھونٹ گھونٹ کر دو گھونٹ پیکے جام زمین مین رکھدیا مسکرا کر فرمایا جس کسی کا جی چاہے اُٹھا کر پی لے ایرج نے دونون ہاتھ بے اندیشۂ انجام بڑھائے جام نوش کیا دونون کی آنکھون مین سرور آیا اختلاط ظاہری ہونے لگے شمع انجمن شرمائی لہرانے لگی پروانہ بھی رشک سے جلا ناظرین کے خیال مین رہے کہ صحبت عاشق و معشوق مملو از حسرت و یاس رنج و مصیبت سے معمور نہ عیش نہ سرور آپسمین حکایت و شکایت شب وصل ذکر شبہاے فرقت اس قصۂ طول و طویل کا تمام ہونا دشوار ہی عشق کی نیرنگی ہر ایک پر آشکار ہی

دو کلمہ داستان اس شکست خوردہ یعنی ملکہ مرائت جادو کے بیان کیے جاتے ہین

جب مرائت جادو نے شکست کھائی زخم دار بیقرار طرف قلعۂ مقہوریہ کے چلی مقہور بن قہار مقہوریہ کا حاکم ہی طرف سے ملکہ مرائت کے ناظم ہی لیکن خیر خواہ دولت ملازم قدیم نے جس روز سے سنا ہی کہ طلسم اسکندریہ مین طلسم کشا آگیا کئی مرتبہ لکھا اے ملکہ عالم غلام حاضر ہی گر طلسم کشا سے مقابلہ کرے ایک دن مین آکر لشکر نمکحرامون کا درہم و برہم کر دونگا لاشون سے میدان کارزار بھر دونگا مرائت نے کبھی اُسکو نہ طلب کیا قلعہ مین بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے خبر دی اے پہلوان دوران گرشاسپ جہان ملکہ مرائت جادو شکست خوردہ آتی ہین قلعہ طلسمی ملکہ عالم سے چھٹ گیا تمام مال و اسباب لٹ گیا زخمی ہوکر آتی ہین اپنی شکست فاش پر بہت گھبراتی ہین یہ سنکر مقہور گھبرا گیا خوف طلسم کشا سے پسینہ آگیا گھبرا کر اُٹھا واسطے استقبال کے چلا بیرون قلعہ آکر دیکھا ملکہ مرائت جادو شکست خوردہ خستہ زار صرف ڈیڑھ لاکھ فوج سب گھبرائے ہوئے مصیبت شکست کی اُٹھائے ہوے مقہور نے بڑھکر قدمون کو بوسہ دیا پوچھا ملکہ عالم یہ کیا معرکہ ہی ملکہ نے کہا اے خیر خواہ دولت خداوند لقا نے اُلٹی تقدیر کی لوح طلسمی قبضہ سے نکل گئی صاحبزادی شیشہ پوش سانپ آستین گرگ بغل بن گئی خراج گزارون نے شراکت باغی کو قوت دی آخر یہ نوبت بہم پہونچی کہ چتر و علم قبضہ سے نکل گیا تاج و تخت دوسرے کے قبضہ مین ہوا و ختر کو کب واسطے مدد طلسم کشا کے آئی فیروزہ فیروزہ پوش بھی آکر لڑی تھی لیکن زخمی ہوکر نکلگئی ہمارے بھی آخر پیر اُکھڑے شکست فاش کھائی تقدیر نے یہ صورت دکھائی مقہور نے عرض کی حضور نہ گھبرائین غلام کے پاس سب کچھ موجود ہی خزانہ زر و جواہر سے مملو ساحران زبردست کارگزاران عقیل و فہیم وزیر و ندیم سب حاضر ہین جس کام پر حضور اشارہ کرینگی آنکھون سے بجا لائینگے یہ کہکر مقہور نے ملکہ مرائت کو تخت پر سوار کیا نوبت نقارے بجاتا ہوا لیچلا دار الامارۂ شاہی مین لاکر پہونچایا گرد بڑے بڑے ساحر آکر بیٹھے ساتھ والون کو اترا دیا زمرد زیان کرائین سامان عیش و نشاط مہیا کیا لیکن مقہور نے دیکھا

مرائت جادو بہت بیقرار ہو کہتی ہی یا اپنی جان دونگی یا طلسم کشا کو جاکر قتل کرونگی مقہور ہر مرتبہ
جاکر سمجھاتا ہی کہ مین حضور کو نہین جانے دونگا جو ارشاد ہو بجالاؤن طلسم کشا کو آرام نہ لینے دونگا کسی
تدبیر سے لوح چھین لونگا باتون مین تسکین دی سمجھا کے شراب پلائی کھانا کھلایا لباس تبدیل کرایا
جب رات زیادہ آئی مقہور نے حکم دیا طائفون کو حکم دو ماچ شروع ہو ملکہ مرائت نے کہا اے وزیر خوابہ
دولت کسی شی کو دل نہین چاہتا دل غم والم سے بھرا ہی خداوندلات ومنات نے ایسی ٹیڑھی تقدیر کی
یکایک ہمارے مٹانے کی تدبیر کی وہ لوگ کہ جنپر ہماری ایک کنیز ایک غلام دس ہزار پر کافی تھے اُنکو ہم یہ غائب
کرایا ہی لوگ ساحر ہین علوم افسون شعبدہ سے بخوبی ماہر ہین یہ فرقہ جو کہتے ہین ہمارا اعدائے نادیدہ آسمان
پر ہی یہ سحر کو بالکل معیوب جانتے ہین یکایک ایسا انقلاب آیا غیر ساحرون نے ساحرون پر فوق پایا
ایسے کلمات حسرت وحیرت جو رو رو کر مرائت نے کہے اہالیان دربار بے اختیار رونے لگے کہا اے ملکہ عالم
ایک ایک کلمہ آپ کا تیر دلدوز ہی آپ بیٹھکر عیش کرین غلامون کو حکم دین جاکر تربھر کر مرجائین نمک
حلالون مین نام کر جائین مرائت نے کہا یہی تو بڑا رونا ہی ایک نوجوان جس شیر کا نام ہی صف شکنی صفدری
اُسکا کام ہی مشہور ہی کہ ہزارون مین اکیلا لڑا بڑے بڑے پہلوانون سے معرکہ پڑا لیکن پہلوگون پر اسوجہ سے
فتحیاب ہوا کہ ہماری صاحبزادی ملکہ شیشۂ نی نوش نے بجوش محبت مین اُس جوان کے لوح طلسمی لیجاکر
حوالے کردی اب اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا اول یہ انتظام چاہیے کہ لوح کسی حیلے سے اس سے لیجائے پھر اسکی کیا
حقیقت ہی چلنے نمکحرام اُسکے ساتھ ہین اس گھر کے تابعدار ترچھی نگاہ مابدولت کی اُنکے واسطے خنجر خونریز ہی
چھری سحر کی اُنکے واسطے ہر وقت تیز ہی مقہور نے کہا حضور آرام کرین غلام ابھی جاتا ہی یہ کہکر مقہور نے
بتہور غضب تمام اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا جھولی مین ترنج ونارنج ماش کے دانے رائی کے دانے پیکان تیر
اشیائے بے نظیر درست کرکے لباس سیاہ اُس تیرہ بخت نے پہنا یکہ وتنہا اُس اندھیری رات مین بارگاہ سے نکلا
مرائت یہ کہتی ہوئی ساتھ چلی اے قوت بازو اے زینت پہلو اے وزیر اعظم اے دستور معظم تم یکہ وتنہا جاتے ہو
میرے قلب پر صدمۂ عظیم ہی وہ شخص نہایت زبردست ہی اُسکے سامنے بہرام فلک بھی پست ہی مقہور نے کہا
حضور گوش بر آواز رہین فوج کو تیار رکھین از قلعۂ مقہور تا قلعۂ اسکندریہ ہر مقام پر دس دس ہزار بیس
بیس ہزار مسلح مکمل آمادۂ مرگ وپہلے قضا حاضر رہین عنایت سے لات ومنات کی غلام آپ کا خالی دلیرے کا
لیکن یہ بخوبی جانتا ہون کہ اُسکے ملازمان سرفروش ضرور پیچھا کرینگے خبر سنتے آپ اپنے کو پہونچائیے گا یا لوح
لیکر چلونگا یا طلسم کشا پر بھی قبضہ کرونگا جیسا ان بڑے وقت پر موقوف ہی گیا نمکخوار آپ کا بالکل بیوقوف
ہی مرائت جادو نے کہا مین شب بھر بیدار رہونگی مقہور روسیاہ فوراً روانہ ہوا مرائت نے جابجا

ساحران غدار مقرر کیے ہر ایک پر تاکید کردی کہ جسوقت کوئی کام کرکے ہمارا قوت بازو جانباز سرفروش لشکر سے دشمن کے نکلے ہمکو برابر خبر پہونچے مرائت جادو اسباب سحر سے آراستہ آلات حرب سے درست چالاک و چست دار الامارۃ پر ٹہل رہی ہی ہرکارون کو روانہ کردیا کہ ہمکو دم بدم کی خبر پہونچاؤ جلد لشکر دشمن مین جاؤ صدہا ساحر بعہدہ جاسوسی صورتین تبدیل کرکے روانہ ہوے مرائت جادو کرسی پر آکے بیٹھی مقہور جادو نے چلتے وقت اپنے بھائی مسرور جادو کو خدمت مین ملکہ مرائت کی چھوڑا اسکو حکم دے گیا تھا کہ جس شی کی ملکہ کو خواہش ہو فوراً خدمت مین حاضر کرنا وہ دست بستہ خدمت مرائت مین حاضر ہی حسرت و یاس کی باتین کررہی ہی چونکہ شکست کھاکے آئی ہی ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہی مسرور نے دست بستہ عرض کی حضور عجب طرح کا معاملہ ہی ملک صیقل آئینہ دار جو مدت مدید عہد بعید سے اس قلعہ مین قید ہی کئی دن گذرے بیقرار ہو کے گھبانون کو للکارتا تھا نام خدائے نادیدہ لیکر پکارتا تھا اور یہ بھی کئی مرتبہ اُسنے کہا کہ لو یارو ہماری رہائی کا وقت قریب آگیا اب ہم طلسم کشا کا ساتھ دینگے زیر سایۂ دامن دولت نبیرۂ صاحبقران بسر کرینگے یہ سنکر مرائت جادو نے غصہ مین کہا اُس نگوڑے موے مونڈی کاٹے کو قید خانے سے بلاؤ مین ابھی اسکو طلسم کشا کے پاس پہونچا دون طائر روح کو اُسکے قفس جسم خاکی سے آزاد کردون اُسکو ابھی طلسم کشا کا حال معلوم ہو سب نے کہا حضور کئی مہینہ پیشتر سے وہ ایسی باتین کرتا ہی کہتا تھا اب یہ سب ملک قبضہ یزدان پرستان مین آئینگے ساحران روسیاہ مارے جائینگے تصویرین لات و منات کی ٹھوکرین کھائینگی گزدسکہ نام پر بادشاہ اسلام کے جاری ہوگا یہ سال ساحرون پر بھاری ہو بڑے بڑے افسر مارے جائینگے ہم ہمراہ طلسم کشا ہر معرکہ مین حاضر رہینگے مرائت جادو غصہ سے کانپنے لگی کہا اُس نالائق کو جلد لاؤ اسی وقت دار استادہ ہو جلادان خرسس طینت تیغہ ہاے برہنہ لیکر آئین سامنے مرائت کے یہی سامان مہیا ہونے لگا مسرور جادو فوراً قید خانے مین پہونچا شاہزادہ صیقل آئینہ دار فرزند دلبند بادشاہ سابق اسی طلسم کا قید خانے مین بیٹھا ہوا زنجیر ہلا رہا ہی خانۂ زنجیر مین غل زمین کو تزلزل مسرور نے جیسے ہی جاکر دروازہ قید خانے کو کھولا صیقل نے آواز دی اب آئینۂ قلب پر صیقل ہوئی غبار غم و الم دفع ہوا جو کچھ کہ بشارت ہوئی تھی اُسی کا ظہور ہی اب قلب کو میرے سرور ہی مسرور نے پکار کر آواز دی اے صیقل تجھکو قید خانے مین عرصہ گذرا تیرا قلب اُلٹ گیا تیری بات کا کیا اعتبار ہی اُس شاہزادہ صاف باطن نے جواب دیا اے مسرور مقہور یہ بھی بزرگان دین کہ گئے تھے جبھی آنے کی خبر دی ارشاد فرمایا تھا اے صیقل مژدہ باد وقت رہائی قریب آیا آقا تیرا ایرج نوجوان لڑتا بھڑتا تابہ قلعہ اسکندریہ پہونچا ہزارہا

ساحر واصل جہنم ہوے اب وقت عیش و سرور قریب آیا ابھی تسکین دیکر تشریف لے گئے ہین کہ تو نے دروازہ کھولا گویا دروازہ عیش و فرحت وا ہوا مسرور جادو یہ سنکر مثل ابر کے گرد گرایا سر زنجیر کو پکڑکر اس عالی خاندان کو کھینچتا ہوا کیجلا سامنے ہرائت جادو کے پہونچایا جیسے ہی صیقل نے اس نمکحرام کو دیکھا پکار کر آواز دی کی ملعونہ دیکھ حقدار کو حق پہونچا چاہتا ہی ہرائت جادو غصہ مین تھر تھر کانپنے لگی کہا او صیقل تجھ بھی حال طلسم کشا آئینہ ہوا قید خانے مین کیا بیہودہ بکتا تھا میرے سامنے تو کہ سزاے کامل دون صیقل نے کہا او نمکحرام کیا بیہودہ بکتی ہی جو تجھسے ہوسکے قصور و کوتاہی نہ کرین عرصہ دراز سے مطیع احکام پروردگار رہا طلسم کشا کی آمد کا امیدوار رہا شکر ہی کہ فردہ فرحت افزا سنا کہ آقاے نامدار مولاے قدر شناس کا اس طلسم اسکندریہ مین گذر ہوا مرحلہ جات فتح ہوے نمکحرامون کو سزا ملی وہ جو نمکحرام کلان ہی یعنی افراسیاب خانہ خراب اُسنے اپنے ولی نعمت کیساتھ کیا کیا تو نے ہمارے بزرگون کو نفقرہ دیا ملک و مال پر قبضہ کرلیا انشاءاللہ اب وقت انتقام قریب آیا کل نمکحرامون سے انتقام ہوگا غلامان صاحبقران کا نام ہوگا تو میرے قتل پر قادر نہین ہی یقین کامل ہی مین طلسم کشا کی قدمبوسی سے مشرف ہون اس شہریار کا ساتھ دون پھرتا پھرتا بہ طلسم ہوش رُبا پہونچون فتاح طلسم ہوش رُبا اسد نامدار نظر کردہ بزرگان عالی وقار کی بھی زیارت سے مشرف ہونگے ہمارا آقاے نامی شہنشاہ گرامی یعنی لاجین جادو بادشاہ خوشخو کی بھی قدمبوسی حاصل ہوگی خیرخواہان دولت کو بھی تسکین ہوگی ایسے کلمات حیرت آیات شاہزادہ صیقل آئینہ دار نے غصہ مین کہے ہرائت جادو کے ہوش اُڑ گئے وزرا امرا ہرائت کی صورت دیکھنے لگے ہرائت جادو نے کہا یارو نہ گھبراؤ معلوم ہوتا ہی یہ تو ستارہ شناس ہی کسی کاہن یا نجومی یا پنڈت نے ایسی باتین بتائی ہونگی خوشامد مین اسکو سنائی ہونگی کہ بادشاہزادہ ہی ستایا کبھی چھوٹے گا کچھ دے گا پنڈت وغیرہ ایسے لوگون کو ڈھونڈھا کرتے ہین دوا نچھرنا دینے لگا پیسا لے لیا اُسکا دل خوش کر گئے صیقل نے کہا او مکارہ مین عرصہ دراز سے قید خانے مین ہون صورت آسمان کی دیکھنا دشوار ہوئی پروردۂ ناز و نعم او ملعونہ ہم پر یہ ظلم و ستم اب بہتر یہ ہی کہ قدمون کو بوسہ دے ہم شاہان جلیل ہین بزرگان دین ہمارے کفیل ہین تیری خطا معاف کردین پھر عہدہ ہاے جلیل سے سرفراز کرین نمکحرام ہمارے شفقت پر ناز کرین اگر اسکے خلاف کریگی سزاے معقول پائیگی جہنم مین جلائی جائیگی ہرات جادو نے اشارہ کیا جلد جلاد کو بلاؤ اس زبان دراز کو سزا دو جلاد جلاد کا ہلڑ ہوا فوراً جلاد حاضر ہوا تیغہ کھینچکر سامنے آیا نعرہ کیا شعر سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست * مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست

کس کا رشتۂ حیات منقطع ہوا ہی کس کا ساغر عمر لبریز ہوگیا کون مغضوب درگاہ سلطانی ہی تیغہ باڑھ دار رکھتا ہون بازو پر قوت ایک ہاتھ مین سر کو قلم کرتا ہون قتل کرنا میرا کام ہی جلانا میرا کام نہین حکم اول ہی سمجھکر ارشاد فرمائیے کل اہالیان دربار مین اسوقت ایک غریو بلند ہوا ہر ایک کا قول تھا یا رب یہ کیا ستم ہی اپنے بادشاہ کے فرزند نامدار کو بجبر قتل کرتی ہی ایسے بیگناہ کے خون سے ہاتھ بھرتی ہی انجام اسکا بد ہی وقت انقلاب قریب آگیا دیکھیے کیا ہوتا ہی قلعہ مقہور یہ مین تو کیفیت ہی کہ جلاد تلوار کھینچے سر پر شاہزادہ صیقل آئینہ دار کے کھڑا ہی فرائت حکم دیا چاہتی ہی اہالیان دربار بدحواس ہر ایک کو عالم یاس کلمات عبرت زبان پر جاری بیقراری اشکباری لیکن اب حال اُس بدمآل مقہور بن تہار شعلہ زن کا گذارش ہوتا ہی کہ یہ بیچیا پر پرواز پیدا کر کے غبار گرفتاری ایرج نوجوان چلا تھا اوّل آکر داخل لشکر ظفر اثر ہوا دیکھا لشکر آباد خیمے بارگاہین استادہ کٹورہ کھنک رہا ہی بازار کھلے ہوے دوکاندار بیع و شری پر تلے ہوے یہ بیچیا بشکل فقیر پھرتا ہوا بازار مین آکر ٹھیا ایک سے پوچھا کیون صاحب طلسم کشا کس بارگاہ مین جلوہ فرما ہین اُس شخص نے اشارہ کردیا کہ وہ سامنے بارگاہ زرنفتی استادہ ہی اسمین اُس شیر بیشۂ صاحبقرانی کا گذر ہی بس مقہور ملعون ایکگوشہ مین آیا نقب بیچر لگاتا ہوا طرف بارگاہ والاقدر کے چلا یہان دونون شیدا ے یکدیگر یعنی ایرج نوجوان و ملکہ بران شمشیر زن مدت کے بچھڑے ہوے جو ملے ہین دفتر شکایت کے کھلے ہین مضامین حسرت و یاس سے دل بھرے ہوے تھے اُسکو خالی کررہے ہین مہتر شاپور شیردل کبھی بیٹھکر شراب پلاتا ہی کبھی چنگ و صنج ہاتھ مین لیکر دل بہلانے کو دونون عاشق و معشوق کے یہ غزل عاشقانہ گاتا ہی غزل

گلشن چھری پائینگے جتنے ہین اسیران قفس
تم نہ کہ سے ہین حب ضبط سے مرغان قفس
پنبہ در گوش نہ رہ بہر خدا اے صیاد
پانون پھیلاے ہوے سوتے ہین مرغان قفس
برگ گل فرش قفس چاہیے کرنا صیاد
یا رب آباد رہے گوشۂ ویران قفس
تلملصی بیخبر الفت سے بہت مشکل ہی
یاد آنے لگی وہ صحبت یاران قفس
شور دے توڑ کے بازو کہین باہر صیاد

دن کو مہمان قضارات کو مہمان قفس
مرد اے تیمسعب بدوام بلا مین آکر
سُن ذرا زمزمۂ نالۂ مرغان قفس
مردہ چاک قفس کیا ہی اسیون کے لیے
جی کو بہلائین تو نہین کاش اسیران قفس
فصل گل آتے ہی مرغان چمن ہین ناشاد
چھوڑنے کے نہین ناخن مرے دامان قفس
نیند آجاے اجل کی مرے افسانے سے
تنگ آتا ہی اٹھانا ہمین احسان قفس

دے کہین خصت فریاد انہین اے صیاد
میہمان چمنستان ہوے مہمان قفس
بوریان گود مین لیکر جو قضا نے دی ہین
آنکھ کھوے ہوے بیٹھے ہین نگہبان قفس
خوابگاہ ستم افزا ہی گرفتارون کی
کہدو صیاد سے تیار ہو سامان قفس
مخلصی نے ہمین پھر شوق اسیری بخشا
تا قیامت نہ کھلے چشم نگہبان قفس
مخلصی پاکے فراموش کیا مجھکو آہ

یاد آیا نہ احبا کو مین جہان قفس
نہ پڑی آنکھ تری اور طرف ای صیاد
دیکھ صیاد ذرا لطف گلستان قفس
ہیبت نالۂ پر غم سے زمین کانپ اٹھی
مغتنم جان تو یہ صحبت یاران قفس

چھوٹ کے ہم مسکن بلبل سے بھی رنجیدہ رہے
کیا نہ بلبل کے سوا تھا کوئی شایان قفس
ہو گئی ایک ہی پرواز مین خالی آغوش
چرخ چکر مین ہو دیکھے جو مری شان قفس

مدتون دل مین رہی حسرت ہجران قفس
اشک خونی کے ہین قطرے مری ہمصورت گل
کیا غضب ہی نہ بر آیا کوئی ارمان قفس
رنج عشرت سے نہین کم جو ہون احباب نسیم

کبھی گاتے گاتے اُٹھکر باہر جاتا ہی یہ دونون عاشق تن گرفتاران دام رنج و محن ان اشعار کے مضامین حسرت آگین جو خیال مین کرتے ہین ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین ایرج نوجوان کا دامن سے ملکہ نے اشک پاک کرنا کبھی سمجھانا کہ ای ملکہ عالم ای گل گلزار خوبی ای رنگ و بوے گل حدیقہ محبوبی ای سرو نو خاستہ گلشن فرحت ای نہال باغ دلکشاے محبت ای باعث صبر دل تردد منزل ای مونس تنہائی ای باعث صبر و شکیبائی اب یہ کلمات حسرت آیات سُننے کی قلب مین طاقت باقی نہین ہی اب ہجر ناگوار ہی دل مثل سیماب بیقرار ہی اب ہمین تشریف رکھو کوکب روشنضمیر کو جواب بھیجے لڑ بھڑ کر اُسکے طلسم پر قبضہ کرینگے ورنہ ہمارا بزرگ ہی ذرا گردن تابی کریگا خرابی در پیش ہی مدت سے اسکا پس و پیش ہی بران نے جواب دیا ای شہریار میرے رہنے مین ہزارہا طرح کی خرابی ہی صحبت شہنشاہ مین ہزارہا دراندازہین بڑے بڑے غماز ہین ربط و ضبط کا کام ہی صبر و جبر مین نام ہی آپ نبیرہ صاحبقران صاحب عظم و شان جری بہادر صف شکن تیغزن سطوت صولت رعب و بدبہ شجاعت جوانمردی قلعہ گیری ثابت قدمی آپ کے خاندان کے یہ سب چاکران کمترین ہین آپ کو اسکا خیال واجب و لازم ہی یہ عاشق و معشوق تو بیٹھے ہین یہ باتین کر رہے ہین مگر مقہور بن قہار نقب سحر دیتا ہوا گوشۂ بارگاہ ایرج مین آیا مہرہ نقب کا توڑا الملعون نے سر نکالا دیکھا مسند پر قران السعدین اجتماع نیرین ماہ و خورشید ایک برج مین ذو گو ہر بے بہا ایک درج مین اختلاط ظاہری ہو رہے ہین کبھی ہنستے ہین کبھی روتے ہین لیکن لوح طلسمی ایرج کے گلے مین پڑی ہوئی ہی مقہور گھبرایا سر اندر نقب کے کھینچ لیا دل مین سوچ رہا ہی کہ ای مقہور کیا کرون شیر بیشۂ صاحبقرانی پر کیونکر دست انداز ہون جرأت مین یکتا صاحب لوح طلسم کشا علاوہ اسکے دختر کوکب شیرانہ بیٹھی ہی کیا فکر کرون ملکہ عالم کو جاکر کیا مُنہ دکھاؤنگا وہ منتظر بیٹھی ہونگی اسی خیال مین کہ ہمارا خیر خواہ لوح لیکر آتا ہوگا دل سے یہ باتین کرتا ہوا بیرون بارگاہ ایک تحل کے سایہ مین نکلکر کھڑا ہوا در بارگاہ پر شاہزادے کی نگاہ ہی یکایک مہتر شاپور شیر دل بارگاہ سے باہر آیا مقہور سوچا کہ یہ اُسکا عیار ہی صاحب راز و نیاز خدمتگزاری مین سرفراز کسی طور سے اُسکو گرفتار کرون شاپور در پیشخانہ پر پہونچا وہان سے گلابی لیکر چلا تھا کہ مقہور کی نگاہ پڑی اس بیچیا سمنے

وہین سے سحر کیا شاپور لڑکھڑا کے گرا مقہور قریب آیا شاپور کو سحر سے بیہوش کر کے کنارے ڈال دیا آپ
سحر سے صورت شاپور بنکر تیار ہوا اندر بارگاہ کے آیا مگر گھبرایا ہوا طائر ہوش پران حیران پریشان ایرج
نوجوان نے جو متردد دیکھا پوچھا کیون برادر خیر تو ہی اس نے گھبرا کر عرض کی کہ حضور ذرا کنارے آئین مین
کچھ عرض کرونگا ایرج نوجوان بے اختیار اُٹھ کھڑے ہوئے وقت وہ ہی کہ ستارۂ سحری چمک چکا ہی مرغ
سحری صدا دیرہا ہی شمع ہائے مومی و کافوری پر زردی آچلی ہی رخ شمع مائل بزردی ہی پروانے لگن
مین جلے ہوئے پڑے ہین عاشقان صادق جل گئے معشوق نے پروانہ کی شمع نے بھی رات بھر اشک حسرت
بہائے کسی نے خبر نہ لی کوچۂ عشق مین عاشق و معشوق دونون تباہ ایک کو سوز عشق نے تباہ کیا ایک نے
رو رو کر اپنا خون اپنی گردن پر لیا فرش مین جابجا شکن عاشق و معشوق کے حال پر فرش نے بھی
تیوری چڑھائی پردہ ہوا سے اُڑکر دروازے پر گرتا ہی عاشق و معشوق پر جو صدمہ ہونے کو ہی سر ٹپک
رہا ہی ایرج کو ساتھ لیے ہوئے مقہور کنارے آیا گھبرا کر کہا اے شہریار ابھی کچھ جادوگر پاس سے فرائت
جادو کے پلٹ کر آئے ہین اُسنے مشہور کیا کہ لوح طلسمی طلسم کشا کے پاس سے ہم نے منگالی ابھی ابھی غلام
نے یہ خبر وحشت اثر سُنی حضور کے پاس لوح موجود ہی ایرج نے کہا اے برادر جسوقت سے مین میدان جنگ سے
پلٹا سوائے تمھارے میرے پاس کوئی نہین آیا اُسی طرح سے لوح موجود ہی عرض کی اُتاریے غلام دیکھے
تو ایرج نے بمحبت شاپور لوح کو گلے سے اُتار کہا دیکھو بھائی تم سے مین کیا انکار ہی شاپور
نقلی نے لوح کو ہاتھ مین لیا پیچھے ہٹ کر ایرج نوجوان پر سحر کیا یعنی ایک ماش کا دانہ پھینک مارا ایرج
بیہوش ہو کر گرے اس بیحیا مقہور نے بہ تعجیل تمام لوح کو رومال مین لپیٹ کر جھولی مین رکھا ایرج کی
کمر مین پنجہ دیکر اُٹھایا قصد ہوا کہ لے نکلون یہان ملکہ بران بیٹھے بیٹھے گھبرائین مثل مشہور ہی شعر
دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر ٭ از سوے کینہ کینہ وز سوے مہر مہر ٭ زلف معشوق پر اگر بل پڑا
عاشق صادق کے مزاج مین ابتری ہوگی ضرور دل خبر دیتا ہی ملکہ بران گھبرا کر اُٹھین کئی مرتبہ شاپور
کو آواز دی جواب نہ ملا اور زیادہ تردد ہوا پردہ اُٹھا کر باہر آئین اُسوقت پہونچین کہ دور سے
دیکھا ایک سیاہ پوش بصد جوش و خروش ایرج نوجوان کو اُٹھا رہا ہی بس ملکہ کو تاب نہ آئی آواز دی
خبردار کون ہی ادھر طلائے پر ملکہ انجم ماہ رخسار رات بھر پھری ہی یہ بھی عاشق صادق شاہزادۂ
والا قدر ہی کل فوج کی افسر ہی یہ بھی کڑڑی آواز پر بران کے آواز دی کیون حضور خیر تو ہی ملکہ بران
نے پکار کر آواز دی جلد اپنے کو یہان تک پہونچاؤ تمھارے آقا کو کوئی گرفتار کر رہا ہی اُدھر سے ملکہ انجم
دوڑی راہ مین انجم نے دیکھا شاپور ایک مقام پر بیہوش پڑا ہی بس انجم نے بیقرار ہو کر پکارا حضور

بڑا غضب ہوا کچھ فتور برپا ہو گیا شاپور یہان بیہوش پڑا ہی کسی کے سحر مین مبتلا ہی یہ کہکر انجم نے شاپور پر باران سحر برسایا آپ دوڑی لشکر مین بھی غُل ہوا مقہور سمجھا طلسم کشا کو نہ لیجا سکونگا لوح طلسم لیجاؤن پھر انکا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی یہ سوچ کر پر پرواز پیدا کیے اُڑ کر چلا ملکہ بران نے نعرہ کیا سحر کر کے بلند ہوئین جیسے ہی برابر مقہور کے پہونچین لوح بھی ہاتھ مین تھی ملکہ کو دیکھکر درانہ رو متغیر ہوا لوح کو سامنے ملکہ بران کے چمکا دیا یکبارگی غش آنے لگا قلب تھرایا اے کہکر ملکہ پیچھے ہٹی اتنے عرصہ مین مقہور قندیل فلک ہوا مثل ستارۂ سحری آسمان پر چمکا نعرہ کر کے پکارا اُٹھا منم مقہور بن قہار شعلہ زن باشید اے سلمانان مین لوح طلسمی لیجلا اب سر پٹیا کرو طلسم کشا کو مابدولت نے نہ لیا جب چاہینگے پکڑ لیجائینگے یہ جو سُنا ساحران غدار تعاقب مین مقہور بن قہار کے چلے انجم نے شاپور کو ہوشیار کیا ملکہ بران نے بڑھکر ایرج نوجوان کو سنبھالا جب شاہزادہ ہوشیار ہوا ملکہ نے کہا صاحب لوح طلسمی کو کیا کیا بڑے عقلمند ہو خانی سپاہی تباہی سے کچھ کام نہین کیونکر لوح حوالے کی ایرج نے گھبرا کر کہا مین نے سوائے بھائی شاپور کے کسی سے کلام بھی نہین کیا شاید اُنھین کی شکل بنکر کوئی جادوگر آیا لوح مانگی مین نے دیدی اُسکے بعد مین بیہوش ہو گیا مجھے احوال نہین معلوم کیا معرکہ گذرا ملکہ بران نے کہا مین جاتی ہون معلوم ہوتا ہی قلعہ مقہوریہ پر جاکر حماؤ ہوا ہی وہین سے یہ مقہور جادو آیا دم دیکر لوح لے گیا بڑا غضب ہوا جان بچنا دشوار ہو گی ہر ایک تدبیر بیکار ہو گی افسوس صد ہزار افسوس شعر

من در چہ خیالیم فلک در چہ خیال ٭ کارے کہ خدا کند فلک را چہ مجال ٭

دیکھیے فلک کجرفتار گردون غدار کیا کجروی دکھاتا ہی ایرج غصے مین کانپا کہا تم طرف طلسم نورافشان کے جاؤ مین فوراً اپنے کوتاب قلعہ مقہوریہ پہونچاؤنگا لوح لونگا یا لڑ بھڑ کر جان دونگا ملکہ بران کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوے اشارہ کیا صاحب کیونکر ہو سکتا ہی کہ تمھارے دشمن جان وہین ہم جاکر طلسم نورافشان مین بیٹھ رہین خوف ذلت و رسوائی نے پابند کیا اسقدر دردمند کیا کہ اب کلام کرنا ناگوار ہی زیادہ ٹھہرنا اچھا نہین یہ کہکر ملکہ بران شمشیرزن چرخ مار کر بشکل عقاب آسمان مین ڈوبین اتنے عرصے مین لشکر مین ہنگامہ ہو گیا انجم ماہ رخسار نے بفر سحر بجائی کمربندی ہونے لگی شاپور قریب ایرج نوجوان کے آیا ایرج نے کہا اے شاپور غضب ہوا لوح طلسمی قبضہ سے گئی ملکہ بران یکہ و تنہا تعاقب مین اُس مکار غدار کے تشریف لیگئی ہین جلد مرکب تیار کروا ایسا نہو اُنکے دشمنون پر کوئی افتاد پڑ جائے مین منہ دکھلانے کے کام کا نہ ہونگا اپنی بارگاہ سے ملکہ شیشہ می نوش نکل آئی رنج و ملال مین شب بھر جاگی ہی اس خیال مین قلب پر چھریان چلا کین کہ ایرج نوجوان پہلو مین ملکہ بران کے بیٹھے ہونگے اب جو نکلکر خیمے سے ایرج کو دیکھا

شرما کے منھ پھیر لیا لشکر غم و الم نے گھیر لیا ایرج کو اس حرکت پر نہایت غصہ آیا مرکب کو بڑھا کر چلے ملکہ شیشۂ می نوش نے شاپور کو قریب بلایا کہا کیون بھیا شرط وفاداری یہی ہی کہ اسوقت شہریار نے ہمارا مزاج بھی نہ پوچھا ہم نے سلطنت برلات ماری ماں کے گھر کو برباد کیا اُسکا بہت جلد ہمکو بدلہ ملا آج ہمارا مزاج بھی نہ پوچھا گیا اب ہم بھی اُن سے بات نہ کرینگے تڑپ تڑپ کے جان دینگے اپنی کیفیت مضمون سے ان اشعار آبدار کے ظاہر ہی اشعار مرزا نسیم

کہین کیا دست وحشت کا کہانتک ہمپہ احسان ہی — کہ اب تار گریبان ہی نہ باقی تار دامان ہی
مقام سیر ہی کنج لحد بھی یاد گلرو سے — جگر کے داغ گلشن ہین کفن صبح گلستان ہی
ٹرھی لو اور چالا کی چھبے جو پانون مین کانٹے — کہ پائے آبلہ اپنا ہر اک خار مغیلان ہی
یہ حالت ہی کہ ہی زنجیر بھی محتاج نالے کی — ہلا سکتے نہین پانکو یہانتک تنگ زندان ہی
بھلا کیا زندگی کا لطف مجھسے ناتوان کو ہو — کہ ہل جانا سر مو کا قضا کا میرے سامان ہی
مزا لطف اسیری ماتم صیاد ہی اے دل — کہ آغوش قفس تک آتے آتے رخصت جان ہی
بہار سبزۂ نو دیکھتے ہین جوش گریہ سے — دل وحشی کے بہلانے کو مرقد بھی بیابان ہی
کیا چاک بدن جب کچھ نہ پایا دست وحشت نے — یہانتک اب برہنہ ہین کہ اپنی جان عریان ہی
نہین مدفن مین بھی آرام ہر دم چونک اُٹھتے ہین — صدائے نالۂ مرغ سحر سے دل پریشان ہی
بہا کر خون پہنینگے کفن گلہائے لالہ کا — کہ اپنی وجہ خونریزی حنائے دست جانان ہی
ہوا تیغ تبسم سے جو کشتہ دلربائی مین — بشکل گل ہر ایک زخم بدن شادی سے خندان ہی
بجز فضل خداوند حقیقی کون ہی اُس کا — نسیم بیکس و مضطر غریق بحر عصیان ہی

یہ اشعار پڑھکر ملکہ شیشۂ می نوش زار زار روئی شاپور نے کہا اے ملکۂ عالم تمھین کچھ احوال بھی معلوم ہی کہ آقائے نامدار پر کیا معرکہ گذرا ایک ساحر مقہور بن قہار نامے آیا دم دیکر لوح طلسمی لے گیا قیامت برپا ہی ملکہ بران شمشیرزن تعاقب مین گئی ہین ملکہ انجم ماہ رخسار لشکر کو تیار کر رہی ہین یہ سُنکر ملکہ شیشۂ می نوش کا نشہ اُتر گیا ہوش و حواس پراگندہ گھبرا کر کہا کہ بھیا شاپور یہ تو بڑا غضب ہوا اب کیا ہوگا خدا انکی جان بچائے ہی ہی مین تو کہتی تھی اس طلسم کشائی مین آگ لگے تمام دنیا اس شہریار کی دشمن ہوگئی بھیا تم جاکر شاہزادے کو سمجھاؤ کہ آپ طلسم کشائی سے ہاتھ اُٹھائیے قلعہ طلسمی اُنکا چھوڑ دیجیے اپنے دادا جان کے لشکر مین چلیے جب آپ اُنکا پیچھا نہ کرینگے جادوگر بھی سب سر پیٹ کر بیٹھ رہین گے شہریار نے محلات کو فتح کیا ہزارہا ساحر انکے ہاتھ سے واصل جہنم ہوے

اُنکے عزیز اقارب فکر میں ہین آٹھ پہر اسی ذکر مین ہین شاپور نے کہا ملکہ اب زیادہ کلام کرنے کا محل نہین ہی یہ تمھارے کہنے کی بات ہی کہ طلسم کشائی سے ہاتھ اُٹھائین عنایت سے پروردگار کی طلسم فتح کر چکے ماں تمھاری ملکہ مرائت جبتک زندہ ہین کدو کاوش کرینگی اپنی جان بچانے کی کوشش کرینگی اسکا ڈر کیا جو منظور خدا یہ البتہ بُرا غضب ہوا لوح طلسم کا قبضہ سے نکلجانا یا تو مرائت کو خوف تھا کہ اثر سحر تاثیر نہین کرتا اب لشکر کشی کرینگی سر کسی سے باز نہ آئینگی اگر آج ملکہ یہاں موجود نہوتین تو وہ ساحر انکو بھی لیچلا تھا اب جاکر بارگاہ مین بیٹھیے جو لازم اس مقام پر ہین انکا انتظام کیجیے پریشانی کو خاطر اقدس مین جگہ نہ دیجیے شاپور شیر دل ملکہ مرائت کو سمجھا رہا تھا کہ سامنے سے دیکھا نقدر درح روان قاسم عالی شان شاہزادۂ ایرج نوجوان پشت کرۂ بن اشقر پر سوار گرد ہزارہا ساحران نامی رفیقان گرامی گھیرے ہوے بہ بلغر آتے ہین ملکہ شیشۂ می نوش نے جو شاہزادے کو اس طور سے آتے ہوے دیکھا رونی ہوئی بڑھین باگ پر ہاتھ رکھدیا کہا اے شہریار براے خدا اب آج جانے کا قصد نہ کیجیے سب جادوگر آپ کے نام کے دشمن ہین قلعہ طلسمی اُنکا چھوڑ دیجیے بلکہ اگر حکم ہو تو مین لکھ بھیجون کہ اے مادر نامہربان مین نے آپ کی سفارش کرکے قلعہ طلسمی چھوڑوا دیا اپنے قلعہ مین آکر رہیے آپ کا نام الحمد دنگی کہ آپنے دشمنی نہ کردیا تو ایرج نوجوان نہایت غصے مین تھے اِن باتون پر ملکہ شیشۂ می نوش کے بے اختیار ہنس پڑے کہا صاحب کیا لڑکون کا کھیل مقرر کیا ہی کہ مین قلعہ چھوڑ دون اطمینان ہو جاے ہم سفر کرکے چلے جائین وہ ہمارا پیچھا نہ کرے جو اس سے ہوسکے گا کریگی کیا وہ باز رہیگی انشاء اللہ اگر کھٹکہ قلعہ مین نہ مارا تو نام اپنا شاہزادۂ ایرج نوجوان نہ پایا یا قضا ہماری ہمکو لیے جاتی ہی بموجب مصرعہ ہرچہ رود بر سرم آنچہ پسندی رواست ؛؛ یہکہکر گھوڑے کو پھیرا اب تو ملکہ شیشۂ می نوش گھبرائی کنیزون کو آواز دی صاحبو تم لوگ کیا چاتون چاتون کر رہی ہو میرا راج سہاگ خاک مین ملتا ہی قلعہ مقہوریہ پر جانے کی تیاری ہی جلد تخت آراستہ کرو کارگزاران شاہی نے فوراً تخت آراستہ کیا رنگ رو شیشۂ می نوش اُڑا ہوا گرد کنیزون نے آکر گھیر لیا نقارے بجے علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے لشکر مین تلاطم ہوا سامنے سے دیکھا ملکہ انجم ماہ رخسار طاؤس زرین بال پر سوار آنکھون مین آنسو بھرے ہوے زلفین عنبرین چہرۂ زیبا پر پریشان عقب مین صدہا جادوگرنیان اس شوکت سے ملکہ انجم آتی ہین ملکہ شیشۂ می نوش کو تخت پر دیکھکر انجم نے سلام کیا پایۂ تخت پر ہاتھ رکھدیا اشک حسرت چشم حق بین سے ٹپکائے عرض کی اے حضور آپ کیون تکلیف فرماتی ہین فلک نے گردش دکھلائی لوح طلسمی مقہوریہ قہار لے گیا ملازمان شاہنشاہی کو داغ دے گیا ملکہ بران شمشیر زن دختر بلند اختر

شہنشاہ کوکب روشن ضمیر صاحب جاہ و توقیر حسن مین رشک ماہ منیر سب کے پہلے گئی ہین اب ہوسکتا ہی
کہ ہم تامل کرین گوشۂ عافیت مین بیٹھین آپ سحر سے آگاہ نہین ہین آپ کا تکلیف کرنا بہتر نہین ہی
جو چلا ہی آتا وہ مرگ و مہیائے قضا ہوا ہی خود بادشاہ طلسم وہان موجود ہی لوح طلسمی قبضہ سے جا چکی اب
اب سوائے جان دینے کے کیا چارہ ہی **شیشۂ می نوش** نے گھبراکر کہا بوا تمکو غم ہوا ہمکو کچھ اسکا افسوس
نہین ہی اے ملکہ انجم آپ لوگ اگر جان بچائین کہین جاکر چھپ جائین مرائت جادو تلاش نہ کریگی میری جان
کی دشمن ہی لوح طلسمی مین نے لاکر دی **شجر جادو** کو مارا ورنہ لوح کا پتا ملنا دشوار تھا انجم نے کہا حضور اختیار
ہی اسوقت جو دوست طلسم کشا کا ہی آمادۂ حرب و پیکار ہی اگر راہ مین اُس ملعون کو پاگئے اور لوح طلسمی لیلی
تو ہماری فتح اُنکی شکست ہی ورنہ جان دینے کا بندوبست ہی یہ کہکر انجم نے بھی طاؤس کو اپنے اڑایا جو ساحر
غیر ساحر جس مقام پر تھا عقب مین شاہزادے کے چلا سب سے زیادہ **شیشۂ می نوش** بصد جوش و خروش
لشکر کو تیار کراکے چلی ہی مگر بیقراری نے سر اُٹھایا قلب تھرایا کنیزین ساتھ ہین ہزارہا ساحران زبردست
پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے عرض کرتے جاتے ہین کہ حضور نہ گھبرائین پروردگار فضل اپنا شریک حال کریگا
یہ لڑائی بھی فتح ہوگی **شیشۂ می نوش** کہتی ہی صاحبو اپنے بخت واژگون و طالع نگون سے یون امید نہین
ہی ایک لمحہ فلک نے آرام نہ لینے دیا ہماری زندگی حسرت مین گئی ساتھ والیان ان کلمات کو سُنکر روتی تھین
کوئی کہتی ہی کہ واری خدا آپ کے راج سہاگ کو قائم رکھے دشمن مارے جائین دوست فتح پائین یہان تو
اس طور سے یہ لشکر طرف قلعۂ مقہوریہ کے جاتا ہی لیکن گذارش کر چکا ہون کہ مرائت جادو نے غصے مین آکر
صیقل آئینہ دار کو بلاکر زیر تیغ بٹھایا ہی قلعۂ مقہوریہ مین ہنگامہ ہی ہر گلی کوچہ مین یہی چرچا ہی کہ صاحبو
مرائت جادو نے اب بڑے ظلم پر کمر باندھی ہی شاہزادہ **صیقل** کے بزرگون کو قتل کیا ملک و مال
پر قبضہ کر لیا اب آج غصے مین اُس شیر بیشۂ سلطنت کو بھی قتل کرتی ہی طلسم کشا پر زور نہ چلا اُس بیچارے
قیدی پر غصہ اتارتی ہین اتفاقات قضا و قدر مقہور اس قلعہ کا حاکم کاشانۂ عفت مین ایک گوہر بے بہا
رکھتا ہی یعنی ایک دختر حسین مہ جبین نیک منظر حور پیکر پریوش گلعذار غنچہ دہن بڑے بڑے رئیس و جلیل اُسکے
سودائے زلف عنبرین مین آوارۂ دشت ادبار ہوئے دام مصیبت مین گرفتار ہوئے مگر اُس مغرور حسن و جمال
نے کچھ خیال نہ کیا کسی پر نگاہ نہ ڈالی کسی ہجران دیدہ کی خبر نہ لی اگر کسی نے کچھ پیغام پہونچایا جواب صاف
دیا کہ ہمین کسی کے مرنے جینے سے کیا کام مرنے والا کیون مرتا ہی ناحق اپنے کو مطعون و بدنام کرتا ہی شعر ایسے
چودہ ہزار مرتے ہین ؎ کہین ہم لوگ رحم کرتے ہین ؎ کسی نے جوش محبت مین سنکھیا کھائی تڑپ تڑپ کر
جان دی کوئی ہو حق کرتا ہوا جنگل مین نکل گیا مثل فرہاد جگر سوز پہاڑ سے سر ٹکرا ٹکرا کر مرا اس رشک شیرین

نے خیال بھی نہ کیا لیکن حاکم قلعہ کی بیٹی ہو سحر مین طاق شہرہ آفاق طرف سے قید خانے کے گذر ہوا
صیقل کو دیکھکر مائل ہوئی تڑپتی ہوئی گھر مین آئی کئی دن آب و دانہ ترک رہا جب کنیزون نے
دلدہی کر کے پوچھا کہ حضور باعث بیقراری کیا ہو آپ کو کس شی کی کمی ہو مزاج مین کیون برہمی ہو جب
ساتھ والیون نے بہت پوچھا ملکہ شمع رخسار نے جلکے جواب دیا صاحبو پوچھنے سے کیا فائدہ اگر ہمارے
درد کا علاج کرو تو کچھ حال دل کہین ورنہ خاموش رہین چمن آرا وزیرزادی ملکہ شمع رخسار
کی قدمون سے لپٹ گئی آنکھین تلوون سے ملین عرض کی واری یہ کنیز قدیم آپ کی جان و مال سے حاضر
ہو کچھ کچھ مین سمجھ بھی گئی ہون مگر اپنی زبان سے فرمایئے اگر آگ کا دریا ہو جھیلین جان پر کھیلین
نمک حلالی ہمارا کام ہو ملازمان خیر خواہ کا اسی مین نام ہو چمن آرا نے جب اس طرح کے کلمات
تسکین آیات کہے شمع رخسار نے چمن آرا کے گلے مین ہاتھ ڈالدیا کہا اے خیر خواہ فلان قید خانے مین
وہ جوان کون ہو جو طوق و زنجیر مین قید ہو کس صیاد جلاد کا صید ہو وہ یوسف کنعان دلبری کس گلستان
کا پھول ہو کس آسمان کا ماہ درخشان کس برج کا انجم تابان ہو کیا خطا ہوئی کیون قید کیا چمن آرا نے
مُنھ پیٹ لیا کہا اے ملکہ عالم اس جوان کی حسرت ویاس پر زمین روتی ہو آسمان اشک حسرت بہاتا
ہو طلسم اسکندریہ کا بادشاہ اس شہریار کا والد نامدار تھا صاحب جاہ و جلال و دولت و حشم بندہ درگاہ
فوج و لشکر بے حساب خود بھی علم سحر و افسون مین کامل عاقل باذل فہیم لئیق رعیت پرور عدالت گستر
شیر و بکری کو ایک گھاٹ پانی پلایا ظالمون کا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیا سرکشون کو خاک مین ملا دیا
بی قرائت جادو اُنکی مدار المہام تھین آپ کے والد نامدار سپہ سالار لشکر کل فوج کے افسر دونون
صاحبون نے آپس مین میل کیا اس بادشاہ عالیجاہ کو زہر دیا یہ شاہزادہ بارہ برس کا تھا اسکو گرفتار
کر لیا چاہا قتل کرین لوگ مانع ہوے کہ اُسنے ابھی کیا خطا کی ہو آخر قتل سے درگزرے اس
یوسف مصر شہنشاہی کو زندان مین قید کیا شاہزادہ صیقل آئینہ دار اُس جوان کا نام ہو اگرچہ
اپنے باپ کے زمانے مین کمسن تھا مگر فن سحر و ساحری مین طاق علم نیرنج و شعبدہ مین شہرہ آفاق ملکہ
شمع رخسار نے جب یہ حال سُنا چاہا کہ ضبط کرون دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل
بدعت سنگ عشق سے ٹوٹا آٹھ پہر رویا کرتی تھی ٹھنڈی سانسین بھرتی تھی چمن آرا مونس تنہائی باعث
صبر و شکیبائی ہر گھڑی سمجھایا کرتی تھی واری صبر کرو دل پر جبر کرو فراق کا انجام وصل نہ گھبرایئے کوئی
سبب پیدا ہوگا وہ شیر دل قید سے چھوٹے گا آپ تک رسائی ہوگی فراق کا زمانہ ختم ہوا چاہتا ہو ایسی
ایسی باتین سمجھایا کرتی تھی ملکہ شمع رخسار گاہے ماہے حیلہ سے قید خانے مین جاتی تھی زیارت سے محبوب کے

دل کو تسکین دیکر چلی آئی تھی اُسی رنج و ملال مین بیٹھی تھی کہ وزیرزادی روتی ہوئی سامنے آئی عرض کی واری بڑا غضب ہوا ملکہ مرائت جادو قلعہ طلسمی سے شکست کھاکے آئین آپ کے والد نامدار کو فکر طلسم کشا مین روانہ کیا لیکن شاہزادہ صیقل نوجوان نے آج کچھ قید خانہ مین خواب دیکھا تھا خواب دیکھکر بہت رویا سامری پرستون کو بُرا کہا مطیع مذہب یزدان پرست ہوا خداے نادیدہ کی تعریف کر رہا ہی یہ خبر ملکہ مرائت نے سُنی سامنے بلوایا وہ شیر بیشۂ سلطنت و ریاست مرائت جادو سے کجبحثا ہی برابر کی گفتگو ہوئی اب اسوقت مرائت کا ارادہ ہی کہ اُس شہریار کو قتل کرے میرے سامنے جلاد آچکا تھا قتل مین اس شہر کے کدو کاوش نشان سلطنت کے گرانے مین کوشش ہو رہی ہی یہ سُنکر ملکہ شمع رخسار کی آنکھون مین اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا گھبرا کر کہا کیون برا چمن آرا مین کیا کرون زندگی کی اک امید تھی کہ کبھی تو مطلب دل پورا ہوگا ہاے یہ کیا خبر وحشت اثر سُنائی چمن آرا نے کہا حضور مجھسے صبر نہو سکا دربار سے ٹل آئی شمع رخسار کہتی ہوئی اُٹھی ای وزیرزادی جلد کوئی تدبیر بتلا یہ مجھکو خوب ثابت ہوگیا کہ اُس شہریار کو کچھ بشارت ہوئی مرائت کو نام خداے نادیدہ سُنکر نفرت ہوئی ای چمن آرا مین خداے نادیدہ سے عہد کرتی ہون اگر یہ شیر دلیر آفتاب آسمان سلطنت ماہ درخشان ریاست کی جان بچ جاے اور میری اُس شہریار تک رسائی ہو مین دل و جان سے اقرار کرتی ہون کہ مین مذہب طلسم کشا کا اختیار کرونگی یہ تو ہمیشہ سے میرا دل کہتا ہی بھڑوے پونے دوسو خدا کیسے کتنے درجن ہوے انگریزی کے انفاظ مین بھی شمار غیر ممکن دیکھو خدائی مین جھگڑا پڑا مذہب کیسا خراب ہوا اُن لوگون کے دلائل معقول ہین بڑے اُمید شرف حصول ہین کہتے ہین ہمارا اکیلا خدا ہی بے مثل و یکتا ہی مین نے تو خداے نادیدہ کی اطاعت کی چمن آرا بتلا اب مین کیا کرون دل کہتا ہی کہ جاکر بی مرائت سے لڑون اُس شیر کو چھڑا لون لیکن انجام اسکا کیا ہوگا اگر وقت پر والد نامدار آگئے فرمائینگے تونے کیون دخل دیا ملکہ عالم کو اختیار ہی چمن آرا نے کہا حضور یہ میری صلاح ہی کہ یہان سے چلیے اور بی مرائت سے دست بستہ عرض کیجیے کہ یہ نوجوان فرزند بادشاہ طلسم ہی والد نامدار کو آپنے براے کار ضروری بھیجا ہی اُنکے عقب مین اسکا قتل کروانا مناسب نہین اگر مان جائین بہتر وہ نہ مانے تو ملے جب آپ کے والد نامدار آئینگے تب دیکھا جائیگا اگر ایک رات کی مہلت ملی ہم حضور کا ساتھ دینگے قیدخانے سے نکال لائینگے اس لڑائی مین جان لڑا دینگے مگر اسوقت جلد چلیے میرے سامنے تکرار شروع ہوگئی تھی وہ جوان اپنی کہتا ہی یہ دھمکا رہی تھی ڈرا رہی تھی وہ مثل شیر خشمناک ایک سوال ایک کلام ایک زبان ایک تحریر ایک تقریر ایک خدا یقین ہی تکرار بڑھ گئی ہوگی ملکہ روتی ہوئی اُٹھی یہ کہکر بلکی ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھا دیے عرض کی ای کریم کارساز وا بے نیاز مین جاکر اُس شیر دلیر کو زندہ پاؤن ہاتھ سے

اُس جلاد کے بچاؤں یہ کہکر تخت پر سوار ہوئی چار سو کنیزیں جبھی ہوئیں جادوگرنیاں اُنکو ساتھ لیا سمجا کر سب سے کہہ دیا صاحبو ہمارا ساتھ دینا اگر مرنے کا خوف ہی تو ہمارا ساتھ نہ دو ہم مرنے جاتے ہین اسوقت اگر ہمارے ساتھ سے قدم ہٹایا ہمکو ناگوار ہوگا اسوقت ہم خوشی سے کہتے ہین جسوقت خدا فضل کریگا تم سب صاحبون کا گھر ہی چلی آنا کوئی طعن تشنیع نہ کریگا سب نے عرض کی اے ملکہ عالم حضور کا نمک کھایا ہی غرت و آبرو پائی جس سے حضور لڑینگی ہم جان دینے پر آمادہ ہین جہان حضور کا پسینہ گریگا سر نثار کرینگے ہر زخم پر دم محبت کا بھرینگے اُن سب نے جو مہر و محبت ایسے کلمات کہے ملکہ نے ایک ایک کو گلے سے لگایا کہا صاحبو بعد پروردگار کے تمہارا بھروسا ہی سب کو ساتھ لیکر طرف بارگاہ کے تخت اُڑاتی ہوئی چلین یہان وہ وقت ہی کہ مرائت جادو برائے قتل شاہزادہ صیقل آئینہ دار دو حکم دیچکی ہی چاہتی ہی کہ تیسرا حکم دے کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ شمع رخسار مع انیسون جلیسون کے آکر موجود ہوئی ملکہ مرائت کو سلام کیا مرائت کی جو نگاہ آئینہ جمال شمع رخسار پر پڑی بصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان شمع رخسار آکر کرسی پر بیٹھی اس گرفتار رنج و مصیبت پر نگاہ پڑی زنجیر مین ہلا رہا ہی جلاد تلوار کھینچے سر پر کھڑا ہی شمع رخسار نے دست بستہ ملکہ مرائت سے عرض کی حضور اس قیدی نے کیا خطا کی جو آپ قتل کرتی ہین کیون بیگناہ کے خون سے ہاتھ بھرتی ہین مرائت نے کہا ای نور نظر یہ سامری کے خدا کو برا کہتا ہی یکا یک دین بد و آبا سے پھر گیا علاوہ اسکے بموجب ارشاد فیض بنیاد شیخ سعدی کہ افعی راکشتن و بچہ اش نگاہداشتن کار خردمندان نیست علاوہ اسکے مذہب جد و آبا کو بُرا کہتا ہی یوتے دو سو خداوندون سے منحرف ہوا ایک خدا ناديده کو اچھا کہا یہ سُنکر ملکہ شمع رخسار کا کلیجہ منھ کو آیا گرمی عشق نے ہڈیون کو جلا دیا ضبط نہ ہوسکا آخر جواب دیا کہ ای ملکہ عالم ابتک کیون قید رکھا آپ قلعہ طلسمی مین تھین یہان والد نامدار کو اختیار تھا جب چاہتے قتل کرتے مگر ہمیشہ خدمتگزاری مین مصروف رہے یہی فرماتے تھے انکے بزرگون کا ملک و مال لے لیا انکا ستانا بہتر نہین دوسرے خداوندون کو جو انہون نے بُرا کہا آپ نے تکرار کی انکو بھی ضد ہوئی انکی بات کا کیا اعتبار بقول سعدی) ہر کہ دست از جان بشوید ہر چہ در دل آرد بگوید مبتلائے مصیبت گرفتار دام صعوبت نور نگاہ بادشاہ خاصم اسکندری ایسے بزرگ کے خاندان کی یہ ابتری لہذا حضور قتل موقوف رکھین جب والد نامدار تشریف لائینگے جیسا مناسب وقت ہوگا حکم فرمائینگے آپ اپنے زبان نہ لڑائیے کیا فرود ہی جو اصل مقدمات ہین اُدھر رجوع فرمائیے طلسم کشا کی گرفتاری کی فکر کیجیے ملک و مال بچائیے ایک ایسا شخص حقیر غریب زندہ رہا تو کیا مارا گیا تو کیا فائدہ یہ سنکر مرائت جادو نے کہا چھوکری تجھے کیا دخل ہی کل کی بات ہی رو کر روٹی مانگتی تھی آج ہم سے چار آنکھ کر کے بات کرتی ہی باپ تیرا گود مین لیکر آتا تھا

تو حکم مین مابدولت کے دخل دیتی ہی ہمین اختیار ہی جسکو چاہین قتل کرین یا بخشین شمع رخسار نے ابکی جھڑک کر جواب دیا کہ ہان حضور آپ بادشاہ ہین آپ کو سب طرح کا اختیار ہی ہم لوگ جانباز سرفروش اسی واسطے ہین کہ نیک و بد سے آگاہ کرے ہین کمسنی کا تشنیع کیا ضرور ہی سراسر عقل کا قصور ہی رب اکبر نے ابتدا سب کسو اسطے اُسی طور سے مقرر کی ہی باغ مین اول طفل غنچہ زبان نہین کھولتا آخر کھل کر گل ہوا انجام ثمر حاصل ہوا یہی نشو ونما واسطے انسان کے بھی قرار داد ہی عدالت حاکم بالغ بیدا د ہی مرائت نے جلاد کو اشارہ کیا جلد صیقل کا سر کاٹ لے لونڈیا کو بکنے دے ہمارے مقدمات مین کسی کو کیا دخل ہی جلاد بڑھا شمع رخسار کو تاب نہ آئی اپنے مقام سے اٹھی کہتی ہوئی حضور الامر فوق الادب حضور کو ناگوار ہوگا یہ جوان قتل نہین ہوسکتا صیقل نے بھی جمال جہان آرائے ملکہ شمع رخسار پر نگاہ ڈالی دیکھتا ہی کہ چہرہ سُرخ آمادۂ مرگ حیاے قضا چہرۂ اداس عالم یاس کبھی مرائت سے منت کرتی ہی کبھی ابروے خمدار پر بل پڑ جاتے ہین کبھی عاشق و معشوق مین اشارے کنائے ہوتے ہین جوانی پر صیقل کے اہالیان دربار روتے ہین غریو بلند ہی ہر شخص دردمند ہی مرائت کی یہ بدعت سب کو ناپسند ہی لیکن صیقل نے بہ نگاہ یاس طرف ملکہ شمع رخسار کے دیکھا اشارون سے یہ پیدا تھا کہ ای جان جہان ای شمع رخسار اس ملعونہ کی آنکھون مین چربی چھائی ہی ہمارے قتل پر آمادہ ہوگئی اب تم دخل نہ دو صبر کرو عاشق کا سوگ کھنا قبر پر آکر فاتحہ پڑھنا جب ہچکی آئے ہمکو یاد کرنا روح کو شاد کرنا ہمارا پیالۂ عمر لبریز ہوچکا اس میخانہ کی ہوا بگڑی حسرت و یاس لیکر پردۂ دنیا سے چلے یہ خیال کرکے آنکھون سے آنسو جاری ہوئے شمع رخسار نے جو دیکھا کہ صیقل پر ہجوم غم و الم ہی چونکہ شاہ جلیل ہی حرکات پر مرائت کی مزاج برہم ہی شمع رخسار بیتاب ہوکر کرسی سے اُٹھی طرف صیقل کے چلی مرائت نے آواز دی خبردار ہمارے گنہگار کے قریب نہ جانا ورنہ بہت بُری طرح پیش آؤنگی شمع رخسار سمجھی کہ اب بگڑ چکی مرائت کی بات کا جواب نہ دیا تڑپ کر قریب صیقل کے آئی کہا ای شہریار اُٹھیے کنیز اپنی جان دیگی یہ کہکر صیقل کی زبان سے سوزن لیا اب تو صیقل نے غصے مین آکر قید کو توڑکے پھینک دیا شمع رخسار نے بڑھکر جھولی ہاتھ مین دی اسمین اسباب سحر موجود تھا ہلڑ ہوا ملکہ شمع رخسار نے صیقل آئینہ دار کو قید سے رہا کیا حکم مالک سے خلاف ہوا مرائت بھی اپنے مقام سے اُٹھی تمام شہر مرائت جادو کا شریک ہی شمع رخسار پہلو مین صیقل آئینہ دار کے صیقل نے گولہ مارا زمین تھرائی کئی سو جادوگر مرکر گرے شمع رخسار نے بھی نگاہ گرم ڈالی ناری جلنے لگے زمین سے شعلے نکلنے لگے مرائت جادو نے نعرہ کیا ان سب کو گرفتار کرلو صیقل کا سر کاٹ لو شمع رخسار کو سزا دونگی میرے سامنے بے ادبی کی ہی ہرگز قصور نہ معاف کرونگی چہار طرف سے

ساحرون نے بلوہ کیا ترنج و نارنج ماش کے دانے چلے لیکن صیقل آئینہ دار ہنگامہ پلنگانہ لڑائی مین مصروف ہی چشم زدن مین مرأت نے دیکھا کئی سو ساحر مرکر گرے خون کے دریا بہ گئے مرأت نے بڑھکر سحر کیا گولہ اُٹھا کر مارا اُسکا دل گردہ تھا کہ اُسکا وار روکے شمع رخسار نے بڑھکر اُنگلی سے اشارہ کیا گولہ کے دو ٹکڑے ہوئے اس مین سے برق چمکی سر پر ملکہ شمع رخسار کے پڑی معلوم ہوا پھینکیت لے ہاتھ مارا سر زخمی ہوا قطرات خون روے زیبا پر صاف نمایان ہر تھا کہ یا ماہ تابان پردۂ شفق مین پنہان ہی لیکن جاہ و جلال چہرۂ خورشید مثال سے عیان ہی صیقل کی نگاہ پڑی میرے واسطے اُس نے زخم کھایا بیتاب ہوکے صیقل جھپٹ کر قریب آیا شانہ تھام لیا کہا ای جان جہان وائے آرام دل مشتاقان تمھارا یہ احسان ہمیشہ تا بروز حشر رہے گا لیکن ہم لڑھکر لڑتے ہین تم نکلجاؤ اپنی جان بچاؤ اپنے کو خدمت مین طلسم کشا کے پہونچاؤ وہ تمکو دامن پناہ دینگے ہماری کیفیت عرض کرنا کہ غلام جدید مشتاق قدمبوسی ہوکر رہرو راہ عدم ہوا زیارت سے حضور کے مشرف نہوا آرزوے دیدار فرحت آثار دل مین لے گیا شمع رخسار نے جواب دیا ای شہریار غیرت نہین تقاضا کرتی کہ آپ کو اس مصیبت مین چھوڑ دون مین جان بچا کر نکلجاؤن ایسی زندگی پر لعنت ہی طلسم کشا بھی مجھکو اچھا نہ جانے گا سمجھے گا ایسے شیر دلیر کا ساتھ چھوڑ کر چلی آئی ہمارے لشکر سے نکال دوکون ہماری قدر کریگا ہر ایک کی نگاہ سے گرجائینگے آج تمھارے سامنے جان دینگے چونکہ مدت کی عاشق ہی حوصلے دل مین بھرے ہوے ہین ارمان ذبح ہورہے ہین ان کلمات حسرت آیات پر اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق کے صیقل بیقرار اشکبار بڑھکر سینہ اپنا سپر کرتا ہی ساحرون کو للکار رہا ہی کہ ادبیحیاؤ اُس مہ جبین پر کیا حملے کرتے ہو مردان عالم سے آنکھ چار کرو ہمیشہ وار کرو تو لطف سحر کرنے کا لے جو ساحر جھپٹکر سامنے صیقل کے پہونچا اُس شیر دل نے جسکو ہاتھ مارا بیک ضرب شمشیر دو پرکالے کیئے کئی سو ساحر مار کر ڈالدیے خون کے دریا بہائے ہین مرأت جادو نے دیکھا کہ صیقل بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی مگر مرأت کے ساتھ فوج زیادہ ہی چار جانب سے ان عاشق معشوق کو گھیر لیا نیزے تیر و تفنگ پڑنے لگے جب صیقل نے بھی کئی زخم کھائے قریب تھا زمین پر گرے شمع رخسار نے بڑھکر ہاتھ تھاما کہا ای شہریار ہوشیار ہو جیسے ان نامردون سے اپنے کو بچاؤ یہی کنیزین میری سب قتل ہوئین مین جان نثاری کو حاضر ہون مجبور و ناچار تمام ہون فوج لشکر نہین رکھتی نقد جان نثار کرنے کو حاضر ہون اپنی تو یہ کیفیت ہی بموجب مضمون اشعار مخفی نظم

تا بستہ شد بہ گلشن وصل تو راہ ما	محرم نشد بہ بزم نگاہت نگاہ ما	چندان بیاد گلشن وصلت گریستم	

کامد بآب دیدہ برون برق آہ ما
ای گریہ ہمتے کہ درین دشت تشنہ لب
مخفی چو ہست لطف الٰہی گواہ ما

مارا بجاہ و منصب کس احتیاج نیست
خرم ز آب دیدہ نگردد گیاہ ما

کمتر ز تاج شاہ نباشد کلاہ ما
مقصود قدسیان ز سوال و جواب نیست

صیقل کا کلیجہ کانپ رہا ہی اپنے زخمون کو بھولا ملکہ کو بچاتا ہی سینہ سپر کر دیتا ہی جان دینے پر آمادہ کبھی پکارتا ہی ای خالق لیل و نہار ای پروردگار ورطۂ ہلاکت سے بچا لے اپنے مرنے کا کچھ غم نہین ہی یہ شاہزادی مہ جبین مفت مین اپنی جان دیتی ہی اپنا خون اپنی گردن پر لیتی ہی تیرے بندہ جدید پر شاق ہی یہ بندۂ گنہگار تیری مدد کا مشتاق ہی ای رب حقیقی ای مالک تحقیقی نظم

ہر زخم مرا اور گلستان ہی برابر
نرگس لب جو دیدۂ گریان ہی برابر
ہی سینۂ تفتیدہ ہر اک تختۂ گلزار
یہ سینہ پر از داغ چراغان ہی برابر
آنسو نہ تھمے تجھسے کبھو میرے کہ تجھ پاس
جانے مین ترے آگے دل و جان ہی برابر

ہر خرمن گل کنج شہیدان ہی برابر
فریاد کنان بلبل و دیوار چمن مین
جو غنچہ ہی سو وہ دل محزون ہی برابر
دریا میری آنکھون سے یہ بہتا ہی لہو کا
لخت دل گل برگ بداماں ہی برابر
سنتا ہی نہین بات مری تو جو سنے بھی

کہتے ہین جسے شرم سو گلشن کی ہی وہ راہ
جو رخنہ ہی سو چاک گریبان ہی برابر
سوز دل عشاق تماشا جو ہو تجھکو
مژگان سے مرے بخیۂ مرجان ہی برابر
حیران ہون ترے سامنے کسطرح مین ٹھہرا
وہ بات پھر اور طائر پران ہی برابر دیگر

ای خالق بے نیاز میرے
عصیان کے حجاب سے منور ے
ای خالق بے نیاز و یکتا

ای مالک کارساز میرے
دامن گل آرزو سے بھر دے
عالم مین نہین شریک تیرا

مجھ عاجز و خستہ کی مدد کر
کیا وقت مصیبت و بلا ہی
معبود یہ وقت بے بسی ہی

عصیان کے حجاب سے ہون مضطر
یان موت کا اب تو سامنا ہی
الفت مرے دل مین آ بسی ہی

ای دافع البلیات سامع الدعوات تو نے پیدا کیا ہی پھر کس سے عرض کرون ان بجیاؤن نے باپ کو قتل کیا گھر بار لوٹ لیا اسیر بھی اطمینان نہوا عدم بلوغ مین تیرے بندۂ حقیر کو قید کیا کیا آزار پہونچایا اب بھی خطا چاہتے ہین قتل کرین بیگناہ کا خون بہائین دل کو تیری رحمت سے قوت ہی رحیمی کریمی تیری عادت ہی صیقل نے جو بلک کر دعا کی زخمی بھی انتہا کا ہو چکا ہی شمع رخسار بھی زخم کھا کر بھرا رہی ہی مگر اپنے معشوق کے شمع جمال کی پروانہ بنی ہی قوت جواب دیچکی خون نکلنے سے نقاہت کا زور آئینہ رخسار پر حیرانی دریائے غم والم مین طغیانی یہ دونون عاشق معشوق اس بلا مین مبتلا مگر صیقل کی دعا پر باب اجابت کھل چکا ہی دعا بیقراری کی کلید قفل باب اجابت بنگئی باب فرحت و عیش کا وا ہوا چاہتا ہی کہ یکایک آسمان پر مقہور آگر کر کا لوح کو لیکر آیا ہی گھبرایا ہوا بد حواس جانتا ہی میرے تعاقب مین سب چلے آتے ہین بران شمشیر زن ضرور آئیگی اوس سے مقابلہ دشوار ہی وہ دختر کوکب نامدار ہی خود صف شکن بران شمشیر زن وہ کب رکتی ہی خیال مین تھا کہ اب اپنے قلعہ مین پہونچونگا ان لوگون کے روکنے کی تدبیر کرونگا اب جو دیکھا تو میرے قلعہ مین قیامت برپا ہی گویا تریخ دنیا کی

چل رہا ہی ساحرون کے مرنے کی آواز آتی ہی زمین تھراتی ہی جی مین سوچا کہ یہ کیا ہنگامہ ہی کیا ہمراہیان طلسم کشا یہان پہونچ گئے اُنکے دلکو لگی تھی پیشتر آئے قریب دیوار قلعہ آکر دیکھا تمام لشکر مین کمر بندی ہوگئی ہی مرأت جادو سحر کر رہی ہی صیقل آئینہ دار ایک جانب لڑ رہا ہی ہزارون کو مار کر ڈالدیا ہی بقدرت پروردگار بیٹی پر اسکی نگاہ نہین پڑی صیقل کو دیکھکر گھبرا گیا حیران ہوا کہ یہ کیونکر قید سے رہا ہوا شمع رخسار ایک گوشے مین گر کر بیہوش ہوگئی ہی مقہور نے وہین سے نعرہ کیا او صیقل خبردار کس در انداز نے تجھے قید سے رہا کردیا یہ کہکر کڑک کر زمین پر گرا مرأت سے کچھ نہ پوچھا صیقل پر سحر کرتا ہوا بڑھا کچھ ملازم چلے کہ ہم اپنے مالک سے حال گذشتہ بیان کرین کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا منم ملکہ بران شمشیر زن باش او بیحیا کہان جاتا ہی لوح لیکر مثل چورون کے بھاگا یہ کہکر بران نے گرتے گرتے گولہ مارا کئی سو ساحر جل کر گرے اندھیرا چھا گیا اب مقہور اور زیادہ گھبرایا بران نے آتے ہی طبقہ زمین کے ہلا دیے یکایک دروازے پر قلعے کے ہلڑ ہوا شیر کے نعرے کی آواز آئی نعرۂ ایرج نوجوان اشعار

ملک ایرج آن آفتاب منیر
کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
منم فارس عرصۂ کارزار
گل گلشن قاسم نامدار
ہنر بردمان و ہنر دآزما
جری صف شکن شیر دشت وغا

اُنکے ساتھ ملکہ انجم ماہ رخسار عقب مین فوج ہشیار ہر گوہ بزرن مین تلوار چلنے لگی مقہور گھبرا گیا کسی سے حال نہین پوچھنے پایا کہ صیقل کیونکر رہا ہوا آگے دیکھا شمع رخسار اتنہا کی زخمی لباس خون آلود موت کے آثار چہرے پر موجود کچھ ماش کے دانے ملکہ بران کی جانب پھینک مارے جھک کر بیٹی کا ہاتھ تھام لیا گھبرا کر آواز دی ای نور نظر آنکھ کھولو تمکو کس نے زخمی کیا ہی یہ صیقل کیونکر قید سے رہا ہوا شمع رخسار نے گھبرا کر آنکھ کھولی باپ کو بالین پر پایا بہرد محبت اُٹھا رہا ہی سحر بران سے بارگاہ مین اندھیرا ہی مقہور نے پوچھا بیٹا منہ سے بولو زبان تو کھولو مین اپنی مصیبت مین گرفتار ہون لشکر طلسم کشا مین گیا لوح چھین لایا میرے عقب مین دختر کو کب آگئی تم تو بی بی کچھ حال کہو شمع رخسار نے جو یہ حال سُنا کہ طلسم کشا سے لوح چھین لایا گھبرا کر کہا والد نامدار لوح کیا چیز ہی مقہور نے کہا روح روان طلسم جان طلسم ساحرون کے واسطے تلوار خنجر بلاے آسمانی سحر اسپر تاثیر نہین کرتا جب تو طلسم کشا طلسم پر قبضہ کرلیتا ہی بڑے بڑے ساحرون کو شکست دیتا ہی یہ مضمون سُنکر شمع رخسار گھبرائی سوچی کہ اگر لوح باپ کے پاس رہی یا مرأت جادو کو دیدی طلسم کشا بیکار ہو جائیگا ساحرون پر کیونکر فتح پائیگا اے شمع رخسار بن پڑے تو لوح باپ سے لیکر طلسم کشا کے پاس پہونچاؤ یہ سوچکر کہا بابا جان بی مرأت جادو نے صیقل کو قید خانے سے بلوایا قتل کرنے کا ارادہ کیا کچھ آپس مین تکرار ہوئی اُسنے رہائی پائی یہی فساد ہی مین لڑی بی مرأت کو مین نے منع کیا مجھکو زخمی کیا بُرا بھلا

کہنے لگین یہ سُنکر مقہور کو غصہ آیا لوح نکالکر جھولی سے کہا بی بی میری آنکھون مین خون اُتر آیا تو وارث سریر سلطنت ہی تجھکو سب طرح کا اختیار دیا بی مرأت کے باپ کا کیا اجارہ دیکھو بی بی لوح طلسمی یہ ہی ملکہ شمع رخسار نے لوح ہاتھ مین لی جیسے ہی چمکا لی مقہور نے کہا بٹیا سامنے ہمارے نہ لاؤ ہم سحر بھولے جاتے ہین شمع رخسار نے کہا دیکھیے مرأت مجھے قتل کرنے آتی ہی بچائیے مقہور اُس جانب پلٹا مرأت پر گولے مارنے لگا شمع رخسار سحر کرتی ہوئی قریب صیقل کے پہونچی کہا اے شہریار آپ کے اعتقاد کا انجام بخیر ہو بڑی کوشش سے لوح ملی مگر اب والد آگاہ ہونگے میرا پیچھا کرینگے جلد بارگاہ سے باہر نکلیے پاس طلسم کشا کے چلیے ملاقات کا ذریعہ نکل آیا وہ بھی جان جائینگے کہ ہمارا خیر خواہ آیا لوح طلسمی لاکر پہونچائی یہ سُنتے ہی صیقل نے چاہا لڑتا ٹہرتا شمع رخسار کو لے نکلون کہ مقہور نے پلٹ کے دیکھا آواز دی اے شمع رخسار تیری ہی تو روشنی ہی تو چراغ قلعہ مقہوریہ ہی کہان گئی اودھر مرأت نے جو دیکھا کہ مقہور نے مجبر سحر کیے علامت سحر مقہور دفع کرکے آواز دی کہ او مقہور دیوانے کچھ بیٹی کی بھی تجھکو خبر ہی دھگڑے کے واسطے ہم سے بگڑ گئی صیقل کو اب وہ لیکر نکل جائیگی مُنھ دیکھکر رہجاؤگے مشقت کا یہ پھل پاؤگے مقہور نے مُنھ پیٹ لیا کہا ملکہ عالم آپ نے پہلے نہ کہا وہ تو لوح لیکر کہین غائب ہوگئی ؎ ع وائے برباد و گرفتاری ما ٭ کس مشقت سے لوح لایا گیسو بریدہ دم دیکر لیگئی یہ کہکے جھپٹا دیکھا شمع رخسار صیقل کے پاس کھڑی باتین کر رہی ہی وہین سے للکارا او بدبخت لا لوح مجھکو دیدے صیقل سے تجھے کیا واسطہ ملکہ مرأت کا یہ گنہگار ہی شمع رخسار تو گھبرائی مگر صیقل بڑھکر سحر کرنے لگا کہ دروازہ سے بارگاہ کے ہنگامہ عظیم برپا ہوا دیکھا سب نے آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شمش جہت افروز جہانداری نہنگ بحر جرأت یکہ تاز عرصہ جلالت صاحب شوکت و شان ایرج نوجوان دریائے خون مین نہایا ہوا لیکن انجم ماہ رخسار رکاب سعادت انتساب پر ہاتھ رکھے ہوے سحر سے شاہزادے کو بچاتی ہوئی اندر بارگاہ کے پہونچے شمع رخسار نے شاہزادہ والا قدر کو دیکھا بے اختیار دعائین دیتی ہوئی بڑھی ملکہ انجم ماہ رخسار کو آواز دی یہ کنیز جدید حاضر ہی ایک غلام تازہ بھی مشرف باسلام ہوا نمکخواران شاہنشاہی کا نام ہوا لوح طلسمی لیکر شاہزادہ کے گلے مین پہنائی انجم نے جو نام لوح سُنا خوشی سے چہرہ سُرخ ہوگیا سوچی کہ اے انجم اب نیر اقبال اوج پر ہوا مقہور نے دور سے دیکھا کہ صیقل و شمع رخسار قریب طلسم کشا پہونچ چکے ہین لوح ہاتھ پر رکھکر پیش کی ہی تیغہ کھینچکر دوڑا غل مچاتا ہوا کہ اری شمع رخسار کیا کرتی ہی لوح طلسم کشا کو نہ دینا ورنہ بوٹیان کاٹ کر کھا جاؤنگا انجم نے بہ تعجیل لوح گلے مین ایرج نوجوان کے پہنادی یا تو شاہزادہ ایرج حرب سحر سے

ساحران کے نوبت بجان دکارد باتخوان حیران وپریشان تھا یا جسم مین طاقت آئی آنکھون مین بصارت ہوئی قلب کو قوت حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی نعرہ کرکے ساحران غدار پر جا پڑا صیقل و شمع رخسار کو اپنی پشت پر لے لیا انجم نیمچہ سحر کھینچکر آگے بڑھی ملکہ بران نے دیکھا کہ لوح ایرج نوجوان کے گلے مین مثل جرم قمر بصد کروفر تابان و درخشان ہے مقہور بھاگ کر قریب مرأت کے آیا مرأت نے کہا اے مقہور پہلے تم نے ہمین پر سحر کیا دوست دشمن کو نہ پہچانا مقہور نے کہا ملکہ میری بدنصیبی آخر شمع رخسار کیون شریک ہوئی سنتا ہون آپ نے فساد برپا کیا مرأت جادو نے کہا او دیوانے مجہول بخت برگشتہ دنا معقول تیری لاڈلی بیٹی دیوارین پھاندتی ہے چونہ لگا کے نکل گئی صیقل نوجوان پر مرتی تھی مین نے اسکے قتل کا ارادہ کیا مجھسے لڑنے پر آمادہ ہوکر اٹھ کھڑی ہوئی اسی نے دھگڑے کو قید سے رہا کیا تمکو دم دیکر لوح لیگئی اب جان بچاؤ اہالیان طلسم اسکندریہ کا ستارہ گردش مین آیا قلعہ طلسمی سے بھاگ کر یہان آئی کہ چین پاؤنگی یہان آتے ہی آفت برپا ہوئی گھر کے چراغ سے آگ لگی شمع رخسار بگڑ گئی اب دیکھیین یہ آگ کیونکر بجھے یہ سنکر مقہور کے ہوش و حواس پراگندہ ہوئے دیکھا طلسم کشا نہنگانہ پلنگانہ رستمانہ لڑتا ہوا آتا ہے ایک جانب ملکہ انجم ماہ رخسار ایک جانب صیقل آئینہ دار ایک سمت ماہ شمع رخسار تخت پر ملکہ شیشہ مئی نوش بصد جوش و خروش فوجون کو اشارے کرتی جاتی تھین دونون لشکر آپسمین ملے ہوئے سحر ہو رہے ہین مگر سرداران اسلام نے بڑے نام کیے

نظم

وہ حملے تھے بران کے گرم و تیز ۔ زمین تر تھی یہ خون کا چھڑکاؤ تھا
زمین شعلہ بار و فلک شعلہ خیز ۔ چمکنے لگی برق شمشیر کی
ہر اک جا پہ لاشون کا ٹھہراؤ تھا ۔ صدا آئی پیہم یہ تیر کی

مقہور نے چاہا جا کر اپنی بیٹی کو گرفتار کرے سرکشی کا بدلہ لے شمع رخسار پیچھے ہٹی مقہور نے گولہ مارا شانہ اسکا زخمی ہوا مقہور نے چاہا جا کر سر کاٹ لون ایرج نوجوان کی نگاہ پڑی نعرہ کیا او بیحیا دست خود را نگہدار کہ ماہم رسیدیم یہ کہکر گھوڑے پر کوڑا کیا سامنے مقہور کے پہونچے مقہور تیغہ کھینچکر برس پڑا سحر بھی کیے ہاتھ تلوار کے لگائے ایرج نے تلوار کو تلوار پر گانٹھا لوح نے سحر کو دفع کیا نعرہ کیا شعر تو ضرب بے زدمی ضرب من نوش کن : ہمہ شادی از دل فراموش کن + مرکب نے دونون ٹاپین مستک پر گینڈے کی ماردین ایرج نے ہاتھ مارا صدائے الامان بلند اس تیرہ بخت نے گردا سپر کا اٹھا دیا برق تیغ نے ابر سپر کے ٹکڑے اڑا دیے خود پر گری اسکو بھی قلم کیا مع گینڈے چار ٹکڑے مقہور کا قتل ہونا زمین کانپی آواز آئی کشتی مرا نام من مقہور بن قہار شعلہ زن بود مرنے سے مقہور کے مرأت گھبرائی کہ اب جانبری کی کون صورت ہے دیا قوت بازو مارا گیا میرا گھر بی بی شیشہ مئی نوش نے برباد کیا قاتلہ مقہور یہ شمع رخسار نے ٹھایا اب

کوئی فتح کی صورت نہین معلوم ہوتی ٹھہرنا مناسب نہین چلکر افراسیاب سے فریاد کرو ہن وہان سے فوج جنگی لیکر آئین یہ سوچکر اُسی اندھیرے مین پر پرواز پیدا کر کے اُڑی ساتھ والون پر نعرہ کیا کہ صاحبو نکل آؤ زیر دامن صحرا پناہ لینگے بقول سعدی نہ ہر جاے مرکب توان تاختن ۞ کہ جاہا سپر باید انداختن ۞ دس بیس دن مین پھر لشکر جمع کر کے آئین گے کیا ان لوگون کا پیچھا چھوڑینگے جیسے ہی مرائت جادو بلند ہوئی سحر کرتی ہوئی چلی کئی ہزار ساحرون کو جلادیا بادشاہ طلسم اسکندریہ ہی سحر و ساحری مین طاق شہرہ آفاق علم شعبدہ مین مشاق آگ برسادی انجم ماہ رخسار نے آواز دی غضب ہوا مرائت جادو پھر نکلی جاتی ہو فساد برپا کریگی علمداری کرنا طلسم اسکندریہ مین محال ہوگا مال طلسمی جان کا وبال ہوگا یہ جو انجم نے پکار کر کہا یہ آواز کان مین ملکہ بران شمشیر زن کے پڑی بیقرار ہوئی تڑپ گئی سوچی کہ ایرج نوجوان کے ساتھ دشمنی کریگی سحر کر کے بلند ہوئی آواز دی او مرائت کہان جاتی ہو مرائت نے جو بران کو آتے دیکھا غصے مین پلٹ پڑی چند ماش کے دانے جھولی سے نکالے پیشانی پر نشتر مارا خون مین دانون کو رنگین کیا ملکہ بران پر پھینک مارے سب نے دیکھا ابر یاقوتی بران پر گرا اُسکے اندر بند ہوگئی اُس ابر یاقوتی سے رعد کی گرج برق کی چمک پیدا ہیبت ہویدا سب کو یقین ہوا کہ ملکہ بران شمشیر زن کو اس ملعونہ نے مارا ایرج نوجوان مجبور بے پرواز ناممکن تھے سر پیٹ رہا تھا اُس ابر سے یکایک برق چمکی دیکھا ایک ستارہ اُس ابر کو توڑ کر بلند ہوا ابر کے ٹکڑے ٹکڑے ستارے سے آواز آئی منم ملکہ بران شمشیر زن مگر سب نے دیکھا شاہزادی کا زخمی نیچہ کھینچکر مرائت پر جا پڑی قریب آکر نیچہ مارا مرائت کا سر زخمی ہوا بران نے چاہا سر کاٹ لون مرائت نے جھولی مین ہاتھ ڈالکر چھوٹا سا آئینہ نکالا ملکہ بران کو دکھادیا سب نے دیکھا کہ ملکہ بران کو حیرت چہرہ اداس عالم یاس مبہوت لب پر مہر سکوت لہرا کر طرف زمین کے چلی مرائت نیچہ کھینچکر بڑھی کہ بران کا سر کاٹ لون طلسم کشا کو داغ دون زمین پر سے یہ معرکہ ایرج نوجوان نے دیکھا کلیجہ تھام لیا ہر طرف غو بلند ہوا ویاوہ ملکہ بران شمشیر زن سحر مین مرائت کے مبتلا ہوئین شیشۂ مے نوش نے گریبان پھاڑ ڈالا یا ربا استغیثا کی صدا بلند ہوئی اُسوقت ایرج نوجوان نے بیقرار ہو کر قربان سے کمان ترکش سے تیر یازدہ مشتی تورنگ خدنگ سفتہ سوفار عقاب پر بجر کمان مین پیوست کیا زاغ کمان چلایا مرغ خیال سہا عقاب تیر نے پر کھولے مرائت نے چاہا تھا کہ بران کو نیچہ مارے تیر دلدوز تو وہ سینہ پر آکر پڑا چھیدنا پشت کو توڑ کر پار گذرا الجاے خون جسم سے شعلہ ہاے آتش نکلے لاشہ لہرا کر طرف زمین کے چلا آندھی سیاہ اٹھی سنگباری برف باری ہونے لگی پیرون نے مرائت کے بہت کچھ غل مچایا کچھ تدبیر نہ بن پڑی آخر مین آواز آئی

کشتی مرا نام من ملکہ مرأت جادو بادشاہ اسکندریہ بود افسوس مردیم وجان دادیم مطلب خود نرسیدیم ملکہ بران کو ہوش آیا ہر ایک نے بہر سجدۂ شکریہ پروردگار سر جھکایا حیات تازہ حاصل ہوئی تسکین دل ہوتی چہار جانب چادر ہلنے لگی آوازین الامان کی بلند ہوئین رئیسان شہر مشیران ریاست لرزان ترسان خدمت مین ملکہ شمع رخسار کے حاضر ہوے عرض کی آپ وارث قلعۂ مقہوریہ ہین ہمکو بیچل کر قدمون پر طلسم کشا کے گرائیے خطا معاف کرائیے ملکہ نے شرما کر سر جھکایا لب بہ شرم وحجاب کے خدمت مین ملکہ شیشۂ می نوش کے حاضر ہوئی عرض کی اے شہنشاہ لشکر طلسم کشا ان غربا کی خطا معاف فرمایے ملکہ نے فرمایا مشہور کر دو جن صاحب کو اطاعت منظور ہو سامری جمشید پر لعنت کرین دین اسلام ملت بیضا کی اطاعت کرین سب کی خطا معاف ہی طلسم کشا کا قلب مثل آئینہ کے صاف وشفاف ہی ملکہ انجم ماہ رخسار آگے بڑھین بلا کر سردارون کو قدمون پر شاہزادے کے گرایا ہزارہا بندگان خدا مطیع اسلام ہوئے زر وجواہر نثار کرتے ہوے داخل دار الامارۂ شاہی ہوے تخت پر ملکہ شیشۂ می نوش زنگل شوکت پر شاہزادۂ والا قدر شاپور شیر دل مگس رانی مین مصروف ہوا کرسی مکلل بجواہر براے ملکہ بران شمشیر زن بچھی ملکہ شیشۂ می نوش تخت پر بیٹھنا قبول نہ کرتی تھی ملکہ بران نے مسکرا کر فرمایا کہ بوا بیٹھو تمھارا عہد سلطنت وریاست ہی تمھاری والدہ ماجدہ کی وراثت ہی شیشۂ می نوش نے آنکھین اپنی فرش کین پلکون سے جاروب کشی کی ملکہ انجم ماہ رخسار سامان عیش ونشاط مہیا کرتے مین مشغول ہین سعادتمین حصول ہین جمال ماہ تمثال ملکہ بران شمشیر زن سے تمام بارگاہ منور وروشن ہی بوے زلف معنبر رشک سنبل پیچان سے وہ مقام گلشن ہی شاہزادۂ ایرج نوجوان گلچینی گلشن جمال کی کر رہے ہین فخر حاصل ہی نظارۂ جمال سے تسکین دل ہی کلاہ فخر کو عرش اعلیٰ تک پہونچایا ہی وہ بلقیس وش پہلو مین ہی انھون نے مرتبۂ سلیمانی پایا ہی آنکھین دیدۂ غزال کو آنکھین دکھانے والی زلفین سنبل کو پیچ وتاب مین لانے والی عارض انور پر بل کر رہی ہین بوے زلفین عنبرین سے سارا مکان بسا ہوا ہی ایرج نوجوان مسکرا کر یہ اشعار پڑھ رہے ہین غزل

یاد آ آکے کسی کی شب ہجران زلفین — کیا دکھاتی ہین مجھے خواب پریشان زلفین
کر گئین آج تصور مین یہ احسان زلفین — لے گئین مانگ کے طول شب ہجران زلفین
دیکھو گرنا دم رفتار الجھ کر نہ کہین — پانون تک آتی ہین اے فتنۂ دوران زلفین
چاہ غبغب سے نکلتے ہی ہوئی قید نصیب — یوسف دل کے لیے ہوگئین زندان زلفین
دل چرایا نہین ما ورنہ کرون مین جب بھی — آئین عارض پہ اٹھانے کو جو قرآن زلفین
پھر وہ شب آئے الٰہی کہ کبھی یار الجھے — کبھی عاشق سے رہین دست وگریبان زلفین

تیری مشاطہ نے افشان نہین چھڑکی اُن پر — ہوئی ہین صورتِ اژدر شرر افشان زلفین
سب حسینون کا ہی اُس شوخ حسین مین جلوہ — پتلیان آنکھون ہین حورین ہین تو پریان زلفین
روح عاشق کو جو کرنا ہی پریشان پس مرگ — کھولیے آکے سر گور غریبان زلفین
ہاے رے صبح شب وصل کا عالم تیرا — دونون آنکھین وہ خماری وہ پریشان زلفین
کس کو دون کس کو نہ دون سخت پریشان ہون جلال — ایک دل کی مرے دونون ہین وہ خواہان زلفین

ملکہ بران شرما کر سر جھکا لیتی ہین لیکن ملکہ انجم ماہ رخسار صیقل آئینہ دار و ملکہ شمع رخسار کی زخمدوز زبان کرکے سامنے شاہزادہ کے لائین عرض کی حضور ملکہ شمع رخسار مقہور بن قہار کی دختر بلند اختر ہی حضور کا دین متین اعتقاد اختیار کیا اور یہ شیر دلیر شاہزادۂ نامدار یعنی صیقل آئینہ دار بادشاد سابق طلسم اسکندریہ کا فرزند دلبند ہی مرات مکارہ نے اُنکے بزرگون کو قتل کیا شاہزادے کو قید کر لیا آپ کے آتے ہی یہان فتور برپا ہوا الحمد للہ ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ٭ حضور یہ وارث سریر سلطنت ہین صاحب ہمت و شوکت ہین ایرج نوجوان اپنے مقام سے اُٹھے بخلق و مروت بغلگیر ہوے اپنے پہلو مین جگہ دیکر ارشاد فرمایا کہ از قلعہ اسکندریہ تا بہ قلعہ مقہوریہ ہمنے آپ کو ناظم قرار دیا ملکہ شیشہ می نوش کو کچھ سلطنت کی احتیاج نہین صیقل نے عرض کی غلام کو منظور ہی کہ اب اپنی حیات تک دامن دولت نہ چھوڑون غلام کو راستہ ہوش ربا بخوبی معلوم ہی آئینہ سامری غلام کے قبضہ مین ہی گویا وہ آئینہ خضر راہ ہی جو اُسکے جادۂ حقیقت سے بھٹکے وہ گمراہ ہی حضور کو عین مقام دریاے نیل پر پہونچا دونگا یہ سنکر شاہزادۂ ایرج نوجوان مالامال محبت ہوے صاف چہرے سے ہویدا تھا کہ دولت کونین ملی کلی آرزو کی کھلی خوش ہوکر فرمایا اے صیقل نوجوان اے شیر بیشۂ طلسم اسکندری اے ماہ آسمان افسونگری ہم تمھارے بہت ممنون و مشکور ہونگے ہوش ربا مین جانے کے بہت مشتاق ہین اپنے برادر بجان برابر کی جدائی مین مبتلاے فراق ہین بچپن سے ہمارا اُنکا ساتھ رہا اس زمانے مین فلک کجرفتار گردون غدار نے اسطرح سے جدا کیا کہ سالہا سال گذرے صورت دیکھنے کو اُس شیر بیشۂ جرأت کی ترس گئے ملکہ بران شمشیرزن سر جھکائے خاموش حیرت و غیرت کا جوش صیقل سے اشارے کرتی ہین کہ برادر اُنکے سامنے ہوش ربا کا ذکر نہ کرو اُس سفر عظیم کی فکر نہ کرو آئندہ قباحت ہی دشمنون کے واسطے مصیبت ہی اگر افراسیاب جادو آگاہ ہو جاوے دشمنون کو اُنکے گرفتار کرے کسکی لیاقت ہی کہ اُسپر دست انداز ہو سکے صیقل اس اشارے کو نہ سمجھا براہ خیر خواہی قدمون کو ایرج کے بوسہ دیکر کل کیفیت راستے کی ظاہر کی انشاءاللہ ان حالات کو بھی تحریر کرونگا ناظرین پر سختی راہ کی ظاہر ہو جائیگی مگر راہبر یہ صاف باطن یعنی صیقل آئینہ دار

ٹھہرا ایرج نوجوان یہ باتین کررہے ہین ریسان شہر حاضر ہوئے ہین کہ یکایک ہرکارون نے بڑھکر عرض کی کہ
آپکے سرداران نامی وپہلوانان گرامی کو عقیق سے تلاش کرتے ہوئے نکلے تھے در دولت پر حاضر ہین نام
اپنے یہ بتاتے ہین نیلم زنگی وفیلم زنگی وعنتر صبا دعو جان دریا باری وسام بن عوجان و
میعاد درشاس درازگردن یہ نام سنکر ایرج نوجوان مثل گل کے شگفتہ ہوگئے ارشاد فرمایا جو ہمارے
سرکو عزیز رکھتا ہو وہ ان سرداران نامی وپہلوانان گرامی کو استقبال کرکے لائے صیقل نوجوان
وملکہ انجم ماہ رخسار وملکہ سمن بر وغیرہ واسطے پیشوائی کے گئے شاہزادے کے سامنے ان پہلوانون
کو لیکر آئے ایرج نوجوان اپنے دوستان صادق ومحبان واثق کو دیکھکر اٹھ کھڑے ہوئے ایک ایک
کو گلے سے لگایا پوچھا بھائیو کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی جب حضور کو ساحرہ لے نکلی ہم نے
آپسین صلاح کی کہ چلکر اپنے آقائے نامدار مولاک قدرشناس کو تلاش کرین شکر ہو کہ مشقت ہماری
ٹھکانے لگی مراد حاصل ہوئی کہ حضور کو بدولت واقبال پایا ایرج نوجوان نے کہا ای پہلوانان رستم
خصال وای شیران دشت جدال وقتال انشاء اللہ اب برائے ملاقات اسد نامدار چلین گے راہبر
دستیاب ہوا سب نے عرض کی بسم اللہ غلامان جانباز ساتھ ہین آرزو ہی کہ غاص ہوشربا مین چلکر وہ
تلوار چلے کہ روح رستم واسفندیار تڑپ جائے اب یہ سردار جو آکر پہونچے باتین جرأت کی ہونے لگین
صیقل کو ایرج نے پہلو مین بٹھلا اس شیردل نے رہبری کے نام سے عہدہ مصاحبت پایا ناگاہ
سیاح جہانگرد یعنی آفتاب عالمتاب منزل عالم کو طی کرکے سرائے مغرب مین جاکر فروکش ہوا تا بت
وسیارگان نے محفل عیش ونشاط نور آگین بصد تمکین برائے ماہ تابان آراستہ کی شاید نو عروس نے
چنگ مرصعی بجایا مشتری فلک بناز و کرشمہ اس محفل فرحت منزل مین مصروف رقص وسرود ہوئی
یہان صحبت شاہزادہ ایرج نوجوان مین سامان عیش ونشاط مہیا ہوا مگر ملکہ بران شمشیر زن کو واسطے
بارگاہ فلک اشتباہ ایک استادہ ہوئی ظاہر مین سب کے سامنے ملکہ رخصت ہوئین انجم وغیرہ نے
ہرچند روکا فرمایا اب ٹھہرنا مناسب نہین ہو تمام امورات سلطنت طلسم نورافشان کا انتظام میری اعانت
پر موقوف ہو ایرج سے آپس مین اشارے ہوئے ایرج اٹھکر تنہائی مین آئے شاپور ہمراہ ملکہ
بران غرق زمین ہوکر آئین ایرج نے کہا کہ ای ملکہ عالم آج کی شب اور تشریف نہ لیجائیے بلکہ بران
بے اختیار زار زار روئین فرمایا ای شوریدۂ دشت محبت وای آشفتہ وادی مودت زیادہ جوش وخروش
کو کام نہ فرمائیے اس عشق مین اپنی جان کو بچائیے ایسا نہو کوئی دراندازو الدنامدار کو خبر پہونچائے
مجھکو آپ کو دونون کو زندگی دشوار ہو جائے اپنی تو اب یہ کیفیت ہو اشعار

خاشاک شمر دم ہمہ اسباب جہان را	باخس نبود دوستی آتش نفسان را	اہل نظر انند کہ چون شعلۂ فانوس
بینند بیک پردہ نہان را و عیان را	زخم دل کس بخیۂ مرہم نہ پذیرد	باید کہ باندیشہ کشی تیغ زبان را
شایان جرس قافلۂ رنگ وانیست	کے نالہ گلو گیر شود مردہ دلان را	ہم نے تو اپنا سر ہتیلی پر رکھا موت

کا مزہ چکھا اگر برائے خدا اپنی جان بچایئے مقام راز و نیاز ہی ہو نسٹھ :: بلا سے ایسا ہو کچھ خرابی درپیش ہو زیادہ پس وپیش ہوا ابھی تک اسد نامدار نے لوح بھی نہین پائی جستجوے لوح مین تا بہ طلسم صندل پہونچے مین دردسر مین مبتلا ہین ہم وہان بھی جاکر لڑے مریخ جادو صاحب علامت کو مارا راہ مین پلٹ کر گرفتار ہوے والد نامدار کو خبر پہونچی آفتاب جادو وزیر اعظم شہنشاہ برائے مدد آیا ہم سبکو قید سے چھڑایا پھر نہین آج تک دریافت ہوا کہ اسد نامدار نے طلسم صندل کو فتح کیا یا مرحلہ جات پر گذر ہوا آپ سے رخصت ہو کر وہان کی خبر لینگے اس ذکر سے مرادیہ ہو کہ ابھی طلسم کشائی ہوش رُبا کی بھی ناقص ہی اگر خدا نخواستہ ہمارے خاندان سے فساد ہو گیا لشکر خواجہ عمرو کا جمنا ہوش ربا مین قدم تھمنا دشوار ہو جاویگا یہ کہکر بران نے سر جھکا لیا چشمۂ چشم سے قلزم محیط موج زن ہوا صدف کا منھ کھل گیا گوہر آبدار اشک عارض انور پر گرنے لگے صاف ثابت تھا کہ بارش مروارید ابر قرہ سے ہو رہی ہی ہر چند ایرج نوجوان دامن سے اشک پاک کرتے ہین لیکن دریاے اشک کی طغیانی ہی کشتی چشم طوفانی ہی ہچکی لگی ہوئی ہی ناامیدی وصل مین قلب پر ہجوم غم و ملال ہی چشم گریان کا حال پر ملال ہی ان حالات مصیبت آیات نے ایرج نوجوان کے دل کو بیقرار کر دیا خانۂ دل کو غم و الم سے بھر دیا دونون کی حسرت پر شاپور پچھاڑین کھاتا تھا جوش محبت مین ایرج نوجوان نے دست تمناگرون معشوق عاشق خصال مین حائل کر دیے بموجب مضمون شعر دہ رو روکے دو ابر غم یون ملے :: کہ جس طرح ساون سے بھادون ملے دونون عاشق و معشوق روتے روتے بیہوش ہو گئے شاپور شیر دل نے گلاب کیوڑہ چھڑک کر دونون ہجران دیدہ آفت کشیدہ کو ہوشیار کیا دونون مثل آہوے صحرائی چونکے ہو رہے ہین آنکھین پھاڑ پھاڑ کر چہار جانب دیکھتے ہین شاپور شیر دل خائف ہوا کہ ایسا نہو ان دو مین سے ایک کا دم نکلجاے گیا جوش و خروش ہی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ اب اسنے صبر نہو سکے گا یہ مقدمہ طشت از بام افتادہ ہو جائیگا انجام اسکا برا ہی آنسو دونون کے پاک کیے لاکر مسند پر بٹھایا ایک ایک جام شراب پلایا عرض کی اے شہریار صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے اگر یہی حال ہی زندگی محال ہی جامع المتفرقین اپنا فضل شریک کریگا بچھڑے ہوون کو ملاتا ہی عاشقان مہجور کو روے شب وصل دکھاتا ہی ہر غم کے واسطے انتہا ہی بعد رنج کے راحت بعد شب ہجر روز وصلت سمجھا کر ان باتون مین بہلایا تب دونون کو کسی قدر تسکین

ہوئی اب دفتر حکایت وشکایت کھلے ہر چند شاپور عرض کرتا ہی کہ ای ملکہ عالم رات کم ہی فراخ زلف شب وصل برہم ہی لیکن دونون پر محبت کے جوش مین شراب الفت سے مدہوش ہین تھوڑے ہی عرصہ مین شاپور نے دیکھا ستارہ سحری آسمان پر چمکا شمع محفل لہرائی چہرہ ماہ تابان فق ہوا صدائے موذن سُنکر عاشقان صادق کا کلیجہ شق ہوا صدائے الفراق والوداع بلند عاشق ومعشوق دونون دردمند پروانون نے جلکر اپنی جان دی شمع محفل بھی ستی ہوگئی اُسوقت محفل مین سناٹا شاپور نے دو چار شعر بھیروین کے گائے دونون کے دل بھر آئے شب بھر روتے روتے گذری ملکہ بران شمشیر زن نے اپنے دوپٹہ سے آنسو ایرج کے پاک کیے فرمایا کہ ای شیر بیشہ صاحبقرانی اگر ہمارے بعد اسفرج تم پر گڑے بگڑ گئے ہمکو بھی آرام نہ آئیگا اور ہمکو ہر وقت لڑائی درپیش ہی اگر طبیعت منتشر رہی حریف کی بن پڑگئی ہم تمکو بخوبی سمجھائے دیتے ہین بدون ہماری صلاح کے ہوشربا مین آنیکا قصد نہ کیجیے گا ہوشربا ہوش رُبا ہی ایک ایک ساحر دہان کیتا ہی جب دریائے نیل پر لشکر کشی ہوگی اُسوقت ہم کسی طرح آپ کو اطلاع دینگے ہماری تحریر پر کاربند ہوجیے گا کہ ایکا ایک اتنے بڑے ملک مین آنا سراسر خلاف ہی ایرج نوجوان کو بخوبی سمجھا کر ملکہ بران اُٹھین مگر اُٹھتے مین دل بیٹھا جاتا ہی قلب بھرا تا ہی بمشکل اپنے کو سنبھالا غم والم کو ٹالا طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر طرف طلسم نور افشان کے چلین ایرج پہونچانے کو آئے تھے ملکہ بران پلٹ پلٹ کر دیکھ رہی ہین جب رنگ روا ایرج متغیر پایا پھر پلٹ پڑین پھر سمجھایا دونون کی حسرت پر فلک کو بھی جلکر ہی طریقہ ظلم وستم بھول گیا طائران صحرا زمزمہ سرائی بھول گئے نخل پا بہ گل تھے سرو انکی مصیبت پر بیدل تھے کئی مرتبہ کے ایرے پھیرے مین ایرج روتے ہوئے واپس ہوئے بران نے صبر کا سنگ دل پر رکھا مست مے محبت بحیرو تہرا اپنے کو کشان کشان طرف طلسم نور افشان کے لیچلی ایرج نوجوان آکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے ملکہ شیشہ مے نوش وانجم ماہ رخسار و شمع رخسارہ وصیقل آئینہ دار سب دربار مین آئے قدمبوسی سے بادشاہ کی مشرف ہوئے ایرج نوجوان نے فرمایا ای برادر صیقل ہم چاہتے ہین کہ ہمکو سرحد طلسم ہوش رُبا مین پہونچا دو عرض کی آنکھون سے غلام رہبری کریگا عنایت سے پروردگار کی یہ نیازمند اس رسم وراہ سے بخوبی ماہر ہی لیکن اس زمانے مین ناظمان دربند ہوش رُبا سامان لشکر کشی کررہے ہین لشکر مہرُخ وبہار پر چڑھائی ہی ہر مقام پر ہمکو آپ کو روکین گے خراج گذاران افراسیاب ٹوکین گے جا بجا لڑائی ہوگی بڑی سختیون سے تا بہ ہوش رُبا رسائی ہوگی ایرج نوجوان نے کہا ای برادر خیال محال کو دل مین جگہ نہ دو لشکر عیار کردیہ فرما کر ایک عرضی خدمت مین اپنے والد ماجد کے تحریر کی خلاصہ مضمون اُس عرضی کا یہ تھا کہ ای قبلہ وکعبہ بعد آداب وتسلیمات جد عالی تبار سے عرض کیجیے گا

کہ اقبال سے حضور کے آکر طلسم اسکندریہ کو فتح کیا شاہزادہ اُس ملک کا صیقل آئینہ دار ہمارا رہبر ہوا اُسکو ساتھ لے کر طرف سرحد طلسم ہوش رُبا کے بتاریخ فلان روانہ ہوے دعاے خیر سے فلام کو اپنے فراموش نہ فرمایئے گا یہ عرضی شترسوار لیکر طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوا یہان ایرج نوجوان نے ملکہ شیشہ می نوش کو بادشاہ لشکر صیقل آئینہ دار کو کل لشکر کا افسر انجم ماہ رخسار مقدمۃ الجیش سمن بر کو خدمت آب و آذوقہ شمع رخسار کو کوچ و مقام کا اختیار اسطرح سے لشکر ظفر اثر کو تیار کر کے بعد کر و فر بجاہ و حشم طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے طرف طلسم ہوش رُبا کے روانہ ہوئے

دو کلمہ داستان شوکت بیان آفتاب عالمتاب جرائت و شوکت ماہ آسمان جلالت و ریاست تہور شعار اسد نامدار و ذکر مہر سپہر عیاری خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری بعد فتح طلسم صندل روانہ ہونا طرف دربند مہر و ماہ کے اور مقابلہ مہر و ماہ جادو بروقت پہونچنا سرداران خوشخو کا براے مدد اسد نامدار و دیگر حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ

پلا ساقی مئے گلرنگ کا جام
زبس کھینچے ہی باقی مند جارو بہ
ٹہرمی نفون ہین شب کے عمک سے
بر و دست یان تلک ہی کر تو باور
نہ آنا یان ترا میری قضا ہی
کہ جسکے آگے آب زندگانی
خدا جانے زمانے کا ہو کیا طور
روا مت کھو تو میری تشنہ کامی
تجھے اپنی ملاحت کی قسم ہی
تجھے ہی اپنی بدمستی کی سوگند
تجھے ہر بار کی رنجش کی سوگند
قسم ہی تجکو میری چشم تر کی
تجھے سوگند بسمل کی طپش کی
تجھے ان ساری قسمونکی قسم ہی
کر دن اس تشنگی مین اسکو من نوش

صبا لائی ہی گلشن مین یہ پیغام
ہوا صحن چمن آئینہ اسلوب
سراپا سرو مین قد کے لچک ہی
کہ اوڑھی سنگ نے تخنے پہ چادر
مرا جینا اگرچہ تیری رضا ہی
بھرے خضر کے چشمے سے وہ پانی
ہوا ہی آن مین کچھ اور سے اور
قسم تجھکو بہ مولانائے جامی
مرے دل کے جراحت کی قسم ہی
تجھے اپنی زبردستی کی سوگند
مری ہر دم کی آمیزش کی سوگند
قسم ہی میری آہ بے اثر کی
تجھے سوگند اس دل کے خلش کی
پہونچ جلدی کہ فرصت کوئی دم ہی
گھر سے پرہو سبکا دامن گوش

کہ آمد آمد فصل جنون ہی
معطر ہی زبس خاک گلستان
نہوا سوقت تو مجھ پاس ہی قہر
ارے زاہد یہ ہی انصاف سے دور
تو آجلدی کہ اب مجھکو نہین تاب
جو سیر باغ دل تیرا نہ چاہے
نہ بھی بلبل ہو تو گل ہو نہ یہ باغ
قسم ہی تجھکو اپنے زلف و رو کی
تجھے جھوٹی قسم اپنے کی سوگند
تجھے شیشہ ڈھلکنے کی قسم ہی
قسم ہی نالہ نی کی تجھے یار
قسم ہی میری فریاد و فغان کی
مری الحاح و زاری کی قسم ہی
مجھے دیوے اگر تو بادہ ناب
اگر دو چار دے تو سا غزل

رخ ساقی خوشی سے لالہ گون ہی
صبا سیار ہی عنبر فشان
ہوا کیا دیکھو تم تک آکر سر نہر
رکھے تو اس ہوا مین مجھکو مخدر
قدح کر دے لبالب لیکے وہ آب
چلین صحرا کو ہم تو گاہ گاہے
لبون پر ہی فغان و دل پہ ہی داغ
قسم ہی تجھکو گل کے رنگ و بو کی
بکرنے دم بدم اپنے کی سوگند
تجھے ساغر چھلکنے کی قسم ہی
قسم ہی نشہ مے کی تجھے یار
قسم ہی عندلیب بوستان کی
مری بے اختیاری کی قسم ہی
کرین مجلس مین ترا شکر احباب
قصص تجھسے کہون رنگین تم از کی

چہرہ سیاحانِ دشتِ معانی و مسافرانِ منازلِ سخندانی جادۂ رسم و راہ داستان شوکت بیان کو یون طی کرتے ہین شعر بیا اے خردمند فرخندہ پے ٭ کہ سازیم این جادۂ سحر طی ٭ جبکہ فارس میدان شجاعت یکہ تاز عرصۂ جلالت صف شکن تیغ زن فضا و محیط طلسم کشائی نہنگ بحر زخار تیغ آزمائی افسر لشکر جانبازی شاہزادۂ اسد بن کرب غازی و مہتر مہتران و بہتر بہتران و سرہنگ سرہنگان بساط بلاد نبی آدم مولانائے معظم و مکرم و وندۂ بیدرنگ قلعہ گیر بے جنگ نامی و نامدار خواجہ عمرو دیوقار طلسم صندل کو فتح کر چکے اب صلاح ہوئی کہ جلد طرف دربند مہر و ماہ کے روانہ ہونا چاہیے ملک اخضر و نعیم جادو و فہیم جادو و دیگر سرداران نامدار حاضر خدمت فیض درجت ہوئے ایک ہفتہ مین انتظام لشکر ظفر اثر ہوا ملک اخضر کو تخت پر سوار کیا اسد نامدار زیر سایۂ علم فیض پیکر بصد کر و فر بجاہ و حشم تمام و بشوکت مالا کلام طرف دربند مہر و ماہ کے راہی ہوئے کارگزاران ملک اخضر بارگاہ فلک اشتباہ لیکر بعہدۂ سپہ سالاری آگے بڑھے جس مقام پر جاکر لشکر اُترا وہان کے زمیندار تعلق دار راجہ بابو آکر حاضر ہوئے سامان دعوت مہیا کیا بسبب ملک اخضر بادشاہ سابق طلسم صندل کے کل متعلقین حوالی طلسم صندل حاضر ہوتے ہین دم بدم لشکر بڑھتا جاتا ہے خواجہ عمرو بھی خوشی خوشی لشکر کے ساتھ ہین ہر شب کو صلاحین ہوتی ہین کہ انشاء اللہ اب دربند مہر و ماہ پر پہنچین گے لوح طلسم دستیاب ہوگی لڑتے بھڑتے تا بہ مرحلہ جات جائینگے افراسیاب سے مقابلے ٹھیرینگے اب ناظران دربند گڑبڑینگے اخضر عرض کرتا ہے اے شہریار نامدار حقیر لشکر سب بھاگین گے غلام آپ کا ایک ایک کو پہچانتا ہے یقین کامل ہے غاشیۂ حکم کو دوش ہوش پر رکھکر مانند غلامان حلقہ بگوش در دولت آستان عالی پر آکر حاضر ہونگے انشاء اللہ مرحلہ جات کی فتح کی جلد صورت پیدا ہوگی لیکن حضور افراسیاب طبقہ زمین کا ہلا دیگا لاکھون کا کھیت پڑیگا دشت لالہ زار بنجائیگا خون کے دریا بہا دیگا خواجہ عمرو فرماتے ہین کیون اے ملک اخضر تمنے بھی لوح کے آنے کی کچھ خبر سُنی تھی جب صرصر نے جاکر اسد غازی پر عیاری کی لوح لاکر افراسیاب کو دی تب ہمنے اپنی آنکھون سے دیکھا ایک نرگاؤ پیدا ہوا دہن کو مثل قعر بلا کھولے ہوئے افراسیاب نے اُسکے مُنھ مین لوح ڈالدی تھی جب مین نے حیرت کی صورت بنکر ضد کی اور کیفیت لوح پوچھی افراسیاب نے صاف کہدیا کہ دربند مہر و ماہ پر مین نے لوح کو بھیجا مہر و ماہ جادو کے پاس لوح ہے اُس نشان پر عنایت سے پروردگار کے مین آیا تا بہ طلسم صندل پہونچا طلسم صندل بھی فتح ہوا درمیان مین ہر شخص کا یہ قول تھا کہ صندل جادو کا قتل ہونا نا ممکن ہے وہ بھی انگوٹھی ملی عنایت خدا سے دستگیری ہوئی اُسکو بھی قتل کیا اب تو یارو منزل مقصد قریب ہے اخضر جادو تو خاموش ہو رہا کچھ جواب نہ دے سکا ملکہ گوہر جادو نے عرض کی اے

شہنشاہ عیاران عالم اے محترم و محتشم ان حالات کی وقفیت جسقدر کنیز کو ہی کسی کو اس مقدمہ مین دخل نہین آپ جب حوالی طلسم مین تشریف لائے پہلے مجھکو خبر ہوگئی مین نے شاہزادہ صندلان صندلی پوش کو بھیجا مراد اس بیان سے یہ ہی کہ مجھکو خبر ہوگئی اگر کوئی شخص حقیر بھی اس جانب سے جاتا لونڈی کو خبر ضرور ہوتی نہین معلوم اسمین کیا بھید ہی خدا آپ کی مشقت کا انجام بخیر کرے در بند مہر و ماہ پر لوح نہین ہی آیندہ اقبال شاہنشاہی کی برکت سے اگر لوح در بند مہر و ماہ پر ملجائے عنایت پروردگار ورنہ ہم نہین عرض کر سکتے ان باتون کو سنکر عمرو کے ہوش و حواس اُڑے جاتے ہین خیر خواہان دولت کے قلب تھراتے ہین لیکن لکھا ہی کہ بعد از قطع منازل و طی مراحل قریب در بند مہر و ماہ لشکر ظفر اثر اسد نامدار کا گذر ہوا مہر و ماہ جادو دونون شاہزادیان جو در بند مہر و ماہ کی حاکم ہین خبرین سنکر آمد طلسم کشا کی بیرون شہر آئین بارگاہین اپنی بھی استادہ کرائین لشکر چار لاکھ ساحران غدار کا آکر فروکش ہوا مہر و ماہ دونون بہنین حسن مین یکتا سحر و ساحری مین انکا شہرہ اپنے سامنے کسی کو موجود نہین جانتی ہین سحر و ساحری مین بے نظیر حسن مین رشک ماہ منیر کنارے پر لشکر کے ٹہل رہی ہین کہ آمد آمد لشکر طلسم کشا ہوئی پہلے سب سے صندلان صندلی پوش بصد جوش و خروش مع ستر ہزار ساحران نامی و گرامی آکر اترے دوبارہ پھر گرد اڑی نعیم جادو و فہیم جادو وزیر اعظم دستور معظم مع ساٹھ ہزار ساحران نامی و گرامی آکر اُترے انکے بعد گرد عظیم بلند ہوئی ملازمان مہر و ماہ جادو نے دیکھا صدا آئی اشعار

یلا تو جرانو بڑھے جائیو | دو جانب سے باگین لیے جائیو
ترقی ہو اقبال کی دمبدم | بڑھے عمر و دولت قدم با قدم

سب دیکھنے لگے دامن گرد شگافتہ ہوا نگاہ پڑی جمال خورشید مثال شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی مرکب باد رفتار پر سوار گرد سرداران نامدار چہرہ مثل آفتاب و ماہتاب روشن دریاے سلاح مین غوطہ مارے ہوئے نور سرداری و سالاری جبین مبین سے ساطع ولامع فتح و ظفر جلوہ کنان نظم

در نہو قطرے سے اے بحر سخا کے ممتاز
زندگی بخش مسیحا کا ہی لافنگ اعجاز
تیوری کی گانٹھ کا کب ہمیشہ کھلے ہی عقدہ
انکھڑیان ہین تری ظالم کر کوئی شعبدہ باز
کیا بیان ہو اسکی عدالت کا زبان پر لائے
رعب گنجشک سے پرواز کرے صوت باز

گر ترا دست کرم ابر سے ہووے ناساز
اندر ہنگام ادا ایک جہانکا دل و دین
ہو ویگی یہ گرہ دہر کی ہان محرم راز
کینہ جوئی کا تو کیا ذکر ہی سبحان اللہ
سحر ہی صولت عدل اسکے نہین گہ اعجاز

یہ مسلم ہی کہ وہ مہ یہ کلاہ آفاق کے بیچ
نازکی وقت گریبان دو عالم ہی نیاز
گاہ نرگس نظر آدین گیے آہو گیے ترک
مہربانی کا تری جور فلک پا انداز
باز و گنجشک کی کھینچین جو مصور تصویر

اس رعب و سطوت تہور و شجاعت و لیاقت کو دیکھکر اہالیان در بند مہر و ماہ دنگ ہوگئے ایک ایک کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آئینہ جمال دیکھکر ہر ایک کو سکتہ تخت پر

ملکہ اخضر جہان دیدہ کار آزمودہ مدت کے بعد قید سے رہائی پائی جان دینے پر آمادہ پروانۂ جمال طلسم کشا ایک جانب سے دیکھا شہنشاہ عیاران سرگروہ خنجر گذاران باج ستانندۂ ریش ساحران بانی بنائے آرائین قصور مکاران خنجر گزاران عالم کے افسر خواجہ عمرو نامور مع چالیس پیک بچون کے جست وخیز کرتے ہوئے ہمراہ طلسم کشا نمایان ہوئے بارگاہین اشادہوئین طبل پر داخلہ کے چوب پڑی بازارین آراستہ ہوئین طریقہ سے ثابت ہوتا ہی کہ بہیر توکئی مہینہ مین آکر پہونچے گی چھکڑون کا تانتا لگا ہوا ہی صداتک تک کی بلند آہ ٹوٹوٹا پر چلے آتے ہین بازی بنجارہ غلے لدے ہوئے آواز رنگ آرہی ہی منتظم بارون کے مرکہیاے بادرفتار پر سوار بصد جاہ ووقار آتے جاتے ہین انتظام بازارین مصروف انکی ذات پر کارگزاری موقوف مہرو ماہ جادو آمد لشکر طلسم کشا دیکھکر دنگ ہوگئیین وجد کرتی ہوئین بارگاہ مین اپنی آکر تخت پر متمکن ہوئین وزرا امراسے ذکر ہونے لگے کہ صاحبو تمنے سطوت ولیاقت طلسم کشا کو دیکھا طلسم صندل کیونکر فتح ہوا صندل جادو کیونکر قتل ہوئین مشیران سلطنت نے عرض کی اے ملکہ عالم طلسم کشا صاحب اقبال جرأت مین مخبر رستم و زال اہالیان طلسم ہوش رُبا بدنام نکمے نالائق بیہودہ اپنے مالک سے محبت نہین کلام کرنے کی لیاقت نہین یہ لوگ فصیح بلیغ عقیل فہیم دانا ے روزگار عمرو عیار مکار غدار وہ لوگ آپ کے شریک ہو جاتے ہین ہر شخص کا وہ نشان بتلاتے ہین دیکھیے کس قدر سرداران طلسم صندل شریک ہین ایک کو در دسر نہوا چاہیے تھا اپنے مالک کو بچاتے اگر حفاظت بوجہ احسن ہوتی عمر بھر طلسم صندل فتح نہوتا نہین معلوم سا ان قتل صندل کیونکر ممکن ہوا مہرو ماہ جادو نے جواب دیا ہم حیران ہین طلسم کشا کی ہم پر کیون لشکر کشی ہوئی باعث سرکشی کیا ہی کسی نے کچھ نشان تبلایا ہی نہین معلوم طلسم کشا کیا سمجھا ہی یہ حال ہر ایک پر ظاہر ہی ہر عقیل وفہیم اس بات سے بخوبی ماہر ہی چیونٹی کی جب قضا آتی ہی تب پر پیدا کرتی ہی دم پرواز کا بھرتی ہی ع صید را چون اجل آید پے صیاد رود گر نعت بہ خیال یہ بڑا ہی کہ طلسم کشا یہان سے واپس کیونکر جائیگا سبنے عرض کی حضور کل مال واسباب لوٹ لین گے سب باغیون کی مشکین باندھکر حاضر کرینگے ملکہ مہرو ماہ جادو نے جو اپنے مشیران سلطنت وزیران اُبہت وافسران لشکر وساحران نامور کو دیکھا کہ آمادۂ حرب وپیکار ہین سب بہادر نامدار ہین دور جام بے اندیشۂ انجام چل رہا ہی نشے مین آکر حکم دیا نقارۂ ندمی بجے کل صبح کو لشکر طلسم کشا سے مقابلہ ہی کئی سو نقارے پر چوب پڑی ہر کارے لشکر اسد نامدار کے جو لشکر مہرو ماہ جادو مین حاضر تھے خبرین لیکر چلے یہان بارگاہ طلسم کشا مین سریر جہانبانی پر ملکہ اخضر ونگل شوکت پر اسد نامور کرسی جواہر نگار پر خواجہ عمرو مرقع دربار تصویر سرداران سے معمور یکایک ہرکارے آکر حاضر ہوئے زمین دب کلب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اٹھاکر دعاؤ ثناے بادشاہی بجالائے قطعہ

بادشاہا بارگاہت چون فلک پرنور باد	داد عدلت در سرای آخرت معمور باد
ای فریدون ہمت و رستم دل و جمشید فر	تیغ تو بر فرق دشمن ناصر و منصور باد

شہریار عالم کی عمر دراز ہو ملکہ مہر و ماہ جادو نے طبل جنگی بجوایا کل ارادہ ہو کہ نکلکر معرکہ آرائے نبرد ہون آتش کین و عناد و فساد کو دو بالا کرین باقی خیر و عافیت ہی یہ سُنکر اسد نامور نے ملکہ اخضر کی جانب اشارہ کیا حکم ہوا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگی بجے اُسی وقت بموجب ارشاد فیض بنیاد اسد نامدار نقارۂ رزمی پر چوب پڑی قطعہ

بزد طبل را آنچنان طبل زن	کہ در دیہ میت از ہیبت کفن
دہل زن دہل زن بہ تحسین او	بہ بین دین او دین او دین او

کل لشکر مین ہنگامہ ہوا کہ طبل جنگی بجا کل لشکر ساحران مہر و ماہ سے مقابلہ ہی دیکھین گردون دون و انقلاب سپہر بوقلمون تاج دولت کسکے سر پر رکھتا ہی اور خاک مذلت مین کون آلودہ ہوتا ہی دیکھین کون صاحب تاج و سلطنت ہو کس کی تقدیر مین ذلت ہی بموجب مضمون مطلع کتنے مفلس ہوگئے کتنے تونگر ہوگئے ٭ خاک مین جب ملگئے دونون برابر ہوگئے اشعار دیگر

کل ایک تارک دنیا سے مین نے پوچھا ذوق ٭ کہ تو اُکھڑے اُدھر سے ہوا اُدھر پیوست
گذرتی ہوگی باآرام زندگی تیسری ٭ کہ تجھکو اب غم نیست ہی نہ شادی ہست
کہا یہ اُسنے کہ قید حیات مین انسان ٭ کبھی نہوگا دل آسودہ گو ہو مست الست
اُٹھائے ہاتھ جہان سے دلے ہو کیا امکان ٭ کہ با فراغ گرون کنج عافیت مین نشست
چھٹا جو کوئی گرفتاریون سے دنیا کی ٭ تو سلسلہ مین فقیری کے پھر ہوا پابست
رہا وہ خدمت مرشد کی قید مین برسون ٭ کہ حق پرست ہو وہ پہلے جو ہو پیر پرست
گر ایک عمر مین ہونچا مقام اعلےٰ پر ٭ کہا یہ شوق نے ہو ہمت بلند نہ پست
جو دستگاہ تصرف مین بھی ہوئی اُسکو ٭ تو یہ ارادہ رہا اور بھی ہون بالا دست
ہمیشہ جنگ رہی بعد صلح کل کے بھی ٭ کہ نفس سرکش دشمن ہی اُسکو بیجے شکست
جو ہو خیار رہی تو ہی وہ شرع کا پابند ٭ پھنسا ہوا ہی وہ کیفیتون مین کرمی مست
نہین ہی دام خلائق سے مطلق آزادی ٭ مجال کیا کہ نکل جائے کوئی کرکے جست
کہا ہی خوب کسی نے یہ شعر برجستہ ٭ گیا زبان سے نکل اُسکی جیسے تیر از شست
کہ کرد قطع تعلق کدام شد آزاد ٭ پرندۂ زہما باخدا اگر فتار ست

مراد یہ تھی کہ دنیا مقام عبرت ہی عشرت کی جگہ نہین اِسکا طالب ہمیشہ اندوہگین ہی لشکر مین تیاریان
ہونے لگین ہوم خانے استادہ ہوئے اسباب سحر کی تیاری مین ساحران غدار مصروف ہوئے غیر ساحر
سپرون کو درست کر رہے ہین تیغے چرخ چڑھے کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین ہی تیرون کو زہر سے آبداری
دیجاتی ہی نعرۂ مردان عالم سے زمین تھراتی ہی لشکر مہر و ماہ مین سحر و ساحری کا انتظام یہ دونون
شاہزادیان نہایت زبردست ہین ہوم خانے مین داخلہ کیا اسباب سحر حاضر ہوا سحر خوانی مین مصروف
ہین علم شعبدہ مین خوب اُنکو وقوف ہین ہمراہیان طلسم کشا کو کب مانتی ہین اخضر کو حقیر جانتی ہین
یہی ذکر ہو رہے ہین کہ وہ پیر زمین گیر ہم سے کیا لڑیگا سحر مین خوب معرکہ پڑیگا طلسم صندل فتح کرکے
بہت شیر ہوئے اُن روباہ صفتون کو مارکر دلیر ہوے یہان سے بچکے کہان جائینگے پہلی لڑائی مین شکست
پائینگے طلسم کشا کے ساتھ بڑا مال ہی نہایت صاحب جاہ و جلال ہی کل سب کچھ قبضہ مین آجائیگا قید
طلسم کشا لیکر طرف شہنشاہ کے چلینگے انعام اکرام ملینگے بعض جنکو جان کے خوف ہین وہ بھاگنے کی تدبیر کر رہے
ہین دم نامردی کا بھر رہے حیلے حوالے کی تلاش ہی کیا کمکر افسر سے فرصت لین اپنے اہل و عیال مین
پہونچین اگر اسی طرح جان دیتے چالیس برس کا سن کیونکر پہونچتا سیکڑون لڑائیون سے بھاگے باعزت اپنے
گھر چلے آئے یہی بڑی بات ہی لوگ بھگوڑا کہین گے زخمداری کی مصیبت تو نہ سہین گے منہ پر ہمارے
کوئی کہ نہین سکتا مرد سپاہی مشہور ہین آمد کی تو ہم ایسے آتے ہین بڑے بڑے گھبرا جاتے ہین آخر براتے
ہوئے اُٹھے رسالدار کے پاس آئے کہا میان افسر صاحب ہماری جورو علیل ہی ہمکو فرصت دیجیے ابھی
گھر جائینگے تڑکے چلے آئینگے افسر نے کہا آج کی شب فرصت نہین مل سکتی صبح کو میدان کارزار مین لڑو نام
بزرگون کا روشن کرو انھون نے جواب دیا حضور ہمین اب آپکے کہنے سے زیادہ ضد ہوئی ہرگز نوکری نکرینگے
ابھی چلے جائینگے یہ کہتے ہوئے بارگاہ سے نکل آئے گھوڑا تیار کیا پرتل کے ٹٹو پر اسباب لادا تخ تخ کرتے
ہوئے چلے راہ مین کوئی دوست ملا پوچھا بھائی کجان کہان چلے جواب دیا بھئی مرزا تمنے سنا آج بری خبر
ہو گئی رسالدار صاحب بہت گھبرا گئے ہین لوٹ مار مین مال پا گئے ہین ہم سے کہتے ہین زندی لاؤ بھلا ہم
ایسی باتین کب سُننے والے ہین ابھی استعفا دیا لیکن کل کی لڑائی ضرور لڑینگے اسباب گھر پہونچا کر چلے آئینگے
یہ کہتے ہوئے گھوڑے کو بڑھا کر نکل گئے صدہا تو ایسے حیلے حوالے کرکے نکلے بعض بیٹھے بیٹھے رونے لگے غش
کھا کے گرے ساتھ والے دوڑے کہتے ہوئے بھائی شیخ صاحب کیا ہوا بڑی مشکل سے آنکھ کھولی
ہانپ رہے ہین کانپ رہے ہین بڑی مشکل مین جواب دیا بھائی ڈولی منگوا کر ہمکو سوار کرکے گھر پہونچا دو
درد گردہ اُٹھا ہی اسی عارضہ مین دادا پردادا مرے لوگون نے گھبرا کر ڈولی مین سوار کیا اشارہ سے

کہا گٹھری تُمھی بھی رکھدو صبح کو زندہ رہے تو لڑائی کے وقت ضرور آئینگے ڈولی مین پردہ بند ہوا لیا لشکر سے نکل گئے جب جنگل مین پہونچے تلوار کھینچکر نکل آئے کہارون سے کہا ابے حرامزادو تم نے ہمین مردہ سمجھا کہان لادکے لائے ہو جوان لوگ کہین ڈولی مین سوار ہوتے ہین جاؤ سامنے سے ٹل جاؤ نہین تو ابھی مارونگا دھوان تک پیٹ مین اُتر جائیگا کہار بیچارے لرزان ترسان بھاگے مگر کوستے ہوئے یا آلات اعلیٰ منات معلیٰ اس ظالم کو سزا ملے وہان سے سوار ہوکر آیا دو کوس پر لاکے چھوڑا اسکا کہاری کا نہ دیا اسکو بھی سزا ملے رات کا وقت بیچارے کہار ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اس خیال سے کہ رات کو بھٹک کر نہین معلوم کہان نکل جائینگے مگر وہ ظالم شیخ براتا بڑبڑاتا جاتا تھا قریب ایک گانون کے پہونچا دس پانچ پاسی کنارے گانون کے پکے دکے کی خیر منانے کو آپہونچے تھے اُنھون نے آدمی کی آواز سُنی پکارا کون آتا ہی اب شیخ جی گھبرائے جواب دیا ہم ہین فتح دفتر ہیم خان پاسیون نے کمٹھے چڑھائے تکے جوڑے کہا میان ہتھیار کپڑے رکھدو جب تو شیخ جی ہاتھ جوڑنے لگے کہا بھائی لو رکھ لیو تم سے ہمکو کیا عذر ہی پاسیون نے غرقی بندھوا دی اب شیخ جی سوچے سوائے لشکر کے اب کہان جائین چلو پلٹ چلین روتے پیٹتے پلٹے کہارون نے کہا وہی مسخرہ ننگا لُچا چلا آتا ہی پکارکر پوچھا میان شیخ جی کیا ہوا کہا بھائی ٹھہرا ہین غصہ آیا کہ جاکر حریف کو مارین اب اسوقت ہم اپنے جامے سے باہر ہین چلو تم بھی چلو ہماری جرأت دیکھو نامرد تو یون جان بچاتے پھرتے ہین مگر وہ جو صاحبان جرأت و لیاقت ہین آمادۂ مرگ و مہیاے قضا باپ بیٹے کو سمجھا رہا ہی ای نور نظر نمک سرکاری کھایا ہی قدم پیچھے نہ ہٹانا ڈٹکر تلوارین مُنھ پر کھانا شعر بیاہ نے جاؤ عروس موت کو ٭ دو طلاق اس زندگی کی سوت کو ٭ دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی مرد سپاہی کی یہی آبرو ہی تیغ بیدریغ معشوق خوبرو زینت پہلو ہی سب طرح کے لوگ ہین شعر کند ہمجنس باہمجنس بتجویز ٭ مخنث با مخنث ہنر با ہنر ٭ چار پہر رات اسی ہنگامہ مین گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ہر طرف ہلڑ تھا سحر ہوگئی شہنشاہ پردۂ ظلمات نے شکست کھائی مع فوج ثابت و سیارگان فرار پر قرار کیا شہنشاہ زرین پوش نے بصد جوش و خروش فوج شعاع و ضیا کو ہمراہ لیا نیزۂ خطوط شعاعی ہاتھ مین تیغۂ مہر کو حمایل کیا اشہب صبا رفتار چرخ نیلی پر سوار ہوکر وارد میدان کارزار ہوا لشکر جانبین کے سمت کارزار چلے یہان در دولت اسد نامدار پر سرداران نامی کا جماؤ جلو خانہ مین آکر ٹھہرتے جاتے ہین یکایک پردہ اُٹھا بیشۂ بارگاہ سے شیر حجازی اسد بن کرب غازی برآمد ہوا سرداران نامی ہولیے تسلیم خم ہوے شاہزادۂ صندلان صندلی پوش ساٹھ ہزار جوانان صف شکن تیغ زن کو لیکر حاضر ہوا ہمراہ رکاب ہولیا ملک اخضر تخت پر سوار ہوا ملکہ گوہر جادو بصد آبرو پہلوے تخت مین یک جانب

فہیم و نعیم باپ بیٹے سلاح جنگی ذات پر آراستہ کرنے پر آمادہ پشت پر ساحر و غیر ساحر فنون جنگ سے بخوبی ماہر اسد نامدار زیر سایۂ علم تیر بیکر اس جاہ جلال سے وارد میدان کارزار ہوئے دیکھا کہ آمد آمد لشکر مہر و ماہ جادو شروع ہوئی دونوں ہمنشین تخت پر سوار تاج شہریاری بر سر اسباب سحر جھولیوں میں بھرا ہوا گرد بڑے بڑے جادوگر بصورت مہیب و بشکل عجیب اژدرہائے آتش فشان پر سوار علمہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے پھریروں پر تصویریں لات و منات کی ترسولہا تھ میں صدائے یا سامری و جمشید بلند مغرور خوشامد پسند اس طرح دونوں لشکر میدان کارزار میں آکر جب میمنہ و میسرہ و قلب و جناح و ساقہ و کمینگاہ طرفین سے آراستہ و پیراستہ نقیبوں کو اشارہ ہوا نقبائے بلند آواز بصد سوز و گداز میدان کارزار میں پہونچے سرود چھیڑے آوازیں لگائیں نظم

اجل لگائے ہوئے گھات ہر کسی پر ہے عدم کی راہ سیدھی ہے بلندی پر نہ پستی ہے	بہ ہوشیاش کہ عالم رواروی پر ہے ابر رحمت اگر نہیں اے ذوق
ہم نے دیکھا کئیں ہے ساکنان ملک ہستی ہے بیکسی گور پر برستی ہے	

نقیبوں نے وہ اشعار عبرت آمیز پڑھے مردانِ عالم کو سناٹے آگئے نقشہ ناپائداری عالم آنکھوں کے نیچے پھر گیا عیش و راحت کا لطف نگاہ سے گر گیا قریب تھا کہ ساحر جانبین کے برائے مقابلہ میدان کارزار میں نکلیں کہ صحرا سے گرد اڑی سب دیکھنے لگے سامنے آکر دامن گرد شگافتہ ہوا آگے آگے سو علم نشان لاکھ سوار کا ہر ایک علم کے پھریرے پر تعریف سامری و جمشید کی مرقوم آمد فوج کی دھوم آگئے آگے ایک کرگدن سوار سچاس ارش کا قد و قامت دیو ہے کہ قالب انسان میں سمایا ہوا چوڑا تیغہ مثل تختۂ دوکان عطار کمر میں ابروون پر بل غرور و تکبر چہرے سے ظاہر نیزہ تاڑ کا درخت صاف ثابت ہوتا ہے تاڑ کے درخت میں سنان و بنان درست کی ہے سپر فولادی فراخ دامن سیاہ ردی پشت پر گرداب دریائے نیل سے مثال آنکھیں غصے سے لال لال قوی تن قوی من جیسے ہی ملکہ مہر جادو کی نگاہ اُس جوان قوی ہیکل پر پڑی ماہ جادو سے مسکراکر کہا بہن تمنے پہچانا شاہو رفیل پیکر ہمارا خراج گزار پہلوان نامی و نامدار حال لشکر کشی مسلمانان منکر آیا ہے یہ کہکر ساحروں کو حکم دیا جلد جاکر استقبال کر و ہمارے سامنے لاکر پہونچاؤ نہایت خیر خواہ ہے ساحران نامی گئے شاہو رفیل پیکر آکر سامنے مہر و ماہ کے گینڈے سے کود ا پایۂ تخت کو بوسہ دیا ملکہ نے دست شفقت پشت پر رکھا پوچھا اے پہلوان دوران اے گرشاسپ جہان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی حضور کی زیارت کا اشتیاق ہوا یہ بھی غلام نے سُنا کہ طلسم کشا آپ سے بر سر پرخاش ہے جنگ کی تلاش ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ طلسم کشا کو جراءت کا بڑا دعویٰ ہے بڑے بڑے پہلوانوں کو مارا ہے جوانان شیر دل کو للکارا ہے

غلام کو خواہش ہی کہ جاکر طلسم کشا کو لوکے مشکین باندھ کے خدمت مین حاضر کرے مگر حضور یہ انتظام کرین کہ جانبین سے سحر نہونے پاسے غلام آپ کا جرأت و شوکت سے طلسم کشا کو زیر کرے پایۂ تخت شہنشاہی کو بوسہ دلائے مطلب دلی ہاتھ آئے اگر شائد جنگ مغلوبہ ہو اسمین بھی حضور شراکت نہ کرین صرف تماشا دیکھین ہین پنج فرزندان حمزہ کے ٹرے ٹرے اوصاف سُننے مین ٹرے ٹرے ملکون پر جاکر یہ لوگ ٹرے بہادر پہلوان زیر کیے پس ایسے جوان کو زیر کرکے خدمت مین لاؤن شرف جرأت حاصل کرون حضور کا بھی نام ہو کہ ملکہ مہرو ماہ کے ایسے نمکخوار تھے جنھون نے طلسم کشا کو زیر کیا مطیع و منقاد کرایا بس جو عرض کرنا تھا غلام عرض کرچکا اجازت میدان کارزار مرحمت ہو ہرچند ملکہ مہرو ماہ جادو نے روکا شاہور فیل پیکر نہ مانا اجازت لے کر طرف میدان کارزار کے چلا گینڈہ مست زیر ران سلح شوری دکھلانے لگا پسینہ پیشانی پر آنے لگا اسپ تازی نے چوگان بازی دکھلائی نیزہ دو گھڑی کا ہلایا خوب پسینہ آیا دونون سپردون سے یون پسینہ ٹپکا کہ جیسے وہ کالی گھٹائین برستی ہین جب خوب عرق عرق ہوچکا گینڈے سے کود کا لشکر اسلام کو تیز تیز بہ نظر ستیز دیکھنے لگا ظاہر ہوا کہ ہر بہادر از پنج میل تا بہ موزہ غرق دریاے آہن بشعر جیان مرد خود را در آہن گرفت ☆ کہ مژگان او شکل سوزن گرفت ☆ پکار کر آواز دی اے فرقۂ خداپرستان وای زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو مجھ سے آکر مقابلہ کرے لیکن واضح رہے کہ آج مجھ سے مقابلۂ شوکت و جرأت لیاقت ہوگا سحر دساحری موقوف دل چاہتا ہی مردان عالم فنون سپاہگری دیکھین تحسین و آفرین کرین یہ پکار کر کہتا تھا کہ اسد نامدار نے گھوڑے کو پھیرا چہرہ خوشی سے سُرخ ہوگیا صندلان صندلی پوش گھوڑے سے کود اقدمون سے اسد نامدار کے لپٹ گیا کہا اے شہریار حقیقت مین اس حوالی مین اسکی جرأت کے شہرے ہین ٹرے ٹرے پہلوان اسنے زیر کیے غلام کو ٹری حسرت ہو کہ اس سے جاکر مقابلہ کرے اسد نامدار نے فرمایا ای برادر مین اپنے سے تمکو اچھا جانتا ہون تمکو بخوبی پہچانتا ہون جانباز سرفروش راسخ الاعتقاد فن سپاہگری مین طاق شہرۂ آفاق لیکن ہیرا وہ نام لے کر پکارتا ہی اس عبد ذلیل رب جلیل کو للکارتا ہی آپ سب صاحب میرے واسطے دعا کرین کہ سامنے تمام عالم کے جرأت مین فرق نہ آئے پروردگار مظفر و منصور کرے رنج و ملال دل سے دور کرے صندلان صندلی پوش نے سر جھکا لیا عرض کی ای شہریار بسم اللہ پروردگار آپ کو مظفر و منصور کرے ملکہ گوہر جاذ و ملک اخضر وغیرہ سب نے گھیر لیا اسد نامدار نے فرمایا ای سرداران نامی وای ساحران گرامی ایک بات کا خیال رہے یہ پہلوان جو میدان کارزار مین آیا ہی اپنے کو جرأت و زور و طاقت مین یکتا جانتا ہی اُسنے مہرو ماہ جادو سے اجازت لی ہی کہ کوئی ساحر دخل نہ دے آپ لوگ بھی اسکے خلاف نہ

کیجیے گا کوئی سردار ذخلی نے صندلان صندلی پوش فوج غیر ساحران لیکر موجود ہوگا اسکے ساتھ ہزار سوار دو لاکھ جوانان خرس ہیکر کا بار اُٹھا لینگے سب نے سر جھکا لیا اسد نامدار نے خواجہ عمرو کو جھک کر سلام کیا خواجہ عمرو نے بازو تھام کر دعائے فتح وظفر پڑھی میدان کارزار کی اجازت دی فرمایا بسم اللہ اسد نامدار دوبارہ پُشت کب ذرفتار پر سوار ہو شعر

جو شیرے کہ گیرد برآہو کمین	بجست از زمین و برآمد بہ زین	دگر تیز اسمند ہودہ تیز رو کہ وقت خرام
کہین نر مانے مین مثل نہین ہی سکا نظیر	کہ سیر گاہ دو عالم ہو راہ یک وزہ	اور اسکا شرق تا غرب عرصہ گاہ

اس مرکب باد رفتار کو یہ شیر اُڑاتا ہوا نیزہ چمکاتا ہوا سامنے شاہور فیل پیکر کے پہونچا گرد اسپر کا تھام کر دوڑا آپسمین نگاہ دو زن ہوکے تین قدم مرکب اسد نامدار پانچ قدم گینڈا اسکا پیچھے ہٹا جمال جہان آرا کے اسد نامدار بزرگاہ بڑی سطوت وصولت دیکھکر دنگ ہوگیا ہاتھ واسطے سلام کے اُٹھایا اسد نے جواب سلام دیا شاہور سراپا کو دیکھ رہا ہی حیران جمال محو دیدار عاشق چہرۂ زیبائے اسد نامدار گھبرا کر پوچھا ای جوان ماہ تمثال مین نے تو طلسم کشا کو واسطے مقابلہ کے بلایا ہی تو واسطے اصلاح کے آیا ہی اسد نامدار نے جواب دیا وہ بندۂ حقیر رب قدیر مین ہون جب تو شاہور نے کہا ای شہریار آپ نے غضب کیا دربند جمہر وبائی پر لشکرکشی کی کیا بادولت کا نام آپ نے نہ سُنا تھا بڑے بڑے پہلوانون کو مین نے مارا اس اقلیم مین ہیبت شمشیر سے بادولت کے پہلوان تھراتے ہین شیران دشت نبرد کو غش آجاتا تم مین نگراے نوجوان مجھے تیرے حال پر رحم آیا اگر تو میری اطاعت کرے ملکہ جمہر وبا جادو سے خطا معاف کرادون وہ اپنا سپہ سالار کرینگی مین اپنے لشکر کا بادشاہ قرار دونگا ای جوان شیر دل گرد سکہ تیرے نام کا جاری کرونگا اسد نامدار نے مسکراکر فرمایا مہربانی تمھاری تمکو ہمارے حال پر رحم آیا لیکن اگر دین اسلام ملت بیضا اختیار کرو رونق بارگاہ اسلام تو ہو باز و زینت پہلو مقرر کرین انشاء اللہ جب بیشۂ شیران یعنی بارگاہ سلیمان مین پہونچوگے ہمارے بزرگون کو دیکھکر وجد کروگے شاہور ہنسا کہا ای جوان سوال دیگر جواب دیگر معلوم ہوا تھا تیری لے کر آئی ہی حربہ کر حوصلہ دل مین باقی نہ رہے پھر میری جرأت دلیاقت کو دیکھا اسد نامدار نے فرمایا ہمارا دستور نہین ہی تو حربہ کر جب تیری ضرب سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے یہ سُنکر شاہور مثل ابر کے گرگرایا گینڈے کو پیچھے ہٹایا داہنی بغل سے اور بائین جانب سے نیزے کو پیچ وتاب دیتا ہوا مثل آہ عاشقان دکاکل معشوقان تاک کر سینۂ بے کینۂ اسد نامدار پر لگایا اسد نے نیزے کی سنان پر لیا چنگاریان نکلین دونون جوانون مین نیزہ چلنے لگا مرکب اور گینڈا اشارے پر کام کر رہے ہین بیچ خاکی بنکر تیار ہوا سنان ہائے نیزہ مثل تارہ نمے چمک جاتی ہین لشکرون سے احسنت وآفرین کی صدائین آتی ہین دو گھڑی کامل نیزہ چلا اسد نے ایک مقام پر گانٹھ کر جھیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے شاہور کے نکلگیا چہرے

پر اُس جوان کے ہوائیان اُڑنے لگین نیزہ بھر آب خجالت مین غرق غصے مین آکر قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا اصاف ثابت ہوا کہ غار سے اژدر مہیب بل کرتا ہوا نکلا آواز دی ای جوان یہ تیغۂ بید برنج ہی برسون کا جھگڑا دم بھر مین فیصلہ ہوتا ہی خبردار خبردار کہکے گینڈے کو بڑھایا اسد نامدار نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر شاہور جوان زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست ہاتھ تلوار کا لگا یا سپر اسد نامدار کے دو ٹکڑے خود کو کاٹ کر سر پر اسد نامدار کے زخم آیا شاہزادے نے دستانہ مارا تیغہ جھنا کر نکلا چادر خون کی چہرۂ زیبا پر زخم سر کو تھامکر اسد نامور نے نعرہ کیا ای بہادر شعر تو ضرب بے زدی ضرب من نوش کن ؎ ہمہ شادی از دل فراموش کن ؎ خبردار خبردار کہکے ہاتھ تیغۂ برق مثال کا مارا شاہور نے بھی سپر کو اُٹھا دیا لیکن تیغہ چمک کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے گویا ابر تیرہ و تار سے بجلی کڑک کر نکل گئی خود کو کاٹ کر تیغہ تا دوابرو پہونچا شاہور نے بھی دستانہ مارا سر سے تو تیغہ نکلا اس زور مین جاتا تھا کہ گینڈے کی گردن قلم ہوئی شاہور کود کر الگ ہوا اہالیان فوج نے جانا ہمارا افسر مارا گیا لینا لینا کہکر دوڑ پڑے اسد نامدار نے جو گھٹا کفر کی آتے ہوئے دیکھی تیغۂ برق مثال کو کھینچکر نعرہ کیا نعرۂ اسد

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ	بدرم دل شیر و چرم پلنگ	شہنشاہ نام آور و کامران	اسد شیر دل ابن صاحبقران

ادھر سے شاہزادہ صندلان صندلی پوش فوج بحر موج کو لیکر جا پڑا دونون لشکر مثل آب شور و شیرین و نور و ظلمت کے ملگئے شعر دو لشکر ز لشکر در آمیختہ ؎ قیامت ز گیتی شد انگیختہ ؎ لشکر ساحران جانبین کے کھڑے دیکھ رہے ہین کہ دونون لشکر آپسمین مل گئے دریاے خون بہ رہے ہین شاہور کو بھی پہلوانون نے اُٹھایا زخم سر اُس خود سر کا باندھا دوبارہ پھر وہ گینڈے پر سوار ہوا آمادۂ حرب و پیکار ہوا لیکن شیر بیشۂ صاحبقرانی جس غول پر جا پڑا پرے درہم و برہم کیے نشانہاے فوج قلم کیے دریاے خون جاری ہی طبل و نقارے بج رہے ہین کس دھوم سے یہ شیر جنگ مین مصروف ہی اس رستم خصال سے کسے مقابلہ کا وثوق ہی جو پہلوان سامنے گیا علف شمشیر آبدار ہوا شاہور بھی ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ مین پھر اسد نامدار سے مقابلہ کرون جرأت اپنی دکھاؤن بیچ مین پہلوان آجاتے ہین دونون کو بچاتے مین خواجہ عمر د ایک بلندی سے ملاحظہ فرما رہے ہین کہ اسد نامدار نے فوج شاہور کے قدم اُٹھا دیے پرے فوج کے بھگا دیے وہ لوگ دامن صحرا کو مثل دامن مادر جانکر چاہتے تھے کہ دامن پناہ لین سامنے سے ان شیران دشت نبرد کے ہٹ جائین لیکن پناہ نہ ملتی تھی تلوار بے پناہ چل رہی تھی تیغ گرد بلند فوج شاہور دردمند دن قلیل باقی تھا کہ شاہور و اسد نامور سے بھی مقابلہ پڑا اسد نامدار نے للکارا شاہور بھی جا پڑا بیچ مین اکثر پہلوان آئے ہاتھ سے اسد کے واصل جہنم ہوئے اسد شیر دل مرکب بڑھا کر سامنے شاہور کے آیا آواز دی

ای جان تیرے اشتیاق مقابلہ مین بیقرار ہون ناظرین پر واضح ہو کہ اسد شیردل کو دن بھر گذرا کھائے زخم
جسم کھلے ہوئے ہین لیکن جوش جرأت مین سرو نو خاستہ باغ جرأت و عندلیب بوستان جلالت ایک تن سے لڑائی
مین مصروف ہی شاہور بھی زخم کھائے ہوئے لیکن اسکے زخم کم فراخ اسد زیادہ برہم یہ نہنگ بحر صفا جوانی دریائے
فوج مین ڈوب کر لڑا بحر زخار فوج کو جھیلا اپنی جان پر کھیلا فوج شاہور شکست کھا چکی ہوگئی کوس تک لڑتے بھڑتے آئے
اب شاہور سے پھر مقابلہ پڑا شاہور نے ہاتھ مارا قطرہ ہائے خون پردۂ چشم مین جب تک سر اٹھائین تیغ شاہور چل گیا
زخم سر اسد غازی چوپارہ ہوگیا انتہا کی جی داری کر کے جوابی ہاتھ مارا شانہ شاہور کا جھول پڑا اسکے
سردار ٹوٹ پڑے بہت سے اس مقام پر مارے گئے مگر اپنے سردار کو لے نکلے ملازمان اسد قتل کرتے ہوئے
پیچھے چلے یہ فتحیاب ہین وہ شکست خوردہ بیتاب ہین صندلان صندلی پوش نہایت جرأت سے لڑ رہا ہی فوج
دشمن کو تہ و بالا کر دیا ہی ناگاہ نہیب شمشیر مردان عالم سے نیر اعظم لرزان و ترسان با چہرہ زرد طرف
کاشانۂ مغرب کے روانہ ہوا لیلی شب نے مردان عالم کی پردہ پوشی کی ماہ تابان بصد عظم و شان فلک
نیلوفری پر نمایان ہوا اسد غازی کو غش آنے لگا تلوار کو نیام انتقام مین رکھ لیا دونون ہاتھ حمائل
گردن مرکب کیے غش آگیا مرکب نے جو اپنے راکب کو سست پایا کنوتیان بدلین ایک جانب لے نکلا
مگر بے زبان جدھر منہ اٹھ گیا اپنے تھان پر نہ جا سکا یہان صندلان صندلی پوش لڑائی کو
فتح کر کے ایک مقام پر ٹھہرا سردارون کو جمع کرنے لگا کہ خواجہ عمرو آ کر پہونچے عمرو نے پوچھا ای
صندلان خیر تو ہی صندلان نے عرض کی آپ کے اقبال سے لڑائی فتح ہوئی عمرو نے پوچھا
افسر تمہارا اسد مامور کہان ہی صندلان نے کہا مین نے عرصہ سے آواز نہین سنی تلاش کرنا شروع کیا
کسی مقام پر نشان نہ ملا بلکہ کسی جگہ پر خود کٹا ہوا پایا کہین قردلی کمر کی دستیاب ہوئی نشان قطرات خون
سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ گھوڑا از خداری مین نکال لے گیا عمرو نے صندلان سے کہا ای برادر ربط و ضبط
کو کام فرمانا یہ بات مشہور نہ ہونے پاوے کہ طلسم کشا لشکر مین نہین ہی مین برائے تلاش جاتا ہون
یہان چہار جانب عملداری مہر و ماہ جادو کی ہی جس جگہ مرکب لیکے پہونچے گا وہی قصد کریگا کہ
گرفتار کر کے پاس مہر و ماہ کے حاضر کر دون پس اس امر کا چھپانا واجب و لازم ہی بخوبی صندلان
کو سمجھا کر عمرو ایک جانب بھاگا تلاش کرتا ہوا اسد غازی کو چلا لیکن صندلان نے ہر چند
چاہا کہ اس خبر وحشت اثر کو چھپاؤن مگر ممکن نہوا جسنے سنا بیتاب ہوگیا کلیجہ تھام لیا ہاے آقای نامدار
کی صدا بلند ہوئی ملک خضر پلٹ کر داخل بارگاہ ہوا ہی ادھر مہر و ماہ جادو اپنے خیمے مین آکر
ٹھہرے ملک اخضر: ملکہ گوہر جادو بارگاہ مین با اطمینان نہین بیٹھنے پائے ہین کہ صدائے واویلا

کان مین آئی اخضر نے گھبرا کر کہا اے یارو خیر تو ہے چند کس نے بڑھکر عرض کی اے شہریار ہمارے آقاے
نامدار اسد شہسوار کا نشان نہین ملتا شاہور کے ملازم اسکو زخمداری مین لے بھاگے شاہزادہ صندلان
سرداران زخمی کو اٹھوا رہا ہے خواجہ عمرو برائے تلاش اسد تشریف لیگئے ہین ہم سب کو منع کر گئے ہین
کہ اسد غازی کا غائب ہونا مشہور نہو اخضر نے منھ پیٹ لیا تاج سر سے دے مارا کہا جو سر دربار
بیان کر رہے ہو یہ خبر کیونکر چھپے گی لیکن اُسی وقت چند ہرکارے ساحران تیز رو برائے تلاش اسد نامدار
روانہ کیے خود مسلح و مکمل گوش بر آواز ملکہ گوہر جادو کو حکم دیا کہ تمکو خدمت طلایہ پر مقرر کیا جاتا ہے
جو ہرکارہ جیسی خبر لیکر آئے فوراً ہمکو اطلاع ہو گوہر جادو اُسی وقت چند ساحرون کو اپنے ساتھ لیکر
جستجوے خبر طلسم کشا مین بیرون بارگاہ آئی لیکن ہرکارے مہر وماہ جادو کے لشکر اسلام مین حاضر تھے
یہ خبر سنکر بھاگے خدمت مین ملکہ مہر وماہ جادو کے پہونچے عرض کی اے ملکہ عالم شاہور تو شاید ہاتھ
سے طلسم کشا کے مارا گیا اُسکے ملازم اُسکا لاشہ لیکر نکل گئے لیکن طلسم کشا بھی انتہا کا زخمی ہوا تھا گھوڑا
کسی جانب اُسکو نکال لے گیا ملازمان اسد روتے پیٹتے بارگاہ مین آئے ہین مالک اخضر نے ہرکارے
برائے تلاش چہار جانب بھیجدیے خود بھی گوش بر آواز ہے ملکہ گوہر جادو منتظم طلایہ اسی فکر مین ہے کہ اپنے
آقاے نامدار کی خبر پائین فوراً برائے تلاش جائین مہر وماہ جادو نے اُسی وقت چند فرمان بمہر خاص
تحریر کرائے خلاصہ مضمون یہ تھا کہ طلسم کشا جہان زخمی ہوکر پہونچا ہو فوراً گرفتار کرکے خدمت مین بادولت
کی روانہ کرے جو اسکے خلاف کریگا اپنے خون سے ہاتھ بھریگا یہ نامے اُسی وقت پاس اپنے خراج گزارون
کے روانہ کردیے سردارون کو بلا کر تاکید کی کہ تم سب صاحب جاکر خود جستجو کرو طلسم کشا کا پتہ لگاؤ جو اس
باغی کو گرفتار کرکے لائیگا دولت دنیا سے بے نیاز ہو جائیگا مہر وماہ یہ فکر کرکے مصروف عیش و نشاط ہوئین

دو کلمہ داستان حیرت بیان اسد نامدار کے بیان ہوتے ہین

مرکب شہسوار عرصہ یکتا تازی اسد بن کرب غازی کا زخمدار بوقت سحر ایک سبزہ زار مین پہونچا جھیل پر
پانی پیا جسم کو اپنے جنبش دی ماہ اوج صاحبقرانی پشت زین سے برروے زمین گرا اگرچہ بیہوش مدہوش
قضاے کار ملکہ شمیم گل پیرہن خراج گزار مہر وماہ کا باغ اسی صحرا مین ہے صبح کو قریب حوض کرسی
پر آکے جادہ فرما ہوئی اُس گوہر بحر خوبی نے ناز سے پانون حوض مین لٹکا دیے بسبب کمسنی کے پانی
سے کھیل رہی ہے پانی کی آبرو بڑھاتی ہے ناگاہ دیکھا کہ ایک لکیر سرخ حوض مین پیدا ہوئی ایک تار
بندھا ہوا معلوم ہوتا ہے ملکہ نے دست نگارین مین اُس آب یاقوت رنگ کو اٹھایا سونگھا بوے خون
آئی ملکہ شمیم گھبرائی کنیزون سے فرمایا سواد باغ جو جھیل ہے حوض مین پانی اُسی جھیل سے آتا ہے

نئی صورت ہی بوے خون آتی ہی طبیعت بہت گھبراتی ہی دیکھو تو شاید کسی ظالم جلاد صاحب بیداد نے کسی
مظلوم کو قتل کیا جلد دریافت کرکے آؤ کنیزین دوڑی ہوئی گئین دور سے دیکھا ایک ماہ تابان سرو خرامان
کنارے جھیل کے بیہوش مدہوش پڑا ہی نہین معلوم زندہ ہی یا مردہ، ہی کنیزین ہانپتی کانپتی ہوئی سامنے
ملکہ کے آئین نرگس کی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے سوسن سے بولا نہین جاتا قمشاد سیدھی فراخ
نہ منھ سے بولے نہ سر سے کھیلے گلعذار کا رنگ رو متغیر غنچہ دہن خاموش سمن و یاسمن کو حیرت کا
جوش ملکہ نے کہا خیر تو ہی جب کسی نے جواب نہ دیا ملکہ غصے مین اٹھی سنبل کو دو کوڑے مارے کہا
سچ بتلاؤ یہ کیسی حیرت ہی مفصل بیان کر سنبل کوڑے کھاکر بھاگی مگر اب سوسن نے خوف سے
زبان کھولی عرض کی بی بی کسی ظالم جلاد نے ایک چاند کے ٹکڑے کو قتل کرکے قریب نہر کے ڈال دیا ہی
حضور میرا کلیجہ دھڑک رہا ہی یہ سنکر ملکہ شمیم کو غصہ آیا کہا ایسا کون گستاخ تھا جس نے ہمارے باغ
کے قریب یہ ظلم کیا ہم خود ملاحظہ فرماکر اس مقدمۂ خاص کو تحقیق کرینگے سزاے معقول دینگے
جلاد کو ہمارے حوالی مین پناہ نہ ملیگی اسکا تدارک واجب لازم ہی گربہ کشتن روز اول یہ کہتی ہوئی
ملکہ آگے بڑھی انیسین جلیسین کہتی ہوئی واری مردے کے پاس جانا مناسب نہین ہی نہین معلوم سبب
کیا ہی کہان کا رہنے والا ہی اتنا تو دور سے ثابت ہوتا ہی صاحب لیاقت کوئی امیر جلیل ہی نہین معلوم
جلادون مین کیونکر پھنس گیا یہ بھی ظاہر ہی کہ تلوار چلی مال نہین لٹا پوشاک جسم پر آراستہ ہی بلکہ جواہر بے انتہا
ہی ملکہ ان باتون کو سنتی ہوئی بیرون باغ آئی دور سے دیکھا حقیقت مین کنارے نہر کے یہ ثابت ہوتا
ہی کہ ستارۂ سحری پڑا ہوا چمک رہا ہی ملکہ دور سے دیکھکر جھجکی مگر اشتیاق زیارت روے انور مین ڈرتے ڈرتے
قریب آئی اب بخوبی نگاہ جمال بیمثال اس اسد نامدار پر پڑی دیکھا ایک جوان صاحب شوکت درخشان خوبصورت
صاحب سطوت و لیاقت ماہ جبین خورشید تمکین سرو باغ حسن و جمال نخل حدیقۂ جاہ و جلال سر زخمی لختے خون
کے جسم انور پر جمے ہوئے قبضہ پر شمشیر بے نظیر کے قبضہ سپر پشت پر کمان کیانی غم مین اپنے مالک کے خم ترکش کا
حیرت سے منھ کھلا ہوا تیر اپنی خطاکاری پر سہمے ہوئے مرکب صبادم کبھی چرتا ہوا دور جاتا ہی جب اپنے آقا کا
خیال آتا ہی پھر تڑپ کے ہنہناتا ہوا آکر تلوے چاٹتا ہی کبھی گرد پھرتا ہی ملکہ جمال اس یوسف کنعان
جرات کا دیکھکر زلیخا وار گرفتار زندان محبت و اسیر حلقۂ کمند الفت قلب سے آہ نکل گئی آنکھون کے
نیچے اندھیرا آیا قلب تھرایا رنگ رو متغیر ہوا آئینۂ عارض سے حیرانی زلفون سے پریشانی بحر غم و الم کی
طغیانی اس جوش و خروش مین گھبراکر کہا اری غنچہ دہن دیکھ تو یہ شخص زندہ ہی یا نہین غنچہ دہن نے
سر جھکا لیا ڈرتے ڈرتے جواب دیا حضور مین تو مردے کے قریب نجاؤنگی جو اٹھکر لپٹ جاے تو مین کیا کرون

ملکہ نے جھلا کر جواب دیا اذ خفتل اگر مردہ ہوتا گھوڑا قریب نہ جاتا تلمودن کو نہ چاٹتا جب اسپر بھی کسی نے
کچھ جواب نہ دیا ملکہ خود بڑھی جب قریب پہونچی بخوبی روے زیبا پر نگاہ پڑی سینہ پہ ہاتھ رکھدیا
آمد و شد نفس کی جو پائی خوشی ہو کر آواز دی یہ جوان زندہ ہے مجھکو اسقدر جسے زیادہ خوشی ہوئی
اسکا علاج کرکے پوچھا جائیگا کس نے یہ تیرے ساتھ بدعت کی اسی کے نشان دینے پر جلاد گرفتار
ہونگے سزا پائینگے ہمارا ملک پاک و صاف ہو جائیگا پھر کوئی کسی پر دست ظلم نہ اٹھائیگا کنیزین
دوڑکر چارپائی لائین لیکن دور کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہین ملکہ نے آگے بڑھکے سر اُٹھایا جب تو کنیزین
دوڑین کسی نے ہاتھ کسی نے پیر تھاما ہاتھون ہاتھ اُٹھا لیا لیکن کلائیان بلور سے بہتر صورت زیبا رعنائی ہر اعضا
سے ہویدا کنیزین لپٹی جاتی ہین تلمودن پر سینے رکھے دیتی ہین ملکہ کی جو نگاہ پڑی منہ نگاہ قہر و غضب دیکھا
جا یہ پر پلنگ کے ہاتھ رکھدیا گھوڑا کوتل ساتھ لے لیا دم بدم سینہ پر ہاتھ رکھتی ہے کبھی کہتی ہے صاحبو ابھی تک تو
خیر ہے یہ جوان صحیح و سالم ہے آیندہ زخم وزی ہونا چاہیے جراح معقول بلاؤ کا ریگر ہو ٹانکے ساتھ نرمی کے
دیے جائین مسافر کو تکلیف نہونے پائے جب اپنے عزیزون مین جائے تو ہماری عنایت و رحمت کا ذکر اپنی
زبان پر لائے عمر بھر ممنون و مشکور رہے اور ہمارا کیا مطلب ہے حرم لوگ سا بد کا نہین معلوم کیا سمجھتی ہو کنیزین خاموش چلی آتی
ہین جب باغ مین آکر داخل ہوئین حکم دیا مرکب کو لیجا کر آبخور کاہ کیسے سیراب کرو چارپائی کو لیکر بارہ دری مین آئی کنیزون سے
کہا چھپر کھٹ پر لٹاؤ کنیزون نے کہا داری فوج مردے کو جنگل سے اٹھا کر لائی ہین حضور کے چھپر کھٹ پر لٹانا مناسب نہین ہے
ملکہ نے غصہ مین جواب دیا اری کمبختو سامری جمشید تمکو غارت کرین کلیجے بٹھائے پتھر کے ہین بیچارے مسافر کے لیٹنے سے کیا
پلنگ میرا گھس جائیگا کنیزون نے سر جھکایا عرض کی بسم اللہ ہمارا کیا نقصان ہے حضور کا سراسر بیجان
پر احسان ہے جب چھپر کھٹ پر لٹایا زخم اپنے ہاتھ سے دھوئے ٹانکے دیے کنیزون کو شریک کیا اگر کسی نے
کوئی ٹانکا بسختی لگایا ملکہ نے غصے مین سوئی اُسکے ہاتھ مین بھونکدی اُسنے تڑپ کے آہ کی مسکرا کر فرمایا
کیون حرامزادی اب تجھکو برا یا درد بھی معلوم ہوا غیر کے جسم مین سوئی گھسیڑدی کچھ صدمہ نہوا اب کیون
سسکیان لیتی ہے وہ آنکھون مین آنسو بھر کر کنارے ہٹی ملکہ نے خود اپنے ہاتھ سے بٹھا کر ٹانکے لگائے پٹیان
چڑھا دین رومال ہاتھ مین لیکر مگس رانی کرنے لگی لیکن دل کو الجھن آنکھون مین جلن قلب مین تڑپن
دل سے کہتی ہے اے شمیم یہ کون جوان ہے اس حوالی کا رہنے والا نہین معلوم ہوتا بس آسمان کا چاند ہے
کس باغ کا پھول ہے کس بیشہ کا شیر کس لشکر کا دلیر کہان تلوار چلی اسقدر زخم کھائے مال نہ دیا کیا جرأت
ہے اس خیال مین ملکہ سرہانے بیٹھی ہوئی ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہے کہ محلدار ڈری ہوئی آئی عرض
کی در دولت پر نامہ دار بادشاہ عالی وقار کا حاضر ہے ملکہ مہر و ماہ جادو نے ایک اپنے غلام خاص کو

روانہ کیا ہی بہت بڑا کاغذ لیکر آیا ہی کہتا ہی حضور مجھے سامنے بلائین تو کل کیفیت عرض کرون یہ سُنکر ملکہ شمیم اُٹھکر بارہ دری مین تشریف لائین کنیز کو اشارہ کیا جلد نامہ دار کو بلاؤ وہ نامہ دار سامنے ملکہ شمیم کے آیا بعد آداب و تسلیمات کے ایک کاغذ ہاتھ مین دیا ملکہ نے اُسکو کھولا مضمون تحریر ہی کہ خراجگزاران ما بدولت خبردار اس صورت کے جوان نے شکست کھائی زخمی ہوکر نکل گیا جس مقام پر پہونچے جو گرفتار کرکے لائیگا انعام و اکرام پائیگا اور اگر شاید کسی نے اپنے گھر مین جگہ دی مغضوب درگاہ افراسیاب جادو ہوگا شمیم نے پڑھتے پڑھتے تصویر دیکھی اب صاف ثابت ہوا کہ جو ماہ تابان ہمارے برج قصر مین ہی صاف اُسی کا ذکر ہی سرجھکا جواب نامہ کا لکھکر نامہ دار کو دیا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ ای ملکہ عالم نمکخواران شہنشاہی کی کیا مجال کہ شہنشاہ کے دشمنون کو گھر مین جگہ دین جستجو مین مصروف ہین اگر خبر پائینگے گرفتار کرکے لائینگے خلعت دیکر نامہ دار کو رخصت کیا اب گھبرائی ہوئی بارہ دری مین آئی سراپا دیکھنے لگی خال و خط مین وضع مین سر مو فرق نہ پایا کنیزین پوچھ رہی ہین حضور اُس کاغذ مین ملکہ مہر وماہ جادو نے کیا لکھا تھا ملکہ کچھ جواب نہین دیتی یکایک اسد نامدار کی آنکھ کھلی دیکھا ایک مکان معقول شیشہ آلات سے آراستہ فرش ملوکانہ سے پیراستہ پہلو مین کرسی پر ایک ماہ تمثال حور پیکر بصد کر و فر جلوہ فرما ہی دہن تنگ کو غنچہ گل سے کیا مثال دون اسمین یہ شیرین کلامی مسیحائی اعجاز بیانی کہان آنکھون کو نرگس شہلا کہنا نازک خیالی سے دور ہی سراسر عقل کا قصور ہی چشم غزال سے کیا مثال دون وہ ایک جانور صحرائی اس نگاہ مین دلربائی یہی شعر صادق آتا ہی **شعر** مثال چشم او آمد محالش * مگر چشم دگر باشد مثالش **غزل**

گر ابرو کشیدہ ہین شمشیر کا جواب
دیتا ہی کون عاشق دلگیر کا جواب
دامادہ ہی قرہ بھی خدنگ نظر کے بعد
دیتا ہی مجھکو دیدۂ زنجیر کا جواب
لاکھون ستم کیے ہین جوانان دہر پر
لکھا نہین ہی آتش دلگیر کا جواب

مژگان تیز ہین ہی ترے تیر کا جواب
اچھا ہوا کہ آئنہ کا مُنھ ہوا سیاہ
آتا ہی اور تیر غضب تیر کا جواب
کیا دخل بیش دکم کو ہمارے خیال مین
دے آہ شعلہ زا فلک پیر کا جواب

فریاد کیسی یہ کسی کو نظر کہان
لایا تھا تیری زلف گرہ گیر کا جواب
ای انتظار یار رہو نہین آنکھ وا ہی
لکھنا محال ہی خط تقدیر کا جواب
اچھے رہین سمجھ لگے یہ شعر کچھ نسیم

بے اختیار زبان سے شاہزادۂ والا قدر کے آہ نکل گئی اُس گلعذار نے بھی دزدیدہ نگاہون سے دیکھا کہ اس جوان نے آنکھ کھولی اُٹھنے کا قصد کیا نہین معلوم کیا سبب ہوا کہ دل بیٹھ گیا چہرہ پر اُداسی ہاتھ پاؤن مین رعشہ پیشانی پر پسینہ رعب حسن و جمال سے غش آگیا ملکہ نے چہار جانب دیکھا وہ مکان کنیزون سے خالی پایا اپنے بیمار کے سرہانے جاکر بیٹھ گئی سر اُٹھاکر

زانو پر رکھا آنکھون سے اشک حسرت ٹپکائے وہ اشک گرم جو عارض زیبائے اسد نامدار پر گرے قطرات اشک نے کام گلاب کا کیا بوے زلف عنبرین دماغ مین پہونچی اُسنے کام لخلخہ کا کیا شاہزادے نے آنکھ کھولدی زیر سر تکیہ زانوے محبوب پایا دماغ عرش اعلی پر پہونچایا ملکہ کو یہ خیال تھا بڑے افسوس کا مقام ہی یہ جوان افراسیاب جادو کا گنہگار ہی کون اُسکو اپنے گھر مین رکھ سکیگا نہین معلوم انجام کیا ہوگا افسوس طبیعت ایسے شخص پر آئی کہ جو خود چراغ سحری آفتاب لب بام ہی اس خیال مین تھی کہ اسد نامدار اُٹھ بیٹھے ماہ نے چاہا کہ مین پاس سے اُٹھ جاؤن اسد نے ہاتھ تھام لیا فرمایا کہ اے مسیحاے زمان اپنے بیمار کا علاج کرنا چاہیے مریض کو اپنے چھوڑکر آپ کہان جاتی ہین ملکہ نے شرما کر جواب دیا صاحب مین حکیم طبیب نہین ہون کوئی مرتا ہو تو اپنا علاج کرے مین نے زخم دوزی کردی کنیزون سے اُٹھوا کر باغ مین لائی تمھاری غربت مسافرت پر رحم آیا دیکھیے اس رحم کا انجام کیا ہوتا ہی اپنا نام نامی اسم گرامی فرمائیے یہ مقابلہ کس مقام پر ہوا کس سے تلوار چلی صاف صاف فرمائیے مجھسے نہ چھپائیے مفصل معلوم ہو تو اُسکی کچھ تدبیر کیجائے اسد نامدار نے فرمایا اے شہنشاہ خوبی اے سرو باغ محبوبی طلسم ہوش ربا کے سنگ ریزے مجھکو پہچانتے ہین رئیس و امیر سب بخوبی جانتے ہین نام اس حقیر پر تقصیر کا شہسوار عرصۂ پیکار غازی اسد بن کرب غازی ہی ملکہ شمیم نے سُنکر اپنا پیٹ لیا کہا صاحب آپ نے سُنا ملکہ مہرو ماہ جادو نے فرمان جاری کیے ہین خراج گزارون پر حکم ہی کہ جسکے یہان زخمی ہوکر پہونچے فوراً گرفتار کرکے روانہ کرین جو شخص تامل کریگا سزا پائے گا میرے پاس بھی نامہ آیا تھا ابھی مین نے چھپایا آیندہ مخفی رہنا دشوار ہی افراسیاب بادشاہ عالی وقار ہی اگر ملکہ مہرو ماہ افراسیاب کو لکھ بھیجین تو وہ اپنے کمال علم سے وہین بیٹھے بیٹھے تبلا دے گا کہ طلسم کشا فلان مکان مین موجود ہی اگر مزاج مین شہنشاہ کے آئے ایک طائر کو بھیجکر گرفتار کرا منگائے پس آپ کو مین کیونکر چھپا سکونگی یہ جو ملکہ شمیم نے گھبرا کے کہا اسد نامدار نے فوراً قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہا اے جان جہان اے آرام دل مشتاقان دل تمھارے لیے ضرور بیقرار ہوگا آنکھین تلاش کرینگی تمھاری یاد مین شب کو نیند نہ آئیگی بیقراری بہت ستائیگی لیکن دل کو بہلائینگے آتش عشق کو کانون سینہ مین چھپائینگے شمع سان جلے مگر زبان سے اُف نہ کرے وہ اپنی کیفیت ہی یہ نہین چاہتے کہ ہمارے واسطے کوئی شخص قتل ہو یا گرفتار ہو یا اپنے مالک سے آمادۂ حرب پیکار ہو ہم آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہین گرفتار مجلس رنج و بلا ہین جان و دنیا منظور ہی خیر اس حیلے سے تم سے کبھی ملاقات ہوئی تو صاحب خدا حافظ یہ کہکر اسد نامدار اُٹھے ملکہ شمیم گل پیرہن نے دامن تھام لیا کہا صاحب مین آپ سے جانے کو تو نہین کہتی ہون مین نے کیفیت بیان کر دی اسد نے فرمایا ملکہ تمھارے طرز کلام سے ظاہر ہی کہ افراسیاب کے

دشمن کا گھر مین رکھنا مناسب نہین ہین قاتل افراسیاب مشہور ہون وہ میری فکر مین مین اُسکے ذکر مین حقیقت مین میرا رہنا بہتر نہین انشاء اللہ جسوقت لڑائی سے مہلت پائینگے خواہ تمھاری ملاقات کو آئینگے یا بُلوائینگے شمیم رونے لگی کہا حقیقت مین مین آپ کو روک نہین سکتی لیکن ایک ہفتہ تامل فرمائیے زخم صحیح ہو لین آپ کو اختیار ہے اسد نے فرمایا ای ملکہ عالم ملازمان مہرد ماہ تلاش کرتے پھرتے ہین مین چھپکر نہین بیٹھونگا ہم لوگ مثل آفتاب و ماہتاب کے مخفی نہین ہوسکتے شمیم نے کہا مین تو چھپاؤنگی عین زخمداری مین نہ جانے دونگی پہر بھر کے بعد اسد نامدار کو ہوش آیا ملکہ نے کنیزون کو آواز دی سب نے لاکر اسباب عیش و نشاط مہیا کیا ملکہ نے جام بھرکر اسد غازی کو دیا شاہزادے نے فرمایا اول اطاعت دین اسلام قبول کرو تب تمھارے یہان کھانے پینے کا قصد کرون پروردگار وحدہ لاشریک ہی ہونے دو سو خداوند کیسے چند کلمے مذمت کفر مین چند وحدانیت پروردگار مین سامنے ملکہ کے بیان کیے زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا دورۂ جام بخوف گردش ایام چلنے لگا دو ماہ و مہر ایک برج مین دو گوہر بے بہا ایک درج مین کنیزان ماہرو سامنے صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہے مگر معدوم اسد نامدار یہی فرماتے ہین کہ ملکہ اب ہمکو جانے کی اجازت دو زیادہ نہ ٹھہراؤ ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھرکے دامن تھام لیا زار زار روئی کہا صاحب میرا کہنا آپ کو بہت ناگوار ہوا میری یہ آرزو ہے کہ جان کو قدم اقدس پر نثار کرون یا تمھارا ساتھ دون جانا تمھارا مجھ پر بہت شاق ہوگا بموجب مضمون

شعر

گئے تم ادھر اور موے ہم یقین ہے
کوئی دم جیے تو دم واپسین ہے

دیگر

جنت ہے زندگی مین زمانہ شباب کا
پیری سے پہلے مرگ ہی ہونا عذاب کا

برسون ہو ہجر وصل ہو گر ایکدم نصیب
کم ہوگا کوئی مجھسا محبت مین کم نصیب

ہون میری خاک کو جو تمھارے قدم نصیب
اپنے زہے نصیب کہ ہون یہ ستم نصیب
مجنون سیاہ خیمۂ لیلی کے گرد پھر
ای ذوق آزماتے ہین آج اپنے ہم نصیب

کھایا کرین نصیب کی میرے قسم نصیب
سو بار جون قلم ہو زبان شمع کی قلم
ای خوش نصیب تجھکو طواف حرم نصیب

ہتو ہین لاکھ لطف و کرم سے ترے ستم
اک حرف ہو نہ مثل زبان قلم نصیب
جاتے ہین کوے یار مین آہین جدھ ہو سو ہم

اس طرح کے اشعار جو ملکہ نے رو رو کر پڑھے اسد نامدار نے فرمایا ای ملکہ تم ہمارے لشکر مین چلو وہان ساحر و غیر ساحر سب موجود ہین ہم نہین چاہتے کہ تمکو صدمہ پہونچے ملکہ نے کہا ای شہریار ہم سے کچھ نہین بن پڑتا جانا بھی آپ کا ناگوار ہے صحبت آراستہ کی اسمین بھی انتشار ہے کوئی در انداز فساد نہ برپا کرے ہین دونون طرح مشکل ہے اسد نے کہا نہین تم ہمارے لشکر ہی مین چلو ملک خضر وغیرہ ہمارے سردار ہمارے واسطے بیقرار ہونگے خواجہ عمرو تلاش کرتے پھرتے ہونگے یہان تو یہ باتین ہین وہان ملکہ مہر و ماہ جادو نے ہزارہا ساحر برائے تلاش اسد نامدار روانہ کیے ایک ساحر

اُڑا ہوا آسمان پر جاتا تھا اُسنے سر جھکا کر اسد نامدار کو پہلوے شمیم گلپیرہن مین بیٹھے ہوئے دیکھا نجوبی پہچانتا ہو پلٹا کہ جاکر مہر و ماہ جادو سے اطلاع کردن فوج لیکر آؤن اس باغی کو گرفتار کرکے لیجاؤن بی شمیم کا کوئی نشان بھی نہ پائیگا یہ سوچکر وہ ساحر اڑا ہوا خدمت مین ملکہ مہر و ماہ جادو کے پہونچا بعد دعا و ثنا کے عرض کی حضور طلسم کشا کو مین نے باغ مین ملکہ شمیم گلپیرہن کے دیکھا ہو بی شمیم بڑے راز و نیاز سے باتین کر رہی ہین دم محبت کا طلسم کشا کے بھر رہی ہین یہ سنتے ہی مہر و ماہ جادو غصے مین کانپنے لگین نیمچہ ٹیک کر اُٹھین لشکر مین کمر بندی ہونے لگی دونون بہنین تخت پر سوار ہو کے چلین عقب مین فرداً فرداً لشکر بھی چلا ہرکارے لشکر اسلام کے جو حاضر تھے خدمت مین ملک اخضر کے پہونچے جاتے ہی عرض کی اے شہنشاہ گیتی پناہ طلسم کشا کا پتا ملا کسی باغ مین وہ سرو نوخاستہ حدیقہ جرات موجود مہر و ماہ جادو کو خبر ملی مع کل لشکر کے جاتی ہین گھبرا کر ملک اخضر اُٹھا سب سے پہلے شاہزادہ صندلا صندلی پوش مسلح و مکمل ہوا ملکہ گوہر جادو نے اُٹھتے اُٹھتے کنیزون کو آواز دی جلد تیاری کرو یہ کہکر طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی سب کے پیشتر چلی لیکن ہنر بردشت طراری ونہنگ بحر عیاری اسد نامدار کو تلاش کرتے پھرتے تھے شب کو خواجہ نے ایک نخل پر اپنی اوقات بسر کی صبح کو صحرا مین اُترکر ٹہل رہے ہین کہ طرف سے دربند مہر و ماہ کے گرد عظیم بلند ہوئی عمرو نے دیکھا لاکھون ساحر مسلح و مکمل گولے ترنج نارنج ہاتھ مین دوڑے ہوئے ایک جانب چلے جاتے ہین عمرو گھبرایا فوراً رنگ و روغن عیاری کا لگا کے جادوگر کی صورت بنکر تیار ہوا اُن ساحرون سے پوچھا یارو کہان جاتے ہو اُنھون نے کہا طلسم کشا کا پتا ملا ہو ابھی ہرکارون نے خبر پہونچائی باغ مین ملکہ شمیم کے وہ جوان موجود ہو حکم ہو ملکہ مہر و ماہ کا چہار جانب سے جاکر باغ کو گھیر و ایسا نہو وہ جوان بھاگ کر نکلجاے ہم لوگ پہلے سے چل نکلے ہین جو طلسم کشا کو گرفتار کریگا دولت دنیا سے نہال ہو جاویگا اسی فکر مین جاتے ہین یہ سنکر عمرو بدحواس ہوا خیال مین گذرا کہ چلکر اسد کو بچا ڈالیا نہو وہ شیر دلیر گرفتار ہو جاے اُسی کے سر سہرا ہو اس برات کا وہی دولھا ہو اگر خدانخواستہ اُسپر کوئی زوال آیا سب جستجو بیکار ہو جاویگی یہ سوچکر عمرو بھاگا قریب اُس باغ کے پہونچا دیکھا دروازے پر ہزار دو ہزار ساحر ٹہل رہے ہین عمرو کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک ہرکارے کی شکل بنکر تیار ہوا گھیر دار پگڑی سر پر جنچی ہوئی چپکن زیب جسم انور چاندی کی چھڑی کمر مین اُسپر مہر افراسیاب جادو پکارتے ہوے دروازے پر آئے کہتے ہوے یارو حکم ہو شہنشاہ کا جو کوئی طلسم کشا کو گرفتار کرکے لائیگا انعام بیحساب پائیگا ساحرون نے اشارہ کیا میان ہرکارے صاحب اسی باغ مین طلسم کشا چھپا ہو بی شمیم نے دامن پناہ دیا دھگڑے کو لیکر پہلو مین بیٹھین ہم ہر چند سمجھاتے ہین نہین مانتی ہین عمرو نے کہا بھائیو تم نے خوب بتایا مگر تم بھی بی شمیم گلپیرہن کے ملازم ہو

سب نے کہا اصل مین افراسیاب کے نمکخوار ہین خدمتگزاری سے اُنکی مجبور و ناچار ہین عمرو نے کہا بھائیو خفا باش
بڑے خیر خواہ ہو مین پرچہ مین تمھاری خیر خواہی لکھونگا اندر جاکر خود اپنی نگاہ سے دیکھ لون جھوٹی خبر سے
افراسیاب خفا ہوتا ہو سب نے کہا جائیے اپنی آنکھ سے دیکھ لیجیے عمرو بڑبڑاتا ہوا اندر باغ کے داخل
ہوا دیکھا باغ نہایت سرسبز و شاداب سامنے بارہ دری مین اسد نامدار مسند پر جلوہ فرما ہین پہلو مین
ایک مہ جبین گلعذار ماہ رخسار شیرین گفتار کبک رفتار گرد اگرد چار سو مصاحبان خوش رو صحبت عیش و
نشاط آراستہ یہ دیکھکر عمرو کو رشک آیا جی مین کہتا ہو کہ فرزندان حمزہ بھی کیا خوش نصیب ہین جہان
پہونچے ایک ماہ رخسار برائے خدمتگزاری حاضر ہو مگر جو بلا نازل ہونے کو ہو اُسکی خبر نہین ہی یہ سوچتا
ہوا عمرو سامنے آیا اسد غازی کی نگاہ پڑی کہا ملکہ دیکھو یہ کون شخص ہو جو بلا تکلف ہمارے
ناموس مین چلا آتا ہو ملکہ چاہتی تھی کچھ جواب دے عمرو نے پکار کر آواز دی بھلا ملکہ شمیم دشمن شہنشاہ
کو پہلو مین جگہ دی ہو مجھے نہین پہچانتی ہو دم بھر مین اب فوج آتی ہو سب کی مشکین باندھی جائینگی
او اسد اُٹھ رومال سے ہاتھ باندھ لے مین ہرکارون کا جمعدار ہون خطا معاف کرا دونگا بھلا
اسد نامدار کو ایسے کلمات سننے کی کب تاب ہی غصے مین جواب دیا کیا بیہودہ بکتا ہی جاکر افراسیاب
کو اطلاع کر وہ بیجا کیا کریگا عمرو نے کہا دیکھو ابھی احوال معلوم ہوا جاتا ہو وہی افراسیاب ہی
جس نے تمھین گنبد نور پر قید کیا تھا اب کی مرتبہ قتل کریگا ہمکو کچھ رشوت دلواؤ تمھاری خبر
چھُپوا دین او شمیم تو نہین کچھ جواب دیتی اپنے کپڑے مجھکو اُتار دے شمیم کانپنے لگی چاہا کپڑے اُتار کر
ویدون اسد نے جھڑکا کہا ملکہ کیون مری جاتی ہو وہ افراسیاب خانہ خراب کیا ہی یہ کیا بیہودہ
بکتا ہی یہ کہکر قبضہ پر ہاتھ ڈالا عمرو نے بھی نیمچہ کھینچا آواز دی او ظالم کشا کیون شامتین آئی ہین ہماری
طلسم کشائی بھلا دونگا اسد تلوار کھینچکر قریب آیا عمرو نے بائین آنکھ کا تل دکھایا اسد نے اپنے
پیر و مرشد کو پہچانا گلے سے لپٹ گیا عمرو نے کہا او نالائق عیش پسند کچھ آغاز انجام کا بھی خیال ہی
معشوق خوبرو کو پہلو مین لیکر بیٹھے مرنے جینے کی خبر نہین مہر و ماہ جادو کو خبر ہو چکی لشکر لیکر وہ
سب آتی ہین اے ملکہ شمیم گل پیرہن اب تمھاری عقلمندی یہ ہو کہ یا تو انکو نکلوا دو یا مخفی کرو
اپنی انکی دونون کی جان بچاؤ یہ کہکر خواجہ نے صورت اصلی بنائی اسد نے کہا اے ملکہ عالم یہ ہمارے
پیر و مرشد ہین جو کچھ فرماتے ہین بجا ہو شمیم قدمون سے خواجہ کے لپٹ گئی عرض کی اے شہنشاہ اوج
عیاری وائے قطب فلک خنجر گزاری مین لائق مقابلہ مہر و ماہ جادو نہین ہون وہ حاکمان دربند
مہر و ماہ رات دن اُنکے قبضہ مین دنکو رات بنائین رات کا دن کرین افسونگری کا دم بھرین لائق

سلطنت صاحب شوکت ولیاقت ہین انکی خراج گزار مجبور وناچار آپ انکو اپنے ہمراہ لیجائیے مین آمادہ مرگ و مہیاے قضا حاضر ہون اگر میرا کہنا مانا جان بچی ورنہ لڑبھڑ کے جان دونگی انکا رہنا مناسب نہین ہی عمرو نے کہا ای نور نظر سچ کہتی ہی بہ تعجیل تمام یہان سے نکل چلو اپنے کو اپنے لشکر مین پہونچاؤ اسد نے آنکھون مین آنسو بھر کر جواب دیا آپ مالک ہین حکم سے آپ کے گردن تابی نہین کر سکتا لیکن میرے بزرگون کا نام بدنام ہوگا مجمع مردان عالم مین جب بیٹھونگا کیا انجام ہوگا فوج آتی ہی آنے دیجیے آپ تشریف لیجائیے ملک خضر وغیرہ کو خبر کیجیے وہ بھی وقت پر آ جائینگے اگر قضا لیکر آئی ہی بچنا دشوار ہی وہ مالک و مختار ہی اگر حیات مستعار باقی ہی کوئی موے جسم نہ کم کر سکیگا پس قدم پیچھے ہٹانا کوے جرأت سے گذرنا سراسر خلاف ہی مقام انصاف ہی جب غلام طلسم ہوش ربا مین آیا سواے خالق بے نیاز کے کون ساتھ تھا دامن رحمت رب اکبر تھا اور میرا ہاتھ تھا اب یہ انجام ہوا کہ لشکر گران سردار پہلوان سب طرح کا سامان حکمن ہوا یہ اعتراض بہت درست ہی کہ وہ لوگ ساحر ہین میرے پاس کوئی تحفہ بھی موجود نہین ہی اسوجہ سے دل اندوہگین ہی مگر جب برق شمشیر چمکی ابر فوج ساحران درہم وبرہم ہوگا ایک کو ایک کا غم ہوگا بھاگتے نظر آئینگے ساحران مکار ہین منہ پر مردان عالم کے نہ آئینگے یہ کہکر اسد نامدار نے مرکب تیار کیا قبضہ پر ہاتھ ڈالا چاہا پشت مرکب پر سوار ہو آمادۂ حرب وپیکار ہو عمرو نے دوڑ کر ہاتھ تھام لیا کہا ای اسد نامدار ای نور نگاہ صاحبقران عالیوقار جہالت کرنا بہتر نہین ہی اسوقت ہٹ چلو آیندہ اور کوئی تدبیر کیجائیگی بدون عیاری دربند مہر وماہ فتح نہوگا اسد نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا غلام کو زیادہ نہ سمجھائیے خداے بابزرگ سے ہنوز یہ باتین ناتمام تھین کہ نقارۂ رزمی پر چوب پڑی زمین کانپی لکہ ہاے ابر سرخ وسفید نمایان ہوے علمہاے زرنگاری کے پھریرے چمکے دیکھا عمرو نے مہر وماہ جادو طاؤس زرین بال پر سوار بہ قہر وغضب تمام دونون بدانجام آگے آگے پشت پر چار لاکھ ساحران نابکار بازو بط پر سوار ہر بر ہاے آتشین اڑ رہا ہے شعلہ بار زیر ران شعلہ ہاے آتشین بھڑکتے ہوئے لکے ابر کے کڑکتے ہوئے عمرو تو گلیم اوڑھ کر کنارے ہوا اسد نے خانۂ زین کو مغل خانۂ آفتاب روشن کیا تیغۂ برق مثال کو نیام انتقام سے کھینچا نعرۂ اسد

اسد صف شکن شاہ عالیجناب		
ہمین آنکہ سرکوب افراسیاب	یل سلیتن نامور نامدار	نظر کردۂ شیر پروردگار

تلوار کھینچکر فوج کفار پر جا پڑا نسیم گل پیرہن نے جو دیکھا کہ سحر سے آگاہ نہین کچھ تحفہ پاس نہین رکھتے ہین کس قدر بات کا پاس ہی موت کا مزہ چکھتے ہین اٹھا کر جھولی بائین ہاتھ پر ڈالی بادہ سوکنین تیار ہوئین اسباب سحر ہاتھ مین لیا فوج مہر وماہ جادو پر یہ بھی جا پڑی سحر کرنے مین مصروف ہوئی اسد نامدار نے دیکھا کہ فلان ساحر آمادہ سحر کرنے پر ہوا منہ کھولا قصد کیا سحر پڑھے اسد نے تاک کر

تیر مارا حلق پہ اُس ناکام کے پڑا گُدی کو توڑ کر پار گذرا وہ ساحر مرا تاریکی چھائی زمین باغ تھرائی اُس تاریکی مین
اسد نے کسی کو نیزے سے کسی کو تیر دلدوز سے کسی کو تیغۂ برق مثال سے قتل کیا صف ساحران مین تہلکہ ڈالدیا جھجادو
سحر کر رہی ہین شمیم کو للکارتی ہین ای شمیم تیری کیون شامت آئی ہی دماغ مین بوے کبر و نخوت بھری ہی ماہ دولت
سے مقابلہ کرتی ہی جان کو نہین ڈرتی ہو رومال سے ہاتھ باندھ کے قدمون کو بوسہ دے طلسم کشائی مشکین
باندھلے افراسیاب تجھسے راضی ہوگا خلعت و اکرام و جاگیر ملے گا حکومت ملک حاصل ہوگی تاجدارن
مین شامل ہوگی شمیم جوش عشق اسد تیغزن مین جواب دیتی ہی لاکھ جان ایک ناخن پاے اسد
نامدار پہ قربان ہی مین مطیع مذہب اسلام ہو چکی لات و منات پر لعنت کی یہ سُنکر مہرو ماہ جادو کو
غصہ آیا آواز دی ہمارے سامنے یہ بے ادبی عشق طلسم کشا مین ایسی مبہوت ہوئی شہنشاہ کا کچھ خیال
نہ آیا حق نمک کو بھی بُھلا دیا دیکھ تو کیا مزہ چکھاتی ہون ابھی راہ عدم دکھاتی ہون یہ کہکر دونون
بہنین طاؤسان زرین بال سے اُترین سحر کرنے لگین ایک دو مٹھی خاک طرف اسد غازی کے دیکھ کر
زمین پر مارا زمین سے دھوان نکلا شعلہ ہاے آتش نے اسد نامدار کو گھیر لیا شمیم نے جو دور سے دیکھا
اُس ناری نے غضب کیا میرے آتشخو شعلہ مزاج کو شعلہ ہاے آتش مین پھنسایا بڑھکر روئی کا گالا نکالا اُسپر
قطرے خون کے ڈالے دریا دلی دکھائی اپنی آبرو بڑھائی نعرہ کیا باران سحر برسا وہ شعلہ آتش کے بجھے
اسد نامدار نے رہائی پائی آگ بالکل ٹھنڈی ہوئی اسد نے رہا ہوتے ہوتے کئی جادوگرون کو مارا مہرو ماہ
نے جو دیکھا کہ شمیم نے ہمارے سحر کو برطرف کیا مہر جادو کڑکی گرجی مثل آفتاب چمکی شمیم پر سحر کیا یہ بھی
بیچاری لڑکھڑا کر گری اسد کا مرکب چلتے چلتے تھم گیا زمین پر مثل نقش پا جم گیا ہر روی سے بیکار اسد
مجبور و ناچار کنیز زن پر بھی سحر کیا کوئی مُنھ کے بھل گری کوئی آتش سحر مہر جادو سے جلنے لگی کسی نے اپنی
تلوار کھینچکر اپنے گلے پر دھر لی بارہ سو جادوگرنیون کی اسکے سامنے کیا حقیقت تھی چشم زدن مین سب کو مبتلاے
سحر کیا اہالیان فوج کو آواز دی ای ساحران نامی ای نمکخواران افراسیاب اب یہ سب بیکار ہین بالکل مجبور
و ناچار ہین اب انکی مشکین باندھ لو دم نہ لینے دو بلکہ مرتبہ اعلیٰ ہونگے شمیم کی شامت آئی کہ ہمارے مُنھ چڑھی
دیکھو سبکو مین نے سحر مین مبتلا کیا اب اُنکا گرفتار کرنا کیا مشکل ہی ساحر طرف اسد و شمیم کے چلے رنگ رد ے
شمیم متغیر ہتر دو متحیر اسد غازی نے جو یہ حال پر ملال اُس مہ جبین کا دیکھا یہ تو بہادر جری غازی مجاہد ہین
راکع و ساجد ہین اپنے پروردگار کو حاضر و ناظر جانتے ہین اپنے پروردگار کو خوب پہچانتے ہین مگر اُسکی بیکسی
و بےبسی دیکھکر بے قرار و اشکبار خود بھی مجبور و ناچار ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھا دیے عرض کی ای خالق
بے نیاز ای رب کارساز ای رحیم و کریم ای سمیع و علیم ای حکیم مطلق ای کارساز برحق اس آفت ناگہانی سے

بچالے اس نومسلم کو نجات دے سوا تیرے کس سے عرض کرین تونے پیدا کیا خاک کے پتلے کو گویا کیا چشم وگوش عقل و ہوش عطا ہوئے ارکین کوہ برائے تسکین زمین بنا ہوئے نظم

کیونکر نہو تیری آس تونے ۔ افلاک کو بے ستون بنایا
وہ عشق دے جسکا نام اسلام ۔ وہ شیوہ نبی نے جو بتایا
وہ رفعت حال دے کہ جس نے ۔ منصور کو دار پر چڑھایا
مومن کہے کس سے حال آخر ۔ ہے کون ترے سوا خدایا
اس دام سے مجھکو تو چھڑا دے ۔ درکو دنے جبین جی پھنسایا
مجھکو بھی بچالے جیسے تونے ۔ یوسف کو ہی چاہ سے بچایا
اُسکا مرے دل پہ ایک پرتو ۔ جس شعلے نے طور کو جلایا

بیقرار ہوکر اسد غازی نے تہ دل سے دعائی باب اجابت وا تھا در قبول پر دعا نے جاکر قیام کیا آسمان پر برق چمکی ملکہ گوہر جادو خوشنخو خورد مع ساٹھ ہزار ساحران غدار کے آکر پہونچی اپنے آقاے نامدار مولاے قدرشناس فلک اساس شیر صولت رستم ہیبت کو بلاے ناگہانی مین مبتلا دیکھا گرد شعلہ ہاے آتش بیچ مین دوماہ رخسار قریب ایک نازنین گلعذار گرد بارہ سو نازنینان حور طلعت پری پیکر سحر مین مبتلا زمین پر تڑپ رہی ہین پھڑک رہی ہین گرتے گرتے گوہر نے موتیون کا مالا گلے سے اُتار کھینچ مارا دانے ٹوٹے قیدی چھوٹے کئی ہزار ساحر لشکر چہروماہ کے جل گئے زمین سے شعلے نکلنے لگے ابر مرواریدی چھایا دوسرے پہلو سے نعرہ ہوا منم اخضر جادو ساحر خوشنخو ڈیڑھ لاکھ فوج سے یہ بادشاہ عالیجاہ لشکر چہروماہ پر آکر گرا سحر کرنے لگا ہزارہا کو مارا اسد غازی کو پھر گھوڑے پر سوار کیا رکاب پر ہاتھ رکھا دو تین حملے ایسے کیے طبقے زمین کے ہلا دیے نظم

وہ نورے اسد کے بوقت وغا ۔ کہ یا شیدای کافران بیحیا
منم رہبر جادوۂ صفدری ۔ کہ باطل کنم مذہب سامری
جو تیغ یلی برکشم از غلاف ۔ تزلزل فتد در میان مصاف
کبھی حملہ ور گاہ رو پوش تھا ۔ ہم مکر کا وہ مبدم جوش تھا
کبھی جوش مین آکے مارا حباب ۔ گرا دھم سے ساحر بصد اضطراب
لڑائی مین مصروف بیخوف و بیم ۔ وہ فوج گران وہ وہ جنگ عظیم
منم شیر صولت یل ذی وقار ۔ منم صفدر و صف شکن نامدار
من آنم سر کوب افراسیاب ۔ نظر کردۂ شاہ عالیجناب
عمرو بھی بمردی قہر و عتاب ۔ لیے ہاتھ مین تیغۂ برق تاب
کبھی حقہ نفطدون سے چلا ۔ لگی آگ منہ ناریون کا جلا
کبھی نیچہ کھینچکر جا پڑا ۔ بقہر و غضب کافرونسے لڑا

لیکن چہروماہ جادو بھی بلاے روزگار ہین علم سحر و ساحری مین نامی و نامدار ہین دو چار حملے اخضر و ملکہ گوہر کرنے پائے تھے کہ یہ دونون اسباب سحر لیکر بڑھین ماش کے دانے اُس بدمعاش نے پھینک مارے ہزارون فلفلی ساحرون کا کھیت ہوا جنس مرگ کی طغیانی جانبری کی گرانی یہ دونون بیحیا مکار غدار جو فروش گندم نما دانہ زد دشمنان بیحد اس طور سے لڑین سحر ہاے کامل صرف کیے ملازمان اسد کے پیر اُٹھ گئے اخضر زخمدار گوہر پر بارش کی بوچھار گوہر کو آبرو بچانا مشکل ہوئی زخمی ہوکر بہت بیدل ہوئی قریب ہو کہ اسد وغیرہ سب گرفتار

ہوجائین عمرو نے جو لشکر کو پراگندہ دیکھا چاہا بیچ مین سے نکلجاؤن جان بچاؤن شب کو آکر عیاری کرونگا
بن پڑے گا تو اسد غازی کو چھوڑا دونگا مہر جادو نے دور سے دیکھا ساربان زادہ ایک نخل کے سایہ مین
کھڑا ہوا لڑ رہا ہی اب بھاگا چاہتا ہی جھپٹی کر جا کر عمرو کو گرفتار کرون صندلان صندلی پوش بھی
لڑائی مین تھا دیکھا کہ عمرو گرفتار ہوا چاہا تلوار کھینچکر جا پڑون ماہ جادو نے جھک کر سحر کیا یہ بھی بیچارہ
پا بہ گل ہوا ساتھ والے بیہوش ہوکر گرنے لگے ہر چند چاہتا ہی کہ تلوار کھینچون ہاتھ دستگیری نہین کرتا ہیر
مین ثابت قدمی کہان قلب تلب ہو گیا لشکر مین تباہی صفون مین بربادی کیسے مجبور و ناچار ہو گئے
ساحر سحر کرنا بھولے سردار گرفتار ہونے لگے اس وقت اہل اسلام کی بیتابی گوہر نے صندلان کو جو اس
آفت مین مبتلا دیکھا بڑھ بڑھکے لڑی زخم کھائے لڑکھڑا کر گری اب مہر و ماہ جادو کے سحر کو زور ہوا اہل اسلام
کو پامال کرنا شروع کیا آفتاب ظلم و بدعت نے طلوع کیا صدائے یاربا یا مستغیثا بلند ہوئی بیقرار ہوکر
سب پکارنے لگے ای بے نیاز ان ظالمون کے ہاتھ سے بچائے کسی نے دعا مانگی کسی نے لفظ آمین کہی کہ آسمان
سے لپٹین پھولون کی آئین ہوائے سرد چلی نخل جھومنے لگے غنچہ چٹک کر گل ہوئے برہم گیسوے سنبل ہوئے
سب سر اٹھا کر دیکھنے لگے نظم دلپذیر بہاریہ در صفت آمد ملکہ بہار جادو گلعذار خوشنخو اشعار

پھر شجر سرسبز ہین کہتے ہین آئی ہی بہار
دیکھیے کس کس کو دیوانہ بناتی ہی بہار
رہتی ہین فصل خزانکی مدتون تک گرمیان
رنگ کس کس طور سے اپنا جاتی ہی بہار
جلوۂ گلشن دکھا کر بخشتی ہی راحتین
آپ پنہان ہی مگر جلوہ دکھاتی ہی بہار

رنگ بدلا دیکھیے کیا رنگ لاتی ہی بہار
دیکھیے جب رنگ عالم اک نئے عالم پہ ہی
چار دن کے واسطے گلشن مین آتی ہی بہار
کوئی گل ہی سرخ کوئی زرد کوئی نیلگون
کلفت درنج خزان دل سے مٹاتی ہی بہار

مدتون سے منتظر بیٹھے ہین مستان جنون
صورت انفاس سر دم آتی جاتی ہی بہار
سبز کر دیتی ہی پتے سرخ کر دیتی ہی پھول
دیکھیے جس رنگ مین کچھ رنگ لاتی ہی بہار
چھپکے خود پردے مین کر دیتی ہی ظاہر چمن

سب طرف آسمان کے دیکھنے لگے ہر ایک حیران تھا کہ یکایک صحراے
خارستان مکس خزان پر بہار ہوا کیون ہوائے سرد کی یہ شدت دفعۃً کس گلعذار غنچہ دہن کی آمد ہی کہ سامنے سے
ملکہ بہار جادو عشوہ طراز خوش خو خوب رو ظاہر ہوئی گلدستہ ہاتھ مین رنگینی بات بات مین گرتے گرتے
گلدستہ مارا نعرہ کیا منم ملکہ بہار جادو کسی ہزار ہمراہیان مہر و ماہ جو نے جمال بے مثال بہار پر نگاہین
ڈالین ہونٹھون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری آثار عشق ہویدا حزن و ملال چہرے سے پیدا
اشعار عشق آمیز حسرت انگیز زبان پر جاری عالم بیقراری اشعار

روتا ہون دل قمار محبت مین ہار کے
تیور کچھ اب کی سال برے ہین بہار کے

دنیا گون مین آ گیا بت زنار دار کے
مانند گرد بادبیٹھین گے ہم تجھے

اچھے نہین ہین جوش وحشت کے رنگ ڈھنگ
آنا صبا نہ پاس ہمارے غبار کے

نالے کیے بغیر نہیں رکھتا نہیں قدم	جاتا ہوں گھر میں یار کے در پر پکار کے	دم سے طلسم آدم خاکی کا ہے خلیل
پھرتی ہیں تیلیان یہ سہارے لیے تار کے	نہ پوچھو کس لیے آنسو ہیں یہ بہائے ہوئے	کسی جگہ سے ہم آتے ہیں چوٹ کھائے ہوئے
دیگر		
بنے گا داغ جگر ایک دن چراغ مراد	تبو ہم اپنے خدا سے ہیں لو لگائے ہوئے	اب آ کے بیٹھو نہ جانے کی بات چیت ہے
خدا کے واسطے جاتے ہیں ہوش آرہے ہوئے	ذرا یہ قافلہ سے کہدو ہم بھی آتے ہیں	بڑھے نہ جاؤ خدارا قدم بڑھائے ہوئے
کہا کسی نے نہ آنا ہمارے دفن کیوقت	کہ خاک ڈالو نہانیر سے ہیں نہائے ہوئے	کسی نے تلوار کھینچکر گلا کاٹ ڈالا

کوئی ہائے بہار کہکے بڑھا لشکر مہر و ماہ تہ و بالا لشکر مسلمانان میں ہلڑ ہوا بہار آئی بہار آئی ادھر سامان بہار ادھر رنگ خزان خضران وغیرہ بھی سیدھے ہوئے ملکہ گوہر جادو کی بھی آبرو بڑھی بہار نے آتے ہی اپنا قبضہ کیا رنگ جمایا مہر و ماہ نے پلٹ کر دیکھا بہار نے تین چار گلدستے مارے کئی ہزار بیچیا واصل جہنم ہوئے مہر و ماہ بھی سنبھلیں باران سحر برسا کے اُن دیوانون کو ہوش میں لائیں مگر دو ز بہار رہی ایک جانب ہوشیار ہوئے دوسری صف کے بیقرار ہوئے ایک کو ہوش آیا مہر و ماہ گھبرا گئیں کس کس کا سحر اُتارین کس کس کی جان بچائیں حیران و مضطر لیکن وہ بند مہر و ماہ کی ناظم ہیں ملک افسونگری کی حاکم ہیں دو بہنیں ایک نے سامنا بہار کا کیا ایک نے سحر اُتارا ایک بڑھ کے لڑی ایک سحر کرتی ہوئی ہٹی ایک نے پانی برسایا دوسری نے آگ لگائی ایک نے برباد کرنے کو خاک اڑائی دوسری برق بنکے چمکی ایک شعلۂ جوالہ دوسری آتش کا پرکالہ ایک کے سحر سے آندھی اُٹھی دوسری کے سحر سے گرد اڑی ایک ابھر کو روکتی ہے ایک بہار کو بڑھکر ٹوکتی ہے دونوں نے آپس میں صلاح کی بہار تعلیم کردہ افراسیاب ہر رنگ ساحری میں انتخاب ہے اسکو دھوکا دیکر لڑو چہار جانب سے گھیر لو یہ کہکر مہ نے بڑھکر للکارا ہے بہار ادھر آؤ آفتاب سے آنکھ ملاؤ ہم پر سحر کرو غربا پر نگاہ نہ ڈالو بہار پلٹ پڑی مہر جادو سے سحر چلنے لگا ماہ جادو چمک کر پشت بہار پر آئی سحر کر کے ستارے بنائے اُس ماہ رخسار پر گرائے سر بہار زخمی ہوا پلٹ کے دیکھا ماہ جادو نے سحر کیا بہار زخمدار چہرہ خون سے گلنار چاندنی کا خوف ہوا ایسا کہ زخمون میں درد پیدا ہو وہ بیٹھ پہاڑ کر زخم سر باندھا خون رکا لڑائی میں مصروف ہوئی مگر ایسی مہ جبین کا زخمی ہونا نازک مزاج حسینان عالم کے سر کا تاج زخمون میں ہوا بھری زبان میں لکنت آئی مہر و ماہ جادو نے زور ڈالا بہار پیچھے ہٹی رنگ نہ جما یکایک زمین شق ہوئی رعد جادو نے سر نکالا مجمع ساحران میں ظاہر ہوا کانون پر ہاتھ رکھکر چیخ ماری منم رعد جادو کئی سو ساحر لڑکھڑا کر گرے ناک سے قطرے خون کے گرے کئی سو کے سر پھٹ گئے آسمان سے نعرہ ہوا منم برق جادو وہان تو بیٹے کی آواز کی مشتاق رہتی ہے کئی سو کے سر اڑا دیے آری ترچھی گرنے لگی رعد و برق بھی خوب لڑے بہار نے اپنے کو سنبھالا آسمان سے پھر نعرہ

ہوا منم ملکہ برق لامع ایک جانب سے نعرہ ہوا منم صاحب سطوت وشوکت باغبان قدرت یہ بھی آکر زمین پر پہونچا گیند پھولون کا مار اب رعد کی گرج برق کی چمک برق لامع کی کڑک بہار کا گلدستہ باغبان قدرت کے پھول کے گیند ان سب نے جو سحر کیے لڑے انتہا کے معرکے پڑے لشکر مہر وماہ جادو لپسپا ہوا خون کا دریا بہ گیا زمین تپ رہی ہے پھول برس رہے ہین برق و رعد کے سحر کی گرمی بہار کے سحر نے ہزارون کو ٹھنڈا کیا ہوا ٹھنڈی چل رہی ہے باغبان نے پھول برسائے لیکن مہر وماہ جادو وہ بلاے روزگار ہین سب کو جواب دیتی ہین مگر باغبان قدرت بصد صولت وشوکت رکاب سعادت انتساب اسد پہ ہاتھ رکھے ہوئے لڑتا ہوا جاتا ہے سحر سے ساحرون کے شاہزادے کو بچاتا ہے اپنا سینہ سپر کردیا میدان لاشون سے بھر دیا مہر وماہ کے لشکر کو کبھی فتح کبھی شکست لڑائی کا عجب طور سے بند وبست استادان سخنور نے بیان کیا ہے تین پہر برابر لڑائی رہی مگر مہر وماہ جادو نے قدم نہین ہٹا کے لشکر ساحران کو بچاتی ہین آپ بڑھ بڑھکے لڑ رہی ہین نقیبون کو اشارہ کیا ہے نقباے بلند آواز اشعار عبرت پڑھنے لگے نعرہ مار رہے ہین صدائین دیتے ہین اے مردان عالم یہ میدان کارزار ہے آبرو کا خیال رہے قدم پیچھے نہ ہٹے بڑھکے لڑو زخم کھاکے سرخرو ہو بزرگون کا نام روشن کرو دشمن کو شکست دو پہلوان زبردست ہو شعر نام رستم بھی مٹادو آج ہے وہ معرکہ پھول سونگھو ڈھال کا اور کھاؤ پھل تلوار کا ؛ دنیا مقام عبرت ہے نہ جاے عشرت رستم وزال سام ونریمان بڑے بڑے پہلوانان جہان آخر کیا ہوئے خاک مین مل گئے نشان قبر بھی باقی نہ رہا اب کوئی انکا ذکر بھی نہین کرتا کسی نے جاکر قبر پر فاتحہ خیر بھی نہ پڑھا لیکن نام جرات تم انکا باقی ہے محفلون مین ذکر ہوتے ہین مردان عالم انکا حال سنکر روتے ہین تم نکے نام مٹاؤ اپنا رنگ جرات جماؤ بعد مرنے کے لوگ یاد کرین نام سنکر فریاد کرین یہ آوازین عبرت خیز وحشت انگیز سنکر جوانون کو جوش عبرت ہوا بڑھ بڑھکے اٹھے جانبین کے لاکھون مارے گئے لاشے زمین پر تڑپ رہے ہین بھائی کی بھائی کو خبر نہین جہان سے مایوس دریاے خون مین نہنگان شناوری کر رہے ہین پہر دن پچھلا باقی ہے نہیب شمشیر مردان عالم سے رنگ روے آفتاب زرد زمین گرد برد اسد نامدار کی کہنی سے خون ٹپک رہا ہے کلماے زخم تحمل جسم پر کھلے ہوئے ہین ہیان زخمون کی پٹری ہوئی عمرو کلیم اوڑھے ہوئے حال زار اسد دیکھ رہا ہے کبھی کلیم اتار کے خود بھی جا پڑتا ہے ساحرون سے یہ طریقہ عیاری لڑتا ہے لیکن یہ یقین کامل ہے کہ زوال مہر وماہ دشوار ہے ایک ایک خراجگذار اقراسیاب بلاے روزگار ہے دل گھبراتا ہے کہ باغبان وغیرہ بھی زخمی ہوئے ایسا نہو کہ اسد نامدار کو گرفتار کرلین تو بڑی مشکل ہو کیا تدبیر کرون ان سرداران نامی سے مہر وماہ جادو نہین دیتین

ہر مرتبہ قصد ہوتا ہی اسد نامدار کو لیکر زنبیل مین چھپا لون لیکن یہ جوان صاحب غیرت ہی اپنے کو ہلاک کریگا صاحب غیرت کی خرابی ہی اُسکو یہ ننگ قبول نہوگا حقیقت مین ای عمرو عجب طلسم وسیع مین آکر پھنسے جسکا فتح ہوتا دشوار ہوا ہوش رُبا ابھی کہان جزئیات پر یہ فساد ہین کیونکر لوح طلسم ہوش رُبا ملیگی کس طرح کلی آرزو کی کھلے گی اس سوچ مین عمرو گوشۂ صحرا مین کھڑا ارو رہا ہی تہ دل سے دعا مانگتا ہی کہ ابر یاقوتی آسمان سے ظاہر ہوا اہل اسلام کے واسطے ابر رحمت تھا قریب آکر شق ہوا سب نے دیکھا ملکہ بران شمشیر زن طاؤس زرین بال پر سوار بڑے زور و شور سے وہ نامدار آکر پہونچی آتے ہی ستھراؤ کر دیا ناریون پر برس پڑی لشکر مین آگ لگادی برق لامع بھی کڑکی رعد نے ہزارون کو مارا بہار کا گلدستہ چلا باغبان اسد نامدار کی خدمت مین حاضر ہو انھین کے حال کا ناظر ہی یہی خوف تھا افسر لشکر پر افتاد نہ پڑے جہانتک ہو سکے انکو بچائے لیکن بران شمشیر زن صف شکن سحر و ساحری مین طاق فنون جرأت مین مشاق مہر جادو کو تاکتی ہوئی جاتی تھی خیال ہی کہ جاکر اُسکو مارون کئی مرتبہ سامنا ہوا ہزارہا ساحر بیچ مین آگئے خوب سحر ہوئے ماہ جادو جھپٹ کر آئی ملکہ بران کو للکارا او دختر کوکب تجھکو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ ملازمان شہنشاہ ہوش رُبا پر نگاہ ڈالتی ہی کبھی اہالیان طلسم نور افشان ساحران ہوش رُبا پر غالب نہین آئے ان چند باغیون کو دیکھکر یہ حوصلہ بڑھا ہم لوگون کی جانب رخ کیا بس ملکہ بران طرف ماہ جادو کے متوجہ ہوئی آواز دی او ماہ جادو بدخو کیا ہوش رُبا کے مرنے والے کہین رُکتے ہین لاکھو کروڑ سب برابر ہین تلوار باندھی سر ہتیلی پر رکھا موت کا ذرہ جھکا مرنے سے کیا ڈر ہی جہان ڈر وہین ہمارا گھر مقابلے مین آ زیادہ باتین نہ بنا ماہ جادو جا پڑی ملکہ بران پر سحر کیا گولہ مارا ملکہ بران نے اُسکو کاٹا آستین سے برقین چمکین ملکہ بران نے جوڑے سے اختر مرواریدہ نکالا ہتیلی پر رکھکر چمکایا برتھاے سحر کو ہٹایا اُس سحر کے دفع ہونے سے ماہ جادو کے ہوش اُڑ گئے پسینے پسینے ہوگئی اُس سحر کا دفع ہونا ناممکن تھا اس سحر پر دل مطمئن تھا کا رد سحر پھینک ماری بہت سے ماش کے دانے پھینکے ملکہ بران نے وہ بھی دفع کیے غصے سے چہرہ سُرخ ہوا اُس گوہر بہا ے دریاے جرأت نے اختر مرواریدہ ماہ جادو پر پھینک مارا ہرچند ماہ جادو نے چاہا اپنے کو بچاؤن لیکن یہ اختر مرواریدہ ہی تحفہ کامل طلسم نور افشان کب رُکتا ہی سینہ پر کینہ ماہ جادو پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا ماہ جادو تڑپ کر کھڑا اکر گری ملکہ بران شمشیر زن مطیع مذہب اسلام ہی جرأت و شوکت مین بڑا نام ہی ماہ جادو کو مارا اب یقین کامل ہوا صاحب معجزۂ شق القمر کی کنیز ہی یوسف کنعان حسن ہر دل عزیز ہی لاشہ ماہ جادو کا جلا ہنگامہ برپا ہوا ماہ جادو

کے مرنے سے اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من ملکہ ماہ جادو بود افسوس مردیم وجہان وادیم و
بمطلب خود نرسیدم دور سے مہر جادو نے دیکھا کلیجہ پھٹ گیا قوت بازو کا مرنا ہوش پراگندہ قلب
تھرا گیا کلیجہ منھ کو آگیا رنگت زرد دل مین درد لب پر آہ سرد چہرہ پر گرد سر پیٹتی ہوئی دوڑی پکاری
اد بران غضب کیا بازو میرا توڑ ڈالا فلک در بند مہر و ماہ کا چاند غروب ہوا ہر افسر محجوب ہوا بران
نے نعرہ کیا اور پکارا ای مہر جادو بہن کی بڑی محبت ہی مین تجھکو اسکے پاس پہونچا دون پردہ عجز
اُٹھا دون مہر جادو خود مقابلے مین بران کے آئی کہا او دختر کوکب اب کیا تجھکو زندہ چھوڑونگی
یہ کہکے بہت سے سحر کیے بران نے اختر چمکائے سب سحر ضو سے اختر کے سٹ گئے اختر مروارید سے اس
گوہر صدف خوبی کی آبرو ہی سحر نایاب زلفون کی پیچ وتاب چہرہ پر قہر و عتاب آئینۂ رخسارہ پر
گرد وغبار آمادۂ حرب وپیکار اختر مروارید کو چرخ دیا کھینچ کر مارا عین پیشانی پر مہر جادو کے ٹراج
پیش آنی تھی وہی پیش آئی ستارہ مہر جادو کا گردش مین تھا سر پھٹ گیا لہرا کر زمین پر گری دھوان
بلند ہوا صدائین مختلف آنے لگین نخل صحرا تھرائے پتے کف افسوس ملتے تھے شاخین سر پیٹنے لگین طائر
نخلستان سے اُڑے صدائین ہیہات دیتے تھے بعد عرصہ دراز صحرا مین روشنی ہوئی آواز بطور رعد کو آئی
مہر و ماہ جادو کے مرنے سے زوال لشکر ہوا ساحر بھاگنے لگے ملازمان اسد نے صدہا کو گرفتار کر لیا
ایک ایک ڈوری مین دس دس کو باندھا مشیران سلطنت رومال سے ہاتھ باندھ کے حاضر خدمت
طلسم کشا ہوئے اسد نے تلوار کو نیام مین کیا فوراً لڑائی موقوف ہوئی رئیسان شہر نے آکر قدمبوسی کی
سب سرداروں نے ملکہ بران شمشیر زن کی بہت تعریف کی اب طرف در بند مہر و ماہ کے جاؤ کر کے
چلے نوبت نقارے بجتے ہوے نقد جواہر نثار ہوتا ہوا بڑی شوکت وشان سے طرف در بند مہر و ماہ
کے سواری اسد کی مثل باد بہاری جاتی ہی عمرو کو بڑی خوشی ہی کہ اب لوح طلسمی ملے گی در بند مہر و ماہ
کا خود اپنی زبان سے پتا دیا تھا وزیران سلطنت سے پوچھتا ہوا جاتا تھا کہ یارو شہنشاہ طلسم ہوش رُبا
نے لوح طلسمی پاس ملکہ مہر و ماہ جادو کے روانہ کی تھی آپ لوگون کو کچھ خبر ہی جو لوح طلسمی کا پتا
بتائیگا دولت دنیا سے نہال ہو جائیگا سلطنت ممالک طلسم ہو خبر پائیگی وزیر امیر جواب دیتے ہین یا سحر
شہنشا اوج عیاری ہمین بالکل اسکا احوال نہین معلوم ہی جو کوئی ایسا جواب دیتا
ہی عمرو کے ہوش اُڑ جاتے ہین دوسرے پوچھتا ہی بھائی تم بتاؤ وہ بھی ایسا ہی
جواب دیتا ہی عمرو قریب ملکہ بہار جادو کے آیا کہا ای ملکہ عالم تم نے سنا لوح کا نشان
نہین ملتا برائے خدا اُسکی جستجو کرو ورنہ غضب ہوگا ہم بڑی کوشش سے جہان تک

پہونچے طلسم صندل پر لڑے کیا کیا معرکے پڑے دربند مہر و ماہ پر کبھی ہم آئے یہان بھی لاکھون کا کھیت ہوا ابھی تک پتا نہین ملتا بہار آگے بڑھی رئیسان شہر سے ملاقات کی ہر ایک سے پوچھا بمحبت یہ کیفیت کہ ما جو لوح طلسمی ہمارے شہریار نے ملک داؤد پیہ پر حاصل کی مقام مرحلۂ نہنگ خونخوار پر مقابلہ بھی بڑا شہزادے نے یکہ و تنہا جاکر اس مکار کو مارا اور دو چار مقابلے اس مقام پر ایسے ہوئے کہ اسکے ذکر سے شہنشاہ کانپتے ہونگے شب کو نیند نہ آتی ہوگی مرشدزادے مصور جادو و صورت نگار کا شہنشاہ اوج عیاری نے یہ نقشہ کیا اس قدر کوڑے مارے میان بی بی پر کوڑا کیا یقین ہے اتبک کھال نہ جمی ہوگی اسی مقام پر افراسیاب نے مکر کیا صرصر کو بھیجا وہ لوح چرالائی خواجہ عمرو بصورت حیرت جادو پاس افراسیاب کے پہونچے خود اسنے اپنی زبان سے کہا کہ مین نے لوح دربند مہر و ماہ پر روانہ کی ہے اسی شمار پر خواجہ عمرو اسد نامدار کو ہمراہ لیکر برسر طلسم صندل ہوپنچے عنایت سے خدا کی اسے فتح کیا اگر یہ خبر مفصل نہ ملتی کسکو دردسر تھا کہ طلسم صندل پر جاتا اب دربند مہر و ماہ پر ہوپنچے فتاح طلسمات عالم نے اس دربند کو بھی مفتوح کرایا مہر و ماہ اپنے غرور مین قتل ہوئین سوائے ذات پروردگار کے کسی کو غرور زیبندہ و سزاوار نہین ہے بس بجائیو طلسم کشا کا ساتھ دو لوح طلسمی کا نشان بتا کہ ہر ایک سردار نامدار نے یہ سنکر سر جھکایا عرض کی اے ملکۂ عالم قسم ہے دین جدید کی ہمین بالکل نہین معلوم ہمارے سامنے لوح طلسمی نہین آئی یا اگر آئی ہوگی خزانہ شہنشاہی سے نشان ملے گا ہم لوگ سب عاشقان جمال اسد ہین حال لوح طلسم سے بالکل نابلد ہین یہ باتین کرتے ہوئے بصد عظم و شان فرحان و شادان داخل قلعہ مہر و ماہ ہوئے دیکھا ملک آباد رعایا دلشاد مقام زرریز زمین حسن خیز عمارتین پختہ بازار کھلے ہوئے دوکاندار وسیع و شری پر تکیے ہوئے جوہری بچے حسین سرخ سبز زرد کیاسی پگڑیان سرون پر گوری گوری صورتین مٹی کی مورتین سونے کے بالے اسمین مروارید بے بہا وہ بالے کانون پر چڑھے ہوئے نام انکے یاقوت جوہری و لالہ بنا لال بعض کا نام لعل چند نفاست پسند لباسہائے فاخرہ زیب جسم جواہرات اعلی و بیش قیمت کے انبار بھی کھائے کھلے ہوئے خرید و فروخت کا بازار گرم ایک جانب دلال بے شرم خریدار سے اڑرہے ہین کبھی دکاندار سے دردانی مانگتے ہین زبان کے جوہری رگ و ریشے مین فراست بھری ہوئی گاہک کو راضی کرین اپنا دامن مدعا بھرین بالائے دوکان کمرے عمدہ اسپر نازنینان مہ جبین مہ جبینان مہر تمکین معشوقان عاشق خصال ابروان خمدار رشک ہلال انگھڑیون مین لگاوٹ کمرون کی سجاوٹ کرسیون پہ جلوہ فرما سازندے حاضر زرد ٹے سارنگی کے بلند سب ساز آئے ہین سازکیے ہوئے سریلی آوازین کمرون پر مجرے ہورہے ہین عاشق تنون کا مجمع تصویر ہائے دلپذیر کا مرقع خوبرویان عالم محو تماشا سواری کے دیکھنے کے مشتاق ملکہ کہ آمد طلسم کشا ہے جو حسن و جمال مین یکتا ہے زیر دوکان گبرٹون

کی دوکانین کنجڑنین حسین شوخ مزاج نازک اندام بھاری لہنگے نینو کے ڈوپٹے اسپر دولائیان پانون مین
صفائیان نارنگیون کی بیچنے والی کولون سے رغبت گوری ساونی صورت شعر سدا اپنے عاشق پہ یون
نعرہ زن ہ کہ لے نارپستان وسیب ذقن ہ کسی پر اشارہ او مورکھ نارنگی جگہہ ہم سے محبت کم رکھ نہین
صدا ہر گنڈیریان پونڈے کی بازار مین ہنگامہ اہالیان شہر دوراستہ جمع سڑکین چھڑکی جاتی ہین سقے آبرودار
وردیان زیب جسم نیک اساس پیروان احکام خضر و الیاس یکایک نقارے پر چوب پڑی آمد لشکر طلسم کشا
ہوئی آگے آگے چوبدار صدائین لگاتے ہوے مصرعہ پڑھتے عمر و دولت قدم بقدم پیدم انکے بعد شتر سوار
سانڈنی سوار بعد اسکے اسباب ماہی و مراتب آگے آگے شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی مرکب
صبا رفتار پر سوار دبدبہ و شوکت ولیاقت وسطوت چہرہ سے اس شیر کے نمایان چہرہ رشک ماہ درخشان
دریاے سلاح مین غوطہ مارے ہوئے پہلو مین شمشیر ہلالی سپر رشک گردہ آفتاب اس سپر فولادی کو دیکھکر
شگفتگی حصول دامن مین پھول نیزہ ہاتھ مین سنان مثل زبان افعی تڑپتی ہوئی ناگن پر قبضہ پھریرہ کھلا ہوا
اس شان وشوکت سے وہ صاحب اقبال گرد سرداران باکمال باغبان قدرت رکاب پر ہاتھ رکھے
ہوئے ایک جانب ملکہ بہار رنگین مزاج ایک جانب رعد و برق ایک جانب برق لامع ایک جانب
ملکہ بران شمشیر زن دختر شہنشاہ کوکب بصد ادب تخت پر ملک اخضر اہتمام سواری کرتا ہوا صندلان
صندلی پوش ایک جانب ملکہ شمیم گلپیرہن عاشق جال اسد صف شکن جاہ و حشم سواری کا دیکھنے
اہالیان شہر واسطے تسلیم کے جھکے اسد دونون ہاتھ سے بخلق و مروت ایک ایک غریب و امیر کو جواب سلام
دیتے ہوئے اس شان وشوکت سے سواری گذری اہالیان شہر نے دعا دی ای پروردگار اس افسر
والاحشم کو بجاہ وجلال واقبال اس شہر کی حکومت کرنا نصیب ہو عدو پامال ہو ہوا خواہان
دولت آباد و شاد رہین دل پر ہمارے انکی محبت کے سکے پڑے ہین زر و جواہر لٹتا ہوا ایک ایک فقیر کو غنی
کردیا دامن مراد ہر ایک سائل کا زر سرخ وسفید سے بھر دیا رئیسان شہر شاہزادے کو لیے ہوے داخل
دارالامارۃ شاہی ہوئے ملک اخضر بصد کروفر سریر جہانبانی پر متمکن ہوا اسد نامدار دنگل زرین پر کرسی
جواہر نگار پر اور خواجہ عمرو نامدار اپنے اپنے عہدون پر سرداران نامی پہلوانان گرامی بعید و قریب آکر
جلوہ فرما ہوئے صحبت عیش کو معطل کیا انجمن مشاورت منعقد ہوئی رئیسان شہر سرداران مہر و ماہ
سب حاضر ہین عمرو نے پکار کر آواز دی ای رئیسان دربند مہر و ماہ ای سرداران عالیجاہ تم سب
صاحبون سے خواہش ہی طلسم کشا کو انتہائی کاہش ہی حال لوح بتاؤ خزانہ دار کو بلاؤ خزانچی فوراً حاضر
ہوا عمرو نے حکم دیا کہ خزانہ کھولو در خزانہ وا ہوا سب طرح کے اسباب نکلنے لگے صندوقچے جواہرات کے

اسباب نفیس گٹھریان پشمینے کی ایک ایک رومال و دوشالہ نایاب جسمین ملک کشمیر کا خراج صرف ہوا صناعان چابکدست نے بنایا اسباب نقرئی طلائی پاکھر بند موتیون کی اسلحہ جواہرنگار تاج ہیکل بجواہر قبضہ ہاے شمشیر بے نظیر اشیاے نادرہ اجناس لطیفہ خزانہ دار نے نکالکر انبار کردیے اسباب معقول سے تھر بھر دیے ہر چند تلاش کیا خزانے مین لوح کو نہ پایا خزانہ دار نے عرض کی حضور کو کس شی کی تلاش ہی غلام کے بزرگ خزانہ دار رہے کل اشیا کی فہرست غلام کے پاس موجود ہی کوئی شی ایسی نہین ہی کہ فہرست سے باہر ہو یا غلام اُسکے راز سے نا ماہر ہو عمرو نے کہا ای خازن مخزن ملک جہر دماہ اے معتبر عالیجاہ لوح طلسمی کی جستجو ہی یہی طلسم کشا کی آرزو ہی اس شہر کی سلطنت کو لوح طلسمی کا پتا دو علاوہ اس خزانے کے کوئی اور بھی ایسا مقام ہی جہان اشیاے نادرہ رکھی جاتی ہون خزانہ دار نے دست بستہ عرض کی ای شہنشاہ اقلیم عیاری ای تاجدار ممالک خنجر گزاری غلامان جانباز کی مجال ہی کہ خلاف حکم شہنشاہی زبان ہلائین آپ کے سامنے راز چھپائین ہمنے آج تک لوح طلسم ہوش رُبا کا نام نہین سُنا نہ ہماری شاہزادیان جہر دماہ جادو وہان گئین نہ کبھی افراسیاب نے اس طرح کے مضمون کا نامہ لکھا کہ جسمین ذکر لوح ہوتا غلام یہان کا رازدار ہی خزانہ دار نے جو یہ تصریح سامنے عمرو کے بیان کی اب رنگ روے عمرو متغیر ہوا اس خیال مین کہ راہ پُر بلا کو کس مصیبت سے جھیلا طلسم صندل پر جاکر سرفروشی کی قتل صندل جادو کی صورت غیب سے پیدا ہوئی انگشتر عجائب نے دستگیری کی کیسی قیامت کی لڑائی پڑی کس کو امید تھی کہ تا دربند جہر وماہ پہونچین گے یہان بھی آکر گوہر مراد نہ حاصل ہوا ان خیالات مین قریب تھا کہ عمرو شدت بیقراری سے بیہوش ہو جاے آہ کا نعرہ کرکے زمین مین گرا ایڑیان رگڑنے لگا بہار روباغبان وبران اپنے مقام سے اُٹھے تسکین دینے لگے کہا خواجہ آپ ہمیشہ ہمکو سمجھاتے ہین آپ اسقدر گھبراتے ہین خضر راہبر منزل مقصد پر پہونچائیگا انشاء اللہ تعالی گوہر مراد ہاتھ آئیگا صورت فتح طلسم ہوشربا کی پیدا ہوگی صاف صاف کتابون مین لکھا ہی کہ اسد نامدار طلسم ہوش رُبا کا فتاح ہی عجائب وغرائب طلسمات کا سیاح ہی افراسیاب کا قاتل بہادر کامل عمر طلسم ہوشربا تمام ہو چکی ہی لیکن وقت پر موقوف ہی آپ اگر اسقدر گھبرائینگے اہالیان لشکر پراگندہ ہو جائینگے لشکر کا تھمنا جمنا دشوار ہوگا ایک دن مین افراسیاب زمین وآسمان ہلا دیگا آپ کو مناسب ہی کہ بہ تدبیر معقول بہ صلاح شایستہ اس مقدمات مین کلام کیجیے ایک راے قرار پاوے اُسپر کاربند ہوجیے غیب سے مدد ہوگی چشم زدن مین یہ بلا رد ہوگی چونکہ باغبان قدرت فصیح وبلیغ عقیل وفہیم داناے روزگار وزیر اعظم افراسیاب ناہنجار ہی اس طریقہ سے اُسنے خواجہ کو سمجھایا عمرو کے بھی ذہن مین آیا کہ گھبرانے سے کیا ہوگا ایسا نہو میرے پریشان ہونے سے اسد نوجوان صاحب قران گیتی ستان

گھبرا جاے خدانخواستہ اپنے کو ہلاک کرے یا یکہ و تنہا کسی جانب نکل جاے صف شکن تیغ زن ہی لشکر افراسیاب سے لڑے اس ملک مین ساحرون کا جنگل ہی مکار غدار افراسیاب کو آٹھ پہر یہی فکر ہی جس طرح بنے اسد کو قتل کرون یہ سرگردہ لشکر ہی خدانخواستہ اُسپر کوئی افتاد پڑے اسی کے نام سے فتاحی نکلی ہو اگر صاحبقران بھی آئینگے طلسم فتح نہوگا افراسیاب یہان سے تا کوہ عقیق آفتین برپا کریگا میدان لاشون سے بھر دیگا اس شیردل کے نام سے خوف غالب ہو ایسے ایسے امورات دل مین سوچ عمر کرسی پر آکر بیٹھا کہا اے باغبان وای حافظین دربار مجھے لوح کا افسوس نہین ہی اسوقت اپنے آقاے نامدار کو یاد کیا وہ میرا بچپن کا معشوق ہی میرا آقاے نامدار قدرشناس فلک اساس اُسکی جدائی شاق ہو دیدۂ دل نظارۂ جمال کا مشتاق ہو اس خیال نے پریشان کیا آئینہ تصویر مین صورت اپنے آقا کی دیکھ رہا تھا انشاء اللہ بحول قوت الٰہی و بہ تائید فیض نامتناہی اگر افراسیاب لوح کو بالاے آسمان لے جائیگا مثل دعاے مظلومان بالصورت ہوا اپنے کو تا بہ فلک اول پہونچاؤنگا لوح تلاش کرکے لاؤنگا اگر تحت الثریٰ مین اس تحفۂ نایاب کو لیجائیگا عنایت سے پروردگار کے مثل قطرۂ آب جذب ہو جاؤنگا لوح کو لاؤنگا مجھے اسکا تردد نہین ہی افراسیاب نے باتون مین مجھکو دھوکا دیا یہ خلاف کہا کہ لوح کو دو بند مہر و ماہ پر بھیجا اب صلاح معقول مناسب ہی غالب ہی کہ گوہر مراد دستیاب ہو اب سب صاحبون کی جو صلاح قرار پائے اُس جانب لشکرکشی کرین باغبان نے کہا ایک بات ہمکو بتلائیے ہم گم کردگان وادی حیرت ہین آوارۂ دشت غربت مین آپ لوگون کے یہان کا کیا طریقہ ہی جب کوئی شی گم ہو جاتی ہی اور اسکا پتا نہین ملتا تو آپ لوگ کیونکر دریافت کرتے ہین اسکا حال مفصل فرمائیے تو ہم کچھ عرض کرین عمر نے کہا اے وزیر اعظم اے صاحب شوکت و حشم ہمارا مذہب مثل آفتاب عالمتاب روشن ہی جب کسی امر غیب پر دست اندازی ہوتی ہی اور پتہ نہین ملتا اسوقت عبادتخانہ آراستہ ہوکر صاحب مدعا بخضوع و خشوع اپنے رب کریم سے رجوع کرتا ہی صاحب مطلب کو بشارت ہوتی ہی اکثر بزرگان دین عالم خواب مین تشریف لاتے ہین اس مطیع کی بزرگ رہبری فرماتے ہین اکثر صاحبقران زمان کو مقدمہ مطلبات مین مکتوب ملے اگر بشارت ہی صحیح و صادق ہو اگر مکتوب ملا تو اسکے انجام کی امید واثق ہی اسی ہدایت پر دست حق پرست صاحبقران سے صدہا طلسمات فتح ہوئے باغبان قدرت نے یہ سنکر جواب دیا بس آج تک بموجب اپنے مذہب بزرگ کے سراسر خلاف کیا اب اُسکے کاربند ہو جیسے اس سے بہتر کیا بات ہی آپ کے مذہب کی ظاہر کرامات ہی ہم لوگ طرف لشکر کے چلین اسد نامدار مصروف عبادت ہون یہی مدعاے دلی بخضوع و خشوع اپنے خالق بے نیاز سے

عرض کرین کہ اے معبود حقیقی واے رب تحقیقی اپنی رحیمی سے ظاہر فرما کہ لوح طلسم ہوشربا افراسیاب
جادو نے کہان رکھی کسکے پاس ہے لفظاً لفظاً اپنے پیدا کرنے والے سے عرض کرین دامن مدعا گوہر مراد
سے بھرین امید واثق ہے کہ مقدمہ مخفی ظاہر ہو عنایت سے پروردگار کے اب یہان بھی لشکر بزرگ
جمع ہوگیا اخضر ایسا شاہ ہمراہ ہے جس مقام کا پتہ ملیگا یہ اس سرحد کے رائردار ہین ہم اس اقلیم مین بیکار
ہین کبھی اس طرف گذر نہین ہوا یہان سے تا طلسم صندل آپ کی عملداری ہے سب خیر خواہان دولت
ہین ساحران زبردست ساتھ دینگے جس مقام کا پتہ ملیگا بخیر و خوبی پہونچا دینگے یہ رائے باغبان قدرت
کی سب کو پسند آئی لیکن عمرو نے کہا ہم لوگون کو ٹھہرنا مناسب ہے کہ ثابت ہو غیب سے اسد نامدار کو کیا
حکم ملا بہار وغیرہ نے جواب دیا ہم لوگون کا یہان ٹھہرنا بہتر نہین ہے لشکر مین سوائے ملکہ مہرخ کے کون ایسا
سردار ہے کہ بار لشکر افراسیاب اُٹھا سکے یا حیرت سے آنکھ ملا سکے ایسا نہو کوئی ساحر آیا ہو دباؤ
ڈالا ہو خدا نخواستہ ملکہ مہرخ کو شکست حاصل ہو ڈیرا و چھوٹ جائے پھر اس مقام پر لشکر کا لانا
بارگاہون کا استادہ کرانا دشوار ہوگا بعد شکست ترتیب لشکر مشکل ہے حیرت جادو انتظام مین کامل
ہے اب ہم لوگون کی یہان ضرورت نہین اخضر نے بھی دست بستہ عرض کی حضور آپ طلسم کشا سے
مطمئن رہین غلام کسی حال مین دامن دولت طلسم کشا نہ چھوڑیگا جہان تشریف لیجا ئینگے مع لشکر ہمراہ
جاؤنگا سرداران نامی کو مع خواجہ عمرو ان کلمات اخضر نامدار پر اطمینان ہوا یہی صلاح قرار پائی
کہ ہم لوگ تو فوراً طرف لشکر اسلام کے روانہ ہو جائین اپنے کو بہ تعجیل لشکر ملکہ مہرخ مین پہونچائین اے
ملک اخضر تم برائے اسد نامدار عبادت خانہ آراستہ کر دیہ دعا مین مصروف ہون دل وجان سے
شاہزادے کی حفاظت کرنا ہمین تمھاری ذات سے سب طرح کا یقین ہے پروردگار انجام بخیر کرے مقام
لوح دستیاب ہو یہ برائے حصول لوح جائین تم ترتیب لشکر کرنا لیکن ایک نامہ مندرجہ بحالات خیریت
بسمات معرفت طائر سحر ہمکو بھی روانہ کرنا اخضر نے بدل و جان قبول کیا ملکہ بہار نے ایک تخت سحر
تیار کیا لیکن عمرو نے کہا ملکہ مہرخ گھبرا رہی ہونگی ہم تم کل روانہ ہونگے ایک نامہ مندرجہ بخیر و خوبی
طرف ملکہ مہرخ کے روانہ کر دو انشاء اللہ ہم تم بھی پہونچ جائینگے یہ رائے سبکو پسند آئی بہار نے اپنے
ہاتھ سے ایک نامہ لکھا تمام کیفیت فتح طلسم صندل و قتل مہر و ماہ جادو و تدبیر حصول لوح اسمین مندرج
کیا یہ بھی لکھدیا ہم لوگ فلان فلان سردار فلان راستے سے حاضر خدمت ہوتے ہین تردد کو راہ
نہ دیجیےگا یہ نامہ ایک ملازم اخضر کو دیا کہ وہ نہایت تیز رو تھا فوراً نامہ لیکر طرف لشکر اسلام
کے روانہ ہوا اس نامہ دار کا احوال وقت پر تحریر ہوگا اب ملکہ بہار و رعد و برق برق لامع

ہمراہ

و ملکہ بہاران شمشیرزن و باغبان قدرت و خواجہ عمرو بن امیۂ نامدار تخت سحر پر سوار ہو کر طرف لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ کے روانہ ہوتے ہین انکا حال بھی ظاہر ہوگا اسد نامدار نے ملک خضر کو حکم دیا کہ ایک عبادتخانہ آراستہ ہو ملک اخضر نے ایک مکان طیب و طاہر بخورات سے آراستہ کیا سجادہ واسطے اسد غازی کے بچھایا اسد غازی بہ خواہش حصول لوح مصروف عبادت ہوتے ہین انشاء اللہ اس داستان شوکت بیان کو بہ کیفیت تمام تحریر کیا جائیگا عجب داستان حیرت بیان ہے جسوقت ناظرین ملاحظہ فرماوینگے حظ وافر اٹھائینگے

دو کلمۂ داستان شوکت بیان لشکر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران و لشکر لقا روانہ کرنا افراسیاب کا بہمن جادو کو برائے مدد مہرو شاہ باختری ساقی نامہ بطور ترکیب بند

ساقی مئے سرخ رائگان ہے
خم بھر دے کہ چشم خونفشان ہے

لبریز ہوا ہے کاسۂ عمر
کیا دور بلائے ناگہان ہے

جام مئے عشق سے چھکا ہون
یہ زہر کشندہ نوش جان ہے

ابھار گی آ گئی خموشی
بدمستی شوق سرگران ہے

اُٹھے بھی نہ تھے کہ گر پڑے ہم
کیا لغزش پا زمان زمان ہے

کس پردہ نشین نے تیز دیکھا
اس جوش پہ راز دل نہان ہے

یون غور سے پند گو کی باتین
سُننے کا مرے سبب عیان ہے

یعنی دے جان گر کرون مین
جس بات مین جان کا زیان ہے

چپ رہنے کا ماجرا نہ پوچھو
کب حرف یہ لائق بیان ہے

اے ہمدم جان نواز مجھسے
کیا دل کی کہون مین دل کہان ہے

اُن شوخ چنان ربود از من
گوئی کہ دلم نبود از من

یون چھوڑ مجھے چلا گیا دل
ہے اُس سے زیادہ بیوفا دل

دلدار کے کھینچنے پڑے ناز
افسوس کہ میرے پاس تھا دل

یہ دشمن جان تمہین مبارک
لینے نہین میرے کام کا دل

کیون دعوے دلربائی اتنا
مائل ادھر آپ ہی ہوا دل

دیتا ہون دم ایسے فتنہ گر پہ
انصاف سے دیکھنا مرا دل

اُس چشم نے کر دیا خراب آخر
کیسی مری جان پر بن آئی
گھونٹے ہی کوئی گلے کو ہر دم
اے محرم راز کیا کہوں مین
اے مونس غمگسار ہر دم

تھا ورنہ بہت ہی پارسا دل
اللہ کمر آ گیا ہی کیا دل
کیا بات کرون کہ ہی خفا دل
بس آفت جان سے لگا دل
کیا پوچھے ہی کیونکر لیگیا دل

آن شوخ چنان ربود از من
گوئی کہ دلم نبود از من

چہرہ داستان نغمہ زبان دیندار و مجاہدان تہور شعار و دلاوران صف شکن سرفروشان شمشیر زن
حالات جلادت آیات جنگ صاحبقران بصد عظم و شان یون تحریر فرماتے ہین نیز ظم

نویسندگان سخن پروران	بہ تسطیر اوراق این داستان	مضامین رنگین بہم کردہ اند	سطور عبارت بدیع رقم کردہ اند

زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالی شان بارگاہ سلیمانی مین جلوہ فرما ہین تمام نغمہ زبان دیندار و مجاہدان تہور شعار و پہلوانان عالی وقار و فرزندان نامدار اپنے اپنے مقام پر متمکن ہین کرسی ہمہ پر جواہر بن عمرو عہدہ افسری پر بیٹھا ہی عیاران خنجر گذار و مکاران نامدار خشت ہاے زرین پر شاہ فرماتے ہین عرصہ دراز ہوا کہ لقانے طبل جنگی نہین بجوایا صاحبقران نے ہان نے جواہر بن عمرو سے پوچھا ای جہت دالا گہر ای نور نگاہ خواجہ عمرو کیا سبب ہی کہ لقانے طبل جنگی نہین بجوایا غالباً کوئی ساحر طلسم ہوشربا سے فی الحال نہین آیا اسکو مفصل دریافت کرو جواہر نے عرض کی ابھی غلام کو خبر ملی ہی کہ لقانے نامہ طرف افراسیاب جادو کے روانہ کیا ایک ساحر جواب لے کر آیا تھا اُسمین یہ مرقوم تھا کہ یا خداوند رحم فرمائیے طلسم برباد ہوا جاتا ہی طلسم کشا لوح کی فکر مین ہی اکثر مقامات معقول فتح کیے تقدیر برجستہ کیجیے غلام کو تسکین دیجیے ایسا نہو طلسم کشا لوح پا جاے پھر طلسم ہوش رُبا نہ بچے گا اب تو غلام نے بہمن جادو کو مع ساٹھ ہزار ساحران غدار کے براے مدد حضور روانہ کیا ہی غلام بھی حاضر خدمت ہوگا ایک دن مین کل مسلمانون کو قتل کرکے قدرت کو بالاے قیطول پہونچائیگا ہمیشہ خدمت مین حاضر رہیگا اگر بہمن پر کوئی افتاد پڑے یا غدر کرے قدرت اُسکو بھی بہشت مین بھیج دین یہ بندۂ حقیر خود حاضر خدمت فیض درجت ہوکر ایک چشم زدن مین مسلمانون کو غارت کر دیگا قدرت کو بالاے قیطول خود پہونچا دیگا مشیر قدرت لقب پائیگا حضور یہ نامہ پڑھکر لقا بہت خوش ہوا صبح و شام مین بہمن جادو آیا چاہتا ہی مگر یہ بھی مرقوم تھا کہ بہمن جادو عیش پسند عیش کرتا ہوا آتا ہی عرصہ دراز مین پہونچے گا اس ہفتہ عشرہ مین تو نہین آتا ادھر سلیمان

عنبر بن ہوے کوہی کا عزیز پہلوان سمندر کوہی بڑے جوش مین آتا ہوا اپنی جرأت پر ناز ہو اُسنے بھی سلیمان کو لکھا ہی کہ حضور مین آکر فرزندان حمزہ سے مقابلہ کرونگا فرزندان حمزہ نے بڑے نام پیدا کیے ہین جو اُنکو زیر وزبر کریگا پہلوانان عالم مین بڑا نام ہوگا ہفتہ عشرہ مین وہ پہونچیگا ایک ہفتہ جنگ موقوف ہی کوہستان سے پہلوان ہوشربا سے ساحر جب آلینگے تب طبل جنگی بجے گا یہ سُنکر صاحبقران خاموش ہوے راوی شیرین کلام نے اس داستان شوکت بیان کو بعد کیفیت یون تحریر فرمایا ہی کہ صاحبقران زمان نے تیسرے پہر آکر دربار کیا یکایک چھ لکہ ہاے ابر آسمان پر آئے بوندیان پڑنے لگین ہواے سرد چلی صاحبقران زمان کو عرصہ دراز گذرا معلمات لڑائی سے نہین ملتی ابر کو جو ملاحظہ فرمایا ہواے شکار ہوئی حکم ہوا خاقان ابن الخاقان بہرام گرد بن خاقان چین ہمارے یار قدیم رفیق ندیم کو بلاؤ جب بہرام حاضر خدمت ہوا صاحبقران نے فرمایا اے یار وفادار اے مونس وغمگسار راہ جہاد دین اسلام مین عیش و آرام بالکل ترک ہوا لیکن ہزار ہزار شکر ہی اُس بے نیاز کا کہ اُسنے مجھ مور ضعیف کو مرتبۂ سلیمانی عطا فرمایا رتبہ اعلیٰ پر پہونچایا دیندار مجاہد مشہور ہوا اہل اسلام کا سردار ہوا باطل پرستون پر بلا نازل ہوئی لقا ایسا مغرور چھپا پھرتا ہی جان بچاتا ہی سلیمان عنبر بن ہوے کوہی ایسا دیو خصال مقابلے مین نہین آتا ہی حیلے حوالے مین بچیا جان بچاتے ہین آج فراق مین اپنے یار وفادار عمرو نامدار کے دل بیقرار ہی جذبۂ محبت کھینچتا ہی کہ پر پرواز پیدا کرون اپنے کو تا بہ طلسم ہوشربا پہونچاؤن اپنے دوست صادق کو دیکھون صحبت عیش مہیا ہو اُسکی باتون کے کان مشتاق ہین لیکن مجبور رہنا چاہئے کیسا پر شکستہ ہون چمن باغ فرحت دور ہی بے پری کا قصور ہی راہ مین دربند طلسم حائل ہین لقا نے دانتون سے زمین پکڑی ہی اگر یہ بچیا شکست کھا کر بھاگے اُس حوالی مین جاے مین بھی تعاقب کرون دربند دن پر لڑائی پڑے جان مٹاؤن جس طرح بنے سرحد ہوشربا مین جاؤن لیکن امر بیست مشکل کار بیست دشوار دیکھین کسدن فلک پردم ہجر اُٹھاتا ہی ہمکو ہمارے یار جانی سے ملاتا ہی نہین معلوم وہ بھی کس مصیبت مین ہی کہ ہمکو فراموش کیا یقین ہی وہ بھی ہمارے واسطے تڑپتا ہوگا میرے فرزند بدیع الزمان کی رہائی کی فکر کرتا ہوگا لیکن پنجہ تقابض نہین ہوتا ورنہ وہ ضرور آتا اپنے کو ہم تک پہونچاتا اے برادر بجان برابر براے دفع ملال خاطر سامان شکار مہیا کرو دو چار دن چلکر شکار کھیلین دل بہلائین بہرام نے عرض کی منت بجان دارم جس وقت حضور محلات معلی سے برآمد ہونگے کل سامان شکار حاضر رہیگا غلام بھی ہمراہ رکاب بسعادت انتساب چلے گا یہ سنکر بادشاہ جمجاہ نے عرض کی اے جد عالی جاہ میری کیا مجال کہ راے اقدس مین دخل دون لیکن ملک پر آشوب آپ کے نام کے سبب

باطل پرست دشمن ہر منزل پر رہزن موجود ہین ایسا نہو ذات حضور پر کچھ چشم زخم پہونچے لشکر مین پشیمانی حاصل ہوگی سرداروں کو کیونکر تسکین دل ہوگی یا تو تشریف نہ لیجائیے یا لندھور بن سعدان بادشاہ کل ہندوستان کو اپنے ساتھ لیجیے حفاظت ضرور ہی انتظام نہ کرنا عقل کا قصور ہی صاحبقران نے مسکراکر فرمایا ای شہنشاہ گیتی ستان نبیرۂ نوشیروان خدا آپ کو سلامت رکھے بات آپ نے معقول فرمائی لیکن کیا خوف ہی حافظ حقیقی مالک تحقیقی ہر مقام پر ساتھ ہی اسکا دامن قدرت ہمارا ہاتھ ہی ہر مقام پر بچا ئیگا جو نوشتۂ پیشانی ہی پیش آئیگا جو ہونے والا ہی ضرور ہوگا بس فکر بیکار ہی بندہ مجبور ونا چار ہی پیدا کرنے والا مالک ومختار اب مین زبان سے کہ چکا بموجب ارشاد یہ حفاظت کریگا بعد ایک شب کے چلا آؤنگا واسطے اپنے دوست صادق کے بہت دل گھبراتا ہی خدا نخواستہ آجکل عمرو کسی بلا مین مبتلا ہی خود بخود دل پریشان ہی کسکو بھیجون کون جا کر میرے دوست کی خبر لائے قلب ناصبور اطمینان پاے واللہ اسقدر مجھکو عمرو کی یاد ہی کہ راتمین اختر شماری مین دن بیقراری مین گذرتا ہی حال دل کس سے کہون ہر وقت اُسکی یاد ہی قلب بانگ فریاد ہو نظم

غم ز ایام جوانی یادگارے ماندہ است	نشۂ می شد بدرون لیکن خمارے ماندہ است
حسن جای عشق میگیرد کہ بعد از کوہکن	نقش شیرین را بہ بین در کوہسارے ماندہ است
مغتنم دان در قفس مرغ دلم را چند روز	ورنہ بر بالش ز چندین دام تارے ماندہ است
آہوے چشمش بہ پہلو وار داز دنبالہ پُر	آنکہ زخمی نیست از دستش شکارے ماندہ است
ذرہ ہم از عشق نادر دل بود غافل مباش	شعلہ روزی میکشد سر گر شرارے ماندہ است
عشق ادنگذاشت ای ناصح بمن ہیچ اختیار	اختیارم گریۂ بے اختیارے ماندہ است
رحم کن بہر خدا بر غربت سودا کہ او	در دیار دور از خویش و تبارے ماندہ است

اس بیان پر صاحبقران کے فرزندان عمرو بیقرار ہو کر رو دیے جواہر بن عمرو نے عرض کی ای آقای نامدار ای قدردان ذیوقار بھائی چالاک بن عمرو و بصد کروفر لڑتے ہوے ہوشربا مین پہونچے ماشاء اللہ کیا کمال ہی کیا جاہ وجلال ہی خود افراسیاب اپنے ساتھ لیگیا کئی مقام پر اُسکو چیٹ پٹ بیہوش کیا لیکن وہ ایسا سخت جان تھا قتل نہ کر سکے مگر منزل مقصد پر پہونچے اگر غلام کو حکم ملے غلام بھی اپنے کو خدمت مین والد نامدار کے پہونچائے اگر بن پڑے تو خبر خیر وعافیت لیکر آئے یا حکم ہو حضور کے جان نثار کون راہ دور دراز ہی ساحران دربند کو اپنی حفاظت پر ناز ہی ایسا ویسا ساحر بھی نہین جا سکتا غیر ساحر کی کیا حقیقت ہی مگر اقبال شاہنشاہی ہمراہ ہوگا ضرور اپنے کو پہونچاؤنگا گلباد عراقی ومہتر سماک بلطاقی ومہتر ابوالفتح اصفہانی و عمران خطائی وسیارہ بن عمرو ومہتر شعبان

خنجر گذار وغیرہ بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر بصد کرّ و فر سامنے صاحبقران کے عرض کرنے لگے اے شہریار بسم اللہ حضور حکم دین ہم اپنے بزرگ کے نائب کے ساتھ ہو کر ہمراہ جائین خدا چاہے تو آفتین برپا کر دین تختۂ افراسیاب اُلٹ دین صاحبقران مہربان نے دیکھا محبت مین عمرو کے سب بیقرار ہین صاحبقران نے ایک ایک کو گلے سے لگایا بہ محبت فرمایا اے عیاران لشکر اسلام داے طراران نیک انجام سخدا مین تمکو ایسا ہی جانتا ہون بخوبی سب صاحبون کے رتبے کو پہچانتا ہون لیکن ایسے مقام خوفناک کے جانے کی رخصت دون ایسے خیر خواہان دولت کو اپنے ہاتھ سے ضایع کرون انشاء اللہ ہم خود اپنے یار وفا دار کی ملاقات کو چلین گے تم سب صاحب لڑتے بھڑتے عیاریان کرتے ہوئے ہمارے ہمراہ چلنا سبھون نے سر جھکا لیے خون جگر پیکر رہگئے مالک کے سامنے کچھ نہ کہ سکے صاحبقران نامدار نے جاکر آرام فرمایا آفتاب عالمتاب دشت فلک مین شکار کرکے خیمۂ مغرب مین داخل ہوا ہنر برائے تاباں برائے سیر صحراے آسمان اول پر مصروف گشت ہوا منور و روشن کوہ و دشت ہوا جب لیلی شب نے نقاب چہرۂ انور سے اٹھائی عروس سحر نے صورت پرنور دکھائی صاحبقران زمان بیدار ہوئے مقبل وفادار غلام صاحبقران بصد عظم و شان مع اسباب شکار در دولت شاہنشاہی پر حاضر ہوا صاحبقران نماز سے فراغت حاصل کرکے برآمد ہوئے بہرام نے سلام کیا اشقر دیوزاد کو لیکر دیوانہ بن تنندش حاضر ہوا صاحبقران نے خانہ زین کو مثل خانۂ آفتاب روشن فرمایا برائے شکار بسمت دشت پُربہار روانہ ہوے ستارۂ سحری چمکا بہلے قراول آگے بڑھے جانور شکاری چھوٹے نظم

وہ چھٹے باز و شاہین چنگل کشا
کریں طائر وہم کو بھی شکار
وہ کتون کی تھیکین جو ہرنیا لی جواب

وہ بلنے لگے طائران ہوا
طرارے بھرے وہ کہ باکر و فر
دل شیر ہو جنگلی دہشت سے آب

وہ سب تیز رو تیز پر بردبار
تڑپنے لگے دشت کے جانور
طائران ہوائی شکار ہوئے

ارابے بھر گئے صاحبقران تیر و کمان ہاتھ مین خود بدولت و اقبال شکار مین مصروف ہین استادان سخن نے فرمایا ہے بہر دن رہتے تک صاحبقران نے اس دشت مین شکار کیا ایک مقام پر ایک صحراے سبزہ زار ملا بہرام نے عرض کی یہ مقام لائق شب کے رہنے کے ہے ارشاد فیض بنیاد ہو خیمہ استادہ کرین ملازمان شاہنشاہی اُترین صاحبقران کو بھی وہ مقام بہت پسند آیا صحراے سبز و شاداب ہر گل بوٹہ نایاب نخل موزون جھیلین موج مار رہی ہین طائران صحرا بزبان بے زبانی تعریف ایزد ہنان مین مصروف طاؤس جا بجا رقصان صنعت باغبان قضا و قدر عیان دور تک کوڑیالا کھلا ہوا بھینی بھینی بو آتی ہے نہرون کو دیکھکر طبیعت لہراتی ہے پھولون کی مہک غنچون کی چٹک طائرون کی زمزمہ سرائی گل خود رو

کی زیبائی صحرا پاک و شفاف کانٹون سے وہ دشت پر فضا بالکل صاف جوانان چمن اکڑ رہے ہین نرگس شہلا کا جوانان چمن سے آنکھین لڑانا غنچون کا مسکرانا پھول پھولے ہوے جامہ مین نہین سماتے فاختہ قلندر مشرب دلق خاکستری زیب جسم مصروف حق سرہ قمری کی بر سر سرو صداے کو کو لفظ کو کو سے ثابت ہی چمن پیراے ازل کی جستجو ہی اسی وجہ سے زبان پر لفظ کو کو جاری ہی بظاہر یہ خوشنود طوق اطاعت بہ گلو اُسی گل کی جویا ہی فن عشق مین یکتا ہی بلبل نواسنج پہلوے گل مین بیرنج پھولی ہوئی بیٹھی ہی صفت اپنے معشوق کی کر رہی ہی مطلع مصنف کے وجد مین پڑھ رہی ہی مطلع

سُنائی باغ مین سوسن نے گفتگو تیری
آج بلا اہٹ رہا ہی خوش ہی بلبل باغ مین

دیگر

چٹک گیا کہین غنچہ جو آئی بو تیری
شاخہاے گل شاقی ہین زرگل باغ مین

کس منہ سے کہتی ہی کہ مین ہون آشناے گل
دیکھا طلسم اس چمن روزگار کا
آنکھون سے دیکھو تو ستم روزگار کو
بلبل اسیر ہو تو کرون چاک پیرہن
اے عندلیب کیا نفس چند کی بہار
ٹھہرا اگر قدم بھی تو آغوش باغ مین
فصل بہار و وقت خزان دونون ساتھ ہین
کہتی تھی عندلیب کہ وہ تیرہ بخت ہین
ارباب ضبط کے نہین کھلتے لب سوال
اے رنج ہجر یار کہین ڈھونڈھ لے مکان
اس ضبط عندلیب کے قربان جائیے

بلبل زبان سے یہ بھی نہ نکلا کہ ہاے گل
بلبل کے بدلے زاغ ہین کانٹے بجاے گل
کچھ پوچھنا ضرور نہین ماجراے گل
ہم خوب جانتے ہین یہ تھا مدعاے گل
دو دن کے بعد پھر ہی وہی ہاے ہاے گل
افسوس دیکھنے بھی نہ پائے بقاے گل
وہ ابتداے گل ہی تو یہ انتہاے گل
راحت کہان اُٹھا نہ سکے ہم جفاے گل
اپنا ہی خون دل ہی چمن مین غذاے گل
رہتی ہی عندلیب کے دل مین ہواے گل
لائی زبان پر نہ کبھی شکوہ ہاے گل

صاحبقران کو سرور تازہ فرحت بے اندازہ حاصل ہوئی اُسی مقام پر فروکش ہوئے خیمے استاد ہو گئے دربار گاہ پر دنگل زرین بچھا یا صاحبقران اُس پر جلوہ فرما ہوئے پہلو مین بہرام گرد بن خاقان چین پشت پر سر خیل وفاداران مقبل وفادار غلام صاحبقران ناہرا مسلح و مکمل رومال ہاتھ مین مگس رانی مین مصروف صاحبقران سیر صحرا دیکھ رہے ہین صنعت باغبان ازل پر ناز صفت رب اکبر آغاز فرماتے ہین باغبان حقیقی نے کیا کیا گل کھلائے سبحان اللہ ہر گل بوٹے سے اُسکی قدرت آشکار ہی ستار و غفار ہی انسان ضعیف البنیان کی کیا حقیقت کہ صفت اُس کریم کارساز کی بیان

کرسکے بہرام گرد دیکھ رہا ہی کہ صاحبقران زمان وصف مین پروردگار کے زبان معجز بیان سے گلریزی
کر رہے ہین دم اسکی صنعت کا بھر رہے ہین بیان پر صاحبقران کے وجد کرتا ہی عرض کرتا ہی حقیقت
مین آپ افصح الفصحا ہین علم کلام مین بھی یکتا ہین یہ باتین ہو رہی تھین کہ آسمان سے لگکے ابر سیاہ پیدا ہوا
رعد کی گرج برق کی چمک بوندیان پڑتی ہوئین وہ ابر آکر شق ہوا صاحبقران زمان نے دیکھا تخت
پر ایک ساحر غدار بلاے روزگار تاج زرین سر پر اسباب سحر ذات پر آراستہ دریاے سحر مین ڈوبا ہوا
سیاہ فام کریہ منظر خوک پیکر مغرور متکبر پشت پر ساتھ ہزار ساحران سیاہ رو تیرہ درون مرکب ہاے سحر پر سوار
بارگاہین اژدہا ہاے آتش فشان پر لدی ہوئین اس زور و شور سے وہ بجیا بھی آکر اسی مقام پر اترا
صاحبقران زمان نے ہرکارون کو حکم دیا دیکھو یہ کون ہی کہان جاتا ہی کہان سے آیا ہی جواسیسان
اسلام روانہ ہوئے ناظرین پر واضح ہوا فراسیاب خانہ خراب نے بہمن جادو کو براے مدد لقا
روانہ کیا تھا اسوقت آکر یہان پہونچا ہی اُسکی نگاہ لشکر صاحبقران پر پڑی ایک ساحر سے کہا دیکھو تو اس
صحرا مین کون اترا ہی ادھر سے ساحر چلا ہرکارون نے صاحبقران کے جا کر احوال دریافت کیا چشم زدن
مین واپس آئے عرض کی اے شہریار بہمن جادو فرستادہ افراسیاب بدخو براے مقابلہ لشکر حضور جاتا ہی
صحراے سبزہ زار دیکھکر اترپڑا صاحبقران نے فرمایا اے بہرام رات ہی کو یہان سے کوچ کرنا مناسب
ہی ایسا نہو یہ ہم سے پیشتر جا پہونچے طبل جنگی بجواکر فساد برپا کرے بہرام نے عرض کی بہت بہتر ہی شب ہی
کو سامان سفر تیار ہو جائیگا انشاء اللہ یہ نہ پہونچنے پائیگا کہ حضور کا داخلہ لشکر ظفر اثر مین ہو جائیگا
صاحبقران یہ باتین بہرام سے کر رہے ہین بہرام نے کارگزارون کو حکم دیا بارگاہین ارابون پر
لد جائین جب زلف لیلی شب کمر سے گذرے نقارہ کوچ کا ہو نماز سحر جا کر اپنے لشکر مین پڑھین
منتظمان لشکر ظفر اثر نے جواب دیا انشاء اللہ یہی تدبیر ہوگی صاحبقران یہ باتین کرتے تھے کہ ایک
ساحر سامنے آیا شوکت و دبدبہ دیکھکر براے تسلیم خم ہوا عرض کی ہمارا افسر بہمن جادو آپکا نام
دریافت کرنا چاہتا ہی صاحبقران نے بے تکلف فرمایا جا کر کہدو عبد ذلیل رب جلیل صاحبقران
داماد نوشیروان سرکوب زمردشاہ باختری بہم زن لشکر کافران غازی مجاہد براے شکار اس
صحراے سبزہ زار مین آئے ہین یہ سنکر وہ جادوگر تھراتا ہوا لشکر سے صاحبقران کے نکلا سامنے
بہمن جادو کے آیا مگر لرزان ترسان رنگ رو متغیر بہمن نے پوچھا کیون گھبراتا ہی عرض کی اے
شہریار مین نے بڑے بڑے بادشاہان عالی وقار کو دیکھا مگر یہ رعب و دبدبہ جلالت و شوکت نگاہ سے نہین
گذری صاحبقران زمان جنکا نواسہ طلسم ہوشربا مین گیا ہی طلسم کو درہم و برہم کر دیا ہی یہ وہی

شیر ہین آپ کا نام بھی انکو دریافت ہوچکا ہر کارہ آکے خبر لے گیا چہرے سے اُنکے ظاہر ہی کہ آپ کے آنے سے کچھ اُنکو تردد نہین ہوا اطمینان مجھسے باتین کین اپنی زبان سے فرمایا کہ میرا سرکوب زہرہ وشاہ باختری لقب ہی لقاے بے ادب ہر دم یکتائی کا بھرتا ہی خدا بنکر بیٹھا ہی حضور مین نے خوف سے جواب نہین دیا یہ سُنکر بہمن جادو قہقہہ مارکر ہنسا کہا صاحبو کیا قدرت خداوند لقا ہی اس جوان کو میرے شکار کے واسطے بھیجا ہی مین حیران تھا کہ قدرت کے دربار مین کیا تحفہ لیکر جاؤنگا نظر مین سواے سر کے کیا پیشکش کرونگا اب اس دشمن خداوندی کی مشکین باندھکر سامنے قدرت کے پہونچاؤن لڑائی کا خاتمہ ہی جب افسر پکڑ لیا گیا اہالیان لشکر کی کیا حقیقت ہی سب بھاگ جائینگے فتح نصیب ہوئی غنچۂ مراد کھلیگا سرکار خداوندی سے طرۂ پیغمبری ملے گا مشیر قدرت لقب ہوگا قدرت کو بالاے قیطول پہونچاؤنگا یہ کہکے اپنے ساحرون کی جانب پلٹا کہا صاحبو تم مین سے ایک ساحر جاے اُس سرکش کو کشان کشان ہمارے سامنے لائے اگر تامل کرے سحر کرنا سب کو دیوانہ بنا دینا یہ ذلت و رسوائی لانا غیر ساحر کی کیا حقیقت ہی کہ سامنے ساحر کے کلام کرسکے بہمن کا بھائی تہمتن جادو اپنے دنگل سے اُٹھا کہا اے برادر یہ کام میرا ہی مین ابھی جاتا ہون اس جوان کو گرفتار کرکے لاتا ہون بڑا بے ادب ہی قدرت سے لڑتا ہی ساری سرکشی بھلا دونگا جانور بنا دونگا قفس آہنی مین بند کرکے لاؤنگا یہ کہکے تہمتن جادو بصد قہر و غضب کرگدن پر سوار ہوا طرف لشکر صاحبقران کے چلا بہمن اُٹھکر بارگاہ مین آیا کہا لو صاحبو اسی منزل پر جادۂ مراد دستیاب ہوا اتنے بڑے دشمن کو یون پایا تخت پر بیٹھکر وہ بدست شراب خواری مین مصروف ہوا نشے مین بلبلانے لگا رفقا خوشامدی درست بجا کہ رہے ہین مگر صاحبقران اسیطرح دربارگاہ پر بہرام سے باتون مین مصروف ہین کہ ہرکارے نے خبر دی حضور بہمن کا بھائی تہمتن کرگدن مست پر سوار لشکر مین آگیا حضور کو پوچھ رہا ہی مگر ارادہ فاسد معلوم ہوتا ہی آمادۂ حرب و پیکار ہی اسباب سحر ہاتھ مین افسونگری بات بات مین صاحبقران نے فرمایا جس طرح سے آتا ہی آنے دو لشکر مین کہدو کوئی اُس سے معترض نہو یہ کلام ناتمام تھا کہ تہمتن جادو بصد کبر و نخوت آکر گینڈے سے اُترا بل کرتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا بیجیا بدلیاقت نے سلام بھی نہ کیا اگرچہ آئینۂ جمال کو دیکھکر حیران ہوا دل مین اپنے ارادے سے پشیمان ہوا لیکن اپنے سحر کے غرور مین کہا یا صاحبقران چلیے ہمارے بھائی صاحب شہنشاہ بہمن سپہ سالار لشکر افراسیاب جادو غلکن آپ کو طلب فرماتے مین بہتر اسی مین ہی کہ رومال سے ہاتھ باندھ لیجیے بھائی صاحب سے چلکر عذر تقصیرات کیجیے رحم دل ہین شاید آپکے خون سے درگذر ین ہر چند کہ آپ بڑے خطاوار ہین خداوند لقا سے مصروف حرب و پیکار ہین لیکن بھائی صاحب

کو سرکار شاہنشاہی مین سب طرح کے اختیار ہین جان بخشی ہو تو عجب نہین صاحبقران نے یہ مہملات سنکر فرمایا ای تہمتن جادو آؤ کرسی پر بیٹھو احمق نہ بنو مثل انسان کے کلام کرو مناسب وقت جواب دینگے تم ہمارے لشکر مین آئے ہو کلام سخت کرنا ہمکو مناسب نہین ہو کیون گھبراتے ہو صاحبقران نے جو بہت سست جواب دیا بیٹھنے کو کہا تہمتن سمجھا کہ صاحبقران مجھ سے دب گئے کہا ای جوان مجھکو بیٹھنے کا حکم نہین ہو جلد اٹھو میرے ساتھ چلو صاحبقران نے فرمایا ای پہلوان زمان ای گرشاسپ دوران یہ کیا موقع ہی کہ تم اپنے آقا کے سامنے ہمکو بہ ذلت لیجاؤ شب کو طبل جنگی بجواؤ صبح کو میدان کارزار مین آؤ اگر ہمکو بہ مردی تدبیر کرنا اسوقت مین تمکو اختیار باقی ہو خواہ قید کرنا خواہ شرف مذہب کا دم بھرنا ابھی تم ہمپر غالب نہین آئے ایسے کلمات سخت کہتے ہو تمکو زیبندہ و سزاوار نہین ہین تہمتن جادو اور زیادہ پھول گیا قہقہہ مار کر ہنسا کہا او حمزۂ عرب اب زیادہ باتین نہ بنا کسی ساحر سے مقابلہ نہ پڑا ہوگا بھائی میرا ساحری عہد جمشید زمان ہم پہلوان یمن اسکا قوت بازو زینت پہلو سحر مین طاق شہرۂ آفاق ما بدولت خالی پلٹ کر جائین ہین بہ آبرو تمکو لیجاؤنگا یہ کہکے ہاتھ بڑھایا چاہا صاحبقران کی گردن پکڑے صاحبقران نے الٹا ہاتھ مارا چہرہ غصے سے سرخ ہوا زلفین خلیلی بل کرنے لگین شیر خشمناک کے تیور بدلے فرمایا او بیحیا نامرد ہم سمجھاتے ہین ہمارا کہنا نہین مانتا دور ہو سامنے سے تہمتن نے سحر پڑھکے ماش کے دانے مارے اس خیال پر کہ یہ بیہوش ہو دریائے سحر کا جوش ہو پنجہ کمر مین دیکے لیجاؤن جیسے ہی وہ ماش کے دانے شعلہ بنکر صاحبقران پر گرے امیر نے اسم اعظم الٰہی بہ فصاحت و بلاغت پڑھا سحر تہمتن کا دفع ہوا ماش کے دانے تصدق ہو کر امیر پر زمین پر گرے اب تو تہمتن نے تیغہ سحر کھینچا کہا او حمزہ مین سمجھ گیا تو نے بھی دو چار انجھر کسی گرو سے سیکھے ہین لیکن یہ تیغہ سحر ہی لاکھون کو اس سے قتل کر دن اس خونخوار کا منھ صاف و پاک رہے خون کا دھبا نہ لگے یہ کہکے ہاتھ تیغہ سحر کا بر سر صاحبقران لگایا امیر نے غصے مین باطل سحر پڑھکر اسکی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا بقوت صاحبقران نے جھٹکا مار تلوار چھین کے پھینک دی غصے مین ایک طمانچہ مارا سر اس خود سر کا جنبر گردن سے اڑ گیا جسم دھم سے زمین پر گرا تڑپکر جہنم داخل ہوا شجر سرکشی سے یہ ثمر حاصل ہوا آوازین مہیب آئین اندھیرا ہو گیا صدا بلند ہوئی کشتی درا نام من تہمتن جادو بود صاحبقران غلام جانباز سے فرمایا سر اس مغرور کا نخل مین لٹکاؤ لاشہ کھینچکر بیرون لشکر مزبلے پر ڈالدو یہ فرماکر صاحبقران غصے مین بارگاہ مین آکر بیٹھے بہمن جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھا کہ رہا ہی بھائی صاحب حمزۂ عرب کو لاتے ہونگے یکایک کان مین مرنے کی آواز آئی گھبرا کر ساتھ والون سے کہا ارے دیکھو یہ کیسی آواز آتی ہی ساحر دوڑے صحرا مین آکر دیکھا لاشہ

تہمتن کاٹ پڑا ہوا ہے روتے پیٹتے سامنے آئے عرض کی حضور حمزۂ عرب نے آپ کے بھائی صاحب کو مار ڈالا
بہمن سر پیٹنے لگا کہا صاحبو بڑا غضب ہوا میرے بھائی صاحب کے مزاج مین رحم تھا سحر نہ کیا ہوگا جرأت
کا جوش ہوا حمزہ صاحب زور و طاقت ہوا سوجہ سے وہ شیر مارا گیا روتا پیٹتا لاش پر آیا دیکھا سر ندارد
گھبرا کر ساحرون سے کہا امین کیا سر ہی سرا اُسنے بدعت کی ایسے افسر کا سر نخل مین ٹنکا یا لیکن اب
جلدی ارتھی بنا ؤ سر پہاڑ نا معطل رہا کل حمزہ کو بھی آتش قہر و غضب مین جلاؤ نگا تب سر کو دفن
کرا دونگا کہنے برہمن جوڑے پوتھیان لیے ہوے جاپ کرتے ہوے آپسمین اشارے کہ ایسون کے لیے ہم
پتھر ڈھلکاتے ہین ایسے دو چار روز مرین سال مال خیر سے کٹے روز موہن بھوگ کھائین تو ندیر ہاتھ
پھیرین بہمن نے لاشہ جلوا دیا برہمنون سے کہا دیوتا اب جاؤ کریا کرم موقوف رہا کل حمزہ عرب کو مار کے
مال اسباب لوٹ لونگا تم لوگون کو بخش دونگا یہ کہکے جھلاتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا شام کو جب ساحر
روز ہوم خانہ مغرب مین جا کر چھپا ماہ تابان مع فوج ثابت و سیارگان تخت فلک پر جلوہ فرما ہوا
بہمن نے حکم دیا لشکر مین ہمارے طبل جنگی بجے نقارۂ زرمی پر چوٹ پڑی ہرکارون نے یہ خبر وحشت
اثر صاحبقران کو پہونچائی صاحبقران نے بہرام سے فرمایا بعنایت رب اکبر ہمارے یہان بھی طبل
جنگ بجے لیکن کہا مقام افسوس ہے مین بادشاہ حجاجہ سے واسطے ایک شب کے کہکر آیا تھا اب یہ مقدمہ
جنگ ہے جو دن صرف ہون کیا اختیار ہے بسبب شکار کے کوئی عیار بھی میرے ساتھ نہین آیا ایک عرضی
خدمت فلک شاہی مین روانہ کرتا حضور آگاہ ہو جاتے بہرام نے عرض کی حقیقت مین بادشاہ نامدار
و سرداران عالی وقار انتظار مین حضور کے ہونگے عرضی جانا بھی دشوار ہے امیر نے کہا جو مرضی رب اکبر
مصرع ہر چہ رود بر سرم انچہ پسندی روا است ؛ لشکر اسلام مین بھی طبل جنگی بجا امیر بے سامان
یہان تشریف لائے ہین نوبت نقارے بھی کم ہمراہ ہین ایک نقارہ ساتھ تھا اُسپر چوب پڑی
ساحرون مین تیاری ہونے لگی ہمراہ یہان بہمن بڑے بڑے ساحرون خوک پیکر خرس طینت میمون
خصلت خرسہاے بادیہ ضلالت ہوم خانون مین داخل ہوے سحر تیار کرنے مین مصروف کلو ابھیرون
نارسنگھ کی صدائین بلند خیمون سے آداز مین نکل رہی ہین کوئی لونا چاری کو پکارتا ہے خیمون سے
دھوئین اُٹھ رہے ہین بنگالی ڈھیرو بجا رہے ہین کچھن ساحری جمشید کے گا رہے ہین ہر ایک ساحر
کا یہی قول ہے کل بوقت سحر حمزہ عرب کو گرفتار کرینگے خدمت خداوندی مین لیچلین گے قدرت سبکی
عمرین بڑھا گئے یہان لشکر صاحبقران مین صرف بہرام گردین خاقان چین مقبل وفادار تیر و کمان ہاتھ
مین لیکر در صاحبقران پر آکر بیٹھا ہی حفاظت کر رہے بہرام طلایہ پر آیا چار سو جوان ساتھ صدائے

حاضر باش و ناظر باش بلند بہرام کو بڑا خیال ہوا آتنا بڑا جادوگر مارا گیا ہو ایسا نہو بھائی اسکا شبخون مارے شب تیرہ و تار مین لڑے نہایت مشکل ہوگی کنارے پر لشکر کے کھڑا ہوا لشکر ساحران کو دیکھ رہا ہی خیمون سے اُن بیچیاؤن کے دود غلیظ بلند کر بندیان ہو رہی ہین اسی ہنگامے مین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا گریبان سحر چاک ہوا آمد آمد شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش چرخ نیلی پر مع فوج ظفر موج ضیا ہر و شعاع یعنی نیر اعظم صاحب شوکت و حشم تخت چرخ نیلی پر جلوہ گر ہوا صاحبقران زمان نماز فجر سے فراغت کرکے باہر تشریف لائے پشت اشقر پر سوار ہوئے بہرام مقبل ہمراہ رکاب مع ماہ ہزار سحر خوان پشت پر کچھ بجلیے قراول میر شکار آمادۂ حرب و پیکار عقب سے صاحبقران نامدار آکر میدان کارزار مین پہونچے اُدھر سے آمد آمد لشکر ساحران بہمن جادو تخت پر ساٹھ ہزار اہالیان لشکر سحر کی سواریون پر سوار اتر رہا ہے آتش فشان قلابہ آتشین چھوڑتے ہوے کا غنی ابر کسی ہوئی آمین ساہ سحر ایک ایک ملعون یہی چاہتا ہی کہ مین جاکر لشکر حمزہ سے مقابلہ کرون ایک سحر کرکے پکڑ لون دونون لشکر میدان کارزار مین پہونچے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب نقابت کرکے ہٹے کرکھیت کڑکا کہنے لگے نظم

کرد گیتون نے جب کہا یہ کڑکا
رستم ہے نہ اب ہے سام باقی
دل مردون کا ہر خنگ پھڑکا
مردون کا فقط ہے نام باقی
ہان نامورو وہ نام کرنا
رستم سے نہو وہ کام کرنا

دمامہ جادو کہان ہے ساحر تہمتن کیا ہوا سامری و جمشید پر کیا گذری دنیا ناپائدار ہی ہر صاحب اختیار بے اختیار رہی سامری جمشید بڑے ساحر تھے اسقدر زور پکڑا دعوی خدائی کیا لیکن موت سے کچھ زور نہ چلا آخر پیوند خاک ہوے چشم زدن مین قصے پاک ہوے نام سرکشی رہگیا نشان قبر بھی نہین ملتا یون بہادری ہی کہ نکلکر میدان مین اپنا نام روشن کیون اور نام ساحران گذشتہ کا صفحہ ہستی سے مثل حرف غلط کے مٹا دین اس طرح کے کلمات عبرت آمیز دہشت خیز کہے کہ مردان عالم جھومنے لگے قبضۂ شمشیر چومنے لگے ناپائداری عالم کا نقشہ آنکھون کے سامنے پھر گیا سب دلیر آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہین کہ طرف سے بہمن جادو کے ماران جادو پیچ و تاب کھاتا ہوا صف سے ڈھابل کرتا ہوا سامنے بہمن کے آیا عرض کی حضور اجازت میدان کارزار دیجیے حمزہ سرکش کو مجھے بیجیے فوراً مشکین باندھکر لاؤنگا خون تہمتن بالا بالا نہ جائیگا جاکر معاوضہ لیتا ہون ان سرکشون کو شکست دیتا ہون بہمن جادو نے کہا ای ماران تو کیون تکلیف کرتا ہی ما بدولت خود جاوینگے لشکر دشمن پر آگ برساوینگے بھائی کے خون کا بدلا مجھکو لینا چاہیے ماران نے عرض کی کہ غلامان جانباز موجود ہین تب آپ کی کیا ضرورت ہی غلام کو شب کو چین نہین پڑا تڑپ تڑپ کے سحر کی غلام حضور کو نہ جانے دیگا آخر بہمن نے اجازت دی ماران اژدر سحر پر سوار میدان کارزار مین آیا آواز دہل ہی

فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے مابدولت سے مقابلہ کرے مگر قاتل تہمتن کا خواہان ہون حمزہ سرکش
میرے مقابلہ مین آوے مجھ ایسے سحر ساز شعبدہ باز سے آنکھین چار کرے دیکھون کیسا سپاہی ہی ایسے
کلمات مہملات بہت سے بکے گولے آگ چھالے آگ برسائی لگا ابر بنائے صاحبقران زمان نے جو یہ کلمات مہملات
سُنے صف سے مرکب کو نکالا بہرام نے عرض کی حضور تکلیف نہ کرین غلام اس سبحیا کو جاکر زباندرازی کی سزا دیگا
صاحبقران نے فرمایا اے برادر بجان برابر تم وہ شیر ہو ایسے دلیر ہو دیو کو بھی جواب دے سکتے ہو ادل ساحر
ہی علاوہ ازین میرا نام لیتا ہی مین جاکر ابھی سزا دیتا ہون بہرام نے عرض کی اسم اعظم سے ہوشیار رہیے گا
صاحبقران نے فرمایا اسوقت تک تو یاد ہی آیندہ جو مرضی پروردگار یہ فرماکر گھوڑے پر کوڑا کیا اشقر
دیوزاد طرارہ بھر کے مثل باد صرصر چلا تین ٹھیکون مین میدان کارزار مین پہونچا ماران جادو لاف و
گزاف کر رہا ہی جیسے ہی صاحبقران قریب آئے اُسنے ماش کے دانے پھینک مارے صاحبقران نے
اسم اعظم پڑھا سحر دفع ہوا ماران نے کئی سحر کیے جسم اطہر صاحبقران پر تاثیر نہوئی ماران نے ترسول
مارا امیر نے اسم اعظم پڑھکے تیغۂ عقرب سلیمانی کا وار کیا سپر سحر اُسنے جرے کی پناہ کی تیغہ عقرب مثل
برق تڑپ کر گرا خرمن ہستی کو سحیا کے جلا کر خاک کیا ماران کے دو ٹکڑے ہوئے آواز آئی کشتی مرا نام من
ماران جادو بود صاحبقران نے نعرہ کیا او بہمن بر فن ادر کسی ساحر کو بھیج یا تو خود مقابلے مین آ کچھ جرأت
دکھا بہمن گھبرا گیا پسینہ آگیا نہنگ جادو پہلو مین کھڑا تھا اُسنے اپنا اژدر سحر بڑھایا بہمن سے اجازت
لی میدان کارزار مین آیا صاحبقران پر مثل ماران سحر کیے امیر نے اسم اعظم پڑھکر کمر مین اُسکے ہاتھ ڈالا
اُٹھا کر طرف آسمان کے پھینکا چور نگ ہوائی کیا استادان سخنور نے بیان کیا ہی کہ پہر دن رہے تک لشکر
بہمن سے چالیس سردار ساحر مکار غدار فرداً فرداً نکلے ہاتھ سے صاحبقران کے واصل جہنم ہوے
صاحبقران اُسی طرح شیرانہ مبارز طلبی چہرے سے ظاہر قہر و غضب تلوار مین دھبا نہین آیا جرأت سطوت
شوکت ہمراہ رکاب جلالت لیاقت رعب داب پہلونشین ہاتھ مین تیغۂ برق تاب ابروے خمدار
بل کھیے ہین ساتھ تلوار کے یہ بھی دو بیچ چل رہے ہین جب چالیس ساحر عاقل کامل سرداران بہمن
ہاتھ سے حمزہ صف شکن کے مارے گئے لاشے زمین مین تڑپے امیر نے پھر اُسی طرح آواز دی او بہمن ساتھ
والون کو قتل کراتا ہی خود میدان مین نہین آتا اب تو بہمن گھبرایا ساتھ والون سے کہتا ہی وہ رفیق میرے مارے گئے
کہ جنکا عدیل و نظیر پردہ دنیا مین نہوگا کتے کی موت مارے گئے کیا سبب ہی کہ حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا القصہ
داقفکار صاحبقران کے رازدار سامنے حاضر تھے انھون نے عرض کی اے شہنشاہ دیکھیے عرض حال من
نوش کن ۔۔ اگر خوش نہ آید فراموش کن ۔۔ ہمنے سُنا ہی کہ حمزہ عرب مالک اسم اعظم الٰہی ہی سحر اسپر تاثیر

نہین کرتا آپ کے بادشاہ کے بڑے بڑے سردار لشکر کشی کر کے آئے مگر ہاتھ سے حمزہ کے مارے گئے بعض نے اسم اعظم بند کیا تب غالب آئے آخر کسی عیار کے ہاتھ سے مارے گئے لیکن مراد یہ ہے کہ حضور طبل بازگشت بجوا کر پلٹین کوئی ایسا سحر تیار کرین جس سے اسم اعظم فراموش ہو تب حمزہ پر غالب آئیے گا یہ سنکر بہمن گھبرایا فوراً طبل بازگشت بجوا دیا یہ کہکے پلٹا کہ یا صاحبقران اب تو جائیے کل سر میدان آپ سے سمجھ لونگا شکست دونگا لشکر ساتھ لیکے طرف اپنی بارگاہ کے چلا ملازمان صاحبقران نے صاحبقران کو بیچ مین لیا زنہار کرتے ہوے بارگاہ مین لائے مگر بہمن اسقدر متردد و متوحش ہے قریب اپنی بارگاہ کے آیا گھوڑے سے کودا ہالیان لشکر ہم سے کمرین کھول رہے ہین لیکن بہمن خاموش در بارگاہ پر کھڑا ہوا ٹہل رہا ہے ساتھ والون سے کہتا ہے یارو کچھ مجکو بن نہین پڑتا اسم اعظم بند کر سکتا ہون ایک ہفتے کی مہلت ملے تب اسم اعظم بند ہو لیکن حمزہ جنگ مین غالب آیا اب ایک ہفتہ کی مہلت نہ دیگا کل صبح کو میدان کارزار مین آکر للکاریگا بیشک جاؤنگا اُسکے مقابلے مین جائیگا زندہ بچکر نہ آئیگا سب کہتے ہین حضور بہت بجا ارشاد فرماتے ہین رات کو یہان سے نکل چلیے جان بچا کر ٹل چلیے پھر دو چار مہینے کے بعد آکے مقابلہ کیجیے گا بہمن کہتا ہے مقام غیرت ہے جاے عبرت ہے کہ مین سامنے سے حمزہ کے چلا جاؤن افراسیاب کو جا کر کیا جواب دون ساتھ والے کہتے ہین علالت کا حیلہ کیجیے گا ہم سب ملکر گواہی دینگے یہان کا حال کون بیان کریگا پھر دیکھا جائیگا ابھی اپنی سب کہتے ہین مگر بہمن چپ کھڑا سوچ رہا ہے کہ کیا کرون کس بلا مین پھنسا ہون نہ روے رفتن نہ راہ ماندن اگر بھاگون حمزہ سے مقابلہ کرون جوہر شمشیر آبدار ہون جانے مین بدنامی سامنے افراسیاب کے خود کامی کوئی بات بن نہین پڑتی ششدر و پیچ سوار دن کا رخ اس سوچ مین کھڑا تھا کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی علم سرخ و سفید پھریرے کھلے ہوے نمایان ہوے لیکن اُنپر تعریفین سامری و جمشید کی مرقوم آمد فوج کی دھوم بڑے بڑے قد کے جوان دور کابے گھوڑون پر سوار خود ہاے آہنی سرون پر زرہ موٹی کڑیون کی جسم پر بیچ مین ایک جوان بلند بالا کرگدن مست پر سوار صورت خونخوار جوڑا تیغہ کمر مین سپر فولادی پشت پر مثل دیو آنکھین نشے مین اُبلی ہوئین سیاہ رو بدست کوہ بالاے کوہ ارابہ گرز کا گڑگڑاتا ہوا کئی سو جوڑی نرگاؤ کی لگی ہوئی پشت پر لاکھ سوار پیدل بے شمار اسی جانب آتا ہے صحراے سبزہ زار دیکھکر لشکر کا بارگاہ استادہ ہوئی وہ مغرور بھی گینڈے سے اُترا تیغہ قبضہ مین ٹہلنے لگا اُسنے دیکھا کہ دو لشکر مقابلہ مین اُترے ہوے ہین شاطر سے اشارہ کیا کہ دریافت کرو ادھر سے شاطر چلا بہمن نے اپنے ملازم کو بھیجا اُس جوان کا شاطر بیان آیا حال بہمن جادو دریافت کر گیا بہمن جادو کے ملازم نے خبر دی کہ سمندر کوہی

جوش جرأت مین اقلیم کوہستان سے آتا ہی برائے مدد خداوند لقا جاتا ہی سمندر کو خبر ملی کہ بہمن جادو
فرستادۂ افراسیاب ناہنجار بمقابلۂ حمزۂ نامدار فروکش ہی حمزہ یہ وہی پہلوان سرکش ہی جسکے
فرزندون نے ممالک کوہستان مین شمشیر زنی کی ہزارہا کوہی مارے سمندر یہ کیفیت سنکر موج مین آیا
طرف لشکر بہمن کے چلا ادھر سے بہمن برائے استقبال بڑھا دونون سگ و خوک آپسین بغلگیر ہوے
بہمن نے سامنے سمندر کے دریا دلی صاحبقران کی ظاہر کی کہا ہی پہلوان دوران رستم زمان حمزۂ
عرب نہنگ بحر جرأت ہی نہایت صاحب شوکت ہی مین تو گرداب محیط بلا مین پھنسا ہون چالیس
ساحر میرے حمزہ نے سر میدان قتل کیے صاحب اسم اعظم ہی سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا یہ سنکر سمندر جوش
مین آیا کہا ای برادر کیا قدرت نے تقدیر معقول کی سعادت دارین حصول ہوئی ہماری بارگاہ مین
پہلو ما بدولت بصد سطوت و شوکت حمزہ کو سامنے خداوند لقا کے لیچلینگے خداوند کا دشمن بزرگ
ہی یہ حقیر بیشۂ جرأت کا گرگ ہی میرے بھائی صدہا ان مسلمانون کے ہاتھ سے قتل ہوے یہ سب کا سردار
ہی بدلا لینا اسی سے سزاوار ہی تمکو ساحر جانکر لڑا ما بدولت کا نام سنکر تھرائیگا رومال سے ہاتھ باندھکر
چلا آئیگا بہمن کو سمجھاتا ہوا سمندر کوہی اپنے دریاے لشکر مین لایا لشکر ساحر وغیر ساحر ملکر اترے
بارگاہ مین آکر بیٹھے مقابلہ کی صلاحین ہونے لگین یہ خبر ہرکارے نے صاحبقران زمان کو
پہونچائی کہ سمندر کوہی و بہمن جادو ایک جگہ ملکر اترے اب سمندر کوہی طبل جنگی بجوائیگا
صبح کو حضور کے مقابلہ مین آئیگا صاحبقران زمان نے فرمایا توکلت علی اللہ سمجھا جائیگا بہرام نے
سر لیے خیر خواہی عرض کی سمندر کوہی فوج بہت لیکر آیا ہی حضور برائے شکار تشریف لائے صرف چار
ہزار جوان ہمراہ ہین غلام ایک عرضی فوراً بادشاہ اسلام کو لکھے وہان سے فوج آجائے برابر کا مقابلہ
ٹھہرے صاحبقران نے فرمایا میرا تکیہ پروردگار پر ہی سواے اپنے مالک کے کبھی کسی سے مدد طلب
نہین کی انشاءاللہ دونون لشکرون کو جواب دینگے سمندر کنوین جھانکتا پھریگا مدد سے پانی بنائے بحر و بر
کے سارا جوش و خروش بھول جائیگا انشاءاللہ وہ تلوار چلے گی آب تیغ کی طغیانی ہوگی کشتی حیات
کوہیان طوفانی ہوگی سر مثل دلون کے برسین گے ناخداے عالم کو یاد کرو وہی بیڑا پار لگائیگا تا بہ
ساحل مراد پہونچائیگا خبردار کسی کو لشکر مین بھیجنے کا ارادہ نہ کرنا اور نہ ہمارے خلاف کرنا بہرام خاموش ہوا
جب شناور محیط فلک اخضری یعنی خورشید خاوری دریاے نیلگون سپہر مین شناوری کرکے داخل گرداب
مغرب ہوا نہنگ ماہ تابان نے دریا دلی دکھائی ماہیان سیارگان کا جوش و خروش ظاہر ہوا دریاے
نور بصد سرور موج زن ہوا سمندر کوہی نے حکم کیا طبل جنگی بجے بوقت سحر جہازان مسلمانون کا دریاے

قہر وغضب مین ڈبو دونگا قتل سے انکے کنارہ نہ کرونگا نقارہ رزمی پر چوب پڑی صاحبقران کو خبر پہونچی یہان بھی طبل جنگی بجا چار پہر رات تیاری مین بسر ہوئی نقیبون نے لشکرون کو جگانا شروع کیا نظم

نقیبان سو لبو گشتہ خروشان　　کہ دنیا بے ثبات و بیقرار است
جوانان دل قوی دارید امشب　　کہ فردا روز کارزار است

سمندر کوہی خواب خرگوش سے بیدار ہوا خود آہنی سر پر رکھا دریاے آہن مین غوطہ مارا بیرون بارگاہ آیا ایک جانب سے بہمن جادو ساحران غدار کو ہمراہ لیے ہوے پہونچا سمندر کرگدن مست پر سوار ہوا دریاے لشکر نے جوش مارا سمندر کوہی تمام فوج کو ساتھ لیکر طرف میدان کارزار کے چلا یہان صاحبقران نے نماز سحر بجماعت ادا کی دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے صفت پروردگار زبان پر جاری ہوئی بخضوع وخشوع عرض کر رہے ہین اے رب بے نیاز نظم

تو ئی کافریدی ز یک قطرہ آب　　گہرہاے روشن تر از آفتاب　　تو آوردی از لطف جوہر پدید
بجوہر فروشان تو دادی کلید　　جواہر تو بخشی دل سنگ را　　تو بر روے جوہر کشی رنگ را
نبارد ہوا تا نہ گوئی ببار　　زمین نا ورد تا نگوئی بیار　　جہان را بدین خوبی آراستی
برون ز انکہ یاری گری خواستی　　ز گرمی وسردی واز خشک وتر　　سرشتی باندازۂ یکد گر
جہان برکشیدی کہ بستی نگار　　کہ بزان نیارد خرد در شمار　　توئی گوہر آماے چار اخشیج
مسلسل کن گوہران در فریج　　چو شد حجتت بر خدائی درست　　خرد داد بر تو گواہی نخست

اے رب جلیل اس عبد ذلیل کو کیا مرتبۂ اعلیٰ مرحمت فرمایا فرد غازیان دینداران مین نام لکھا گیا ہر مقام پر حفاظت کی ننگان دریاے نبرد کے سامنے آبرو ملی آج اس لشکر کوہیان سے بچانا روز سیاہ نہ دکھانا بخضوع وخشوع اپنے پیدا کرنے والے سے راز دل کہا کہ مقبل وفادار حاضر ہوا دیکھا صاحبقران ورود وظائف مین مصروف ہین دست بستہ عرض کی فوج کفار میدان کارزار مین پہونچ چکی غلامان شاہنشاہی سلاح جنگ سے آراستہ در دولت پر حاضر ہین برآمد ہونے کا حضور کے سب کو انتظار ہے لشکر کوہیان وساحران آمادۂ حرب وپیکار ہے صاحبقران نے تسبیح کو بوسہ دیا مقبل نے سجادہ کو لپیٹا صندوق سلاح سامنے حاضر کیا امیر نے خود خاب ہود سے سر کو زینت بخشی سرفراز ہوے زرۂ داودی زیب جسم الانور فرمائی تیغہ صمصام وقمقام ونیمچہ سہراب یل وسپر گرشاسپ نوجوان گرز سام بن نریمان وتحفہ جات پیغمبران ذات پر آراستہ کیے اس شوکت وشان سے وہ آفتاب عربستان برج خیمہ سے طالع ہوا بہرام مع چار ہزار جوانان صف شکن تیغ زن جان نثار وسر فروش سلاح جنگ سے آراستہ حاضر تھا براے تسلیم خم ہوا دیوان بن قند[illegible] رکیب اشقر دیلوزاد کو لیکر سامنے آیا صاحبقران

بسم اللہ کہکر پشت اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے علمدار نے پھریرا علم زرین کا کھولا اُس لشکر قلیل کو بہ کیفیت درست کر کے سمت میدان کارزار مرکب کو بڑھا کر چلے دیکھا لشکر کوہسان مثل مور و ملخ کے آتا ہی آواز سُم مرکبان سے زمین تھرا رہی ہی نوبت نقارے بجتے ہوئے زمین و زمان گرجتے ہوئے نظم

زآمد شد لشکر بیقیاس
زمین در تزلزل فلک در ہراس
سپہ بر سپہ فوج بر فوج بود
حضیض زمین چون فلک اوج بود

آمد فوج کوہسان سے زلزلہ آشکار گرد اس قدر اُڑی ہی کہ روے آفتاب چھپ گیا شعر ز سم ستوران درین پہن دشت ٭ زمین شش شد و آسمان گشت ہشت ایک ایک جوان فیل پیکر مغرور ادھر لشکر قلیل اُدھر فوج بیشمار سمندر کوہی بعہدۂ سپہ سالاری آگے بڑھا نیزہ ہلاتا ہوا گینڈا چمکاتا ہوا آکر ٹھہرا فوجین جمنے لگین میمنہ و میسرہ قلب و جناح ترتیب دی گئین صفین مثل صف مژگان آراستہ ہوئین سقون نے بڑھکر آبپاشی کی تبرداروں نے تبرداری کی جو نخل حائل نظر تھے اُنکو کاٹ کر پھینک دیا بیلچہ کارون نے بست و بلند زمین کو ہموار کر دیا نشیب و فراز عالم کا ایکسا رنگ ہوا آراستہ میدان جنگ ہوا سمندر کوہی نے نگاہ اُٹھا کر صاحبقران کو دیکھا امیر باتوقیر چالیس قدم لشکر سے آگے بڑھے ہوئے پشت پر چار ہزار جوان آمادۂ مرگ و جھیلے قضا ایک ایک شیر دل جرأت و شوکت میں یکتا سرفروشی اُنکا کھیل قبضوں پر ہاتھ مرکب ہاے بادرفتار پر سوار اتنے بڑے لشکر کا سامنا چہروں سے صولت و شوکت آشکار ہر ایک بہادر دریاے جرأت کا بے بہا دُر غرق دریاے آہن شعر چنان مرد خود را در آہن گرفت ٭ کہ مژگان او شکل سوزن گرفت ٭ سمندر کوہی نے ساتھ والون سے کہا یارو حقیقت مین مسلمان کیا دلیر ہین ہمیشہ سرفروشی کے شیر ہین کس بشاشت سے میدان کارزار مین آئے مایدولت کو خیال تھا رات کو مسلمان بھاگ جائینگے میدان کارزار مین نہ آئینگے لیکن سب مرنے پر آمادہ ہین قضا کشان کشان میدان کارزار مین ان سب کو لائی یہ کہکر اشارہ ہوا جانبین سے نقیب نکلے گویون کے لڑکے حسین مہ جبین گوری گوری صورتین ایک بجلی کان مین لٹکتے پیچ پگڑی کے سر پر بندھے ہوے خوش آواز صاحبان کرشمہ و ناز سرود چھیڑے گنگنا کے یہ اشعار عبرت آمیز سرون مین بھیرویں کے پڑھنا شروع کیے اشعار

کھو دی خزان نے رونق گلزار ہاے ہاے
نعش اُنکی جاے ہی سر بازار ہاے ہاے
ہمخواب مہ جبین کی مرے آنکھ مندگئی
سر پھوڑتا پنا ہی در و دیوار ہاے ہاے
اے چشم بیاد گرش تجھے پاس وفا نہین

پژمردہ ہو گئے گل رخسار ہاے ہاے
سرو قد آزادہ قامت محشر خرام ہی
کیا سو گئے ہین طالع بیدار ہاے ہاے
اب پوچھے مجھے عاشق بیکس کی بات کون
ہین درد و رنج و محنت آزار ہاے ہاے

پھرتے نہ تھے جو دیدۂ نمکین کھو بے حجاب
کیا ہو گئی وہ شوخی رفتار ہاے ہاے
ہی کچھ خبر بھی گھر مرا ویران ہو گیا
اسمین نہین ہی طاقت گفتار ہاے ہاے
اس مہروش کی مرگ نے خفاش کر دیا

ہے اضطراب مانع دیدار ہائے ہائے	نظارہ ہے محرک ماتم ہزار حیف	ابرو ہوا ہلال محرم ہزار حیف

یہ اشعار مصیبت آثار جو نقیبون نے پڑھے اہل درد کی آنکھون سے اشک حسرت بہنے لگے جو نامرد بزدلے تھے وہ بھی جھوم رہے ہین چاہتے ہین لڑین بھڑین نام کرین لیکن سمندر رکوہی نے جوش مین گینڈا اپنا نکالا بہمن جادو سے اجازت خواہ ہوا بہمن نے کہا اے پہلوان زمان رستم دوران آج عابد دولت کی نیرنگ بازیان شعبدہ سازیان ملاحظہ فرمایئے ہر چند کہ حمزہ پر سحر تاثیر نہ کریگا لیکن ساتھ والون کو دیوانہ کرکے قلب اُلٹ دونگا اُسی کے ساتھ والون کو اُسی سے لڑواؤنگا وہ سب بلکہ اسکو قتل کرینگے اپنے افسر کے خون سے ہاتھ بھرینگے ہر چند کہ وہ صاحب شوکت وحشم ہے کس کس کو جواب دیگا آخر ہلاک ہوگا چشم زدن مین قصہ پاک ہوگا سمندر رکوہی نے کہا اے بھائی نامدار اس فوج مین ہون سمندر نام ہے لڑائی کی موج مین ہون قہر و غضب میرا قہر لات و منات ہے اس ایک حمزہ کا زیر کرنا کیا بات ہے تم کھڑے ہوکر تماشا دیکھو آخر سمندر نے بہمن سے اجازت لی بہمن ٹُر رہا ہوا تھا خاموش ہو رہا سمندر رکوہی گینڈے کو ٹھکرا کر طرف میدان کارزار کے چلا گینڈے کی روانی سے زمین تھرائی سیاہ رو کی آمد تھی کہ کالی آندھی اٹھی میدان کارزار مین پہونچا عرصۂ دراز تک نیزہ ہلایا جوش و خروش لشکر اسلام کو دکھایا جب خوب پسینے پسینے ہوا گینڈا بھی عرق عرق ہوا گینڈے کو روکا پکار کر آواز دی یا صاحبقران عابد دولت کے مقابلے مین آیئے کل ساحرون کو مارا ساحر بیچارے سحر کرنا جانین انکو فنون سپاہگری مین کیا دخل ہے اب مرد عالم سے سامنا پڑا عابد دولت کو غصہ آیا زمین میدان کارزار تھرائیگی آج تک آپ سے کسی پہلوان سے سامنا نہین ہوا جب تک اونٹ پہاڑ کے نیچے نہین آتا جانتا ہے مجھسے بڑا کوئی نہین ہے بہت بلبلایا کلمات سخت و سست زبان پر لایا امیر کو بہت ناگوار گذرا اشقر دیوزاد کو صف سے نکالا بہرام سے فرمایا اے برادر اب اسکے کلمات لاف و گزاف سننے کی تاب نہین باقی ہے اس بیحیا نے بڑی گستاخی کی ہے بہرام نے سر جھکایا عرض کی بسم اللہ پروردگار حضور کو مظفر و منصور کرے رنج و ملال دل سے دور کرے مقبل بھی دعائین دینے لگا چار ہزار جوانون مین غل بلند ہوا اپنی جان کا سب کو خیال ہے سب نے بڑھکر دعاے جان درازی دی امیر نے سب کو سمجھایا اشقر دیوزاد کو بڑھایا اشقر ایسا مرکب کوہ سرین کوہ کفل چال مین چھل بل یال کے بالون کی چوٹیان گندھی ہوئی زلف حور سے مثال آنکھین غصے مین لال دہانہ چباتا ہوا دُم سے چنور کرتا ہے اس تیزی سے چلا کہ سم زمین سے لپٹا ہے دوندگی مین بے نظیر نظم

وہ چہ مرکب چو برق یا بادے	طرفہ دیوانہ و پریزادے	خوش خرامی ز آب نازک تر
تیز گامے ز برق چابک تر	نرمی گوش و نرمی کاکل	دستۂ بید و دستۂ سنبل
دیگرہ غل طائرون مین ہے کہ عجب براہوا ہے	تخت ہوا پر آج سلیمان سوار ہے	شبدیز فلک بھول گیا ڈھنگ چال کا

ہوناک کہکشان کی دہانہ ہلال کا | آب سمندر کوہی کی نگاہ جمال جہان آرائے صاحبقران پر پڑی

حیران جمال محو دیدار رعب و دبدبہ چہرۂ اقدس سے ظاہر جرات و شوکت ہمراہ لکاب سعادت
انتساب سراپا سے ظاہر رعب و داب ہر چند کہ گھبرایا لیکن گرز و سپر کا اٹھا کر آگے بڑھا آپس مین
لگا و رچلی پانچ قدم گینڈا سمندر کوہی کا تین قدم مرکب صاحبقران ہٹا سمندر کوہی نے کہا
یا صاحبقران وار کیجیے کوئی حوصلہ دل مین باقی نہ رہے امیر نے جواب دیا ہمارا یہ دستور نہین جب تیرے
حربے سے پروردگار بچائیگا ہم بھی جواب دینگے تقدم ہمارے مذہب مین منع ہی اے سمندر کوہی اگر
پیشدستی ہمارے مذہب مین رائج ہوتی بیخ کفر کو اکھاڑ کر پھینک دیتے سمندر کو غصہ آیا نیزے کو پیچ و تاب
دیتا ہوا بڑھا سینۂ بے کینہ صاحبقران کا تاک کا طعن سے وار کیا صاحبقران نے نیزے کو نیزے کی سنان
پر لیا لیکن لاف و گزاف سمندر کوہی سے صاحبقران کو غصہ آیا ستر ٹھوین طعن مین نیزہ سمندر کوہی
کا نکالا سمندر بے آبرو ہوا مثل ابر گرجا گرجا آواز دی او حمزہ غضب کیا دو دریائے لشکر دیکھ رہے
ہین تو نے نیزے کو میرے ہوائی کیا اس فن کی کوئی حقیقت نہین ہی مردان عالم کا کھیل ہی لیکن اب حربہ
جانگزا سے مقابلہ ہی یعنی تیغہ بیدریغ کھینچتا ہون جم بھر مین فیصلہ ہی یہ کہکر تیغہ برق تاب نیام انتقام سے
کھینچا تڑپ کر جابر القہر و غضب تمام وار کیا امیر نے اشقر کو بڑھایا گرز و سپر کا سر پر کھینچا مگر جتنون تلوار
کی باڑھ سے لڑی ہوئی ہی جانتے ہین لپٹ بڑون تلوار چھین لون کمر بند مین ہاتھ ڈالکر اٹھا دون لیکن
قضائے کار اس مقام پر موش خانہ تھا دو لون پانون اشقر کے موش خانہ مین جا رہے گھوڑے نے
سکندری کھائی گرز و سپر کا سر سے ہٹا جھڑپ مین خود سر اطہر سے گرا سر برہنہ پر اُس خود سر کی تلوار پڑی
قریب تھا صاحبقران کے دو ٹکڑے ہون لیکن بجرأت اپنے کو سنبھالا دا ستانہ مارا تیغہ جھکا کر نکل گیا لیکن دو انگل
کا زخم سر پر آیا قطرات خون چہرۂ بے نظیر پر زخم کھا کر شیر بپھرا قبضۂ تیغہ عقرب سلیمانی پر ہاتھ ڈالا
آواز دی او سمندر ضرب مردان عالم کو روک خبردار آنکھ لڑی رہے چھوٹ کی چوٹین چلین گی سر کو
بچا بدحواس نہو یہ فرما کر ٹیڑی جانی گھوڑا تڑپ کر بڑھا دونون ٹاپین مشک پر گینڈے کے رکھدین
نعرۂ تکبیر کرکے امیر نے ہاتھ مارا تیغہ برق مثال ہاتھ امیر با توقیر ایسے شیر کا بڑا اس سیاہ رو نے سپر کو
اٹھایا گلہائے سپر کے نیچے غنچہ ہوا لیکن تیغہ آبدار نے سپر سمندر کو کاٹا خود دو نیم ہوا سر پر اسکے زخم آیا
سمندر نے اوچھا زخم کھایا دا ستانہ مارا لیکن تیغہ زور مین جاتا تھا سر سے نکلکر گینڈے کی گردن پر
گرا گردن اسکی قلم ہوئی سمندر کوہی نیچے گرا تلوار نے زمین کو بوسہ دیا دنبالہ زمین مین در آیا خاک
اڑی اہالیان فوج سمندر نے جانا جہاز عمر ہمارے آقا کا غرق دریائے فنا ہوا گھبرا کر دوڑے صاحبقران

نے دیکھا گھٹا کفر کی آتی ہی تیغۂ ہلالی کھینچ کر نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران تصنیف مصنف

منم سرکش لشکر کافران
سمندون بہ شمشیر نزاری شدہ
ہمہ شہر اسلام آباد شد

بہ شمشیر نگون شد سر کافران
ہم عفریت از تیغ عاری شدہ
کہ صاحبقران جہان شاد شد

منم اختر برج غرد جلال
ہمہ قالب کفر شد پاک و صاف

منم ماہتاب سپہر کمال
سلیمان کوچک لقب شد بقاف

ادھر سے لشکر سمندر کوہی آیا ادھر سے صاحبقران و بہرام گرد بن خاقان چین بڑھے شعر منم گرد بہرام خاقان چین کہ از ہیبت من بلرزد و زمین + چار ہزار جوان جان نثار سروش ڈیڑھ لاکھ فوج پر جا پڑے سمندر کوہی پکارتا ہے ارے یاردین لائق مقابلہ ہون برائے سواری گینڈا لاؤ ملازمون نے دوسرا گینڈا حاضر کیا سمندر کوہی کو اپنی آبرو کا خیال زخمی ہونے کا ملال زخم کو باندھکر لڑنے لگا لیکن صاحبقران جس غول پر آکر گرے تاک کر افسرون کو مارا لڑتے ہوے جاتے ہین لیکن اپنے ساتھ والون کو دیکھا ڈیڑھ لاکھ مین چار ہزار جا بجا گھر گئے جہان دو ہزار سمندر کے پانچ جوان سرگرم جان نثاری چہرہ گلنار آمادہ حرب دیکھا ایک جانب بہرام ہزار کافرون مین جا کر گھرا لیکن لڑ رہا ہی صاحبقران جھپٹ کر کبھی بہرام کو بچاتے ہین جراحت و شوکت کھاتے ہین زخم سر سے خون کے قطرے ٹپک رہے ہین ایک ہاتھ مین سپر فولادی دست راست مین تیغۂ برق تاب چہرۂ نورانی پر قہر و عتاب ہر چند لڑائی کو سنبھالتے ہین لیکن فوج کفار کا بلوہ ہر سمت ہنگامہ یہانتک تو خیر تھی لیکن بہمن جادو نے جو دیکھا کہ جنگ مغلوبہ واقع ہوئی یہ بیچیابھی ساحرون کو ساتھ لیکر بڑھا اہل اسلام پر سحر کرنے لگا کسی کا منھ جلا کسی کا پیراہن پھنکا کوئی غش کھاکر گرا کوئی مثل مرغ نسبل تڑپا لشکر صاحبقران مین شور فریاد و الغیاث بلند ہوا صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا دل سے فرمایا غضب ہوا ساحر بھی آپڑے ان بیچیاؤن سے کون لڑے لیکن اسم اعظم پڑھتے ہوے فوج ساحران پر جا پڑے جس ساحر نے سحر کیا امیر نے اسم اعظم پڑھکر اسکو مارا لیکن بہمن بھاگتا پھرتا ہی قریب صاحبقران نہین آتا ہی جانتا ہی یہ صاحب اسم اعظم محترم و محتشم اسپر پنجہ قابض ہونا دشوار اسپر سحر کرنا بیکار صاحبقران دیکھتے ہین بہمن نے زمین کو ہلا دیا سحر کرکے صدہا کو بیکار کیا اہل اسلام پامال بیچارون کے قدم ہٹتے جاتے ہین صدا سے گو لونکی قلب تھراتے ہین صاحبقران اس حال پرملال کو دیکھکر گھبرائے ہر چند اسم اعظم پڑھتے ہین ساحرون کو قتل کر رہے ہین لیکن مجمع انکا کم نہین ہوتا کہ بہمن نے سختی ڈالی جو سحر سے بیکار رہا اُسی کو قتل کیا اسوقت بیکار ہوکر دست دعا طرف آسمان کے اٹھا دیے آمد و رفت مین زخم بھی کھائے ہین چہرہ زرد ہونٹون پر آہ سرد دل مین درد کہ افسوس رفیق قدیم شفیق ندیم بہرام گرد بن خاقان چین جلالت آئین مفت مین قتل ہوتا ہی پکار اُٹھے اے معبود حقیقی ان بندگان خدا کو بچالے تیری راہ مین بدل و جان مصروف جہاد ہین مبتلائے ظلم و بیداد ہین انپر رحم کر

ظلم و بدعت کفار سے بچالے دریائے مصیبت سے نکال ساحل مراد پر پہونچا بموجب مضمون شعر
تجھے فضل کرتے نہین لگتی بار ۔ نہو تجھسے مایوس امیدوار صاحبقران نے جو تہ دل سے دعا کی تیر دعا
ہدف مراد پر پہونچا بقدرت پروردگار صحرا سے گرد اُڑی مگر گرد عظیم تتق گردنے روے آفتاب کو
چھپا دیا سامنے آکے دامن گرد شگافتہ ہوا آگے آگے چالیس علم نشان چالیس ہزار سوار کا پھریرون پر
تعریف الٰہی مرقوم آگے تخت پر ایک نقابدار بادلہ پوش تاجدار صاحب جاہ و وقار مرکب بادرفتار کوتل
شاطر لگام تھامے ہوے پشت پر چالیس ہزار جوانان زرہ پوش چار آئینہ بند دوش بدوش رکاب سے
رکاب سُم سے سُم ملے ہوے پرے جمے ہوے نقارے بج رہے ہین صدا قرنا کی بلند اس نقابدار تاجدار نے جو
یہ ہنگامۂ قیامت خیز دیکھا شاطر سے اشارہ کیا دیکھ تو یہ کیا معرکہ ہے کون کون جنگ کا طالب ہے کون
مغلوب ہے کون غالب ہے شاطر مثل عقاب تیز پر جھپٹا مثل پیک نگاہ چشم زدن مین پلٹ کے آیا نقابدار
بہادر سے عرض کی اے شہریار بڑا غضب ہوا صاحبقران زمان مقام کوہ عقیق سے برائے شکار صحرا مین آئے
تھے سمندر کوہی و بہمن جادو نے ڈیڑھ لاکھ فوج سے چار ہزار کو گھیرا ہے سحر سے لشکر معرض زوال مین
ہے آفتاب آسمان عربستان جلال مین ہے لیکن رخسار مضطر و بیقرار کیا عجب ہے کہ خدانخواستہ دشمن انکے
قتل ہو جائین جنگ عظیم واقع ہے یہ کیفیت سُنکر نقابدار تاجدار نے سپر و شمشیر پر ہاتھ ڈالا مثل شیر خشمناک
پشت مرکب پر سوار ہوا ساتھ والون کو اشارہ کیا اے شیران دشت نبرد تم نے سُنا صاحبقران زمان گھر
گئے ہین وقت جانبازی و سرفروشی ہے عقب مین نقابدار کے اہالیان لشکر بھی بڑھے نقابدار نے
قریب آکر بصد کر و فر نعرۂ شیرانہ کیا باشید اے کفاران بیحیا و اے نابکاران بد دغا کب تمکو زندہ چھوڑتا
ہون منم نقابدار بادلہ پوش صاحب شوکت و حشم سرگروہ مردان عالم یہ فرماکر نقابدار نے تیغ
کھینچی چالیس ہزار جوانون نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالدیا نقابدار نے بڑھکر پہلا ہی وار کیا ہزار کو
داخل دار البوار کیا فوج سمندر مین تہلکہ ڈالدیا بڑھکر علم فوج قلم کر ڈالا چالیس ہزار جوان کو بھی
چشم زدن مین مارے پلٹ کر صاحبقران نے جو دیکھا ایک نقابدار بادلہ پوش برائے مدد آیا اسنے دریاے
خون بہا دیا کسی قدر اطمینان ہوا تلوار کھینچکر طرف بہمن جادو کے بڑھے اس خیال سے کہ ایسا نہو لشکر
نقابدار پر یہ بیجا سحر کرے شکست مین یہ بہادر مارا جائے بہمن سحر کر رہا تھا صاحبقران جنگ رستمانہ کرتے قریب
بہمن کے پہونچے نعرۂ شیرانہ کیا زمین تھرائی بہمن نے پلٹ کر دیکھا صاحبقران پر سحر کرنے لگا امیر
اسم اعظم پڑھ رہے ہین سحر دفع کر دیتے ہین جب بہمن جادو نے دیکھا کہ سحر کی تاثیر نہوئی تیغ سحر کا ہاتھ
لگایا امیر نے تیغ عقرب کو اُٹھا دیا اسم اعظم پڑھکر اپنے کو بچایا یہ وار بھی اس ناہنجار کا خالی گیا امیر

نے ہاتھ مارا اُسنے سپر سحر کو اُٹھا دیا وہ بھی تیغ صاحبقران سے کٹی سر پر اس ملعون کے زخم آیا قریب تھا دو ٹکڑے ہون اُسنے اپنے کو پشت مرکب سے گرا دیا لوٹ مار کر پر پرواز پیدا کیے اڑ کر چلا امیر نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ یہ ملعون بھاگا جاتا ہی اڑا ہوا جاتا ہی بہ تعجیل تمام کمان کیانی و دش سے اُتاری تیر تین بھال کا کمان مین پیوست کیا تاک کر اُس خطاکار کو مارا بہمن سہما لیکن تیر دلدوز سینہ پر سوز پر اس مردود کے پڑا تو وہ پشت کو توڑ کر پار گذرا مردہ ہوکر زمین پر گرا لاشہ مغرور کا تڑپا اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام من بہمن جادو بود ساحرون نے جو پلٹ کر دیکھا بہمن واصل جہنم ہوا گھبرا گئے آکر لاشہ اپنے آقا کا اُٹھایا طرف طلسم ہوش رُبا کے روتے پیٹتے روانہ ہوے یہان تلوار چل رہی ہی نقابدار نے ہزارون کو مارا صاحبقران نے قتل بہمن سے مہلت پائی مقبل و بہرام کی جان بچی مگر صاحبقران نے جب سے نقابدار کو دیکھا ہی خون جسم مین جوش مار رہا ہی ہر مرتبہ چاہتے ہین کہ اس عالی مقدار کو مثل جان کے آغوش مین لون حسب و نسب پوچھون مگر جب صاحبقران لڑتے بھڑتے قریب آجاتے ہین نقابدار ہٹ جاتا ہی کئی مرتبہ صاحبقران نے پکارا اے نبرد پشت جرأت و اے نہنگ بحر شوکت و لیاقت ہم تمھاری ملاقات کے بہت مشتاق ہین نقابدار دور سے عرض کرتا ہی غلامون کی ملاقات کیا ہماری آنکھین زیارت سے روشن ہوئین کیا روز سعید ہی بلکہ یہ دن بہتر از عید ہی کہ آپ ایسے غازی کے جمال باکمال کو دیکھا آپ کل اہل اسلام کے سرپرست ہین خدا آپ کو سلامت باکرامت رکھے دین اسلام ملت بیضا کو جاری کیا دین حق کو رونق ہوئی نقابدار یہ کہکر سمندر کوہی پر جا پڑا فوج سمندر نے نقابدار کو گھیرا سمندر کوہی نے للکارا او نقابدار مفلوک تیرے سبب سے بہمن جادو مارا گیا لیکن میرے ہاتھ سے کیونکر بچے گا یہ کہکر نقابدار پر وار کیا نقابدار نے چاہا اُسکی تلوار چھین لون اس حال مین ایک بیحیا قابو پرست نے پشت سے نقابدار کو نیزہ مارا شانے پر نقابدار نے نیزہ پڑا استخوان کو توڑ کر پار گذرا نقابدار نے ہکہ مارا سنان نیزہ ٹوٹ کر شانے مین اوپر سے تلوار سمندر کی پڑی سر بھی نقابدار کا زخمی ہوا نقابدار نے بمشکل داستانہ مار دیا تیغہ سر سے نکلا لیکن جا در خون روے زیبا پر سیب سے زیادہ نقابدار کو اپنی بے پردہ پوشی کا خیال ہی حال ظاہر ہونے کا انتہا کا ملال ہی نقابدار نقاب سنبھالنے لگا سمندر نے چاہا سر کاٹ لون بے اختیار نقاب ڈالکر منھ سے نکل گیا کہ غلام آپ سے رخصت ہوتا ہی اب عدم مین ملاقات ہوگی گستاخی معاف فرمائیے گا یہ صدا کان مین صاحبقران کے پڑی جنگ مین مصروف تھے پلٹ کر دیکھا نقابدار کو تو بت بجان دکار و بہ استخوان ہا پیچیدہ ہوگئے

دہین سے نعرہ کیا اور نامرد کیا گرتا ہے زخمی کے خون سے ہاتھ بھرتا ہے یہیں آ ہو بجا منم زلزلۂ قاف سلیمان ثانی

نعرۂ صاحبقران صفدر ثمر کمے تیغ عقرب پیکے ذوالحجام	امیر عرب ضیغم روزگار بن کافران زجہان پاک کرد	بحکم خدا البتہ شمشیر جار سر سرکشان جملہ در خاک کرد	یکے تیغ صمصام و قمقام نام صدائے نعرۂ صاحبقرانی

سے گیندا سمندر کا بھڑ کا تھرا کر پیچھے ہٹا امیر نے اشقر پر کوڑا کیا وہ مرکب باد رفتار ہوا سے آگے روانہ ہو عکس کا کل صاحبقران تازیانہ اس جلدی مین آیا نقابدار کو کہ امیر نے پشت پر لیا سینہ سپر کر دیا سمندر نے جو صاحبقران کو دیکھا دریائے جرات جوش مین آیا وہی تیغۂ خون آلود لیکر صاحبقران پر چلا لیکن ملکۂ زمان نقابدار نے دیکھا کہ نقابدار گھوڑے سے گرا چاہتا ہے سو دو سو سردار قریب آئے نقابدار کو گود مین لیا گھوڑے سے اتار کر ہوادار پر سوار کیا نقابدار با دل پوش بیہوش ہو گیا ہمراہیان نقابدار لڑتے بھڑتے فوج سمندر کو پامال کرتے ہوئے طرف صحرا کے نکل گئے یہان صاحبقران و سمندر سے مقابلہ پڑا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران بھی انتہا کے زخمی ہو چکے ہین لیکن بقوت صاحبقرانی باڑھ کو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینکدی دست حق پرست بڑھا کر کمر زنجیر مین ڈال دیا نعرہ کر کے زور کیا سمندر کوہی کو قاش زین سے اکھیڑ لیا چاہا زمین پر ماروں سمندر کوہی گھبرا گیا سوچا کہ اب پنجۂ شیر سے رہائی دشوار ہے سرکشی بیکار جان بچاؤ پکار اُٹھا الامان صاحبقران نے فرمایا امان بشرط ایمان بکر سے عرض کی تا زندہ ایم بندہ ایم غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا صاحبقران زمان نے فوراً ہاتھ سے رکھدیا امیر نے کلمۂ طیبہ ارشاد کیا دل مین کینہ کر کے اس مکار نے کلمہ پڑھا اہالیان فوج کو آواز دی خبردار کوئی ہاتھ نہ اُٹھائے مین نے صاحبقران جہان کی دل و جان سے اطاعت کی سب سردار خدمت مین حاضر ہوئے مگر اس جنگ مغلوبہ مین پچاس ہزار کوہی مارا گیا بہت بڑا کھیت ہوا ملازمان صاحبقران بھی دو ہزار قتل ہوئے بہرام و مقبل بھی انتہا کے زخمی ہین سمندر کوہی بہ مکاری چوب چقماق ہاتھ مین اہتمام سواری کرتا ہوا طرف اپنی بارگاہ کے لیچلا صاحبقران زمان داخل بارگاہ سمندر کوہی ہوئے مقام صدر پر آ کر بیٹھے بہرام و مقبل وغیرہ کی زخم دوزی کی سمندر کوہی کے سر مین صاحبقران نے اپنے ہاتھ سے ٹانکے لگائے جب کل سرداروں کی زخم دوزی ہو چکی تب صاحبقران نے اپنے سر مین ٹانکے لگانے کا حکم دیا پٹیان مرہم کی چڑھی ہوئی ہین انتہا کے صاحبقران زخمی ہوئے تھے اب سمندر کوہی نے محفل عیش و نشاط آراستہ کی ساقی بچے حاضر ہوئے دور جام بے اندیشۂ انجام چلنے لگا ایک نازنین ماہ پیکر شوخ و شنگ سبزہ رنگ بقول شاعر شعر سبزہ رنگے بخط سبز دراگر دارے ٭ دام ہم رنگ زمین بود گرفتار شدیم ٭ جسکی نگاہ اس طرار قرمدر پہ پڑی کلیجہ تھام لیا اشعار عشق آمیز گا رہی ہے اہالیان محفل کا دل لبھا رہی ہے اہل محفل کو متوجہ

پایا غزل عاشقانہ آغاز کی غزل

جس ہاتھ مین خاتم لعل کی ہو گرد اُسمین زلف سرکش ہو / پھر زلف نبنے وہ دست موسیٰ جسمین اخگر آتش ہو

اے قاتل حلق بریدہ سے اک شعلۂ دل جو سرکش ہو / تو روشن حلقۂ جیب سے اپنے دیکھو تنور آتش ہو

ہو تیرہ سیہ رُو صبح ہجران مجھ سے رخصت مہوش ہو / وہ کھینچون آہ کہ خور بھی پنہان زیر دود آتش ہو

لبریز شراب ناز دکھا تو ساغر چشم کافر کو / تا زاہد پاک ملوث ہو تا صوفی دلکش مے کش ہو

تم وہ وہ زخم دل پر میرے کرتے ہو دکھلانے کو / پر برش تیغ ناز سے اپنے دل مین کرتے عش عش ہو

دل نخل مین قد کے جون زکریا چھپ کر چشم کافر سے / ابر ارہ جنبش ابرو سے کیونکر نہ زیر کشاکش ہو

لبیک کی جا تو ناقوس و جرس باخندۂ قلقل نالہ سے / دل کھینچے مین ہان کوئی ہو پر ایک نوائے دلکش ہو

بن عیسے گھر کی آرائش دشمن جان ہو عاشق کی / محراب طاق کمان بنجائے وسمۂ نرگس ترکش ہو

مانند نمکدان چرخ پر انجم حق نے بنایا اس خاطر / تا ہر لب زخم حسرت اپنا ہجر کی رات نمک چش ہو

اک خون کا دریا جذب کیا ہے خاک کوئے قاتل نے / ہان دفن کرو ایسے کشتون کی ایسی ہی زمین دلکش ہو

اس بحر مین کیا برجستہ غزل ہے ذوق یہ تمنے لکھی ہے / ہان فرزن کو جبکے سنکر شادان روح خلیل و خفش ہو

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے لیکن سمندر بے شرم اسی فکر مین ہے کہ اپنے حریف کی آبرو ریزی کرے اون بیحیا نے مکاری سے کنارہ نہ کیا نشاط سے اشارہ کیا اب حمزہ مبہوت ہے لب پر مہر سکوت ہے شراب مین بیہوشی ملا کر لایا ایک جام شراب آغشتہ بدارو بیہوشی اپنے ہاتھ مین لیکر سامنے اس دریا دل کے آیا عرض کی غلام کے ہاتھ سے نوش فرمائیے سر عزت اوپر آسمان افتخار کے پہونچائیے صاحبقران صاف باطن اس بیحیا کے مکر کو نہ سمجھے بدون رد و قدح جام پی گئے اس بیحیا نے دوسرا جام بہرام کو دیا مقبل کی طرف متوجہ ہوا صاحبقران پیتے ہی گھبرائے قلب مین شعلے بھڑکنے لگے فرمایا اے سمندر یہ کیسی شراب تھی قلب مین آگ لگا گئی سمندر نے للکارا باغی او حمزہ تو نے بہن جادو کو مارا جوانان صف شکن میرے قتل ہوے اب کہان جائیگا غصہ مین صاحبقران اُٹھے بیہوشی تاثیر کر چکی تھی اُٹھتے اُٹھتے گرے بہرام و مقبل بھی بیہوش ہوئے پکار کر سمندر کوہی نے آواز دی آہنگرون کو بلاؤ ان نہنگان دریائے جرأت کو مطوق کرو آہنگرون نے صاحبقران و بہرام و مقبل کو ہتکڑیان بیڑیان پہنائین ساتھ والون کو بھی قید کیا اس اثنا مین قیدی مجلس فلک جارم اعنی نیر اعظم ز بحر باختر شعاع مین جکڑا ہوا زندان مغرب سے برآمد ہوا ستارۂ سحری چمکا سمندر نے حکم دیا لشکر تیار کر دان سب کو خدمت مین خداوند لقا کی لیجلونگا اسی وقت لشکر مین قرنا ہوئی کوہیون نے کمر بندی کی سمندر

گینڈے پر سوار ہوا ان قیدیان مبتلاے بلا کو ارابہ پر ڈال لیا خوشی خوشی نوبت نقارے بجاتا ہوا طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے چل نکلا اب جو پسینہ آیا ہوا چلی آنکھ صاحبقران کی کھلی اپنے کو قید آہن میں مبتلا پایا سمندر گینڈے پر سوار لشکر رہروی میں بہرام سے فرمایا اس مکار نے فریب سے ہمکو گرفتار کیا اب طرف کوہ عقیق کے لیے جاتا ہی نہیں معلوم ہمارے لشکر پر کیا گذری شکار کو آئے خود شکار ہوئے جو منظور پروردگار کو کیا چارہ ہی بہرام کی بھی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے مقبل بیمار ساتھ والے اشکبار لیکن سمندر کو ہی اپنے ساتھ والون کو سمجھاتا ہوا آتا ہی کہ روبرو قدرت کے یہ جو معرکہ گذرا ہی بیان نکرنا بلکہ مین خود اس طرح کہونگا کہ حمزہ مجھکو شکار گاہ مین ملا لفنون سپاہ گری مین اسیر غالب آیا سرکار قدرت سے سب کو انعام ملین گے عمر ہماری تمھاری بڑھائین گے سب عرض کرتے ہین حضور ایسا ہی ہوگا مسلمانون کی ذلت اپنی عزت ہو سامنے قدرت کے شوکت ہو اسطور سے منزل بمنزل صاحبقران کو لیے ہوے سمندر کو ہی جاتا ہی صاحبقران زبان پر دن بھر دھوپ پڑتی ہی رنگ زرد متغیر زخمہاے کاری سر پر رہروی سے علیل ہوگئے ہین یہی کیفیت بہرام کی بھی ہی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی ہر بار مقبل سے کہتا ہی ای سرخیل وفاداران اگر قید ہماری سامنے نقاکے پہونچی بختیارک ایسا دشمن وہان موجود ہی فوراً قتل کا حکم دلوائیگا صدہا کو ہی ہم لوگون کے ہاتھ سے قتل ہوے سب دشمن ہین ہمارے واسطے رہزن ہین فلک نے عجب طور سے گردش کی مٹانے مین ہمارے کوشش کی یہ کہکر اشعار عبرت خیز وحشت انگیز بہرام نے سامنے مقبل وفادار کے بصد اضطرار پڑھے

رباعی

ہی عہد شباب زندگانی کا مزا
پیری مین کہان وہ نوجوانی کا مزا
اب یہ بھی کوئی دن مین فسانہ ہوگا
باتون مین جو پاتے ہین کہانی کا مزا

دیگر

ای حلقۂ زلف دام داری ہی عبث
ای نازو ادا تمکین کا ہماری ہی عبث
یان دل سے قرار جا چکا ہی کب کا
ای شوخی یار بیقراری ہی عبث

دیگر

گردش مین ہین خاص و عام کیا دور ہی یہ
صہباے طرب حرام کیا دور ہی یہ
جو بزم نشاط ہی جہان مین سو خراب
یکجا نہین دور جام کیا دور ہی یہ

چار منزلین سمندر نے اس جوش و خروش مین طے کین چوتھے روز پہر دن پچھلا باقی ہی کہ سمندر ایک صحراے پر فضا مین آکر اترا بارگاہ استادہ ہوئی صاحبقران وغیرہ کو قید خانہ مین بھیجدیا دربارگاہ پر خود بیٹھا ہی گرد سردار مکار بیٹھا بلبلا رہا ہی کہتا ہی کہ مین نے اس شخص کو گرفتار

کیا جو فخر رستم و سام ہی مردان عالم مین اسکا بڑا نام ہی ہمارے بزرگ سلیمان عنبرین مو کوہی
بہت خوش ہونگے بڑی لڑائی فتح ہوئی سنا ہی کہ چالیس برس سے یہ نوجوان خداوند سے لڑ رہا ہی
شہر باختر ملک موروثی خداوند پر قبضہ کیا قدرت بیچارے دربدر مارے مارے پھرتے ہین
ما بدولت انکو قیطولات پر پہونچائینگے باختر مین جاکر ڈنکے بجائینگے یہ باتین ہین کہ صحرا سے گرد اڑی
ایک جوان گینڈے پر سوار پشت پر بارہ ہزار فوج اسباب شکار ہمراہ روارو ہی مین آتے ہین
سمندر کوہی نے دور سے دیکھکر پہچانا کہا شاید ہمارے بڑے بھائی ممتاز کوہی واسطے شکار کے نکلے
تھے اس طرف آ گئے یہ کہکے اٹھ کھڑا ہوا واسطے استقبال کے بڑھا ممتاز نے بھی سمندر کوہی کو دیکھا
گینڈے سے کودا دونون آپسمین بغلگیر ہوے ممتاز نے کہا ای برادر بجان برابر تم اس مقام پر کہان سمندر
نے کہا ای رستم زمان ما بدولت طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے چلے تھے راہ مین دشمن خداوند حمزہ عرب
شکار کھیل رہا تھا میرے اسکے مقابلہ پڑا تین پہر کی کشتی میرے اسکے ہوئی اسکا قوت بازو زینت پہلو
بہرام گردن خاقان چین اسکو بھی اٹھا لیا اب سبکو مین نے قید کیا ہی خدمت خداوند مین لیے
جاتا ہون یہ سنکر ممتاز نے کہا حقیقت مین تمنے بڑا کار نمایان کیا یہ وہ شیر خشمناک ہی تمام عالم مین
اسکی شمشیر زنی کی دھاک ہی اسنے پہلوانان عالم کو مارا دیوان قاف کو للکارا اگر تمنے بہ مردی
اسکو زیر کیا تمام عالم مین تمہارا نام ہوگا مین بھی اسکو دیکھونگا ہمیشہ سے اسکا نام سنا ہی یہ مرتبہ
تمہاری قسمت مین لکھا تھا ورنہ شیران دشت نبرد نام سنکر اس جوان کا کانپتے ہین تم کہتے ہو
مین نے تین پہر کی کشتی مین زیر کیا سمندر نے کہا بھائی چلکر دیکھ لو بارگاہ مین تشریف رکھو مین خود جاکر
اسکو قیدخانہ سے لاتا ہون ممتاز کوہی اشتیاق جمال صاحبقران مین اندر بارگاہ کے آکر بیٹھا
سمندر کوہی قیدخانہ مین آیا کہا یا صاحبقران افتخار کوہیان ہمارے بھائی ممتاز کوہی سرکردہ
پہلوانان عالم یکتاز میدان شجاعت صاحب شوکت و لیاقت ہماری بارگاہ مین آیا ہی تمکو اسکے
سامنے لیے چلتے ہین جب وہ تم سے پوچھے تو کہدینا کہ سمندر کوہی نے بہ فن کشتی زیر کیا تم اقبال کرو
قدرت کے سامنے چلکر تمکو رہا کرونگا ورنہ درصورت انحراف قتل کرونگا صاحبقران نے مسکراکے
فرمایا ای سمندر کوہی جو تم کہو گے ہم کہدینگے ہمارا کیا نقصان ہی سمندر کوہی خوشی خوشی آکر پاس
ممتاز کوہی کے بیٹھا مونچھون پر تاؤ پھیرنے لگا کہا بھائی مین حمزہ عرب کو بلاتا ہون مگر ای برادر وہ
بھی جوان مشہور و معروف ہی اب اسکی آبرو ہماری دریادلی پر موقوف ہی کوئی کلمہ سخت اسکو نہ کہنا
چونکہ قید مین ہی مکدر ہو رہا ہی پوچھ کے رخصت کر دینا ممتاز کوہی نے کہا بلاؤ تو مین نے اس جوان

کا بڑا نام سُنا ہی بڑے بڑے پہلوانون سے یہ لڑا ہی اسی وجہ سے مجھے تعجب ہی سمندر بڑکہ رہا ہی کہ بھائی کوہستان کا رہنے والا ہون وہ سخت پیچ باندھے کہ سپہر اگیا آخر مین نے اکھیڑ مارا چار دن شانہ چت اگر امغلکین باندھ لین اسکے ساتھ والے بھی خوب لڑے پچاس ہزار کوہی میرے مارے گئے ایک نقابدار مدد کو آیا اُسنے قصد کیا کہ حمزہ کو چھڑا لے مین نے اُسکو بھی زخمی کیا آخر نقابدار منہ چھپا کر بھاگا ایسا حجاب ہوا کر مقابلہ پر نہ ٹھہر سکا ممتاز کوہی ہنس رہا ہی بات کا سمندر کی کچھ جواب نہین دیتا یکایک پردہ بارگاہ کا اُٹھا ممتاز نے دیکھا آفتاب آسمان عربستان ماہ اوج شوکت و شان بطمطراق جیسے ہی بارگاہ مین قدم رکھا پکار کر آواز دی السلام علیکم سلام من در این مجلس در این ما وابرکسے باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا یکی ست و دین پیغمبر برحق کو ہی بل کہنے لگا ممتاز نے منع کیا اپنے مذہب کی تعریف کرتا ہی تمھارا اسمین کیا نقصان ہی اپنے خدا کی وحدانیت کا دم بھرتا ہی کوئی دخل نہ دے سب خاموش ہوئے ممتاز کوہی نے کہا یا صاحبقران یہ کیا معرکہ ہی آپ کو ہمارے بھائی سمندر کوہی نے زیر کیا صاحبقران نے فرمایا اے ممتاز کوہی تجھے یقین آیا ممتاز نے کہا میرے دل کو یقین نہین آیا صاحبقران نے فرمایا اے بہادر اگر زیر نہوتے ہتکڑیان بیڑیان کاہیکو پہنتے ممتاز نے کہا سچ فرمائیے اپنے خدا کی قسم تو کھائیے باتون مین مجکو نہ بہلائیے صاحبقران نے فرمایا قسم کی مجکو کیا احتیاج ہی جب تو سمندر بگڑا کہا کیون حمزہ صاف صاف نہین کہتا قید خانہ مین تو ابھی ہمنے سمجھا دیا تھا اب اگر اُسکے خلاف ہوگا فوراً قتل کرونگا پہلے تو اقرار کیا اب انکار کرتا ہی جب تو صاحبقران کو غصہ آیا فرمایا او مکار مردان عالم کے ساتھ مکر کیا اب باتین بناتا ہی قتل سے مردان عالم کو ڈراتا ہی سمندر تیغہ پکڑ کے اُٹھا ممتاز ہان ہان کرتا ہی کہ دیکھو بھائی صاحب غصہ نہ کرو ہم سمجھ گئے مگر سمندر نے صاحبقران کو کلمات سخت کہے امیر با توقیر کے تیور پر بل آیا غصہ مین آکر نعرہ کیا نظم

شعلۂ شمشیر شان برق جنون من است
باک ندارم ز دار چوب ستون من است

گرمیِ بازار عشق از تف خون من است
خانۂ تاریک و تنگ بستہ نہ زنجیر عشق

ہر سو از فنا خانہ غوغاے من
بشکنم این بند را وقت جنون من است

قید کو صاحبقران نے توڑ کر مثل تار عنکبوت کے پھینک دیا سمندر نے جھپٹ کر تیغہ مارا امیر نے غصہ مین کلائی پر ہاتھ ڈالدیا سمندر جھلا کر لپٹ پڑا امیر نے بقہر و غضب تمام گردن پر ہاتھ رکھ کے ہکہ مارا سمندر کی گردن زمین سے ملادی بموجب مثل سرکش کی گردن جھکادی ممتاز منع کرتا ہی کہ یا صاحبقران جانے دیجیے امیر نے کہا اے برادر اب تم دخل نہ دو سمندر نے جواب دیا بھائی ٹھہر جاؤ

مین ابھی اسکی مشکیں باندھتا ہون تیسرا پیچ سمندر کوہی نے باندھا تھا کہ صاحبقران دونون مونڈھے تھام کرلے دوڑے ہرچند سمندر چاہتا ہی کہ قدم جماؤن ممکن نہیں شیر کے پنجہ مین گیا بارھوین قدم پر لاکر صاحبقران نے ہکہ مارا دونون گھٹنے آشنا بہ زمین ہوے سمندر نے چاہا لنگر اپنا قائم کرے امیر کب لنگر جمنے دیتے ہین کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے ہی زور مین تا بہ زانو دوسرے مین تا بہ سینہ تیسرے مین سر سے بلند کیا سمندر نے چاہا بغلون مین پاؤن اڑا کر دھر اڑاؤن فوراً صاحبقران نے داہنا قدم آگے بایان پیچھے چرخ دیا مغل طاؤس آتشبازی چکہ کھانے لگا زمین پر مارا چاہا پٹ گردن امیر نے ایک ٹھوکر ماری گرز بردوچارون شانے چت کود کر امیر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا ای سمند رحالا در شناختن پروردگار چہ میگوئی سمندر نے کہا ای حمزہ اب مین بھلا تیرا مذہب اختیار کرونگا امیر غصہ مین اٹھے جس طرح خیر گمبھیائی پر آتا ہی ایک پاؤن دونون ہاتھ سے بھتا ما چیر کر اس بچیا کو پھینک دیا تمام کوہی ملازمان سمندر تلوارین پکڑ کے اٹھے جب ممتاز غصہ مین آیا نعرہ کیا او نامرد خبردار اگر حمزہ پر دست درازی کی قیامت برپا کردونگا لاش اس نامرد کی اٹھوا لو سامنے سے میرے چلے جاؤ یہ اسی لائق تھا ملازمان سمندر لاشہ سمندر لے کر روتے پیٹتے بھاگے ممتاز کوہی کھڑا ہوگیا کہا ای شہریار آئیے شعر رواق منظر چشم من آشیانہ تست کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست پہ مقبل و بہرام کی بھی اس نے قید کاٹی صاحبقران کے لیے دنگل زرین منگوایا مقام صدر پر لاکر بٹھایا ساتھ والون کو بھی قید سے رہا کیا ملازمون کو حکم دیا کہ سامان عیش ونشاط مہیا کرو اسی وقت جلسۂ عیش آراستہ ہوا جب ممتاز کوہی جام شراب لیکر سامنے صاحبقران کے آیا صاحبقران نے فرمایا ای برادر ہم تمھارے ہاتھ کی شراب نہین پی سکتے ممتاز نے عرض کی مین حضور سے امتحان فنون سپاہ گری کرونگا اگر آپ غالب آئے مثل چاکران کمترین خدمت مین حاضر رہونگا اگر شاید مین غالب آؤن آپ اطاعت کرین مین اپنے لشکر کا بادشاہ بناؤن شرف کونین حاصل کرون امیر نے فرمایا بسم اللہ مین ابھی موجود ہون ممتاز نے عرض کی حضور قید مین رہے اس نامرد کے ظلم سہے دس پانچ روز توقف فرمائیے بعد اسکے کشتی حضور سے لڑونگا امیر نے فرمایا ای برادر مجکو عرصہ دراز گذرا کہ مین اپنے لشکر سے جدا ہون شاہنشاہ نامدار و سرداران عالی وقار کو تردد ہوگا بس اسی وقت ہمارے تمھارے امتحان ہو جاے یا مین آپ کی اطاعت کرون یا حضور میرا ساتھ دین استاد سخنور نے یون تحریر فرمایا ہی کہ ممتاز کوہی نے دوسرے دن اکھاڑا تیار کرایا صاحبقران سے کشتی ہوئی چار پہر مین امیر با توقیر نے ممتاز کوہی

کوزیر کیا ممتاز کوہی مردان عالم مین سرفراز بصدق دل مسلمان ہوا صاحبقران کی اطاعت کی اہالیان لشکر کو بھی ہدایت کی عرض کی ای شہریار غلام امیدوار ہی کہ مجکو سرفراز فرمائیے دو دن کے واسطے میرے قلعہ مین چلیے رعایا کو بھی مسلمان کیجیے صاحبقران نے فرمایا ای برادر بسر وچشم مین تمھارے ساتھ چلنے کو موجود ہون لیکن لشکر سے نکلے دو ہفتہ کا عرصہ گذرا اس ملعون سمندر کوہی نے اول بہمن جادو کا ساتھ دیا بہمن جادو روز اول مقابلہ کر چکا تھا چالیس جادوگر اسنے پہلے روز قتل کیے دوسرے دن یہ بیچیا آکر اُسکا شریک ہوا مین نے زیر کیا بیہوشی پلاکر مجکو پکڑ لیا پروردگار نے تمکو بھیجا اب وہان بادشاہ گھبراتے ہونگے لہذا اب طرف لشکر ظفر اثر کے چلو زمانہ مہلت مین ہم تمھارے قلعہ مین بھی چلین گے ممتاز کوہی تو عاشق جمال بیمثال ہو چکا ہی کہا مین بندۂ بے زر ہون دامن دولت عمر بھر نہ چھوڑونگا ملازمت کیمیا خاصیت سے منہ نہ موڑونگا بہر نوع ممتاز کوہی نے صاحبقران کے ساتھ طرف لشکر ظفر اثر کے کوچ کیا پچاس ہزار کوہی و مقبل و بہرام وغیرہ صاحبقران کے ساتھ طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جاتے ہین

دو کلمہ داستان بہمن جادو کے ساتھ والے اسکے لاشہ کو لیکر بھاگے بیان ہوتے ہین مثلث بر غزل مولانا عرفی شیرازی مصرع مومن بطور مثلث حسب حال

لذت فراست در دل شہا گریستن
خوش در خورست حسرت طوبی گریستن
پنہان ملول بودن و پیدا گریستن

مت بیحجاب روز نہ یون جھانک جا بجا ہو
ای دیدہ شرم دار کہ مقبول عشق کو
رسوا نگاہ کردن و رسوا گریستن

منظور ہی کچھ اور کہ اشک آنکھ سے چلے
من خود کنم کہ گریہ بجا لم کنی دلے
نی زیبدت بہ نرگس شہلا گریستن

ہین خونفشانیان عبث ای چشم اشکبار
گر کام دل بہ گریہ میسر شود نہ یار
صد سال میتوان بہ تمنا گریستن

حیران ہون کیہ ربط گل و شبنم ای نہرار
بدر در ابہ صحبت ارباب دل چہ کار
خندیدہ آشنا تبو دریا گریستن

بیصرفہ ہاے روئے مین کس کا ہو کون سے خون
عمرم بہ گریہ ہاے ہوس صرف شد کنون
عمرے تبازہ باید م دوا گریستن

ای شیخ سیر بندہ و خلد برین پرست	گاہے بیاد سرو قدے گریہ ہم خوش ست
تا کے زشوق سدرہ و طوبیٰ گریستن	
لاکھون تباہ حال ہین ہین اشکبار ایک	ہر کس کہ ہست گریہ بجالش و است لیک
نتوان بہ عالمے تن تنہا گریستن	
مومن یہ کہدے جاکے کہ ہو گر بہ دل پشاق	عرفی زگریہ دست نداری کہ در فراق
درودت نزول نہی برو الا گریستن	

جبکہ بہمن جادو ہاتھ سے صاحبقران اعظم کے مارا گیا ملازم اسکے لاشہ لیکر چلے سرحد ہوش رُبا مین پہونچے راہ مین ایک قلعہ ہو کہ نام اسکا قلعہ شعلہ بار ہو وہانکا حاکم و ناظم ہو طرف سے افراسیاب جادو سفاک اپنے قلعہ مین بیٹھا ہو کہ ہرکارون نے خبر دی بارہ چودہ ہزار ساحران نامی لاشہ ایک ساحر رئیس کا لیے ہوئے روتے جاتے ہین یہ سُنکر سفاک شعلہ بار بیقرار ہوکر قلعہ سے نکل آیا ساتھ والون سے پوچھا یہ کسکا لاشہ ہو تمنے کہان شکست کھائی یہ کیا آفت آسمانی آئی اُنھون نے کہا حضور شاہنشاہ بہمن کو افراسیاب نے برائے مدد خداوند لقا روانہ کیا تھا ایک صحرا مین جاکر اُترے حمزۂ عرب افسر مسلمانان برائے شکار صحرا مین آیا تھا اُس سے مقابلہ پڑا اسکے ہاتھ سے مارے گئے نام بہمن جو سفاک شعلہ بار نے سُنا بے اختیار ہوکر سر دھنا کہا یہ تو میرا خالہ زاد بھائی ہو ایسا ساحر زبردست کیونکر مارا گیا حمزۂ عرب بھی بڑا ساحر زبردست ہو ساتھ والون نے کہا نہیں حضور وہ جوان صاحب شوکت و شان مالک اسم اعظم خدائے نادیدہ ہو گرم سرد عالم چشیدہ ہو بڑے بڑے ساحران غدار اُسنے مارے ملکہ دمامہ و مشمش ایسے سرکش تھے اُسی کے ہاتھ سے قتل ہوئے یہ سُنکر سفاک نے کہا بھائی صاحب کا لاشہ ہوش ربا مین نہ لیجا ابھی تدبیر کرتا ہون ارتھی بنا صندل کی لکڑیان منگاؤ مرگھٹ پر چلکے جلا دین تمکو اپنے ساتھ لیکر چلونگا مجھکو صورت میرے بھائی کے قاتل کی بھجنواؤ اسم اعظم بند کرکے اگر آتش قہر و غضب مین نہ پھونکون تو نام اپنا سفاک شعلہ بار نہ رکھا یہ کہکر اسی وقت اُس ناری کو اُسنے جلایا سامان سفر تیار کیا پچاس ہزار ساحران غدار ہمراہ تخت سحر پر سوار ہوا طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے چلا ابر سحر تیار کر لیا اڑا ہوا جاتا ہو یہان صاحبقران زمان ممتاز کو ہی کو ساتھ لیکر دو منزل چلے ہین ایک صحرا مین آکر فروکش ہوئے بہت جلدی ہو کہ اپنے کو بہ تعجیل لشکر ظفر اثر مین پہونچاؤن بادشاہ گھبراتے ہونگے بختیارک ایسا دشمن وہان موجود ہو ایسا نہو کہ کوئی فتور برپا کرے ممتاز نے عرض کی حضور نے راستہ فراموش فرمایا اب یہان سے کوہ عقیق

پانچ منزل ہی کل سے انشاء اللہ دو منزلہ کر ینگے جلد سرکار کو پہونچا دینگے وہان لشکر میں بادشاہ اسلام جب دو ہفتے کامل گذرے اور صاحبقران واپس نہ آئے سرداران تہمتن گھبرائے بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ اے شاہنشاہ گیتی ستان صاحبقران زمان کو عرصہ ہوا غلام بہت گھبراتے ہین بادشاہ نے فرمایا مین نے بھی شب کو خواب پریشان دیکھا جواہر بن عمرو کو بلا کر حکم دیا جلد جاکر صاحبقران کو تلاش کرو ہماری جانب سے عرض کرنا کہ حضور کا تشریف نہ لانا مقام تردد و انتشار ہی ہر ایک جانباز بیقرار ہی جلد سرفراز فرمائیے جمال جہان آرا مشتاقان باوفا کو دکھلا دیجیے جواہر بن عمرو اُسی وقت بانہائے عیاری سے آراستہ ہو کر چلا لیکن امیر اُسی منزل پر فروکش ہین ہمتا و کوہی نے میر لشکر کو حکم دیا ہی کہ راستہ مفصل دریافت کرو ہمارے حضور نے راستہ فراموش کیا ہی حقیقت مین اتنے بڑے بادشاہ قہار سے مقابلہ اور حضور کا لشکر مین نہونا مقام تردد ہی پہر دن پچھلا باقی ہی صاحبقران بیرون بارگاہ نگل زرین پر جلوہ فرما ہمتا زپہلو مین سرداران لشکر تمام فروکش تھے بانا رین آراستہ کٹورا کھنکتا ہی لشکر مین چہل پہل امیر کو شراکت ہمتا و کوہی سے نہایت لطف حاصل ہوا ہی کیفیت تمام اس نیک انجام سے باتین کر رہے ہین کہ یکایک آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی صاحبقران نے سر اُٹھا کر دیکھا صاف ظاہر ہوا کہ پہلوے کوہ سے ابر سیاہ اُٹھا ہی رعد کی گرج برق کی چشمک زنی اُس ابر سے نوبت و نقارے کی آواز آتی ہی زمین دشت تھراتی ہی یکایک وہ ابر آکر شق ہوا دیکھا ایک ساحر غدار بلاے روزگار تاج سر پر انگلیاں چٹکاتا ہوا شعلہ آتش بھڑکاتا ہوا پشت پر ہزارہا ساحران خرس طینت میمون خصلت ہر برہائے آتشین پر سوار نیرنجات سحر دکھاتے ہوئے اسی صحراے ہول خیز مین آکر وہ بادشاہ مع ساحران گمراہ کے اُترا یہ وہی سفاک شعلہ بار ہی جو تلاش مین صاحبقران کی چلا تھا اُترتے ہی اس لشکر پر نگاہ کی ہمراہیان بہمن اسکے ساتھ ہین اُن سب نے عرض کی دیکھیے قاتل آپ کے بھائی صاحب کا کس جاہ و حشم سے اترا ہوا ہی ادھر صاحبقران کو ملازمان ہمتا و کوہی نے خبر دی کہ اے شہریار بہمن جادو کا بھائی سفاک شعلہ بار براے مقابلہ سرکار دولت مدار آیا ہی صاحبقران زمان نے فرمایا پروردگار مالک ہی اُسکو سب طرح کا اختیار ہی بندہ مجبور فناچار ہی فتح و ظفر عطا کریگا دامن مدعا گل مراد سے بھریگا یہ فرماکر صاحبقران بارگاہ مین تشریف لائے لیکن کوہی نو مسلم آمد ساحران دیکھکر گھبرائے بھاگنے لگے ہزارہا نکل گئے چیلے ہونے لگے بعض نے کہا بھائیو جادوگرون سے کیونکر مقابلہ کرینگے وہ ایک دانہ اگر پھینکدینگے پانون بیکار مجبور و ناچار کیا کرینگے کچھ زور نہ چلے گا جان اپنی بچانا واجب و لازم ہی یہان سوارون مین اسم ہی اور کمین

جا کر بیدل سہی جان تو بچے بعض کہتے ہین بھائی ہم تو دیہات کے ساکن ہین معاش سے مطمئن ہین چار بیگھے کا ایک باغ ہے دس بیگھے کا باغ زمیندار سے لینگے پٹہ گلے مین ڈالینگے فرد وری کر کے پوت ادا کرینگے اناج بچے گا اُسکو سوائی پر دینگے مہاجن بنینگے ہمین کیا مشکل ہے مفت مین حمزۂ عرب کے ساتھ لڑنا مرنا جانا بنا ہمسے نہوسکے گا اگر اسی طرح لڑتے مرتے پچاس برس کیونکر بسر کرتے اب نوکری سے دل بھر گیا بھائی تمھارا قول دل پر اثر کر گیا بولے جو تنے مین بڑا مزہ ہے دن بھر فرد وری کی شام کو ٹانگ پھیلا کر سو گئے آج سے توبہ کرتے ہین تلوار جا کر اپنے پیر کی درگاہ مین چڑھا دینگے بڑا ثواب ہوگا اگر کوئی ہمارے ہاتھ سے مارا گیا کیسا عذاب ہوگا لشکر کوہیان مین ہنگامہ پڑ گیا ہزار ہا چلے گئے چند کس مرنے والے قوم کے سپاہی انھون نے اپنی بات نباہی باپ بیٹے کو سمجھا رہا ہے اے نور نظر نام بڑی چیز ہے لڑائی سے منہ پھیرنے والا بدتمیز ہے جسکا نمک کھایا جان اُسکا پسینہ گرے گا اپنا خون بہائینگے لڑ بھڑ کر مر جائینگے جو بہادر دیکھے گا آفرین کہیگا مشہور ہوگا یہ جوان سور تھا ہر ملک مین نام ہوگا یہان تو یہ کیفیت تھی لیکن سفاک نے حکم دیا طبل جنگی بجے کل سر میدان حمزۂ عرب کو للکارونگا اپنے بھائی کے خون کا بدلا لونگا اس سردار کو دار پر کھینچونگا اتنے بڑے نامی و گرامی کو سر میدان مارا یہ خون بالا بالا نجائیگا اسکے خون کے معاوضہ مین تا کوہ عقیق گلزار سلیمانی خون کا دریا بہا دونگا تھوڑے ہی عرصہ مین سن لینا اس قوم کا نام صفحۂ ہستی سے مٹا دونگا صدائے طبل جنگی بلند ہوئی صاحبقران زمان بارگاہ مین جلوہ فرما ہین کہ جاسوسان لشکر ممتاز کوہی حاضر ہوئے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی نظم

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ — گل سرخ تابد چو روشن چراغ
نگین سعادت بنام تو باد — ہمہ کار عالم بکام تو باد

شہر یار عالم کی عمر دراز ہو سفاک شعلہ بار نے طبل جنگی بجوا دیا کل اُسکا ارادہ ہے کہ بندگان شاہنشاہی سے مقابلہ کرے آتش کین و عناد کو دوبالا کرے مثل شعلہ جوالہ بھڑک رہا ہے حقیقت مین ملعون آگ کا پتلہ ہے امیر نے فرمایا اپنی آگ مین آپ جلے گا آب تیغ سے ٹھنڈا ہو جائیگا کہدو ہمارے لشکر مین بھی عنایت ایزدی طبل جنگی بجے پروردگار معین و مددگار ہے یہان بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ممتاز کوہی نے عرض کی ہزارہا نا مرد جان کے خوف سے نکل گئے عین وقت پر ٹل گئے صاحبقران نے فرمایا اے ممتاز ترد د و انتشار کو دل مین جگہ نہ دو بلکہ نقیبون سے کہو کہ لشکر مین پکار دین جن صاحب کو جان دنیا ہو وہ میرا ساتھ دین ورنہ رات ہی کو چلے جائین بوقت سحر سامنے سے حریف کے قدم نہ اُٹھائین اگر میری فتح ہو اُنکا گھر ہے بلا تکلف چلے آئین مین اُنکو وہی جگہ دونگا کچھ شکایت نہ کرونگا اگر حال شکست سن لینا تمکو اختیار ہے ممتاز کوہی ان باتون پر صاحبقران کی ہہ کہ کرنے لگا قدمون کو بوسہ دیکر عرض کی حضور

جو مرنے والے ہین وہ جان دینگے جو نامرد و بزدلے ہین وہ بھاگ جائینگے یہان تو لشکر مین تیاری ہونے لگی سفاک آتش بار دو پہر رات گئے ہوم خانے مین داخل ہوا سحر تیار کرنے لگا اس بیجیانے ایک ماش کے آٹے کا پتلہ بنایا اسپر سحر کرنے لگا منظور ہی کہ صاحبقران کا اسم اعظم بند کرنے کی تدبیر کردن اسم سحر پڑھ پڑھ کر سوئیان جسم مین اُس پتلے کے نصب کر رہا ہی آنکھون کو باقی رکھا تمام جسم سوئیون سے معمور کر دیا طریقہ سحر سے پتلے کو بھر دیا ایک طائر موم کا بنایا اُسکو شیشے مین اُتار اُسنے شیشے کا بند کیا شیشہ جھولی مین رکھا صبح ہوتے ہی ہوم خانے سے نکلا گھبرا ہوا دریاے سحر مین غوطہ مارکر گیدن مست پر سوار ہوا کل ساحرون کو ساتھ لیکر سمت میدان چلا یہان صاحبقران زمان بصد شوکت و شان پشت اشقر پر سوار ہوے حمتاز کو بھی ساتھ ہی اب جو صبح کو دیکھا چالیس ہزار کو ہی نکل گئے دس ہزار مرنے والے بھڑنے والے جان نثار سر فروش بصد جوش و خروش ہمراہ رکاب سعادت انتساب آکر میدان کارزار مین پہونچے سفاک شعلہ بار شب کو تدبیر اسم اعظم بند کرنے کی کر چکا ہی باطمینان تمام گینڈے کو بڑھا کر میدان جنگ مین آیا سلح شوری دکھلائی گوے آسمان پر بھینکے شعلے بھڑکائے عجائب و غرائب سحر کے دکھائے اہالیان لشکر حمتاز گرمی سحر دیکھکر گھبرا رہے ہین ایک کی ایک پر نگاہ متردد و متوحش دل مین کہتے ہین کہ دیکھین اس بیجیا کی آتش سحر سے کیونکر نجات پاتے ہین وہ سفاک آتش بار نے گینڈے کو روکا دستک دیا جاتا ہی نام سامری و جمشید کا لیتا جاتا ہی بیحرف و خطر پکار کر آواز دی کہ یا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان مقابلے مین میرے آئیے فنون سیاہ گری دکھلائیے بھمن کا خون جوش مار رہا ہی اُسکے معاوضہ مین قیامت برپا کرونگا خون سے بیگناہون کے ہاتھ بھرونگا صاحبقران زمان کو بھلا ان کلمات کی کب تاب ہی فوراً اشقر ولیوزاد کو پرے سے نکالا ہر چند حمتاز نے عرض کی کہ غلامان جانباز کس دن کے واسطے ہین اگر دریاے آتش ہوگا کود پڑینگے جان قدم اقدس پر نثار کرینگے اُسوقت صاحبقران نے فرمایا اے حمتاز واقعی تم ایسے ہی شیر ہو مگر سمجھو تو کہ یہ ساحر مکار ہی اسکے سامنے تم جا کر کیا کروگے پروردگار سے دعا کرو فتح و نصرت حاصل ہو اہالیان کوہستان کو تسکین دل ہو تمام سرداران نامی نے ہاتھ اُٹھا کر امیر کو دعا دی صاحبقران زمان کس شوکت و شان سے پشت اشقر پر سوار ہوے مرکب اشارے سے اپنے راکب کے برق بنگیا چاہتا تھا کہ سبزۂ فلک اخضری کو پامال کرون نیمچہ ہاے بغل سے عدو کو قتل کرکے زمین کارزار لال کرون طرارے بھرنے لگا مثل برق چمکا بقول ذوق

تیرے توسن مین وہ جلدی کہ اگر چھیڑ دے تو شبدیز فکر بھول گیا ڈھنگ چال کا	دیگر	یون وہ اُڑ جاے کہ جیسے سر آتش زیبق ہر باگ کہکشان کی دہانہ ہلال کا

اس عظم وشان سے صاحبقران زمان مرکب بادرفتار کو اُڑا کر چلے لیکن سفاک شعلہ بار پیچھے ہٹایا ساحری کیطرف صحرا کے گولہ مار اسب نے دیکھا کڑا کے کی سُم مرکب کے صدا بلند ہوئی ایک جوان سیاہ رو کریہ منظر خوک پیکر دور کابے گھوڑے پر سوار وہ نابکار نیزہ ہلاتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا سفاک شعلہ بار نے آواز دی ای خیر خواہ حمزہ عرب کو ٹوک لے مدتون تیری خدمت کی تھی وقت خیرخواہی ہو دشمن کے لیے تباہی ہو وہ بیحیا نیزہ ہلاتا ہوا صاحبقران پر جا پڑا نیزہ امیر سے چلنے لگا امیر نے تیسری طعن مین نیزہ اس مغرور کا ہوائی کیا اُسنے قبضہ شمشیر بر ہاتھ ڈالا امیر پر ہاتھ تلوار کا لگایا امیر نے وار اسکا ردک کر نعرہ شیرانہ کیا ہاتھ عقرب کا لگایا اُس خودسر نے سپر کو چہرے کی پناہ نہ کیا سر آگے بڑھا دیا آہین کچھ سر تھا تیغہ عقرب سلیمانی اُسکے سر پر پڑا سر اسر کلے جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مثل قطرہ آب گذری صندوق سینہ پر جا کر رُکی قفس جسم خاکی دو ہوا لڑکھڑا کر وہ جوان گھوڑے سے گرا قفس سینہ سے ایک طائر ہفت رنگ نکلا گرد سر صاحبقران چرخ مارنے لگا رنگ روے صاحبقران یکایک متغیر ہونے لگا سفاک شعلہ بار نے شیشہ جھولی سے نکالا منہ کھول کر اُس طائر ہفت رنگ کو آواز دی سات چرخ گرد سر امیر لگا چکا تھا آواز اپنے مالک کی سُنکر زمزمہ سرا ہوا شیشہ مین کُندے باندھکر اُتر پڑا سفاک شعلہ بار نے دہن شیشہ موم سے بند کیا شیشے کو جھولی مین رکھا پکار کر آواز دی لو یار واسم اعظم حمزہ مین نے بند کر لیا اب گرفتار کرد مسلمانون کو گھیر کر مار لو مقبل نے جو بڑھکر دیکھا حقیقت مین طائر کو دیکھکر رنگ روے صاحبقران اُڑ گیا چہرے پر اُداسی چھائی ہو ہاتھ پاؤن مین رعشہ پسینے پسینے ہو نٹھون پر خشکی مقبل نے بڑھکر پوچھا ای شہریار خیر تو ہو امیر نے فرمایا حقیقت مین دریاے حیرت کا دل پر جوش ہوا اسم اعظم مجھکو فراموش ہوا ناظرین پر واضح ہو کہ دو چیزین صاحبقران کے پاس نایاب مین ابتداے نوشیروان نامہ مین ملا فیضی دغیرہ نے تحریر فرمایا ہو کہ جب صاحبقران اسکے تعاقب مین چلے قارن بھاگا راہ مین قارن کو ایک ساحر ملا اسنے اسکو دامن مین اپنے پناہ دی قارن نے کہا دشمن نوشیروان میرے تعاقب مین آتا ہو اس ساحر کا عقاب نام تھا اُسنے کہا مین حمزہ کو مار دونگا سحر کرکے گرفتار کر لونگا لکھا ہو کہ اُسوقت بزرگان دین نے آکر صاحبقران کو اسم اعظم الٰہی تعلیم فرمایا امیر نے اسم اعظم پڑھکر عقاب جادو کو مارا بعد ازان عقاب و قارن دیوبند کو بھی قتل کیا دوسری صورت یہ ہو کہ جب صاحبقران ملک کبر دتیہ پر پہونچے بختیار شاہ کبر دتی کو مسلمان کیا اُسنے مین صحبت مین امیر سے رو رو کر کہا ایک فرزند میرا نوجوان صاحب شوکت وشان حسین وخوش رو اپنے زمانے کا رستم طلسم آہوان مین جاکر قید ہو گیا ہو اُسکے غم مین بیقرار ہون صاحبقران براے رہائی خسرو زرین کلاہ فرزند بختیار شاہ

دشت آہوان مین پہونچے اُس مقام پر آکر بزرگان دین نے اسم اعظم الٰہی تحریر فرمایا بہر نوع صاحبقران اعظم صاحب شوکت وحشم راز دار اسم اعظم رب اکبر ہین لیکن بند ہونے کی صورت یہ ہی کہ ساحر سحر کرکے زبان پر قبضہ کرتا ہی زبان مین لکنت ہو جوش حیرت ہو لفظ صحیح زبان سے نہ نکلے یہ صورت بند ہونے اسم اعظم کی ہی تحفۂ دیگر کامل و اکمل حرز ہیکل مصنف نے اسکے ملنے کا ذکر کسی مقام پر نہین کیا نہ کسی جگہ جنگ ساحران مین مثل چاہ ماران وام الجبال و عنظلی آباد کے اس حرز ہیکل کا ذکر تحریر کیا مگر ہفت دربند فرعونیہ پر جب شہنشاہ جادو سے مقابلہ تھا ایک شب کو امیر طلایہ کی گشت مین تھے کہ ایک فقیر سامنے سے آیا اُسنے دست بستہ عرض کی مین نے آپ کی سخاوت کا شہرہ سُنا ہی ظاہر ہی کہ آپ مجاہد راہ دین اسلام ہین نسل مین حضرت خلیل کے جنپر پروردگار نے آتش کو گلزار کیا پس امیدوار ہون کہ چند ساعت کے واسطے حرز ہیکل مجکو عطا فرمایئے میرا فرزند نوجوان دیوانہ ہو گیا ہی حکما نے بتایا ہی کہ اگر حرز ہیکل صاحبقران آئے پانی مین دھو کر وہ آب نایاب اس وحشی کو پلایا جاوے چشم زدن مین صحت پائے بس راہ خدا مین وہ تحفۂ کامل و اکمل یعنی حرز ہیکل مرحمت فرمایئے مین بوقت سحر لا کر حاضر کرونگا راہ خدا کا نام سنکر صاحبقران بیقرار ہوے گلے سے حرز ہیکل اُتار کر اُس درویش مکار کو دی اُسنے آواز دی او حمزہ منم دلنواز جادو بادشاہ طلسم عجائب برادر شہنشاہ جادو اب یہ حرز ہیکل طلسم عجائب مین جائیگی میرا بھائی چشم زدن مین تمکو قتل کریگا اس مقام پر مصنف دفتر نے تحریر کیا ہی کہ صاحبقران بیہوش ہو گئے پس بعد عرصۂ دراز کرب عمارہ ہی جا کر طلسم عجائب کو فتح کرتے ہین تب حرز ہیکل دستیاب ہوتی ہی مراد اس بیان سے مصنف کی یہ ہی کہ سفاک شعار بار نے اسم اعظم بند کر لیا ہی حرز ہیکل گلے مین صاحبقران کے موجود ہی اسوجہ سے بیہوش تو نہوے لیکن رنگ رو متغیر زبان مین لکنت جب ساحرون نے بلوہ کیا سفاک نے مغلوبہ کا حکم دیا صاحبقران تیغ عقرب سلیمانی کھینچکر جا پڑے لیکن نہایت مضطر و حیران تیغہ صاحبقرانی دو انگل سے زیادہ نہین کاٹتا ہاتھ دستگیری نہین کرتے ثابت قدمی نے دامن دولت چھوڑا جرأت نے منہ موڑا اس حال پر ملال مین بھی کئی سو ساحر قتل کیے ممتاز کوہی وغیرہ جی داری کرکے جا پڑے ساحرون سے بہ جرأت و شوکت لڑے لیکن سفاک شعلہ بار بھی حاکم دربند طلسم ہوشربا فن سحر و ساحری مین یکتا ہی کوہیون کو کب مانتا ہی غیر ساحر اگر فیل مست ہو اُسکو لقمہ سے بھی کم جانتا ہی ایک گولہ اُٹھا کر پھینک مارا شعلہ ہاے آتش بھڑکے لکہا سا ابر گرکے دھوان بلند ہوا ممتاز کوہی و بہرام گرد بن خاقان چین و مقبل نامدار مع تمام کوہیان صف شکن و پہلوانان پلٹین کے اس دھوین سے نابینا ہو گئے بیقرار ہو کر گھوڑون سے گرے ساحران غدار نے ان سب مردان عالم کو بکیش بے بس کرکے گرفتار کر لیا اب صاحبقران زبان بستہ و تنہا رہ گئے اسم اعظم بند دل دردمند لیکن لڑائی مین مصروف اس

حال ہین بھی کوئی اس شیر کے مُنھ نہین چڑھتا کسی ساحر کا قدم آگے نہین بڑھتا شیرانہ زیر نخل جھوم رہے ہین قبضۂ شمشیر چوم رہے ہین سفاک شعلہ بار نے جو دور سے دیکھا کہ حمزہ تیغ بکف جرات مین وہی شرف کسی کو اپنے قریب نہین آنے دیتا جب ساحر بڑھتے ہین ہنگا نہ تلوار کھینچکر جاتے ہین دو چار ساحرون کو قتل کر کے پھر سایۂ نخل مین آتے ہین اسنے پکار کر آواز دی اونامردو مین نے اسم اعظم حمزہ بند کیا میرے پیرون نے مجکو خبر دی ہی کہ گلے مین حمزہ کے حرز ہیکل موجود ہی اسوجہ سے سحر تاثیر نہین کرتا جرأت کم مزاج برہم اُسیر بھی کس شان وشوکت جرات وہمت سے لڑ رہا ہی بلوہ کر کے جاپڑو حمزہ کو گرفتار کر لو یہ سنکر کل ساحران غدار پرے باندھکر جمے قصد ہوا ایک مرتبہ چار جانب سے جا پڑین اسوقت امیر با توقیر کو اک عالم یاس چھا یا اداس باوجود صبر وجبر کے بیساختہ چند اشعار حسرت آمیز بیاد یاران ہمدم مین زبان سے نکل گئے اشعار

تخلصی کب ہی کہ مُرغ روح قید تن مین ہی	جان بدن مین ہو بدن آغوش پیراہن مین ہی
رورہا ہی وہ بھی میرے اضطراب اشک پر	کوئی آنکھون مین تڑپتا ہی کوئی دامن مین ہی
انقلاب ایسا دکھا ای لطف قاتل آج تو	زخم مین آئے جو ڈورا دیدۂ سوزن مین ہی
بعد مردن دیکھنا دیوانگی کا میری اوج	ماہ نو ہوگا وہی طوق آج جو گردن مین ہی
خاطر صافی مین تیرے کس طرح سے آئیگا	وہ جو میرے قتل کا کینہ دل دشمن مین ہی
بعد مردن آرزو مین خاک سے پیدا ہوئین	میرا لاشہ صورت دل سینۂ مدفن مین ہی
خون روئے غم بھرا غبار صورت دیکھکر	میرے زخمون کا نمک شاید مرے جوبن مین ہی
گل ہوا جب غنچۂ شرم نوعروسی پھر کہان	شاہد ردپوش ہی جب تک کہ پیراہن مین ہی
ملگئی یہ خاک کیسے حسرت پابوس مین	اک بگولا سا مرے گرد قدم توسن مین ہی
باغ ہستی کی ہوا سے سرد پھر کیا ای نسیم	ہوگا پژمردہ وہ گل جو دہر کے گلشن مین ہی

یا صاحبقران جو گل باغ دہر مین کھلا ایک دن اسیر خزان آنا بھی ضرور ہی باغبان قضا و قدر نے گلشن عالم کو عجب رنگ سے آراستہ کیا کبھی خزان کبھی بہار بقول شاعر شعر

اک طور پر نہین ہی زمانے کا رنگ آہ	معلوم ہو گیا ہمین بلبل و نہار سے

اول غنچہ پیدا ہوا گویا طفل شیرخوار ہی دہن بھی کھلنے نہ پایا باغبان بدعت صرصر غم نے اُس غنچہ کو گرا یا گویا طفل شیرخوار مرا پھول کھلا بلبل دیکھکر شادہونے پائی بوقت سحر گلچین نے دست رازی کی صاف معلوم ہوا نوجوان نے پردہ دنیا کو چھوڑا شاید پھول پھل ہوا گویا انسان کو ثمر باغ جوانی سے حاصل ہو گیا اب پھل پر دست درازی ہوگی صاحب اولاد مرا اگر پھل بھی نہ توڑا گیا مثل اسکے کہ

انسان ضعیف ہوا ہاتھ پانون بیکار ہوے چلنے پھرنے سے معذور ہوا انجام فنا اگر ہزار برس جیے پھر بھی دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہوا انجام یہی ہی مصرع حرمت شاہ و گدا زیر زمین یکسان ست ٭ آخر دو گز کفن و گوشۂ قبر دنیا کا یہ مآل ہی مرنے کا خوف کیا ایک دن مرنا ضرور ہی اس امر کا خیال آیا قلب تھرایا کہ ایسے مقام پر قتل ہوے لاش زاغ و زغن کھائینگے یہ اعضاے جسم پروردۂ ناز و نعم طعمۂ درندان صحرا ہو جائینگے دفن و کفن تک ممکن نہوا جنازہ بھی دھوم سے نہ اٹھا یاران ہمدم شریک نہوے گوشۂ تنہائی قبر ناممکن ہوا افسوس کہ یاران باوفا نے ہمٹی نہ دی ہر چند کہ رب اکبر نے فرزندان نامور صاحبان شوکت و حشم و سرداران جلیل و مغیران عقیل مرحمت فرمائے جہاندار خدا مین بڑے بڑے شرف پائے لیکن وقت مرگ یکہ و تنہا دام حسرت و یاس مین مبتلا ہون ان خیالات مین آنکھون سے آنسو جاری ہوے ہجوم لشکر غم و ملال خیال موت لطف عیش و عشرت فوت یکایک من جانب اللہ قلب مضطر نے مژدہ دیا کہ ای غریق دریاے مصیبت وای گرفتار لجۂ محیط آفت کیون گھبراتا ہی شعر مشکلے نیست کہ آسان نشود ٭ مرد باید کہ ہراسان نشود ٭ اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کر وہ خالق کونین بانی بناے عالم ناخداے کشتی دو جہان تیرا بیڑا پار کریگا گرداب بلا سے نجات دیگا دل نے جو یہ مژدہ سنایا رنج و ملال خود بخود دفع ہوگیا قلب کو قوت روح کو راحت حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی طرف آسمان کے سر اٹھایا عرض کی ای رحیم و کریم وای سمیع و علیم قادر و مختار و ستار و غفار اس عبد ذلیل کی ذلت کو جائز نہ رکھ بچپن سے تونے میرا ناز اٹھایا مور ضعیف کو مرتبۂ سلیمانی عطا فرمایا نوشیروان ایسا بادشاہ عالیجاہ نہیب شمشیر سے اس گنہگار کی تھرایا گوشۂ عافیت ڈھونڈھا زیر طاق کسرا عالم کفر مین دیکر مر القاے بے بقا دعوی خدائی پر مغرور شیشۂ دماغ بجیا کا شراب کبر و نخوت سے معمور فوجین بے سرداران خرس طینت متکبر کے گرد جمع تھے اسکو میرے ہاتھ سے شکست دلوائی اس قطرہ ناچیز نے آبرو پائی آج ایک ساحر ذلیل کے ہاتھ سے قتل ہوتا ہون یقین کامل ہی تو ذلت میری جائز نہ رکھیگا عزت و آبرو بچائیگا میری زبان اس لائق نہین ہی کہ تیری صفت کردن نظم

فروزندۂ ماہ و ناہید و مہر
نہ بینی مرنجان دو بینندہ را
نیابد بدو راہ جان خرد
میان بندگی را ببایدت بست
بفرمان ہا تر رفتن کردن نگاہ

زنام و نشان و گمان برترست
نیابد بدو نیز اندیشۂ راہ
خرد را و جان را ہمین سنجد او
خرد گر سخن برگزیند ہمی
توانا بود ہر کہ دانا بود

نگارندۂ برشدہ گوہر است
کہ او برتر از نام و از جایگاہ
در اندیشۂ سخنہ کی گنجد او
ہمان را گزیند کہ بیند ہمی
ز دانش دل پیر برنا بود

خداوند کیہان و گردان سپہر
بہ بینندگان آفرینندہ را
سخن ہرچہ زین گوہران بگذرد
ستودن نداند کس او را چو ہست
پرستندہ باشی و جویندہ راہ
ازین پردہ برتر سخن گاہ نیست

ہستیش اندیشہ را راہ نیست دیگر	اے خالق بے نیاز میرے	اے مالک کارساز میرے	مجھ عاجز خستہ کی مدد کر
عصیان کے حجاب سے ہو منتظر	عصیان کے حجاب سے مفر دے	دامن گل آرزو سے بھر دے	یہ جو بیقرار ہو کر صاحبقران زمان

نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا قدرت خدا سے لگۂ ابر سیاہ آسمان پر نمایان ہوئے اب کل ساحرون نے دیکھا کہ ایک نقابدار زرین پوش تخت یاقوت نگار پر سوار پشت پر ہزارون دیوان مہیب ان سبھون کے کاندھون پر تخت اُن تختون پر سرداران شیر دل و غازیان جرأت پسند جوانان تنومند سوار سر پر پاس نقابدار عالی وقار کے ایک باز سفید سایہ افگن مثل برق تڑپ رہا ہے پہلو مین عیار طرار خنجر گذار قنطورۂ زربفتی پیتیا وہ سقرلاتی گوپھن عیاری سے درست و چست و چالاک بیباک طرار و فرار اپنے آقا کے سر پر مگس رانی کھڑا کر رہا ہے رعب و داب و سطوت و صولت تہور و شجاعت مثل چاکران کمترین ہمراہ دیوان سرکش کے ہاتھ مین علمہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے انپر حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی بخط جلی مرقوم صدہا نقابدار نگاہ سے صاحبقران کے گذرے مگر اس شوکت و شان کا جوان کبھی ملاحظہ نہین فرمایا جسوقت نقابدار عالی مقدار کی نگاہ حال پر ملال صاحبقران پر پڑی عیار نے بھی عرض کی اے صاحبقران غضب ہوا صاحبقران اعظم مبتلائے رنج و الم ہین یہ سنتے ہی نقابدار زرین پوش نے حکم دیا جلد لشکر کو زمین پر اُتار دکل دیوزادزمین پر اُترے تخت رکھکر طرف صحرا کے بھاگے نگاہون سے مخفی ہوگئے لیکن عیار طرار نے مرکب سہ چشمی سامنے نقابدار کے حاضر کیا نقابدار نے رکاب سعادت انتساب مین پانون رکھا خانۂ زین کو مثل خانۂ آفتاب روشن کیا ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو جیسا کہ مرکب سہ چشمی صاحبقران کے پاس موجود ہے ویسا ہی مرکب اس نقابدار زرین پوش کے زیر ران دیکھنے والے حیران ساٹھ ہزار جوانان شیر دل صف شکن تیغزن غازی و مجاہد پشت پر نقابدار کی تلوارین کھینچکر آگئے اپنے آقا کو تلوارون کی چھاؤن مین لیا نقابدار عالی وقار نے مرکب کو مہمیز کیا اشہب تیز گام کلانیان مارتا ہوا طرارے بھرنے لگا بادم صرصر سے کہتا ہے ای غاشیہ بردار ہوشیار میری ہوا داری کر دم تیز روی کا نہ بھرے کیسے ہوا ہو گیا لیکن نقابدار زرین پوش نے ساتھ والون سے اشارہ کیا کہ ای جوانان شیر دل محزون و ملول ہونا نہین سب صاحبون کو اپنے سے بہتر و برتر جانتا ہون لیکن آپ لوگون کا اس جنگ مغلوبہ مین شریک ہونا مناسب نہین اُن جوانان سرفروش نے دست بستہ عرض کی غلامان جانباز اس بات کو قبول نہ کرینگے اگر دریائے آتش ہوتا ورہی کرین آب تیغ بید ریغ سے شعلہ ہائے سرکش کو بجھا وین ناریون پر برس پڑین یہ ساحر کیا ہین مرنے کو غلام شرف جانتے ہین ان مکارون کو خوب پہچانتے ہین حضور کچھ نہ فرمائین بسم اللہ مرکب بڑھائین نقابدار نے مرکب بڑھایا تلوار آبدار نیام سے لی نعرہ شیرانہ کیا باشید ای کفاران بیحیا وای

تا بکاران پر دغا ہر کہ داند داند و اگر نداند فنا مستمند منم نقابدار زرین پوش صاحبقران عمر سخن کن
بحر و بر یا صاحبقران اعظم نہ گھبرائیے گا یہ عبد ذلیل رب جلیل برائے مدد بندگان عالی حاضر ہو ہر چند
کہ ہماری کیا مجال ہو حضور ایسے صف شکن تنفیرن کی مدد کرین یا کوئی بلا رد کرین حضور تو خود اہل اسلام
کے مددگار ہین بادشاہ ذوی الاقتدار ہین خدا حضور کو سلامت با کرامت کرکھے آپ کے نام نامی اسم
گرامی سے شرف دین خلیل الرحمان ظاہر ہوا نام رب اکبر سے ہر ایک خرد و کلان ماہر ہوا ایسے کلمات عجز و
انکسار زبان معجز بیان سے فرما کر بصد کروفر فوج کفار پر آکر گرا صاحبقران زمان نے سر اُٹھا کر ملاحظ فرمایا
اپنے کانون سے سُنا کہ نقابدار زرین پوش اسم اعظم آلہی پڑھ رہا ہو باز سفید سر پر سایہ فگن جو ساحر
سحر کرتا ہو نقابدار اسم اعظم لفصاحت و بلاغت پڑھکر اُسکو باطل کر دیتا ہو اگر گولہ ساحر کا بلند ہوا باز
سفید مثل برق بلند ترہوا اُس گولے پر منقار لگائی وہ گولہ پھٹکر کسی ساحر کے سر پر پڑا جلکر خاک ہوا
چشم زدن مین قصہ پاک ہوا صاحبقران حیران حیران ملاحظہ فرما رہے ہین مگر زخمون سے چور چور
غیرت نے دامن تھاما کہ مقام افسوس ہو یہ نقابدار تو اس طرح شوکت و شان دکھا رہا ہو اسم اعظم
اسکو کیونکر حاصل ہوا سب صفتین صاحبقرانی کی اسمین موجود ای معبود یہ کیا معرکہ ہو تیرے راز و نیاز
مین کسکو دخل ہو صاف ظاہر ہو کہ زمانہ ہماری صاحبقرانی کا ختم ہوا دوسرے صاحبقران کو تو نے پیدا کیا دیکھیے
اب انجام کیا ہوتا ہو یہ سوچکر ہاتھون سے فرمایا وقت دستگیری ہو آرزو ہو کہ پانون ثابت قدمی کرین پشت اشقر پر
بھی ہاتھ رکھا فرمایا ای مرکب وفادار تیرا راکب مجبور و ناچار ہو باد رفتاری دکھا دے قلب لشکر مین پہونچا دے ای جرات
صف شکنی میدان کارزار کو ہلا دے ایسے کلمات حسرت آیات جو زبان سے نکلے اشقر دیو نژاد نے تیور بدلے طرارہ بھرا
اب تو صاحبقران بھی لڑتے بھڑتے چلے لیکن نقابدار زرین پوش نے دریا خون کے بہا دیے طبقے زمین کے ہلا دیے سحر تو
اس جوان پر تاثیر نہین کرتا اگر اہالیان فوج اسکے مبتلائے سحر ہوتے ہین اسم اعظم پڑھکر اُنکو بچاتا ہو ادھر
صاحبقران زمان کو جوش حیرت اپنے حال پر ملال پر عبرت اسم اعظم فراموش مثل تصویر تصور خاموش
نقابدار زرین پوش نے بھی دور سے دیکھا کہ رنگ روے صاحبقران متغیر ہو عیار طرار سے کہا ای برادر
طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ اسم اعظم صاحبقران بند ہو چکا ہو رنگ روے مبارک تو ذرا دیکھو مائل
بزردی ہو لیکن ماشاء اللہ کس جرأت و ہمت سے ننگا نہ پلنگانہ لڑ رہے ہین مگر مجبور ہین ساحرون نے
بلوہ کیا ہو عیار نے عرض کی ای صاحبقران اصغر جرأت صاحبقران زمان کا کیا ذکر ہو دیوان قاف کو
للکارا ثانی سلیمان لقب پایا انکے نام سے جرات کو فخر حاصل ہو مردان عالم کو تسکین دل ہو آفتاب
آسمان جرأت یکہ تاز میدان شجاعت انکا مثل و نظیر نہین ہو انشاء اللہ حقتعالی آپ کو بانہاے

صاحبقرانی دلائے اُسوقت لطف ہوگا نقابدار زرین پوش نے فرمایا وقت و ساعت پر موقوف ہی مین چاہتا ہون کہ مجھسے اور صاحبقران سے مقابلہ نہو بسہولیت بانہاے صاحبقرانی ملجأ مین عیارانے عرض کی یہ امر بہت دشوار ہی یہ باتین کرکے لڑتا ہوا طرف سفاک شعلہ بار کے چلا سفاک شعلہ بار کو بھی اپنی سحر و ساحری پر غرور ہی دور سے نقابدار کو للکارا او نقابدار زرین پوش کہین سے چند انچھر سیکھ کر آیا ہی مجکو شعبدہ سحر و ساحری دکھاتا ہی نہین جانتا کہ منم سفاک شعلہ بار مصاحب افراسیاب نامدار چشم زدن مین اسم اعظم حمزۂ عرب مین نے بند کیا تجھ ایسون کی کیا حقیقت ہی ابھی آکے تیرا نام و نشان مٹاتا ہون یہ کہکے فوج ظفر موج نقابدار زرین پوش پر جھپٹا گولہ سحر کا مارا زمین تھرائی کئی ہزار ملازم نقابدار کے زمین پر گرے گھوڑے بدلگامیان کرنے لگے شعلہ ہاے آتش بھڑکے کتنے جوان آبرودار آتش سحر سے جل گئے صداے فریاد و الغیاث بلند ہوئی نقابدار زرین پوش نے جو فوج کا یہ حال دیکھا بقہر و غضب تمام طرف شعلہ بار کے پلٹا مگر بلحوظ خاطر ناظرین رہے کہ وہ باز بلند پرواز سر پر نقابدار کے اس طرح چرخ مارتا ہی جس طرح گرد شمع کے پروانہ پھرتا ہی پنجہ ہاے آہنی چل رہے ہین پرون سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین کوئی اس راز سے واقف نہین کہ یہ باز کیا چیز ہی سحر ساحران کو دفع کرتا ہی دل و جان سے دم محبت کا بھرتا ہی اُس طائر کو دیکھکر ہوش اُڑتے ہین طائر وہم و خیال اس اسرار کو نہین پا سکتا کوئی مکار و غدار قریب نقابدار کے نہین آسکتا جب نقابدار بڑھا باز بھی چلا ساتھ دینے سے باز نہ آیا سفاک شعلہ بار نے جھپٹکر گولہ مارا نقابدار عالی وقار نے بفصاحت و بلاغت اسم اعظم پڑھا گولہ پھٹکر زمین پر گرا کئی سو ساحر جلے سفاک شعلہ بار گھبرایا ساحرون نے غل مچایا واہ میان قمر صاحب یہ تو وہی بات ہو گئی گا نڈو ہاتھی اپنی ہی فوج کو مارے کیا خوب آپکا سحر تیار رہی ساتھ والون کو جلایا کتنے جادوگرون کو خاک مین ملایا یہ صدائین سُنکر سفاک شعلہ بار کو اور زیادہ غصہ آیا بہت سے ماش کے دانے نقابدار پر پھینک مارے وہ سب تصدق سر ہو کر گرے سفاک شعلہ بار بھڑک کر قریب پہونچا تیغہ سحر کمر سے کھینچا کہا ای نقابدار یہ تیغۂ سحر ساختۂ سامری و جمشید ہی افسونگری کا بھید ہی اس سے بچنا محال یہ کہکر بڑھا نقابدار پر ہاتھ تیغۂ سحر کا مارا نقابدار نے تیغہ ہلالی پر گا نٹھا لیکن اسم اعظم پڑھا جاتا ہی ہزار ہا شعلے بھڑکے کارد آہنی و خنجر وغیرہ نقابدار پر گرے لیکن کسی شی نے تاثیر نہ کی نقابدار نے بہ جوانمردی وار کو اُس نابکار کے رد کیا صداے تکبیر بلند کی آوازدی او مکار شعر تو ضرب زدی ضرب من نوش کن ٭ ہمہ شادی اندل فراموش کن ٭ دور مجنون گذشت نوبت ماست ٭ ہر کرا پنج روز نوبت دمعا

آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہو ضرب مردان عالم کا وقت ہی یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا یہ کہکے گھوڑے کو
بڑھایا مرکب چھلاوا بنگیا باد رفتار شیر شکار دور دو خوبیان سو سو تڑپ کے پہلو پر آیا دو بلاؤن نے بیچ آ کو
گھیرا مشہور ہی کہ آفت ارضی و سماوی سر پر تیغ تیز مرکب کی مہمیز یہ چالاک وہ تیز اسنے برق کی تڑپ دکھائی
تلوار کی چمک سے آنکھون مین چمک آ ئی اب کیونکر بچے بھاگے تو گھوڑا اسمدن سے پامال کرتا ہی تیغہ برق تاب
مثل بلاے مبرم سر پر پہونچا بجلی تڑپ کے گری و سیاہ نے سپر کو اُٹھایا اپنے بیرون کو پکارنے لگا ملک الموت
کے سامنے بیر کیا تدبیر کرتے سر کے دو ٹکڑے ہوئے گویا شب فراق کٹی تاج کو کاٹا بیچا محتاج بھی ہوا مع گینڈے
چار ٹکڑے ہوے دنبالہ تیغ برق مثال کا زمین مین در آیا فتح و نصرت پر قبضہ ہوا نقابدار نے صداے تکبیر بلند
کی اتنا بڑا ساحر مرا صداے ہا ہو بلند ہوئی شیشہ جھولی سے سفاک کی گرا نقابدار نے اُسکو توڑا اسم اعظم
صاحبقران زمان کھلا اب تو امیر با توقیر تیغہ خون چکان کھینچکر لشکر ساحران پر جا پڑے انکے ساتھ والے بھی
ہوشیار ہوے یعنی ممتاز کوہی و بہرام گرد بن خاقان چین و مقبل خوش آئین یہ سب سرداران نامدار
اسکے سحر مین مبتلا تھے جسوقت آواز آئی کشتی مرا نام من سفاک شعلہ بار جادو بود یہ سب جوانان
صف شکن بیلتین تلوارین کھینچکر فوج ساحران پر جا پڑے بڑھ بڑھ کے لڑنے لگے مگر نقابدار زرین پوش
سفاک شعلہ بار کو مار کر فوج شقاوت موج ساحران بے ایمان پر گرا دریاے خون بہا دیا مگر دیکھتا ہی کہ
صاحبقران تمین پیر کامل فوج ساحران سے لڑے چونکہ اسم اعظم بند تھا انتہا کے زخمی بھی ہوے پھر بھی وہی
شوکت وہی شان وہی آن بان جب ساحرون نے دیکھا ہر طرف سے بلا نازل ہوا افسر بھی مارا گیا لاش
تلاش کرکے سفاک کی اُٹھائی شکست فاش کھائی روتے پیٹتے خاک اُڑاتے طرف طلسم ہوش رُبا کے
بھاگے قریب شام فتح و ظفر حاصل ہوئی نقابدار زرین پوش نے اپنے عیار کو اشارہ کیا کہ جلد بارگاہ
استادکرو ملازمان جانباز نے فوراً بارگاہ زربفتی استاد کی چار سو سنہرا کلس چڑھا ہوا قبہ بارگاہ قبۂ فلک
سے ہمسری کرتا تھا اب گھوڑے سے کودکر قریب صاحبقران اعظم آیا براے تسلیم خم ہوا صاحبقران نے
جواب سلام دیا لیکن نقابدار کو دیکھکر خون عروق مین جوش مارنے لگا خود بخود محبت پیدا ہوئی گلے
سے لگا لیا جرأت و شجاعت کی تعریف کی نقابدار زرین پوش نے سر جھکا کر عرض کیا حضور کے
سامنے کیا مجال ہی جو کوئی جرأت کا نام لے سکے آپ فراش راہ دین اسلام صاحبقران عالی مقام مین
آپ کے دم سے دین اسلام کا رواج ہی ہر تاجدار آپ کے در کا محتاج ہی نہایت خاکساری سے
نقابدار یہ کلمات غدر وانکسار زبان پر لایا انداز بچھوائے زر نثار کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین لایا
صاحبقران نے دیکھا کہ میری بارگاہ سلیمانی سے بارگاہ کم نہین ہی بقول شاعر نظم

عجب بارگاہ و عجب گیر و دار	تو گوئی کہ یک عرش و کرسی ہزار	عجب بارگاہ معلے اساس	زر قالین و جاجم نہو دے اساس

نہر اہا ڈنگلہاے یاقوت نگار مرصع کار کرسیان بے شمار مقام صدر پر ڈنگل زرین بچھوایا اسپر لا کھا صاحبقران کو ٹھایا آپ پہلو مین متمکن ہوا سرداران صاحبقران کو مقام معقول پر جگہہ دی اول صناعان چابکدست کو بلایا زخم دوزی صاحبقران کی کرائی ڈبہ مرہم سلیمانی کا نکالا پٹیان اپنے دست حق پرست سے چڑہائین صاحبقران کو حیرت ہو کہ مرہم سلیمانی سواے میرے کسی کو آج تک ممکن نہین ہوا یہ نقابدار زرین پوش کہان سے لایا پٹیان چڑھتے ہی دماغ جان معطر ہو گیا جب سرداران صاحبقران کی بھی زخم دوزی کرا چکا پٹیان مرہم سلیمانی کی چڑھا چکا عیار طرار خدمت مین حاضر ہو اشارہ ہوا فوراً محفل عیش و نشاط آراستہ کی پریزادان دُر در گوش مرصع پوش حسین و جمیل ماہ پیکر حور منظر سرو قد خوشخو یاسمن بو آکر حاضر ہوئین نقابدار نے پردہ بارگاہ کا سامنے سے اُٹھوایا صاحبقران اعظم نے ملاحظہ فرمایا کہ تین لاکھ نرہ ہاے دیو ہمراہ لشکر نقابدار زرہ کش ہین مثل چاکران کمترین کاروبار مین مصروف اور زیادہ صاحبقران کو حیرت ہوئی بہرام سے فرمایا اے پہلوان اس نقابدار کو پردہ قاف سے بھی بخوبی تعلق ہو خاص پریزادین واسطے رقص کے حاضر ہین دیوزادبھی بطور ملازم ہمراہ ہین معلوم ہوتا ہو کہ اس جوان شیر دل نے گوشہ ہاے پردۂ قاف کو بھی فتح کیا کل سامان جلالت ممکن ہوے نہین معلوم کس ارادے پر پردۂ دنیا مین آیا ہو اسم اعظم کا بھی حافظ ہو دل مین میرے خود بخود محبت کا جوش ہر حال مفصل کیونکر ثابت ہو کہ نقابدار زرین پوش کون ہو بہرام عرض کر رہا ہو حقیقت مین حضور ایسا صاحب صولت و جلالت نگاہ سے غلام کی نہین گذرا کل ہمراہیان صاحبقران کو حیرت ہو کہ کیا کارساز مطلق کی قدرت ہو کیا صاحبان لیاقت و خلق خلق فرمائے خبکا مثل و نظیر ناممکن لیکن نقابدار زرین پوش نے جام بادۂ گلنار ساقی بچے سے مملو کرایا اپنے ہاتھ پر رکھکر سامنے صاحبقران کے آیا صاحبقران نے بلا تکلف جام نوش فرمایا اب دور جام بے اندیشہ انجام شروع ہوا آفتاب عیش و نشاط کا طلوع ہوا سازندے آپسین ساز کرنے لگے پریزاد سامنے آکر موجود ہوے ایکدم تک گت ناچی اہالیان محفل کی بُری گت ہوئی دم بدم ترقی حیرت سامنے کھڑے ہو کر یہ غزل عاشقانہ تبسم کی شروع کی محفل مین ہوا باندھی

غزل

کیونکر اُٹھائے طرۂ زلف دوتا کے ناز	کافر سے نہ جاینگے ہمسے بلا کے ناز	برسون کے بعد میری برآئی ہین حسینین
کیا کیا نہ آرزو یہ ہوے ہین عطا کے ناز	کس کس مصیبتون سے ہوئی ہو نصیب مرگ	کیا کیا اُٹھائے ہین تجب غم مین قضا کے ناز
کھلتے ہین عقد غنچہ کس آہستگی کے ساتھ	ہوتے ہین کیا عروس چمن سے صبا کے ناز	عشاق جان فروش کے کچھا در رنگ مین

گستاخ ہو گئے ہین تمھارے اٹھا کے ناز
گنجایش عذاب دل زار مین نہین
لائے ہین آفتین ترے شرم و حیا کے ناز
نوبت کمر سے تا بقدم یار آچکی
ایجان نہ اٹھ سکینگے قدم سے خلک کے ناز
اے دل ستمگرون کی جفا سے نہ پھیر منھ
کب تک اٹھائین ظالم نا آشنا کے ناز
بیہودگی ہے نالہ و فریاد و بیکسی
طولانیون پہ ہین تری زلف دوتا کے ناز
تن شعلہ ہاے غم سے ہوا خاک اے نسیم
سہنے نہین کشاکش روز جزا کے ناز
کیا کیا نہین ہوا ہے حجاب نگاہ سے
جز مرگ کون اٹھائیگا میرے مدعا کے ناز
دیکھو ضرور بار نزاکت سے ہوگا رنگ
دیکھین گے استخوان نہ ہمارے ہما کے ناز

غزل دیگر جناب میر محمد تقی صاحب متخلص بہ جواد

رہین جو داغ محبت کے تو جگر نہ رہے
یہ بات کوئی نہین دل رہے جگر نہ رہے
صنمکدے ہی مین کیون چلکے ہم نہ بیٹھ رہین
کہ مجکو اپنے سر و پا کی بھی خبر نہ رہے
رہے نہ دونون کی عزت غرور طلعت سے
اُدھر کو جا کے رہے دوسرا جدھر نہ رہے
جواد کہتے ہین سب دیکھکر ہمین زندہ
بتون کی زلف کا سودا رہے تو سر نہ رہے
ہمارے چین کی صورت انھین سے ہے اے دل
بتون کے عشق مین آخر کو معتبر نہ رہے
بقا ہماری ہے جلنے سے شمع کے مانند
مقابلہ پہ اگر شمس کے قمر نہ رہے
کمی تڑپنے مین تو کیجیو نہ اے دل زار
زمین کوچۂ جانان پہ جا کے مر نہ رہے
عزیز دونون ہین دونون ہین ساتھ رہین تو
جگر کے داغ سلامت رہین جگر نہ رہے
خیال یار مین غافل کر اسطرح اے دل
فنا ہون شعلۂ غم قلب مین اگر نہ رہے
بشر زمانے مین گر عافیت کا خواہان ہے
ہماری آہ مین باقی رہے اثر نہ رہے

اس ناز و ادا سے اس مہ جبین نے ان اشعار عاشقانہ کو ادا کیا محفل مین سناٹا ہو گیا صداے واہ یا آہ بلند تھی صاحبقران زمان بھی وجد فرما رہے ہمین صاف ثابت ہے کہ پردۂ قاف مین صحبت ملکہ آسمان پری مین متمکن ہون حیرت مین آکر کئی مرتبہ سر اٹھایا آنکھون نے ملکہ آسمان پری کو ڈھونڈھا کبھی اپنی نور نظر قریشیہ سلطان کو دیکھتے ہین عالم محویت مین بول اٹھے آج ہماری عادل قاف کہان ہے سلاسل پری نگاہ سے کیون نہان ہے نقابدار مسکرا کر عرض کرتا ہے حضور نے نیازمند کو سرفراز فرمایا ہے پردۂ دنیا مقام قاف نہین ہے صاحبقران اسی عالم محویت مین سر جھکا لیتے ہین لیکن ناز و کرشمہ نے پریزادون کے بیچین کر دیا شب بھر یہی جلسہ رہا صبح ہوتے تانین بھیرون کی لین وقت نماز آیا نقابدار عالی وقار نے سجادہ بچھوایا صاحبقران زمان سے عرض کی وقت نماز ہے امیر با توقیر نے اٹھکر وضو کیا کل سرداران نقابدار نے صفین جمائین نقابدار نے عرض کی حضور ہی تقدم فرمائین نیازمندون کو نماز پڑھوائین امیر نے بخضوع و خشوع نماز پڑھوائی پھر آکر صحبت مین بیٹھے دو چار جام واسطے خمار شکنی کے چلے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوے اسوقت نقابدار زرین پوش اپنے دنگل سے اٹھا دست بستہ سامنے صاحبقران کے کھڑا ہوا عرض کی کچھ کہا چاہتا ہون امیدوار ہون

سماعت فرمائیں حضور نے مجھکو پہچانا ملک سیقولیہ پر بمقام توریج ماہ پرست غلام حاضر ہوا تھا آپ کو ملک سیقول شاہ نے بلوایا تھا تھا بھی وہان موجود تھا شاہزادہ ایرج نوجوان و دارابِ کشورکشا عام عصر مین تھے سب صاحبون نے آپ سے شرط کی کہ جو طلسم فتح کرے وہ صاحبقران عصر ہے سب اسی کی اطاعت کرین پس حضور کو یاد ہوگا کہ ایرج و توریج ولقا و حضور پر نور بتلاے علامت طلسم ہوے آپ کا نیازمند بوقت قتل سرداران نامی لوح طلسمی لے کر آیا دیو کو مار انخل کو قلم کیا طلسم کو بہ شوکت وسطوت درہم و برہم کیا اسی بارگاہ مین سب صاحب جلوہ فرما تھے مین نے اطاعت کا سوال کیا کوئی جواب نہ دے سکا سب صاحبون نے سر جھکا لیے مگر حضور نے جواب دیا کہ طلسم شکنی سے صاحبقران نہین ہوتا جب ہمکو سرمیدان زیر کروگے تب اطاعت البتہ کرینگے حضور کے فرمانے سے سب صاحبون نے یہی جواب دیا نیازمند چلا گیا اب حقیر نے کل سامان صاحبقرانی مہیا کیے صاحب اسم اعظم ہی ہفت زبان وہفت علوم کا عالم ہے اسی ارادے سے حاضر ہوا کہ سرمیدان حضور سے امتحان ہو بانہاے صاحبقرانی ملین سب طرح کے حضور امتحان لین آپ خانۂ کعبہ مین تشریف لیجائیے یہ عبدذلیل رب جلیل لقاے بے بقا سے سمجھ لیگا ایک ہفتے کے اندر شکست دیگا کل ممالک کا انتظام ہو جائیگا تمام غدر مٹجاویگا اب حضور ضعیف بھی ہوے انتظام ملک گیری وجہاد راہِ خدا جوانان صف شکن کا کام ہے حقیر کا ازپردۂ دنیا تا بہ قاف جرات مین نام ہے ان کلمات کو سنکر رنگ روے صاحبقران اعظم سُرخ ہوگیا رفیقین خلیلی پیچ وتاب کھانے لگین تیغۂ عقرب سلیمانی کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا فرمایا اے نقابدار تو نے جو آکر میری مدد کی ایک ساحر ملعون کو مارا اس طلسم کو فتح کیا تھا اسپر یہ ناز اس ناچیز نے تو سات برس کے سن مین حشام بن علقمہ خیبری کو مارا کہ جسکا لوہے ایرج کا قد و قامت تھا بارہ برس کے سن مین مہم ہندوستان کو سر کیا لندھور بن سعدان ایسے پہلوان کو زیروزبر کیا اٹھارہ برس کے سن مین پردۂ قاف گیا دیو راہ وار وسمندون ہزاردست ودیو عفریت اور چنگ آہن شاخ وشش انگشت مردارخوار وطمطراق گرزدندان کو مار کر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان لقب پایا چھتیس برس کے سن مین پردۂ دنیا مین آیا نوشیروان ایسے بادشاہ ہفت اقلیم عالم بزرجمہر کو کرورسوار پیدل بشمار ہمراہ تھے شکست فاش دی کل ممالک پر اسکے قبضہ کیا بادشاہ ملک ترکستان خان اعظم صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو بادشاہ جابر وقاہر ہیبت شمشیر سے اس حقیر کے صحرا نورد ہوا لشکر اس مغرور کا گرد بد ہوا اہالیان سنجان سے مقابلہ پڑا گنجاب بن گنجور بن ملک حرمان دیو کش پیغمبر زمردشاہ باختری کہ سات سو ملک کا حاکم ہے سالہا سال اُس سے لڑا بدیع الزمان دقاسم میرے نورنظر ایسے ایسے ملک سنجان مین

لڑے کہ گنجاب خواب مین بڑا تا تھا نام سے بدیع الزمان وقاسم نوجوان کے تھراتا تھا عنایت پروردگار سے جنگ ہفت صف سرہوئی گنجاب بھاگا مین ٹڑتا بھڑتا تا بہ باختر پہونچا ہرمز شاہ باختری دعوے خدائی کرچکا تھا زیر قیطول لقا ایک کرور چوراسی لاکھ سوار کی چھاؤنی تھی تین برس ملک باختر مین لڑا لقا کو بھی شکست دی کل ممالک اُسکے قبضے مین کیے ممالک فرعونیہ و نہر ارشکل چرخ گردان بصد عظم وشان بعنایت رب دو جہان فتح کیے اب کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر ہنگامہ عظیم برپا ہی سلیمان عنبر مین موے کو ہی اس عبد ذلیل سے لڑ رہا ہی میرا نواسا شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی داخل طلسم ہوش رُبا ہی میرا عیار طرار عمرو نامدار مع چند عیارون کے ملک ساحران مین لڑ رہا ہی قیامتین برپا کر رہا ہی اگر بہرام فلک سے ایسے مقابلے پڑتے نام جرأت نہ لیتا گوشۂ عافیت تلاش کرتا تم بھلا اس لڑائی کا کیا انتظام کروگے جو کچھ مین نے ملک سیقولیہ مین کہا تھا وہی اب بھی کلام ہی یہ نحیف وضعیف ہر طرح حاضر ہی جب تک اسکی پشت زمین پر نہ لگائیے گا بانہاے صاحبقرانی نبائیے گا سات برس راہ خدا مین جہاد کیا تب یہ اشیاے نادرہ حاصل ہوئے خود حضرت ہود زرہ حضرت داؤد نیمچہ سہراب یل پسر گرشاسپ نوجوان گرز سام بن نریمان ہر کب اشقر دیوزاد و نیزہ حضرت داؤد خنجر رستم یہ اشیاے نادرہ تمام عالم کی خاک چھانکر پائی ہین ان اشیا کو یہ حقیر بے لڑے بھڑے کیونکر دیگا ای بہادر دانتون پسینہ آجائیگا میدان کا زرد ہو جائیگا اسطرح سے جو صاحبقران نے فرمایا نقابدار تھرایا سر کو جھکا لیا مگر پھر دست بستہ عرض کی کہ اے شاہنشاہ گیتی ستان مین چاہتا ہون حضور سے مجھے مقابلہ ہو جس فرزند یا سردار پر حضور کو زور وطاقت کا ناز ہو اُس سے مجکو لڑوائیے آپ انصاف فرمائیے اگر بہ مردی و مردانگی زیر کرون بانہاے صاحبقرانی عطا ہون اس زمانے مین شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان و ایرج نوجوان کی دھاک ہی ان دونون صاحبون کو مجھسے لڑوا دیجیے بزرگون کے ساتھ بے ادبی کرنا سراسر خلاف ہی دونون جوانان صف شکن سے ایک مرتبہ مقابلہ کرون اگر دونون صاحبون کو بمردی و مردانگی اُٹھالون تب شرف بانہاے صاحبقرانی سے مشرف ہون صاحبقران نے فرمایا مجکو اپنے قوت بازو پر ناز ہی بھروسا ذات رب اکبر کا جسنے پیدا کیا بیٹا پوتا کیسا کسی سردار کی کیا حقیقت ہی مین خود اسوقت موجود ہون یہ کہکر صاحبقران تیغۂ عقرب سلیمانی پر ہاتھ ڈالکر اُٹھے فرمایا بسم اللہ سوار ہو جیے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھے ارادہ صاحبقران کا دیکھکر نقابدار دنگ ہوگیا عیار سے اشارہ کیا دیکھا اس ضعیفی مین یہ رعب وداب ہی آنکھون مین صاف شیر کے پنجے جلوہ گر ہین فی الحقیقت

سردار لشکر فتح و ظفر ہین دوڑ کر صاحبقران سے لپٹ گیا کہا حضور گستاخی معاف فرمائیے تشریف رکھیے اس مقام پر مین حضور سے مقابلہ نہین کرونگا جس جگہ پر سرداران موصوف جمع ہون وہان کیفیت ہوگی اب تو غلام نے آپ کو مہمان کیا ہی شرف خدمتگزاری حاصل ہوا ہی انشاء اللہ اسکا بھی موقع آجائیگا چند امورات ایسے درپیش ہین کہ نیازمند کو پس و پیش ہی بعد فراغ امور ضروری کوہ عقیق پر آؤنگا جیسا مناسب وقت ہوگا کیا جائیگا صاحبقران کو بمسند بٹھایا خاطر و مدارات مین مصروف ہوا صاحبقران خاموش بیٹھے ہین نقابدار زرین پوش مصروف خدمتگزاری جام مئے ارغوانی گردش مین صدائے ہوشاہوش و نوشا نوش بلند پریزادان حور طلعت سامنے گا رہی ہین آوازین سُریلی تانے ہین کال دامن تھامے ہوئے صاحبقران کا لفظ لفظ بتا رہی ہین نقابدار نے سردارون کو بھی اشارہ کردیا کوئی ذکر جنگ و پیکار نہ کرے عیش مین صاحبقران اعظم کے فرق نہ پڑے ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی یکایک ایک چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ ایک عیار طرار خنجر گزار جواہر بن عمرو نام در دولت پر حاضر ہی امیدوار باریابی ہی نام جواہر بن عمرو سنکر صاحبقران نے اشارہ کیا جلد اسکو بلاؤ معلوم ہوتا ہی کہ بادشاہ جمجاہ نے پریشان ہوکر ہماری خبر کے واسطے ہمنشین خواجہ عمرو کو روانہ کیا چوبدار گیا جواہر بن عمرو کو ساتھ لیکر آیا جواہر بن عمرو نے جو اس دربار کو دیکھا صولت و شوکت نقابدار زرین پوش دیکھکر دنگ ہوگیا ہاتھ اُٹھاکر دعائے جان درازی کی قطعہ

الٰہی بخت تو بیدار باد ÷ ترا دولت ہمیشہ یار باد ÷ گل اقبال تو دائم شگفتہ ÷ بچشم دشمنانت خار باد ÷

بڑھکر قدم اقدس صاحبقران کو بوسہ دیا گرد پھرا عرض کی حضور نے بہت دیر لگائی ملازمان شاہنشاہ گھبرا رہے ہین کچھ پہلوانان کوہی غمزداران سلیمان عنبرین مو بصد جستجو آمادہ حرب و پیکار ہین کیا عجب ہی کہ طبل جنگی بجا ہو بختیارک مکار غدار ہر وقت درپے آزار ہی ساحرون کی طرف سے طلسم ہوش ربا کے آمد فوجون کی شد و مد حضور کو اس قدر کیون عرصہ ہوا صاحبقران نے تمام کیفیت گذشتہ بیان کی کہا ای جواہر تم چلکر بادشاہ جمجاہ کو خبر دو انشاء اللہ مین بھی لشکر تیار کرکے آتا ہون جواہر اسی وقت دعائے خیر دیکر واپس ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا صاحبقران طرف نقابدار کے متوجہ ہوئے فرمایا ای شیر بیشۂ جرأت مین چاہتا ہون کہ میرے تمھارے امتحان ہوجائے حوصلہ دونون مین نہ باقی رہے نقابدار اٹھکر صاحبقران سے بمحبت لپٹ گیا عرض کی ای شاہنشاہ گیتی ستان وای زلزلۂ قاف ثانی سلیمان غلام ہر چند کہ بہانے صاحبقرانی کا خواہان ہی لیکن ابھی بہت سے امورات ضروری ایسے باقی ہین کہ جنکا انتظام ذات پر حقیر کے موقوف ہی یہ نیازمند ابھی ملک گیری مین

مصروف ہے انشاء اللہ بہت جلد حاضر ہو کر مشرف ہونگا سرداران حضور سے بھی ضرور لڑونگا صاحبقران نے فرمایا سب صاحب آپ سے حاضر ہین ہمین البتہ امتحان مین قاصر ہین نقابدار نے عرض کی ایسا نہ ارشاد ہو نیازمند شرمندہ ہوتا ہے حضور کا لوائے شوکت از پردہ دنیا تا بہ قاف سرفرازہ ہے مردان عالم کو حضور کی جرأت و شوکت پر ناز ہے اب زیادہ محجوب نہ فرمائیے ہر نوع نقابدار زرین پوش بعد جوش و خروش امیر باتوقیر سے رخصت ہو کر اسی شوکت و شان سے تخت زبرجدی پر سوار ہوا دیوزادون نے چار جانب سے محاصرہ کیا کئی ہزار علمہائے سرخ و سفید کے پھریرے کھلے نقارہ ہائے رزمی پر چوب پڑی سیر و شکار کرتا ہوا روانہ ہوا بہرام مقبل و ممتاز کوہی شوکت و جلالت نقابدار دیکھکر بصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان صاحبقران زمان سے عرض کر رہے ہین اے شہریار حقیقت مین اس نقابدار عالی مقدار نے کل اسباب شوکت و جلالت حاصل کیا فرزندان حضور بڑی بڑی شوکت شان سے نقابدار بنکر آئے ہین لیکن شوکت صاحبقرانی کسی کو نصیب نہین ہوئی اس شیر بیشۂ جرأت نے سامان عظم و شان صاحبقرانی مہیا کیا ہے حقیقت مین نہایت ہی بہادر ہے دریائے شرافت کا بے بہا در ہے بروقت مقابلہ حافظ حقیقی آبرو حضور کی بچائے صاحبقران نے فرمایا پروردگار مالک ہے لشکر تیار کرو بادشاہ جمجاہ کو انتظار ہوگا اسوقت ممتاز کوہی نے سامان سفر آراستہ کیا بہ کیفیت تمام و بہ خیر و عافیت مالا کلام طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوئے انکو تو راہ مین چھوڑو دوقت پر حال صاحبقران کا تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان ہزبر بیشۂ جرات یکہ تاز میدان شجاعت گوہر آبدار قلزم شوکت سرو خرامان بوستان صولت جوان حجازی اسد بن کرب غازی و مہر سپہر عیاری و ملکہ بہار گلعذار و باغبان قدرت وغیرہ گذارش ہوتے ہین ساقی نامہ

ساقی مے ناب کی ہوس ہے | پیری مین شباب کی ہوس ہے
حال اسد و عمرو ہے تحریر | ہو موج شراب تیغ تقریر
مصروف دعا ہے وہ خردمند | ہے قصر امان کا آج در بند
عیاری خواجہ سبک رو | لکھنے مین قلم کو ہے تک و دو
اے ساقی چرخ و گل اندام | دے جام شراب عیش انجام
رندون کو ہے اشتیاق باقی | کر مہر قمر پہ اب تو ساقی
مینائے قلم ہے بر سر جوش | کھودے مئے سرخوشی سے مدہوش
ساقی رخ لالہ فام دکھلا | سرخی شروع شام دکھلا
دکان کی آبرو بڑھادے | کنڈی در توبہ کی چڑھادے
مے مہر ہو غرب جام بنجائے | پیمانہ چراغ شام بنجائے
میخوار پئین شراب بیٹھے | اس طرح پہ آفتاب بیٹھے
ہو دیدۂ زندست گردون | پھوٹے شفق شراب گلگون
دیکھے مرغ کباب اندھیرا | لے سیخ کی شاخ پہ بسیرا
جوبن ہو جو دختر عنب پر | بنجائے بط شراب شبپر
ساغر مین بھرے شراب انگور | پائے قمر آفتاب کا نور
دن ڈھل گیا آفتاب ڈوبا | دل بیٹھ گیا حباب ڈوبا

افعی سینہ نگل گیا من
مدفون ہوا ظرف مرزمین مین
پردے مین عروس شام نکھری
دھوکا ہوا آنکھ کو مسی کا
گھنگھی سُرخی سے آسمان ہی
تشبیہ ہوا ادرہا تھ آئی
فارغ ہوے کام کر کے فردور
کرنون کا ستارہ ہو گیا ماند
طائر لینے لگے بسیرا
حالت ہوئی نور روز کی غیر
اس فکر مین دام ہین بچھائے
ہر ایک کو ہی انتظار شب کا
ٹپکی پڑتی ہی رال لب پر
غمازہ گالون کو چومتا ہی
افشان ہاتھون کو چومتی ہی
ہوتی ہین لگاوٹون کی رسین
تیکھی چتون سے کرتے ہین وار
روغن کیے گھر قمر کی ضو نے
مسجد مین بہار چھا رہی ہی
پھول اُٹھے نہال شمع مین پھول
ہل ہل کے نہال ادکھتے ہین
بے بہری نازنین کسارے
درون کو ہی پیش ہجر کی راہ
کب تک یہ افق سخن سرائی
کیفیت داستان رقم ہو

محرم مین چھپا کسی کا جوبن
پنہان ہوا ہاتھ آستین مین
چہرے پہ جہان کے زلف بکھری
دھیان آگیا چشم نرگسی کا
پھولی ہی شفق کہ زعفران ہی
پھیلا کوئی پنجہ حنائی
آنکھین ہوئین شپرونکی پرنور
سب دیکھ رہے ہین عید کا چاند
ڈالا ہی مسافرون نے ڈیرا
نکلے ہین تماش بین پیٔ سیر
چڑیا محرم کی ہاتھ آئے
مسی پہ لگا ہی دانت سبکا
ٹوٹے پڑتے ہین لعل لب پر
شانہ بالون کو چومتا ہی
مہندی ہاتھون کو چومتی ہی
سب ہین نازو ادا کے بسین
نیچی نظرون سے ہوتے ہین پیار
لیٹے ہین پلنگ پر بچھونے
غل بانگ اذان مچا رہی ہی
سندھیا مین ہین ہنود مشغول
خوشبو پھولونکی سونگھتے ہین
گننے لگے جگنون مین تارے
ماہی ہی زمین ہنست وماہ
خاموش زباقرہ رات آئی
شادی ہو کبھی جھی لم ہو

خم مین پنہان ہوا فلاطون
یوسف ہوا چاہ مصر مین قید
سرمہ چشم فلک مین پھیلا
جھاڑی ہار سیہ نے کیچل
ہان پان کا شک لب حسین پر
دو وقت بہار مل رہے ہین
ہر گھر مین ہوے چراغ روشن
ٹوٹا زخم جنون کا ٹانکا
آنسو عشاق ڈالتے ہین
آنکھون کی ہوس نکالتے ہین
شبدیز نظر کو پھینکتے ہین
سرمہ سے نگاہ لڑ رہی ہی
گردن پہ ڈٹاؤ ہو رہے ہین
بوسہ لیتا ہی پان لب کا
گردن کے جھلک رہے ہین جگنو
جوبن پہ نگاہین وارتے ہین
باطن مین قبول آشنائی
حوضون مین کنول کے پھول سمٹے
پڑھتے ہین نماز شام دیندار
پھولون سے جدا ہوے عنادل
قمری غم سرو سے ہی بیتاب
پروانے مراد پا رہے ہین
تامین مضطرب اُڑا رہے ہین
ہین طائر باغ نغمہ پردار

شیشے مین بھری شراب گلگون
بلبل کو بنایا دام نے صید
آنکھون مین بسی شبیہ لیلا
گل ہو گئی آسمان کی مشعل
سیندور کا ہی گمان جبین پر
غنچے تارون کے کھل رہے ہین
جگنو نے دکھائے داغ روشن
دامن پھٹنے لگا کتان کا
خار کف پا نکالتے ہین
ڈورے مطلب کے ڈالتے ہین
آنکھین گردن پہ سینکتے ہین
دنبالہ پہ آنکھ پھر رہی ہی
جوبن کے بناؤ ہو رہے ہین
محرم کو نہین لحاظ ادب کا
محرم مین چمک رہے ہین جگنو
عشاق پہ سین مارتے ہین
ظاہر مین ظہور بیوفائی
زنبور سیہ کنول سے لپٹے
روزے کرتے ہین لوگ افطار
ٹھنڈا ہوا کبک باغ کا دل
سرخاب سے چھوٹتا ہی سرخاب
شمعون سے لگن لگا رہے ہین
گورے بنگال گا رہے ہین
ہی شور کسی جگہ کہین ساز

چہرہ فتاحان مرحلہ جات طلسم فصاحت طی تشنگان

جادۂ منازل رموز بلاغت صحرائے ہوش رُبا مین یون سرگرم قطع منازل و طی مراحل ہین شعر مصنف بیا ای خردمند فرخندہ پی ٭ کہ سازیم این جادۂ سحر طی ٭ ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ سابق مین تحریر ہو چکا ہی کہ فاتح طلسم ہوش رُبا جرأت و شجاعت مین یکتا نامی و نامدار اسد عالی وقار بعد فتح دربند چہرو ماہ برائے حصول مطلب و ستیابی لوح طلسم عبادت خانے مین بیٹھکر بصد خضوع و خشوع مصروف عبادت بے نیاز ہوا لب پر یہی دعا ہی ای بانی بنائے لوح و قلم و ای حاکم و ناظم ملک ہستی و عدم بواسطہ بزرگان دین کا ظاہر ہو کہ لوح طلسم ہوش رُبا کہان ہی جبکہ تین پہر کامل شاہزادہ تڑپا باب اجابت وا ہوا دیدۂ ظاہری بند چشم بصیرت کشادہ مین عالم خواب مین دیکھا کہ در ہائے آسمان وا ہوئے ایک مرد بزرگ تخت نورانی پر سوار قریب شاہزادہ کے آیا اسد نے اُٹھکر سلام کیا قدمبوسی سے مشرف ہوا حضرت نے پوچھا ای غازی و ای مجاہد راہ دین اسلام کیون اسقدر بیقرار و اشکبار ہی عرض کی تلاش لوح طلسم ہوش رُبا مین حیران ہون پائے جستجو کوتاہ لب پر نالہ و آہ ہزارہا بندگان خدا مبتلائے مصیبت گرفتار رنج و محنت ہین اگر لوح طلسم دستیاب نہوئی افراسیاب بدکردار ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا امیدوار ہون مقام و نشان لوح زبان معجز بیان سے ارشاد ہو حضرت نے بفرحت و انبساط ارشاد فرمایا ای نور نظر و ای مطیع حاکم قضا و قدر بوقت سحر مسلح ہو کر طرف مشرق کے جانا درہ کوہ مین ایک مرد پیر زمین گیر مصروف عبادت پروردگار ہی نام اُسکا پیر عبادت گزار ہی اُسکی خدمت مین جانا وہ بخوبی مقام و نشان لوح طلسم ہوش رُبا تعلیم کریگا موجب ہدایت درویش جگر ریش کاربند ہونا یقین ہی کہ انشاء اللہ تعالیٰ بمنزل مقصود پہونچو اسد نے چاہا کچھ اور پوچھے آنکھ کھل گئی دیکھا نور کا تڑکا ہی ستارۂ سحری چمک چکا ہی فوراً اُٹھکر مصروف نماز رب بے نیاز ہوا ملک اخضر و شاہزادۂ صندلان صندلی پوش و ملکہ گوہر جاذو سرداران طلسم کشا شب بھر بیدار رہے اب جو صدائے تکبیر عبادت خانے سے آئی سمجھے شاہزادہ بیدار ہوا گیا عجب ہی گوہر مراد حاصل ہوا ہو مشرف بہ بشارت غیبی و مورد فیوض لاریبی ہوے ہون یہ خیال کرکے سب عبادت خانے مین آئے دیکھا کہ عبادت مین مشغول ہین شاہزادے نے سردارون کو دیکھکر سلام پھیرا انگوٹھے کو بوسہ دیکر سجادے پر رکھا سردارون کی جانب متوجہ ہوا ملک اخضر نے روئے زیبا کو دیکھا کہ مثل آفتاب تابان و بہ شکل ماہ عالم افروز درخشان ہی چہرے پر نگاہ نہین ٹھہرتی سرداران نامی مثل پروانہ گرد شمع جمال اسد نیک خصال پھرے عرض کی حضور مشرف بہ بشارت ہوئے نگاہ بزرگان دین کی چہرۂ زیبا پر پڑی خوشبو سے تمام مکان معمور ہی مذہب حق کی بزرگی کا نہ سمجھنا سراسر عقل کا قصور ہی اسد نے فرمایا الحمد للہ ہمارے جد نامدار عالم خواب مین تشریف

لائے مقام و نشان ایک بزرگ کا سمجھا گئے اب مین برائے تلاش جاؤنگا یہ فرما کر سجادے سے اُٹھے بارگاہ آسمان جاہ مین تشریف لائے کمر ہمت چست باندھی سرداروں نے کہا ہم بھی ہمراہ چلین فرمایا تنہا جانے کا حکم ہی کہ یکایک چوبدار نے بڑھکر عرض کی حضور کا عیار جہتر ضرغام شیر دل در دولت پر حاضر ہی نام ضرغام سنکر غنچۂ خاطر اسد نامدار شگفتہ ہوا فرمایا جلد ہمارے یار وفادار کو لاؤ پردہ بارگاہ کا اُٹھا ضرغام نیک انجام اندر آیا عرصہ دراز سے جدا تھا دوڑکر قدمون سے لپٹ گیا بیقرار ہوکے رویا اسد نامدار نے سر اُس وفادار کا سینہ سے لگایا فرمایا ای برادر مقام خوشی کا ہی تم نے ہمکو بخیر و عافیت دیکھا بڑی سرگردانی اُٹھائی طلسم صندل پر پہنچے کی امید نہ تھی مگر کریم کارساز نے سرفراز فرمایا طلسم صندل فتح ہوا یہان آکر مہر و ماہ جادو کو قتل کیا اب تلاش لوح مین جاتے ہین بشارت سے کامیاب ہے مگر تم یہانتک کیونکر پہونچے عرض کی کہ مین اور جہتر قران ہمراہ چلے تھے راہ مین ساتھ چھوٹا وہ اور جانب گئے مجھکو رہبر کامل نے بعد خرابی بسیار یہانتک پہونچایا نشان منزل مقصود بتایا شکر ہی آکر مشرف ہوا اب حضور کے ہمراہ چلونگا قدمبوسی سے مشرف رہونگا اسد نے فرمایا حکم بزرگان دین یہ ہی کہ تنہا جاؤ ضرغام نے عرض کی بسم اللہ حضور چلین غلام الگ رہیگا اسد نے سب سرداروں سے فرمایا کہ ہمارے واسطے دعاے فتح و ظفر کرنا سامان لشکر کشی مہیا رہے انشاء اللہ بعد حصول لوح سمت مرحلہ جات طلسمی توجہ ہوگی سب نے ہاتھ اُٹھا کر دعا مین دین اسد بارگاہ سے نکلا پشت مرکب پر سوار ہوکے سمت صحرائے ہول خیز وحشت انگیز برائے تلاش پیر عبادت گزار چلا ضرغام شیر دل شاہزادے سے سو دو سو قدم الگ از رغہ ہائے نخلستان مین چھپتا ہوا چلا کہ شاہزادے پر میرا ہمراہ رہنا ثابت ہو لیکن بعد جانے اسد نامدار کے ملک اخضر گھبرایا ملکہ گوہر وغیرہ سے کہا بڑے افسوس کی بات ہی کہ وہ شیر بالکل یکہ و تنہا گیا ہی صحرائے طلسم ہوشربا ساحران مکار سے معمور ہی ابھی تک کوئی شاہزادے کے پاس تحفہ طلسمی نہین ہی اسوجہ سے دل تردد منزل اندوہگین ہی ایسا نہو کوئی ساحر دیکھ پائے سحر و ساحری کا بھلا یہ کیا جواب دینگے اپنی جراٗت سے تلوار کھینچین گے ساحرون کے آگے جراٗت و شوکت بیکار ہی اسوجہ سے اور زیادہ انتشار ہی مین عقب مین شاہزادے کے جاتا ہون عقاب بنکر وسط آسمان پر سرگردان رہونگا یہ رائے سب کو پسند آئی ملکہ گوہر نے کہا ای شہریار مین بھی چلون اخضر نے کہا حکم بزرگان دین سے سراسر خلاف ہی مین بھی اپنے کو ظاہر نکرونگا تم مین سے کوئی میرے ساتھ دینے کا ارادہ نکرے یہ کہکر اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا سحر کرکے پر پرواز پیدا کیے جستجوے اسد نامدار مین چل نکلا لیکن اسد نامدار بموجب فہمایش اس

بزرگوار والا تبار قریب درۂ کوہ پہونچا مرکب سے اُترکر داخل درہ کوہ ہوا دیکھا ایک مرد بزرگ
باریش سفید بوریاے بیریا پر جلوہ فرما پیشانی پر گھٹا نشان سجود ظہور عبادت معبود مثل ستارہ چمک رہا ہی
جیسے ہی شاہزادۂ اسد کو دیکھا بے اختیار اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا مرحبا اے دُر دریاے سیادت و نجابت
واے اختر آسمان سطوت و صولت ہزبر بیشۂ شجاعت واے نہنگ بحر جلالت خوش آمدی و صفا
آوردی شعر مصنف گر بہ سر وچشم من بیائی ÷ بر قلب نہم کہ کیمیائی ÷ دیگر گر بر سر وچشم من نشینی ÷
نازت بہ کشم کہ نازنینی ÷ اے شاہزادۂ عالی وقار ہم تو مدت دراز سے تمہارے مشتاق تھے جن بزرگوار
نے تمکو بشارت دی ہمکو بھی سرفرازی فرمائی ارشاد ہوا تھا کہ نظر کردۂ بزرگان دین جوان خوش آئین
تشریف لائیگا نشان لوح بالتصریح سمجھا دینا آیندہ جو پردۂ غیب سے ظاہر ہونا ہی وہ ہوگا یہ کہہ کر عرصہ کیا
اسد نے چاہا جھک کر ملون قدمبوس ہون اُن بزرگ نے سر سینہ سے لگایا پیشانی کو بوسہ دیا فرمایا اے
شیر بیشۂ صاحبقرانی واے تاجدار ملک کامرانی تمھارا مرتبہ اعلیٰ ہی تمھارے بزرگون کی ذات سے نام
یزدان پرستی روشن ہوا باطل پرستون نے شکست کھائی ہر شہر و دیار سے صداے تکبیر کان مین آئی
یہ کہکر اپنے پاس بٹھایا ما حضر پیش کیا بعد فراغ آب و طعام فرمایا اے اسد نامدار یہان سے کوس بھر پر
صحرا مین ایک نخل خار ہی بوقت سحر اُسکے عقب مین جا کر مخفی ہو نگاہ اُٹھا کر دیکھنا سامنے چشمہ آب
صاف و شفاف ہی بروقت طلوع نیر اعظم ایک نرگاؤ گوشۂ صحرا سے پیدا ہوگا پانی کی جستجو مین منھ
کھولے ہوے قریب چشمہ پہونچے گا جب وہ قصد کرے کہ پانی سے سیراب ہون گوشے سے نکلکر بہ تعجیل تمام ایک تیر
مارنا کہ پشت کو توڑ کر پار گذرے سرگشتہ سہم جاے گوشۂ پناہ اُسکو نہ ملے جب گر کر تڑپے مثل تیر کے اپنے کو قریب
اُسکے پہونچانا جلد اُسکو قتل کرنا خنجر سے شکم چاک کرکے صدف بطن سے اُسکے گوہر بے بہا یعنی لوح طلسم ہوش ربا
برآمد ہوگی ایک صندوقچی ہی اُسکی کلید اُسی مین نصب ہوگی قفل کھولنا عنایت خدا سے لوح طلسمی دستیاب
ہوگی آیندہ جیسا کچھ اُسمین لکھا ہی بموجب تحریر تدبیر کرنا لیکن اے شاہزادہ والا قدر ملحوظ خاطر رہے
کہ یہ حوالی طلسم ہوش ربا ہی ہر طریقہ بیان کا ہوش ربا ہی جابجا ساحران غدار رہتے ہین اگر کوئی بصورت
دوست یا دشمن قریب آئے اپنے بیگانے کی شناخت واجب و لازم ہی آیندہ جو کاتب قدرت نے کلک
قدرت سے لوح پیشانی پر ثبت کیا وہ پیش آنی ہی نقاش ازل کی تحریر مین حکیمان دوربین کو حیرانی ہی عرصہ
دراز تک شاہزادۂ اسد غازی کو سمجھایا شب کو اپنے یہان مہمان رکھا بعد فراغ نماز ہزبر بیشۂ خضرا
یعنی مہر مہمان پیما براے شکار داخل صحراے فلک نیلی حصار ہوا اسد غازی نے کمر باندھی اس مقدس سے
رخصت ہوا صحرا کو طے کرکے عقب نخل خار مخفی ہوا چشمہ آب نایاب کو بھی ملاحظہ فرمایا کہ پانی اُسمین جوش

مار رہا ہی ناگاہ گوشۂ بیابان سے ایک نرگاؤ قوی جسیم پیدا ہوا دہن کو مثل اژدر کھولے ہوے فیل مست کی طرح دوڑتا ہوا چلا آتا ہو صاف ظاہر ہی کہ پانی کی جستجو مین بیتاب تھا یعنی کئی دن سے بے آب ہی اسد نے دل کو طرف پروردگار کے رجوع کیا کمان کیانی کو دوش سے اُتھایا تین بھال کا تیر ترکش سے نکالا تاک کر مارا اُٹھے پر اُسکے پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا آواز آئی کشتی مرا نام سن گاو آتش بار جادو بود وہ نرگاؤ تڑپ کر گرا اسد مثل برق جہندہ تڑپا قریب نرگاؤ کے پہونچا تیغہ بید ریغ کھینچکر ہاتھ مارا سر اُسکا قلم کیا بموجب ہدایت اس مرد درویش کے شکم صید کا چاک کیا صاف ثابت ہوا کہ ایک آفتاب عالمتاب پردۂ ابر مین پنہان تھا برآمد ہوا دیکھا ایک صندوقچی اُسمین سے نکلی اسد نے خوش ہوکر اُٹھائی دور سے ضرغام شیر دل بھی اس کیفیت کو بخوبی دیکھ رہا تھا دیکھا کہ آقائے نامدار نے نرگاؤ کو مارا ہی اور کوئی شی اُسکے شکم سے نکالی خوشی خوشی دور سے پکارتا ہوا دوڑا ای شہریار مبارک ہو کیا شی پائی غلام بھی آگاہ ہو اسد نے پکار کر کہا ای ضرغام درویش روشنضمیر نے جو نشان ہمکو تبلایا تھا وہ ٹھیک ہی اس صندوقچی سے لوح طلسمی نکلے گی اب واضح رہے کہ ضرغام تو دور سے پکارتا ہوا آتا ہی ابھی صندوقچی کھولی نہین ہاتھ مین ہی فلک کجرفتار تو ہر وقت درپی آزار ہی شادی وغم توام ہی ہنگام پر ہجوم غم والم اگر لمحہ بھر کوئی ہنسا سالہا سال رویا بموجب ابیات نظم دلپذیر

ورق دہر ہی مجموعہ پریشانی کا
ہی فنا عین بقا اور بقا عین فنا
یان کے باشندے ہین سب اپنی غرض کے بندے
نہ گل ولالہ کو وقفہ نہ جوانی کو بقا
چار دن چاہو سو یان کر لو کہ انجام ہی خاک
نہ تو ہی حاتم وسنجاب نہ قرش دیبا
نہ جہان باد بہاری نہ نسیم سحری
یاس وامید سے چھوٹینگے نہ تارو نہ جزا
بار غم سر پہ ہی پشتارۂ عصیان بر دوش
وائے برحال من خستہ دل افسوس افسوس

نقد ہستی ہی ازل سے گرو دام قضا
جانتے ہین جنہین آرام دل و راحت جان
بات بگڑے پہ کسی کو نہ کسی کا دیکھا
کیا ہوا جام جم وفر فریدون ہی کہان
لحد تار ہی آرام گہ شاہ وگدا
نہ جہان کوئی گزندون سے بچانیوالا
نہ گل ولالہ و نسرین نہ فضائے صحرا
الحذر الحذر ای داور یوم المحشر
حشر مین توشۂ رہ زاد سفر جرم وخطا

عارضی شی ہی نہین یہان کی کسی شی کو ثبات
سبھی بیگانے ہین گر چشم بصیرت ہو وا
ہی بہار چمن دہر خزان کے مانند
اُڑ گیا تخت سلیمان اسیر دوش ہوا
یار و مونس وغمخوار جہان کوئی نہین
نہ جہان خاک کوئی تن سے چھڑانے والا
شب تنہائی وتاریکی وزندان تنگ
تجھ سوا کوئی نہین ہی ہو مونس مضطر کا
کوئی دنیا مین نہین درد سر انجھا پا یوس

دنیا مین کسی طرح راحت نہین جستجوے کامل کر کے صورت گوہر مراد دیکھی سمجھے بھی نپائے کہ یہ کیا رنگ ہی گردش فلکی سے دل تنگ ہی چشم زدن مین کیا رنگ دکھاتا ہی اسد غازی اچھی طرح شاد ہونے پائے تھے ضرغام تو پکارتا ہوا آتا ہی اسد کے ہاتھ مین صندوقچی ہی ایک ہاتھ مین

کنجی ہی چاہتے ہین کہ راز سربستہ کو کھولین یکایک صحرا سے صدا آئی اے شیر بیشۂ صاحبقران داے صاحب عظم و شان ذرا تامل فرمایئے صندوقچی نہ کھولیے مین نے آپ کو جو کچھ تعلیم کیا ہے ایک نکتہ اسمین باقی رہگیا ہے وہ بھی ظاہر کرون ایک اسم پڑھکر یہ صندوقچی کھولی جائیگی ورنہ لوح طلسمی ہدایت صحیح نہ کر سکیگی اسد نامدار نے سر اُٹھاکر دیکھا وہی پیر عبادت گزار عصا ہاتھ مین دوڑا ہوا آتا ہے شاہزادہ اسد نامدار کو شرم آئی نہایت ممنون و مشکور ہوے کہ یہ پیر گوشہ نشین اپنے مقام سے حرکت نہ کرتا تھا میرے واسطے بیچارہ دوڑتا ہوا آتا ہے ماشاء اللہ کیا صاف باطن عاشق صادق یار موافق ہے عابد زاہد پرہیزگار عاشق پروردگار یہ سب حکم اسد نامدار نے جواب دیا اسی درویش باکمال نے نرگاؤ کا پتہ دیا یہی میرا ہادی و رہبر ہے اسی کے نشان بتانے سے مین نے گاؤ آتش بار جادو کو مارا وہی اب بھی آتا ہے کچھ تعلیم فرمائیگا ضرغام نے پھر آواز دی ہمت بجا ارشاد ہوا لیکن صندوقچی لوح کی اُسکے ہاتھ مین نہ دیجیے گا شاید کچھ دھوکا ہو اسد نے غصہ مین جواب دیا تم خود عیار و مکار ہو ہر ایک کو شعبدہ باز جانتے ہو دوست دشمن کو بخوبی نہین پہچانتے ہو ہر چند ضرغام چیخا پیٹا کہ حضور مجکو تو قریب آنے دیجیے اسد نے کچھ جواب نہ دیا لیکن وہ پیر گرتا پڑتا قریب اسد کے آیا کہا اے شہریار لوح طلسمی مبارک ہو صندوقچی مع کلید مجھکو دیجیے مین ایک اسم پڑھکر اُسکو کھولون لوح طلسمی آپ کو دون ورنہ قاعدے کے خلاف ہوگا عمر بھر سرگردانی مین بسر ہوگی اسد نے صندوقچی و کلید بخوشنودی ہاتھ مین اس پیر کے دی صندوقچی لیتے ہی وہ پیچھے ہٹا اتنا تو اشارہ کیا کہ دیکھیے حضور آپکا عیار ہمکو مکار و غدار بناتا ہے اسکو منع کیجیے یہ کلمات جہلات لایق ہمارے سُننے کے نہین ہین اسد غازی نے غصے مین منہ پھیرا اُس پیر نے صندوقچی کو رومال مین لپیٹکر کمر مین رکھا تڑپ کر پر پرواز پیدا کیے اسد نے پلٹ کر دیکھا وہ پیر گوشہ نشین نہین ہے یہ تو ایک ساحر سیہ فام ہے اب اسنے زمین سے بلند ہوکر نعرہ کیا باش اے طلسم کشا مین مکار جادو ملازم شاہنشاہ طلسم ہوش رُبا اس پیر عبادت گزار نے غضب کیا تجکو نشان لوح بتایا مجکو خبر ہوگئی میرے بادشاہ افراسیاب جادو نے مجکو ایک گوہر آبدار بنا دیا تھا مراد اس سے یہ تھی کہ اگر گاؤ آتش بار جادو مارا جائیگا یہ موتی ٹوٹ جائیگا فوراً سمجھ جانا کہ گاؤ آتش بار قتل ہوا سوائے اس پیر عبادت گزار کے کوئی رازدان اس حال کا نہ تھا مین نے جاکر اسکو مارا اُسی کی شکل بنکر تیرے سامنے آیا دیکھ یون آنکھون مین خاک ڈالکر لوح کو لیجاتے ہین یہ سُنکر اسد نامدار سن ہوگیا قریب تھا کہ طائر روح قفس جسم سے نکلجائے مگر کیا کرین دس بیس گز زمین سے وہ بلند ہوچکا تھا ایسے ہی اسد نامدار نے بقہر و غضب تمام تیر مارا مکار نے برق چمکائی تیر جل گیا اب اسد کا تڑپنا پھڑکنا کیونکر بیان ہو مکار بدکردار اس

عیار

اتنا مین بلند ہوکر ٹھہر گیا آواز دیتا ہی کیون اى طلسم کشا شہنشاہ طلسم ہوش ربا کا کیا خیر خواہ ہون
کیا معقول عیاری کی بسہولیت صندوقچی تجھسے لے لی اب یہ لوح خدمت مین شہنشاہ افراسیاب کے
لیجاؤنگا شاہنشاہ اسکو دریاے قلزم مین پھکوا دینگے اسد کا تڑپنا نعرۂ شیرانہ کرنا مگر مجبور و ناچار یہ
زمین پر وہ بالاے آسمان خاص رنگ نشیب و فراز ظاہر ہی ایسی باتین کرکے مکار نا ہنجار سوچا کہ مین
اسد کو بھی گرفتار کرون اب انکے پاس کیا تحفہ باقی ہی لوح کا خوف تھا وہ میرے قبضہ مین آئی یہ سوچکر وہ
ملعون پھر پلٹا کہا ای طلسم کشا تجکو بھی لیتا چلون افراسیاب قتل کریگا لڑائی کا بالکل فیصلہ ہو جاے اب
ضرغام گھبرا گیا کہا ای شہریار للہ اپنے کو بچائیے ہمارا آپکا گرفتار کرنا اب اُسکے نزدیک کیا مشکل ہی
ایک ماش کا دانہ کافی ہو جائیگا اسد نے کہا ای ضرغام بخدا یہ مجکو گرفتار کریجاے بلکہ اگر قتل کرے
تو مین بہت شاد ہون بند غم و الم سے آزاد ہون ہاے خواجہ عمرو کیا کہین گے کہ ایسے نادان تھے لوح
حاصل کرکے کھو دی مکار چاہتا ہی کہ اسد و ضرغام پر سحر کرون کہ یکایک آسمان سے بصورت عقاب
اخضر جادو پیدا ہوا عجب طرح کا سانحہ دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام ہوا پر ٹھہرا رہا ہی اسد و ضرغام
زمین پر بیقرار و اشکبار رہین سے نعرہ کیا باشرا و بیجا مین آپہونچا خبردار میرے آقا پر سحر نہ کرنا مکار
نے جو ملک اخضر جادو کو آتے دیکھا تڑپ کے بلند ہوا سحر کرکے بشکل طاؤس بنا اخضر سے آکر
لپٹ گیا پنجہ و منقار چلنے لگے دہن سے دونون کے شعلے نکلنے لگے ضرغام نے پکار کر آواز دی ای اخضر
یہ سیہ بخت مکر کرکے لوح لیچلا ہی جانے نپاوے اخضر سحر کر رہا ہی مگر مکار بھی بلاے روزگار ہی ہر مرتبہ
قصد کرتا ہی کہ لوح نکالکر سامنے اخضر کے چمکا دون یہ گھبرا جائیگا لیکن اخضر دم نہین لینے دیتا
اسکو بھی خوف ہی کہ اگر یہ بیجا لوح چمکا دیگا مین بیکار ہو جاؤنگا سحر نہ کر سکونگا اسوجہ سے
پر آپسمین چل رہے ہین کبھی منقار کبھی پنجون سے جنگ سحر آغاز حرب فسونگری کا نیا انداز کبھی اخضر
جادو غالب آیا کبھی مکار بدکردار نے اپنے کو سحر کرکے بچایا پر نوچکر پھینکدیے قضاے کار ایک
مقام پر مکار بدکردار نے سحر کرکے مُنھ سے برق چمکائی اخضر کے سر پر پڑی برق جہندہ کو دیکھکر ابر غم و الم
دل پر چھایا سر زخمی ہوا ابر اخضر نے پکار کر آواز دی ای شہریار یہ بیجا مجھپر غالب آیا سر جان نثار کا
زخمی ہوا آپ کیا دیکھ رہے ہین اُٹھا کر تیر ماریے مین زور سحر اسپر دباؤ ڈالتا ہون اسد یہ سُنکر ہوش
مین آیا ورنہ حیران حیران دیکھ رہا تھا کمان کو دوش سے اُتارا بہ تعجیل تمام تیر کو بچر کمان مین پیوست
کیا مگر معاملات قضا و قدر مین کسی کو کیا دخل ہی انسان کی نگہبانی خود موت ہی جب نگہبان قصد کرے
کون بچاے جسکا جو وقت خالق اکبر نے مقرر فرمایا ہی بمصداق کُل امر مرہون باوقاتہا اسی صورت سے

وقت پر کام کا انجام ہوتا ہے بڑے بڑے حکمایان اشراقین جنھون نے علوم کامل ایجاد کیے مردے زندہ کر کے دکھائے بعض نے دعوی خدائی کیا اپنے کو پیدا کرنے والا جانا جب وقت اجل آ پہنچا کل حکمت مبدل بہ حماقت ہوئی کچھ زور نہ چلا قابض ارواح نے روح قبض کی دم بھر کی مہلت نہ دی شداد صاحب بیداد بانی بنائے ظلم و فساد اسقدر مغرور ہوا دعوی یکتائی کیا بہار پیرائے ازل کا ہمسر بنا بہشت تعمیر کی جب وہ باغ پر فضا بنکر تیار ہوا چاہا سیار گلشن بہجت نشان ہوں باغ میں داخلہ کروں عین در باغ پر ملک الموت نے آ کر روکا کہا اے شداد وقت دعوی خدائی گذر چکا واسطے چند دن کے سلطنت کی خدائے جہان آفرین کو بھولا بہشت بنوا کر ایسا پھولا بس رک جا ایک قدم شداد کا اندر ایک باہر تھا اتنی بھی مہلت نہ ملی کہ قدم اٹھاتا سیر باغ کرتا ملول و حزین ششدر و غمگین اسوقت سوچا کہ ہائے میں نے کیا کیا گھبرا کر جواب دیا اے قابض ارواح اتنا چاہتا ہون کہ چند ساعت باغ کی سیر کرون ملک الموت نے کہا حکم خدائے مطلق خدائے برحق ہے جو بیک لفظ کن زمین و آسمان ماہ و خورشید ثابت و سیارگان کو کتمان عدم سے جلوہ ظہور مین لایا تجھ ایسے مغرور پیدا کیے صرف پلک تک کا جھپکانا ممکن نہین ہوتا اجل کے وقت قرار داد ہین اسکا ٹلنا نا ممکن بس آمادہ مرگ و مہیائے قضا ہو بہت دنون خدائی کر چکا اسی مقام پر شداد کی روح قبض ہوئی بڑے بڑے شاہان اولو العزم پیوند خاک ہوے نظم

نہ سکندر رہی نہ دارا نہ فریدون باقی	نہ ہے ضحاک نہ خسرو نہ ہمایون باقی
نہ وہ دیہیم رہے اور نہ وہ تاج رہے	صاحب جاہ و حشم قبر کو محتاج رہے

مراد اس تقریر و تحریر سے یہ ہے کہ وقت اجل نہین ٹلتا اسد نے تیر کمان مین جوڑا سیسر کمان کا کڑکا عقاب تیر پر کھولکر چلا انھون نے طاؤس کو تاکا تھا مکار صدائے سیسر سنکر سہم کر الگ ہوا اخضر بشکل عقاب سامنے تھا اسی کے سینہ بے کینہ پر پڑا مہرہ پشت کو توڑکر پار گذرا اخضر نے صدائے ہیہات بلندکی غرض کہ غلام تیر اجل کا نشانہ ہوا موت کا بہانہ ہوا مکار تو بلند ہوکر آسمان مین ڈوبا قہقہہ مارتا ہوا نکل گیا اخضر بیچارہ تڑپکر زمین گرا سینہ پر زخم کاری تھا اسد نامدار نے چاہا کہ خودکشی کرون اپنے خنجر مارون اخضر نے بیقرار ہوکر کہا اے شہریار اس سے کیا فائدہ غلام نثار ہوا اسی طرح قضا ہماری مقرر تھی حضور اپنے دست حق پرست سے دفن کر دیجئے شرف کونین حاصل ہوا بانی بنائے کون و مکان نے یہی صورت تحریر فرمائی تھی اسی حیلہ سے قضا آئی تھی کیا عذر ہے بندہ مجبور و ناچار وہ مالک و مختار کچھ اسی مین مناسب تھا چند کلمات وصیت و نصیحت کہکر جان بحق تسلیم ہوا شاہزادے کو صدمہ عظیم ہوا ضرغام نے سمجھا کر اخضر کو دفن کرایا اسد نے کہا اے ضرغام چلکر دیکھیں پیر عبادت گزار ہو گیا گذری

درۂ کوہ مین آئے دیکھا مکار جادو اس مرد پیر کو قتل کر گیا لاشہ تڑپ کر سرد ہوا ہی ایک گوشے مین سامان دفن و کفن موجود تھا دونون نے ملکر غسل و کفن دیا قبر کھودی دفن کیا سرھانے قبر پر بیٹھکر فاتحہ پڑھا اس بیقراری مین آواز دی ای مطیع احکام رب الکبرای عبادت گزار گوشہ نشین قبر مین جاکر کیا گذری

نکیرین کو کیا جواب یا انجام کیا ہوا باعی	راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری	کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری
ای گنج لحد کے رہنے والو افسوس	کس سے پوچھین کہ میتہ کیا کیا گذری	عرصۂ دراز تک قبر پر بیٹھکر اس مرد

پیر کی اسد غازی روئے ضرغام نے عرض کی ای شہریار اب در بند ٹھہر و ماہ پرچلیے لشکر کو ساتھ لیکر طرف لشکر ملکہ جہرخ کے کوچ ہوا اسد غازی بیقرار ہوکر رو دیا فرمایا ای ضرغام مین ناکام جاکر ملکہ گوہر وغیرہ کو کیا روے سیاہ دکھاؤن شرم آتی ہی واے رسوائی لوح طلسم کو ہون ہاتھ سے کھو یا اخضر کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا اہالیان فوج اُسکے ہمکو کیا کہین گے یہ طلسم کشا ہی یا مرد دیوانہ ہی اسکی رفاقت بیکار اپنے خیر خواہ کو اپنے ہاتھ سے مارا ایسے کی رفاقت بیکار کون ہمارا ساتھ دیگا اب ہمارا قصد ہی کہ پہاڑ ون سے سر ٹکرا ئین کسی کو روے سیاہ نہ دکھلائین ضرغام نے عرض کی ای شہریار جو منظور خدا تھا وہ ہوا آپنے کیا خوشی سے خضر کو قتل کیا جو تقدیر مین تھا اسی طور سے اجل آئی اسد نے کہا ای ضرغام اب ہمکو نہ سمجھاؤ زبان درازی کرکے نہ بہلاؤ بلکہ ہماری خوشی یہ ہی کہ تم لشکر جہرخ مین جاؤ خواجہ عمر و ملکہ بہار وغیرہ کے ساتھ تخت پر سوار ہوکر گئے ہین جب اُنسے ملاقات ہو عرض کرنا وہ بد اقبال مارا گیا ہمارے سر کی قسم مفصل نہ بتانا مین اسی کوہ و دشت مین مارا مارا پھر و نگا یا اپنی آبرو بچاؤنگا دریا مین گر کر ڈوب جاؤنگا جو چھوٹے نانا جان خواجہ عمر و نے زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا بہت بجا ہی مین طلسم کشا اس طلسم کا نہین ہون بارہ برس لڑا گوہر مراد نہ پایا ماموں جان کو قید سے نہ چھوڑا یا لوح طلسمی دو مرتبہ دستیاب ہوئی کوئی مطلب حاصل نہوا ایسے بد اقبال اور بدنصیب کا زندہ رہنا بیکار ہی جو مجھکو دیکھے گا یہی کہیگا ناحق اس شخص نے دعوی طلسم کشائی کیا ہماری حسرت کو حسرت ہوگی ملکہ مہجبین و ملکہ لالان خون قبا کی یاد بیقرار کریگی اب کوئی مطلب ہمارا پورا نہوگا بموجب مضمون شنظم

ساختم از حال دل آگاہ و یار از دست رفت	کردہ ام کارے بنادانی کہ کار از دست رفت
شہسوار عرصۂ عشقم و لے در کوے دوست	چون گزر کردم عنان اختیار از دست رفت
انچہ ما بُردیم از دنیا ہمین داغ ست و بس	گر جفاے چرخ تو یارے بیچو بار از دست رفت
تندر جان عاشقان معلوم خواہد شد ترا	جان من روزے کہ این مشت غبار از دست رفت
بال مرغ نامہ بر فرسود و پاے قاصدان	چشم شد از کار کار انتظار از دست رفت

یاز شوق وصل در اثنائے رہ خواہیم مُرد	طاقت از پا میرود صبر و قرار از دست رفت
موجب خاموشی ست واجہ میپرسی کہ من	داشتم دل نام تحفۂ غمگسار از دست رفت

اے ضرغام اب ہمارا ساتھ چھوڑ دو اگر لشکر ظفر اخر صاحبقران مین گذر ہوا وہ تا بہ قلعہ نور الامان جہمارا پہونچو با در مہربان سے کہنا حق شیر اس غلام کو بحل کیجیے تشنہ وگرسنہ آپکا نور نظر پہاڑون سے سر ٹکرا کر مرا ہوا آپکے حکم کو نہ بجا لا سکا ماموں جان کو قید مصیبت سے نہ چھڑا سکا اسکا بسبب حجاب کے حضور کو روے سیاہ نہ دکھایا ہمارا فرزند ارجمند اگر غضنفر شیر دل ملجائے تو کہنا کہ بیٹا باپ نے وصیت کی ہے کہ ہمسے طلسم ہوش ربا فتح نہوا حسرت ویاس لیکر پردہ دنیا کو چھوڑا لیکن تم بھی صاحب جاہ و جلال ہو جہانتک ہوسکے فتح طلسم ہوش ربا مین کوشش کرنا اے ضرغام یہ تو یقین کامل ہے کہ ہماری خبر مرگ سنکر نانا جان صاحبقران زمان و نور الدہر بہن بدیع الزمان و ایرج نوجوان وغیرہ سب صاحب تشریف لائینگے طلسم ہوش ربا کو مٹائینگے ہر مقام پر میلے ہونگے لیکن ہمین قبر مین اکیلے ہونگے جو منظور خدا ایسے کلمات حسرت آمیز کہکر وہ نامور بہت رویا ضرغام قدمون سے لپٹ گیا عرض کی اے آقا نامدار غلام کو حضور کے قدم اقدس کی جدائی ناگوار ہے جان دینا بیکار ہے بعد رنج کے راحت ہے وہ رحیم فضل اپنا شریک حال کریگا انشاء اللہ تا بمنزل مقصود پہونچائیگا گوہر مراد بھی ہاتھ آئیگا حضور کا گمان بیجا ہے بھلا ہو سکتا ہے کہ حضور تو سر ٹکرا کر جان دین مین لشکر صاحبقران مین جاؤن یا قبلہ و کعبہ کو منھ دکھاؤن والد نامدار مجھ روسیاہ سے فرمائینگے او بدنصیب میرے شیر کو کہان چھوڑ آیا کیا خوب میری آبرو ہوگی اہل دنیا کیا کہینگے کہ کیسا عیار قدیم تھا کیسا رفیق و ندیم تھا اپنے آقا کو چھوڑ کر چلا آیا اسکا منھ نہ دیکھو دربار مین میرے واسطے خوب آبرو ہوگی بسم اللہ جہان حضور کا مزاج چاہے چلیں غلام ساتھ ہے زیر قدم اقدس یہ بھی جان دیگا کیا مرنے سے رو گردانی کریگا آخر ناچار ہو کر ضرغام کو بھی اسد نے ساتھ لیا لیکن یہ کہدیا کہ لشکر مہرخ مین جانے کا نام نہ لینا اگر خدا فضل کرے اور لوح طلسمی حاصل ہو تو ملکہ مہرخ وغیرہ کو منھ دکھائینگے فرحان و فادان لشکر مین جائینگے ورنہ کوہ و دشت ہمارا مقام وحشی بداقبال دیوانہ نام سردار و عیار دونون روتے ہوے قبر پر سے پر عبادت گزار کی اٹھے گریان و نالان مضطر و پریشان ایک جانب چل نکلے انکو تو راہ مین چھوڑیے ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا دیکھیے فلک کجرفتار گردون غدار انکو کیا دکھاتا ہے

اب دو کلمہ داستان حیرت بیان شاہنشاہ افراسیاب جادو و نامہ وار ملکہ بہار خوش خو کے سنیے

چون شکوہ ام بدشمنم آن دل شکن کند
غیرت جفا بجان من خستہ تن کند
او در جواب کار دل خویشتن کند
کو بخت آنکہ یار شکایت زمن کند
چندانکہ مدعی نتواند سخن کند

یون ہی تری وفا سے دل زار نا امید
ایسا یہ نا امید ہوا ہی یار نا امید
جیسے کہ جینے سے کوئی بیمار نا امید
گرہ دو ہزار بار گرفتار نا امید
گر شکوہ و ظلم ز تو پیمان شکن کند

پارانہ بتان پہ بھلا اعتبار کب
یا اس قدر وہ شکل سے بیزار ہو گیا
یا تو کسی کو دخل نہ تھا دان مرے سوا
گرہ ہم سر گرانی او نیست غیر را
منعم چرا ز مہر ہی خویشتن کند

غیرت نے ہاے قتل کیا مجھکو یا نصیب
ہین دور بیٹھون اور عدو یار کے قریب
دکھلائی پھر خدا اپنے یہ بزم اجل قریب
آن طالعم کجاست کہ از پہلوے رقیب
قتل مرا بہانہ برخاستن کند

مدت سے اسکی ہم سخنی کی تھی آرزو
ای جوش گریہ بس ہی ترے ہاتھ آبرو
اب عین وصل ہی تو نہین تاب گفتگو
او میکند سوال و مرا در جواب او
از اضطراب دل نتواند سخن کند

تھے جمع چند سلیش خوبی دل ایک جا
مومن بھی کیا ہی شوخ ہی کس طعن سے کہا
جاے کباب غیرت عاشق کا ذکر تھا
میلے ہزار حیف کہ آن می پرست را
ذوق شراب ساقی ہر انجمن کند

لیکن افراسیاب خانہ خراب بصد پیچ و تاب داخل باغ سیب ہوا دربار جمع ہی رئیس و امیر حاضر ہین اسوقت سرمایہ برف انداز نے پوچھا کہ ای شاہنشاہ عالی جاہ اسد غازی کو ساربان زادہ طرف طلسم صندل کے لیے گیا تھا آپ کا فرمان واجب الاذعان نہین معلوم ملکہ صندل کو پہونچایا راہ مین کچھ فتور ہوا افراسیاب نے جواب دیا ایسے ہمارے مزاج گزار غافل ہین کہ بالکل فکر نہین کرتے ہین یکہ و تنہا ایک سرہزار سودا کہان کہان کی خبر لون کسکو روکون کسکو ٹوکون ارادہ ہی کہ جا کر بادشاہ نیلم سے ملاقات کرون وہان سے کوئی ساحر بر دست روانہ ہو حال طلسم صندل بخوبی کھلے درد سر ہٹے یہ سوچکر تخت پر سوار ہوا تخت اڑاتا ہوا چلا اک کوہ فلک شکوہ پر آکر ٹھہرا سایہ نخلستان مین

ٹہلنے لگا یہ سوچ رہا ہے کہ اے افراسیاب یہ تو بخوبی ظاہر ہے کہ کل تک صرصر نے خبر دی ہے کہ لشکر مہرخ میں عمرو و اسد نہیں ہیں اگر یہ گرفتار ہوئے ہوتے تو صندل میرے پاس روانہ کرتی عرصہ دراز ہو چکا شاید کوئی فتور پڑا ساربان زادہ ارسطو فطرت بلائے روزگار ہے جہاں کوئی نہ پہونچ سکے وہاں پہونچتا ہے میں خود طرف طلسم صندل کے چلوں اپنا کام آپ کروں یہ سوچ رہا ہے کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحر کو دیکھا اُڑا ہوا آتا ہے افراسیاب نے پہچانا عقل سے دریافت کیا کسی کا نامہ دار معلوم ہوتا ہے یہ سوچکر آواز دی کہ اے نامہ دار ٹھہر جا اُس ساحر نے سر جھکا کر افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوش رُبا کو دیکھا کہ تاج جواہر نگار سر پر پہنے ہوئے بہ سطوت و صولت ٹہل رہا ہے ساحر کے ہوش اُڑ گئے افراسیاب سے نگاہ ملتے ہی سحر بھولا جسم میں رعشہ پڑا تھرا کے زمین پر گرا قریب تھا کہ سر پھٹ جائے لیکن بمشکل اپنے کو روکا دلکو سنبھالا افراسیاب نے بڑھکر ہاتھ تھام لیا کہا سچ بتلا تو کہاں جاتا ہے اور کہاں سے آتا ہے جادوگر حیلے وحوالے کرنے لگا افراسیاب نے بہ نگاہ قہر وغضب دیکھا کہا آتش قہر وغضب سے جلا دونگا اب اسکے ہوش و حواس بجا نہ رہے بے اختیار مُنھ سے نکل گیا کہ دربند مہرو ماہ سے آتا ہوں افراسیاب خوش ہو گیا پوچھا دربند مہرو ماہ پر کسکی عملداری ہے نام اسد کا اسنے بیان کرنے میں تامل کیا قدرے افراسیاب نے غصے میں چٹکی خاک کی اٹھا کر سر پر اس جادوگر کے ڈالدی وہ بیچارہ بیجرم و خطا جلکر خاک ہوا اب افراسیاب نے اسکی جھولی میں سے نامہ نکالا اسمیں طرف سے ملکہ بہار وغیرہ کے مرقوم تھا کہ اے ملکہ مہرخ عنایت خدائے لم یزل سے طلسم صندل کو فتح کیا دربند مہرو ماہ پر بڑی قیامت کی لڑائی پڑی ہم لوگ وقت پر پہونچے مہرو ماہ جادو کو مارا اب اسد نامدار برائے تلاش لوح تشریف لے گئے ہیں ہم لوگ فلاں راہ سے آتے ہیں انشاء اللہ بخیر و خوبی پہونچ کر مرحلہ جات کی جانب سفر ہوگا جب تک طلسم کشا بھی لوح لیکر آجاوینگے افراسیاب کو بھی قتل کرینگے یہ جو نامہ افراسیاب نے پڑھا تاج کو زمین پر دے مارا ریش کو نوچنے لگا کہتا ہے کہ اے افراسیاب صندل جادو کیونکر قتل ہوئی طلسم صندل کا فتح ہونا ایسا آسان ہوا مہرو ماہ جادو کو مسلمانوں نے مار لیا لیکن جب اسد لوح لیکر آئیگا سمجھا جائیگا پہلے چلکر ان باغیوں کی خبر لو راستے میں چلکر مار لو لشکر مہرخ تک جانے نہ دو یہ سوچکر ایک جانب بقہر وغضب تمام چلا تیغہ کھنچا ہوا ہاتھ میں تاج ڈھلکا ہوا غصہ سے چہرہ سُرخ ہونٹوں پر آہ سرد دل میں درد ادھر سے تو افراسیاب جاتا ہے لیکن ملکہ اختر بن سہیلان فیل زور شمشیر زن بعد جانے ملکہ بران کے باغ نگارین میں گھبرائی کنیزوں سے کہا ہمشیرہ صاحبہ طرف دربند مہرو ماہ کے گئی ہیں ابھی تک واپس نہ آئیں نہیں معلوم کیا سانحہ گذرا پرائی اقلیم میں

جانا ہزار طرح کا خیال ہی تمام اہالیان طلسم ہوش رُبا دشمن افراسیاب رہزن ٹرا کار نمایان کیا
بل پر ٹرا دان توڑا دریاے خون روان کو خشک کرکے کل ہوش رُبا کی آبرو مٹا ئی ہمیشہ افراسیاب
و ملکہ حیرت جادو اسی فکر مین رہتے ہین کہ اگر ملکہ بران شمشیر زن کو پائین تو قتل کرین حافظ حقیقی
اُنکی حفاظت کرے شر دشمنون سے بچائے ہمین اُنکا فراق نہ دکھائے مین خود خبر لینے جاتی ہون
وزیر زادیون نے کہا کسی نامہ دار کو روانہ کیجیے خبر منگوائیے اختر نے کہا نامہ دار اسطرف نہ جا سکے گا ملازمان
افراسیاب روک لین گے اپنے ویسے ساحر کو نہ جانے دینگے سب نے سر جھکایا عرض کی جو منا سب وقت ہو
عمل فرمایے اختر کا چونکہ ستارہ گردش مین تھا اس ماہ آسمان خوبی نے اسباب سحر زرات پر آراستہ کیا
طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر تلاش مین ملکہ بران و بہار کے چلی شختی تو تقدیر مین لکھی ہی اُسی پہاڑ کی
جانب سے گذر ہوا کہ جہان افراسیاب کھڑا ٹہل رہا ہی افراسیاب کی جو نگاہ پڑی کہ آسمان پر
ایک ستارہ چمکا اب جو نگاہ غور دیکھا صاف ثابت ہوا کہ ملکہ اختر طاؤس زرین بال پر سوار
بصد کر و فر اڑی ہوئی آتی ہی اختر کو دیکھ افراسیاب جل گیا سوچا یہ بھی دہین سے لڑ بھڑ کر بلٹی ہی
آٹھ پہرا اختر گردش مین رہتی ہی جیسے ہی ملکہ اختر قریب کوہ پہونچی اس سنگدل نے آواز دی ای
اختر کہان جاتی ہی پلٹ کر ملکہ اختر نے دیکھا کہ برج عقرب کا سامنا ہوا ہوش اُڑ گئے ہاتھ پانون
مین رعشہ پڑا اتنا تو زبان سے نکلا کہ ای افراسیاب ہم تیرے مقابلہ کے قابل نہین ہین ہمارے
غم نا مدار کوکب روشن ضمیر تیرے ہم نبرد ہین ہمارا تیرا کیا مقابلہ جورو کو پا کر ہمسے لڑوا دیکھ تو کیا
حال کرتے ہین نانی دادی کے بھروسے پر لڑتا ہی اتنا سمجھ لے کہ خون ہمارا بالا بالا نہ جائیگا خدا ہمارے
خواجہ عمرو و اسد نامدار کو سلامت رکھے ہمارے خون کا بدلا لین گے افراسیاب نے جو عمرو و اسد کا نام
سُنا آتش قہر و غضب مین پھنا ملکہ اختر کی طرف چلا کہ گرفتار کر لون اختر سمجھی کہ اس سے جان بچانا
دشوار ہی مجبور ونا چار کچھ گولے ترنج و نارنج جھولی سے نکالے افراسیاب پر پھینک مارے شعلہ ہاے
آتش برقین تلوارین چھریان افراسیاب پر گرین افراسیاب دفع کرنے لگا اختر سامنے سے بھاگی
افراسیاب نے چشم زدن مین اشارہ کرکے اس کل سحر کو مٹا دیا پیچھے اختر کے دوڑا اختر کا یہ حال ہی
ہر مرتبہ آپ ہی سحر کرتی ہی آپ ہی بھاگتی جاتی ہی افراسیاب تعاقب نہین چھوڑتا اپنے تمام جسم کا
زیور اُتار کر پھینک مارا افراسیاب چٹکین بجاتا ہوا چلا آتا ہی اختر کو عالم یاس چہرہ اُداس یقین
ہوگیا ہی کہ اسکے ہاتھ سے جان بچنا دشوار ہی اس ظالم کے پھندے سے بھاگ کر کہان جاؤن کیونکر
اپنی جان بچاؤن لڑتی بھڑتی تین کوس تک آئی کل زیور اپنا سحر کرنے مین اُتار اُتار کر پھینک مارا

تین کوس پر آکر تھمی افراسیاب نے ایسا سحر کیا کہ رہروی سے بھی معذور ہوئی تھرا کر بالا سے نخل
ٹھہری موتیون کا ہالا گلے سے اُتارا افراسیاب پر پھینک مارا دانے ٹوٹے افراسیاب کو
شعلہ ہائے آتش نے گھیرا اختر نے سحر کو زور دیا کہ یہ ناری آگ مین پھنسے مین تڑپ کے نکلجاؤن
افراسیاب باران سحر برسا کے آتش سحر کو مٹا رہا ہے کہ یکایک افراسیاب نے دیکھا لاہوت جادو
اُڑتا ہوا چلا آتا ہے اور قریب ملکہ اختر پہونچ چکا ہے واضح ہو کہ لاہوت جادو شوہر ملکہ زیور محمل نشین
کا کہ باغ کا ملکہ محمل کے ذکر آئیگا ناظرین پر واضح ہوجائیگا اسوقت کسی ضرورت سے اس طرف نکل آیا
یہ زن و شوہر ناظمان دربند افراسیاب ہین ہمرہ ساحری مین انتخاب ہین افراسیاب نے جو
لاہوت جادو کو آتے دیکھا پکار کر آواز دی اے لاہوت اس گیسو بریدہ کو لینا تین کوس سے
مجھسے لڑتی چلی آتی ہے لاہوت نے قریب ہوکر دام سحر اختر پر مارا بیحیا نے جال کیا اختر اس دام
مین پھنسی چاہا تڑپ کر نکل جاؤن جال توڑون اس فریب پر بھی بیحیا نے شرم نہ کی پڑیا کھولکر خاک
قبر جمشید اُڑا دی اختر بیہوش ہوگئی لاہوت نے اسکی زبان مین سوزن دیکر قفس مین بند کیا افراسیاب
قریب آیا لاہوت جادو نے جھککر سلام کیا عرض کی شاہنشاہ اسوقت کہان سے آتے ہین
اختر بداختر سے کہان مقابلہ پڑا افراسیاب نے بیساختہ آہ کی کہا اے خیرخواہ دولت اے صاحب
سطوت و حشمت کیا کہون جیسا اس سارہان زادے نے مجھکو حیران کیا ہے اسکو بیان نہین کرسکتا ملکہ
حیرت بنکر مجھسے نشان لوح پوچھا اسد کو لیکر تا بہ طلسم صندل پہونچا وہان بھی نکلے اور شریک ہوئے
طلسم شکست قتل صندل کا بندوبست ہوا مہر دباہ کو فتح کرلیا اب اسد تو فکر لوح مین گیا ہے
ملکہ بہار و باغبان و برق لامع و رعد و برق و بران شمشیرزن وغیرہ یہ چند سرداران
نامی تمھاری سرحد کی جانب سے آتے ہین ابھی مین نے نامہ دار کو گرفتار کیا ہے اسکو تو غصے مین جلا دیا
نامے مین یہ تمام حالات تحریر ہین اسی غصے مین جاتا تھا کہ اختر سے مقابلہ پڑا یقین ہے کہ یہ بھی وہین سے
لڑ بھڑ کر آئی ہے اب تم اپنے قصر پر جاؤ اختر کی قید سحر پاس ملکہ زیور محمل نشین کے روانہ کردینا
اور یہ بھی اطلاع دو کہ شاہنشاہ بھی تھوڑی دیر مین آتے ہین تمھارے باغ کی طرف سے بہار و
باغبان و بران وغیرہ آئینگے عقل و فطرت سے اُنکو باغ مین بلا کر قید کرو مین اس مقام پر آکر
اُن سبکو قتل کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا اے لاہوت یہ بڑا غضب ہوا یقین کامل ہے
کہ اسد بن کرب غازی لوح پا گیا اسی سرحد مین لوح رکھی تھی نکلے امون نے جلا دیا ہوگا اب
وہ طلسم کشائی مین مصروف ہوگا خیر انسے تو مہلت پاؤن اسکی بھی تدبیر کرونگا سزائے معقول

دونگا اپنی زوجہ کو بخوبی آگاہ کرنا کہ بہار و باغبان وغیرہ کو کسی طریقے سے باغ مین بلا لینا باغ
اُسکا سحر بند ہی بو سے پھولون کی باغی مست ہو جائینگے سحر کرنے کی مہلت نہ پائینگے اگر کہین آگاہ ہوگئے
تو سب ساحران زبردست ہین آفت ڈھائینگے ٹربر کر نکل جائینگے لاہوت نے کہا حضور مطمئن رہین
میری زوجہ بھی ساحرہ معقول ہی کل باغ اسی کے قبضے مین ہی ہرگل و بوٹہ مطیع فرمان اُسکا ہی چمن
مین رفیع جوانان چمن خدمتگزار ہمہ تن اس باغ کی بہار اگر کوکب آکر بیٹھے طائران زمزمہ سرا عندلیبان
خوش نوا ہنس ہنس کے مار لین ہرگل واسطے دشمن کے خار ہی شاخ نخل کھنچی ہوئی تلوار موج ہوا ہر دشمن
کمند ہی سرو نیزہ بلند بتہ خنجر آبدار ہر طفل غنچہ ہوشیار اسکے بزرگون کے وقت سے وہ باغ آراستہ و
پیراستہ ہی جسپر اشارہ کر دے اگر ساحری و جمشید عہد ہو دیوانہ وار سر ٹکرا کر مرے دام شمیم گلہاے
باغ سے نکل نہ سکے افراسیاب خانہ خراب نے کہا مین بخوبی اس حال کو جانتا ہون اب تم بھی جاکر
یہی سامان کرو ما بدولت تشریف لاتے ہین یہ کہکر افراسیاب ایک جانب گیا لیکن لاہوت جادو
قفس اُس طائر نو گرفتار کا لیے ہوئے اپنے قصر مین آیا بارہ ہزار ساحر گرد اس قصر کے اُترے ہوئے ہین
باغ اُسکی زوجہ کا یہان سے بارہ کوس ہی اپنے قصر پر آکر سرداران سے تمام کیفیت بیان کی کہ دیکھو
یارو ملکہ اختر بھتیجی کوکب کی افراسیاب سے لڑ رہی تھی گرفتار کر کے لایا ہون آج باغ مین ہماری
زوجہ کے ہنگامہ عظیم برپا ہوگا افراسیاب کو منظور ہی کہ ملکہ بہار وغیرہ کو اُسی باغ مین قتل کیجے کیا
مشکل ہی ساحری و جمشید تحریر فرماگئے ہین جہان کہین مسلمانون کا خون گریگا وہ زمین آباد ہوگی اب
اگر شہنشاہ کو منع کرون شمجھین بغاوت کرتا ہی اب تو مین قیدہ اختر پاس زیور کے روانہ کرتا ہون یہ
کہکے فوراً نامے مین کل حال درج کیا بخوبی واقف کرو یا کہ اے ملکہ عالم واے مونس و ہمدم قیدہ ملکہ اختر
تمھارے پاس پہونچتی ہی اسکو باحتیاط رکھنا ہوشیار رہو تمھارے باغ کی جانب سے ملکہ بہار و باغبان
وغیرہ گذرا چاہتے ہین مکر و حیلے سے اُنکو باغ مین بلانا بعد چند ساعت کے شاہنشاہ آئینگے مین بھی وقت
پر پہونچونگا ان سبکو آج شاہنشاہ قتل کرینگے مگر تدبیر گرفتاری سرداران مذکور مین غفلت نہ کرنا باعث
بدنامی ہوگا نامہ لکھکر قفس اختر مین باندھا سحر کیا زمین سے دھوان پیدا ہوا قفس اختر کو دھوے مین نے
گھیر لیا وہی دھوان قفس کو لیکر بلند ہوا لاہوت جادو نے آتش سحر کو زور دیا یہان ملکہ زیور محل نمکین
باغ مین جلوہ فرما گرد چار سو کنیزان ماہرو پریون کا جمگھٹا نہ خوف خزان نہ صیاد کا کھٹکا سلطنت بے خار
مجمع نازنینان گلعذار باغ حسن چہرہ بہار ناچ گانا ہو رہا ہی صبا بھی نغمہ محبت گلرخان مین لڑکھڑاتی ہی
ہر مینائے شجر سے سر ٹکراتی ہی ہر گل کا کٹورا شراب شبنم سے معمور کیفیت عیش و نشاط مین جوش رنگ سرور

یکایک سب نے دیکھا کہ شعلۂ آتش بھڑکتا ہوا آسمان سے پیدا ہوا بر سر باغ آکر دھوئین نے چرخ مارا شعلے بھڑک کر مخفی ہوے سب نے بخوبی دیکھا بیچ مین ایک آہنین قفس ہین ایا ماہ رخسار دھوئین نے قفس کو لا کر سامنے ملکہ زیور کے اُتارا ملکہ زیور نے سحر کر کے دھوئین کو برطرف کیا کاغذ کھولکر پڑھا ساتھ والیون کو مضمون سمجھایا جلد تیاری کرو شہنشاہ کی آمد ہی گرفتار کرنے مین ملکہ بہار وغیرہ کے بڑی کد ہی آج اس باغ مین بہار و باغبان کا خون ہیگا برق لامع و برق و رعد دریاے خون مین تڑپین گے بی بران شمشیرزن پر چھری پھریگی شراب کباب کی تیاری کرو دیکھو دغا جو کیا مشکل ہی اگر بہار وغیرہ میرے دام تزویر مین نہ پھنسین گرفتار کر لینا کیا بات ہی اگر سمجھ گئین قیامت کی لڑائی پڑیگی بہار و باغبان و بران و برق لامع و رعد و برق کے نام تحریر ہین ایک ایک انمین ساحر بے نظیر ہی دیکھیے آج کیا ہوتا ہی لیکن حکم حاکم مرگ مفاجات گردن تابی غیر ممکن ہی ساحران بردست سے مقابلہ پڑیگا ساحری و جمشید آبرو بچائین انجام بخیر کرین یہ کہکر ملکہ زیور نے ناچ وغیرہ موقوف کرایا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی ہٹوا دین تاج زرین سر پر رکھا دریاے جواہر مین غوطہ مارا لباس پر تکلف زیب جسم انور کیا عروس شب اول بنکر تیار ہوئی کنیزون کو جا بجا مقرر کیا خود انتظار آمد بہار و باغبان کرنے لگی وسط باغ مین کرسی جواہر نگار پر بیٹھی لیکن گوش بر آواز چشم براہ انتظار

کل سامان گرفتاری باغبان کا تیار

دو کلمہ داستان حیرت بیان ملکہ بہار و باغبان و بران و خواجہ عمرو وغیرہ بیان ہوتے ہین

یہ ملحوظ خاطر سامعین رہے کہ شاہزادہ اسد و ضرغام شیردل اس صحراے وحشت ناک مین سرگردان ہین لیکن بہار و باغبان و رعد و برق و برق لامع و خواجہ عمرو بعد فتح زربند مہر و ماہ کے اسد نامدار سے رخصت ہو کر بصد کر و فر روانہ ہوتے ہین التماس بخدمت ناظرین ہی کہ اس داستان حیرت آگین کو جب ملاحظہ فرمائین اس حقیر ہیچمدان کو بدعاے خیر یاد کرین ایسے مضامین موزون بمقدمۂ عیاری خواجہ عمرو و مہتر قران نامور واقع ہوے ہین کہ ان مضامین حیرت آگین کو تصنیف کر کے خود وجد ہوا ہر چند کہ تا بہ ختم جلد ہفتم انشاء اللہ بشرط حیات ایسی ایسی عیاریان و سحرہاے پر تکلف بطریقہ داستان سرائی بصد رعنائی و زیبائی تحریر ہونگے کہ داستانہاے اول کو یقین کامل ہی کہ ناظرین فراموش فرمائینگے ہر مقام پر اس ہیچمدان کیچ مچ زبان کو بھی خیال رہتا ہی کہ سامع و خوانندہ ملول نہو بوجہ طول نہو ناظرین ملاحظہ فرمائین خمسہ

سخن یہ اپنا بھی ہی افتخار کے قابل
بجا ہی کیون نہ کہین اسکو یار کے قابل
زمین کی چیز نہین ہین لب اس نگار کے قابل
نہین نہین فلک کجمدار کے قابل
یہ چاند ہی سیر دوش یار کے قابل

کہان ہین لعل لب خوشگوار کے قابل
غضب ہی مال جہان ہون نگار کے قابل
وہ دانت اور دُرِ آبدار کے قابل
نہین ہی تحفہ کوئی میرے یار کے قابل
یہ ایک روح فقط ہی نثار کے قابل

رہا جو پردے مین تا عمر رہ گیا پردا
جہان یہ شکل ہو تجھپر مقام طعن ہی کیا
ذرا سے جلوے مین غش کھا کے گر پڑے موسیٰ
اُسے تو پیر فلک نے کبھی نہین دیکھا
کہ اسکی آنکھ نہین دید یار کے قابل

ہمیشہ دور رہا آسیاے گردون کا
نہ پوچھو حال کہون سرگذشت مین کیا کیا
بر نگ دانہ ہوا گردشون سے تن میرا
تمھارے ہجر کے صدمون نے اسقدر پیسا
کہ ہڈیان نہین اب فشار کے قابل

جنون لطف سے وحشی ہون چشم فتان کا
مقام غور ہی انصاف و عدل انسان کا
عمل جہان مین سبب ہی سزا ے انسان کا
خدا نے عشق دیا مجھکو تیر مژگان کا
گناہگار تھا سمجھا وہ دار کے قابل

یہ آرزو ہی کہ لپٹین رکاب توسن سے
یہی سوال ہی ہر ایک دوست دشمن سے
مثال خار اُلجھ جائین ور دامن سے
یہ کوئی جا کے کہے یار صید افگن سے
کہ مرغ دل ہی ہمارا شکار کے قابل

ہمارے حال کی شہرت ہی قاف سے تا قاف
کمال حیف ہی اسپر اگر نہ ہو تم صاف
عوض مصیبت و غم کے نہ رو رہین الطاف
اُٹھائین کیسی جفائین ذرا کرو انصاف
کہ اب ہی عاشق دل خستہ پیار کے قابل

نصیب تھے کہ اجل آئی تیرے کوچے مین
خدا نے قبر تو بنوائی تیرے کوچے مین
ہماری خاک ہمین لائی تیرے کوچے مین
ہزار شکر جگہ پائی تیرے کوچے مین
زمین ڈھونڈھتے تھے ہم مزار کے قابل

یہی دعا ہی رحیم و کریم سے میری
نگاہ بد سے خدا رکھے حفظ مین اپنی

جہان مین تو رہے سرسبز اے گل خوبی
چمن مین حسن کے تیرے خزان نہ آئے کبھی
کہ ہین یہ پھول ہمیشہ بہار کے قابل

ہزارون ہمنے اُٹھائے فراق کے صدمے
دعا کریم سے کرتے ہین گور کے نیچے
فگار کے بھی الم زیر خاک دیکھ چکے
الٰہی اُنکو بچانا ہما کے پنجے سے
یہ استخوان ہین سگ کوے یار کے قابل

وہ ہم نہین ہین کہ مرنے سے اپنے جی ہین ڈرین
یہ آرزو ہی کہ دونون لہو سے ہاتھ بھرین
جو قصد قتل ہو اُنکا تو سب سے پہلے مرین
ہمارے خون سے رنگین چاہیے وہ کرین
حنا ہی یہ کف دست نگار کے قابل

بیان خاک کرین منھ سے ہم جفاے صنم
یہی دعا ہی شب در درزا ہی خداے منعم
مآل کار کو دی جان تک براے صنم
ہماری قبر پہ ہو لوح سنگ پاے صنم
کہ اور سنگ نہین اس مزار کے قابل

ہمیشہ پیش نظر ہی وہ عشرت گلشن
نہ کچھ ہی مہر کی حاجت نہ فکر شمع لگن
فراق یار مین بھاتی ہی کسکو سیر چمن
ہمارا داغ ہی سینہ مین رات دن روشن
چراغ ہی یہ شب انتظار کے قابل

نہین جو شوق ہی گانے کا اے گل خوبی
نصیب لڑ گئے عاشق کے اپنی قسمت پھٹی
عجیب امر خدا ساز ہی یہ تقدیری
کہین گے کھل کے نہ ہم بھی یہ بات پردے کی
ہمارا تار نفس ہی ستار کے قابل

نہین ہی کوئی زمانے مین برق اب ہمسر
یہ انکسار سے کہتے ہین اس فصاحت پر
عطا کیے ہین خدا نے تمام فضل و ہنر
غزل کے کہنے مین مغرور ہو نہ اے حیدر
نہین ہی شاعرون مین تو شمار کے قابل

کجا بودم اکنون فتادم کجا
بدیدار نیکان نکو آید
عنان سخن شد زچنگم رہا
بشست آور دم بار دیگر کہ حوت
دگر بار در گفتگو آمدم
بفرمان حی الذی لا یموت

گوہر آبدار سخن کو زیب گوش حق نیوش سامعین والا تمکین کرتے ہین کہ جب خواجہ عمرو سرداران مذکور کو ہمراہ لیکر تخت سحر بہار پہ سوار ہوے سمت لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ چلے عمرو نے کہا اے ملکہ بہار گلعذار اے باغبان عالی وقار یہ سراسر ظاہر ہی کہ لوح طلسمی جس حوالی مین افراسیاب نے رکھی ہے

نشان وقت خلوت راز دنیا زمین بتایا تھا لیکن یہ دھوکا دیا صاف یہی کلمہ کہا تھا کہ لوح طلسمی ہمین
پاس مہر و ماہ جادو کے بھیجدی ہو سب نشان مطابق ہوئے طلسم صندل پر سرگردانی راہ مین حیرانی
پریشانی حاصل ہوئی دربند مہر و ماہ بھی فتح ہوا سرداران نامدار بھی اسد عالیوقار کو جانباز و
سرفروش ملے ملک اخضر سا ساحر قدیم صندل ان صندلی پوش سردار معقول و ندیم ملکہ گوہر
جادو کیسی صاحب آبرو سب سامان عمدہ ہین لیکن تم لوگون نے ایسی جلدی کی دو چار روز
اور توقف کرتے ہمارے سامنے لوح ملجاتی طبیعت تسکین پاتی اب انتشار رہا دل بیقرار رہا قلب
خاکی تو یہان روح اسد نامدار کے ساتھ ہی ہرچند کہ مین نے بچپن سے تعلیم کیا ہی ہم سردار وہم عیار ہی
لیکن بادہ جرأت سے سرشار ہی ہربات کا آغاز و انجام سمجھنا نہایت دشوار ہی دل اسکی صحت و عافیت
کا خواستگار ہی اگر مناسب ہو پلیٹ پڑو دیکھین کیا انجام ہوا لوح ملی یا نہین ملی شاید کچھ ہماری تمھاری
ضرورت پڑے بہار نے کہا ای شاہنشاہ اوج عیاری فکر نہ کیجیے پروردگار مالک ہی اب تو وہ بخضوع و خشوع
مصروف عبادت ہونگے غیب سے بشارت ہوگی اُسی نشان پر جائینگے لوح طلسمی پائینگے اخضر ایسا
واقفکار موجود ہی اب پلٹنا بہتر نہین ہی ایسا نہو افراسیاب نے کوئی ساحر زبردست ملکہ مہرخ پر
بھیجا ہوا یہ اندیشہ ہی کہ ناموس طلسم کشا ملکہ مہ جبین ولا لان خون قبا لشکر مین موجود ہین اگر
خدانخواستہ اسیر کوئی افتاد پڑھی ہم آقا کو کیا مُنھ دکھائینگے افراسیاب تو مہ جبین کے نام کا دشمن ہی
ساحر پرفن ہی خدانخواستہ خیال کرے کہ مہ جبین دلا لان خون قبا کو پکڑلون مہ جبین تو اُسکی دختر ہی
لالان خون قبا باغ خوبی کی گل تر ہی حسن و جمال مین ماہ و مہر سے بہتر ہی یہ بھی ہملوگ سُن چکے ہین
کہ اکثر اُسکی خواستگاری بھی کی اگر کوئی حرکت ناشایستہ کر بیٹھا اسد تو اس غیرت مین گلا کاٹ ڈالیگا
عمرو نے جواب دیا بخدا میرا دل بہت گھبراتا ہو آپ سب صاحبون کے ساتھ کیون آیا کوئی افتاد ہونے کو
ہی دل آگاہ خبر دیتا ہی بہار و غیرہ نے کہا خواجہ آپ کو بیٹھے بیٹھے ناحق کا تردد ہی اگر خدا نے فضل کیا
لوح پا چکے مصروف طلسم کشائی ہوئے ضرور ہملو نامہ پہونچے گا کہ لشکر لیکر آؤ جس طرح آپنے ملک داؤد یہ
سے خبر دی تھی ہملوگون نے آکر لشکر نہنگ خونخوار سے مقابلہ کیا تھا اسی طرح اب بھی وقت پر پہونچینگے
یہ باتین کرتے ہوئے سب سردار آتے ہین یکایک لپٹین پھولون کی آئین ہوائے سرد چلی سبھون نے بند قبا
کھولدیے سر اُٹھا کر دیکھا سبحان اللہ قدرت پروردگار نظر آئی اک باغ پر بہار قطع دار پھولون سے معمور
جا بجا نعم فغفور بے قصور حسین ہائے طولانی گلشن بے خزان نخل سرسبز و شاداب چشمہ ہائے آب با آب و تاب کل نخل
سبز پوش صیاد گلچین خاموش جا بجا طائران خوش نوا طاؤس مست ادا قمریان و فاختہ گویان نغمہ

کو کونایاب عندلیب پہلوے گل مین مست بادۂ الفت پھول منقار مین دبے ہوئے شاخہاے موزون پر غزل خوان مطلع مصنف ورد زبان مطلع

آج بیلا ابٹ رہا ہی خوش ہی بلبل باغ مین	شاخہاے گل لٹاتی ہین زرِ گل باغ مین

شاخون نے براے پیشکش شاہد گل ڈالیان لگائین بلبلین پھول پھول کے اترائین سوسن صد زبان نے دھڑی مسی کی جمائی دھڑا دھڑی لوٹ رہی ہی زلف عنبرین سنبل کو پیچ و تاب سبزۂ خوابیدہ مست خواب بیلا البیلا پن دکھاتا ہی جوانان چمن کو جوش بہار دیکھکر غش آتا ہی نظم

واہ واکیا معتدل ہی باغ عالم کی ہوا	مثل نبض صاحب صحت ہی ہر موج صبا	بھرتی ہی کیا کیا مسیحائی کا دم باد بہار
بنگیا گلزار عالم رشک صدر دارالشفا	ہی گلون کے حق مین شبنم مرہم زخم جگر	شاخ بشکستہ کو ہی ہر ایک قطرہ مومیا
ہو گیا موقوف یہ سودا کا بالکل احتراق	لالہ کے داغ سیہ پانے لگا نشو و نما	ہو گیا زائل مزاج دہر سے یا تنگ خون
بید مجنون کا کبھی صحرا مین نہین باقی پتا	ہوتا ہی لطف ہوا سے اسقدر پیدا لہو	برگ مین ہر برگ کے سرخی ہی جیون رگ حنا
پائی یہ اصلاح صفر لنے کہ دنیا مین کہین	زرد چشم اب دیکھنے کو بھی نہین ہی کہربا	ہر مزاج بلغمی مین ہوتی ہی تولید خون

چاندنی کا پھول ہو گر ارغوانی ہی بجا	اُس باغ مین جوش بہار ہر گل نام خزان سے بیزار نظم

زمین گل آسمان گل بحر و بر گل	نماندہ در جہان کوئی مگر گل	عاشقون کو سبب وہ درد کا تھا	گل لالہ عقیق زرد کا تھا

نسیم عنبر شمیم کے جھونکے چل رہے ہین جوش پر موج آب ہر گل کے جسم مین لباس گلنار وسط باغ مین ایک چبوترہ بلور جسکی تعمیر سے دفور نور ایک شاہزادی گلبدن گلعذار غنچہ دہن رشک بہار کرسی پر جلوہ فرما گرد نازنینان خوش سر و کم سن مرادون کی راتین پھولنے پھلنے کے دن بیچ مین وہ ماہ تابان گرد ہجوم سیارگان جیسے ہی اس شاہزادی نے ملکہ بہار وغیرہ کو آتے دیکھا مثل شاخ گل وہ صاحب تجمل براے تسلیم ملکہ بہار خم ہوئی ہاتھ اُٹھا کر دعاے جان درازی دی عرض کی اے ملکہ بہار کنیز کو پہچانا ہمیشہ خدمت مین رہی عرصہ دراز سے تکلیف جدائی سہی زلیور تجمل نشین میرا نام ہی ہمیشہ سے ہوا خواہ حضور کی ہو نام ہو آئیے باغ مین تشریف لائیے مین نے مفصل خبر سُنی تھی کہ طلسم کشا کو گنبد نور سے رہا کر لیا مجکو تو غیب سے ہدایت ہوئی تھی مدت سے مطیع الاسلام ہو چکی مگر حیران تھی کہ حضور کی خدمت مین کیونکر جاؤن کوئی تحفہ لائق پیشکش نہ رکھتی تھی کہ اُسکو لیکر آتی شوہر میرا لاہوت جادو بھی یہان نہین ہی چند ساعت توقف فرمائیے سیر گل و لالہ مین مصروف ہوجیے کبھی پکار کر باغبان کو آواز دی کہ اے قوت بازوے افراسیاب شکر ہی بہار پیراے باغ عالم کا کہ آپ بھی موجود ہین سب صاحبون سے سفارش کیجیے خوب مجھکو ثابت ہوا کہ اب طلسم ہوش رُبا نہ بچے گا کتاب سامری مین بھی یہی تحریر ہی جو آپ لوگون کا ساتھ دیگا غرق آب رد

پائے گا ورنہ ذلیل و خوار ہو کر مارا جائیگا یہ کلمات مکر آیات جو ملکہ بہار نے سُنے خیال آیا کہ یہ دوست
صادق ہی کہا اے باغبان چند ساعت باغ مین ملکہ زیور محمل نشین کے ٹھہر جاؤ منت و خوشامد
کرتی ہی ساحرہ زبردست رکن طلسم ہوش ربا سحر و ساحری مین بےمثل و یکتا ہے اور تو سب نے کہا بسم اللہ
چلیے مگر خواجہ عمرو نے کہا اے بہار اسکے کلام سے بوے دشمنی آتی ہو بالا بالا نکل چلو اسکے باغ مین ٹھہرو
ظاہر مین باغ پر بہار ہی باطن مین دل کھٹکتا ہی کہ ہمارے تمہارے واسطے خار ہی ایسا نہو کسی بلا مین پھنس
جائین اگر اسکو خواہش ہوگی خود چلی آئیگی یہی جواب دو کہ ہمارا ٹھہرنا ناممکن ہی اگر تمکو خواہش شراکت
ہی لشکر اسد نامدار غازۂ بے تکلف ہی جس امیر و فقیر کا دل چاہے تشریف لائے سرفراز فرمائے ہم سب
صاحب برائے خدمتگزاری حاضر ہین اسوقت البتہ قاصر ہین ملکہ بران شمشیر زن کے منہ سے بے اختیار
نکلا کہ اے خواجہ اگر یہ گل پیرہن بغاوت پر کمر باندھے گی ہمارا کیا کر سکتی ہی وہ اختر دوار یہ چلیے جان
بچانا مشکل پڑے برق لامع نے تڑپ کر جواب دیا اے شہنشاہ اوج عیاری ایسی تڑیون کر کون
خرمن ہستی دشمن کو جلا دون اس باغ پر بہار مین خون کا دریا بہا دون رعد نے کہا وہ چیخ ماردن کان
کے پردے پھٹ جائین باغبان نے کہا باغی کی ٹانگین چیر ڈالون عمرو نے کہا یارو تم سب کے دماغ
مین غرور بھرا ہی شامتین آئی ہین ایسے کسی بلا مین پھنسوگے جان بچانا مشکل ہوگی عمرو کی بات کا
کسی نے جواب نہ دیا بہار نے مسکرا کر منہ پھیر لیا خواجہ کی باتون کو ہنسی مین اُڑا دیا زیور دست بستہ
سامنے کھڑی ہی کہتی ہی اے ملکہ عالم تشریف لائیے سرفراز فرمائیے کنیز بے تمیز خدمتگزاری کی امیدوار
ہی عمرو نے ہر چند منع کیا کسی نے نہ مانا علاوہ ازین محمل زیور نشین نے بھی ایسی چرب زبانی کی آنکھون
مین سب کے چربی چھا گئی خواجہ ایسے چراغ محفل فطرت کی بات نہ سُنی ملکہ بہار نے تخت بڑھایا جب قریب
دیوار باغ تخت پہونچا اُسوقت بھی عمرو نے کہا اے بہار برائے خدا باتون پر اس مکارہ کے نجاؤ سراسر
پیشانی اسکی سیاہ معلوم ہوتی ہی شراب مکر و فطرت سے جام کلام معمور ہی دیکھو دھوکا نہ کھاؤ سراسر عقل کا
قصور ہی بہار نے نہ مانا ہنسکر ٹال دیا عمرو نے کہا مین ساتھ نہ دونگا باغبان نے کہا خواجہ تمہارا ابھی
دو چار کوڑی کا روزگار ہوگا خواجہ عمرو نے کہا او بیوقوف پہلے نقد جان تو بچا یہ کہکر خواجہ عمرو تخت
سے کود پڑے ساتھ والے ہان ہان کرتے رہے خواجہ عمرو نے ایک کو بھی جواب نہ دیا تخت سے گرتے گرتے گلیم
اوڑھ کر غائب ہوئے لیکن سرداران مذکور مست شراب حبالعے پابند مجلس رنج و مصیبت سرحد باغ مین
آکر تخت سے کودے جیسے ہی اُن سبھون نے زمین پر قدم رکھے زیور نے جھوم کر آواز دی یا سامری یا
جمشید دشمنان افراسیاب کو لینا سابق مین تحریر کر چکا ہون یہ باغ اُسکے بزرگون کا بنایا ہوا ہی

ہر ایک بوٹا پتا افسونگری سے معمور ہر ایک نخل برائے سینۂ دشمن نیزۂ جانستان ہر ایک پتا خنجر بران ہر ایک سرو آہ دلدوز ہر ایک پھول شعلۂ جوالہ بلاے سحر سے سارا باغ بھرا ہوا تھا غنچے بہار کی حماقت پر مسکرائے پھولون نے باغبان کی ذلت پر قہقہے اُڑائے سرو انگشت بدندان ہوا چشمون سے طوفان کا سامان عیان ہوا حباب آنکھین نکالنے لگے سارا باغ دشمن جان تشنۂ خون مسلمانان جانورون نے غل مچایا دام موج صبا سے یہ صدا آتی خوب دام تزویر مین پھنسایا بران تڑ کھڑائی چاہا اختر مروارید نکالون جو جھک ہاتھ نہ پہونچا تھا کہ باغبان کی زبان بند بہار دردمند برق لامع تڑپی رعد کی آواز پڑ گئی گرجا بھولا جملہ ساحران مذکور بوے گل سے مست ہوے سحر بالکل فراموش مثل تصویر تصور خاموش اسم سحر نہ پڑھ سکے لڑ کھڑا کر گرے سب بیہوش ہوے زیور محمل نشین نے کنیزون کو آواز دی دشمنان شہنشاہ کو گرفتار کرو ڈبرے گرگ باران دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ پھنسے کنیزون نے بڑھکر ہر ایک کی زبان مین سوزن دیا زیور محمل نشین جانتی ہی یہ سب ساحر رکن طلسم ہوش رُبا ہین بران شمشیر زن آفتاب طلسم نورافشان ایسا نہو سوزن کو یہ لوگ نمانین سحر کرکے نکل جائین اگر باغ میرا پُراز نیرنگ شعبدہ نہوتا ان سب کا گرفتار ہونا دشوار تھا قفل ہاے مار آتشین سب کے دہن پر چڑھاے آپ آکر مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوئی کنیزون نے ان سب کو ہوشیار کیا اب آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار مصیبت پایا اب سمجھا خواجہ کا یاد آیا کنیزین کشان کشان لیکر سامنے ملکہ زیور محمل نشین کے آئین بران نے دیکھا ملکہ اختر بن سہیلان بھی گرفتار قفس مصیبت ہی اور زیادہ قلق ہوا شرما کر سر جھکا لیا زیور نے بہ عتاب خطاب کیا کیون ای ملکہ بہار و باغبان افراسیاب کے ساتھ دشمنی کی رہروان جادۂ طلسم ہوش رُبا کی رہبری کی خوف نہ آیا کہ بادشاہ جابر و قاہر ہی صاحب نیرنگ شعبدہ دنیا مین کون اُس سے مقابلہ کر سکتا ہی یہ وہ بادشاہ عالیجاہ ہی جس نے سلطنت لاچین کو مٹایا ہوش رُبا پر بزور بازو قبضہ کیا دریاے نیل کی آبرو مٹائی قہقہہ سیہ تخت کو مارا اُن معرکون مین زمین تھراتی تھی زبان ماہیان دریاے نیل سے الحفیظ والامان کی صدا آتی تھی تم چند کس کیا کر سکتے ہو اب دم بھر مین شہنشاہ تشریف لائینگے اسی باغ مین تم سب کا خون بہائینگے ان سرداروں مین کلام کی طاقت کہان آنکھون مین بصارت کہان ہوا اس باغ کی حلاف سحر بالکل فراموش ہوا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا یقین کامل ہوا کہ جان بچنا دشوار ہی فلک کجرفتار نے بلاے مبرم مین مبتلا کیا اب رنج و ملال سے کیا ہوتا ہی سب سے زیادہ ملکہ بران شمشیر زن کا حال ابتر دختر بلند اختر شہنشاہ طلسم نورافشان صاحب جاہ و جلال آسمان لیاقت کی بدر کمال یقین کامل ہوا ای بران عمر اپنی بباغ مین کاٹی اس طرح کبھی مجبور و ناچار نہوے تھے کس قیامت

کا باغ ہی تماشے سے اسکے دل پر داغ ہی افسوس طلسم اسکندری فتح کرکے شاہزادہ ایرج نوجوان نبیرہ حمزہ صاحبقران نے فرمایا تھا کہ صیقل آئینہ دار راہی ہوا اپنے کو طلسم ہوش ربا مین پہونچا بیٹھکے اسد نامدار کی شراکت کرکے قتل افراسیاب کی تدبیرین کرینگے وہ شہریار صاحب ارادہ ہی طلسم ہوشربا مین آنے پر آمادہ ہی ضرور تشریف لائیگا مگر افسوس ہمکو زندہ نہ پائیگا عین وقت پر موت کا سامنا ہوا اب کون صورت جان بچنے کی ہی اس باغ مین موت لیکر آئی بقول مخفی نظم

من ماہی آن بحر کہ آبش ہمہ خون ست
اکلش ہمہ زہر است شرابش ہمہ خون ست
ہر بوالہوسے را نرسد لاف محبت
ہر جا کہ رود تا بہ کابش ہمہ خون است

لب تشنۂ جامی کہ شرابش ہمہ خون ست
ای خضر تو در چشمۂ حیوان کہ اسیران
با شبنمی آن گل کہ گلابش ہمہ خون است

ہر کس نبرد رہ بسوے دشت محبت
نوشند ازان چشمہ کہ آبش ہمہ خون است
بس ریختہ خون دل مخفی کہ ز بیداد

یہ اشعار مصیبت آثار خاص ایسے ہی وقت پر نظم کیے ہین ای رحیم کارساز آج بدعت افراسیاب سے بچانا روز سیاہ نہ دکھانا یہاں کے بھی چہرۂ زیبا کا رنگ اڑا ہوا بنی حماقت پر شرمندہ دل مین محجوب و شرمسار محزون و بیقرار جان و آبرو کا خوف جانتی ہی کہ افراسیاب تجھپر عاشق ہی ایسا نہو قصد آبروریزی کرے ای پروردگار حکم دے ملک الموت کو کہ تا آنے افراسیاب کے میرا خاتمہ ہو مردہ ہمارا اٹھا کر لیجاے اس باغ مین آکر مجھ خار صحراے مصیبت کو تہ نیاے باغبان متردد دل مین خیال کہ ای باغبان سبحان اللہ ہمارا لقب وزیر با تدبیر ہی کیا بری تقدیر ہی یکایک یون عقل پر پتھر پڑے بالکل اندھے ہوگئے یہ پھوٹی آنکھون سے نہ سوجھا پرائے گھر مین بے تکلف چلے آنا خواجہ عمرو کا سمجھانا خیال مین نہ آیا بڑا دھوکا اٹھایا مضمون مصرعہ صادق آیا ع چون قضا آید طبیب ابلہ شود ✻ مصیبتین ہوش ربا مین ہمنے جھیلین جب وقت فتح طلسم آیا فلک نے ہماد اس مصیبت مین پھنسایا افراسیاب جادو آتے ہی قتل کرے گا سب سے پہلے ہمارا سر کاٹیگا خوف جان مین یہ اشعار یاد آئے نظم

کیا جانے کسکی خاک ہی رکھ ہوش نقش پا
حیران ہے ہین صورت خاموش نقش پا
دہشت ہی کبر اہل جہان سے یہ اب مجھے
پڑتا ہی پاؤن آبلہ از جوش نقش پا
افتادگان تک آ نکلے کیا سکے راہزن
خون جگر کیا ہی فراموش نقش پا
سودا بہ قول حضرت بیدل بکوے ست

یون لیکھو قدم کہ تا نہ دبے دوش نقش پا
کسکی سنے ہین خاک نشینان اہل عشق
افتادگی نہ ہووے فراموش نقش پا
گذرے وہ کیونکہ خاک سے میری کہ تا ابد
جز خاک کچھ نہین ہی در آغوش نقش پا
پابوسی پر رقیب عبث لڑے ہی جی کہ وان
خط جبین پاست ہم آغوش نقش پا

اعمال رفتگان کے مکافات کر نظر
گوش اپنے کر ہین اتنے کہ جیون گوش نقش پا
کثرت سے کوے یار مین گرمی ہی یہ کہ وان
چھولے سے قدم کو اسکے نہ آغوش نقش پا
ای شوخ ہرزہ گردی نے تیری ہر ایک جا
کب ہی قبول خاطر پاپوش نقش پا
باغبان نے جو یہ اشعار پڑھے

بہار جادو نے سُنکر آہ کی خیال بادشاہ اسلام کیا گل سا چہرہ کمھلا گیا باغبان کو اشارہ کیا کہا ای باغبان مضمون ان اشعار کے ہم گرفتاران مصیبت پر صادق آتے ہین مدت سے گرفتار دام محبت آج اسیر دام مصیبت ہوئے اپنی جانب اشارہ کرکے یہ اشعار پڑھے اشعار

آدم کا جسم جبکہ عناصر سے مل بنا
کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا
سرگرم نالہ ان دنون مین بھی ہون عندلیب
مت آشیان چمن مین مرے متصل بنا
جب تیشہ کوہکن نے لیا تھا تب یہ عشق
بولا کہ اپنی چھاتی پہ دھرنے کو سل بنا
جس تیرگی سے روز ہے عشاق کا سیاہ
شاید اسی سے چہرۂ خوبان پہ تل بنا
لب زندگی مین کب ملے اس لب سے ای کلال
ساغر ہماری خاک کو مت کرکے گل بنا
اپنا ہنر دکھائینگے ہم تجکو شیشہ گر
ٹوٹا ہوا کسی کا اگر ہم سے دل بنا
سُن سنکے عرض حال مرا یار نے کہا
سودا نیا مین بیٹھکے یان متصل بنا

باغبان قدرت حسرت پر بہار کی زار زار رویا جی مین کہتا ہی حقیقت مین افسوس بہار کا شباب ہماری تو خادی ہوئی خانہ آبادی ہوئی لطف وصل و ہجر دیکھا اس کمبخت بدنصیب نے باغ عالم کی کیا ہوا کھائی ایسی نازنین کو اس حسرت و یاس کے مقام پر موت آئی ای بانی بنائے گلشن عالم ای واقف اسرار ہستی و عدم بہار جادو کو بچالے لیکن زیور محمل نشین نے فوراً ایک نامہ لکھا اپنے شوہر کے واسطے کہ ای شہنشاہ لاہوت جادو ای رازدار خوشخو قید تمنے ملکہ اختر کی ہمارے پاس بھیجی مع نامہ اشتیاق قفس مین اُس ماہ خوبی کو پایا ہمسے بھی یہان ٹرا کار نمایان ہوا ملکہ بہار گلعذار و وزیر باشوکت اعنی باغبان قدرت و سیف قاطع ملکہ برق لامع و رعد و برق وصفدر صف شکن ملکہ بران شمشیرزن ان سب کو ہمنے گرفتار کرلیا دام سحر مین پھنسایا یہ وہ ساحران غدار تھے کہ جن سے شہنشاہ ہوش رُبا عاجز رہے مگر صحبت کی تاثیر تیر تدبیر تو دہ مراد پر پڑا تا بہ ثمر ہی غرق ہوا میدان خون کی تیاری کر رہے ہین جلادان خرس طینت جمع کیے آمد شہنشاہ کا انتظار ہی کہین وہ جلد آئین آکر ان سب کو قتل کرین لیکن آپ بھی وقت پر ضرور آئیے گا دیر نہ لگائیے گا حقیقت مین آج روز قیامت ہی بہار جادو ایسی ساحرہ منظور نظر شہنشاہ قتل ہوتی ہی مین سمجھا رہی ہون وہ ظالم نہین مانتی کہتی ہی اپنی جان دونگی اطاعت افراسیاب جادو نہ کرونگی آپ کو یاد ہو گا سابق مین ارشاد فرمایا تھا کہ بہار کے نکل جانے کا دلپر داغ ہی جب بہار نہو باغ مین سناٹا ہر سرو چمن مثل آہ رنگ باغ تباہ عندلیبان خوش نوا کو صدمہ و غم ہر ساکن باغ مبتلائے محبس رنج و الم فرماتے تھے کہ جو کوئی بہار کو راضی کرے با بدولت سے ملادے دولت دنیا سے نہال کرونگا لہذا آپ جلد آئین ہم آپ ملکر بہار کو سمجھائین اگر یہ کام ہمارے ہاتھ سے نکلے افراسیاب جادو حاکم طلسم ہوش رُبا کردے تھوڑے لکھنے کو بہت جانیے گا شہنشاہ بھی آیا چاہتے ہین آج انکے دل کو لگی ہی مشہور ہی کہ طلسم کشا کو دربند مہر و ماہ کی

لوح طلسمی ہلگئی بعض کا یہ قول ہی کہ طلسم کشا مرحلہ جات پر پہونچا ناظمان طلسم ہوش ربا ششدر و حیران ہین آج ہمارے باغ مین معرکہ عظیم ہی خدا ہماری آبرو رکھے بہت کچھ ملکہ زیور محمل نشین نے تحریر کیا نامہ ایک کنیز کو دیا کہا زبانی بھی کہنا ان سرداران مذکور کو ہمنے پکڑ لیا باغ کے سحر مین بہار و باغبان کو دھوکا دیا بی بران شمشیر زن بھی جال مین پھنسی ہین برق لامع تڑپ رہی ہین بدون آپکے تشریف لائے قتل مین افراسیاب کو تامل ہوگا شاید آپکے سمجھانے سے میرے باغ مین ان کمغدارون کا خون نہ بہائین یہ باغ ہمیشہ بہار بربادی سے بچے بخوبی سمجھا دیا کنیز نامہ لیکر بخدمت لاہوت جادو روانہ ہوئی

اب دو کلمہ داستان افراسیاب خانہ خراب کے بیان ہوتے ہین خمسہ موافق مضمون

مثل بو نظرون سے ہراک گل نہان ہوجائیگا — پھول کیا کانٹا بھی بے نام و نشان ہوجائیگا
بلبلو صحرا سے بدتر بوستان ہوجائیگا — کاروان باد بہاری کا روان ہوجائیگا
ایک دن یہ باغ پامال خزان ہوجائیگا

کیا قمر ہی شرم کے مارے نہان ہوجائیگا — سامنے سے مہر تابان بھی روان ہوجائیگا
صبحدم صد چاک جیب انس و جان ہوجائیگا — چاند سا چہرہ جو پردے سے عیان ہوجائیگا
چشم عاشق کا ہراک پردہ کتان ہوجائیگا

کچھ دنون سے وہ صنم جلوہ جو دکھلانے لگا — بہر نظارہ وہان سارا جہان جانے لگا
فیض ہراک دولت دیدار سے پانے لگا — رفتہ رفتہ اپنے در تک وہ صنم آنے لگا
سجدہ گاہ خلق سنگ آستان ہوجائیگا

بانگ تو اے ماہ تیری کہکشان کا ہی جواب — ہی خدنگ موے مژگان غیرت تیر شہاب
عکس رخ سے ہی نقاب روے انور ماہتاب — بالے کے موتی ہین تارے روے تابان آفتاب
تیرے آنے سے ابھی بام آسمان ہوجائیگا

قتل کرتے ہین جو یاد آجاتے ہین ایام وصل — تلخ اپنی زندگی کا ہی مزہ بے جام وصل
جان آجائیگی تن مین جب سنونگا نام وصل — یار جب مجھ جان بلب کو بھیجے گا پیغام وصل
دیکھنا پیغام بر معجز بیان ہوجائیگا

ایک دم ہرگز نہین تنہا مین اسکو چھوڑتا — چھپ کے پیچھے ہو لیا جس سمت وہ اٹھکر چلا
خلق کو مجھپر یقین ہوجائیگا ہمزاد کا — گر یونہین مین ساتھ ہون تو رفتہ رفتہ دیکھنا
اس پری کو اپنے سائے کا گمان ہوجائیگا

جلوہ افگن ہو رہا ہی آج اُس گل کا جو عکس
دیکھو باطن مین رسا ہی آج اُس گل کا جو عکس
بو مین بھی خوشبو سوا ہی آج اس گل کا جو عکس
آب جو مین پڑ گیا ہی آج اُس گل کا جو عکس
باغ مین ہر غنچۂ گل عطر دان ہو جائے گا

دنگ رہجائیگی ہر بلبل تری گلگشت سے
معجزہ ہو جائیگا بالکل تری گلگشت سے
باغ مین پڑ جائیگا اک غل تری گلگشت سے
جان پائیگا چمن ای گل تری گلگشت سے
ہر شجر مین مرغ جانکا آشیان ہو جائیگا

دیکھ پائے گا جو صورت روے آتشناک کی
دل جلا ڈالے گی حیرت روے آتشناک کی
ہی یہ گرمی فی الحقیقت روے آتشناک کی
تھرلائے گی شرارت روے آتشناک کی
شعلۂ آتش ترے آگے دھوان ہو جائیگا

کیا ستم ای ترک تیری چشم نے بر پا کیا
زلف نے پھانسی دی سنبل نے اگر دعوی کیا
یہ رلایا دیدۂ نرگس کو بھی اندھا کیا
تیری ابرو نے کمان کو تبر سا سیدھا کیا
پیش مژگان تیر خم ہو کر کمان ہو جائیگا

تیر کتنی دیکھنا تیغ نگاہ ناز سے
پر کہان عالم مین ہمسا عاشق جانباز ہی
صاف ٹکڑے مرغ جانکا ہر پر پروانہ ہی
کیا ضرر ہمکو جو وہ محبوب تیر انداز ہی
ہر خدنگ اپنے بدن مین استخوان ہو جائیگا

مین نہ سمجھا تھا کہ دل ایذا دکھائیگا مجھے
وہ بڑھے گا مین گھٹونگا غم ستائیگا مجھے
بیچ مین اُس طفل کی کاکل کے لائیگا مجھے
انقلاب دہر تب اس سے ملائیگا مجھے
پیر جب ہو جاؤنگا مین وہ جوان ہو جائیگا

حسب خواہش گر نہین یہ شعر پر مضمون لکھا
آج تیرا کوچۂ دلدار مین ہی دل لگا
مان لے آباد کا کہنا زیادہ غم نہ کھا
فکر کر موقوف تلخ دل نہین لگتا ترا
پھر طبیعت کا کسیدن امتحان ہو جائیگا

افراسیاب خانہ خراب ملکہ اختر ماہ پیکر کو گرفتار کر کے بیٹھا اس سوچ مین کہ اختر کو تو مین نے گرفتار کیا ملکہ بہار وغیرہ کی تدبیر زیور محمل نشین کر گئی نہین معلوم ساربان زادہ بھی انکے ساتھ ہی یا نہین ایسا نہو دم دیکر زیور کا گہنا اتروالے لوٹ مار کے چل دے اُسکو کون پہچانیگا صرصر کو ڈھونڈھ کے ہمراہ لے لون اُسکی ہوا بندھی ہی صرصر بخوبی پہچان لیگی حقیقت مین صرصر بھی ہوا مین گرہ لگاتی ہی

عمرو کو بھی صرصر سے ایک راہ ہی گلشن حسن صرصر کا ہوا خواہ ہی یہ سوچکر افراسیاب ایک پہاڑ پر ٹھہرا ایک پتلے کو روانہ کیا حکم دیا صرصر جہان ملے وہان سے ام سکو لاؤ پتلہ مثل شعلۂ جوالہ آسمان پر چمکا صرصر شمشیر زن لشکر حیرت سے نکلی تھی حیرت نے حکم دیا تھا کہ لشکر مسلمانان کی خبر لاؤ صرصر شمشیر زن کو یہ تو یقین کامل ہی کہ لشکر بین سرداران نامی نہین ہین اسد غازی کی فکر مین سب گئے ہونگے سب سے زیادہ یہ خیال ہی مہتر قران عیاری مین صاحب کمال ہی وہ بھی اسی جستجو مین گیا ہوگا ضرغام نے بھی اپنے کو بچایا ہوگا یہ عیاران طرار جس اقلیم مین جائینگے قیامتین برپا کرینگے وہان کے باشندون کو جان بچانا دشوار ہوگی یہ سوچتی ہوئی طرف لشکر اسلام کے چلی ہی کہ آسمان سے پتلہ تڑپ کر گرا صرصر کو اٹھاکے لے چلا لشکر حیرت جادو مین ہلڑ ہوا صرصر کو ایک پتلہ اٹھا لیگیا حیرت جادو نے کہا صاحبو نہ گھبراؤ شہنشاہ نے بلوایا ہوگا احوال کھلجائیگا آج کل شہنشاہ بڑی کوشش مین ہین خود جستجو کر رہے ہین مشہور ہے طلسم کشا کو لوح ملگئی ساربان زادہ اسد غازی کو تابہ دربند مہرو ماہ لے ہونچا جب تک غفلت رہی اب شہنشاہ خواب خرگوش سے بیدار ہوے غافل تھے ہوشیار ہوے اہ یاقوت وزمرد کسی ساحر تیز رو کو بھیجو مفصل خبر منگاؤ دشمنون نے کیا مشہور کیا ساحرون کو ناچار و مجبور کیا یاقوت زمرد نے عرض کی لونڈیون نے بے حکم حضور ہرکارے روانہ کیے ہین دربار مہرخ مین موجود رہتے ہین خبر مفصل ملے گی لیکن افراسیاب جادو بر سر کوہ فلک شکوہ ٹھہرا ہوا ہی صرصر نے سلام کیا پوچھا لے شہنشاہ خیر تو ہی لونڈی کو کیون یاد کیا افراسیاب جادو نے کہا اے صرصر بدعت مسلمانان سے کلیجہ خون ہوگیا دم لینا مجکو مشکل ہوا مین تے نامہ دار بہار وغیرہ کو گرفتار کیا صاف اسمین لکھا تھا کہ دربند مہرو ماہ فتح ہوا اسد تلاش لوح مین مصروف ہی بس یقین کامل ہی کہ اسد نے لوح پائی ہوگی خواجہ عمرو نے طلسم صندل فتح کیا مین نے زیور محمل نشین کو نامہ لکھا ہی کہ ملکہ اختر کو گرفتار کرکے بھیجا ہون بہار وغیرہ کو دم دے کر گرفتار کرو زیور محمل نشین بہت چست و چالاک ہی اسنے بیشک گرفتار کرلیا ہوگا اسوقت مجکو خیال ہوا کہ عمرو بھی ان سب کے ساتھ ہی ایسا نہو زیور کو دم دیکر نکلجائے اسکو کون پہچان سکتا ہی بڑے بڑے عیارون کو اسکی چالاکی پرسکتہ ہی اسواسطے مین نے تمکو بلوایا ساتھ لیکر باغ زیور محمل نشین مین چلتا ہون اگر کچھ مکر ہو یا ساربان زادہ ارادہ کرے تو ہر رنگ مین پہچان لیگی صرصر نے کہا اے شہنشاہ نگوڑا میرے سامنے کیا عیاری کرسکتا ہی جب کبھی سامنا ہوتا ہی باتین بناکے روتا ہی یہ بھی ایک ہوشیاری ہی اپنے تئین عاشق مشہور کردیا اگر ہمنے گرفتار کیا تو کہے گا مین بستۂ کمند گیسو ہون اور جو کہین اسکا فقرہ ہمپر چلگیا ناز کرتا ہی کہ ہمنے ملکہ صرصر کو گرفتار

کیا مین خوب موے مکار کی باتون کو سمجھتی ہون افراسیاب جادو نے کہا اے صرصر آج چلکر
پہچانو تو جانین آج لڑائی کا خاتمہ کرتا ہون صرصر نے کہا میرے سامنے کیا عیاری کر سکتا ہے جس
صورت مین ہوگا پہچان لونگی افراسیاب جادو نے صرصر کو تخت پر بٹھا لیا لیکر طرف باغ زیور
محمل نشین کے چلا یہان زیور محمل نشین اسی انتظار مین ہے کہ یکایک آسمان پر برق چمکی دیکھا
افراسیاب جادو تخت پر سوار پہلو مین صرصر شمشیر زن مکار زیور برائے تعظیم اُٹھی پایہ تخت پر
افراسیاب کے ہاتھ رکھدیا لا کے باغ مین اُتارا افراسیاب نے جو نگاہ اُٹھائی دیکھا بہار وغیرہ
مسلسل بیٹھی ہین رنگ رو سب کے متغیر بہ عتاب خطاب کیا اے باغبان یہ دن یاد نہ تھا اب اسطرح
قتل کرونگا کہ ماہیان دریا و زغان ہوا تمھارے حال پر روئینگے مجکو ذرا ترس نہ آئیگا تم سب نے
ملکر اسد نامدار کو تا بہ دربند مہر و ماہ پہونچایا لوح دلوائے اب پلٹے ہو مابدولت تو آمادہ مرگ و
مہیائے قضا ہین جب اسد کے پاس لوح موجود ہوگی بیشک مجکو مشکل پڑیگی لیکن تم سب کو قتل کرونگا
ایک مسلمان کو زندہ نہ چھوڑون اکیلا اسد غازی کیونکر عملداری کریگا غم مین یاران ہمدم کے
تڑپ تڑپ کے مرجائیگا کسی نے کچھ جواب نہ دیا سب محجوب شرمسار مضطر و بیقرار موت کا سامنا
ایسا ظالم موجود ہے سوائے سکوت کیا جواب دین مگر زیور محمل نشین نے کہا اے شہنشاہ آپ کو
کیونکر ثابت ہوا کہ اسد غازی کو لوح ملگئی آپ نے دربند مہر و ماہ پر لوح رکھی تھی عمرو نے جو
بہ شکل حیرت پوچھا آپ نے مفصل تبلایا کچھ پردہ بھی رکھا افراسیاب جادو نے کہا اے زیور
محمل نشین حقیقت مین اور تو سب حال مین نے مفصل بیان کیا لیکن یہ غلط کہا کہ لوح مہر و ماہ جادو کے
پاس ہے ایسے مقام پر رکھی ہے کہ طائر وہم و خیال نہین پہونچ سکتا اور ایک ساحر ہے کہ اسکے شکم مین لوح
رکھی ہے اور اسپر اور ایک ساحر زبردست کو نگہبان کیا اگر اسکو کوئی قتل کریگا دوسرے کو ضرور خبر
ہو جائیگی زیور محمل نشین نے کہا پس اے شہنشاہ کیونکر یقین کامل ہوا کہ طلسم کشا لوح پا گیا افراسیاب
جادو نے کہا اس دلیل سے سمجھتا ہون کہ یہ سب سرداران مقید وہین سے ڈیرے کو پلٹے ہین ساربان زادہ
بھی انکے ساتھ نہین آیا یقین ہے ہمراہ اسد غازی کے رہ گیا عیاریان کر رہا ہوگا زیور نے کہا اے شہنشاہ
یہ گمان بہ مقدمۂ حصول لوح کامل و اکمل نہین ہے صد ہا طرح کے شکوک ہین ایک رائے کنیز عرض کرے
اسکو کیجیے ابھی احوال کھلجائے گا ایک تپلہ سحر کا اپنے دست زبردست سے بنائیے یہ حکم دے کر روانہ کیجیے
کہ اسد نامور جان لے اسکو گرفتار کر لائے تو ظاہر ہے کہ طلسم کشا جہان ہوگا وہان تپلہ حضور کے سحر کا پہونچیگا
اگر طلسم کشا صاحب لوح ہے تو تپلۂ سحر کی کیا مجال کہ طلسم کشا کو ہاتھ لگا سکے واپس آئیگا یا مارا جائیگا اگر

لوح طلسم کشا کو نہین ملی بیشک گرفتار کر لائیگا افراسیاب کو یہ بات پسند آئی رائے پر زیور محمل نشین کے آفرین کی کہا اے زیور محمل نشین کیا صلاح معقول بتائی یہ بات دل مین کھپ گئی اسی وقت افراسیاب نے دانائی کرکے ماش کا آٹا منگایا اسی جنس کا پتلا بنایا کہا اے پتلۂ ساحری جہان طلسم کشا ملے گرفتار کر لینا اور جو کوئی اُسکے ہمراہ ہو اُسے بھی لینا خبردار پناہ نہ دینا پتلہ یہان سے پر پرواز پیدا کرکے چلا تلاش مین اسد نامدار کی دشت و صحرا دیکھتا بھالتا چلا جاتا ہے

اب دو کلمہ داستان حال مصیبت مآل اسد نامدار کے تحریر ہوتے ہین

سابق تحریر کیا کہ اسد نامدار زندگی سے بیزار چھین جانے سے لوح کے مبہوت دہن پر مہر سکوت مثال تصویر تصور خاموش دریاے مصیبت کا جوش ضرغام شیر دل دمبدم سمجھاتا ہے اے شہریار صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے انشاء اللہ پھر لوح طلسمی ملیگی وہ مسبب الاسباب ہے کوئی سبب ایسا ہوگا لوح طلسمی لیکر فتاحی طلسم آپ کرینگے کل رازداران طلسم ہوش رُبا کا قول ہے کہ آپ فاتح طلسم ہین لیکن یہ طلسم ہوش رُبا ہے ہر ایک طریقہ اُسکا ہوش رُبا ہے افراسیاب کے ملازم سحر و ساحری مکاری غداری مین بے نظیر صاحبان تقریر و تقدیر ہر وقت اسی فکر مین ہین کہ طلسم کشا کو قتل کرین دیکھیے پروردگار نے آپ کو گنبد نور سے کیونکر بچایا خواجہ عمرو نے کس دھوم سے چھوڑایا اسد نامدار نے فرمایا اے ضرغام اب لوح ملنا ناممکن ہے اسی صحراے ہول خیز مین تڑپ تڑپ کے مرینگے یہ اشعار آبدار ہمارے حال مصیبت مآل پر صادق آتے ہین شعار

پاتے ہین مہربانی کو بدتر ستم سے ہم
شادی سے آشنا ہین نہ واقف الم سے ہم
عشق کمر کو چھوڑ کے کیونکر مجو لب ہوے
دم مین بھلائے آگئے قول و قسم سے ہم
جادو بیان ہین مہر و غضب کے ہین جا بجا
تسخیر کرکے پریون کو نقش و رم سے ہم
درد و فا سے ہوتی ہے چشم وفا کمال
خوش چھٹکے ایکدن نہوے قید غم سے ہم
جبتک نہ دینگے بوسۂ تریاق خال لب
جام اپنا کم سمجھتے نہین جام جم سے ہم
روز جزا کا خوف نہین کچھ ہمین قلق
باز آے ایسے آپ کے لطف و کرم سے ہم
قاتل ادھر بھی تیغ نگہ کا کریگا وار
ہستی مین آئے کیلیے ملک عدم سے ہم
پاتے ہین فیض رہ ذرہ مین اس مہر کا فروغ
افسوس شوخ کو گھر اپنے لگا لائے دم سے ہم
پامالون کا ہے پایہ افتادگی بلند
راحت بہت اُٹھاتے ہین تیرے ستم سے ہم
دلکو ہمارے اُلفت مژگان یار ہے
جانبر نہون گے گیسوے افعی کے سم سے ہم
عشق میان یار نے مارا ہے بیگناہ
پائینگے خلد الفت شاہ امم سے ہم
تیغ جنون سے ایسے ہوئے ہین خود غلط
چشم امید رکھتے ہین اُسکے کرم سے ہم
بدعہد اگر سمجھتے تو دیتے نہ دل کبھی
ادنے کو بھی نہ دیکھین کبھی چشم کم سے ہم
اقلیم عاشقی مین سلیمان وقت ہین
سیکھے یہ چال یار کے نقش قدم سے ہم
پچھتا رہے ہین ترک ملاقات یار سے
رکھتے ہین کام خنجر قاتل کے دم سے ہم
کرتے ہین فیض بادہ سے سیر طلسم نشہ
نالش کرینگے حاکم ملک عدم سے ہم

ضرغام شیر دل ان اشعار

مصیبت خیز کو سُنکر رونے لگا کہا ای شہریار آپ کے کلمات پر تاثیر ہین یہ کلمات برائے تو دہ دل تیر ہین واسطے خدا کے صبر کیجیے ورنہ قلب اُلٹ جائیگا آپ کے نانا جان نے راہ جہاد مین کیا کیا مصیبتین اُٹھائین بہت امر آسان عرض کرتا ہون اگر پتھر پر یہ مصیبت پڑتی تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا لیکن اس بارِ مصیبت کو نہ اُٹھاتا نوشیروان نامے مین تحریر ہی مسلسل تقریر ہی جب صاحبقران نم مان نے بعد قتل عفریت ملکہ آسمان پری بنت شہپال بن شاہرخ سے شادی کی ملکہ عالم آپ کے نانا جان پر عاشق تھین قصد تھا کہ بردہ دنیا پر پہنچائین آپکے نانا جان ثابت قدم کوے محبت صاحب شوکت و لیاقت جب بردہ دنیا کا نام لیتے تھے اور ذکر ملکہ مہر نگار آجاتا تھا ملکہ آسمان پری کسی دشت وحشت خیز قاف مین چھوڑ وادیتی تھین یہ ایسے شیر تھے کہ اُن مقامات کو فتح کرتے تھے لکھ در لکھ دیوان قاف مطیع کیے چھتیس ۲۶ بردہ ہاے قاف فتح ہوے اٹھارہ برس اسی بلا مین مبتلا رہے لیکن آپ کی طرح مایوس نہین ہوے بعد اٹھارہ برس کے وہ جو ضد کی تھی کہ خدا کی مدد سے بردہ دنیا پر جاؤنگا کسی کا بار احسان نہ اُٹھاؤنگا اسطرح لڑتے بھڑتے ہوے آئے آپ چند عرصہ مین اسقدر گھبرائے پروردگار کو یاد کیجیے وہ اس مشکل لاحل کو حل کریگا یہ باتین کرتے ہوے ایک چشمے پر آئے پیاس کی شدت آفتاب کی حدت سر چشمہ پر ٹھہرے ضرغام نے چھاگل لگا کی چشمہ سے پانی لیا اسد نامدار نے کہا ای برادر پیاس تو بہت ہی اگر پانی پیین گے تشنہ کامان کوے محبت طعنے دینگے یاد ناموس نے پریشان کیا ہی کاش کے افراسیاب تک پہونچتے وہ قید کرتا خنجر گلے پر دھرتا ملکہ مہ جبین و لالان خونقبا کو خبر تو پہونچ جاتی کہ اس بوالہوس کا خاتمہ ہوا ضرغام نے کہا حضور پانی نوش فرمایئے زبردستی چھاگل ہاتھ مین دی دو چار گھونٹ پیے کسی قدر سیراب ہوے ضرغام نے بھی پانی پیا قصد ہوا کہ چشمہ سے اُٹھین رہگراے جادۂ مصیبت ہون کہ تیلہ فرستادۂ افراسیاب پہونچا اسنے جو اسد نامور کو دیکھا مثل برق خاطف تڑپ کر گرا ایک پنجہ کمر مین اسد نامدار کے دیا ایک ہاتھ سے ضرغام کو اُٹھا لیا ے کر بلند ہوا طرف افراسیاب جادو کے چلا افراسیاب مسند پر بیٹھا ہی شراب پی رہا ہی زیور محمل نشین مصروف خدمتگزاری قیدیان بلا سامنے تیلے کے آنے کا انتظار کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا تیلہ اسد و ضرغام کو لیے ہوے آتا ہی باغ مین ہنگامہ ہوا افراسیاب مثل گل کے شگفتہ ہو گیا زیور محمل نشین نے کہا ای شہنشاہ دیکھیے آپ کی کنیز کی راے سالم ٹھہری افراسیاب نے تاج کو کج کیا لاف دگزاف کرنے لگا نشے مین بلبلا اُٹھا منم شہنشاہ طلسم ہوش ربا کیون ای ملکہ زیور محمل نشین اقبال کو ما بدولت کے دیکھا مین نے لوح طلسمی ایسے مقام پر رکھی تھی جہان طائر وہم وخیال بھی نہین پہونچ سکتا گاؤ آسمان ... جادو کے پاس تک کون پہونچا مکار جادو میرا عیار وفادار بڑا ہوشیار رہ

وہ کسی کو قریب لوح نہ آنے دیگا بھلا وہان تک یہ غیر ساحر کیونکر پہونچتا اقبال نے ماہ دولت کے رسائی کی طلسم کشا بھی گرفتار ہوا اے زیور محمل نشین اپنے شوہر کو جلد بلاؤ میدان خونی کی تیاری ہو آج لڑائی کا خاتمہ ہوا ایک دن ماہ دولت نے کمر باندھی کل انتظام کرلیا دامن آرزو گوہر مراد سے بھر گیا چیلے نے لاکر اسد و ضرغام کو سامنے افراسیاب جادو کے ڈالدیا حکم ہوا آہنگرون کو بلاؤ اسد غازی کے ہاتھ مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق بغلون پر خار دار لٹو سینہ پر شکنجے پشت پر سلاسل قید سخت مین گرفتار کیا یہی حال ضرغام کا بھی ہوا جب یہ دونون مسلسل و مطوق ہو چکے زیور محمل نشین سے کہا میدان خونی کی تیاری ہو جلادون کو بلاؤ اسی باغ مین سب کو قتل کرونگا خون کے دریا بہا دونگا کبھی زیور محمل نشین سے اشارہ ہے بہار کو سمجھا کے الگ کرلے میری اس ظالم پر جان جاتی ہے اگر اسپر کوئی افتاد ہوئی برسون رنج رہیگا کیونکر دل تردد منزل اسکا فراق سہیگا کبھی کہتا ہے مجھے کسی کا پاس نہین ہے میرا طلسم ہوش رُبا بجا سب یہی کہتے تھے کہ اب طلسم فتح ہو جائیگا اور لوگون کا کہنا تو خیر لیکن سامری و جمشید نے بھی کتاب مین لکھدیا اسد غازی طلسم ہوش رُبا کا فتاح ہے عجائب و غرائب عالم کا سیاح ہے اب کہان ہین سامری و جمشید آکر دیکھین مین نے خاتمہ کر دیا سب کے احکام تحریر و تقریر منسوخ کیے نجومیون کو بلاؤ کتابین سب کی ڈبادو اختر شناسون کا ستارہ خود گردش مین آیا بیہودہ حکم لگایا اے زیور محمل نشین تمھارے شوہر کے آنے مین کیون دیر ہوئی عرض کی بہار وغیرہ کی گرفتاری کی تو مین نے اطلاع دی گرفتاری طلسم کشا کی اسکو خبر نہین معلوم افراسیاب جادو نے حکم دیا اور ایک کنیز کو روانہ کرو زیور محمل نشین نے اسی وقت ایک اور نامہ گرفتاری اسد و ضرغام کے مضمون کا لکھا جلد آنے کی بھی تاکید کی کنیز اس نامہ کو لیکر چلی

ملحوظ خاطر ناظرین رہے افراسیاب باغ زیور محمل نشین مین نشے مین بلبلا رہا ہے سامان قتل سرداران مذکور کی تدبیر ہے صرصر شمشیر زن سامنے افراسیاب جادو کے حاضر ہے عجب مقام دلچسپ ہے ناظرین ملاحظہ فرماکر یقین ہے اس حقیر پر تقصیر کو ضرور یاد کرینگے ایسے مقامات رنگین فصاحت آئین طلسم ہوش رُبا مین بہت کم واقع ہوے ہین تحریر سے اس عبارت کے توسن کلک طرارے بھر رہا ہے بدرنگا میان کر رہا ہے چاہتا ہے میدان صفحہ قرطاس مین بگدھریان کرون راتون سے نکل جاؤن ایسے توسن تیز رفتار پر کوڑے کی کیا احتیاج ہے اشارہ بھی کرنا بہانہ ہے موج ہوا تازیانہ ہے سبزہ مضامین کو پامال کریگا میٹھی پوئی مین مزا سرپٹ کا دکھائیگا گرم مزاج ہے مثل پارہ کے اُڑ جائیگا اب تیزی اشہب تیز رفتار ملاحظہ فرمائیے برائے چند ساعت متوجہ ہو جائیے۔

دو کلمہ داستان جلالت نشان حال خیریت مآل صاحب بغدہ گران نظر کردہ بزرگان صف شکن جرار جہتر قران عالی وقار نظم مسدس

اے ستمگر کہان تلک بیداد
سر پامال عاشق ناشاد
قول دنیا عدو کو حسب مراد
مر گیا تیرے ہاتھ سے فرہاد
فکر جور و ستم جفا کب تک
بیوفا غیر سے وفا کب تک

اب بھی آ جاتے تو ے دل آزاری
چھوڑ دے خود سری و خونخواری
دیکھ اچھی نہین ستمگاری
نہ پڑے صبر نالہ و زاری
کہین تو بھی نہ دل کو کھو بیٹھے
کہین آنکھون کو یون نہ رو بیٹھے

کچھ زمانے کا اعتبار نہین
دور گردون پہ اختیار نہین
عشرت دیر پائدار نہین
چرخ کو ایک دم قرار نہین
ہو نہ جائے ہماری بات بڑی
کبھی دن ہے کبھی ہے رات بڑی

حسن آخر ہے بیوفا نہ رہے
چہرہ گلرنگ باصفا نہ رہے
شوخی نازش و ادا نہ رہے
لب شیرین مین کچھ مزا نہ رہے
شور اٹھے نہ خوشخرامی سے
بے حلاوت ہو تلخ کامی سے

طرہ یار سپید سا ہو جائے
کاکل اک جان کی بلا ہو جائے
زلف کے بدلے قد دوتا ہو جائے
خوشنما چہرہ بدنما ہو جائے
آپ مو کے عوض پریشان ہو
روے آئینہ وار حیران ہو

تیغ ابرو سے دل فگار نہو
تیر مژگان جگر کے پار نہو
خنجر غمزہ زخم یار نہو
کوئی دنیا مین جان نثار نہو
اک قلق طبع نازنین پہ رہے

بے ارادہ شکن جبین پہ رہے

کلف آجائے ماہ کامل مین
غنچہ ہو گلرخون کی محفل مین

داغ رخ لالہ کے مقابل مین
مثل سنبل شکن پڑین دل مین

جلوۂ بے بدل بدل جائے
زلف خوش خم کا بل نکلجائے

پھر مری طرح نازم اٹھائے کون
ہر فسون لیکے دم مین آئے کون

پاس اپنے تجھے بٹھائے کون
لب شیرین کو منھ لگائے کون

طعنہ زن ہوا ورانگلین لب پر
مکھیان بھنکین شکرین لب پر

ہو عرق جبکہ آبرو نہ رہے
دل ربایا نہ گفتگو نہ رہے

تندی و نازکی کی خو نہ رہے
یہ قیامت ہو اب کہ تو نہ رہے

بوالہوس بات بات پر بگڑے
کچھ نہ بن آئے اسقدر بگڑے

چھوڑنے کی مرے ندامت ہو
بیٹھے اُٹھتے اک قیامت ہو

آپ کو دمبدم ملامت ہو
پھر نکلے تجھ سے کسکی شامت ہو

خون غضب مین رہے بلا میری
یہ مصیبت سہے بلا میری

کب تلک یہ جفا سہونگا مین
یہ نہین ہو تو بس نہ ہونگا مین

اس ستم پر نہ کچھ کہونگا مین
جو کہا ہی سو کر رہونگا مین

جلے کیون مومن آتش غم مین
جائے ایسی دفا جہنم مین

سابق مین تحریر ہوا لشکر ظفر اثر سے مہتر قران نامدار تبلاش اسد عالی وقار روانہ ہوے تھے چونکہ زبانی برق کے سُنا کہ خواجہ عمرو از فراسیاب جادو سے حال لوح کا پوچھکر طرف طلسم صندل کے تشریف لیگئے ہین مہتر قران تبلاش طلسم صندل سرگرم ہین صحرائے ہولناک وحشت خیز مصیبت انگیز طے کیے لیکن جادۂ مراد نہین ملتا پہاڑون سے سر ٹکراتا پھرتا ہی دن بھر رہ ہردی کی شکلیہ

کسی مقام پر بَر بَر رہے اپنے حال پر افسوس آتا ہی کہ ای مہتر قران ضرغام کو ساتھ لیکر چلے تھے اُسنے
ہمارا ساتھ چھوڑا بیشک وہ پہونچ گیا ہوگا کوئی کارنمایان کریگا بارگاہ مین آکر مونچھون پر تاؤ
پھیرے گا ہم محجوب و شرمسار ہونگے جو گذرا ابھی ہی اس سے کون آگاہ ہی اب حال بہت تباہ ہی ایک
درۂ کوہ مین رات تڑپ تڑپ کے بسر کی جبکہ عیار طرار خنجر گزار مہر عالم افروز کمندہاے شعاع و قطورۂ خیلہ
ذات پر آراستہ کرکے صحراے فلک نیلی مین سرگرم گشت ہوا روشن کوہ و دشت ہوا مہتر قران نے
اُٹھکر نماز پڑھی بخضوع و خشوع دعا کی ای رہبر راہ گم کردگان ای خضر جادۂ بدنصیبان منزل
مقصود پر پہونچا روے زیباے اسد دکھلا دو ہفتے کا اس بیابان مصیبت مین گذرے آب و دانہ
کو ترس گئے ای رزاق مطلق وای کارساز برحق اس غریب آفت نصیب کی دعا کو قبول کر شاگردان
خواجہ عمرو مین تو نے نام دیا جان بخش خواجہ عمرو مشہور ہوا ذلت سے بچالے استاد والا نژاد سے ملادے
عرصۂ دراز تک مہتر قران رو رو یا دعا کرکے اُٹھا اسباب عیاری ذات پر آراستہ کیا بغدہ ہاتھ مین لیا
درۂ کوہ سے نکلا رہگراے منزل سخت و صعب ہوا تھوڑی دور چلا تھا نیر اعظم کسی قدر بلند ہوا صحرا
کی وحشت کسی قدر ظاہر ہوئی ذرات ریگ بیابان چمکے موج دریاے ریگ روان نے جوش مارا ہوا
سے آگ نکلنے لگی شاخ نخل رہروی جلنے لگی جھونکے ہواے گرم کے چلے صحرا پر کرۂ نار کا عالم تھا
یا نظیر وادی جہنم تھا ریت کے پہاڑ درخت جھاڑ جھنکھاڑ پتے کف افسوس ملکر گر گئے شاخین جلی
ہوئین انسان و حیوان کا نشان کہان مرغ دل مثل ماہی بے آب طپان طائر نگاہ خشخانۂ مژگان سے
نہ نکلتا تھا مردمان چشم بیقرار تیلیان پتھرانے لگین وحشت مین دہ سناٹا روح پر صدمہ شدت تشنگی سے
زبان منھ سے نکل آئی آفتاب عالمتاب نے وہ حدت دکھائی طائر روح قفس جسم مین پھڑکا چاہتا ہی
کہ قفس خاکی کو توڑکر نکلجاؤن مہتر قران بدحواس ہوکر گرمی صحرا دیکھکر شعلہ مزاجی معشوقون کی بھولا
کرۂ نار جہنم معلوم ہوتا تھا گل آفتاب گلشن صحراے بے خس و خاشاک مین پھولا مہتر قران بھاگا ہوا جاتا ہی
پیک نگاہ کو دوڑاتا ہی کہ کہین بھی سایہ ملے چند ساعت ٹھہرون سایہ نایاب دل حدت سے بیتاب
گرمی سے پسینہ بھی خشک ہوگیا آنکھو نمین نشان تری کا نہ تھا تری کہان نشان اتری عیان اب اگر کسی نخل تک
پہونچا نہ پتہ نہ شاخ ظاہر مین سر صحرا کا تاج لیکن سایہ کا محتاج وہان سے بھی بھاگتا ہی پھر بھر کامل مہتر قران
نے اُس دشت مین رہروی کی صورت امن و امان کی نہ دیکھی اب یقین کامل ہوا ای قران قضا لیکر
اس کرۂ نار مین آئی کنارہ دشت کا ناممکن کدھر جاؤن کیونکر جان بچاؤن دامن صبر دست استقلال سے
چھوٹا شیشہ دل سنگ بدعت حدت سے ٹوٹا اب قدم نہین اُٹھتا پاؤن مین آبلے پڑگئے وہ بھی حال پر

قران کے پھوٹ پھوٹ کے روتے ہین جب عمرو قران انتہا کا بیقرار ہوا وسط صحرا مین ٹھہر کر چہار سمت نگاہ اُٹھائی دور سے ایک نخل سایہ دار کو دیکھا اسپر چند طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین نخل مختصر سرسبز و شاداب شاخین موزون پتے سبز اُس نخل کی سرسبزی و شادابی جو دیکھی آنکھون مین طراوت آگئی اُسی جانب دوڑا اُس خیال مین کہ زیر سایہ نخل جاکر ٹھہرون یقین ہی پانی بھی ملے وسط صحرا مین ایسا شجر ہی یا نشان خضر نامور ہی چھپا ہوا جاتا ہو اُتنی ہی دور کا جانا مشکل ہوگیا مگر افتان خیزان قریب نخل پہونچا قریب پہونچتے ہی جان آگئی ہواے سرد کا جھونکا چلا خوشی مین بند قبا کھولدیے ابھی سایۂ نخل مین نہین پہونچا مگر سرور تازہ فرحت بے اندازہ حاصل ہوئی کسی قدر تسکین دل ہوئی یہ نہ سمجھے تھے ہوا نخل کی سم قاتل ہی طائرون نے سر اُٹھا کر عمرو قران کو دیکھا منقارین کھولین زمزمہ سرائی کرنے لگے عمرو قران کو بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین نگاہ نہین ہٹاتے عمرو قران شعبدہ بازی فلک سے غافل سمجھے ہین کہ زیر سایہ نخل راحت ملے گی یہ نہ خیال آیا کہ براے مسافران ناکام یہ نخل رہزن ہو سایہ اسکا مقام صعوبت و محن ہی شاخین نیزۂ جانستان پتے خنجر بران طائر طائر ہوش کے شکار کرنے والے لیکن عمرو قران ایسا بدحواس تھا طائرون کے آنکھین نکالنے پر خیال نہ کیا جست کر کے زیر سایۂ نخل پہونچا دم نہ لینے پایا تھا کہ طائرون نے پرتوے نخل سے اُڑے مثل انسان کے غل مچانے لگے یارو ہوشیار ہو جاؤ عمرو قران عیار مکار غدار سایہ مین ہمارے نخل کے آیا ہو لینا پکڑنا جانے نہ دے یہ صدائین دیکر وہ طائر زمین پر گرے غلطک مار کر بصورت انسان بنے یہ جو قیامت عمرو قران نے دیکھی ہوش اُڑ گئے بغدہ ٹیک کر جست کی سایۂ نخل سے بیس قدم پر جاکر گرا دیکھا جس قدر طائر تھے سب ساحران غدار ہین حربہ ہاے سحر لیکر عمرو قران پر دوڑے لیکن نام لیکر پکارتے جاتے ہین یہی چلاتے ہین عمرو قران جاتا ہی جلد اس ظالم کو گرفتار کرو پاس لاہوت جادو کے لیکچلو واضح راے ناظرین ہو لاہوت جادو شوہر زیور محمل نشین کے ہاتھ کا یہ نخل بنایا ہوا ہی اپنی حفاظت کو یہ نخل تیار کیا جادوگرون کو نگہبان قرار دیا جو عیار زیر سایۂ نخل آئیگا پہچان لینگے گرفتار کرلینگے میرے قصر تک کسی مکار کو نہ آنے دینگے اب عمرو قران کی یہ کیفیت ہی مثل بادصرصر بھاگا ہوا اس دشت وحشت ناک مین اتنی جلدی جست کرتا ہی ساحرون کو پلک جھپکنا مشکل ہوئی چاہتے ہین کہ یہ جوان ذرا ٹھہرے کے سحر کر کے گرفتار کرین لیکن عمرو قران اس زور و شور مین جاتا ہو کہ اسوقت طائر وہم و خیال بھی عمرو قران کا ساتھ نہین دے سکتا پاؤن کا انگوٹھا ٹیکا اور جست کی کبھی پاؤن زمین پر پڑا کبھی نقش قدم بھی زمین پر نہ آنے دیا خوف جان لرزان ترسان ہاتھ مین بغدہ کھینچا ہوا مثل برق تڑپتا ہوا جاتا ہی چہار جانب نگاہ اُٹھاتا ہی کہ کوئی کنوان یا غار ملے تو اُسمین اپنے کو گرا دون کیونکر جان بچاؤن ساحر

سمجھا نہین چھوڑتے دوڑے ہوے چلے آتے ہین لینا لینا کہکر غل مچاتے ہین استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی تین کوس کامل مہتر قران مثل باد صرصر جست وخیز کرتا ہوا آیا کوئی درۂ کوہ یا غار نہ پایا یہ بخوبی خیال ہی کہ ذرا تھما اور مارا گیا یہ سب اشیاے سحر پھینکین گے ہاتھ پانون بیکار ہو جائینگے بذلت و رسوائی مشکین باندھ کے لیجائینگے خیال جان و آبرو مخفی ہونے کی جستجو مین کوس بھر پر جاکر دیکھا بیچ صحرا مین ایک کنوان ہی دہن اسکا مثل دہن اژدر کھلا ہوا منڈیر مین گری ہوئی صورت وحشت آشکار لیکن مہتر قران بیقرار تھا کچھ یہ خیال نہ آیا مہتر قران نے اپنے کو کنوین مین گرا دیا جب پانون زمین پر جمے جانتے تھے سیراب ہونگے دیکھا مثل چشم کور خشک کنوان بھی اندھا ملا پناہ پانی مشکل ہوئی جادوگرون نے دور سے دیکھا کہ یہ جوان کنوین مین کود پڑا غل مچاتے ہوے دوڑے یارو اس جوان نے غضب کیا کنوین مین پھاندا یہ نہ سمجھا یہ دہن اژدر ہی لیکن یارو ایک کام کرو ٹوکرون مین مٹی بھرو کنوین کو خس و خاشاک اور پتھرون سے پاٹ دو یہ صدا جب مہتر قران نے سنی یقین مرگ ہوا مگر دل سے کہا تدبیر تو کرو شاید جان بچ جاے یہ سوچکر مہتر قران نے بغدہ ہاتھ مین لیا پہلوے چاہ مین بغدہ مارا طبقہ ٹوٹا مہتر قران تو اس گوشے مین چھپا جادوگرون نے ٹوکرے مٹی کے اس کنوین مین ڈالنا شروع کیے مہتر قران سمجھے تھے کول مین چھپکر بیٹھ رہونگا جب یہ ساحر چلے جائینگے نکل کے مین بھی بھاگونگا جب ٹوکرے دھادھم پڑنے لگے طائر روح گھبرایا کہ اس قفس خاکی مین تڑپ کے مرون تاریکی بڑھنے لگی قوت گھٹی اب مہتر قران نے اندر ہی اندر نقب دی جب بغدہ مارا طبقہ لوٹا ایک قدم اور آگے بڑھا خیال مین آیا نقب دیتے ہوے چلو کہین تو نکلین گے مہتر قران عالیجاہ مثل مار سیاہ اندر ہی اندر زمین کے نقب دیتا ہوا جاتا ہی لیکن نفس در قفس پیچیدہ بدحواس کبیدہ جان سے بیزار مضطر و بیقرار یقین نہین ہی کہ اب زندہ نکلین گے کوئی بیابان مرگ ہوتا ہی ہم اندر زمین کے مرے جیتے جی قبر نصیب ہوئی زندگی دور موت قریب تاریکی کا زور زندہ در گور لیکن اے مہتر قران مین غلام ابوتراب خاکساری کا دم بھرتا ہون یقین ہی میرے آقا ضرور مدد کرینگے قفس خاک سے نکالین خاک چھانونگا اندر ہی اندر نقب دونگا دل کو کرم کریم پر مضبوط باندھا جب اپنے آقاے نامدار جناب ابوتراب کا نام لیکر بغدہ مارا طبقہ زمین کا کسی قدر ٹوٹا قدم بڑھایا خاک مین اٹا ہوا لباس پارہ پارہ انگلیون سے قطرے خون کے ٹپک رہے ہین آڑے ترچھے بغدے لگاتا ہی مہتر قران تو اس طرح نقب کاٹتا ہوا چلا دل رجوع کرکے کہتا ہوا اے قران کیا خوف ہی جس مالک نے طبقہ زمین کو پانی پر بچھایا وہی اس قفس خاکی سے نجات دے گا ہمت نہ ہار و بیقرار و مضطر نقب کاٹتا ہوا چلا جاتا ہی اپنی عقل سے دریافت کیا کہ سو دو سو قدم کنوین سے نکل آیا آخر نقب دینا عیارون کا کام ہی اس خاکساری

مین نام ہی لیکن حال لاہوت جادو شوہر زیور محمل نشین گذارش ہوتا ہی
سابق مین تحریر ہوا ہی کہ اسنے قید اختر کو پاس اپنی زوجہ کے روانہ کیا گرد قصر ساحر
اترے ہین بیٹھا ہوا سوچ رہا ہی دیکھیے آج میری زوجہ پر کیا گذرتی ہی بہار و بران وغیرہ سے
مقابلہ اگر ان لوگون نے دھوکا نہ کھایا باغ مین نہ آئین مثل سرو سرکشی کی زیور گلعذار کو مشکل پڑے گی یہ
سب وہ لوگ ہین جو افراسیاب سے برابر لڑتے ہین بڑے معرکے پڑتے ہین کیا کسی مقام پر رکین گے مثل
شاخ شجر کسی سے جھکین گے اس تردد مین ساحرون سے باتین کر رہا ہی ساحر جواب دیتے ہین حضور نے بجا
ارشاد فرمایا باغبان و بہار قیامت کے پرکالے ہین ہمارے دیکھے بھالے ہین وہ لوگ بڑی مشکل مین گرفتار
ہونگے آپ جلد جائین جاکر دام مکر بچھائین ان طائران زیرک کو پھنسائین لاہوت جادو کا قصد ہوا جاؤن
کہ ایک کنیز ملکہ زیور کی آکر پہونچی نامہ ہاتھ مین دیا یہ وہ نامہ ہی کہ جو زیور محمل نشین نے پہلے روانہ کیا تھا
اسوقت تک افراسیاب جادو نہ پہونچا تھا لاہوت جادو نے نامہ کو کھولا صاف تحریر تھا کہ مین نے
بہار و باغبان و رعد و برق و برق لامع و بران کو گرفتار کر لیا دام رگ گل مین پھنسایا لاہوت جادو
خوش ہو گیا کہا لو صاحبو ایسے ہوشیار ساحر باغ مین اتر آئے جال مین پھنسے اب مین بھی جاتا ہون جاکر بہار
کو سمجھاؤن اس سرگشتہ کوے بغاوت کو راہ پر لاؤن بعد تھوڑے عرصہ کے دوسرا نامہ پہونچا اسمین مرقوم
تھا اسد غازی و ضرغام شیردل کو بھی افراسیاب نے گرفتار کرا منگایا مبارک ہو لوح طلسمی طلسم کشا
نے نہین پائی آپ کے آنے پر سب کا قتل موقوف ہی افراسیاب جادو سامان قتل ساحران مین مصروف
ہی یہ مضمون دیکھکر تردد لاہوت جادو کا بڑھ گیا ساحرون سے کہا لو صاحبو غضب ہوا طلسم کشا بھی
گرفتار ہو گیا کیا ستم ہی قلب پر ہجوم غم و الم ہی شہنشاہ کا یہ ارادہ ہی کہ میری زوجہ کے باغ مین سب کو
قتل کرین صاف صاف مرقوم ہی باغ مین قتل طلسم کشا کی دھوم ہی سامری جمشید نے سامری نامہ مین لکھا ہی
جس سرزمین مین خون مسلمانان گریگا وہ زمین آباد نہوگی رعایا دلشاد نہوگی وہان صرف میرے جانے کا
انتظار ہی میدان خونی کی تیاری ہو چکی ملکہ زیور محمل نشین نے لکھا ہی صاحب کسی طرح آکر شہنشاہ کو باز
رکھو میرے باغ مین نہ قتل کرین ان قیدیون کو سرحد باغ سیب مین لیجائین خواہ قتل کرین خواہ بخشین
اگر یہان یہ ہنگامہ برپا ہوا باغ ہمیشہ بہار پر خزان آئی رعنائی زیبائی مٹی سب نے کہا بہت بجا ہی ستارہ
شناسان طلسم نے مکرر حکم لگایا کہ قتل طلسم کشا نا ممکن جس سرزمین پر انکا خون بہیگا خاک اڑ جائیگی وہ آبادی
مثل صحرا معرض زوال مین رہیگی حسب مصاحبون نے بھی یہ کہا لاہوت جادو گھبرا کر اپنے قصر مین آیا
دروازہ بند کرکے یکہ و تنہا سوچنے لگا اے لاہوت جادو کیا کرون یہ اقلیم کی اقلیم برباد ہوگی

شہنشاہ میرا کہنا نہ مانینگے کیونکر عرض کرون کہ ہمارے باغ مین گنہگارون کو نہ قتل کیجیے ایسے کلام
حسرت انجام پر اکثر افراسیاب جادو مصاحبون سے بدگمان ہوا ملک ومال چھین لیا افسوس رُوے رفتن
نہ راے ماندن قصر دل تردد منزل حسرت ویاس کا مسکن اب ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو کہ لاہوت
جادو قصر مین اکیلا سر جھکائے ہوے سوچ رہا ہی یکایک دروازے پر ہلڑ ہوا لاہوت جادو باہر
نکل آیا دیکھا نگہبان صحراے پر آشوب خوشی خوشی حاضر ہوے عرض کی اے بہار پیراے باغ افسونگری
اے گل رعناے حدیقۂ سامری حقیقت مین آپ نے جو نخل صحرا مین بنایا تھا آج اُس سے ظہور کرامت سامری ہوا
مہتر قران سرگروہ عیاران لشکر اسلام آوارہ ہو کر زیر نخل سحر پہونچا طائرون نے آواز دی مہتر قران
آیا ہم لوگ اسکے عقب مین دوڑے جان بچا کر بھاگا لیکن مثل بادصرصر جاتا تھا ہونٹھ ہلانا ہمکو مشکل ہوا
مین کوس پر جا کر وہ جوان بخوف آبرو کنوین مین پھاندپڑا ہمنے کنوین کو پاٹ دیا اُس عیار طرار کو خاک مین
ملایا یقین ہی کہ ہڈی تک نہ ملیگی ہزار ہا من مٹی سے کنوین کو پاٹا رشتہ حیات کو اس طرار فرار کے کاٹا لاہوت
جادو یہ سُنکر ظاہر مین خوش ہوا باطن مین خنجر غم والم سینہ پر چل گیا اُسی طرح قصر مین آکے دروازہ بند کرکے بیٹھا
نہایت انتشار دل سے کہتا ہی جس بات کا محکو خوف تھا وہی ہوا میری سرحد مین آمنا بڑا عیار مارا گیا بڑی
خرابی ہوئی ملک تباہ و برباد ہوگا لاہوت جادو اس سوچ مین سر جھکائے بیٹھا ہی لیکن مہتر قران نامدار
مضطر و بیقرار نقب کھودتا ہوا آکر اسی کمرے مین پہونچا لیکن ہوش وحواس پراگندہ اتنی دور تک نقب دے کر
آیا لاہوت جادو سرنگون بیٹھا ہی کہ مہتر قران نے بندہ طبقہ پر مارا طبقہ ٹوٹا لاہوت جادو نے گھبرا کے
دیکھا زمین خود بخود تھرائی ایک جوان تلہ خاک کا بنا ہوا زمین سے جست کر کے نکلا لاہوت جادو
گھبرا کے کھڑا ہو گیا کہ یہ کیا معرکہ ہی مہتر قران جو گھبرائے ہوئے نکلے بدحواس عالم یاس حواس خمسہ
پراگندہ شش وپنج جان جانے کا رنج نکلتے ہی دیکھا کہ ایک قصر عالی مین پہونچا ایک ساحر تاجدار سر
جھکائے ہوے بیٹھا تھا یا سامری کہ کے اُٹھا قصد ہوا کہ سحر کرون لیکن ہوش نادرست نئی بات جوان
سیہ فام گرد کا تلہ بنا ہوا زمین سے نکلا اس گھبراہٹ مین اسم سحر نہ پڑھا ارے کہ کے اُٹھا تھا لیکن خوف
سے دل بیٹھا جاتا تھا مہتر قران نے دیکھا براے مکان مین نکلے اب یہ سحر کر کے پکڑلیگا پیشدستی کرو شیوۂ
جرأت ہاتھ سے نہ دو یہ سوچ کر نعرۂ شیرانہ کیا حلقہ ہاے کمند مارے لاہوت جادو کی گردن و کمر مین پڑے
لاہوت جادو لڑکھڑا کے گرا مہتر قران نے حباب بیہوشی مارا اب مہتر قران مطمئن ہوے گرد وغیرہ
کو جسم سے پاک کیا لاہوت کی زبان مین سوزن دے کر ایک ستون سے باندھا آپ اُسی کی کرسی پر
جلوہ فرما ہوے بغدہ ہاتھ مین لیا لاہوت جادو کو ہوشیار کیا اب جو لاہوت کی آنکھ کھلی عجب حال

پر ملال مین اپنے کو پایا ایک جوان صاحب شوکت ولیاقت کرسی پر جلوہ فرما لاہوت جادو حیران ہوگیا کہ یہ کون جوان ہی زمین سے نکلتے ہی مجکو پکڑ لیا کس بلا مین مبتلا ہوا مہتر قران نے پکار کر آواز دی ای ساحر کیون گھبراتا ہی ہم مہتر قران صاحب لبغدۂ گران شاگرد رشید مہتر مہتران منظر کردۂ بزرگان صحرائے ہول خیز مین پہونچا ساحرون نے مجکو گھیرا لیکن حاکم زمین وزمان میرا معین و مددگار تھا کنوین مین پھاندا عنایت سے پروردگار کی نقب دیتا ہوا اس قصر مین پہونچا نکلتے نکلتے قصور نہ کیا تجھ ایسے ساحر زبردست پر غالب آیا اب کیا خوف جو ہونا تھا ہوا جو اور ہونا ہوگا ہوگا بموجب مضمون اشعار

در دم زدوا کے تو فزون شد شدہ باشد
این شیشہ اگر بوقلمون شد شدہ باشد
آن ساقی بے درد من اندیشہ نہ دارد
از بار خم شاخ نگون شد شدہ باشد
گفتم ز غم عشق تو دیوانہ ام ای شوخ
گو کاسۂ چرخ نگون شد شدہ باشد
از رفتن سودا چہ غم آن شاہ بتان را

آن ہم اگر از بخت زبون شد شدہ باشد
در عاشقی از مرگ چہ پروا کہ پئے دل
گل در نظرم ساغر خون شد شدہ باشد
گاہے بدل از سحر نشد رام خیالش
گفتا اگرت خبط وجنون شد شدہ باشد
کس موجب قتل من زان شوخ چو پرسید
دیوانہ از شہر برون شد شدہ باشد

عشق تو بصد رنگ چو بگذاشت دگر را
جان ہم اگر از چشم برون شد شدہ باشد
ہرگز بر امید نہ چیدیم ازین باغ
در شیشہ پری گر بفسون شد شدہ باشد
کے داستہ بودیم از نیہا طمع خام
گفتا جرمم نیست کہ خون شد شدہ باشد

ای ساحر نابدار ساحری جمشید پر لعنت کر پروردگار وحدہ لاشریک بانی بنائے زمین وزمان خالق دوجہان روشنی بخش ماہ و مہر نے بہشت اور دوزخ بنائے برائے سیہ کاران تیرہ بخت عذاب سخت قرار دیا گیا خوب سمجھ لے کہ وہ رب اکرم ہی اُسکی وحدانیت مین فرق ڈالنے والے کا انجام جہنم ہی دنیا ناپائدار جب آنکھ بند ہوگی حال کھلجائیگا اُسوقت پچھتائیگا سوائے افسوس سیر کیا ہاتھ آئیگا ساحری پرستی ترک کر یہ اعمال زشت ہی برلئے معتقدان وحدانیت وارباب طاعت بہشت ہی دیکھ اسد غازی اور ہم پانچ عیار ہوش رُبا مین آئے عنایت سے پروردگار کی بائیس ۲۱ لاکھ کا لشکر سترہ سو سرداران نامدار اکین طلسم ہوش رُبا زبردست رازدار بے نظیر یکتا مطیع رب اکبر ہوکے کیسے کیسے معرکے سر ہوئے حاکم طلسم نور افشان شہنشاہ کوکب روشن ضمیر عقیل فہیم دانا انجام کو سوچا مطیع مذہب اسلام ہوا جانبازی مین مصروف احکام امر ونہی الٰہی کا وقوف اگر گلے پر اُسکے خنجر پھرے جادۂ اطاعت رب اکبر سے قدم نہ ہٹائیگا اُسکے واسطے سیر باغ بہشت عنبر سرشت ہی یہ سب حالات جو مہتر قران علی دکام نے سامنے لاہوت جادو کے بیان کیے فصاحت وبلاغت سے صفت رب اکبر مین زبان کھولی حالات سکرات وقبر لفظاً لفظاً کہے لاہوت جادو دنگ ہوگیا حیران ہی کر اسی شخص کے مقدمہ مین نگہبانان صحرائے پر آشوب نے خبر دی تھی کہ ہم نے گنبد اُلٹ دیا لیکن اسکے خدا نے اسکو یہانتک

پہونچایا مجھ ایسے ساحر پر غالب کرایا بیشک اسکا مذہب برحق ہی خدائے نادیدہ خالق مطلق ہی صیقل تقریر مہتر قران سے زنگ کفر آئینہ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا ای قران سوزن زبان سے نکال لے مین دل سے مطیع رب اکبر ہوا قران نے بھی جان بچکر یہ نہ سمجھا کہ ساحر ہی اگر بگڑ جائیگا پھر کیونکر ہاتھ آئیگا فوراً زبان سے سوزن نکال لیا لیکن لاہوت دل سے مطیع رب بے نیاز ہوا اطاعت اسلام سے سرفراز ہوا جیسے ہی زبان سے سوزن نکلا قدمون سے مہتر قران کے لپٹ گیا کہا ای منظر کردۂ بزرگان اسوقت تو نے پردۂ تاریک جو قلب روشن پر حائل تھا اُسکو تقریر دلپذیر سے اُٹھادیا نمونہ حق و باطل کا دکھادیا میرا جان و مال نام نامی صانع ازل پر نثار لیکن حال تو سُنو بانی بناے اسلام کا خاتمہ ہوتا ہی قلب اُسکی غربت پر روتا ہی میری زوجہ کے باغ مین سب سرداران نامی تمھارے گرفتار ہوے کسی صحرا سے جاکر تلیہ افراسیاب کا اسد و ضرغام کو بھی اُٹھا لایا صرف اب میرے جانے کی دیر تھی مین بھی یہی سوچ رہا تھا کیا تدبیر کرون اپنے باغ مین ان سرداران نامی کو نہ قتل ہونے دون اب اور طرح کا خیال ہوا اسکی تدبیر کیا ہی کچھ فکر بتاؤ یہ سنکر مہتر قران نے آہ کی حالت اپنی تباہ کی کہا اے لاہوت جادو برائے خدا کوئی تدبیر رہائی سرداران نامی کرو لاہوت نے کہا میرے کرنے سے کچھ نہین ہوسکتا خود افراسیاب موجود ہی یہ بھی تمکو آگاہ کرتا ہون صرصر شمشیرزن عیار بچی بھی افراسیاب کے ساتھ آئی ہی اُسکے سامنے آپ کا جانا دشوار مین مجبور و ناچار ہیر کیا ہوسکتا ہی یہ حالات مصیبت آیات سُنکر مہتر قران کے ہوش اُڑ گئے آنکھون سے آنسو بہنے لگے خیال مجبوری مین یہ اشعار زبان پر جاری ہوئے نظم

عنان دل بدست یار دادم تا چہ پیش آید
خریدم درد عالم را بہ نقد زندگی آخر
درین وادی بجال نامرادم تا چہ پیش آید

بسے گردم تگاپوئے سر دمیرہ مقصودے
متاع دل درین سودا نہادم تا چہ پیش آید
نہ شد گر تازہ کام من بجام عافیت تخفی

بناکامی بہ غربت رو نہادم تا چہ پیش آید
بہ گرداب محبت اوفتادم تا چہ پیش آید
شدم مجنون سرگردان نجبت اخرگون آخر
بجام غم چو لب لب بنہادم تا چہ پیش آید

یہ اشعار مصیبت آثار پڑھکر مہتر قران بہت رویا کہا ای لاہوت جادو خوشنصیب تم تازہ مطیع اسلام ہو برائے خدا کوئی تدبیر بتاؤ ہمکو تاب افراسیاب پہونچاؤ جیسی مصیبت پڑیگی جھیلین گے اپنی جان پر کھیلین گے لیکن اسد غازی نبیرۂ حمزہ صاحبقران عالی وقار کو قتل نہونے دینگے اگر کچھ نہ بن پڑیگا افراسیاب کی چھاتی پر چڑھ بیٹھین گے دل مین حوصلہ تو نہ رہے سپاہی کا یہی کام ہی یا مار ڈالنا یا مرنا اسی مین نام ہی تامل کرنیوالے کا بد انجام ہی لاہوت جادو نے کہا ای مہتر قران میری صلاح یہ ہی کہ ان سب کو خدا کے سپرد کرو مین تو تمھارے سبب سے راہ ضلالت سے نکلا تا چشمۂ ہدایت پہونچا تمکو نکال

لے چلون ورنہ اس حوالی سے نکلنا دشوار ہو ان ساحران ہمراہی کو مطیع کرون اگر نہ مانین گے لڑتا بھڑتا
نکل جاؤنگا ہر طرح تمکو تا بہ لشکر حہرخ پہونچاؤنگا سامنے افراسیاب کے مجھ سے کچھ نہو سکیگا وہ طلسم بند
ہو حربہ تمھارا اسپر تاثیر نہ کریگا خود گرفتار ہو جاؤگے باغ سے نکلنا دشوار ہوگا مین تمام عالم مین بدنام
ہو جاؤنگا صاحبقران کہین گے لاہوت جادو مکار تھا ظاہر مین مطیع ہوا باطن مین مہتر قران کو
بیجا کر قتل کرایا ہر شخص کو یہی گمان ہوگا مین اپنے ساتھ تمکو وہان نہ لیجاؤنگا تمکو لے کے نکل سکتا ہون
مہتر قران نے کہا اے برادر مین تو جان نہ بچاؤنگا تم صرف میری رہبری کردو تا بہ باغ ملکہ زیور محمل نشین
پہونچا دو جو مجھ سے بن پڑیگا اُسوقت کر گذرونگا اے لاہوت مین ملازم قدیم صاحبقران ہون
خواجہ عمرو کا غلام وہ میری آبرو بڑھاتے ہین بلفظ جان بخش فرماتے ہین مین انکو کیا صورت دکھاؤنگا
آبرو ریزی سے خونریزی بہتر مردہ کو سب طرح مشکل ہو یہ حقیر سرفروش کا ل ہو ایک بات میرے ذہن مین
آتی ہو اگر صرف افراسیاب ہوتا مین صورت بدلکر چلتا وہ نہ پہچان سکتا لیکن جونکہ صرصر شمشیر زن
موجود ہو آنکھ ملتے ہی پہچان لیگی لطف عیاری جاتا رہیگا لہذا بصورت اصلی چلنا مناسب ہو گمان غالب ہو
اسیطور مین کچھ بن پڑیگا اے لاہوت جادو انشاء اللہ دیکھنا افراسیاب سے چلکر کیسی باتین کرتے ہین اگر دام کلام
مین اسکو نہ پھنسایا اپنے سردار گرفتاران مجلس مصیبت کو نہ رہا کیا تو شاگرد خواجہ عمرو نہ کہنا اور تمھارے کلام سے
ثابت ہوا کہ خواجہ عمرو گرفتار نہین ہوے بہار وغیرہ کے ساتھ تھے لیکن جست و خیز کرکے نکل گئے وہ خالی نہ بیٹھینگے
ضرور کسی رنگ مین تشریف لائینگے جو کچھ ہوگا آنکھوں سے دیکھ لینا تم صرف اتنا کہنا کہ یہ عیار مہتر قران میرے پاس
آیا مجھ سے کہا کہ مجھے پاس افراسیاب جادو کے پہونچا دو مین شہنشاہ کی نوکری کرونگا حضور بھی سوچ لو
آپ پہچان لیجیے یہ کہکر تم الگ ہو جانا جو مجھسے بن پڑیگا اسطور سے کلام کرین گے لاہوت جادو
رونے لگا کہا اے مہتر قران تم تفکر کردہ بزرگان دین ہو مین تمھارا قاتل ٹھہرون کیونکر میرا قلب قبول کرے
صرصر عیار بھی دیکھتے ہی افراسیاب سے کہدے گی آپ لوگون سے انتہا کا بدگمان ہو نہین معلوم کیا کر بیٹھے
بڑا خوف طلسم کشا کا وہ بھی گرفتار دام حسرت و یاس بہار وغیرہ بھی گرفتار ہین اُسکو غنیمت ہوگا کہ عیار
طلسم کشا موجود تھا مہتر قران بھی ملا دونون عیارون کو قتل کرون پھر میرے کیے وہان کیا ہوسکے گا اگر
سحر کرون سامنے افراسیاب کے کیا حقیقت ہو وہ یکہ تاز میدان سحر و ساحری فاتح مہمات افسونگری
اگر ایک گولہ ترنج مارا اُسکا انجام کیا سواے موت کے کیا چارہ اے مہتر والا گہر خیر آپ کے کہنے کو مانا زبردستی
جان نہ دو مہتر قران نے کہا بس اب دیر نہ کرو ایسا نہو کہ اسد غازی کو قتل کر ڈالے دیکھو پردہ غیب
سے کیا ظاہر ہوتا ہو آخر مجبور و ناچار لاہوت نے تخت سحر تیار کیا اسپر قران کو بٹھایا مہتر قران

لباس عیاری سے آراستہ سلاح جنگ سے پیراستہ بغدہ ہاتھ مین سپر فولادی پشت پر کمر مین خنجر لبصد کرّ و فر تخت
اڑاتے ہوے لاہوت جادو کو سمجھاتے ہوے سمت باغ زیور محمل نشین چلے یہان افراسیاب جادو
سامری پرست نشۂ شراب سے مست تخت پر بیٹھا ہوا پوچھ رہا ہی اے زیور کیا سبب ہوا شوہر تمھارا لاہوت
جادو اب تک سانہ آیا قتل مین گنہگارون کے دیر ہوتی ہی زیور نے عرض کی حاضر ہوا چاہتے مین صرصر پہلو مین
افراسیاب جادو کی بیٹھی کہہ رہی ہی آج کیا باعث ہی اسد نامدار عرصہ دراز سے قید ہی کوئی عیار انکے
چھوڑانے کو نہین آیا اتنے عرصہ تک کبھی قید نرہے تھے اسد غازی نے ایسے ظلم نہ سہے تھے افراسیاب
کہتا ہی یہان آنا دشوار ہی ما بدولت کے سامنے آئے آتش قہر و غضب مین پھونک دون اب قتل مسلمانان
پر بدل و جان آمادہ ہون یہ سخن ناتمام تھا کہ آسمان پر برق چمکی صرصر شمشیر زن نے کہا میان مہتر قران
نامدار بہ صورت اصلی ساتھ لاہوت جادو کے آتے ہین شاید کوئی نئی عیاری سوچے
لیکن اے شہنشاہ آج اس کا یسے کی بات نہ مانیے گا اس کمال کو دیکھیے ہمراہ لاہوت
جادو بہ صورت اصلی آیا ہی نہین معلوم لاہوت جادو کو کہان پایا بدون کلام
قتل کیجیے نہین معلوم کیا دام فریب پھیلائیگا ملکہ زیور محمل نشین بھی گھبرا گئی صرصر سے
پوچھنے لگی یہ جوان کون ہی صرصر نے کہا مہتر قران صاحب بغدۂ گران اسی کا لقب ہی واسطے ساحرون
کے ملک الموت اسکا کاٹا ہوا نہین بچتا قریب پہونچا اور بغدہ مارا جان بخش عمرو کہلاتا ہی دیکھیے کس
تکلف سے آتا ہی اپنے شوہر صاحب سے پوچھیے گا تم تک یہ جوان کیونکر آیا اب صرصر افراسیاب زیور
کو آمادۂ قتل قران کر رہی ہی افراسیاب کہتا ہی مجھ تک تو آنے دے دام اجل مین یہ سب پھنستے ہین آج
کیا زندہ چھوڑونگا لیکن دل مشتاق ہی کہ دیکھون یہ آکر مجھ سے کیا کہتا ہی کیا فریب بنا کے لایا ہی یہان صحبت مین
افراسیاب جادو کی کھسر پھسر ہونے لگی صرصر بہ نگاہ حیرت دیکھ رہی ہی زیور اپنے شوہر کو دیکھ کر کھڑی ہو گئی
کنیزین برائے تعظیم اٹھین لاہوت جادو نے تخت زمین پر اُتارا برائے تسلیم افراسیاب جھکا مہتر قران
نے بہ طور اسلام سلام کیا افراسیاب جادو بیقرار تھا ضبط نہو سکا کہا اے مہتر قران کہان چلے اے لاہوت
تکو یہ میان بغدے باز کہان ملے لاہوت جادو نے دست بستہ عرض کی اے شہنشاہ گیتی ستان غلام اپنے
قصر پر حاضر تھا نامہ سرکار کا پہونچا قصد ہوا کہ خدمت مین چلون یہ شخص اسی طرح بہ صورت اصلی میرے پاس
آیا مجھ سے کہا اے قوت بازوے افراسیاب مین بڑی مصیبت مین مبتلا ہون کئی دن سے حیران و سرگردان
قصد ہی تا بہ شہنشاہ طلسم ہوش رُبا پہونچون راز دل عرض کرون ذریعہ ڈھونڈھتا تھا تم سامنا شہنشاہ
کا کرا کے الگ ہو جاؤ جو کہین عرض کرنا ہی عرض کر لینگے غلام اپنے ساتھ لایا اب حضور مکرر غور کر کو سمجھ لین

خواہ قتل کیجئے خواہ بخشیئے لاہوت کا قلب اُلٹ گیا ہی بموجب تعلیم قران اتنا بھی بمشکل کہا یہ کہکے دنگل پر بیٹھ گیا پس مہتر قران تنتنے ہوے سامنے افراسیاب کے آئے کہا اے شہنشاہ عالیمقام اے مرجع انام اے صاحب سطوت وصولت اے ساحر باکرامت مجھ سے زیادہ کوئی آپ کا دشمن نہین اب بھی اگر پاؤن تو قتل کرون مرو سپاہی جو دل مین آیا وہ صاف صاف عرض کر رہا ہون آپ خوب آگاہ ہین کہ مین جان بخش خواجہ عمرو کہلاتا ہون آپ کے ہزارون جادوگر مارے یہ بندہ جو میرے ہاتھ مین ہی اسنے ساحران طلسم ہوش رُبا کا خون پیا لیکن عمرو نے مجھکو کلمہ ہاے سخت و سست کہے بی مہ جبین نے میری قدر نہ کی بی مہرخ کو سلطنت کا غرور ہو رہا ہے واسطے چوکی پہرہ مقرر ہوا اور جو جو گذرا اُسکو نہ عرض کرونگا یہ لفظ کافی ہی کہ مجھکو صحبت عمرو سے نفرت ہوئی سپاہی نوکری پیشہ مثل شمشیر جوہر اصلی رکھتے ہین جسکے ہاتھ مین ہونگے کام کرینگے بموجب مضمون شعر جھبک کے شاہ و گدا سے ملتی ہی ؛ دونون باگین یہ تیغ کستی ہی ؛ آرزو یہ ہی کہ آپ کی نوکری کرین سر میدان عمرو و چالاک سے سمجھ لین لیکن حضور قدردانی فرمائین ہمارے مذہب کا نام نہ لین سپاہی جان کر قدر کرین ویسے لڑ لین اگر طلسم کشا کو اپنے ہاتھ سے نہ قتل کرین گردن از مو باریک جسکا نمک کھائینگے اُسی پر جان نثار کرینگے عمرو و مہرخ نے ہمین ذلیل کیا، اے حضور ہمنے آتے آتے یہ دیکھا کہ بی صرصر ہوا باندھتی ہین لیکن ہم اشارے کنائے خوب سمجھتے ہین ہمکو دیکھکر اسنے کہا مکار و غدار آتا ہی یہ ہماری ہم پیشہ ہی ہم ملازم سرکار دولتمدار ہونگے ان ایسی تشفقلون کو کون پوچھے گا دریافت تو کیجیے اُنھون نے کتنے ساحر مارے ہمنے آجتک کتنے قتل کیے طلسم ہوش رُبا کے رکن گرا دیے اگر ہماری بات کا اعتبار آئے زمرۂ نمکخواران مین شریک کیجیے ابھی آپکے سامنے طلسم کشا کو قتل کرین ان سب کے خون سے ہاتھ بھرین یا جواب صاف دیجیے خانہ آباد دولت زیادہ جھوٹ بولنے کی عادت نہین اور آپ کے دل پر بھی اگر ہمارا نقش محبت نہ جمے تو کیا عجب ہی جبدن سے اس طلسم مین آئے آپ کے ساتھ دشمنی کی اگر طلسم بند نہوتے اب تک مار ڈالا ہوتا آپ ایسے سیکڑون بادشاہ قتل کیے حمزہ کی عظم و شان بڑھائی ہماری ذات سے اُنکی شوکت و لیاقت قائم ہی اب بعد چندے ساعت فرمائیے گا کوئی نام بھی حمزہ عرب کا نہ لے گا بی مہرخ ٹھوکرین کھاتی پھرینگی حضور خاموش ہون جو دل تمرد منزل مین آئے اُسکو ظاہر کیجیے اس فصاحت و بلاغت سے مہتر قران نے اس مضمون کو بیان کیا باتون مین کبھی رویا کبھی ہنسا کبھی بغدہ اُٹھا کر کہا اے افراسیاب جادو تیرے سامنے اپنے سر پر مارین بنوٗنہ سپاہگری دکھائین جان دینا ہمارے نزدیک کیا مشکل ہی ذلت نہ گوارا کرینگے آبرو کا صدمہ جان افراسیاب کے دل مین ایک مزا آگیا رونے پر مہتر قران کے رحم بھی آیا کہا اے مہتر قران اگر

اصل مین تمھارا یہی ارادہ ہی قلب کی صفائی سے مجھ سے ملوگے وہ مرتبہ کرونگا کہ تاجداران جلیل کو تمھارے مرتبہ پر رشک ہویگا لیکن معاف کہون دل کو تردد ہی آج ہی اسد غازی قید ہوے اسی وقت تم آئے تمنے یہ کیفیت بیان کی کیونکر دل کو میرے یقین آئے مہتر قران نے کہا کیا خوب ارشاد ہوا ان باتون سے ہمارا دل شاد ہوا جو دل مین تھا وہ حضور نے کہدیا ہمسے صفائی کا امتحان لیجیے ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی اسی مثل کو ایک صاحب ضحکہ نے بڑے لطف سے نظم کیا ہی حضور یہ چارون مصرع لائق سماعت ہین

نظم

پوچھا صاحبقران نے جادو بھی — آگئے تیرے یہ غارسی کیا ہی

ہنسکے بولی کہ دیکھو صاحب — ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی

افراسیاب بے اختیار ہنسا بڑا مہتر قران نہایت بلیغ و فصیح حسن و جمال مین شر کو نظم کیا ایسے فقرات برجستہ سامنے افراسیاب کے کہے باتون مین افراسیاب محظوظ ہوا کبھی ہنستا ہی کبھی طرف صرصر کے متوجہ ہوا صرصر اشارہ کرتی ہی اے شہنشاہ سراسر مکر باتون مین اسکے مکاری بھری ہوئی ہی آپ دھوکا کھاتے ہین دشمن بزرگ قبضے مین آیا تامل نہ کیجیے شعر دانی کرچہ گفت زال با رستم گرد نہ دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد نہ آپ اسکی باتون پر ہنستے ہین صریح دام مکر مین پھنستے ہین مہتر قران ان اشارون کو سمجھ کے تنتنے ہوے سامنے افراسیاب کے آتے ہین کہتے ہین اے شہنشاہ جو آپ کے دل مین آئے وہ کیجیے اس شغل سے نہ پوچھیے یہ عورت بازاری سپاہی کی آبرو کو کیا سمجھے آپ بادشاہ عالی جاہ فلک غرور سرکے ماہ خوب دل مین سمجھ گئے ہونگے اگر مجھے عیاری منظور ہوتی بہ صورت مبدل آتا یہ منھ دیکھتی رہجاتی مین عیاری کر گذرتا اول امتحان لیجیے ان پانچون عیار بچیون کو مجھپر چھوڑ دیجیے حقیقت مین پانچون بڑی پاجی ہین حضور اگر باتون مین ان پانچون کو نہ بیہوش کرون سزا دیجیے سر کاٹ لیجیے افراسیاب جادو کبھی کھلکھلاتا ہی کبھی باتون پر مہتر قران کی دل و جان سے متوجہ ہوکر کہتا ہی اے مہتر قران ہمنے تمکو ملازم کیا ہمارے ساتھ رہا کرو مہتر قران جواب دیتے ہین اے شہنشاہ اگر میری خطا معاف ہو تو ان سب کو جلد قتل کیجیے مجھے فرمان مرحمت ہو لشکر ملکہ حیرت مین جاؤن خواجہ عمرو کو تلاش کرکے قتل کرون شعلے آگ کے کلیجہ مین بھڑک رہے ہین جی چاہتا ہی اپنی جان دین چالاک کو عمرو کے سامنے قتل کرین کہا یان زادے کے کلیجے پر گھاؤ پڑے یہ تو یاد کرے کہ کسی شریف کو ذلیل کیا اُسکا انجام یہ ہوا اب ناظرین بہ نگاہ غور ملاحظہ فرمائین باتون مین مہتر قران نے اتنا بڑا رنگ جمایا کہ افراسیاب جادو متوجہ ہوا باتین ہنس ہنس کے کر رہا ہی لیکن مہتر قران حیران و مضطر ششدر پیچ مین ششدر کہ اب کیا تدبیر کرون شراب کا جرعہ چاسامنے صرصر کے نہین ہوسکتا پھر کون صورت ہی کہ اسد غازی وغیرہ کو رہا کرون ہر چند کہ مین نے باتون مین گھلایا آتش کو ٹھنڈھا کیا لیکن مطلب کیا حاصل ہوا اتنا ہوا کہ گھڑی دو گھڑی دیر ہوگئی کیا فکر کرون

صرصر ایسی در انداز بندھی ہوئی ہوا کو بگاڑ دیتی ہی طعن و تشنیع باتون مین کر رہی ہی کبھی کہتی ہی ای قران کیا کہنا خوب آتے ہی رنگ جمایا مہتر قران جواب دیتے ہین بی صرصر اپنی جیبھ سنبھالو میرے منھ سے کوئی کلمہ سخت نکل جائیگا مین اپنی جان سے بیزار ہون بیشک اسد غازی کو چھوڑانے آیا ہون شعلہ کو دھوکا دیتا ہون تمھارے باپ کا کیا اجارہ ہی ایسے فقرے دے کر ہمنے ہزارون کو مارا ہی ان باتون پر قران کی افراسیاب صرصر کو منع کرتا ہی اچھا صرصر تم دخل نہ دو ہم کیا نادان ہین جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا کرینگے اتبو ہمنے انکو نوکر رکھا عمرو سے انکو لڑا دینگے بخوبی امتحان ہو جائیگا لیکن مہتر قران پریشان کلیجے پر چھری پھر رہی ہی ناظرین ملاحظہ کرین اب وقت عیاری آیا عجب مقام کیفیت ہے نظم

چلا ہی شہسب کلک صحرا نورد	طرارون سے دشمن کو کر گرد برد	دکھا دے مجھے آج طراریان	لکھون جوش مین آکے عیاریان
عمرو دلیر رو کا تا باؤن نشان	ترا فندۂ ریش جادوگران	عجب وقت ہی سخت ای ہمنشین	قران غم مین بیتاب و اندوہگین
سر بزم صرصر کی چالاکیان	دکھاتی ہی باتونمین بیباکیان	جو اس بزم دلکش مین پہنچے عمرو	کرامات کی بات ہی ای قمر
قم طبع روشن ہی افلاک پر	دکھانے لگا کلک اپنا ہنر	سر بزم ساقی سے جنگ ہوئی	پے چشم بیباک عینک ہوئی
کہا ہنسکے ساقی نے ای بادہ خوار	بنوشید جام مے خوشگوار	ہر اک فکر کو دل سے اب دور کر	کہ مشتاق ہین ہمکو مسرور کر
سُنا قصۂ خواجۂ ذی حشم	اسد ہی گرفتار رنج و الم	لکھا اب داستان ہدایت نشان	کرے بلبل طبع گلریزیان

غزل

تمھاری رات کی شرم و حجاب کی باتین
کسی سے کہیے تو سمجھے وہ خواب کی باتین

وہ پیر ہون کہ سنون شیخ و شاب کی باتین
مگر نہ ترک ہون مجھ سے شباب کی باتین

جگہ تو پہلوے دلبر مین مل گئی ای دل
ٹھہراب اچھی نہین اضطراب کی باتین

کلیم سمجھے تھے کچھ سُنکے لن ترانی طور
کہ تھین یہ کس صنم لاجواب کی باتین

ہم اور خط نہ لکھین اسکو حضرت ناصح
غرض ہین لکھنے کے قابل جناب کی باتین

خدا نہ کردہ چلی آنکھ دل کے کہنے پر
خراب کرتی ہین خانہ خراب کی باتین

بگڑ کے بولتے ہین ہین تمھارے لاکھ بناؤ
ہزار لطف سے بہتر عتاب کی باتین

یہ طرفہ پیچ ہی تقدیر کا کہ وصل مین بھی
تمام شب تھین اُدھر پیچ و تاب کی باتین

اشارے یون رہین باہم کہ کچھ نہ سمجھے غیر
مرے تمھارے سوال و جواب کی باتین

ہمیشہ کرتے ہین ذکر عذاب ہی واعظ
سنا دے پیر مغان کچھ ثواب کی باتین

ابھی تو بوسے دیے جاؤ گننے سے کیا کام
کہ ہو رہین گی کبھی پھر حساب کی باتین

فراق دوست ہوئی فرقت جوانی بھی
کہ ہم ہین اور وہ عہد شباب کی باتین

جو کی تھی خواہش ہمبستری یار کبھی
یہ کہہ رہی ہی کہ بے پردہ یار کو دیکھین
خبر کو خود مجھے قاصد کی بھیجتا ہی کہین

ہنسا یہ بخت کہ کرتے ہو خواب کی باتین
سُنو مری نگہ بے حجاب کی باتین
جلال اور سنو اضطراب کی باتین

چہرہ نغمہ سنجان شاخسار حدیقۂ سخنوری وطوطیان شکرستان فصاحت گستری مثل عندلیبان خوشنوا غنچۂ انجمن سامعین مین یون نغمہ سراہین کہ گل بوستان عیاری سرو حدیقہ خنجر گذاری رنگین بیان یعنی مہتر قران سامنے افراسیاب کے رنگ جما رہا ہی باتین بنا رہا ہی کبھی صرصر کو جھڑک دیتا ہی کبھی افراسیاب سے داد سخن لیتا ہی کبھی عرض پیرا ہی کہ اے شہنشاہ زمرۂ ملازمان مین یہ حقیر داخل ہوا اب خیر خواہی پر کمر باندھون اسد شیر دل کو اپنے ہاتھ سے قتل کرون آپ پر سنجوبی ظاہر ہو کہ دل و جان سے یہ ہمارے شریک ہوا لیکن حسرت یہ ہی کہ حضور مجکو خدمت مین ملکہ حیرت جادو کے روانہ کرین مین جاکر اپنے نام پر طبل جنگی بجاؤن سرمیدان عمرو و چالاک کو ٹوکون وقت پر آپ بھی تشریف لائین میری جانبازی ملاحظہ فرمائین لیکن ان سب کے قتل مین اب دیر نہ کیجیے زبان سے تو قران یہ کہتا ہی لیکن دل دھڑک رہا ہی زمزمہ سرائی پر مہتر قران کی زیور وغیرہ خاموش آپس مین اشارے ہو رہے ہین کہ کیا خوش تقریر ہی فصاحت وبلاغت مین بے نظیر ہی یکایک دیوار باغ سے آواز آئی اے شہنشاہ طلسم ہوش رُبا اعلیٰ اعلیٰ مراتب رہین چراغ سلطنت روشن ہو غلام خیر خواہ مدت سے مشتاق ملازمت سرکاری تھا آج ستارۂ بخت چمکا آفتاب عالمتاب چہرۂ پرنور کی زیارت سے دیدۂ دل روشن ہوے افراسیاب جادو نے پلٹ کر دیکھا ایک عیار لیکن وضع گنوارون کی گاڑھے کی مرزائی مارکین کی دھوتی ایک انگوچھا سر پر لپیٹے ہوے تلوار چمڑے کے نیام کی سپر کہنہ مین پھول ندارد ایک پھول وہ بھی مرجھایا ہوا موٹی سی کمان داہنے شانے پر ایک ترکش گھنا ہوا اُسمین چند تیر شکستہ چادر سے کمر باندھے ہوے بجاے کمند سوت کا رسہ شانے پر پڑا ہوا جوتہ چمڑے کا تیل مین ڈوبا ہوا گرد مین اٹا ہوا گز بھر کی ڈاڑھی ہو چھین بڑی بڑی ہونٹھون پر لٹکی ہوئی جھم سے باغ مین کود اکڑتا ہوا سامنے افراسیاب کے آیا بہت دعائین دین مگر یہ سب نے دیکھا کہ آنکھین بڑی بڑی صرصر حیران کہ یہ کون شخص ہی قران بھی متردد کہ یہ گنوار کہان سے آیا جب افراسیاب کو بہت دعائین دین افراسیاب نے کہا اے شخص تیرا کیا نام ہی بابت سے تیرا کیا کام ہی عرض کی غلام کا نام سرہنگ کوہی ہی درۂ کوہ مین رہتا ہون یکہ و دوکے کی خبر مناتا ہون قزاقی پیشہ ہزارون مسافر مار ڈالے لاشون سے کنوئین بھر دیے ہزار دو ہزار شاگرد آپکی دیا سے ہین محتاج نہین کون ایسا مرد آدمی ہوگا جو دو چار مہرین اپنے پاس نہ رکھے اس دیہا مین

اس غلام کی دھاک ہی بڑے بڑے عیار مارے مدت سے ہوس تھی سرکار دولت مدار کی خدمت مین حاضر ہون بہت دنون قزاقی کر چکا اب نوکری کرون لیکن امیدوار ہون کہ امتحان کرکے حضور مجکو ملازم کرین سُنا تھا مین نے کوئی عمرو عیار ہی اُسکے شاگرد بہت ہین اس ساربان زادے کا پتہ بتائیے یا سامنے بلائیے صاف کہلا بھیجیے کہ او ساربان زادے تیری گوشمالی کے واسطے جناب سرہنگ کوہی تشریف لائے ہین یہ گنوار غلام آپ کا باگھ ہی دشمن کو حضور کے چیر پھاڑ کے کھا جائیگا افراسیاب نے دیکھا باتین تو گنوارون کی ہین لیکن طرار فرار چہرے سے مکاری غداری آشکار مہتر قران نامدار اُسکی باتین سُنکر ہنس رہے ہین کہ یہ گنوار چبا چبا کے باتین کر رہا ہی سب عیارون کو بُرا کہتا ہی نگاہ غور سے صرصر بھی دیکھ رہی ہی کہ یہ کون شخص ہی عیار خوش چشم صاحب قہر و خشم اپنے سایہ سے رم کرتا ہی قدم نہین جمتا زبان مثل مقراض چل رہی ہی ملکہ صرصر نے مہتر قران سے کہا کہ ای صاحب بندۂ گران اس گنوار مکار کو جواب دو ٹرے لاف و گزاف کرتا ہی بجائے کمند موے نے سوت کا رستہ کاندھے پر ڈالا ہی کسی جولاہے کا رشتہ دار ہی تھان کا ٹرآیہ نگوڑا عیاری کیا جانے تانا بتھاری کرنیوالا یہ مثل اس مقام پر ٹھیک ہی کرگا چھوڑ تماشے کو جاے مفت کی چوٹ جولاہہ کھائے مہتر قران نے ہنسکر کہا دیوانہ وحشی ہی ابھی شہنشاہ حکم دین گوشمالی کرون دونون کان اُکھیڑ ڈالون کان ہو جائین امکان کیا جو ہیسے ٹرکے اک چا کی کا ہاتھ مار دون ناک اُڑ جائے ناکے تک روتا ہوا جائے صرصر و قران تو اشارے کر رہے ہین لیکن سرہنگ کی زبان نہین رکتی کبھی افراسیاب کے گرد پھرتا ہی کبھی دانت نکالکر عرض کرتا ہی گوسیان میری بات کا جواب نہ ملا افراسیاب نے کہا ای سرہنگ کوہی تم عمرو سے امتحان کے خواہان ہو عمرو اسوقت کہان ہی ہم تکو نامہ لکھکر پاس ملکہ حیرت جادو کے روانہ کرین وہان طبل جنگی بجے عمرو کو پاؤ گے فرزند چالاک کو للکار دحقیقت مین اگر عمرو کو زیر کرو گے بہت سا انعام ملے گا ہم تمھاری بڑی قدر کرینگے بلکہ شاگرد رشید عمرو مہتر قران نامور ہمارا آکر ملازم ہوا ہی یہان سے تابہ کوہ عقیق عیاران عمرو مین انکا مثل نہین جرأت شوکت لیاقت عیاری خنجر گزاری انکی ذات پر موقوف ہی حقیقت مین ای سرہنگ کوہی جیسے ساحران زبردست اس جوان شیر دل کے ہاتھ سے قتل ہوے کیا مجال تھی بہرام فلک کی کہ اُنسے آنکھ ملاتا یا انکے سامنے واسطے عیاری کے آتا اسی جوان خوش انجام کا کلیجہ تھا لیکن باغیون نے اسکی قدر نہ کی تنگ ہو کر میرے پاس آیا ہی سرہنگ نے کہا جسکا سرکار نے ذکر کیا وہ کہان ہی افراسیاب جادو نے طرف مہتر قران کے اشارہ کیا یہ سامنے موجود ہی مہتر قران کو سرہنگ نے بہ نگاہ غور دیکھا کہا صاحب گوسیان ایسون سے تو مین بل

جتواتا ہون ایسے لونڈے لاڑیون کو رستہ بتاتا ہون انکی کیا حقیقت ہی اور یہ جو عیارہ آپ کے پہلو مین بیٹھی ہی تیرِیا معلوم ہوتی ہی ہمرے گانو ن مین بی گنان تیریا اسکی موچی اسی صورت کی ہی ایک مُہر دے کہ ہمنے اُسکا سر ڈھانکا دس من غلہ دیا ایک بیگھہ دو بسوہ زمین معافی مین مین نے اُسکو دیدی کہ بوے جوتے کھائے پڑی رہے یہ بیچاری کیا ہین جب تو صرصر گالیان دینے لگی نگوڑے گنوار تیری شامتین آئی ہین تیری گھر والی تیریا ہوگی گنان کا بچہ بیہودہ بکتا ہی سرہنگ کو ہی باتون پر صرصر کی بہت ہنسے کہا تمہاری گالیان کھانے کے واسطے ہین بی بی جو چاہو کہو لو بہتری بات کا جواب نہ دیئیے یہ حبشی صاحب کچھ بولین تو انکو کچھ جواب دین مہتر قران کو بات سننے کی کب تاب ہی مرد سپاہی گرم مزاج مردان عالم کے سر کا تاج بغدے پر ہاتھ ڈالا کہا او گنوار کیا بیہودہ بکتا ہی ایک بغدہ اُٹھا یدھا ماردونگا سر گرہ کھاتا پھریگا ساری عیاری مکاری بھول جائیگا تو قزاقی کیا کرے گا مسافرون کو سکھیا دے کر مارا ہوگا شہنشاہ کے سامنے بڑھ کر بات کرتا ہی قبضے پر ہاتھ رکھا اے شہنشاہ حضور کے سامنے میرے اسکے دو دو چوٹین ہو جائین حضور انصاف فرمائین ابھی اسکی مشکین باندھتا ہون ان باتون پر سرہنگ کوہی خوب ہنسا کہا بھلا شہنشاہ میان کو غصہ تو آیا اب انکو حکم دیجیے میرے انکے چوٹ چلے میان کو پوری گھائی یاد نہو گی چوٹون کے نام سُن لیے ہونگے اک انی کا ہاتھ ماردونگا آنتین ڈھیر ہو جائینگی مین گوہار لڑنے والا پھکیت بنت کشتی گیر عیاری مین بے نظیر میان نے کوئی دو چوٹین سیکھی ہونگی دو چار انجھر مجھے سحر کے بھی یاد ہین وقت بیوقت جانور بنکے نکلجاؤن ہر طرح حریف کو مارلون مہتر قران نے کہا اے شہنشاہ ایک بات کا اس سے اقرار لیجیے میرے اسکے تلوار چلے لیکن سحر نہ کرے افراسیاب جادو نے کہا اے مہتر قران کیا مجال میرے سامنے سحر کر سکتا ہی اسکا لاف و گزاف مجکو بھی ناگوار ہوا قران نے کہا مین سمجھائے دیتا ہون لیکن سحر کا خیال رکھیے گا ایسا نہو لڑتے مین سحر کرے میرے ہاتھ پانون بیکار ہون یہ مکار چوٹ ماردے اسپر ناز کرے افراسیاب نے کہا اے سرہنگ کوہی خبردار سحر نہ کرنا ورنہ تو جانتا ہی فن سحر و ساحری مابدولت کا غلام ایک اشارے مین برق جمکا دونگا خرمن حیات تیرا پھونک دونگا سرہنگ نے کہا نہین صاحب مین اسپر سحر نہ کرونگا لیکن اے افراسیاب اسپر اگر غالب آؤن سرکار سے انعام پاؤن افراسیاب نے کہا اگر تو مہتر قران پر غالب آیا جو مانگے گا وہ دونگا عیارون کا افسر کردونگا یہ کہکر مہتر قران کی جانب متوجہ ہوا کہا کیون قران اس سے لڑوگے مہتر قران نے کہا حضور یہ کیا ہی مسخرہ دیوانہ ہوا ہی دیکھیے تو کتنی چوٹین مارتا ہون اگر دم لینے دون تو اپنا ملازم نہ قرار دیجیگا مہتر قران کے زور شور سے افراسیاب بخوبی آگاہ ہی اپنی بات کا بھی خیال کہ ایک گنوار نے آکر

لاف وگزاف کیا اگر یہ ذلیل نہوا بہت بلبلائے گا سب اہالیان جلسہ کو اشتیاق زیور دلاہوت مشتاق کہ رہے ہین کہ اے شہنشاہ اول ان دونون کا مقابلہ دیکھیے بعدہ قیدیان بلا کو قتل کیجیے اپنا عوض لیجیے قران نے کہا اے شہنشاہ اب مین آپ کا ملازم خاص بندہ باختصاص ہوا اسکو سزا دونگا اسد کو اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا صرصر کی نگاہ لڑی ہی سرہنگ کو ہی تلوار کھینچکر تیرے بدلنے لگا کہا میان جلشی آؤ قران نے کہا اس نٹ بازی سے ہمکو نفرت ہی یہ اُچھلنا کودنا کیا یہ کہکر مہتر قران نے بغدے پر ہاتھ رکھا سرہنگ نے جھک کر مہتر قران پر وار کیا مہتر قران نے بغدے پر گانٹھا سرہنگ برس پڑا مہتر قران کو دم لینا مشکل کردیا کبھی مہتر قران خالی دیتے ہین کبھی وار سرہنگ کا روکنا ہی اب حسنت وآفرین کی صدائین بلند ہوئین صرصر نے کہا اے شہنشاہ حقیقت مین یہ لنگوٹرا گنوار بلبلے روزگار ہی مہتر قران ہی ایسا ہی کہ اسکی چوٹون سے بچ رہا ہی افراسیاب نے کہا اگر ایسا نہوتا بلا تکلف میرے سامنے کیون دعوی کرکے آتا صرصر نے کہا اے شہنشاہ بیشک مہتر قران کو بڑی مشکل پڑی ہی دونون کی نگاہ لڑی ہی کسی کی نگاہ نہین جھپکتی خوب دونون مین چھوٹ کی چوٹین چل رہی ہین مجھے تو سرہنگ کو ہی غالب معلوم ہوتا ہی حقیقت مین مہتر قران کو جان کی پڑی ہی جی مین کہتا ہی بڑے ظالم سے مقابلہ ہوا کس کام کو آیا کس جھگڑے مین پھنسا سرہنگ نے لڑتے لڑتے مہتر قران پر کمند کے حلقے مارے گردن وکمر مین حلقے آگئے لیکن مہتر قران نے سبک ہوکر جست کی حلقۂ کمند سرہنگ سے یون نکلا جیسے شرارہ سنگ سے یا گنج سے ہوائی یا عینک سے نگاہ افراسیاب اُچھل پڑا کہا مہتر قران خوب بچے قران کی جان پر بنی ہی افراسیاب کو سلام تو کیا اسی طرح حلقہ ہائے کمند مہتر قران نے مارے سرہنگ بھی نکلا کچھ حلقے کاٹے افراسیاب جادو دونون کی تعریف کرتا ہی قران وسرہنگ پسینے پسینے غضب کی کارزار ہی حقیقت مین سرہنگ کو ہی بڑا ہوشیار ہی کسی فن مین کمی نہین کرتا ہی افراسیاب کو بڑا خیال ہی کہ آج ہی مین نے مہتر قران کو نوکر رکھا بڑی سختی مین بیچارہ پھنس گیا اگر قتل ہوا بڑی بدنامی ہوگی صرصر شمشیر زن کہتی ہی حضور اب چارہ کیا لیکن اس لڑائی کے تماشے مین افراسیاب جادو ایسا مصروف ہی کہ قتل اسد کو بالکل بھولا دونون کی سپاہگری پر عش عش کر رہا ہی تمام اہالیان محفل مبہوت لب پر مہر سکوت لاہوت جادو حیران کہ مہتر قران کو کام کے واسطے بلایا بیچارہ کس جھگڑے مین پھنسا خدا اسکی آبرو بچائے دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی اگر شاید مہتر قران پر کوئی زوال آیا اہل اسلام کہین گے مکر سے سلمان ہمارا تنے بڑے عیار کو قتل کرایا اے پروردگار مہتر قران کو بچانا استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی تحریر وتقریر مین رنگ شعبدہ دکھایا ہی پھر بجز کال مہتر قران سے اور سرہنگ ہی

سے تلوار چلی کسی نے چوٹ نہین کھائی دونون چھوڑ کر لڑ رہے ہین اب مہتر قران بعد پہر بھر کے سنبھلا
بغدہ تھام کر نعرہ کیا او گنوار ہوشیار ہو جا نعرہ قران

سریع السیر چون بادِ بہاری | جہان سرہنگ دی خنجر گزاری
بمیدان اژدر آتش فشانم | منم مہتر قران شیر زیانم

اب افراسیاب نے دیکھا مہتر قران کے تیور بدلے چھوٹ کی چوٹین مارنے لگا ہر مرتبہ یہ معلوم ہوتا ہی کہ مہتر قران کا بغدہ پڑا سرہنگ کا سر اُڑ گیا سرہنگ دب دب کے اپنے کو بچاتا ہی پیچھے ہٹا جاتا ہی مہتر قران نے دم لینا دشوار کر دیا سرہنگ اُداس عالم یاس کبھی لوٹ مارتی کبھی چوٹ بچانے کو جست کی اب وار نہین کر سکتا مہتر قران نے بغدے کے نیچے رکھ لیا نہنگا نہ لمنڈگا نہ چھایا ہوا ہر مرتبہ سایہ مین بغدے کے لیتا ہی جب چوٹ پڑی سرہنگ دب کر پیچھے ہٹا بغدہ مہتر قران کا پڑا دنا ٹلے کی آواز آئی گاو زمین تھرائی مگر سرہنگ کوہی نے اپنے کو بچایا افراسیاب و لاہوت ملکہ زیور و ملکہ صرصر سب کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہین کہ مہتر قران سرہنگ کو دباتا ہوا لیے جاتا ہی چوٹین مہتر قران کی وہ چھوٹ کی چلین کہ سرہنگ کا جی چھوٹ گیا سوائے پشت دکھلانے کے کچھ نہ بن پڑا بیچ مین باغ کے ایک قصر عالیشان ہی پردے اسمین پڑے ہوے عرصہ دراز سے وہ قصر صاف نہین ہوا کچھ ٹوٹے ہوے پلنگ کچھ پڑے دھنیان اس طرح کے اشیا اس قصر مین بھرے ہوے ہین سرہنگ بتا ہوا اُن پردون تک آیا قران نے پیچھا نہ چھوڑا بغدے کے سایہ مین لیا سرہنگ کو یقین ہوا ابکی مرتبہ اگر بغدہ پڑا سر اُڑ جائیگا یا مثل خیار تر دو ٹکڑے ہونگے جان بچنا دشوار گھبرا کر بھاگا مہتر قران نے کہا او نامرد کہان جاتا ہی شرم نہ آئی پشت دکھائی افراسیاب نے بھی آواز دی اے مہتر قران کیا کہنا حریف کو مار لیا ہی جانے نپائے اپنا قوت بازو قرار دونگا میری بات رکھ لی کیا سا گھری دکھائی صرصر بھی وجد مین کہتی ہی اے شہنشاہ مہتر قران نے کیا کام کیا اب نگوڑے گنوار کو دبا لیا بھڑوے کے منہ پر ہوائیان اُڑ رہی ہین اب نہین کچھ بن پڑتا لاف دگزاف بھولا سب سے زیادہ لاہوت جادو کو خوشی ہی کہتا ہی اے شہنشاہ آپ نے جرأت مہتر قران کو دیکھا شیر کے تیور ہین اسکے سامنے بڑے بڑے پہلوان زیر و زبر ہین رستم کی اسکے سامنے کیا حقیقت ہی سہراب یل کو کیا لیاقت ہی افراسیاب کہتا ہی اے لاہوت جادو سچ کہتے ہو مین بھی ایسی قدر دانی کرونگا دامن مدعا در بے بہا سے بھر دونگا سرہنگ کوہی نے جو دیکھا کہ اب جان بچنے کی کوئی صورت نہین جست کر کے پردے کے اندر گھس گیا مہتر قران نے کہا دیکھیے حضور نامرد نے پردہ کیا افراسیاب نے کہا ڈھونڈھو مین بھی آیا اے مہتر قران کیا کمال کیا اسوقت میری بات کو رکھ لیا مین نہایت

خوش ہون تجکو بڑا رتبہ دونگا افراسیاب و لاہوت جادو و ملکہ زیور خوش خوش دوڑکر قریب مہتر قران
کے آئے مہتر قران نے پردے پر ہاتھ ڈالا توڑکر پھینک دیا سب نے دیکھا اس قصر مین تمام یہ
اشیا بھرے ہوئے ہین کہ چار پائیان شکست لکڑیان بیکار اگر قصد کیا جائے کہ ان سب کو اُٹھائین
دس پانچ مزدور ہون دوپہر مین سب اُٹھے افراسیاب جادو نے کہا اے قران تلاش کرو
قران نے دو چار بغدے اُن ٹیرون پر مارے کھڑکھڑاہٹ کی آواز آئی قران نے کہا حضور
اسمین چھپا ہو مین ڈھونڈھ کر نکالونگا وہ جو آپنے کہا تھا کہ سحر بھی مجھے آتا ہو وہی فن اسکا کام
آیا بڑی فطرت سے اپنے کو بچایا حضور سحر کا خیال رکھیں جرات مین غلام کمی نہ کریگا یہ کہکر ٹیرون
کو کھڑکھڑایا افراسیاب وغیرہ بیرون قصر سے دیکھ رہے ہین یکایک ایک بلاؤ بڑا سا اُن ٹیرون کے
بیچ مین سے غراتا ہوا نکلا افراسیاب نے کہا لو وہ سرہنگ کو ہی سحر کرکے گربہ مسکین بنا پکار کر آواز
دی اے قران بقول سعدی گربہ کشتن بروز اول مگر وہ بلاؤ مہتر قران کو دیکھکر گھبرایا جست کرکے
باغ مین بھاگا مہتر قران نے نعرہ کیا او گنوار کہان بھاگ کے جائیگا بلاؤ کیا اگر تو جانور بنتا تو بھی تیرا
تعاقب نہ چھوڑتا الملحوظ خاطر ناظرین ہو اب وہ بلاؤ جدھر بھاگ کر جاتا ہو مہتر قران بغدہ ٹیک کر
اُسکے برابر پہونچتا ہو وہ جست کرکے درخت پر چڑھا ہو مہتر قران نے دوڑکر بغدہ مارا نخل قلم ہوکے
گرا افراسیاب جادو دیکھتا ہو مہتر قران کو انتہا کا غصہ کف منہ سے جاری ابروے خمدار پر بل
تعاقب مین بلاؤ کے چھل بل یون گھبرا ڈالا ہو کہ سارے باغ مین بلاؤ بھاگتا پھرتا ہو مہتر قران پیچھا نہین
چھوڑتے پسینے پسینے بیکس ہی صدا ہو اے او گنوار تجھے زندہ نہ چھوڑونگا سحر کرکے بلاؤ بنگیا جوانون کے
نزدیک کتے بلی کا مارنا کیا مشکل ہو اے تو بڑا جاہل ہو دوڑتے دوڑتے جب مہتر قران نا چار ہوئے بلاؤ نے
جست کی مہتر قران برابر پہونچا قصد کیا بغدے کا ہاتھ مارون بلاؤ بچکے نکلا دیوار کے برابر پہونچا
پنجے جماکے دیوار پر چڑھنے لگا بلاؤ نے منڈیر تھامی چاہتا ہو دیوار کو پھاندے قران جست کرکے بلند ہوا
بغدہ مارا بلاؤ کا سر قلم ہوا دم سے لاشہ بلاؤ کا زمین پر گرا مہتر قران نے جھوم کے نعرہ کیا امنم صاحب
بغدہ گران نظر کردۂ بزرگان افراسیاب جادو نے دوڑکر قران کے ہاتھ چوم لیے لاہوت جادو
تصدق ہوا صرصر بھی تعریفین کرنے لگی لیکن لاشہ بلاؤ کا زمین مین تڑپا سرد ہوگیا صورت تبدیل
نہوئی مثل جادوگر کے مرنے کی بھی آواز نہ آئی افراسیاب جادو نے کہا اے قران یہ کیا معرکہ ہوا یہ
اصلی بلاؤ تھا اگر سرہنگ کو ہی سحر کرکے بلاؤ بنا ہوتا دستور ہو بعد مرنے کے سحر اتر جاتا ہو تمنے تو ہزارہا
جادوگر مارے بعد مرنے کے اسکی صورت اصلی ہوجاتی ہو معلوم ہوتا ہو یہ بلاؤ ان لکڑیون مین رہتا تھا

آدمیون کی آواز سنکر نکلا تمھارے ہاتھ سے مارا گیا لیکن آتنا بڑا بلاؤ ہماری نگاہ سے نہین گذرا اب سب حیران کہ آخر وہ گنوار کیا ہوا صرصر نے کہا وہ جان بچا کے نکل گیا مگر مہتر قران نے جست وخیز کا خاتمہ کیا کس زور شور سے بالائے دیوار ہو بچے گویا پر پرواز پیدا کیے سب اپنی اپنی کہ رہے ہین لیکن مہتر قران خاموش بحر حیرت کا جوش سب اسی مقام پر قریب بلاؤ کی لاش کے کھڑے ہین ہر خرد و کلان کو حیرت اسی حال حسرت مآل پر عبرت یکایک گوشۂ باغ سے ایک خوشبو آئی دماغ جان ہر ایک کا معطر و معنبر ہوا افراسیاب وغیرہ نے حیران ہوکر کہا یہ کیسی خوشبو آئی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ کسی نے ہزارون قرابے عطر مجموعہ کے کھولدیے یا پھولون مین روز عید ہی غنچے مسکرائے عجب وقت سعید ہی عروسان بہار بناؤ کر رہی ہین آنکھین نرگس کی لگاوٹ کر رہی ہین دیکھو سنبل نے گیسو سنوارے سرو اکڑنے لگے خوشبو نے دماغ جان معطر و معنبر کیا جوش فصل گل ہی چہچہہ زن بلبل ہی نرگس آنکھین پھاڑکے دیکھتی ہی کون آتا ہی شگفتہ تختۂ لالہ زار ہی بہار مین بہار ہی بموجب مضمون اشعار آبدار نظم

جس نے دیکھی ہو ترے رخسار روشن کی بہار
کب خوش آتی ہو اُسے اے دوست گلشن کی بہار
اسقدر نازان نہو یہ رنگ گل ہو بے ثبات
چار دن کے واسطے بلبل ہی گلشن کی بہار
فرقت جانان ہجوم رنج بیتابی کے جوش
دل ٹھکانے ہو تو دیکھین چل کے گلشن کی بہار
کون دیکھے بے ثباتی عالم ایجاد کی
عارض گل کی طرح مہمان ہی گلشن کی بہار
جلوۂ رخسار تابان کا جو ہر جانب ہی عکس
برق تابان کی چمک دیتی ہی دامن کی بہار
کیون خفا ہوتا ہی چھینٹون سے لہو کے بار بار
اور بڑھجائیگی ظالم تیرے دامن کی بہار
سبزۂ نوخیز سے لطف گلستان ہی عیان
دیکھ آکر او ستمگر میرے مدفن کی بہار
گر نہین کوئی نہو باقی ہو کسکو احتیاج
دیکھتی ہی بیکسی اب میرے مدفن کی بہار
کیون نہ صدقے جائیے اے دل ہجوم باغ کے
کم نہین ہی جلوۂ رخسار سے تن کی بہار
ہان اُٹھا اب پردۂ رخسار روشن اے پری
دیکھنے آئے ہین ہم بھی تیرے جوبن کی بہار
کہتے ہو تو بھی نہین جیسا کہ دیکھا تھا اُنھین
تمکو خوش آئی اگر یو غناک دشمن کی بہار
مثل پیراہن ہوئی ہی زیور وحشت کی قدر
کم گریبان سے نہین ہی طوق گردن کی بہار
سوز فرقت سے بھڑک اٹھتی ہی جب سینہ مین آگ
گرد ہو جاتی ہی اکثر شمع روشن کی بہار
داغ ہجر یار سینے پر غنیمت ہی نسیم
دیکھتے ہین ہر سحر ہم اپنے گلشن کی بہار

ہر گلعذار کے چہرے پر بحالی عندلیبان خوشنوا کو خوشحالی افراسیاب جادو ایک ایک سے پوچھتا ہی

کیون صاحبو کیا پھولون کے نخلخے روشن کیے آتش گل بھڑکی یا تو جرات مہتر قران کی تعریف تھی اس حیرت مین سب تھے کہ سرہنگ کو ہی کہان گیا یہ بلا ڈکدھر سے آیا اب خوشبوے عطر آگین مے ہر ایک کے دماغ جان کو معطر کیا افراسیاب زیور سے پوچھتا ہی یہ خوشبوے مشک وعنبر کہان سے آئی زیور عرض کرتی ہی ایسی خوشبو کبھی کنیز نے اس باغ مین نہ سونگھی تھی شاید کسی بزرگ کا گذر ہوا خداوندون کے نام لیجیے سامری وجمشید کی صنعت قدرت کو یاد کیجیے باغ عالم مین کیا کیا گل کھلائے اس گلشن مین رنگ تازہ نظر آنے مہتر قران کو بھی حیرانی افراسیاب کو پریشانی زیور پکار کر کہنے لگی صاحبو آج ظہور قدرت سامری وجمشید ہی اس بوے خوش مین کیا بھید ہی یہ کلمات ناتمام تھے کہ گوشۂ گلشن سے روشنی معلوم ہوئی معلوم ہوتا ہی مقام مشرق ہی آفتاب عالمتاب کا طلوع ہی ضیا ربار ی شروع ہی یا تو روشنی معلوم ہوتی تھی یا صدائے مہیب آئی زمین تھرائی یہ صدا تھی کہ او افراسیاب خانہ خراب او مغرور ومتکبر اب قوم نبی جان سے پگڑی اُلجھائی منم شہنشاہ جنات اب جو افراسیاب نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک شہنشاہ عالی جاہ تاج یاقوتی برسر قبائے مرصع کار در بر چہرۂ آفتاب عالمتاب پر رعب وداب ریش سیاہ عنبر آگین آنکھین دیدۂ غزال کو آنکھین دکھلانے والین چہرے سے قہر وغضب آشکارا بر دخمدار کو جنبش پنجہ ہلالی زیب کمر بھوون کی سپر پشت پر خنجر زیب کمر جسکے قبضے پر لعل وگوہر آراستہ مالاہاے مروارید بے بہا زیب گلو اُنکی آمد کی یہ خوشبو پھیلی تھی آنکھون مین آنسو چہرۂ فرط قہر وغضب سے گلنار ایک تختی یاقوت احمر کی اُس پر حروف الماس کے ترشے ہوئے ہندو سئے اسکی پلک جھپکتی ہی وہ جوان خوشتر و دریاے جواہر مین غوطہ زن جبین نور آگین پر شکن بڑھ کر ہاتھ افراسیاب کا تھام لیا یا قہار ویا جبار کہکر نعرہ کیا کیون افراسیاب اس میرے ملازم کو تو نے کیون مارا ہم لوگ قوم جنات اکثر بلاد یا بصورت ماران سیاہ پردۂ دنیا مین آتے ہین تیرا اُسنے کچھ نقصان کیا تھا کس خطا پر اُسکو مارا چالیس لاکھ جنات ہم سکے خون کے دعویدار ہین آمادۂ حرب وپیکار ہین تلوارین کھینچ گئین یہ آرام آتشی ہین طبقۂ زمین ہوش رُبا کو سب نے ہاتھون ہاتھ اُٹھا لیا ہی قصد کرتے ہین بردے ہوا لیجاکر کسی دریاے تھار مین پھینکدین مابدولت سریر جہانبانی پر جلوہ فرما تھے یکا یک خبر ملی طلسم ہوش ربا پر جنات کی چڑھائی ہی افراسیاب مغرور سے لڑائی ہی سب کا یہی قول ہی کہ ایک ساحر کو زندہ نہ چھوڑین گے یہ آتش قہر وغضب مین پھونک دینگے مسلمانون سے لڑتے لڑتے ایسے مغرور ہوے جنکو مارا جنکو دنیا والے دیکھ نہین سکتے بندگان خاکی کو یہ لیاقت ہوئی قوم آتشی سے سرکشی مابدولت کو یہ خیال ہوا جب یہ اُٹھا کر طبقہ طلسم ہوش رُبا کو پھینکین گے لاکھون بندگان خدا بیخطا ہلاک ہو جائینگے جنات کے ہاتھ سے امان نہ پائینگے آخر دوڑ پڑا

ان سب کو منع کیا کہ خبردار طبقہ نہ پھینکنا ہم قاتل کو تمھارے بھائی کے لاتے ہین سچ تبلاکہ قاتل اسکا کون ہو ہمین تبلادے ہم گرفتار کر لین گے ہماری فوج سے تمام جنگل معمور ہین ہم آگاہ تھے ساحرون کو بڑے غرور ہین اسی واسطے یہ تختی واقع سحر گلے مین پہن لی اگر تجکو اپنے سحر پر ناز ہو جہان تک ہوسکے سحر کر پانی برسا اوناری شعلۂ آتش بھڑکا اگر زبان ہلانے دون مجکو بادشاہ جنات نہ کہنا اور اپنے حمایتی کو بلا سب ملکر ہمپر سحر کرین دیکھ تو ہم کیسا تماشا دکھاتے ہین خون کے دریا آج اس باغ مین بہا دینگے اپنے مقتول کے خون کا معاوضہ لین گے اس قہر و غضب سے شاہ جنات نے افراسیاب جادو سے کہا ہاتھ پانؤن مین افراسیاب کے رعشہ آگیا مہتر قران ایسا شیر دل گھبرا گیا افراسیاب کے پیچھے چھپا لنبدہ خون آلود زمین مین پھینکا یا لیکن افراسیاب نے ضبط کر کے کہا حضور تخت پر قدم رنجہ فرمائین ابھی کیفیت مفصل عرض کرتا ہون قاتل اُسکا یہان نہین ہو فوج کو منع کیجیے طبقہ زمین کا نہ اُٹھائین لاکھ دو لاکھ انسان ہلاک ہوجائینگے حضور خود بادشاہ عادل ہین فلک عدل و انصاف کے ماہ کامل ہین ایک کے واسطے لاکھون کی جان لینا مناسب نہین ہو افراسیاب بلاکر شہنشاہ جنات کو قریب اپنے تخت کے لایا کہا حضور قدم رنجہ فرمائین جو کچھ حکم ہوگا آنکھون سے بجا لاؤنگا خلاف حکم شہنشاہی ہوگا کیا مجال ہماری جو آپ سے سرکشی کرین جب اس طرح افراسیاب نے منت کی غصہ تو نہین کم ہوا لیکن تخت پر جلوہ فرما ہوے فرمایا یہ باتین کیون کرتا ہو پہلے اپنا کمال دکھلا ہم تیرے سحر کے بہت مشتاق ہین افراسیاب نے ہاتھ باندھکر کہا حضور میری کیا مجال آپ کے سامنے سحر کرون بڑے نصیب کہ آپ نے مجکو سرفراز کیا صرصر کو جو بہ نگاہ قہر و غضب شاہ جنات نے دیکھا کہا یہ عورت کون ہو تلوار باندھے بیٹھی ہو صورت پر اسکی مکاری غداری برستی ہو اے عورت کچھ مُنہ سے بول بلاؤنے ہمارے کسی کا کھانا کھا لیا کوئی ظرف توڑ ڈالا اے کم ظرف جواب نہین دیتی صرصر کانپنے لگی جواب نہ دے سکی غش آنے لگا پائجامے مین چھل چھل موت دیا گھبرا کے سر جھکا لیا بڑی مشکل مین آکر اتنا جواب دیا اے شہنشاہ جنات صاحب کشف و کرامات لونڈی کو کچھ احوال نہین معلوم مین تو ابھی آئی ہون میرے سامنے یہ بلاؤ نہین مارا گیا شہنشاہ جنات نے کہا جھوٹ کہتی ہو تو یہان موجود تھی بلکہ شاید تونے ترغیب دی قاتل اسی جلسہ مین موجود ہو ہمارے دماغ مین بو آتی ہو تم لوگون کے بھروسے پر سلطنت نہین کرتے دس ہزار کوس کی خبر بھی منگا دین تمام دنیا کو درہم و برہم کر کے دکھا دین خدا نے ہمکو سب طرح کا اختیار دیا بندگان خاکی کو مجبور و ناچار کیا بڑے افسوس کی بات ہو کہ افراسیاب سحر نہین کرتا ہم بھی ایک شعبدہ دکھاتے دیکھو وہ سحر کس پر جاتا ہو سر کیا تدبیر

کرتے ہین سحر کرنے والے کا خود بیر ہمر پہاڑ ڈالے جس پر گھمنڈ ہو وہی ٹانگین چیر ڈالے شیاطین کی یہ مجال ہو کہ جنات سے آنکھین ملائین اگر نگاہ ڈالدین پھٹ جائین یہ فرماکر طرف مہتر قران کے متوجہ ہوئے فرمایا کیون رے تو کون ہو تیرے چہرے سے معلوم ہوتا ہو کہ ان جادوگرون مین کا نہین ہو یہ بھی ثابت ہوا ما بدولت کو کہ تو مرد مسلمان ہو حمزہ عرب کا ملازم ہو یہان کیون آیا مہتر قران کا رنگ رو اُڑ گیا ہاتھ باندھکر کہا حضور نے بجا ارشاد فرمایا مین گو کہ سحر و ساحری سے نابلد ہون اتفاق سے یہان چلا آیا مین نے قتل ہوتے اس بلاد کو نہین دیکھا شاہ جنات نے کہا تیری باتون سے بوے کذب آتی ہو تو قتل مین ہمارے بھائی کے شریک ہوا قران نے گھبراکر طرف افراسیاب کے دیکھا کہا شہنشاہ مجھے بچائیے افراسیاب نے کہا اے شہنشاہ یہ بیچارہ ایک شخص مسافر ہو مین قاتل کو ڈھونڈھ دونگا چند ساعت توقف فرمائیے یہ بھی مجکو یقین ہو از خردان خطا و از بزرگان عطا سحر و ساحری کا نام نہ لیجیے کس کی مجال ہو کہ آپ کے سامنے سحر و ساحری کرے آج مجکو بڑا شرف حاصل ہوا آپ نے سرفراز کیا مین چاہتا ہون صحبت عیش و نشاط آراستہ کرون خدمتگزاری مین مصروف ہون اپنے بادشاہ ہونے مین مٹبیا بہ فخر کرونگا شاہ جنات سے مین مشرف ہوا مجھ سے اور حضور سے تقریب نامہ و پیغام رہیگی بموجب مضمون مصرع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا ❊ جب افراسیاب نے اس طرح خوشامد کی غصہ شاہ جنات کا کم ہوا ہنس پڑے کہا او افراسیاب تیرے عجز و انکسار نے مجھکو مجبور و ناچار کیا لیکن قاتل اپنے بھائی کا لین گے افراسیاب نے کہا حضور انصاف کیجئے اگر کسی نے یہ بے ادبی کی ناواقف تھا جانور سمجھکر مارا زیور محل نشین اپنے ساتھ والیون سے کہ رہی ہو کیون بوا گلشن اس گوشہ مین چمن کے مدت سے ایک قبر کا نشان ہو کنیز نے کہا جب ہم کبھی رات کو اس طرف آئے ایک شخص سفید کپڑے پہنے ہوے ٹہلتے تھے مدت سے یہان جنات کا گذر ہو ہمکو کیا خبر ہے لیکن مین انکے صدقے جاؤن آجتک کسی کو ستایا نہین شمشاد نے کہا بوا ایکدن مین نے بھی یہان پیشاب کیا تھا دو دن حرارت رہی مین نے ہار پھول چڑھائے تھے حرارت جاتی رہی اب بوا ہر جمعرات کو کھٹیان چڑھاؤنگی گلزار نے کہا انسے جو مراد مانگو ملتی ہو کلی آرزو کی کھلتی ہو اب یہان ایک طاق بنا وینگے اگر روشن کرینگے تو بان دینگے ایک نے کہا مرد وا میرا بہت بد فراجی کرتا ہو اولاد نہین ہوتی عورتین طعنہ تشنیع کرتی ہین بانجھ نجھوٹی شیطان کی لنگوٹی مین تو یہی مراد مانگون گی نو مہینے لڑکا ہو پھولون کی چادر چڑھاؤن گاتی بجاتی ہوئی میان کی قبر پر آؤن ایک نے کہا بوا جاگتی جوت کے پیر سامنے موجود ہین جو کچھ کہنا ہو کہ لو زیور نے کہا بوا آنکھ تو ملانا دشوار ہو بات کون کر سکے پیر دن سے کوئی بات کرتا ہو یہ روشن ضمیر ہین چہرے کا

رعب و داب تو دیکھ آفتاب عالمتاب لباس سب نایاب دنیا مین ایسے گوہر بے بہا کس نے دیکھے ہین برابر بیضہ مرغ کے ایک ایک موتی ہو زیور نے کہا ارے شفقلو تم کیا جانو مین نے کتاب مین لکھا دیکھا ہی کہ پردۂ قاف مین مثل کنکر پتھر کے جواہرات پڑا رہتا ہی بوا کتابین پڑھو تو سب حال تمکو معلوم ہو پڑھے لکھے کی چار آنکھین ہوتی ہین اب میرے باغ مین ہمیشہ بہار رہیگی اپنے ہاتھ سے جھاڑو دونگی مین بھی اولاد کی دعا مانگونگی عورتون مین تو یہ چرچے لیکن افراسیاب نے اب کلام خوشامد سے شاہ جنات کو ٹھنڈا کیا ہاتھ باندھے کہ رہا ہی اب حضور قاتل کا ذکر نہ کرین معاف فرمائین شہنشاہ جنات مہتر قران پر نگاہ غضب ڈال رہے ہین قران کے ہاتھ پانون مین رعشہ پسینے پسینے اتنا منھ سے نکلا حضور ہمارے آقاے نامدار مولاے قدرشناس زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران اٹھارہ برس پردۂ قاف مین رہے چھتیس پردے فتح کیے ملکہ آسمان پری دختر شہپال بن شاہرخ سے شادی ہوئی وہان سے ہمیشہ تحفہ جات آتے ہین ہمنے بھی اشیاے نادرہ دیکھے یہ سنکر شاہ جنات کو غصہ آیا کہا او حبشی کیا بیہودہ بکتا ہی دختر شاہ پریان براے انسان ضعیف البنیان شہپال ایک زمیندار گانون کا تھا اُس قریہ مین حمزہ گیا پردہ قاف کی کیا سیر کرسکتا تھا اگر نام پوچھون حمزہ نہ بتا سکے اُسی گانون کے تحفہ آتے ہونگے اشیاے نادرہ پردہ قاف انسان کو کب میسر ہین ہم بھی وہان کے ایک ادنی افسر ہین صرف چالیس لاکھ فوج ہمارے قبضہ مین ہی ہم خود حقیر ہین لیکن ابھی کہو تو چالیس کرور انسان کو قتل کرین تحفہ وہان کا دیکھے گا پہچان لیگا پردۂ قاف کی خاک یہان کے مشک و عنبر سے بہتر اُن شاہون کا غلام یہان کے شاہون کا افسر یہ فرماکر شہنشاہ جنات نے جیب سے ایک شیشی عطر کی نکالی کہا او حبشی نام لیکر حمزہ کا بہت اترایا اس عطر کو سونگھ دیکھ تو کبھی تیرا حمزہ ایسا تحفہ بھی لایا یہ فرماکر روئی ڈبوئی مہتر قران کو دی مہتر قران نے تسلیم کرکے روئی لی حقیقت مین شیشی کھلتے ہی بہشتین آنے لگین دماغ جان سب کے معطر و معنبر ہوئے افراسیاب نے بنگاہ حسرت دیکھا شاہ جنات نے کہا لے تو بھی سونگھ ہرچند کہ تو ساحر ہی تجکو امین کیا لیا تھا لیکن شاہ جلیل بندگان خدا کا کفیل ہم خوب جانتے ہین تیرا بڑا خزانہ اٹھارہ سو ملک تیرے قبضے مین فوج بیشمار بادشاہ عالی وقار سب طرح کی چیزین تیرے خزانے مین موجود ہین خوشبو سے اس عطر کی بوے کبر و نخوت دماغ سے نکلجائیگی طبیعت فرحت پائے گی روح کو راحت دماغ کو قوت آنکھون کو بصارت حاصل ہوگی تسکین دل ہوگی سالہا سال یہ بو دماغ سے نہ جائیگی افراسیاب نے سلام کرکے ہاتھ بڑھایا شاہ جنات نے قطرہ ٹپکایا اسی قدر لاہوت جادو کو بھی مرحمت ہوا چاہا شیشی کو جیب مین رکھین زیور نے کہا کیون حضور

لونڈیان محروم رہین گوشۂ باغ مین جو آپ کے عزیز کی قبر ہے رات کو سفید کپڑے پہنکر وہ پھرتے ہین مین ہمیشہ پھولون کی چادر چڑھاؤنگی پلکون سے جاروب کشی کرونگی اس تحفۂ نایاب سے محروم نفرمائیے شاہ جنات نے فرمایا اب تو فیض جاری کیا تم بھی محروم نہ رہو بہت خوش ہوگی تمھارا شوہر بہت خوش نیت ہے جی مین کہتا ہے اے لاہوت جادو میرا مسلمان ہونا اسپر روشن ہوگیا ایسا نہو افراسیاب کے سامنے کہہ بیٹھین غضب ہوجاے انکے سامنے تو کیا کہہ سکے گا لیکن بعد کو قیامت برپا کریگا ہاتھ باندھکر گڑگڑانے لگا کہا حضور پر سب حال روشن ہے زبان سے فرمایا کیا ضرور لونڈیون کو عطر مرحمت فرمائیے زوجہ میری ہر وقت باغ مین رہتی ہے قبر کی خدمتگذار رہیگی ایک مقبرہ بنوا دونگا نیت وغیر نیت کا کیا ذکر شاہ جنات نے شیشی عطر کی ہاتھ مین افراسیاب کے دی افراسیاب بہت اترایا کبھی ایسا عطر کاہیکو نگاہ سے گذرا تھا سب کے پہلے مہتر قران نے سونگھا ایک امر کا اور ذکر کرنا واجب و لازم ہے اتفاقات قضا و قدر سے اُسی طلسم ہوش رُبا مین بڑے کسی ساحر کو مہتر قران نے قتل کیا لشکر مہرخ پر شکست ہوچکی تھی جب وہ ساحر مارا گیا فتح حاصل ہوئی ملکہ مہرخ نے صحبت عیش آراستہ کی مہتر قران و جانسوز بن عمران و ضرغام شیردل و چالاک بن عمرو اُس جلسہ مین موجود ہین خواجہ عمرو بیرون بارگاہ تشریف رکھتے تھے بیان جوش نشے مین چالاک بلبلایا کہا اے ملکۂ عالم قبلہ و کعبہ کا نام ہوگیا جیسے مثل مشہور ہے اونچی دوکان پھیکا پکوان صاحبقران بر سر عقابین مقید تھے نجگ حرامزادے نے تارون سے دانت صاحبقران کے بند کروائے کہ آب و دانہ حلق سے نہ اُترے قبلہ و کعبہ روز عیاری کرکے بر سر عقابین پہونچے تھے چاہتے تھے کھانا کھلاؤن صاحبقران اشارے کرتے تھے قبلہ و کعبہ نہ سمجھے آخر تیسرے دن مین عیاری کرکے پہونچا خواجہ سے شرط کی جو صاحبقران کو کھانا کھلائے وہ کرسی ہدہدے مین نے تار کاٹ کے صاحبقران کو کھانا کھلایا رقعہ قبلہ و کعبہ سے لکھوا چکا تھا کھانا کھلاکے نکل گیا جب صاحبقران قید سے چھوٹے اور مین بھی ظاہر ہوا لشکر اسلام مین آیا مین نے وہ رقعہ روبروے صاحبقران پیش کیا امیر نے فرمایا اے چالاک اپنے بزرگ کا لحاظ کرو کرسی ہدہد نہ لو مین خاموش ہو رہا اس ہوش ربا مین جسدن سے آیا کیسی کیسی عیاریان کین زمین ہوش رُبا ہلا دی مثل ہمارا کون ہے ہر چند کہ مہتر قران نہایت صاحب ربط و ضبط ہین کبھی کوئی کلمہ غرور کا زبان سے نہین نکلتا لیکن اُسدن نشے مین بول اُٹھے اے چالاک جواستادکرتے ہین وہی عیاریان ہمسے بھی ہوتی ہین کیا ہم کسی بات مین پایہ کمی کا رکھتے ہین امتحان ہو تو احوال کھلے یہ باتین خواجہ عمرو نے جلوخانے سے سُنین چالاک کی بابت کا تو رنج نہین ہوا کہ یہ لونڈا سفلہ مزاج ہے اسی طرح بکا کرتا ہے مگر سنگ کلام مہتر قران سے دل پر چوٹ

بڑی خیال رہا کہ اس کا ییے کوسی مقام پہ چپٹ پٹ کرونگا بس پہلے عطر مہتر قران نے سونگھا دماغ مین بو پہونچی ساری بوے کبر و نخوت نکل گئی منکا ڈھلا چرخ آیا پہلے سب سے مہتر قران بیہوش ہوئے جس جس نے عطر سونگھا لڑکھڑایا اور گرا تمام اہل محفل برنسب فرش فرش عیاری خواجہ عمرو سے جنبش مین زمین و عرش اسوقت عمرو نے جوش مین آکر نعرہ کیا وجد مین آکر پکارا نعرۂ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہان گیر عالم کا عیار ہون

ڈرے مکر سے کانپتا ہے جہان
ذرا تیز رفتار ہوگر قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو

تراشندۂ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہان گرد طرار ہون

پہلے خواجہ عمرو نے سب سے مہتر قران کو ہوشیار کیا مہتر قران کی آنکھ کھلی آنکھین شہنشاہ جنات کو سر پر دیکھا اُٹھتے ہی ہاتھ جوڑنے لگا کہا اے شہنشاہ جنات مین نے آپ کے بھائی کو قتل نہین کیا عمرو نے کہا او کالیے منم ہزبر دشت طراری نہنگ بحر عیاری سر گروہ حران نظر کردۂ ہفت پیغمبران دیکھا تو نے عیاری اسکو کہتے ہین تو ہمارا ہم نبرد ہے دیکھ اب تاب رنگ رخ تیرا خوف سے زرد ہے مہتر قران قدمون سے لپٹ گیا کہا استاد یہ عیاری نہین کرامات ہے سبحان اللہ کیا بات ہے میرے کہنے کو معاف فرمائیے اُس دن نشے مین مُنھ سے نکل گیا اب کبھی ایسی خطا نہوگی مگر استاد برائے خدا یہ تو ارشاد فرمائیے دو صورتین آپ نے تبدیل کین اول سرہنگ کو ہی بنکر آئے آنکھ سے عیار پہچانا جاتا ہے حضور خوش چشم بنکر آئے اس صورت کی جودت ظاہر ہے ماشاء اللہ شیر کی نگاہ آنکھین رفتار، دیدۂ غزال ہین یہ کیا کمال ہین مین کیونکر پہچانتا مین کیا ہون فرشتہ کو دھوکا ہوتا ہے صرصر اتنی بڑی عیارہ خوف سے کانپ گئی افراسیاب کے جی چھوٹے اتنا بڑا ساحر زبردست ہاتھ جوڑنے لگا حضور نے آنکھین کیونکر بدلین عمرو نے کہا اے مہتر قران یہ عیاری دیکھنے کے لائق ہے ناظرین حد کرینگے دیکھ آنکھین شیشے کی چڑھائین اصلی آنکھین چھپائین یہ کہکر خواجہ عمرو نے شیشے کی آنکھین اُتارین مہتر قران وجد مین آکر گرد پھرنے لگا کہا استاد خدا آپ کو سلامت رکھے آپ کے نام سے عیاری کو اوج ہے لیکن اب ان سب صاحبون کو رہا کیجیے ایسا نہو افراسیاب ہوشیار ہو مین لاہوت جادو کو مطیع کر چکا ہون خواجہ عمرو نے اول لاہوت جادو کو ہوشیار کیا قران نے کہا اے لاہوت قدمون کو شہنشاہ اوج عیاری کے بوسہ دے اول سرہنگ کو ہی بنکر آئے مجھ سے لڑے تجھ سے لڑے بخدا مین نے نہین پہچانا بلا ذنبیل سے نکالکر چھوڑا گیا موزونی تھی مشہور رہی بلی و مار سیاہ کے بھیس مین جنات پردۂ دنیا مین آتے ہین بعد قتل گریہ شہنشاہ جن بنکر آئے کون پہچانے بچپن سے مین خدمت مین ہا

لیکن بخدا مین نے دھوکا کھایا لاہوت جادوگر و خواجہ پھرا عمرو نے کہا ای لاہوت جادو جلد سب کو رہا کرو ابھی صرصر بیہوش ہی لاہوت جادو نے کہا یہ باغ سحر میری زوجہ سے متعلق ہی جب تک وہ سحر نہ اُتاریگی بہار وغیرہ کو سحر نہ یاد آئیگا مین اسکو ہوشیار کرتا ہون آپ صفت پروردگار بیان کرکے اسکو راہ پر لائیے حقیقت مین افراسیاب اگر ہوشیار ہوا ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا بدون کوشش زیور باغ سے نکلنا دشوار یہ کہکر لاہوت نے اپنی زوجہ کو ہوشیار کیا زیور نے دیکھا شوہر میرا ہوشیار افراسیاب بیکار عمرو و مہتر قران سامنے نیمچہ پکڑے کھڑے ہین لاہوت جادو نے کہا ای زیور دیکھ قدرت پروردگار خواجہ عمرو نے کس دھوم سے عیاری کی کوئی نہ پہچان سکا افراسیاب کانپ گیا عطر سونگھا کے بیہوش کیا اطاعت دین اسلام قبول کرو خواجہ عمرو نے اوصاف رب اکبر مین چند فقرات دلچسپ بیان کیے تردید مذہب سامری و جمشید نہایت لطف سے ظاہر کی زیور نے لرزان و ترسان ہوکر کہا ای خواجہ شوہر نے میرے اطاعت کی مین بھی مطیع ہوئی دل و جان نام پر انکے نثار ہی لیکن جلدی کیجیے یہ کہکر زیور نے بہار وغیرہ کی زبان سے سوزن نکالا اسد غازی کی قید کاٹی ملکہ بران شمشیر زن نے کہا ای زیور ہمکو سحر نہین یاد آیا زیور نے کہا جب تک اس باغ سے نہ نکلیے گا سحر نہ یاد آئیگا یہ کہکر تخت سحر تیار کیا ساحران مذکور کو اسپر سوار کیا مہتر قران و لاہوت جادو کو پہلو مین بٹھایا خواجہ عمرو نے جو مہلت پائی صرصر اپنی معشوقہ کو دیکھا کہ چت بیہوش پڑی ہی دل بھر بھر آیا لپٹ گئے بوسے لینے لگے سینے پر ہاتھ رکھا پسینہ جو آیا صرصر بیدار ہوئی دیکھا عمرو مجکو لپٹا ہوا بوسے لے رہا ہی غصہ مین نیمچہ تھام کر اُٹھی کہا نگوڑے بوالہوس تیری شامتین آئین ہین عمرو ہاتھ باندھنے لگا کہا مین غلام ہون اپنی خوشی سے گلے مین ہاتھ ڈالدے ایک بوسہ لونگا عمر بھر احسان مانونگا دل پھڑک رہا ہی کلیجہ تڑپ رہا ہی راتین فراق کی اب نہین کٹتین حالی زار پر اپنے عاشق کے رحم کر کہان تک سرکشی کرے گی او ظالم سرکاٹ لے یا بر اُتر جا اب صبر و جبر دشوار ہی دل مثل ماہی بے آب بیقرار ہی ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان **نظم**

پھنسے نہ حلقۂ گیسو سے تابدار مین دل
نہ ایسا ہو کسی دشمن کا بھی کنار مین دل
ہمیشہ روزن سینہ سے کیون ہی چشم براہ
پروئے زلف مسلسل کے تار تار مین دل
برنگ غنچۂ پیکان و غنچۂ تصویر

بلا سے گر ہو نواکہ دہان یار مین دل
نکل نہ جائے دم اضطراب سینے سے
اگر نہین کسی مہوش کے انتظار مین دل
اُڑے گا مثل شرر ٹکڑے ہوکے سنگ مزار
نہ دیکھا نا شگفتہ کسی بہار مین دل

بغل مین جیسے مرا دل لعل کا دشمن ہی
برنگ شعلہ نہین آہ شعلہ بار مین دل
ترا سنگار بھی ہی وہ بلا کہ جلے گھر
رہا اگر یونہین گرم طپش مزار مین دل
داغ کے رنگ سے ظاہر ہی مانی اسرار

خوش اپنا کیونکہ ہوا اس نیلگون چھت مین دل	ہزار دشمن جان سے ہی ایک دوست برا	جو پوچھو کون ہی سمت مین کہون ہزار مین دل
نہوتین خلد مین حورین تو رہتا خلد مین کیون	لگے ہی صحبت خوبان گلعذار مین دل	یہ جسم زار ہی یا میرے پیرہن مین دل
گرہ ہی تار مین یا میرے جسم زار مین دل	اُٹھا تو لائے مجھے میرے ہمنشین آزردہ	رہیگا میرے عوض میرا کوے یار مین دل

عمرو نے جو یہ اشعار پڑھے صرصر جلبلی نیچے کھینچکر برس پڑی لیکن کہتی جاتی تھی نگوڑے کس قیامت کی عیار سی آنکھون کا دھوکا کھایا عمرو کہتا ہی مین کبھی تو نگاہ کا مارا ہون ارے ظالم ترچھی نگاہون کی برچھیان چل رہی ہین ابرو خدار شمشیر بران آنکھین چھریان کٹاریان نیچہ کا وار کر رہی ہین کس کس سے بچون زیور نے جو دیکھا کہ خواجہ عمرو صرصر سے لڑنے لگے عجز کر رہے ہین بیقرار ہوگئے آواز دی ای خواجہ تمنے یہ کیا کیا اگر ابھی افراسیاب جادو ہوشیار ہو باغ سے نکلنا دشوار ہو جلد آئیے تخت پر سوار ہو جیے آپ کو نکال لے چلون ایسا نہو کسی بلا مین پھنس جاؤن آپکے عشق و محبت نے مارا یا تو خواجہ جوش عشق مین صرصر کے وار روک رہے تھے زیور نے جو یہ پکار کر کہا جیسے کوئی سوتے سوتے ہوش مین آتا ہی خواجہ عمرو گھبرائے جست کر کے بھاگے کہا ای زیور خدا کے لیے مجھے بھی تخت پر سوار کر لے عمرو تو جست کر کے تخت پر آیا صرصر نے کہا بھلا نگوڑے کہان جاتا ہی بی زیور تم نے غضب کیا دشمنان شہنشاہ کو لیے جاتی ہو زیور نے بہ تعجیل تخت اُڑایا لیکن صرصر نے جھپٹ کے حباب دافع دارو بیہوشی مُنہ پر افراسیاب جادو کے مارا کہا شہنشاہ جلد اُٹھیے قیدی سب رہا ہوگئے زیور و لاہوت تمکو لیے جاتے ہین افراسیاب کی جو آنکھ کھلی اُٹھتے اُٹھتے یہی پکارا ای شہنشاہ جنات صاحب کشف و کرامات کیا عمدہ عطر سونگھا یا صرصر بیٹی چیخی کہا حضور دیکھیے تو زیور تخت اُڑائے ہوئے جاتی ہی اب جو افراسیاب نے سر اُٹھا یا دیکھا زیور و لاہوت سب کو تخت پر سوار کر چلے کسی قدر تخت بلند ہوا جب تو افراسیاب نے نعرہ کیا او نمک حرام کہان میرے قیدیون کو لیے جاتی ہی زیور نے کہا لو خواجہ غضب ہوا بہار وغیرہ ابھی تک بیکار ہین آگے بڑھ کے سب کا سحر اتارتی مین تنہا کیا کرون سوچی تھی یہان سے نکل جاؤنگی یہ باغ سحر بند کسی وقت کام آئیگا مگر افسوس اب بدون باغ کے مٹائے جان نہین بچتی ایک ایک گل بوٹہ یہان کا شعلۂ آتش ہی قصر ہاے عالی بزرگون نے بناے عجائب و غرائب سحر سے معمور کر دیے نعمت بزرگان کو مٹاتی ہون جان بچاتی ہون یہ کہکر بہت روئی افراسیاب نے چاہا سحر کر کے اُڑون ان سب کو پکڑ لون لیکن زیور نے ایک گولہ اُٹھایا اسپر اسم سحر پڑھا پیشانی پر نشتر مارا گولے کو خون سے رنگین کیا یا سامری کہکے پھینک مارا وہ گولہ جو پھٹا تمام قصر تھرائے ہر گل و غنچے سے شعلہ ہاے آتش نکلے نخل تھرائے طائر غل مچا کے افراسیاب پر گرے کل باغ کا اس خار صحراے سحر و افسونگری بہ ہجوم تھا زمین مین غار پڑ گئے آگ برسی شاخین بنکر گُرز مین قمریان کو کوبھولین آگ اُبلنے لگی نخل ہزار ہا بیخ سے اُکھڑ کر افراسیاب پر گرے اگر افراسیاب

بادشاہ طلسم ہوش ربا نہوتا جان بچنا دشوار تھا ہر استخوان سے آگ نکلتی شاخ تمنا جلتی لیکن افراسیاب نے صرصر کو چھاتی کے نیچے چھپایا اُن بلاؤن مین پہنسا کہ جان بچانا دشوار ہوا لیکن یاسا مری کہ کے نعرہ گیا تڑپا پھڑکا مثل شعلہ جوالہ باغ سے نکلا مگر لباس پارہ پارہ تاج پرزے پرزے صرصر صدمے سے بیہوش ہوگئی افراسیاب کو زیادہ یہی مشکل ہوا ایسا نہو صرصر کا کام تمام ہو ہزارون حربے سحر کے اوٹھائے صرصر کو چھاتی کے نیچے چھپایا پر پرواز پیدا کر کے اُڑایا سامری کہکے جو نعرہ کیا چند پتلے پیدا ہوے اُنھون نے آکر افراسیاب کو گھیر لیا آفت آسمانی سے بچایا تلوارین تیر وغیرہ اپنے جسم پر روکتے تھے لیکن شہنشاہ شہنشاہ کہکے افراسیاب کو بچاتے تھے کسی نے ہاتھ تھاما کوئی قدمون سے لپٹا اس مشکل مین افراسیاب کو بچایا لیکن طرف باغ سیب کے چلے ہرچند افراسیاب کو پتلون نے بچایا لیکن تمام جسم غربال شش در مضطر خاک اُڑاتا ہوا طرف باغ سیب کے چلا ادھر ملکہ زیور محمل نشین نے جوش محبت اسلام مین باغ کو مٹایا سب کو لے نکلی ایک پہاڑ پر جاکر ٹھہری ملکہ بہار وغیرہ کا سحر اُتارا اب یہ سب سردار بشوکت وسطوت طرف لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ کے جاتے ہین۔

اب دو کلمہ داستان لشکر ملکہ حیرت و مہرخ کے بیان ہوتے ہین

لاے خدا ہی اُس بت ظالم کو راہ پر
چھائی ہوئی ہے بے اثری روے آہ پر

جائیگی جان سرمۂ چشم سیاہ پر
رکھی ہے باڑھ یار نے تیغ نگاہ پر

ہے زاہدون کو فرد عبادت کی چشمداشت
میری نظر ہے اُسکے کرم کی نگاہ پر

کچھ اسکا اعتبار نہین بیوفا ہے یہ
نازان نہو جیو زن دنیا کی چاہ پر

ہنگام دید سامنے اس رشک ماہ کے
یوسف کبھی چڑھے نہ کسی کی نگاہ پر

پھر پیروی پہ اُسکی قدم مارنے لگے
طاؤس و کبک آئے ہین کچھ کچھ تو راہ پر

خواہان نقد ہوش ہین وہ وقت عرض حال
جرمانہ اُلٹے ہوتا ہے یان داد خواہ پر

کب دھوپ مین ہے بچہ رنگین کی رخ پہ آڑ
سورج لگی ہوئی ہے کبھی روے ماہ پر

صیدافگنی مین ایک ہے تو دور چشم بد
صدقے ہے مُرغ دل ترے تیر نگاہ پر

دیکھا جو پھر کے یار نے آنکھین جھپک گئین
بجلی کا شک ہوا مجھے اُسکی نگاہ پر

اس تیر کو خطا کبھی کرتے نہین سُنا
عاشق اثر ہے درد رسیدہ کی آہ پر

سمجھا کہ کیچلی مین ہے یہ سانپ مبتلا
افشان جو چھڑکی یار نے زلف سیاہ پر

دیکھا ہجوم خط جو زنخدان پہ یار کے
سمجھا سیاہ زنگ فروکش ہے چاہ پر

خال ذقن پہ دیکھا پسینہ تو شک ہوا
ہمت خدا کی دین ہی چاہے وہ دے جسے
دکھلائے سیر چشم فسونگر وہ طفل اگر
لازم ہی اپنے عیب و ہنر مین کرے تمیز
اس مشت خاک کو جو نہ بخشون تو کیا کرون
کامل کو عیب کون جہان مین لگا سکے
اے خضر مین وہ سالک صحرائے شوق ہون
داغ جگر پہ ڈالی نہ کس کس حسین نے آنکھ
یہ مبتلائے گردش بحر جہان ہی دل
آتا ہی اپنے سامنے اپنا کیا ہوا
تعریف غیر پر نہین کرتے کسی سے انس
صحبت تو ہو حسینون پہ وہ بھی مرین قلق

ہندو نہار ہا ہی دم صبح چاہ پر
موقوف ہی گدا پہ نہ کچھ بادشاہ پر
رقصان ہون پتلیان ابھی تار نگاہ پر
جائے بشر نہ دوستون کی واہ واہ پر
ہونگے یہ دستخط مری فرد گناہ پر
پڑتی نہین ہی ڈالنے سے خاک ماہ پر
لے آئے راہبر کو جو دم بھر مین راہ پر
درہم چڑھے ہوے ہین یہ سب کی نگاہ پر
گویا کہ ہون سوار جہاز تباہ پر
منھ پر پڑے الٹ کے اگر تھوکو ماہ پر
سودا خریدتے ہین ہم اپنی نگاہ پر
ہم وہ ہین خضر کو بھی جو لے آئین راہ پر

دربار مین ملکہ مہرخ کے ہر ایک کو انتشار خورد و کلان بیقرار ہر وقت یہی ذکر کہ بہار و باغبان وغیرہ روح روان لشکر بجستجوے اسد نامور گئے کوئی واپس نہین آیا ضرغام و قران نے بھی خبر نہ پہونچائی عیارون کا یہی کام ہی خبر اپنے سردارون کی پہونچاتے ہین یہ دونون صاحب جاکر بیٹھ رہے لیکن مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو نے ابتک ظاہر نہین ہونے دیا کہ بہار وغیرہ لشکر مین نہین ہین کنیز بہار کو بصورت بہار بنا کے بٹھال دیا ایک جوان کو بہ شکل باغبان جب ملکہ مہرخ نے بیقرار ہوکر کلمات حسرت آمیز کہے ملکہ مہ جبین الماس پوش برہم ہوئین فرمایا صاحبو اپنے آقا کی خبر لو آتنا مرف سُنا کہ خواجہ عمرو طرف طلسم صندل کے گئے ہین یہان حیرت جادو سے مقابلہ روز نئے نئے سوار آتے ہین ایک ایک ساحری زمان جمشید عہدم انکے سحر کو کون روکے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ دیدار اسد نامدار اب ہم زندگی مین نہ دیکھین گے حقیقت مین کوئی کسی کا نہین ہم دست و پا شکستہ سحر کے نام سے آگاہ نہین ہماری محبت و غیر محبت بالکل بیکار اگر جانتے ہوتے جانور بنکر جاتے اس سرو حدیقۂ خوبی کو دیکھ آتے ہمارا تڑپنا پھڑکنا بیکار بقول شاعر نظم

بلبل ہون صحن باغ سے دور اور شکستہ پر
پروانہ ہون چراغ سے دور اور شکستہ پر
کیا ڈھونڈھے دشت گمشدگی مین مجھے کہ ہی
عنقا مرے سراغ سے دور اور شکستہ پر

اس مُرغِ ناتوان پہ ہی حسرت جو رہ گیا	مرغان کوہ و راغ سے دور اور شکستہ پر
ساقی بطِ شراب ہی تجھ بن پڑی ہوئی	خُم سے الگ ایاغ سے دور اور شکستہ پر
خود اُڑ کے پہونچے نامہ جو ہو مرغ نامہ بر	اُس شوخ خوش دماغ سے دور اور شکستہ پر
کرتا ہی دل کا قصد کماندار تیرا تیر	پر ہو نشان داغ سے دور اور شکستہ پر
اے ذوق میرے طائرِ دل کو کہان فراغ	کوسون ہی وہ فراغ سے دور اور شکستہ پر

ملکہ مہ جبین جو بیقرار ہو کر رو رہی تھین چالاک نے عرض کی حضور قبلہ و کعبہ فرمائے گئے تھے کہ لشکر کی حفاظت کرنا اسواسطے غلام برائے تلاش نہین گیا ایسا نہو حیرت کو ثابت ہو جائے کہ بہار وغیرہ لشکر مین نہین ہین فوراً دھاوا کر دے قیامتین برپا کر دے مہتر قران بھی نہین ہین ضرغام والا مقام بھی گئے ملکہ مہ جبین نے کہا اے مہتر والا گہر کیا ہمکو نہین کہا جاتا ہی خبر انکی لینا واجب و لازم ہی کہ جو آوارہ دشت مصیبت سرگشتہ صحرائے صعوبت بدون حصول نشان مقام منزل مقصود آوارہ ہو کر نکل گئے تلاش لوح مین سرگردان اقلیم غیر نہ یارے و نہ مددگارے انکی جستجو ضرور ہی تامل کرنا سراسر قصور ہی ہمکو اگر کوئی قتل کرنے کا قصد بھی کرے گا بارہ چودہ لاکھ فوج ساتھ ہی یہ سب ہمکو بچائینگے سب سر فروش جان نثار مصروف سامان کارزار ہین تم جا کر اُنکی خبر لو ہمین خدا کے سپرد کرو ہمارے مرنے سے کچھ نقصان نہوگا اگر خدا نخواستہ اُس شیرِ بیشۂ جرأت پر کچھ افتاد پڑی ہم سب بیکار ہین کون طلسم کشائی کرے گا انکی حسرت پر رونے کا مقام ہی اپنے والدین سے جدا کیے تنہا کوہ عقیق یہان سے بعد مشرقین کیونکر دل تھین ہو کون اُنکے نانا جان کو خبر پہونچائیگا کون اُنکی مدد کو آئیگا چالاک نے عرض کی بہت درست ارشاد ہوا غلام فوراً جاتا ہی یہ کہکر چالاک نے بانہائے عیاری ذات پر آراستہ کیے جانسوز و برق کو بلایا کہا بھائیو مین برائے خبر اسد نامور جاتا ہون لشکر سے ہوشیار رہنا بہار وغیرہ کا حال نہ کھلنے پائے برق نے کہا انشاء اللہ جہانتک ہو سکے گا پردہ پوشی کیجائیگی چالاک تو اسیوقت روانہ ہوا برق برائے خبر طرف بارگاہ ملکہ حیرت کے چلا لیکن چالاک مثل باد صرصر اڑا ہوا آتا ہی حیران پریشان کہ بے نشان کہان جاؤن اسد نامور کی خبر کس سے پوچھون حقیقت مین بیقراری ملکہ مہ جبین کی بجا ہے ہی عرصہ دراز سے کوئی ملیٹ کے نہ آیا اگر بصورت فتح و ظفر ہوتی نامہ دار تو آتا ایسے قبلہ و کعبہ نادان نہ تھے کہ لشکر کے حال سے غافل ہو جاتے فوراً تشریف لاتے لیکن خدا انجام بخیر کرے اسد نامدار لوح لے کر آتے دل سے باتین کر رہا ہی کہ سامنے سے گرد عظیم بلند ہوئی چالاک مخفی ہوا سوچنے لگا کوئی ساحر آتا ہی خدا خیر کرے دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا آگے دو نشانہ علم نشان دس ہزار سوار کا بھیر ہر دن پہ تعریف لات و مناۃ مرقوم ایک ساحر غدار تاجدار تخت زرین پر

سوار گرد مصاحبان نامدار ہاتھ مین حربہ ہاے سحر لیے ہوے پشت پر دس ہزار ساحر ایک ایک علم افسونگری سے ماہر اٹالہ بارگاہ کا لدا ہوا اترد ران آتش فشان کی پشت پر وہ بادشاہ صحراے سبزہ زار دیکھکر اسی مقام بر اترا حکم دیا بارگاہ استادہ ہو ساحرون نے کمر کھولی بارگاہین خیمے استادہ ہوئے وہ ساحر داخل بارگاہ ہوا چالاک کو فکر ہوئی شاید یہ ساحر ہمارے لشکر کے مقابلے کو جاتا ہی ساحر بڑے بڑے زبردست ہین کیونکر حال مفصل دریافت کرون اس سوچ مین بیٹھا تھا خیال مین گذرا صبا رفتار بنکر چلون سب حال کھلجائیگا یہین اسکی گردن لو آگے نہ بڑھنے دو نہین معلوم وہان جاکر کیا قیامتین برپا کریگا لشکر سرداران ظفر اثر سے خالی ہی یہ سوچکر رنگ و روغن عیاری نکالکر صبا رفتار کی صورت بنکر تیار ہوا جھاڑی سے نکلا لشکر کیطرف سے منہ پھیرکے طرف صحرا کے چلا صبا رفتار کو سب خوب پہچانتے ہین دو چار نے کہا دیکھو ملکہ صبا رفتار جاتی ہین کمیدان نے جو دور سے دیکھا صبا رفتار طرار فرا نیمچہ کمر مین لگا ہوا زلفین چہرے پر بل کر رہی ہین معلوم ہوتا ہی ناگنیان من کو ڈستی ہین آنکھین قتل عاشق پر کمر کستی ہین کمیدان اپنے مقام سے اٹھا آواز دی اے ملکہ صبا رفتار رای شاہد ماہ رخسار کہان جاتی ہو یہان تشریف لاؤ ہمارے شہنشاہ سرخیل جادو براے قتل مسلمانان چلے ہین نہین معلوم ملکہ حیرت جادو کو ہمارے شہنشاہ کی خبر پہونچی یا نہین پہونچی چالاک فوراً پلٹ پڑا ہی تو مطلب کی تھا مسکرا کر کہا کمیدان صاحب مزاج تو اچھا ہی تم نے ہمکو پہچانا تم چاہ زہرد کے میلے مین آئے تھے بڑے بیمروت ہو اب جو دیکھا پکارتے ہو کبھی ٹوٹے ہاتھون سے نامہ بھی نہ لکھا کمیدان مرگیا ان باتون سے بےخبر فوج ہو اسمجھا یہ مجھپر مرتی ہین استقبال کو بڑھے جاتا ہاتھ تھام لین چالاک نے ہاتھ بڑھا کے پٹ پکڑ لیے کہا نگوڑے کچھ دیوانہ ہوا ہی مین ایسے نالائق سے بات نہین کرتی یہ کہکے ایک طمانچہ بھی مارا کمیدان گال سہلا کے رہ گیا چالاک نے کہا جا نگوڑے سرخیل جادو اپنے باپ کو خبر کر پلٹ کر تیرے خیمہ مین چلین گے کمیدان خوشی خوشی دوڑے سرخیل جادو سے خبر کی اسنے حکم دیا بلالو چالاک بصورت صبا رفتار اندر آیا سرخیل جادو کو سلام کیا تنکر سامنے کھڑا ہوا کہا اے شہنشاہ ساحران کہان سے تشریف لائے ہو کیا قصد ہی سرخیل نے کہا نامۂ شہنشاہ طلسم ہوش ربا ہمارے پاس پہونچا تھا کہ سامان لشکر کشی ہی بہین براے شکار صحرا مین آیا تھا یہی فوج ذلیل ہمراہ لیکر چل نکلا کہو لشکر حیرت مین خیر و عافیت تو ہی جاتے ہی منظور ہی کہ سب سردارون کو گرفتار کرکے ملکہ کے حوالے کرون چالاک نے کہا بہت مناسب ہی آپکے تو بڑے اشتیاق ہین ملکہ عالم تو روز آپکا ذکر کرتی ہین سرخیل یہ سنکر بہت خوش ہوا کہا ملکہ صبا رفتار سچ کہو چالاک نے مسکرا کے سر جھکا لیا کہا میان سرخیل میری جوتی جانے مین گھر گھر پوچھتی پھرتی ہون مجھ سے ایسی باتین نہ پوچھیے یہ کہکے جو شرما کے سر جھکا لیا سرخیل مرگیا سوچا یہ مجکو چاہتی ہی کہا آؤ ملکہ بیٹھو صبح کو ہمارے ساتھ چلنا چالاک نے

کہا نوج مین تمھارے لشکر مین رہون صورت تو دیکھو نگوڑے خونی جنونی آنکھون مین کھائے جاتا ہی مین نوج آئی ہوتی اب تو مجھے اور باتون کا ڈر پیدا ہوا دیکھو میرا کلیجہ دھڑکنے لگا تجکو میرے سر کی قسم میرے کلیجہ پر ہاتھ رکھ کے دیکھو سرخیل نے جو ہاتھ بڑھایا سینہ پر ہاتھ رکھ لیا اور زور سے چٹکی لی کہا تیرے ہاتھ رکھنے والے کے ہاتھ کٹین ان ہاتھون مین کوڑھ ٹپکے مین دیکھون تو مسلمانون کے ہاتھ آجائے ہیہات کیھکے مرے کوئی دستگیری نہ کرے نگوڑے نے کس زور سے ہاتھ رکھدیا میرے سینہ پر نیل پڑ گیا اس طرح جو چالاک نے باتین کی سرخیل کے ہوش اُڑ گئے جی مین کہتا ہی ایسی معشوقہ طرحدار طرار فراصاحب اختیار کسے ملتی ہی اے سرخیل تیرا اقبال ہی آج رات کو فرشتے اُڑا دُ زبردستی ہاتھ تھام کے کرسی پر بٹھایا چالاک نے کہا اچھا مین بیٹھی ہون دیکھون تو میرا کیا کروگے کیا کسی کو کھا جاؤگے مین آج صبح کو ادھر ناحق آئی مین کیا جانتی تھی ایسے نگوڑے بدمعاش کا سامنا ہوگا تمتو میرے گلے کا ہار بنگئے سرخیل ان باتون پر بیتاب بقرار ہوا بیٹھ کا جاتا ہی باتون باتون مین چھیڑتا ہی چالاک نے کہا دیکھو صاحب مجھ سے نہ بولو مجھے نہ چھیڑو مین لوٹ جاؤنگی ہزارون صلواتین سُناؤنگی سب سردار باتون پر صبا رفتار کے دنگ ہوگئے اپنے افسر کو اشارے کرتے ہین حضور آپ بڑے خوش نصیب ہین کیا رنڈی فریدار ملی ہی معشوق عاشق خصال خورشید جمال معشوقون مین سرفراز شعبدہ باز خوشخو یاسمن بو نازک بدن رشک گلشن سرخیل موچھون پر تاؤ پھیر رہا ہی کہتا ہی ہمنے جب تنکا رکیا ایسا ہی طائر پھنسایا میان یہ تو مال کھلائیگی افراسیاب کا گھر کاٹیگی زنانے محلات مین جاتی ہی صندوقچے جواہرات کے اُٹھا لائیگی سردار کہتے ہین بہت بجا ارشاد ہوا کیا معشوقہ دستیاب ہوئی سرخیل مبہوت بیٹھا ہی جب شام ہونے لگی چالاک اُٹھا کہا لو صاحب جاتے ہین اب رات ہوا چاہتی ہی رات کو کہین رہنا اچھا نہین ہزار باتون کا ڈر ہی تم ایسے پاجیون کے خیمے مین ہم نہ رہینگے دن ہی کو ٹوٹے پڑتے ہو رات کو مجھپر حملہ کر بیٹھو تو مین کیا کرون سویا موا برابر ہوتا ہی سرخیل نے کہا نہین بی بی بیٹھو ہم تمھارے لیے الگ بارگاہ استادہ کرادین تمکو کسی طرح کی تکلیف نہوگی صبا رفتار نے کہا قسم کھاؤ تو مین ٹھہرون سرخیل نے کہا لمگ لات ومنات کی قسم تم سے کوئی نہ بولیگا چالاک نے کہا دیکھو نگوڑا کتنا چالاک ہی منہ مین تنکا رکھکر قسم کھاتا ہی رنڈیون کو مان بہن بناتا ہی ایسون کی بات کا کیا اعتبار نگوڑے مکار غدار اپنی جوانی کی قسم کھاؤ تو مجکو اعتبار آوے سرخیل نے کہا اچھا ہان ہان کہکے انگلی دانتون کے نیچے دبائی کہا بس بس مجھے یقین آیا جوانی کی قسم نہ کھا تیری جوانی تجھے مبارک رہے سرخیل نے کہا ملکہ چلو تخلیہ مین تم سے کچھ باتین کرینگے حال مسلمانان کا پوچھینگے صبا رفتار اُٹھ کھڑی ہوئی کہا چلو دیکھون کیا کہتے ہو میان سرخیل مین ڈرتی نہین تم داڑھی موچھون والے ہو لیکن مین تمکو کچھ بھی نہین سمجھتی ہون اور طرح سے ہاتھ

لگاؤ تو مارے نیمچون کے ہاتھ پیر کاٹ کے ڈالدون سرخیل ہنستا ہوا اندر خیمے کے آیا کہا ملکہ مسند پر بیٹھو ایک دو جام شراب پیو صبا رفتار نے کہا دیکھ تو نے جھگڑا نکالا آخر وہی چال چلا مین جانتی ہون نگوڑے مردوے ہاتھ پکڑتے پہونچا پکڑتے ہین ہتھ پھیری کر لیتے ہین مین تیرے بھرّون مین نہ آؤنگی سرخیل پر ان باتون کی چھریان چل رہی ہین آخر باتین کرتے کرتے چالاک نے گلابی کھینچی کہا لو شہنشاہ جو تمھاری خوشی اور یہ شعار پڑھے نظم

کرے ہی شرع کا پاس تا سحرام شراب	حرام ہی نہین لیکن نہ اب حرام شراب	یہ ایسا ماہ مبارک یہ ایسا کار سعید
شروع دیکھئے کیجیے سہ صبا م شراب	عوض ہی نشہ دنیا کا ذوق عقبے پر	دوام کہتی ہی اس میکدے مین ادم شراب

سرخیل تو مبہوت ہو رہا تھا بدون رد و قدح جام لے لیا پی گیا چالاک نے مسکرا کر کہا زہر مار زہر مار سرخیل پی گیا پیتے ہی گھبرا یا کہا ملکہ کلیجے مین شعلے بھڑکنے لگے چالاک نے کہا تماش بینی کا یہی انجام ہی یہ جام زہر تھا کلیجہ کٹ کے نکل پڑیگا سرخیل گھبرا کے اٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرا چالاک نے نعرہ کیا نیمچہ پکڑ کے جھپٹا قصد ہوا سر کاٹ لون پھر سوچا دس ہزار ساحران نمدار گرد اترے ہین بعد مرنے کے اسکے ہنگامہ ہوگا صدائے گیر و بگیر بلند ہوگی سب بیچیا زندہ نجانے دینگے یہ سوچکر رکا پھر خیال مین آیا اے چالاک کیون رکتا ہی اندھیرے مین نکلجانا تیرا کوئی کیا کر سکے گا خوف کیا قبلہ و کعبہ کا قول ہی جب دشمن قبضے مین آئے اسکا چھوڑنا کیا جو ہونا ہی وہ ہوگا نیمچہ میان سے کھینچا چاہا سر کاٹ لون یکایک زمین تھرائی دھوان نکلا چالاک ارے کہکے پیچھے ہٹا پانون ایک ایک سومن کا ہوگیا زمین شق ہوئی ایک ساحرہ نے سر نکالا تڑپ کے نکلی ایک دو تھڑ زمین پر مارا چالاک بشکل صبا رفتار لڑکھڑا کر گرا اس جادوگرنی نے آواز دی منم ملکہ سہیل جادو غضب کیا تھا میرے شوہر کو قتل کیا ہوتا چالاک ہان ہان کرنے لگا کہا اے ملکہ عالم مین ہون عیار بچی شہنشاہ کی ملکہ صبا رفتار کمند انداز زبردستی میری آبرو لیتے تھے شراب پی گر پڑے مین نے نیمچہ کھینچا کہ اپنا گلا کاٹ لون اس کہنے پر سہیل رکی مگر سحر نہ اتارا شوہر کو ہوشیار کیا سرخیل کی آنکھ کھلی زوجہ کو قریب پایا صبا رفتار کے پانون زمین تھامے ہی سہیل نے کہا صاحب یہ کیا معرکہ ہوا تمھارا ہرجائی پن نہین جاتا مین نے اسی واسطے سحر تیار کر رکھا تھا کہ جب تمپر کوئی مصیبت ہو مجکو خبر ہو جائے باغ مین بیٹھی تھی بیر نے تدبیر بتائی کہ شوہر کو تمھارے ایک عیار قتل کیا چاہتا ہی مثل برق تڑپ کر پہونچی یہان صبا رفتار کو دیکھا ہوا کا سامنا ہوا کیون زبردستی کسی کی آبرو لیتے ہو سرخیل نے شرما کے سر جھکا یا چالاک نے کہا مجبور رہا کیجیے مین اب کبھی آپ کے لشکر مین نہ آؤنگی مگر جو ہو امصاحب سرخیل کے اندر چلے آئے یہ ہنگامہ دیکھا ایک نے کہا حضور ابھی نہ رہا کیجیے گا عیاران اسلام اسی طرح صورتین بدلکر آتے ہین ہزارون ساحر اسی دھوکے مین مارا گیا گرم پانی سے منھ دھولائیے اگر اصل مین صبا رفتار ہی یہ صورت قائم رہیگی ورنہ روغن اڑ جائیگا چالاک چیختا ہی پیٹتا ہی دیکھو ملکہ سہیل

تجھپر کوئی پانی نڈالے میرا دھرم ناس نہ کرے مین اپنی جان دیدونگی لیکن کون سنتا ہی ایک جادوگر نے بڑھکر گرم پانی سے مُنھ دھلا دیا رنگ روغن عیاری کا اُڑگیا اب توسب نے بخوبی پہچانا غلغلہ ہوا عیار نامور فرزند خواجہ عمرو ہی اب تو مشکین باندھین سہیل پیٹنے لگی کہا کیون صاحب جو مین حفاظت نہ کرتی یہ موا ساربان زادے کا چھوکرا قتل کرچکا تھا ہی ہی میرا راج سہاگ لٹ جاتا ساحری جمشید نے اپنا فضل شریک حال کیا اب رونا کیا ضرور ہی سرخیل نے کہا مین ابھی اسکو قتل کرتا ہون سب عیارون کی میرے ہاتھ سے قضا ہی اب تو مین ہوشیار ہو گیا مشہور تھا کہ عیارون پر کوئی دست انداز نہین ہو سکتا ساحری جمشید نے اسکو گرفتار کرایا یہ کہکر حکم دیا جلد میدان خونی کی تیاری کرو جلاد حاضر ہون اب کشان کشان چالاک کو لے کر سرخیل و سہیل بیرون بارگاہ آئے یہ حال حسرت مآل سُنکر سب جادوگر دوڑے آکے دیکھا زن وشوہر غصے مین کانپ رہے ہین ایک عیار دُبلا پتلا حقیر ذلیل مشکین بندھی ہوئین ہوش سب کے اُڑگئے کہ یار وا جبھی طرح اُترنے نہین پائے عیار پہونچ گیا وہ جو کمیدان صاحب پہلے عاشق ہوے تھے سردارون سے کہ رہے ہین کہ پہلے صورت دیکھکر مین مائل ہوا تھا پونے دوسو خداوندون نے بچا لیا ایسی کمبخت نے صورت زیبا بنائی تھی کہ نظارۂ جمال سے دل بیقرار ہوتا ہی کوئی کیونکر پہچانے لیکن زوجۂ شہنشاہ نے بڑا کام کیا خوب اپنے شوہر کو بچایا ورنہ خاتمہ تھا یہان تو یہ ہنگامہ جلاد طلب ہو رہے ہین چالاک سر جھکائے بیٹھا ہی لیکن مہتر برق فرنگی بعد چالاک کے بیقرار ہوکے نکلا کہ دیکھون مرشدزادے کہان گئے اس صحرا مین آکے پہونچا دور سے دیکھا ہزارون ساحر جمع ہین ایک گنوار کی شکل بنکے قریب آیا مرشدزادے کو زیر تیغ پایا دس ہزار ساحر گولے ترنج نارنج لیے کھڑے ہین زن وشوہر غصے مین کھڑے کانپ رہے ہین برق نے حال مفصل دریافت کیا تڑپ گیا سوچا کہ اسوقت ای برق فرنگی کیا تدبیر کرون کیونکر مرشدزادے کو بچاؤن اگر یہ قتل ہوگئے اُستاد کا بازو ٹوٹ جائیگا کنارے آکے سوچنے لگا آخر ایک بات ذہن مین آئی بہ تعجیل تمام ایک ساحر غدار کی شکل بنکر تیار ہوا نامہ مُہر سے افراسیاب کی بنایا موم کے سانپ بناکے بالون مین لپیٹے یہان ہنگامہ ہی جلاد سر پر چالاک کے آچکا سرخیل نے ایک حکم دیا دوسرا حکم دیا چاہتا ہی کہ پہلو سے آواز آئی اے سرخیل خبردار کیا کرتا ہی منم اشرار جادو فرستادۂ شہنشاہ ہوش رُبا اگر ایک موے جسم عیار کا کم ہوگیا ایک زندہ نہ بچیگا سرخیل وسہیل نے پلٹ کے دیکھا ایک ساحر غدار بلاے روزگار دریاے اشیاے سحر مین غوطہ مارے ہوے فرمان شہنشاہ ہاتھ مین غصہ بات بات مین مثل برق جہندہ ہُو ہُو کرتا ہوا پہونچا جلاد کو ایک لات ماری جلاد منہ کے بھل زمین پر گرا نامہ بڑھکر ہاتھ مین سرخیل کے دیا کہا او مغرور نہایت

شہنشاہ کو تو نے بیچین کیا بابدولت کو بہت تکلیف ہوئی تین سو کوس کا راستہ پانچ منٹ مین طے کرنا پڑا کیا تو نے شہنشاہ کو مجبور و ناچار سمجھا وہ یہ تین روپیہ کے پیادے کے قتل پر قادر نہین ہین تو گرفتار کرتے ہی آمادۂ قتل ہوا دیکھ تو اسمین کیا ترقیم فرماتے ہین اس طرح برق فرنگی نے کلام کیا زن و شوہر گھبرا گئے نامے کو لیکر سرخیل نے سر پر رکھ لیا بوسہ دیا سرنامہ پر مُہر شہنشاہ پائی نامے کو کھولا لکھا تھا ای سرخیل و سہیل بابدولت کو دریافت ہوا کہ تمنے چالاک بن عمرو کو گرفتار کیا اسواسطے اپنے معتبر اشرار جادو کو روانہ کیا جلد اسکی معرفت قید چالاک بھیجدو خبردار تامل نہ کرنا خداوند فرما چکے ہین جو انکو قتل کریگا اُسکی قوم کو برباد کر دینگے یہ خداوند کے پیارے بندے ہین زن و شوہر دونون کانپ گئے کہا ای اشرار جادو ہمین کیا عذر ہی لیجائیے اشرار نے کہا اپنا سحر اُتار و ہم اپنا سحر قائم کرین سہیل جادو کا سحر چالاک پر تھا سہیل بڑھی کہ مین سحر اُتارون قضائے کار صبا رفتار کمند انداز اُڑی ہوئی آتی تھی اُسنے جو دور سے لشکر ساحران دیکھا بلا تکلف چلی آئی اُسنے دیکھا میان برق فرنگی ایک جادوگر بنے کھڑے ہین نامہ شہنشاہ کا پڑھا جاتا ہی وہین سے صبا رفتار نے آواز دی ای سرخیل خبردار چالاک کو رہا نہ کرنا یہ جو جادوگر ہی شاگرد رشید خواجہ عمرو برق فرنگی ارے اسکو بھی لینا برق جو پلٹا صبا رفتار کو دیکھا پکارتی ہوئی آتی ہی سہیل رُک گئی لیکن سرخیل سے برق نے کہا لے دوسرا عیار بشکل صبا رفتار آپہونچا ای سرخیل لینا خبردار یہ جانے نہ پاوے مکار کا کلیجہ تو دیکھو سرخیل نے پلٹکر ایک دو ہتھڑ مارا صبا رفتار مُنھ کے بل زمین مین گری سرخیل دوڑا صبا رفتار چیخی ارے او سرخیل کیا کرتا ہی مین کنیز شہنشاہ ہون برق فرنگی تو کہتا ہی یہ عیار لشکر اسلام ہی اسی سرخیل مجکو نہ گرفتار کر نہین پچھتائیگا اشرار کہتا ہی کہ یہ ہرگز جانے نپاوے تجکو مارنے اور اپنے بھائی کو رہا کرنے آیا تھا سرخیل گھبرایا مین کیا کرون آخر گھبراکر صبا رفتار نے کہا او سرخیل ارے کمبخت مین عورت ہون یہ مجکو عیار تبلاتا ہی اپنی زوجہ سے کہ میرے قریب آئے پائجامہ اُتار کر دیکھ لے مرد و عورت کی شناخت ہو جائیگی یہ سُنکر سہیل بڑھی اب برق فرنگی گھبرایا کہا ملکہ سنو تو مین تمسے مفصل حال کہون ابھی سمجھ جاؤگی سہیل طرف اشرار نقلی کے بڑھی سر جھکایا کہا میان اشرار جادو بیان کرو جیسے ہی سہیل نے سر جھکایا برق فرنگی نے جان دیکے کوکھ پر سہیل کے خنجر مارا سہیل تڑپکر گری اندھیرا ہوا برق فرنگی نے آواز دی بھائی چالاک بھاگو اسی کے سحر مین چالاک مبتلا تھا مرتے ہی سہیل کے چالاک چھوٹا چالاک بھی ایک جادوگر کو مار کر بھاگا سرخیل بدحواس ادھر سے تو آواز آئی نعرہ برق فرنگی

	منم یکہ لیکن گران بر ہزار		منم برق رفتار و خنجر گذار	

دوسرے پہلو سے آواز آئی نعرۂ چالاک

بہ عیاری منم آں چست و چالاک — بچشم دشمن اندازم کف خاک
نہ آید باد گرد تیز گامم — خلیفہ اولم چالاک نامم

اندھیرے مین دونون عیار نعرے کرتے ہوئے بھاگے برق فرنگی تو بڑا شوخ فراج ہی چلتے چلتے صبا رفتا
کے بھی ایک دھول ماردی کہا کیون خلیفائن پھر کبھی عیاری کرنے آؤگی مگر تم بچیا ہو جوتیان کھاتی ہو
پھر آتی ہو خلیفہ مہتر قران کا پاس نہوتا تو ذراسی ناک کاٹ لیتا شکوکان ہو جاتے بہت ہلکان کرتی ہو
مگر بیغیرت کی ناک کٹے گی اور سوا ہاتھ بڑھجاویگی صبا رفتار نے غل مچایا ارے لینا نگوڑا مجھے دھولین
مارتا ہی سرخیل ڈرنے سے جورد کے بدحواس ہوگیا سر پٹپنے لگا چیختا ہی ہی ہی میری جورد کو مار ڈالا اب
کون میرے ناز اٹھائیگا پہلو مین سلائیگا مثل مان کے مہربان تھی کبھیان جھلکر کھانا کھلاتی تھی جاڑے
مین قوت باہ کی گولیان بناتی تھی اب شفقت سے کون سر پر ہاتھ رکھے گا گھر میرا برباد ہوا ای بی بی کچھ
جواب تو دو سامری جمشید کی خدائی مین آگ لگے تمھاری جوانی پر رحم نہ آیا تمھاری وضع داری کو یاد
کرون کس بات پر فریاد کرون سیکڑون آشنا کیے کبھی مجھپر ظاہر نہوا میری دلدہی سے ہاتھ نہ اٹھایا گھر مین
چار جگہ پردے پڑے رہتے تھے ہم جاے فراق نہ سہتے تھے ایسی بی بی مہربان کہان پاؤنگا کھلی ہوئی بات
ہی اورون سے سر ڈھکوایا نام میرا کیا میری مردانگی مشہور کرتی تھین میرے نام پر مرتی تھین عورتون مین
بیٹھکر کہتی تھین میرا شوہر بڑا تماش بین ہی جب کسی غیر کو بلایا مجھ سے کہدیا میری خالہ کا بیٹا آیا ہی پردہ مین سب
کچھ کیا کسی پر حال روشن نہ کیا تمام سردار دوڑے بغلون مین ہاتھ دیکر سنبھالا عیار تو نکل گئے صبا رفتار
کو قید سے رہا کیا سرخیل نے کہا ای صبا رفتار مین اپنی جان دونگا ابھی لشکر مسلمانان پر جاتا ہون
جورد کے خون کے بدلے مین اگر کل مسلمانون کو نہ مارا تو نام اپنا سرخیل جادو نہ پایا تم جاکر ملکہ حیرت کو خبر
کرو ہر چند صبا رفتار نے سمجھایا ای سرخیل جادو صبر کرو ملکہ حیرت کی خدمت میں چلو جیسا حکم دین ویسا
بجالانا سرخیل جادو نے کہا مین نہ مانونگا اسی وقت ارتھی بنائی لاشہ سہیل جادو کا جلوایا خود ہی
جورد کا سر پچھاڑا داڑھی موچھین منڈوائین کہا صاحبو سواے میرے کریا کرم کون کرے روتا ہوا پٹھا پشت اژدر
پر سوار ہوا نفیر سحر بجائی کل لشکر تیار ہوا بقہر و غضب تمام طرف لشکر اسلام کے چلا صبا رفتار بھاگی کہ مین
جاکر ملکہ حیرت کو خبر کرون برق و چالاک ایک جھاڑی مین چھپے دیکھ رہے تھے جب لشکر سرخیل
لیکر چلا یہ دونون بھاگے ملکہ مہرخ کو جاکر آگاہ کرین لیکن بدحواس چالاک سے برق فرنگی نے
کہا ای مہتر والاگہر بڑا غضب ہوا سردار باغبان و بہار وغیرہ لشکر مین نہین ہین یہ ملعون جاکر گریگا

کون اسکے بار کو سنبھالے گا خدا خیر کرے چالاک نے کہا حقیقت مین بڑی خرابی ہی یہان دربار مین ملکہ
مہ جبین الماس پوش نے تخت شہنشاہی پر جلوہ فرمایا کہ برق و چالاک پہونچے بعد دعا و ثنا کے
عرض کی ای ملکہ عالم جلد لشکر تیار کرائیے سرخیل جادو فوج ساحران لیکر آتا ہی زوجہ اُسکی ہمارے ہاتھ
سے قتل ہوئی بیچاکو بڑا غصہ ہی یہ سنتے ہی ملکہ مہرخ اُٹھین قصد ہوا لشکر کو تیار کرائین کہ ابر تیرہ و تار
سامنے سے اُٹھا اُس ابر مین رعد کی گرج برق کی تڑپ مثل دل کافران سیاہ ابر ہیبتناک اس ابر مین سے
آواز آئی با شیدای مسلمانان میری جورو کو عیارون نے قتل کیا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے ابر برسا یا
خود جوش مین آکر گرا غفلت مین لشکر اسلام تباہ ہونے لگا جسپر قطرہ پانی کا پڑا جلکر رہ گیا صبا رفتار نے
جاکر ملکہ حیرت کو خبر دی عرض کی ای حضور سرخیل لشکر اسلام پر جا پڑا جورو کو اُسکی برق و چالاک نے
ملکر قتل کیا اُسی غصہ مین سرخیل کو تاب نہ آئی دیکھیے دونون لشکر ملگئے حیرت جادو گھبراکر باہر نکلی دیکھا
ہنگامہ سحر برپا ہی سرخیل نے ہزارہا مسلمانون کو قتل کیا حیرت جادو نے شمیمہ نقب زن کو حکم دیا کہ جاکر
سرخیل جادو کو پھیر لاؤ کہنا بدون حکم افراسیاب یہان پتا نہین ہلتا تمنے غضب کیا ہم سے بھی نہ پوچھا
اب طبل بازگشت بجواکر پلٹ آؤ ہم تمھارے نام پر انتظام سے طبل جنگی بجوائینگے شمیمہ نقب زن دبتی
اُٹھتی بیٹھتی اسوقت قریب لشکر اسلام پہونچی کہ اب مہرخ بھی سنبھلی ہی ملکہ مہ جبین تخت پر ملکہ
سرخ موے کاکل کشا و ملکہ ہلال سحر افگن وغیرہ تخت ملکہ مہ جبین کو گھیرے ہوے لشکر سرخیل سے
لڑرہی ہین لیکن واضح ہو کہ بہار و باغبان و برق لامع و رعد و برق یہ سردار براے مدد اسد
نامدار گئے ہین چالاک نے اور ساحرون کو انکی صورت بناکر دربار مین بٹھلایا یہ ہنگامہ جو برپا ہوا
وہ بیچارے لونڈی غلام مثل باغبان و بہار کیا لڑسکتے تھے یہ ہنگامہ جو ہوا اسی صورت پر نکل آئے
موافق اپنی حقیقت کے سحر کرنے لگے دور سے سرخیل جادو نے جو بہار کو لڑتے دیکھا گولہ مارا وہ کنیز کیا
روک سکتی تھی گولہ سر پر پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوے ملازم باغبان بشکل باغبان لڑنے لگے وہ ہاتھ
سے سرخیل کے مارے گئے جب مرکر گرے صورتین تبدیل ہوگئین شمیمہ نقب زن نے جو دور سے یہ معرکہ
دیکھا سمجھی یہ عیارون کی کارسازیان مکارون کی شعبدہ بازیان تھین معلوم ہوا بہار و باغبان لشکر
مین نہین ہین پلٹ کے ملکہ حیرت کو خبر دی حضور عیاران اسلام بڑے کام کرتے ہین عرصہ سے بہار و
باغبان وغیرہ لشکر مین نہین ہین عیارون نے لونڈی غلامون کو اُنکی صورت بنایا تھا وہ سب
اسوقت ہاتھ سے سرخیل جادو کے مارے گئے لیکن آوازین نہین آئین سرخیل نے قیامت برپا کردی
اگر آپ بھی جا پڑین آج ہی لڑائی فتح ہوجائیگی فوج مہرخ کا ٹھہرنا دشوار ہی یہ سنکر حیرت جادو

سوار ہوئی نفیر سحر بجی ایک جانب سے مصور جادو ملکہ صورت نگار رومانی و بہزاد و قلم کش و ملکہ یاقوت و زمرد تمام سرداران حیرت سوار ہوے بارہ لاکھ ساحرون سے حیرت جادو بہ کر و فر چلی یہان ملکہ مہرخ نے لڑ بھڑ کر لڑائی کو سنبھالا سرخیل جادو پر جا پڑی آپسین سحر ہو رہے ہین کہ گرد عظیم سامنے سے بلند ہوئی حیرت جادو بارہ لاکھ ساحرون سے آکر گری ایک طرف سے حیرت نے سحر کیا مصور نے تصویرین نکالین یاقوت نے آگ برسائی زمرد نے نخلہاے صحرا کو سبز کیا لشکر مسلمانان تہ و بالا لاکھون ساحر مارا گیا نظم مصنف

تزلزل زمین کو ہوا اسقدر
لرزنے لگے خوف سے دشت و در
فلک کو فراموش گردش ہوئی
پہاڑون کو سختی مین جنبش ہوئی
قیامت کا سامان عیان ہوگیا
رخ مہر گردون نہان ہوگیا
صدا ہاے ہا ہو سے یہ شور تھا
عیان سحر و افسون کا یہ زور تھا
کسی پر گری برق خارا شگاف
ہوے صف شکن ایک جا مین صاف
کہین بارش ابر کا شور تھا
کہین آتش سحر کا زور تھا
کہین رعد گرجا زمین شق ہوئی
کہین برق خاطف چمک کر گری
صفون مین تلاطم ہوا سر بسر
درختون سے اُڑنے لگے جانور
نقیبون نے بڑھ بڑھ کے نعرے کیے
جوانو قدم اب نہ پیچھے ہٹے
لڑائی کی افتاد جھیلو گے تم
یقین ہی کہ جانو نہ کھیلو گے تم
کدھر ہین جوانان جنگ آزما
یہی وقت ہی کوشش جنگ کا

یارو دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی ہر شے کے واسطے زوال ہی دیکھو ماہ تابان کبھی بدر کامل کبھی ہلال ہی

نظم

گنج کوئی مار سے خالی نہین
دامن گل خار سے خالی نہین
چاند کو کیسا دیا حق نے شرف
لگ گیا ہی ساتھ اُسکے بھی کلف

یارو نام کرو بزرگون کا نام روشن کرو سرخ رو ہو کر مرد میدان کارزار سے قدم نہ ہٹے منھ پر تلوارین کھاؤ عروس مرگ سے ہمکنار ہو بہادر دلاور نامدار ہو فرد

بیاہ لیجاؤ عروس موت کو
دو طلاق اس زندگی کی سوت کو

دیگر

رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا
مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا

گئے کل سوے گورستان جو ہم باخستہ حالی تھے
مقابر جتنے دیکھے ہمنے خشتی یا سفالی تھے
یہ دو مصرعے لکھے اُسجا بہ مضمون خیالی تھے
مہیا گرچہ سب اسباب ملکی اور مالی تھے
سکندر جب گیا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے

دیگر

ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
تا یہ سب دیکھین کہ کچھ دست سکندر مین نہین

دیگر

ہاتھ خالی آئے ہین اور ہاتھ خالی جائینگے
سب کمال اکروز آخر خاک مین ملجائینگے

کل پاؤن ایک کاسۂ سر پر جو پڑ گیا آئی صدا کہ دیکھ کے چل راہ بیخبر	دیگر	یکسر وہ استخوان شکستہ سے چور تھا مین بھی کبھی کسی کا سر پر غرور تھا

اے جوانان شیردل وقت جانبازی و سرفروشی ہی دشمن کو ہٹاؤ و سنان ہائے نیزے سے سینے ملا دو دم شمشیر پر گلے رکھو طعام لذیذ موت کے مزے چکھو نقیبون نے اس طرح کے اشعار پڑھے بہادر جھومنے لگے قبضۂ شمشیر چومنے لگے نشۂ بادۂ شجاعت سے مست ہوگئے سراپا کے ہوش نرہے مرنے پر آمادہ زندگی سے بیزار خواہان معشوق حرب و پیکار لیکن لشکر اسلام پر قیامت برپا ہوئی حیرت جادو نے زمین ہلادی یہ جو اسپر ثابت ہوگیا کہ بہار وغیرہ رکن لشکر اسلام نہین ہین چہار جانب سے لشکر حیرت جادو نے زور ڈالا ملکہ مہرخ نے بڑھکر ملکہ حیرت سے مقابلہ کیا آواز دی کیون بی مہرخ بوا بہار کو کہان بھیجدیا بڑا مکر کیا ایک کنیز کو بصورت بہار بنایا اس بہار نقلی پر خزان آئی پھول نہ کھلے رنگ نہ جما غنچۂ خاطر پژمردہ ہوا ہزارہا سرو قد پامال ہوے مہرخ نے جواب دیا او حیرت کیسے بہار و باغبان ہم تکیہ بر پروردگار رکھتے ہین اگر قضا آئی ہی کون بچائیگا ورنہ تو کیا کرسکتی ہی حیرت جادو مہرخ پر جا پڑی سحر کیا برق چمک کر مہرخ پر گری سر ملکہ مہرخ کا زخمی ہوا حیرت بڑھی کہ سر مہرخ کاٹ لون پریشان ہوکر سرخ مو نے مقابلہ کیا اسکا بھی وہی حال ہوا سرخ مو کا جینا وبال ہوا ہلال سحر افگن لڑی یہ بھی انگشت نما ہوئی شکیل صف سے بڑھا کئی گولے حیرت پر مارے حیرت نے سب وار روکے اٹھا کر ترنج مارا شکیل نے ترنج کو کاٹا اسمین سے ایک خنجر پیدا ہوا شانہ پر پڑا خانہ قوت بازو مہرخ کا نشانہ ہوا اب حیرت نے چاہا بڑھ کر ملکہ مہ جبین الماس پوش کو گرفتار کرلون دلارام وزیرزادی تخت ملکہ مہ جبین کا لیکر پیچھے ہٹی علم فوج اسلام سرنگون ہوا سب سردار زخمدار بیقرار اشکبار کے پاؤن اٹھے ملکہ مہرخ اس زخمداری مین بھی لشکر کو لیکر بڑھتی ہی فوج دل دہی نہین کرتی حیرت جادو مثل برق تڑپ رہی ہی مصور نے ہزارون کو مارا صورت نگار کا سحر چل رہا ہی ہر ایک نخل صحرا مثل شمع کافوری جل رہا ہی زمین تپ رہی ہی آگ برس رہی ہی شور فریاد و الغیاث برپا ملکہ مہرخ نے پلٹ کے دیکھا بارگاہین لٹنے لگین لشکر اسلام پر شکست فاش ہوئی نکل جانے کی تلاش ہوئی لیکن سرداران صف شکن ثابت قدمان کوے محبت رہروان منزل شجاعت جان دینے پر آمادہ لیکن زیادہ خرابی یہ ہی ملکہ مہ جبین دلالان خونقبا معشوقان طلسم کشا سحر بالکل نہین جانتین ایسا نہو قبضہ مین کافرون کے آجائین بڑا غضب ہوگا حیرت مہ جبین کی دشمن جانی ہی مہ جبین کو پاؤن تو قتل کرون اسی کی ذات کا

سارا فساد ہی اگر صحراے حیرت ہی سے اسد غازی کو لے کر نہ بھاگتی یہ دن کاہے کو نصیب ہوتا ایسے اپنے خیالات جو اہل اسلام کو آئے تخت ملکہ مہ جبین کو گھیر لیا چاہتے ہین کہ لڑ بھڑ کر مر جائین لیکن ناموس طلسم کشا کو بچائین سرخیل جادو مبہوت غم مین اپنی جورو کے لڑ رہا ہی اس قدر گولے مارے ہزارون کو جلا دیا صدہا کو قتل کیا جھوم جھوم کے لڑ رہا ہی ملکہ حیرت کو اشارہ کرتا ہی اے ملکہ عالم مین نے بڑے صدمے اٹھائے زوجہ قتل ہوئی گھر برباد ہوا غلام ناشاد ہوا اب آج ایک کو زندہ نچھوڑونگا قتل مسلمانان سے منھ نہ موڑونگا حیرت کہہ رہی ہی شاباش مرحبا افراسیاب تیرا ابرا مرتبہ کریگا کسی شاہزادی کے ساتھ تیری شادی کر دینگے بڑے دھوم سے خانہ آبادی کرینگے سرخیل جادو ان باتون پر ملکہ حیرت کی پھول گیا چمک چمک کر لڑنے لگا اب ملکہ مہرخ کو یقین کامل ہوا بارگاہین بھی لٹنے لگین صفین تمام صف ماتم لشکر درہم و برہم بھاگی ہوئی فوج کا رکنا دشوار دستور ہی ایک کے ساتھ دس بھاگتے ہین ملکہ مہرخ نہایت کاروان صاحب عظم و شان شکست مین بھی جرأت آشکار دس قدم بھاگین پھر ٹھہرین مگر مایوس اسوقت سب نے عرض کی اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کیجیے اب جان بچنا دشوار ہی ہر خرد و کلان مجبور و ناچار ہی وہ رحیم و کریم سمیع و علیم سامع الدعوات مسبب الاسباب کارساز بے نیاز حکیم علیم حلیم ہر حال مین معین و مددگار ہی یہ سنکر ملکہ مہرخ نے تاج سر سے اُتار احتاج بدرگاہ قاضی الحاجات ہو کر پکار اُٹھین ارحم الراحمین مالک یوم الدین اسوقت بیکسی و بےکسی مین جلد مدد کر اس بلا کو رد کر بیقرار ہو گئے جو دعا کی سب غازی سر فروش بیقراری کا جوش فوراً تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا آسمان پر سناٹا ہوا سب نے دیکھا ملکہ بہار جادو و باغبان قدرت و رعد و برق و برق لامع و مخمور سرخ چشم و خواجہ عمرو جہتر قران نامور و ملکہ بران شمشیر زن و ملکہ زیور محمل نشین صاحب عز و تمکین و لاہوت جادو جوان خوشخو تخت سحر پر سوار بصد کر و فر نمایان ہوے لشکر مین غل ہوا بہار آئی بہار آئی معین و مددگار ہمارے آپہونچے عمرو نے آواز دی یارو غضب ہوا لشکر معرض زوال مین ہی آج حیرت جادو جلال مین ہی ہان بیٹا بُران لینا لاہوت جادو نے تخت زمین پر اُتارا سب سے پہلے ملکہ بہار گلعذار بڑھی جھپٹ کر گلدستہ مارا ہوا سرد چلی ساحر جھومے آسمان سے پھول برسے طائرون نے زمزمہ سرائی کی غنچے مسکرائے بلبل زار کے پھول کھلے ایک طرف باغبان قدرت آکے گرا گیند پھولون کا مارا برق لامع آڑی ترچھی گرنے لگی رعد نے کانون مین ہاتھ رکھکے چیخ ماری صدہا لڑکھڑا کے گرے کان کے پردے پھٹے مان رعد کی برق کڑک کے گری سیکڑون کے سر اُڑا دیے لاہوت جادو جھومتا ہوا لشکر حیرت جادو پر آیا کوڑہ مارا سیکڑون جلے زیور محمل نشین نے غصہ مین

گرا کھینچ مارا طوق گلوگیر بنکر گلے مین ساحرون کے پڑا سیکڑون لازمان حیرت جادو لڑکھڑا کے نفس در قفس پیچیدہ رنجیدہ کبیدہ مہتر قران نے بڑھ کے نعرہ کیا خواجہ عمرو نے سفید مہرہ بجایا جادو کر بنا لشکر مین گھس پڑا فردون کی کمرین ٹٹولنے لگا جسکی کمر مین کچھ پایا خیر ہوئی اگر کمر مین کچھ نہ نکلا کپڑے اسکے اُتار لیے ایک لات ماری آواز دی او دنی عمر بھر کھایا کمایا ہمارے لیے کچھ نہ رکھا اذنگ خاندان تجکو برہنہ چھوڑونگا تیری ذلت سے مُنہ نہ موڑونگا برق وجالاک دجانسوز یا تو الگ کھڑے رو رہے تھے حقہ ہاے آتشبازی لیکر یہ بھی گھسے خوب آتشبازیان واغین سیکڑون کو جلا دیا ضرغام شیر دل نے جنگی بان داغدیا دو حملون مین لشکر حیرت جادو تہ و بالا ہیچھے ہٹا مسلمانون نے اپنے پڑاؤ پر قبضہ کیا اسد شیر دل مرکب باد رفتار پر سوار ہوا نعرہ شیرانہ کیا نعرہ اسد مصنف

اسد صف شکن شاہ عالیجناب نظر کردۂ شیر پروردگار	من آنیم سرکوب افراسیاب چو تیغ یلی برکشم از غلاف	یل پیلتن نامور نامدار تزلزل فتد در میان مصاف

خورشید زرین سحر و شکیل بے عدیل ہمراہ رکاب اسد نامدار ہوے سحر و ساحری سے بچانے لگے اسد نہنگانہ پلنگانہ لڑتا ہوا بڑھا حیرت جادو نے بہار کو دیکھا چہرہ گلنار بدھیان پھولون کی گلے مین چھپکا موتیے کا سر پر سرو قد گل اندام گلدستے ارتی ہوئی آتی ہے نگاہین چنچلی ڈالین سیکڑون جادوگرون نے اپنے گلے کاٹ ڈالے بعضے نشہ بادۂ سحر سے مست یہ اشعار عبرت آثار سودا پڑھ رہے ہین نظم

جاتے ہین لوگ قافلے کے پیش و پس چلے ۔ دنیا عجب سرا ہے جہان آئے بس چلے
کہیو صبا سلام ہمارا بہار سے ۔ ہمکو چمن مین چھوڑ کے سوے قفس چلے
اے غنچہ آنکھ کھول کے تک تو چمن کو دیکھ ۔ جمعیت دلی یہ ترے پھول ہنس چلے
تیرے سخن کو مین بسر و چشم ناصحا ۔ مانون ہزار بار اگر دل سے بس چلے
نکلا جو دل سے نالہ تو سینہ سے دور ہے شک ۔ سُن مردمان قافلہ بانگ جرس چلے
صیاد اب تو کر دے قفس سے ہمین رہا ۔ ظالم پھڑک پھڑک کے پروبال گھس چلے
کام اس گلی سے سر سے یہ سودا گذر چکا ۔ کیا تاب اک قدم جو ادھر بوالہوس چلے

حیرت جادو نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ بہار نے ہزارون کو مار ڈالا گر جا پڑی آپ سین سحر ہونے لگے بہار نے گلدستہ مارا پھول برسے حیرت جادو جھوم گئی جھومتے جھومتے دستک دی ایک طائر پیدا ہوا ازوجہ بادشاہ طلسم ہے اُس جانور نے آکر سر پر سایہ کیا حیرت نے ہوش و حواس درست سحر و ساحری مین چست ہو کر نیمچہ کھینچا بہار جادو پر جا پڑی نیمچہ سحر مارا بہار نے پھولون کی سپر اُٹھائی لیکن سحر سے

حیرت جادو کے سپر کٹی سر بہار جادو زخمی ہوا اب ملکہ حیرت نے دباؤ ڈالا بہار جادو پیچھے ہٹی صدہا
کنیزین بہار کی قتل ہوئین حیرت پیچھا نہین چھوڑتی بہار چاہتی ہو ذرا مہلت ملے زخم سر باندھ کر سحر
کرون حیرت دم نہین لینے دیتی مثل شعلۂ جوالہ جلی آتی ہو دونون عارض غصے سے سُرخ کف منہ مین
ہوا امن قہر و غضب مین حیرت جادو کی عجب آن بان بوٹا سا قد گاتی بندھی ہوئی سینہ پر ابھار
گلزار حسن پر بہار لب یاقوت احمر دندان سلک گہر سیتین سیمبر عارض رشک قمر بار گیسو پیچ و تاب مین
آنکھون مین لال لال ڈورے دہشت کے جھپٹی ہوئی بہار پر جاتی ہو لشکر مین غل ہوا بہار کو حیرت
جادو نے گھیر لیا زخمی بھی کر چکی وہ سامنے بہار ہٹتی ہوئی جاتی ہو حیرت قتل کیا چاہتی ہو اکثر ساحرون

ہوئی شعلہ ہاے آتش بجھاتی ہوئی اس گنبد آتشین سے نکلی غصہ انتہا کا تھا جوڑے پر ہاتھ ڈالا اس گوہر دریاے حسن وجمال نے اختر مرداریہ نکالا للکارا او نامرد آنکھ چار کر اب تو کوئی وار کر سرخیل تیغ کھینچ کر جھپٹا ملکہ نے خبردار کہکے اختر مرداریہ کھینچ مارا ہرچند سحر کیا روکا اختر کب رکتا ہی سینہ پر اس بد اختر کے پڑا پشت کو توڑ کر پار ہو گیا سرخیل تڑپکر گرا آندھی سیاہ اٹھی سنگ باری برف باری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من سرخیل جادو بود اتنا سنتے ہی جتنے ساحر تھے سب بھاگے لاشے بھی اپنے افسرون کے نہ اٹھا سکے اہل اسلام نے پڑاؤ لوٹ لیا خیمون مین آگ لگادی بارگاہ حیرت پر قبضہ کیا تین کوس تک بھاگے ہودن کو مارا عمرو نے آواز دی بس بھاگے ہوے کا پیچھا کرنا مناسب نہین ہی سب سردار بفتح وظفر بصد کر وفر لڑائی کو فتح کر کے پلٹے اسد نامدار کو مہرخ نے دیکھا بڑھ کر بلائین لین عمرو دولت کی دعائین دین لاہوت جادو ملکہ زیور محمل نشین کو خواجہ نے سب سردارون سے ملوایا زن وشوہر نے پایۂ تخت مہ جبین کو بوسہ دیا آکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے مہرخ نے تمام کیفیت پوچھی اسد غازی نے شرما کے سر جھکا لیا مگر خواجہ عمرو نے تمام کیفیت طلسم صندل و دربند مہر و ماہ و حالات ملکہ زیور محمل نشین بیان کیے جسوقت خواجہ نے اپنی عیاری بشکل سرہنگ کوہی و مقابلہ جہتر قران بیان کیا اور پھر بلا کو چھوڑنا و بشکل شہنشاہ جنات آنا ظاہر کیا بارگاہ مین سب ہنستے ہنستے لوٹ گئے ملکہ زیور محمل نشین ولاہوت جادو نے کہا اے سرداران نامی یہ عیاری نہین کرامات تھی برق وچالاک نے کان پکڑے قدمون کو خواجہ عمرو کے بوسے دیے کہا حقیقت مین فن عیاری آپکی ذات پر ختم ہی جہتر قران شرم سے سر جھکائے ہوے عمرو کہتے ہین کیون میان قران ذرا سر تو اٹھاؤ اس قدر نہ شرماؤ تیس برس سے ہمارے ساتھ ہو مگر افسوس ہی کہ ہمکو نہ پہچانا بیہوشی کا عطر سونگھ لیا جہتر قران نے کہا استاد توبہ کرتا ہون جبھی جو آپ سے ہمسری کا نام لون گردن ازمو باریک خواجہ عمرو کو ملکہ مہ جبین نے خلعت فاخرہ عطا کیا کل سردارون کو خلعت ملے مگر بمقتضاے لوح مخمور و بہار رنے کہا اب افراسیاب لوح کو ایسے مقام پر رکھے گا کہ طائر وہم خیال بھی نہ پہونچ سکے گا مگر سب نے دیکھا کہ اسد غازی کو بہت حجاب ہی کہ لوح کا پانا مکار عیار کا دم دے کر لیجانا صاف چہرے سے ظاہر ہی کہ جان دینے پر آمادہ ہی عمرو نے ساحرون کو منع کیا کہ لوح کا ذکر نہ کرو تمھارا آقا محجوب ہوتا ہی اٹھکر عمرو نے اسد غازی کو گلے سے لگایا آنسو پونچھے کہا اے نور نظر اے پارۂ جگر کیون ملول وحزین ہو انشاء اللہ اگر میری حیات باقی ہی لوح کا پتہ لگاؤنگا تمکو وہان تک پہونچاؤنگا ایسے اکثر اتفاق ہوتے ہین بعد رنج کے راحت اپنی فکر مین سب معروف ہین مکار اسکا ملازم تمھارا تھا دم دے کر لوح لے گیا مین جستجو مین معروف ہوتا ہون

اے فرزند نہ گھبراؤ سرداروں نے بھی تسکین مین زبان کھولی مخمور و بہار و باغبان نے کہا حضور ہلوگ جان و مال سے موجود ہین ستارہ شناسان طلسم ہوش ربا نے ہر مقام پہ تحریر کیا ہو کہ اسد نامدار فتاح طلسم ہوش ربا ہو مگر حضور طلسم وسیع ہو اسکے واسطے زمانہ چاہیے لیکن آپ کے دست حق پرست سے فتح ضرور ہوگا دل ترد و منزل کو سرور ہوگا اسد غازی کو سمجھایا جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ہوا ساقیان ماہ رخسار جام مے گلنار لیکر حاضر ہوئے رقاصان ماہ طلعت خوبصورت حسین جمیل معشوقون مین سرفراز صاحب کرشمہ و ناز مصروف رقص و سرود ہوے اہالیان لشکر اسلام مصروف عیش و نشاط ہوے انکو اس حال مین چھوڑیے

دو کلمہ داستان مصیبت مآل افراسیاب و ذکر حفاظت لوح طلسمی بیان ہوتے ہین نظم

کیا دیکھتا ہو طائر بسمل کا اضطراب
اب کون لے گیا مرے قاتل کا اضطراب
مدت سے آرزو ہو کوئی لحظہ بیٹھکر
لیکن نہان ہو صاحب محمل کا اضطراب
قاتل یہ کوئی دم کا تماشا ہو دیکھ پھر
جاتا نہین ہو آج مرے دل کا اضطراب

بڑھکر ہو اس سے عاشق بیدل کا اضطراب
تھی کسکی آرزو کہ سر شب سے تا سحر
تم بھی تو دیکھ جاؤ مرے دل کا اضطراب
اسکو قرار ہو اسے پرواز دمبدم
لیجائے گی اجل ترے بسمل کا اضطراب

امید وار مرگ سے کیون منھ چھپا لیا
دیکھا کیے ہین صاحب محفل کا اضطراب
ممکن نہین کہ عشق کی تاثیر کچھ نہو
سیماب سے فزون ہو مرے دل کا اضطراب
تدبیر کچھ ضرور ہو بیٹھے ہو کیا نسیم

افراسیاب جادو افتان و خیزان صرصر کو زیر بغل چھپائے سحر کرتا ہوا بڑے زور و شور سے اس مصیبت سے نکلا مگر گریان و نالان گریبان پھٹا ہوا تاج سر پہ نہ دار اس حال زار سے باغ سیب مین پہونچا صرصر شمشیر زن صدمۂ ممتوج ہوا سے بیہوش ہوگئی ہے کنیزان افراسیاب نے جو شہنشاہ کو اس حال مین دیکھا کہ شہنشاہ گرد و غبار مین اٹے ہوے کپڑے پھٹے ہوے پیٹتی ہوئی کنیزین آکر قدمون سے لپٹ گئین گرد و غبار جھاڑنے لگین افراسیاب مسند پر آکر گرا بیہوش ہوگیا کنیزون نے گلاب کیوڑا بید مشک چھڑکا تلوے سہلائے بڑی دیر مین افراسیاب کو ہوش آیا سب نے پوچھا شہنشاہ خیر تو ہو صرصر کانپتی ہوئی اٹھی افراسیاب نے رنج مین کچھ جواب نہ دیا صرصر نے کہا حضور کیا پوچھتے ہو آج غضب ہوگیا ساربان زادہ زیور محمل نشین ولاہوت جادو کو تسخیر کرکے لے گیا سرداران مقید کو چھوڑا لیا آج کی عیاری بقول مسلمانان کرامات تھی جب وہ غائب ہو کر آیا نگوڑے نے دبا کر ڈالا مین نے تو پائجامے مین چھل چھل موت دیا دیکھ تو سارا پائجامہ بھیگا ہوا ہے مین بیچاری کیا ہون رنگ و ے شہنشاہ متغیر تھا افراسیاب نے کہا اے صرصر یہ تو بتا خواجہ عمر والے آنکھین کیونکر بدلین صرصر نے کہا اے شہنشاہ مین نہین بتا سکتی نگوڑے کی جگنو سی آنکھین آج تو دیدۂ غزال سے بھی بڑی تھین سب طرح کے روغن مین بھی جانتی ہون لیکن آنکھین بدلنے سے نہین آگاہ نگاہ

بدلنے کا شعبدہ دکھلا دیا افراسیاب کہتا ہی یا روبیہ تو بتاؤ کہ لوح کیا ہوئی اگر اسد غازی کے پاس ہوتی تو سحر
کا گرفتار نہ کر سکتا یہ ظاہر ہی کہ تابکار و انتشار پہونچا ایک سحر و پیر راز دار تھا اُسنے تبلایا ہوگا تا بہ چشمۂ آب پہنچایا
ہوگا صرصر نے کہا حضور ابھی یہ حال کھلجائیگا آپ آرام فرمائیں شراب نوش کریں میں ابھی خبر لیکر آتی ہیں
عمرو وبران وغیرہ اب لشکر میں پہونچ گئے ہونگے زیور و لاہوت نے بڑی نمک حرامی کی ارے صاحب شہنشاہ پر
باغ گرا دیا اگر شہنشاہ طلسم بند ہوتے استخوان تک نہ بچتے ایسے کامل و اکمل تھے کہ نکل گئے افراسیاب نے
کہا اے صرصر جلد جاؤ بارگاہ مسلمانان میں یہی ذکر ہو رہا ہوگا صرصر نے قصد کیا با نہائے عیاری آراستہ کرکے
روانہ ہوئی کہ آسمان پر برق چمکی افراسیاب نے سر اُٹھا کر دیکھا تلہ طلسمی حیرت جادو کو گود میں لیے ہوئے
حلقے کمند کے حیرت کے گلے میں منکا ڈھلا ہوا لباس پارہ پارہ کرتی آب رواں کی ٹکڑے ٹکڑے چھاتیاں
کھلی ہوئیں یہ حال پر ملال دیکھکر افراسیاب کے ہوش اُڑ گئے کہا او صاحب زوجہ نے میری بڑی سخت
مصیبت اُٹھائی اگر غلامان سامری نگہبان نہوتے کون یہاں تک پہونچاتا جلد اُٹھکر حیرت کو گود میں
لیا تلے سے پوچھا ارے ملکہ کو کس حال میں پایا اُسنے دست بستہ عرض کی میدان کارزار میں تھو کھانی بی
بیہوش پڑی ہیں بی بہار گلدستہ لے کر مارنے چلیں تھیں غلام وقت پر پہونچا میدان کارزار سے لے بھاگا
افراسیاب پیٹنے لگا تلہ چلا گیا اب جو دیکھا مرشد زادے مصور جادو جورد کا ہاتھ تھامے ہوئے کھینچتے
گھسیٹتے چلے آتے ہیں وزیرزادیاں باحال خراب اشکبار تیاب سر سے پا تک زخمی آکر پہونچیں افراسیاب
نے مرشد زادے سے پوچھا یہ کیا غضب ہوا میں تو اپنی مصیبت میں تھا ابھی مطمئن نہیں ہونے پایا تم
سبھوں کا حال دیکھکر اور زیادہ گھبراتا ہوں جلد حال بیان کرو کنیزیں ملکہ حیرت کو لپٹ گئیں حلقے
کمند کے گلے سے نکالے حلقہ ہائے کمند تا بہ استخوان پہونچ گئے تھے بڑی مشکل میں حیرت کو ہوش آیا افراسیاب
کو اس حال زار میں دیکھا اُٹھتے ہی پیٹنے لگی بال کھولدیے کہا اے شہنشاہ میں تو بلا میں مبتلا ہوں تمہارا یہ
کیا حال ہوا سر برہنہ بال پریشان افراسیاب نے کہا مابدولت تو بیان کرینگے تم پر کیا مصیبت
پڑی حیرت جادو نے کہا تمہارے خراج گذار تاجدار سخن ناشنو اُبھر دوڑے جانیں نہ بچائیں لڑائی میں
آ پہونچے انکے ساتھ میں بھی خراب ہوتی ہوں سرخیل صاحب واسطے مدد کے آئے تھے نگوڑے عیار تو
اسی فکر میں پھرا کرتے ہیں چالاک نے جا کر عیاری کی کھڑا برق فرنگی پہونچا دونوں نے ملکر اصلی جورد کو
مارا وہ اپنی جورد امان کے عرصہ میں آپڑے نگوڑا نامرد ابیان کرتا تھا میری جورد مثل مادر مہربان تھی
جب میں نے خبر سنی کہلا بھیجا پلٹ آؤ وہ بھیجا کب آتا ہی شمیمہ نے مجکو خبر دی بہار وغیرہ لشکر میں نہیں ہیں
میں بھی جا پڑی میرے پہونچتے ہی قیامت برپا ہوئی ساربان زادہ مع طلسم کشا و بہار وغیرہ آکر پہونچا

عین گرمی جنگ مین عمرو نے مجلو بیہوش کیا سرخیل مارا گیا میرے بعد لشکر کو کون روکتا یہ سنکر افراسیاب
کے ہوش اڑ گئے کہا اے یارو دیکھو کیا مشکل ہو اب صلاح بتاؤ اسد غازی لشکر مین پہونچا یہ سب سردار
طلسم صندل و ربند قہر و ماہ کو فتح کر کے آئے آخر لوح طلسمی کیا ہوئی دیکھو سامنے یہ گلدستہ رکھا ہوا ہو پھول
مرجھا گئے ہوے پتے زرد ہو گئے صاف ظاہر ہو کہ گلشن حیات گاؤ آتشبار پر خزان آئی ورنہ گلدستہ سرسبز
و شاداب رہتا جب گاؤ آتشبار مارا گیا اور لوح دستیاب ہوئی اسد غازی کئی مرتبہ دھوکا کھا چکا عمرو
نہایت ہوشیار ہو بڑا مکار و غدار ہو لوح لیکر اُسنے زنبیل مین رکھ لی ہوگی اب یہان سے رہا ہو کر گئے ہین
ساربان زادہ لوح نکالے گا طلسم کشا مصروف طلسم کشائی ہوگا جب ملک داؤد پر لوح دستیاب ہوئی
تھی فوراً ساربان زادہ طلسم کشا کو لے دوڑا مرحلہ نہنگ آتش خوار پر پہونچ گئے نہنگ نے ہزارہا
مسلمان قتل کیے بڑی جستجو ہوئی لیکن لوح طلسم کشا کے پاس تھی نہنگ کی دریا دلی بیکار ہوئی آخر اسکی آبرو
ڈوبی کشتی حیات طوفانی ہوئی طلسم کشا لوح دیکھکر جا پڑا کئی شبانہ روز اس مرحلہ پر لڑا ابہار وغیرہ بھی جین
شریک طلسم کشا ہوئین بسبب لوح کوئی کچھ نہ کر سکا مرحلے پر طلسم کشا کا قبضہ ہو گیا نمک حرام رازداران طلسم
اسد غازی کیساتھ ہین ایک دن تامل نہ کرینگے صرصر بھی کہتی ہو حضور نے بجا ارشاد فرمایا ساربان زادہ
ابکی عیاری مین کرامات کر گیا اپنے خلیفہ قران کو بھی چیت پٹ کیا شاید کبھی قران نے کچھ غرور کیا تھا
خواجہ عمرو نے اسکا بدلہ لیا حضور جلد تدبیر کرین فوجین راہ مین جا کر اترین طلسم کشا بڑھنے نپاوے جنگ
سحر شروع ہو جاے کنیز عیاری کر کے لوح لائیگی سرما و ابریق وزیر اعظم دستور معظم وزیر مشیر صاحبان تدبیر
عرض کرتے ہین حضور یہ بات ہمارے خیال مین نہین آئی کیا ضرورت تھی کہ لوح خواجہ عمرو کے پاس ہتی لوح
دستیاب ہوتی سواے طلسم کشا کے اور کوئی اپنے پاس نرکھتا گاؤ آتشبار کا دستیاب ہونا دشوار تھا وہ تو
صحرا صحرا پھرتا ہو اسکو کون پہچان سکتا ہو افراسیاب نے کہا گاؤ آتشبار تو ضرور مارا گیا اُسکے ہاتھ کا بنایا
ہوا گلدستہ مرجھایا گل حیات پر اُسکے جھونکا خزان کا آیا یہ سنکر سرما و ابریق بھی گھبرائے کہا اے
شہنشاہ اب آپکا قول ذہن نشین ہوا بیشک طلسم کشا مرحلہ جات پر جائیگا ایک لمحہ ٹھہرنہ رکیگا اب
طلسم کشا سے مقابلہ دشوار وہ جوان نامی و نامدار صف شکن تیغزن لاکھون مین یکہ و تنہا لڑتا ہو آج تک
سحر کے ڈرتا تھا جنگ نہ کرتا تھا اب لاکھون مین گھس پڑیگا وہ تلوار چلے گی کہ خون کے دریا بہ جائینگے ہزارہا
لاشے زمین پر گر ینگے سیف سے کون مقابلہ کر سکے گا ایسی ایسی باتین جو وزیرون مشیرون نے کین افراسیاب
جادو اور زیادہ گھبرایا حیرت جادو سر پیٹنے لگی یہ کہکے روتی ہو ہاے اب طلسم ہوشربا نہ بچے گا میرے
شوہر پر طلسم کشا دست اندازی کریگا ہاے رونا یہ ہو کہ میرے شہنشاہ کے مزاج مین غصہ ہو جب

ٹوکے گا جا پڑینگے سحر تاثیر نہ کریگا وہ مرد سپاہی انکو عادت سحر کرنے کی نہین کیونکر یہ تاج سہاگ قائم رہیگا دیکھون سامری جمشید کیا دکھاتے ہین ای شہنشاہ جبدن سے یہ بکھیڑا واقعا ہمارے اقلیم مین آیا تباہی کا سامنا ہوا ہر روز آفت نو برپا ہوتی ہی ہمارے حال پر زمین ہوش رُبا روتی ہی سب پریشان اور حیران مضطر دشسدر متحیر غرق دریاے حیرت ہر ایک کو حال مین لوح کے عبرت افراسیاب جادو خاموش بیٹھا ہی وہ جلسہ محفل خاموشان یکایک آسمان پر برق چمکی افراسیاب نے دیکھا مکار جادو خوشی خوشی دریاے خون مین نہایا ہوا آکے پہونچا افراسیاب نے آواز دی ای دوست صادق ای محب واثق پہلے لوح کا حال کہو ای برادر تمنے سنا ہوگا گا وآتشبار مارا گیا تم نے آخر کیا کیا مکار جادو نے کہا ای شہنشاہ غلام آپ کا لوح لایا انتہا کا معرکہ پڑا غلام آپ کا ہزارون سے لڑا افراسیاب مثل گل کے شگفتہ ہوگیا مکار نے لوح نکالکر پیش کی افراسیاب کے چہرے پر سُرخی آگئی مکار کو گلے سے لگایا کہا برادر حال تو بیان کرو کہا حضور غلام اپنے مقام پر تھا ہمیشہ خیال تھا کہ پیر عبادت گزار مرد یزدان پرست ہی حضور نے اسکو راز دار کیا اُسی نے طلسم کشا کو سب حال بتایا طلسم کشا تے جا کر گاؤ آتشبار کو مارا مجکو علامت سے خبر ہوئی کہ گاؤ آتشبار مارا گیا مجکو یقین کامل ہوا کہ اسکی سرزمین گیر نے بتایا ہوگا اول جا کے مین نے اسی کو مارا اُسی کی شکل بنکر سامنے طلسم کشا کے پہونچا طلسم کشا مجکو دیکھکر بحال ہوگیا مین نے دم دے کر لوح لی اخضر جادو آ پڑا بڑے زور وشور سے اُسکو مارا فوج سے اُسکی لڑ بھڑ کر نکلا ہزارون کو قتل کیا جلدی مین طلسم کشا پر دست انداز نہوسکا افراسیاب نے کہا ای خیر خواہ تو نے بڑا کام کیا اب اسد غازی کی کیا حقیقت ہی یہ کہکے تاج کج کیا جھومنے لگا بلبلا کر بول اُٹھا منم شہنشاہ طلسم ہوش رُبا اُسی وقت نوبت نقارے بجنے لگے خوشی کے سامان ہونے نذرین افراسیاب کو گذرنے لگین افراسیاب نے لوح کو اپنے پاس رکھا حیرت جادو نے حکم دیا بھاری خلعت مکار جادو کو مرحمت ہوا ساقی بچے حاضر ہوے صداے مبارکباد بلند ہوئی طائفے خوشی کی خبر سُنکر دوڑے ہنگام ارغوانی گردش مین آیا سب پہولے بیٹھے ہین افراسیاب کسی سے آنکھ نہین ملاتا مونچھون پر تاؤ پھیر رہا ہی حیرت جادو کہتی ہی اب جا کر سب کو قتل کرونگی مہرخ وبہار کے خون سے ہاتھ بھرونگی اب مسلمان بچکر کہان جاینگے طائفون نے دھوم مچائی نوبت نقارے بج رہے ہین نازنینان مہ جبین خوش الحان سُریلی آوازین ناز وکرشمہ سے معمور حسن مین رشک حور بوٹا سے قد تبانے مین طاق حسن مین شہرہ آفاق ایک مہ پارہ نے بڑھ کر دامن افراسیاب جادو کا تھاما مچلنے لگی یہ غزل گائی

اس فروغ چند ساعت پر نہو مغرور شمع		صبح کو ہو جائے گی زرق وہان مور شمع

آپ بھر لیتی ہی اپنے اشک سے ناسور شمع
رکھتی ہی کب احتیاج مرہم کافور شمع

آج کی شب دیکھتی ہی یہ نیا دستور شمع
مجھ سے کچھ تم دور ہو اور تمسے ہی کچھ دور شمع

شعلہ رویون کی محبت نے اثر اتنا کیا
بعد مردن بھی ہی اپنا پاسبان گور شمع

بے نیازی ہی بہ شکل دید کا اعمی مجھے
کچھ غرض رکھتا نہین گو پاس ہو یا دور شمع

عکس افگن ہین جو عارض قاتل سفاک کے
سینۂ سا طور مین ہی جوہر سا طور شمع

واہ ری قسمت حصول دید غیرون کے لیے
آنکھ تو رکھتی نہین کیا دیکھے اپنا نور شمع

تیرگی ہی باعث آرام سوزی کے لیے
ہوتی ہو اے دل وبال خانہ زنبور شمع

اسکو شب بھر سوز حاصل اسمین شعلے رات دن
کب بھلا رکھتی ہی میرا سا تن محرور شمع

آپ دھو لیتی ہی چہرہ اپنے آب اشک سے
احتیاج خدمتی رکھتی نہین منظور شمع

صورت موسے غشی ہی صاحبان بزم کو
مانگ لائی ہی کہان سے جلوہ ہاے طور شمع

وائے قسمت بے بضاعت سے حذر رکھتے ہین سب
بھاگتی ہی خانۂ مفلس سے کوسون دور شمع

پاکبازان محبت ہر تعلق سے ہین پاک
بعد مردن بے کفن پروانہ ہی بے گور شمع

جو کہ مہمان خدا ہین انکو پھر کیا احتیاج
اہل جنت کے لیے ہوگا جمال حور شمع

ہان اسے معشوق عاشق حال کہنا چاہیے
رکھتی ہی سینے مین اپنے جابجا ناسور شمع

ناز معشوقی نہ انداز حیازا اسمین ہی
مجکو حیرت ہی ہوئی کس بات پر مشہور شمع

جسم بے خون زردی چہرہ دلیل کسل ہی
بے سبب کب ہی یہ صورت کچھ تو ہی رنجور شمع

یہ بھی عاشق ہی کسی کی جو ہوا میرا سا حال
جلوہ گر ہی صورت داغ تن محرور شمع

صبح تک جلتی رہی لیکن نہ پوچھی تیرے بات
آپ کی محفل سے دل مین لے چلی ناسور شمع

مجھپہ وہ روتی ہی مین روتا ہون تیرے خوف سے
اسطرف مجبور مین ہون اُس طرف مجبور شمع

اسمین سوز عشق تیرا اسمین سوز ظاہری
لائیگی ایسا کہان سے سینۂ محرور شمع

کہتے ہین اُٹھو آکے صدقے ہو کھلے بند نقاب
ایک ہی جلوے مین اپنے ہو گئی بے نور شمع

بسکہ آنکھون مین تصور آپکے عارض کا ہی
آج محفل مین نظر آتی ہی مجکو حور شمع

بدگمان جس طرح تم ناشاد جیسے میرا دل
دو بلائین ساتھ ہین ہو کسطرح مسرور شمع

یہ بھی کیا مین ہون کہ جو ہرگز نہین شایان رحم
صبح ہی رخصت ہی اسکو ہو چلی بے نور شمع

وائے غفلت قرب رخصت پر جو ہی اسکو نظر
دیکھ ہم تو نبض رہے ہین رو رہی ہی دور شمع

بے زبانی سے ہی چپ سر کاٹ کر پچھتاؤ گے
بدگمان ہوتے ہو کیون ایجان نہین مغرور شمع

آپ کے رخسار روشن نے مٹائی اسکی قدر
اب نظر آنے لگی مثل چراغ دور شمع

التماس آرزو کرتی تمھارے سامنے
ہان مگر ہے خلقت خاموش سے مجبور شمع

ہٹ گیا منھ سے تمھارے گردوپٹہ اے صنم
پہلے نور صبح سے ہو جائیگی کافور شمع

کب ہین محتاج ضیائے غیر عاشق اے نسیم
داغ تن تابندہ ہین دکھلائیگی کیا نور شمع

اسی ہنگامہ عیش و نشاط مین افراسیاب طرف سرداروں کے متوجہ ہوا کہا یارو بتلاؤ لوح کیسکے سپرد ہو اگر اپنے پاس رکھون ایک سر ہزار سودے صبح کہین شام کہین کیونکر حفاظت ہوگی سخت مصیبت ہوگی اگر ملکہ حیرت کے پاس رہی کل عیار و سردار اسکے دشمن ہو جائینگے قتل کی فکر کرینگے میری جورو کا ہیلو بچے گی سیماب جادو کے پاس رکھی آخر کشتہ ہوا مہوسون نے تلاش کرکے اسکو مارا گاو آتشبار کے پاس لوح پہونچی اسکو بھی ذبح کیا اس یار و لوح کو کیا کرون اپنے اپنے طور پر ہر ایک نے صلاح بتلائی افراسیاب کو کسی کی بات پسند نہ آئی سر جھکایا عرصہ دراز تک خاموش رہا عندلیب فکر کو جستجوے گل مراد مین نغمہ سرا کیا آخر شاخ تمنا پر غنچہ مراد کھلا نخل فکر سر سبز و شاداب ہوا خوشی خوشی سر اٹھایا کہا یارو جو زمانے مین بابرودست کی آئیگا وہی تدبیر ہوگی یہ کہکے سرماسے فرمایا ایک نامہ تحریر کرو سرما نے قلم اٹھایا افراسیاب نے لکھوایا اے خیر خواہ ریاست ساحر بے نظیر شہنشاہ زمہریر ہمین تم سے ملاقات کی ضرورت ہے بقود ملاحظہ نامہ ہذا اپنے کو جلد باغ سیب مین پہونچاؤ اسی مضمون کے چند فقرات لکھوا کر نامہ ملفوف کیا سر نامہ پر مہر کی ساحر تیز رو کو دیا کہا دربند فیروزہ نگار پر جاؤ ملکہ فیروزہ سے کہنا معرفت دخان سیہ رو یہ نامہ پاس زمہریر جادو کے جلد روانہ کرو ساحر گیا جا کر یہ نامہ ملکہ فیروزہ حاکم دربند فیروز نامہ نگار کو دیا فیروزہ طلب زمہریر سے سن کر دنگ ہوگئی اسی وقت دخان سیہ رو کو طلب کیا حال کہا دخان سیہ رو تے نامہ لیکر جو طریقہ ہے اسی طور سے روانہ کیا جملہ حالات مفصل راز و نیاز دریائے نیل کے انشاءاللہ وقت پر تحریر ہونگے دخان سیہ رو و فیروزہ بھائی بہن آپس مین صلاح کر رہے ہین کہ زمہریر جادو کی کیون طلب ہے شہنشاہ طلسم کا اس مین کیا مطلب ہے فیروزہ نے کہا میرے ذہن مین نہین آتا سامری جمشید خیر کرین زمانہ کا انقلاب ہے آج کل افراسیاب بہت بیتاب ہے طلسم کشا جابجا خوب لڑا واسطے لوح کے معرکہ پڑا سنتے ہین دو مرتبہ لوح طلسم کشا کو ملی افراسیاب نے ترکیب سے اپنے قبضے مین کی اب نہین معلوم کیا معرکہ گذرا کہ ہمارے بھائی صاحب نے زمہریر کو طلب کیا یہ باتین تھین کہ زمہریر جادو دیو خصال عفریت مثال دریائے سلاح مین غوطہ مارے ہوئے مغرور و متکبر پاس فیروزہ کے آکر پہونچا فیروزہ اور دخان مردود برائے استقبال زمہریر اٹھے لاکر مقام صدر پر جگہ دی

کہا اے برادر جاؤ تمکو شہنشاہ طلسم ہوش ربا نے باغ سیب مین طلب فرمایا ہے نامہ تمھاری طلب مین آیا ہے
زمہریر بھی گھبرا گیا دخان سیہ رو نے کہا ای برادر جاے تامل نہین ہو حکم شہنشاہ مین کیا عذر ضرور جاؤ دیکھو کیا ارشاد
فرماتے ہین دخان سیہ رو نے بخوبی سمجھایا آخر زمہریر طرف باغ سیب کے روانہ ہوا یہان افراسیاب
نے بعد برخاست جلسہ عیش و نشاط صحبت تخلیہ قرار دی ہے صرف ملکہ حیرت و چند وزرا و امرا ی
حاضر ہین جو افراسیاب کو منظور ہے وہ راز کسی سے بیان نہین کیا لوح طلسمی اپنے قبضہ مین ہے
خاموش بیٹھا ہے حیرت نے پوچھا اخر اے شہنشاہ مقدمہ لوح مین کیا منظور ہے لشکر کشی بر سر
مہرخ ضرور ہے افراسیاب نے کہا اے حیرت جادو ایک شب اور تامل کرو کل سامان لشکر کشی
ہوگا مقدمہ لوح مین جو تدبیر کرینگے تم پر ظاہر ہو جائیگا یہ باتین تھین کہ زمہریر جادو مثل دیو سیہ رو آکر
پہونچا افراسیاب نے تعظیم کی پہلو مین جگہ دی واضح راے ناظرین والا مقام ہو کہ حاکم کوہ نیلم شہنشاہ
نیلم و حاکم کوہسن حصار منتظم زندان خانہ طلسمی شہنشاہ کوہسن و ملکہ فیروزہ دخان سیہ رو و زمہریر
جادو یہ سب منتظمان سلطنت شاہنشاہ لاچین تھے انھین سب نمک حرامون نے ملکر افراسیاب
کو بادشاہ کیا سلطنت لاچین کو مٹایا اسی وجہ سے افراسیاب ان سبھون کی خاطر کرتا ہے
علاوہ ازین ساحران زبردست ہین رازداران طلسم ہوش ربا مکاری مین بیمثل و یکتا اور
اس زمہریر جادو کے واسطے اور بھی شرف حاصل ہے راے ناظرین والا مقام پر ظاہر ہو خاص
دریاے نیل مین زمہریر جادو رہتا ہے اسی وجہ سے نامہ بھی اسکے پاس بہ مشکل پہونچا اگر دخان سیہ رو
نہ جاتا زمہریر جادو کا آنا دشوار تھا ہر نوع کیفیتین اپنے اپنے مقام پر ظاہر ہونگی اس مقام پر افشاے
راز مناسب نہین ہے ترتیب طلسم ہوش ربا انواع طور سے واقع ہوئی چونکہ حقیر پر تقصیر نے
جلد پنجم سے اس طلسم ہوش ربا کا آغاز کیا چار جلدین اول تحریر ہو چکین اگر ابتدا سے تحریر کرتا
حالات سلطنت شہنشاہ لاچین و بغاوت افراسیاب کی و کیفیت مفصل طلسم ہوش ربا و حالات
لوح طلسمی تحریر ہوتے کہ ناظرین پر بخوبی ظاہر ہو جاتا مگر انشاء اللہ اب بھی موقع دقت پاکر ان
حالات سے مفصلاً و مشروحاً آگاہ کرونگا کہ جس سے بخوبی کیفیت ناظرین پر ظاہر ہو جاوے
ابھی تک کسی مقام پر قواعد طلسم ہوش ربا نہین تحریر کیے جب خیال آتا ہے قلب اس حقیر کا تھراتا ہے
بہ مشقت تمام اس ہوش ربا کو مکمل کیا جو صاحب اسکے مصنف مشہور ہین جناب میر احمد علی صاحب
مرحوم و مغفور انھون نے چند اجزا تحریر فرماے وہ پردۂ کتمان مین تھے جب حقیر نے ان اجزا کو پایا
داستانہاے لطیف و عیارانہاے ظریف جا بجا پڑھا ہین قواعد درج کیے جلسہ رئیسان عالی مقام مین

اُسکو بیان کیا لکھنؤ مین شہرہ ہوا ہر رئیس و امیر مشتاق ہوا مقام ہاے متعدد پر بیان کرنے کا اتفاق ہوا
داستان جہانگیر اپنی ذات سے تصنیف کرکے شامل طلسم ہوش رُبا کی محرر ہر چہار جلد نے بھی تحریر فرمایا
ہو کہ نوٹنا اپل پریزادان کا دعشق ایرج نوجوان از ملکہ پران شمشیر زن وغیرہ بہت سی داستانین
اصل ہوش ربا کی نہین ہین مجکو دستیاب ہوئین ہین نے تحریر کین یہ داستانہاے رنگین فصاحت آئین
تصنیف کرکے ہوش رُبا کو ہوش رُبا بنایا یہ اُنکے قلم سے نہین معلوم کس وجہ سے نہ نکلا یا تعصب نے تحریر کرنے نہ دیا
کہ یہ کل داستانین تصنیف کردہ منشی احمد حسین صاحب قمر ہین حقیر کو داستان گوئی پر ناز نہین تمام
رئیسان والا مقام بلکہ خاص و عام حقیقت سے حقیر کی بخوبی ماہر ہین کہ یہ انقلاب فلکی اس امر کو اختیار
کیا کثرت اہل وعیال و وجہ معاش نے مجبور و ناچار کیا مگر بعنایت کریم کارساز مالک بے نیاز نثر خوانی
مصائب آل عبا مین یہ حقیر دست انداز ہوا بہ تصدق چہاردہ معصوم سرفراز ہوا ورنہ شیوہ نثر خوانی
اسقدر کمتر ہو کہ صاحبان تصنیف اتنے بڑے شہر لکھنؤ مین دو صاحب ہین تیسرا یہ حقیر اس زمرے مین درج ہوا
چہرہ ہاے نثر اپنی ذات سے تحریر کیے خود نظم کیا مصائب و فضائل کے حال مین موافق حدیث نثر ہاے
طولانی حالات معراج جناب پیغمبر آخر الزمان و مولود مسعود شہنشاہ دو جہان و دیگر فضائل و مناقب
موافق حقیقت خود نظم و نثر مین درج کیے بالاے منبر مجالس ہاے جلیل مین اتفاق ہوتا ہو بلکہ جب سے نثر
شروع کی بیان کرنا داستان کا سخت شاق ہوتا ہو مجبور ہون کہ اس فن خاص داستان سرائی مین
رئیسان عظام طلب فرماتے ہین ترک مناسب نجانکر بہ مجبوری اختیار کیا ورنہ شائع ہونا اس طلسم ہوش رُبا
کا کسی طرح منظور نہ تھا اب انشاء اللہ تا بہ جلد ہفتم اگر حقیر ہی نے لکھا تو راز دنیا ز طلسم ہوش رُبا بہ تصریح
تحریر کرونگا ورنہ محرر دیگر کی جو راے مین آئیگا اسطرح تحریر فرمائیگا اتنا البتہ جوش مین تحریر کیا ملاحظہ سے ان
ہر دو حصے جلد پنجم کے نکتہ سنجان عالی وقار و شاعران نامدار پر بخوبی واضح ہو جائیگا میری تحریر کی
کیا ضرورت ہو

نظم

کجا بودم اکنون فتادم کجا بدیدار رنگان نکو آمدم	عنان سخن شد زچنگم رہا نشست آورم بار دیگر کجوت	دگر بار در گفتگو آمدم بفرمان حی الذی لایموت

دریاے طبیعت نے جوش مارا کہ افسوس ایسا گوہر بے بہا یعنی طلسم ہوش رُبا اسکی یہ کیفیت ہوئی لیکن
مقام شکر ہو کہ نکتہ سنجان خاص و عام جب اس تحفۂ حقیر کو ملاحظہ فرمائینگے یقین ہو آبرو بڑھائینگے افراسیاب
جادو نے زمہریر جادو کی تعظیم کی پہلو مین بٹھایا زمہریر جادو نے بعد قدمبوسی بجرأت عرض کی اے شہنشاہ
عالی جاہ باعث طلب غلام کیا ہوا نامہ فیض شمامہ پہونچا مناسب نہ تھا کہ نہ حاضر ہوتا لیکن کمال

حیرت ہی لوح طلسم ہوش رُبا کی کیا کیفیت ہی اخبار ہاے مختلف سے مسلمانون نے ہبت سر اُٹھایا صدہا ملک قبضے سے نکل گئے بڑے بڑے امیر ساحران زبردست طلسم کشا کے شریک ہوے غلام کو حیرت ہی حضور کو ابتک غفلت ہی افراسیاب کو زمہریر جادو سے چھپانا منظور ہی ہنسکر جواب دیا ای زمہریر جادو لوح تک کسکی رسائی ہی سواے میرے کوئی حال لوح کا نہین جانتا اگر مسلمان سو برس فرنیگے طلسم ہوش ربا کی خاک چھانینگے لوح طلسم ہوش رُبا نہ دستیاب ہوگی حال مفصل تم سے کہونگا تم سب صاحب میرے قوت بازو دو ذریت ہیلو ہو تم سے کیا پردہ ہی یہ چند لونڈیان غلام جو بگڑ گئے جس دن فراغ مین آئیگا تسخیر کرلونگا صرف کوکب روشنضمیر سے فساد عظیم ہی اسکی بھی فکر ہو چکی صبح و شام مین ایسا دباؤ پڑیگا وہ خود ہاتھ باندھکر خدمت مابدولت مین آئیگا اپنی خطا معاف کرائیگا اگر ایسا نہ کریگا سلطنت نورافشان چھین لونگا ایک دن مین شکست دونگا اب تمھارے بلانے کا یہ اتفاق ہوا کہ خود دل تمھاری ملاقات کا مشتاق ہوا ای زمہریر صحبت یاران ہمدم غنیمت ہی آج شب بھر باغ سیب مین شریک صحبت ہو ناچ دیکھو آپس مین باتین کرین کل صبح کو تمکو رخصت کردینگے اپنے مقام قدیم پر جاکر رہنا تمھاری ذات سے آبروے دریاے نیل ہی وہ دریاے قہار زخار تمھارا کفیل ہی اس طرح کی باتین کرکے **افراسیاب** نے جلسۂ عیش و نشاط آراستہ کیا ساقی بچون کو حکم ہوا جام مئ گلنار لیکر حاضر ہوئے ناچ گانا ہونے لگا **افراسیاب** نے باتون مین **زمہریر جادو** کو بہلایا دام مکر مین پھنسایا کوئی اس راز سے آگاہ نہین کہ **افراسیاب** کو کیا منظور ہی جب دو پہر سے شب تجاوز کر چکی **افراسیاب** نے **صرصر** کو اشارہ کیا ایک جام شراب مین بیہوشی ملاکر **زمہریر جادو** کو پلادی **صرصر** حیران کہ یہ کیسی ہوا بگڑی اپنے رفیق جانباز کو بیہوش کرنے کا قصد ہی مجبور و ناچار انجام سے آگاہ نہ تھی جام مین بیہوشی ملائی اپنے ہاتھ سے **زمہریر جادو** کو جام دیا کہا لو برادر یہ جام محبت ہی **زمہریر جادو** پی گیا پیتے ہی گھبرایا کہا ای شہنشاہ جسم سے شعلہ ہاے آتش نکلتے ہین خود بخود استخوان جلتے ہین **افراسیاب** نے کہا باغ سیب مین ٹہلو گل و غنچے کی سیر کرو **زمہریر جادو** گھبراکر اُٹھا اُٹھتے ہی دل بیٹھ گیا لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوا **افراسیاب** نے **زمہریر جادو** کو گود مین اُٹھایا ایک کمرے مین لے گیا دروازہ بند کرلیا اب **حیرت** و **صرصر** و **سرماطا برلق** حیران ہین کہ یہ کیا سامان ہین لیکن **افراسیاب جادو** کہ گیا کہ کوئی قریب مابدولت کے نہ آئے **حیرت** و **صرصر** آپس مین اشارے کرتی ہین یہ شہنشاہ نے کیا کیا زمہریر بے پیر کو قتل کرینگے بیہوشی پلاکے بیہوش کیا **حیرت** نے منع کیا اس مقدمہ مین کلام نہ کرو مقدمۂ راز و نیاز ہی **زمہریر** ساحران مغرزمین سرفراز ہی قتل نہ کرینگے نہین معلوم کیا منظور ہی استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی کہ دوپہر **افراسیاب** اس کمرے مین تنہا رہا کوئی واقف نہوا کہ کیا کیا

بوقت سحر دیکھا افراسیاب و زمہریر ہنستے ہوے کمرے سے نکلے افراسیاب نے خلعت فاخرہ سے زمہریر جادو کو مخلع کیا بہت سا جواہرات دیا کہا اے برادر سامری و جمشید کے تمکو سپرد کیا بہ آبرو جاکر دریاے نیل مین رہو بدون طلب ما بدولت بیرون دریاے نیل نہ آنا جو کچھ ہمکو منظور ہوگا بہ تحریر تمکو آگاہ کرینگے زمہریر جادو اُٹھا افراسیاب سے رخصت ہوکر روانہ ہوا دربند و خانیہ پر آیا دخان سیہ رو و فیروزہ فیروزہ پوش نے بعجبت پوچھا اے برادر افراسیاب جادو نے کیون بلایا تھا زمہریر جادو نے کہا کوئی باعث ثابت نہوا شب بھر صحبت رہی بوقت سحر زر و جواہر دیکر رخصت کیا مگر اے برادر جب سے مین سوکے اُٹھا مجکو اپنے جسم پر ایک گرانی معلوم ہوتی ہے ثابت ہوتا ہے کہ زور و قوت کسی نے کوٹ کوٹ کر رگ ریشہ مین بھر دیا ہے جب چلتا ہون زمین تھراتی ہے جسم پر گرانی معلوم ہوتی ہے آئینہ قلب پر حیرانی ہے دخان سیہ رو نے گھبرا کر کہا جب سے مین تمھارے پہلو مین بیٹھا ہون سحر بالکل بھول گیا فیروزہ نے کہا بھائی صاحب میرے بھی قلب پر دریاے حیرت کا جوش ہے سحر و ساحری فراموش ہے زمہریر جادو گھبرا کے اُٹھا کہا بھائی صاحب نہین معلوم افراسیاب نے کیا کیا میرے جسم مین کیا بھر دیا مجکو خود اپنے حال پر عبرت ہے دل چاہتا ہے تلوار کھینچکر جا پڑون کسی سے لڑون جرأت بڑھ گئی دخان نے کہا بڑے بھائی صاحب شہنشاہ نیلم کے پاس جاؤ یہ سب حال اُنسے بیان کرو وہ صلاح معقول دینگے زمہریر جادو گھبرا کر تخت پر سوار ہوا طرف کوہ نیلم کے چلا شہنشاہ نیلم سامری محل مین بیٹھا ہے پہلو مین اُسکا وزیر اعظم مواج بن گرداب آدم خوار دوسری جانب مواج کا بیٹا لطمہ صد گوش دریا نوش اور تمام وزیران سلطنت و مشیران ا بہت بڑے بڑے سرداران عالی وقار ساحران نامدار دربار شہنشاہ نیلم مین جمع ہین دربار اسکا گیا دربار افراسیاب کا کم ہے بڑا صاحب شوکت و حشم ہے بڑھکر مرد ہے نے عرض کی آپ کے برادر بجان برابر زمہریر جادو تشریف لاتے ہین نیلم نے مواج کو حکم دیا استقبال کرکے بھائی صاحب کو لاؤ سب امیر وزیر گئے زمہریر کو لیکر سامنے نیلم کے آئے نیلم کی زمہریر پر نگاہ پڑی دیکھا دریاے جواہر مین غوطہ مارے قبضہ شمشیر پر ہاتھ جھومتا ہوا مثل فیل مست نیلم سے متغیر ہوا لیکن آنکھین اُبلی ہوئین ابرو پر بل پڑے ہوے کبر و نخوت چہرے سے ظاہر نیلم نے گھبرا کر کہا کیون بھائی صاحب مزاج کیسا ہے صاف چہرے سے ظاہر ہے کہ آمادہ حرب و پیکار ہو آنکھین سُرخ اُبلی ہوئین ابرو پر بل پڑے ہوے حال مین یہ چھل بل زمہریر نے کہا اے برادر شب کو مجکو شہنشاہ نے بطور مہمان بلایا صبح کو رخصت کیا اسوقت سے میرا یہ حال ہے جی چاہتا ہے کسی سے لڑون اگر لاکھون ہون تو تلوار کھینچکر جا پڑون دریادلی کا جوش و خروش ہے بیہوشی کا ہوش ہے بھائی دخان نے کہا تمھارے سایہ مین سحر بھول گیا یہ سنکر نیلم جادو سوچنے لگا گھبرا کر جواب دیا اے بھائی

مجھے بھی سحر فراموش ہے یہ کہکے زمہریر جادو کے سایہ سے ہٹ گیا دور جاکر کھڑا ہوا اب جو خیال کیا سحر یاد اگیا نیلم سر پیٹنے لگا کہا اے بھائی زمہریر بڑا غضب ہوا تمھارے سایہ مین سحر فراموش ہوتا ہے اب تو دربار مین شہنشاہ نیلم کے ایک غل بلند ہوا برائے امتحان سایہ مین زمہریر جادو کے بڑے بڑے ساحر آتے ہین سحر بھول جاتے ہین کودکر الگ ہوتے ہین کہتے ہین لیجیے اب ہمکو سحر یاد آیا جادوگرون کو کھیل ہو گیا زمہریر جادو بہت گھبرایا کہتا ہے اے نیلم کوئی تدبیر بتاؤ یہ **افراسیاب** نے میرے ساتھ کیا کیا نیلم نے کہا صاف ثابت ہوتا ہے تمھارے جسم مین **افراسیاب** نے لوح طلسمی رکھدی یہ تو بڑی دشمنی کی اب مسلمان تمھین کو تلاش کرینگے سارہ بان نژادے کے ہاتھ سے کیونکر بچوگے اُسنے جاکر **سیماب جادو** کا پتہ لگایا گنبد نور مین پھاندا اس ظالم سے جان بچانا دشوار ہے ای بھائی تم ایک کام کرو سیدھے طرف دریائے نیل کے جاؤ قعر دریا مین جاکر چھپو خبردار کسی شادی غمی مین نہ آنا صاف صاف کتاب سامری مین تحریر ہے دریائے نیل مین سات ہمزادون کے سر جو چرخ مارتے ہین کبھی مخفی کبھی ظاہر تمھارے بھی ہمزاد کا آئین سر ہے جب برائے امتحان طلسم کشا بر سر دریائے نیل جائیگا جسکے پاس لوح ہوگی اُسکے سر پر ہاتھ پڑیگا لکھا ہے وہ سر دریا خون کا قریب دریائے نیل بہیگا اسقدر کشت و خون ہوگا کہ اتنے بڑے طلسم ہوش رُبا مین سناٹا پڑجائیگا اور تم سے کیا کہون پوچھو مین سب کچھ مرقوم ہے راز و نیاز طلسم ہوش رُبا مجکو سب معلوم ہے یہ بھی لکھا تھا خاندان کی ہمارے بڑی بربادی ہوگی شہنشاہ لاچین رہائی پائیگا سب سے پہلے ہمکو تمکو تلاش کریگا کیونکر جان بچا بینگے کہان چھپینگے طلسم کشا کے ساتھ بڑے بڑے لوگ ہونگے طلسم کشا پر حال فقرہ روشن ہو جائیگا اور اگر سب کیفیت تم سے کہونگا گھبرا جاؤ گے پس بہتر یہی ہے کہ سیدھے طرف دریائے نیل کے جاؤ قعر دریا مین چھپو زمہریر جادو بدحواس ہوش پراگندہ کہا بھائی صاحب بڑا غضب ہوا مین بھائی بہنون سے نہ مل سکونگا شادی غمی سب ترک ہوئی نیلم نے کہا کوئی مرجاے تمھین کیا کام ارے بھائی کیسی شادی کیسی غمی اپنی جان کو غنیمت جانو اندر دریا کے عیش و آرام مین مصروف رہو سب سامان وہان تمھارے واسطے موجود ہے ہم سب تم سے چھوٹے **افراسیاب** نے بُرا کیا بدون آگاہی یہ حرامزادہ حرکت کر گذرا اب ہمکو کچھ بن نہین پڑتا بیشک زوال طلسم ہوش رُبا قریب آیا اسد غازی کے ہاتھ سے طلسم بچنا دشوار ہی اُسکا نام کتاب سامری مین لکھا ہے بانیان طلسم نے تصویر کھینچی سر مو فرق نہین ہے یہی حسب و نسب لکھا ہے اب تکمرامون کی خرابی ہے چین کر چکے وقت مصیبت آیا لشکر غم و الم نے گھیرا سامری جمشید بچا ئینگے یار و آٹھ پہر لوجا پاٹ کرو پنڈتون سے کہو ساعتین نیک نکالین جاپ کیا کرین شوالے بنواؤ پنڈتون کو سرفراز کرو گھٹے برہمنون کو ہماری اقلیم سے نکال دو یہ سنگ دل

آٹھ پہر پتھر ڈھلکا یا کرتے ہین کہ کوئی بڑا درے ہاتھی گھوڑا لٹے ان حرامزادون کا ہمارے اقلیم مین رہنا بہتر نہین ہی اور مین بھی اب سامان لشکر کشی کرونگا ای برادر زرجہر یہ مین خود تمھاری ملاقات کو آؤنگا تمھاری آمد ورفت معطل رہی ان باتون کو سُنکر زرجہر یہ جادو کا رنگ رو متغیر ہی حیران حیران سُن رہا ہی سن ہوگیا آخر شہنشاہ نیلم سے ملکر رخصت ہوا نیلم نے کہا بھائی راہ مین بھی کسی دربند پر نہ ٹھہرنا ہر شخص کو یہی خواہش ہوگی کہ پکڑکے طلسم کشا کے حوالے کردین سامنے طلسم کشا کے سرخرو ہون زرجہر یہ جادو نے کہا نہین بھائی مین کہین نہین ٹھہرونگا قعر دریاے نیل مین جاکر چھپونگا سب سے رخصت ہوکے زرجہر یہ جادو طرف دریاے نیل کے روانہ ہوا یہ اب جاکر قعر دریاے نیل مین چھپے گا ذکر اسکا بر وقت لشکر کشی دریاے نیل تحریر ہوگا لیکن افراسیاب خانہ خراب بعد جانے زرجہر یہ جادو کے بیٹھکر موچھون پر تاؤ پھیرنے لگا تاج کو کج کیا کہا اے وزیران حکمت دا ای مشیران سلطنت کسی کو خبر ہی کہ مین نے لوح طلسمی کو کیا کیا شب کو مابدولت نے لوح کو توڑ ڈالا ٹکڑے ٹکڑے کرکے پر پرواز پیدا کیے اُڑکر بر سر دریاے قلزم پہونچا جس مقام پر طبقہ زمین کا بیٹھا ہوا ہی گرداب سکندری اس مقام کا لقب ہی کبھی کسی جہاز کا وہان گذر نہین ہوتا سکندر یہ مدار سطو اس مقام تک پہونچا تھا برج بنوا کر اسپر میل نصب کیا اُسپر ایک پنجہ آراستہ کردیا ہمیشہ وہ پنجہ جنبش مین رہتا ہی مراد یہ ہی کہ جہاز والے دور سے دیکھ لین اس جانب نہ جائین اس مقام پر مین نے جاکر وہ ٹکڑے لوح کے پھینکدیے طلسم کشا سے کہو عمر بھر سر ٹکرائے کون ایسا دریا دل ہی کہ وہان پہونچے اور لوح کو دستیاب کرے سلیے جستجو مین اپنی آبرو کو بچائے اب ایکدن مین ان مسلمانون کو مٹا دونگا ملکہ حیرت سامان لشکر کشی کرو مقابلہ مسلمانان مین جاکر اُترو مین کسی ساحر زبردست کو روانہ کرتا ہون وہ آکر مقابلہ کریگا سب کی مشکین باندھکر لے آئیگا لوح سے بخوبی اطمینان ہوا لوح کو مین نے مٹا دیا دریاے قلزم مین پھینک دیا سارہ بان زادے کو آگاہ کرو کہ اسد غازی کو لے کر تا بہ حد سکندری جائے خوب غوطے کھائے مبتلاے محیط بلا ہو مقام لوح اپنی زبان سے تبلاتے ہین دریا دلی دکھاتے ہین دیکھین بی بہار و باغبان و مخمور کیونکر جستجوے لوح کرتی ہین بہت دیر تک بلبلایا جوش مین بکا کیا لیکن سب کو حیرت ہوئی کہ افراسیاب نے لوح کو کیا کیا غصہ مین تحفہ نایاب مٹا دیا حیرت جادو تخت پر سوار ہوئی مصور و صورت نگار کو ہمراہ لیا جمعیت بارہ لاکھ ساحران غدار برائے مقابلہ لشکر مسلمانان چلی یہان ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ اپنی بارگاہ مین مصروف عیش و نشاط ہین کہ ہرکارون نے خبر دی لشکر حیرت بڑے زور و شور سے آتا ہی سب سردار باہر نکل آئے دیکھا لکۂ ابر گلنار پیدا ہوا حیرت جادو تخت پر سوار چار سو سردار پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے پشت پر لاکھون ساحر حربہ ہاے

سحر ہاتھ مین افسون ونیرنج بات بات مین حیرت آگرا تری لشکر فردکش ہوا ملکہ مہرخ نے برق فرنگی سے کہا جاکر خبر لاؤ لوح کا پتہ لگاؤ برق بصورت ساحر لشکر حیرت مین آیا دیکھا حیرت جادو تخت پر بیٹھی ہو ساحرون سے ذکر کر رہی ہو لو صاحبو شہنشاہ نے لوح کو مٹایا خاک مین ملایا اب رازداران طلسم اسد غازی کو لے کر سفر دریا کوین حد سکندری تک جائین غوطے خور مقرر ہون غوطے لگائین ٹکڑے لوح کے نکالین فاحی طلسم کرین برق یہ خبر وحشت اثر سنکر بارگاہ ملکہ مہرخ مین آیا تمام کیفیت لوح بیان کی رنگ ردے اسد متغیر ہوگیا سبھار کو بھی انتشار ہوا مگر خواجہ عمرو نے کہا جھک مارتا ہو وہ بیشتر بھی کہتا تھا میرے طلسم کی لوح نہیں ہو آخر عنایت پروردگار سے جستجو کی لوح دستیاب ہوئی یہ خوب یقین کامل ہو کہ اب افراسیاب نے لوح کو مقام محفوظ پر رکھا ہوگا انشاء اللہ تلاش کرینگے اہل اسلام اس تدبیر مین حیرت جادو اس تقریر مین کہ افراسیاب جادو کسی ساحر زبردست کو روانہ کرے طبل جنگی بجے دونون لشکرون کا حال وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان زلزلہ قاف ثانی سلیمان صاحبقران عالی شان کہ نقابدار زرین پوش سے رخصت ہوکر طرف لشکر اسلام کے چلے مین اور روانہ ہونا مغرور آتشبار جادو کا برائے مدد زمردشاہ باختری و دیگر حالات متعلق داستان کے بیان ہوتے مین ساقی نامہ افق لکھنوی

آنکھ اے مرے مرشد مغان کھول
چھینٹا مُنھ پر شراب کا دے
شیشہ سے شراب ناب نکلے
گلگون کف دست کو کرون مین
منجن کو ہی می کا درد کا فی
دے توڑ کے شاخ گلبن تاک
غائب ہوا صبح کا ستارا
صد چاک ہی صبح کا گریبان
آواز جرس جگا رہی ہو
سرخاب نے غم کی رات کاٹی
گم مثل شررہ ہوا چمک کے

بیدار ہو دیدۂ دکان کھول
سجدے کو جھکے سر خم مل
اس مشرق سے آفتاب نکلے
دے ساغر بادۂ دل آرا
رومال شراب کی ہو صافی
کلی کو شراب مشکبو دے
ظاہر ہوا مہر عالم آرا
آنکھین ملتے ہین غنچۂ تر
شاخون کو صبا ہلا رہی ہو
جو چاند کہ ماہ شب کا من تھا
جگنو کی طرح چھپا چمک کے

قسمت مری سوتی ہو جگا دے
ہو بانگ اذان صدائے قلقل
چلو مین شراب تر بھرون مین
مینا کی طرح کرون غرارا
دانتون کو ہو انتظار مسواک
صہبائے سبوئے وضو دے
پرزے پرزے ہی گل کا داماں
چھینٹے دیتی ہو اوس منھ پر
ہ نے رو التفات کاٹی
وہ چاند کہ شمع انجمن تھا
جو شوہر تھا پاسبان کا شب کو

وہ بانگ اذان بناہی شب کو
تارے تھے جو دیدہ فلک کے
ہی بہر وضو سے گل وہ پانی
گل لحن طیور ٹسن کے سن ہی
انگلی کی طرح چٹک رہی ہی
ہر گھر مین کھلین دروں کی آنکھین

کہتے تھے جنھین چراغ کے پھول
تارے وہ نہان ہوے جھپک کے
باغون مین نسیم چل رہی ہی
ہر مرغ کو بھیرویں کی دھن ہی
پنہان ہوے اوس چاٹ کر یار
اندھی ہوئین شپّر فلک کی آنکھین
جوگی جل سین کر کے دم تھے

وہ بنگئے سرو باغ کے پھول
شبنم تھی جو محو درفشانی
پریون کی طرح ٹہل رہی ہی
ہر ایک کلی مہک رہی ہی
ذردون کا ہوا نصیب بیدار
سوئے ہوے رات بھر کے اُٹھے

غزل حسب مضمون مقام

نکلی جو تن سے جان حزین کی خطا نہ تھی
اُس شعلے نے لپٹ کے سراپا جلا دیا
نزدیک صبح تھک کے وہ سویا سر مزار
تو وہ ہی جسکے دل مین زمانے کی ہی جگہ
دل سے کمر کے ہونے کا مٹتا خیال کیا
ای شوق ذبح تو نے ابد تک جدا کیا
تحجلت سے ہوگیا ہی مس سرخ زرد رو
کیا جانے کیون ڈرا کیا اپنا دل سیاہ
سایہ تو اپنا سمجھا ہی بر ہی یہ میری روح
پھرنے لگی نگاہ بھی یون ہین قضا کی شکل
ایسا ہی مجھپہ دوست ہنسے اشک گر پڑے
نرگس نے دیدے پھاڑ کے تم سے لڑائی آنکھ
باد بہار ہجر مین بھڑکا گئی سوا
ہر موے جسم شعلہ ہی آندھی سے عشق کے
اس گل بغیر دل کو چمن مین جلا گئی
دل کی نہ لو بجھائی نہ سکھلائی چشم تر
ای مہروش کبھی نہ کیا بھولکر بھی رحم

فرقت نے یہ سکھایا کہ رہنے کی جا نہ تھی
وصلت بھی میرے داغ جگر کی دوا نہ تھی
پھر چشم ناز یار بجنسہ شمع دانہ تھی
مین وہ ہون ایک جبکی ترے دلمین جا نہ تھی
لقمان پاس وہم کی میرے دوا نہ تھی
دم بھر بھی تیغ یار سے گردن جدا نہ تھی
کب کیمیا وہ تھی جو تری خاک پا نہ تھی
زلف رسا سے یار تھی کالی بلا نہ تھی
ای جان سچ بتا مجھے الفت تھی یا نہ تھی
آنکھ اپنی شکر ہی سوے ناز و ادا نہ تھی
سب قہقہے لگاتے تھے گویا بکا نہ تھی
نور ایک سمت آنکھ مین مطلق حیا نہ تھی
ہوتا چراغ داغ گل ایسی ہوا نہ تھی
سارے چراغ گل تھے یہ جبتک ہوا نہ تھی
باد سموم تھی مرے حق مین صبا نہ تھی
تھی آگ پانی خاک مین داخل ہوا نہ تھی
کیا تیرے ساتھ خلقت مہر و وفا نہ تھی

دونون طرح رکھا ہمین غفلت مین عشق نے
زخم جگر وہ تھا کہ نہ مرہم ملا کہین
صحت سے روگ نالہ کشی کا لگا ہی پھر
صحت ہی روز حشر تک ای عشق اب ہمین
آئی قضا جو ہجر مین مجکو نہ ہوش تھا
ای گل در آے سنگ مین کانٹا محال ہی
مارا تھا تیر تاک کے پرے اُڑی ہوا
دنیاے بیوفا سے محبت نہ مین نے کی
تربت مین بھی وہی شب تاریک ہجر ہی
صید آپ آیا دل کی کشش سے شکار کو
نکلا قبول باغ سے جامے کو پھاڑ کے

تم مین تمھارے حسن کی صورت وفا نہ تھی
دل کو ملا وہ درد کہ جسکی دوا نہ تھی
یہ ای طبیب عین مرض تھا شفا نہ تھی
جان بخش تھی مسیح تھی اپنی قضا نہ تھی
آتے ہی تیرے ہوش جو آیا قضا نہ تھی
مجھ زار کی جگہ ترے دل مین بجا نہ تھی
اُس ترک کی خطا نہین میری قضا نہ تھی
قابل نگاہ کرنے کے یہ بیوفا نہ تھی
ہکو فنا ہوئی مگر اُسکو فنا نہ تھی
مژگان کی لیس تذنگ کا نشانہ نہ تھی
خوشبو ترے لباس سے گل کی قبا نہ تھی

چہرۂ داستان۔ مسافران علوم فنون سازی و نیرنگسازان شعبدہ پردازی ہوم خانہ مین تحریر وتقریر کے بیٹھکر یون مصروف جنگ سحر سازی ہوتے ہین شعر مصنف

سخن پیراے این شیرین حکایت	چنین تحریر ساز و کلک حیرت

افراسیاب جادو بعد روانہ کرنے ملکہ حیرت کے باغ سیب مین مصروف عیش ونشاط نازنینان مہ جبین ہوا جام وسبو گردش مین آیا فتح جنگ مہرخ وغیرہ کی کوشش مین تھا کہ آسمان پر برق چمکی ملازم اہالیان دربند نے نامہ ہاتھ مین دیا افراسیاب نے پڑھا طرف سے لقا کی تحریر ہی دبندۂ خاطی او مغضوب درگاہ خداوندی غضب سے قدرت کے نہین ڈرتا قدرت کو تیری اقلیم مین آئے ہوئے عرصہ دراز گذرا اب تک براے قدمبوسی قدرت نہ آیا تمام طلسم تیرا خاک مین ملا دونگا نقش طلسم ہوش ربا مٹا دونگا جس ساحر کو بھیجتا ہی غرور کرتا ہی قدرت اُسکو غارت کردیتے ہین قدرت کو کسی کا غرور پسند نہین ہی اب اگر خود براے قدمبوسی نہ آئیگا ہاتھ سے میرے بندۂ خاص عمرو کے مارا جائیگا افراسیاب جادو نامہ پڑھ کر کانپ گیا کہا صاحبو غضب ہی ساری خرابیان اسی وجہ سے ہین کہ قدرت ناراض ہین ماہ دولت کو بڑے اغماض ہین اگر تنہا جائین لیاقت کے خلاف اگر سامان لشکر کشی کرین گا وزمین مار لشکر ماہ دولت نہ سنبھال سکے آب وآذوقہ راہ مین ممکن نہو لیکن آخر کسی وقت جاؤنگا چشم زدن مین کل مسلمانون کو مٹاؤنگا یہ کہکر مشیرون کی جانب

متوجہ ہوا کہا یارو تم مین کوئی ایسا ہے کہ براے مدد خداوند لقا جاے مسلمانون کو قتل کر کے قدرت کو بالاے قیطول پہونچاے یہ آفت طلسمی بھی دفع ہو قدرت بیٹھے بیٹھے تقدیر کر دیتے ہین نہ کچھ سمجھتے ہین نہ بوجھتے ہین مگر یارو جو کوئی جاے خیال رکھے دربار قدرت مین جا کر غرور نہ کرے مشیران افراسیاب سے ایک ساحر غدار مغرور آتشبار قہر و غضب مین آکر اُٹھا کہا اے شہنشاہ گیتی ستان یہ حقیر جائیگا ہر چند کہ نام مغرور ہے یہ بزرگون کی عقل کا قصور ہے کیون ایسا نام رکھا غلام کے دل مین کبر و نخوت کی جگہ نہین منکسر مزاج خاکسارون کے سر کا تاج اگر کوئی غلام کو ہزار گالیان بھی دے تو بھی نہین بولتا شہنشاہ نہ گھبرائین غرور کا ذکر نہ آئیگا غلام لڑ بھڑ کر قدرت کو بالاے قیطول پہونچائیگا افراسیاب نے کہا اے مغرور آتشبار دو باتون کا خیال رکھنا ایک تو عیارون سے بچنا شاگردان عمرو و فرزندان خواجہ نامور ایک ایک بلاے روزگار مکار غدار دوسرے صاحبقران زمان صاحب اسم اعظم الٰہی مورد فیوض نامتناہی سے اپنے کو اُنسے بچانا جبتک تدبیر بند آنے اسم اعظم کی نہو مقابلہ مین حمزۂ عرب کے نجانا بلکہ جہان تک ہوسکے سب سے پیشتر اسم اعظم حمزہ نامور بند کرنا تب طبل جنگی بجوانا عرض کی عیارون کی کیا حقیقت ہے اسم اعظم حمزہ کی تدبیر کرونگا اسی ہفتہ مین قدرت کو بالاے قیطول پہونچا کے حاضر ہونگا یہ کہکے نفیر سحر بجائی بارہ ہزار ساحران غدار کو اپنے ساتھ لیکر تخت پر سوار ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا یہان صاحبقران زمان بصد عظم و شان لقا بدار زرین پوش سے رخصت ہو کر مع لشکر کوہیان طرف لشکر ظفر اثر کے چلے تھے دو منزل کوہ عقیق باقی تھا ایک صحراے سبزہ زار مین آکر فروکش ہوے مگر نہایت تعجیل کہ ایک شب سے زیادہ کسی مقام پر نہ رہون لشکر مین پہونچون بارگاہ استادہ ہوئی ممتاز کوہی و بہرام گرد بن خاقان چین مقبل وفادار ہمراہ بیرون بارگاہ جلوہ فرما صحرا کی کیفیت مین مصروف یکایک سامنے سے صداے گریہ و زاری بلند ہوئی دیکھا آگے ایک نوجوان سر و پا برہنہ پشت پر کئی سو ملازم غلامان ترکی و رومی زخمدار بیقرار روتے پیٹتے چلے آتے ہین صاحبقران نے مقبل سے اشارہ کیا ان سب کو ہمارے سامنے لاؤ کسی نے انکو صدمہ عظیم پہونچایا مقبل نے جا کر اس جوان سے کہا اے شخص چل تجکو صاحبقران بلاتے ہین نام صاحبقران سنکر وہ جوان افسر سامنے صاحبقران کے آیا قدمون کو بوسہ دیا عرض کی اے شہنشاہ فریاد از دست قزاقان غلام کو حضور نے نہین پہچانا جنکو آپ نے بیٹا کیا یعنی خواجہ آشوب و خواجہ بہلول بندۂ قاف مین جو آپ کے ہمسفر رہے اسقدر آپ نے انکو جواہرات دیا کہ شہر و دیار مین تجارت کرتے ہین حضور کی محبت کا دم بھرتے ہین مین انکا گماشتہ ہون سہیل بازرگان نام اس دشت

۸۱

پرخطر سے گذرا سرہنگ قزاق نے مال و خزانہ لوٹ لیا غلام لڑے سب زخمی ہوے ہم سب کو گرفتار کرکے قزاق لے گئے تھے آج بمشکل چھوڑا یہ سُنکر صاحبقران کو نہایت غصہ آیا سہیل کو ایک خیمہ مین جگہ دی ملازم واسطے خدمتگزاری کے مقرر کیے فرمایا انشاءاللہ بوقت سحر جاکر اس دزد مکار سے نہ سمجھا تو نام اپنا صاحبقران ثانی نہ پایا یہ تو خاص مال اُسنے ہمارا لوٹا شب بھر صاحبقران بیقرار رہے بوقت سحر بعد نماز سلاح پیغمبران ذات پر آراستہ کیے پشت اشقر دیوزاد پر سوار ہوے یکہ و تنہا طرف سرہنگ قزاق کے چلے سردارون نے عرض کی غلامان جانباز کو ہمراہ لیجیے سرہنگ قزاق بہت زبردست ہی فوج بھی بیحساب ہی بڑے بڑے شاہان جلیل کے اُسنے خزانے لوٹے راستہ اس طرف کا تباہ کردیا صاحبقران نے فرمایا مین کسی کو ساتھ نہ لونگا یکہ و تنہا جاکر اسکو سزا دونگا مزاج صاحبقرانی سے سب صاحب واقف ہین سر جھکا کر خاموش ہوے صاحبقران طرف صحراے چلے یہان سرہنگ قزاق سر کوہ پر بیٹھا ہی گرد تمام قزاق جنگل کی جانب سب کی نگاہ آیندہ و روندہ کی فکر لوٹ کھسٹنے کا ذکر ایک نے دیکھا ایک جوان دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے کمیت ہیکل زیر ران سلاح بے نظیر خود الماس نگار سر پر زرہ لاکھون روپیہ کے قیمت کی زیب جسم انور دیکھنے والے نے کہا اے افسر بوا ایک سونے کی چڑیا آئی ہی چلو شکار کرین سرہنگ نے سر اُٹھاکر دیکھا بہت خوش ہوا کہا گھوڑا بے مثل ہی ایک نے کہا بنگاہ غور دیکھیے گھوڑا تین آنکھون کا ہی سرہنگ نے کہا ہمین منظور ہی پہلے ہماری نگاہ پڑی ایک نے کہا مین صاحب جوہر ہون تلوار مین لونگا اس جوان کو دم دونگا دوسرے نے کہا مین جھٹک کے کمان دوش سے اُتار دونگا میرا تیر تدبیر تودۂ آرزو پر تا سری غرق ہوتا ہی ایک نے کہا مین اس جوان کا دل دکھاؤنگا نیزہ چھین لونگا سرہنگ نے کہا یارو یہ تو بڑا کوئی شاہ جلیل ہی جرأت مین بے عدیل ہی دریاے جواہر مین غوطہ زن ہی ظاہر مین بڑا صف شکن ہی ایک قزاق بل کرتا ہوا اُٹھا نیزہ ہاتھ مین لیا گھوڑے پر سوار ہوکر پہاڑ سے اُترا صاحبقران حیران چہار جانب دیکھتے ہین کہ وہ قزاق سرکش کہان ہی ابتک بیچا آنکھون سے پنہان ہی مگر ایک طرف سے آواز آئی میان سپاہی صاحب جانے والے ٹھہر جاؤ صاحبقران نے پلٹ کے دیکھا ایک جوان گھوڑے پر سوار نیزہ ہلاتا ہوا آتا ہی بالاے کوہ بہت سے قزاق جمع ہین صاحبقران پر سب کی نگاہ پڑی کوئی چال کی تعریف کرتا ہی کوئی جواہر کو تاک رہا ہی صاحبقران نے فرمایا اے جوان کیا ہی کیون روکا اُسنے کہا بس گھوڑے پر سے اُترو ہتھیار کھولکر رکھدو سیدھے اپنی جان بچاکر چلے جاؤ صاحبقران نے مسکراکر فرمایا ہماری خطا کیا ہتھیار دینے کا کیا باعث اُسنے کہا اے جوان یہ بیشہ شیران ہی دیکھ پہاڑ پر مجمع قزاقان ہی کسی نے تجکو منع نہ کیا صبح کو ادھر چلا آیا

جان کو غنیمت جان ہمین تیرے حال پر رحم آیا صاحبقران نے فرمایا بھئی کیسے سپاہی ہو ہمارے ہتھیار چھینتے
ہو ہم تو بے لڑے بھڑے نہ دینگے سب اپنے بھائیون کو بلا لو افسر کو پکارو جب تو وہ قہقہہ مار کر ہنسا سر ہنگ
سے پکار کر کہا اے افسر یہ جوان طالب جنگ و جدل ہے کہتا ہے ہتھیار دینا سپاہگری مین خلل ہے حکم ہو تو
سمجھا دون نوک نیزہ پر اُٹھا لون سر ہنگ نے کہا برنیدہ بہ بندیدہ وہ جوان مثل شعلۂ جوالہ نیزہ ہلاتا ہوا
عنان بتاتا ہوا قریب پہونچا سینہ بے کینہ پر تاک کے نیزہ مارا صاحبقران نے سنان نیزہ کو بچا کر گلوگاہ پر ہاتھ
ڈال دیا چھین کر نیزہ یون پھینکدیا جیسے کسی طفل سے تنکا چھین لیتے ہین نیزہ جو نکلگیا قزاقون نے
پہاڑ سے طعن کی غصے مین اُسنے تلوار کھینچی صاحبقران پر ہاتھ مارا امیر نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ
ڈالدیا ایک طپانچہ بقہر وغضب مارا سر اُس خود سر کا چنبر گردن سے اُڑگیا لاشہ دھڑ سے زمین پر گرا اب
تو سر ہنگ کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا مثل فیل مست چنگھاڑتا ہوا کرگدن پر سوار ہوا پہاڑ سے
اُترا پشت پر بارہ ہزار قزاق لیکن سر ہنگ نے سب کو منع کیا تم کوئی دخل نہ دو میرے قوت بازو
کو اس جوان نے مارا اپنے ہاتھ سے سزا دونگا اس عذاب الیم سے مارونگا کہ یاد کریگا ہیبان دریا و رغان ہوا
اُسکے حال زار پر روئین مجکو رحم نہ آئے گینڈا چمکا کر سامنے صاحبقران کے آیا آتے ہی نگاہ ورزن ہوا
تین قدم مرکب صاحبقران سات قدم گینڈا اُسکا ہٹا تھون پر گینڈے کے جاہ ہاہ جسکل تمام اپنے کو روکا
تلوار کھینچکر جا پڑا سب قزاق تماشا دیکھ رہے ہین سر ہنگ و صاحبقران سے تلوار چل رہی ہے دو تین وار
ردوبدل ہوئے تھے کہ صاحبقران نے کلائی پر سر ہنگ کی ہاتھ ڈال دیا سر ہنگ لپٹ پڑا اسی طرح
لپٹے ہوئے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی سب قزاق حیران کہ یہ جوان کون ہے ہمارے افسر سے برابر لڑ رہا ہے
پہر بھر کامل کشتی ہوئی صاحبقران نے قہر وغضب مین نعرہ کیا سر ہنگ کو لے دوڑے سترہ اٹھارہ
قدم ریل کر لائے دونون بازو تھام کر ہکہ مارا دونون گھٹنے سر ہنگ کے آشنا بزمین ہوئے قصد ہوا لنگر
قائم کردن صاحبقران لنگر کب قایم ہونے دیتے ہین کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا سر سے بلند کیا زمین
پر دے مارا چارون شانے چت گرا کود کر امیر چھاتی پر سوار ہوئے فرمایا اوسر ہنگ حالا در شناختن
پروردگار چہ میگوئی ہنگ حیران کہا اے جوان نام نامی سے اپنے آگاہ کر صاحبقران نے کہا اے سر ہنگ
قزاق آگاہ ہو منم زلزلہ قاف ثانی سلیمان داماد نوشیروان سرکوب ہر دو شاہ باختری نام نامی
صاحبقران سُنکر سر ہنگ گھبرا گیا عرض کی اے شہریار تا زندہ ایم بندہ ایم دل مین سوچا اے سر ہنگ
اگر سرکشی کرونگا زندہ نہ بچونگا جان بچاؤ دل مین تزویر مین اسکو پھنساؤ یکسے قدمون پر گر پڑا دلمین
کینہ رکھکر مسلمان ہوا اس عرصے مین سرداران صاحبقران بھی فرداً فرداً آ پہونچے صاحبقران نے

فرمایا اے سرہنگ تونے ان سوداگرون کا مال لوٹ لیا جلد حوالے کر عرض کی آنکھون سے خدمتگزاری کرونگا بالاے کوہ تشریف لیچلئے دعوت قبول کیجے ممتاز کوہی نے ہر چند کہا اے شہریار یہ قوم کا قزاق ہے حضور سے دبا اتفاق ہے مال تاجرون کا مل گیا اب طرف لشکر ظفر اثر کے کوچ کیجیے صاحبقران نے فرمایا دلشکنی مجھکو اسکی گوارا نہین مال تاجرون کا اسی وقت دلوا دیا وہ دعائین دیتے ہوئے رخصت ہوئے سرہنگ بکاری صاحبقران کو مع جملہ سرداران نامی بالاے کوہ لایا قلعہ مین ہلڑ ہوا صاحبقران زمان داماد نوشیروان نے سرہنگ کوہی کو مسلمان کیا قلعہ مین تشریف لاتے ہین تمام اہالیان شہر براے زیارت جمال انور جمع ہوئے گلی کوچے معمور ہو گئے لیکن سرہنگ قزاق ایک گوہر بے بہا کاشانہ عفت مین رکھتا ہے خوش رو خوشخو سیمتن غنچہ دہن خورشید خد نام ناحی بلکہ صنوبر قد یکا یک کنیزون نے آکر عرض کی آپ کے والد نامدار کو صاحبقران نے زیر کیا مسلمان ہو کر قلعہ مین لاتے ہین سب لوگ براے تماشا جاتے ہین صنوبر قد اکڑتی ہوئی اُٹھی بالاے قصر آئی دیکھا زن و مرد کا تمام بازار مین جماؤ ہے تھوڑی دیر کے بعد دیکھا سرہنگ قزاق چوب چاق ہاتھ مین لیے ہوئے اہتمام سواری مین مصروف تمام قزاق پرے جمائے ہوئے بیچ مین صاحبقران زمان رعب و دبدبہ چہرۂ اقدس سے عیان خود زرین بالاے سر زرہ داؤدی زیب جسم انور کمان کیانی بالاے دوش ہزار تیرون کا ترکش مثل دُم طاؤس بائین جانب آنکھین رشک غزال آفتاب جمال فرد شوکت چہرے سے عیان فخر رستم و سام و نریمان جمال اقدس دیکھکر بے اختیار آہ کی ہاتھ کلیجے پر رکھ لیا کمان خانہ ابروے صاحبقران سے تیر مژگان چلے تو وہ دل پر لب معشوق ہوئے نگاہون کی چھریان قلب پر پڑین سنبھل نہ سکی سلطان عشق کی ملک قلب پر چڑھائی صبر و طاقت نے شکست کھائی غش کھاے گری کنیزون نے ہاتھون ہاتھ اُٹھا لیا لیکر محل مین آئین گلاب وغیرہ چھڑکا ہوش آیا مگر خاموش بحر محبت کا جوش حیران حیران چہار جانب دیکھتی ہے دل کا عجیب حال آنکھین محبت صاحبقران مین لال چہرہ مائل بہ زردی ہونٹھون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری یہ مہ جبین تو اس حال پر ملال مین خاموش بیٹھی ہے کنیزون نے ہر چند پوچھا کچھ جواب نہ دیا جب کنیزون نے بہت حیران کیا یہ کہدیا صاحبقران نے ہمارے باپ کو زیر کیا اب نہین معلوم ملک و مال کی کیا تدبیر ہو ہمکو اسی بات کا غم ہے اسوقت زیادہ کلام نہ کرو بلکہ بارگاہ مین جا کر خبر لاؤ دیکھو کیا ہوتا ہے یہان کا بادشاہ اپنے کسی سردار کو کرتے ہین باپ کو ہمارے ہمراہ لیجائینگے یا یہین چھوڑینگے یہ خبر مفصل جا کر لاؤ کئی کنیزین مردانے کپڑے پہنکر چلین یہان سرہنگ قزاق صاحبقران کو لیے ہوئے اپنی بارگاہ مین لایا مقام صدر پر بٹھایا چند

سردار صاحبقران کے ساتھ ہین باقی لشکر زیر کوہ فردکش ہوا اتفاق سے بہرام گرد بن خاقان چین رفیق قدیم صاحبقران صاحب شوکت و شان یہ لشکر مین رہ گیا ممتاز کوہی و مقبل وفادار و دیگر چند سردار صاحبقران کے ساتھ ہین سرہنگ کو فکر ہی کہ اس سرکش کو گرفتار کر دن سزائے معقول دون فوراً محفل عیش و نشاط آراستہ کی ساتھ والے اُسکے مکار غدار اشارے پر لگے ہوئے ہین جب ہنگامہ محفل گرم ہوا اسوقت اس بیحیا نے شراب مین بیہوشی ملائی ایک جام اپنے ہاتھ مین لیا تسلیم کر کے سامنے آیا عرض کی اس جام کو نوش فرمائیے غلام کی آبرو بڑھائیے صاحبقران صاف باطن اُسکے مسلمان ہونے سے مطمئن مسکرا کر جام نوش فرمایا کہا اے بہادر بیٹھو تکلیف نہ کرو کہا نہین اے شہریار آج اگر کلاہ فخر تا بہ عرش پہونچاؤن زیبندہ و سزاوار ہی آپ ایسا بہادر نامی و نامدار صاحب جاہ و وقار اس ذرہ بیمقدار کو سرفراز کرے کیونکر نہ یہ حقیر اپنے مرتبہ پر ناز کرے صاحبقران نے شرما کے سر جھکا لیا اب اسنے پلٹ کر وہی شراب صاحبقران کو پلائی چند عرصہ مین بیہوشی نے تاثیر کی صاحبقران گھبرا کر اُٹھے لڑکھڑا کے گرے مع ساتھ والون کے بیہوش ہوے سرہنگ نے نعرہ کیا آہنگرون کو بلایا صاحبقران کو مسلسل و مطوق کیا قید خانہ مین بھیجا قصد ہوا کہ جاکر لشکر صاحبقران کو تباہ کر دن لیکن کنیز ملکہ صنوبر قد مردانے کپڑے پہنے ہوئے دربار مین برائے خبر آئی تھی کل معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا گھبرا کے پلٹی ملکہ صنوبر قد باغ مین ٹہل رہی ہی سیر گل و لالہ سے دل بیزار آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے دل سے باتین کر رہی تھی کہ اے صنوبر قد عشق کا انجام کیا ہوگا کجا ذرہ کجا خورشید اعظم داماد نوشیروان صاحب جاہ و حشم جنکا لوائے شوکت از پردہ دنیا تا بہ قاف سرفراز دو بیٹیان نوشیروان کی انکے عقد مین آئین بہشتی ہون ایک عقد پردۂ قاف مین کیا بادشاہ پریزادان نے ایک اپنی دختر ملکہ آسمان پری فخر زہرہ و مشتری شرف اپنا جانکر عقد مین اُنکے دی مجھ ایسی ہزارہا کنیزین محل مین پڑی ہونگی پس میری رسائی کیونکر ہوا ہی دل خانہ خراب کیون پیچ و تاب ہی لیکن افسوس امن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا صبر و جبر دشوار بیقراری کو کہان قرار آتش عشق شعلہ ور گرمی محبت سے درد جگر اس خیال مین تھی کہ کنیز دوڑی ہوئی سامنے آئی عرض کی حضور غم و الم کو دل سے دور کرین سامان عیش و سرور کرین آپ کے بابیجاندیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ مکر سے مسلمان ہوے تھے بیہوشی پلا کر صاحبقران کو پکڑ لیا قید خانے مین بھیجا اب تیاری ہی کہ وہان فوج کو آنکی جاکر تباہ کرین مال اسباب لوٹ لین کمر بندی ہو رہی ہی یہ خبر وحشت اثر شکر تیر دلدوز جگر پر سوز پر پڑا قلب زخمی ہوا حیران ہو کر کنیز کی جانب دیکھا کہا سچ کہتی ہی عرض کی حضور میرے سامنے گرفتار کیا حضور کے محل کی پشت پر جو مکان پختہ ہی اسی مین قید کیا سو جوانان صف شکن برائے نگاہبانی قرار پائے اپنے

کو ٹھے سے چڑھ کر ملاحظہ فرمایئے کہ بندی لشکر مین ہو رہی ہی جاکر بر سر لشکر حمزہ قیامتین برپا کرینگے
لڑائی کا تماشا چلکر ملاحظہ فرمایئے قریب تھا طائر روح قفس جسم سے نکل جائے ضبط کر کے مع چند کنیزون
کے قصر پر چلی دل سے کہتی ہی ای فلک کجرفتار و ای گردون ناپایدار یہ کیا خبر وحشت اثر سنائی ایسا شیر دل
جلیل و رئیس یون گرفتار ہے دیکھیے تقدیر ہراد دکھیے اب کیا ہوتا ہی ملکہ تو گھبرا کر کوٹھے پر آئی لیکن بہرام گرد
بن خاقان چین انتظام لشکر مین مصروف ہوا ایک ہرکارے نے آکر خبر پہونچائی ای پہلوان دوران
وای گرفتار شب جہان صاحبقران قلعہ مین جاکر قید ہو گئے سر ہنگ نے مکر کیا بیہوشی ملا کر پکڑ لیا یہ سنکر
بہرام غصے مین کانپنے لگا سلاح جسم پر آراستہ کرنے لگا سرداروں نے پوچھا کیا قصد ہی کہا یارو قصد کیا
ابھی جاکر جان دونگا قلعہ مین دریاے خون بہاؤنگا ایسا نہو یہ چور نابکار صاحبقران نامدار کو قتل
کر ڈالے کوہیون نے عرض کی غلام ساتھ ہین ہمارا آقا ممتاز کوہی بھی جاکر قید ہوا اسی وقت لشکر مین
تیر ناہوئی چشم زدن مین لشکر تیار رہا ہوا بہرام اشیت مرکب باد رفتار پر سوار ہوا ساٹھ ہزار فوج لیکر چلا
ملحوظ خاطر ہو سوا پہر دن باقی ہی جسوقت بہرام بلوہ کر کے چلا نوبت نقارہ بجا ہوا علمہاے زنگاری کے
پھریرے کھل گئے شیران دشت نبرد صفین جاکر چلے صدا نوبت نقارے کی جو بلند ہوئی یہان سر ہنگ فراق
تدبیر کر رہے تھے کہ دن کو قلعہ سے نکلنا مناسب نہین ہی رات ہوئے تو شبخون ماردن یکا یک ہرکارے
دوڑے ہوے آئے عرض کی ای شہریار حضور نے بڑا دھوکا کھایا اور سرداروں کو آپ قلعہ مین لائے لیکن
سردار جلیل بہرام گرد بن خاقان چین جلالت آئین رفیق قدیم صاحبقران لشکر مین رہ گیا اسنے جو خبر پائی
کہ آقا کو ہمارے گرفتار کر لیا درنے پر کمر باندھکر مع لشکر طرف قلعہ کے آتا ہی صدا نوبت نقارے کی
آرہی ہی نہیب شمشیر مردان عالم سے زمین تھرا رہی ہی سر ہنگ نے گھبرا کر کہا حقیقت مین یہ خیال نہ رہا
مین سمجھا سب سرداروں کو صاحبقران ساتھ لائے یہ کیا خبر تھی کہ بہرام گرد لشکر مین رہگیا جلد خندق
پُر آب کرد دروازہ قلعہ کا بند ہو توپین ماردیہ کہتا ہوا بالاے قلعہ آیا پل تختہ اٹھا لیا دروازہ قلعہ
کا بند کیا سامان جنگ سے قلعہ آراستہ ہی دوربین ہاتھ مین لیکر دیکھا تتق گرد بلند ہی آگے بہرام اشیت
پر کوہیان نیکنام جب فوج زد پر پہونچی سر ہنگ نے ہوائی داغی یہی نشان تھا گولہ اندازون
نے توپون کو سیدھا کیا نہین معلوم کان مین کیا پڑھکر پھونکا توپین کڑکین گرجین آگ اگلنے لگین زمین
کانپی آسمان شعلہ بار نے آگ برسادی فوج اسلام جمی ہوئی آتی تھی کئی ہزار اڑ گئے فوج کے پاؤن
اُٹھے دور جاکر ٹھہرے سر ہنگ نے کہا دیکھو کوئی گولہ قضا کا بڑا لشکر مسلمانان کا کیا حال ہوا
گولہ اندازون نے ہاتھ روکا دھواں برطرف ہوا دیکھا فوج اسلام دور جاکر ٹھہری سر ہنگ نے

حکم دیا خوشی کے نقارے بجنے لگے قزاقون نے غل مچایا وہ مارا مسلمانون کو بھگا دیا بہرام گرد نے جو یہ معرکہ دیکھا گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا اہالیان فوج سے فرمایا آپ لوگ تامل فرمائین جب مین قلعہ کا پھاٹک جاکر توڑ دون اسوقت تم سب صاحب آجانا اس بیر زمین گیر کا تماشا دیکھو یہ بوڑھا غلام صاحبقران کا کیا کرتا ہی اہالیان فوج تھمے بہرام گرد نے مرکب بڑھایا آواز دی اے قزاقان بیحیا آکر سزا دیتا ہون یہ کہکر طرف قلعہ کے چلا قزاقون کے ہوش اُڑ گئے کہا کیا دل گردہ ہی توپ کے منھ پر آتا ہی سرہنگ قزاق نے کہا گولے مارو کوئی تو گولہ قضا کا پڑیگا توپین فیر ہوئین گولے مثل اولے کے برسنے لگے رنجک کی بجلی چمکی دھوئین کا آسمان بنکر چھا رہا لیکن بہرام شیر دل گھوڑے کو مہمیز کرتا ہوا گرز ہاتھ مین کبھی پشت مرکب پر کبھی زیر شکم مرکب کبھی ایک رکاب پر اپنے کو گولون سے بچاتا ہوا گھوڑے کو کاوہ ایڑ پر لگاتا ہوا کبھی داہنے پر نکل گیا کبھی بائین پر دور جاکر دم لیا پھر وہان سے جھپٹا گھوڑے پر کوڑا کیا گولون سے بچکر نہ ٹھہرا نہ پلٹا نہ برابر خندق کے پہونچا نعرہ شیرانہ کیا نعرہ بہرام گرد

منم گرد بہرام خاقان چین	کہ از ہیبتم سن بلرزد زمین	غلام امیر عرب دیو تبار	یل صف شکن نامور نامدار

نعرہ بہرام گرد کی صدا جو بلند ہوئی زمین قلعہ کی کانپی سرہنگ گھبرایا کہا یارو تامل کرو دور قلعہ سے آواز نعرہ کی آتی ہی اب جو ہاتھ کو روکا روشنی ہوئی دیکھا بہرام گرد بر لب خندق ٹہل رہا ہی قصد ہی خندق تراؤن پھاٹک جاکر توڑون اہالیان فوج نے دیکھا کہ سردار ہمارا تا بہ قلعہ پہونچ گیا توپ بند ہوئی یہ بھی سب نوبت نقارے بجاتے ہوے چلے گھوڑون نے طرارے بھرے حد ادنیٰ رسالہ لیے سرہنگ نے جو یہ معاملہ دیکھا ساری قزاقی بھولا ہوش و حواس پراگندہ کہا یارو اب کیا کرون ادھر ملکہ صنوبر قد اپنے بام سے یہ سب معرکہ دیکھ رہی ہی کنیزین پشت پر جرأت بہرام گرد دیکھکر کہتی ہین کیون صاحبو عاشقان صادق اپنے آقا کے ایسے ہوتے ہین اسکا خدا اسے نادیدہ اسکو بچائے دیکھو کس جرأت سے ٹربھڑ کے قلعہ لیتا تا بہ خندق پہونچگیا سب جانباز چلے آتے ہین تلوارین کھنچی ہوئی نعرے پر نعرے کر رہے ہین دم جرأت کے بھر رہے ہین صدا دیتے ہین باشیدائے قزاقان پھاٹک کھول دو ہمارے آقا کو لے کر نکل آؤ آقائے نامدار ابھی خطا معاف کرینگے اس مکر و غدر کا بدلہ نہ لینگے صنوبر قد کہتی ہی کیون صاحبو اب جو صاحبقران چھوٹین گے قلعہ لوٹین گے مین تو ہاتھ باندھ کر سامنے حاضر ہونگی عرض کرونگی پروانۂ شمع جمال ہون کنیزان سرکاری مین درج فرمائیے انکو ضرور میرے حال پر رحم آجائیگا بہادر بے مثل ہین عورت پر کیا ہاتھ اُٹھائین گے

مجکو دیکھکر شرما جائینگے کنیزین کہتی ہین واری معقول تدبیر ہی حضور کی مسلسل تقریر ہی دیکھتے ہی عاشق ہو نگے خاتون محل قرار دینگے ہم سب حضور کے ساتھ چلین گے دختر نوشیروان ملکہ مہر گہر تاجدار ملکہ گردیا بانو شاہزادی عالی وقار ملکہ گلشن آرا و ملکہ رابعہ زر بفت اطلس پوش وغیرہ یہ سب شاہزادیان حسن و جمال مین بے نظیر چہرے رشک ماہ منیر زوجات صاحبقران ہین صاحبان ولاد بادشاہان جلیل کی دختران بلند اختران سب صاحبون سے ملاقاتین ہونگی سب بیبیان حضور کے استقبال کو آئینگی باعزاز و اکرام محل مین لیجائینگی اس طرح کی جو باتین کنیزون نے کین ملکہ کا خوشی سے چہرہ سرخ ہوگیا کہا صاحبو تمھارے منھ مین گھی شکر خدائے نادیدہ اپنا فضل شریک حال کرے تم سبھون کے مرتبہ بڑھاؤنگی لیکن جب صاحبقران محل مین آئین مین سلام کرکے سر جھکا لونگی تم سلیقے سے باتین کرنا میری بیقراری کا ذکر نہ آنے پاوے اب مین تم سب صاحبون سے صاف کہتی ہون صبح سے تم سب پوچھتی تھین آپ کا کیا حال ہے کیون قلب پر ہجوم غم و ملال ہے مین جمال با کمال دیکھکر مائل ہوئی اب تک زبان سے نہ نکالا تھا لیکن تم سے بیان کرتی ہون جس وقت سے جمال جہان آرائے صاحبقران ذیشان پر نگاہ پڑی دلکو بیقراری آنکھون کو شغل اشکباری ہر چند سنبھالتی تھی دل نہ سنبھلتا تھا رہ رہ کے کوئی کلیجہ ملتا تھا کمبخت چاہنے والے کی بڑی خرابی ہے جبتک وہ آرام مین تھے یہ خیال مین تھا ہم اُن تک کیونکر پہونچین گے جسوقت سے یہ خبر وحشت اثر پائی کہ انکو قید کرلیا جی چاہتا تھا گریبان چاک کرون مین بھی ہتکڑیان بیڑیان پہنکر قید خانے مین انکے پاس جا بیٹھون ثابت ہو اُنپر کہ اسکو ہم سے محبت ہے لیکن مجبور ہوئی یہ بھی مجھ بدنصیب سے نہو سکا کہ ایسے وقت مین جاکر ساتھ دیتی لیکن شکر ہے اُنکا سردار نامدار بلوہ کرکے پہونچا قلعہ کو گھیر لیا وار توپون کے رد کر چکا اب دل کو کسی قدر تسکین ہے لیکن اے لالہ غدار اتنے عرصہ مین کلیجہ خون ہوگیا نوبت بہ جنون پہونچی نظم دلپذیر

آمد بہار و داد بہ گلشن ندائے عشق
یا بم اگر ترشح آب ہوائے عشق
خواہی بصبر خو کن و خواہی بآب چشم
فرہاد نامراد تو از نالہ ہائے عشق
کشتی اگر شکست نہ داریم بیم غم
مخفی و درد و محنت بے انتہائے عشق

بلبل ہزار نالہ بساز و نوائے عشق
بیہودہ کاوش تو بہ نغمہ طبیب چیست
جز خون دیدہ ہیچ نباشد دوائے عشق
مجنون از ان بدیدن لیلی ز ہوش رفت
بر سر ملازم است در انا خدائے عشق

نشو و نما چو سبزہ ام از خاک بر دمد
درمان درد رانہ کند جز دوائے عشق
در بیستون بحسرت دیدار جان سپرد
کاید صدائے درد ز بانگ درائے عشق
یاران و بزم و بادہ و ہنگام عافیت

لالہ غدار وزیرزادی نے عرض کی واری دل نے بڑے مقام پر رسائی کی کمند محبت قصر عالی تک پہونچی آپ خود شاہزادی والا قدر ہین آسمان خوبی کی کامل بدر ہین آپ ملکہ

حسن خوبی کی شادوہ آسمان جلالت کے ماہ آپ عندلیب شاخ نخل محبت وہ سرو نوخاستہ حدیقہ ہمت جرأت آپ چرخ حسن کی ماہ کامل وہ اقلیم شوکت کے شہنشاہ عادل ایک مسند پر قران السعدین ہوگا ایک برج قصر مین اجتماع نیرین ہوگا حقیقت مین آپ کو نہایت پسند فرمائینگے دیکھتے ہی شمع جمال کو پروانہ بنجائینگے کوئی ایسی شاہزادی حورمثال غنچہ دہن سروقد گلعذار ماہ پیکر سیمبر لئیق فنون سپاہگری مین طاق شہرۂ آفاق اُنکے عقد مین نہ آئی ہوگی لالہ عذار وزیرزادی نے جو اس طرح حسن و جمال ملکہ کی تعریفین کین شرماکے سر جھکالیا کہا خداوہ وقت دکھائے قید و بند سے رہا کرائے اب کنیزین سب آگاہ ہوئین کہ ملکہ صاحبقران زمان پر عاشق ہوئی ہین آپسمین اشارے کنائے ہونے لگے کسی نے اشارہ کیا خوب ہوا کسی نے کہا برا ہوا بہت برا کیا کسی نے کہا ہوا ہو ہی باپ کے قتل کی طالب ہین دین بزرگون کا چھوڑ دینگی خداے نادیدہ کو سجدہ کرینگی ایک نے کہا ہوا مردوا فریاد رہے عشق و عاشقی کی ایسے شہرون مین پکار رہی جتنی شاہزادیان حسین و جمیل متین لئیق قرار پائین وہ سب انھین کے خاندان مین آئین ملکہ گیتی افروز دختر زمرد شاہ باختری جسکے حسن عالم سوز کا تمام دنیا مین شہرہ تھا وہ انکے پوتے شاہزادہ خاور پیاہ پر مائل ہوئین سلطنت کیسی خدائی کو چھوڑکے نکل گئین انکے بطن سے شیر گیر صف شکن تیغزن صاحب شوکت و شان شاہزادہ ایرج نوجوان پیدا ہوا جسکی نہیب شمشیر سے رستم و اسفندیار تھراتے ہین محفل مردان عالم مین اسکی جرأت و شوکت کے ذکر آتے ہین دوسری دختر خداوند ملکہ جہان افروز انکے فرزند دلبند بدیع الزمان گرد لشکر شکن کے قبضے مین آئین اس شیر کی ایک زوجہ دختر خداوند معشوقہ دیگر ملکہ گوہر ملک پیغمبرزادی جسکے بطن الوز سے نورالدہر والا قدر ایسا آفتاب طالع ساطع ولامع ہوا جرأت کی اسکی دھاک لیاقت مین بے نظیر زور و قوت مین ہمہ دان ہمہ گیر کس کسکا ذکر کرون حسب و نسب کا شرف اُنکے خاندان پر تمام ہوا جرأت و شوکت کا علم ان مین نام ہوا کنیزدن مین تو یہ چرچے لیکن ملکہ صنوبر قد جھکی ہوئی دیکھ رہی ہو کہ بہرام گرد مع خاقان چین قریب خندق قلعہ پہونچا اہالیان فوج نوبت نقارے بجاتے ہوئے قریب دیوار قلعہ آ گئے اس وقت سرہنگ قزاق گھبرایا مشیرون وزیرون کی جانب متوجہ ہوا کہا یارو اب کیا کرون یہ شیر بیشۂ جرأت نہنگ دریاے شوکت خندق کو ذرا یا چاہتا ہے اب قلعہ کو کیونکر بچاؤن مین سمجھا تھا میرے قلعہ تک آنا دشوار ہے شب کو ان سبھون پر شبخون مارونگا فوج کو تباہ کرکے قید حمزہ عرب کی لیکر خدمت خداوندی مین جاؤنگا طرۂ بیغیری پاؤنگا اب جان بچانے کی تدبیر کرو عیار اسکا قریب کھڑا ہی عقاب تیز پر نام بدطینت بدانجام بول اُٹھا اے افسر ایک تدبیر ہے ابھی سب مسلمان پلٹ جائینگے شب کو مین اور تدبیر کرونگا یعنی ایک سردار نامدار لشکر حمزہ مین باقی ہی عیاری کرکے پکڑ لاؤنگا اور سبھون کو مارتا کیا دشوار ہی

لشکر بے سردار بیکار جلد حمزہ کو قید خانہ سے بلا نیے زیر تیغ بٹھا دیجیے بہرام گرد سے پکار کر کہیے کہ اگر اندر قلعہ کے آ دگے اپنے آقا کو زندہ نیاؤ گے ہم ابھی قتل کر ڈالین گے بعد قتل تم سے لڑینگے خوب معرکے پڑینگے اسوقت پلٹ جاؤ کل مصالحہ کی گفتگو کرینگے بخوف جان اپنے آقا کے فوراً پلٹ جاینگے شب کو مین عیاری کر دنگا بہرام گرد کو باندھکر لاؤنگا یہ صلاح سرہنگ قزاق کو بہت پسند آئی ملحوظ خاطر ناظرین رہے ملکہ صنوبر قد فریفتہ حسن و جمال صاحبقران یہ سب ہنگامے دیکھ رہی ہی بہرام گرد نے قصد کیا خندق کے پار جاؤن سرہنگ نے حکم دیا صاحبقران کو مسلسل و مطوق بالاے قلعہ لائے بموجب صلاح عقاب زیر تیغ بٹھایا پکار کر آواز دی ای بہرام گرد ذرا ادھر متوجہ ہو بہرام گرد نے سر اُٹھا کر دیکھا اپنے آقاے نامدار کو زیر تیغ پایا سرہنگ نے کہا ای بہرام گرد پلٹ جاؤ ورنہ ابھی صاحبقران کو قتل کرتے ہین اس شب کی ہمکو مہلت دو بوقت سحر خواہ مقابلہ یا طریقہ اصلاح جو ہمارے تمھارے قرار پائیگا سمجھا جائیگا چند شروط ہم لکھکر بھیجین گے اگر تم قبول کر لوگے ہم تمھارے افسر کو رہا کر دینگے اب اگر ایک قدم بھی بڑھاؤ گے صاحبقران زمان کو زندہ نپاؤگے یہ حالات مصیبت آیات دیکھکر فوراً بہرام گرد نے گھوڑا پھیر اگرز ہاتھ سے ٹیک دیا پکار کر کہا ای سرہنگ براے خدا ہم ابھی واپس جاتے ہین ہمارے آقاے نامدار مولاے قدر شناس کو صدمہ نہ پہونچاؤ ای پہلوان جو تو کہیگا ہم قبول کرین گے صاحبقران غصے مین کانپنے زنجیرین ہلانے لگے فرمایا ای بہرام والا مقام ای بہادر نیکنام تو لڑ بھڑ کے یہان تک آیا اپنی محنت ضائع نہ کر یہ مکار ہمکو قتل کرے کچھ افسوس نہ کر خون کا معاوضہ ان جلاددن سے لینا بہرام گرد نے رو کے آواز دی اہ شہریار کاشکے نابینا ہوتا اس مصیبت مین آپ کو نہ دیکھتا اس مکار نے بڑا فریب کیا آپ ایسے بہادر کو دھوکا دیا دعوت کے پردے مین عداوت کی غلام سے حال زار حضور نہین دیکھا جاتا ای سرہنگ براے خدا صاحبقران کو قید خانے مین بھیجدے سرہنگ نے آواز دی ای بہرام جب تم پڑاؤ پر پہونچ لوگے تب قید خانے مین صاحبقران کو بھیجونگا بہرام روتا پیٹتا خاک اُڑاتا ہوا مع فوج پلٹا جب اپنے پڑاؤ پر پہونچا تب سرہنگ نے صاحبقران کو قید خانہ مین بھیجا آپ اپنی بارگاہ مین آیا عقاب نے وعدہ کیا حضور شب ہونے دیجیے بہرام کو پکڑ لاؤنگا لیکن اس گرفتار دام گیسو ذبیح خنجر ابرو ملکہ صنوبر قد نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ بہرام پلٹ گیا صاحبقران قید خانے مین کھینچے گئے طائر روح قفس جسم خاکی مین تڑپا روتی ہوئی قصر سے اُتری بے اختیار ہو کر رونے لگی بیقراری نے سر اُٹھایا دریاے اشک نے جوش مارا ہاتھون نے چاہا گریبان چاک کرین خاک مُنھ پر ملین نظم

دل طپان شوق ہمکناری سے
خفقان ضبط بیقراری سے
ایک جان اور غم کا وہ انبوہ
ایسی نازک پہ شست اندوہ

تنگیِ دہر وحشت افزا تھی
کیا نظر زخم اندرون آیا
سینہ کوبی سے دل فگار ہوا
آہ نے ولسے کیا اُٹھائے دھوئین
شور محشر خروش واویلا
نالۂ آخر فسون ہوا دل کو

طپش دل قیامت آرا تھی
چشم سے روتے روتے خون آیا
تیر حسرت جگر کے پار ہوا
چاہ بابل کے بس اُڑانے دھوئین
نفخۂ صور جوش واویلا
رُکتے رُکتے جنون ہوا دل کو

خار خارِ غم آشکار ہوا
نہ لیا پھر قرار نے آرام
دم اٹکتے اٹکتے ٹوٹ گیا
سر اٹھایا خروش پنہان نے
جی کو اشک زمین نے خاک کیا
چارہ سازون سے نفرتین کیا کیا

آتش دل جامہ پارہ پارہ ہوا
کھو دیا اضطرار نے آرام
سر ٹپکتے ٹپکتے پھوٹ گیا
اک قیامت کی آہ و افغان نے
خواہش مرگ نے ہلاک کیا
حرف تسکین سے وحشتین کیا کیا

یون بیقرار ہو کے روئی کنیزین گھبرا گئین عرض کی کہ واری صبر و جبر کیجیے ایسا نہو دشمنون کا دم نکل جائے صنوبر قد نے کہا صاحبو کیا کہکے دل کو سمجھاؤن طفل اشک کو کیونکر بہلاؤن یا تو اس شہریار کو ساتھ شوکت و شان کے دیکھا مکارون نے فریب دیکر گرفتار کر لیا بہرام نامدار نے اپنی جان ہٹائی لڑ بھڑ کر بیچارہ تا بہ قلعہ پہونچا ہزارون بندگان خدا مارے گئے اب بروقت پہنچنے کے پھر کیا گذری ہوگی یہ صلاح کسنے تبلائی برائے خدا جاکر خبر تو لاؤ اب ہمارے باپ کو کیا منظور ہے وہ بہادر سراسر بے قصور ہے ایسا نہو اُسکے دشمنون کو قتل کر ڈالے اگر تم مین سے کوئی دستگیری نہ کرے مین آپ باہر نکلون جاکر دربار سے خبر لاؤن اتنا تو معلوم ہو کہ اب کیا صلاحین ہو رہی ہین یہ مکار غدار اس بہادر کے ساتھ کیا کرینگے انشاء اللہ مکر کرنے والے خود مرینگے مین تو اب خدائے نادیدہ کی قدرت کو دیکھتی ہون وہی انکو بچائیگا لیکن خبر لینا ضرور ہے سوسن نے عرض کی واری مین جاتی ہون دیکھون کیا زبان درازیان ہو رہی ہین ابھی خبر لیکر آؤنگی ملکہ نے کہا اے سوسن تیرا مُنھ موتیون سے بھر دونگی مفصل خبر لانا سوسن نے کہا حضور ملاحظہ فرمائینگی یہ کہکر دواتے کپڑے پہنکر سوسن واسطے خبر کے چلی دربار مین سرہنگ کے آئی اسوقت یہ صلاحین ہو رہی ہین کہ صبح کو صاحبقران زمان کو قتل کرینگے یا قید کرکے خدمت مین خداوندی لے چلینگے عقاب عیار کہہ رہا ہے اے افسر شب ہونے دیجیے مین جاکر بہرام کو عیاری سے پکڑ لاؤنگا پھر مسلمانون کا لشکر تباہ کرنا کتنی بڑی بات ہے عیاری کرنا کرامات ہے سوسن گوشے مین کھڑی سُنا کی جب عیار طرار ماہ تابان نے فوج سرہنگان ثابت و سیارگان قنطورہ ضیا رذاع پر آراستہ کرکے برائے عیاری فلک نیلوفری پر مصروف تگ و دو ہوا سوسن نے دیکھا عقاب حجاب نے بانہاے عیاری ذات پر آراستہ کیے سرہنگ قزاق سے کہا اے شہریار اب غلام برائے عیاری جاتا ہے یہ کہکر شلنگین لگاتا ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا سوسن نے جو یہ معرکہ دیکھا روتی ہوئی خدمت مین ملکہ صنوبر قد کے آئی یہ تو گرفتار زندان مصیبت گرفتار محبس حسرت ہوئی سراسر پریشان

۲۰

آثار حزن و ملال چہرے سے عیان گرد کنیزان خیر خواہ با حالت تباہ سمجھا رہی ہین کہ سوسن آکر پہونچی عرض کی ملکہ عالم مکارون نے بڑا دام مکر بچھایا خدا ان سب کو بچائے عمار عیار آپ کے باپ کا بہرام کو پکڑنے گیا ہے یہ صلاح قرار پائی کہ بہرام کو بھی گرفتار کرین تب لشکر اسلام پر شبخون مارین بعد اسکے صاحبقران وغیرہ کو لے کر خدمت خداوند لقا مین جائین معاوضہ مین انعام و جاگیر پائین حضور صبح کو غضب ہو جاویگا یہ حال سُنکر ملکہ صنوبر قد تڑپنے لگی کہا سوسن اب اُنکے بچنے کی کون صورت ہے اب تبلاؤ مین کیا کرون حقیقت مین جب وہ سردار بھی گرفتار ہو جائیگا فوج بے سردار کے کیا لڑسکیگی یہ مکار غدار ایسے رئیس نامدار کو بذلت و رسوائی پاس اُس غول صحرائے نخوت کے لیجائیگا لقا بھڑوا خدائی کرتا ہے اپنی پشت کی خبر نہین بات مین اثر نہین نگوڑے کی بیٹیان نکل گئین کچھ نہ کرسکا مین نے تو خدائے نادیدہ کی دل سے اطاعت کی دل قبول کرتا ہے کہ خدا اکیلا ہے پونے دوسو خدا کیسے نگوڑے ایسے ویسے نام بھی سب کے بُرے ہین خدائے نادیدہ کے لقب رحیم و کریم و سمیع و علیم مسبب الاسباب سامع الدعوات رفیع الدرجات ان نامون کے صدقے ہو جاؤن رحیمی اپنی دکھا دے قید سے صاحبقران رہا ہون مکار دام مصیبت مین مبتلا ہون مگر صاحبو للہ کوئی تدبیر بتاؤ جون جون رات بڑھتی ہے خون گھٹا جاتا ہے اُنکی مصیبت پر رونا آتا ہے سب نے کہا حضور ہم سب طرح حاضر ہین جانین اپنی قدمون پر نثار کرین ملکہ نے کہا میرا تو جی چاہتا ہے کہ نیمچہ کھینچکر قیدخانہ پر جا پڑون دربانون سے لڑون صاحبقران کو چھڑا لون یا سامنے اس شہریار کے جان دوون سب نے کہا حضور یہ رائے ناصواب ہے دل کو بیچ و تاب ہے سنو نگہبان سپاہی وہان مقرر ہین بڑے بڑے افسر ہین عورتین ان نگوڑے مسٹنڈون پر کیونکر غالب آئینگی نگوڑے رانڈ کے سانڈ مال بندگان خدا کھا کھا کے کتون کی طرح پھولے ہین جوتے اُٹھائی گیرے دغاباز جعلساز دیکھو ان سیدھے سپاہی کے ساتھ کیا مکر کیا جب جرأت مین زیر ہوئے شراب مین بیہوشی ملائی یون گرفتار کیا اب عیار کو انکے سردار کے واسطے بھیجا ہے خدا ان سب کو غارت کرے لالہ غدار وزیرزادی نے کہا حضور نہ گھبرائین لونڈی ابھی حیلہ صاحبقران کو رہا کرتی ہے خضر راہبر نے رہبری کی ایسی بات معقول تعلیم کی بقول شخصے سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے دیکھیے چلکر موذیون کا سر کچلین گے اس مکاری کے بدلے لین گے جلد عمدہ کھانا پکوائیے اسمین بیہوشی و سنکھیا و زہر ملائیے ہم خوان کسوا کر قیدخانے کے پاس جائینگے کہین گے ہماری ملکہ نے لقا کی نذر مانی تھی کہ اگر مسلمانون کے ہاتھ سے بچ جائینگے بندگان لات و منات کو عمدہ کھانا کھلائین گے وہ نگوڑے سر کے بل ٹوٹ پڑینگے جب زہر مار کرکے مبتلائے خواب

مرگ ہونگے سب کو قتل کر کے صاحبقران کو چھوڑ الائینگے ملکہ صنوبر قد اپنی رفیق سے لپٹ گئی کہا بوا
تیرے صدقے ہوجاؤن کیا معقول بات تجویز کی ہو ہمین بھی یہ راے پسند آئی لیکن ہمین بھی ساتھ لے چلنا
لالہ غدار نے کہا بسم اللہ اُسی وقت کھانا تیار کرا یا بیہوشی وغیرہ ملا کے خوان کسوا لیے کنیزون کے سر پر رکھے
لالہ غدار ڈولی مین سوار ہوئی ملکہ نے سیاہ دوشالہ مُنھ سے لپیٹا زمرے مین کنیزون کے اپنے کو شریک کیا
باغ سے نکلین طرف قید خانہ کے چلین یہان سو جوان ایک افسر کمیدان در قید خانے پہ بیٹھے حفاظت کر رہے
ہین کوئی شراب پی رہا ہی کوئی گانجہ ملتا ہی دس پانچ نے ملکے ایک گھڑا ادندھا کر کے رکھا اسپر چراغ روشن
کیا سولہی پھک رہی ہی صدائین بلند ہین ایک کہتا ہی چھ میرا داؤن ہی شش پنج نہ کرو نا چار ہوے سی
داؤن ہارے آٹھ نو دالا سات پانچ کر رہا ہی کھیل مین مصروف ہین کمیدان صاحب کرسی پر بیٹھے ہین مال
لے رہے ہین بعضون نے چوسر بچھائی تین کانے چار کانے کہتے ہین ایک کہتا ہی بھائی جگ نہ ٹوٹے پہلے رنگ کا
داؤن اُٹھے بازی بے رنگ ہوجکی بازی گھٹ ہی اُسنے داؤن قبول کیا لیکن لڑائی کی فکر کر رہا ہی کہتا ہی
کہ ایک نرد کے لیے رنگ بدلڑاؤنگا لیکن سہ کی بازی جیتونگا سپاہیون کا بڑا ان شغلون مین مصروف ہی کہ
کمیدان صاحب نے دیکھا آگے ایک ڈولی مین نازنین گلنار پوش کہاریون کے سر پر خوان پکارا کون آتا ہی
لالہ غدار نے مُسکرا کر کہا کمیدان صاحب ہمکو نہین پہچانا کمیدان نے جو اس مہ جبین کو دیکھا کھڑے ہوگئے کہا
بی لالہ غدار صاحب اسوقت کیونکر آنے کا اتفاق ہوا لالہ غدار نے کہا کھانا نذر لات ومنات کا ہی
قیدیون کے واسطے ملکہ نے بھیجا ہی فرمایا ہی کہ جہان جہان قیدی ہون انکو کھلوا دو کمیدان نے کہا شب کو
قفل نہین کھل سکتا ان قیدیون کے لیے بڑی تاکید ہی لالہ غدار نے کہا میان افسر صاحب بڑے بیوقوف ہو
مالک سے اب کون کہنے جائیگا تم سب سپاہی تقسیم کر لو کہدینگے قیدیون کو کھلوا دیا لیکن اس کھانے کا رکھنا
بہتر نہین ہی ہمارے سامنے کھاؤ کمیدان نے کہا تمھاری خوشی کیا ہمین ملکہ کے حکم سے انکار ہی خوان اترائے
کمیدان نے اپنا دوہرہ حصہ لیا سپاہی ماش کی دال کھانیوالے پلاؤ زردہ جو دیکھا کھڑے کھڑے کھانے
لگے لالہ غدار ڈولی مین بیٹھی کہ رہی ہی دیکھو صاحبو دانہ زمین مین نہ گرنے پائے سبھون نے خوب ہاتھ مارے
کمیدان نے دوہرہ حصہ کھایا اب جو نشہ ہوا موچھون پر تاؤ پھیرنے لگے ایک پیادہ بیٹھے بیٹھے بڑا سونٹا ہاتھ
مین تھا ساتھ والون سے کہا بھائیو بہرے والو اس سونٹے کو پہچانتے ہو بہت سے پیدالون کے سر پھاڑ چکا ہی
کمیدان نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہا میان پیادے وہ کمیدان اور نامرد ہونگے ہم ہزار جوانون سے اکیلے لڑتے
ہین پیادے نے کہا ابے اُٹھ تو سر پھاڑ ڈالونگا کمیدان قبضے پر ہاتھ ڈال کے اُٹھے بیہوشی تاثیر کر چکی تھی
لڑکھڑا کر گرے پیادہ لینا لینا کہ کے اُٹھا یہ بھی گرا سب جوان بیہوش ہوے لالہ غدار نے کہا آئیے

صنوبر قد آگے بڑھی لالہ غدار نے کہا پہلے ان سب کو قتل کرو ملکہ نہین صبح کو آفت ہوگی نشان قبا ہیگی
ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا ان سب کو قتل کیا ملکہ قریب دروازے قید خانہ کے آئی نیمچے سے قفل کاٹا
دروازہ کھلا گویا باب امید وا ہوا صاحبقران سر بزنجیر بہ سر جھکائے ہوئے ایک جانب ممتاز کوہی
وغیرہ بیہوش پڑے ہین پاؤن کی جو آہٹ ہوئی صاحبقران نے سر اٹھایا دیکھا ایک نازنین سرو قد گلغدار
بھولی بھولی صورت سر جھکائے ہوئے دو تین کنیزین ساتھ جوش محبت مین اندر آئی حجاب مانع ہوا
جھجھک کر ٹھہر گئی صاحبقران زمان نے فرمایا ای شہنشاہ خوبی ای سرو باغ محبوبی ای رشک ماہ تابان
اس شب تیرہ و تار مین کیونکر آنے کا اتفاق ہوا آئی ہو تو سرفراز کرو خاک نشینون کی ہمسری مناسب
ہی ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا لالہ غدار نے بڑھ کر عرض کی اے شہریار ہماری ملکہ عالم کو تمھارے حال پر
رحم آیا سنا کہ کل سر ہنگ فراق قتل کریگا بے گناہون کے خون سے ہاتھ بھریگا دیکھیے نگہبانون کو قتل کیا
منظور ہوا زندان مصیبت سے آپکو رہا کرین لائیے ہین ہتھکڑیون کی کیلین نکال دون صاحبقران نے
فرمایا اگر وقت رہائی قریب آیا تو اس قید کی کیا حقیقت ہے یہ فرما کر یکبارگی قید کو مانند تار عنکبوت توڑ کر
پھینک دیا خار دار لٹو بغلون کے پار ہوگئے خون کے قطرے ٹپکے ملکہ صنوبر قد کو تاب نہ آئی ہان
ہان کرکے دوڑ پڑی دوپٹہ سے خون پاک کیا کہا اسکی کیا ضرورت تھی صاحبقران نے سراپا کو دیکھکر بہت پسند
فرمایا لیکن لالہ غدار نے کہا حضور اب جلدی کیجیے ساتھ والون کو جلد بیدار فرمائیے ممتاز کوہی وغیرہ مقبل
کی بھی قید کاٹیے ملکہ نے کہا اے شہریار میرے باغ مین چلیے صاحبقران نے فرمایا تمھارا احسان ہوا مگر
مین اب بارگاہ مین اس مکار کی جاؤنگا تخت اس بیحیا کا الٹ دونگا ملکہ نے کہا اے شہریار دربار
مین ان مکارون کے جادو ہین آپ نہین کس جا کر کسی بلا مین مبتلا ہو جائینگے اور عقاب عیار آپکے
سردار کو گرفتار کرنے گیا ہے سر ہنگ مع اپنے سردارون کے لشکر مین جاگ رہا ہے اس خیال سے کہ
عقاب بہرام کو لے کر آئے تو آپ کی فوج پر جا پڑین مال و اسباب لوٹ لین صاحبقران نے فرمایا
مین مثل چوٹٹون کے چھپکر نہ جاؤنگا ملکہ اس مقدمہ مین دخل نہ دو صنوبر قد قدمون سے لپٹ گئی
لالہ غدار نے بھی عرض کی حضور انکا عشق صادق ہے کسی طرح آپکا جانا گوارا نہ کرینگی معشوق کو عاشق کے حال
کا خیال واجب و لازم ہے پہلے انکو باغ مین پہونچائیے پھر جیسا ارشاد فرمائیے گا وہ تدبیر ہوگی اپنے
اہالیان لشکر کو خبر کرینگے یکہ و تنہا جانا مناسب نہین صاحبقران زمان ہنستے ہوئے بیرون زندان خانہ
آئے فرمایا کہ ملکہ عالم بسم اللہ اب تم اپنے باغ مین چلو تمھارے والد نامدار کی خدمت کرکے حاضر ہوتا
ہون ملکہ نے دامن تھام لیا کہا حضور مجھے قتل کرکے جائین مین صنوبر کو یکہ و تنہا جانے نہ دونگی رو رو کر

یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

پھر آئی راہ سے نہ ہوئی کم جو راہ شوق
دلکا قلق جگر کی تڑپ ہی گواہ شوق
فوج شکیب و صبر کے اُٹھ اُٹھ گئے قدم
فریاد کسکی کسکی سنے بادشاہ شوق
دھوکے مین اُسکے غیر کو ہین کیا پکارتا
دیکھا ہو جس نگاہ نے روز سیاہ شوق
جلوہ کسی کا جلد قیامت بپا کرے
ملتا نہین کہین کوئی گم کردہ راہ شوق
کوتاہ ہو جلال کی ہمت یہ دخل کیا
کیا ناتوان نگہی اپنی نگاہ شوق
ناکامیون نے اپنی اُسے سرد کر دیا
دلمین گڑا جو آکے نشان سپاہ شوق
بیساختہ جو تمکو گلے سے لگا لیا
کچھ شبہہ نگاہ تھا کچھ اشتباہ شوق
پوشیدہ ہو وہ آنکھ کا تارا جو آنکھ سے
دل مین پکارتا ہی یہی داد خواہ شوق
امید بھی نہین ہی دیدار یار کی
دور و دراز کتنی ہی ہو جائے راہ شوق
کچھ کھلکے اُنکے سامنے جھنجھلا مین کیون ہون
سہم جو دل سے گرم نکلتی تھی آہ شوق
ہر آہ اپنی شاکی بیداد ضبط ہی
مشتاق کی خطا نہین یہ تھا گناہ شوق
کیا خوف تیرگی شب انتظار سے
کیونکر نہ ہے چراغ رہے جلوہ گاہ شوق
اُڑ کر ہوائے شوق مین کیا جانے کیا ہوا
اب وہ نگاہ یاس ہی جو تھی نگاہ شوق

آمیر نے کہا اے ملکہ عالم یہ کیا خیال خام ہی مردان عالم مین رسوا ہو جاؤنگا ذکر ہوگا کہ صاحبقران شب تیرہ و تار مین مثل چوٹٹون کے چھپکر گئے ملکہ کہتی ہی اے شہریار مین تو جانے نہ دونگی مہ جبین خواص نے عرض کی دیکھیے وہ ری ستارہ سحری چمکا جاتا ہی مرغ سحر نے آواز دی گریبان سحر چاک ہوا جاتا ہی بڑی رسوائی ہوگی صاحبقران بھی سمجھاتے ہین ملکہ کہتی ہی صاحب مین کیا کرون میرا دل نہین مانتا وہان کے جانے کے نام سے روح پھڑکتی ہی قضاے کار عقاب عیار لشکر مین بہرام کے پہونچا ایک گوشہ مین بیٹھکر نقب لگائی بہرام کو بیہوش کیا پشتارہ باندھکرے نکلا بھاگا بھاگ قلعہ مین آیا کوتوال سے ملاقات ہوئی اُسنے پکارکر آواز دی کون آتا ہی عقاب نے کہا کوتوال صاحب مین ہون براے گرفتاری بہرام گیا تھا لایا اب سب مسلمانون کو زیر تیغ کرینگے کل تو مکر کرکے قلعہ کو بچایا اب لشکر بے سردار فرار بر قرار کرے گا مقابلہ مین مردان عالم کے نہ ٹھہر سکے گا آج کل کا خاتمہ ہی کوتوال بھی پیادون کو ساتھ لیکر عقاب کے ہمراہ ہوا پوچھتا ہوا اے عقاب کیا کمال کیا بڑا لشکر سے سردار کا لانا تمہارا ہی کام تھا عقاب موچھون پر تا ؤ دیتا ہوا کہتا ہوا چلا آتا ہی کوتوال صاحب عیاری کرنا بہت مشکل ہی ہماری ذات سے قلعہ بچگیا سب کی جان بچی ورنہ حمزۂ عرب ایک کو زندہ نہ چھوڑتا جس ملک مین مسلمانون کا قدم گیا وہ ملک اسلام آباد ہوا الشکر خداوند کو کیسا تباہ کیا باختر ایسے شہر کو مسلمانون نے قبضے مین کر لیا تیس برس صاحبقران لڑے آخر قدرت سے ملک چھوٹا اب کوہ عقیق پر تشریف لائے ہین سلیمان عنبرین موے کو ہی مقابلہ مسلمانان مین آجرا ہی وہین قید لیکر ہمکو بھی چلنا ہوگا ہمارے افسر کو طرۂ پیغمبری ملیگا قراقی ترک

ہوجائیگی یہ آپسمین باتین کرتے ہوئے قریب قیدخانہ کے پہونچے کوتوال گھوڑے پر سوار تھا دیکھا دروازے پر قیدخانہ کے کچھ لوگ کھڑے ہین لاشے پڑے ہوے پھڑک رہے ہین کوتوال نے پکارا دروازے پر قیدخانہ کے کون ہی ارے نگہبانون کو کسنے قتل کیا عقاب نے بھی آواز دی کہ کیدان صاحب ہین بہرام کو عیاری کرکے چورالایا خوشی کرو مشکل آسان ہوئی کیدان صاحب جواب نہین دیتے یہ جو صاحبقران نے سنا دامن ملکہ سے چھوڑاکر فرمایا لو غضب ہوا میرے سردار کو وہ بچیا چورالایا ممتاز کوہی لینا ایسا نہو میرے سردار کو قتل کروالے ممتاز کوہی جھوم کے آگے بڑھا للکارا او بے حیا خبردار کہان جاتا ہی مقبل نے چاہا بڑھون صاحبقران نے فرمایا ای مقبل تم ملکہ کی حفاظت کرو جبیسے ہی ممتاز کوہی آگے بڑھا کوتوال صاحب بلبلا کے جھپٹے کہا لو یارو غضب ہوا قیدی چھوٹ گئے جھپٹ کے ممتاز کوہی پر نیزہ مارا ممتاز نے نیزہ خالی دیا مع گھوڑے کو توال صاحب کو اٹھالیا چرخ دیکر زمین پر دے مارا کوتوال صاحب کو دکرا الگ ہوئے مرکب کے استخوان ریزہ ریزہ یہ نہ ثابت ہوا مرکب گیا کوتوال نے پیادون سے اشارہ کیا لینا خبردار قیدی نجانے پاوین کوتوالی چبوترے کے پیادے بھالا کب بڑھتے ہین وہ دور ہی سے کہہ رہی ہین ارے ہتھیار پھینکدو دیکھو غضب ہوجائیگا کوتوال صاحب بہت غصہ کرینگے انکی عملداری مین چوراچکا نہین رہنے پاتا عقاب نے جو یہ معرکہ دیکھا آدار صاحبقران کی سُنی گھبراکر قصد ہوا کہ پشتارہ لیکر نکلجاوے صاحبقران اُسکی جانب بڑھے قریب آکر چاہا گرفتار کرلین عقاب نے نیمچہ مارا امیر نے نیمچہ چھین لیا چاہا ہاتھ مارین عقاب پشتارہ پھینک کر بھاگا عیار تھا تڑپ کے نکل گیا صاحبقران نے بہرام کو ہوشیار کیا بہرام نے اُٹھتے اُٹھتے کمندین توڑین ایک پیادے کو مار کر تلوار لی مثل فیل مست جھومتا ہوا چلا کوتوالی چبوترے کے پیادے دور سے لینا لینا کرتے ہین قریب نہین آتے عقاب بھاگا ہوا سامنے سرہنگ کے پہونچا سرہنگ رات بھر جاگا ہی سب سردار بیٹھے ہین عقاب کا انتظار ہی کہ وہ آوے بہرام کو لادے ہم تم لشکر تیار کرکے پہلے اہل اسلام پر شبخون مارین فراغت حاصل ہو تسکین دل ہو کہ عقاب چیختا ہوا پہونچا آواز دی ای شہنشاہ غضب ہوا کچھ دوست حمزہ کے قلعہ مین تھے نہین معلوم عورتین ہین یا مرد مگر چالیس پچاس آدمی ہین حمزہ عرب رہا ہوگیا بہرام کو مجھ سے چھین لیا کوتوال نے گھیرا لیکن ان ایسون کے روکے سے وہ لوگ کب رُک سکتے ہین دس پانچ کوتوالی چبوترے کے پیادے مارے گئے وہ لینا لینا کررہے ہین یہ سنتے ہی سرہنگ قزاق کے ہوش اُڑ گئے بارگاہ سے نکلا گھوڑے پر سوار ہوا لشکر مین قرنا ہوئی ساٹھ ہزار قزاق سوار پیادے چلے یہان صاحبقران پیادون سے لڑ رہے ہین چاہتے ہین کہ ملکہ کو نکال لیجاؤن باغ مین پہونچادون لیکن ممکن نہین کہ سامنے سے

سرہنگ قزاق فوج قزاقان لے کر پہونچا چہار جانب سے گھیرا امیر نے یہان ایک مرکب لے کر ملکہ صنوبر قد کو سوار کیا کنیزین گرد سرہنگ نے جوان سیاہ پوشون کو دیکھا آواز دی ارے یہ کون لوگ ہین جنھون نے مسلمانون کا ساتھ دیا بلوہ کر کے جو چلا ملکہ نے بھی تیر مارنا شروع کیے گوشۂ چادر جو چہرے سے ہٹ گیا روشنی صبح کی جو ہو چکی ہی بیٹی کو اپنی پہچانا مُنھ پیٹ لیا آواز دی صنوبر قد تو نے یہ کیسی سرکشی کی مسلمانون سے کیا کام تمھارا کرنے سے تجکو کیا نفع ہوا ملکہ نے تو کچھ جواب دیا سرہنگ قزاق تلوار کھینچکر ملکہ پر چلا امیر نے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا تلوار کسی کی اُٹھالی ممتاز و مقبل پیدل لڑ رہے ہین صاحبقران نے للکارا او نامرد اسطرف کہان جاتا ہی مردان عالم سے آنکھ چار کر پہیر وار کر سرہنگ نے آکر ہاتھ مارا امیر نے روک کر وار کیا سرہنگ قزاق کا سر زخمی ہوا بیچ مین قزاق آپڑے اپنے افسر کو بچا لیا لشکر مین صبح کو ہلڑ ہوا بہرام کو کوئی چورا لیگیا افسرون نے کہا اہالیان قلعہ کا کام ہی چلو چلکر اپنی جان دین قزاقون سے مقابلہ ہی مکاری غداری اب ختم ہی اسی واسطے نالائقون نے مہلت لی تھی یہ فریب کیا بہرام کو چرا لیگئے بیچارے سمجھے ہونگے لشکر بے سردار کیا کرے گا یہان سب سردار ہین فرداً فرداً آمادہ حرب و پیکار ہین لشکر تیار ہوا نوبت نقارے بجاتے طرف قلعہ کے چلے ہرکارے نے بڑھکر خبر دی اے غازیان دیندار و اے مجاہدان تہور شعار نعرۂ صاحبقران کی آواز قلعہ سے آتی ہی معلوم ہوتا ہی تلوار چل رہی ہی اب تو افسرون نے بلوہ کیا قزاق مصروف کارزار تھے نگہبان سرِ قلعہ سے اُتر آئے ہین افسرون نے آکر پھاٹک توڑا قلعہ مین گھس آئے دیکھا ہمارے آقا سے تلوار چل رہی ہی سردار مصروف جنگ ہین ایک جانب چند عورتین گوشہ پکڑے ہوے تیر اندازی کر رہی ہین سرہنگ نعرے کرتا ہی ارے اس گیسو بریدہ کو پکڑ لو جھونٹے تھام کے کشان کشان میرے سامنے لاؤ اسکو سزا دون اسکا سر کاٹ لون فوج والے آگے بڑھے ملکہ کو مقبل نے اپنے قبضے مین کیا صاحبقران کا مرکب وغیرہ پہونچا یا سلاح ذات پر آراستہ کر ائے نعرۂ صاحبقران سے زمین تھرائی قزاق بھاگتے پھرتے ہین فوج کوہیان نے گھیر لیا ممتاز نے بھی ایک کو مار کر گھوڑا لیا سرہنگ کو بھی جان بچانا مشکل پڑی امیر نے فرمایا اے مقبل عورتون کے ساتھ سے لڑائی مین فرق پڑتا ہی قدم آگے نہین بڑھتا ناموس کا خیال اُنکے گرفتار ہونے کا ملال ملکہ کو لڑ بھڑ کے باغ مین پہونچا دے مقبل نے ملکہ سے کہا ملکہ نہ مانتی تھی لیکن بہرام لڑتا ہوا قریب آیا ملکہ کو پشت پر لیا لڑ بھڑ کے باغ مین پہونچا دیا ملکہ مصروف دعا ہوئی پروردگار میرے مالک کو بچانا خیر و عافیت سے جلال باکمال دکھانا بہرام ملکہ کو پہونچا کر آیا مصروف جنگ ہوا صاحبقران سے کہا اے شہریار اب بیخوف لڑیے ملکہ کو مین نے

کہا

باغ مین پہونچا دیا امیر تلوار کھینچکر بڑھے قزاقون کی جان پر بنی ان شیران دست نبرد سے کیا لڑ سکتے ہین قریب ہی کہ فوج قزاقان شکست کھاے امیر کی قلعہ مین عملداری ہو جاے ہزارہا قزاق بھاگ نکلے لیکن قضاے کار مغرور آتشبار جادو مع بارہ ہزار ساحران غدار کے ہوش ربا سے آتا ہی طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جاتا ہی تخت پر سوار پشت پر ساحران غدار یکایک بگیر و بہ بند و بکش کی صدا کان مین آئی سر جھکا کے دیکھا ایک قلعہ مین تلوار چل رہی ہی دریاے خون بہ رہا ہی ایک جادوگر کو اشارہ کیا دریافت تو کر یہ کون لوگ ہین جادوگر گوشۂ قلعہ مین آیا مفصل احوال دریافت کرے مغرور کو خبر دی ای افسر صاحبقران افسر مسلمانان جنکے بارے مین افراسیاب جادو نے تاکید کی تھی کہ انسے اپنے کو بچانا وہ صاحب اسم اعظم محترم و محتشم وہی جوان قلعۂ قزاقان مین لڑ رہا ہی یہ سنتے ہی مغرور خوش ہو گیا کہا لو یارو گوہر مراد دستیاب ہو گیا مین ابھی اسکو گرفتار کرتا ہون اس جوان کو لیکر خدمت خداوند مین چلونگا یہ کہکر تخت سے اُترا گوشہ مین آکے چپکے چپکے سحر کرنے لگا صاحبقران ناواقف غیر ساحرون سے مقابلہ اسم اعظم پڑھنے کی کیا احتیاط سحر سے مغرور آتشبار کے بیہوش ہو کر گرے صاحبقران کا گرنا اب اسنے اپنے کو ظاہر کیا نعرہ کرکے گوشے سے نکلا کہا ای سرہنگ نہ گھبرا نام منم مغرور آتشبار جادو ملازم افراسیاب خوشخواب تو بارہ ہزار ساحر ابر سے نکلے صاحبقران پر ٹوٹ پڑے بیہوشی مین امیر کو گرفتار کر لیا گولے ترنج و نارنج لشکر مسلمانان پر چلنے لگے ہزارہا بندگان خدا قتل ہوے ساحرون کو دیکھکر قزاقون نے بھی دباکو ڈالا لڑائی مین مصروف ہوئے نامردون کو جنگ کے وقوف ہوئے مغرور نے بڑھکر سحر کیا بہرام و مقبل و ممتاز کو بھی لڑکھڑا لڑکھڑا کے پشت ہاے مرکب سے گرے ساحرون نے بلوہ کرکے گرفتار کر لیا قلیل دن باقی رہا مغرور نے لشکر اہل اسلام کو شکست دی کچھ قتل ہوے کچھ بھاگے بارہ ہزار جوان ساتھ صاحبقران کے گرفتار ہوے سرہنگ نے کئی سو من کی قید جسم پر صاحبقران کے آراستہ کی مغرور کے سامنے سرہنگ قزاق آیا تمام کیفیت بیان کی مغرور نے کہا ای برادر تم ہمارے برادر دینی ہو ہمارے ساتھ چلو بخدمت خداوند چلتے ہین تمکو بھی جاگیر وغیرہ دلوائینگے ایک دن مین کل لشکر حمزہ کا خاتمہ کر دونگا قدرت کو بالاے قیطول پہونچائینگے مشیر قدرت لقب پائینگے سرہنگ نے عرض کی مین حضور کا تابعدار ہون مجکو بھی تمھارے سبب سے دیدار خداوندی نصیب ہوگا ورنہ مین قزاق صحرا نورد کون ایسی صورت تھی کہ مشرف بزیارت خداوندی ہوتا یقین ہی خداوند نے خود یہ تقدیر کی ہمارا تمھارا ساتھ ہوا مغرور آتشبار نے کہا عرابے وغیرہ تیار کرو صبح کو کوچ کرینگے مغرور نے کہا ایکسا ہم مجکو درپیش ہی نہایت

پس و پیش ہو لیکن وہ رسم نکالی ہوئی قدرت کی ہو یعنی بیٹی میری حمزہ پر عاشق ہوئی رات کو آکر
قید سے رہا کیا سُن چکا ہون قدرت کی بیٹیان نور چکیدگان خاص قدرت صاحبان حسن و جمال
فرزندان حمزہ کے ساتھ نکل گئین کیا غضب ہو کہ قدرت نے سکوت کیا وہ رسم جاری ہوگئی شاہون
کی بیٹیان مسلمانون پر عاشق ہوئین یہان بھی وہی تاثیر ہوئی حمزہ کی رہائی کی تدبیر ہوئی اب وہ
گلغدار جاکر اپنے باغ مین چھپی ہو ابھی جاکر اُسکو قتل کرتا ہون مین مرد سپاہی ہو یہ بدنامی مجھ سے نہ اُٹھائی
جائیگی بڑے بڑے بادشاہون نے نامے بھیجے مشتاق جمال ہوئے مین نے شادی نہ کی کہتا تھا اپنے ہمسر کے
ساتھ شادی کرونگا اب شادی کیسی جاکر ٹکڑے اُڑائونگا نام صنوبر قد معشوقہ گلغدار سُنکر مغرور پھول گیا
خیال آیا اس معشوقہ کو اپنے قبضے مین کرون کہا اے پہلوان دوران اگر شاسپ جہان وہ نازنین یہ
حرکت کیا کرتی ساتھ والیون نے ورغلانا ہوگا اب اس خطا کو معاف کرو اُس بیگناہ کے خون سے ہاتھ
نہ بھرو ما بدولت کو اپنی فرزندی مین لو میرے ساتھ گٹھ بندھن ہو جائے بھونری پھرے سرہنگ قزاق
نے سر جھکا لیا کہا آپ سے کیا انکار ہو آپ کے کہنے سے نہ قتل کرونگا لیکن گرفتار تو کرلاؤن مغرور نے
کہا ایسا نہو تم غصے مین قتل کر ڈالو مین بھی ساتھ چلون گا سرہنگ نے کہا بہتر سرہنگ مغرور مع چند
رفقا گھوڑے پر سوار ہوئے طرف باغ کے چلے لیکن یہ سوختہ آتش محبت و افروختہ شعلہ جوالہ مودت یعنی
ملکہ صنوبر قد فرمانے سے صاحبقران کے باغ مین آئی لیکن مثل بلبل نالان ذرا مثل سیماب بیقرار
سو کنیزین ساتھ بال کھلے ہوئے اشک حسرت آنکھون مین باغ مین ٹہل رہی ہو شکایت بخت واژگون
و طالع نگون مین مصروف ساتھ والیون سے کہتی ہو صاحبو جاکر خبر لاؤ دیکھو تو میرے وارث پر کیا گذری
وہ تو سیدھے سپاہی ہین کیون لالہ غدار تو نے مزاج صاحبقرانی دیکھا ہر چند کہ آزمودہ کار ہین اپنے
مزاج سے مجبور و ناچار ہین جو جس نے کہا قبول کر لیا ہاے میرا کہنا نہ مانا اگر قید سے رہا ہوتے ہی چلے آتے
یہ بلا کاہے کو نازل ہوتی آخر ایک خواص کو حکم دیا وہ واسطے خبر کے چلی عرصہ قلیل مین واپس آئی لیکن آنکھون
سے آنسو جاری سر پیٹتی ہوئی ملکہ نے گھبرا کر پوچھا کیون بوا یاسمن خیر تو ہو عرض کی واری غضب ہوا
مغرور آتشبار جادو رہنے والا طلسم ہوش رُبا کا برائے رد لقا جاتا تھا یہان آکے شریک فراقان ہوا
سحر سے صاحبقران زمان کو مع سرداران نامی گرفتار کر لیا آپ کے والد نامدار راضی ہوے کہ آپ کی
شادی ساتھ اُس ساحر حرص طینت میمون خصلت کے کردین آپ کے دیکھنے کو وہ بیحیا آیا ہو آپکے
والد نامدار خوشی خوشی ساتھ ہین آپکو دکھائینگے پسند کرائینگے یہ سُنکر ہوش ملکہ صنوبر قد کے اُڑ گئے قریب تھا
کہ آہ کے ساتھ دم نکل جائے آہ کرکے گری بیہوش ہوگئی دانت بیٹھ گئے لالہ غدار وزیر نادی

پیٹتے لگی کہتی تھی صاحبو ہی ہی میری گلعذار کو کیا ہو گیا کس دام بلا مین فلک نے پھنسایا نام سے غم و الم کے نہ آگاہ تھی کس عیش مین گذرتی تھی دن عید رات شب برات اب کوئی لمحہ آرام نہین یہ کہکے منہ پر منہ رکھکے آواز دی حضور آنکھین کھولیے وہ بیچیا آیا چاہتے ہین کچھ تدبیر کیجیے ملکہ نے گھبرا کے آنکھ کھولی طرف فلک کے دیکھکر آواز دی شعر ای فلک با من عجب نقشے غریبی باختی ٭ با مرادم بودم و تو نامرادم ساختی ٭ اسطرح ملک کے روئی سب کے کلیجے پھٹ گئے لالہ عذار نے عرض کی اب اس رونے سے کچھ نہو گا کوئی تدبیر کیجیے ورنہ آبرو ریزی بہت قریب ہی ملکہ نے گھبرا کر کہا کیا کرون گلا کاٹ لون اپنی جان دون سوا اسکے کیا چارہ ہی لالہ عذار نے عرض کی واری کیون جان دیجیے پروردگار جان بچانے والا ہی ابھی آنے مین اُنکے چند ساعتین باقی ہین مادیان عربی پر سوار ہو جیے باغ سے نکل چلیے افتان خیزان گرتے پڑتے خفر بیابان رحمت پروردگار رہبری کرے تا بہ کوہ عقیق پہونچا دے چلکر بادشاہ لشکر اسلام سے ملاقات کیجیے تمام کیفیت کہیے شاید وہ کچھ تدبیر کرین عیار بھیجین یا اور جو مناسب وقت ہو وہ کرینگے یہ راے لالہ عذار کی سبکو پسند آئی اُسی وقت مادیان صبا دم تیار کی چالیس کنیزون نے ساتھ دیا نقابین چہرون پر ڈالین پشت کا دروازہ باغ کا کھولکر اُس پر دودہ عصمت ناز و نعم نے بخوف آبروریزی راہ صحرا لی چلتے چلتے ملکہ نے کہا اس باغ مین آگ لگا دو لالہ عذار نے بارود رکھواکر آگ لگا دی باغ جلنے لگا ملکہ نے مادیان کو بڑھایا گھوڑا گیا طرف وادی ہلاکت کے رخ کیا یہ تو حیران و پریشان سمت کوہ عقیق روانہ ہوئین اُن سرگشتگان کوے مصیبت و آوارگان وادی محنت و بلا کا حال ذکر کیا جائیگا لیکن سرہنگ مغرور آتشبار قریب باغ آکر پہونچے دیکھا باغ جل رہا ہی دو چار کنیزین جو بھاگ کر نکلی تھین اُنکو گرفتار کیا اُنسے حال پوچھا اُنھون نے تمام کیفیت بیان کی مغرور آتشبار جل گیا کہا ای سرہنگ تیری دختر محبت مین حمزہ کے ایسی بیقرار تھی آوارۂ دشت محنت ہونا قبول کیا فوراً لشکر تیار کر و راہ مین لے لینگے کیا مجال ہی جو نکلجائین قیدیان بلا کو آرا بے پہ سوار کیا اسی وقت لشکر تیار ہوا صاحبقران کو مع سرداران نامی و کوہیان جانباز کو عرابون پر سوار کیا بصد کرّ و فر مغرور آتشبار تخت پر سوار ہوا سرہنگ نے قزاقون کو ہمراہ لیا فوراً قلعہ سے باہر نکلے نوبت نقارے بجاتے ہوے چلے لیکن مغرور آتشبار ہر کوہ و دشت مین ملکہ کو تلاش کرتا ہی ابھی تک دستیاب نہین ہوئین ملکہ ہجران کشیدہ آفت دیدہ بیقرار اشکبار مادیان پر سوار چالیس کنیزین ہمراہ جس طرف صحراے خارستان پاتی ہی اُسی جانب مادیان کو بڑھاتی ہی واضح راے ناظرین رہے اس نازنین مہ جبین کی تلاش مین مغرور آتشبار سواری کرتا ہوا آتا ہی چاہتا ہی کسی مقام پر پاجاؤن اُٹھا کر اپنے قبضہ مین کر دن

دوکلمۂ داستان حیرت بیان لشکر صاحبقران و حال بادشاہ جمجاہ ولشکر لقا بیان کیے جاتے ہین

عجب اپنی برگشتہ تقدیر ہے — نظر مین قد یار شمشیر ہے
کمانون کی ابرو مین تاثیر ہے — پلک جسکو سمجھے تھے وہ تیر ہے
جسے زلف کہتے تھے زنجیر ہے

عجب عشق قامت کی تاثیر ہے — گلستان مین سرو چمن تیر ہے
مسلسل جنون مین یہ تقریر ہے — اگر طوق قمری گلوگیر ہے
اگڑی میری ہر آہ زنجیر ہے

تصور بھی تعویذ تسخیر ہے — یہی وصل جانان کی تدبیر ہے
نئی ضبط قلبی کی تاثیر ہے — ادھر رخ پہ گیسو کی زنجیر ہے
ادھر صفحۂ دل پہ تصویر ہے

رقم ہو اگر وصف رخسار کا — عیان صفحہ ہو خط گلزار کا
دکھادے قلم کاٹ تلوار کا — کٹے عقدہ ابروے دلدار کا
اگر ناخن خامہ شمشیر ہے

بیان سے زیادہ ہوا اسکا بیان — کسی پر نہین حال ہرگز نہان
عیان ہر عیان ہے عیان ہر عیان — جسے سب کہین آفتاب جہان
وہی یار خورشید تصویر ہے

مسیحا زمانے مین مشہور ہو — لیا ہے جو دل میرا راضی ہون لو
براے خدا ضد نہ اتنی کرو — مجھے کوس کر ایک بوسہ بھی دو
دعا مین دوا کی یہ تاثیر ہے

جو ہستی مین آئے فنا ہو گئے — خفا جب سے اہل وفا ہو گئے
بلاؤن مین سب مبتلا ہو گئے — جنون مبتلاے بلا ہو گئے
عجب سیر گردون کی تاثیر ہے

نزاکت سے صدمہ ہے رفتار کا — نہین بوجھ اٹھتا کبھی ہار کا
بیان کیا کرون اپنے دلدار کا — مین قیدی ہون اس گلبدن یار کا

۱۹

جسے عشق پیچان بھی زنجیر ہی

زمانے مین عاشق تو مشہور ہون — غضب ہی کہ ہمسے وہ مغرور ہون
کلیجے مین کیونکر نہ ناسور ہون — ملین غیر ہم پاس سے دور ہون

اجی اپنی اپنی یہ تقدیر ہی

یہ شہرے ہین عالم مین رفتار کے — کہ وارفتہ ہین سرو گلزار کے
سخن ہین یہی ہر طلبگار کے — حمائل اگر ہاتھ ہون یار کے

پڑے غل کہ گردن مین زنجیر ہی

حسینون مین افضل ہی سب خلق سے — رہے دنگ گردون اگر دیکھ لے
زمانے مین مشہور ہین شعبدے — ستارے بنائے نہ وہ پھر گئے

وہ تعویذ سر اور یہ زنجیر ہی

بلائین شہنشاہ قیصر کی لو — تصدق مین لازم ہو جان اپنی دو
دعا برق کرتا ہی آمین کہو — خدایا شفا جلد اختر کو ہو

عجب حسن اور شبیر ہی

یہان لشکر اسلام مین بادشاہ جمجاہ شاہزادۂ سعد بن قباد حسب صاحبقران کو عرصہ گذرا بادشاہ گھبرائے جواہر بن عمرو سے فرمایا افسوس کا مقام ہی صاحبقران برائے شکار گئے تھے ابتک واپس نہ آئے آپ نے کچھ خبر دریافت نہ کی جواہر نے کہا غلام کئی مرتبہ گیا دور تک تلاش کیا لیکن کہین پتا شہنشاہ گیتی ستان کا نہ ملا غلام پھر جاتا ہی اسیوقت جواہر بن عمرو بانہائے عیاری سے آراستہ ہوکر برائے تلاش امیر باتوقیر طرف صحرا کے روانہ ہوا دو دن کامل کوہ و دشت و بیابان مین پھرا تھک کر ایک درۂ کوہ مین ٹھہرا اپنی حسرت و مصیبت پر بہت رویا لیکن عیار طرار خنجر گذار نائب خواجہ عمرو نامدار اپنے کو مخفی کرکے بیٹھا ہی کوئی آیندہ و روندہ پہچان نہ لے جانتا ہی نام عیاران کے ساحران غدار دشمن لقا پرست رہزن جہان پائینگے قتل کرینگے اس سوچ مین بیٹھا ہی کہ اے جواہر کدھر جاؤن کہان تلاش کرون شاید صاحبقران پر کوئی افتاد پڑی بندگان شہنشاہی کو تکلیف پہونچی بے سبب تشریف نہ لانا غیر ممکن دل سے باتین کر رہا ہی دم محبت صاحبقران کا بھر رہا ہی دیکھا سامنے سے گرد اڑی ہی ایک نقابدار بادلہ پوش مادیان عربی پر سوار چالیس نقابدار پشت پر لیکن حیران سرگردان مثل آہوے وحشی

جنگل مین دوڑے دوڑے پھرتے ہین قریب درۂ کوہ جو سایہ دیکھا اُسی جانب وہ متوجہ ہوئے وہ نقابدار گھوڑے سے اُترا ساتھ والے بھی کود پڑے چونکہ مقام تنہائی پایا ہو اُس افسر نے نقاب چہرے سے اُلٹی جواہر کی نگاہ پڑی صاف ثابت ہوا لکہ ابر ہٹ گیا ماہ تابان نکل آیا موے سر پریشان سرگشتی کا نشان گل عارض مرجھائے ہوئے چہرۂ چمن زعفران زار کی کیفیت دکھاتا ہو بات کرنے مین غش آتا ہو یقین تھا لڑکھڑا کر گرے ایک مہ جبین نے بڑھکر بغلون مین ہاتھ دیکر کہا اللہ اپنے کو سنبھالیے رنج و الم کو ٹالیے دیکھیے گل سا چہرہ کمھلا گیا اعضا مثل تار عنکبوت لبیر چہر سکھ جو دل مین رنج و ملال ہو زبان سے کہیے غبار خاطر ناشاد نکلے شاید تسکین حاصل ہو حقیقت مین انتہا کی مصیبت ہی آوارگی دشت آفت الہی پروردۂ مہد ناز و نعم پر یہ مصیبت مہینون صورت آسمان کی نہ دیکھی تھی حضور جب صحن باغ مین آتی تھین مصاحبان خیرخواہ آنکھین بچھاتی تھین لیکایک یہ بیابان نوردی دشت پیمائی آب و دانہ غیر ممکن پانی کو ترس گئے آنکھون سے اشکون کے بادل برس تھمنے نہ چشمہ آب ہی سیراب ہو جیے انشاء اللہ نشان جادۂ مقصد ملیگا ہوا ے عنایت رب اکبر سے پھر غنچہ آرزو کھلے گا اس طرح جو ساتھ والیون نے سمجھایا اُس نازنین حورو ش پری پیکر نے یہ نگاہ حسرت طرف آسمان کے دیکھا بیساختہ آہ کی زمین تھرا گئی کہا لا الہ غدار کیا کہکے دلکو سمجھاؤن ہمنے اس شہریار کو قید سے چھڑایا فلک ناہنجار نے زندان مصیبت مین پھنسایا ہم آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار نہ یار ہے نہ مددگار ہے نہ مونس نہ غمگسار مجبور رونا چار حضرت عشق نے اُس صحراے مصیبت مین لاکر پہونچایا کیونکر یہ منزل سخت و صعب کٹے گی لشکر اسلام تک کیونکر رسائی ہوگی یہ کہکر یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگی

نظم

مخلصی پائے بلا سے دل مضطر کیونکر
دیکھ کر سینہ مین نظارے تہ خنجر کیونکر
ہم نے شمشیر تجھ پر دل مین ارادہ کچھ ہی
ما تواں جائینگے تیرے لب کوثر کیونکر
جو لکھا صفحۂ قسمت مین وہ مٹنے کا نہین
دوستی کرتا ہے دم سے دم خنجر کیونکر
ہر رگ تن مین ہے میرے اثر عقرب طلس
ڈوب جاتا ہے رگ جان مین یہ نشتر کیونکر

توڑیے حلقۂ زنجیر مقدر کیونکر
آنکھ اُٹھا دیکھ ذرا جانب خنجر قاتل
دیکھو مرجاتے ہین جانباز ستمگر کیونکر
سر جھکایا نہ کبھی ناصیہ سائی کے لیے
مختصر کیجیے طومار مقدر کیونکر
دھوم آئینۂ رخسار کی سنکر تیرے
مخلصی پائے گا فصاد کا نشتر کیونکر
ساتھ [illegible] ہو امیر

آنکھ جھپکے گی نہ مشتاق قضا کی ظالم
گھورتا ہے مجھے ہر دیدۂ جوہر کیونکر
گریہی ضعف رہا رخصت برخر کے بعد
مُنھ دکھائے گا تجھے خسرو خاور کیونکر
کیا وفادار جفا پیشہ ہے دیکھو ظالم
چین پائے گا نہ خاک سکندر کیونکر
دیکھ ہر ہر سر مژگان کا تماشا ظالم
پھینک دو دامن البند سے پتھر کیونکر

سنگ دل کو درد سے نالون پہ نہ رحم آئیگا
نامہ لیجائے گا تا یار کبوتر کیونکر

موم ہو جائیگا فریاد سے پتھر کیونکر
صدقے اس قوت بازو کے اڑ جائیگا نیم

آتش گرمی مضمون سے پھنکا جاتا ہے
دیکھو اکھاڑا ہے علی نے درِ خیبر کیونکر

ان اشعار کو پڑھکر اس طرح روئی کہ کنیزیں بھی بلک بلک کے رو ئین گلعذاران سمن بر ماہ رخساران حور پیکر اپنی مصیبت آب ودانے کی کمی فراجون مین برہمی سب کی سب فرش خاک پر بیٹھ گئیں اپنے حال مصیبت مآل پر روتی تھین اشکون سے منھ دھوتی تھین افسر کے منھ سے بے اختیار نکل گیا کیدن جب ہو ہم تم اپنے اختیار مین ہین اسپر یہ بیقراری کہو صاحبقران پر کیا گذرتی ہوگی ظالمون نے قید کیا ہوگا قید آہن مین مبتلا دشمن آب ودانہ کاہے کو دینگے کیا کیا ظلم و بدعتین ہو رہی ہونگی زنجیر آہن کی گرانی بحر ظلم نا آشنا کی طغیانی نام صاحبقران جو اس حور وش نے لیا جواہر بن عمرو گھبرا گیا ہر چند کہ حال مصیبت مآل انکا دیکھکر رو رہا تھا لیکن اپنے آقا کا جو نام سنا سر دھنا تاب نہ آئی بیقرار ہوکر درۂ کوہ سے نکل آیا کہا کیون ملکہ عالم اے آوارگان دشت مصیبت واے فراموش کنندگان منازل عبرت آپ لوگون کا کہان سے آنا ہوا آپ کی باتون سے تیر غم کا نشانہ ہوا مجھسے خوف نہ کیجئے جن نیک کا آپنے نام لیا مین انکے غلام کا غلام ہون عیار خوش انجام ہون میرے قبلہ وکعبہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار ہین انکا غلام خنجر گذار خاص صاحبقران کی تلاش مین نکلا ہون آج تین دن سے صحرائے ہول خیز مین مارا مارا پھرتا ہون آپ کو دیکھکر گھبرا گیا اپنی مصیبت کو بھولا خشکی مین بحر حیرانی پریشانی لقا ایسے ظالم سے مقابلہ بختیارک ایسے مکار کا سامنا ہر وقت خوف جان یورش کو بیان مگر اسوقت سب کچھ فراموش ہے آپ کے حال سننے کا جوش ہے للہ جلد اپنا نام نامی بتائیے حال گذشتہ مصیبت سنائیے ملکہ نے جو جواہر بن عمرو کو مہربان پایا یہ بھی ثابت ہوا کہ صاحبقران زمان کا عیار ہے لشکر اسلام کا معین ومددگار ہے بھیا کہکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا اے مدد کرنے والا گمراہ جواہر بن عمرو اے عیار صاحبقران نامور مطلع مصنف سے حال دل پر درد بیان ہو نہین سکتا ؛ جو راز نہان ہے دہ عیان ہو نہین سکتا ؛ دیگر اشعار آبدار

افسوس باغ عیش جہان را قیام نیست
چندے نشان عجاک برابر کہ نام نیست
فہرست روز وشب ہمہ بیدم خموش باش
پرواز با لبوے چمن بیخرام نیست
افتادگی مشاہدۂ پختہ مغزی است

جز گردش زمانہ درین بزم جام نیست
آخر مآل کار ترقی تنزل است
ایفائے وعدۂ تو بجز صبح وشام نیست
قاضی اگر نگہ بسوے تا ظلم کند
کے آن شرابخانہ کہ خام است

نام ونشان مخواہ بہ عالم کہ گفتہ اند
جز کاستن بہ طالع ماہ تمام نیست
ما مرغ پر شکستۂ گلزار عالم ایم
خون مرا بچکمہ آتش انتقام نیست
آزادگی بہ امن اسیری نمیرسد

درگوشۂ قفس خطر و خوف دام نیست
از فکر زاد و راہ چہ غافل نشستۂ
جائے باکر سید ہدا این ہم مدام نیست
سودا بجائے نامہ ہما استخوان برد

موسن زجور گوید و ترسانہ وخت زر
این منزل خراب محل قیام نیست
می خواست تا بخلوت خاصش نہند قدم
کس را بہ پیش یار مجال قیام نیست

مارا دماغ بحث حلال و حرام نیست
از شیشۂ فلک مطلب جو کہ این دنی
دامن ادب کشید کہ باشد ازدن علم نیست

اسطرح کے اشعار مصیبت خیز ملکہ نے جو پڑھے اور ایسے فقرات قلب سوز زبان معجز بیان سے کہے جواہر بن عمر نے دست بستہ عرض کی ہم بھی مصیبت جھیلے ہوئے ہین اپنے قبلہ و کعبہ سے عرصہ دراز ہوا جدا ہوئے یاران ہمدم برادر با چشم ہوش ربا مین جا کر ایسے بیٹھے کہ جنکی خبر ملنا دشوار تلاش مین امیر با توقیر کے نکلے ہین صد ہا زخم دل پر کھائے لیکن آپ کے کلمات حسرت آیات نے دل و جگر کو بیقرار کر دیا خانہ جسم غم و الم سے بھر دیا اب دل مین تاب باقی نہین ہی کچھ حال خیریت مآل ہمارے آقاے نامدار کا سنایئے مین درۂ کوہ مین بیٹھا سن رہا تھا کہ آپنے کئی بار آقاے نامدار و مولاے قدرشناس کا نام لیا مین نے کئی بار بیقرار ہو کر کلیجہ تھام لیا للہ بتایئے باعث آوارگی کیا ہوا ہمارے آقا کو کس حال مین چھوڑا ملکہ کو شدت غم و الم سے کلام کرنے کی تاب نہ تھی لیکن ملکہ لالہ غدار دجلہ ہمراہیان ملکہ نامدار نے تمام کیفیت صاحبقران کی از ابتدا تا انتہا بیان کی آنا مغرور آتشبار جادو کا خوف مین اپنی آبرو کے نکلنا کہتی جاتی ہین اور اس طرح روتی ہین کہ دل سنگ بھی آب ہو سننے والے کا قلب بیتاب ہو جواہر بن عمرو مثل تصویر تصور خاموش ملکہ نشۂ محبت مین مدہوش لیکن لالہ غدار نے کہا ای یکہ طرار ای فرزند خواجہ عمرو نامدار ای کلید قفل لشکر اسلام ای مہتر خوش انجام ہم مصیبت زدون کو اپنے لشکر مین پہونچا دو فرزندان صاحبقران کو خبر کر دو کہ مغرور آتشبار دسر سنگ فراق قید صاحبقران کو لیے ہوئے آتے ہین ٹر بھڑ کر انکو چھوڑا ایسا نہو وہ بیچیا تا بد یار پہونچ جائین سنتے ہین لقا نام صاحبقران کا دشمن ہی نہین معلوم کیا غضب کریگا ہماری ملکہ تین دن سے اس صحراے مصیبت مین آوارہ سرگردان مضطر پریشان آب و دانہ نا ممکن ہوا پانی کبھی ملا کبھی نہ ملا لشکر اسلام مین پہونچ جائین دام مصیبت سے رہا ہون آرام پائین ملکہ یہ سنکر بے اختیار ہو کر روئی کہا صاحبو تمکو اپنے آرام کا خیال ہی مجکو صاحبقران کی بیکسی کا ملال ہی دشمنون مین قید صیاد بے درد کے صید ای مہتر تم ہمارا خیال نہ کرو انکی رہائی کی تدبیر مین مصروف ہو ہمین اس دشت مصیبت مین آرام ہی عاشق صادق کا یہی انجام ہی تلوے خاران صحرا کے ہمدرد ہون اس موجہ ریگ روان مین ہم بھی گرد برد ہون گریبان چاک کرین خاک منہ پر ملین اس غزال صحراے محبت کی تلاش مین مصروف ہون بیابان نوردی دشت پیمائی کے وقوف ہون ابھی تو یہ کیفیت ہی ہیبت انگیز

حکایت ہی اشعار آبدار

ہم ناتوان لاغری سے ہون گل کی شمیم کا
اپنی ہی فوج ہوگئی لشکر غنیم کا
یاد آئی کافرون کو مری آہ سرد کی
قاصد کا ہاتھ ہی ید بیضا کلیم کا
کہتا ہی بات بات پہ کیون جان کھا گئے

طوفان یاد ہی مجھے جھونکا نسیم کا
یاران نو کے واسطے مجھ سے خفا ہو کے
کیونکر نہ کانپنے لگے شعلہ جحیم کا
واعظ کبھی ملا نہین کوئی صنم سے مین
گویا کہ پک گیا ہی کلیجہ ندیم کا
جو معتقد نہین تری تیغ سلیم کا

چھوڑا نہ کچھ بھی سینے مین طغیان اشک نے
تمکو نہین ہی پاس نیاز قدیم کا
ازبسکہ ثبت نامہ ہی سوز تپ درون
کیا جانون کیا ہی مرتبہ عرش عظیم کا
مومن مجھی کو دہبہ ہے مومن ہی وہ نہین

گرچہ من لیلی اساسم دل چو مجنون در ہواست
بلبل شاگردیم شد ہمنشین گل بہ باغ
در نہان خونیم ظاہر گرچہ رنگ بستہ ام
دختر شاہیم لیکن رو بہ فقر آوردہ ایم

دیگر

سر بہ صحرا ے زنم لیکن حیا زنجیر پاست
در محبت کاملم پروانہ ہم شاگرد ماست
رنگ من در من نہان چون رنگ سرخی در حناست
زیب و زینت بس ہمینم نام من زیب النساست

جواہر بن عمرو نے کہا ملکہ حقیقت مین آپ پشت مرکب پر سوار ہو جیے مین آپکو لشکر اسلام مین پہونچاؤن پھر تدبیر رہائی صاحبقران مین مصروف ہون بڑے افسوس کی بات ہی آپ اب ہمارے آقاے نامدار کی ناموس ہین کیون زندگی سے مایوس ہین کُل اہالیان لشکر صاحبقران آپکے واسطے جان دینگے اب آپ کو کون گرفتار کر سکتا ہی لشکر اسلام بہت قریب ہی چشم زدن مین آپ کو پہونچا دونگا اس کہنے پر جواہر نے کنیزون نے چاہا مرکب تیار کرین ملکہ گوشہ دوپٹہ کا منھ پر رکھکر رونے لگی کہا صاحبو تمہارا ایسا دل مین کہان سے لاؤن اپنے دل کا حال کیونکر سناؤن جب اس حال سے مین ناموس صاحبقران مین جاؤنگی اُن شاہزادیون کو یہ خبر معلوم ہوگی کہ یہ ہمارے وارث کو گرفتار کرا کے آئی ہی کوئی سبز قدمی کوئی کلجبھی بیری کہیگا سایہ سے میرے وہ بیبیان اعراض کرینگی یہ روے سیاہ اس لائق ہی کہ اُن شاہزادیون کو دکھاؤن اس حال زار سے سامنے زوجات صاحبقران کے جاؤن اب جوہر بن عمرو کو عجب مشکل ہی ملکہ کہتی ہی مین اس ہیئت سے لشکر اسلام مین نجاؤنگی پہاڑون سے سر ٹکرا کے مر جاؤنگی جواہر بن عمرو حیران کہ مین کیا کرون یکایک بقدرت پروردگار صحرا سے گرد اُڑی جواہر نے دیکھا رستم پیلتن و پیل کن کشندہ قویل ہندی وددویل ہندی شاہزادۂ علم شاہ نوجوان فرزند رشید صاحبقران زمان براے شکار صحرا مین آئے تھے شکارگاہ سے پلٹے ہوے آتے ہین پیلیے قراول میر شکار چند سرداران نامدار ہمراہ رکاب مہتر ملک یلداقی عیار طرار نور نگاہ خواجہ عمرو

نامدار با نہائے عیاری سے آراستہ جست و خیز کرتا ہوا آتا ہے جواہر بن عمرو نے جو رستم کو آتے ہوئے دیکھا مثل گل کے شگفتہ ہو گیا ملکہ سے کہا لو اے ملکہ عالم فرزند رشید صاحبقران زمان آ پہونچے نقاب چہرے پر ڈالی تھر تھر کانپنے لگی کہا بھیا جواہر اُنسے میرا حال نہ کہنا کیسی ذلت و رسوائی ہے جگ ہنسائی ہے اپنے دل مین کیا کہینگے کہ یہ بدنصیب ہمارے والد کے فراق مین صحرا الصحرا پھرتی ہے بدبخت نے ہمارے والد کو قید کروا دیا جواہر نے کہا اے ملکہ عالم یہ فرزندان صاحبقران سعادتمند سلیس لئیق آپ کو خاطر خواہ آنکھون سے لگا لینگے پلکون سے جاروب کشی کرینگے یہ کہکے جواہر بن عمرو آگے بڑھا سمک یلداقی کو آواز دی سمک نے پلٹ کے دیکھا جواہر بن عمرو حیران و مضطر آتا ہے علم شاہ نے بھی مرکب کو روکا جواہر قریب آیا تمام کیفیت گرفتاری صاحبقران بیان کی کہا حضور اتر پڑیں ملکہ سے ملاقات کریں بارگاہ استادہ کرائیے تام ملکہ لشکر رستم دوڑے سمک یلداقی سے کہا جلد بارگاہ استادہ کرو اُسی وقت خیمے بارگاہیں استادہ ہوئے رستم یکہ و تنہا قریب درۂ کوہ آئے ملکہ شرم سے گڑ گئی سر جھکا لیا علم شاہ نے جھک کر سلام کیا ملکہ نے بلائین لین علم شاہ نے کہا اماں جان بسم اللہ بارگاہ مین چلیے ابھی جا کر قبلہ و کعبہ کو رہا کرتا ہون یا اپنی جان دونگا حضور نہ گھبرائین آپنے ہمارے بزرگون کی آبرو بچائی ملکہ کچھ جواب نہ دے سکی علم شاہ نے قناتین حائل کرا کے ملکہ کو لا کر خیمے مین داخل کیا ایک ایک کنیز کو بہ محبت خیمے مین بلا کر پہونچا یا جب ملکہ خیمہ مین داخل ہو چکین علم شاہ نے سلاح جنگ ذات پر آراستہ کیے سمک یلداقی سے کہا بڑھکر دیکھ تو سرہنگ فراق دمغرور و آشفتہ سنجار کس طرف سے آتا ہے ایسا نہو لشکر لٹا مین پہونچ جائے سمک و جواہر نے عرض کی آقائے نامدار ملکہ کو لیکر لشکر مین چلیے غلام خبر لائینگے مقدمہ ساحران ہے عیاری کر کے صاحبقران کو چھوڑا لائینگے رستم نے کہا مدد سوائے خدا کے ہم کسی کی نہین چاہتے بادشاہ جمجاہ فرمائینگے مقدمہ سحر و ساحری تھا ڈر گئے اپنے ساتھ حملہ سرداروں کو پھنسا یا خود جا کر کیون نہ لڑا کیا یہ فرما کر اغارہ کیا اعلی گرد فرنگی دمالا گرد فرنگی سپہ سالار کارگزار حاضر مین کہا لشکر تیار کروا دو دونون خیر خواہان دولت نے عرض کی حضور برائے شکار تشریف لائے تھے لشکر بہت کم ساتھ ہے حقیقت مین عیار سچ کہتے مین یہ کام انتظام سے ہوگا ساحرون سے لڑائی باعث خرابی ہے رستم نے منھ پھیر لیا ملکہ صنوبر قد خیمے سے دیکھ رہی ہے کہ فرزند رشید صاحبقران زمان عیارون پر غصہ کر رہے ہین کہ جلد خبر لاؤ دیکھو وہ بھیا کدھر سے آتا ہے ملکہ صنوبر قد ساتھ والیون سے کہتی ہے تمنے شوکت و لیاقت فرزند صاحبقران کو دیکھا کس غرابت و اکرام سے مجکو لائے کس لطف سے ملے اُنکی کنیزون سے میرا رتبہ کمتر ہے لیکن اپنے بزرگ کا پاس کیا مین شرم سے مری جاتی ہون کیونکر سامنے اُنکے بات کرون جی چاہتا ہے پاس بلا کر

سمان

انہون اے شیر بیشۂ صاحبقرانی حقیقت مین عیار سچ کہتے ہین ساحرون سے مقابلہ بے سمجھے کرنا مناسب نہین ہے ایک ماش کے دانے مین بہادر کو بیکار کرتے ہین ایسون سے بے سمجھے لڑنا عقل سے بعید ہے عیار جا کر عیاری کرین اُن دغابازون کو مکر سے مارین کنیزین کہتی ہین عرض و معروض کا چارہ نہین لیکن ماشاء اللہ حقیقت مین اپنے وقت کے رستم ہین اپنے باپ کا حال سُنکر کسقدر برہم ہین لیکن رستم پشت مرکب پر سوار پانچہزار جوان تیار قصد ہے کہ بڑھون لیکن اعلیٰ گرد سے کہا تم اس مقام پر ٹھہرو ہماری والدہ ماجدہ کی حفاظت کرو یا طرف لشکر کے لیکر چلے جاؤ اعلیٰ گرد نے دست بستہ عرض کی کیونکر ممکن ہے کہ غلام ایسے وقت مین ساتھ چھوڑے چند کس ہمراہ کر کے محافہ ملکہ کا طرف لشکر کے روانہ کرتا ہون مگر مین اسوقت مین ساتھ نہ چھوڑونگا علم شاہ نے فرمایا اے پہلوان سعادت نشان ہمارے ہمراہ رہنے سے حفاظت ناموس صاحبقرانی نہایت مناسب ہے اعلیٰ گرد نے کہا غلام ان باتون کو نہ مانے گا فوج اس قدر قلیل ساحرون سے مقابلہ کیونکر دل ہمارا قبول کرے علم شاہ نے کہا آپ سب صاحب اس مقام پر ٹھہرین مین یکہ و تنہا جاؤنگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی نشان آمد ساحران ظاہر ہوئے جواہر بن عمرو نے کہا لیجیے شہریار وہ بیچا آ پہونچے سمک یلداقی سے جواہر نے اشارہ کیا تم اپنے کو بتعجیل لشکر اسلام مین پہونچاؤ بادشاہ جمجاہ سے خبر کردو یہ سنتے ہی سمک یلداقی طرف لشکر اسلام کے چلا جواہر بن عمرو اپنی فکر مین مصروف ہوا رستم نے پٹری جاتی دہان مغرور آتشبار و سرہنگ قزاق مع فوج صاحبقرانی آتے ہین دور سے دیکھا کچھ خیمے استادہ ہین چند جوانان صف شکن مسلح مکمل پرے جمائے کھڑے ہین مغرور نے سرہنگ سے کہا ہرکارے کو بھیجو دیکھو یہ لوگ کون ہین ایک قزاق گھوڑے کو چمکا کے بڑھا لشکر رستم کے قریب آیا پکار کر آواز دی ہمارا آقا سرہنگ قزاق و مغرور آتشبار جادو دریافت کرتا ہے تمھارے افسر کا کیا نام ہے اس صحرا مین ٹھہرنے سے کیا کام ہے رستم نے للکار کر آواز دی جا کر کہدے قابض ارواح کفاران ملک ملعوت ساحران فرزند رشید صاحبقران زمان علم شاہ نوجوان تیری جستجو مین موجود ہین بہتر یہ ہے کہ غاشیۂ حکم کو دوش ہوش پر رکھکر مانند غلامان حلقہ بگوش در دولت پر آکے حاضر ہو مکاری کو ترک کرو ورنہ ہم خود آتے ہین سزا اس مکاری کی دینگے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑین گے سوار یہ سنکر بھاگا ملکہ تو آمد ساحران دیکھکر خیمے مین مثل بید کانپ رہی ہے کہا لو صاحبو وہ ملعون ساحران غدار مکار ناہنجار قزاق لوٹیرے سب آ پہونچے یہ شیر یکہ و تنہا لیکن اے لالہ غدار دیکھو وہ بیچا سب کے سب چلے آتے ہین انکو ذرا انتشار نہین ہائے میرا کیا بس ہے خیمے کا انتظام کر رہے ہین سردارون سے یہی مار رکھا دہے ماد مہربان کو بچاؤ مجھ

سوختہ بخت کو جلد موت آئے خدا اس کشاکش سے بچائے وہ بیچیا سحر سے گرفتار کرنے کا قصد کرے گا
یہ مکاری غداری کیا جانین دیکھیے کیا انجام ہوتا ہے ارے سہرلے خدا میرے پاس بلا لو مین بیغرتی کرون
سمجھا دون کہ ان ساحرون سے مقابلہ نہ کرو کنیزین کہتی ہین واری شیر پھیر گیا اب بے شکار کیے
نہ پلٹے گا یہان تو یہ کلام ہے لیکن سمک یلداقی بھاگا ہوا مثل باد صرصر لشکر اسلام مین پہونچا دارا
ہند لندھور بن سعدان جانشین صاحبقران طرف بارگاہ سلیمانی کے جاتے ہین دونون
فرزند شیر دلیر قوت بازو زینت پہلو جنگ دیدہ کار آزمودہ شاہزادہ ارشیون ہرنزاد و فرہاد دہان
ایک ضربی پشت پر ایک جانب عادل شیر دل و فاضل شیر دل پہلوان اور نائب پہلوان
گورنگ منظر شاہ یمنی و گوجر ملک دکھنی و فرخ شاہ دولت آبادی ہمراہ دارائے ہند لندھور
بن سعدان چلے آتے ہین کہ سامنے سے دیکھا سمک یلداقی بدحواس آتا ہے لندھور نے پکار کر
آواز دی مہتر صاحب خیر تو ہے سمک یلداقی نے بڑھکر عرض کی اے جانشین صاحبقران امیر
با توقیر قید ہو گئے ساحران غدار قراقان ناہنجار مقید کر کے طرف لشکر لقا کے لاتے ہین رستم خکار سے
آتے تھے مقابلہ لشکر کفار سے ہوا چاہتا ہے کیا عجب ہے لڑائی شروع ہو گئی ہو مین جا کر بادشاہ سے خبر
کرون یہ سنتے ہی لندھور بن سعدان پشت مرکب شبرنگ تازی پر سوار ہوئے ہندیون نے
قبضون پر ہاتھ ڈالا کاٹھیان ٹرنے لگین لیکن لندھور بن سعدان سب سے آگے بڑھکر روانہ ہوا
سمک یلداقی طرف بارگاہ سلیمانی کے چلا قضائے کار ہر کارہ ہائے لشکر لقا وسواس و خناس
و خوشامد در آمد لشکر اسلام مین موجود تھے یہ خبر دریافت کر کے بھاگے لقا اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا تقدیر مین
بگھار رہا ہے سلیمان عنبر مو سے کوہی و زنگل شوکت پر تمام دربار کافران پر دغا سے عمرو عہد خبیث طینت
بر خواجہ گراز الدین ملک بختیارک شوم کا فربیدین بیٹھا ہوا مسخرہ پن کر رہا ہے کہتا ہے یا خداوند
کوئی تقدیر نو کیجیے لشکر اسلام کو شکست دیجیے عرصے سے کوئی ساحر افراسیاب جادو نے نہین بھیجا کہ ذرا لشکر
مین چہل پہل ہوتی لیکن یقین کامل ہے ہمارے مرشد رہبر کامل نے افراسیاب جادو کا دم ناک مین کر دیا
ہو گا یہ ہم سن چکے کہ اسد نامدار کو گنبد نور سے رہا کر لیا اب لوح بھی حاصل کر لینگے افراسیاب کو قتل
کرینگے ہوش رُبا کا اب بچنا دشوار تدبیر تقریر بالکل بیکار سلیمان عنبر مو سے کوہی نے جواب دیا
ملک جی آپ طلسم ہوش رُبا سے بخوبی نہین واقف ہین طلسم وسیع افراسیاب ساحر بے نظیر مشیر وزیر
خوش تدبیر اس پر غالب آنا دشوار عمرو ہزار کد و کاوش کریگا لوح طلسمی دستیاب نہو گی بختیارک کہتا
ہے میرے پیر مرشد کا قدم گیا اسد شیر دل جا کر جم گیا اب بدون قتل افراسیاب یہ لوگ واپس نہونگے

یہ ذکر تھا کہ چار دن ہرکارے سامنے آکر پہونچے ہاتھ اُٹھا کر یہ دعا دی **قطعہ**

ای فخر جہانبانی وفا ساقط ازو گوہر بدہن داری ورا ساقط ازو
روزان وشبان زحق تعالےٰ خواہم مرکب وہدت خدا وبا ساقط ازو

نجتیارک نے کہا بیش باد کہو بھائی کیا خوشخبری لائے ہرکارون نے عرض کی ابھی خبر آئی ہی کوئی ساحر مغرور آتشبار سردار سرہنگ **فراق صاحبقران** کو قید کرکے آپ کی خدمت مین لاتے تھے سب سردار برائے رہائی **صاحبقران** جاتے ہین علم شاہ نے وہان گھیرا لڑائی ہو رہی ہوگی یہ خبر فرحت اثر سُنکر **لقا** پھول گیا قہقہہ مار کر ہنسا کہا ای بندگان ہن بدی قدرت مرا من چہ تقدیر کردہ ام چپکے چپکے تقدیر کرکے **قدرت** نے حمزہ کو قید کرا دیا قدرت چلکے ید قدرت سے مسلمانون کو قتل کرینگے آج میدان لاشون سے بھر دینگے یہ کہکے اُٹھا چونسٹھ ہاتھی زنجیرہ بند ہوئے تخت اُسپر کسا گیا لشکر مین قرنا ہوئی **سلیمان عنبرین** موے کوہی مسلح ہوکر گینڈے پر سوار ہوا سترہ سو نقارے پر چوب پڑی زمین تھرا گئی **زمرد شاہ باختری** مع بائیس[22] لاکھ فوج کے چلا عیاران لشکر اسلام لشکر **لقا** مین ہر وقت موجود رہتے ہین خبرین دریافت کرکے پہونچے گذارش کیا کہ **لندھور بن سعدان** تو آگے چل چکے ہین انکے روانہ ہونے سے لشکر مین تہلکہ پڑ گیا جسنے سُنا ڈیڑھ ہتھی بغل مین دبا لی گھوڑے پر سوار ہو چلے **سمک یلداقی** بارگاہ سلیمانی مین حاضر ہوا باوفا ہ حجاہ سے کیفیت عرض کر رہا ہی کہ **صاحبقران** نامدار قید ہوگئے ساحرون سے مقابلہ ہی رستم یکہ وتنہا ہین فراق سے انکے حضور نجیب ماہر ہین آتش خوئی کے رنگ ظاہر ہین انکو کون روک سکتا ہی یقین کامل ہی جا پڑے ہون لشکر ساحران غدار سے تلوار چل رہی ہوگی مغرور آتشبار ساحر زبردست فرستادہ **افراسیاب** ہے اُسکے سامنے جرأت کا کیا کام غلام نے منع کیا میرا کہنا نہین مانا **سمک یلداقی** عرض کر رہا ہی بادشاہ پریشان کہ نقارہ ہائے رزمی کی صدا کان مین آئی گھبرا کر سر اُٹھایا فرمایا دیکھو یہ غلغلہ کیسا ہی نقارے کیسے بجتے ہین کہ ہرکارے آکر پہونچے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی دست بستہ عرض کی ای شہریار **زمرد شاہ باختری** کو خبر معلوم ہوئی کہ **صاحبقران** زمان قید ہوئے مغرور آتشبار ساحر آتا ہی بائیس لاکھ فوج سے **لقا** سوار ہوا برائے رد ساحر مذکور جاتا ہی یہ سنکر بادشاہ تلوار ٹیک کر اُٹھے بیرون بارگاہ آئے پشت مرکب خنگ سیقیطاس پر سوار ہوئے اب کون ٹھہر سکتا ہی پانچ سو پچپن سردار تاجدار بارہ سو جوانان فرنگی تیرہ سو جوانان ترکی عقب مین شہنشاہ گیتی ستان کے سکین خبر اپنے قبلہ وکعبہ کی سُنکر شاہزادہ **قاسم** نوجوان پشت مرکب شبرنگ پر سوار ہوئے گھوڑے کو کوڑا کیا سب سے پیشتر قاسم نکل گئے ایک جانب سے گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان قبیلہ مسلمانان برہم زنندہ زمرد

بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران نور الدہر بن بدیع الزمان کل فرزندان صاحبقران زمان بیقرار ہوکے چلے لیکن داراے ہند لندھور بن سعدان سب سے پیشتر چلے تھے دو کوس لشکر سے نکلے ہین عقب مین جوانان ہندی چاہتے ہین طرف رستم کے جاین کہ دیکھا نرد شاہ باختری تخت پر سوار مع فوج کوہیان و لشکر سنجان و باختر لبعد کرو فر ہمراہ رواروی کرتا ہوا جاتا ہی نحتیارک کی جو لندھور پر نگاہ پڑی کہا یا خداوند یہ ہندی براے مدد علم شاہ جاتا ہی نہین اسکو گھیر لو جانے نہ پائے سلیمان عنبرین موے کوہی نعرہ کرکے لندھور پر جا پڑا ہر چند لندھور نے چاہا لڑ بھڑ کر نکلجاؤن اپنے کو وہان پہونچاؤن جہان صاحبقران زمان قید ہین لیکن لشکر لقا نے چار جانب سے گھیر لیا لندھور مجبور نعرہ کرکے جا پڑا نعرہ لندھور

جزیرہ ہاے دریا را گرفتم تا بہ ہندستان	دیگر	اگر نام ہمیدانی منم لندھور بن سعدان
منم صاحب عمود و جانشین حمزہ درگردان		شہ ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان

چونکہ فوج لقا کے ساتھ بے انتہا ہی لندھور بن سعدان کا نکلنا دشوار ہوا جسقدر ہندی آگے شریک اپنے آقا کے ہوئے لیکن جوانان ہندی وضع دار صف شکن تیغزن خانہ جنگیان لڑے ہوے چہرون پر زخم بار خود سے سر آگاہ نہین زرہ کا پہننا بیکار جانتے ہین دریاے جرات کے نہنگ آمادۂ جنگ مکمل کے انگرکھے جسم مین سینون پر تلوارین کھانے والے کلاہین چھوٹی سر پر گھونگر والے بال بالاے دوش نشۂ جرات سے مدہوش اگر کسی کوہی نے نیزہ مارا سینہ کو توڑ کر پار گذرا کوہی بڑے قد کے جوان فیل پیکر ہکہ مارا نیزے پر بلند کیا مگر وہ جوان جانباز مردون مین سرفراز مرنے کو سعادت ابدی جانتے ہین سنان نیزہ پر جاکر ہکہ مارا چھڑ نیزے کی جسم سے پار گزری اس طرح اپنے کو برابر دشمن کے پہونچایا لپٹ کے قرولی ماری حریف نیچے آپ اوپر اس طرح جوانان شیر دل کوہیان رو بہ خصال سے لڑ رہے ہین جانبازی سرفروشی کر رہے ہین جان دیے پر مرتے ہین جو قتل ہوکر گرا تڑپتے تڑپتے آواز دی شکر پروردگار ننگ غدار ننگ سے اپنے آقاے نامدار کے ادا ہوا اپنے مالک پر فدا ہوا لاشے جا بجا تڑپنے لگے ہزارہا ہندی کام آیا لندھو ر در یاے فوج لقا مین غوطے مار رہے ہین کافرون کو للکار رہے ہین یقین ہی لندھور کو کہ اس دریاے فوج لقا سے نکلنا دشوار ہوا افسوس اپنے آقاے نامدار تک نہ پہونچے دام فوج کوہیان مین پھنسے ہر چند کد و کاوش کرتے ہین لیکن فوج کے بلوے نقیب آوازین لگاتے پھرتے ہین نعرے کر کیتون کے شکر جوانان صف شکن فوج دشمن پر جا پڑتے رہین ہزارہا سرکٹ کر گر گئے عین گرمی جنگ ہو طبل سکندری پر چوب پڑی گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا بادشاہ جمجاہ مع سواران نامی و پہلوانان گرامی گھوڑے کو بڑھائے ہوئے گردتا جداران جلیل لشکر ظفر اثر

کے کفیل نوبت نقارے بجتے ہوئے سامنے سے ظاہر ہوئے بختیارک نے آواز دی دیکھو یاردہ بادشاہ اسلام کل لشکر لیکر طرف مغرور آتشبار جادو کے جاتے ہین انکو بھی اسی مقام پر روک لو اے کوہیان صف شکن سرداران اسلام کو ٹوک لو یہان سے بڑھنے نہ دو بادشاہ جمجاہ نے بھی دیکھا لشکر ہندوستان پر آفت برپا ہو ہزارہا جوان قتل ہوئے لندھور بن سعدان زخمدار لیکن لڑائی مین مصروف ہنگامہ گیر و دار بلند اہالیان ہندوستان دردمند بادشاہ جمجاہ کو تاب نہ آئی مرکب کو بڑھایا نعرہ شیرانہ کیا نعرہ بادشاہ

ستم شاہ شاہان فریدون حشم | بہار گلستان کاؤس جم
ستم صف شکن صاحب غرجاہ | ایل ناموسعد عالم پناہ

کل سردار سات سو تاجدار تلوارین کھینچکر لشکر لقا پر جا پڑے دونوں لشکر مثل آب شور وشیرین بمثل نور و ظلمت آپس مین مل گئے برق شمشیر چمکی ڈھالین ٹکرا اٹھین گھٹا گھنگھور چھا گئی نہنگان بحر جرات مثل ولدن کے زمین پر گرے دریائے خون جاری ابر تیغ برس رہا ہی دریائے خون کی طغیانی کشتی حیات مردان عالم طوفانی شعر دو لشکر ز لشکر در آمیختہ قیامت ز گیتی رشد انگیختہ نظم

چلے غول کے غول و رغنٹ کے غٹ	گئے موسن دگر باہم لپٹ	سواروں کے اک سمت پیے بھے
پیادون سے کلے بہ کلے ہوئے	لگے پیٹنے سر دمامہ و ڈھول	دیے سر کے بال اپنے علمون نے کھول
فلک کا ہوا اُبر غبار آئینہ	تھا حیرت کے عالم مین چار آئینہ	ہزارون زرہ پوش خنجر گزار
ہیستان سے بھی بڑھ کے کچھ نیزہ دار	وہ رستم لڑائی بھڑائی مین تھے	وہ سہراب جنگ آزمائی مین تھے
ہوا سامنا تیر چلنے لگے	نیامون سے خنجر نکلنے لگے	

بادشاہ جمجاہ مع سات سو تاجداران عالی وقار مصروف کارزار چاہتے ہین صفون کو توڑکر نکلجائین لیکن کوہیون نے صفین باندھی ہین لوہے کی دیوارین حائل اگر ایک صف توڑی دوسری صف قائم ہوگئی یہ تو سب اس مقام پر لڑائی مین مصروف ہین لیکن رستم پیلتن آمادہ کھڑے ہین جیسے ہی لشکر ساحران قریب آیا پانچ ہزار جوانون سے لشکر مغرور آتشبار و قزاقان ناہنجار پر جا پڑے نعرہ شیرانہ کیا نعرہ علم شاہ نوجوان

ارشد اولاد امیر عرب | کیست علم شاہ جو رستم لقب دیگر | علم شاہ ردمی شہ فیل زور | کہ بر تخت فزرق فگند غور

علی گرد فرنگی وما لاگرد فرنگی ہان ہان کرتے رہے کہ اے شہریار لشکر ساحران ہی فوج بے پایان ہی یہ کب مانتے ہین فوج ساحر و غیر ساحر کو یکسان جانتے ہین پہلے حملے مین فرنگیون نے تیر مارے نیزے چلے کئی سو ساحر مر کر گرے کئی ساحران زبردست رستم نے مارے اندھیرا ہو گیا ملکہ پردے سے دیکھ رہی ہی سر پیٹتی ہی دعائین مانگ رہی ہی خدا وندا فرزند صاحبقران زمان کو بچانا خدانخواستہ اگر انکے دشمنون پر کوئی

زوال آیا کہنے والے مجھ بدنصیب کو کیا کہین گے ہنگامۂ ساحران دیکھکر کنیزین بھاگنے لگین ملکہ حیران
حیران ایک ایک کو دیکھتی ہی مضطر و بدحواس کہتی ہی ہائے مین کدھر نکلجاؤن کیونکر میدان کارزار مین
جاکر اپنی جان قدمون پر صاحبقران زمان کے نثار کردون رستم نوجوان کو نیزہ و تیر سے بچاؤن لیکن رستم نے
جب ہزار دو ہزار جادوگر مارے مرنے سے ساحرون کے تمام میدان تیرۂ و تار ہوا کافرون کو انتشار قریب تھا
بھاگ نکلین مغرور آتشبار صف سے آگے بڑھا ساحرون کو آواز دی او نامردو کہان جاتے ہوادھر آؤ
افراسیاب کو جاکر کیا مُنھ دکھاؤگے وہ بادشاہ جابر و قاہر تمھارے زن و عیال کو قتل کرے گا
ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑے گا ذلیل ورسوا ہوکر مارے جاؤگے کیونکر جان بچاؤگے یہ کہتا ہوا آگے بڑھا
اُسکے للکارنے سے ساحر بھی ٹھہرے پلٹ پڑے سحر کرنے لگے شعلہ جادو وزیر اُسکا ساحرون کو گرماکے بڑھا
بڑھتے ہی علم شاہ پر سحر کیا گھوڑا بدلگامی کرنے لگا شعلہ جادو نے بھڑک کر فرقون کو آواز دی او
نامردو اب ان سب کو مار لو مین نے ہاتھ پاؤن بیکار کردیے اب بھی نہ قتل کر سکو تو بڑے غضب کی
بات ہی دیکھو تو مسلمانون کا کیا حال ہی حیران و پریشان مضطر و ششدر گھوڑے بدلگامیان کر رہے ہین
ہاتھ بیکار لیکن پاؤن ثابت قدمی مین استوار حقیقت مین یہ لوگ بڑے جانباز و سرفروش ہین اس
بیہوشی مین بھی جرات کے ہوش ہین ایک ایک نہنگ محیط دلاوری گوہر بے بہائے قلزم صفدری لیکن
سحر مین دخل نہین رکھتے ہین موت کے مزے چکھتے ہین یہ سنکر فوج فراقان نے بلوہ کیا جو جو سپاہی بیچارے
بیکار تھے اُس بیکسی بےبسی مین اُنکو قتل کرنے لگے رستم بہ نگاہ یاس دیکھ رہے ہین کہ ساتھ والون پر
قیامت برپا گھوڑا اُنکو لیے دوڑا دوڑا پھرتا ہی ران پشت مرکب پر نہین جمتی لگام ہاتھ سے چھوٹی جاتی
ہی سحر سے شعلہ جادو کے آگ برسنے لگی تیغہ کھینچکر طرف علم شاہ کے چلا کہتا ہوا کہ پسر حمزہ کو خود
قتل کرونگا ہمارے ساتھ والے سب نامرد ہین مسلمان سرخرو اُنکے چہرے زرد ہین جوانان صف شکن
نے دیکھا شعلہ جادو ہمارے آقا کو قتل کرنے آتا ہی گرتے پڑتے قریب اپنے آقائے نامدار کے آئے
سینے سپر کردیے سنان نیزہ سے سینے ملائے دم شمشیر پر گلے رکھتے تھے چاہتے تھے ہم قتل ہون وحِ ردان
صاحبقران کو بچا دین ادھر صاحبقران پہلوین ممتاز کو ہی ایک جانب مقبل و بہرام سب
مسلسل و مطوق ارابون سے یہ معرکۂ مصیبت خیز دیکھ رہے ہین زنجیرین ہلاتے ہین لیکن صاحبقران
مضطر پریشان حال نور نظر دیکھکر گھبرائے بیقرار ہوکے دعا کی خداوندا میرے رستم کو بچانا یکایک دو سمت
سے گرد اٹھی دیکھا آگے آگے شاہزادۂ خاور سیاہ قاسم نوجوان نبیرۂ صاحبقران کی پشت پر بارہ ہزار
جوان یاقوت پوش بعد جوش و خروش آکر پہونچے قاسم نوجوان نے بڑھکر نعرۂ فیرانہ کیا نعرہ قاسم نوجوان

آفتاب مشرق دین پروری ۔ شہسوار لال پوش خاوری
زآب دم تیغ شستم زمین ۔ ہمہ باختر شد بزیر نگین
دیگر ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ ۔ زنم تیغ برابر و نیزہ بماہ

لیکن دور سے دیکھا قبلہ و کعبہ پر ہجوم ساحران بلوہ فراوان ایک ساحر چاہتا ہے رستم کو قتل کردن رفقا جان دے رہے ہین قاسم نوجوان نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر کو جوڑا شعلہ جادو کوتاکا جیسے ہی اُسنے چاہا کہ علم شاہ پر ہاتھ تلوار کا مارے قاسم نوجوان نے تاک کر تیر مارا سینہ پر بیحیا کے پڑا پشت کو توڑکر پار گذرا شعلہ جادو اُلٹ گیا زمین پر گرا ناری کالاشہ جلنے لگا شجر بغض و حسد سے یہ ثمر حاصل ہوا تڑپ تڑپ کے جہنم واصل ہوا آواز آئی کُشتی مرا نام من شعلہ جادو بود قاسم تلوار کھینچکر لشکر کفار پر جا پڑا رستم نے بھی سحر شعلہ سے رہائی پائی قاسم نے تیرون کی بوچھار کی بہت سے کافر تلوار سے بیدم کیے جوہر شمشیر بران دکھائے طبقے زمین کے ہلا دیے لیکن مغرور کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا کہ باپ بیٹون نے قیامت برپا کی شعلہ کو مار ڈالا بس جوش مین بڑھا دن قلیل باقی ہی بڑھ کر سحر کیا مصاحب افراسیاب سحر و ساحری مین لاجواب ایک ہی سحر مین علم شاہ و قاسم بیہوش ہو کر گرے دوسرا گولہ مارا ساتھ والون پر آگ برسنے لگی کہین بجلی گری کہین رعد گرجا کوئی تھرا کر گھوڑے سے گرا کسی نے گھبرا کر خود اپنا گلا کاٹ لیا نیو دو مضطر بیقرار مثل چوب خشک ساخاموش بعضے مدہوش دو گھڑی کے عرصہ مین اُسنے سب کو گرفتار کر لیا اُسی طرح علم شاہ و قاسم کو مع فوج بیہوش پڑا رہنے دیا کہا مادولت کو اسوقت فرصت کم ہی فراج برہم ہی چلو پڑاؤ پر قبضہ کرو ہرکارہ اس بیحیا کو خبر دے چکا ہو حضور ملکہ صنوبر قد بارگاہ مین داخل ہین علم شاہ فرزند امیر عالیجاہ نے بڑی خاطر و مدارات سے اُتارا خیمے مین داخل کیا جاکر ملکہ سے ملاقات کیجے مغرور آتشبار نے لشکر کو اُسی مقام پر اُتارا سر ہنگ فراق کو اپنے پاس بلایا کہا آپ میرے بزرگ ہین آپ تشریف خیمۂ ملکہ مین لیجائیے صاحبزادی کو سمجھا کر مادولت کی بارگاہ مین لائیے میرے قہر و غضب سے ڈرائیے یہی فرمائیے کہ مغرور آتشبار اب ایک مسلمان کو زندہ نہ چھوڑیگا صبح کو حمزہ و فرزندان حمزہ کو اسی میدان مین جلا دیگا دیکھو دم بھر مین علم شاہ و قاسم کو بیہوش کرکے ڈال دیا فوج والے بھی اُسکے بیکار پڑے ہین گھوڑے بھی کوتل دوڑتے پھرتے ہین بس حکم سے ایسے زبردست کے گردن تابی کرنا خون سے اپنے ہاتھ بھرنا ہو یہ بھی سمجھا دینا کہ ہوش رُبا مین اتنا بڑا ساحر نہین ہو افراسیاب جادو نے کل اقلیم کا حاکم کیا دربند ہائے طلسم کا ناظم کیا تم ہوش رُبا کی بادشاہزادی کہلاؤگی سرہنگ فراق نے کہا مین ابھی جا کر سمجھاتا ہون حضور بارگاہ مین جلوہ فرما ہون لباس تبدیل کرین ہمہ فاخرہ پہنین اسباب عیش و نشاط بھی مہیا ہو جائے مین بخوبی سمجھا کے لاؤنگا کسی بات مین آپ سے

انکار نہ کرینگی مغرور آتشباران باتون پر سرہنگ کی بھول گیا نانا جان کہکر گلے سے لگا لیا سرہنگ
قزاق مغرور کو بارگاہ مین ٹھہرا کر طرف خیمہ ملکہ کے چلا تمام ساحرون نے خیمہ ہاے علم شاہ قبضے
مین کر لیے قزاق گرد خیمہ ملکہ کے اُترے ہین ایک امر اور واضح راے عالی ہو لشکر اسلام و لشکر
لقا سے چار پہر دن تلوار چلی اہل اسلام نے دریاے خون بہا دیے سلیمان عنبرین موے کو بھی
ہاتھ سے بادشاہ کے زخمی ہوا قریب شام نجتیارک نے طبل بازگشت بجوا دیا ادھر بھی سب سردار انتہا
کے زخمی ہوئے تھے بادشاہ سب کو ساتھ لیے کر داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے زخم وزریان ہونے لگین
بادشاہ نے آنکھون مین آنسو بھر کے عیارون سے کہا جا کر علم شاہ کی خبر لاؤ ہمین لقا ملعون نے
وہاں تک نجانے دیا سردار انتہا کے زخمدار ہین اب یہان سے قدم بڑھانا دشوار لشکر لقا مقابلے مین اترا
ہے آپ لوگ رات ہی کو خبر لائیں مین انتظار مین جاگ رہا ہون گلباد عراقی و کلباد عراقی و مہتر ابوالفتح صفہانی
و عمران خطائی و یزک خطائی وغیرہ چالیس پچاس عیار براے خبر علم شاہ نامدار بانہاے عیاری
سے آراستہ ہو کر چلے دوسرا مقدمہ راز و نیاز حاضرین پر واضح ہو کہ جس وقت سے لڑائی کا ذکر تحریر ہوا
جواہر بن عمرو کا حال نہ معلوم ہوا کہ کہان گیا نائب خواجہ عمرو و مہتر والا گہر عیار طرار فرار خنجر گزار
یہ کیونکر عرض کرون کہ جان بچا کر بھاگ گیا یقین کامل ہے کسی کار ضروری مین مصروف ہو بلکہ عیاری
کرنے کا وقوف ہو ناظرین پر واضح ہوگا اس مقام پر تحریر کرنا مناسب وقت نہین ہرچند کہ نیازمند نے
کتاب تحریر کی مگر کتاب کو قاعدۂ اشتیاق سے معمور کر دیا کتاب نادر کو عیار حیلۂ لطیف سے بھر دیا پس
ملحوظ رہے کہ جواہر کا ذکر آئیگا جب سرہنگ مغرور سے رخصت ہوا طرف خیمہ ملکہ کے چلا مغرور
آتشبار پھر گھبرا کر خیمے سے نکل آیا پکار کر کہا کہ ابا جان ٹھہر جائیے دیکھیے مین لباس تبدیل کر آیا سرہنگ
نے پلٹ کر دیکھا مغرور آتشبار دولہا بنکر نکلا ہے سیہ رو نے ڈاڑھی مین وسمہ لگایا مہندی بھی جلدی
جلدی ہاتھون مین مل لی تاج سر پر قباے اطلس اُسپر گوٹہ پٹھا لگا ہوا بڑے آن بان سے کنٹھے
یاقوت احمر کے موتیون کے مالے پہنکر نکلے ہین ایک رومال منھ پر رکھے ہوئے خدمتگار پشت پر چنگیر مین
پھولونکا گہنا لیے ہوئے ساتھ ایک کے ہاتھ مین سہرہ زرتار کا پھولون کی بدھیان عطر کی شیشیان
سرہنگ دیکھ کے شرما گیا مگر خوشی یہ ہے کہ انکا خسر کہلاؤنگا کہا اچھا بیٹا تم بھی ساتھ چلو اپنی
دولہن کو سمجھانا تم سے پردہ کیا ہے مغرور بھی ساتھ چلا گیا آگے آگے سرہنگ عقب مین میان مغرور
خدمتگار دور دور مصاحبون نے مبارکباد کہی مغرور نے ہین ہین کر کے سب کو سلام کیا کہا آپ سب
صاحبون کی عنایت دو چار ظریف شاعران لطیف بھی ساتھ ہین پھبتیان کہ رہے ہین کوئی کہتا ہے ناچ

کیا خوشنما ہی ایک کہتا ہی ہمارا آقا کیا خوب دولھا بنا ہی ایک کہتا ہی جلد امید بر آئی نانا نواسی کو گود مین اُٹھا لائے بعضے کہتے ہین کیا اتفاق ہین دولھا کا باپ قرمساق ہی کس طرح دولھا میان جاتے ہین کنجڑے کبڑ لون کو حجاب آتے ہین جب قریب خیمۂ ملکہ صنوبر قد یہ سب بیجا پہونچے سرسنگ نے چاہا اندر جائے مغرور آتشبار نے کہا سنیے کچھ آواز آتی ہی حقیقت مین جسوقت سے خیمے پر ملازمان مغرور کا پہرا ہوا ملکہ صنوبر قد انتہا کی بیقرار کنیزین خوف کے مارے بھاگ گئین جان بچاکر جا بجا چھپین یکہ و تنہا برج خیمہ مین وہ ماہ تابان یعنی ملکہ صنوبر قد حیران و پریشان مضطر و ششدر بلک بلک کے رو رہی ہی کنیزون کے نام لیکر پکار رہی ہی کہ صاحبو تم کیون جدا ہوئین جو گذرتی ہماری جان پر گذرتی افسوس ہی اسوقت مین تمنے بھی ساتھ چھوڑا دیکھیے ہمارا جنازہ کون اٹھائیگا سوائے صاحبقران کے اگر کوئی ہمکو ہاتھ لگائیگا ہمکو مردہ پائیگا بہت پچھتائیگا اس خوشی مین اس خمسے کو پڑھ رہی ہی خمسہ

سمجھا بیکس کوئی پھر ہوگا بھلا میرے بعد
دیکھ لینا یہ تم ای اہل وفا میرے بعد
جسکا دل یون ہو غم و درد کی جا میرے بعد
بیکسی ہی نے نہ دینا کو تجا میرے بعد
غم بھی مرقد پہ مرے بیٹھ رہا میرے بعد

وقت آباد جہان چھوڑ گیا جب مجنون
قصد ہی مین تو سوے ملک عدم راہی ہون
رونق سلسلۂ عشق ہوا مین مجزون
تیز رکھنا سر ہر خار کو ای دشت جنون
شاید آجائے کوئی آبلہ پا میرے بعد

دردمندان محبت کا عجب عالم ہی
کیا کہون نزع مین کیون چشم مری پر نم ہی
سمجھے یہ راز وہی عشق سے جو محرم ہی
اپنے مرنے کا مجھے غم نہین پر یہ غم ہی
کون ہوگا ہدف تیر بلا میرے بعد

عالم عشق مین یکسان ہی فنا اور بقا
عشق وہ شی ہی کہ دکھلائے جو اعجاز اپنا
ہی جو ہستی مین بہم ربط وہی بعد فنا
کیا عجب مرقد لیلی سے جو نکلے یہ صدا
میرے مجنون ترا کیا حال ہوا میرے بعد

طبع مایوس تھی گلشن کی ہوا سے میری
نہ کھلا باب اثر آہ رسا سے میری
گشت گلزار کی خواہش تھی خدا سے میری
مین نے زندان مین دی جان بلا سے میری
باغ عالم مین رہی گو کہ فضا میرے بعد

ای غم و درد رہو تم مرے دل مین ساکن
ہون جدا تسے مین اللہ نہ دکھلائے وہ دن

ایکدن چین نہین ہمدمرے دلکو تم بن
اتبو کرتے ہو بہت لطف و کرم تم لیکن
بھول جانا نہ مجھے بہر خدا میرے بعد

خوبرویون سے ہی کچھ جی کا لگانا ہی خطا
جاے عبرت ہی کہ جی جسکے لیے مین نے دیا
چاہیے یہ کہ نہ لے کوئی کبھی نام وفا
بسکہ باعث تھا مین اس شوخ کی بدنامی کا
سجدۂ شکر ادا اُسنے کیا میرے بعد

زندگی مین نے وفا ہی مین بسر کی پیارے
حال پر میرے نہ گو آج نظر کی پیارے
لی خبر تم نے نہ مجھ خستہ جگر کی پیارے
جیتے جی قدر بشر کی نہین ہوتی پیارے
یاد آئیگی تمھین میری وفا میرے بعد

ضبط گریہ کا نہین بسکہ مجھے ایک نفس
گلشن دہر مری ذات سے شاداب ہی بس
ابر ہر لحظہ مری چشم کا جاتا ہی برس
اُٹھ گیا مین جو جہان گذران سے تو ہوس
خاک چھانیگی بہت باد صبا میرے بعد

یہ اشعار پڑھکر ملکہ رو رہی تھی سرہنگ و مغرور کے کان مین یہ آواز آئی سرہنگ نے مغرور سے کہا آپ ذرا ٹھہر جائیے دیکھیے وہ گیسو بریدہ ننگ خاندان واسطے صاحبقران کے رو رہی ہی اشعار مضمون فراق پڑھتی ہی مغرور دولھا بنے ہوے دروازے پر ٹہلنے لگے سرہنگ بلا تکلف اندر خیمے کے آیا دیکھا ملکہ صنوبر قد آنکھین سرخ موے سر سراسر پریشان بصورت آئینہ حیران فرش خاک پر بیٹھی رو رہی ہی باپ کو دیکھ کے آنسو پونچھ ڈالے خوف سے کانپنے لگی جھک کر سلام کیا سرہنگ نے سر سینے سے لگا لیا کہا اے نور نظر جو کچھ تمنے کیا وہ مقدمہ گذر گیا ہم سمجھے کنیزون نے تمکو بہکا کے اس حال کو پہونچایا حمزہ بیچارہ کیا ہی مین نے ایسا عمدہ شوہر تمھارے واسطے تجویز کیا مصاحب شہنشاہ ہوش ربا سحر و ساحری مین یکتا جس نے چشم زدن مین حمزہ کو گرفتار کر لیا لڑائی مین علم شاہ و قاسم ایسے نوجوان کو بیکار کر دیا سب مغل مردے کے بیہوش پڑے ہین وہ بیچارہ خود دولھا بنکر آیا ہی اشتیاق مین تمھاری ملاقات کے در خیمہ پر ٹہل رہا ہی اول تو حمزہ مسلمان غیر کفو غیر ملت غیر مذہب دشمن افراسیاب علاوہ ازین چار پہر اُسکی حیات مین باقی ہین صبح کو بذلت و رسوائی قتل ہو جائیگا بعزت و آبرو تمکو طلسم ہوش ربا مین لیجائیگا سحر سکھائے گا مصاحبان افراسیاب مین نام لکھا جائیگا صحبت مین ملکہ حیرت جادو کی رہوگی زیور جواہرات کا ملیگا افراسیاب ایک شہر کا حاکم کر دیگا وہان مہرخ و بہار کو قتل کرنا شہنشاہ خوش ہونگے اسطرح سمجھا کے جو سرہنگ نے بیٹی سے کہا صنوبر قد باپ کے گلے سے لپٹ کر رونے لگی کہا مین حیران ہون کہ یہان تک

کیونکر آئی لونڈیان سمجھا کے یہان تک نکال لائین کہتی تھین کسی شہر مین چلیے وہان ایک کمرہ کرایہ کو لینگے اُسپر ہم آپ بیٹھین گے بڑے بڑے امیر بادشاہزادے آپکے جمال کے مشتاق رہینگے ایک ایک آشنا ہم لوگ بھی کر لین گے ناچ گانا سیکھین گے جس محفل مین مجرا کرنے جائینگے لاکھون روپے بل بٹے مین پائینگے حضور مین کمبخت بدنصیب اُسکے مطلب کو نہ سمجھی یہان لاکر پسر حمزہ کے حوالے کیا وہ نگوڑا مجکو گھور گھور کے دیکھتا تھا بڑی خیر ہوئی کہ آپ آگئے ورنہ نہین معلوم کیا کرتا حمزہ سے مجھے کیا کام آپ جو حکم دیجیے مین بجا لاؤن لیکن آپ خفا نہون تو ایک بات کہون ذرا ایک نگاہ اپنے دولہا کو دیکھ لون صورت اچھی ہو اگر صورت بھی بری ہو اور روپیہ والا ہو سرہنگ نے کہا بیٹیا بادشاہ ہے صورت مین بھی حسین سن دراز زیادہ ہی آؤ تم اپنی آنکھون سے دیکھ لو بڑی بات یہ ہی کہ تمھارے نام پر مرتا ہی جواہرات کے صندوقچے ابھی سے ساتھ لایا ہی تمھاری خدمت مین پیشکش کرے گا بڑے مرتبے حاصل ہونگے یہ کہکے ہاتھ تھاما خیمے مین روزن کیا کہا دیکھو بیٹیا دولہا بنا کھڑا ہی جیسے ہی ملکہ صنوبر قد کی سراپا پر مغرور کے نگاہ پڑی سرہنگ نے دیکھا ملکہ پسینے پسینے ہوگئی شرما کے سر جھکا لیا سرہنگ نے کہا کہو بیٹیا پسند کیا صنوبر نے کچھ جواب نہ دیا سرہنگ خوشی خوشی باہر آیا کہا حضور دیکھیے مفصل حال کہا کنیزین اسکو بہکا کے نکال لائین حرامزادیون نے یہ تجویز کیا تھا کہ گھر سے بٹھائین گے شفتلین ناکمبخت بیٹھین مین نے آپکا جمال آفتاب مثال دکھلایا پسینے پسینے ہوگئی حضور کیا کہون مین تو جانتا ہون آپ پر عاشق ہوگئی اب مین نے سب طرح سمجھا دیا تشریف لیجائیے ہم خوب جانتے ہین میان بی بی ایک ہو جائینگے ہم بیچ والون کو کون پوچھے گا حضور ہمسے وعدہ پختہ کر لیجیے منصب جاگیر ملے یہ جانبازی چھوٹ جاے جب کسی کو لوٹنے جاتے ہین جان پر بنتی ہی روپیہ بڑی مشکل سے دیتے ہین لڑائیان پڑتی ہین تب لوٹ کے لاتے ہین مغرور نے کہا ابا جان آپنے ایسی خدمت مجکو دی بھلا مین آپ کو بھولونگا عمر بھر تابعداری کرونگا ملک مال سب آپ پر نثار ہی اب حضور باہر ٹھہرین مین اندر جاتا ہون بلکہ آپ اپنی بارگاہ مین چلیے مین صبح کو حاضر ہونگا سرہنگ تو روانہ ہوا چند مصاحب برائے حفاظت دروازے پر ٹھہرے مغرور پھولا ہوا ہار پھول بہت سے ہاتھ مین لیے ہوے اندر بارگاہ کے آیا بیچ خیمہ مین اُس ماہ تابان کو دیکھا سر جھکائے ہوئے بیٹھی ہی کنکھیون سے دیکھ رہی تھی مغرور کو دیکھکر اٹھ کھڑی ہوئی برائے تسلیم مثل ہلال شب اول خم ہوئی زبان سے کچھ نہ کہا مسند کی جانب اشارہ کیا مغرور مر گیا چاہا لپٹ جاؤن گلے مین ہاتھ ڈال دون ملکہ ہٹ کر بیٹھی کہا دیکھو صاحب گنوارون کی حرکتین میرے ساتھ نہ کرنا مجھے یہ باتین نہین پسند آتین ابا جان سمجھا گئے ہین کچھ نہین کہ سکتی سب طرح کا تمکو اختیار ہی مگر چھری تلے دم لو آدمی کی طرح بیٹھو مغرور مسند پر آکر بیٹھا باہر دور کر گیا ملازمون سے

گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی طلب کین مصاحبون نے پوچھا کیسے حضور کیا معاملہ ہی مغرور نے کہا وہ خود مرتی ہی مابدولت کو دیکھکر بیقرار ہو گئی اب جا کے شراب پلا کے مطلب حاصل کرونگا تم سب قیدیون سے ہوشیار رہنا میرے سحر مین مبتلا ہین سب بیہوش پڑے ہین میرے سوا کوئی ہوشیار نہین کر سکتا مابدولت اب صبح کو تشریف لائینگے جام بادۂ وصل سے سیراب ہونگے خوب مزے اڑینگے نازنین حسین مہ جبین غنچہ دہن پڑھی لکھی لائق شفیق ہی کیا جورو ملی ہی ابھی کمسن الھڑپنے کے دن بیباک چست و چالاک جو ناز کریگی مین اٹھاؤنگا جان تک اپنی نثار کرونگا سب نے کہا حضور شکر یہ سامری و جمشید واجب لازم ہی معشوق پریچہرہ دستیاب ہوئی مغرور نے کہا ایسا کار نمایان مین نے کیا جسکا معاوضہ یہ ملا اب مین بادۂ محبت سے سرشار ہون وہ صورت دیکھی تیر مژگان تو دل کو توڑ کر نکلگئے تابش آتش رخسار نے کلیجے کو جلا دیا اب آپ سب صاحب اپنے اپنے مقام پر جائین رات کم باقی ہی مصاحب بمقام پر گئے دو گلابیان شراب کی ایک کشتی کباب کی مغرور لیکر اندر آیا ملکہ نے جو شراب دیکھی کھڑی ہو گئی پٹے پکڑ لیے ایک طمانچہ مارا دھیلے ہاتھ کا طمانچہ جو پڑا تڑ لتے کی آواز ہوئی کہا کیون نگوڑے یہ شراب کیون لایا شراب پی کر دیکھا جو کری مچائیگا ایسی باتین میرے ساتھ نہ کرنا ہین تمہارے پاس نہ سوؤنگی تمہارے تیور برے معلوم ہوتے ہین ہین شراب نہ پیونگی نہ تمھین پینے دونگی اور طرح پر ہاتھ لگاؤ گے تو اپنی جان اور تمھاری جان ایک کردونگی مسخرے، تیری بوٹیان کاٹ کر چیل کوؤنکو دونگی کمبخت میری جان لینے کا سامان کیا ہی خیال کرکے دیکھ تیری نواسی معلوم ہوتی ہون یہ کہکے دونون گلابیان شراب کی چھین لین اپنے دامن کے نیچے چھپائین مغرور ان حرکات پر مر گیا ہاتھ جوڑنے لگا کہا ملکہ مین تمھارا غلام ہون محبت مین بدنام ہون قدمبوسی تو حاصل ہو ملکہ صنوبر قد نے کہا کہ اس حسرت مین تم ہمیشہ رہو گے جنائین ہوگے خبردار مجھکو ہاتھ نہ لگانا قریب نہ آنا یہان تو عاشق و معشوق مین یہ باتین لیکن زہرہ باختری جب لڑائی سے پلٹا بارگاہ مین آکر گرا انجتیارک نے چپکے سے کہا یا خداوند ابھی مجھکو ہرکارے نے خبر دی کل لشکر تو آپ نے یہان روک لیا قاسم و علمشاہ وہان جا کر لڑے مغرور نے سب کو پکڑ لیا یقین ہی آپکے حکم کا مشتاق ہو رہا ہی کو یہان سے کوچ کیجیے مغرور سے کہکر مسلمانون کو قتل کرائیے اور مغرور کو ساتھ لیکر ان سب کو گرفتار کرائیے بڑا خوف تو حمزہ کا ہی اگر حمزہ قتل ہو گیا کوئی مغرور کے ہاتھ سے نہ بچے گا لقا نے اسی وقت کوچ کر دیا لشکر مین کمر بندی ہوئی کہا چپکے چپکے نکل چلو اہل اسلام کو خبر نہونے پاوے ورنہ بادشاہ لشکر اسلام آکر سد راہ ہونگے رات کو تلوار چلے گی مطلب دلی حاصل نہوگا تمام سیہ رواش شب تیرہ و تار مین طرف لشکر مغرور آشبار کے چلے عیاران اسلام برائے خبر نکلے تھے جنگل مین بھٹکتے پھرتے تھے ان سب نے دیکھا لقا مع لشکر جاتا ہی

آپ یہین کہا لو یار د غضب ہوا لشکر اسلام کو لقا دھوکا دے کر چلا جا کر مغرور آتشخوار کو بھڑکائے گا نجتیارک آگ لگائیگا ایسا نہو صاحبقران کو قتل کر ڈالین چلکر بادشاہ کو خبر کرنا واجب و لازم ہی رات پہر بھر پچھلی باقی ہی عیار پہنچے بادشاہ بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے تھے سرداروں کی زخم دوزی کرائی ایک ایک کی خبر لے رہے تھے پٹیان مرہم سلیمانی کی زخمون پر چڑھائین مشتاق تھے کہ دیکھیں ہرکارے کیا خبر لیکر آتے ہین کہ گلباد عراقی وغیرہ گھبرائے ہوئے آئے عرض کی اے شہنشاہ گیتی ستان لقا لشکر کو تیار کر کے طرف لشکر مغرور کے گیا غلامون نے یہ بھی خبر پائی قاسم و علم شاہ کو مغرور نے سحر کر کے پکڑ لیا صاحبقران بیشتر سے قید ہین ایسا نہو نجتیارک جا کے دشمنان صاحبقران کو قتل کرائے بادشاہ سُنکر گھبرا گئے فرمایا کیا مشکل ہی سب سردار زخمدار بہت سے اُنمین ایسے ہین کہ پشت مرکب پر سوار ہونے کے لائق نہین ہین لیکن ان سب کو خدا کے سپرد کیا یہ فرمایا اور اُٹھے پشت مرکب پر سوار ہوئے چند تاجدار چند سردار ساٹھ ستر ہزار جوان ہمراہ لے کر چلے لقا لشکر کو لیے جاتا ہی نجتیارک ترغیب دے رہا ہی یا خداوند چلتے ہی مغرور سے فرمائیگا ہمنے تجکو طرۂ پیغمبری عطا کیا لیکن شب ہی کو تو صاحبقران کو قتل کر ڈال جتنے سردار ساتھ ہین سب کو چلتے ہی تہ تیغ کیجیے لقا خوشی خوشی جاتا ہی اب صنوبر قد کا حال سنیے مغرور باتون پر مرا جاتا ہی صنوبر قد کے ناز و کرشمے کبھی مسکرانا کبھی ابرو پر بل آنا کبھی دھول ماردی مغرور کا تاج گرا پھر آپ ہی تاج اُٹھا کر سر پر رکھا تلے تلے ہاتھ باندھ کے عرض کی کیون نانا جان ناگوار تو نہین ہوا ایک دھول اور لگائین لو ایک تم بھی لگا لو بدلا ہو جائے کبھی بال پکڑ لیے کہا کیون نانا جان ڈاڑھی پکڑ کے لٹک جاؤن کل اسکو منڈوا ڈالنا ایسا نہو کوئی تجھکو اسمین بیٹھا ہو گا اس بچپن کا کیا کام مغرور خوش ہوتا ہی کہتا ہی ملکہ خبردار شراب تو دو کہا حرامزادے تو قسم کھا مجکو ہاتھ نہ لگانا مغرور بولا رات بہت کم باقی ہی اُسوقت صنوبر قد نے اپنے دست نگارین سے جام لبریز کیا کہا پی لے لیکن اسمین زہر ملا ہی خوشی مین آکر مغرور نے دونون ہاتھ بڑھا دیے لبون سے لگا کے پینے لگا صنوبر قد نے کہا زہر ہار دیکھ مسخرے سم صاف صاف کہے دیتی ہون کہنا ہمارا نہین مانتا کلیجہ کٹ کے نکلجائیگا مغرور خوشی مین آکر پی گیا پیتے ہی گھبرا گیا کہا ملکہ میرے کلیجہ مین آگ لگ گئی شراب مین کیا تھا ملکہ نے کہا مین نے تو تبلا دیا بارے شراب نوش کیا تھی ذرا اُٹھ کر ٹہل مغرور گھبرا کر اُٹھا چاہا صحن بارگاہ مین جاؤن لڑکھڑا کے منہ کے بھل گرا ملکہ نے جھک کر نعرہ کیا اد بچیا منم عیار نامور جواہر بن عمرو جب ہنگامہ لڑائی کا ہوا تھا تب رستے مین آکر ملکہ کو بیہوش کیا کوشے مین چھپا دیا آپ بصورت صنوبر قد بیٹھ رہا تھا جانتا تھا کہ انجام یہی ہوگا سحر مین رستم کی رستمی کیا چلیگی فرد

گرفتار ہو جائینگے آخر یہ بحیا میرے پاس ضرور آئیگا تب اُسکو مارونگا جھلایا ہوا تھا ضبط نہو سکا نیمچہ مارا مغرور کے دو ٹکڑے ہوئے شعلہ بھڑکے لاشہ تڑپا جواہر نعرہ کرتا ہوا باہر نکلا دیکھا ستارۂ سحری چمک چکا ہی شہنشاہ زرین پوش مہر تابان کی آمد بصد شد و مد شہنشاہ انجم سپاہ نے شکست کھائی ہی فوج ثابت و سیارگان مین تہلکہ تارے بھاگے جاتے ہین بعض جھلملاتے ہین جلاد فلک کو جوش و خروش نیراعظم تیغہ مہر بردوش علم شاہ و قاسم کو مرتے ہی مغرور کے ہوش آیا گھوڑے کوتل پھر رہے تھے فوراً انپر سوار ہوئے لشکر کفار پر جا پڑے جواہر بن عمرو ایک جادوگر کی شکل بنکر طرف قید خانے کے دوڑا جب قریب قید خانے کے آیا جہان صاحبقران قید ہین نگہبانون نے پوچھا میان ساحر صاحب خیر تو ہی جواہر نے کہا اندھے ہو تمھین کیا سوجھتا ہی دیکھو آگ برس رہی ہی فرزندان حمزہ کو ہوش آ گیا شاید کسی نے ہمارے افسر کو مارا مین جاکر حمزہ کو قتل کرڈالون یہ کہکے قید خانے مین گھسا صاحبقران سرنگون بیٹھے تھے مغرور جو مرا ہوش درست ہوئے جواہر نے آتے ہی ہتھکڑی پر نیمچہ مارا کہا حضور جلدی اُٹھیے مین نے مغرور کو مارا قاسم و علم شاہ لڑ رہے ہین ساحرون کا بلوہ ہوگا صاحبقران نے اُٹھتے اُٹھتے قید کو توڑا ہمتاز کوہی و بہرام گرد بن خاقان چین و مقبل وفادار بھی اپنے مقام سے اُٹھے یہ سب اُسی بحیا کے سحر مین مبتلا تھے بیرون قید خانہ آئے ساحرون نے جو صاحبقران کو آتے دیکھا لینا لینا کہکر اُٹھے گوے ترنج تاریج چلنے لگے صاحبقران نے ایک ساحر کو مارکر تلوار لی ہمتاز نے دو چار کو چیر کے پھینکدیا پھر امیر نے کئی ساحر مارے مقبل سہم کر گوشے مین آیا کمان کیانی دوش سے اُتاری خطا کارون پر تیرون کی بوچھار کردی لیکن میان سرہنگ مغرور کو خیمے مین پہونچاکر اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھے سردارون نے پوچھا کہیے حضور ملکہ نے مغرور کو قبول کیا سرہنگ نے کہا ایسا ساحر زبردست افراسیاب کا مصاحب کیونکر نہ قبول کرتی بھائیو وہ تو دیکھتے ہی عاشق ہو گئی عاشق و معشوق ایک جگہ بیٹھے ہونگے راز و نیاز کی باتین ہو رہی ہونگی ساتھ والون نے شرما کے سر جھکا لیے آپس مین اشارے کرتے ہین کیا بیغرت ہی ہم تو جانتے تھے بہادر قزاق ہی لیکن حال کھُلا پورا قرمساق ہی کیا خوشی خوشی ساتھ لے گیا اب کیا پھولے بیٹھے ہین کیا اچھی بات بیان کر رہے ہین ایک نے کہا ہم تو اسکی رفاقت چھوڑ دینگے ہم سپاہی کے طرفدار ہین مکار غدار نہین ہین اُنھون نے دھرم سپاہگری کا ڈبو دیا آبرو کو کھو دیا سرہنگ کہہ رہا ہی بھائیو اب اپنے داماد سے کہکے تم سب کو جادو سحر تعلیم کراؤنگا بڑا مرتبہ پاؤنگا یکایک نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی زمین تھرائی گھبرا کے باہر نکل آیا دیکھا وہ خیمہ جل رہا ہی علم شاہ و قاسم سرگرم جنگ دریاے جرأت کے نہنگ ایک طرف صاحبقران لڑ رہے ہین ہنگامہ گیر و دار بلند ساحرون نے

جو یہ ہنگامہ دیکھا گھبرا کے اپنے اپنے مقام سے اُٹھے آواز کان مین آئی کشتی مرا نام مین مغرور آتشبار بود
ہوش حواس اُڑ گئے غل مچاتے ہوئے اُٹھے ارے یارو ہمارے آقا کو کس نے مارا یہ کیسی آواز دردناک آتی
ہے دیکھا تلوار برسنے لگی وہ جو سب بیہوش پڑے تھے تلوارین کھینچکر اُٹھے ہین دریاے خون بہا رہے ہین نعرے
پر نعرے بلند ہین سر ہنگ کو بھی بیٹھا ہوا وہ ڈرا کہتا ہوا یارو میرے داماد کو کسنے مارا دم بھر مین کیا قیامت
برپا ہو گئی بنی ہوئی سلطنت بگڑ گئی اُسی گیدو بریدہ نے مارا جا کر سر کاٹ لونگا ایسا داماد صاحب اقتدار کہان پاؤنگا فراق
نے کہا اے پہلوان آپ یہ کیا بیہودہ باتین کرتے ہین داماد داماد بکتے آپ کو شرم نہین آتی اچھا ہوا حرامزادہ مارا گیا ساحر مکار
غدار سپاہیون کا دشمن ہم ابھی حمزہ سے لڑینگے آپ چوڑیان پہنکر کنارے بیٹھے بیٹی کو لیکر بھاگ جائیے سر ہنگ فراق
رو رہا ہے کہ یارو جسکا گھر بنکر بگڑ جائے اُسکے دل سے پوچھو تم بے درد کیا جانو بقول میر یار علی جان صاحب شعر جسپہ بیتی ہو
وہ کیا جانے ہنس ہیچ ہی بیدرد کی بلا جانے ؂ فراق ہنسے لیکن تلوارین کھینچکر جا پڑے ساحر بھی گھبرائے ہوئے لڑ رہے ہین لیکن
حیران کہ یکایک یہ کیا ہوا ہائے رے افسر کو کس نے مار لیا انکے سحر سے زمین ہل جاتی ہے کبھی قاسم گرے کبھی
علم شاہ بدحواس ہوئے اہالیان فوج مضطر و پریشان لیکن صاحبقران اسم اعظم پڑھکر ساحرون کو
قتل کر رہے ہین عین گرمی جنگ ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی زہرہ شاہ باختری تخت پر سوار پشت پر فوج
بیشمار بختیارک خواصی مین دور سے جو سُنے صداے ہا ہو سُنی جادوگرون کے مرنے کی آوازین آئین
کہا لو خداوند تمھاری تقدیر الٹ گئی صاف معلوم ہوتا ہے رات کو عیاری ہوئی مغرور مارا گیا مگر
ابھی ساحر موجود ہین جا کر جلکر شریک ہو جیسے ساحرون کو لڑوائیے کیا عجب ہے فتح نصیب ہو نقا
نے وہین سے نعرہ کیا اے ساحرو نہ گھبرانا قدرت آ پہونچے نوے ہزار برس پیشتر تقدیر کی تھی کہ مغرور
کو غرور تھا اُسکو جہنم مین بھیجین گئے تمھارے ہاتھ سے لڑائی فتح کرا دینگے یہ کہکے کل فوج کو حکم دیا ہان
صاحبو حمزہ کو مارو ساحرون نے جو نقا کو دیکھا یا تو جمال کے مشتاق تھے یا صورت نحس کو دیکھکر ہنسنے لگے
ایک نے کہا یہ تو بُرا نا ریچھ ہے ایک نے کہا غول بیابان ذلت و رسوائی ہے ایک نے کہا بھائی یہ مثال ہمکو
بہت بھائی ہے خدا اسکا ساتھو کا اُٹھا ہے ایکنے کہا اُدو کا پٹھا ہے پھبتیان نقا پر ہونے لگین لیکن لشکر
نقا بیحد و بے انتہا بھگیلے سجان و باختر کے اول گیدڑ بھبکیان بہت بتاتے ہین بڑے زور و شور سے آتے
ہین یہ بھی دیکھا کہ ساحر معین و مددگار ہین اہل اسلام چند سردار ہین علم شاہ و قاسم سحر ساحران سے
بیکار اُس حال زار مین مصروف کارزار صاحبقران آمد فوج نقا دیکھکر پریشان ہوئے ممتاز کوہی
سے کہا اے برادر اب بلوہ عظیم ہے خدا شر سے انکے ہم سبھون کو بچائے علم شاہ و قاسم زخمی ہو چکے ہین
ساتھ والے لڑ رہے ہین اس بلوے کو خدا سنبھالے یہ فرما کر پشت اشقر پر پٹری جمائی دریاے فوج مین

غوطہ مارا مگر ملاحظہ کیا ایک جانب ممتاز کوہی گھر گیا بہرام پر لاکھوں جا پڑے مقبل زخمدار علم شاہ و قاسم سحر ساحران سے مضطر و بیقرار صاحبقران کبھی اسم اعظم پڑھتے ہین علم شاہ و قاسم کو بچاتے ہین تلوار کھینچکر سمت لشکر لقا جاتے ہین اس کشاکش مین صاحبقران بھی زخمی ہوئے عالم یاس مین طرف آسمان کے دیکھا علم شاہ و قاسم نوجوان کے واسطے بیقراری مین بے اختیار پکار اٹھے نظم

توآن رفیع مکانی کہ ساکنان فلک	بر آستان تو دارند میل دربانی
کہ حال خستہ دلانرا تو خوب میدانی	چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن

تڑپکے صاحبقران نے دعا کی صحرا سے گرد اڑھی دیکھا بادشاہ جمجاہ مع لشکر و سپاہ ایک جانب تاجدار جلیل ایک جانب سردار زخمدار لیکن ہمراہ شہنشاہ گیتی ستان چلے آتے ہین بادشاہ نے جو یہ جلوہ دیکھا مرکب خنگ سیاہ قیطاس کو بڑھایا نعرہ کیا فوج لقا پر جا پڑے لندھور و مالک و جمہور جہان سوز و طرطوس بہادر شہنشاہ قبر زن و رستم سر زمین مغرب فرامرز عاد مغربی ایک جانب سے نور الدہر بن بدیع الزمان و داراب کشور کشا و صفدر صف شکن شاہزادہ ہاشم تیغزن خورشید بن ہاشم و شاہزادہ اسفندیار شاہ گیلانی و چوگان بن حمزہ و شاہزادہ شیرافگن فرزندان حمزہ صف شکن تلوارین کھینچکر لشکر لقا پر جا پڑے اسپو لقانے دانت نکالدیے پکار اٹھا بندگان من دیدی قدرت مرا من چہ تقدیر کردہ ام بادشاہ جمجاہ لقا کو تاکتے ہوئے آتے ہین صاحبقران ساحرون پر جا پڑے مجمع ساحران مین خوب لڑے اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین کہ اُدھر سے سرہنگ فراق پکارتا ہوا اے بھائی جادوگر و حمزہ کو پکڑو تمھارے آقا کا رقیب ہی میری بیٹی کو زبردستی قبضے مین کر لیا تم لڑ بھڑ کر اسکو چھین لو جو بڑا افسر ہو اور ساحر نامور ہو اُسی کے ساتھ شادی کر دونگا یہ جو صاحبقران نے سُنا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا للکا اے نامرد ازلی و ابدی کیا بیہودہ بکتا ہی تجکو شرم نہین آتی بیٹی کا نام سر بازار لیتا ہی سرہنگ نے جو صاحبقران کو آتے ہوئے دیکھا کہ تیغۂ برق مثال ہاتھ مین سر برہنہ لیکن سیکڑون افسر قتل کیے ساحرون مین کھلبلی پڑی بھاگتے پھرتے ہین بعض گھبرا کر شنہ کے بل گرتے ہین چاہا بھاگ جاؤن اس شیر کا مقابلہ نہ کرون صاحبقران کب چھوڑتے ہین اشقر کو کوڑا کیا گھوڑا طرارہ بھر کے سامنے آیا سرہنگ فراق نے جب ملک الموت کو قریب پایا ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران کو انتہا کا غصہ تھا تلوار اُسکی تیغۂ عقرب سلیمانی پر لگا تھی وار اُس بیحیا کا رو کیا لقہر و غضب آواز دی او بیحیا شعر تو ضربے زدی ضرب من نوش کن ٭ ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭ گھوڑا گینڈے سے ملا دیا تلوار کا وار کیا سرہنگ نے گھبرا کر سپر کو چہرے کی پناہ کی تیغہ برق تاب چمک کر گرا سپر کے دو ٹکڑے تلوار سر پر گری بیا تو قبضہ سپر پر جھکی تھی باز زیر تنگ پہونچی زمین کو تلوار نے بوسہ دیا سرہنگ فراق مع گینڈے چار ٹکڑے

۱۱/۱

ہوا کو ہیون مین جگہ رہوئی ساحرون نے تلاش کر کے لاش مغرور کی اُٹھائی روتے پیٹتے خاک اُڑاتے طرف طلسم ہوش رُبا کے بھاگے صاحبقران نے بڑھ کر علم فوج کا فران قلم کیا بادشاہ لڑتے ہوے قریب لقا کے پہونچے لقا نے غل مچایا یارو اس بندۂ خاطی کو لینا قدرت کے ساتھ بے ادبی کرتا ہی قدرت رحم دلی سے معمور ورنہ سنگ سیاہ کر دیتے لیکن بادشاہ جمجاہ سر داران لقا کو زخمی کرتے ہوئے قریب لقا کے پہونچے لقا نے تیغہ مارا بادشاہ نے تیغہ قمقام پر رد کا فرم بجاوے سے ہاتھ نکالکر خبردار کہکے ہاتھ مارا لقا کا سر زخمی ہوا پکارا یارو دوڑو فرق قدرت شگافتہ ہوا اگر خون قدرت کا زمین پر گریگا قیامت آجائیگی سب جل جاؤگے سنجانی باختری بیچ مین ٹوٹ پڑے کئی ہزار کافر مارے گئے مگر لقا کو بچا یا ہوادار پر ڈال لیا فرار پر قرار کیا اہل اسلام مارتے ہوے چلے لشکر لقا بھاگا جاتا ہی سلیمان عنبر بین کو ہی سر پیٹ رہا ہی ارے یارو تھم کر لڑو مسلمان بے ادبی کر رہے ہین قدرت ایسی تقدیرین خلاف کر دیتے ہین کچھ بن نہین پڑتا یہ جوش جرأت ہین اگر پلٹ پڑتا ہی تھم کے لڑا مگر لاکھون بھاگے جاتے ہین سلیمان عنبر بین موے کی ہی بدحواس کہ سامنے سے لڑتے بھڑتے رستم پیلتن پہونچے دیکھا سلیمان کو ہیون کو لیے ہوے لڑ رہا ہی رستم نعرہ کر کے جا پڑا سلیمان نے ہاتھ مارا تیغہ لنگر دار جوان طاقت دار رستم کا سر زخمی ہوا لیکن زخم کھا کے شیر سپہر تیغہ کپتان فرنگی کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا ساتھ سودن کا تیغہ دست زبردست سے رستم نے ہاتھ لگایا سلیمان نے سپر فولادی سامنے کی لیکن سپر فولادی کٹی خود کو کاٹ کر تیغہ تا دو ابرو پہونچا سلیمان نے دمتانہ مارا تیغہ جھکا کر رستم نے چاہا دوسرا ہاتھ مارون سر اس خود سر کا کاٹ لون بیچ مین ناصر کو ہی عنصر کو ہی تلوارین لیکر آ جا پڑے سلیمان کو ہٹایا قاسم نے آکر ناصر کو ہی کو زخمی کیا عنصر کو لندھور نے اُٹھایا کو ہی ٹوٹ پڑے عنصر چھوٹ کر زمین پر گرا کو ہیان نے گود مین لیا اب لشکر لقا کو شکست فاش ہوئی جان بچانے کی تلاش ہوئی سر پر پانون رکھ کے بھاگے اہل اسلام پیچھا کیے ہوئے جاتے ہین نجتیار کہ نے دیکھا اب باغ بینا قریب ہی لیکن آج مسلمانون کو بڑا غصہ ہی ایک زندہ نہ بچے گا حکم دیا طبل بازگشت بجوا دیا لشکر علیحدہ ہوے صاحبقران نے اپنے زخمیون کو اُٹھوایا بفتح و فیروزی داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے زخمیون کے علاج ہونے لگے لقا بارگاہ مین آکر بیہوش ہوگیا بعد عرصہ دراز ہوشیار ہوا گھبرا کر کہا قلم دوات لاؤ برائے افراسیاب خانہ خراب نامہ لکھو قہر و غضب قدرت تحریر ہوا او بندۂ گنہگار اپنے نالایقون کو بھیجتا ہی مغرور نام کنندۂ جنم قدرت نے اُسکو ہاتھ سے مسلمانون کے قتل کرا ڈالا جلد کسی ساحر معقول کو بھیج ورنہ طلسم کو تیرے درہم و برہم کر دونگا عمرو کے ہاتھ سے سب کو قتل کرا دونگا خود

نہین برائے قدمبوسی آتا آج کل قدرت کو بڑا غصہ ہی خوب ثابت ہوا کہ تو بے ادب ہی بہت کچھ واہیات لکھوایا نامہ ملفوف کیا طرف ہوشربا کے روانہ کیا بیان صاحبقران زمان نے بعد کئی دن کے ملکہ صنوبر قد سے عقد کیا مصروف عیش و نشاط ہوئے ان دونون لشکرون کے حال وقت پر تحریر ہونگے

دو کلمہ داستان حیرت بیان لشکر چہرخ و لشکر ملکہ حیرت و آمد ملکہ حسین سحر ساز دختر ملکہ صنعت سحر ساز و حالات جنگ ملکہ حسین مہ جبین لائق ملاحظہ ناظرین ساقی نامہ

ساقی دریا دلی عیان کر
کشتی مئے ناب کی روان کر

ہو آب شراب مین کچھ فرق
قلقل کی صدا ہو خندہ برق

ہو جوش پہ بحر ساغر مل
کشتی شراب کا بندھے پل

ہر چیز نگاہ مین ہری ہو
مٹکے کو کدو سے ہمسری ہو

طوطی مرغ کباب بنجائے
طاؤس بط شراب بنجائے

ہی ابر بہار بر سر جوش
بادل سے فلک ہی بادلہ پوش

خنجر بے دوش ابر ہی برق
بجلی بے گوش ابر ہی برق

کالے بادل گرج رہے ہین
نقارۂ ابر بج رہے ہین

بادل جو جھڑی لگا رہے ہین
اشجار کھڑی لگا رہے ہین

گردون پہ قلزم زمین ہی
ساحل کا کہین نشان نہین ہی

دریاؤن کے پاٹ بڑھ گئے ہین
گردون پہ حباب چڑھ گئے ہین

اس درجہ ہی آب کی روانی
فوارے اُچھل رہے ہین پانی

خشکی کہین نام کو نہین ہی
پانی کے لیے فلک زمین ہی

مینڈھے پانی مین چل رہے ہین
مینڈھک کی طرح اچھل رہے ہین

رکھتی نہین خاک پر سہا پاؤن
ملتی نہین دھوپ کی کہین چھاؤن

سورج کا پتہ نہین جہان مین
اگر ہی تو شراب کی دُکان مین

حیرت ہی کہ ماہ شب کہان ہی
کیا جام شراب ارغوان ہی

لوگون کو دھوپ پر یقین ہی
مندر کے سوا کہین نہین ہی

ہی مطلع مہر مطلع ابر
عاشق کو کیا جنون نے بے صبر

سبزے سے رخ صنم زمین ہی
ہر سو فرش زمردین ہی

بجلی کی حباب شراب کھلائے
صافی صفت سحاب کھلائے

بادل کی گرج سنائین مینخوار
واعظ یہ ہو پھبتیون کی بوچھار

کیفیت سبزہ باغ دکھلائے
نشہ مجھے سبز باغ دکھلائے

خم سے مے سبز رنگ نکلے
صہبا کے سبو سے بھنگ نکلے

برسات کا آگیا ہی موسم
عالم مین بہار کا ہی عالم

گھنگھور گھٹائین چھا رہی ہین
زلفون کا سمان دکھا رہی ہین

جنبش کا یہ ہی نیشتر باد
ہر رگ ابر تر ہی فصاد

ہر سمت لپک رہا ہی کوندھا
پیمانہ ابر تر ہی اوندھا

تلوار کا باڑھ پر ہی پانی
باغون مین کمر کمر ہی پانی

نارنج و کدو کنول بنے ہین
پھل تیغ دو دم کے پھل بنے ہین

قطرے سے یم روان دون ہی
دریا کا حباب پر گمان ہی

موجین گرداب مین نظر مین
کشتی کی طرح ہین پل بھنور مین

ہین بلبل و کبک ماہی آب
مرغ آبی بنے ہین سرخاب

بارش کا ہوا ہی طول قصہ
خشکی ہی جہان مین ایک حصہ

کھلتا نہین چاندنی کہان ہی
غائب ہی کہ عرش پر مکان ہی

گم دہر مین مہر کی کرن ہی
گر ہی بھی تو ساز پیرہن ہے

زینت تو نہین بنا سپر کی
رونق تو نہین بنا ہی سر کی

چمکا کرتی ہی روز و شب برق
باقی نہین صبح و شام مین فرق

ہر چیز ہری نگاہ مین ہی
گمراہون کا خضر راہ مین ہی

شاخ مرجان چمن کی ہر شاخ
شاخ نرگس ہرن کی ہر شاخ

ہم صورت خضر باغبان ہین — ہر حوض مین سبز مچھلیان ہین
رخ پر خط یار بنکے نکلا — دریا مین سوار بنکے نکلا
کوئل کو کی پپیہے بولے — بلبل کو شجر نے ہنڈولے
گل مارے خوشی کے پھولتے ہین — غنچے شاخون پہ جھولتے ہین
عشاق کو ہجر کی نہین تاب — چشمون کی طرح ہی چشم پر آب
کی بارش ابر نے خرابی — مردم بنے مردمان آبی
اشکون سے ہوئے ہین ماء دریا — آنکھون مین برسات سمائے رہا
بجلی کی کڑک سر آہ مین ہی — برسات انکی نگاہ مین ہی
بس اے اخوی حقیر بس کر — نیسان قلم کھلے برس کر
رخ ابر کا فکر نے کیا زرد — برسات کا دونگڑا ہوا گرد

سبزے کو ہوا جو دی نمونے — دکھلائے بہار کے نمونے
زخم دل عاشقان ہرے ہین — دل پھولون کے مثل پان ہرے ہین
ہر بیل انگور کی رسن ہی — تختہ ہر تختہ چمن ہی
سرخاب ملار گا رہے ہین — گردون تک پینگ جا رہے ہین
رونے پر ایسے ڈٹ گئے ہین — پردے آنکھون کے پھٹ گئے ہین
لاکھ ابر ہین ایک چشم تر ہین — ہین سیکڑون بجلیان جگر مین
پھٹتا نہین ابر اشکباری — گرتی نہین برق بیقراری
کیا بات جو سیل اشک تھم جائے — ممکن نہین تنگ ابر جم جائے
مضمون کے بہانے خوب رویا — کوزے مین سما کے خوب رویا
اشعار نے وہ تڑپ دکھائی — بجلی نادم ہوئی لجائی

چہرہ حسینان گلبدن وگلعذاران غنچہ دہن غنچہ انجمن سامعان مین یون نغمہ سرا ہین سخن سنج و غواص دریائے ہوش چنین ریخت گوہر بداماں گوش جبکہ افراسیاب جادو نے لوح طلسمی سے فراغت پائی ایک ایک سے کہتا پھرتا ہی کہ لوح طلسمی مین نے توڑ ڈالی ٹکڑے اُسکے دریائے قلزم مین پھینکدیے مچھلیان اُس گوہر بے بہا کو نگل گئی ہونگی اب اُسکی ماہیت سے کون آگاہ ہوسکتا ہی حال کماہی سے سکو واقفیت نہین کون ایسا نہنگ دریائے جرأت ہوگا کہ اپنی جان دے تا بہ دریائے قلزم پہونچے اگر دستیاب بھی ہو تو کس کام کی کیا طاقت ہی کہ جو لوح کو تلاش کرے حیرت جادو کو حکم ہوا مقابلہ مسلمانان مین لشکر جا کر اتارو یا بدولت بھی کسی سردار زبردست کو برائے تنبیہ ملکہ مہرخ وغیرہ روانہ کرینگے یا خود آکر اپنے نام پر طبل جنگی بجوائینگے ایک دن مین سب کا خاتمہ کردونگا یہان تمام اہل اسلام باغ زیور محمل نشین سے فرصت پاکر آئے ہین بارگاہ مین سامان عیش ونشاط ہوگا مہتر قران کو بہت بھاری خلعت ملا آپس مین صلاحین ہو رہی ہین کہ اب لوح کی کیا تدبیر ہو برق نے خبر دی حیرت جادو نے سر دربار بیٹھکر بمقدمہ لوح یہ جملہ بیان کیا باغبان قدرت نے یہ فرمایا افراسیاب کو سودا ہوا ہی لوح کو کوئی توڑ سکتا ہی لیکن ہان یہ خوب تا ہوا کہ کسی ایسے مقام محفوظ پر لوح کو اُسنے رکھا رسائی ہماری دشوار ہوگی لیکن بقوت الہی و بتائید فیوض ناتمناہی لوح طلسمی دستیاب ہوگی لیکن حقیقت مین خواجہ عمرو نے جو کار نمایان کیے یعنی بشکل حیرت جادو حال لوح طلسمی افراسیاب سے پوچھا اب افراسیاب ایسا دھوکا نہ کھائے گا اپنے ہمزاد سے بھی حال لوح طلسمی نہ کہے گا خواجہ عمرو نے اسد کو مطمئن کیا کہا بیٹا نہ گھبراؤ اپنا حال دل یاد کرو کہ تم بارہ ہزار

قزاق لیکر بر سر طلسم ہوش ربا چڑھ آئے وہ جوانان صف شکن بھی تمسے راہ مین چھوٹے یکہ و تنہا تا بہ شہر نا پرسان
پہونچے اکیلے ہی صحرائے حیرت مین قید ہوئے اب اسوقت عنایت پروردگار سے پچاس ملک بلکہ اس سے کچھ
زیادہ تمھارے قبضۂ قدرت مین ہین فوج بیشمار سرداران نامدار ارکین طلسم ہوش ربا تمھارے شریک ہوئے
اسقدر عظم و شان حاصل ہوا کہ یکایک افراسیاب بھی نہین مٹا سکتا وہ مالک بے نیاز رب کارساز یہ بھی سامان
مہیا کر دیگا دامن مراد گلہائے آرزو سے بھر دیگا یہان تو یہ ذکر ہی اسد غازی کو جو بیقرار دیکھا سرداران
نامور نے تسکین دی لیکن حیرت جادو آکر داخل بارگاہ ہوئی مصور جادو نے حیرت سے کہا ہمارے نام پر
طبل جنگی بجواؤ تصویرین تیار کرتا ہون ایکہی دن مین سب کا خاتمہ کر دونگا حیرت جادو نے کہا شہزادے
آپ باعث برکت صحبت ہین سامری جمشید کے نواسے دشمنون کے خون کے پیاسے مرف آپکی دعا کافی
ہی شہنشاہ فرما چکے ہین کہ مقابلہ مہرخ وغیرہ مین اُترو ابھی طبل جنگ نہ بجوانا کسی ساحر زبردست کو روانہ
کرینگے وہ ایکدن مین سب کو گرفتار کر لیگا لونڈی غلامون کی کیا حقیقت ہی بحکم سامری جمشید سب کچھ
ہو سکتا ہی ابھی اشارہ کر دن طنابین آسمان کی زمین پر کھینچ دون دیکھا تمنے کسی طرح امید حصول لوح کی
نہ تھی سامری جمشید نے سامان دکھایا مکار جادو لوح لیکر آیا اب شہنشاہ نے دریا مین پھکوا دیا اب بیان
طلسم کشا سنئے کہ یہان یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحرہ حسین آکر پہونچی ملکہ حیرت کو سلام کیا
عرضی صنعت سحر سازہ کی ہاتھون پر رکھا پیش کی حیرت نے کھولکر پڑھا ملکۂ صنعت سحر ساز نے
بعد القاب شاہانہ تحریر کیا ہی ای خاتون محل شہنشاہ ای زینت پہلوے عالی جاہ واضح ہو کہ کنیز دو نے
کئی مرتبہ مسلمانون سے لڑنے کا ارادہ کیا جیسے جلسے سحر تیار ہوئے آپ دیکھ چکی ہین یہ بھی ظاہر ہی کہ ہاتھ
سے عیاران اسلام کے مین نے بڑے بڑے رنج اُٹھائے اب اِس کنیز نے حال لوح بخوبی دریافت
کیا کہ شہنشاہ نے لوح طلسمی کو خاک مین ملا دیا مین تیاری سحر مین مصروف ہون مرگھٹ پر بہ مشقت
تمام ایک قصر سحر بنایا ہی مین کوس تک حصار کر دیا ہی یہ دن حکم ہمارے کوئی تا بہ قصر سحر نہ جا سکے
چند باتین ابھی باقی ہین اندر اسی ہفتے کے حاضر ہو کر طبل جنگی بجواؤنگی جو ڈھنگ مین نے تجویز کیا ہی
اسطور سے مقابلہ کرونگی حضور ملاحظہ فرمائینگی عیار مکار غدار دامن بھی کنیز کا نہ چھو سکے گا جو کچھ سامان
ہوگا پیش نظر اقدس ہوگا یہ کنیز خیر خواہ عرض رسا ہی کہ ایک ہفتہ لڑائی موقوف رہے طبل جنگی نہ
بجوائیے شہنشاہ سے بھی عرض کر چکی فرمان شہنشاہ بنام اس خیر خواہ قدیم کے آگیا کہ تمھین اختیار ہی پس
حضور سے بھی اطلاع کی ایک ہفتہ صحبت عیش و جشن مہیا رہے بعد ایک ہفتہ کے کل باغیون کو خوار
دونگی بی بہار وغیرہ کا مزاج پوچھونگی حیرت جادو عرضی صنعت کی پڑھکر پھول گئی کہا شہزادے

صنعت

سماعت فرمایا ہماری قوت بازو زینت پہلو ساحران ہوش رُبا مین سرفراز ملکہ صنعت سحر ساز
اب دل وجان سے مصروف ہوئی سحر ساحری مرگھٹ پر بیٹھکر تیار کر لیا قہر عالی بنایا اب قصور نہ کریگی
حالات صنعت سے ہم بخوبی آگاہ ہین مقبول بارگاہ ساحری وجمشید راز دار شہنشاہ ہوش ربا
اسم بامسمیٰ سحر مین بیمثل ویکتا نقارے خوشی کے بجنے لگے برق لشکر مین بصورت ساحر موجود تھا نقارے
جو خوشی کے بجے ایک ساحر سے پوچھا اسوقت باعث خوشی کا کیا ہی اُسنے بیان کیا کہ نامہ ملکہ صنعت
کا آیا ہی اسی ہفتے کے اندر آکر مقابلہ کریگی وہ ترکیب کی ہی کہ عیار اُس تک نہ پہونچ سکین گے یہ خبر
وحشت اثر سنکر برق فرنگی بارگاہ مہرخ مین آیا تمام کیفیت سامنے خواجہ عمرو کے بیان کی خواجہ
عمرو کرسی پر جلوہ فرما تھے کہا ابے تجھے ان باتون کی کیا فکر ہی تجھسے کس نے کہا تھا کہ تو یہ خبر لیکر اسمحفل
عیش وراحت مین غم کا ذکر کیا جب حرامزادی آئیگی دیکھا جائیگا یہ تو بخوبی ظاہر ہی لنکا مین جو سب سے
چھوٹا وہ بھی باون گز کا نہ کہ ملکہ صنعت ہم بخوبی اُس سے ماہر ہین وہ بھی اس حقیر پر تقصیر کو خوب
پہچانتی ہین کئی مرتبہ قبضے مین کیا بچ گیئن ابکی حرامزادی کو مار ہی ڈالونگا خبردار تو ایسی دیسی خبر لیکر
نہ آنا یہ فرماکر حکم دیا اسکی گردن مین ہاتھ دو برق کو ہمارے سامنے سے ہٹاؤ برق نے کہا استاد ہم
خود ہی جاتے ہین آپ کیون غصہ فرماتے ہین ملکہ مہرخ نے برق کو اشارہ کیا اسوقت باہر چلے جاؤ
استاد نشے مین ہین برق نے خود ملکہ بہار سے کہا استاد کی بات کا کیا اعتبار عیاری وغیرہ تو کچھ ہو نہین
سکتی باتین بناتے ہین عمرو نے یہ سُن لیا کہا کیون بے ہم بڈھے ہوگئے یہ کہکر کوڑا پکڑکے اُٹھے برق تڑپکے بھاگا
مہرخ نے خواجہ کا ہاتھ تھام لیا کہ اُستاد جانے دیجیے آپ کا شاگرد ہی بیہودہ بکتا ہی برق تو ٹہلتا ہوا بیرون
لشکر آکر ٹھہرا دیکھا سامنے سے مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو چلا آتا ہی چالاک نے برق کو دیکھا پوچھا
کیون مہتر صاحب اسوقت کس فکر مین کھڑے ہو برق نے کہا اے مہتر دالا گہر اُستاد کی عقل مین فتور
آگیا ہر وقت غصے مین رہتے ہین صنعت سحر تیار کرچکی صبح وشام مین آیا چاہتی ہی اسکی فکر واجب ولازم
ہی استاد نہ جانے پائین ہم تم ملکر حرامزادی کو مارین چالاک نے کہا بھائی برق قبلہ وکعبہ کی باتون
کا خیال نکرنا اُنکا نام ہوگیا بیٹھے باتین بنایا کرتے ہین ٹوک کر عیاری ہو تو کیفیت کھلے آنے دو صنعت
حرامزادی کو ہم تم صلاح کرکے مارینگے قبلہ وکعبہ سے کیا ہوتا ہی اسد غازی اُنکے فرزند ہین
یہان بات خوب بنی ہوئی ہی ہم خوب ٹٹول چکے ہین اونچی دوکان پھیکا پکوان دونون نے اپسمین
صلاح کی جانسوز آئے اُنھون نے کہا بھائی ہم بھی تمھارے شریک ہین کہ ضرغام بھی آئے چارون ملکر
صلاح کرنے لگے کہ جنگل سے شیر کے دھڑکے کی آواز آئی دیکھا صاحب بغدۂ گران مہتران تشریف لاتے

ہین قران نے چالاک برق و جانسوز وضرغام کو دیکھا ہنس ہنس کے صلاحین کر رہے ہین قران کو سب نے سلام کیا قران نے پوچھا آج کیا صلاح ہو رہی ہی برق نے کہا خلیفہ صاحب ہماری شراکت کروگے استاد بھی یاد کرین کہ برق نے کیا کارنمایان کیا ہر شدہزادے چالاک کو ساتھ لین گے صنعت کے جی چھڑا دینگے قران نے برق کا کان لیا کہا کیون بھورے استاد کو تو ایسا سمجھا ہی عمر بھر ایڑیان رگڑ کے مر جاؤ گے مثل خواجہ عمرو کے ایک عیاری نہ کر سکوگے دیکھا باغ زیور محمل نشین مین کیا کام کیا عیاری نہ تھی کرامات دکھائی برق و چالاک نے منہ پھلا لیا کہا جی ہان ہوگا قران نے کہا بھائی مین تمھاری شرکت نہین کرونگا برق نے کہا آپ کو شریک کون کرتا ہی قران ہنستے ہوئے طرف بارگاہ مہرخ کے چلے یہان ملکہ مہ جبین نے حکم دیا وقت آخر ہی دن قلیل باقی ہی سائبان زربفتی بیرون بارگاہ آراستہ ہو سب صاحب چلکر وہان تشریف رکھین بموجب ارشاد فیض بنیاد ملکۂ عالم سائبان زربفتی کھنچا تخت پر ملکہ مہ جبین گرد سرداران عالی وقار ساحران نامدار ملکہ مہرخ وبہار و ملکہ سرخ موے کاکلکشاد و ملکہ ہلال سحر افگن وغیرہ آکر بیٹھین دنگل شوکت پر شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی پہلو مین شاہزادہ صندلان صندلی پوش عاشق جمال صندلان ملکہ گوہر جادو ایک جانب محمل نشین شوہر اسکا لاہوت جادو چہ ساحران نامدار و نگلہاے زرین پر متمکن تنظیم لشکر اسلام مصاحب شوکت ولیاقت باغبان قدرت سامنے تخت شہنشاہی کے حاضر ہی یہ خبر حیرت کو پہونچی کہ بیرون بارگاہ مہ جبین نے لشکر آراستہ کیا ہی یہ بھی باہر نکل آئی تخت یاقوتی آراستہ ہوا بصد شوکت وصولت تخت پر آکے بیٹھی کل وزرا امرا نے چہار جانب سے آگے گھیر لیا دور اسرداروں کا بندھا حکم دیا ناچ شروع ہوا رقاصان پری طلعت روبروے تخت حیرت الکر ناچنے مارنے لگین نشے مین شراب کے حیرت جادو اسکا حسن عابد کش زاہد فریب چہرہ رشک آفتاب زیور نایاب باتون مین شوخی آتش رخسار کی گرمی سب سردار بہ نگاہ حیرت جمال حیرت کو دیکھ رہے ہین پانچون عیار بچیان بانہلے عیاری سے آراستہ مثل حواس خمسہ خدمت مین حاضر ہین پانچون عاشق مزاج شوخ وشنگ اپنے اپنے حسن پر ناز طرز معشوقی مین سرفراز صرصر نے رقاصہ کو اشارہ کیا کوئی غزل معقول گاؤ اُس بت طناز سیمتن گل اندام نے گنگنا کے یہ غزل عاشقانہ مومن دہلوی کی شروع کی

غزل

ٹھانی تھی دل مین اب نہ ملینگے کسی سے ہم
منھ دیکھ دیکھ روتے ہین کس بیکسی سے ہم
اس کو مین جاند نیگے ہدا ہجوم شوق

پر کیا کرین کہ ہوگئے ناچار جی سے ہم
تجھسے نہ ہو تو تم اسے کیا کہتے ہین بھلا
آج اور زور کرتے ہین بے طاقتی سے ہم

ہنستے جو دیکھتے ہین کسی کو کسی سے ہم
انصاف کیجے پوچھتے ہین آپ ہی سے ہم
صاحب نے اس غلام کو آزاد کر دیا

تو بندگی کہ چھوٹ گئے بندگی سے ہم مُنھ دیکھنے سے پہلے نہ کس دن وہ صاف تھا	بے روئے مثل ابر نہ نکلا غبار دل یہ وجہ کیوں غبار نہیں آرسی سے ہم مومن نہوں جو ربط رکھیں بدعتی سے ہم	کہتے تھے اُنکو برق تبسم ہنسی سے ہم لے نام آرزو کا کہ دل سے نکال لیں

حیرت جادو نے مسکرا کر کہا کوئی غزل زیب النسا مخفی کی سناؤ صاحبانِ عصمت و عفت شاہزادیاں اُس پری طلعت کے کلام کو بہت پسند فرماتی ہیں گانیوالی تعلیم یافتہ صحبت حیرت پڑھی لکھی ہاتھ بڑھا کے غزل مخفی صفت حسن و جمال میں شروع کی ہاتھ بڑھا بڑھا کے بتانے لگی بہ الحان اس غزل کو گانے لگی غزل زیب النسا مخفی

توئی در ملک خوبی صاحب تاج مہ زلف تو با زلف پریشان اگر پابند عشقت دل نمے بود ز طوفان سرشک دیدہ مخفی	بہ پابوس تو خوبان جملہ محتاج متاع کفر و دین را کرد تاراج ز اقلیم بدن میکردم اخراج شدہ آخر در این بحر مواج	بدست کس نیاید چین زلفت اگر خالی خراج حسن گیری بخون بے گناہان سعی کم کن	رسیدہ پایۂ حسنت بمعراج بمنت یوسف مصری بہ باج بکن رحم و فکن چراغ حکم محتاج

ان اشعار کو پڑھکر دامن حیرت کا تھام کے مچلنے لگی اس طور سے بتایا کہ اہالیان محفل وجد میں تھے حقیقت میں حسن و جمال پر حیرت کے دیکھنے والے فریفتہ گانیوالی کا زلفیں عنبرین حیرت کی جانب اشارہ کرکے پریشانی ثابت کرنا سر جھکا کے ٹھنڈی سانسیں بھرنا محفل میں صدائے آہ یا واہ بلند ہوئی صرصر رفتار سے کہتی ہے حقیقت میں اس وقت یہ گانیوالی کمال کر رہی ہے لیکن اُس لنگوڑے ساربان زادے کا گانا ایسا سُنا ہے کہ کسی کا اب گانا پسند نہیں آتا نے بجا کے کلیجہ نکال لیتا ہے وہاں بھی بیرون بارگاہ جلسہ ہے بڑی مصیبت سے بچکر سب آئے ہیں یقین ہے عمرو سے فرمایش ہو سب عمرو کے گانے کے مشتاق ہیں شائد لنگوڑا نے بجائے چلو بُوا صبا رفتار وہاں کا بھی جلسہ دیکھ آئیں صبا رفتار نے کہا ہر رنگ میں لنگوڑے عیار ہمکو تمکو پہچان لیتے ہیں ایسی لنگوڑے باتیں بناتے ہیں طبیعت پریشان ہوتی ہے ابھی راہ میں مجکو مہتر قران ملگیا تھا ہائے وائے کرنے لگا ہوا میں نے چاہا نیچے کھینچکر جاپڑوں وہ لنگوڑا خود ہی سر جھکائے دیتا تھا لیکن حقیقت میں بڑا جری بہادر عیار ہے اسکے قدم سے نام عیاری روشن ہے بڑے بڑے ساحروں کو اُسنے مارا کس قیامت کا بغدہ چلتا ہے صرصر نے کہا سب کچھ ہے لیکن عمرو کا شاگرد ہے باغ زیور محل نشین میں میاں قران عمرو کو نہ پہچان سکے چت پٹ ہوگئے صبا رفتار نے کہا آپس میں کیسی بدی ہوگی غنیمہ لقب زن تڑپ کر آگے بڑھی اُسنے کہا حضور خفا نہوں تو میں عرض کروں جسکا عیاری نام ہے وہ برق فرنگی کا کام ہے نام عمرو کا روشن کرتا ہے مغل مشہور رہے سیاہ نام افسر کا میاں عمرو کو بنا کے بٹھا دیا شرارہ سنگ انداز نے بھڑک کر بولی مہتر ضرغام شیر دل عیار طلسم کشا صاحب شرم و حیا بے مثل و بے نظیر طرار خنجر گذار

لئیق بڑے بڑے کام کرتا ہی شاہین خیگل کشا ہنس پڑی کہا صاجو جانسوز بن قمران عجب عیار نامدار ہی اپنے اپنے عاشقون کی تعریفین کر رہی ہین صرصر نے مُنھ پھیر لیا کہا یہ سب عمرو کے بتائے ہوئے ہین تمام عالم مین مشہور ہی ایک لاکھ چوراسی ہزار ایک بچہ خواجہ عمرو کا خدمتگزار ہی ایسا کون نامی و نامدار ہی یہ باتین حیرت نے سُنین کہا بوا صرصر کیا تکرار ہی کہا حضور عیارون کا ذکر تھا مین نے یہ کہا کہ عمرو سب کا اُستاد ہی یہ سب صاحب اور کچھ فرماتی ہین شاید ایسا ہی ہو مجھے کیا کام حیرت نے مُسکرا کر کہا عمرو کا نام دم سے چالاک کے روشن ہی بڑا عیار پُرفن ہی اسی طرح کے ذکر محفل مین درپیش ہین کہ یکایک آسمان سے لکۂ ابر سفید پیدا ہوا رعد کی کرج برق کی تڑپ نہایت تکلف سے چرخ کرتا ہوا قریب لشکر حیرت آکر پہونچا حیرت نے سر اُٹھا کر دیکھا فرمایا شاید کوئی سردار زبردست آتا ہی ابر شق ہوا ہزارون برقین ٹوٹ کر زمین پر گرین وہ خوشبو آئی کہ دماغ جان معطر ہو گیا بلکہ حیرت کی نگاہ بڑی عیار بھی جا بجا بصورت مبدل حاضر ہین دیکھا کئی ہزار کنیزان زرین پوش اپنے حسن مین یکتا ایک ایک گلعذار ماہ رخسار تخت یاقوت احمر پر ایک شاہزادی مثل ستارۂ سحری زیور مین پھولون کے لدی ہوئی چہرہ ماہ تابان پیشانی نورآگین جبین مہ جبین بوٹا سا قد بدھیان گلے کا ہار سرو گلزار سے قد زیبا کو کیا مثال دون وہ ایک آزاد کردۂ باغ حسن و خوبی پھولون کی رنگت روبروے عارض انور اُڑی جاتی ہی جسم مین بھینی بو خوشبوے مشک و عنبر شرماتی ہی زلف رسا تا کمر کا کلین چہرے پر آراستہ جیسے ناگنون کا دھوکا حبب ہوا سے عارض انور ہلین نور ظلمت کا نقشہ معلوم ہوا بوے زلف معنبر سے سارا میدان بسا ہوا عطر آگین مشک بیز مسلسل معنبر معطر بہ قول شاعر غزل در صفت زلف عنبرین

مین دیکھکر یہ طول نہ کیون ہون فدائے زلف
جز ابتدا نظر مین نہین انتہائے زلف

حسرت ہی رہگئی دل عاشق مین ہاے ہاے
شانہ نے کچھ بیان نہ کیا ماجرائے زلف

یارب دراز ہو شب ہجران سے بھی زیاد
رہتی ہی یہ دعا مرے لب پر برائے زلف

عاشق کے دل کو فکر دوئی سے نہین فراغ
شانہ بھی سر لگائے ہوئے ہی قفائے زلف

عاشق کو دیکھ دیکھ کے ہوتا ہی پیچ و تاب
ثابت نہین کسی کو ہی کیا مدعائے زلف

سنجشا جو بیقراری خاطر نے انتشار
ہم کہتے کہتے بھول گئے ماجرائے زلف

میری بھی داستان کو اسی طرح طول ہی
جس طرح ہی دراز ترا ماجرائے زلف

دیتا ہون اپنی جان اگر کیجیے قبول
رکھتا ہون اور کیا جو تھین فدن بہائے زلف

پائی تمھارے سر یہ جگہ واہ رے نصیب
کیا ان دنون ہی اوج پہ بخت رسائے زلف

اللہ رے ضبط عاشق. بیچارہ مر گیا	اتنا بھی اُسکے منہ سے نہ نکلا کہ ہائے زلف
سچ ہی ہجوم شوق بھی ہی قہر اے نسیم	کیا کیا بلائین سہتے ہین ہر شب برائے زلف

زلفون کے پیچ وتاب ابروے خمدار رشک ہلال شب عید ہین نزدیک طبع روشندان یہ مثالین بعید ہین خنجر نہون کلیجے پر زخم کھاؤن یا نیچۂ اصفہانی موے ابرو جوہر ہین دندان درج دہان مین رشک گوہر ہین لبون سے معجز نمائی ظاہر آب جاہ ذقن طیب و طاہر نزاکت مین بنظیر وہ حور پیکر پریوش تخت سے اُتری ملکہ حیرت جادو کو تسلیم کی ملکہ حیرت نے ہاتھ پھیلا دیے سر سینہ سے لگا کر فرمایا آج ملکہ حسین سحر ساز صاحب کرشمہ و ناز کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی کنیز نے سُنا کہ آج کل حضور کو بڑے بڑے ملال ہین بی بہار وغیرہ کے بڑے جاہ و جلال ہین سر پیٹنے کی جگہ ہی عضو دنیا کا خون سفید ہی نہین معلوم اسمین کیا بھید ہی. بی بہار آپ کی دشمن ہوئین سنتی ہون رنگ مزاج بدل گیا لوح پر بڑی بڑی افتادین پڑین بی بہار صاحب طلسم کشا کو لے پہونچین ذرا مجھسے تو بیان کیجیے کیا معرکے گذرے ملکہ نے اپنے پہلو مین کرسی پر جگہ دی کہا بی تم یہ حال سُنکر کیا کروگی سب انتظام ہو چکے دشمنون کی جان کو خوب ڈھچکے اب اُن سب پر بلا نازل ہوا چاہتی ہی تمھاری مادر مہربان ساحران طلسم ہوش رُبا مین ممتاز ملکہ صنعت سحر ساز جا کر مرگھٹ پر ٹھہری ہین قصر سحر بنا کے حصار تیار کیے اب اُنکا نامہ آیا قسم دے کر لکھا ہی کہ اب آپ طبل جنگی نہ بجوائیے مین اندر اسی ہفتے کے آتی ہون باغیون کو مزا چکھا دونگی مثل با دختران اُبتر آکے گرد ونگی حسین نے کہا مادر مہربان کئی مرتبہ لڑ چکی ہین یا پہلے ہی مرتبہ قصد کیا ہی حیرت نے ماتھا کوٹ لیا کہا بی کیا کہون نگوڑے عیارون نے ناک مین دم کیا ہی ملکہ صنعت نے بڑے بڑے سحر کیے سب سردار عاجز ہوئے کوئی اُنکے سحر کو نہ روک سکا کو کب نے اپنے سردار بھیجے لیکن عیارون نے ایسا ستایا ہر مرتبہ ملکہ نے ملال اُٹھایا اب اسی واسطے انھون نے یہ تدبیر کی ہی کہ عیار مجھ تک نہ آسکین سردارون کا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی حسین نے عرض کی اب والدہ کی تکلیف کی کچھ ضرورت نہین ہی حضور میرے نام پر طبل جنگی بجوائین مین سب سے سمجھ لونگی سب سے زیادہ مجھے بی بہار صاحب کا خیال ہی میرے طور کے سحر اختیار کیے ہین بہت پھول گئی ہین باغ بناتی ہین یہ تو سحر ہمارا ایجاد کردہ ہی ہمارے باغ چلکر دیکھیے کیسے کیسے گلہاے رنگا رنگ نخلہاے سایہ دار حوضہاے لطیف عندلیبان ظریف تمام باغ پر بہار عروس چمن کے بناؤ جوانان گلشن کے نکھار ایک ایک چمن بے نظیر گل مہتاب رشک ماہ منیر نرگس شہلا آنکھ دکھاتی ہی چشم معشوق شرماتی ہی شراب شبنم کے دو دھبا کی مستانہ چال ہر نخل سرسبزی سے نہال بی بہار ایسے سحر کیا جانتی ہین کبھی کوئی باغ بیخزان بنایا کسی کا

رنگ شعبدہ دکھایا حیرت نے کہا بی تم بسری وزیرزادی کی صاحبزادی ہو گیا تمکو جھوٹا کر دن بہار نے ایسے ایسے سحر کیے ہزارون کے قلب اُلٹ دیے سیکڑون نے اپنے گلے کاٹ ڈالے مرشدزادے ہمارے مصور جادو مثل تصویر خاموش تھے اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے جان دینے پر راضی اگر افراسیاب نہ آتا تڑپ کے مرجاتے حسین نے مُسکرا کر جواب دیا ہان حضور سرکار کی بہن ہین وہ بڑی پُرفن ہین میدان کارزار مین کیفیت کھلجائیگی جو ہونٹھ ہلاتے دون دختر صنعت نہ فرمائیے گا تنکے چنوا دون بھائی کو بھائی سے لڑوا دون آخر حیرت نے کہا بی اپنی بارگاہ مین جا کر بیٹھو مین مناسب دیکھونگی تو شام کو طبل جنگی بجوا دونگی حسین یہ کہکر اُٹھی اگر حضور شب کو طبل جنگی نہ بجوائینگی تو بدون عرض معروض وقت سحر بی بہار کو ٹوکونگی ملکہ حیرت خاموش ہو رہی جب حسین جا چکی وزیرزادیون سے کہا دیکھو صاحبو چھوکری بڑی ضدّن ہے اگر کوئی افتاد پڑے تو بی صنعت شکایت کرین کہ میری صاحبزادی کو نروکا وہ اپنے سحر مین بھولی جاتی ہین بوا بہار سے مقابلہ کرنے کو کہتی ہین وزیرزادی نے کہا حضور آپ ایک نامہ بی صنعت کو لکھیے صاف صاف تحریر فرمائیے آپ کی صاحبزادی بی بہار سے مقابلہ کو کہتی ہین ہمنے لاکھ منع کیا نہین مانا ہمارے کہنے کو خلاف جانا خوب آگاہ ہو کہ بہار کالا ناگ ہے کسکو اُسنے نہین ڈسا کہان کہان زہر نہین اُگلا تنکے چنوا دینا اُسکا کام ہے رنگ باغ سحر مین اُسکا نام ہے پس صاحبزادی کو لکھ بھیجیے کہ بدون ہماری اطلاع طبل جنگی بجوانے کا ارادہ نہ کرین بی بہار سے نہ لڑین اپنی ماں کی تحریر دیکھکر آپ تامل کرینگی اس قدر نہ غل کرینگی حیرت کو یہ بات پسند آئی اسی مضمون مذکور کا نامہ بنام صنعت لکھا گلشن اپنی کنیز کو دیا کہا گلشن سمجھو بی صنعت کو زبانی بھی سمجھانا کہ صاحبزادی کو روکین گلشن نامہ لیکر چلی برق کھڑا دیکھ رہا تھا گلشن کا پیچھا کیا تڑپتا ہوا چلا جب گلشن جنگل مین پہونچی برق فرنگی نے روغن عیاری کا لگا کے صرصر کی شکل بنکر تیار رہا آگے بڑھکر سایۂ نخل مین ٹھہرا گلشن بھی پہونچی صرصر کو دیکھکر پکاری بوا صرصر کہان کھڑی ہو برق نے پلٹ کر کہا حضور حال نہ پوچھیے آٹھ پہر ہمکو مرنے جینے سے کام ہے عیارون کی فکر مین نکلی ہون تم کہان چلین برق نے گلشن کو باتون مین لگایا جب گلشن نے منھ پھیرا حلقے کمند کے گلے مین ڈال دیے حباب بیہوشی مارا گلشن بیہوش ہو کر گری گلشن کو درہ کوہ مین ڈال دیا رنگ روغن عیاری کا لگا کر بصورت گلشن آراستہ ہوا نامہ پاس سے اُسکے لے لیا صنعت کی طرف سے پشت پر جواب لکھا نور نظر پارۂ جگر طول عمرہٗ بعد دعاے ترقی حسن و جمال ای ماہ فلک جاہ و جلال ای بدر کامل چرخ افسونگری ای نیر برج ساحری تمھارا حال ہمپر خوب روشن ہے

لیکن بی بی مین قسم کھا چکی ہون مصروف عیش ونشاط رہو طبل جنگی نہ بجواؤ ہم آکر اپنے سامنے بہانہ
سے تمھارا مقابلہ کرائینگے بیشک تم بہار پر غالب آؤ گی لیکن خبردار خبردار لڑنے کا ارادہ نکرنا خوب پڑھا ایسا
مضمون برق نے لکھا لفظ لفظ سے الفت مادری ٹپکتی تھی اُس کاغذ کو لیکر جھولی مین رکھا طرف بارگاہ حیرت
کے چلا بلا تکلف بصورت گلشن بنکر حیرت مین داخل ہوا ہر چند کہ ڈر رہا ہے کہ کہین صرصر نہ آجائے لیکن دل سے
کہتا ہے کہ سمجھا جائیگا سینہ سپر کرکے بارگاہ حیرت مین آیا حیرت نے کہا کہو بی گلشن جلدی پلٹ آئین برق نے
کہا حضور مین بارگاہ تک نہین گئی جنگل مین شکار کھیل رہی تھین نامہ پڑھکر بہت خفا ہوئین اُسکی پشت پر لکھ تو
دیا حیرت نے لیکر پڑھا مضمون مسطورہ مندرج تھا حیرت بہت خوش ہوئی کہا بوا گلشن یہ نامہ جاکر بی حسین کو
دو زبانی بھی خوب سمجھانا کہ بی بی طبل جنگی بجواؤ گی تو امان جان بہت خفا ہونگی برق نے کہا حضور مین بخوبی سمجھا
دونگی حیرت نے نامہ دیا برق بصورت گلشن اکڑتا ہوا طرف بارگاہ حسین کے چلا راہ مین سب نے دیکھا گلشن کنیز
ملکہ حیرت کی ایک ایک سے پھکڑ لڑتی ہوئی جاتی ہے کسی کا منہ چڑھا دیا کسی کے چٹکی کاٹ لی کسی کو انگوٹھا دکھایا
کسی کو ہنسایا کسی کو رلایا دیکھنے والے پھڑکے جاتے ہین کہ دیکھو حسن پر گلشن کے بہار ہے کیا نازنین قطعہ دار ہے ہلبلائے
روزگار ہے ظالم سینے پر کیا اُبھار ہے برق ایک کو گالیان دیتا ہوا مخنث نگاہون مین کھائے جاتے ہین نگوڑے نظر
لگاتے ہین در گور گھورنے والون کی آنکھین پٹم ہو جائین نگوڑے بڈھے ٹٹولتے پھرین اندھے ہو کے کنوین مین گرین
حسین سے کنیزون نے عرض کی بی گلشن آتی ہین ملکہ حیرت نے شاید آپ کی مادر مہربان کو نامہ لکھا تھا جواب آگیا
حسین نے کہا آنے دو مین امی جان سے نہین ڈرتی کنیزون نے کہا نہین حضور بزرگون کی بات کا ماننا ضرور ہے گلشن
سامنے آئی حسین کو سلام کیا نامہ ہاتھ مین دیا گلشن کو کرسی دی برق بلا تکلف آکر کرسی پر بیٹھا کہا اے ملکہ عالم
آپ نے اپنی بارگاہ مین کچھ انتظام نہین کیا ایسا نہو کسی کی صورت بنکے عیار چلے آئین دشمنون کو آزار پہونچائین حسین
ہنس پڑی کہا بوا گلشن دیوانی ہوئی ہو یہان نگوڑا عیار آکر کیا کریگا آئیگا تو جوتیان کھائیگا برق نے کہا اچھا حضور
نامہ پڑھیے حال کھل جائیگا حسین نامہ پڑھکے بہت جھلائی کہا امی جان کو سودا ہوا ہے مین ضرور بہار سے لڑونگی بی حیرت نے مجھے
دبا ڈالا میری مان کا نامہ منگا دیا اب تو مجھے ضد ہو گئی ضرور مسلمانون سے مقابلہ کرونگی برق نے کہا
آپ کیون غصہ کرتی ہین آپ کو اختیار ہے جس سے چاہیے لڑیے کسی کو کیا دخل ہے گانا سُنیے حسین نے کہا بوا
گلشن تمھین گانا سننے کا بڑا شوق ہے ہماری عشق بائی کو بلاؤ دیکھو بی گلشن ہماری خواص خاص
علم موسیقی مین طاق شہرہ آفاق ہے کنیزین دوڑین ایک نازنین سامنے آئی مسکراتی ہوئی زلفین
عارض پر بل کھا رہی ہین نازک مزاج ملکہ حسین سے پوچھا کہ کیا حکم ہے حسین نے کہا بی گلشن کو گانا
سُناؤ اُسنے اُسی وقت ساز درست کرایا خوب خوب گائی سب نے تعریف کی لیکن بی گلشن بھی بیٹھی

ہین کچھ تعریف نہ کی حسین نے کہا کیون بی گلشن ہماری خواص کیسی گاتی گلشن نے کہا حضور بے سُری ہی حسین کو بہت ناگوار ہوا کہا بی گلشن تم بھی کچھ جانتی ہو گلشن نے کہا حضور ہان کچھ آمین بائین شائین کاٹ کے بائے گانا رونا کسے نہین آتا خواص نے بھی کہا حضور بی گلشن کا گانا سنیے یہ بڑی سُریلی ہین برق تڑپ کے سامنے حسین کے کھڑا ہوا کہا حضور سنیے گنگنا کے برق تانین مارنے لگا بجلی چمکنے لگی بھبے اُڑانے لگا ساون گانے لگا کبھی ٹھمریان گا کبھی بتاتے بتاتے یہ غزل شروع کی غزل

عقل فی الفور یہ دیدار صنم نے کھو دی — وصل کی رات شکایات مین ہمنے کھو دی

گھل کے مرجانے کا پھل پایا یہ الفت چشم — کہ بہ نشتر مژگان صنم نے کھو دی

گرد عصیان سے نہین پاک دل دنیادار — اس نگینے کی جلا نقش درم نے کھو دی

وصل خوش کر نہ سکا چھایا ہی ایسا غم ہجر — تھی جو تریاق کی تاثیر وہ سم نے کھو دی

ایک کاسے پہ کیا سارے جہان کو مہمان — تھی جو کچھ جام کی توقیر وہ جم نے کھو دی

سوجھتا کچھ نہین رونے کے سوا اب مجکو — روشنی آنکھ کی اس درجہ ورم نے کھو دی

صدق و کذب ایک سے سنا کی ہین بجا کاذبے — سچ تو سچ جھوٹ کی بھی قدر قسم نے کھو دی

سیم اور زر کی محبت ہی بتون کی الفت — گوہر دین کی ضیا جبکہ درم نے کھو دی

ای خباب ایک تو پیری مین بھی راحت پائی — تھی تواضع مین جو تکلیف وہ خم نے کھو دی

کس نے کی جان قبول اس سے جو کہتا ہی کوئی — ہنس کے کہتا ہی وہ بیباک کہ ہمنے کھو دی

ایسی برق نے جو تانین لگائین حسین نے موتیون کا مالا اُتار کر دیا کہا ای گلشن کیا کہنا تمھارے سامنے کون سرسبز ہو سکتا ہی گلشن نے دست بستہ عرض کی حضور دربار مین ملکہ حیرت جادو کے کمال کی بڑی خواہش ہی لاکھون روپیہ اپنے صرف کرتی ہین کامل آکر ہم لوگون کو سکھاتے ہین ہم لوگ بھی کام کہتے کرتے نگاہ مین اُڑا لیتے ہین حضور عمرو عیار جو مشہور ہی اُسنے دربار مین ملکہ عالم کے آکر عیاری کی ایسا کمال کیا کہ سب کے ہوش اُڑ گئے ایسی معقول ساقی گری کرتا ہی کسی کو باقی نہین چھوڑتا مین نے بھی آنکھون سے دیکھا وہی ڈھنگ اُڑا لیا حسین نے کہا ساقی گری بھی کوئی چیز ہی شراب کا پلانا برق نے کہا نہین حضور بڑے کمال کی بات ہی عیاری کی گھات ہی پیشواز پہنکر ناچتا ہی منھ سے گانا ہاتھ سے تیا تا سر سے لاکر شراب پلاتا قطرہ نہ گرے پینے والا راضی ہو جائے مین بھی اسوقت امتحان کرون حسین بہت خوش ہی کہا بوا گلشن اگر دس جام گر پڑین ایک کا بھی انجام بخیر ہو تو انتہا کا کمال ہی برق نے کہا نہین حضور گرے کیونکر شرط بدکے مین بھی اس کام کو کرونگی حسین نے کہا مین حیرت سے کہکر تمھین مانگ لونگی گلشن

کی وجہ سے بڑی دل لگی رہیگی برق نے کہا ہم آٹھ پہر حاضر ہین خوب آپ کو راضی کرینگے حسین نے پیشواز اپنی منگوا کر دی برق نے زیب جسم کی زیور بھی حسین سے مانگ کر پہنا کہا حضور کنجی میخانے کی مجھے دیجیے جب ہم ساقی ہون تو کوئی باقی نہ بچ جائے حسین نے خوشی مین آکر کنجی میخانے کی حوالے کر دی برق نے بہ تعجیل تمام شراب کو خراب کیا بیہوشی ملائی چند گلابیان آراستہ کر کے بارگاہ مین لایا حسین نے کہا دیکھو صاحب کس سلیقے سے شراب لائی ہے جو نہ پیتا ہو اسکا بھی جی چاہے برق نے پہلے تو ناچنا شروع کیا ایسی گت ناچا اہالیان محفل دنگ ہوگئے ہر خرد و کلان تعریفین کر رہا ہے برق نے اہالیان محفل کو پامال کر ڈالا ناچتے ناچتے جھکا جام بلورین لبریز کیا اٹھا کر سر پر رکھا ٹھوکرین لیتا ہوا چلا اپنے کمال پر نازان یہ ساقی نامہ ورد زبان

ساقی نامہ

ساقی سامان طرب کا دکھلا	مجر ابنت العنب کا دکھلا	ہوشش محل خم مے ناب	آنکھین بچھین جاے فرش کمخواب
پشواز ہو صافی مے تر	محرم کی کٹوریان ہون ساغر	غمزہ ہو شراب ناب کا جوش	گھونگھٹ بنے دست زیر پوش
گھنگھرو قطرے شراب کے ہون	دوڑے چشم کباب کے ہون	طبلہ دست سبو بجائے	بانگ قلقل ترانے گائے
سارنگی ہو شیشۂ مے زر	ہو سیخ کباب صورت گز	ساغر کرین چل ترنگ سے ساز	قیقس ہون مجیرے کی ہم آواز
جو مست ہو تالیان بجائے	رقص اپنا چھلک کے مے دکھلائے	ساغر کرین وجد مست ہو کر	تانین توڑین شکست ہو کر

یہ ساقی نامہ اشعار مستانہ جو برق نے گائے اہالیان محفل کے منہ مین پانی بھر آئے اگر زاہد صد سالہ ہوتا جوش مین قصد کرتا کہ ایک جام پیون ساقی ماہ رخسار کا بوسہ لے لون ملکہ حسین سحر ساز تڑپ رہی ہے کہتی ہے آج گلشن نے محفل کو باغ و بہار کر دیا برق فرنگی کا ناز و کرشمے دکھانا تن تن کے تانین لگانا اشعار صفت شراب مین گانا اس مطلع کو کس دھوم سے گایا

مطلع

ساقی بنور بادہ برافروز جام ما	مطرب بگو کہ کار جہان شد بکام ما

حسین تڑپتی ہے کہ جلد جام شراب میرے پاس لائے جام پیون انعام مین اسکو کنٹھا یاقوت احمر کا دون برق فرنگی بتلا رہا ہے اہل محفل کو قتل کیے ڈالتا ہے کبھی سینے پر ہاتھ رکھکے سسکیان بھرتا ہے اور ٹھمری شروع کی (جوبن بینو جاے) لوگون پر چھریان پھر رہی ہین پیالیان دربار حسینون کے خواستگار حاضر مین چاہتے ہین گلشن کو لے بھاگین اس ناز و کرشمے سے فرنگی نے اسوقت رنگ جمایا کمر مین خنجر لگا ہوا دل مین ہے کہ سارے جلسے کو بیہوش کر دون حسین سحر ساز کو قتل کر کے بھاگون صنعت کی کمر ٹوٹ جائیگی ساری کاریگری بھول جائیگی آج استاد تعریف کرینگے اہل اسلام دم محبت کا ہماری بھرینگے یہان کوئی عیار صاحب نہ پہونچ سکے اے برق یہ عیاری ہمارا کام ہے اسکا تک انجام ہے

دل سے باتین کرتا ہوا بوٹی بوٹی پھڑکتی ہوئی سر پر جام شراب زلفون مین پیچ ابروے خمدار ہلتے ہوے سامنے حسین کے پہونچا مسکرا کے کہا ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے حسین نے دونون ہاتھ بڑھائے جام سر سے برق فرنگی کے لیا برق آنکھین ملائے ہوئے اشعار پڑھ رہا ہی حسین نے جام ہاتھ مین لیا قصد کیا ہونٹھون سے لگاؤن ارادہ ہی کیا ہے کہ ایک شعلہ بھڑکا منہ رد پنجہ براے دستگیری حسین ظاہر ہوا جام پر گرا یعنے تھپڑ مارا جام ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا شعلے نے آواز دی او حسین کیا کرتی ہی شراب نہ پینا انجام بُرا ہوگا جام تو گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہوا شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی حسین نے آواز دی ارے تو کون ہی برق نے دیکھا کہ کار از دست رفتہ تیر از کمان جستہ خنجر کمر سے کھینچا جا پڑا نعرہ کیا نعرۂ برق فرنگی

منم برق رفتار و خنجر گزار
منم یکہ لیکن گران بر ہزار

حسین نے اپنے کو تخت سے گرا دیا خنجر تخت پر پڑا حسین نے ایک دوہتڑ مارا برق گرا ہان ہان کہکے چیخنے لگا ملکہ دیکھو مجکو نہ ستانا ملکہ حیرت کی لونڈی ہون حسین نے ایک دانہ ماش کا مارا رنگ روغن عیاری اُڑ گیا اب سب نے دیکھا ایک انگریز تیلون جاکٹ پہنے ہوے زمین پر پڑا ہوا ہی حسین سر پیٹنے لگی او نگوڑے موئے مونڈی کاٹے غضب کیا میرے دربار مین گھس آیا ابھی قتل کرو حرامزادے کو برق نے ہاتھ باندھکر کہا ملکہ مجھ سے خطا ہوئی معاف فرمائیے اب کبھی ایسی حرکت نہ کرونگا لیکن انصاف کیجیے کیسی عمدہ عیاری کی مین صرف آپکا امتحان کرتا تھا کہ حضور دختر ملکہ صنعت صاحب لیاقت و شوکت ہین ضرور مجھکو پہچانین گی ملکہ کی نوکری کرونگا ملکہ مہرخ و بہار نے میری بڑی ناقدری کی بارگاہ سے نکالدیا بھوکون مرتا ہون آپ مجکو نوکر رکھیے مین ابھی جاکر مہرخ و بہار کا سر کاٹ لاؤنگا اسد کو اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا مین نے آپ کی مان پر بھی بڑی بڑی عیاریان کین جب اول مین رہ آئی ہین سالار جادو بیش رو لشکر کا صندوقچہ سحر لیکر مین ہی بھاگا پھر بڑھیا بنکر سالار کو مارا آپ مجکو نوکر رکھکے اپنی مان کے پاس بھیجدیجیے آپ کی مان کے پاس رہونگا پانون دبایا کرونگا آپ کو انکو دونون کو راضی کردونگا کنیزین بگیسن پیٹنے واری اس نگوڑے جعلساز کو قتل کیجیے دیکھیے نگوڑے نے کیا رنگ جما لیا ذرا خوف نہ آیا حسین یہ حال حیرت مآل دیکھکر سن ہو گئی حیران حیران برق کو دیکھ رہی ہی برق باتین بنائے جاتا ہی کہتا ہی حضور کچھ فرمائیے سحر مجھپر سے اُتار لیجیے میرے پانون ٹوٹے جاتے ہین حسین نے کہا بھلا مکار اب مین تجھکو چھوڑونگی جلا جلا کے مارونگی مین نہ کسی سے لڑی نہ بھڑی تو نے مجھپر عیاری کی برق نے کہا حضور ہم لوگون کا یہی دستور ہی

میرا کیا قصور ہی شعلہ جادو مصاحب حسین بھڑک اُٹھی کہا واری آپ کیون اس نگوڑے سے زبان
لڑاتی ہین دیکھیے کیسا پٹر پٹر باتین بناتا ہی اپنے حقوق جتاتا ہی کہتا ہی مین نے سالار جادو کو مارا اچھا
کام کیا مین ابھی اسکو قتل کراتی ہون میرے مقدمہ مین آپ دخل نہ دیجیے اگر یہ زندہ بچ گیا اور عیارون
کو حوصلہ ہوگا ابھی سر کاٹکر اسکا نخل مین لٹکا دیا جاے لاشہ تشہیر ہو سب عیار آگاہ ہو جائین آپکے
لشکر کی جانب منہ کرکے نہ سوئین نگوڑے اپنی جان کو روئین یہ کہکر آواز دی جلاد کو بلاؤ برق نے جو
دیکھا بی شعلہ رخسار بہت گرم ہین جب تو برق بلبلا کہا بی شعلہ رخسار تمھاری قضا آگئی مجھکو بے وارث
نہ جانیے گا ایک لاکھ چوراسی ہزار بھائیون کا بھائی ہون خدا استاد کو سلامت رکھے اگر میرا ایک مو جسم
کم ہوا تمام دربار کو خون سے لال کردینگے تمھارے لشکر بھر کو پامال کردینگے اور تمھارے دربار مین کیا مین
اکیلا آیا ہون چالیس بھائی میرے داخل ہین کوئی چوبدار کوئی حاجب کوئی دربان کوئی کنیز بنکر آیا
ہی کوئی داروغہ دم بھر مین تمھاری بارگاہ اُلٹتے ہین خلیفہ مہتر قران نے نقب لگائی ہی فتیلے کو آگ دیا
چاہتے ہین ذرا جان بچاؤ اسی مین خیر ہی کہ مجھکو چھوڑ دو ابھی بارگاہ اُڑیگی سب جلکر رہ جائینگے مالک تو
ہماری کچھ نہین کہتی وہ تو قدردان ہین آپ جلاد کو بلاتی ہین اچھا بلائیے شعلہ رخسار کانپی کہا حضور
بلا سے اسکو چھوڑ دیجیے زمین کا انتظام کیجیے حقیقت مین ایک ساحر فولاد مہیوشی خوار آیا تھا بارہ
تلے روئین تن اُسکے ساتھ تھے سرداران اسلام کو گرفتار کرکے لے گیا تھا مشہور ہی مہتر قران نے
نقب لگا کر اُسکو اُڑا دیا حضور ایسا نہو یہان بھی کوئی زوال آوے بے لڑے بھڑے تو یہ حال ہی
حسین نے کہا بیٹھ کنارے نگوڑے عیار کیا کر سکتے ہین دم بھر مین سب کو دیوانہ بنا کے مارونگی تہرخ
و بہار کو سر میدان للکارونگی جلد بلاؤ جلاد کو دیکھون تو یہ نگوڑے کیا کرتے ہین حسین کا غصہ سے
چہرہ سُرخ ہوگیا جلاد تلوار کھینچکر آیا دست بستہ عرض کی کیا حکم ہی حسین نے کہا برق کو قتل کر برق
بہت چیخا دیکھو ملکہ بُرا کرتی ہو میرا قتل کرنا اچھا نہین ہی کبھی پکارتا ہی خلیفہ مہتر قران آگ بدن
نقب اُڑاؤ بھائی چالاک دوڑو یہ حرامزادی مجھکو قتل کرتی ہی دربار مین حسین کے [illegible]
گھبراکر بارگاہ سے نکل گئین ایک کہتی ہی بوا مجھے گرمی معلوم ہوتی ہی ایک کہتی ہی دیکھو زمین کی مٹی
کھسکی آفت برپا ہوا چاہتی ہی بوا نکل چلو جان بچاکے نکل چلو اپنی جان ہی تو جہان ہی عیارون کے
پھندے سے خدا بچائے یا تو نگوڑا معشوق بنا ہوا تھا اب جلادی کی باتین کرتا ہی اپنے بھائیون کو پکار
رہا ہی بصورت مبدل آئے ہونگے حسین نے جو یہ ہنگامہ سُنا کنیزون کو گھرکا ایک ایک کو جھڑکی دیا کہا
حرامزادیو کچھ دیوانی ہوئی ہو زمین آسمان سحر بند کردون گیا کوئی عیاری کر سکتا ہی میری غفلت مین

چلا آیا کل صبح کو دیکھنا میدان فرنگیہ قصابان نبرد دونگی مع طلسم کشا مہرخ و بہار وغیرہ کو نہ قتل کیا تو نام اپنا ملکہ حسین سحر ساز نہ پایا میں اسکے ڈراتے سے ڈرونگی جو دل میں آئیگا وہی کرونگی اب تو کنیزیں خاموش ہوئیں جلاد نے برق کو کھینچا گردن پر کوے کا خط دیا آواز دی اے ملکہ عالم حکم اول ہے سمجھکر فرمایئے قتل کرنا میرا کام ہے جلانا میرا کام نہیں ایک ہاتھ میں سر کو تن سے قلم کرونگا تیغہ باڑھ دار بازو پر قوت پر اب اسکے قتل میں کیا دیر ہے حسین نے کہا ہم نے خوب سمجھ لیا حکم اول دیا جلد قتل کر اب برق گھبرایا چہار جانب گھبرا کر دیکھنے لگا موت شباب کی آنکھوں کے سامنے آئی پکارا اٹھا اے کریم قتل سے بچائے بلائے ناگہانی سے نجات دے نظم

تجھے فضل کرتے نہیں لگتی بار	نہو تجھ سے مایوس امیدوار	کوئی کیونکہ محروم رحمت سے ہو
کہ آیا ہے قرآن میں لاتقنطوا	عصیان کے حجاب سے مفر دے	دامن گل آرزو سے بھر دے

شاہا ز کرم بر من درویش نگر	قطعہ	بر حال من خستہ و دلریش نگر
ہر چند نیم لائق بخشایش تو		بر من منگر بر کرم خویش نگر

حسین سحر ساز چاہتی ہے کہ حکم ثانی دے کہ دربارگاہ پر ہلڑ ہوا کنیزوں نے بڑھکر عرض کی حضور ملکہ صبار رفتار کمند انداز آتی ہیں شاید ملکہ حیرت جادو کو خبر ہوگئی زوجہ شہنشاہ کو آپ کا بڑا خیال ہے حسین نے کہا وہ ہماری مالک ہیں گودین ہمکو پالا ہے مادر مہربان سے انکا مرتبہ زیادہ ہے صبار رفتار کو بلالو سب نے دیکھا صبار رفتار آئی بانہاے عیاری سے آراستہ بڑھکر حسین کی سر سے پاتک بلائیں لیں ترقی عمر و دولت کی دعائیں دیں دست بستہ عرض کی حضور ملکہ عالم کو خبر ہوئی کہ برق نے عیاری کی مگر آپ نے خوب پہچانا بڑی تعریفیں کر رہی ہیں لیکن فرمایا ہے کہ بی بی تم نہ اسکو قتل کرو ہمارے پاس بھیجدو ہم ابھی اسکو خدمت میں شہنشاہ کی روانہ کردینگے شہنشاہ کو اختیار ہے یقین کامل ہے وہ اسکو طلسم باطن میں قید کرینگے کتاب سامری میں صاف لکھا ہے جہاں انکے خون کا قطرہ گریگا وہ زمین آباد نہوگی تمہارے سامنے ایسوں کا قتل ہونا بہتر نہیں تم نام خدا ابھی کم سن کو رانڈا ایسی باتیں مناسب نہیں حسین نے سر جھکا لیا کہا بی صبار رفتار لیجاؤ مگر حضور سے عرض کرنا اب میرے نام پر ضرور طبل جنگی بجوائے بیٹھے بیٹھے ان نگوڑوں نے ستایا اب میں کسی کا کہنا نہ مانونگی بہار سے لڑنے کی بڑی ہوس ہے صبار رفتار نے بڑھکر برق شکیں باندھیں کہا حضور سحر اپنا اتار لیجئے حسین نے سحر اتارا صبار رفتار نے پشتارہ برق کا اٹھایا سلام کرکے چلی صاف لیکر نکل گئی کنارے پر لشکر کے آکر صبار رفتار نے میان برق کو کھولا کہا بھائی برق سلام منم مہتر چالاک بن عمرو برق گلے سے لپٹ گیا

کہا مرشدزادے بڑا کام کیا مگر یہ حرافزادی بڑی ہوشیار ہے اسکا قتل ہونا بہت دشوار ہے چالاک
نے کہا انشاء اللہ اور طور سے اسکو مارینگے پیچھا اسکا نہین چھوڑینگے حسین تخت پر بیٹھی تھی کہ خبر
پہونچی ملکہ حیرت جادو تشریف لاتی ہین حسین واسطے استقبال کے اُٹھی حیرت کو جھک کر سلام
کیا لاکر تخت پر بیٹھایا دست بستہ عرض کی حضور برق فرنگی کو قید کیا حیرت نے کہا کیا برق
حسین نے کہا ابھی صبا رفتار آئی قیدی کو لیگئی حیرت نے کہا بی بی مین کیا جانون مین نے جوش محبت
مین تمھاری مان کو نامہ لکھا گلشن جواب لائی مین نے اُسکو تمھارے پاس روانہ کردیا کہ نوشتہ اپنی
مادر مہربان کا دیکھو طبل جنگی نہ بجواؤ حسین نے کہا حضور وہ گلشن خواص نہ تھی برق فرنگی گلشن
بنکر آیا نیا گل کھلایا لنگوڑا ناچا گا شراب بیہوشی ملاکر مجھے دی آپ کی عنایت سے مین انتظام کرچکی
تھی شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی مین نے گرفتار کیا بہت دھمکاتا تھا ڈراتا تھا مین نے جلاد کو بلایا کہ
صبا رفتار آئی ابھی تو نپشارہ باندھکر لیگئی حیرت نے کہا بی بی عجب بات ہے عیاری نہین کرامات ہے
دوسرا اُسکا بھائی صبا رفتار بنکر لے گیا ہوگا سالہا سال ہوئے یہی رنگ دیکھتے دیکھتے آنکھین پتھرا
گئین اب تو حسین کے ہوش اُڑ گئے حیرت نے کہا گلشن کو تلاش کرو وہان گلشن کو کھ یارون نے
بیدار کیا گلشن روتی پیٹتی آئی حیرت نے پوچھا ارے تو کہان تھی کہا حضور کسی نے ننگا کرکے مجھے
درۂ کوہ مین ڈالدیا ایک گنوار کی دھوتی مانگ کر باندھی حیرت نے شرما کر سر جھکا لیا حسین کو
اور زیادہ غصہ آیا کہا ملکہ عالم واسطہ سامری جمشید کا اب میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے اب تیغ زنی کی
مجھکو بیٹھے بیٹھے اس بیدرد فرنگی نے ستایا اب مجھے تاب نہین ہے حضور دخل نہ دین میدان جنگ مین
تماشا دیکھین دیکھیے کیا کیا گل پھولتے ہین بی بہار سے لڑنے کی مجھے بڑی ہوس ہے جبتک مادر مہربان
آئین ان سب کا خاتمہ ہو اُنکو تکلیف نہو ان ایسے نالائقون کے واسطے اسقدر مشقت کی ہے مر مٹے
بر مکان بنوایا حیرت نے کہا اے نور نظر عیارون نے سب کا ناک مین دم کردیا ہے جہان کمند وہم و خیال
نہ پہونچے یہ لنگوڑے وہان پہونچ جاتے ہین اسی واسطے ملکہ صنعت نے یہ مشقت اپنے اوپر گوارا کی
تم اتنا احسان کرو تا آنے ملکہ صنعت کے طبل جنگی نہ بجواؤ حسین نے عرض کی حضور آپ نہ فرمائین کتنے
اسوقت بڑے انتشار مین ہے بڑے بڑے اس لنگوڑے مونڈی کاٹے نے آکر قیامت برپا کی اگر مین نے
تدبیر نہ کی ہوتی خاتمہ ہوا تھا تمام اہل دربار کو تسخیر کرلیا اگر حضور ملاحظہ فرماتین تمام دنیا کے گانیوالون
کا لطف نگاہ سے گرجاتا حیرت نے کہا بی بی ہمین سالہا سال گذرے یہ مصیبت جھیلتے دہن اژدر مین اپنے
کو گرتے ہین برسون سے یہ مصیبت اُٹھاتے ہین کوئی صاحب ایسے نہین باقی ہین جنپر عیاری نہوئی ہووے

شہنشاہ طلسم ہوش رُبا افراسیاب جادو جسکا عدیل ونظیر زمانے مین نہین ہی اُسپر عیاریان کین ساربان زادے نے کئی مرتبہ شہنشاہ کو بیہوش کیا انکی بدعت سے کوئی صاحب باقی نہین ہین فرشتہ زادے کو توچُتھا بنا یا حسین نے کہا حضور جو کچھ ان مکارون نے کیا اُسکا بدلہ یہی ہی کہ جن جنکے اُنکو قتل کرنا چاہیے اور برق وچالاک کو تو مین ابھی بلاتی ہون حیرت جادو نے کہا بیٹا ہمین جہانتک سمجھانا تھا ہم سمجھا چکے ہم جانتے ہین تم ہمکو صنعت سے شرمندہ کروگی وہ اگر ہماری دامنگیر ہوگی یہی تقریر ہوگی کہ آپ نے چھوکری کا کہنا کیون مانا یہ کہکر حیرت جادو اُٹھی چلتے چلتے بہت سمجھایا حسین نے کچھ جواب نہ دیا حیرت اپنے دربار مین آئی وزیرزادیون سے کہا خدا خیر کرے بی حسین سحر ساز بڑی بلا ہی بگڑی ہین برق نے مارلیا ہوتا مگر خیر یہ تھی کہ نگہبانی اپنی کر چکی تھین برق کو پکڑ لیا صبا رفتار بنکر چالاک آیا چھوڑا لے گیا اب بگڑی بیٹھی ہین کہ برق اور چالاک کو مارونگی اہل اسلام سے لڑونگی یہ ذکر تھا کہ صرصر شمشیر زن آئی حیرت نے کہا صرصر تمنے سُنا حسین دختر صنعت تشریف لائی ہین پہونچتے ہی اُنکے میان برق جا پہونچے چالاک بھی دیکھ رہے تھے ان نگوڑے عیارون مین بڑا میل ہی عیاری کرنا اُنکا کھیل ہی برق پکڑے گئے چالاک چھڑا لیگئے ذرا تم دربار مین حسین کے جاؤ چھوکری کو سمجھاؤ کہ واسطہ سامری جمشید کا اس جھگڑے مین نہ پڑو عیارون کا پیچھا نہ کرو ع

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت: صرصر نے کہا مین ابھی جاکر سمجھاتی ہون صرصر تو یہان سے چلی حسین غصے مین بیٹھی کانپ رہی ہی کہتی ہی ابھی ایک سحر بناکے بھیجونگی چالاک وبرق کو گرفتار کراکے قتل کرونگی لیکن برق وچالاک لشکر اسلام مین پہونچے خواجہ صحبت مین فرخ کے بیٹھے ہین کہ خرم وپرند پہونچے خواجہ کو پرچہ اخبار دیا کہ حضور برق وچالاک نے اس طرح عیاری کی برق نے گلشن بنکر بڑی بہار دکھائی خوب گل پھولا خوب رنگ جمایا کئی ہزار روپیہ کی پشواز لی زیور بھی کچھ لیا مگر پکڑا گیا چالاک نے بشکل صبا رفتار رہا کیا بس خواجہ کوڑا لیکر اُٹھے ملکہ مہرخ نے کہا حضور کہان بڑی خوشی کی بات ہی آپ کے فرزند نے کس غرے سے آپ کے شاگرد کو بچا لیا عمرو نے کہا آپ کیا جانیے یہ لونڈے عیاری کرکے کام کو خراب کرتے ہین اب اسکو بھڑکا دیا ہم رات کو جاتے گرفتار کرلاتے اب وہ حفاظت کریگی ہماری جان پربنیگی یہ سب صاحب بیان کرتے ہین کہ وہ ساحرہ بڑی زبردست ہی کل کمال صنعت کی حاکم ہی اقلیم افسونگری کی ناظم ہی پس اب اُسپر عیاری کیونکر ہوسکے گی خواجہ یہ کر رہے تھے کہ برق وچالاک خوشی خوشی آئے برق نے کہا اُستاد آپ کے اقبال سے دربار مین حسین کے جاکر عیاری کی ایک پشواز پائی ہی وہ حاضر ہی عمرو نے

اُٹھکر گلے سے لگا لیا کہا بیٹا خدا تمکو سلامت رکھے عصاے ضعیفی ہو جانتے ہو کہ بوڑھا اُستاد انتہا کا فیاض ہی چار پیسے پیدا کرنے سے عاجز ہو چکا مستحق دروازے پر موجود رہتے ہین لاؤ بیٹا نکالو برق نے خوشی خوشی پشواز نکالی خواجہ نے لیتے ہی نذر زنبیل کی اب برق کا ہاتھ تھاما کہا وہ زیور تو لا دیجے برق نے کہا استاد اور کچھ نہین ملا عمرو نے کہا ابے بھور لیے ٹرا تو مکار ہی مجھکو پہلے ہی خبر پہونچ چکی یہ ٹری گلی پشواز تو دیدی نقدی اپنے پاس رکھی مین دربار مین اُسکے موجود تھا دیکھ رہا تھا سب چیزین گن چکا ہون طوق جڑاؤ ہی کڑے ہیرے کے ہین اور بہت سی چیزین جنکی فرد میرے پاس لکھی رکھی ہی آپ بتلائیے کہ کیا کیا چیز ہی اے فرزند سب چیزین نکالو مین کیلانے تو نکا اسکی سب کی جمع قائم کرکے روپیہ نقد تمھاری زوجہ کے پاس بھیجدون لڑکے بالون کی شادی مین کام آئیگا بھلا برق ایسے فقرون کو کب مانتا ہی اسنے کہا اُستاد جو مین نے پایا تھا وہ حاضر کر دیا جب تو خواجہ بگڑ گئے کہا بچہ مارے کوڑون کے کھال گرا دونگا اور تمھاری مشکین باندھکر حسین کے پاس بھیجونگا کہونگا کہ اسکو قتل کیجیے برق نے کہا آپ کو اختیار ہی غلام مجبور دونا چار ہی جو لایا تھا وہ حاضر کیا لاکھ خواجہ چیخے پیٹے مگر برق نے زیور نہ نکالا تب خواجہ نے اسکی گردن مین ہاتھ دیکر نکال دیا برق نے کہا اُستاد ہم خود جاتے ہین یہ کہکر برق تو باہر نکل گیا خواجہ عمرو غصے مین طرف لشکر حسین کے چلے خدمتگار بنکے لشکر حسین مین داخل ہوئے برق نے دیکھا اُستاد غصے مین آئے ہین یہ بھی ایک جادوگر کی شکل بنکر لشکر صنعت مین آکر ٹھہرا خواجہ دروازے پر ٹہلنے لگے دیکھا ایک کنیز شوخ و شنگ نوجوان ہنستی ہوئی نکلی آپ ہی آپ ہنسی کے مارے لوٹی جاتی ہی ایک نے کہا بی سوسن آتی ہین سب کا منہ چڑھائینگی بڑی طرار ہین عمرو خدمتگار نوجوان کی شکل بنا کھڑا اٹھلاتا ہوا سامنے بی سوسن کے آیا سوسن نے منہ چڑھایا عمرو نے انگوٹھا دکھایا سوسن کی زبان درازی تو مشہور ہی بکتی ہوئی بڑھی کہا کیون نگوڑے خدمتگار انگوٹھا کیسا دکھایا عمرو بولا بی سوسن تم نے منہ کیون چڑھایا سوسن نے کہا میری یہی عادت ہی عمرو نے کہا ہمارے مزاج کی بھی یہی کیفیت ہی بی سوسن تم سمجھین نہین مین نے انگوٹھے سے اشارہ کیا سوانگ والے آئے ہین چلیے انکا تماشا دیکھو کیا لاگین کر رہے ہین سیف نگل گئے تم اتنی نہ نگل سکو گی سوسن بولی کیون رے حکمت بازی کرتا ہے عمرو نے کہا تم تو ناحق خفا ہوتی ہو ذرا کنارے آؤ تمکو سمجھا دین ادرا شارے سے تم پر جان جاتی ہی ایک بات کہین گے تمکو ماننے نہ ماننے کا اختیار ہی اب تو بی سوسن ساتھ ہوئین عمرو نے جیب سے نکالکر اشرفی دکھائی تو بی سوسن قدم اُٹھا کے چلین عمرو آگے بڑھا نخل کے سایہ مین آکر ٹھہری سوسن یہ کہتی ہوئی آئین ارے کیا کہتا ہی جنگل مین مجھے کیون لایا ہی عمرو نے کہا جان جہان ایک بات تو سنو

سوسن قریب آئین مگر ہنسی کے مارے لوٹی جاتی ہین کہتی جاتی ہین ارے دیکھ کوئی آنہ جاے ادھر سے راستہ ہو میری جٹھانی کا لڑکا سپاہیون مین نوکر ہو وہ کہین نہ آجاے ارے تجھکو مار ڈالیگا بڑا خونی جنونی ہو ہمیشہ تلوار کھینچے پھرتا ہو عمرو نے کہا یہ ہتھیار تو دیکھو سوسن نے ایک دو ہتڑ مارا کہا نگوڑے ہتھیار کیسا کیا مجھے ذبح کریگا عمرو نے کہا دیکھ جنگل سے کوئی آتا ہو جیسے ہی سوسن پلٹی عمرو نے حلقے کمند کے مارے حباب مار سوسن کو بیہوش کرکے کنارے ڈالدیا کپڑے اُسکے اُتار لیے اُسی کی شکل بنکر بارگاہ مین ملکہ حسین کی آئے پشت پر حسین کے مگس رانی کرنے لگے اب خواجہ فکر مین ہین کہ مین کوئی عیاری کرون کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا بی صرصر شمشیرزن تمتی ہوئی آئین حسین کو جھککر سلام کیا حسین غصے مین بیٹھی ہو صرصر نے سلام کرکے سر اُٹھایا دیکھا عمرو سوسن بنا ہوا پشت پر ملکہ کے کھڑا ہو کھِل مِل کے باتین کر رہا ہو چاہتی ہو کہے کہ حضور عمرو کھڑا ہو عمرو گھبرایا کہ یہ حرامزادی آپہونچی پہچان گئی ہو فوراً بتادیگی بس عمرو نے کہا اے ملکہ عالم دیکھیے ساربان زادہ صرصر بنکر آیا ہو صرصر گھبراکر پیچھے ہٹی حسین نے کہا لینا نگوڑے موے عمرو عیار کو کنیزین دوڑین صرصر نے چاہا بھاگ کر نکلجاؤن لونڈیان چہار طرف سے ٹوٹ پڑین صرصر نے کسی کو حباب بیہوشی مارکے بیہوش کردیا کسی پر حلقہ کمند مارا دو چار کنیزین تڑپنے لگین دو چار بیہوش ہوگئین عمرو نے کہا دیکھیے ساربان زادہ لڑبھڑ کے نکل جانا چاہتا ہو حسین نے ہاتھ سے اشارہ کیا ماش کا دانہ پھینک مارا صرصر پردے کے پاس پہونچ چلی تھی لڑکھڑا کے گری کنیزون نے پکڑ لیا اب صرصر چیخی اے ملکہ دہائی ہو ساربان زادہ سوسن بنا ہوا آپ کی پشت پر کھڑا ہو مین ملکہ حیرت کی عیار بچی ہون عمرو نے سر جھکاکر کہا مجھکو پہچان لیجیے نگوڑا مجھکو عمرو بناتا ہو مین پُرانی کنیز ہون یہ حضور جانتی ہین کہ ہمیشہ سے بدتمیز ہون سوسن نام البتہ زبان دراز ہون لیکن آپ کی کنیزون مین سرفراز ہون یہ نگوڑا مجھپر تہمت لیتا ہو کڑھائی منگواکر چڑھائیے مین گولہ اُٹھاؤنگی نہین واری مجھے آزاد کردیجیے مجھے مرد بناتا ہو اور صرصر پر مار پڑنے لگی کنیزین کہتی ہین کیون موے نگوڑے مونڈی کاٹے تیرا خاک گرد برق پہلے گلشن بنکر آیا تیرا بیٹا صبا رفتار بنکر پہونچا اب تو صرصر بنکر آیا ہو اپنی ہوا باندھتا ہو صرصر غل مچاتی ہو اے بی بی مجھکو بچائیے دیکھیے لونڈیان مجھے مارتی ہین عمرو نے دیکھا کہ معشوقہ پر مار پڑتی ہو دل بیقرار ہوگیا ہان ہان کرکے بچانے لگے اشارے مین کہا کیون جان جہان آج تمھاری خاطر کٹوا ڈالون مگر مشہور ہوگا عمرو کی جورو نکٹی ہو لوگ کہینگے نکٹی آئی نکٹی آئی مین شرما جاؤنگا صرصر اپنی جان سے تنگ کہ دروازے سے ایک جادوگر آیا اُسنے بھی دیکھتے ہی کہا کہ ہان صرصر نہین عمرو ہو یہ کہکے چھری

لیکر چلا کہ اسکی ناک کاٹ لونگا صرصر گھبرائی یہ کون صاحب آئے سر اٹھا کر دیکھا کہ بھوریا جادوگر بنا کھڑا ہی گھبرا گئی عمر نے برق کو پہچانا برق نے اشارہ کیا کہ اُستاد اب اُس اسباب کا ذکر نہ کیجے گا معاف فرمائیے ورنہ حسین سے کہدونگا کہ خواجہ سوسن بنے کھڑے ہین عمرو نے آنکھین نیلی پیلی کرکے کہا ابے تیری شامتین آئی ہین تمھارے باپ سے لونگا کہو تو تمکو خود جوتیان کھلواؤن حسین سے کہدے یہ بھی حوصلہ باقی نہ رہجائے صرصر نے یہ باتین سُنکر کہا بی حسین واسطہ سامری جمشید کا گرم پانی منگا اور عمرو کا شاگرد بھوریا بھی آگیا یہ جادوگر بنا کھڑا ہی برق نے قہقہہ مارکے کہا واہ رے عمرو سبحان اللہ مجھکو برق فرنگی بتاتا ہی حضور دوہائی ہی سرکار کی میرے لڑکے کے اسنے کپڑے اُتار لیے تھے حسین نے کہا میان ساحر تم کہان رہتے ہو کہا یہ سامنے اُجاڑ گانون ٹرا آباد ہی مین وہان کا ٹھاکر ہون میرا لڑکا پانچ برس کا کھیلنے نکلا تھا اسنے یہی صورت بنکے کپڑے اُسکے اُتار لیے ہم دوڑے مگر اسکو نہ پایا یہ ہوا کا خواص رکھتا ہی جبھی تو بصورت صرصر بنا ہی ہمارے گانون کا گوڑیت ہی اسنے بھی ڈھر پنچا کیا تھا اُسکی جورو زیور پہنے ہوئے نکلی اس ساربان زادے نے اُسکی ہنسلی اُتار لی ہم خوب پہچانتے ہین یہ ٹرا بادی چور ہی آپ ہمین دیجیے ہم لیجائین جاکے اسکو جو منچہ باندھینگے پیٹھ پر اسکے سولہ کبھی بنائینگے پانی چھڑک کر مارینگے اب حسین اور زیادہ گھبرائی کہ ایک چوبدار آیا گوٹے دار پگڑی باندھے ہوئے بہت معقول چکن چنی ہوئی مشروع کا پاجامہ بھاری جوتا ملکہ حسین کو سلام کیا کہا حضور مین ملکہ حیرت کا مرد ہا ہون میرا عصا لیکر یہ بھاگ گیا تھا کئی مہینے مین نوکری سے معطل رہا اب مین نے مہاجن سے قرض لیکر عصا بنایا تب نوکری ملی صرصر نے آنکھ ملائی دیکھا تو میان چالاک بن عمرو ہین عمرو نے بھی پہچانا کہا میان مردہے خدا تمکو سلامت رکھے مین بیچاری ملکہ کی لونڈی خدمت کرنے والی مجھکو عمرو بتاتا ہی بھلا مین عمرو ہون مردہے نے کہا نہین صاحب تم بیچاری کونے کی بیٹھنے والی تم مکر و فریب کو کیا جانو اہی ملکہ حسین بی سوسن ٹری نیک ہین اس ساربان زادے کو ہمین دیجیے ہم عصا انسے لینگے اب حسین گھبرائی کہ مین کیا کرون صرصر تو کہتی ہی کہ عمرو سوسن بنا ہی زمیندار برق فرنگی چوبدار چالاک ہی اور وہ دونون گواہیان دیتے ہین کہ یہ صرصر نہین عمرو ہی آخر مین صرصر نے کہا اے ملکہ عالم اگر حضور توجہ فرمائینگی تو مرد و عورت کی شناخت ہوجائیگی یہ تینون نگوڑے عیار مکار جعلساز جمع ہین مجھکو ذلیل کراتے ہین یہان تو یہ جھگڑا ہی چوبدار زمیندار بی سوسن صرصر کو گھیرے ہوئے ہین چانون چانون ہو رہی ہی حسین خاموش حیرت کا جوش کہ مین کیا کرون کس مصیبت مین پھنسی ہون ایسا نہو کوئی بیگناہ قتل ہوجائے حیرت جادو دامنگیر ہونگی لیکن ایک

کنیز ملکہ حیرت جادو کی کسی کام کو آئی تھی یہ حال دیکھکر بھاگی ملکہ حیرت سے جاکر کہا
حضور صرصر بڑی مصیبت مین پھنسی ہی نہین معلوم صرصر ہی یا عمرو ہی حسین نے اُسکو سحر سے پکڑا
ایک زمیندار ایک چوبدار ایک کنیز سوسن نامے یہ تینون گواہیان دے رہے ہین کہ یہ حقیقت
مین صرصر نہین عمرو ہی صرصر کہتی ہی یہ تینون عمرو و چالاک و برق ہین حضور صورتون مین
بڑے فرق ہین آپ جلدی چلیے اگر صرصر ہو تو بچا لیجیے سب کو بچانیے لیکن جو سب کا افسر ہو
اسکو پکڑ لیجیے سزا دیجیے حیرت نے کہا تو سچ کہتی ہی عیارون کے جھگڑے کو مین کمبخت کیا سمجھونگی بگڑا
غضب ہوا صرصر کو مین نے بھیجا تھا دیکھیے حسین کی جان کیونکر بچتی ہی عیارون نے گھیر لیا
سامری و جمشید اسکی جان بچائین یہ کہکے اُٹھی طرف بارگاہ حسین کے چلی یہان بارگاہ حسین
مین ہنگامہ صرصر نوبت بجان و کار دبرا ستخوان زندگی سے بیزار مجبور و ناچار انتہا کی مجبوری ہی
کہتی ہی حضور ایک کنیز کو حکم دیجیے گرم پانی لاکر میرا انکا منھ دھولائے حضور پر حال کھل جائے حسین
مصاحبون سے کہتی ہی صاحبو مین کیا کرون سوسن کی چرب زبانی زمیندار صاحب کی نئی کہانی چوبدار کا
نیا قصہ اپنے مضمون کا حصہ مین کسکو معقول کرون کسکو سزا دون ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی حضور یہ
ہنگامہ سُنکر خاتون محل شہنشاہ ملکہ حیرت عالیجاہ تشریف لاتی ہین اب فیصلہ ہو جائیگا وہ ان مکارون
کو خوب پہچانتی ہین یہ سُنکر برق تڑپے چالاک عصا سنبھالکر پیچھے ہٹے سوسن یعنی عمرو نے کہا اے ملکہ
عالم آپکے آرے آئیے مین مفصل آپ سے عرض کرون پردہ کا ہیا د رکھون حسین چند قدم پیچھے ہٹی سر
جھکایا کہا بوا سوسن بیان کرو میرے کان مین کہو جیسے ہی حسین نے سر جھکایا عمرو نے تاج سر حسین سے
لیا ایک دولتی ماری ادھر برق نے ایک جادوگرنی کے خنجر مارا چالاک نے عصا اُٹھاکر ایک ساحرہ کو
مارا اسکا سر پھٹ گیا بارگاہ مین اندھیرا ہوا حسین منھ کے بھل زمین پر گری تینون عیار نعرے کرتے
ہوئے نکل گئے حیرت آگے پہونچی دیکھا گیر ودار کی صدا بلند حیرت گھبرا گئی کہ یہ کیا معرکہ ہی وزیرزادیون سے
کہا سامری جمشید خیر کرین معلوم ہوتا ہی عیار مار پیٹ کر نکلگئے صرصر کی جان بچ گئی ہو تو بڑی بات ہی
یہان حسین غصے مین اُٹھی ہی صرصر اُسی طرح پڑی تڑپ رہی ہی کہ حیرت آکر پہونچی صرصر چیخی ملکہ عالم
دوہائی ہی بی حسین نے میرا یہ حال کیا برق نالایق میری ناک کاٹے لیتا تھا مین یہان آنکر بُری بلا
مین پھنسی حیرت نے آتے ہی صرصر کو سحر سے رہا کیا حسین روتی ہوئی دوڑی کہا حضور دیکھیے سایہ بانم ادم
میرا تاج لے گیا محتاج کر گیا حیرت نے مسکرا کے سر جھکا لیا صرصر روتی ہوئی اُٹھی کہا حضور آج تو مجھپر
بلوہ تھا آپ نہ آتین تو میری جان نہ بچتی آپ ہی کی خبر سُنکر نگوڑے تینون بھاگ گئے حیرت کو ستا

آگیا جواب دیا کہ صاحبو بڑے غضب کی بات ہی یہ نگوڑے ہر وقت بارگاہ مین گھس آتے ہین ہمارا کہنا آپ لوگ نہین مانتین آخر اُس نہ ماننے کا انجام دیکھا حسین نے کہا حضور اب آپ جائیے مجھے نالایقون نے سر دربار ذلیل کیا مین اب نہ مانونگی حیرت نے کہا دیکھو بی تمنے پھر وہی باتین نکالین واسطہ ساحری کا اپنی مان کو آجانے دو اُنکے سامنے جاہنا لڑنا یا جیسا حکم دین وہ کرنا کیسے بڑی رسوائی ہو جگ ہنسائی ہو حسین نے نیچہ کھینچکر گلے پر رکھ لیا کہا حضور اب کچھ نہ کہین حیرت غصے مین ہلپچی حسین آکر تخت پر بیٹھی کنیزین گرد خاموش غصے سے چہرہ سُرخ کسی سے کلام نہین کرتی یہان عیاران اسلام آکر دربار مہرُخ مین پہونچے ملکہ مہرُخ کو پہلے ہی پرچہ اخبار گذرا کہ حسین کا تاج خواجہ اُتار لائے اسد نے پوچھا نانا جان تاج ہم دیکھین عمرو نے کہا او دیوانے تجھے بھی یہی فکر رہتی ہی ہرکارے جھوٹے ہین کوئی کسی کا تاج اُتار سکتا ہی تدبیرین عیاری کی گئے تھے نہ بن پڑی برق وچالاک بگاڑ آئے وہ ہوشیار ہوگئی ملکہ مہ جبین نے کہا حضور آپ ہوشیار رہین حسین آپ کی دشمن ہوگئی ہی عمرو نے کہا مین اُسکے باپ کا دشمن ہون یہ کہکے عمرو باہر نکلا خیال ہین گذرا گھڑی دو گھڑی کو ٹل جائیے بارگاہ مین ٹھہرنا بہتر نہین ہی عمرو دل سے یہ باتین کرتا ہوا کنارے پر لشکر کے آیا یہان حسین جو رنجیدہ بیٹھی آبشار جادو اُسکے لشکر کا سپہ سالار جوش وخروش مین سامنے آیا کہا حضور غلام کو بڑا قلق ہی حضور کا تاج عمرو لیگیا اگر حکم ہو دریا دلی دکھاؤن ساربان زادے کی آبرو مٹاؤن کشتی حیات کو ڈبو دون دام گرداب قہر و غضب مین پھنساؤن حسین نے کچھ جواب نہ دیا مگر آبشار جادو نے دونون پاؤن زمین مین مارے مثل قطرۂ آب جذب ہوگیا اپنی موج مین زمین کو کاٹتا ہوا چلا حسین نے خوش ہوکر کہا دیکھو چچا جان کو غصہ آیا جاتے ہی عمرو کو مار ڈالینگے حسین سحر ساز تو بھولی بیٹھی ہی خواجہ عمرو کنارے پر لشکر کے کھڑے ہوئے فرما رہے ہین برق کہان گیا دیکھیے گنوار بنکر گیا تھا جس جادوگرنی کو مارا اُسکی انگوٹھیان اُتار لایا ہی ڈھونڈھ کے اُسکو لادیا گرد اکثر ساحر کھڑے ہین ایک جانب سے شاہزادہ شکیل جادو قریب خواجہ کے کھڑا ہوا عرض کرتا ہی اُستاد جانے دیجیے وہ بھور یا بڑا فیلیا ہی آئیگا ہم انگوٹھیان دلوا دینگے خواجہ فرماتے ہین آپ لوگ میرے شاگرد کے مقدمہ مین دخل نہ دیا کیجیے ہوش رُبا مین آکر اس انگریز نے بڑا روپیہ جمع کیا ہی بنک گھر مین بھیجدیتا ہی نوٹ بنوا رہا ہی ولایت چلا جائیگا وہان بیٹھکر فرے اُڑائیگا یہ باتین تھین کہ یکایک زمین شق ہوئی سب نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام کریہ منظر زمین سے پیدا ہوا عمرو کو دیکھا للکارا با غرار دساربان زادے ملکہ حسین کے سر سے تو نے تاج اُتار لیا کچھ خوف نہ آیا یہ کہکے ایک گولہ لشکر پر مارا اندھیرا ہوگیا شکیل جب تک سحر دفع کرے عمرو کی کمر مین آبشار جادو نے پنجہ دیا اُڑا لشکر مین ہلڑ ہوا ایک جادوگر آیا تھا

خواجہ عمرو کو اُٹھا کرلے گیا شکیل نے دیکھا کئی ساحر جل گئے یہ خبر لشکر مین مشتہر ہوئی خواجہ عمرو
کو ایک ساحر نے گرفتار کیا اسد غازی بیقرار ہوکر بارگاہ سے نکل آئے فرمایا مرکب ہمارا تیار کرو
ایسا نہو نا جان قتل ہو جائین مین روے سیاہ کسی کو کیونکر دکھاؤنگا ملکہ مہ جبین بھی رونے لگی ملکہ
مہرخ و بہار سب سردار بارگاہ سے نکل آئے عجب طرح کا لشکر مین ہنگامہ ہوا خرد و کلان ادنیٰ اعلیٰ
از پیر تا جوان سب کی زبان پر یہی جاری تھا کہ خواجہ ابھی عیاری کرکے آئے تھے دختر صنعت کو بڑی
ذلت دی ایسا نہو قتل کر ڈالے سب سردار آمادہ ہوئے ابھی جاتے ہین یا جان دینگے یا خواجہ کو
چھوڑائینگے چالاک و برق آئے آکر سب کو مطمئن کیا کہا صاحبو کوئی صاحب جانے کا ارادہ نہ کرین ہم
پہلے جاکر خبر لے آئین فوراً آکر عرض کرینگے یہ کہکر دونون عیار بھاگے طرف لشکر حیرت کے چلے لیکن
آبشار جادو عمرو کو لیکر نکلا سوچا اگر سیدھا لشکر حسین مین جاؤنگا سرداران اسلام پیچھا کرینگے صحرا
کی طرف نکل گیا کہ دو چار کوس ڑھکر پلٹونگا لشکر مین ملکہ کے پہونچ جاؤنگا یہان حسین سحر ساز بیٹھی
ہی کہ ہرکارون نے خبر دی حضور آپ کے عم نامدار آبشار جادو جا پہونچے عمرو کو پکڑ لیا کوئی کچھ نہ کرسکا
طرف صحرا کے گئے ہین لیکر آتے ہونگے حسین یا تو ملکدر بیٹھی تھی یا ہنس پڑین کہا صاحبو عم نامدار نے بڑا کام کیا
اب ساربان زادے کو قتل کرکے دل ٹھنڈا کرونگی کنیزین کہ رہی ہین حضور آتے ہی قتل کیجیے ایک لمحہ
توقف نہ فرمائیے نہین تو سرداران اسلام بڑا فساد برپا کرینگے سُنا ہی عمرو کے سب پر احسان ہین جو جہان قید
ہوا عمرو نے عیاری کرکے اُسکو رہا کیا وہ سب عمرو کے ممنون و مشکور ہین حسین کہتی ہی اُنکے عقل کے قصور
ہین یہان کیا آسکتے ہین ہین تو عیارون سے ڈری جعلسازون کو کوئی کیونکر پہچانے سردار جو کوئی آئے گا
سحر و ساحری مین مقابلہ ہوگا کیفیت کھل جائیگی بڑا دعوی تو محکوبی بہار سے ہی لوگ کہتے ہین کہ بہار کا
کوئی مثل و نظیر نہین ہی دیکھنا دیوانہ بنا دونگی اسم سحر نہ پڑھ سکین یہان کے سب سردار ڈرتے ہین مجھے
کیا خوف کسی کا کیا ڈر مین شہنشاہ کی ملازم نہین ہون اپنی مان کی محبت مین چلی آئی جو دل مین آئیگا وہ
کرونگی یہی طالب ہون کہ نام ہو نیک انجام ہو مادر مہربان آکر فرمائین میری بیٹی نے لڑائی فتح کی
ذرا صاحبو بڑھکر دیکھو چچا جان وہان سے تو کے نکلے یہان ابھی تک نہین آئے کنیزون نے کہا حضور
ساحرون سے لڑائی ہوئی ہو گی لڑ بھڑ کر آئینگے ادھر بھی دس بیس کا سر لائینگے یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین
لیکن آبشار جادو عمرو کو لیکر طرف صحرا کے نکل گیا تین چار کوس پر آکے ایک مقام پر ٹھہرا عمرو بہوش
و مدہوش تھا ٹھہر کر مشکین باندھنے لگا عمرو نے گڑگڑا کر کہا میان ساحر صاحب تسلیم عرض ہی مجھے آپ
کہان لیے جاتے ہین آبشار نے کہا بھلا ساربان زادے یہ دن تجھکو یاد نہ تھا کہ جا کر تجھکو دار پر کھینچ گئے

اتنے بڑے رئیس اعلیٰ ملکہ حسین سحر ساز دختر وزیر اعظم اُسکے دربار مین یہ ہنگامہ ڈال دیا دل نازک پر
صدمہ پہونچا عمرو نے کہا کہ حضور مین اس لائق ہون غریب محتاج مجھے آپ کیا سمجھے آبشار نے کہا تو
سارہان زادہ عمرو عیار ہو جب تو خواجہ بہت ہنسے کہا واہ واہ حضور عمرو شر عیب اللہ کمیسا مین تو
بھچک ہون گویا آپ کا گدائی کو نکلا تھا میری سارنگی بھی وہین رہگئی یہ کہکے خواجہ گنگنانے تعریف مین
اُس جادوگر کے دو تین شعر نظم کرکے گائے اب تو آبشار گھبرایا عمرو کو اُسنے کبھی بصورت اصلی دیکھا
نہین تھا سوچنے لگا کہ اے آبشار بڑی خیر ہوئی دربار مین ملکہ کے بڑی ہنسی ہوتی لوگ کہتے گئے تھے
عمرو کو پکڑتے دُھن مین گوئیے کو پکڑ لائے ہین کیا جواب دیتا بہت شرمندہ ہوتا پھر جی مین کہتا ہے لیکن
یہ دھوکا نہ دیتا ہو عمرو نے دیکھا اب اسکے تیور پر بل پڑے کہا حضور آپکو میری بات کا یقین نہین آتا
کل رات کو دربار مین ملکہ حیرت جادو کے جلسہ تھا ہم مشتری کے ساتھ مین بھی گیا تھا بہت انعام و
اکرام ملا بانٹے مین جھگڑا پڑا کئی ہزار روپیہ جمع تھے ملکہ حیرت جادو تک خبر پہونچی کہ سب
ڈھاڑھی لڑے مرتے ہین ہمکو سب کو بلوایا اپنے منشی کو بٹھا لکر حساب بنوایا ہماری قوم کے ایسے
حرامزادے ڈوم ڈھاڑی اُسپر بھی لڑنے لگے آخر یہ ٹھہری کہ ملکہ عالم اس حساب پر مہر کردین تو حضور
میرے پاس وہ کاغذ مُہری موجود ہی اُسمین دوانی چونی سب کے حصے انعام و اکرام ملنا سب
عام کھانس لکھا ہوا ہی اُسکو ملاحظہ کر لیجیے شہنشاہ کی سرکار سے جاگیرین ملی ہین اُسکے فرمان موجود
ہین اُسکو حضور ملاحظہ کرین ہم کوئی شہدے لچے نہین ہین حضور گانون مین چلے چلیے بنیے بقال
سب ہماری آبرو کی تصدیق کرینگے اول تو جب ہمارے محلے مین پہونچیے گا سارنگی طبلے مجیرے کی
آواز کان مین آئیگی آپ جان جائینگے راگ ڈھاڑیون کا محلہ ہی اور جو حضور مجھپر کچھ زوال آئیگا
سو بھائیون کا بھائی ہون کوس کوس کے سب کھا جائینگے ننھے ننھے بچے میرے تڑپینگے اے
حضور شبو ڈومنی میری جورو ہی سب رئیسون امیرون مین جاتی ہی کیسی عمدہ گاتی ہی حضور میرا نام
تان توڑ خان شبو ڈومنی کا میان دس قدم چلے چلیے حضور آپ سے پردہ کیا ہی دو چیزین سُن لیجیے
آپ کی لونڈی نے دو چھوکریان تیار کی ہین وہ بھی حضور خوب ناچتی ہین گھنٹہ بھر وہان بیٹھیے گا نا سنیے مین
یقین ہی حضور خالی نہ اُٹھین گے ایک گلوری کھا کے چلے آئیے گا آبشار گھبرا گیا کہا اچھا میان تان توڑ خان جی
اپنے گھر پر مجھے لیچلیے کہا حضور آپ کے تیور مجھے بُرے معلوم ہوتے ہین مین اپنی جورو کو آپ کے سامنے نہین
کرونگا پردے مین بیٹھکر گائیگی آپ مجھکو بُرے تماشبین معلوم ہوتے ہین جس وقت سے مین نے جورو کا
نام لیا ہی آپ بیچین ہو رہے ہین اُس محلے مین اور دو چار گھر ایسے ہین مین اُنکو بلوا دونگا گانا بھی

سینئے فرے بھی اُڑائے آبشار نے سحر عمرو پر سے اُتار اسحر اُترتے ہی خواجہ اُچکنے لگے کودنے لگے کہا میاں آبشار اب تمھاری موت آئی کہا میاں تان توڑخان یہ تم نے کیا کہا عمرو نے کہا حضور میں نے یہ بات کہی کہ جب گانیوالیوں کے محلے میں جائیے گا مثل مشہور رہی ڈومنی کا یار سدا خوار کپڑے تک آپ کے بکوائینگی لیکن فرے بڑے ملیں گے اب ٹپر پٹر باتیں کرتے ہوئے آبشار کو لگا کر لیچلے پوچھتے ہیں کیوں حضور کوئی دو چار روپے بھی پاس ہیں نہیں میں اپنا لوٹا پتیلی رہن رکھکر لے آؤں اب تو میرے آپکے یارانہ ہوا ایسے ایسے تماشے دکھاؤنگا آپ کو خوب راضی کرونگا آبشار نے کہا روپے تو نقد میرے پاس نہیں ہیں یہ موتیوں کا مالا ہی کہا اچھا حضور چھوٹے صراف کے یہاں گرو رکھا دینگے آبشار نے کہا یہ مالا ملکہ حسین کا دیکھا ہوا ہی عمرو نے کہا حضور اب اسکا بچنا دشوار ہی ڈومنیاں سر سہلائینگی بھیجا کھائینگی ننگے ہوکے وہاں سے آؤ گے لیکن میں تو موجود ہوں اپنی پُرانی دھوتی بندھوا دونگا نگا آپ کو گھر نہ جانے دونگا لیکن یار تم بڑے طرار معلوم ہوتے ہو تم خود اُنکا دوپٹہ پائجامہ بکوا لوگے ہماری ڈومنیوں کا محلہ لٹ جائیگا اپنی چاہت اُنپر نہ ظاہر کرنا میاں آبشار خوش موچھوں پر تاؤ پھیرتے ہوئے ساتھ ساتھ عمرو کے چلے جاتے ہیں سو قدم چلے ہونگے کہ عمرو جھجک کے رُکا کہا لو میاں آبشار ڈومنیوں کا غول آتا ہی پاخانہ پھرنے کو نکلی ہیں ایک ایک کو دیکھو گھبرا کے آبشار نے منھ پھیرا عمرو نے حلقے کمند کے گلے میں ڈالدیے فرمایا اے اپنے باپ کو اب پہچانا نعرہ عمرو

عمر دم کہ کلہ از سر قیصر برم	از رنگ از رخ بختک بداختر برم	در مجلس خسروان چو گردم ساقی	تیغ و سپر و سبو و ساغر برم

جھٹکا مارا آبشار منھ کے بھل زمین پر گرا حباب مارکے بیہوش کیا سب کپڑے اُتار لیے چھاتی پر چڑھکے خنجر سے حلال کیا ہنگامہ برپا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من آبشار جادو بود چند ساحران لشکر حیرت ادھر آنکلے تھے یہ صدا سنکر دوڑے خواجہ تو ایک جانب بھاگے جادوگروں نے آکر دیکھا مصاحب حسین کا لاشہ تڑپ رہا ہی گھبرائے کہ یارو اسکو کسنے مار ڈالا ہی لیکن اپنے ہم مذہب کا لاشہ یہاں جنگل میں نہ رہے لاشہ اُٹھا کر روتے پیٹتے طرف حسین کے روانہ ہوئے خواجہ اپنے لشکر کی جانب جاتے ہیں

دو کلمہ داستان حیرت بیان حسین سحر ساز لاشہ آبشار کا دیکھکر طبل جنگی بجوانا و دیگر حالات متعلق داستان بیان کیے جاتے ہیں نظم

پیچ کرتے ہیں نئے ناز سے چلنے والے مار ڈالینگے سر شام نکلنے والے	آفت جان ہیں یہ دل پانو تلے ملنے والے سانپ کا زہر وہ گیسو ہیں اگلنے والے	
	آہوئے چشم چھلاوے کو ہیں چھلنے والے	

بھول جانے سے ترے مورد بیداد رہے
مرنے والے جئیں کوچہ ترا آباد رہے
آرزو لیکے چلے دہر مین ناشاد رہے
کشتہ ہم بھی تری نیرنگی کے ہین یاد رہے
اوز ملانے کی طرح رنگ بدلنے والے

پوچھتے ہین مجھے شام و سحر اتنا تو ہوا
شجر عشق سے حاصل ثمر اتنا تو ہوا
در پہ حاضر رہون مد نظر اتنا تو ہوا
کشش عشق مین بارے اثر اتنا تو ہوا
پھر کھڑے ہوگئے منھ پھیر کے چلنے والے

رات کو یار کے آنے کی تمنا کی ہی
گر میان تھر کی ہین نور کی چالاکی ہی
اک تڑپ یہ بھی ہمارے دل شیدا کی ہی
حسن نے روشنی خورشید کی پیدا کی ہی
شب کو باہر نہین وہ گھر سے نکلنے والے

نظر بد سے ذرا چاند سی صورت کو بچاؤ
سنو اک خوشخبری منھ تو ذرا آگے لاؤ
غازہ مل ملکے نہ دل ہر کس و ناکس کا لبھاؤ
آئینہ رکھکے کیا ہی جو کبھی تمنے بناؤ
خاک مین مل گئے ہین دیکھکے جلنے والے

جسنے سونگھی نہین خوشبوے سر زلف دراز
ہم تو مانند حنا زیر قدم ہین ممتاز
وہ پریشانی خاطر سے رہینگے ناساز
پائون تک تیرے جو ہو پہنچے نہین اے بیمایۂ ناز
کف افسوس وہی ہاتھ ہین ملنے والے

دشت گردی کے کوئی پوچھلے ہمسے انداز
جان برسون سے لڑاتے ہین مسافر جانباز
لاکھ منزل ہو کڑی سو ہون نشیب و فراز
گوش زد ہو تو کہین کوس سفر کی آواز
چل کھڑے ہونگے کمر باندھکے چلنے والے

یاد بالون کی کبھی ہی تو کبھی گالون کی
ہمنشین تجکو خبر کیا ہی مرے حالون کی
آنکھ کے تل کی محبت ہی کبھی خالون کی
یہی سوزش ہی یہی گرمی ہی اگر نالون کی
صورت موم ہین فولاد پگھلنے والے

سامنے آنکھونکے صحرا کی فضا ہی ہر صبح
بارور نخل ہین سب شکر خدا ہی ہر صبح
اتحاد گل و بلبل کا مزا ہی ہر صبح
باغ عالم مین یہی اپنی دعا ہی ہر صبح
رہین سرسبز شجر پھولنے پھلنے والے

کوچۂ عشق و محبت ہی بلا خیز مقام
اسکے آغاز کا ابتک نہ کھلا کچھ انجام

بیٹھتے اُٹھتے پہونچ جائینگے ہم تو تا شام
اُنسے کہد و جو زمین پر نہیں رکھتے دو گام
گر بھی پڑتے ہین بہت دوڑ کے چلنے والے

واہ رے دور ہوا اس دور سے دل بھر آتا
حسن کا ذکر کہین سے نہین لب پر آتا
درد الفت نہیں افسوس کسی کو بھاتا
نعمت عشق کا راغب نہین کوئی پاتا
مر گئے کیا غم و غصے کے نگلنے والے

رات دن ہجر کے صدمے ہین بہت دلپہ سہے
دو نون اُبلے ہوئے دریا تھے کہ دنہار بہے
یا رب یہ رحم ہو احوال مرا کون کہے
اشک باقی جو نہ آنکھو مین ہے تو نہ رہے
جگر و دل ہین لہو ہو کے نکلنے والے

کیا کرون تیری صفت و ثنا اے آتش
عرض کرتا ہون کہ سن لے ذرا اے آتش
قلب آتش نفسون کا نہ جلا اے آتش
بس قلم صفحۂ ہستی سے اٹھا اے آتش
ڈھل چکے شعر جو تھے فکر سے ڈھلنے والے

قطعہ

مغنئے فغانے کہ آمد بجان
درین پردہ آواز نالم چونے
درین زیر نہ پردۂ آسمان
با حوال جسم یا با حوال کے

ملکہ حسین سحر ساز شگفتہ بیٹھی ہو گلعذاران سرو قد سمن پیکران خوشرو بصد شد و مد گرد اُس ماہ آسمان خوبی کے جمع ہین ہی ہلڑ ہو کہ آبشار نے جاکر عمرو کو گرفتار کیا لیکر آتا ہو گا عرصہ کیون ہوا کسی نے کہا حضور کہین لڑائی پڑ گئی کسی نے کہا وہ بڑے بد فراج ہین سب عیارون کو پکڑ کر لائینگے آپ کے ساتھ جس جسنے بے ادبی کی ہو سب کو سزائے کامل دینگے چالاک و برق کو ڈھونڈھتے ہونگے حسین نے کہا اسوقت میرا خود بخود دل گھبرایا صاحبون ذرا آگے بڑھکر دیکھو تو میرے خیر خواہ سپہ سالار پر کیا گذری یہ کہکر خود اُٹھی دروازے پر آکے ٹہلنے لگی ملکہ حیرت کو خبر پہونچی کہ حسین سحر ساز نے اپنے سپہ سالار کو براے گرفتاری عمرو روانہ کیا ہو یہ تو خوب جھیلے ہوے ہین مسکرا کر کہا اور ایک کی جان لی جو کوئی براے گرفتاری عمرو گیا ہو گا وہ بھلا زندہ پلٹ کر آئیگا وزیرزادی سے کہا جاؤ دیکھو تو کیا رنگ ہو حسین سے کہنا کہ دیکھو بی بی میری بات مانو زیادہ یہان سرکشی نہ کرو عیارون سے جان بچنا دشوار ہو وزیرزادی یہ سنکر چلی دیکھا حسین دروازے پر کھڑی ہین گرد کنیزین ایسین جلیبین مگر متردد و متوحش وزیرزادی نے سلام کیا کہا کیوں حضور خیر تو ہو ملکہ عالم فرماتی ہین کہ عیارون کے واسطے زیادہ کوشش نہ کیجیے حسین نے

غصّہ مین کچھ جواب نہ دیا کنیزون نے کہا ہماری بی بی کے سپہ سالار صاحب میان آبشار جادو عمرو کو گرفتار کر چلے بابا قتل کیا ہوگا اور عیارون کو ڈھونڈھ رہے ہونگے ہماری بی بی جو بات کہتی ہین وہی کرتی ہین اب مسلمانون کی جان بچنا دشوار ہی خاتون محل شہنشاہ کا گھبرانا بیکار ہی یہ باتین ہوتین کہ رونے پیٹنے کی صدا آئی دیکھا چند جادوگر ایک لاش لیے ہوئے چلے آتے ہین حسین نے گھبرا کر پوچھا صاحبو یہ کسکی لاش ہی سب نے کہا آپ کے سپہ سالار آبشار جادو جنگل مین مرے ہوئے پڑے تھے ہم لاش اُٹھا لائے یہ سنتے ہی حسین نے مُنھ پیٹ لیا کہا ارے یہ تو بتلاؤ میرے چچا کو کس نے مارا جادوگرون نے کہا حضور ہمنے قاتل کو نہین دیکھا لاشہ پڑا تھا کنیزان حیرت نے کہا ہم سے پوچھیے عمرو نے قتل کیا ہوگا وہ لنگوٹا کپڑے بھی اُتار لیتا ہی ننگ خاندان قزاقون کا استاد بانی بنائے ظلم و بیداد یہ سُنکر حسین غصے مین کانپنے لگی کہا جاکر سب مسلمانون کو مارونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی میرے سپہ سالار کو مارا یہ کہکے اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی نفیر سحر بجائی بارہ ہزار جادوگرنیان سلح جوان زبردست حربہ ہائے سحر سے آراستہ ہوکر سامنے آئے نوبت نقارے بجنے لگے زمین تھرائی حیرت بیٹھے بیٹھے گھبرائی کہا صاحبو دیکھو یہ کیا بلا نازل ہوئی نفیر سحر کیون بجی کنیزون نے بڑھکر عرض کی حضور حسین نے آبشار جادو کو بھیجا تھا شاید اُسنے جاکر عمرو کو پکڑا نہین معلوم کس نے اُسکو قتل کیا لاشہ اُسکا دیکھکر جھلائی ہی لشکر تیار کیا بر سر مسلمانان جاتی ہی لشکر تیار ہو گیا حیرت جادو گھبرا کے دوڑی باہر آکے دیکھا حسین سحر ساز طاؤس پر سوار ہو چکی لشکر تیار ہو گیا علمہائے زنگاری کے پھریرے کھُلے حسین کا قصد ہی کہ طاؤس اُڑا دُون لشکر مسلمانان پر جا پڑون حیرت نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا کہا بی بی تمنے کلیجہ خون کر دیا جس قدر ہم سمجھاتے ہین ضد بڑھتی جاتی ہی ذلت اُٹھائی صرصر کی جان لی ہوتی ایسا سحر کیا اتبک اُسکی کمر مین درد ہی آبشار کی جان و آبرو پر بنی اب اسوقت خود جاتی ہو کیا مسلمانون کو حلوا سمجھی ہو تمام ارکین طلسم ہوش ربا وہان موجود ہین ملکہ مہرخ و بہار و ملکہ سرخ موے کاکلکشا و ملکہ ہلال سحر افگن و باغبان قدرت وغیرہ کس کس کا نام لون ہائے کس کا کس کا پتہ بتاؤن اب وہ لوگ افراسیاب سے مقابلہ کرتے ہین تمنے کھیل سمجھا ہی اور بے قاعدے جاتی ہو بطور مغلوبہ اگر ایسا ہی منظور ہی تامل کرو شام کو طبل جنگی بجواؤ صبح کو میدان کارزار مین جاؤ فرداً فرداً مقابلہ ہو تمکو سحر کا لطف ملے گا ہنگامے مین کیا کیفیت ظاہر ہوگی اور مغلوبہ کے وہ لوگ اُستاد ہین سیکڑون شکستین کھائین ہمیشہ ٹڑ بڑ کر اپنی جانین بچائین عین گرمی جنگ مین عیاری ہوتی ہی انکے معاملات مین آفتاب عقل کو زوال سب صاحبان جاہ و جلال جیسا شہنشاہ نے کیا لونڈی غلامون کو سر چڑھایا ویسا ہی مزہ پایا سب کو سحر بتا بتا کے

کامل کردیا خانۂ دل ہر ایک کا خزانۂ افسونگری سے بھر دیا اب وہ برابر سے جواب دیتے ہین ہمکو مشکل پڑتی ہی ایک ایک کنیز اُنکی بڑھ بڑھکے لڑتی ہی کس کسکو جواب دوگی ایک ایک پر کاڈ آتش ایک ایک سرکش اس طرح جو حیرت جادو نے سمجھایا حسین رونے لگی کہا حضور میرے دلکو بڑا قلق ہی میرا قوت بازو مارا گیا لشکر میرا بے سردار ہو گیا اگر بدلہ نہ لونگی ملازم کہین گے سحر کس دن کے واسطے سیکھا تھا رفیق کو لڑنے کے لیے بھیجدیا یہ تو ناممکن ہی کہ مقابلہ و مجادلہ نہ کرون لیکن شب کو طبل جنگی بجواؤنگی صبح کو میدان کارزار مین ضرور جاؤنگی بڑی مشکل سے حیرت نے سمجھا کے لشکر کی کمر کھلوائی حسین غصے مین بل کرتی ہوئی اُٹھی ہوئی کانپ رہی ہی حیرت جادو واپس ہو کر اپنی بارگاہ مین آئی کہا صاحبو مجھکو سب طرح مشکل ہی شہنشاہ بھی فرمائینگے تمنے نہ سمجھایا بی صنعت سحر ساز دفتر شکایت کے کھولینگی کہ ہماری صاحبزادی کو نہ بچایا کیون لڑنے دیا صاحبزادی جار انچھر یاد کر کے سامری جمشید کی بھی حقیقت نہین جانتی ہین ایسے سخن ناشنو کو کون سمجھائے میرے خیال مین یہ آتا ہی کہ شہنشاہ کو اطلاع کرون شاید وہ کچھ لکھ بھیجین چھوکری مان جائے شہنشاہ نے جسدن سے لوح کا انتظام کیا جو نامہ آیا یہی مضمون تحریر فرمایا کہ ہم تجھکو کسی ساحر زبردست کو روانہ کرینگے مین نے سُنا ہی زرال جادو بادشاہ قلعۂ تخت الشعاع کو طلب فرمایا تھا راز و نیاز حجرۂ بلا دریافت کیا ثابت ہوا حجرۂ ادل کا مالک مشعل جادو مصاحب سامری حاکم اقلیم افسونگری لیکن بلانے مین ایسی شرطین سخت ہین کہ شہنشاہ نے قبول نہین فرمایا راز دار زرال جادو ہی خود شہنشاہ وہان تشریف لیجائینگے ضرور کسی تدبیر سے مشعل جادو کو لائینگے مشعل جادو آتے ہی سب کو جلا دیگا اسکو کوئی قتل نہین کر سکتا محبت سامری مین اُسنے اپنے کو دفن کرا دیا خداوند دان سے مل گیا ہمارے شہنشاہ کی دائی اماں ملکہ تاریک شکل کش خود فرماتی ہین کہ مین جلکر مسلمانون کو قتل کرون چیر پھاڑ کر سب کو کھا جاؤن مگر اُنکا تشریف لانا قاعدہ طلسم کے خلاف ہی اسوجہ سے اُنکو نہین لاتے حیرت جادو تو ان باتون مین مصروف ہی مشیرون نے عرض کی آپ ملکہ صنعت کو لکھ بھیجین کہ صاحبزادی پر عیارون نے بلوہ کیا وہ مسلمانون سے کل ضرور لڑینگی آپ خود تشریف لائیے صاحبزادی کو روکیے حیرت نے کہا مین نے تو پہلے ہی نامہ لکھا تھا موئے برق نے اُسکو روک لیا نہ جانے دیا ایسا نہو کوئی اور افتاد پڑے سب نے کہا ساحر تیز رو روانہ کیجیے حکم دیجیے کہ راہ مین نہ ٹھہرے صنعت کے ہاتھ مین جا کر نامہ دے وہ آکے روکین گی یہ راے حیرت کو پسند آئی نامہ لکھا سب حال گذشتہ مندرج کیا طیران جادو کو دیا تاکید کر دی کہ خبردار راہ مین نہ ٹھہرنا طیران نے کہا حضور خوف عیاران سے میرے خود ہوش اُڑتے ہین مین بیچ مین کہین نہ ٹھہرونگا نامہ

لیکر طیران ادھر روانہ ہوا لیکن حسین سحر ساز بصد عشوہ و ناز تخت پر آکے بیٹھی یکا یک لیلائے شب نے زلف عنبرین کھولی قیس ماہ بصد غم و جاہ دشت نجد فلک پر مصروف جستجوے معشوق ہوا حسین سحر ساز نے حکم دیا طبل جنگی بجے ہوم خانہ آراستہ ہو ہم برائے قتل مسلمانان سحر تیار کرینگے اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی چرند و پرند ہر کارے لشکر اسلام کے فوج حسین مین موجود تھے خبرین لیکر بھاگے یہان ملکہ مہ جبین سریر جہانبانی پر اسد نامور بصد سطوت و صولت دنگل یاقوت نگار پر گرد سرداران نامی ساحران گرامی جلوہ فرما مہر سپہر عیاری آتشبار کو مار کر تشریف لائے ہین ملکہ مہرخ نے خبر سنکر خلعت فاخرہ مرحمت کیا مرغ زرین بنے ہوئے بیٹھے ہین جھک رہے ہین ایک جانب مہتر برق و چالاک و ضرغام و مہتر قران و جانسوز بصد شوکت و شان حاضر دربار ہین ذکر لشکر حسین ہو رہا ہی ملکہ مہرخ فرماتی ہین صاحبو اُس چھوکری کا دعوی بیجا نہین ہی صنعت نے اپنا ہمسر کر دیا ہی صندوق سینہ کو نقد ساحری سے بھر دیا ہی خوب خوب سحر کریگی یہ ذکر ہو رہے تھے کہ جوڑیان ہر کارون کی آکر پہونچین ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجالائے نظم

اے شہ داد گر اے خسرو انصاف پرست
برق آئینہ ہوا اور رنگ سیہ ہوا برق
ابر ہی گرچہ مثال نمد لمند دیدہ
آگ لگجانے مین جو پڑا اسکے نہو وے مطلق

اللہ اللہ رے عدالت کا ترے نظم و نسق
مشتری بھی تری شطرنج کا اک مہرہ ہی
گر تری برق غضب چھا اُڑ دے اسیر حمق
ہووے ہر سال مبارک تجھے عیش و شادی

پرتو افگن ہی اگر روشنی طبع تری
آفتاب ایک ترے گنجفہ کا گر ہی ورق
تو شتاب سے بھی جل اُٹھے زیادہ وہ شتاب
اور دشمن کو رہے تیرے بصد ارنج و قلق

شہریار عالم کی عمر دراز ہو حسین سحر ساز نے ملکہ حیرت کا کہنا نہ مانا طبل جنگی بجوا دیا لیکن اُسکا قصد ہی ملکہ بہار جادو سے مقابلہ کرے اپنے سحر پر بہت پھولی ہوئی ہی ملکہ بہار جادو نے مسکرا کر عرض کی حضور اپنی کنیز کے نام پر طبل جنگی بجوائین حضور کے اقبال سے اگر اُسکے چنوا کر نہ مارا تو نام اپنا ملکہ بہار جادو نہ پایا ہر چند ملکہ مہرخ نے کہا عام طور پر طبل جنگی بجے بہار نے نہ مانا ملکہ بہار جادو کے نام پر طبل جنگی بجا بہار نے اُسوقت کنیزون کو حکم دیا ہمارے خیمہ مین اسباب سحر جمع کرو اُسی وقت ملکہ نسرین عذار غنچہ دہن گل عذار نارنجی پوش سمن عذار سبکدوش اپنے اپنے مقام سے اُٹھین چمنستان مین آکر گلچینی کرنے لگین گلدستہ ہائے گل بصد تجمل درست کیے رشتۂ جان سے انکو باندھا بہار جادو بروقت برخاست اُٹھین اپنے خیمہ مین آئین دیکھا کنیزان رنگین مزاج سرو قد غنچہ دہن حاضر ہین بیچ مین چوکی سنگ مرمر سفید کی حوض مین آب صاف و شفاف مملو بہار نے غسل کیا ایک ساری آب دان کی باندھی صاف ثابت تھا کہ جسم نور کو نور کے سانچے مین ڈھالا ہی یا برج نور مین ماہ تابان کا گذر ہوا بالون کو نچوڑا ابر تیرہ و تار سے موتی برسنے لگے گرد کنیزین

آگئین اب ملکہ بہار نے غنچہ دہن وا کیا اسم سحر رنگین پڑھا پھول برسے غنچے چٹکنے لگے گلدستہ آراستہ ہوے کبھی مینھ برسایا باغ سحر کے پھول کھلے چمن ہاے طولانی در دولت پر آراستہ ہین نخل جھومے بہت سے چمن ہاے طولانی تیار کیے جب زلف لیلاے شب کمر سے گذری باہر آکر ملکہ بہار نے میدان کارزار مین پھول پھیلا دیے درختون مین پھول کی بدھیان لٹکا دین یہ سامان کر کے ملکہ بہار جادو پلٹین بستر ناز پر آکر آرام فرمایا کنیزین خدمتگذاری مین مصروف ہوئین لیکن حسین سحر ساز طبل جنگی بجوا کر اُٹھی کنیزون نے آکر خبر دی حضور بہار نے اپنے نام پر طبل جنگی بجوا دیا اسکے بھی باغ حُسن مین بہار ہی آپ ایسی گل پیرہن سے آمادہ کارزار ہی یہ سُنکر حسین سحر ساز ہوم خانے مین آئی اُسنے بھی خوب خوب سحر تیار کیے لیکن عیارون سے ایسا خائف ہوئی تھی گرد خیمے کے حصار سحر کیا چار اژدہے بنا کر بٹھا دیے وہ اژدہے قلابہ آتشین منھ سے چھوڑنے لگے عیاران لشکر اسلام اس فکر مین نکلے کر چلکر حسین کو مارین جب سامنے بارگاہ حسین کے ہوئے دیکھا چار اژدہے بیٹھے ہین جو اندر بارگاہ کے جانے کا قصد کرتا ہی اژدہے منھ پھیلا کر دوڑتے ہین پھر بھر کال گرد خیمہ حسین کے چرخ مار راستہ جانے کا نہ ملا نا چار پلٹے ناگاہ باغ فلک مین گل خورشید پھولا گلہاے سیارگان مرجھاے شاخ کہکشان پھولی پھلی نسیم سحر مستانہ دار چلی لشکرون مین تیاریان ہونے لگین ملکہ حیرت بارگاہ سے برآمد ہوئی ایک بلندی پر تخت اپنا بچھوایا براے تماشاے آمد لشکر اسلام نگاہ اُٹھائی دیکھا لشکر ظفر اثر اسد نامور کی آمد شروع ہوئی سب سے پہلے شاہزادہ خورشید زرین سحر ساٹھ ہزار ساحران نامدار سے آکر پہونچا مرکب بادرفتار سے کود پڑا ساحرون کو قاعدے سے جمانے لگا جو سردار آیا میمنہ میسرہ کے طور پر حکم دیا یکایک حیرت نے دیکھا ہزبر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت اسد نامدار پشت مرکب بادرفتار پر سوار پہلو میں صندلان صندلی پوش مع ساٹھ ہزار جوانان صندلی پوشان بصد عظم و شان چالیس قدم آگے بڑھکر زیر سایۂ علم شیر پیکر یہ نامور ٹھہرا قلب سپاہ مین تخت مہ جبین جلالت آئین چالیس مشیر چالیس وزیر گرد تمام سرداران ذی ہوش پشت پر کنیزین زرین پوش جب یہ سب آچکے آمد بہار جادو کی شروع ہوئی طاؤس زرین بال پر سوار پھولون مین لدی ہوئی عروس شب اول بنی ہوئی پشت پر کنیزان ماہر و حسین خوشخود ف دوایرے بجاتی ہوئی رنگ کی پچکاریان چل رہین اشعار بہاریہ گاتی ہوئین شعر مصنف آج بیلا بٹ رہا ہی خوش ہی بلبل باغ مین ؎ شاخہاے گل لٹاتی ہین زر گُل باغ مین ؎ اِدھر سے آمد حسین سحر ساز بصد سوز و گداز شعلے بھڑکتے ہوئے لکۂ ابر کڑکتے ہوئے حسین ایک مرغ زرین پر سوار یہ بھی گلدستے بہت سے ساتھ لائی ہی

حسُن مین بے مثال اول ملکہ حیرت کو سلام کیا صفین جائین آراستگی میدان کارزار ہوئی نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے حسین نے اپنے مرغ زرین کو بڑھایا حیرت جادو سے اجازت چاہی حیرت نے سر جھکا کر کہا بی جاؤ تمھین پونے دو سو خداوندون کے سپرد کیا لقا تمھارا نگہبان ہی لیکن بہت سمجھ بوجھ کے بہار سے مقابلہ کرنا حسین نے کہا حضور ملاحظہ فرمائینگی ابھی مشکین باندھکر لاتی ہون بدھیان پھولون کی بی بہار نے ہاتھون مین لئے ہین یہی ہتکڑیان بنجائیگی حیرت نے کچھ جواب نہ دیا حسین سحر ساز اپنے مرغ زرین کو اڑاکر میدان کارزار مین آئی عجائب و غرائب سحر کے دکھائے پہلے سے بہت معقول پھول برسائے آواز دی بی بہار صاحب آئیے ذرا ہم سے چار آنکھین کیجیے دیکھیے تو کیا لطف ملتا ہی دیکھین کسکا غنچۂ آرزو کھلتا ہی بہار گلعذار نے طاؤس کو صف سے نکالا آکر پایۂ تخت ملکہ مہ جبین کو بوسہ دیا دست بستہ عرض کی ای سرو حدیقۂ کامرانی وای رنگ و بوے گلزار جہانبانی اجازت میدان مرحمت ہو ملکہ مہ جبین نے خالہ امان کہکر گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا حضور صدہا ملازم آپ کے موجود ہین وہ جاکر اس مغرور کو جواب دینگے آپ تامل فرمائیے ملکہ بہار نے عرض کی حضور آپ کے جد عالی تبار صاحبقران نامدار کا قانون ہی جو جسکا نام لیکر پکارے وہی میدان کارزار مین نکلے ملکہ مہ جبین نے کہا آپ کو حافظ حقیقی کے سپرد کیا ہمیشہ باغ حسُن مین بہار رہے باد خزان کا جھونکا نہ چلے ملکہ بہار نے طاؤس بڑھایا اسد غازی کو سلام کرکے میدان کارزار مین پہنچین حسین سحر ساز نے جو ملکہ بہار کو آتے دیکھا للکار کر گلدستہ اٹھایا ملکہ بہار نے گلے سے بدھی اُتاری پہلے گلدستہ حسین کا چلا بہار نے بدھی طرح پھینکا سب نے دیکھا ابر تیرہ و تار گھر کر آسمان پر آیا جھونکے ہواے سرد کے چلے ابر سے بارش پھولون کی ہونے لگی سحر بہار و سحر حسین سے ہزارون طائران زمزمہ سرا پیدا ہوے پر سے پر ملائے ہوئے زمزمہ سرا ہوئے اُسوقت میدان کارزار مین عجب کیفیت تھی بہار نے پھول برسائے حسین نے دشک دی ٹھنڈی ہوا چلی چشمے موج مارنے لگے غبار زرد نے میدان کو گھیر لیا سب کی نگاہون سے حسین و بہار چھپ گئین ابر تیرہ و تار نابود ہوا ایک باغ بیدر کا بنکر تیار ہوا اسمین چمن ہاے طولانی گلہاے رنگارنگ شگوفہ ہاے بوقلمون سرو و شمشاد پابندی سے آزاد جوانان چمن شادان و فرحان غنچون کی چٹک پھولون کی مہک باغ پر جوش بہار عروس چمن کی زیبائی شاخون کی رعنائی ہر نخل پر ہزار ہا عندلیبان خوشنوا بصد ناز و ادا ان اشعار آبدار کو پھول پھول کر گا رہی ہین اشعار رنگین

ہی آج جو یون خوشنما نور سحر رنگ شفق ۔۔۔ پرتو ہی کس خورشید کا نور سحر رنگ شفق

یہ جوش نسترین دسمن یہ لالۂ و گل کا چمن
گلشن مین گو یا چھا گیا نور سحر رنگ شفق

ہر سرو قد غنچہ دہن زیب چمن شان چمن
ہر سیم بر گلگون قبا نور سحر رنگ شفق

افشان جبین پر سر بسر مہتاب و انجم جلوہ گر
اور گورے ہاتھون مین حنا نور سحر رنگ شفق

لب پر تبسم ہو کہ ہی جوش بہار موج گل
دندان پان خوردہ ہین یا نور سحر رنگ شفق

ہر مجمع پیر و جوان اک طرفہ مشرق ہو کہ وان
روشن دل و رنگین ادا نور سحر رنگ شفق

جام بلورین مین ہی یون عکس شراب لالہ گون
ہو جیسے کیفیت فزا نور سحر رنگ شفق

حسن گل مہتاب نے جوش گل سیراب نے
کیا باغ مین چمکا دیا نور سحر رنگ شفق

دیکھے چمن مین برگ گل آلودۂ شبنم جو گل
خجلت سے پانی ہو گیا نور سحر رنگ شفق

ہی شوق کو بالیدگی ہی ربط کو چسپیدگی
کس رنگ ہون ملکہ جدا نور سحر رنگ شفق

ساقی سے عشرت سے بھر ساغر کہو اس رنگ پر
آب و ہوائے جانفزا نور سحر رنگ شفق

عرصۂ دراز تک صدائین عندلیبان خوشنوا نے دین در و دیوار مست اس باغ نگارین مین بہار کا بند و بست اُس حدیقۂ نگارین مین صدہا نازنینان گلبدن خرامان پھر رہی ہین لیکن بہار حسین کا نشان نہین معلوم ہوتا اس رنگ سحر سازی و نیرنگ بازی و افسون طرازی کو دیکھکر ملکہ حیرت و مہرخ وجد مین ہین ہر ایک حیران کہ بہار حسین یہ باغ بہشت آئین بناکر کہان مخفی ہوئین سب کی نگاہ اُسی جانب ہی ہر خورد و کلان اس تماشا دیکھنے کا طالب ہی یکایک گوشۂ باغ سے دف و دایرے کی آواز بلند ملکہ مہرخ وغیرہ دیکھنے لگین سب کی نگاہین اُٹھ گئین دیکھا آگے ملکہ بہار گلعذار پشت پر چند نازنینان مہ جبین زوٹہ سارنگی کا بلند بائین کی گمگ آسمان کو پہونچ رہی ہی سب ساز آہسین ساز کیے ہوئے ایک غارتگر ہوش بصد جوش و خروش سازندون کے آگے رقص کرتی ہوئی دریائین پھولون کے غوطہ زن نازنین پُرفن خوش الحان غنچہ دہان سیم بر قمر پیکر اس غزل کی تانین مارتی ہوئی چلی آتی ہی

غزل

جان ستم رسیدۂ من داد خواہ دل
دل جرم چشم گوید و چشمم گناہ دل
دل گشت ناتوان و نداریم در نظر
صاحبدلان چو سیر کنند از نگاہ دل
یکشب اگر بہ بزم خودم جا دہی چو شمع

دل انچہ کردہ است بجان من گواہ دل
یارب بدرد بے اثری نالہ جرس
جز نوک خنجر فرۂ اش تکیہ گاہ دل
اے شیخ گر بسوے حرم میروی چہ سود
روشن شود بجان تو روز سیاہ دل

بستانم از کاین دو عدو خونبہاے جان
گردید بہر قافلۂ افکت آہ دل
در برگ ہر گلے بہ چمن رنگ حسن او دست
با صاحب حرم نہ رسی جز براہ دل
دلدار حرف ناشنو و خلق سوی او دست

گوئیم درجہان بہ کہ حال تباہ دل
سودا بگو کجا بروم من ز دست دل
باشد اگر صلاح روم در پناہ دل

اس رنگ سے یہ نازنین تانین مار رہی ہو کہ نرگس شہلانے آنکھین کھولدین گل ہمہ تن گوش عندلیبان خوشنوا مدہوش شمشاد پابگل ایک سو شور عنادل سنبل کو پیچ و تاب سوسن کو کلام کرنے مین حجاب اُسی جوش وخروش مین ملکہ بہار نے دستک دیکر آواز دی اے حسین سحر ساز بوے گل بنکر کب تک اس باغ مین چھپے گی دیکھو تو یہ گل اندام کیا کیا غزلین گاتی ہو کیا خوب تان اتی ہو آؤ یہ اشعار آبدار سن لو یہ صحبت یادگار رہی چار دن کو باغ مین بہار ہو تر و تازگی گل و لالہ دیکھ لو آکے باغ کی سیر کرو گا نا سنو ہم تمھاری ملاقات کے مشتاق ہین حقیقت مین آپ علم افسونگری مین طاق ہین کسکی مجال ہو جو تم سے آنکھ ملائے دیدہ بازی مین نرگس کی آنکھ جھپکاتی ہو آگے سوسن کی زبان دراز یان دیکھو وقت وداع عروس چمن ہو آتش گل شعلہ زن ہو لالے کے دل پر داغ گل چین و باغبان باغ باغ ملکہ بہار نے غنچۂ دہن سے گل کلام اس حسن وخوبی سے پیشکش کیے جوانان چمن اکڑنے لگے حیرت جادو نے کہا یار بہار نے غضب کا سحر کیا سحر حسین کا رنگ مٹا دیکھو اب حسین آیا چاہتی ہو دیکھین کیا رنگ لاتی ہو سب اُسی جانب نگران بصورت آئینہ حیران مثل گیسو پریشان یکایک دوسرے گوشہ باغ سے روشنی ظاہر ہوئی سب نے دیکھا حسین سحر ساز آگے آگے پشت پر چار سو نازنینان گلگون پوش لیکن گل عارض در جھائے ہوئے سناٹے مین نمایان ہوئی بہار کو جھک کر سلام کیا پوچھا ملکہ عالم کیون مجھے بلایا باغ مین آج نیا گل کھلا آپ باغ کی مالک ہین کہیے مثل بوے گل بسین حکم دیجیے چمن سے باہر نکلجاؤن بہار نے کہا تمکو کیا خوف وخطر ہو باغ مین آنے کا یہی ثمر ہو تلوار کھینچو تب ہمین تمھاری محبت کا یقین آئے دیکھو شرمندہ نہو ناہنسی مین نہ رونا یہ سُنتے ہی حسین سحر ساز نے کمر سے نیمچہ کھینچا چار سو کنیزون نے خنجر کمر سے نکالے حسین نے جھوم کر قصد کیا نیمچہ گلوے نازک پر رکھے حیرت چیخی صاحبو غضب ہوا رنگ سحر بہار جم گیا حسین گلا کاٹا چاہتی ہو یہ کہکر ایک دستک دی اے طیران جلد حسین سحر ساز کو بچا رنگ سحر بہار مٹا دیکھا تو آسمان سے ایک طائر پیدا ہوا پر مارتا ہوا سر پر حسین کے پہونچا ایک چیخ ماری او حسین ہوشیار ہو خواب غفلت سے بیدار ہو یہ کہکے ایک چیخ ماری طائر کے منھ سے شعلہ نکلا جلکر خاک ہوا وہ خاک سر پر حسین کے گری حسین کو ہوش آیا ہوش آتے ہی ایک گولہ نکالکر باغ پر مارا باغ جلنے لگا غنچون نے زبان بند کی آتش گل بھڑکی عندلیبان خوشنوا ایسی بھولین کہ زمزمہ سرائی بھولین گیسوے سنبل کو پریشانی نرگس پر حیرانی ہر ایک چشمے سے خون اُبلا حباب چشم گریان بنگئے آہ آتشبار سے بلبلون کے کلیجے چھن گئے یا تو وہ باغ پر بہار تھا جھونکا ہواے خزان کا چلا چشم زدن مین سناٹا ہوگیا غبار

بلند ہوا اسب نے دیکھا بہار ایک صحرا مین کھڑی ہی گل بوٹے جلے پڑے ہین نخل خشک ہواے گرم چل رہی ہی شاخ نخل آرزو جل رہی ہی وہ جو کنیزین بہار کے ساتھ تھین گل عارض اُنکے مرجھائے مثل برگ خزاندیدہ زمین مین گر پڑین اور حسین للکارتی ہوئی جاتی ہی بہار نے آواز دی او چھوکری حیرت نے تجکو بچا لیا وہ جورو افراسیاب جادو کی ہی ہزار ہا رنگ اسکے قبضے مین ہی مین گلا کاٹنے پر آمادہ تھی اُسنے طائر ساحری بھیجکر بچا لیا حسین جو شرمائی فوج کی طرف دیکھا ڈیڑھ لاکھ ساحر لیکر آئی ہی سب ساحر گولے ترنج طلائی ہاتھ مین سنبھالکر دوڑ پڑے حیرت نے ابھی پکار کر کہا کہ اے حسین بس پلٹ آؤ نہ مقابلہ کرو امتحان ہو چکا یہ بہار بلاے روزگار ہی اسکے چمن کا ہر ایک پھول خار ہی جب آمادہ کارزار ہوتی ہی زمین سحر مین لس بوتی ہی خدا اسکے رنگ سحر سے بچائے ہزارون کے اسنے گلے کٹوا ڈالے شہنشاہ کو بڑے بڑے رنج دیے حسین نے کچھ جواب نہ دیا بہار وہان سے آگے بڑھی اُس مقام خزان کو چھوڑا لشکر کو اُسکے آتے ہوئے دیکھا مثل باد خزان باغیون پر جا پڑی ادھر سے ملکہ سرخ موے کا کلکتا کنیزان بہار ایک جانب سے ملکہ مہرخ نے فوج کو اشارہ کیا ساحران نامی سرداران گرامی بہار کے نام پر جان دیتے ہین اسباب سحر لیکر بڑھے حیرت نے دیکھا غضب ہوا یہ سردار ملکہ حسین کو مار ڈالین گے اُسنے بھی لشکر کو حکم دیا مصور جادو فوج کو لیکر بڑھا ملکہ مہرخ نے للکارا او مصور تو بڑا سمجھا ہی ہمیشہ جوتیان کھاتا ہی پھر لڑنے آتا ہی ایک جانب سے خورشید زرین سحر چمکا حدت آفتاب کی دکھائی مصور نے بھی تصویرین نکالین جب مقراض سے تصویرون کو کاٹا کئی سو کے سر کٹ کر گر پڑے بہار نے پلٹ کر دیکھا مصور نے تہلکہ ڈال دیا پامال کرتا ہوا جاتا ہی حقیقت مین اُسکے سحر سے ساحرون کا قلب تھراتا ہی بہار نے چاہا طرف مصور کے پلٹون کر دیکھا حسین بصد جوش وخروش سحر کرتی ہوئی چلی آتی ہی باغبان قدرت مصور پر جا پڑا بہار و حسین سے سحر ہونے لگے حیرت ہر مرتبہ بیچ مین آجاتی ہی حسین کو بچاتی ہی منتین کر رہی ہی ارے بہار سے نہ مقابلہ کر حسین کہتی ہی حضور بے بہار کے قتل کیے ہوئے ہین نہ پلٹونگی لیکن حیرت نے پلٹ پلٹ کر دیکھا مصور سحر کرتا ہوا جاتا تھا صورت نگار تخت پر سوار مانی و بہزاد و نقاش و قلم کش یہ بھی سحر کر رہے ہین تصویرین کھینچ کھینچ کر مصور کو دیتے جاتے ہین کئی ہزار آدمی اُسنے بیدردی کے سے قتل کیے اُدھر سے لڑتی بھڑتی ملکہ زیور محمل نشین آتی ہی صورت نگار نے اُسپر گولہ مارا زیور ہنسی پکار کر کہا بی صورت نگار تمنے بھی سحر سیکھا یہ کہکے اُٹھاکے گولہ مارا تخت صورت نگار کا ٹکڑے ٹکڑے برق تڑپ کر گری سر زخمی ہوا کنیزان صورت نگار پر زیور جا پڑی بی صورت نگار کی پردہ پوشی نہ ہوئی زیور محمل نشین نے سیکڑون کو دیوانہ بنا دیا دشت نجد کا رنگ دکھا دیا جسپر جا پڑی

اُس صف کو ویران کیا ملازمان صورت نگار کو پھونک یا کسی پر تیور ڈالے نگاہ سے برق چمکائی
کسی پر بجلی اُتار کر پھینک ماری ابر تیرہ و تار ظاہر ہوا موسلا دھار پانی برسا سیکڑون غرق دریائے
لعنت ہوئے کبھی ہاتھ سے کڑا اُتار کر پھینکدیا صدہا کے گلے مین طوق و زنجیر پڑ گیا نفس در قفس پیچیدہ
زنجیرین پہنے ہوئے غل کرتے تھے سر ٹکرا ٹکرا کے مرتے تھے خانۂ زنجیر سے نکلنا دشوار تھا دانۂ زنجیر زہرہ گداز
تھا حیرت نے پلٹ کر دیکھا زیور محمل نشین نے تہلکہ ڈال دیا ہزارون کو قتل کیا کیا کیا لطف سے
سحر کر رہی ہے پلٹ کر وزیرزادیون سے کہا کیا کیا ساحر ہماری طرف کے شریک باغبان ہوئے دیکھو
ہنگام سحر زیور سے قیامت کے آثار عیان ہوئے مین خود بڑھکر لڑونگی کس کس کو روکون کس کس کو ٹوکون
مین چاہتی ہون اس چھوکری کو بچالون وہ نہین مانتی یہ کہکر طرف زیور کے پلٹی تھی کہ سامنے سے
باغبان کا نعرہ ہوا حیرت سے سحر چلنے لگا صورت نگار کو جو مصور نے زخمی دیکھا جورو کی مدد کو
بڑھا پکارتا ہوا ہے ہے بی بی یہ کیا غضب ہوا سر تمھارا کس نے زخمی کیا اُسکو زندہ نہ چھوڑونگا
صورت نگار نے کہا صاحب زیور نے سیکڑون کو مجنون بنا دیا میان تم اُسکے سامنے نجانا لیلی زلف
کھلی ہے اندھیرا چھا گیا سیکڑون دیوانہ وار سر ٹکرا رہے ہین خود جلالت آئین نگاہین سحر کی بھری ہوئی ہین
مصور نے کہا بی بی تمھارا بدلا ضرور لونگا زیور کی نگاہ پڑی للکارا او مصور شہنشاہ داؤد کو دعا دے
تجکو یہ دن نصیب ہوا کنارے دریا کے پڑا رہتا تھا نہانے والے جو آتے تھے پاؤ بھر اناج دیتے تھے اُسین تیری
بسر ہوتی تھی شہنشاہ داؤد نے دیکھا یہ لونڈی بچہ بدنام کرتا ہے جاگیر وغیرہ دیدی تجکو بازار رس کیا آج
ہم لوگون سے مقابلہ کرتا ہے تصویر کھینچ دیکھ تو کیا نقشہ ہے مصور نے تصویر زیور جھولی سے نکالی زیور کی
جانب پھینکی زیور نے کڑی نگاہ ڈالی تصویر جلی خاک ہو کر زمین پر گری غبار زرد بلند ہوا اُس غبار سے
ایک زنگی سیاہ رو پیدا ہوا خم مار کے سامنے مصور کے آیا للکار کر آواز دی کیون بے لونڈے ہمارے مالک
سے لڑتا ہے آمجھسے تو مقابلہ کر مصور نے موقلم پھینک مارا زیور نے اُسکو قلم کیا لیکن زنگی برابر مصور کے
پہونچا کئی سحر مصور نے کیئے پیالیان رنگ کی زنگی پر پھینکین زنگی دریائے خون مین نہا گیا لیکن بڑھکر مصور
پر جا پڑا اب مصور نے تیغ سحر مارا زنگی نے کلائی پکڑکے تیغ چھین لیا گریبان مین ہاتھ ڈالا مصور سے کشتی
ہونے لگی زنگی نے تیسرے پیچ مین کمر مین ہاتھ ڈالکے اُٹھا لیا زیور کی جانب متوجہ ہوا حضور کیا حکم ہوتا ہے
زیور نے کہا بس اس بے ایمان کو لیجا کر چمن سحر مین قید کر زنگی ہاتھ پر مصور کو چرخ دیتا ہوا لشکر سے نکلا صحرا
ہولناک کا راستہ لیا مانی و بہزاد وغیرہ بلکنے لگے دوڑے ہوئے سامنے حیرت کے آئے حیرت جادو
دم باغبان قدرت سے لڑ رہی تھی اُسنے باغبان کو زخمی کیا کہ ایک جانب غل ہوا دیکھا صاحبان

مصور روتے پیٹتے آتے ہیں حیرت نے پوچھا کیا ہوا عرض کی ملاحظہ فرمائیے حیرت جادو نے دیکھا مصور کا لباس پارہ پارہ منکا ڈھلا ہوا ایک زنگی دوش پر لادے ہوئے لیے جاتا ہے صورت نگار زرخمار کھڑی ہیٹ رہی ہے حیرت گھبرائی پکار کر کہا مرشدزادے ہم سب کو ذلیل کراتے ہیں یہ کیسے غول سے نکلی للکارا او زنگی سیاہ رو کہاں جاتا ہے اُس زنگی نے جواب بھی نہ دیا حیرت نے دیکھا صحرائے ریگستان کو طے کر چکا ہے نخلستان میں جاکر غائب ہو جائیگا پھر اسکو کون پائیگا ایک گولہ اُٹھا کر طرف آسمان کے پھینکا آواز دی اے غلام سامری مرشدزادے کو بچا لے سب نے دیکھا صحرا سے ایک فولادی تیلہ پیدا ہوا تیغہ کھنچا ہوا ہاتھ میں جست و خیز کرتا ہوا قریب اُس زنگی کے پہونچا زنگی نے جو فولادی تیلہ دیکھا مصور کو ہاتھ سے ڈال دیا تیغہ کھینچکر تیلے پر جا پڑا جی داری کر کے ہاتھ تلوار کا مارا تیلے نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھا دے میں سے ہاتھ نکالکر سر کو تبایا کمر پر ہاتھ مارا زنگی کے دو ٹکڑے ہوئے جلکر خاک ہوا مصور کو اُس بیہوشی میں تیلے نے اُٹھا لیا کاندھے پر ڈالکر لے بھاگا آسمان پر جاکر غائب ہوگیا صورت نگار نے گھبرا کر کہا بی بی یہ کیا ہوا حیرت نے کہا نہ گھبراؤ مرشدزادے سحر میں زیور محمل نشین کے مبتلا تھے میں نے صدمۂ عظیم اُٹھایا کئی سو کوس سے غلام سامری کو بلایا اُسنے زنگی کو مارا مرشدزادے کو پاس افراسیاب جادو کے لیجائیگا وہ آب دمیدۂ سحر کے چھینٹے دینگے تب اُنکی آبرو بچیگی زیور محمل نشین نے پکار کر کہا اے حیرت شرم نہ آئی یہ تمھارے مرشدزادے ہیں نبیرۂ خداوند کہلاتے ہیں ذرا سے شعبدے میں چت ہوگئے کچھ نہ بن پڑا آخر تمنے اُنکا ہاتھ تھاما کیا عمدہ مذہب ہے حیرت جادو طرف زیور محمل نشین کے چلی فوجیں ملی ہوئی ہیں سحر ہو رہے ہیں آگ برس رہی ہے صدہا آتش سحر میں جلے ہزاروں پانی سے ٹھنڈے ہوئے نقیب مذمت دنیا میں یہ اشعار پڑھ رہے ہیں نظم

سمجھ نہ دنیا کو گھر خوشی کا کہ اسمیں لاکھوں طرح کا غم ہے
رہا نہ کوئی نہ یاں رہیگا سبھوں کو چلنا وہاں پڑیگا
یہ چند روزہ ہے دار فانی حباب آسا ہے زندگانی
یہاں نہ دارا نہ ہے سکندر نہ ہے فریدوں یہاں نہ جم ہے
لباس آرائش و تنعم یہ چند انفاس کے ہیں جھگڑے

سنبھل کے لازم ہے پاؤں رکھنا کہ اسمیں ٹھوکر قدم قدم ہے
کوئی ہے آگے کوئی ہے پیچھے ہر ایک واں رہرو عدم ہے
کبھی ہے رنج اور کبھی ہے راحت نیا چلن اسکا دمبدم ہے
مسافرانہ ٹکے ہوا اُٹھو مقام فردوس ہے ارم ہے
نکل گئی روح جب بدن سے تو پھر کہاں نار اور نعم ہے

نقیبوں نے جو یہ اشعار پڑھے ناپائداری عالم فانی آنکھوں کے نیچے پھر گئی لذت حیات دو روزہ آنکھوں سے گر گئی آج حیرت جادو کو بڑی مشکل پڑی ہے تڑپتی پھرتی ہے ہر ایک سردار سے مقابلہ کیا ناگاہ سر اُٹھا کر دیکھا شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی شیرانہ رستانہ فوج ساحران میں ٹہر رہا ہے

صندلان

صندلان صندلی پوش مصروف جان نثاری ملکہ گوہر جادو عاشق صندلان صندلی پوش
رکاب اسد نامدار پر ہاتھ رکھے ہوے سحر ساحرون کا دفع کررہی ہی ایک جانب شاہزادہ شکیل فرزند
دلبند ملکہ مہرخ سحر کررہا ہی جب کسی نے سحر کیا اسد غازی کا گھوڑا ابھر کا اُس ساحر نے چاہا طلسم کشا
کو بڑھکر گرفتار کرون شکیل نے بڑھ کر سحر دفع کیا اُس ساحر کو مارا کسی ساحر کو گوہر جادو نے للکارا
یہ جانباز سرفروش قریب اسد نامدار کے کسی ساحر کو نہین آنے دیتے سینہ سپر کیے لڑرہے ہین ملکہ
حیرت جادو نے جو یہ رنگ دیکھا جی مین کہتی ہی ای حیرت کوئی تحفہ اس جوان کے پاس نہین ہی
اُسپر یہ جرائت وشوکت دریاے فوج ساحران مین غوطے مار رہا ہی کسی کو تیر سے مارا کسی کو نیزے پر
اُٹھا لیا کسی پر ہاتھ تلوار کا مارا کسی پہ گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو کا وار کیا جسپر گرز پڑ گیا پرا اُٹھا
ہو کر رہگیا جی مین سوچی کہ آج چراغ مسلمانان گل کردون اسد نامدار کو بڑھکر مارون یہ سوچ کر اسطرف
سحر کرتی ہوئی چلی اسکا سحر قیامت ہی کون روک سکتا ہی چہرہ پر عتاب زلفین عنبرین کو پیچ وتاب
پھول سے عارض گرمی آتش سحر سے کمہلائے ہوئے خون کے قطرے جسم پر مارا اودپٹہ افشانی معلوم ہوتا ہی اول
اول گوہر جادو نے بڑھکر مقابلہ کیا حیرت نے للکارا بی گوہر جادو تم کیون اپنی آبرو کے پیچھے پڑی
ہو کبھی کسی ساحر سے لڑی ہو یہ تقریر مسلسل حیرت کی سُنکر گوہر نے بڑھکر سحر کیا حیرت نے ابرو ہلائے
خنجر چمک کر گرا گوہر کے گلے کا ہار ہوا ہر چند کہ اُسنے خنجر کو توڑا لیکن شانہ نشانہ ہوا شکیل جادو بر مطلب
کو حیرت کے سمجھ گیا کہ یہ اسد کی فکر مین آتی ہی یہ شیر دلیر ہین اس روباہ صفت سے کیا منہ پھیر لینگے
غضب ہوا نعرہ کرکے شکیل جادو جا پڑا گوہر جادو کو بچایا خود سحر کرنے لگا کئی سحر کیے حیرت کب مانتی
ہی کڑی نگاہ ڈالی چھریان چل گئین برق گری سر شکیل کا زخمی کیا دور سے یہ ساحرون نے دیکھا کہ حیرت
اسد نامدار پر جاتی ہی اسد نامدار خود نعرہ کرکے چلا ہی سُرخ موے کا کلکشا وغیرہ بھی چلین بلا زبان
حیرت نے بلوہ کیا اُس مقام پر گولون کے دناٹے ترنج سحر کے سناٹے کہین آگ برسی کہین دریا لہرایا
کہین تیرون کی بوچھار کہین برق شمشیر چمکی کہین کمانون کی کڑک شعلہ ہاے آتش کی بھڑک گھوڑے
کوتل بھاگتے پھرتے ہین سوار رکیبون سے گرتے ہین پیدل پرے جمائے ہوے مرنے پر آمادہ کمرین چست ارادے
درست ایک کو ایک کی شرم دریاے آتش مین کود پڑنے پر سرگرم لاکھون کا کھیت ہوا حیرت بھی چاہتی
ہی کہ ان سبکو ہٹا کر اسد غازی پر گردن پنجہ کمر مین دے کرنے نکلون اُس مقام پر انتہا کی تلوار چلی
سحر سے زمین کانپ گئی خون کی ندی بہی سروار تو اس جانب متوجہ ہوئے ملکہ حسین سحر ساز نے جو
مہلت پائی بہار کو للکارا بہار نے قصد کیا تھا کہ مین براے مدد اسد نامدار جاؤن دور سے دیکھ رہی تھی

کر سب سردار اُسی مقام پر مصروف جنگ وجدل ہین حیرت جادو کی زلفین عنبرین پر بل ہین کہ آواز آئی ای بہار کہان جاتی ہو منہ لگہ حسین سحر ساز تو نے سرمیدان مجکو ذلیل کیا ہین اب کیا تجھے زندہ چھوڑ دنگی ملکہ بہار نے پلٹ کر طرف ملکہ حسین سحر ساز کے دیکھا کہا جادو رہو کیون شامتین آئی ہین حیرت جادو نے تجکو بچا لیا اس مجمع مین چل سب سحر کے امتحان ہین حیرت جادو طلسم کشا کا قصد کر رہی ہو دیکھ ہمارے سردار کیا جانبازی کر رہے ہین بادشاہ طلسم ہوش رُبا کی جورو سے سرگرم کارزار ہین اہالیانِ طلسم ہوش رُبا مکار و غدار ہین زمانے مین ہر ذرا انقلاب ہو زلف لیلائے شب کو پیچ وتاب ہو بہ قول شاعر نظم

نہ غافل رہ زمانے سے بسر کیجا ہشیاری	کہ خواب پاسبان ہو گرگ کے طالع کی بیداری
یہ آنکھین جون صدف کب بر نیسان پر نظر رکھین	عطا اُسکی نہ باندھین گانٹھ جو دریا کہین جاری
نہین روزی ... لون کو وسعت روزی زمانہ مین	کہ مہ کو نان گا ہے پائو گہ آدھی گہے ساری
ہوا زاہد کو عشق خوش لبان پیری کے عالم مین	پڑی ہو آتش یاقوت سے نپبہ مین چنگاری
نرکھا داغ دل نے تن بدن پیری سے کچھ مجھ مین	بغل کے چور کی جیون شمع کب تک ہو خبرداری
مدار زخمیِ تیغ زبان کو نفع کیا تجھ سے	نہین مرہم پذیرائی یار جسدم زخم ہو کاری
شہید رسم ملک عشق ہون سودا کے لیتے ہین	جان جرم نگہ پر نقد جان و دل گنہگاری

ان کلمات کو سنکر حسین سحر ساز اور زیادہ جھلائی کہا نا صبح نہ ہو کچھ سحر کر و کمال دکھاؤ لڑائی سے منھ نہ چھپاؤ فوجین آپسین مل گئین کنیزان بہار نے بڑھکر پچکاریان مارین کئی ہزار کنیزان حسین سحر ساز جل گئین حسین سحر ساز نے گولہ نکالکر فوج بہار پر مارا اُن پانچ کنیزون کے سرپھٹے جب تو ملکہ بہار کو تاب نہ آئی آواز دی کہ او حسین سحر ساز تیری قضا لے کر آئی ہو یہ کہکر بی بہار گلدستہ تھام کر بڑھین لیکن دیکھا جس رنگ مین مین نے اسکو پھنسایا تھا اُس پہلو پر اب نہین آتی کئی گلدستے بہار نے مارے حسین سحر ساز نے پھول نہ برسنے دیے طائران زمزمہ سرا کی زبان بند کردی صدہا طائرون کو کباب کر کے گرا دیا صدہا نخل جلائے آگ برساتی ہوئی ملکہ بہار پر جاتی ہو آتش خوئی شعلہ فراجی دکھاتی ہو ادھر دور سے حیرت جادو نے دیکھا ہوا سر علیٰ دم مسیح نفس آئی ارے کیسے پلٹی دیکھا بہار و ملکہ حسین سحر ساز سے سامنا پڑ گیا یا تو تدبیر گرفتاری اسد نامدار مین لڑ رہی تھی نعرہ کرنے لگی ای حسین خبردار میرے پاس چلی آ اُس سرد گلزار ظلم و بدعت سے مقابلہ نہ کر حسین اور زیادہ گرما گئی سمجھ پھینکر بہار پر جا پڑی حیرت نے دیکھا دونون مین کچھ چلنے لگا بہار نے دیکھا چوٹ نہین بکھاتی جب

حسین نے ہاتھ مارا ہزار ہا شعلہ ہاے آتش نے بہار کو گھیرا بہار مثل بوے گل اُس ہالۂ آتش بہار سے نکلتی ہر شاخ تمنائے حسین جلتی ہو جب دس پانچ وار اُسنے کیے سپر بھی کئی مرتبہ بہار کی کٹی ابلی جھپٹ کر جو پنجہ حسین نے مارا بہار نے بجاے سپر گلدستہ اُٹھا دیا گلدستہ کٹا بوے ہوش آئی حسین جھومی بس بہار ماہ رخسار نے تیغ ہلالی نیام انتقام سے کھینچا چابک کے ہاتھ مارا حسین نے سپر کو اُٹھا دیا لیکن مبہوت ہو چکی ہے تیغ پڑا سپر کے دو ٹکڑے جنیوے جنیوے کا ہاتھ پڑا ایک ہاتھ اور سرتن سے قلم ہو کر حسین کا زمین پر گرا غبار سیاہ بلند ہوا حیرت نے گریبان پھاڑ ڈالا بہار نے جھوم کر نعرہ کیا منم بہار گلعذار طائرون نے زمزمہ سرائی کی لیکن آندھی سیاہ اُٹھی آواز آنے لگی کشتی مرا نام من حسین سحر ساز بود کنیزون نے بہار کو گھیرا بہار نے مارے گلدستون کے ستھراؤ کر دیا یہان تو یہ ہنگامہ برپا ہے یعنے لاشہ حسین تڑپ رہا ہے سنگ باری برف باری ہو رہی ہے اہالیان فوج حسین چاہتے ہین گھیر کر بہار کو مارین بہار مثل برق تڑپ رہی ہے

دو کلمے داستان صنعت سحر ساز اشعار عبرت آثار کے بیان ہوتے ہین

اس گلستانِ جہان مین کیا گل عبرت نہین
علم جسکا عشق اور جسکا عمل وحشت نہین
خواہ پھرتا ہو فلک اور خواہ پھرتی ہو زمین
بسمل تیغ محبت کا لب ہر زخم دل
منھ مین گر پانی چوا دے یار اپنے ہاتھ سے
ہو نوشتے مین ترے بیمار کے صحت کہان
کھا کے زخم تیغ قاتل جو بجا لائے نہ شکر
خاک ہو کر بھی فلک کے ہاتھ سے ہمکو قرار
خانۂ ہستی کا اپنے صحن ہو دشتِ عدم
میری وحشت پاؤن پھیلائے تو بھر دونون جہان
ایک دل اور اس پہ اتنے بار غم اللہ رے
ذوق تصور تکدے مین ہمین ہزارون صورتین

سیر کے قابل ہو یہ پر سیر کی فرصت نہین
وہ فلاطون ہو تو اپنی قابلِ صحبت نہین
پر ہمارے واسطے یان منزلِ راحت نہین
ہو تا وا بے شور وا دیلا وا حسرتا نہین
مرگ کی تلخی سے شیرین تر کوئی شربت نہین
جسکے نسخے مین دوا کی لفظ کو صحت نہین
کوئی بھی اُس سے زیادہ کافر نعمت نہین
ایک ساعت مثل ریگ شیشۂ ساعت نہین
روز گر کیجیے جہل قدمی مگر فرصت نہین
ہون اگر اک عرصۂ میدان تو کچھ وسعت نہین
اور اس طاقت پہ ایسا کوئی بیطاقت نہین
کوئی صورت اپنے صورت گری کی بے صورت نہین

ذکر کر چکا ہون حیرت جادو نے رات ہی کو براے صنعت سحر ساز نامہ لکھا تھا صنعت سحر ساز مرگھٹ پر فقر سحر بناتے مین مصروف ہی ملٹ کر بارگاہ مین آئی ظلمات سے کہا دو دن کی مشقت اور

باقی ہو دیکھو تو کس طور سے ہم مسلمانون سے لڑتے ہین عیارون کی کیا مجال جو ہم تک آسکین
خاک مین ملا دون گی ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگی کہ آسمان پر برق چمکی طیران جادو نے آکر نامہ
ہاتھ مین صنعت کے دیا طیران جادو کو دیکھکر صنعت کے ہوش اُڑ گئے گھبرا کے پوچھا طیران خیر تو ہے
مین ملکہ حیرت کو سب کیفیت اپنی لکھ چکی ہون ایک لمحہ کی مجکو فرصت نہین طیران جادو نے کہا نامہ
تو پڑھیے سب کیفیت ظاہر ہو جائے گی صنعت نے گھبرا کر نامہ کھولا تمام کیفیت آمد حسین سحر ساز
وعیاری عیاران اسلام و آمادگی حسین سحر ساز برائے جنگ بہار سب حیرت نے لفظاً لفظاً لکھا تھا
صنعت سحر ساز پڑھتے ہی تھرا گئی کہا لو صاحبو چھوکری لشکر اسلام پر جا پڑی وہ ایک ضدن ہے کسی کا
کہنا نہ مانے گی یہ کہکر اسی طرح غصے مین آتش سحر کرکے بلند ہوئی ملکہ ظلمات و ملکہ گیسو کشا نے پکار کر کہا حضور
لشکر کو لائین صنعت سحر ساز نے کچھ جواب نہ دیا پیچھے صنعت کے چار سو سردار چلے صنعت نے لاکھ جلدی
کی پانچ کوس لشکر اسلام باقی تھا کہ آندھی سیاہ چلی سنگ باری برف باری کو صنعت سحر ساز نے دیکھا
کان مین آواز آئی کشتی درانام من حسین سحر ساز بود ویلیت کر ظلمات سے کہا لو صاحبو غضب ہوا
ہائے مین لٹ گئی یہ کہکر مثل شعلہ جوالہ کڑکی اسوقت پہونچی جس طرح تحریر کر چکا ہون لاشہ حسین تڑپ
رہا ہمہ کنیزون نے بہار کو گھیرا بہار نے پھول برسا دیے گرد لاشہ حسین ہزارون کنیزون کے
لاشے پڑے ہین صنعت نے دہین سے نعرہ کیا ای ملکہ حیرت خوب رفاقت کا ہمکو فرا ملا اس گلعذار
کا غنچہ آرزو نہ کھلا ہائے آپ نے بھی نہ رد کا ملکہ کو مثل آئینہ حیران مثل زلف پریشان اتنا جواب دیا
کہ اے صنعت مین ناچار تھی میرا کہنا صاحبزادی نے نہ مانا مین نے بہت کوشش کی قضا نے اسکا
دامن نہ چھوڑا صنعت نے کہا تو حضور ہین معاوضۂ خون حسین مین آگ لگا دونگی یہ کہکر ملکہ
صنعت سحر ساز لشکر اسلام پر گری جھولی سے روئی کا گالا نکالا خوب روئی دکھائی چند قطرے پانی
کے اسپر ڈالے اُٹھا کر پھینکا لکۂ ابر سیاہ آسمان پر گھر آیا بوندیان پڑنے لگین جسپر ایک قطرہ پڑا جل گیا
کئی ہزار ساحر صنعت سے جلے اُسی حال پر ملال مین جھومتی ہوئی سامنے ملکہ بہار کے آئی کہا او
بہار ایسی سروقد گلعذار غنچہ دہن کو مارا تجکو کچھ ہمارا خوف نہ آیا بہار نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہو گیا
لڑائی مین پان پھول بٹتے ہین جسکا حربہ چل گیا صنعت نے کہا اچھا اب کیفیت کھلجائے گی بہار
سے اور صنعت سحر ساز سے خوب خوب سحر چلے سب نے دیکھا باغبان قدرت وغیرہ نے وہ
لکۂ ابر ہٹا لیکن صنعت بہار جادو پر جا پڑی بہار نے نیمچہ سحر مارا صنعت سحر ساز نے سر آگے
بڑھا دیا بہار اس اسرار سے آگاہ نہ تھی سمجھے بہار نے تاج صنعت کا مارا سر پر اوچھا ساز خم آیا

سر سے فوارہ خون کا نکلا قطرہ ہائے خونِ صنعت بہار پر پڑے بہار لہرا کے زمین پر گری تڑپنے لگی صنعت نے کچھ ماش کے دانے پھینکے بہار جادو ایک عندلیب خوشنوا کی صورت بنگئی صنعت نے دام سحر بچھایا تھا اُس طائر زیرک کو پھنسایا یعنی بہار کو اُس قفس آہنی میں بند کیا لاشہ حسین کا اُٹھایا ظلمات و گیسو کشا وغیرہ بھی بھوبچ چلی تھیں قفس بہار ظلمات کو دیا حسین کا لاشہ لیکر اژدر پر ڈالا پکار کر آواز دی کہ بی مہرخ دیکھو تو کیا غضب برپا کرتی ہوں سب کو تڑپا تڑپا کے نہ مارا تو مجکو صنعت سحر ساز نہ کہنا ہر چند سرداران اسلام نے صنعت کو روکا لیکن صنعت کسی کے روکے سے نہ رُکی مثل شعلۂ جوالہ بلند ہوئی لڑتی بھڑتی نکل گئی صدہا کو قتل کر گئی بہار کو عندلیب خوشنوا بنا کر لیگئی ملکہ حیرت جادو نے طبل بازگشت بجوا دیا اہل اسلام پلٹے لیکن بہار کا بڑا قلق ہوا بارگاہ میں آکر ملکہ مہرخ ہونچیں خواجہ عمرو بھی آئے ملکہ مہرُخ نے کہا کہ خواجہ صنعت سحر ساز سے بگڑی اُلجھی حسین کو بہار نے مارا لیکن بہار کو صنعت گرفتار کر لیگئی عیاروں کو بھی سناٹا آگیا خواجہ عمرو نے کہا میں جا کر خبر لاتا ہوں عمرو بیقرار ہو کے بھاگا بارہ کوس راستہ طے کر کے پہاڑ پر آکے نگاہ اُٹھائی دیکھا مرگھٹ پر صنعت نے ایک قصر عالی بنایا ہے تین لاکھ فوج فروکش ہے ایک سمت ایک مکان بہ طور زندان خانہ آراستہ کیا ہے اُس میں لوہے کی سلاخیں لگائی ہیں عمرو نے دیکھا صنعت نے بہار کو بہ صورت عندلیب اُسی مکان میں چھوڑ دیا بہار اُس مکان میں جا کر تڑپنے لگی سلاخہائے آہن سے بہار سر ٹکراتی ہے لیکن وہ نہیں ٹوٹتیں ادھر گرد لشکر صنعت ایک لکیر معلوم ہوتی ہے خواجہ عمرو گھبرائے کہ اس نشان سے کچھ مراد ہے بہار سے اُترے قصد ہوا داخل لشکر ہوں دل دھڑکا خواجہ عمرو نے ایک انگوٹھی اُتار کے لکیر کے اُس پار پھینکی مسافر کی شکل بنکر دور کھڑے ہوئے ایک گھسیارہ گٹھا گھاس کا لیے ہوئے آتا تھا عمرو نے کہا بھیا گھسیارے گٹھا یہاں رکھدو ایک کام ہمارا کرو وہ انگوٹھی ہماری پڑی ہے اُٹھا کے لاؤ ہمیں دے دو ایک روپیہ ہمسے لو پھر جا کے اپنی گھاس بیچنا بال بچوں میں چین کرنا اس روپیہ کی مٹھائی کھانا گھسیارے نے دیکھا میاں بڑے بھولے ہیں جلدی سے گٹھا اُتار کر سر سے رکھدیا کہا حضور روپیہ لائیے خواجہ عمرو نے کہا بھائی انگوٹھی ہماری ہمیں لا کر دو ہمارے پانوں میں درد ہے اس وجہ سے وہاں تک نہیں جا سکتے روپیہ نکال کر دکھا دیا گھسیارے کے مُنہ میں پانی بھر آیا بیقرار ہو کے جیسے ہی لکیر کے پاس پہونچا وہ حصار سحر تھا دھم سے لڑکھڑا کے گرا عمرو نے دور سے دیکھا ملازمان صنعت آئے اُس گھسیارے کو گرفتار کر کے لیگئے خواجہ عمرو وہاں سے بھاگے سامنے صنعت کے جب گھسیارے کو لیگئے صنعت سحر ساز نے کہا ارے تو کون ہے کیوں ادھر آیا گھسیارے نے کہا ایک میاں نے روپیہ دینے کو کہا تھا میں جو یہاں آیا گر پڑا صنعت ڈری

کہ کوئی عیار نہو میان گھسیارے نہلائے گئے مار پڑی دہائی دینے لگا کہا گستان اب کبھی نہ ادھر آؤنگا سوائے گھاس کھودنے کے اور کوئی مزدوری نہ کرونگا **صنعت** نے اوراق جمشیدی مین دیکھا معلوم ہوا عمرو اسکو دم دیکر پھنسا گیا **صنعت** نے کہا صاحبو سُنا تمنے ساربان زادہ آیا تھا گھسیارے کو پھنسوا کر چلا گیا مین سمجھی تھی عیار دھوکے مین چلے آئینگے یہان دھرے جائینگے لیکن ساربان زادہ ارسطو فطرت لقمان حکمت ہو لاشہ حسین کا جلوایا **ظلمات جادو** سے کہا تم خدمت مین ملکہ **حیرت** کی جاؤ کہنا حضور طبل جنگی بجوائین مین وقت پر چند ساحر لیکر آؤنگی فرداً فرداً سردارون کو گرفتار کرونگی **ظلمات جادو** بموجب حکم ملکہ **صنعت سحر ساز** طاؤس پر سوار ہوکر چلی یہان خواجہ عمرو بارگاہ ملکہ مہرُخ مین آئے سب واسطے بہار کے مکدر ہو رہے ہین خواجہ عمرو جو آئے سب شگفتہ ہوگئے کہ کوئی صورت رہائی بہار نکالی ہوگی عمرو بے اختیار رو دیا کہا ہے سرداران نامی بہار کی اب رہائی دشوار ہے **صنعت سحر ساز** نے گرد اپنے لشکر کے حصار سحر کیا ہے اندر لشکر **صنعت** کے کوئی نہین جا سکتا خدا نے مجھکو بچایا ایک گھسیارے کو گرفتار کرا کے چلا آیا تمام کیفیت عمرو نے سامنے سردارون کے عیارون کے بیان کردی اور عمرو نے پکار کر کہدیا کہ خبردار کوئی قصد جانے کا نہ کرے جو جائیگا حصار سحر مین پھنسیگا تمام سردارون کو سناٹا آگیا ملکہ مہرُخ نے کہا پروردگار بدعت **صنعت** سے بچائے یہ اُسنے بڑا صدمہ عظیم اُٹھایا حسین کا قتل ہونا بڑا غضب ہوا سحر مین وہ ہمیشہ سے کامل ہے اسمائے افسونگری کی عامل ہے یہان تو یہ چرچے ہو رہے ہین لیکن برق چمک کر نکلا کہ بارگاہ ملکہ **حیرت** سے خبر لاؤن کوئی تدبیر **صنعت سحر ساز** پہونچنے کی نکالون یہ سوچتا ہوا حیران و پریشان مضطر بیقرار ایک ساحر کی شکل بنکر طرف لشکر ملکہ

حیرت جادو کے روانہ ہوا لیکن دل سے کہتا ہے انجام بخیر ہے

دو کلمۂ داستان حیرت بیان افراسیاب کہ باغ سیب مین داخل ہے بیان ہوتے ہین

یہ غدر امتحان جذب دل کیسا نکل آیا
نہ شادی مرگ ہو کیونکر ہے مژدہ قتل دشمن کا
ستم ای گرمی ضبط فغان و آہ چھاتی پر
کیا زنجیر مجکو چارہ گر نے کنج نون مین جب
نکل آیا اگر آنسو تو ظالم مت نکال آنکھین
ہمارے خونبہا کا غیر سے دعوی ہے قاتل کو
کوئی تیر اُسکا دل مین رہگیا ہے کیا کہ آنکھون سے

مین الزام اُسکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا
کہ ہر گھر مین لیے شمشیر وہ روتا نکل آیا
کبھی بس پڑ گیا چھالا کبھی پھوڑا نکل آیا
عدد کے قتل کو وہ شوخ بے پردا نکل آیا
سُنا مغذور ہے مضطر نکل آیا نکل آیا
یہ لعبد انفعال اب اور ہی جھگڑا نکل آیا
ابھی رونے مین اک پیکان کا ٹکڑا نکل آیا

دم بسمل یہ کسکے خوف سے ہم پی گئے آنسو | کہ ہر زخم بدن سے خون کا دریا نکل آیا
خدنگ یار کے ہمراہ نکلی جان سینے سے | یہی ارمان اک مدت سے جی مین تھا نکل آیا
بہت نازان ہی تو ای قیس وحشت پر دکھا دونگا | کتابون مین کہین قصہ جو مومن کا نکل آیا

افراسیاب داخل باغ سیب ہو لوح کا انتظام کرکے بہت خوش ہوا کہ آسمان سے برق چمکی دیکھا تپلہ فولادی مرشدزادے کو گود مین لیے آتا ہی افراسیاب نے کہا سامری جمشید خیر کرین تپلے نے لاکر مصور کو پہونچایا افراسیاب نے کہا ای غلام سامری خیر تو ہی مرشدزادے کس بلا مین تھے جب تم پہونچے تپلہ نے دست بستہ عرض کی زنگی سحر ملکہ زیور محمل نشین مرشدزادے کو لیے بھاگا جاتا تھا ملکۂ عالم نے مجکو پکارا مین وقت پر پہونچا زنگی سیہ رو کو مارا مرشدزادے کو لیکر نکل آیا وہان میدان مین لڑائی ہو رہی ہی یہ کہکے تپلہ رخصت ہوگیا افراسیاب نے مصور کو ہوشیار کیا مصور کی آنکھ کھلی گھبرائے ہوے تھے افراسیاب سے لپٹ گئے کہا ای شہنشاہ مین بہت ذلیل ہوا زیور نے مجکو بہت ستایا افراسیاب نے کہا مرشدزادے نہ گھبرائیے آپ اگر سنبھل کر سحر کرین کوئی دنیا مین آپکا مثل ہی آپ کے بزرگون نے سب کچھ تعلیم کیا ہی ایک دن تو سحر سامری صرف کیجیے مصور نے کہا شہنشاہ ما بدولت گھبرا جاتے ہین بڑی خیر یہ ہوتی ہی کہ جورو ہماری ہمکو سنبھال لیتی ہی بڑی محبت رکھتی ہی صبح کو دودھ پلاتی ہی سردی مین مچھلی کے سر کا شوربا پلاتی ہی مجھ مین بڑی طاقت آجاتی ہی افراسیاب ہنسنے لگا کہا ذرا شہزادے تم ایسے نہوتے تو مذہب کی کاہے کو خرابی ہوتی اب مفصل بتائیے مقابلہ کس سے پڑا ہی مصور نے تمام کیفیت حسین ظاہر کی کہا حضور بہار سے اُس سے مقابلہ پڑا ہی نام بہار سنکر رنگت روے افراسیاب متغیر ہوگیا کہا غضب ہوا بہار سے بچنا اُسکا دشوار ہی فوراً صرصر کو بھیجا کہا ای صرصر جلد جاکر خبر حسین سحرساز کی لاؤ بہار سے مقابلہ مین کیا گذری صرصر نے کہا کنیز ابھی جاتی ہی مفصل خبر لیکے آؤنگی صرصر نے بانہاے عیاری ذات پر آراستہ کیے قصد کیا کہ چلون کہ ایک جادوگر نامہ حیرت کا لیے ہوے آیا ہاتھ مین افراسیاب کے دیا افراسیاب نے پڑھتے ہی منہ بنایا مصاحبون نے پوچھا شہنشاہ خیر تو ہی افراسیاب نے کہا بڑا غضب ہوا حسین قتل ہوگئی دوسرا غضب یہ ہوا کہ بہار کو صنعت گرفتار کرکے لیگئی بڑی بدعت سے قید کیا اب آمادۂ حرب پیکار ہی سب سامان تیار ہی صرصر سے کہا تامل کرو خبر ما بدولت کو معلوم ہوئی مجکو یہ منظور تھا کہ چند عرصے مقابلہ نہو کسی ساحر زبردست کو بلاکے یہ معاملہ اُسکے سپرد کرونگا وہ ایک دن مین خاتمہ کردیگا حسین نے جاتے ہی بگڑی اُلجھائی آخر قتل ہوئی اب صنعت نے بڑا سامان کیا ہی حقیقت مین وہ بلاے روزگار ہی لیکن حیرت کو سمجھا دیا جاے کہ

مقدمہ مین صنعت کے تم دخل نہ دو دیکھو اُسنے کیا گذرتی ہی مشیران سلطنت مین ایک ساحر ارجنگ جادو بیٹھا ہوا ہی اُسنے کہا ای شہنشاہ مجکو حکم ہو مین جاکر ملکہ عالم سے کل کیفیت بہ تصریح عرض کرونگا افراسیاب نے ارجنگ کو قریب بلایا کہا ای ارجنگ اگر ہو سکے تو اپنے تئین پاس مخمور کے پہونچاؤ اُس کمبخت کو یہ پیغام دو کہ شہنشاہ نے فرمایا ہی صنعت آمادہ حرب و پیکار ہی سحر و ساحری مین بلاسے روزگار ہی اُسکے مقدمہ مین شہنشاہ نہ دخل دیسکین گے کہ دختر بلند اختر اُسکی قتل ہوئی کیا کیکے سمجھاؤن پس تم اس زمانے مین نکل آؤ مین تمھاری خطا معاف کردونگا ارجنگ نے کہا مین ضرور تا بہ مخمور پہونچونگا میرے اُنکے مدت سے رسم و راہ ہی مجکو عم نامدار کہا کرتی تھین مادر مہربان انکی ملکہ اسرار جادو کہ خوف سے حضور کے بھاگ کر نکل گئین جان و آبرو کا خوف ہو اکثر مہمان بلاتی تھین ہر مقدمہ مین سرفراز فرماتی تھین مخمور میرا بہت لحاظ کرتی ہی مین بہت اچھی طرح سمجھا دونگا اپنے ساتھ خدمت مین حضور کے لے آؤنگا یہ بھی واضح رہے اگر میرا کہنا نہ مانے گی مین گردن پکڑ کے لاؤنگا بہت بُری طرح پیش آؤنگا افراسیاب نے کہا ای ارجنگ کیا کہون جو کچھ فراق مخمور مین میرا حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی راتون کی نیند جاتی رہی لطف زیست نہ رہا جو وقت تنہائی مین ملاقات ہو جاے میری جانب سے عرض کرنا

ای محبوب جانی وای یار جاودانی نظم

آنانکہ بدست تو دل زار فروشند
عشاق ز جنس دل اگر عار فروشند
عزلت نہ گزینند چہ کنند شیخ کہ رندان
ہر خار بنرخ گل و گلزار فروشند
مایوس ز اقرار مشو دل کہ خریدار
باشد کہ صاحب چہ قدر بار فروشند
صبر و خرد و دین ہمہ یکبار فروشند
با صورت واردتہ دل چہ بگوئیم
تا کندہ ز تن خرقہ ببازار فروشند
اندیشہ ز کالاے و کاکین بیان کن
چسپان چہ شود جنس بہ انکار فروشند
گر جور توانیست بجانت کہ دگر بار
چون مرغ اسیرے کہ ببازار فروشند
گر لذت ور دکف پار اکنم اظہار
اینہا ہمہ یکدست خریدار فروشند
از خوبی سودا چو زدم حرف بفرزند

ارجنگ جادو نے کہا شہنشاہ آپ ایسے کلمات نہ فرمائین مخمور میرے کہنے سے گردن تابی نہ کریگی مین خواہ بخوشی خواہ بناراضی حضور تک اسکو لے آؤنگا افراسیاب نے کہا اگر مجھ تک آجائے مین سب نشیب و فراز اسکو سمجھا دون کہ اب ان سب باغیون کا بچنا دشوار ہی صنعت سحر ساز نے وہ سامان کیا ہی کہ دفعیہ جسکا ناممکن ارجنگ نے کہا غلام فوراً جاتا ہی حضور یہین تشریف رکھین مین مخمور کو لایا یہ کہکے ارجنگ جادو طرف لشکر اسلام کے چلا جب قریب لشکر اسلام پہونچا سحر سے اپنی صورت تبدیل کی ایک ساحر غریب کی شکل بنا داخل لشکر اسلام ہوا اُسوقت ملکہ مخمور سُرخ چشم اپنی بارگاہ مین تشریف لائی ہو انیسین جلیسین جمع ہین گرفتاری بہار کا ذکر

ہو رہا ہے ملکہ مخمور نے فرمایا صاحب مقام خوف و خطر ہے صنعت سحر ساز کے سحر سے ہر ایک کیواسطے ضرر ہے بہار کے گرفتار ہونے نے دل کو بیقرار کر دیا کس حسرت و یاس سے گرفتار کر کے لشکر مین لے قصد کیا لیکن اُس ملعونہ تک نہ پہونچی کس مصیبت مین بہار کو گرفتار کیا لشکر مین بہار کا کوئی ہمسر نہین ہے جب اسکے واسطے یہ کیفیت گذری تو وائے برحال دیگران کون اُس سے ہمسری کریگا اس زمانے مین اُسنے سحر کو بہت زور دیا کئی مہینے سے مرگھٹ پر سحر جگا رہی ہے ہم لوگون کو ایک لمحہ لڑائی سے فرصت نہین حصول کمال کی مہلت نہین ہے گل اندام دل گھبراتا ہے جی مین ہے جا کر ایک نظر شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو دیکھ آئین اُس جری بہادر کو بیان کی کیفیت سنائین گل اندام نے کہا حضور راہ کوہ عقیق بند ہے اُسی صحرا کی جانب صنعت نے قصر سحر بنایا ہے آٹھ پہر نگہداشت مین مصروف ہے کنیز ایک کار ضروری کو گئی تھی اپنی آنکھون سے دیکھا پانچ کوس کے گرد مین اُسنے حصار سحر کیا ہے راہ گیر تک راستہ نہین چلسکتا صدہا بندگان خدا ہلاک ہوئے کئی قریہ اُسنے غصہ مین پھونک دیے یہ سنکر ملکہ نے آہ کی کہا اے گل اندام عاشقان صادق کو ہر وقت نظارہ جمال محبوب نصیب ہے منزل دور و دراز تصور سے بہت قریب ہے بقول شاعر **فرد** منزلون ہے یہان سے خانۂ یار ٭ شوق کہتا ہے دو قدم بھی نہین ٭ دیگر

سینہ پہ نقشۂ رُخ روشن بنائین گے
ابرو کو تیرے شاخ نشیمن بنائین گے
نالان بتون کے جور سے ہون کہ بعد مرگ
زُنار اسے گلے کا برہمن بنائین گے
سیکھین گے خط سبز سے ہم بھی کوئی فسون
نقاش بھی جھکی ہوئی گردن بنائین گے
کچھ رنگ لائینگے جو وہ مسی لگانے مین
مدفن کو اپنے ہیرے کی معدن بنائین گے
چھانین گے خاک وادی وحشت کی اے قلق
دل کو چراغ وادی ایمن بنائین گے
رکھین گے دل مین یاد دہان میان یار
ناقوس ہڈیون کے برہمن بجائین گے
وہ مے پرست ہون کہ پس مرگ بادہ خوار
گر آپ مار زلف کو رہزن بنائین گے
دکھلا کے دانت اپنے جلائینگے خوب سا
گل سے دہن کو غنچۂ سوسن بنائین گے
داؤد سا ہم دکھائینگے ہر فن مین معجزے
کانٹون سے اپنے پانون مین جوشن بنائینگے
مُرغ نگہ کے واسطے مسکن بنائین گے
سینے کو راز غیب کا مخزن بنائین گے
ڈورا ملا جو اُس بت قاتل کی تیغ کا
شیشے کا میرے گنبد مدفن بنائین گے
واقف اگر وہ ہونگے مرے شوق قتل کے
اسطرح موتیون کا وہ منجن بنائین گے
بعد فنا تصور دندان یار سے
آہن کو موم موم کو آہن بنائینگے

گل اندام نے اشک حسرت مخمور کے پاک کیے عرض کی حضور رحمت پروردگار سے مایوس نہو جیسے کیسی کیسی مشکلین پڑین سب آسان ہوئین اسپر بھی پروردگار فتحیاب کریگا بعد فتح اس لڑائی کے خداوند کریم سامان حصول لوح کریگا کوہ عقیق پر چلکر شاہزادہ نورالدہر کو خوشخبری سنائیے گا کہ اے شہریار مبارک ہو اسد غازی کو لوح ملگئی اب تدبیر فتح طلسم ہوگی اوّل تو یقین یہ ہے کہ خود صاحبقران تشریف لائینگے اُنکے

ساتھ شاہزادۂ والا قدر بھی آئینگے یہ ذکر تھا کہ ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی کہ ایک ساحر دروازے پر حاضر ہی کہتا ہی ملکۂ عالم سے کچھ عرض کرونگا مخمور نے کہا بلا لو ارژنگ نے آکر سلام کیا ملکہ مخمور سمجھی کوئی سائل ہی کچھ طلب کریگا ارژنگ صورت بدلے ہوئے تھا ملکہ مخمور بہ تعلق پیش آئین اُسنے کہا مین کچھ تخلیہ مین عرض کرونگا کچھ خیرخواہی منظور ہی خبر فرحت و سرور ہی ملکہ نے کنیزون کو ہٹا دیا جب تنہا ہوئی تو ارژنگ نے کہا ملکۂ عالم آپ نے مجکو پہچانا مخمور نے کہا مین نہین آگاہ ہوئی کہا اے نور نظر ارژنگ جادو میرا نام ہی ہمشیر سلطنت شہنشاہ طلسم ہوشربا مخمور نے گھبراکر کہا اے ارژنگ تم نے غضب کیا بلا تکلف میری بارگاہ مین چلے آئے اگر خواجہ عمرو کو خبر ہو جاے تو تمھارے واسطے خرابی ہی لیکن جلد کہو کسواسطے آئے ہو کیا مطلب ہی آبرو میری بارگاہ سے چلے جائیے ارژنگ نے کہا اے مخمور تمھاری مادر مہربان مجکو بھائی کہتی تھین ملکہ بشتر جادو تمھاری خالہ امان کہ جو لشکر اسلام مین موجود ہین وہ بھی ہمیشہ ہماری صلاح سے کام کرتی تھین تم ابھی صاحبزادی ہو جو دل مین آیا کر بیٹھین تم دیکھا تمنے افراسیاب جادو نے کیا انتظام کیا لوح طلسمی کو توڑ ڈالا ٹکڑے تک اُسکے دریاے قلزم مین پھینکوا دیے ملکہ صنعت نے یہ انتظام کیا مرگھٹ پردہ سحر بنایا کہ جسکو ساہری جمشید بھی نہین دفع کر سکتے افراسیاب کو نامہ ملکہ صنعت کا پہونچا کہ اس ہفتے مین سب کو قتل کرونگی مجھے تو تمھارے نام سے ایک مجسمہ ہی مین گھبرا گیا شہنشاہ سے عذر کیا ملکہ مخمور کی خطا معاف کیجیے شہنشاہ نے کہا تمھاری خاطر منظور ہی جاؤ مخمور کو بلا لاؤ ہم کچھ نہ کہین گے اسی طرح ملک و مال عطا کرینگے مصاحب خاص ہمدم با اختصاص سمجھین گے بس چلیے مین شہنشاہ سے خطا معاف کرا چکا اسی وقت تاج و تخت عطا ہوگا یہ سنکر غصہ سے چہرہ مخمور کا سرخ ہو گیا کہا اے ارژنگ تو نے بہت برا کیا کہ میرا ذکر سامنے افراسیاب خانہ خراب کے کیا اُس بےحیا سے مجھے کیا کام بس آپ تشریف لیجائیے ورنہ ابھی مشکین باندھکے سامنے مہ جبین کے لیچلونگی صنعت کیا حرامزادی مکارہ ہی وہ کیا قتل کریگی فتح و شکست پروردگار کے اختیار ہی بندہ مجبور و ناچار ہی یہ باتین کسی احمق سے جاکر کرو کہ لوح طلسمی کو توڑ ڈالا دریاے قلزم مین پھینکوا دیا کیا مجال افراسیاب کی لوح طلسمی کو توڑ سکے اگر لوح توڑ ڈالتا طلسم ہوشربا مین آگ لگجاتی انشاءاللہ لوح طلسمی حاصل کرینگے ہم تجھے سمجھاتے ہین کہ ساہری جمشید پر لعنت کر خدمت مین عمرو کی تجکو لے چلین بارگاہ آسمان جاہ مین جگہ ملے تمھاری کتاب مین صاف لکھا ہی اسد تاجدار طلسم کشا ہی قاتل افراسیاب جری لاجواب وہ ضرور افراسیاب کو قتل کریگا یہ ہم بھی جانتے ہین کہ افراسیاب نے لوح کو چھپایا کسی بڑے مقام محفوظ پر رکھا مگر دانندۂ راز و رموز غیبی خدا وند

لا رہی ہر مقام کا نشان تعلیم کرے گا تکیہ پروردگار پر ہے نبیرۂ **صاحبقران** نامور ہے آمد سرداران **صاحبقران** سے زمین تھرائیگی ساحران ہوش رُبا کو پناہ نہ ملیگی جلد مین تیری خطا معاف کرا دون دربار **اسد** مین ہمکو سب طرح کا اختیار ہے **ارجنگ** کلام شوکت نظام **ملکہ مخمور** سے تھرا گیا کلیجہ منہ کو آگیا گھبرا کے اُٹھا کہا بہت اچھا مین جاتا ہون آپ غصہ نہ کیجیے مین **افراسیاب** سے کہکر چلا آؤنگا آپ کی اطاعت کرونگا اسوقت مجھے فرصت نہین ہے **ملکہ مخمور** نے کہا نکلجا تم ایسے نامرد کی شراکت کی ہمکو ضرورت نہین ہے **ارجنگ** اُٹھا بندگی بندگی کہتا ہوا نکل کے بھاگا **ملکہ مخمور** اُٹھکر دربار مین آئین خیال مین آیا ایسی مہمل بات کا سامنے خواجہ کے کیا ذکر کرون لیکن **ارجنگ** ملعون لشکر سے نکلکر ایک نخل کے سایہ مین ٹھہر اسوچا کہ مین تو **افراسیاب** سے وعدہ کرکے آیا تھا کہ **مخمور** کو ضرور لاؤنگا اب جو خالی ہاتھ جاؤنگا **افراسیاب** آزردہ ہوگا یہین ٹھہرون رات کو تدبیر کرون یہ ملعون جانور بنکر ایک نخل پر بیٹھ رہا یہان **ملکہ مخمور** نے بعد برخاست دربار اپنی بارگاہ کا قصد کیا **ارجنگ** سایۂ شاخ نخل مین چھپا دیکھا کیا جب اُسنے دیکھا پہر رات باقی رہی سحر کرنا شروع کیا نگہبان در دولت **مخمور** سحر سے اُس ملعون کے بیہوش ہوئے اب یہ نخل سے اُترا اندر بارگاہ **ملکہ مخمور** کے آیا دیکھا شمع ہاے مومی و کافوری روشن ہین بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ و پیراستہ ہے **ملکہ مخمور** آرام فرما رہی ہین چار کنیزین جو چپی پر اس بیچارے نے یہان بھی سحر کیا کنیزون کو بیہوش کرکے قریب چھپر کھٹ کے آیا دوشالہ چہرۂ زیبا سے ہٹایا سحر کرنے لگا خوب سحر **ملکہ** پر کرکے جب سمجھا بیہوش ہوگئی ہوگی بقچہ کمر مین دیا بلند پروازی کرکے اُڑا قبہ بارگاہ **مخمور** کو توڑکر نکلا طرف صحرا کے چلا در دولت **ملکہ مہ جبین** پر **ملکہ سُرخ مو**ے کا گلگشا براے نگہبانی حاضر تھین دور سے نگاہ پڑی بارگاہ **ملکہ مخمور** پر ایک شرارہ چمکا گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھی آواز دی کوئی حاضر ہے شاہزادہ **شکیل** جادو نور نگاہ **ملکہ مہرخ** گھوڑے پر سوار حفاظت بارگاہ **اسد** نامدار مین مصروف تھا آواز دی کیون حضور کیا ہے **سُرخ مو** نے آواز دی **شکیل** ہمارے پاس آؤ جب یہ حاضر ہوا **ملکہ سُرخ مو** نے فرمایا اے نور نظر مین یہان سے اُٹھ نہین سکتی بارگاہ **مخمور** پر ایک شرارہ چمکا میرے دلکو خوف پیدا ہوا ذرا بڑھکر دیکھو تو خیر تو ہے **شکیل** چلا سامنے دوکان حلوائی کی تھی **شکیل** نے دیکھا ایک شہدا غرقی باندھے پڑا ہے آپ ہی آپ بڑبڑا رہا ہے کہتا ہے جان مال سب ہار گئے لیکن کیا خوف ہے جسدن ہمارا رنگ آجائے گا سلطنتین جیت لین گے رنگ نہ کھیلے تو ہم کیا کرین ہم تو رنگباز ہین جوار یون مین ممتاز ہین ہمارا موقع آئے تو جان بدوین **شکیل** یہ سُنکر ہنس پڑا کہا میان شہدے صاحب کیا ہوا شہدے نے کہا حضور کچھ نہین شہدے ہین شکستہ حال تو نہین ہین جوے کے واسطے شہدے ہوے آپ کون

ہین کہان جاتے ہین شکیل ہنس پڑا کہا تجھے کیا بتائین شہدے نے کہا ہمین نہ بتاؤگے تو بہت خراب
ہوگے شکیل کو غصہ آیا چاہا ایک ٹھوکر مارون ہنسلی کمر ٹوٹ جائے شہد اجھاڑ پونچھ کر اُٹھ کھڑا ہوا کہا
اب اک کل مارون نرلہ جھاڑ دون یہ شاہزادۂ مہرخ کا بیٹا ایسے کلمات محل کا ہیکو کبھی گوش زد ہوئے
تھے قبضے پر ہاتھ ڈالا شہدے نے ہاتھ بڑھا یا کہ کان پکڑکے اینٹھ دون اور کہا اپنے بیگانے کو پہچانتا نہین
اب جو شکیل کی نگاہ پڑی آنکھون سے پہچانا خواجہ عمرو ہین شکیل لپٹ گیا کہا حضور معاف فرمایئے گا
آپ کے فقرے قیامت کے ہین خدا کی عنایت سے خیمے بارگاہ مین موجود ہین آپ اسطرح دو کان مین
حلوائی کی پڑے ہوئے ہین عمرو نے کہا اے شکیل بیعدیل تمام عالم میرا دشمن افراسیاب رہزن اگر اسطرح
بسر نہ کرتا اب تک جان نہ بچتی شکیل نے کہا حضور برائے خبر ملکہ مخمور جاتا ہون ملکہ سُرخ مو ے
کا کلکشا نے خبر دی کہ ابھی ایک شعلہ وہان بھڑکا فرمایا کہ جاکے خبر لو یہ سُنکر عمرو گھبرا گیا شکیل کے ساتھ
ہو لیا بارگاہ مخمور پر آکے دیکھا پہلے تو باعث خرابی یہی ہے کہ سب کنیزین دروازے پر بیہوش پڑی
ہین عمرو نے کہا اے شکیل غضب ہوا مخمور کو کوئی لے گیا شکیل نے بڑھکر باران سحر برسایا کنیزین بیدار
ہوئین اندر بارگاہ کے آکر دیکھا پلنگ خالی پڑا ہوا ہے قبۂ بارگاہ شکست چند دانے مافی کے پڑے ہوئے
ہین عمرو نے چہار جانب دیکھا کہا یہ عیار یچی کا کام نہین ہے کوئی ساحر لے گیا جاؤ تم لشکر مین ٹھہر دمین
بڑھکر خبر لیتا ہون شکیل نے کہا کیونکر ممکن ہے کہ مین حضور کو یکہ و تنہا جانے دون مین بھی ساتھ چلونگا
عمرو نے کہا اچھا الگ الگ آؤ شکیل پر پرواز پیدا کر کے اُڑتا ہوا چلا خواجہ عمرو نے جلدی مین صورت
بدلی طرف صحرا کے چلے لیکن ارجنگ جادو ملکہ مخمور کو بنچے مین دبائے ہوئے طرف صحرا کے چلا لشکر اسلام
مین تین پہر کامل پھرا کیا جاہ و جلال سردارانِ لشکر کا دیکھا دل سے کہتا ہوا ایسا نہو سردار تیرا پیچھا
کرین مین یکہ و تنہا وہان لاکھون ساحر ہین سب زبردست بے مثل و بےنظیر مین ایک ساحر حقیر اُنسے
مقابلہ نہ کرسکونگا ملجائے تو فوج ساتھ لے لون اس خیال مین چہار جانب دیکھتا ہوا جاتا ہے صبح بخوبی ہو چکی
نیر اعظم بلند ہوا دور سے دیکھا ایک بارگاہ صحرا مین استادہ ہے ہزارہا جادوگر اُترے ہوئے ہین مقابلے کار
ارجنگ کا بھائی خرجنگ جادو واسطے شکار کے صحرا مین آیا تھا لشکر اپنے بھائی کا ارجنگ نے
پہچانا یہ سمجھا بہت بھائی آسمان سے اُتر آیا خرجنگ کو خبر ہوپہنچی آپ کے بھائی صاحب آتے ہین
بارگاہ سے نکل آیا جھک کر سلام کیا کہا بھائی صاحب خیر تو ہے ارجنگ نے کہا اے برادر مین لشکر
طلسم کشا مین گیا تھا مخمور کو گرفتار کر کے لایا ہون یہ معشوقہ شہنشاہ ہے شہنشاہ کو جو بیقرار پایا برائے
خیر خواہی آیا اسکو گرفتار کیا لیکن یقین کامل ہے سرداران اسلام میری تلاش مین چلے ہون عیار

لشکر دیکھکر یہین ٹھہر گیا جلد لشکر تیار کرو اس دشمن شہنشاہ کو ارابے پر ڈال لو باغ سیب مین
لے چلو بے حد انعام و اکرام ملیگا خرچنگ نے کہا ٹھہر جاؤ چہرے پر تمہارے اُداسی معلوم ہوتی ہی
ایک دو جام شراب کے بیہوش و حواس درست کرو سرداران اسلام کی کیا لیاقت ہی اگر آجائین تو
جلا کر خاک کر دون انکی کیا حقیقت ہی بھائی کو بھائی نے تسکین دی مخمور کو لا کر بارگاہ مین سنبھالے
آپ دنگل پر خرچنگ ایک جانب ملکہ مخمور کی آنکھ کھلی اپنے کو مسلسل و مطوق پایا سامنے ارجنگ
و خرچنگ دونون نامرد شراب پی رہے ہین ارجنگ نے جو دیکھا ملکہ مخمور کی آنکھ کھلی پکار کر
آواز دی کیون مخمور نابدولت نے جو کہا تھا وہی کیا تجھکو گرفتار کر لایا اب خدمت شہنشاہ مین لیے چلتا
ہون میری راے پر کام کرو مین چلکر قدمون پر گروا دونگا ورنہ افراسیاب آتش قہر و غضب مین
پھونک دیگا مخمور کی زبان مین سوزن تھا ضبط کرکے اشارہ کیا او نامرد مکر سے گرفتار کر کے لایا اسپر
ناز کرتا ہی زبان سے سوزن نکلجاے تو مزہ دکھا دون ارجنگ نے کہا اب سوزن زبان سے شہنشاہ
نکالین گے معلوم ہوا قضا دامنگیر ہی وہان تمھارے قتل کی تدبیر ہی مخمور نے کچھ جواب نہ دیا عالم یاس
مین سر کو جھکا لیا خرچنگ نے لشکر کی تیاری کا حکم دیا لیکن یہ بھی کہتا جاتا ہی اے برادر ارجنگ
جلدی کیا ہی بہرو و بہر مین چلین گے قیدی ہمارے قبضے مین ہی پھر کیا خوف ہی ارجنگ کہتا ہی بھائی میرا
دل کانپ رہا ہی اسکے مددگار آتے ہونگے انکے حمایتی بہت ہین خرچنگ نے کہا کیا خوف ہی ہم کیا کسی
سے پایہ کم رکھتے ہین یہ باتین ہو رہی تھین کہ لشکر مین ہلڑ ہوا ملکہ صرصر شمشیر زن آتی ہین ارجنگ
نے کہا اے برادر شہنشاہ نے مخمور روانہ تو کر دیا تھا لیکن بیقرار تھے عیار بچی کو بھیجا ہوگا جلد بلا دیکار
کے کہو کہ اے ملکہ صرصر ارجنگ جادو یہان موجود ہین ملکہ مخمور کو گرفتار کر کے لائے ہین لوگون
نے آواز دی ملکہ صرصر لشکر مین آئین جسکی نگاہ پڑی جان ہیتال صرصر دیکھکر عاشق ہو گیا بانکی
وضع طرار فرار سایہ سے اپنے رم کرتی ہوئی زلفین چہرے پر بل کر رہی تھین پیچھے کمر مین جھلنگین لگاتی ہوئی
چلی آتی ہی سردار حیران حیران جان ہیتال صرصر شمشیر زن دیکھنے لگے صرصر شمشیر زن نے کہا تم
دیکھنے والون کے دیدے پھوٹین گھٹنے ٹوٹین اندھے ہو جاؤ منڈلیے پھرو کیسے کمبخت نگاہین ڈالتے ہین
میرا دل دھڑکتا ہی دیکھو نہ ڈاہیکا ہو گیا نظرین انکی کھائے جاتی ہین ان کلمات کو سنکر ہر ایک نے
کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا کہا ملکہ سلامت رہو صرصر نے کہا تم سب مردو ہم تمہاری بھتی کھائین تمھارے پھول
اُٹھائین کوئی بلائین لیتا ہی کوئی ترقی حسن و جمال کی دعائین دیتا ہی صرصر آوازے سب پھبتی
ہوئی پردہ اُٹھا کے بارگاہ مین آئی دیکھا ملکہ مخمور زنجیر و قید سحر مین مسلسل و مطوق زبان مین سوزن

ارژنگ و خرچنگ شراب پی رہے ہین ارژنگ نے کہا اے صرصر کیونکر آنے کا اتفاق ہوا
صرصر نے پوچھا تم بتاؤ شہنشاہ سے کیا کہکے آئے تھے مخمور کو راضی بھی کیا ارژنگ نے کہا اس آہوے
وحشی کا رام ہونا دشوار ہی اسکو تو شہنشاہ کے نام سے نفرت ہی ذکر سے شہنشاہ کے لعن وطعن کرتی ہی
مسلمانون کے نام پر مرتی ہی لیکن مین گرفتار کر لایا اب شہنشاہ کو اختیار ہی خواہ قتل کرین خواہ بخشین
مالکہ صرصر نے کہا میان ارژنگ یہ انکے نخرے غمزے ہین جب عاشق کو دیکھینگی بھول جائینگی ہائے
تمھارے سامنے انکار ہی جس وقت شہنشاہ فرمائینگے تمھو نائب طلسم ہوش رُبا کیا اپنے ہوش مین نہ رہینگی
قدمون پر گر پڑینگی یہ کہکے ارژنگ جادو کے چٹکی لی کہا کیون جی تمنے بڑا غضب کیا لشکر اہل اسلام
مین گھس پڑے بڑے بڑے وہان جلاد موجود ہین اگر تم کو قتل کروا لیتے مین کدھر کی ہوتی جس وقت سے
مین نے سُنا میان ارژنگ گئے ہین گھبرا کر لشکر مسلمانان مین گئی جنگل جنگل ڈھونڈھتی پھرتی ہون
ایک ایک سے پوچھتی پھرتی تھی ہمارے شہنشاہ کے صاحب کو تو نہین دیکھا یہان جب آئی تب قلب نے
تسکین پائی شکر ہی سامری جمشید کا کہ تکو خیر و عافیت سے دیکھا ان باتون کو سُنکر ارژنگ سمجھا
کہ صرصر مجھپر عاشق ہی کہا بی صرصر میرا کوئی کیا کر سکتا تھا کسی کی کیا مجال ہی کہ مجھسے آنکھ ملائے کسی
سردارون نے گھیرا سب سے لڑ بھڑ کے نکلا بی مخمور کو نہ چھوڑا یہان تک کشان کشان لایا اسیہان صحبت
مین بیٹھو دو چار جام شراب نوش کرو یہ بارگاہ ہمارے بھائی کی ہی شام کو چلین گے گرمی کی فصل ہی
لُو چل رہی ہی صرصر نے مسکرا کر کہا ہم تم ایک ہی خیمہ مین آرام کرینگے اس شرط پر ٹھہرتے ہین خس کی ٹٹیون
مین تخلیہ ہو جائے گا تنہائی مین ہم تم کچھ صلاح بھی کرینگے اب تو ارژنگ آپ مین نہ رہا جلدی اپنے
مقام سے اُٹھا کہا مین جا کر خیمے استادہ کراتا ہون سب طرح کا سامان مہیا ہوگا جب ارژنگ گیا
وہان جا کر خیمے استادہ کرانے لگا گلدستے چنے چھپر کھٹ آراستہ کیا اسباب عیش و نشاط مہیا ہوا جب
ارژنگ محفل سے جا چکا تب صرصر طرف خرچنگ کے متوجہ ہوئی کہا کیون صاحب یہ تمھارے
چھوٹے بھائی ہین کہ بڑے خرچنگ نے کہا میرا چھوٹا بھائی ہی صرصر نے مسکرا کر کہا صاحب تم انکی
عزت بڑھاتے ہو اپنا بھائی بناتے ہو تم شاہزادے معلوم ہوتے ہو انکی صورت پر تو صاف ظاہر ہی
کوئی لونڈی باندی گھر مین ہوگی والد آپ کے اُس سے مخاطب ہوئے ہونگے یہ انکے بطن سے ہین
تمھاری چاند سی صورت انکی کچھ حرکتین بھی خلاف ہین آج تو آپ کو دیکھکر دل بحال ہو گیا خرچنگ نے
کہا ملکہ اپنے گھر کی بات کیا کہین بس یہی کافی ہی کہ ہمارا بھائی ہی صرصر نے کہا آپ بڑے جلیل ہین
دربار مین شہنشاہ کے چلیے شہنشاہ کا یہ دستور ہی کہ خوبصورت جوانون کو بہت پسند کرتے ہین چلتے ہی

تمکو مصاحبون مین درج فرمائینگے تمھارا بڑا رتبہ بڑھائینگے صاحب تم نے سُنا ہوگا ایک وزیر کم ہوگیا
یعنی باغبان قدرت شریک مسلمانان ہوا شہنشاہ نے مجھسے فرمایا تھا اے صرصر تم بڑی جوہر شناس
ہو ہمارے واسطے باغبان سے بہتر وزیر ڈھونڈھکر لاؤ مین مہینون سے تلاش کرتی تھی کوئی نگاہ
مین نہ جچا آج البتہ تمکو دیکھکر خیال آگیا کہ شہنشاہ بہت پسند فرمائینگے مجھسے بھی خوش ہونگے عرض
کرونگی جیساکہ وزیر آپ چاہتے تھے ویساہی لائی بلکہ ایک کام کرو مخمور کو بھی تمھین لے چلو میان رجینگ
سے کچھ فقرہ کردو ولیکن ہمکو نہ فراموش کرنا کہ وزیر بن بیٹھو ہماری بات بھی نہ پوچھو ہمکو بڑا قلق ہوگا
کیا کہون جسوقت سے تمکو دیکھا نگوڑا دل تڑپا جاتا ہو کوئی اس دل خانہ خراب سے پوچھے ارے کمبخت
ناحق کو پھسل گیا تم شاہزادے مین بیچاری تین روپیہ کی عیار بچی بھلا مجھے کاہے کو قبول فرمائیے گا
خرجینگ کے بند قبا ٹوٹنے لگے فرد وزارت سُنکر جھومنے لگا صرصر نے جو نگاہین ڈالین ٹھنڈی سانسین
بھرین محبت آمیز باتین کہین خرجینگ گڑگڑانے لگا کہا ملکہ صرصر مین تو غلام ہون صرصر نے کہا غلام
کی جان کو آگ لگے پہلے یہ تبلاؤ نگاہ ملتے ہی تمنے کیا کردیا کیا کہون میرا دل کیا چاہتا ہو کچھ زبان سے
نکل نہین سکتا دل ہی مزے اُٹھاتا ہو مگر تمھارے بھائی صاحب مجکو دیکھکر بہت بلبلائے ہین فرمائے ہین
کہ مین خیمہ استاد کو آتا ہون آج دوپہر کو یہین رہو مین نے ہرچند کہا اپنا مُنھ تو بنواؤ مخمور کو جو گرفتار
کرکے لائے ہین اپنے ہوش مین نہین ہین اور صاحب مین صاف کہون چاہو مجکو بیغرت کہو میری تو تیر
جان جاتی ہو خرجینگ نے کہا مین تابعدار ہون اُس لونڈی بچے کی کیا حقیقت ہو تمکو ہاتھ لگا سکتا
ہو کہا صاحب وہ بڑے زبردست ہین مجھسے کہتے تھے صاحب میرا کہنا نہ مانوگی تو مین سحر کرونگا دیوانہ
بنادونگا صاحب مین جادو سحر سے ڈرتی ہون کوئی موہنی پڑھین تو مین کیا کرون خرجینگ نے کہا
نالائق کا سر توڑ ڈالون وہ کیا موہنی پڑھے گا آنے تو دو نالائق کو ہمارے سامنے سحر کیا کرسکتا ہو کہا
صاحب جو کچھ کرنا سمجھ کر کرنا ایسا نہو وہ نگوڑا لونڈی بچہ تم پر سحر کرے نگوڑا قصائی کا کتا ہو ایسا نہو تمھارے
لیے کچھ خرابی ہو مین کدھر کی نہ رہونگی مجھے تو سب طرح مشکل ہو مگر کیا کرون دل پر جو گذری ضبط
نہو سکا تم سے کہدیا مین تم سے سب طرح راضی ہون یہان سے بھاگ چلو لیکن یہ لونڈی بچہ پیچھا کرے گا
مجکو تمکو ڈھونڈھیگا وہ آدین اُنکو بسہولیت سمجھادو کہ مجکو عہدۂ وزارت ملا میرے مقدمہ مین دخل ندو
صرصر کو ہاتھ نہ لگاؤ اجی صاف صاف کہدو کہ ہماری بی بی ہو مین کیون چھپاؤن مین کیا کسی کی لونڈی
باندی ہون افراسیاب بھی کچھ ٹرائین یا ترائین مین اُنسے بھی نہین ڈرتی نوکری پیشہ ہون
جی چاہا کی جی چاہا نہ کی یہ بیچاپتے کس قطار مین کس شمار مین ہین مین سربازار کہدونگی میان خرجینگ سے

راضی ہون میرے مزاج مین کسی کو کیا دخل ہو خرحنگ نے کہا ملکہ نہ گھبراؤ اس لونڈی بچے کو آنے دو
مین بخوبی سمجھا دونگا یہ کہکے مصاحبون کی جانب پلٹا کہا صاحبو تم نے سُنا میان ارچنگ جو مجھسے لڑائین
تم لوگ چہار طرف سے ٹوٹ پڑنا سحر نہ کرنے دینا مخمور کو ہم لیکر خدمت مین شاہ کی چلینگے ہمین عہدۂ وزارت
ملیگا تم سبکو عہدہ ہاے جلیل دونگا سبھون نے کہا حضور اُنکی کیا حقیقت ہو آپکا بھائی جانکر ہمنے بارگاہ
مین آنے دیا ابھی کہیے گردن مین ہاتھ دیکر باہر نکال دین خرحنگ نے کہا آنے تو دو ناراض عورت پر ہاتھ
ڈالنے کا ارادہ کرتے ہین وہ ہمسے راضی ہو انکو کیا دخل یہ باتین تھین کہ میان ارچنگ خیمہ آراستہ کرکے
تنتے ہوئے آئے آتے ہی پکارا بی صرصر ذرا یہان آنا مجھے تم سے کچھ کہنا ہو صرصر نے کچھ جواب دیا خرحنگ نے
کہا بھائی یہان آؤ اک بات تو سنو صرصر کو وہان کہان بلاتے ہو ہوا کا وہان کیا کام ہو ارچنگ نے کہا
بھائی صاحب تمھین کیا دخل ہو مین تنہائی مین اُنسے کچھ کہونگا خرحنگ نے کہا بات تو سُن لو ارچنگ
خوشی خوشی سامنے آیا کہا بھائی صاحب تمھین نہین معلوم ہو تنہائی مین صرصر سے کچھ باتین کرونگا خرحنگ
نے کہا تمھین نہین معلوم ہمارے پاس نامہ شاہنشاہ کا آگیا ہو ہمکو عہدۂ وزارت ملا تمکو شاہنشاہ نے معتوب
کیا تم جاکر گھر مین ٹھہرو شب کو آکر تم سے سب کیفیت مفصل بیان کرینگے سب حال تمپر ظاہر ہو جائیگا
اسوقت اسی مین بہتر ہو کہ چُپکے یہان سے چلے جاؤ تکرار نہ بڑھاؤ ارچنگ نے کہا تم مخمور کے لیجانے والے
کون ہو مین رات بھر لشکر مسلمانان مین رہا اپنی جان مٹائی تم یہ کیسی باتین کرتے ہو کیسا نامہ کیسا پیام
وزارت کیسی مین مشیر شہنشاہ عالیجاہ ہون ابھی جو مین شہنشاہ سے کہدون طلسم ہوش رُبا سے نکلوا دیے
جاؤ میری وجہ سے پوچھے جاتے ہو اسوقت کچھ شراب کا نشہ زیادہ ہوگیا خرحنگ نے کہا بے کچھ تیری
شامت آئی ہو وزیر شاہنشاہ سے زبان لڑاتا ہو ابھی گردن مین ہاتھ دلواؤنگا ارچنگ نے کہا مین
مصاحب شاہنشاہ ہون مارے جوتیون کے سر توڑ ڈالونگا بیٹھے بیٹھے تجھے کیا ہوگیا ہو کیون بلبلاتا ہو صرصر
میری معشوقہ مجھسے اُسنے وعدہ کیا مین سامان مہیا کرکے آیا ہون مخمور کی قید مین لیجاؤنگا تم ایسے لشکر مین
جاتے ایسی جوتیان پڑتین کہ سر مین ایک بال نہ رہتا ما بدولت گئے لڑے بھڑے جان لشکر اسلام کو گرفتار کرلائے
صرف گھڑی بھر کو یہان ٹھہر گیا فوج کے بھروسے پر یہ باتین کرتا ہو وزارت تم ایسے گدھون کو ملیگی خرحنگ
تیغہ پکڑکے اُٹھا صرصر سر جھکائے بیٹھی ہین کچھ نہین بولتین خرحنگ تیغہ کھینچکر جو اُٹھا ارچنگ نے گولہ
نکالا کہا کھینچکر مارون کہ سر پھٹ جاے ہمارے سامنے تیغہ کھینچتا ہو خرحنگ نے دیکھا کہ یہ ساحر زبردست ہو
گولہ اسکا چلا تو غضب ہو جائیگا سردارون کو آواز دی کہ پہنا اِس نالائق کو حتنک ارچنگ سحر
پڑھے چالیس پچاس ساحر چہار جانب سے ٹوٹ پڑے ایک ہاتھ مین چار چار لپٹ گئے دس پانچ نے منہ پر

ہاتھ رکھ دیا کہ سحر نہ کرنے پائے خرخنگ نے دیکھا کہ ساحر دن نے اُسکو بگڑا تڑپ رہا ہی ایسا نہو نکل جائے جلدی مین ہاتھ تلوار کا مارا ارجنگ سحر نہ کرسکا سر کٹ کر بیجپا کا زمین پر گرا اندھیرا چھا گیا زمین کانپی آواز آئی کُشتی ہرا نام من ارجنگ جادو بود خرخنگ نے کہا لاغنہ اس بیجپا کا پھینکدو مہر صرصر اشتکر ہاتھون سے لپٹ گئی کہا صاحب کیا کہنا کیا ہاتھ مارا ایک ہی ہاتھ مین سر گموڑے کا اُڑ گیا مگر تمھاری جرائت کے صدقے تلوار سے خون پونچھو دری سا خون چکھلوا ایسا نہو خون اس خودسر کا سر پر سوار ہو مگر میان مین تمھارے غصے سے اسوقت ڈر گئی بڑے خونی جنونی ہو مین سمجھی تھی باتون مین سمجھا دوگے تم نے مار ہی ڈالا خرخنگ نے کہا ای جانِ جہان وای آرام دل مشتاقان یہ کیا بیجپا تھا لاکھون سے مین لڑا ہون جسوقت مجھکو عہدۂ وزارت ملے گا ایک ہی دن مین سب مسلمانون کا خاتمہ کردونگا باغبان وغیرہ مجھ سے کیا مقابلہ کرینگے کیا سحر کرسکینگے لیکن اسوقت تیری محبت نے بیقرار کیا اب آرام سے بیٹھو قید بلکہ مجموز لیکر چلینگے صرصر نے کہا صاحب ہمین تو اب غم بھر کو چلین لما غنچہ سربستہ آرزو کھلا نظم

بیٹھ رہتے نہ ملی ایسی کوئی جا دلچسپ
لا ساقیا دے کوئی پیمانۂ صہبا دلچسپ
جائے آرام زمین کو تو نہ پایا افسوس
ڈھونڈھیے اور ہی مسکن کوئی اچھا دلچسپ
دام گیسو سے تمنائے رہائی ہو خطا
کیا بنائے ہین خدا نے ترے اعضا دلچسپ
کردیا محفل خاموش نے افسردہ مزاج
اسطرح سے ہو کہان عقد ثریا دلچسپ
کم پریشانی خاطر نہوئی صد افسوس
کیا نہین خانۂ زنجیر ہمارا دلچسپ
جائے دل سینے مین آئینہ نے رکھا اُسکو
خوب ہی آج تو ہو رنگ مصفا دلچسپ
خبر ترے نقشۂ تصویر ہزارون دیکھے
پر نہین اس سے زیادہ کوئی نقشا دلچسپ
سبزہ لگا جی کہ نہ تھا سبزۂ صحرا دلچسپ
بڑھ گئے آہ و فغان ورد ہا سے آگے
ہان مگر سنتے ہین ہی عالم بالا دلچسپ
جن تری چشم فسون خیز سے نسبت یا دون
ہی دلاویز بلا وہ مجھے سودا دلچسپ
جا بجا مسکن یاران فنا دوست ملا
ساقیا اُٹھ گئے دورے مے مینا دلچسپ
اس خفا کے بھی تصدق کہ تسلی بخشے
تھا اُٹھا داغ درون سے کوئی شعلا دلچسپ
جان جاتی ہی ترے عاشق شیدائی کی
بسکہ تھا پارۂ عکس رخ زیبا دلچسپ
نقش دل ہائی دو بہار و نے اُسکو سمجھا
ڈالتے آنکھ نہ پایا کوئی آنا دلچسپ
تنگ آئے ہین بہت خاطر برہم سے ہم
نظر آیا نہ مگر عرش معلیٰ دلچسپ
کچھ تسلی نہوئی گلشن ایجاد سے آہ
آنکھ رکھتی نہین کچھ نرگس شہلا دلچسپ
سر سے پا تک نظر آتا ہی ہر اک شعلہ نور
نظر آتا ہی عدم کا مجھے رستا دلچسپ
لطف بوندون مین پسینے کی جو ہی عارض پر
ظلم بھی ہو تو کوئی ای ستم آرا دلچسپ
ہوس سیر چمن کا ہی بیان کس کو دماغ
کسقدر ہی تری زنجیر مطلا دلچسپ
جا بجا ہین ہئے گلرنگ کے چھینٹے زاہد
کسقدر تھا تری تصویر کا نقشا دلچسپ
سرگذشت اپنی سنا روز اسی طرح نسیم

یہ اشعار آبدار معشوقۂ گلعذار نے جو اپنی رنگین بیانی سے پڑھے خرخنگ مثل گدھے کے بھول گیا دست درازی کرنے لگا صرصر نے اُلٹا ہاتھ مارا کہا نگوڑے کچھ دیوانہ ہوا ہی

الگ رہ اپنے ہوش سے باہر نہو بس جاؤ چلتے پھرتے نظر آ ؤ لو قدرت لات ومنات کی ہم اپنر مرتے
ہین نگوڑا غول مجہول پرانا چنڈول اپنی صورت تو بنوا ؤ ہوش مین آ ؤ لو ہم پر بھی دست اندازی
کرتے ہین ابھی جاکر شاہنشاہ کو خبر کردونگی مشکین باندھی جائینگی ٹنڈیا ن کسی جائینگی تمھاری جڑوا بیٹیا
پکڑی جائینگی میری بلا پوش کو بھی خبر نہ ہو گی تم نے بھائی کو کیون مار ڈالا تم سے تو ڈرنا چاہیے یہ بات
مجھکو نہ بھائی تیری محبت مین ٹری رسوائی ہو لیکن کیا کرون دل خانہ خراب نہین مانتا جلسہ آراستہ
کر گھڑی دو گھڑی میٹھین باتین کرین اور باتین بھی ہو جائینگی کیا اُسی بات کا بھوکا ہو ہنسنا بولنا ٹری بات
ہو ارے نگوڑے تجکو محبت نہین بھتی شیطان کو بٹھے چڑھکر پکارتا ہو مجھے تیری آنکھون سے ہول آتا ہو
تو چوتھے دن چھوڑ دیگا مین بدنام ہو جاؤنگی خرجنگ ہاتھ باندھنے لگا کہا ملکہ عمر بھر مین نباہونگا کبھی
گردن تابی نہ کرونگا صرصر نے کہا صاحب نہین ابھی تو تم سیدھے رہوگے جب عہدہ وزارت ملیگا
تب آپ سے باہر ہو جاؤ گے ہمسے آنکھ نہ ملاؤ گے مین صاف کہون وزارت کے لائق ہو ساحرون مین
فائق ہو شاہنشاہ بہت عزیز کرینگے دم بھر ساتھ نہ چھوڑینگے خرجنگ ان باتون کو سُنکر مرا جاتا ہو مقام
صدر پر آکر بیٹھا ملکہ صرصر کرسی پر جلوہ فرما ہوئین ساقی بچے سے کہا کباب وشراب لاؤ مخمور سامنے
بیٹھی یہ سب معاملے دیکھ رہی ہو حیران ہو خداوندا کس بلا مین پھنسی گرفتار کرکے وہ بیچیا لایا اب اس
گدھے کا قبضہ ہوا لیکن آج صرصر کیسی باتین کرتی ہو اسکی تو عفت وعصمت مشہور رہی شاید ہمارے
اُستاد نامدار تو نہین آ پہونچے ای مخمور یہ تو ناممکن ہو کہ کوئی ہماری فکر نہ کرے ضرور خواجہ عمرو چلے
ہونگے اسد نامدار کو بھی ضرور خبر ہوئی ہو گی ہمارے شہریار کو کیونکر گوارا ہوگا ضرور عیارون کو حکم
ہوا ہوگا عیار تلاش کرتے ہونگے سردار چلے ہونگے ضرور ہمکو ڈھونڈھتے ہونگے صرصر کا حال کیونکر کھلے
آج اسکی باتون نے بہت بیچین کیا عورت کو اس قدر خیلاپن نہ چاہیے یا عاشق ہوئی یہ نگوڑا بیچیا کیا ہو عمرو
اُسپر مرتا ہو گانے مین کامل عیاری مین بیمثل کیونکر اس بیچیا کی جانب متوجہ ہوئی ای مخمور زمین شق ہو مین
سما جاؤن ان جھگڑون کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھون اگر خدانخواستہ یہ خبر شاہزادہ نورالدہر کو پہونچی
کیسے بیقرار ہونگے یقین ہو دشمن اپنے کو ہلاک کرین دیکھیے اب یہان سے رہائی کیونکر ہو اگر خدانخواستہ
افراسیاب کے سامنے پہونچگئی فورًا قتل کریگا ہم لوگون سے جلا ہوا ہو ایسے خیالات مین آنکھون سے اشک
حسرت جاری ہوے روتے روتے ہچکی لگ گئی لیکن صرصر شمشیرزن باتین کہتے کہتے طرف ملکہ مخمور کے
متوجہ ہوئی کہا بی بی تمھین کیا منظور ہو شاہنشاہ سے دشمنی کرنا سراسر عقل کا قصور ہو ہمارے میان
خرجنگ وزیراعظم چلکر تمھاری خطا معاف کرادینگے اب عذر نہ کرنا جان کا خوف نہ کرو انکے سبب سے

شہنشاہ

شہنشاہ کچھ نہ کہہ سکین گے باغیون کی محبت مین حکو کیا ملا خیر جو گذرا سو گذرا اب راہ پر آؤ سامری جمشید کو سجدہ کرو یہ سُنکر ملکہ مخمور کو بہت ناگوار ہوا زبان مین لکنت ضبط کرکے جواب دیا او صرصر کمبخت تیری شامت آئی ہے کسی کو وزیر کسی کو بادشاہ بناتی ہے ہمارے طریقے سے تو بخوبی آگاہ ہے ہمسے کلام نہ کر اگر تیرا اختیار ہے جلاد کو بلا اور نہین جہان جی چاہے وہان لیچل ہم سوال و جواب کر لین گے سامری و جمشید پر لعنت کر چکے اب اُنکو کیا سجدہ کرینگے صرصر نے کہا آپکی قضا آئی ہے افراسیاب ضرور قتل کریگا ملکہ مخمور نے جواب دیا تم نہ ہمکو بچانا تم سے کوئی فریاد نہ کریگا بس صرصر تیغ لیکر اُٹھی کہا بی مخمور ہمسے زبان لڑاتی ہو ابھی ہم تمکو قتل کرینگے خرچنگ نے منع بھی کیا ملکہ بیٹھو شراب پیو ہم قتل کرینگے یا سامنے شاہنشاہ کے لیجائینگے صرصر چمک کر سامنے ملکہ مخمور کے آئی بائین آنکھ کا تل دکھایا ملکہ مخمور نے خواجہ عمرو پہچانا نخل گل کے شگفتہ ہو گئی عمرو نے اشارہ کیا لڑ بھڑ کر نکل جاؤ گی اس بیچیا کو قتل کر سکو گی زبان سے سوزن نکالو ملکہ مخمور نے اشارے سے جواب دیا آپ کا اقبال قتل کریگا اس ملعون کی کیا حقیقت ہے بس اُسی وقت صرصر نقلی یعنے خواجہ عمرو نے قتل کرنیکے حیلے سے سوزن زبان سے ملکہ مخمور نے نکال لیا اور نعرہ کیا

نعرۂ خواجہ عمرو | کزان اُستاد عیاران عالم | سراپا دانش و عقل مجسم
بباغ دین ز کرش آبیاری | جہان سرہنگ در خنجر گذاری | بہر کشور بلاے جان کفار
عمرو آن شاہ عیاران عیار

خرچنگ گھبرایا کہ یہ کیا قیامت برپا ہوئی سوزن نکلے ہی ملکہ مخمور لڑ بکر اُٹھی خرچنگ نے آواز دی لینا گنہگار جانے نپاوے ساربان زادے نے بڑا مکر کیا میرے بھائی کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا بارہ ہزار ساحران غدار ملکہ مخمور نامدار پر دوڑ پڑے ہر طرف سے سحر ہونے لگے خواجہ عمرو تو لوٹنے مین اسباب محفل کے مصروف ہوے چوگھڑے چنگیر دان عطر دان پاندان خاصدان محفل کے سب اُٹھا لیے مگر مخمور نے دیکھا بارہ ہزار ساحرون کا بلوہ ہوا ہر سمت سے صداے گیرو بند بلند ہوئی مخمور بلوۂ عام مین لڑ رہی ہے جسکو دانہ یاقوت احمر کا مارا وہ زرد و خون مُنہ سے اُگلنے لگا جسم مثل سرو چراغان جلنے لگا کبھی زیور سے سحر کرتی ہے انگوٹھیان اُتار کر پھینک مارین کسی کا سر ٹوٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی پر برق بنکر گری کشت حیات کو اُسکے جلایا خرچنگ جادوسحر ملکہ مخمور کو دیکھکر گھبرایا لاکھون مین یکہ و تنہا یہ لڑ چکی ہے بارہ ہزار ساحرون کی کیا حقیقت جانتی ہے دم بھر مین بارہ ہزار کو رول لیا افسران فوج کو تاک تاک کے مارنا شروع کیا جب افسر کو قتل کیا فوج کے پیر اُٹھے خرچنگ ترغیب دے رہا ہے ارے یارو اسکو گرفتار کرو ساحر ہر مرتبہ بلوہ کرکے ہین مخمور نے ستھراؤ کر دیا دریا خون کا بہا دیا خواجہ عمرو کبھی گلیم اُتار کر لشکر ساحران پر جا پڑتے ہین جادوگر کی صورت بنائی جب کسی ساحر کو

تا کا کہ زیور پہنے ہوے لڑ رہی ہی خواجہ نے اُسکو للکارا اُسنے گولہ اُٹھایا جلی سحر کہنے خواجہ نے ترنج کھینچ مارا
وہ بھی ترنج سحر ہی اسم سحر پڑھکر ہاتھ مارا ترنج ٹوٹا چند قطرے پانی کے نکلے چھینٹین اُسکے مُنھ پر پڑین
بیہوش ہوکے زمین پر گری عمرو نے قریب آکے خنجر مارا اُسکا خاتمہ ہوا عمرو نے زیور و لباس اُتار لیا
ننگ خاندان کو برہنہ کرکے ڈالدیا پھر بھاگ کر گلیم اوڑھ لی اسطرح کئی ساحرون کو مارا قتل کرنے کے
علاوہ مال لوٹنے کی بڑی خوشی ہی کسی ساحر کی پگڑی اُتار لی مردون کی کمرین ٹٹولتے پھرتے ہین ہرچند
مخمور چاہتی ہی خر جنگ کو بڑھکر مارون نامرد کو للکارون لیکن وہ دور سے سحر کرتا ہی قریب ملکہ
مخمور نہین آتا غل مچاتا ہی یارو تم کیسے نامرد ہو ایک عورت کو نہین پکڑ سکتے بعضے گستاخ جواب دیتے
ہین حضور آپ سے زیادہ ہم نہین ہین ذرا آگے تو بڑھیے مقابلہ کیجیے ہم بھی حاضر ہین آپ کے حالات کے
ناظر ہین دور سے سحر کرتے ہین قریب جانا مناسب نہین ایسی شیرزن سے مقابلہ آسان ہی دم بھر مین ہزارون
کو مارا زمین کانپ رہی ہی سب کو مار کر نکل جائیگی بہتر یہ ہی بھاگ چلیے خوب معشوقہ صرصر کو بنایا کیا ہوا
باندھی اب آندھی سحر کی اُٹھی ہی صرصر کو بلائیے جان بچائیے یہ سُنکر خر جنگ جھلاتا ہی کہتا ہی یارو تمکو
کس دن کے واسطے نوکر رکھا تھا آگے بڑھو سحر کرو جھونٹے پکڑکے مخمور کو ہمارے سامنے لاؤ مسخرے پن کی
باتین نہ بناؤ ہمکو بہت ناگوار ہوتا ہی ہمین شرم آتی ہی عورت کو کیا گرفتار کرین ساحر ہنستے ہین صفون
مین غلغلہ ہی واہ رے عمرو تیرا کیا کہنا خوب میان خر جنگ کو گدھا بنایا بھائی کو انکے پہلے قتل کرایا
خوب رنگ جمایا اب خوشی تھی کہ وصل حاصل کرونگا عشق مین یہ بلا نازل ہوئی عمرو نے ملکہ مخمور کو خوب رہا

	کیا اب جان بچانا مشکل ہو بقول شاعر رباعی	

ہر لحظہ جو نا امید تر ہوتا ہون	بیفائدہ رو رو کے مین جی کھوتا ہون	قسمت مین غم شب و روز لکھا ہوتا	قسمت کے لکھے کو اب ٹالن نہ سکا ہون

اب میان خر جنگ سر پیٹین تقدیر کے لکھے کو روئین قضا سے کار مخمور مصروف جنگ ہی اور ساحرون کا
بلوہ ہزارون کو کیونکر قتل کرے تا بہ خر جنگ کیونکر پہونچے کہ یکایک آسمان پر برق چمکی شاہزادہ شکیل
جادو تلاش مین ملکہ مخمور کے چلا تھا صحرا مین ڈھونڈھتا پھرتا تھا کان مین آواز ساحرون کے مرنے کی آئی
طرف صحرا کے متوجہ ہوا دیکھا مخمور لڑ رہی ہی ہزارون ساحرون نے گھیرا ہی خواجہ عمرو کے بھی نعرے کی آواز
آتی ہی مخمور نے زمین ہلا دی ہی دیکھتے ہی شکیل اس معرکے کو نعرہ کرکے گرا منم شاہزادہ شکیل بعدیل
ملکہ عالم نہ گھبرائیے گا غلام آپ کا آ پہونچا گرتے گرتے دن سے گولہ مارا دس پانچ کے سر پھٹے ساحر دہائی
دینے لگے لوصاحب غضب ہوا ایک کو تو جواب دے نہ سکتے تھے کہ دوسرا آ پہونچا یہ وہ قیامت کے ساحر
ہین جو افراسیاب سے نہین منھ نہ پھیرین اب بڑی مشکل ہوئی اب ملکہ مخمور نے جو دیکھا شکیل جادو

نے آکر ہنگامے کو رو کا مخمور نے خرچنگ کو تا کا رنگ جنگ مغلوبہ سے خوب ماہر ہی جانتی ہی بدون قتل
افسر لڑائی کا فتح ہونا دشوار سحر کرتی ہوئی طرف خرچنگ جادو کے چلی شکیل نے مجمع کو روکا مخمور نے
آگ برسائی شکیل نے دریاے سحر جاری کیا صدہا ٹھنڈے ہوئے مخمور نے دانہ یاقوت احمر کا مارا شکیل
تلوار کھینچکر لڑا مخمور نے سینک کی کمان بنا کر تیر مارے سیکڑون کے سینے مشبک ہوئے خطا کا رسہم مثل تیر کے
بھاگے پلے پر جا کے ٹھہرے گوشہ ڈھونڈھتے تھے اپنی خطا کاری پر نادم ہوا گئے کے عازم شکیل پامال
کر رہا ہی گچھا پیکان کا مارا بجاے قطرہ ہاے آب تیر دل دوز برسنے لگے مخمور لڑ بھڑ کر سامنے خرچنگ
کے پہونچی خرچنگ کی نگاہ پڑی کس آن بان سے مخمور لڑتی بھڑتی چلی آتی ہی نیمچہ سحر ہاتھ مین گاتی دوپٹے
کی بندھی ہوئی چہرہ آفتاب عالمتاب حسن وجمال مین انتخاب یہ بیچا گھبرا اٹھا مخمور نے للکارا او نامرد
کہان جاتا ہی صرصر تیری معشوقہ کہان گئی اب عروس مرگ سے ہمکنار ہو زیادہ نہ مضطر و بیقرار رہو
خرچنگ نے گولہ سحر مارا مخمور نے نگاہ سحر آگین ڈالی گولہ پھٹکر اُسی کی فوج پر گرا کئی سوناری
واصل جہنم ہوئے اہالیان فوج کے مزاج برہم ہوئے آواز دی حضور کیا کہنا گانڈو ہاتھی اپنی فوج کو
مارے خرچنگ جھلایا ساتھ والون نے بھی گرمایا طعن وتشنیع سے شرمایا تیغہ سحر کھینچکر جا پڑا ہاتھ تیغہ
کا لگایا ملکہ مخمور نے سپر سحر کو اُٹھایا وار اُسکا روکا خبردار کہکے نیمچہ ہلالی اُس ماہ آسمان خوبی نے کھینچا
قریب جا کر خبردار کہکے چمک کے ہاتھ مارا اُس روسیاہ نے چاہا بھاگون دام اجل مین گرفتار ہو چکا موت
پانون تھامے ہی کب ہل سکتا ہی دام اجل سے کہان نکل سکتا ہی نیمچہ سر پر گرا سراسر کٹے جبڑے کو کاٹتا
صندوق سینہ سے مانند سیماب تڑپکے نیمچہ گذر اشرمگاہ کے پھاٹک کو ویران کیا خرچنگ کے دو ٹکڑے ہوئے
مخمور نے نعرہ کیا دہ مارا شعلہ بھڑکا ساحر زبردست تھا مرنے کی اُسکے علامت بلند ہوئی آواز آئی کشتی مرا
نام من خرچنگ جادو بود اب مخمور و شکیل فوج خرچنگ سے لڑنے لگے فوج بھاگی جاتی ہی یہ
دونون قتل کرتے ہوئے جاتے ہین قضاے کار ملکہ صنعت سحر ساز نے وگھمٹ پر جو قصر بنایا ہی جہان
یہ معرکہ پڑا ہر طرف ایک کوہ درمیان مین تھا اسوقت بالاے قصر ملکہ صنعت سحر ساز بیٹھی ہوئی
سحر تیار کر رہی تھی کہ صداے ہاے ہو کان مین آئی گھبرا کر سر اٹھایا کہا ارے یارو کہان پر لڑائی ہو رہی
ہی طلسم ہوش ربا مین غدر پڑ گیا مسلمانون نے کہین قیامت برپا کی یا عیارون کی عیاری ہوئی یہ کہکر
اپنے مقام پر سے اُٹھی طاؤس پر سوار ہوئی سحر کیا طاؤس اُڑتا ہوا چلا بلند ہو کر نگاہ ڈالی دیکھا
ایک لشکر بھاگا جاتا ہی دو ساحران زبردست سحر کرتے ہوئے لشکر کو بھگاتے ہوئے جاتے ہین تمام صحرا خون
سے لالہ زار بنا ہوا ہی دو کوس تک لاشے ہی لاشے معلوم ہوتے ہین بارگاہین سرنگون ہر سمت جوش

دریاے خون ملکہ صنعت سحر ساز حیران ہو کہ یہ کسنے سب کو قتل کیا اب جو نگاہ ڈالی شکیل و مخمور کو پہچانا آنکھون مین خون اُتر آیا وہین سے نعرہ کیا او شکیل کیا بے ادبی کرتا ہو ملازم خاندان شاہی پر یہ ظلم و بدعت شکیل نے دیکھا کہ صنعت مثل شعلہ جوالہ کے آتی ہو گولہ مارا صنعت بھلا اسکے سحر کو کب مانتی ہو ایک بھبکی ماری گولہ پھٹکر زمین پر گرا گرتے گرتے ایک دودہتڑ مارا غبار بلند ہوا شکیل چادو چرخ کھاکر گرا صنعت نے ایک دستک دی ایک ساحر سیہ فام قفس آہنی لیے ہوے پیدا ہوا صنعت نے خاک جھولی سے نکالی شکیل پر ڈالدی شکیل نے غلطک ماری اک باز کی صورت بنگیا صنعت نے پکڑ کے قفس مین بند کیا وہ قفس ساحر سیہ فام کو دیا آپ غصہ مین طرف مخمور کے چلی مخمور نے پلٹ کر دیکھا شکیل گرفتار ہوا ساحر سیہ فام قفس لیے ہوے جاتا ہو مخمور کو تاب نہ آئی للکارا او سیہ کہان جاتا ہو قفس مین شکیل کا تڑپنا دیکھکر طائر روح مخمور قفس جسم خاکی مین پھڑکا چاہا ساحر پر جا پڑے شکیل کو رہا کرے مگر ملکہ صنعت سحر ساز بقہر و غضب تمام طرف ملکہ مخمور کے پہنچی کہا بی مخمور ادھر کہان جاتی ہو تمنے شاہنشاہ پر بدعت کی بڑے بڑے ساحر مارے اب مین کل سامان کرچکی میرے ہاتھ سے ایک زندہ نہ بچے گا تمھارے واسطے مرگھٹ پر سحر تیار کیا ایک ہفتے سے آب و دانہ ترک ہو مخمور نے دانہ یاقوت احمر کا مارا مگر ملکہ صنعت تو سحر کامل تیار کرچکی دانے کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کئی سحر ملکہ مخمور نے کیے لیکن صنعت پر تاثیر نہوے مثل شعلہ جوالہ سامنے مخمور کے آئی ایک دودہتڑ زمین پر مارا وہی غبار زرد اُٹھا مخمور اسکو دیکھتے ہی بیہوش ہوئی مخمور کو بشکل قمری بناکے دوسرے قفس مین بند کیا دونون قفس اُس ساحر نے اُٹھالیے عمرو گلیم اوڑھے یہ سب معرکہ دیکھ رہا ہو لقا قب مین صنعت کے چلا صنعت خرامان خرامان طرف مرگھٹ کے جاتی ہو درہ کوہ سے باہر نکلی عمرو نے دیکھا سامنے وہی مقام ہو اب قصر سحر کو اور زیادہ صنعت سحر ساز نے رونق دی ہو دونون قفس لیکر حصار مین داخل ہوگئی وہ جو قید خانہ براے سرداران اسد تیار کیا ہو باز و قمری کو اُسی مین چھوڑ دیا آپ قصر مین جا بیٹھی مصروف عیش و نشاط ہوئی عمرو حال حصار سے بخوبی آگاہ ہوچکا ہو اُسمین کئی راہ گیرون کو دم دیکر بھیجا جو کبھی پاس پہونچا لیکر کا نقیر ہوا عمرو ناچار گریان و نالان پلٹا لشکر اسلام مین آیا دربار مین سب سردار موجود ہین جانسوز نے خبر دی ہو کہ مخمور کو کوئی ساحر چرالے گیا ہو شاہزادہ شکیل و خواجہ عمرو براے جستجو تشریف لے گئے ہین ملکہ مہرخ گھبرا رہی ہین کہ خبر پہونچی کہ خواجہ عمرو تشریف لاتے ہین سب سردار دوڑ پڑے ہاتھون ہاتھ خواجہ کو لیکر دربار مین آئے ملکہ مہرخ نے دیکھا عمرو گرد و غبار مین اٹا ہوا لباس پھٹا ہوا نہایت پریشان ہو اسد نامدار نے پوچھا نانا جان خیر تو ہو ملکہ مخمور رنجور کا کچھ پتا ملا عمرو نے تمام کیفیت بیان کی کہ اول ارچنگ جادو مخمور کو لے گیا تھا مین بصورت ملکہ صرصر گیا ارچنگ

کو ہاتھ سے خرچنگ کے قتل کرایا مخمور کو رہا کیا شکیل بھی عقب مین پہونچا اس زور و شور سے ملکہ مخمور نے خرچنگ کو مارا لیکن عین وقت پر صنعت سحر ساز آگئی شکیل و مخمور کو آتے ہی گرفتار کر لیا مین اُنکی جستجو مین گیا کئی راہ گیر بھیجے لیکن اندر نہ جا سکے حصار کامل ہی کوئی جا نہین سکتا باغبان قدرت نے کہا کہ صنعت سحر ساز کا سحر کامل تیار ہو گیا ہی خدا اُسکے شر سے بچائے اب صنعت پر غالب آنا دشوار ہی برائے ملکہ مخمور و شکیل بارگاہ مین شور گریہ و زاری بلند ہوا سب عیار حاضر ہوے عمرو نے پکار کر کہا کہ یارو تا بہ صنعت پہونچنے کی اب کوئی تدبیر نہین یہان کہین ملجائیگی تو پنجہ قابض ہو گا اندر حصار سحر کے کوئی نہ جا سکے گا چالاک نے برق کی جانب دیکھا آپسمین اشارے ہوے قبلہ و کعبہ کو کہنے دو جس دن مزاج مین آئیگا حصار سحر مین چلے جائینگے صنعت خود بلالیگی یہ بھی مجال ہی کہ اندر حصار کے ہم نہ جا سکین چلو چلکے بارگاہ ملکہ حیرت جادو سے خبر لائین دیکھین وہان کیا رنگ ہی برق و چالاک آپسمین صلاح کر کے چلے باغبان قدرت بھی پریشان پریشان اُٹھا کنارے لشکر کے ٹھہرا فکر کر رہا ہی کہ انجام کیا ہو گا انکو تو اس حال مین چھوڑیے لیکن برق و چالاک بصورت ساحران دربار مین حیرت کے آئے ایک جانب ٹھہرے ملکہ حیرت جادو تخت پر بیٹھی ہی ہرکارون نے خبر حرف بحرف آکر بیان کی کہ شکیل و مخمور بھی گرفتار ہوے ملکہ صنعت سحر ساز پکڑ کر دونون کو لیگئی بارگاہ مہرخ مین سب کو انتشار ہی ملکہ حیرت نے کہا اب بھی کمبختون کا غرور نہین جاتا ملکہ مہرخ سرخ مو وغیرہ رومال سے ہاتھ باندھکر چلی آئین خطا معاف کرا دونگی اب صنعت کے دام تزویر سے بچنا بہت دشوار ہی بڑا کمال یہ ہی کہ جو اپنے کو عیارون سے بچائیگا ہمراہیان عمرو پر غالب آجائیگا اُسنے عیارون کا انتظام کر لیا اب اُسکا کوئی کچھ نہین کر سکتا یہ ذکر تھا کہ ظلمات جادو فرستادہ ملکہ صنعت آکر پہونچی حیرت جادو کو سلام کیا صنعت کا نامہ ہاتھ مین حیرت کے دیا کہا حضور ملکہ عالم نے فرمایا ہی جو گذرا وہ تو معلوم ہوا ہو گا آپ طبل جنگی بجوائیے گا مین وقت پر آجاؤنگی مسلمانون کو مزا سرکشی کا چکھاؤنگی حیرت نے نامہ پڑھا اُسپر جواب لکھ دیا کہ جو تم نے کہا اسی طرح کاربند ہونگی سب تمھاری اعانت کو موجود ہین تمھارے حالات کی خبر شاہنشاہ کو بھی ہوئی ظلمات جادو جواب لیکر چلی برق و چالاک نے پیچھا کیا جب لشکر سے ظلمات نکلی صرصر و صبا رفتار کی شکل بنکر یہ دونون عیار دوڑے پکارا بی ظلمات ٹھہر جاؤ ظلمات پلٹ پڑی دیکھا صرصر و صبا رفتار پکارتی ہوئی آتی ہین سمجھی شاید ملکہ حیرت نے کچھ اور فرمایا ہو گا ظلمات ٹھہر گئی ایک طرف چالاک آیا ایک طرف برق تڑپ کے پہونچا خیال ہی کہ دو چار باتین کر کے حلقہ ہائے کمند مارکے گرفتار

کرین ادہر سے صرصر شمشیر زن آتی تھی اُسنے دور سے دیکھا میری شکل اور صبا رفتار کی صورت بہ
دو عیاران اسلام وزیرزادی سے ملکہ صنعت جادو کی باتین کررہے ہین گرفتار کرنے کی فکر
ہو صرصر نے دور سے آواز دی اے ملکہ ظلمات ہوشیار ہو جاؤ یہ دونون عیاران لشکر اسد
تمھاری فکر گرفتاری مین آئے ہین برق و چالاک دونون بھاگے چالاک تو جست کرکے
ایک درۂ کوہ مین مخفی ہوا برق نے چاہا مین تڑپ کے نکل جاؤن ظلمات نے سحر کیا برق
زمین پر گرا ماش کا دانہ مارا رنگ و غن عیاری کا اُڑ گیا صرصر نے کہا اے ظلمات اس بھڑوے کو
لیتی جاؤ پہلو مین ملکہ بہار کے قید کرو برق نے پکار کر کہا اُستانی جب قدر بدعتین چاہو کرلو
انجام بہت بُرا ہے اُستاد گھوڑے کا دانہ دلوا کر بارڈ والین گے ہمین لوگ کام آوینگے اُستاد
جوردون پہ بڑی بدعت کرتے ہین مکان مین قفل دیکے چلے جاتے ہین آگ تک چراغ جلانے کو
میسر نہین ہوتی ہم ہی کام آئینگے دڑی کے پان میسر ہونگے صرصر نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہے ای ظلمات
خبردار اسکو رہا نہ کرنا ظلمات نے آکر کمر مین پنجہ دیا ظلمات لیکر اُڑی چالاک بھاگا کہ مین جاکر
کسی سردار سے خبر کردون کہ برق گرفتار ہو گیا اگرتا بہ صنعت پہونچ گیا پھر رہائی برق کی دشوار
ہوگی ہمارا جگ ٹوٹا بازی ہاتھ سے گئی رنگ بدرنگ سب خراب ہوا دانون اُٹھنا دشوار ہوگا
ہمارا پیادہ قید ہوا پیادہ بھی وہ پیادہ کہ جو بادشاہ کو گھسکر مارتا تھا اب بازی مات ہوئی بہت نون
دوبارہ پھیلی داؤن سخت ہے رنگ متغیر ہوا دل سے یہ منصوبے کرتا ہوا قریب لشکر آیا تھا
باغبان قدرت ایک نخل کے سایہ مین کھڑا تھا دیکھا چالاک بدحواس آتا ہے پکار کے
پوچھا کیون مہتر والا گہر خیر تو ہے چالاک نے کہا اے باغبان قدرت بڑا غضب ہوا مین اور
برق ظلمات جادو وزیرزادی ماہ رخ صنعت سحر ساز کو گرفتار کرنے چلا لیکن استانی صاحبہ
آگئین انھون نے نتور برپا کیا مین تو بچا برق بیچارہ قید ہو گیا وہ سامنے ظلمات لیے ہوے
جاتی ہے بس باغبان قدرت جھپٹا دیکھا ظلمات جاتی ہے للکارا اے ظلمات برق کو
چھوڑدے ظلمات نے جو باغبان قدرت کو آتے دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا باغبان
نے گیند پھولون کا مارا ہاتھ پر ظلمات کے پڑا معلوم ہوا کسی نے شعلہ آتش رکھدیا اُف کہکے برق
کو چھوڑا باغبان نے جھپٹکر برق کو ہاتھون پر روکا زمین پر قائم کیا ظلمات کڑک کے غصہ مین
باغبان پر گری باغبان نے برق کو بچایا سینہ سپر کردیا برق تو بھاگ کر نکل گیا باغبان اور
ظلمات سے سحر چلنے لگا باغبان قدرت وزیر اعظم دستور معظم افراسیاب ہے سحر و ساحری مین

یکتا

استحاب ہو ظلمات کو زخمی کیا قریب تھا کہ گرفتار کرے یا قتل کر ڈالے کہ شبگیر جادو کو توال شہر تاپرسان چار ہزار جادو گرون سے برائے شکار آیا تھا اُسنے جو شعلے بھڑکتے دیکھے ادھر متوجہ ہوا اُسوقت آکر پہونچا کہ باغبان نے ظلمات کو زخمی کیا تھا ظلمات چاہتی ہو بھاگ جاؤن جان بچا کے نکلجاؤن باغبان تیغہ کھینچکر سر پر پہونچا ہو شبگیر نے پہچانا دیکھا وزیرزادی صنعت کی قتل ہوا چاہتی ہو دہین سے نعرہ کیا او باغبان خبردار کیا کرتا ہو سنو شبگیر جادو شہنشاہ کے ساتھ نمکحرامی کی مسلمانون کا شریک ہوا باغبان نے پلٹ کر جو شبگیر کو توال کو دیکھا کہا او بیحیا جعلساز چُٹلے جواریون کا افسر ہو ہم لوگون سے مقابلہ کریگا لیکن شبگیر نے کل فوج کو اشارہ کیا گولے جو ریخ مارتے ہوئے چار ہزار ساحر بڑھے باغبان کو گھیر لیا باغبان مثل فیل مست بڑھا ساحرون کو پامال کرتا ہوا چلا کسی کو ٹانگین پکڑ کے چیر ڈالا کسی پر اوجھڑ سپر کی لگادی دو دو کے سر پھٹ گئے ظلمات و شبگیر دونون باغبان پر سحر کرتے ہین باغبان انکے سحر کو کب مانتا ہو دونون کے سحر کو دفع کرتا ہوا مثل شیر خشم آلود اُن روباہ خصلتون سے لڑ رہا ہو کئی سو ساحر مار کر ڈال دیے شبگیر کو ہر مرتبہ آواز دیتا ہو کوتوال صاحب آپ آئیے گرفتار کیجیے ان غریبون کو کیون قتل کراتے ہین اب شبگیر جادو گھبرایا دیکھا کئی سو ساحر قتل ہوے باغبان فکار کھیل رہا ہو شبگیر چاہتا ہو نکل جاؤن باغبان نے کہا او بیحیا تو کہان جائیگا شکار کو ہمارے بچا دیا اُسکو اور تجھکو دونون کو قتل کرونگا یہ کہتا ہوا برابر شبگیر کے پہونچا اُسنے گھوڑا ابھگایا باغبان نے ہاتھ جھکایا برق گری جادو ن پیر گھوڑے کے اُڑ گئے شبگیر زمین پر گرا جب باغبان قریب آگیا قہر درویش بجان درویش ہاتھ تلوار کا مارا باغبان نے کلائی پر ہاتھ ڈالکے تلوار چھین لی کمرمین ہاتھ ڈال کے اُٹھایا زمین پر مارا چھاتی پر چڑھ کے سر اُس خودسر کا قلعہ جسم سے کھینچ لیا لاشہ شبگیر تڑپا آواز آئی کشتی مرا نام من شبگیر جادو بود ہمراہیان شبگیر بھاگے ظلمات نے بھی فرار پر قرار کیا چالاک و برق درہ کوہ سے دیکھ رہے ہین باغبان اُن سب کو رولتا ہوا جاتا ہو چاہتا ہو ظلمات کو مارون یا گرفتار کرون صنعت کے قلب کو صدمہ پہونچے بیچ مین ہزارون ساحر آجاتے ہین پھر ظلمات بچتی ہو جب ظلمات جادو کو عرصہ ہوا ملکہ صنعت سحر ساز نے گیسو کشا سے کہا مین نے ظلمات کو خدمت مین ملکہ حیرت کی بھیجا تھا کہ دو باتین لیکر چلی آؤ کیا سبب ہوا جواب تک نہین آئی گیسو کشا نے کہا واری ملکہ حیرت کے لشکر کے نام سے دل کانپتا ہو ہر وقت نگوڑے عیار وہان موجود رہتے ہین ذرا اوراق ساحری ملاحظہ فرمائیے ہماری ساتھ والی پر کوئی افتاد نہ پڑی ہو نگوڑے عیارون نے نہ گھیر لیا ہو وہان تو دن بھر مین سیکڑون مارے جاتے

ہین صنعت نے اوراق سامری کو اُٹھاکر دیکھا زانو پر ہاتھ مارا کہا لو گیسو کشا غضب ہوا ظلمات سے اور باغبان سے لڑائی ہورہی ہو زخمی ہوچکی ہو یہ کہکر فوراً طاؤس سحر پر سوار ہوئی اسطرف چلی اُسوقت آکر پہونچی کہ باغبان شنگرف جادو کو قتل کرچکا فوج کو پامال کر رہا ہو کہ آسمان سے نعرہ ہوا ملکہ صنعت سحر ساز آئی باغبان شعبدہ باز عرصۂ دراز تک فرے اُڑا چکے لڑکون کا گھروندا بنا چکے بادشاہ امیر وزیر سب بنگئے افراسیاب ایسے بادشاہ کو چھوڑا ایسے قدرشناس کی محبت سے مُنہ موڑا باغبان نے کہا او صنعت او گیسو بریدہ کیا بیہودہ بکتی ہو افراسیاب کے برابر کون ناقدر ہو اسی وجہ سے اسکے ملک مین غدر ہو ہر مرد سپاہی کی دل شکنی کرتا ہو بدزبان ناقدرشناس وہ کیا شرفا کو پہچانتا ہو کیا قدر مردان عالم جانتا ہو پاجی پرست صاحبان لیاقت کا دشمن اہل ہنر کا رہزن اپنی تو یہ کیفیت ہو بقول شاعر

نظم

دل جنس فروشندۂ بازار ہنر ہو
جسکو ہنر آیا اُسے انکار ہنر ہو
عاشق جو ہنر پر ہو ہنر اُسکا ہو عاشق
ای شیخ یہ بندہ تو پرستار ہنر ہو
روکا ہو تغافل نے ترے مجھکو تہ دام
ای وائے بران دل جو طلبگار ہنر ہو

دیکھو تو کہین کوئی خریدار ہنر ہو
آیا نہ ہنر وہ کہ بھرین جس سے گئے بخت
دلبر ہی ہنر جسکا وہ دلدار ہنر ہو
اظہار ہنر دان نہ کرون ہو نہ جہان قدر
صیاد ترا صید گرفتار ہنر ہو
رنگین سخنی اُسکی نے وہ خلق کو موہا

ناقدرشناسی سے خلائق کی جہان مین
اس عاصی کو مدت سے سو کار ہنر ہو
کہیے کو نہ پوچون مین ہنرمند جو ہوتے
دل اہل ہنر کا ہو سو غمخوار ہنر ہو
دیکھی نہ ہنر کی بھی بہت قدر جہان مین
سودا یہ مگر طوطی گلزار ہنر ہو

صنعت نے جواب دیا آپ بڑے ذی کمال ہین صاحب جاہ و جلال ہین اب اُسی ناقدر کا سامنا ہی خلکین باندھ کر لیجاؤنگی قدمون پر اسکے ناک رگڑواؤنگی تم سمجھے تھے مین نے ذلتین اٹھائین غافل ہوکر بیٹھ رہونگی تین مہینے تک عیش و راحت کو ترک کیا سحر کامل تیار کیا اب سامری و جمشید بھی میرا مقابلہ نہین کرسکتے صفین اُلٹ دونگی یہ کہکر زمین پر گری ظلمات کو پشت پر لیا باغبان پر سحر کرنے لگی باغبان اور صنعت کے سحر سے زمین کانپی فلک پیر چرخ مین صدہا نخل صحرا کے جل گئے طائر کباب ہوئے ذرے زمین کے مثل چنگاریون کے اُڑتے تھے جب سحر باغبان نے کیا صنعت شعلۂ آتش مین چھپ گئی لیکن مثل برق تڑپ کے نکلی باغبان پہ سحر کیا دریا نے باغبان کو گھیرا یہ نہنگ بجرأت اُسمین کود پڑا شعلۂ جوالہ بنکر دریا کو سُکھا دیا پانی کو خاک مین ملادیا تمام لشکر والے بھاگ گئے ظلمات دور سے دیکھ رہی ہی ہوش و حواس پراگندہ دل سے کہتی ہو آج ملکہ عالم ہاتھ سے باغبان کے کیونکر بچتی ہین بلا کے سحر ہو رہے ہین کسکی مجال ہو جو انکے بیچ مین جائے سامنے انکے زبان بلائے دونون

شمشاد

شہنشاہ اقلیم ساحری دونون کامل واکمل علم افسونگری نہ اُسکا مثل نہ اُسکا نظیر جنگ مین دونون مصروف سحر و ساحری آمادۂ نیرنگ بازی جو سحر صنعت نے کیا باغبان قدرت کو دفعیہ مشکل ہوا جب باغبان سنبھلا صنعت پر برق گری صنعت غرق زمین ہوکر بچی خاک اُڑاتی ہوئی زمین سے نکلی تین مہینے سے برابر آٹھ پہر اُسی فکر مین رہی کہ سحر ہاے نو تیار کرون جانتی تھی کہ بڑے بڑے ساحرون سے مقابلہ پڑیگا تمام ارکین طلسم ہوش رُبا شریک عمرو ہوگئے ہین ایک ایک تعلیم کردۂ افراسیاب سحر و ساحری مین انتخاب ہو وہی حال ملکہ صنعت نے دیکھا کہ باغبان نے دھوین اُڑا دیے طبقے زمین کے ہلا دیے صنعت کو جان بچانا مشکل ہوئی ایک مقام پر صنعت نے غصے مین آکر نیمچہ کھینچا باغبان طرف صحرا کے اشارہ کرتا ہو ایک طائر آکر دم شمشیر صنعت پر گلا رکھدیتا ہو گلا کٹوا کر باغبان کو بچاتا ہو جب باغبان نے ہاتھ مارا صنعت نے یا سامری کہکے آواز دی زاغ و زغن درختون سے گرتے ہین پرون کا سر پر صنعت کے سایہ کرتے ہین کئی زاغ سیاہ فوج ہوے ایک مقام پر باغبان نے للکارا تیغہ مارا اک زاغ سیاہ نخل سے اُترا چاہتا تھا سر پر صنعت کے سایہ کرے باغبان نے مُنہ سے اُف کیا شعلۂ آتش نکلا زاغ جل گیا اب تیغہ سر پر صنعت سحر ساز کے پڑا قریب تھا کہ دو ٹکڑے ہون صنعت نے یا سامری کہکے اپنے کو زمین پر گرایا تیغہ سر سے نکلا لیکن چادر خون کی چہرے پر پڑی باغبان نے سایہ مین تلوار کے صنعت کو لیا چاہا ہاتھ مارون سر اس ملعونہ کا اڑا دون اُسوقت صنعت نے گھبرا کر جھولی مین ہاتھ ڈالا ڈالدیا خاک قبر جمشید کی نکالی گھبرا کے ہولدی خاک اُڑی باغبان بیہوش ہوکے گرا صنعت نے بہ تعجیل سحر کیا باغبان غلطک مار کر ایک عقاب کی شکل بنکر تیار رہا فوراً باغبان کو بصورت عقاب قفس مین بند کیا دوپٹہ پھاڑ کر سر کو باندھا لڑکھڑاتی ہوئی چلی چاہا تخت سحر تیار کرون اُسپر بیٹھکر جاؤن کہ سامنے بونڈلا گرد کا اُڑا دیکھا صرصر شمشیر زن آتی ہی پکارتی ہوئی ای ملکہ صنعت چلو تمکو ملکہ حیرت بلاتی ہین بڑا تمنے صدمۂ عظیم اُٹھایا ملکہ کو خبر ہوگئی اگر تامل کروگی وہ خود چلی آئینگی صنعت اسوقت مبہوت ہورہی ہی اتنا جواب دیا کہ ای صرصر اسوقت میرا جانا ممکن نہین ہی صرصر پاس آگئی کہا دیکھیے ملکہ حیرت خود آتی ہین صنعت اُدھر پلٹی صرصر نے کمند ماری نعرہ کیا منم مہتر برق فرنگی ارے کہکے صنعت پلٹی برق نے تڑاق سے حباب مارا صنعت دھم سے گری برق نیمچہ بڑھکے جھپٹا کہ سر کاٹ لون باغبان کا بصورت عقاب گھبرانا اشارون سے صاف ظاہر ہی کہ مجبور و ناچار ہون ای برق جلد اسکو قتل کر ہم بلا مین مبتلا ہین برق حال زار باغبان

دیکھکر تڑپ گیا کہا ابھی اس گیسو بریدہ کا سر کاٹے لیتا ہون سرکشی کی سزا دیتا ہون چونکہ انقلاب ہی ستارہ اہل اسلام کا گردش مین ہی قضاے کار ظلمات جادو زخمی ہوکر ایک نخل کے نیچے گر پڑی تھی تڑپ رہی تھی جب اُسنے دور سے دیکھا کہ باغبان گرفتار ہو گیا بمشکل شاخ نخل پر ہاتھ رکھکر اُٹھی اب جو نگاہ اُٹھاکر دیکھا صنعت چت پڑی ہی برق فرنگی نیمچہ لیے ہوے چاہتا ہی کہ سر کاٹ لون ظلمات بیقرار ہوگئی وہین سے نعرہ کیا او بھوے کیا کرتا ہی خبردار دست خود را نگہدار کہ ما ہم رسیدیم برق نے جو پلٹ کر ظلمات کو دیکھا آنکھون مین اندھیرا آگیا دیکھا کہ گولہ اُسکے ہاتھ مین ہی سحر کیا چاہتی ہی کچھ نہ بن پڑا تڑپ کے بھاگا ظلمات گرتی پڑتی قریب ملکہ صنعت کے آئی حلقے کمند کے گلے سے نکالے پانی چھڑک کے ہوشیار کیا صنعت گھبرائی ہوئی اُٹھی کہا ظلمات بڑا کام کیا اسوقت تونے بچا لیا مین اپنے ہوش مین نہین ہون جلد مجھکو نیچل برابر کے ساحر سے مقابلہ پڑا باغبان نے دل ہلا دیا مین ہی ایسی زبردست تھی کہ بچی باغبان کا کوئی کیا طلسم ہوش رُبا مین جواب دینے والا ہو اگر مین مہینے مین ایسے سحرہاے کامل تیار نہ کرتی آج بچنا دشوار تھا ظلمات نے فوراً تخت سحر تیار کیا ملکہ صنعت کو ہاتھ تھام کر تخت پر سوار کیا قفس باغبان قدرت کا آگے رکھ لیا تخت اُڑایا طرف مرگھٹ کے تخت اُڑاتی ہوئی چلی برق و چالاک نے پیچھا کیا چشم زدن مین تخت داخل حصار ہوا برق بیقرار ہوا کہا بھائی چالاک تم ٹھہرو مین قریب قصر جاتا ہون انشاءاللہ قصور نہ کرونگا چالاک نے کہا اے برادر قبلہ و کعبہ نے فرمایا تھا کہ صنعت سحر ساز نے حصار سحر کیا ہی جو جاتا ہی بیہوش ہوکر گر پڑتا ہی اُسکا تو امتحان کرو برق نے چالاک کو کنارے ٹھہرایا آپ جاکر ایک گنوار کو لایا ایک تانبے کا روپیہ دیا کہا یہ سامنے بوٹی لگی ہی توڑ لا جیسے ہی وہ گنوار قریب لکیر پہونچا لڑکھڑا کے گرا ملازمان صنعت مشکین باندھکے لے گئے اب برق و چالاک ناچار ہوے روتے پیٹتے لشکر مین آئے یہان ملکہ مہرخ نے خبر پائی کہ باغبان برائے رہائی برق گیا ہی پریشان ہو رہی ہی کہ چرند و پرند نے بڑھکر عرض کی برق و چالاک آتے ہین ملکہ مہرخ نے کہا جلد بلاؤ دربار مین سب سردار بیٹھے ہین اسد نامدار خاموش ملکہ مہ جبین کو قلق بہار کا دربار مین نہونا سناٹا پڑا ہوا ہی ہر گلعذار کا رنگ رو متغیر ہر سرو قد متردد و متحیر سُرخ مو پریشان برق لامع تڑپ رہی ہی ملکہ مہرخ کے مُنہ پر ہوائیان خواجہ عمرو سر جھکائے بیٹھے ہین اسد کو انتشار ہر خرد و کلان بیقرار اُسوقت برق و چالاک آئے ملکہ مہرخ نے کہا اے بہتر والا گہر کیا معرکہ گذرا باغبان قدرت کہان ہین چالاک و برق رونے لگے کہا اے ملکہ عالم کیا عرض کرین فلک بر سر گردش ہی بیکار کد و کاوش

ہے آج باغبان قدرت ایسا لڑا کہ اگر افراسیاب ہوتا دنگ ہو جاتا مہلت نپاتا آخر ناچار ہو کر صنعت سحر ساز نے اُس صاحب شوکت و لیاقت کو خاک قبر جمشید سے بیہوش کر کے سحر کیا عقاب بنایا پھر قفس آہنی مین بند کر کے لیگئی چالاک نے کہا بھائی برق نے اُسوقت بھی عیاری کی ملکہ صنعت کو بیہوش کیا ظلمات نے اندھیر مچایا بہر نوع باغبان قدرت گرفتار پنجۂ تقدیر ہوا کوئی فکر ہماری چل نہ سکی ناچار ہو کے پلٹ آئے خواجہ عمرو نے کہا میان برق صنعت سحر ساز کا جا سلاکہ کا لشکر ہے وہان جا کر عیاری نہ کی تمھارے دوست میان چالاک بھی ساتھ تھے برق نے کہا اُستاد آپکے اقبال سے آج نہین گئے کل جائینگے عمرو نے کہا پہلے تدبیر تو بتاؤ چالاک نے کہا آپ سے کیا عرض کرین وقت پر تدبیر و تحریر سب ہو جائیگی تابہ ملکہ صنعت جائینگے آپ کے اقبال سے صنعت کو مارینگے ملکہ بہار و باغبان قدرت و شاہزادۂ شکیل و ملکہ مخمور قید ہون ہم جا کر نہ پہونچین ایسے سرداران تہمتن کی رہائی کی فکر نہ کرین ملکہ مہ جبین الماس پوش سریر جہانبانی پر جلوہ فرما شاہزادہ اسد نامدار نے قبضے پر ہاتھ ڈالکر فرمایا کہ آپ لوگ تامل فرمائین انشاء اللہ جب تلوار مردان عالم کی کھنچیگی حصار سحر دم بھر مین برطرف ہو جائیگا یہ کہکر صندلان صندلی پوش کی جانب دیکھا سرداران نامی و پہلوانان گرامی قبضون پر ہاتھ ڈالکر جھومنے لگے قبضۂ شمشیر بے نظیر چومنے لگے ایک ایک کا جوش جرأت مین چہرہ سُرخ ہو گیا رنگ جرأت ٹپکنے لگا اسد نامدار تلوار کو ٹیک کر اُٹھا صندلان نے آواز دی مرکب شہریار کا تیار کرو مردان عالم کے گھوڑون پر کاٹھیان پڑ جائین چلکر لشکر صنعت سے لڑین معرکے پڑین خون کے دریا بہا دین لشکر ساحران تہ و بالا کرین جلسۂ سحر و ساحری شکست ہو کوتوالی تیغہ جوہردار کا بندوبست ہوا اسد جو تلوار ٹیک کر اُٹھے ساٹھ ہزار جوانان صندلی پوش بصد جوش و خروش اسد کے عقب مین بسم اللہ کہکر بڑھے ساحران بارگاہ کے رنگ رو متغیر ہوے ملکہ مہ جبین کے کلیجے پر چھُریان پھر مین بے اختیار روتی ہوئی تخت سے اُٹھین دامن اسد نامدار کا تھام لیا عرض کی اے شہریار وہان سحر و ساحری کا مقدمہ ہے سُنا آپ نے کہ باغبان قدرت ایسا ساحر زبردست گرفتار پنجۂ تقدیر ہوا کسی کا کچھ زور نہ چلا آپ قصد نہ کرین اگر یہی ارادہ ہے کنیز کو ایک ہاتھ لگا دین مجھے زندگی کی آرزو نہین ہے سبکدوش کیجیے یا اپنے ہمراہ لیجیے آپ کے سامنے پہلے کنیز کا خاتمہ ہو یہی آرزو ہے کہ جنازے کو میرے حضور کاندھا دین گور مین اپنے دست حق پرست سے سلائین بالین قبر بیٹھکر تلقین پڑھین میری نجات ہو جائے روح گوشۂ قبر مین راحت پائے بقول شاعر نظم

صاف طینت کو کدورت ہے بدن کی خواہش | روح مین وہ ہون نہین ہے جسے تن کی خواہش

جو کہ معدوم ہین اُنکی ہو طلب لا حاصل
نہ کمر کی ہو تمنا نہ دہن کی خواہش

تو مصیبت ہون تری اُلفت دیرین سے روز
تازگی پر ہو مرے داغ کہن کی خواہش

پڑ گئے دید گلستان کے ابھی سے لالے
رنگ دکھلانے لگی سیر چمن کی خواہش

اسقدر ہمکو غرض دوست ملے غربت مین
کہ نہین صحبتِ یاران وطن کی خواہش

آرزوے سخن چند ہو تجھسے قاتل
اسلیے ہو مرے زخمون کو دہن کی خواہش

کم نہین گو ہر غلطان سے ہمارے آنسو
اے دل زار نہ کر دُرِّ عدن کی خواہش

داغ ہین دل مین نہین سیر گلستان کی ہوس
باغبان تجھکو مبارک ہو چمن کی خواہش

صورت اشک سفر کردہ ہون آوارہ مزاج
نہ پھر آنے کی ہوس ہو نہ وطن کی خواہش

ناتوانی سے ہون مثلِ کمر یار نہان
میری وحشت کو نہین طوق و رسن کی خواہش

سلسلہ رشتۂ گیسو سے ہوا ہو اپنا
نو اسیری مین ہوئی دام کہن کی خواہش

بیخبر ہین ہوس دید مین تیرے ہر دم
روح سے کام نہ رکھتے ہین بدن کی خواہش

پاک ہین تا قم و سنجاب سے خاکستر پوش
خاکسارون کو نہین زیب بدن کی خواہش

خوب لپٹا ہو لحد سے پس مردن لاشہ
جس طرح ہوتی ہو دلہا کو دُلھن کی خواہش

دار فانی سے ہو افسردہ مزاجی حاصل
سبزۂ دشت نہ گلزار وطن کی خواہش

غش پہ غش آتے ہین کچھ چاہتی ہو قوت رُوح
کیون نہ ایجان ہو مجھے سیب ذقن کی خواہش

ہو چلے دشت کے چکر مجھے گھر یاد آیا
شام غربت کو ہوئی صبح وطن کی خواہش

یاد آئی مجھے ایذا طلبی کی خواہش
پھر طبیعت کو ہوئی رنج و محن کی خواہش

فائدہ کیا ہو بہت ہرزہ کلامی سے نسیم
کیجیے اور طرف حسُن سخن کی خواہش

اسوقت دربار مین شور گریہ و زاری بلند ہوا ملکہ مہرخ نے بڑھکر بلائین لین عرض کی اے شہریار آپ کی جرأت پر کوئی طعن و تشنیع کر سکتا ہو آپ تو نگاہ فراش راہ دین اسلام صف شکن تیغ زن جرار نامی و نامدار سر کوب کافران کشندۂ ساحران گل گلزار لیاقت سرو حدیقہ سخاوت عندلیب خوشنواے بوستان امارت شاخ تمناے ریاض شوکت و جلالت ہین کسکی مجال ہو کہ آپ کے سامنے نام جرأت لے مگر حضور کی بھی تیغ آزمائی کا وقت آئیگا کوئی ساتھ نہ دے سکیگا حضور صرف تنہا ہونگے آپ کا پروردگار آپ کے ہمراہ ہوگا ہمزاد تک جدائی قبول کریگا کیا مجال کیا طاقت ہو کہ ہم مین سے کوئی حضور کا ساتھ دے یعنے جب لوح طلسمی سرکار دولت مدار کو ملے غنچۂ آرزو کھلے

کھلے

لاکھون مین آپ اکیلے ہونگے فوج ضلالت کے ریلے ہونگے امتحان تیغ زنی صف شکنی ہوجائیگا اُن مقامات کے خیال مین قلب رستم و اسفندیار تھرائیگا ابھی آپ ایسا قصد نکرین وادی بلا کے عین قدم نہ دھرین اگر اُن نامردون کا زور چل جائے حضور کو گرفتار کرلین یا خدانخواستہ کوئی صدمہ جسم نازک پر پہونچائین افراسیاب کو عید ہو فوراً دشمنون کو قتل کرے اب تو ہم آپ کو مثل پتلی کے پردہ ہاے چشم مین چھپائینگے خیر خواہان دولت کا عرض کرنا ظاہر ہوگا تمام سردار قدمون سے اسد نامدار کے لپٹ گئے ملکہ مہ جبین کی بیتابی پر سب رونے لگے ساحرون نے ٹرھکر یہ بھی عرض کی اگر حضور بارگاہ سے قدم باہر نکالین گے ہم اپنے اپنے سر کاٹکر قدم اقدس پر نثار کرینگے بخوبی جانتے ہین کہ بالکل بیکار رہین اس طرح سے جوسب سرداروں نے یک زبان ہوکر سمجھایا تلوارین کھینچ کھینچکر اپنے اپنے گلون پر رکھ لین اسد نے سر جھکا لیا فرمایا آپ لوگون نے اس غربت مین میرا ساتھ دیا مین حقوق جانبازی و سرفروشی ادا نہین کرسکتا لیکن باغبان و بہار کا نہایت قلق ہوسب نے دست بستہ عرض کی خدا حضور کو سلامت باکرامت رکھے ایسی قدردانی فرمائی کہ افراسیاب کا ساتھ چھوڑ دیا سب نے سمجھا کر اسد نامدار کو بٹھایا مگر صرصر نے یہ خبر ملکہ حیرت جادو کو پہونچائی کہ باغبان قدرت کو ملکہ صنعت سحر ساز گرفتار کرکے لیگئی حیرت جادو نے ٹری خوشی کی کہ افراسیاب کا نامہ پہونچا مرقوم تھا کہ اے ملکہ عالم اب مسلمانون پر آفت نازل ہوئی مابدولت کو تسکین دل ہوئی ملکہ مخمور و ملکہ بہار و شکیل و باغبان گرفتار ہوے اب تم مقدمہ مین ملکہ صنعت کے دخل نہ دینا جسکو چاہے قتل کرے یا بخشے اُسنے اب ایسا سامان تیار کیا کہ اُسپر غالب آنا اہل اسلام کا دشوار ہی عرضی اُسکی ہمارے پاس آئی ملاحظہ سے معلوم ہوا ارجنگ و خرجنگ جادو واصل جہنم ہوے دونون بیچارے بدباطن تھے خرجنگ نے ارجنگ کو مارا خرجنگ کو ملکہ مخمور نے قتل کیا عین وقت پر آکر مخمور کو قوت بازوے مابدولت نے گرفتار کرلیا اب شامت باغبان قدرت کی بھی آئی کوتوال شہر ناپرسانکو مارا لعنۃ اطبل جنگی بجوائی کیا عجب ہی کہ مابدولت بھی اگر مہلت پائین براے سیر و تماشا تشریف لائین دوسرا امر اور واضح ہو کہ اس زمانے مین بعد سال بھر کے قلعۂ تحت الشعاع مین جشن ہوتا ہی زال جادو خیرخواہ مابدولت وہان کا بادشاہ جلیل راز و نیاز حجرۂ ہفت بلا مین کفیل وہان بھی شرکت ضرور ہی ایسے جلسے مین شریک نہونا باعث فتور ہی نام حجرۂ ہفت بلا کا پڑھکر حیرت سر پیٹنے لگی کہا صاحب جو حبیب نام اہالیان بحجرۂ ہفت بلا کا آتا ہی میرا قلب تھراتا ہی بخوبی مجھکو یاد ہی کہ ایک مرتبہ بلاسلاقات

ملکہ تاریک شکل کش جنکا ہمارے شاہنشاہ نے دودھ پیا ہی بر سر گنبد سیاہ لے گئے تھے مین نے جو دائی امان کی کالی کالی صورت دیکھی بیہوش ہوگئی آج تک وہ صورت نحس اُنکی آنکھون کے سامنے پھرتی ہی یہ باتین ہیقین کہ دوسرا پتلہ ملکہ صنعت کا نامہ لیکر پہونچا اُسمین یہ مضمون تھا کہ اب مین کسی اپنے ملازم کو آپ کی خدمت مین نہ بھیجونگی بی ظلمات کو بھیجا جو انپر گذرا وہ حضور پر واضح ہوا ہوگا کل سر میدان آکر مسلمانون سے مقابلہ کرونگی یہان تو مین نے حصار سحر تیار کیا ہی کہ عیار نہ آسکین براے میدان کا زرار یہ انتظام ہی کہ بارہ ہزار آدمی اپنے ہمراہ لیکر آؤنگی جس مقام پر ٹھہرونگی اتنی زمین بھی سحر سے محفوظ کرونگی تاکہ کوئی عیار ملکر میرے لشکر مین نہ چلا آئے چند ساعت مقابلہ مین بسر کرونگی سردار لشکر اسلام مین ہبت ہین اندر ایک ہفتے کے کل کا خاتمہ ہوگا مگر حضور طبل جنگی بجوائین عین وقت پر مین آجاؤنگی حضور دربارگاہ سے ملاحظہ فرمائین حیرت نے اُسی وقت پتلے کو جواب نامہ دیکر رخصت کیا ناگاہ آفتاب عالمتاب لرزان و ترسان آشیان مغرب مین جاکر چھپا عامل باعمل وافع افسون ساحران پُر دغل خوانندہ اسماء پر تاثیر یعنی ماہ عالمگیر موکلان ثابت و سیارگان کو ہمراہ لیکر براے تسخیر ممالک گیتی تسبیح انجم ہاتھ مین اوراد و وظیفہ مین مصروف ہوا ملکہ حیرت جادو نے حکم دیا نام پر ملکہ صنعت کے طبل جنگی بجے اُسوقت لشکر ملکہ حیرت سے صداے طبل جنگی بلند ہوئی چرند و پرند ہرکارے لشکر اسلام کے خبرین لیکر چلے یہان بارگاہ آسمان جاہ مین وہی ذکر در پیش ہی سرداران مقید کا پس و پیش ہی یہی انتشار ہی کہ دیکھین فلک کیا دکھاتا ہی یکایک ہرکارے سامنے سے حاضر ہوے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھاکر دعاء و ثناء بادشاہی بجالائے

نظم

خسروا جلوہ ترا وہ طرب افزاے جہان
سعد ذابح بھی کرے ایسا چھری کو بران
تو جو ہو حامی اسلام تو بتخانے مین
مہر تابان کبھی ظاہر ہی کبھی ہی پنہان
اور گر مہبھی ہون خوش آپ سے مخفی دیکھکے دور

کہ تجھے دیکھکے ہو عید بھی قربان قربان
گاوِ گردون فقط خوف سے اُسدم کانپے
بت کہے قصد نماز اور کہے ناقوس اذان
قطرہ افشان ہو اگر تیرا سحاب ہمت
طرفۃ العین مین ہو کاہ رُبا کو یرقان

حکم دے تو جو تمہا واسطے قربانی کے
بلکہ ہو زیر زمین گاؤ زمین بھی لرزان
نیر جاہ شب و روز ترا جلوہ فروز
لیکے پنجے مین گہر بحر سے نکلے مرجان

شاہنشاہ گیتی ستان کی عمر دراز ہو

دوست شاد دشمن پامال حیرت جادو نے بنام ملکہ صنعت طبل جنگی بجوایا ہی خبر مشہور ہی کہ بوقت سحر بعد کروفر صنعت سحر ساز لشکر ساحران لیکر براے مقابلہ سرکار دولت مدار آئیگی ملکہ مہرخ کو سناٹا آگیا مگر ضبط کرکے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے براے نوازش نقارۂ رزم حکم دیکر ملکہ مہرخ اُٹھین تخلیہ مین تشریف لائین صندلان صندلی پوش کو بلایا کہا

ای شیر بیشۂ جرأت و ای جان نثار اسد باشوکت ہم جانتے ہین کہ تم جان نثار سردار نامدار ہو جہان اسد عالی وقار کا پسینہ گریگا خون کا دریا بہاؤگے لیکن بقول شیخ سعدی شعر نہ ہر جاے مرکب توان تاختن ۔ کہ جاہا سپر باید انداختن ۔ تمھارے آقاے نامدار شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت ہین سحر و ساحری وہ شی ہی کہ ایک ماش کے دانے مین اگر رستم ہو بیکار ہو جائے ایک غلام کے ہاتھ سے امان نپائے جب ہاتھ پاؤن بیکار ہوے اگر دل مین جرأت ہی تو کیا جتنے کل کیفیت سُنی کہ صنعت سحر ساز نے سحر کامل تیار کر لیا ہم سبھون سے کل مقابلہ ہی لشکر مین سب ساحر ہین لڑینگے بھڑینگے جہان تک ہوسکیگا دشمن کو پامال کرینگے اگر خدانخواستہ شکست فاش ہوئی جان بچانے کی تلاش ہوئی ہر طرح بھاگ کر نکل جائینگے کوئی اپنے کو جانور بنائیگا کوئی پر پرواز پیدا کر کے اُڑ جائیگا لیکن تمھارے آقاے نامدار سحر و ساحری مین ایک لفظ نہین جانتے سحر کرنا انکے مذہب مین حرام ہی تلوار کے دھنی دل کے غنی اگر دریاے آتش ہو جا پڑین اگر خدانخواستہ صنعت سحر ساز اُنپر دست انداز ہوئی ایکی مرتبہ اگر گرفتار ہوے یاد رکھنا افراسیاب زندہ نہ چھوڑیگا جس روز سے گنبد نور سے رہا ہوے افراسیاب بوٹیان کاٹتا ہی کہ مین نے قتل مین کیون عرصہ کیا پھر اگر ہم سب ملکر اپنی جان دینگے تو کیا پھل پائینگے پس مناسب ہی کہ اپنے آقاے نامدار کو ترغیب شکار دیکر کسی صحراے پر فضا مین لیجاؤ دو چار روز وہان بسر کرو لشکر مین نہ آنے دو اگر خدا نے فضل کیا ہمکو فتح حاصل ہوئی عیاران لشکر جاکر تمکو اطلاع کرینگے اگر یہ خبر سن لینا کہ ہم لوگ کام آئے تقاضاے خیر خواہی یہ ہی کہ اپنے آقا کو لیکر طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے نکل جانا لشکر مین صاحبقران زمان کے پہونچنا ہم سبھون کی جانب سے آداب و تسلیمات عرض کرنا کہنا کنیزان جانباز کو اجل نے مہلت نہ دی کہ قدم بوسی سے مشرف ہوتین اب معاوضہ خون کا اپنے جان نثارون کے افراسیاب سے لیجیے گا ان کلمات حسرت آیات ملکہ مہرخ پر صندلان بیقرار ہو کر رو دیا مثل مرغ بسمل تڑپا عرض کی ای بادشاہ لشکر اسلام ای ملکہ خوش انجام اسد نامدار وہ دلیر ہی جب اس راز سے واقف ہو گا مجھکو نظرون سے گرا دیگا لیکن چونکہ مقدمۂ جان ہی کوشش مجھپر واجب و لازم ہی انشاء اللہ قبل از نماز سحر براے شکار طرف صحرا کے لیجاؤنگا ملکہ مہرخ اُٹھکر دربار مین آئین دربار برخاست ہوا ساحران نامی اپنے اپنے خیمے مین آئے سحر کی تیاری مین مصروف ہوے مگر صندلان صندلی پوش خدمت مین اسد نامدار کے حاضر ہوا عرض کی ای شہریار ابھی ہرکارون نے خبر دی کہ یہان سے قریب ایک صحراے پُربہار ہی وہان بیحساب شکار ہی چلکر شکار کھیلیے عمرو نے بھی آکر اسد کو سمجھایا کہ ای نور نظر ابھی لڑائی معطل ہی تم واسطے دو چار دن کے شکار کھیل آؤ مین برلے رہائی باغبان و

بہار جاتا ہون سب سردار مشورۂ فکر یوح مین مصروف ہین دربار بھی موقوف رہیگا قریب قریب شکار کھیلنا انشاء اللہ بعد رہائی باغبان وبہار شوکت اللا کلام طرف دریاے نیل کے سفر ہوگا جرائت وشوکت کا تمھاری امتحان قریب دریاے نیل لیا جائیگا اب لشکر مین فی الحال تمھاری کچھ ضرورت نہین ہو اس طرح پر جو خواجہ عمرو نے اسد نامدار کو سمجھایا خیال مین آیا بزرگ ہین جو فرماتے ہین وہی مناسب ہوگا اسد نامدار نے اُسی وقت صندلان صندلی پوش کو حکم دیا پہر رات رہے سے سامان شکار تیار ہو سرداران صف شکن تیغ زن نام سے صحرا کے باغ باغ ہوئے غم والم سے فراغ ہوے اُسی وقت تیاریان ہونے لگین پہر رات رہے عمرو نے اپنے سامنے اسد کو پشت مرکب پر سوار کرایا صندلان صندلی پوش کو مع اسباب شکار ہمراہ کر کے طرف صحراے سبزہ زار کے روانہ کیا کنارے تک لشکر کے خود خواجہ پہونچانے آئے ملکہ مہرخ وغیرہ بھی براے رخصت حاضر ہوئی ہین ہر ایک کو یہی خیال ہو کہ دیکھیے آیندہ اپنے آقاے نامدار سے زندگی مین ملین گے یا اب عدم مین ملاقات ہوگی جوش دریاے اشک چشمہ چشم سے ظاہر ہوتا ہو لیکن آنسوؤن کو پی جاتی ہین ہر چند ملکہ مہرخ نے ضبط کیا نہو سکا گرد اسد نامدار پھرنے لگی بلائین لینے لگی ترقی عمر و دولت کی دعائین دین کچھ کلمات حسرت آیات بھی زبان سے نکالے اسوقت اسد نامدار نے مادر مہربان کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا اے مادر مہربان مجھپر آپ کے بڑے بڑے احسان ہین آپکا مرتبہ مثل ملکہ زبیدہ شیر گیر ہی آپکا رنگ رو کیون متغیر ہی آپ مفصل فرمائیے مین شکار کو نہ جاؤنگا ملکہ مہرخ نے ضبط کر کے عرض کی اے شہریار براے شکار آپکا جانا واجب ولازم ہی کنیز اپنی بے اختیاری سے نادم ہی کچھ خدمتگزاری نہوسکی اسکا خیال ہی یہی ملال ہو انسان کی زندگی کی کیا حقیقت ہی حباب لب دریا سے مثال بقول سعدی ہر نفسے کہ فرو میرود ممد حیات دچون برمی آید مفرح ذات اگر یہ دم نہ آیا رشتۂ حیات منقطع ہوا اکثر کنیز کو عوارضات درپیش رہتے ہین خیال حیات دور وزہ پر بس وپیش رہتے ہین اگر کنیز کا عقب مین حضور کے انتقال ہوا امیدوار ہون فوراً تشریف لائیے گا اپنے سامنے جنازہ اُٹھوائیے گا کہ کنیز کا انجام بخیر ہو باغ دنیا کو چھوڑ کر بہشت عنبر سرشت کی سیر ہو اسد نامدار کی بھی آنکھون سے اشک حسرت ٹپکے کہا اے مادر مہربان انشاء اللہ تعالیٰ پروردگار آپ کو حیات طولانی عطا فرمائیگا افراسیاب آپ کے سامنے مارا جائیگا آپ تخت سلطنت طلسم ہوش رُبا پر جلوہ فرما ہونگی نانا جان کی ملاقات سے آپ مشرف ہونگی قبلہ وکعبہ قبۂ دین ستون اسلام کرب ذوی الاحتشام نظر کردۂ بزرگان دین آپ کی سرپرستی فرمائینگے آپ کو ہمراہ

مروح

لیکر قلعۂ ذوالامان حصار مین سامنے مادر مہربان کے لیے جائینگے بزرگ محلات زلزلۂ قاف ملکہ مہر گوہر تاجدار
کی بصد شوکت و وقار زیارت فرمایئے گا ایک ایک شاہزادی آپ سے ملے گی جدہ ہماری ماہ اندر ہی
سے آپکی تعریفین کرینگی فرمائینگی کتنے ہمارے نور نظر کا ساتھ دیا پروردگار تمہاری لیاقت کو ترقی
دے سب صاحب آپکے نام سے آگاہ ہو گئے ہین سب آپکی ترقی عمر و مین دعائین کرتے ہونگے غازیون
کی دعا بیکار نہوگی آپ ضرور فتح طلسم ہوشربا ملاحظہ فرمائینگی ملکہ مہرخ فرمانے سے اسد نامدار کے
باغ باغ ہوگئین رنج و ملال دل سے دفع ہوا کہا بسم اللہ برائے شکار تشریف لیجایئے یہ کہکے
رکاب سعادت انتساب سے ہاتھ ہٹایا اسد نامدار نے اشک حسرت پاک کرکے مرکب باد رفتار
کو طرف صحرائے سبزہ زار کے بڑھایا سواری اسد کی مثل باد بہاری روانہ ہوئی خواجہ عمرو و سرداران
نامور روتے ہوئے پلٹے بارگاہ مین پہونچے دیکھا رات قلیل باقی ہے لشکر خیل خیل ذیل ذیل طرف
میدان کارزار کے روانہ ہو رہے ہین یکایک ملکہ مہ جبین الماس پوش برآمد ہوئین ملکہ مہرخ سے
پوچھا نانی امان طلسم کشا آج برآمد نہین ہوئے محل مین لالان خون قبا کے تشریف لیگئے تھے
تشریف نہین لائے ملکہ مہرخ نے رو کر جواب دیا بی بی ہم رات بھر جاگے ہین تمہارے وارث کو انتہا
کا سمجھایا برائے شکار روانہ کردیا صنعت سحر ساز فسون ساز ایسی مکار و غدار کی آمد ہے خیال
ہوا ایسا نہو گرمی جنگ مین اُنکے دشمنون کو گرفتار کرلے پھر ہمارا کچھ زور نہ چلے گا ہم ایسے اگر ہزار دو ہزار
قتل ہو جائینگے جان نثاران دیگر مقابلہ کرینگے لڑائی کا خاتمہ نہوگا اگر انکے دشمنون پر کچھ گذر گئی پھر
صفوف فوج کا جمنا لشکر ظفر اثر کا ٹیڑا اُدھر بڑھنا دشوار ہوگا اسواسطے اُنکو ٹال دیا کسی طرح نجاتے تھے
بروقت رخصت مجھکو جوش رحم ہوا خدا اُنکو سلامت رکھے رحم دل ہین مجھکو سمجھانے لگے اپنے بزرگون کا
نام لیا کہ وہ سب تمہارے واسطے دعا کرتے ہونگے مین نے ضبط کرکے رخصت کیا یہ سُنکر ملکہ
مہ جبین بے اختیار رونے لگین عرض کی نانی امان آپ نے بہت مناسب کیا کیا کہون خبر فراق سُنکر
قلب تمام لٹ گیا کلیجہ پھٹ گیا جی چاہتا ہے فقیر بنکر ہمراہ رکاب سعادت انتساب رہون ہزارون جفائین
سہون لیکن فراق نصیب نہو قلب مین بار فراق اُٹھانے کی طاقت نہین رہی ایسے کلمات مصیبت
آیات کہکر بیقرار ہوکے زار زار مثل ابر نوبہار رونے مین یہ اشعار زیب النسا مخفی زبان پر جاری ہوئے نظم

ز شمع بخت خواہم نی مہر یکسان را	خواہم کشم بیک سو از دامان عنان را	تا چشم باز کردہ صحبت وجود عشق است
فرصت شمر غنیمت دیدار دوستان را	کر وصل گل بہ بلبل آسان شود میسر	صد خار بودہ باشد دریا چو باغبان را
خورشید حسن ہر جا طالع شود ز دل	سازد ز زرعت سنبل ترتیب سایبان را	تا چند با محنت بود دل توان جان را

یا سجود عاجزے کن بیدرد نا تواں را
آدر برون ز گوشت این پنبہ ہاے غفلت
نبود کنار دریا دریاے بیکران را

در چشم اہل بینش اصلا تفاوتے نیست
در درس نکتہ سنجان ج رکام کش زبان را
مخفی بہ دام محنت گشتم اسیر آخر

در فصل نوبہاران و در زنگ نوخزان را
در راہ عشق مجنون باید گذشت از جان
چون مرغ ناز پرورم گرده آشیان را

اُسوقت بارگاہ مین شور گریۂ وزاری بلند ہوا ملکہ لالان خونقبا بھی بارگاہ سے نکل آئین دیکھا ملکہ مہ جبین روری ہی لالان خون قبانے ہمشیرہ صاحبہ کیکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے پوچھا خیر تو ہی ملکہ مہ جبین نے فرمایا آپ محل مین جاکر آرام فرمائین شہریار برائے شکار تشریف لے گئے ہم برائے مقابلۂ ملکہ صنعت سحر ساز جاتے مین اگر زندہ پلٹے پھر آپ سے ملین گے ہمارے نام کے بھی سب دشمن ہین حضور بخوبی آگاہ ہین یہ سُنکر ملکہ لالان خون قبانے گھبرا کر کہا آپ سب صاحبون کی راے مین ہمکو کیا دخل ہی ہمتو بالکل بیکار محبوس ناچار ہین آپ سب صاحبون کے واسطے دعا کیا کرتے ہین خدا فتح ونصرت نصیب کرے ملکہ مہرخ نے سمجھا کر ملکہ لالان خونقبا کو محل مین پہونچایا ملکہ مہ جبین الماس پوش تخت پر سوار ہوئین ملکہ مہرخ نے پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا ایک جانب ملکہ زیور محمل نشین ولاہوت جادو واسرار جادو وملکہ باران مژہ بین گن ولرزان وزلزلہ وگلنار چشم وزیور چشم وغیرہ سب نے تخت شاہنشاہی گھیر لیا آمادۂ مرگ ومہیاے قضا طرف میدان کارزار کے روانہ ہوے عیاران لشکر اسلام لرزان وترسان مضطر وبیقرار بخوف ملکہ صنعت طرف صحرا کے نکل گئے صورتین بدلکر ٹھہرے دوسری جانب سے ملکہ حیرت جادو نے ٹیکرے کے اوپر تخت بچھوایا وزیر زادیان شاہزادیان گرد آنکر ٹھہرین فوج نے پشت پر صف آرائی کی انتظار آمد ملکہ صنعت سحر ساز مین سب طرف صحرا کے دیکھ رہے ہین خواجہ عمر بھی جنگل مین ایک گنوار کی شکل بنے ہوے دیکھ رہے ہین کہ یکایک صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا ملکہ صنعت سحر ساز تخت پر سوار پہلوے تخت مین طاؤس زرین بال اُسپر کاٹھی کسی ہوئی دوسرے پہلو مین اک اژدر آتش فشان اُسپر کاٹھرہ کسا ہوا اُسمین اسباب سحر گرد بارہ ہزار ساحران غدار لیکن سب سوار کوئی پیدل ہمراہ نہین ہی اسی خیال سے سوار ہمراہ کہ عیاران لشکر اسلام کسی کی شکل بنکر ہمراہ چلے آئین اب دھوکا نہ کھائین ایک جانب ملکہ ظلمات جادو دوسری جانب ملکہ گیسو کشا سب چاق وچوبند اسباب سحر سے آراستہ لباس حرب وضرب سے پیراستہ اسقدر جلدی صنعت لشکر کو لیکر پہونچی کہ آنکھین سب کی جھپک گئین بیچ مین میدان چھوڑ کر لشکر اپنا ایک جانب ٹھہرایا تخت سے اُتر کر گرد اِن بارہ ہزار سرداران کے حصار سحر درست کیا اس خیال سے کہ میدان کارزار مین جاؤن سردارون سے مقابلہ کرون اتنے عرصے مین ایسا نہو کوئی عیار مکار آکر شریک لشکر ہوجائے تا بہ مرگٹھ

پہونچنے ایسے ایسے صنعت نے انتظام کیے کہ عیارون کا قریب آنا نہایت دشوار ہے ظلمات و گیسو کشا کو نگہبان قرار دیا کہا خبردار ہم میدان کارزار مین جا کر مقابلہ کرینگے کوئی ساحر غیر آیند و روند راہ گیر وغیرہ کو اپنے لشکر کے قریب آنے نہ دینا ظلمات جادو و ملکہ گیسو کشا تو اس اہتمام مین مصروف ہین اُسنے اپنے طاؤس کو بڑھایا اول سامنے ملکہ حیرت جادو کے آئی سلام کیا عرض کی ای ملکۂ عالم و ای خاتون محل شاہنشاہ محترم اجازت میدان دیجیے حضور نے خبر سُنی کہ میان باغبان قدرت کو بھی مین نے گرفتار کیا جانور بنا کر زندان خانے مین چھوڑ آئی عیارون کے لیے بھی بخوبی انتظام ہوگیا ہم امیدوار ہین اب تلک کوئی عیار صاحب ہمارے لشکر مین برائے عیاری تشریف نہ لائے بڑے حیف کی بات ہے کہ عیاران اسلام کو تو بڑے بڑے دعوے تھے خواجہ عمرو کا قول ہے کہ ہم ہوا بنکر آسمان پر جاتے ہین قطرۂ آب بنکر زمین مین جذب ہوتے ہین لیکن ہمپر عیاری نہوئی دیکھا حضور نے کنیز نے کیا انتظام کیا ملکہ حیرت نے صنعت سحر ساز کی بہت تعریفین کین کہا ای صنعت حقیقت مین تونے ایسا انتظام کیا کہ کسی سے نہوسکے گا عرض کی کئی مرتبہ سامان کیسے بڑے بڑے دھوکے کھائے صاف ثابت ہوا عیارون کا انتظام واجب و لازم ہے سرداسب دیکھے بھالے ہین جب قصد کیا گرفتار کرلیا آج جانبازی کنیز کی ملاحظہ ہو حیرت نے کہا جاؤ تمکو خداوند لقا کے سپرد کیا صنعت نے طاؤس بڑھایا میدان کارزار مین آ کر نعرہ کیا ای فرقہ خداپرستان جسکو تمنائے مرگ ہو نکل کر مقابلہ کرے لیکن صنعت نے دیکھا صف لشکر پر اسد نامور نہین ہے سمجھ گئی کہین اسکو چھپایا ای صنعت چشم زدن مین پیدا کرلوگی پہلے ان سرکشون کی فکر واجب و لازم ہے جیسے ہی صنعت نے نعیب دی اول ملکہ سُرخ موے کاکل کشا حسین و رعنا اپنے طاؤس سے کودی سامنے تخت ملکہ مہ جبین کے حاضر ہوئی اجازت طلب کی ملکہ مہ جبین کو شدت گریہ سے کلام کرنے کا یارا نہ باقی تھا طرف آسمان کے اشارہ کیا یہ کنایہ تھا کہ خدا کے سپرد کیا وہ حافظ و نگہبان ہے اُسی کی قوت و توانائی پر اطمینان ہے ملکہ سُرخ موے کاکل کشا ملکہ مہرخ وغیرہ سے بغلگیر ہو کر شادان و فرحان طرف میدان کارزار کے روانہ ہوئی صنعت نے سُرخ مو کو جو آتے دیکھا آواز دی اے سُرخ موے کاکل کشا تونے مجھکو پہچانا منم ملکہ صنعت سحر ساز قوت بازوے شہنشاہ طلسم ہوش رُبا ای ملکہ سُرخ مو کیون اپنے کو دام مصیبت مین پھنساتی ہے اب میرے ہاتھ سے رہائی دشوار ہے عیارون کو کھیجا کہ عیاری کرین جنکے بھروسے پر سلطنت قرار پائی لڑکون کے گھروندے بنے مشیر وزیر قرار پائے ایک ہفتہ گذرا بہار کو گرفتار کرکے مین لے گئی خواجہ سلامت

ایک لمحہ بھر اپنے سردار کو قید نہ رہنے دیتے تھے اب کیا ہوا جو بہار کو رہا نہ کیا سرخ مو نے آواز دی کیا بیہودہ بکتی ہو اگر قضا ہی ہماری آچکی ہو تو بیت سر نمی پیچم زِ شمشیر حبیب ٭ ہرچہ آید بر سرِ من بالنصیب مرنے سے ڈرنا کیا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر اب ہم افراسیاب کی کیا اطاعت کرینگے جام بادۂ دین اسلام ملت بیضا سے مست ہین شکر ہی کہ یزدان پرست ہین یہ سنکر صنعت نے دکھلانے کو گولہ پھینکا سرخ مو نے کاٹا دو چار سحر ظاہری رد و بدل ہوے صنعت غصے مین جا پڑی وہ سحر کامل سکا یعنے یا ساحری کہکر زمین پر دو ہتڑ مارا سُرخ مو زمین پر گری بیہوش ہوئی ملکہ ظلمات نے بڑہکر قفس آہنی پیش کیا ملکہ سُرخ مو کو صنعت سحر ساز نے طائر بنا کر قفس مین بند کیا مثل طائر نو گرفتار قفس سحر مین یہ گلعذار تڑپی سر ٹکرانے لگی شاہزادہ خورشید زرین سحر واسطے مقابلے کے نکلا کیا تڑپ کے چمک کے صنعت پر گرا لیکن صنعت پر تاثیر نہوئی سحر آخر مین صنعت نے یہ اندھیر کیا شاہزادہ خورشید زرین سحر بھی لڑکھڑا کر گرا صنعت سحر ساز نے طائر بنا کر اسکو بھی قفس آہنی مین بند کیا ظلمات کے سپرد کیا استادان سخنور نے اس داستان حیرت بیان کو بصد شد و مد یون تحریر فرمایا ہی کہ آج دو پہر تک صنعت نے گیارہ سردار نامی و گرامی سحر کرکے گرفتار کیئے اسی طرح طائر بنائے سب قفس اپنے ہمراہ لیے بعد زوال نیر اعظم بصد کبر و نخوت ملکہ صنعت نے نعرہ کیا اے ملکہ مہرخ ایک ہفتے کی مہلت دیتی ہون سحر ما بدولت کا تم نے ملاحظہ کیا اندر اس ایک ہفتے کے آپس مین صلاح کر کے معرفت ملکہ حیرت خاتون شاہنشاہ عالیجاہ تدبیر صلاح کرو اگر اسکے خلاف ہوا ہجاہ و جلال خداوندی ابکی مرتبہ آکر اگر کل کا ہی حال نہ کیا تو مجھکو ملکہ صنعت سحر ساز نہ کہنا یہ کہکر باگ کو منعطف کیا اپنے لشکر مین آکر ملی تخت اُڑاتی ہوئی جاہ و جلال دکھاتی ہوتی کلمات کبر و نخوت زبان پر بصد کر و فر طرف مرگھٹ کے روانہ ہوئی مہتر برق و چالاک وغیرہ چھپے مسافر بنکے قصد ہوا اسکے لشکر مین ملجائین ڈرا و پرا ہے کو ہونچائین وہان جاکر عیاری کرین اپنے سرداران ذی وقار کو قید سے چھڑائین لیکن ملکہ صنعت سحر ساز نشت دہلو سے ہوشیار دور سے دیکھا کہ ایک مسافر آتا ہو آواز دی اد آنے والے سایہ مین ہمارے لشکر کے نہ آنا یہ کہکے گولہ اٹھایا کہا او مسافر سامنے سے ہٹ جا اپنی جان کو بچا ورنہ گولہ پڑتا ہی تجھ ایسے دس ہزار مار ڈالونگی کوئی دامنگیر نہوگا منم ملکہ صنعت سحر ساز وزیر اعظم افراسیاب سرکوب مسلمانان آخر بیچارہ برق فرنگی بھاگا درۂ کوہ مین چالاک جانسوز و ضرغام موجود تھے اُنسے حال کہا چالاک نے کہا مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہو بھائی اب کیونکر عیاری کرین وہ ملعونہ تو اپنے قریب نہین آنے دیتی برق نے کہا اے مہتر والا گہر اول مین استاد نے اس قدر عیار بان سے کہین کر دہ ہوشیار ہوگئی اب اسکو اپنا سایہ بھی عیار معلوم ہوتا ہی ہمزاد کی قربت

بھی نہین چاہتی یہ باتین کر رہے تھے کہ اسی درۂ کوہ کے سامنے سے لشکر صنعت گزرا جانسوز و ضرغام نے اپنی آنکھون سے دیکھا کئی ماہ فر صنعت نے سحر کرکے قتل کیے جو سامنے آگیا اُسکو گولہ مارا دور تک عیارون نے پیچھا کیا لیکن صنعت کو غافل نہ پایا حیران و پریشان دیکھا کیے صنعت نے اندر حصار سحر کے داخلہ کیا زندانِ مصیبت مین سرداران مذکور کو بند کیا عیار روتے پیٹتے پلٹے لشکر مین آئے تمام کیفیت مہرخ سے بیان کی خواجہ نے کہا حصار سحر مین جانا بہت مشکل ہی چالاک نے کہا کل انشاء اللہ اندر حصار کے جاکر صنعت کو مار ڈالین گے یہ کہکر چالاک و برق و جانسوز و ضرغام شیر دل آپس مین صلاح کرکے واسطے عیاری کے روانہ ہوتے ہین ذکر عیاری چالاک و خواجہ عمرو و مہتر قران انشاء اللہ جلد ششم مین تحریر کرونگا حصۂ دوم جلد پنجم کو اس مقام پر تمام کیا الحمد للہ کہ یہ کیفیت انجام ہوا

اشعارِ مصنف بہ مضمون ختم حصۂ دوم جلد پنجم و نشان آغاز جلد ششم

قلم شکرِ خلاقِ کون مکان
منور کن بزم قصر زمین
ہون آگاہ اِس بات سے ناظرین
ہو واضح کہ اس جلد پنجم کے بعد
فلک در پئے ظلم بیکار ہی
نکلتے ہین عیار بھی فکر مین
کمیت قلم کی ہین طراریان
کہ کھل جائینگے حجرہ ہاے بلا
یہی صاف تقدیر کا پھیر ہی
عدو سرکشی پر ہی لے اسکو ٹوک
نہ شاعر ہون مین اور نہ نثار ہون
خطا بر خطا آکے غالب ہوئی

نگارندۂ جزو نہ آسمان
بتائید و لطفِ جہان آفرین
یہ ہی حصۂ دیگر پنجمین
ہوا مہر مضمون نو کا طلوع
کہ صنعت سے دربیش بیکار ہی
کیے خوب صنعت نے سامانِ سحر
عمرو کی ہون تحریر عیاریان
عنایت پر اُسکی رہے دل غنی
کہ تاریک کا سحر اندھیر ہی
ہر اک سے ہی یہ التماس اے قمر
حقیر و ذلیل و گنہگار ہون
بشر ہون بشر ہون بشر ہون بشر

فروزندۂ شمع مہر مبین
ہوئی ختم جلد فصاحت قرین
بروزِ سعید و بہ اوقات سعد
چھٹی جلد کی اس جگہ سے شروع
ہین سردار مہرخ اسی ذکر مین
بنے قصر افسون و ایوان سحر
در بدعت و ظلم وا ہوئے گا
کہ مشعل بھی دکھلائیگا روشنی
قلم توسن کلک کی باگ روک
چھپائین مرے عیب کو سر بسر
مری عیب پوشی مناسب ہوئی
خطا یم بہ پوشند اہل ہنر

الحمد للہ کہ حصۂ دوم جلد پنجم کا بعون اللہ تعالیٰ تمام ہوا

واضح رائے ناظرین والامقام ومشتاقانِ خوش انجام ہو کہ یہ حصۂ دوم جلد پنجم اس مقام پر ختم ہوا کہ لشکر
ظفر اثر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان کوہ عقیق گلزار سلیمانی
پر بمقابلہ لقائے بے بقا فروکش ہے لقا نے نامہ برائے طلب مدد بسمت افراسیاب روانہ کیا ہے
ابھی کوئی ساحر افراسیاب نے نہین بھیجا نقد روح وروان قاسم عالیشان ایرج نوجوان مع ملکہ
انجم ماہ رخسار و ملکہ شیشہ می نوش وشاہزادۂ صیقل آئینہ دار مع فوج بشمار سمت ہوش رُبا
روانہ ہوے ہین پہونچنا اُنکا بھی گوش گذار ہوگا اور طلسم ہوش رُبا مین ہنگامۂ عظیم برپا ہے یعنے ملکہ صنعت
سحر ساز نے مرگھٹ پر سحر سے ایک مکان عالیشان بنایا ہے چند سرداران مہرخ قید کر چکی ہے ہفتے کی
مہلت دی ہے چالاک وجانسوز وضرغام وبرق فکر عیاری مین چل چکے ہین کہ جا کر کسی تدبیر
سے اندر حصار سحر کے پہونچین سرداران نامی کو رہا کرین افراسیاب جادو باغ سیب مین داخل
ہے صنعت کو نامہ لکھکر بھیجا ہے کہ قتل وغارت مسلمانان مین تمکو اختیار ہے ما بدولت بھی وقت پر آئینگے
صنعت سحر ساز نے سرداران نامی وگرامی کو ملکہ مہرُخ کے قید کیا ہے اول عیاری مہتر برق و
چالاک وجانسوز وضرغام مردہ بنکے اندر حصار سحر کے پہونچنا آخرین پہچانے جانا اور گرفتاری
عیاران مذکور پھر بڑی دھوم سے عیاری خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کی دولھا بنکے برات لیکر بشکل
فرزند تاجدار جادو ناظم طلسم ہوش رُبا جانا اندر حصار سحر صنعت سحر ساز کے اور ہمراہ ہونا
مہتر قران کا بشکل سر فروش جادو پہونچنا تا بہ قصر ملکہ صنعت حیلے سے نذر دینے کے اور قتل کرنا
ملکہ صنعت سحر ساز کو رہائی جملہ سرداران اور جنگ عظیم برپا ہونا بعد اسکے حجرہ بلائے اول کا
کھلنا اور آمد مشعل جادو وعیاری خواجہ عمرو وسحر کوکب اور لڑنا مشعل جادو کا اور
روح قبض ہونا جملہ سرداروں کی وعیاری خواجہ عمرو وذکر قتل مشعل جادو وذکر بربادی کنیزان سامری
بر سر کوہ زبرجدی متعلق آفات چہار دست وذکر آمد نیرنگ گیر تنگ برادران وحیرت و
سوسن زبان دراز دایۂ ملکہ حیرت وعیاری خواجہ عمرو وآمد ملکہ تاریک صورت کش ودیگر
حالات حجرہ ہاے بلاد وجنگ ایرج کہ سمت طلسم ہوش رُبا چلے ہین ونیز حالات جنگ صاحبقرانی ملن
وساحران افراسیاب لشکر زمرد شاہ باختری ودیگر حالات جلد ششم ہوش رُبا بشرط
حیات انشاء اللہ تعالیٰ لفظاً لفظاً تحریر ہونگے حالات حجرہ ہاے بلاد ودیگر داستانہاے دلچسپ رنگین
اس جلد ششم کی لائق ملاحظہ ناظرین والاتمکین ہونگی حقیر سراپا تقصیر اسکے شایع ہونے مین بہت
جلدی کر رہا ہے البتہ بعض امورات جو اختیار راقم سے باہر ہین اُن مین مجبور و ناچار ہے لیکن بہت جلد

انشاء اللہ تا بہ جلد ہفتم تحریر کرکے ملاحظہ مشتاقان والا مقام مین پیش کریگا یہ بھی واضح رہے کہ اس زمانے مین بعد سال بھر کے قلعہ تحت الشعاع مین جہان کا حاکم زال جادو ہوا ایک جلسہ ہوتا ہی تمام ساحران نامی و نامور طلسم ہوش ربا کے قلعۂ مذکور پر جا کر جمع ہوئے ہین زال نے افراسیاب کو بھی نامہ لکھا ہی کہ اس سال شاہنشاہ بھی تشریف لائین بمقدمۂ مشعل جادو حاکم حجرہ بلاے اول ایک انجمن مشاورت منعقد ہوگی شروط کھولنے حجرہ بلاکے آپ سے عرض کرونگا اگر ان شرائط کو بجا لائیے گا ضرور مشعل جادو پہلو نشین سامری جو دو برس سے محبت سامری و جمشید مین ایک حجرہ بنا کر جس مین اپنے کو دفن کرا چکا ہو تشریف لائیے گا پس اُسکا آنا باعث افتخار بادشاہ طلسم ہوش رُبا ہوگا ان مضامین خجستہ آئین کا ناظرین کو خیال ہے کہ کل مقدمات کو انشاء اللہ بشرط حیات جلد ششم مین لفظاً لفظاً تحریر کرونگا فقط والسلام والاکرام

قطعہ تاریخ مصنف جلد پنجم طلسم ہوش رُبا

طبع گشتہ چو نسخہ بے مثل
متفکر شدم چو در دل خود

واقع تاریخ و فکر و حزن و ملال
ای قمر من برای مصرع سال

نظم این رنگ نظم فردوسی
این ندا آمد از لب احباب

نثر این بہ ز بوستان خیال
گلشن سخنوران علم و کمال

قطعہ تاریخ چکیدۂ کلک جواہر سلک جناب نواب میرزا محمد علی خان صاحب نبیرۂ نواب آصف الدولہ بہادر مرحوم و مغفور نور اللہ مرقدہ متخلص بہ محمد

حبذا ای کاشف رمز طلسم دلکشا
خوش بیان و خوش کلام و خوش خصال و خوش سیر
جب بیان ہوتا ہی یہ فسانۂ فرحت فزا
فکر سال عیسوی دل مین ہوئی المختصر

مرحبا منشی لقب احمد حسین نامور
واہ کیا تصنیف کی ہی یہ کتاب لاجواب
ہوش مین بیہوش آئے ہین یہ طرفہ ہی ادا
ای محمد لکھدیا یہ مصرعۂ تاریخ طبع

داستان گوئے امیر حمزہ صاحبقران
جمع ہین جسمین مضامین خیالی سربسر
طبع جب ہونے لگی یہ داستانی بوستان
پاک ہی جور خزان سے یہ گلستان قمر
۱۸۹۱ع

قطعہ تاریخ ایضاً جناب نواب صاحب ممدوح

طبع چون شد طلسم ہوش رُبا
شدہ مطبوع طبع اہل مذاق
منشی فکر با بہ سال نوشت
شاہد فکر و شہرۂ آفاق
۱۳۰۸ھ

قطعہ تاریخ دوست صادق محب واثق جناب سلطان علی خان صاحب متخلص بہ حشر شاگرد جناب سید ضامن علی صاحب متخلص بہ جلال

ہو جاتے مین گم ہوش بشر کے اسے سُنکر
ہاتھون مین بصد شوق لیے نقد دل و جان
غش ہوتے ہین حساد بھی اس طرز بیان پر
تاریخ کی تھی فکر کہ ہاتف نے پکارا

بیجا نہین نام اسکا اگر ہوش رُبا ہی
ہر فرد بشر اسکا خریدار ہوا ہی
یہ طرز بیان سحر ہی اعجاز ہی کیا ہی
کیا ہوش رُبا شہرۂ آفاق لکھا ہی
۱۳۰۸ھ

قطعہ تاریخ ریختۂ کلک گہر سلک شاعر نازک خیال شیوین سعادت پناہ نجابت دستگاہ صاحب توقیر جناب میر علی جعفر صاحب متخلص بہ کثیر

احمد حسین منشی ذی اقتدار ہین — لکھا طلسم ہوش ربا عاشقانہ ہے
یکتا ہین نظم و نثر کے فن مین وہ خوش بیان — عالم مین اُنکی مدح و ثنا غائبانہ ہے
سعدی و انوری و ظہوری کا ہے یہ قول — اس رنگ خاص مین تو قلم اب یگانہ ہے
حاسد کی مد آہ سے طبع روان ہو تیز — انکے سمند فکر کو یہ تازیانہ ہے
دفتر نہین جواہر مضمون کا ہے یہ گنج — قارون کی کب بساط مین ایسا خزانہ ہے
شیرانہ ہے اسد کی لڑائی کسی جگہ — بالکل کہین یہ سحر کا سب کارخانہ ہے
آمد ہے اس طرح کہین افراسیاب کی — جادو کا تخت دوش صبا پر روانہ ہے
نازان ہے اپنی چادر نیلی پہ چرخ پیر — باران ہفت رنگ کا اک شامیانہ ہے
آمد کہین ہے کوکب روشن ضمیر کی — بُران سحر سازی کے فن مین یگانہ ہے
عیاریان عمرو کی دکھاتی ہین فطرتین — ساحر بھی تیر مکر کا انکے نشانہ ہے
یون فکر طبع سال مین دل نے کہا کثیر — اب تو جہان مین ہوش ربا یہ فسانہ ہے

۱۳۰۸

قطعہ تاریخ جناب منشی لچھمن پرشاد صاحب متخلص بہ صدر

کیا ہے اسکو جناب قمر نے خوب رقم — طلسم ہوش ربا ہے طلسم ہوش ربا
یہ کلک صدر نے تاریخ طبع کی لکھی — جدید خوب چھپا ہے طلسم ہوش ربا

قطعہ تاریخ جناب منشی بھگوتی پرشاد صاحب متخلص بہ روشن

رقم نمود چہ خوش داستان جناب قمر — بہ نثر اہل کمال است و خوش بیان شاعر
ز روے بام فلک ای روشن ندا آمد — طلسم ہوش ربا طبع شد بہ دنیا در

تقریظ ریختۂ کلک جواہر سلک جناب منشی متھرا پرشاد صاحب متخلص بہ فہم شعر

تماشا دیکھیے مدت سے جس یوسف کا شہرہ تھا — وہ مضمون بنکے آج آیا ہے بازار معانی مین

تفسیر خوانان مصحف تہذیب اخلاق و سبحہ گردان تسبیح رفق و وفاق کدھر ہین ادھر آئین چشم انصاف بین مین جواہر شناسی کی عینک لگائین دیکھین آج تجلی گاہ معانی و شبستان سخندانی کس شمع جہان افروز و شعلۂ تاریکی سوز سے بعینہ طور پر نور کلیم اللہ ہے۔ وادی ایمن بلند پروازی و سیناے انشا پردازی کس آتش افروز جمال نازک خیالی تجلی بخش شمع شیرین مقالی کی تجلی گاہ ہے۔ واہ واہ کیا قدرت رب قدیر ہے کہ

دبیر عطارد نظیر نے اعجاز فکر سے اپنے ہاتھ کو ید بیضا بنایا شاخ قلم کو شاخ نخل طور کے قلم سے بڑھایا ہی۔ نقاط گل شمع میدان کا چراغ گل کرتے ہین آندھی پائے جاتے ہین۔ حروف زبان قلم سے نکلکر صفحۂ قرطاس پر آتے آتے کاف و نون بنجاتے ہین خامۂ معجز بیان عصاے حضرت موسی کا اعجاز دکھاتا ہی سطور عبارت کو اژدرہاے کلیم اللہ کی صورت بناتا ہی یہ آواز قرأت زبان قاری سے نکلکر بانگ لن ترانی کومات کرتی ہی۔ صداے مرحبا لب سامع پر نداے ارنی کا بہروپ بھرتی ہی پیشانی قرطاس پر الف اللہ ہی یا وادی ایمن مین شمع میدان۔ عبارت مین حروف مد ورہین یا حضرت موسیٰ کی چشم حیران سبحان اللہ کیا کتاب لاجواب و نسخۂ انتخاب ہی جسکی خوبی کا ڈنکا استاذۂ ماضی کو آغوش لحد مین سونے نہین دیتا حروف ہین یا آئینۂ حلب نازک خیالی الفاظ ہین یا لعل یمن رنگین مقالی جلے لآلی فصاحت کے عدن۔ فقرے غزالان مطالب کے ختن مصرع گلہاے متانت کے گلزار۔ اشعار مشک ذہانت کے تاتار سطور تیغ جادو نگاری کی اصفہان ہی بحور حسینان مضمون آفرین کے مقابل پریستان ہی۔ آفرین منشی آسمان شیرین بیانی۔ سردفتر جریدۂ سخندانی صاحب فضل و ہنر جناب منشی احمد حسین قمر جنھون نے اس قصۂ عجیب و غریب بحر ناپیدا کنار کو کوزۂ ترتیب و تنظیم مین بند کرکے سحر سازان مضامین آفرین کو کرشمۂ لیاقت دکھایا بارک اللہ کیا نسخۂ جواہر نگار ہی یا مصحف رخسار حسینان صحیفۂ نادر روزگار ہی یا رحل نظر کا فران۔ ہر حرف نقش و نگار گلستان پر حرف رکھکر نقش فروغ جگا نیوالا۔ ہر نقطہ خال روے حسینان کو بے نقط شاکر اپنی خوبی کو نقطۂ انتخاب بنانے والا جلے جلہ محاسن نثاری کا آئینہ بنکر عبارت جلالی کو درست کرنے والے فقرے کل خوبیون پر نازان ہوکر فقرات واعظ پر فقرے چست کرنے والے نثر کی صفت مین نثراے فلک عاری۔ نظم معلےٰ پر نظم پروین ہزار جان سے واری مصرعے مصراع ہلالی کو گرد کرنیوالے اشعار مطلع خورشید کا رنگ زرد کرنے والے۔ بندون کی ردیف مین زبان عطارد بند۔ رباعیان مصنف رباعی اربعۂ عناصر کو دل پسند۔ قافیہ ناہید و خورشید کا قافیہ تنگ کرنے مین برق۔ ردیفون کو چمکنے مین خورشید کی طرح دعواے انا الشرق ہی۔ اب ہم اس تقریظ کو ختم کرکے دعا کرتے ہین کہ رب معبود واجب الوجود اس کتاب کو سرمۂ چشم اہل فن اور اسکی ہر جلد کو ہم شیرازۂ جلد زبان اہل سخن بناکے مصنف نازک خیال و ناشر ناصری مثال کو صلۂ خیالات عمیم و اجر کوشش ترتیب و تنظیم دے

آمین ثم آمین

خاتمۃ الطبع از طرف مصنف شعر

جگر کی آگ بجھے جلد جس سے وہ شعلا
لگا لے برف مین ساقی صراحی مولا

اس حقیر ہیچمدان کی نثر خوانی وداستان سرائی تمام شہر مین زبان زد خاص و عام ہورہی ہی تمام رئیسان عظام وشاہزادگان والامقام بہ عنایت رب الانام بہ تعریف تمام ماہر ہین اس نیاز مند نے بعنایت رب اکبر بعبارت سلیس واشعار نفیس انشا پردازی کے ساتھ اس حصۂ دوم کو لکھا اب یہ خوشہ چین نثاران ناظرین باتمکین سے امیدوار ہی کہ میری خطائین دامن لطف سے چھپا کر قلم اصلاح سے درست فرمائین

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

بخدمت ارباب ذوق وشوق التماس ہی کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران ایک عجیب داستان ہر دل عزیز اور ضخیم ہی جسکے معائنہ کا ایک عالم مشتاق تھا مگر بوجہ نایابی کے علی العموم ہر شخص اسکے مطالعہ سے محروم ومغموم تھا۔ کارخانہ نے اس امر بزرگ کا انصرام اپنے ذمہ لے لیا اور اس پوری داستان کے ترجمہ وطبع کا انتظام کر لیا اس داستان عظیم الشان کے آٹھ دفتر ہین دفتر اول نوشیروان نامہ دو جلد مین دفتر دوم کوچک باختر ایک جلد مین دفتر سوم بالا باختر ایک جلد مین دفتر چہارم ایرج نامہ دو جلد مین دفتر پنجم طلسم ہوش رُبا سات جلد مین دفتر ششم صندلی نامہ ایک جلد مین دفتر ہفتم تورج نامہ دو جلد مین دفتر ہشتم لعل نامہ ایک جلد مین منجملہ انکے نوشیروان نامہ جلد اول اور کوچک باختر اور ایرج نامہ جلد اول چھپکر تیار ہی اور برابر فروخت ہورہا ہی۔ اور نوشیروان نامہ جلد دوم اور بالا باختر اور ایرج نامہ جلد دوم قریب الاختتام ہی اور باقی ہر سہ دفتر صندلی نامہ وتورج نامہ ولعل نامہ کے بھی ترجمہ ہونے کا اہتمام ہورہا ہی۔ اور دفتر پنجم طلسم ہوش رُبا کی ساتون جلدین جنکی اول چار جلد کا ترجمہ ماہر ہمہ دان منشی محمد حسین جاہ مرحوم نے اور آخری تین جلد کا ترجمہ۔ استاد داستانگویان منشی احمد حسین قمر مرحوم نے از جانب مطبع فرمایا تھا۔ داستان کے ذوق سلیم سے تھوڑے ہی عرصہ مین ہاتھون ہاتھ فروخت ہوگئین اور نوبت طبع چہارم کی آئی چنانچہ طلسم ہوش رُبا کی جلد پنجم کا یہ حصۂ دوم مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین حسب ایمائے مالکان مطبع و باہتمام کیسریداس سکسینہ سپرنٹنڈنٹ بار چہارم بماہ مارچ ۱۹۳۱ء طبع ہوکر پسند عالم ہوا

لبرٹی آرٹ پریس (پردوپرائٹرز مکتبہ جامعہ لمیٹڈ) دریا گنج نئی دلی 110002